UNIVERSAL
LIBRARY
OU_188525
UNIVERSAL
LIBRARY

188525

954.92 R Q, U1006
ن ـ ت ـ و

نجم الغنی

تاریخ راجگان ہند

OUP—557—13-7-71—3,000.

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ٩٥٤٫٤٢ Accession No. ١١٥٥٤٨

Author نجم الغنی خان

Title تاریخ راجگان ہند (مودم) بروایت راجپوتان

This book should be returned on or before the date last marked below.

Checked 1975

تاریخ راجگان ہند

موسوم بہ

وقائع راجستان

جسمیں جملہ ہند اقوام وملل خصوصاً قوم راجپوت اور اُسکی مختلف شاخوں کا مفصل ومستند بیان از ابتدا تا انتہا موجود ہو۔ یہ ایک آئینہ ہی جس میں اُن غیور قوموں کی سچی تصویریں نظر آتی ہیں جو بیرونجات سے آئیں۔ اصل باشندگان ہند کو مغلوب کرکے طراع ملک پر قابض ہوئیں۔ اور ہندوستان میں راجپوت کہلانے لگیں۔ ان اقوام کے بعد مسلمانوں کا آنا۔ اُنکے اقبال وزوال کے حالات۔ پھر اُنکے بعد انگریزی حکومت کا قائم ہونا وغیرہ تا زمانہ حال بیان کیا گیا ہی۔ رزم بزم۔ جدال وقتال۔ روایات یوم حالات تاریخی وجغرافیائی وغیرہ کا یہ کتاب بیش بہا مرقع ہی۔ اور پھر خوبی یہ ہی کہ فاضل ومحقق مؤلف نے مسٹر ٹاڈ وبگر مورخین کی تمام غلطبیانیوں کی تردید واصلاح نہایت شرح وبسط اور دلائل وثبوت کے ساتھ فرمائی ہی۔ اس نظیر کتاب کا ماتحت ریاست عالیہ رامپور کا بیش بہا کتب خانہ ہی۔

من تالیف لطیف فاضل اجل محقق بیدل مورخ بے مثیل صاحب کتب کثیرہ الخ

مولوی حکیم محمد نجم الغنی خاں صاحب رام پوری

باہتمام خواجہ اسد پرنٹر پبلشر

ہمیشہ رہے نام اللہ کا جسکے کرم سے یہ کام ہوا

۱۹۲۰ء

Checked 1978

سوانح عمری مؤلف

مولوی نجم الغنی خان کی ولادت شہر رام پور ملک روہیلکھنڈ مین دسوین ربیع الاول ۱۲۷۶ھ ہجری مطابق ۸ ماہ اکتوبر ۱۸۵۹ء کو ظہور مین آئی محمد نجم الغنی نام سے سنہ ولادت حاصل ہوتا ہے۔ انکا خاندان اس شہر کے اہل علم مین سے ہے انکے والد مولوی عبدالغنی خان نے علم معقول و منقول کی پوری تحصیل کی ۱۲۶۳ھ مین وہ ریاست اودیپور ملک میواڑ مین گئے اور وہان تیئس سال سے زیادہ عرصے تک مختلف معزز عہدون پر ممتاز رہے آخر مین ریاست اودیپور نے پنشن مقرر کرکے انھین وطن کو رخصت کیا۔ ۲ اپریل ۱۸۹۹ء کو انتقال کر گئے۔

مولوی نجم الغنی خان کی والدہ روزی خان مشہور روہیلہ سردار کی پوتی تھین حکیم محمد اعظم خان مشہور مصنف کتب طبیہ انکے بھائی تھے۔ مولوی نجم الغنی خان اوائل عمر مین اپنے پدر بزرگوار کے پاس اودیپور چلے گئے وہان فارسی و عربی کی کتب ابتدائی کا مطالعہ کیا ۱۲۷۳ھ ہجری کو رامپور واپس آئے اور یہان رہ کر متعدد علماے متبحر سے تحصیل علم کی فلسفۂ قدیمہ مولوی عبدالحق صاحب خیرآبادی سے سیکھا اور علم ادب عربی مولوی محمد طیب صاحب ادیب ملی سے حاصل کیا۔ مولوی نجم الغنی خان نے فن طب یونانی کی کتابین اپنے ماموں حکیم محمد اعظم خان اور دوسرے اطبا سے پڑھکر مطب کیا محمد نجم الغنی خان چند اہل ہمت اصحاب سے ہین جنھون نے اپنی ذاتی کوشش سے مدارج کمال پر عروج کیا اور متعدد کارآمد تصانیف کی وجہ سے کس پرسی کی حالت سے نکلکر مشاہیر مین شامل ہوئے یکم نومبر ۱۹۰۱ء سے وہ اودیپور ملک میواڑ کے ہائی اسکول کے ہیڈ مولوی مقرر ہوئے اور ۱۹۲۴ء سے اس عہدے سے سبکدوش ہوے ۱۸۹۳ء کو اُنکے ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام شمس الغنی ہے۔ شمس الغنی خان نے ۱۹۰۱ء مین میٹریکولیشن کا امتحان پاس کیا اور ۱۹۱۳ء مین اندرکے ہلکر کالج سے ایف۔ اے کے امتحان مین شریک ہوکر کامیاب ہوئے ۱۹۱۷ء مین ریاست رام پور کے ہائی اسکول سے ماسٹری کی حالت مین یونیورسٹی الہ آباد کے امتحان بی۔ اے مین پرائیوٹ امیدوار کی حیثیت سے شرکت کی اور سکنڈ ڈویزن مین کامیاب ہوئے پھر سنبھل کے ہائی اسکول کے سکنڈ ماسٹر مقرر ہوئے پھر اودیپور کی ریاست نے اپنے کالج کا پرنسپل پروفیسر کرکے بلا لیا پھر بارہ بنکی اور کھیری کے ضلعون مین سب ڈپٹی انسپکٹر مدارس رہے اور یہین سے الہ آباد کے ٹریننگ کالج مین شریک ہوکر ایل ٹی کے امتحان مین اول ڈویزن مین اول نمبر پر کامیاب ہوئے اسکے بعد اورئی کے ہائی اسکول کے اسسٹنٹ ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے یہان سے علیگڈھ کی اسلامیہ یونیورسٹی نے اپنے ان کے ٹریننگ کالج کے پروفیسر کے عہدے پر بلا لیا یہان سے گورنمنٹ نارمل اسکول اجمیر کی ہیڈ ماسٹری کے عہدے پر بلائے گئے اور انکی کوشش سے وہ ٹریننگ کے قریب ترقی کر گیا۔

مولوی نجم الغنی خان نے اپنے وطن کے سرکاری کتب خانے کی مدد سے وہ وہ معرکہ آرا کتابین لکھین جو اہل علم مین قبولیت کا شرف حاصل کرنے مین کامیاب ہوئین اور ایک ایک مضمون پر بار بار کئی کئی کتابین لکھکر چھپوائین مثلاً

(۱) خواص الادویہ فن مفردات طب مین دوبارہ اضافہ ہوکر خزانۃ الادویہ نام پر چھپی تیسری بار خزائن الادویہ کے نام سے آخری مکمل کتاب ہے (۲) راجپوتون کے حالات مین تاریخ ایکبار کا رنامہ راجپوتان کے نام سے چھپی دوسری بار تاریخ راجپوتانہ کے نام سے تیسری بار وقائع راجستان کے نام سے یہ آخری سب سے مکمل کتاب ہے (۳) مذاہب الاسلام کبھی تاریخ مذاہب الاسلام کے نام سے بھی چھپی (۴) تاریخ اودھ (۵) تاریخ روہیلہ موسوم بہ اخبار الصنادید (۶) تعلیم الایمان شرح فقہ اکبر (۷) تہذیب العقائد شرح عقائد نسفی (۸) مزیل الغوشی شرح اصول شاشی (۹) شرح سراجی فن فرائض مین (۱۰) نہج الادب صرف ونحو قواعد فارسی وتحقیقات السنہ مین یہ فارسی زبان مین ہے (۱۱) قرابادین نجم الغنی (۱۲) سلک الجواہر فی احوال البواہر یہ اسماعیلیہ بوہرون کی تاریخ ہے ایک بار عقود الجواہر فی احوال البواھر کے نام سے چھپی ہے (۱۳) تذکرۃ السالوک فلسفۂ تصوف مین (۱۴) منتہی القواعد عرف قواعد حامدی صرف ونحو فارسی مین (۱۵) شرح چہل کاف (۱۶) بحر الفصاحت یہ کتاب علم معانی وبیان وبدیع وعروض وقافیہ کے بیان مین ہے اور پنجاب یونیورسٹی کے اردو فاضل کے کورس مین داخل ہے (۱۷) مفتاح البلاغت یہ انتخاب ہے بحر الفصاحت کا (۱۸) معیار الافکار یہ فن منطق مین فارسی زبان مین ہے (۱۹) رسالہ نجم الغنی یہ انتخاب ہے نہج الادب کا (۲۰) مفتاح المطالب یہ آیات قرآنی سے فال نکالنے کا رسالہ ہے (۲۱) تسہیل اللغات یہ ضخیم کتاب غیر مطبوعہ ہے

نوٹ:- اصول فقہ اور علم معانی داخل کورس اردو کا اول جامہ پہنانے والے یہی ہین۔

فہرست مضامین تاریخ راجگان ہند موسوم بہ تاریخ راجستان جلد اول

مضمون	صفحہ
سوانحعمری مولف	ابتدائی صفحہ
دیباچہ۔	۱
فن تاریخ کے فائدے۔	″
نتیجۂ تاریخ۔	۲
بنیاد تاریخ۔	″
جغرافیہ (۱) حسابی یا ماضی (۲) ظہوری (۳) ہیئتی	۳
ضروری گذارش۔	″
ہندوستان کے اصلی باشندے	۴
ہندوستان میں باہر سے آنیوالی قومیں جنہوں نے	۵
آریہ۔	۶
تک شک یا تاک۔	۱۰
ستیہین۔	۱۳
راجپوت قوم کا ستیہین سے تعلق	۱۵
جاٹ	۱۸
ہندو نین گروہ یا ہندو کا عہد اور انکی تفریق	۲۲
ہندو نکا چار ورنا تومیں تقسیم ہونا۔	۲۴
ہندو کی وجہ تسمیہ۔	۲۷
سکندر کا حملہ ہند و پنجہ۔	۲۸
مسلمانون کے ہندوستان پر حملے	۲۹
ہندوستان میں اسلامی شاہنشاہی قائم ہونا	۳۰
ہندو فرمانروا ؤن کے خاندانوں کی اصلیت۔	۳۵
راجپوت اور انکے خاندان۔	۳۶
سورج بنسی اور چندر بنسی کی اصلیت	۳۹
راجپوتونکی نسلیں	۴۰
سورج بنسی خاندانون کی تفصیل	″

مضمون	صفحہ
(۱) گہلوت	۴۰
(۲) سیسودیہ نسل۔	″
(۳) کچھواہہ۔	۴۳
(۴) راٹھور۔	″
چندر بنسی خاندانونکی تفصیل۔	۴۵
یادو	″
آگنی کل	۴۸
پرمار یا نوار	۴۹
پرماروں کی ۳۵ ساکھا۔	۵۱
چوہان۔	۵۲
نسب نامہ خاندان چوہان۔	۵۵
دہلی کے وہ مینار جو چوہانونکی یاد گار ہیں	۵۸
شاخہائے چوہان	۶۲
چوہانون کی ۲۴ شاخین۔	۶۳
مسلمان چوہان۔	″
چالکک یا سولنکھی۔	۶۴
پرہار یا پرہار۔	۶۶
متفرق راجپوت قومین۔	۶۷
تنور۔	″
چاورا یا چورا۔	″
جھالا۔ مکوانہ۔	۶۸
گوڑ۔	۶۹
کاٹی۔	″
ہون۔	۷۰
بالا۔	″

مضمون	صفحہ
چوتوہ یا کچری۔	″
کوہل۔	۷۱
ڈوڈیہ۔	″
چندیلہ	″
گہیروال یا بندیلہ	۷۲
بڑگوجر۔	″
سنگار۔	۷۳
سکروال۔	″
بکیس	″
داہیہ۔	″
جوہیہ یا جوئیہ۔	″
موہل	۷۴
داہریہ	″
داہمہ	۷۷
سیرویا سارس پیسہ	″
سلار	″
دابی۔	۷۸
نکمپہ۔	″
راجپالی۔	″
راجپوت نسلون کی کل تعداد۔	″
فہرست اقوام زراعت پیشہ وجوپان۔	″
فہرست ۸۴ اقوام تجارت پیشہ۔	″
ساکھا کا مطلب۔	۷۹
راجپوتون مین مستشینی کا قاعدہ	″
سردار یا جاگیردار۔	″

مضمون	صفحہ
راجپوتانہ کی وجہ تسمیہ۔	۸۱
حدود راجپوتانہ۔	″
جغرافیہ راجپوتانہ	۸۲
قلعجات۔	″
راجپوتانہ کے پہاڑ اور زمینوں کی کیفیت	″
کوہ آبو	۸۷
راجپوتانہ کا ریگستان	۸۸
سانبھر کی جھیل۔	۸۹
تالاب۔	۹۰
ندیان۔	″
کاٹی سندھ۔	۹۲
ماہی۔	″
آہو۔	″
امجار	″
نے وج۔	″
نیج۔	۹۳
پارجی مغربی۔	″
بناس مشرقی۔	″
بیرس یا بیرج۔	″
کمبھیر۔	۹۴
بان گنگا یا اٹنگن	″
ساگرمتی۔	″
سرستی۔	″
لونی	″
سابرمتی۔	۹۵
سوکری	″
بناس مغربی	″
کھاری	″

مضمون	صفحہ
دائی	۹۵
بادڑولی	″
آب وہوا	۹۶
پیداوار زمین	″
کان یا معدن	″
قابل دید مشہور مقامات	۹۷
صنائع۔	″
ریلوے لائن۔	۹۸
سلسلہ تعلیم۔	۹۹
منصب	″
تقسیم تاریخ راجپوتانہ۔	۱۰۰
باب اول تاریخ میواڑ	
فصل اول اودیپور	
جغرافیہ	۱۰۳
تالاب	۱۰۳
ندیان	۱۰۳
قلعے	۱۰۴
مانڈل گڈھ	″
بھینسرورگڈھ	″
چتوڑگڈھ	″
کاٹین۔	۱۰۵
شہر اودیپور۔	۱۰۶
نامی مندر۔	″
میواڑ کے خاندان کا بیان۔	۱۰۷
نوشیروان بادشاہ ایران کیطرف انتساب	″
اورنگزیب عالمگیر اور اودیپور والی بیگم	۱۰۸
تاریخی حالات۔	″

مضمون	صفحہ
کیشوادیت کا راجپوتانہ کے پہاڑ و زمین پر اثر	۱۰۹
نسب نامہ خاندان میواڑ۔	۱۱۰
بابا راول۔	″
راول کھمان	۱۱۳
اکٹ	۱۱۴
نرباہن	″
تیجسی	۱۱۴
راول سمرسی	″
رتن سی اول	۱۱۵
کرن سنگھ	۱۱۷
رانا راہپ	۱۱۸
رانا بھونسی وغیرہ	″
رانا گڈہ لکشمن سنگھ وغیرہ	۱۱۹
رانا ارسی دوم۔	۱۲۰
اجے سی	″
رانا مہیر۔	۱۲۱
رانا کھیت سی یا کشتیر سنگھ	۱۲۵
رانا لاکھا یا لکشمن سنگھ۔	۱۲۶
رانا موکل۔	۱۲۷
رانا کونبھا	۱۲۸
اودے پور	۱۳۳
رانا رائے مل۔	″
رانا سانگا یا سنگرام سنگھ اول۔	۱۳۴
رانا رتن سی دوم۔	۱۴۵
رانا بکرماجیت	۱۴۹
بنبیر	۱۵۳
رانا اودے سنگھ دوم	۱۵۴

مضمون	صفحہ
رانا پرتاب سنگھ اول	۱۶۱
رانا امر سنگھ اول	۱۶۵
رانا کرن سنگھ دوم	۱۷۲
رانا جگت سنگھ اول	۱۷۳
رانا راج سنگھ اول	۱۷۸
شہزادہ محمد اکبر کی بغاوت۔	۱۸۱
نقل تحریر عالمگیر بنام شہزادہ محمد اکبر۔	۱۸۴
نقل عرضداشت شہزادہ بنام عالمگیر۔	۱۸۵
رانا راج سنگھ کا خط بنام اورنگزیب۔	۱۸۹
رانا جے سنگھ۔	۱۸۳
مہارانا ارسنگھ	۱۹۶
" سنگرام سنگھ دوم	۱۹۸
" جگت سنگھ دوم	۱۹۹
" پرتاب سنگھ دوم	۲۰۰
" راج سنگھ دوم	۲۰۱
مہارانا ارسی سوم	"
" ہمیر سنگھ دوم	۲۰۳
" بھیم سنگھ دوم	۲۰۴
مہارانا کی دختر کی نسبت کا ہولناک واقعہ جس نے راجپوتانہ پر آفت برپا کر دی۔	۲۰۶
مہارانا حمیر سنگھ کا نواب امیر خان سے گڑبڑی بدلنا	۲۱۶
نواب امیر خان کا حکم سے کنس کر مہارانا حمیر سنگھ کا بلا کرنا	"
نواب امیر خان کا میواڑ میں اپنی طرف انتظام قائم کرنا	۲۱۷
اودے پور پر اکبری سرپرستی۔	۲۱۸
مہارانا جوان سنگھ	۲۱۹
" سردار سنگھ	۲۲۰
" سرودپ سنگھ۔	۲۲۱
" شنبھو سنگھ۔	۲۲۲

مضمون	صفحہ
بھیلوں کا فساد۔	۲۲۶
مہارانا جن سنگھ۔	۲۲۸
" فتح سنگھ جی۔	۲۳۲
ولیعہد بھوپال سنگھ جی کی ہاتھ میں اقتدار کا آنا	۲۳۳
بہرت جاگیرداران دربار و رشتہ داران	۲۳۵
فصل۔ شاہ پورہ	۲۳۷
نسب نامہ خاندان شاہ پورہ	"
احوال تاریخی۔	۲۳۸
سجان سنگھ۔	"
دولت سنگھ۔	۲۳۹
راجہ بھارت سنگھ۔	"
" امید سنگھ	"
" رن سنگھ	"
" بھیم سنگھ	"
" دھراج امہ سنگھ۔	"
" " مادھو سنگھ۔	"
" " جگت سنگھ۔	۲۴۰
" " بچھن سنگھ۔	"
" " ناہر سنگھ۔	"
فصل اودیپور کی اضلاع کوہی	۲۴۱
فصل ریاست ڈونگر پور	۲۴۳
جغرافیہ۔	"
قوم	"
مختصر تاریخی احوال	۲۴۴
جلال الدین اکبر سے رشتہ داری	۲۴۵
نسب نامہ والیان ڈونگر پور۔	"
راول ماہپ بانی ڈونگر پور	۲۴۶
سیہڑ دیو	"

مضمون	صفحہ
دوداجی	۲۴۶
راول بیرسنگھ	"
ڈونگرسی	"
کانڑدیو	"
پتاجی	"
گیہبا یا غیبہ جی۔	"
راول اودے سنگھ اول۔	۲۴۷
" پرتھوی راج۔	"
" آسکرن۔	"
" سہس مل۔	"
" پونجا۔	"
" گردھر۔	"
" جسونت سنگھ اول	"
" کمان سنگھ	"
" رام سنگھ	۲۴۸
" شیو سنگھ۔	"
" بیر بشال۔	"
فتح سنگھ۔	"
" جسونت سنگھ دوم۔	"
مہاراول دلپت سنگھ	۲۴۹
" اودے سنگھ۔	"
" بجے سنگھ۔	۲۵۱
فہرست سرداران ریاست	"
فصل۔ ریاست بانسوارہ	۲۵۲
جغرافیہ	۲۵۳
قوم	"
نسب نامہ ریاست بانسوارہ	"
مختصر تاریخی احوال	"

محمد نجم الغنی ساکن رام پور ملک روہیلکھنڈ ابن مولوی محمد عبدالغنی خان خلف مولوی محمد عبدالعلی خان خلف مولوی محمد عبدالرحمن خان خلف الاتقا حاجی محمد سعید خان شاگرد رشید مولانا حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی۔

ہندوستان کے اصلی باشندے

جب غیر ملک والے ہندوستان کو فتح کرتے گئے تب اصلی باشندے پہاڑوں اور جنگلوں اور گھاٹوں مین بھاگ کر چلے گئے اور وہان باوجود تبدیل زمانہ اور گردش روزگار کے جو ہندوستانیون مین ہمیشہ آتی رہتی تھین اُن جنگلیون کی گفتگو ویسی ہی بے محاورہ رہگئی اور اُن کی راہ و رسم اور دین بھی نہ بدلنے پائے اور جب سے پھر کبھی وہ ہندوستان سے نہ ملے۔ یہ ہندوستانی اصلی آدمی باہر کے آنے والون جیسے بہادر اور پھرتیلے اور خوش رنگ تو نہ تھے مگر سب کے سب جنگلی اور وحشی بھی نہ تھے کیونکہ ان سے اکثر شہرون اور گاؤن مین رہتے تھے کھیتی باڑی کرتے تھے اُنکے سردار بھی تھے جو لڑائی مین سپہ سالار بنتے اور امن کے دنون مین اُنپر حکومت کرتے یہ بہت سی زبانین بولتے تھے اُن مین سے سب سے بڑی موجودہ تامل زبان کی ایک بہت پرانی بولی تھی جو جنوبی ہند مین بولی جاتی تھی چونکہ وہ ہزارون سال سے گرم ملک مین رہتے چلے آئے تھے رنگ کے سانولے ہوگئے یہ قدیم زمانے مین سانپون درختون اور اپنے مرے ہوئے آباؤ اجداد کی روحون کی پوجا کرتے تھے اپنے ان دیوتاؤن سے بہت ڈرتے تھے اور ان سے یہی دعا مانگتے تھے کہ وہ اُنھین تکلیف نہ دین اور اپنے مُردون کو سادے پتھر کے تلے دفناتے تھے۔

ہند کے نہایت قدیم باشندون کے چند فرقے تھے اُن کے زمانے کے نوشتے موجود نہین بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ حروف اور کسی قسم کی علامتون کے استعمال سے ناواقف تھے۔

قدیم و جدید تاریخ لکھنے والون نے آرین اور غیر آرین کی سکونت سے پہلے ایک ابتدائی قوم کی جو نہایت غیر مہذب یا نیم وحشی بودوباش بتلائی ہے اُنکی تحقیق کا دارومدار اُن کے آثار قدیمہ کے پائے جانے پر رکھا گیا ہے جو بڑے بڑے پہاڑون اور کھوؤن مین پائے گئے ہین خصوصاً دریائے نربدا کے قریب گھاٹی مین اُن قوم کے پتھر سے بنائی ہوئی اشیا کے ذخیرے ملے ہین جو بسبب کی چھریان اور چقماق کے پتھر کے ناتراشیدہ ہتھیار ہین یہ لوگ بالکل دھات سے ناواقف تھے پھر انکے بعد ایک ایسی قوم ہوئی جو اگرچہ دھات سے ناواقف تھی مگر شکار کھیلنے اور لڑنے کے واسطے تبر اور دیگر اوزار چقماق کے پتھر کے مثل اُن کے جو شمالی یورپ مین پائے جاتے ہین ابتدائی قومون کی بہ نسبت بڑی صفائی اور حکمت سے بناتی تھی انکے بعد ہندوستان مین غیر آرین لوگون کی آبادی قائم ہوئی اُنکے حالات کہین کہین ہندوستان کے تاریخی صفحات پر پائے بھی جاتے ہین مگر محض جزوی طور پر جس کی کوئی تشریح یا تفصیل نہین کی جا سکتی۔

اتنا بتلایا جاتا ہے کہ یہ قوم ہندوستان مین ہمالیہ کی شرقی اور شمالی جانب سے آکر آباد ہوئی جو دستکاریان انکی ہم تک پہنچی ہین وہ صرف ناتراشیدہ پتھر کے حلقے و بٹیان اور پشتے ہین جن کے نیچے وہ اپنے مردون کو قدیم اہل یورپ کے دستور کے موافق دفنایا کرتے تھے اور اُن چیزون سے جو ان قبرون سے نکلی ہین دریافت

ہوتا ہے کہ کسی دور دراز زمانے میں جو صحیح طور سے معین نہیں ہو سکتا یہ لوگ سخت مٹی کی ہلکی اور خوش قطع ہنڈیا اور برتن بنانا جانتے تھے اور لوہے کے ہتھیاروں سے لڑتے اور تانبے اور سونے کے زیور پہنتے تھے اور اس سے بھی قدیم اشیا کے ذریعہ سے جو دستیاب ہوئی ہیں ثبوت بہم پہونچتا ہے کہ یہ لوگ جو قبریں بنایا کرتے تھے ابتدائی نسلوں کے سلسلے کی ایک کڑی ہیں ان کی بقیہ اور یادگار قومیں ہندوستان کے قریب قریب تمام حصوں میں مختلف ناموں کے ساتھ پائی جاتی ہیں اور جن کو گونڈ۔ کھانڈلہ منڈا۔ کول۔ بھیل اور سنتال وغیرہ کہتے ہیں۔

پس جاننا چاہیے کہ جن کو ہم اصلی باشندے کہتے ہیں اور جو آرین کے نواردوں سے پامال ہوئے اُن کا زمانہ اُن زمانوں کے بعد ہوا ہے جو دھات اور پتھر کے زمانے کے نام سے تعبیر کیے گئے ہیں۔

ظفرمند آرین اگلے زمانے کے فرقوں کو دسیو یعنی دشمن یا داس یعنی غلام کہتے تھے آرین شمال کے سرد ملکوں سے ہند میں آئے اور اُنکو اپنے صاف رنگ پر بڑا فخر تھا سنسکرت زبان میں رنگ کو ورن کہتے ہیں اور اس لفظ کے معنی رفتہ رفتہ نسل یا ذات کے ہو گئے۔ کم سے کم تین یا چار ہزار سال کا عرصہ ہوا کہ آرین شاعروں نے وید تصنیف کیے اور اُن میں روشن دیوتاؤں کی تعریف کی ہے کہ اُنھوں نے داس کو قتل کیا اور آرین رنگ کی حفاظت کی اور سیاہ فاموں کو آرین کا مطیع کیا جن جن زمانہ گذرا اور اُن غیر تربیت یافتہ فرقوں نے جنگل میں پناہ لی تو اُن کی نرگست روئی کے بیان میں زیادہ ترقی ہوئی یہانتک کہ آرین شاعروں اور پوجاریوں نے راکشس اور دیو کے الفاظ انھیں کی نسبت استعمال کیے ہیں اور دسیو یعنی دشمن جو اُنکی نسل کا نام تھا رفتہ رفتہ بھوت یا پریت کے معنے میں مستعمل ہونے لگا وید کے زمانے سے کم از کم ایک ہزار سال کے بعد سکندر اعظم کے ساتھیوں نے بھی جب وہ ہند کی مہم پر آئے تھے ایشیا کے ایک غیر آرین فرقے کی بدہیئتی کا بیان کیا ہے۔

لیکن کل اصلی فرقے وحشی نہ تھے کیونکہ دسیو یعنی غیر آرین کے صاحب دول ہونے کا ذکر آیا ہے اور وید کے بھجنوں میں ان کی ساٹھ گڑھیوں اور نوے قلعوں کا بیان ہوا ہے۔ بعد گذرنے ایک زمانے کے آرین نے غیر آرین فرقوں سے رابطۂ اتحاد پیدا کیا اور بعض قوی مملکتوں پر غیر آرین لوگ سلطنت بھی کرتے تھے اور مذہبی رسوم اور حیات آئندہ کی تمنا سے بھی یہ لوگ معرّا نہ تھے۔

غیر آرین کی تین نسلیں ہیں اول تبتی برہما کے فرقے جو گوشۂ شمال و مشرق سے داخل ہوئے اور ہنوز ہمالیہ کے پہلوؤں پر مقیم ہیں چنانچہ گورکھے ہمالیہ کی غیر آرین قوم سے ہیں۔

دوم کول اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی شمال و مشرق کے دروں سے بنگالے میں آئے یہ خاص اُس سلسلہ کوہ پر جو جنوبی ہند کے میدان مرتفع کے شمال و مشرق کو واقع ہیں رہتے ہیں کول بھیلوں سے بہت مشابہ ہیں چھوٹے ناک پورے کولوں میں تورانی عنصر زیادہ ہے برخلاف اسکے گجرات کے کولوں میں راجپوتوں کا میل ہو گیا ہے ان لوگوں کو برہمنوں نے شُدروں کے طبقے میں شامل کیا ہے ہر قسم کا موٹا کام کرتے ہیں اور قلی کے نام سے مشہور ہیں یہ قلی تمام انگلستان کی نوآبادیوں اور امریکہ میں پھیلے ہوئے ہیں یہ ایک خاص زبان بولتے ہیں جسکا نام کولای

رکھا گیا ہے سنتال اور مالیہ جو بہار اور بنگالے کے درمیانی پہاڑون مین رہتے ہین کولون کے خاندان مین داخل ہین سنتالیون کی زبان کول کولاری ہے۔

سوم ڈراوِڈ جو پنجاب مین شمال و مشرق کے درون سے داخل ہوئے اور اب سطح مرتفع کے جنوبی حصے مین جو ہند کے سرے یعنی راس کماری تک ہے بستے ہین ڈاکٹر لیبان فرانسیسی کا خیال ہے کہ قوم ڈراوڈیا تامل فاتحین و مفتوحین کے میل سے بنی ہے دوسری عبارت مین قوم ڈراوِڈ ملک ہند کے قدیم باشندون اور اُن اقوام زرد رنگ کے میل سے بنی ہے جو برہم پُتر کی طرف سے ہندوستان مین آئین پھران مین تورانیون کا جو شمال و مغرب سے آئے میل ہوگیا ڈراوڈو کی دو تقسیمین کی گئی ہین اولاد وہ جن مین اصلی باشندون کا جز غالب ہے ان کو پروٹو ڈراوڈ کہتے ہین ثانیاً وہ جو پروٹو ڈراوڈ اور تورانی اقوام کے میل سے بنی ہین یہ خالص ڈراوڈ ہین گونڈیون کی نسبت کہہ سکتے ہین کہ یہ حبشی قسم کے قدیم پروٹو ڈراوڈ ہین نہایت بدصورت پست قد اور نہایت سیاہ فام ہین۔

ہندوستان مین باہر سے آنے والے فاتح جو ہندو بن گئے

ہندوستان کے شمال مین ہمالیہ سے پار جو ملک ہے اُسے وسط ایشیا کہتے ہین وہان شدت کی سردی ہوتی ہے قدیم تاریخون مین اس وسط ایشیا کے وسیع صحرا اور بڑے بڑے وادی تمام دنیا کی موجودہ قومون کے مورث اور آباؤ اجداد کے اصلی وطن اور حقیقی مسکن بتلائے جاتے ہین دنیا کے تمام حصے مختلف اور متفرق قومون سے جان جہان آباد ہین علم اس سے کہ وہ ایشیا ہو یا یورپ وہان یہین کی قومین جاکر آباد ہوئی ہین۔

ان قومون کے حالات پر پردہ ہے مگر جو کچھ تاریخی محققین نے لکھا ہے وہ یہی ہے کہ چار پانچ ہزار برس قبل یعنی مسیح کی ولادت سے دو تین ہزار برس پیشتر مغربی حصے یعنی پنجاب مین چند ایسی قومین آباد تھین جن کا رنگ گورا اور قد دراز تھا یہ اپنے آپکو آرِیا کہتی تھین اور فرنگی انکو آرین کہتے ہین سنسکرت مین لفظ آریا کے معنے معزز اور عالی خاندان کے ہین اور اسی لفظ سے ہندوستان کا نام آریاورت یعنی شریف النسل کا مسکن آیا ہے زردشت کی زندوا ستا مین بھی وسط ایشیا اور ایران کو ایریانا لکھا ہے یہی لفظ ارمنی اور یونانی اور جرمنی زبانون مین بھی پایا جاتا ہے آریہ قومین سابق مین عموماً مویشیون کو پالا کرتی تھین اور اُنکے بڑے بڑے گروہ انکے ساتھ رہا کرتے تھے وہ خانہ بدوش تھے اور خاص کر مویشیون کی ضرورت سے کھلے میدان وسیع سبزہ زار اور بڑی بڑی چراگاہون مین سالہا سال پڑے رہتے تھے جب ان میدانون مین چارہ ختم ہو جاتا تھا تو وہ اپنے ڈیرے ڈانڈے اُٹھا لیتے تھے یہ لوگ ہر قسم کے جانور گائے بھینس اور بکری وغیرہ پالتے تھے اور اُن کو اپنی جانون سے زیادہ عزیز رکھتے تھے وہ لوہے کے اوزار اور اُن کے استعمال سے خوب واقف تھے کپڑے پہنتے تھے ہندوستان کے قدیمی باشندون کی طرح ننگے نہین رہتے تھے پکا کھانا کھاتے تھے یہ قومین وسط ایشیا سے پھیل کر تمام دنیا مین آباد ہوئین انھین لوگون مین سے بعض لوگون نے ہندوستان کا رخ کیا اور شمالی کوہستانی راستون سے ملک ہند مین داخل ہوئے۔ انکے آنے کے دو راستے بتلائے جاتے ہین ایک درۂ خیبر

پشاور کی راہ سے دوسرا آسام کی گھاٹی مشرقی ہمالیہ کی راہ سے جس سے تبت کے لوگوں کی ہندوستان مین آمد و رفت ہو
اس مین شک نہین کہ انھون نے ہندوستان کو سب سے پہلے فتح کیا۔ اُن کے ہندوستان مین آنے کی
تاریخ اب تلاش کرنا لاحاصل ہے یہ اعلےٰ درجے کی قوم شمال و مغرب کے جانب سے آنیوالی جنوب کے رہنے والے
آدمیون سے خوش شکل بہت توانا اور مضبوط تھی۔ سورج۔ چاند۔ آسمان۔ ہوا۔ اور بادلون کو دیوتا سمجھکر پوجتی
تھی۔ اور بہت ہی قدیم زبان سنسکرت کی ایک بولی بولتی تھی انکی نسل اب تمام ہند مین بالتخصیص برہمن
اور راجپوت کے نام سے پھیلی ہوئی ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسی وسط ایشیا کے مرکز سے چند شاخین مشرق
اور چند مغرب کو روانہ ہوین اور مغرب کی جانب روانہ ہونے والون مین سے ایک شاخ نے فارس کی سلطنت کی بنا
ڈالی اور دوسری نے اتھنس اور اسپارٹا کے شہر تعمیر کیے اور قوم یونانی کہلائی۔ تیسری نے ملک ایطالیہ مین سات
پہاڑیون پر روما شہر بنایا جو انجام کار شاہان روم کے لقب سے مشہور ہوا۔ اسی نسل کے ایک گروہ سے تواریخی زمانے
کے قبل ولایت سپین آباد ہوئی اور جب انگلستان کی طرف نظر کی جاتی ہے تو وہان پر بھی ایک آرین نسل کی آبادی قدیم
کی ڈالیون کی بنی ہوئی ڈونگیون مین مچھلی پکڑتی یا کارن وال مین ٹین کی کانین کھودتی ملتی ہے رفتہ رفتہ
اسی طرف سے اور لوگون نے آنا شروع کیا ان مین ایک ٹیوٹانک نسل ہے جو توران کی طرف سے
چھٹی صدی قبل از مسیح مین ہندوستان پر حملہ آور ہوئی اور اس سے دیگر اقوام یعنی راجپوت رشاخ نکلین اور ایک نسل
سیتھین یا ستھیا ارسکا ہے اسنے سنہ عیسوی کے شروع مین ہندوستان پر حملہ آور ہوکر ہند کے معاملات پر
بڑا اثر ڈالا۔ اور اقوام جاٹ بھی جو ستھین سے نکلنے کے دعوے مین شریک ہین ایران سے دریاے اٹک کے پاس
آئین اور پانچوین یا چھٹی صدی مسیحی مین ہندوستان مین قائم ہوئین۔ بعد مین آنے والون کا مذہب شاید سب سے
پہلون کے طریقے سے برخلاف تھا اور ان دونون مذہبون کی آمیزش سے رفتہ رفتہ ہندوستان کا شاستر بنا
غرضکہ شمال کی طرف سے بہت سی قومین یکے بعد دیگرے آتی گئین جو آریا۔ یونانی۔ ایرانی۔ ترک۔ ستھین
اتک شک۔ جاٹ اور ہُن کہلاتی تھین۔ ان کے علاوہ بہت سی قومین تھین جنکے نام تک بھی اب معدوم ہوگئے ہین
آریا نسل اور خاصکر اُن نسلون سے جو آریا نہین ہین ایک مخلوط النسل قوم پیدا ہوگئی۔ تمدن ہند مین بیان
کیا ہے کہ اقوام ہند چار اقوام سے مرکب ہین حبشی۔ زرد قوم۔ تورانی اور آریا۔ ان چار اصلی اجزا کے مختلف
تناسب مین ملنے کی وجہ سے اور نیز اُن اقوام کی وجہ سے جو اختلاف مرز و بوم سے پیدا ہوتے ہین ایک
بہت بڑا گروہ ذیلی اقوام کا پیدا ہوگیا۔

آریا

اُنکی نسبت ہمکو صرف اتنا معلوم ہے کہ انکا اصلی وطن وسط ایشیا یا ترکستان تھا یہ لوگ رنگ کے گورے
اور اقد اور خوبصورت تھے انکی پیشانی اونچی تھی یہ اُن زرد رنگ کے چپٹے چہرے والون سے بالکل جدا تھے
جو مشرق کی جانب منگولیا مین رہتے تھے جو آریا ہند مین آکر بسے ہم انکو ہندی آریا کہہ سکتے ہین

آریا جو پہلے ہمالیہ کے اطراف میں اور پنجاب یا جمل تک بسے تھے چھوٹے چھوٹے قبیلوں میں خانہ بدوشی زندگی بسر کرتے تھے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے ملک پر بتدریج چڑھائی کی۔ یہ پتہ نہیں کہ وہ لکھنا بھی نہیں جانتے تھے اور ہمارے لئے اپنی کوئی ایسی تحریریں نہیں چھوڑ گئے جن سے انکے مفصل اور مکمل حالات معلوم کئے جائیں تاہم وہ دیوتاؤں کی تعریف میں منتر پڑھا کرتے تھے اور اپنی اولاد کو صحت اور صفائی کے ساتھ ان منتروں کا پڑھنا سکھاتے تھے۔ منتر ایسے ازبر ہو جاتے تھے کہ ان کا بھولنا مشکل تھا یہی سبب ہے کہ صدیوں تک منتر سینہ بسینہ چلے آئے آخر کار لکھنے کا فن بھی ایجاد ہو گیا منتر تحریر میں آ گئے اب ہندوؤں کے ہاں یہ سب منتر لکھے ہوئے موجود ہیں۔

ہند میں آنیوالے آریا کے اپنے وطن میں رہنے اور وہاں سے جنوب و مشرق کی طرف سفر کرنے کا حال رگ وید کے بھجنوں سے بخوبی منکشف ہوتا ہے اسکے بھجن کابل میں درخیبر کے شمال تک پہونچنے اور پھیلے دریائے گنگا تک وارد ہونے کی خبر دیتے ہیں اور مشرق کی جانب دریائی راہ فتح مندی سے طے کرنے کی کیفیت وید کے نوشتوں میں ایسی مفصل پائی جاتی ہے کہ قدم قدم کا حال معلوم ہو سکتا ہے۔ خطۂ پنجاب جو پانچ دریاؤں سے سیراب پایا تو اپنا آبادی طریقہ خانہ بدوش چرواہا ہونا چھوڑ کر پیشہ زراعت مستقل طور پر اختیار کر لیا رگ وید کے بھجنوں سے آریا کے حالات دریافت ہوتے ہیں کہ دریائے انڈس کے کنارے متعدد فرقوں میں تقسیم ہو کر کبھی آپسمیں برسر جنگ ہوتے اور کبھی باہم متفق ہو کر سیاہ فام اصلی باشندوں کا مقابلہ کرتے تھے

ہند میں آنے سے پہلے جبکہ اپنے سرد شمالی وطن میں مقیم تھے ان کو کھانا پکانے اور گرم رہنے کے لیے آگ کی ضرورت پڑتی تھی اس لیے یہ اگنی دیوتا کی پرستش کرتے تھے لیکن پنجاب میں آکر دیکھا کہ فصلوں کے لیے مینھ کی ضرورت ہے تو فضائے آسمانی کے دیوتا اِندر کی پوجا کرنے لگے اور اسکی تعریف میں منتر پڑھنے لگے یہ لوگ خیال کرتے تھے کہ گرجنا اندر کی آواز ہے بجلی اسکا نیزہ ہے اور یہ تیزہ جب کالے بادلوں کی پیٹھ میں گھستا ہے تو ان میں سے مینھ کی دھار نکل کھیتوں کو سیراب کرنے لگتی ہے وہ خیال کرتے تھے کہ مرنے کے بعد انسان کی روح ہوا اور آسمان سے پرے ایک نورانی بستی میں پہونچتی ہے جہاں کسی قسم کا درد نہیں ہے ہر وقت روز روشن اور سدا بہار ہے ہمیشہ راحت و آرام اور امن و آسائش کا دور دورہ ہے اور جہاں ہر وقت دوستوں اور عزیزوں کا قرب نصیب ہے انکی اصطلاح میں اس طبقے کے حاکم کا نام یَم تھا انکا یہ بھی خیال تھا کہ مرنے کے بعد سب لوگ یَم کے سامنے پیش ہوتے ہیں اور وہ انکے اعمال کا لیکھا کرتا ہے ان کے علاوہ اور دیوتا بھی تھے جنکے وہ پوجتے تھے مثلاً ورُن جو نیلگوں آسمان پر حکومت کرتا تھا سورے یا سورج۔ وایو یا ہوا۔ کرُدر یا گرج اُشس یا صبح کی سنہری اور سرخ شفق آریا جاتی کی رفعت و عظمت کو پیش نظر رکھ کر اسکی الوہیت کے قائل ہو گئے اور اسکی مدح و ثنا میں اپنی عقیدت و خلوص کا اظہار کرنے لگے جیسا کہ وید کے ایک بھجن سے ظاہر ہوتا ہے تو ایسا ہے کہ جسکی عظمت اور رفعت کو برف سے چھپے ہوئے چٹان بڑے بڑے موج مارنے والے سمندر اور دریا مانے ہوئے ہیں۔ پہاڑوں پر موقوف نہیں دریاؤں کے ساتھ بھی عقیدت و خلوص کے یہی انداز قائم رکھے گئے۔ وید کی کتابوں میں بہت سے بھجن ایسے پائے جاتے ہیں

جن کی عبارت مین آریا لوگون کا پنجاب کے دریا اور نیز گنگا جمنا سرستی ۔ اور دیگر چشمون سے اپنی کاشتکاری کی سیرابی اور شادابی کی دعائین مانگنا پورے طور پر ثابت ہوتا ہے۔ بہاڑ اور دریا کی عظمت کچھ آریا لوگون کے زمانے تک محدود نہین رہی بلکہ آریا لوگون کے بعد بھی جب ہندوستان کی تمام قومون نے ہندو دھرم کا مذہبی لباس پہنا تو شاستر اور پران کا رشتہ عقیدت اپنی گردنون مین ڈالا تو اُسوقت سے لیکر ان دونون اشیا کو آج تک بہت بڑا متبرک اور بہت بڑا مقدس سمجھا اور کوہ ہمالیہ اور اُسکے تمام مرتفع مقامات خاص دیوتاؤن کا قیام گاہ سمجھے جاتے ہین اور آج تک اُن کا ہر ایک نیک اور باعمل شخص اپنے مرنے کے بعد انھین مقامات کو اپنی روح کی دائمی آسائش گاہ ہونے کے لیے اپنے دالخلد اور مشبت برین سے تصور کرتا ہے۔ اسی طرح دریاے گنگا جمنا۔ سرستی وغیرہ وغیرہ کی عظمت و وقعت عقیدت مند ہندؤن کے دلون مین آج تک قائم ہے۔

قدیم ہندی آریا آج کل کے کُل ہندؤنسے کئی باتون مین مختلف تھے اُن مین ذات پات کی تمیز نہ تھی جو بعد مقرر ہوئی ہر گھرانے مین باپ پوجاری کا کام دیتا تھا اسیطرح سردار ہی اپنے فرقے کا بزرگ اور پوجاری سمجھا جاتا تھا مگر البتہ بڑے بڑے تیوہارون مین وہ کسی فاضل کو جو مقدس چرچا دیوتاؤن کی ادائے رسوم سے واقف ہو منتخب کرتا تھا تاکہ وہ لوگون کی طرف سے قربانی گذارے نہ اُنکے شوالے اور ٹھاکردوارے تھے نہ ٹھاکر اور مورتیان تھین اُن کی لڑکیان اسنے لیے خود خاوند پسند کرتی تھین۔ بیوہاؤنکی شادی ہوتی تھی اُنکی غذامین غلہ اور گوشت دونون شامل تھے یہ سوم کا منشی رس پیتے تھے زمین جوتتے تھے جَو اور گیہون کی فصلین تیار کرتے تھے سوت کاتنا اور کپڑا بننا جانتے تھے لیکن لوہے کے اوزار بنانا انھین معلوم نہ تھا ہان تانبے اور جست کو آگ پر پگھلاتے تھے اور انکو ملاکر بھورے رنگ کی ایک دھات بناتے تھے جسے پیتل کہتے ہین اس سے چاقو اور نیزون کی بھالین بناتے تھے۔

ابتدا مین آریا صرف شمال ہی کی طرف راج کرتے تھے اگرچہ وہ دکن پر چڑھائی کرے تھے لیکن بہت مدت تک اُن ملکون کو جو نربدا کی سمت دکن واقع ہین اپنے قبضے مین بخوبی نہ لاسکے ظاہر ہے کہ جس زمانے مین منو کی دھرم شاستر تصنیف ہوئی تھی آریا کی سلطنت صرف شمال ہی مین تھی شاستروں مین لکھا ہے کہ شمال دیوتون کا اور اشراف آدمیون کا مقام ہے یعنی آریا کا مسکن ہے اور باقی ہندوستان ملیچھ یعنی قدیم باشندون کا ملک ہے۔

ٹاڈ صاحب نے راجستان کی تاریخ مین لکھا ہے اور دوسرے مصنف بھی کہتے ہین کہ دو ہزار برس گذرے ہونگے کہ ایک نئی قوم کے بہادرون نے جن کو اگنی کُل کہتے ہین پہلے شمالی ہندوستان کو فتح کیا اور ہندؤن کے راجہ شکست پاکر نربدا پار اُترکے دکن کی طرف آباد ہوئے

معلوم ہوتا ہے کہ جس عصر مین مہابھارت اور رامایں بنائی گئی تھین تب تک ہندو یعنی راجپوت اور برہمن دکن کو خوب طرح سے نہین جانتے تھے اسکو کہانی مین سناکرتے اور بندرون کے رہنے کی جگہ خیال کرتے جن مین کہ سردار اور سپہ سالار ہوتے تھے اور وہان ریچھون کے سردار اور راکششون کے بادشاہ رہا کرتے تھے اس بات سے ثابت ہے کہ جن کو ان کتابون مین بندر اور ریچھ اور راکشش ٹھہرایا ہے وہ شمال کے رہنے والونکی بہ نسبت برہمنون

کے مذہب مین دیکھے ہے۔

تک شک یا ناک

سنہ عیسوی سے چھ سو برس پہلے اور شاید دارا کے حملے سے چند مدت پیشتر ایک نئی قوم نے تاتار سے آکر سندھ کے پار ہوکر ہندوستان مین بہت سی تعین حاصل کین جو لوگ تاتار سے ہندوستان مین آئے اُن کو تک شک کی نسل مین سے کہے ہین جسکی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ سانپ اُنکی قوم کا نشان یا جھنڈے کا نشان ہوگا ابو الغازی نے لکھا ہے کہ تانگ خلف ترک باشقرد تی وہی تھا جسکو پرانون مین ترشک لکھا ہے اور چینی تورغون کا تنگ تیک جسنے یونان کی تیگ مُرْیا (باختر) سلطنت کی تباہی مین اعانت کی اور اُس ملک کا اپنے نام سے ترکستان نام رکھا وہی ہے۔ اور تا حال نسل جو اس ملک مین پھیلی ہوئی ہے اور جس کی تاریخ مفقود ہے تک شک کی اولاد معلوم ہوتی ہے زبان سنسکرت مین لفظ ناگ و تک شک سانپ کے ہمعنے ہین اور قدیم تاریخ ہندوستان کا ناگ بنس تک شک کہلاتا ہے مہابھارت مین بطور تکنیی عبارت مکالمہ واشارہ حال جنگ مین پانڈو اندر پرستھ (دہلی) قوم تک شک شمالی درج ہے بنگ شکون کا پرکوپ شُٹ (بیٹے) معروف کو قتل کرنا اور اُسکے پسر ارجن سے جنگ کا اُن سے جنگ وجدل کرنا اور آخر مین اُن سے عہدنامہ خراج گذاری لکھانا جو مہابھارت مین لکھا ہے اگر مبالغے سے صاف کیا جاوے تو درحقیقت ایک تاریخی واقعہ ہے۔ تک شک کا دوسرا نام تاک ناے ذوقانی ککاف تازی سے بھی نظر سے گذرا ہے اور ناگ نون اور کاف فارسی سے بھی ڈاکٹر لیبان کا قول ہے کہ ناگ ہر اصل تورانی فاتحین تھے جنھون نے جنوبی ہند مین بڑی بڑی حکومتین قائم کی تھین اور اپنی رعایا یعنی قدیم اقوام ڈراوڑ وغیرہ کو اُنھون نے سانپ کی پرستش اختیار کرائی تھی لکھا کہ راجہ راون بھی ناگ قوم سے تھا جو رام نے چڑھائی کی تھی (فائدہ) حق تحقیق یہ ہے کہ انڈو سکھک لوگ جو ان کے نام سے مشہور ہوے ہین ہندی اور ہندی خوکل اور تنگ یعنی سانپ اور اشوا یعنی گھوڑا یہ دو لفظ ہین اول ذکر حملہ تک شک جو شیشناگ دیس (دونون شین مہملہ کے درمیان یاے مجہول) سے نکلا ہے درج ہے۔ شیش ناگ دیس میری دانست مین جاے سکونت قوم تک شک ہے جسکو چین والے تنگ یک اور ترکستان والے تاجک کہتے ہین اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ قوم وہی ہے جسکو پرانون مین ترشک لکھا ہے اور عوام ہنود ترک بولتے ہین اور شیشناگ دیس سے مراد منگولیا ہے جسکو چینی تاتار اور ایرانی آدمی توران کہتے ہین اور اُسکے باشندون کو تورانی بولتے ہین جب اہل عرب نے اسکو فتح کرلیا تو بجہ اس بات کے کہ یہ ملک سرزمین ایران سے دریاے جیحون کے دوسرے کنارے کی طرف واقع تھا ماوراء النہر کہنے لگے جو زبان پہ تخفیف پاکر ماوراء النہر مشہور ہوگیا۔ اُس کے جنوب کی طرف غلستان اور چترال کے پہاڑ شمال کی طرف بلاد خوارزم اور دشت قپچاق مغرب کی طرف ملک جرجان و خراسان مشرق کی جانب سرزمین ترکستان و مغولستان ہے وہ مسکن تک شک کہ ہندیہ حملہ آور ہوے ہین اور پرانون مین اُنکا حال درج ہے۔ اندروے حساب سنہ عیسوی صدی قبل از مسیح کے واقع ہوا ہے۔ قریب قریب اُسی عہد کے اخمینی اقوام نے مکران کے ایشیاے کوچک کو فتح کیا۔ شیش ناگ جو اُن کا سردار تھا اُنکی ہمراہی مین اُنھون نے شمالی ہندوستان کو فتح کیا اور درجہ بدرجہ اُن قومون سے جو اُن سے پہلے ہندوستان مین آئی

* تاجریک کا بدل ہوکر یہ اور تاجک سنسکرت ہوا استفادہ از تسہیل اللغات مرتبہ مولف ہذا المنود

تھین تھے گئے اُنھون نے مگدھ (بہار) کے راجہ کو زیر کیا اور شیش ناگ یا نندؤ نے تخت پر بیٹھا اور اُسکا خاندان دس نسل کے بعد مہانند پر کہ جو اُن کی اولاد مین سے تھا ختم ہوا اور اصلی مذہب اُنکا یہ تھا کہ وہ بے انتہا اور غیر محسوس خدا کی پرستش کرتے تھے۔ ہندوستان مین ورود کے بعد وہ بدھ کو ماننے لگے۔ بہت ایسے نوشتے موجود ہین کہ ہندو بہت بار اُن غیر ملک کے باشندون سے لڑے ہین جنکو وہ سانپ اور دیو کہتے تھے کیونکہ وہ پیروان مذہب بدھ مین سے تھے۔ تک نسکون کے ہندوستان پر غالب آجانے کی وجہ سے پُرانون مین بیان ہوا ہے کہ اس زمانے سے آئندہ کوئی راجہ ہند مین پاک نسل کا نہ ملے گا بلکہ شودر و ترشک غالب آئینگے اور یہ سب مین پھیل جائینگے۔

جب سکندر ہندوستان پر حملہ آور ہوا تو اسکو پنے پُرو یا مسہ پرناک اقوام ملی تھین سکندر کا حملہ غالباً آٹھ صدی بعد مہابھارت سے واقع ہوا ہوگا اور یہ بھی بہت قرین قیاس ہے کہ شاہ مقدونیہ کا رفیق ریمک سیل تاکون کا سرکردہ تھا جیسیلے کے بھائی ریمسون کی قدیم تاریخ مین ہے کہ بعد مفروری اُن کے زابلستان سے اُنھون نے لب دریاے سندھ سے تاکون کو بے دخل کیا اور بجاے اُنکے خود قابض ہوے اُنکے زمانے کا دارالریاست سالباہن پورہ لکھا ہے اور چونکہ اس واقعہ کی تاریخ یودھشٹر کا سمبت ۳۰۰ لکھا ہے پس اگر سالباہن (شالواہن) جو تک شک تھا اور جس نے بکرم تنور کو فتح کیا اُس خاندان مین سے ہو جسکو بھاٹیون نے بے دخل کرکے جنوب کی طرف نکالدیا تو کسی طرح بعید از قیاس نہین ہے۔ جبکہ سکندر نے ہندوستان پر حملہ کیا تب تک شک نسل کا زبردست راجہ مہانند مگدھ کے راج پر پاٹلی پُتر مین جسکو اب پٹنہ کہتے ہین حکومت کرتا تھا اور بیان کرتے ہین کہ وہ بیس ہزار سوار اور دو لاکھ پیادے اور ہاتھی وغیرہ ہمراہ لیکر سکندر کا مقابلہ کرنے کو مستعد ہوا تھا مگر سکندر اپنی فوج کی سرکشی کے باعث ستلج پر سے اُلٹا پھر جانے کو مجبور ہوا۔ مہانند کے بعد اُسکے آٹھ بیٹون نے بارہ برس تک یعنی سنہ عیسوی سے تین سو پندرہ برس پہلے تک بالاتفاق سلطنت کی اُن مین سے چندرگپت تھا جو ایک حجام کی چور کے پیٹ سے تھا اگرچہ وہ بہت لائق تھا مگر اُسکے دوسرے بھائی اُسکو بہت حقیر جانتے تھے آخر کو وہ اپنے تمام بھائیون کو اپنے رفیق جانکیا کی اعانت سے قتل کرکے بادشاہ بنا کہتے ہین کہ چندرگپت نے ایک جدید خاندان موری کو بنا کیا مگر یہ بات اس ماجرے سے کہ وہ مہانند کا بیٹا تھا مطابق کرنی بہت مشکل ہے۔ بعض مقامون مین لکھا ہے کہ چندرگپت گنگا کے وادی سے خستہ و خوار سکندر کے پاس پنجاب مین پہنچا مگر سکندر خود کسی وجہ سے اُس سے ناخوش تھا اسلیئے وہ سکندر کے لشکر سے جان لیکر بھاگا یہ واقعہ سنہ عیسوی سے ۳۲۶ سال پیشتر کا ہے چند سال تک جو ہند کے انتظام مین ابتری رہی اُس مین چندرگپت نے سہزنون اور لوٹیرون کے گروہون کی مدد سے مگدھ (بہار) کے شاہی خاندان نند کو برباد کرکے ایک سلطنت حضرت عیسے سے ۳۱۶ سال پیشتر قائم کی اُسنے اُنکے پاے تخت پٹنہ پر قبضہ کیا اور اپنی حکومت کل گنگا کی وادی مین قائم کی چندرگپت کو سکندر کا مخالف سمجھتے ہین۔ پرانون مین لکھا ہے کہ چندرگپت شیش ناگ کی اولاد مین سے تھا بعض کتب مین مذکور ہوا کہ بہار کے راجہ جو کہ ہندوستان کے اُس حصے پر حکومت کرتے تھے جسمین کہ گنگا بہتی ہے اور جنکا راج کئی خاندان کے آخر تک

وقت مین سنہ عیسوی سے تین سو پچاس برس پہلے سے لیکر چار سو پچاس برس بعد تک رہا وہ ہندوستان کے راجون مین بہت معتقد تھے اور ان مین چندر گپت کے جانشین بہت ممتاز معلوم ہوتے ہین باوجود یکہ بخارا کی طرف سے متواتر حملے ہوئے تھے مگر چندر گپت کے جانشینون نے اس بات کا تدارک کیا لیکن پھر بھی اسی زمانے مین بہار کے بادشاہی خاندان مین نااتفاقی پھیل جانے اور بخارا کے بادشاہون کے حملون اور خانگی جھگڑون سے انکی طاقت گھٹ گئی اور اس وقت اُن کے ملکی اور مذہبی انتظام کے تباہ کرنے کے واسطے خوب قابو ملا معلوم ہوتا ہے کہ بُدھ کے مذہب کو مانتے تھے جبتک انکو اختیار رہا تب تک برہمن جو کہ فوج مین اختیار رکھتے تھے ہندوستان مین اپنا دخل نکر سکے چندر گپت کو سکندر کا مخالف سمجھتے ہین اسوقت مین سنہ عیسوی سے دو سو برس پہلے برہمنون نے آکنتی نسل کو سر سبز کیا تاکہ وہ کافرون یعنی بُدھ مذہب والون سے جو تک شک قوم سے تھے لڑین ایک روایت یہ ہے کہ سونگ پسر شیش ناگ اولاد مین تک شک کی تھا برہمنون نے اُسے اپنا مذہب سکھایا اور پھر رین جی راجہ مگدھ پر اُسکو چڑھا لیگئے اسلیے کہ وہ سب بدھ مذہب رکھتے تھے سونگ نے رپن جی کو مارا خود راجہ ہوا اس سونگ کی اولاد مین نہانند تھا پالی پسر عرف پٹنہ مین اس نے راج کیا چندر گپت اسکا بیٹا تھا۔ سب سے اول ہم کو جس راجہ کا زمانہ قرار دینا چاہیئے وہ نندا ہے جسکو مہانند بھی کہتے ہین اگرچہ نندا اور چندر گپت کے درمیان آٹھ راجہ گذرے مگر یہ معلوم نہین کہ وہ سب نندا کے بیٹے پوتے تھے یا اور عزیز و اقارب تھے ایک بیان سے وہ سب آپسمین چھوٹے بڑے بھائی معلوم ہوتے ہین مگر چار پُرانون سے ان نو راجاؤن کی سلطنت جن مین نندا بھی شامل ہی سو برس کا زمانہ قرار پاتا ہی اسلیئے ہم خیال کر سکتے ہین کہ نندا چار سو برس قبل مسیح علیہ السلام کے تخت نشین ہوا۔ ابو ہمانم مین تک شکون کو اولاد بتا چل لکھا ہے اور اس یقین ہوتا ہی کہ وہ ستھیا نسل سے تھے۔ تاک کی قدیم تاریخ مین تو اسیقدر کافی ہی۔

زمانۂ آخر کا مختصر حال لکھا جاتا ہے جب چتوڑ پر مسلمانون کا حملہ ہوا اکثر ہندو مین سے جنھون نے چتوڑ کی اعانت کرنا اپنا فرض سمجھا اسیر گڑھ کا تاک تھا اور معلوم ہوتا ہے کہ اسیر گڑھ پر یہ خاندان اس واقعہ کے بعد کم سے کم دو صدی تک قابض رہا کہ اُس کا رئیس پرتھی راج کی سواری مین بھی شامل ہوا ہے چندرائے کے کتبون مین اسیر گڑھ کے باگ کو نشان بردار لکھا ہی۔ یہ قدیم نسل جن سے جے چی کی مخالف اور سکندر کی رفیق بڑی حشمت اور تجمل سے ختم ہوئی منیبہ چتوڑ گڑھ کی جس لڑائی مین اسیر گڑھ کا تاک شریک ہوا وہ وہ لڑائی معلوم ہوتی ہے جو ٹاڈ اور اُسکی اتباع سے دوسرے مسلمانون کے مخالف مورخون نے مامون عباسی خلیفہ بغداد کی چڑھائی کے وقت لکھی ہے لیکن یہ بالکل فرضی اور بے اصل بات ہی اور شہاب الدین غوری فاتح پرتھی راج کے وقت تک چتوڑ پر مسلمانون کا کوئی حملہ نہ ہوا تھا بلکہ شہاب الدین کے بہت بعد سب سے پہلی مسلمانون کی یورش آخر تیرھوین صدی عیسوی مین چتوڑ پر ہوئی۔

تک شک کا نام زمانہ حال مین اضلاع مین محدود ہی جہان کہ بھروں پر حروف زمانۂ قدیم کے لکھے ہوئے ہین۔ زمانہ حال مین تاکون کے مفقود الخبر ہو جانے کا بدل شاہان گجرات کی شہرت سے بخوبی ہو گیا ہے کہ انکے جو وہ خاندان شاہی بلقب مظفر متواتر ہوئے۔ جسکی تفصیل یہ ہی کہ محمد شاہ تغلق کے عہد مین اس کے

بھتیجے فیروز جنگ نے سہارن تاک کی بہن کے ساتھ شادی کرکے مذہب اسلام اختیار کرنے پر اُس کو وجیہ الملک خطاب دیا اُسکا بیٹا ظفر خان جو گجرات کا صوبہ دار کیا گیا تھا دلّی کی سلطنت ضعیف ہونے پر خود مختار ہوکر مظفر خان خطاب سے گجرات کا بادشاہ بن گیا اُس کے پوتے احمد شاہ اول نے قدیم دارالریاستہ انہل واڑہ کے عوض اپنے نام پر شہر احمد آباد تعمیر کرایا۔ راجپوتانہ مین ناگور انکے ماتحت تھا اور میواڑ کے ساتھ اکثر انکی لڑائیان رہی ہین انمین سے بہادر شاہ گجراتی نے اودے سنگھ کے بڑے بھائی رانا بکرماجیت کے وقت مین ایک بار قلعہ چتوڑ فتح کرلیا تھا جو ہمایون کے دباوسے واپس میواڑ والونکے قبضے مین آیا۔ گجرات کی بادشاہی شہنشاہ اکبر کے عہد مین برباد ہوکر خالصۂ دہلی مین شامل ہوگئی جسکے ماتحت سرداروں مین سے نواب پالن پور باقی رہ گئے ہین اور اب اس خاندان کا کہین پتہ نہین لگتا تاک کے تبدیل مذہب سے اُن کا نام راجستان سے جاتا رہا اور باوصف تلاش کے اُن کا کہین پتہ نہین لگتا

سیتھین

سنہ عیسوی سے ایک صدی قبل شمال کی طرف سے نئے حملہ آور ہند مین آنے شروع ہوئے یہ لوگ وسط ایشا سے آئے اور چونکہ اُن کا کوئی خاص نام نہین لہذا انکو سیتھین کہتے ہین۔ سیتھین ایشیا کی ایک خانہ بدوش قوم تھی جس سے قدیم زمانے کے لوگ واقف تھے اس نام کے دو مطلب تھے (۱) اصلی سیتھین یا سکولاٹ (۲) تمام خانہ بدوش اقوام (ساسی۔ سارمٹین۔ یسا گیٹی۔ سکولاٹ جو اُن میدانون مین بود و باش رکھتے تھے جو جگل ملک ہنگری کہلاتے ہین اور وہان سے کوہستان ترکستان تک۔

بعض زمانۂ حال کے مورخ اصلی سیتھین کو تسلیم کرتے ہین کہ وہ منگولین یا مغل نسل سے تھے لیکن ان لوگونکے آرین ہونے کی شہادت روز بروز مضبوط ہورہی ہے وہ اُن وسیع بے درخت میدانون مین آباد تھے جو دریاے ڈینوب کے شمال مشرق اور دریاے والگا کے مشرق مین پھیلے ہوئے ہین یہ خانہ بدوش تھے جو گھوڑون، مویشیون اور بھیڑون کے گلے پالا کرتے تھے خیمون سے ڈھکے ہوئے چھکڑون مین رہتے تھے اور سوار ہوکر تیر و کمان سے لڑا کرتے تھے اپنے مقتول دشمنون کی کھوپریون سے پانی پینے کے پیالے بناتے تھے بہت غلیظ عادت کے لوگ تھے جو کبھی نہاتے نہ تھے اور یونانی آریاؤنکی طرح بغیر میت بنالے کے اپنے دیوتاؤن کی پرستش کیا کرتے تھے یونانی نوآبادیو جو بحیرۂ لوگزین کے شمال مین آباد ہوئین اُنھون نے شعائر تہذیب حاصل کئے اور اُن کے بادشاہون مین سے ایک انا کارسس نامی ایتھنز مین حکیم سولن سے فیض حاصل کرنے کے لیے گیا تھا۔ قبل مسیح ساتوین صدی مین ان سیتھین لوگون نے جو میدانون مین خانہ بدوش زندگی بسر کرتے تھے اہل میڈیا پر حملہ کیا اور دس سال تک وہان قابض رہنے کے بعد صرف سایاآرس نے ایک دعوت مین اُنکے تمام سردارونکو شراب سے بدمست کرکے اُنھین قتل کردیا اسی زمانے کے قریب یعنی ۶۲۶ قبل مسیح مین بعض بدیسلے بابلون والے لوگون نے شمال کی طرف سے آکر فلسطین اور مصر پر حملہ کیا انھین لوگونکو سیتھین مانا گیا ہے اور غالباً یہ وہی لوگ تھے جو سوار اور تیر و کمان والے تھے کہ جنکی نسبت یرمیاہ نبی (باب چہارم و ششم مین) ذکر کرتا ہے۔

۵۱۵ سنہ قبل مسیح میں دارا نے ہلسپانٹ کو عبور کیا اور دریائے ڈینیوب کے رستے سے سیتھین یعنی سکولاٹ لوگوں کے ملک میں داخل ہوا مگر بالکل ناکامیاب ملک کے مشکلات اور خطرات نے اُسے مجبور کیا کہ سخت نقصان اٹھا کر واپس چلا آئے۔ کچھ مدت کے بعد چوتھی صدی قبل مسیح میں سیتھین یعنی یورپ کے سکولاٹ مفتوح ہو کر ساریمیٹین لوگوں کے ہاتھوں سے بالکل برباد کر دئے گئے۔ لیکن ایشیا کے سیتھین ۱۲۸ سنہ قبل مسیح میں پرشیا یعنی ایران پر مستولی ہو گئے اور کئی ایرانی افواج کو شکست دیکر ایرانی بادشاہوں سے خراج وصول کیا انھوں نے سلطنت ایران کے مشرق میں سکا سین سلطنت قائم کی۔ پس ایشیا کا یہ حصہ قدیم سے بطور انڈو سیتھیا کے نام سے مشہور رہے جب باکٹریا یعنی باختر و ترکستان کے یونانی خاندان کا زوال ہوا تو اس موقع پر سیتھین نے تاتار اور بخارا کی جانب سے خروج کر کے اُس ملک کو دبا لیا اور پہلی صدی قبل مسیح اور پہلی صدی بعد مسیح کے زمانے میں سیتھین لوگوں کی دل بادل فوجوں نے یونانی شاہی خاندانوں کی اس ملک سے بیخ کنی کر دی یونانیوں میں افغانستان بکٹریا کے متعلق مشہور تھا سنہ ایک سو پچیس و چھبیس قبل مسیح میں انھوں نے شمالی ہندوستان کو تاخت و تاراج کیا اور مختلف حالتوں میں پانچ صدیوں تک جنوب مغربی علاقے میں بنے رہے۔ بعض کا قول ہے کہ بدھ بھی سیتھین تھا سیتھین کا نہایت مشہور بادشاہ کنشک تھا جس نے سنہ ۶۰ میں بودھوں کا چوتھا جلسہ منعقد کیا تھا اگرچہ اُسکا پایہ تخت کشمیر تھا مگر اُسکی قلمرو جنوب میں آگرے اور سندھ سے لیکر ہمالیہ کے شمال کو یارقند اور کوہ قند تک تھی بعض کہتے ہیں کہ کنشک بنسی رجواڑے جس گھرانے کا نامور تاجدار کنشک راجہ تھا تورانی قوم سے تھے بروش پور یعنی پیشاور انکی راجدھانی تھی اور شمالی ہند میں انکی عملداری بہار تک تھی یہ لوگ بودھ مذہب تھے اور انھوں نے ہندوستان سے باہر اپنا پنتھ بہت پھیلایا ملک بنگالہ میں شاہ اشوک کے جانشینوں کے عہد حکومت میں سیتھین کے شمالی بادشاہوں اور بودھوں کی سلطنت میں ربط و ضبط شروع ہوا اور انجام کار سیتھیا والوں نے بدھ کے مذہب کو تھوڑے سے تغیر و تبدل کے ساتھ اختیار کیا سیتھین اس کثرت سے ہند میں آئے تھے کہ آج کے دن تک سرحدی صوبوں کی آبادی میں اس نسل کے لوگ کثرت سے پائے جاتے ہیں مثلاً دو سیتھین فرقے جنکو گیتی اور دھائی کہتے ہیں وسط ایشیا میں ایک دوسرے کے قریب آباد تھے اور غالباً ساتھ ہی ساتھ ہند کو آئے ہونگے بعض فاضلوں کی رائے ہے کہ جاٹ کی قوم جو پنجاب کی آبادی کے قریب نصف کے ہے قدیم قوم گیتی کی اولاد سے ہے اور اسیطرح راجپوتوں کی بڑی قوم دھائی کی نسل سے ہے۔ چندر گپت دوم نے جسے بکرم اول بھی کہتے ہیں سیتھین کو مغلوب کر کے سکاری یعنی قاتل سکا لقب اختیار کیا۔

سو برس کے بعد ایک اور شجاع راجہ شالیاہن نام ہند میں سیتھین کی مخالفت پر آمادہ ہوا سیتھین کو آکرین اور غیر آرین کے مابین تصور کرنا چاہیئے۔

حیات افغانی میں لکھا ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس قوم ہک ٹیرین اور ہندوؤں سے جلد خلط ملط ہو گئے اور شاہان اسلام کے حملوں کے وقت جنھوں نے اسلام قبول نہ کیا وہ اکثر مارے گئے اور باقی جلاوطن ہو کر

قلب پہاڑون مین جاکر آباد ہوئے قوم گکھڑ بھی قوم تاتاری کی نسل معلوم ہوتی ہو۔

راجپوت قوم کا ستھین سے تعلق

محقق مورخ اس بات کو پایہ ثبوت کو پہنچانا چاہتے ہین کہ بعض راجپوت کے فرقے ستھین کی نسل سے ہین یا یہ کہ ستھیون کا ایک گروہ راجپوتون کے فرقے مین داخل ہوگیا ہے بلکہ کرنل ٹاڈ کو تو اصرار ہے کہ ضرور راجپوت اقوام ستھیا سے ہین۔ اقوام راجپوت مین اب بھی بعض بعض وہی عادات و توہمات پائے جاتے ہین جو قوم ستھیا مین ہین۔ اقوام قدیم یورپ و اقوام راجپوت ستھیا کی نسل مین سے ایک ہی کی اولاد مین ہین۔

الفنسٹن صاحب کہتے ہین کہ اگر یہ خیال کیا گیا ہو کہ تمام ہندو اور ستھیا والے ایک ہی نسل سے پیدا ہوئے اور پیچھے اپنے اپنے مخصوصات کے سبب جدا جدا قومین ہوگئین تو اس معاملے پر گفتگو کرنے کی حاجت نہ ہوگی لیکن اگر یہ کہا جائے کہ ایسے زمانے مین جسکی تاریخ موجود ہے ان دونون قومون مین اجتماع واقع ہوا تو اس بات پر انکو شبہ ہو کہ غیر ملک کے لوگون کا زنار دار قومون مین مخلوط ہو جانا ایسی بات ہے جسکا منو نے کبھی خیال تک نہین کیا یہ امر اُس زمانے مین جسکا بیان منو کی تحریرون مین ہے واقع نہ ہوا ہوگا اور اس اجتماع اور غلط کا کوئی نشان سکندر کے زمانے مین باقی نہ تھا کیونکہ سکندر اور اُسکے ہمراہیون نے باوجودیکہ ہندوستان کو ملک ستھیا مین دو برس رہنے کے بعد بلکہ اُس سے پیچھے دیکھا مگر ان دونو قومون کے کسی گروہ مین کوئی مشابہت نہ پائی پس اجتماع مذکور قبل مسیح علیہ السلام سو یا دو سو برس بلکہ اُس سے بھی پیچھے واقع ہوا۔ کرنل ٹاڈ نے بعض مقامون مین ایسا ہی خیال کیا ہے مگر بعض مقامون مین یہ بھی بیان کرتا ہے کہ مسیح علیہ السلام سے قبل چھٹی صدی مین ستھیا کے لوگ ہندوستان مین نقل مکان کرکے آئے اور اس سے بھی پہلے زمانے کے نقل مکان بیان کئے ہین۔ یہ بات مغلونکی یورش سے پہلے جو انھون نے چنگیز خان کے زیر حکم کی تھی ستھیا کے لوگون نے ہندوستان پر یورش کی اس قدر غالب ہے کہ ذرا سے ثبوت سے اُسکا بکو یقین ہو سکتا ہے اور جو دلیلین اس بات کی پیش کی گئی ہین کہ بھدرفع کرنے بکٹیریا کے ستھیا کے لوگون نے ہندوستان کے ایک حصے کو فتح کیا بکو اطمینان ہو سکتا ہے۔ مگر یہ خیال کرنا کہ نہایت فخر و سخت رکھنے والی ہندو قومون مین غیر ملک کے لوگون کا ایسے زمانے مین داخل اور مخلوط ہو جانا جبکہ منو کے مجموعے مین ہندوونکی قومون کے آپسمین نہایت کامل امتیاز قائم ہو چکا تھا اسقدر دشوار ہے کہ اس امر کے قائم کرنے کے واسطے نہایت صحیح اور صاف دلیلین درکار ہین۔ اب دیکھنا چاہئے کہ وہ دلیلین کیا ہین۔

اول۔ یہ کہ چار راجپوت قومون مین ایک کہانی انکی نسل کی مشہور ہے جس سے بشرطیکہ ہندوونکی تمام کہانیان بامعنی سمجھی جائین یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ وہ قومین مغرب سے آئین اور انکو اپنی اصلیت کا حال کچھ معلوم ہین۔

دوسرے۔ یہ کہ بعض راجپوت بلاشبہ ہندوستان کے مغرب سے آئے ہین۔

تیسرے۔ یہ کہ راجپوتون کا مذہب اور چال چلن ستھیا والونکے مذہب و اطوار سے مشابہ ہے۔

چوتھے۔ یہ کہ بعض راجپوت قومونکے نام ستھیا والونکی قومون کے سے نام ہین۔

پانچوین - یہ کہ قدیم سندھ کی رو سے اٹک کے نیچے کے حصے کے آس پاس دوسری صدی مین ایسے لوگ موجود تھے جو ستھیا والون اور ہندوؤن کی آمیزش سے پیدا ہوے تھے -

چھٹے - یہ کہ اوپر کے حصۂ ہندوستان مین سفید یعنی گورے ہنز لوگ کا سمس انڈی کو پلیو سٹینز کے زمانے مین موجود تھے -

ان دلائل مین سے پہلی دلیل ایسی کچھ قطعی نہین ہے جسکو بلا حجت تسلیم کر لیا جاے - یہ بات ظاہر ہے کہ ہندوستان کی قومین اور ملکونکی قومون کی طرح ناواقف ہو سکتی ہین یا اگر انکو معلوم بھی ہو تو اُسکو ایک کہانی سے ترقی دینے کے درپے ہوتی ہین - اس کہانی کے ذریعہ سے سواے آبو پہاڑ کے جو راجپوتانے مین ہے ستھیا کے قرب وجوار تک بھی سراغ نہین چلتا اور کرنل ٹاڈ نے جن ہندوستانی قومونکو اہل ستھیا بتایا ہے اُنمین سے شاید کوئی ایک دو بلکہ وہ بھی نہین اُن چار راجپوت قومون مین سے ہین جنکا ستھیا والونکا سا نام ہے -

دوسرے صرف یادوؤنکی ایک بڑی قوم دریاے اٹک کے اُس پار سے آئی جنمین سے کرشن جی ہوئے ہین اور یہ خالص ہندو قوم ہے - ہندوستان مین کرشن کی وفات کے بعد اُس قوم سے دریاے اٹک کے مغرب کیطرف جانے کی کہانی مشہور ہے - یادو کی قوم کا ایک حصہ جسکا نام شاما ہے ستھیا والونکی یورش کرنے کے سبب سے اپنے نئے مقبوضہ ملک مغرب سے خارج ہو کر اپنے قدیمی ملک کو اپنے بھائیون مین شریک ہونے کے واسطے جن سے مذہب اور اطوار مین کبھی غیریت نہ تھی ساتوین آٹھوین صدی مسیحی مین واپس چلا آیا - دریاے اٹک کے پار جانے سے پہلے وہ ہندو ہی تھے اور جو قومین مغرب مین اب بھی رہتی ہین گو آج کل وہ مسلمان ہین اُن مین سے بہت سی قومونکو ہندو نسل مین سے تسلیم کیا جاتا ہے - سکندر نے دریاے اٹک کے مغرب مین ہندوستان کی دو قومون کو یا یا ایک کو پرا پانیسس مین اور دوسری کو سمندر کے قریب اگرچہ یہ دونون قلیل گروہ اور آپسمین بے تعلق تھے مگر سمندر کے قریب کا گروہ راجپوتون کے ہندوستان مین نقل مکان کر کے آنے کیواسطے بغیر اس بات کے کہ ہمکو اہل ستھیا کی طرف بھی خیال دوڑانے کی ضرورت پیش آئے کافی وافی ہے -

تیسرے اگر راجپوتون کی کسی قوم کا مذہب اور چلن ستھیا والون کے مذہب اور اطوار سے کچھ مشابہت بھی رکھتا ہو تو بھی سمجھنا چاہیئے کہ ہندوؤنکے مذہب اور رویے سے اسقدر زیادہ مشابہت اور یک رنگی ہے کہ اُسکے مقابلے مین اہل ستھیا کی مشابہت بالکل کالعدم ٹھہرے گی اور راجپوتونکی زبان بھی ہندی ہے ستھیا کی زبان کا ایک لفظ بھی اُسمین نہین پایا جاتا جسقدر کہ ابتک تحقیق ہوا ہے اُنکے مذہب کے کسی ایسے حصے کا حال نہین سنا جاتا جسکی اصلیت ہندوؤنکے خالص مذہب مین سے نہو فی الحقیقت جن باتون مین بعض راجپوتونکو ستھیا والون سے مشابہ کہا جاتا ہے وہ باتین تمام راجپوتون مین عام ہین بلکہ اکثر اُن مین سے تمام ہندوؤنمین پائی جاتی ہین برخلاف اسکے جن باتونکو ستھیا والونکے اطوار کے نمونے کی طرح انتخاب کیا گیا ہے اُنمین سے اکثر تمام جاہل اور اکثر قومونمین ہوتی ہین ظاہرا اُنمین سے بہت سے طور طریقے سکیندی ناوما یا جرمنی والونکی مین

اُن قوموں کی نسل مشرقی سیتھیا والوں کی نسل کے ساتھ مشترک فرض کرین مگر اُنکے اطوار کی مشابہت ہوتی باقی ہو اگر مشابہت کی دقیق باتون کی تحقیق کرنے کے بجاے ہم سیتھیا والون اور ہندوؤں کی عام خصلت کی مطابقت کرین تو ظاہر ہے کہ کوئی دو چیزین ایسی خیال مین نہین آسکتین جو کچھ کم مشابہت رکھتی ہون۔

سیتھیا والا بلند قد۔ گٹھا ہوا جسم۔ ہاتھ پاؤن موٹے۔ تازہ اور قوی۔ کشادہ چہرہ۔ رخسارون کی ہڈیان اُبھری ہوئین۔ آنکھین نیلگون دبلی جنگ کرنے کے نکلے ہوتے ہین۔ گھر اُسکا خیمہ یا ڈیرہ وغیرہ اور پیشہ چرواہا پن خوراک گوشت اور پنیر اور دودھ دہی وغیرہ۔ پوشاک جانورون کی کھال اور اُون ہر شخص اُن مین کا جست وچالاک اور محنتی اور صحرانورد اور بہین اور راجپوت کشیدہ قامت خوبصورت جنڈھیلا جب تک کسی وجہ سے برافروختہ نہو پژمردہ خاطر اور کاہل مسکن اسکا مکان اور لباس باریک اور ڈھیلا بھڑک دار خدا اُس اُسکی غلہ اور زمین کے قبضے پر جان دینے کو موجود۔ بجز ضرورت کے ایکسی مقام پر قیام رکھنے کا پابند اگرچہ اکثر جنگل مین یا جنگل کے قریب رہتا ہو مگر مویشی کے ریوڑون کی خبرگیری جو کہ فرقون سے مخصوص ہے کبھی نہین کرتا۔

چھٹے نام کی مشابہت جب تک کثرت سے اور اور حالات سے اُسکی تائید نہو نہایت کمتر درجے کی ضعیف دلیل ہے سو اس موقع پر ایسی دلیل بھی اس قدر کم ہو کہ بمنزلہ نہونے کے ہے۔ علاوہ جیٹ کے بہت بڑی مشابہت ایک گمنام قوم کے نام سے جو راجپوتون مین ہون کہلاتی ہے اُس بے ٹھکانے بڑے گروہ کے ساتھ جسکو رومی ہنز کہتے ہین پائی جاتی ہے اگرچہ ہن قوم اب معدوم سی ہے لیکن قدیم زمانے مین وہ کسیقدر فخر و امتیاز رکھتی تھی اُسکا ذکر بعض قدیم کتبون مین پایا جاتا ہو لیکن کوئی اور بات ایسی نہین ملتی جسکے سبب سے اُس کو قوم ہنز یا ہانگ نو سے مشابہ سمجھا جاے۔

ہندوؤن مین سے راجپوتونکے اصل ہونے کے خلاف یہ کہا جا سکتا ہو کہ راجپوتونکی چندہی قوموں کے نام ایسے ہین جن کے سنسکرت مین کچھ معنے ہو سکتے ہین کیا اُن ناموں کے معنی تاتار کی کسی زبان مین ہو سکتے ہین اور کیا تمام ہندو قوموں کے معنے سنسکرت مین ہو سکتے ہین۔

پانچوین ہم بلا تامل یہ تسلیم کر سکتے ہین کہ دوسری صدی مین دریاے اٹک کے قریب سیتھیا والے بستے تھے مگر یہ ظاہر نہین ہوتا کہ اس موقع پر رہنے سے وہ راجپوت کیونکر بن گئے۔ ہندوستان مین ایرانی۔ اور افغان اور انگریز مدتون رہے مگر اُن مین سے کسی کو ہندو قوموں کی فہرست مین کبھی جگہ نہین ملی۔

چھٹے کا سماس جو صرف ایک جہازران تھا ہندوستان کے اوپر کے حصون کا صحیح صحیح حال غالباً نہ جانتا ہو گا اور سنہ ہنز بقول ڈی گنیز صاحب کے ترک تھے جن کا دارالسلطنت اردکینڈ یا خوتھا اسلیے یہ ممکن معلوم ہوتا ہو کہ جہازران نے ناواقفیت کے سبب سے جیٹ اور ہنز کو گڈمڈ کر دیا لیکن اگر اُسکا بیان تسلیم کر لیا جاے تو اس سے ظاہر ہوتا ہو کہ ہندوستان کے اوپر کے حصے مین لوگ ہنز کے نام سے آگاہ تھے اور اس سے ثابت ہوتا ہو کہ جن لوگون کو ہنز کہتے تھے وہ چھٹی صدی تک راجپوت نہین بنگئے تھے۔

ان تمام دلائل سے یہ نتیجہ نکلتا ہو کہ راجپوت سب کے سب خالص ہندو ہین۔

جواب ان تمام باتون کا مختصر سا جواب یہ ہو کہ مرور ایام کے بعد ستھین راجپوتون مین مل کر یا راجپوت بنکر ایسے ہندو دھرم مین جذب ہوئے کہ انکو اپنی اصل کے ساتھ بالکل مشابہت نہین رہی۔ وہ زمانہ ہی ایسا تھا اور پچھلے ہندو اونکے واسطے وہ موقع باقی نہین رہا اور انھون نے اس بات کی کوشش کی کہ اہل ایران و افغان اور اگر ہو سکے تو ہندوون سے جانبت رکھتے ہین نہایت مضبوطی سے قائم رہے نہ انکا مذہب اختیار کیا نہ اسکی طرز معاشرت کو قبول کیا پھر یہ ہندو قومون کی فہرست مین کیسے داخل ہو سکتے بلکہ یہ تو ہندو انکو انکی قومیت مین سے نکال کر اپنی فہرست مین شامل کرنے کے کوشان رہے۔

جاٹ

حملہ آور ان ہندوستان کی مختلف اقوام مین وہ قوم بھی شریک ہو جسکو چینی یوکی اور تاتاری جیٹ بکسر اول اور بعضے انگریز مورخ جیٹی کہتے ہین اور پنجاب مین جٹ بفتح اول اور دریاے گنگا و جمنا پر جاٹ کہلاتے ہین۔ وہ ایک بڑی قوم تاتار کے سرکردہ تیمور لنگ کے زمانے تک موجود تھی۔ دوسری صدی قبل مسیح مین اس قوم کو مائنگ نو قوم نے جس سے ہمیشہ اسکو عداوت رہتی تھی اسکے اصلی ملک سے نکالکر چین کی سرحد تک بھگا دیا اور قریب ایک سو چھبیس برس قبل مسیح مین اس شکست یافتہ قوم نے خراسان و اتراک ایران کو فتح کر لیا۔ سنہ عیسوی کے آغاز مین یوکی فتح کرتے کرتے ایران سے دریاے اٹک کے پاس کے ملک تک آئے جیٹ اعظم کی سلطنت اور نام جسکا دارالحکومت جگ زارٹیز (دریاے معروف) تھا زمانہ سیرس سے چوتھی صدی عیسوی تک جب وہ بت پرستون سے مسلمان ہوئے بحال رہی ہو۔ ہرڈوٹس کہتا ہو کہ جیٹ لوگ واحد پرست تھے اور روح کے غیر فانی ہونے کا اعتقاد رکھتے تھے اور چینی مصنفون کے ذریعہ سے ڈگانس نے لکھا ہے کہ انھون نے بدھ کا مذہب اختیار کر لیا تھا جیٹ قوم کی روایتون سے اُن کا مسکن مغرب دریاے سندھ پایا جاتا ہے اور یادو مین سے اُنکا نکاس دریافت ہوتا ہے اس سے واقعات یادو کی کرشن زابلستان سے آنے کی تائید ہوتی ہے اور اس قوم کے کرشن سے پیدا ہونے کا گمان رفع ہوتا ہے۔

بعض کتابون مین لکھا ہے کہ قوم ایسی وجیٹی وغیرہ ساکن یورپ مرکزی کو جو چند نسبی نسل کا مورث اعلےٰ ہے بانی اپنی نسل کا سمجھا کرتی تھین بعینہٖ اُسی طرح جیسا کہ اقوام ایسی و تاک شک و جیٹی ساکن مشرق کیا کرتی ہین۔ قوم یوچی کہ بمقام بکٹیریا و کنار ہاے جیحون مسکون تھی آغوش بنام جیٹی مشہور ہوئی انکی سلطنت مدت دراز تک اسی خطہ ایشیا مین رہی اور یہی ہندوستان تک پھیل گئی۔ چینی مورخ لکھتے ہین کہ یوکی لوگ جو مملکت چین اور تین شان (آسمان سے باتین کرنے والے پہاڑون) کی بہت سی زمین پر حکومت کر رہے تھے انھین ہن لوگون نے کثیر التعداد خونریزی اور بڑی بڑی معرکہ آرائیون کے بعد وہان سے نکال دیا جاٹ لوگ اسلحہ جنگ سے شکست کھاکے جلاوطن ہوے یونانی انکو بنام انڈوسیتھس جانتے تھے انکی وضع اور رہن سہن

طور و اطوار ترک کے ہین اور ترک وہ لوگ ہین جو منگولیا کے مغرب سے بحیرۂ خزر (یعنی دریاے آمون یا جیحون) اور کوہ یورال تک آباد تھے جنھون نے خوارزم۔ ماوراالنہر۔ روم۔ مصر وغیرہ پر حکومت کی چنانچہ سلجوقی سلاطین خوارزم شاہی بادشاہ اور انکی تمام شاخین اور ہندوستان کے وہ تمام سلطان خاندان جو محمد غوری سے ابراہیم لودھی تک ہندوستان پر حکمران رہے اور اب ترکو کی حکومت قسطنطنیہ مین ہو اور انکی زبان خاص ہو۔

قوم جیٹی مین سے فرقۂ ایسی رسم پرستش و قربانی اسپ کو کہ علامت اُنکے سورج دیوتا کی ہے اپنے ہمراہ سیکندی نیویا مین لیگئی۔ ستھیا کی قوم جیٹی اپنے گھوڑو نکو چتا پر جلاتی تھی۔ اور سیکندی نیویا کی قوم جیٹی اپنے گھوڑے اور اپنے ہتھیار دونکو مردہ نعش کے ساتھ دفن کرتی تھی اسوجہ سے کہ پیادہ پا بدھ تک نہین پہونچ سکتے ہین۔ اُنکے اول مرتبہ وسط ایشیا سے دریاے سندھ کے اسی طرف آنیکا کوئی حال تحریری نہین ملتا ہو۔ غالب ہو کہ سائرس (سیرس) یا اُسکے بزرگون کی لڑائی ہوئی تب تکشک کے ہمزمانہ ہوئے ہین۔ جاٹ بھی مثل تک تکشک کے دعوے کرتے ہین کہ خاندانی نام اقوام ستھیا کا کہ ہند پر حملہ آور ہوئین ہمسے چلا آیا ہے اور بعض فاضلون کی راے ہے کہ جاٹ قوم ستھین کی شاخ گیتی کی اولاد ہو اور بعض محققین جاٹون کو چند رنسی نسل سے مانتے ہین چنانچہ جب یادو (چند رنسی) سالباہن پور سے نکالے گئے اور دشت ہند کے جو ہیہ اور دا ہیہ راجپوتون مین پناہ لینے کے واسطے دریاے ستلج کے پار گئے اور وہان رئیس اول کو اپنا دار الحکومۃ بنایا اکثر نے مجبور ہو کر مذہب اسلام اختیار کیا اور اپنا نام جاٹ رکھا اور اسکی وقائع جادونبن کے کم سے کم بیس شاخین لکھی ہین تاریخ راجگان پنجاب سے مستفاد ہوتا ہو کہ تقریباً جاٹون کی تمام اقوام راجپوتون کی نسل سے ہین اور اپنا سلسلہ خاندان جیسل سے ملاتے ہین جو ایک بھاٹی قوم کا راجپوت اور ریاست جیسلیر کا بانی تھا اور ۱۱۷۶ء مین ایک بغاوت کی وجہ سے اپنی مملکت چھوڑ کر شمال کی جانب بھٹی راج کی ظرو مین جو اُسوقت اجمیر و دہلی کا فرمان روا اور ہندوستان کا سب سے زیادہ طاقتور راجہ تھا چلا گیا اسکے چوتھے بیٹے ہیم پال کے بیٹے جوندھر کے اکیس بیٹون سے ۲۱ گوت قائم ہوئے جن مین سے ایک بیٹے بچے راؤ کے پسر منگل راؤ کا بیٹا اندر تھا جسکو انند راؤ بھی کہتے ہین اسکے وقت تک راجپوت خاندان جیسلیر سے برادرانہ برتوارہ قائم رہا کیونکہ اس کا خاندان اُسوقت تک خالص راجپوت تھا مگر انند راؤ کے بیٹے کھیوا یا کھوٹ نے ہم قوم عورت سے اولاد نہ ہونے پر اولاد کی امید مین اور مولف تاریخ پٹیالہ کی تحریر کے موافق تعشق کی وجہ سے بلی کے ایک بلسیر نامی جاٹ زمیندار کی لڑکی سے شادی کرلی تو رسم ملک کے موافق اوسکی اولاد قوم راجپوت سے قوم جاٹ مین منتقل ہوگئی اور شادی بیاہ کا تعلق راجپوتون سے نرہا رفتہ رفتہ وفود اولاد کے باعث من کی شاخین بہت سے نامون سے مشہور ہوگئین لیکن اس سے یہ نہ خیال کرنا چاہیے کہ کوئی صحیح قوم تاتار سے ہند مین نہین آئی بلکہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ ان نو مسلمون نے اپنے کو جاٹ مشہور کیا کہ قوم جیٹ تاتاری کے مسلمانون مین شامل ہوگئے اسیطرح جیسل کے اخلاف مین سے کھیوا کی اولاد ہندو جاٹ بن گئی ایک کتبہ محررہ پانچوین صدی سے معلوم ہوتا ہو کہ ایک ہی بادشاہ کو دونون لقب جیٹ و تک تشک سے ملقب

کیا ہے اور اسکو آفتاب پرست کہ صفت قدیم اہل ستھیا کی ہے بیان کیا ہے اُس مین یہ بھی درج ہے کہ اُس شاہ جیٹ کی والدہ جادو کی نسل سے ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ ۳۶ اقوام راجپوتان کی نسل مین سے ہین اور نیز جادو کی نسل سے جو چند رنسی ہین۔ جس رئیس کا کتبہ مین ذکر ہے اُس کا دارالحکومت اُس ملک مین سُلندرہ پور لکھا ہے اور بلا شبہ یہ سانبا ہین پور ہے جہان تاک کے نکلنے پر یادو بھائیون نے بود و باش کی تھی پنجاب مین وہ پانچوین یا چھٹی صدی عیسوی مین قائم ہوے تھے بلکہ وہ ۸۴۰ء مین صاحب اقتدار ہو گئے تھے اس کے پانسو برس کے بعد تک دریاے سندھ کے مشرقی کنارے پر اور پنجاب مین جاٹون کے زبردست گروہ ہونے کا محمود فاتح ہندوستان کے واقعات سے بخوبی ثبوت ملتا ہے کہ اُنھون نے بڑے زور شور سے اُسکا راستہ روکا تھا۔

۴۱۵ھ ہجری مطابق ۱۰۲۴ء مین محمود نے بڑی فوج سے جاٹون پر حملہ کیا کہ اُنھون نے گجرات کی اخیر مہم سے واپس آنے پر اسکو بہت تنگ کیا تھا اور دملتان پر اس ندی کے برابر جو کوہ جُود کے قریب بہتی ہے جاٹ لوگ رہتے تھے جب ملتان مین پہونچکر دریافت کیا کہ جس ملک مین جاٹ رہتے ہین وہ ندیون سے محفوظ ہو اُسنے پندرہ سو کشتیان تیار کرائین یا اس غرض سے کہ دشمن جو بحری جنگ مین مشاق ہین کشتیو پر چڑھنے نہ جائین ہر کشتی مین چھ چار لکڑے اور ہر کشتی مین بارہ محرابین رکھکر بعض مین آتشی گولے رکھے کہ جاٹونکی بحری فوج کو اذیت پہونچائین بادشاہ نے کشتی بیچ کنی کا قصد ارادہ کرکے ملتان مین اس نتیجے کا انتظار کیا جاٹون نے اپنے عیال و اطفال و اسباب کو سندھ ساگر مین بھیجدیا اور چار ہزار یا جیسا کہ بعضے کہتے ہین آٹھ ہزار کشتیان لیکر غزنویون پر حملہ کیا سخت محاربہ و قوع مین آیا خاصون کے دھکے سے جاٹون کی کشتیان غرق ہوئین اور بعض آگ سے جل گئین کچھ بچین سو گرفتار ہوئین البتہ بہت لوگ بچ رہے تھے کیونکہ جاٹون کا مجمع جن کی شکست پر ریاست بیکانیر قائم ہوئی اُنھین لوگون کا بقیہ تھا اور محمود کے ہاتھ سے سلطنت اصلی اُنکی پائمال و برباد ہوگئی اور اکثر نے ہندوستان مین آکر بنیا جلی۔

مولف کی راے ہے کہ دریائی لڑائی کی ضرورت تو اُسوقت محسوس ہوتی ہے جبکہ غنیم پر حملہ کرنے کے لیے خشکی کا راستہ نہو یا دشوار گذار ہو یا دریائی وسائل آمد و رفت پر تصرف کئے بغیر دشمن کو مغلوب کرنا ناممکن ہو ملتان پر تصرف ہونے کی حالت مین محمود بآسانی جاٹونکے علاقے پر خشکی کے ذریعے سے حملہ کرسکتا تھا اور دریائی راستون کی بندش کرنے کے لیے اسکو کشتیون کا رکھنا ضروری نہ تھا کیونکہ بالائی دریاے سندھ یا اُسکے معاون دریاؤن کی چوڑائی اتنی ہے کہ اگر جاٹون کی کشتیان دریا مین آمد و رفت کرین تو محمود کے تیر اندازکناروں پر سے بآسانی اُنکو نشانہ بنا سکتے تھے اور اُنکی آمد و رفت کا سدباب کرسکتے تھے اسکی یہ مثال ہے کہ ترک دریا نیال کے سواحل پر قبضہ رکھنے کی وجہ سے اتحادی بیڑے کا بغیر بیڑے کے مقابلہ کرکے اُسکو پسپا کرنے مین کامیاب ہوے اگر یہ کہا جاے کہ محمود کو دریا پار کرنے کے لیے کشتیو کی ضرورت پڑی تو اس قدر کشتیان دریا مین جو کہ تنگ ہوتا ہے جمع ہونا ناممکن ہے سمندر کے کسی فراخ حصے کو پار کرنے کے لیے ان کا جمع ہونا ممکن تھا ہان اگر محمود دریا کے کنارے اپنی فوج کو میلون تک پھیلا کر اُسے عبور کراتا تو اتنی کشتیان کارآمد ہو سکتی تھین اور جاٹون کی چار ہزار کشتیو کا

اسکے مقابلے مین آنا ممکن تھا مگر محمود جیسا تجربہ کار جنرل اپنی فوج کو اسطرح منتشر نہین کرتا۔ ماسوائے ازین یہ بات قابل غور ہے کہ ہندوستان کی تواریخ مین سمندر کے کنارے کی اقوام کے سوا اس قسم کی دریائی لڑائی کسی قوم کے متعلق سوائے اس واقعہ کے مذکور نہین۔

چینی مورخ لکھتے ہین کہ سنہ ۱۳۶۰ء مین توگل تاش تیمور قوم جیٹ کا بڑا خان تھا اس وقت تک یہ لوگ بت پرست تھے اس نے ترکستان کو فتح کرکے ترسین سوکرس یا ناپر حملہ کیا کہ وہان کا رئیس تو مفرور ہوا مگر اسکے بھتیجے امیر تیمور چغتہ نے ملک کو فتح ہونے سے بچا لیا اور توگل تاش سے دوستی پیدا کرکے ایک ہزار جنگجویون کا افسر ہوگیا۔ سنہ ۱۳۶۹ء مین جب جیٹ کا خان مرا تیمور چغتہ اس قوم پر اتنا غالب آگیا تھا کہ مجمع عام نے خطاب خانی تیمور جیٹ سے تیمور چغتہ کو دیوایا سنہ ۱۳۷۲ء مین اُسنے جیٹ قوم کی امیر عورت سے شادی کرکے کوچ اور سمرقند کو اپنی قدیم مملکت ٹرین سوکرسیانا مین شامل کیا جب تک جیٹ لوگون کی خودسری رفع نہ ہوئی اس ملک مین سے کہ نوع بشر کی پرورش گاہ ہے فساد و خون ریزی رفع نہوئی اور یہ بھی سنہ ۱۳۸۸ء مین بعد بھیجہ حملہ کے جنمین اُسنے شہرون کو جلا دیا اُنکی دولت کو لوٹ لیا کل قوم کو عنقریب نیست و نابود کردیا تب اطمینان سے بیٹھا۔ تاہم جیٹ لوگ پنجاب مین قائم رہے اور جو لوگ جیٹ قوم کے اٹک کے پاس کے ملک مین آئے تھے وہ وہین آباد ہوگئے۔ اسی سبب سے تیمور جو تاتار مین جیٹ سے لڑا کرتا تھا دریاے اٹک پر آیا تو اُسنے اپنے پرانے حریفون کو یہان دور دراز فاصلے پر کسی بستی مین پہچان لیا۔ اُن لوگون کا نام اب بھی جیٹ یا جاٹ ہے اور اس زمانے مین بھی اٹک کے دونون کنارون پر کثرت سے موجود ہین۔ پنجاب اور راجپوتانہ اور بلوچستان کے مشرق مین دہقان جاٹ ہی ہین اور اکثر مقامون مین ان کا مذہب اسلام ہے۔

لیکن اگرچہ کے قرب و جوار اور دوسرے مقامات کے کاشتکار وغیرہ جاٹون کی جیٹ سے جو تاتاری ہین اصلیت نکلنے پر صرف ایک اعتراض پیش کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ راجپوت قومونکی بعضی فہرستون مین شامل ہین اسلئے وہ خالص ہندو سمجھے جاتے ہین لیکن کرنل ٹاڈ جس سے یہ بات معلوم ہوئی ہے اسکو اس بیان سے بے اصل کرتا ہے کہ اگرچہ اُنکا نام فہرست مین داخل ہو مگر اگر کوئی راجپوت ہرگز نہین سمجھنا چاہیئے اور کوئی راجپوت اُنمین شادی نہین کرتا اور ایک اور مقام پر وہ یہ کہتا ہے کہ بجز ایک نہایت مشکوک رسم کے ہندوؤنکی رسمین اُنمین بالکل نہین ہین اور وہ خود اس بات کی تائید کرتے ہین کہ اُنکا خون جیٹ ہے۔

لیکن صحیح ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ سیتھین والوگی نسل مین سے ہین اور آرین نے جاٹون کو دیش مین داخل کردیا شہاب الدین غوری نے ہندوستان کو فتح کیا اُس سے صرف بارہ برس کے بعد اُسکے جانشین قطب کو شمالی جنگل کے جاٹون سے بذات خود لڑنا پڑا کہ اُنھون نے ہانسی کو سلطنت علحدہ کرنا چاہا۔ جب رکن الدین کی بہن رضیہ بیگم کو امرائے سلطنت دہلی نے قید کرکے قلعہ تبرہند مین بھیجدیا تو التونیہ نامی ایک ترکی سردار حاکم سرہند نے اُس سے نکاح کرلیا اور گکھڑون اور جاٹون اور دوسرے زمیندارو کو جمع کرکے دہلی پر چڑھائی کی

سلطان شمس الدین نے فوج مقابلے کو بھیجی دونون شہر روز وجہ شکست کھاکر بھٹنڈہ کی طرف بھاگ گئے وہان پہنچ تیاری کرکے دہلی کیطرف کوچ کیا اور ایک مقابلے مین ایسی شکست کھائی کہ بھاگتے مین کیتھل مین پہنچکر فوجکا کنٹرول منحرف ہوگیا اسلئے ہندوون نے پکڑکر دونکو مار ڈالا ۲۴ ربیع الاول کو شکست پائی تھی اور ۲۵ ربیع الثانی ۶۳۴ ہجری مطابق ۱۲۳۶ء کو قتل ہوئے جیسا کہ مولانا منہاج الحق نے طبقات ناصری مین لکھا ہے۔ وقائع راجپوتانہ مین غلط لکھا ہے کہ بیگم نے جاٹونکی پناہ لی تھی۔

شروع انیسوین صدی عیسوی مین دہلی کی مغلیہ سلطنت کے تباہ ہونے کے بعد احمد شاہ درانی نے جو قندہار کا بادشاہ تھا اور جسنے پانی پت کے میدان مین مرہٹون کو بڑی بھاری شکست دی تھی ایک شخص سکھت سنگھ جاٹ کو اُسکی عمدہ کارگذاری کے سبب لاہور کی حکومت پر مقرر کردیا تھا وہ ہندوستان اور افغانستان کے فسادون سے موقع پاکر مضبوطی کے ساتھ ۳۵ برس تک پنجاب کے علاقے پہاڑا اجہ رنجیت سنگھ کے نام سے قابض رہا۔ اسکے مرنے پر چند سال کے اندر اُسکی اولاد و قوم مین اعلے درجے کا فساد اور سرکار انگریزی کی بدخواہی ثابت ہوکر پنجاب کا ملک سرکار مین ضبط ہوا اور اُس کا ایک مشہور بیٹا دلیپ سنگھ ساڑھے چار لاکھ سالانہ پنشن پر انگلستان بھیجدیا گیا۔ پنجاب کی ریاست کا ایک بڑا رکن سردار گلاب سنگھ تھا جو اصلی سبب جاٹون کی تباہی اور انگریزونکی فتح کا تھا اسکو سرکاری نظر سے تین کرور روپیہ لیکر جموں و کشمیر کا خود مختار رئیس مانا گیا اُسکی اولاد اب تک وہان قائم ہے۔ اسکے سوا پنجاب مین پٹیالہ۔ جیند۔ نابھہ اور کپورتھلہ وغیرہ کئی ریاستین جاٹ لوگونکی ہین جو بابا نانک کے مذہب پر چلتے ہین اور سکھ ہین۔ سکھ شروع مین تو ایک مذہبی فرقہ تھا لیکن بتدریج ایک قوم بن گئی انکے مذہبی پیشوا گرو نانک نے اسلام اور مذہب ہنود دونون سے عمدہ باتون کو اخذ کرلیا اور ذات کی رسمون کو توڑکر مساوات قائم کردی جن لوگون نے اس مذہب کو قبول کیا وہ سکھ یعنی شاگرد کے نام سے مشہور ہوئے لیکن بعض آرین بھی انمین آکر مل گئے اور انکی وجہ سے قوم کی عظمت زیادہ ہوگئی ہمیشہ لڑنے بھڑنے کی وجہ سے سکھ بتدریج ایک جنگی قوم بنگئی گرو نانک نے تو انھین توحید کی تعلیم کی تھی اور انکے مذہبی خیالات کو بلند کیا تھا گرو گوبند سنگھ نے انھین قومی علامت کے لیے فولاد دیا ہر ایک سکھ خواہ وہ ہتھیار بھی باندھے کسی نہ کسی قسم کا فولاد بطور تعویذ کے پاس رکھے گا راجپوتانہ مین اسوقت بھرت پور اور دھولپور دو ریاستین قوم جاٹ کی ہین۔

ہندوون مین گرو یا مرشد کا عہدہ اور ذاتونکی تفریق

اول اول آرین مین مرشد یا گرو کا عہدہ موروثی نہ تھا وہ مثل ایک پیشے کے تھا بعد ازان وہ موروثی ہوا اس قوم مین سے اکثر آدمی پیشہ جنگ چھوڑکر فرقہ مرشدیان مذہب مین داخل ہوے ہین اور انکی اولاد نے پھر بجائے پیشۂ قدیم سپہ گری اختیار کیا دس فرزندان اکنوا کسین سے (جو سورج بنسی راجپوتونکا مورث اعلےٰ ہے) جن نے ترک دنیا کرکے فرقہ مذہبی اختیار کیا اور کہتے ہین کہ ان مین سے ایک نے جو بنام گنین مشہور ہے اول اگنی ہوتر بنایا اور اُسکی پرستش کی۔ پرمودرا (ابوالمعروف) کے چھ بیٹون مین سے جو چندر بنسی ہے جو تھا بنام پرمر معروف

اسکی اولاد میں سے پندرہ نسل کے بعد ہرمی پیدا ہوا اُسنے مع اپنے آٹھ بھائیوں کے عہدہ مذہبی اختیار کیا اور اُنھوں نے گوُرشک دبفتح کاف وکسر شین معجمہ گوتریا قوم برہمن کو مقرر کیا یہ لفظ پنڈتوں سے زبانی دریافت کرکے لکھا ہے ورنہ ہندی کے ایک نوشتے میں رکسک مندرج ہے اور ٹاڈ راجستان میں کیوسیکا آیا ہے۔

چندربنسی راجپوتوں میں بیاتی کی نسل میں سے چوبیسویں راجہ نے جسکا نام بھردواجا تھا ایک نیا فرقہ مذہبی بنایا اور وہ بھی اُسکے نام سے معروف ہے وہ مرشد دہادی اکثر اقوام راجپوت کے ہیں اور اسی نسل میں سے چھبیسویں راجہ منتو دیو کے دو بیٹے تھے وہ دونوں مذہبی کام میں سرگرم رہے اور اُنھوں نے دو فرقے نئے کھڑے کئے ایک نھیں مہاور کے نام سے معروف ہے پشکر کے برہمن اسی کی اولاد میں سے تھے دوسرا فرقہ سنسکرتی کہلاتا ہے اسکی اولاد وید خوب جانتی تھی۔ اجمید اسے یہ ہادی مذہب کئی شاخوں میں منقسم ہوے۔ لفظ اجمیدا کو ہندی حروف سے اُجمید بھی لکھا ہوا دیکھا ہے اور فرہنگ مہابھارت سے اُجمیڑ (بیاے معروف) معلوم ہوا۔

خلاصہ یہ ہے کہ جب تک ذاتوں کی تفریق اور فرقوں کی تکمیل نہ تھی راجوں کے ہاتھ میں اختیارات شاہی و مذہبی دونوں تھے خواہ وہ برہمنی ہوتے یا پیروان مذہب بدھ اگر ہم قصہ راجہ نبسومتر اور برہمن وششٹ کو کہ اماین کی کتاب اول میں کئی فصلوں میں درج ہے رنگینی عبارات وکنایہ واشارات سے صاف کرکے دیکھیں تو اس امر کی تمثیل موجود ہے کہ برہمن و فرقہ اہل سیف اختیارات حاصل کرنے کے لئے باہم فساد و جھگڑا برپا کرتے تھے اور اس سے معلوم ہو جائے گا کہ کس زمانے سے ذاتوں کا بدلنا منع ہوا اور اگر رنگینی عبارات وکنایہ وغیرہ کو دور کرکے دیکھیں تو وہ قصہ اُس زمانے کا حال بتاتا ہے جبکہ تفریق ذاتوں کی اور قوموں کی مکمل نہ تھی اگرچہ لڑائی کے سخت ہونے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ اخیر مرتبہ ہوگا کہ کوئی فرقہ اہل سیف برہمن بنگیا ہو یعنی بعد اسکے کوئی فرقہ اہل سیف میں سے برہمن میں نہ ہوگا۔ بشوامتر نے وششٹ برہمن سے شکست پانے کے بعد مثل شاہان ہنود مصیبت زدہ کے دل میں مصمم ارادہ کیا کہ رسمیات تو یہ عمل میں لاکر برہمن بن جاے اُسنے اتنے استقلال سے عبادت کی کہ خواہشات نفسانی دور ہوگئیں اور عنان اختیار جذبات اُسکے ہاتھ میں آگئی اسلئے دیوتاؤں اور برہما نے بنا چاری اسکی اس استدعا کو کہ برہمن بنجاے قبول کیا اور وششٹ انکی استدعا کے بموجب بسومتر کا دوست بن گیا بسومتر گاجی یعنی قنوج کا راجہ اور گادھی نامی کا بیٹا تھا اور یہ ایریشا والی اجودھیا کا معاصر تھا جو اکشواک کی نسل میں سے جالیسوان ہے پس اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بسومترام سے دوسو سال پیشتر پیدا ہوا ہوگا اس سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ طریقہ ذاتوں کا اب مکمل ہوگیا تھا۔ یہ واقعہ تقریباً ایک ہزار چار سو سال قبل ولادت عیسےٰ سے معلوم ہوتا ہے لہٰذا اسکے عہد سے جس کا زمانہ نوسو سال قبل مسیح سے سمجھا جاتا ہے ذاتوں کا جکڑ بند اس حد کو پہونچ گیا کہ اب اُنمیں تغیر و تبدل بالکل ممنوع ہوگیا۔

برہمنوں کا مذہب اول ہندوستان میں نہ تھا لیکن کب وہ ہند میں داخل ہوا اس کا حال بہ ثبوت کامل بیان نہیں ہوا۔ فرشتہ کتب قدیمہ سے منتخب کرکے لکھتا ہے کہ بھراجی راجہ قنوج کے عہد میں ایک برہمن ایران سے آیا

اور اُسنے جادو و بت پرستی و پرستش سیارگان ہند مین داخل کی۔

ہندوون کا چار ذاتون مین تقسیم ہونا

آرین کی قدیم بستیون مین جو پنجاب کے ان پانچ دریاؤن (چناب۔ جہلم۔ بیاس۔ راوی۔ ستلج) کے درمیان واقع تھین یہ قاعدہ تھا کہ ہر صاحب خانہ کسان اور سپاہی اور پوجاری کا کام دیتا تھا۔ چونکہ ایسا ہوا کہ بڑی قربانیون کے ادا کرنے کے واسطے راجے چند ذہین خاندان کے لوگون کو جنھون نے خود وید تصنیف کئے تھے یا اُنکو برزبان یاد کر لیا تھا ہمیشہ منتخب کرتے تھے پس غالباً اس طرح پر پوجاریون کا ایک علحدہ فرقہ ہوگیا اور رجن جن آرین کا زیادہ ملک پر تسلط ہوتا گیا اقبال مند سپاہیون کو اور دنکی نسبت زیادہ حصہ اراضی کا ملا جسکی کاشت دہ مغلوب شدہ غیر آرین فرقون سے کراتے تھے اسطرح جار ذاتون کی بنا پڑی فرانس کے مشہور ڈاکٹر لیبان نے چار ذاتون کے مقرر ہونے کی بابت ایک نکتہ بعد الوقوع لکھا ہے کہ دیدی آرین کو یہ خیال پیدا ہوچکا تھا کہ وہ اپنی پرانی نسل کو اقوام مفتوحہ کے میل جول سے محفوظ رکھین اور جسوقت یہ قلیل التعداد فاتحین مشرق کی طرف بڑھے اور اُنھون نے دیسی اقوام سے ایک بہت بڑے گروہ کو فتح کر لیا تو یہ ضرورت اور بھی زیادہ ہوگئی اور مقتنون کو اس کا لحاظ کرنا لازمی ہوگیا نسل کے مسائل کو آرین سمجھ چکے تھے انھین معلوم ہوچکا تھا کہ اگر کوئی قلیل التعداد فاتح قوم اپنی پوری حفاظت نہ کرے تو وہ بہت جلد مفتوح اقوام مین کھپ مرتی ہے اور اس کا نام و نشان باقی نہین رہتا انھین یہ بھی معلوم ہوچکا تھا کہ اگر باپ اور مان مین ذات کی یک جہتی ہو تو اولاد نہایت ناقص پیدا ہوتی ہے لیکن ذات کی سختی اور جکڑ بند نے ہندی تمدن کو ایسی تنگ حدود مین محدود کر دیا کہ پھر وہ اُس سے باہر نہ نکل سکا دید کے دیوتا بُت بن گئے اور متون کی خشک اور بے مزہ نظم نے ویدی بھجنون کی لطافت و روانی کی جگہ لے لی (یہان تک ڈاکٹر لیبان کا کلام ہے)

متونے ہندوونکے حال مین وہ حیرت انگیز پہلی بات جو لکھی ہے لوگونکا چار فرقون مین تقسیم کرنا ہے اول برہمن دوم سپاہی۔ سوم محنتی۔ چہارم خدمتی۔ حیرت کی وجہ یہ ہے کہ برہمنون کو جو اول فرقہ ہے غایت درجے کی عظمت اور بزرگی اور ادنے فرقے کو نہایت درجے کی ذلت اور خواری سوچ سوچ کر دی ہے ہر چند کہ اوپر کے تینون فرقہ مین باہم برابری نہین ہے پھر بھی ہر ایک کو عزت حاصل ہے کیونکہ بعض مذہبی رسوم مین تینون فرقے شریک ہوتے ہین اور معلوم ہوتا ہے کہ ان ہی تینون فرقون کے انتظام کے واسطے یہ قانون بنایا گیا ہے جو چوتھے فرقے اور پنجم ذاتون والون سے یہ قانون صرف اسی قدر متعلق ہے جسقدر انکو تین برتر فرقونکی خدمت سے علاقہ ہے۔ اگرچہ ان مختلف فرقون کا امتیاز نہایت مضبوطی سے قائم کیا گیا مگر انکے مخلوط نہ ہونے کیلئے جو تدبیرین مقرر کی گئی تھین انمین ایسی توجہ نہونی تھی جیسی کہ پچھلے دنون مین ہونے لگی۔ اس آمیزش کے امتناع مین جو قانون بنے تھے اُنکی بنا زیادہ تر برتر فرقون کی عورتونکے فخر و تعصب پر تھی کچھ نسل کی حفاظت کے لیے بھی تینون اعلے فرقون کے مردون کو آپ سے کم درجے کی عورت سے شادی کرنے کی اجازت دی گئی ہے لیکن شرط یہ ہے کہ اپنے خاندان مین اسکو برتر مرتبہ دیون بلکہ اسکی اولاد کم مرتبہ ہے۔ لیکن آپ سے برتر درجے کی

عورتون سے شادی کرنے کی اجازت نہین ہے چنانچہ برتر درجے کی عورتو نکے پاس ناجائز آمد و رفت کرنے کی نسبت سخت سزائین قانون مین مندرج ہین اور اگر ان متوسط مرتبہ والونکی بیٹیون کی سات پشت تک متواتر برہمنون کے ساتھ شادی ہووے تو وہ نسل پھر متبرک ہوجاتی ہے لیکن شُدر کی ایسی اولاد جو برہمنی سے ہو چنڈال ہوتی ہے اور اگر یہ چنڈال اعلے فرقون کی عورتون سے صحبت کرین اور اُنسے اولاد پیدا ہو تو ہر مرتبہ اپنے جننے والے سے زیادہ ناپاک ہوتی جاتی ہے برہمنون کے ترجیح پا جانے کے وقت سے ہندو دھرم کی بنا ہوئی برہمن فرقہ تمام خلقت مین اعلے اور برتر قرار دیا گیا ہے اور تمام دنیا اور جو کچھ کہ اس مین ہے سب اسکا مال ہے اور اُسکا وجود اس تمام کائنات کی ہستی کا باعث ہے۔ سزا پانے سے برہمن آزاد ہے اور فرقہ پنر جو کچھ جبرو قہری وغیرہ برہمن سے ظہور مین آئے اُسکی پاداش مین کچھ تھوڑی سی تنبیہ مقرر ہے۔

جو کام برہمن کو کرنا چاہئے وہ یہ ہے کہ آغاز جوانی تک تحصیل علوم کرے اور عین شباب مین اپنی زوجہ وغیرہ کنبے قبیلے کے ساتھ بسر کرے۔ پڑھنا پڑھانا ویدشاستر کا خیرات دینا اور نذر بھیٹ لینا ہون یا جگ کرانا اور خود کرنا اور ان رسمون کے بجالانے کا اہمی طرح پابند رہے اور چال چلن شایستہ رکھے اور تمام دنیوی فخر و عزت سے اسطرح اجتناب کرے جیسے زہر سے کرتے ہین اور ادھیر عرصہ جنگلون مین تارک الدنیا ہو کر بسر کرے۔ لباس اُسکا درختون کی چھال ہو یا کالے ہرن کی کھال زمین پر سوئے کوئی بستر بچھائے چپ رہا کرے برسات مین کیسا ہی مینہ برسے ننگا باہر پڑا رہے جاڑون مین نمناک لباس پہنے گرمی مین چوپہن اپنے چارو طرف پانچ جگہ آگ جلا کر کھڑا رہا کرے اور باحتیاط تمام پوجا پاٹ انجام دیتا رہے اور بڑھاپے مین اُسپر ان ظاہری رسمون کا بجالانا ضروری نہین صرف دھیان گیان سے لگا رہا کرے اور پوشاک بھی اور برہمنون کی مانند پہنا کرے مگر اب بھی تنہا علیحدہ رہے۔ راجہ کو لازم ہے کہ اپنا نہایت معتمد مشیر جس شخص کو بنائے وہ برہمن ہے۔

چھتری کو برہمن کی برابر تو نہین سمجھا گیا مگر پھر بھی بہت بڑی عزت بخشی گئی ہے۔ یہ بات مسلم سمجھی گئی ہے کہ برہمن بغیر سپاہی یعنی چھتریون کے اور چھتری بدون برہمنون کے اقبال مند نہین ہو سکتے اور یہ کامیابی آپکی دلی اتفاق پر منحصر ہے برہمن سب فرقو پر برتری رکھتا ہے اور چھتری وِیش پر۔ راجہ چھتری فرقے ہی سے ہوتا ہے فائدہ جہان کہین چھتریون اور برہمنون اور اُنکے ماننے والون کے درمیان مجادلے کا ذکر ہوا ہے وہان چھتری سے مراد اولا دھرکری یعنی بدھ ہے جسپر چند بنسی کا اطلاق ہوتا ہے۔

وِیش فرقے کی کچھ بڑی عزت نہین۔ علاوہ دادو دہش کے اور ہوم کرنے اور وید پڑھنے کے وِیش کا کام مویشی پالنا تجارت کرنا۔ روپیہ سود پر قرض دینا اور کھیتی کرنا ہے۔

شودر (واو غیر ملفوظ سے) یعنی وہ فرقے جو خدمت کے لئے مقرر کئے گئے تھے یہ فرقہ اپنی ذلیل حالت سے کسی اعلے رتبے کو نہین پہونچ سکتا تھا بلکہ اُس سے کھیتون مین سخت محنت لی جاتی تھی اور گاؤن کے باشندون کے کل عجس کام اُس سے ہی متعلق تھے۔ وید دنکی تعلیم اُنکے کانون تک پہونچانے کی سخت ممانعت ہے شُدر

ترجمہ اگر وحشی کیا جائے تو درست ہوگا ۔ ان لوگون مین بھی دو تفریق کی تھین۔

(الف) جو برتن چھونے کے قابل تھے جیسے نائی ۔ کہار اور کمہار وغیرہ ۔

(ب) جو برتن چھونے کے قابل نتھے جیسے بھنگی ۔ چمار اور کنجر وغیرہ انکو اچھوت کہتے ہین اگر کوئی اونچی ذات کا ہندو کسی اچھوت سے چھو جائے گا تو اُسے نہا دھوکر لباس بدلنا ضروری ہوگا۔

دوبارہ جنم لینے والے یعنی جنیو پہننے والے تین فرقے ازروے قانون منو کے ہندوؤن کا مجمع سمجھے جاتے ہین اور شُدرون کا فرقہ ذلت وخواری کی حالت مین اور گناہگار ہے۔

یہ بات غور کرنے کے قابل ہے کہ ان چارون فرقون مین کاری گر کسی فرقے مین شامل نہین البتہ شُدر کو یہ اجازت ہے کہ جب اُسکی معمولی خدمت نہ ملے تو وہ کاریگری کا کام کرے مگر یہ نہین بیان کیا گیا کہ صنعت کن لوگون کا معمولی کام ہے دسوین باب کے چند مقامون سے مفہوم ہوتا ہے کہ ان معمولی فرقون کی آمیزش سے جو گروہ پیدا ہوا کاریگری اُنکا پیشہ ٹھہرا۔

چھتری اور ویش بلکہ شُدر بھی بقول برہمنون کے معدوم ہوگئے لیکن اس بات کا تسلیم کیا جانا مشکل ہے راجپوت اب بھی علانیہ دعوے کرتے ہین کہ ہم خالص چھتری کی نسل مین سے ہین ۔ تمدن ہند مین ہے کہ برہمن عموماً آرین ہین چھتری اور ویش تورانی اور شُدر تورانیون اور اصلی باشندگان ملک کے میل سے بنے ہین ۔ اور ڈاکٹر لیبان کی یہ بالکل غلطی ہے چھتری بھی خالص آرین ہین ۔ ویش کے بعض فرقے آرین ہین اور بعض مخلوط النسل ۔ اور شُدر خالص ہندوستانی الاصل ہین آب حیات مین مولوی محمد حسین آزاد نے لکھا ہے کہ چارون برنون فرقون کی تقسیم اور انکا الگ الگ رہنا دور کے رہنے والون کو غور کے لباس مین نظر آیا مگر غور کرو تو یہ کچھ بڑی بات نہ تھی اسی کی برکت ہے کہ آج تک چارون سلسلے صاف الگ الگ چلے جاتے ہین جو ہندو ہوگا ماں باپ دونون کی جانب سے خالص ہوگا اور برابر اپنی قوم کا پتا بتا سکے گا جو وہ غلا ہوگا اُسکا سلسلہ یا ہر ہا چلا جائے گا اگر یہ قیدین اس سختی کے ساتھ نہ ہوتین تو تمام نسلین غلط ملط ہوجاتین اور نجیب الطرفین آدمی چاہتے تو ڈھونڈھے نہ ملتا۔ ڈاکٹر لیبان کی کتاب کے ترجمے یعنی تمدن ہند مین لکھا ہے کہ شُدر بیچارے ملک کے اصلی باشندے اور ایک ذلیل قوم تھے جن کے ساتھ کسی قسم کا تعلق پیدا کرنا شرم کی بات تھی یہ تمام خراب خلقت تھی اور انکا درجہ حیوانون سے بھی بدتر تھا۔ اگر برہمنی خیالات کے پہلو سے دیکھا جائے تو یہ کوئی عجیب بات نہ تھی کیونکہ کتے اور گھوڑے سے ہرگز یہ اندیشہ نہ تھا کہ آرین خالص نسل کو خراب کرین لیکن سیاہ فام اقوام سے ہمیشہ یہ کھٹکا تھا کہین فاتح اقوام ان سے ملکر اپنا ستیاناس نہ کرلین جسدن ان مفتوح اقوام کے ساتھ سختی مین کمی کی گئی اُسی دن یہ اندیشہ تھا کہ فاتح اقوام ان سے متاثر ہوجائے اور تھوڑے ہی دنون مین وہ آرین قوم جسپر برہمنون کو فخر تھا ان سیاہ فامون سے مرمٹے اگر یہ صاف اور شفاف آرین خون کی دھار پتھر کی نالی مین قید نہ رکھی جائے تو یہ بہت جلد مفتوح اقوام کے گندے دلدل مین پھیل کر نیست ونابود ہوجائے لیکن باوجود ان سخت قاعدون کے بھی میل جول پوری طرح نہ رک سکا اور آخر کو چلکر آریہ نسل مین بہت کچھ فرق آگیا اس تغیر کا

ثبوت ہمین مُتبنّیٰ تصاویر کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔

ہندو کی وجہ تسمیہ

ہندوستان مین بہت سی نسلین اور قومین آباد تھین ہر ایک قوم اور نسل کا نام جدا جدا تھا لیکن اور ملکون کے باشندون نے اُن سب کا ایک ہی نام رکھ لیا یعنی ہندو اور انکے ملک کو ہندوستان کہنے لگے تمدن ہند مین بیان کیا ہو کہ لفظ ہندو قومیت کے لحاظ سے کچھ معنے نہین رکھتا اس سے مراد صرف وہ شخص ہے جو نہ مسلمان ہو نہ عیسائی نہ یہودی اور نہ پارسی اور جو اُن چار ذاتونمین سے کسی ایک مین شامل ہو۔

تاریخ سندھ مین مولوی عبدالحلیم شرر نے ذکر کیا ہے کہ آریہ لوگ جب ہندوستان مین آئے تو اُنھون نے پہلے اُس تمام حصۂ ملک پر قبضہ کرلیا جسے دریاے اٹک سیراب کرتا ہے اپنی فتوحات کا نقش گہرا اور مضبوط کرنے کے لیے ان اضلاع پر تسلط حاصل کرکے اُنھون نے اپنی حملہ آوری کی رفتار روک لی اور یہین سکونت پذیر ہوگئے۔ اسی وجہ سے اُس ابتدائی زمانے مین یہ دریا آریہ لوگون کا دریا کہلاتا تھا۔ آریہ لوگون نے قبضہ کرنے کے بعد اس دریا کا نام سندھو رکھدیا اسلیے کہ اُنکی زبان سنسکرت مین سندھو کے معنے دریا کے تھے اور سنسکرت کا دیوتا اُنکے اعتقاد مین اس نام سے یاد کیا جاتا تھا پھر جب وہ اس ملک مین پھیلے اور اس مین دریاے اٹک۔ پنجاب کی موجودہ ندیان اور سرسوتی ندی نظر آئی تو اس سرزمین کو سپتا سندھو (سات ندیان) کہنے لگے۔ ان مین سے سرسوتی جو سب دریاؤنکے مشرق مین اور سب سے چھوٹی ہوئی الحال اکثر خشک پڑی رہتی ہے مگر حضرت مسیح سے چھ سات سو برس پہلے بڑی بھاری ندی بتائی جاتی ہے اور ہندوؤن کا اعتقاد ہے کہ وہان سے غائب ہوکے گنگا اور جمنا مین آملی جسکے مل جانے سے ترہینی کے لفظ سے شہرت ہوئی۔ آریہ قوم نے جب مشرق کی طرف آگے قدم بڑھایا اور وادی گنگا کیطرف بڑھی تو یہ لوگ اپنی اس فتحمندی کی رفتار مین جو جو آگے بڑھتے جاتے تھے وہ وہ یہ ملک سندھ بھی وسیع ہوتا جاتا تھا بہادر فاتحون کے جھنڈے کے ساتھ ساتھ یہ نام مشرق کیطرف بڑھتا چلا جاتا تھا اور اُن تمام ممالک پر اپنا قبضہ کرتا چلا جاتا تھا جن کو آریہ لوگ فتح کرکرکے اپنا بناتے تھے قریب تھا کہ سارے ہندوستان کا یہی نام ہوجائے لیکن وادی گنگا تک پہونچ کے آریون نے اپنی مقبوضہ قلمرو کو آریہ ورت کا خطاب دیدیا مگر آریون کے یہ اپنے بنی علم اور مغربی زبردست پڑوسی اور حریف ایرانی ایسے نہ تھے کہ آریہ لوگون کے مقرر کئے ہوئے خطاب کو تسلیم کرلیتے اُنھون نے ہندوستان کو آریہ ورت نہ کہا بلکہ سندھو ہی کہتے رہے جس نام سے یہ ملک اُنمین مشہور تھا۔ ایرانیون نے اپنے تصرفات سے سندھو کو سندھ بنایا اور پھر مجھے ایسا تغیر ہوا کہ اُس مین لفظ سندھ بدل کے ہند ہوگیا (کیونکہ ھ اور سین ہمیشہ باہم تبدیل ہوتے ہین) اب ایران مین سندھو سے ہند بنتے ہی غیر قومونکی زبان پر چڑھکر مغربی دور دراز ملکون کی طرف چلا گیا۔ عرب تک تو ہند ہی تھا مگر یونان تک پہنچتے پہنچتے اِنڈ رہ گیا پھر رومی صرف نوکی خراد پر چڑھ کے اندے اندیا ہوا اور انگلستان مین چونکہ حرف دال نہین لہذا اب تقریباً ساڑھے تین ہزار برس کے بعد یہ نام جو اصل مین سندھو تھا اِنڈیا بنکے ایسی متغائر صورت مین ہم تک پہونچا ہے کہ ہم اسے سمجھ

تامل کے بعد پہچان کے معلوم ہوتا ہے کہ ایرانیون نے سندھو کو ہندو بنانے سے دنوں کے بعد جب دیکھا کہ مغربی بلاد ہند کے لوگ اپنے وطن کو سندھ کہتے ہین تو غلطی سے یہ سمجھ گئے کہ ہند اُس ملک کا نام ہے جسے لوگ آریہ ورت کہتے ہین اُنکی پیروی مین یہی غلطی عربون سے ہوئی جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ مغربی اضلاع ہند سندھ رہ گئے اور باقی سارا ملک ہند کہا جانے لگا۔ اس پر لطف یہ ہوا کہ آریہ ورت کے رہنے والون نے بھی اس بگڑے ہوئے نام ہند کو تسلیم کر لیا اور اسکی طرف نسبت کر کے اپنے آپ کو ہندو کہنے لگے۔ اب اس کے بعد ایرانیون کو ایک دوسرے تصرف کا موقع ملا وہ یہ کہ ہندو دیس کی طرف جو ملک کی نسبت سے ہندو بنے تھے اُنھون نے ملک کو دوبارہ منسوب کیا اور یون آریہ ورت ہندوستان بن گیا۔

سیاحت ہند مین حافظ عبدالرحمٰن امرت سری نے لکھا ہے کہ سندھ کا ملک قدیم زمانے مین بہت دور تک پھیلا ہوا تھا شمالی ہند کا سارا مغربی حصہ یعنی کشمیر اور بلوچستان شامل تھے سندھ ہی شمار ہوتا تھا اور اس وجہ سے غیر قومون نے سندھ اور ہند دو علیحدہ ملک قرار دے رکھے تھے۔ پس پنڈت لیکھرام کا کلیات آریہ مسافر مین یہ لکھنا کہ لفظ ہند و عداوت و عناد سے آریہ ورت کے باشندون کو بنظر حقارت دیا گیا ہے کیونکہ یہ ہبدل ہے سندو کا جو سنسکرت سین بمعنی حرام زادہ سے بنا ہے درست نہین کیونکہ ان منے سے اُن لوگون کا جو آریہ ورت کے باشندہ تھے ہندو کہتے ہین بلکہ خود سناتن دھرمیون کا ذہن مبرّا ہے۔ جبکہ ہندوستان کے تمام باشندے جو اُن چار ذاتون مین سے ہین اس اصطلاحی لفظ کو بلا اکراہ تسلیم کرتے ہین تو ویسی طرح قابل نفرت نہین اور ایک معیوب وجہ تسمیہ کا لانا بیجا ہے چینی سیاح ہیون تسانگ جو وفات سرور کائنات سے چار برس پیشتر سنہ ہجری (۶۲۹ء) سے ۳۱ ہجری (۶۴۵ء) یعنی حضرت عثمان کی خلافت کے تیسرے سال تک ممالک ہند کا سفر کرتا رہا اپنے سفرنامے مین لکھتا ہے کہ ہندوستان قدیم زمانے مین شنتو اور ہین تو کے نام سے مشہور تھا مگر اب اس کے نام کا صحیح تلفظ انتو ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ ایرانیون کا بنایا ہوا نام ہند بھی یہانتک آچکا تھا اور انتو تو یقیناً یونانیون کے ساتھ آیا جبکہ وہ سکندر کے ساتھ آئے تھے اور غالباً انکا بنایا ہوا نام اس چینی سیاح کے وقت مین موجود تھا بلکہ اس سے پہلے ایرانیون کا نام پھیل چکا تھا چنانچہ آستر کی کتاب مین جو حضرت محمد سے ایک ہزار سال پیشتر لکھی گئی تھی اسکی پہلی آیت مین ہندوستان کا لفظ ہے اسی طرح فلادیس جو سف مورخ اپنی کتاب مین ہندوستان کا لفظ لکھتا ہے۔

سکندر کا حملہ ہندؤن پر

۳۲۷ سال قبل سنہ عیسوی کے شروع سال مین سکندر ہند مین داخل ہوا اور شہر اٹک کے اوپر دریاے سندھ کو عبور کر کے بلا مزاحمت جہلم کی جانب آگے کو بڑھا اور پنجاب کی چھوٹی ریاستون مین جو ایک دوسرے سے بدظن ہو رہی تھین قدم رکھا انمین سے ایک ریاست کے راجہ نے جسکا نام پورس تھا (جسکو سکندر نامہ وغیرہ مین فور لکھا ہے) دریاے جہلم پر سکندر کا مقابلہ کیا جو لڑائی کے لئے راجہ میدان جنگ مین لایا سکندر نے جہلم کے موڑ پر جلالپور والا کے میدان جنگ سے چودہ میل مغرب کو اپنی فوج آہستہ کی اور ایک رات کو جب اندھیا چل رہا تھا موقع پاکر دریا

ہوا۔ پورس کے لڑائی کے رتھ گھبراہٹ مین دریا کے کنارے پر دلدل مین پھنس گئے اور جب لڑائی شروع ہوئی ہندو راجہ کے ہاتھیون نے لڑائی سے روگردانی کی اور پھر کر اپنی ہی فوج کو پامال کیا۔ ابتداے جنگ مین پورس کا بیٹا مارا گیا اور وہ خود زخمی ہوکر بھاگا مگر اطاعت قبول کرنے پر سکندر نے اُسکی ریاست واپس دی۔ بعد اسکے سکندر حدرآباد کی طرف جنوب و مشرق کو بڑھا اور پھر مغرب کی طرف پیچھے کو ہٹا اور کٹاکی قوم کو شکست دیکر دریاے بیاس پر پہونچا اس مقام پر اُسکی کل فوج خیمہ زن ہوئی اور آخر کار گرمی اور طوفان سے جو موسم کے بدلنے پر شروع ہوے اُسکی فوج نے ہمت ہاردی اور یہان سے وہ جہلم کو واپس گیا اور وہان سے اپنے ملک کی طرف لوٹ گیا۔ سکندر نے ملتان برہمنی قوم سے سخت جنگ کی تھی اور شہر کے لینے مین وہ خود شدید زخمی ہوا تھا اسلئے اُسکی سپاہ نے سخت برہم ہوکر کل باشندگان شہر کو قتل کیا جب وہ اُس مقام پر پہونچا جہان پنجاب کے پانچون دریا اور دریاے سندھ ملتے تھے وہان اُسنے عرصے تک قیام کیا اور شہر اسکندریہ کی جو اس زمانے مین اُچ کہلاتا ہے اور بہاولپور سے ۴۳ میل کی مسافت پر ہے اور اب اس سے چالیس میل جنوب کی طرف مٹن کوٹ کیطرف وہ دریاپتہ مین بناڈالی اور گردہ نواح کی ریاستون نے اُسکی اطاعت قبول کی اور ملک سندھ مین ہوکر تری کی راہ جنوبی سمت دریاے انڈس کے مہانے تک جہان وہ پھر عرب بن ملتاہے گیا ڈلتا کی چوٹی پر شہر ٹیالا کو از سر نو تعمیر کیا جو آج کے دن تک حیدرآباد کے نام سے سندھ کا دارالحکومت موجود ہے سکندر کے ہمراہیون نے اُس زمانے کے ہندوستان کے رہنے والونکی رسم و راہ کا مفصل حال لکھا مگر سکندر کا نام ہندؤن کی کسی تاریخ مین درج نہین مگر پھر بھی سکندر کے نام کو مسلمانون نے ہندوستان مین بہت مشہور کیا اور وہ اُسکو بڑا بہادر اور جری سمجھتے تھے۔

مسلمانون کے ہندوستان پر حملے

تاریخ فرشتہ سے مستفاد ہوتا ہو کہ اہل اسلام مین سب سے پہلے ہندوستان کی سرحد پر عرب کے ایک امیر مہلب بن ابی صفرہ نے ۴۴ھ ہجری مطابق ۶۶۴ء مین کابل و زابل ہوکر حملہ کیا اور بارہ ہزار زن و مرد پکڑ کر لیگیا اُسکے بعد بھی کئی حملے ہوئے مگر اسیطرح کہ آئے اور چلے گئے مگر جن مورخین نے یہ لکھاہے کہ خلیفہ بغداد مامون عباسی پسر ہارون رشید بھی ہندوستان سے شکست کھاگیا یہ اُنکی غلطی ہو مامون کبھی ہندوستان کی طرف نہین آیا۔

ڈاکٹر ہنٹر لکھتا ہو کہ پہلی جنگ جو پنجاب کی سرحد پر ہندؤن اور مسلمانون مین ہوئی اُسمین چھیڑ ہندؤن کیطرف سے ہوئی تھی کیونکہ اُس وقت راجہ جیپال والی لاہور کو بیٹھے بیٹھے یہ خیال پیدا ہوا کہ مسلمانون پر فتح پانا اس زمانے مین اس سے زیادہ کوئی ناموری کی بات نہ ہوگی اور یہ نعمت عظمے پہلے پہلے میرے حصے مین آجائے تو خوب ہو پس غزنی کی سلطنت کو تباہ کرنے کی ناپاک ناکام کوشش کی درتہ اُسوقت افغانونکے دل مین ہندوستان پر حملہ کرنے کا خیال بھی پیدا نہ ہوا تھا جیپال نے فوراً اپنی فوج کو سندھ پار اُتارکے خراسان تک دوڑا دیا مگر مشیت ایزدی اس امر کی مقتضی ہوئی کہ غرور کا سر نیچا ہو جیپال کی فوج شکست کھاگئی اُسوقت سبکتگین نے ہندؤن کے اُن راستون کو جدھر سے وہ آئے تھے واپسی کے وقت بالکل مسدود کردیا اور اُس وقت تک

نہ کھولا جب تک جیپال نے ۵۰ ہاتھی اور ڈھائی لاکھ روپیہ نذرانے کا دینا قبول نہ کیا جب جیپال افغانستان سے رہائی اور اپنے کئے کی سزا پاکر ہندمین واپس آیا تو اسکو اپنے وعدے کے وفا کرنیکا خیال ہوا جسکی بدولت سبکتگین سے پیچھا چھوٹا تھا مگر وہ متعصب برہمن جو امور سلطنت مین دخیل تھے راجہ کی وعدہ وفائی مین حارج ہوے اور کہا کہ مہاراج ایک جنگلی منش کو اتنا بڑا ڈنڈ دینا یہ نیک راجون کا کام نہین اس قسم کے نقرات سنکر راجہ کی نیت مین فتور پڑگیا باوجود فہمائش امراو سرداران فوج کے بھی راجہ ان بہکانے والون ہی کا پیرو رہا نتیجہ یہ ہوا کہ سبکتگین اپنے فدیے کا روپیہ وصول کرنے کی غرض سے ہند پر آیا اور جیپال اور اُسکے تمام راجپوت رئیس اور دہلی اور اجمیر اور قنوج کے راجہ جو اس وقت اُسکی مدد پر آئے تھے سب کو شکست فاش دیکر اور بے شمار مال لے کر غزنی کو واپس گیا۔

سبکتگین کے بیٹے محمود غزنوی نے بھی اپنی ۳۴ سال کی سلطنت مین ۱۷ حملے ہندوستان پر کئے منجملہ اُنکے بارہ بہت بڑے ہوئے اور ہر حملہ مین کامیاب رہا مگر کشمیر پر جو دو حملے کئے انمین کامیابی نہ ہوئی تھی

ہندوستان مین اسلامی شاہنشاہی قائم ہونا

معزالدین محمد سام ملقب بہ شہاب الدین غوری کے عہد دولت سے تھوڑے پہلے ہندوستان مین چار بڑی سلطنتین تھین منجملہ اُنکے ایک دہلی کی جو تنور قوم کے راجپوتونکے قبضے مین تھی دوسری اجمیر جسپر چوہان قابض تھے تیسری قنوج جو راٹھورون کے تحت حکومت تھی چوتھی گجرات جسپر بگھیلے متصرف تھے جو سومنات کے قائم مقام ہوئے تھے مگر تنور کے سردار کے کوئی بیٹا نہ تھا اُسنے مرنے کے وقت اپنے نواسے پرتھی راج والی اجمیر کو جسے رائے پتھورا کہتے ہین گود لیا اور تنورون اور چوہانون کو ملاکر ایک کردیا اسطرح دہلی اور اجمیر کی دونون ریاستین پرتھی راج کے زیر نگین ہوگئین جسکو رائے پتھورا کہتے ہین پرتھی راج کو جانگ لیش (بیاے مجہول) یعنی رئیس جنگل بھی بولتے ہین اسنے اجمیر کو اپنا پایہ تخت بنالیا تھا دہلی کی حکومت اپنے سردار چاوندراے واہمہ کے سپرد کی تھی جسکو مسلمانون کے مورخین کھانڈے رائے لکھتے ہین۔ قنوج کا راجہ جے چندر رہتھی راج کا خالہ زاد بھائی تھا کیونکہ دونون کی مائین اننگ پال تنور کی بیٹیان تھین چونکہ نانے گود لینے مین پرتھی راج کو ترجیح دی اس لیے جے چندر کو اس پر رشک رہا کرتا تھا۔

ہندوستان مین اسلامی سلطنت قائم ہونے سے پہلے دہلی اور قنوج کی دو ریاستین ایسی تھین جو حملہ آور کی ٹکر کو جھیل سکتی تھین مگر یہ دونون آپسمین پھوٹ سے مرکز فساد بنی ہوئی تھین جسکے دو سبب تھے (۱) جے چندر راجہ قنوج کو یہ گوارا نہین ہوا کہ پرتھی راج تنہا دہلی اور اجمیر دونون کا مالک بنے اور یہ امر بنیاد فساد ہوا (۲) جے چندر نے اپنا لقب رائے رایان ہند رکھا اور واسطے ترویج اس نام کے راجسوئیگ (یعنی ہندوستان کے راجاؤنکا کسی جشن یا تقریب مین جمع ہونا) کیا تھا جو علامت اس بات کی ہو کہ ہندوستان مین کوئی دوسرا راجہ اُسکا ہم سر نہین اس یگ (جگ) مین تمام خدمت گاروںکے کام راجاؤنکو کرنے پڑتے تھے راجہ پرتھی راج کو

دربانی کی خدمت کے لیے بلایا گیا اس جگ کے موقع پر راجہ قنوج کی لڑکی سن گیتا کا سوئمبر تھا جسمین لڑکی اپنے پسند شوہر سے شادی کرتی تھی راجہ پرتھی راج اگرچہ اس لڑکی پر فریفتہ تھا مگر اسکی خاطر دربانی کی ذلت گوارا نکر سکا اور اس رسم مین آکر شریک نہ ہوا پرتھی راج کے نہ آنے پر جے چندر راجہ قنوج نے ایک بیڈھنگی سی مورت اسکی بنوا کر دربان کی جگہ دروازے پر کھڑی کردی جب سوئمبر کے لیے لڑکی دربار مین آئی اور شرمگین آنکھون سے ہر ایک راجہ کو دیکھتی ہوئی دروازے پر پہونچی وہان جاکر پھولون کا ہار بیڈھنگی مورت کے گلے مین ڈال دیا پرتھی راج یہ حال سنکر سمندیا در رفتار پر سوار ہوکر قنوج پہونچا اور رانی کو اپنے ساتھ گھوڑے پر بٹھا کر لے اڑا راجہ قنوج نے فوج لیکر پیچھا کیا مگر وہ ہوا ہوگیا یہ دوسرا واقعہ اور بھی چوٹ بڑھنے کا ہوا جس سے پرتھی راج کے ۱۰۸ ساتھی راجاؤ غین سے ۶۵ رہ گئے اس باہمی چوٹ نے حملہ آور کے لیے راستہ صاف کردیا۔

پرتھی راج اگرچہ شجاع تھا لیکن عاقبت اندیش نہ تھا اپنا تمام زور و طاقت اپنے خاندان قنوج سے بیفائدہ جھگڑا کرکے برباد کی ایسے ناحق جھگڑون مین اسکے ایک سو آٹھ سرداران فوج مین سے چونسٹھ ضائع ہوے اس عداوت کا نتیجہ ہوا کہ بقول کشور لال کایستھ مؤلف گلدستہ تواریخ جے چندر نے پرتھی راج سے برہم ہوکر شہاب الدین غوری کو ہندوستان کے لیے بلایا تھا اور خواجہ معین الدین چشتی نے بھی لکھا تھا۔

سلطان غیاث الدین غور کا بادشاہ اور اسکا چھوٹا بھائی شہاب الدین امیر لشکر اور حاکم غزنی تھا شہاب الدین غزنی کا انتظام کرکے ملک ہند کی تسخیر پر آمادہ ہوا اول لاہور کے بادشاہ خسرو ملک کو اسیرود ستگیر کرکے پنجاب پر قبضہ کرلیا اور ۵۸۳ ہجری مطابق ۱۱۹۱ء مین ہندو راجاؤ نکی عملداری مین قدم بڑھایا اور قلعہ سرہند کو سر کیا اب سلطان راجہ کی تیاری کر رہا تھا کہ رائے پتھورا کی لشکر کشی کا غلغلہ سنا وہ پیش قدمی کرکے آگے بڑھا ادھر رائے کا لشکر پہونچا تلاوڑی کے میدان مین ہنگامہ کارزار گرم ہوگیا جو فوج سلطان کی فوج راجپوتونکے قلب پر جھکی ہوئی تھی اُسکا دایان و بایان بازو شکست کھا کر بھاگا مگر سلطان کچھ رفیقون سمیت میدان مین جما رہا کھانڈے رائے نے ہاتھی اس پر ریلا سلطان بھی گھوڑا اچکا کر بڑھا اور نیزے کا ایسا ہاتھ مارا کہ دانت توڑ کر اسکے منھ مین اتر گیا مگر سلطان کے بھی زخم کاری لگا قریب تھا کہ پشت زین سے جدا ہو جاے یہ کیفیت دیکھ کر ایک خلجی بچہ اس کے پیچھے ہو بیٹھا اور گھوڑے کو ممیز کرکے دشمنون کے نرغے سے صاف نکال لے گیا پھر تو باقی فوج کے بھی قدم اکھڑ گئے اور یہ ہزیمت خوردہ لشکر تبہی کے بعد لاہور مین داخل ہوا چندے قیام کرکے سلطان نے غزنی کی جانب کوچ کیا اور وہان پہونچکر فراریونکو سخت سخت سزائین دین کچھ کے تو بڑے آنکے منھ مین بند ہوا کر شہر غور کے چارون طرف گشت کرایا جس سے یہ مطلب تھا کہ یہ لوگ آدمی نہ تھے جن لوگون نے جو کھانے سے انکار کیا اُنکے سر قلم کردئے گئے سلطان نے بظاہر اعیش و آرام کا نقشہ جما یا اور اپنے آپکو بے پروا بنایا لیکن خفیہ طور پر لشکر کی درستی اور سامان جنگ کے تہیہ مین شب و روز مصروف رہا

رائے پتھورا غنیم کے خطرے سے فارغ البال ہوکر فتح کا نقارہ بجاتا اپنی راجدھانی مین آبیٹھا اور اس خیال سے

کہ مبادا ہیبتناک مخالفت افغانستان کہین پھر ظہور پکڑے تمام راجپوت راجاؤن کو متفق کرکے ایک بڑا زبردست جتھا باندھنا شروع کیا اس مین وہ بہانتک کامیاب ہوا کہ جب شہاب الدین دوبارہ ہند پر آیا تو پرتھی راج کے ساتھ ڈیڑھ سو سے زیادہ راجپوت سردار مع اپنی فوجوں کے تھے۔

۵۸۸ ہجری مطابق ۱۱۹۲ء مین شہاب الدین ایک لاکھ بیس ہزار سوار جرار لیکر دوبارہ ہند پر حملہ آور ہوا لیکن سرداران لشکر سے اپنا منصوبہ پوشیدہ رکھا پشاور مین پہونچکر ایک بوڑھے سپاہی نے عرض کیا کہ خداوند اس لاؤ لشکر سے تو کسی بڑی مہم کے آثار نظر آتے ہین پھر امر اسے اس راز کے مخفی رکھنے مین کیا مصلحت ہے سلطان نے ایک آہ سرد بھر کر کہا کہ سن پیر مرد جسدن سے مین نے راجپوتون کے مقابلے مین رشک پائی حریر دولت مین بستر کو بیٹھنے نہین لگائی ہنوز وہ خون آلود بیڑا ہن نہین بدلا جو لڑائی کے وقت میرے تن پر تھا آج تک اُن امیدوں کا منھ نہین دیکھا جو مجھکو تنہا چھوڑ کر بھاگ گئے تھے اب غیرت کا تقاضا یہ ہے کہ یا تو دشمن سے انتقام لون یا سر میدان لڑکر جان دون پیر مرد نے دعاے خیر دیکر کہا صلاح وقت یہ ہے کہ امرا کی تقصیر معاف فرمائیے انکا رتبہ بڑھائیے تاکہ آئندہ سیخ زن بنین اور پچھلے قصورون کی تلافی کرین سلطان نے اُسکی صلاح مان لی ملتان پہونچکر ایک دربار کیا لشکر کے سرداروں کو جمع کرکے اُنکے حال پر مہربانی فرمائی اور اپنا منشا سمجھایا سب نے تلوار کے قبضے پر ہاتھ رکھکر عہد و پیمان کو تازہ کیا اب لاہور پہونچکر راے کے نام نامہ لکھا گیا کہ یا تو ہماری اطاعت قبول کرو یا جنگ و پیکار کے لیے تیار ہو جاؤ جب یہ خط سلطانی راے کے دربار میں حاضر ہوا اور راے کو سلطان کی یورش کا حال معلوم ہوا تو خواب غفلت سے آنکھ کھلی رانی سن یگنا بھی جسکی بدولت راے کی یہ نوبت پہونچی تھی بولی اے راجہ بزم عیش ختم ہوئی اب میدان رزم کو آراستہ کرو اور ملک و ملت کو ترکون کی تاخت سے بچاؤ الغرض راے نے سلطان کے سفیر کو سخت جواب دیکر رخصت کیا اور ہمہ تن جنگ کی تیاری مین مشغول ہوا عرصۂ قلیل مین لاکھون سور ما راجپوت اُسکے جھنڈے تلے جمع ہو گئے پرتھی راج کو اسوقت جے چندر کی مدد کا بسبب عداوت کے مطلق بھروسا نہ تھا تاہم اس زعم مین کہ ایک ہزار ہاتھی اور تین لاکھ سوار اور پیدل بے شمار اپنے پاس موجود ہین اور ڈیڑھ سو راجپوت سورماؤن کی فوج کی اپنے ہاتھ مین کمان ہے ایک جے چند نہین ہے تو نہ سہی شہاب الدین کے مقابلے پر تیار ہوا جب کوچ کی ساعت نزدیک پہونچی رانی سن یگنا نے اپنے ہاتھ سے زرہ بکتر پہنا ہتھیار بدن پر سجا راے کا آخری دیدار دیکھا اور آنکھون مین آنسو بھر لائی اُدھر کوچ کے نقارے پر چوٹ پڑی اِدھر رانی کا کلیجا ہل گیا راجا اہل خاندان کو وداع کرکے راجپوت سردارونکے ساتھ رنجیت دروازے سے نکلا لشکر کو کوچ کا حکم سنایا اور منزل بمنزل تھانیسر کے میدان مین جا پہونچا دریاے سرستی کے وار پار دونون لشکر خیمہ زن ہو گئے۔ پرتھی راج نے اپنی بے تعداد فوج کے مقابلے پر مخالف کی تھوڑی فوج دیکھ کر ایک نامہ پُر شہد یہ باین مضمون شہاب الدین کے نام روانہ کیا کہ اے بادشاہ غالباً تجھکو ہماری سپاہ کی تعداد معلوم ہو گئی ہوگی مگر اسکے علاوہ ہر روز اطراف و جوانب سے لشکر آتا جاتا ہے اور ہماری فوج مین شامل

لہ دیکھو فرشتہ صفحہ ۱۳۴ دیکھو فرشتہ صفحہ ۱۳۵ جلد اول

ہوتا جاتا ہے اگر اس خوفناک حالت کو دیکھکر تجھکو اپنی حالت پر افسوس نہیں آتا تو نہ سہی مگر اس نامراد فوج پر کر
جسکو تو اپنے ہمراہ لایا ہے ذرا رحم کر اگر تو ارادۂ بے جا سے پشیمان ہو کر واپس جانا چاہے تو ہم اپنے دیوتاؤن کی سوگند
کھا کر وعدہ کرتے ہین کہ مسلمانونکی فوج کا تعاقب اور اُس سے کسی طرح کی مزاحمت نہ کرینگے ۔ اور اگر تو نے ارادۂ جنگ
ٹھہرایا ہے تو یاد رہے کہ ہماری بے تعداد فوج مع تین ہزار ہاتھی کے تیرے لشکر کو تباہ کر دیگی بجواب اسکے شہاب الدین
نے لکھا کہ جو نامہ میرے پاس پہنچا اُس سے نہایت مروت و شفقت ظاہر ہوتی ہے مگر واضح ہو کہ مین نے جو ہندوستان پر
لشکر کشی کی وہ بحکم اپنے برادر کے کی پس اگر مین یہان کے حالات سے اُس کو پورا آگاہ کرون تو ضرور وہ مجھ کو
تمھارے ساتھ اس شرط پر صلح کرنے کی اجازت دیگا کہ پنجاب اور ملتان ہمارا اور باقی ہندوستان تمھارا۔
پرتھی راج جواب پاتے ہی خوش ہو گیا اور اپنے لشکر مین فتح کا شادیانہ اور طبل بازگشتی بجوا دیا تمام لشکر نے کمر
کھولدین شہاب الدین نے اسی رات کو لشکر آراستہ کر کے دریا کو عبور کیا اور صبح دم طبل جنگ بجایا اور اپنے قاتل
دشمن کی فوج پر ٹوٹ پڑا راجپوتون نے آنکھ کھولی تو غنیم کو سر پر موجود پایا جب تک راجپوتون نے اپنے کو سنبھالکر درست
کیا اُس وقت تک بے شمار لوگونکا شہاب الدین کے لشکر نے ستھراؤ کر دیا تاہم کثرت افواج و فیل کے باعث پرتھی راج
نے اپنے لشکر کو سنبھالا اور چاہا کہ شہاب الدین کی فوج کو ہاتھیون سے پامال کرے چنانچہ اس ارادے سے لشکر کو
آگے بڑھایا۔ اس وقت شہاب الدین نے اپنے لشکر کے چار حصے کر دئے تھے اور ایک کے ساتھ خود شامل تھا
ہر حصہ باری باری سے حملہ کرتا تھا مگر لاور راجپوت بھی ایسے جی توڑ کر لڑے کہ ترکون کے دل مین ہیبت بیٹھ گئی
اب سلطان ظاہر شکست کی صورت بنا کر پیچھے ہٹا راجپوتون نے جو تعاقب شروع کیا تو اُنکی ترتیب درہم برہم ہو گئی
اسوقت سلطان نے پلٹ کر تازہ دم فوج سے پھر حملہ کیا لیکن یہ تدبیر بھی راس نہ آئی فتح اور شکست کا کچھ فیصلہ نہ ہوا
جب ہوا نہایت گرم ہو گئی اور سورج سر پر آ گیا تو راجپوتون نے درختون کے سائے مین پناہ لی ڈیڑھ سو راجہ مہاراجہ اُسکے
گرداگرد جمع ہوئے سب نے تلوار و نیزہ ہاتھ مین رکھ کر عہد و پیمان کیا اخیر دم تک لڑنے کی قسم کھائی شربت پیا پان کا بیڑہ
چبایا تلسی کے پتے زبان پر دھرے پیشانی پر قشقہ زعفرانی کھینچا اور ذرا دم لیا۔
اب کسی قدر دن ڈھل گیا تھا کہ سلطان غوری بارہ ہزار سوار خاصہ لیکر اپنی جگہ سے ہلا سواردن نے سرون پر
مرصع خود بدن مین فولادی جوشن ایک ہاتھ مین تلوار ایک مین نیزہ باگین اُٹھائے کنوتیون سے کنوتیان ملائے
دریائے مواج کی طرح اُمنڈ آئے اس پُرزور حملے نے راجپوتی سپاہ مین کچھ ایسا زلزلہ ڈالا کہ یکایک ہلچل مچ گئی
چشم زدن مین کچھ سے کچھ ہو گیا وہ شاندار فوج جو پہاڑ کیطرح جمی کھڑی تھی دم کے دم مین تہ و بالا ہو گئی بڑے بڑے
نامی گرامی سردار میدان مین کام آئے راے پتھورا گرفتار ہو کر لایا گیا جب سردارون کا یہ حال ہوا تو بن سری فوج
کیا کرتی اور کس کا سہارا پکڑتی جسطرف جبکا منھ اُٹھ گیا بھاگ نکلا اور اسی ایک لڑائی سے سلطنت اسلامیہ
ہندوستان مین قائم ہو گئی شہاب الدین اپنے غلام قطب الدین ایبک کو ہندوستان مین چھوڑ کر غزنی کو لوٹ
گیا پرتھی راج کا آخری معرکہ بمقام تروئی دریاے سرستی کے کنارے پر جو تھانیسر سے سات کوس تھا وقوع

مین آیا تھا جسکے ساتھ ہندوستان سے ہندو کی حکومت جاتی رہی مسلمانون نے بڑھکر اجمیر پر قبضہ کیا اور تبقر خراج گران ملک راجہ مقتول کے ایک رشتہ دار کو سپرد کیا۔

وقایع راجپوتانہ مین ہے کہ پرتھی راج کو شہاب الدین پکڑکر لے گیا تھا لیکن تھوڑے دنون کے بعد چند کبیشر کی سفارش سے کہ وہ راجہ کا قدیمی نمک خوار اور نجگسار تھا بادشاہ کو راجہ کی تیر اندازی کا فن ظاہر ہوا کہ آنکھین بندکرکے آواز پر تیر لگاتا ہے بادشاہ کو شوق پیدا ہوا انجام کار ایک روز پرتھی راج کو جیل خانے سے طلب کرکے تیر و کمان دیا گیا کہ نشانہ لگائے اُسوقت کبیشر نے ہندی شعر مین راجہ کو یاد دلایا کہ یہ وقت حریف کے مارنے کا ہے راجہ نے سلطان سے پوچھا کہ اجازت ہے سلطان نے کہا کہان بغور سماعت آواز راجہ نے بادشاہ کو تیر کا نشانہ بنایا تب اُسی کبیشر نے اول اُسیوقت راجہ کو قتل کیا پھر اپنے آپکو ہلاک کیا تاکہ دشمن بے عزتی اور اذیت سے نہ مارین۔ اس قصے سے معلوم ہوتا ہے کہ تاریخی معاملات ایسی ہی گپ شپ اور لغو تحقیقات پر مبنی سمجھے گئے ہین۔ کیا اتنی چھوٹی سی عقل پر شہاب الدین نے لاکھون سورما راجپوتون سے میدان کارزار گرم کیا شہاب الدین کو ہندی شاعری سے کیا مس تھا کہ چند جیسے شعرا اُسکی خدمت مین باریاب ہوسکتے اصل حال یہ ہے کہ جب وہ ۵۸۳ھ ہجری مطابق ۱۱۸۷ء مین گکھڑون کی گوشمالی کرکے لاہور سے غزنی کو لوٹ رہا تھا اور دوم شعبان کو دریاے نیلاب عرف اٹک (یا سندھ) کے کنارے پہونچا اور مقام دھیک مین پانی کے کنارے ٹھنڈی ہوا سے تروتازگی حاصل کرنے کے لیے ڈیرا کھڑا کرایا۔ کفار گکھڑونمین سے بیس آدمی جن کے باپ دادا سلطان کے حملون مین مارے گئے تھے اور اس قوم کے بہت سے آدمی سلطان کی ترغیب سے مسلمان بھی ہوگئے تھے کیونکہ وہ کسی دین و مذہب کے پابند نہ تھے شہاب الدین کے قتل پر آمادہ ہوئے شب سوم ماہ شعبان کو آدھی رات کے وقت دریا سے تیر کر خیام سلطانی مین داخل ہوئے اور اُنمین سے ایک آدمی سلطان کے سراپردے کے پاس آیا اور دربان کو چھری سے زخمی کرکے بھاگ گیا شور وغل ہوا تو تمام آدمی حتے کہ خدمت گار تک بھی سلطان کے پاس سے آکر وہان جمع ہوگئے اُس وقت گکھڑون نے جو گھات مین تھے سراپردے کی ایک شق کو چھری سے پھاڑا اور اندر گھس گئے جنکے ہاتھون مین تبر اور چھریان تھین سلطان کے پاس دو ترکی غلام موجود تھے وہ گھبراکر بدحواس ہوگئے گکھڑون نے ۲۲ زخم چھریون کے پہونچاکر سلطان عالیجاہ کو شہید کردیا۔ جیسا کہ تاریخ فرشتہ وغیرہ مین لکھا ہے۔

اس عقل کے دھنی کو یہ بھی خبر نہین کہ جنگ پرتھی راج سے دوسری سال شہاب الدین راجہ جے چند والی قنوج کی خبر لینے کو پھر ہندوستان مین آیا جے چند نے بہت بڑی سپاہ اور بہت سے ہاتھیون کے ساتھ جنڈ وار کے حدود مین سلطان کا مقابلہ کیا سلطان نے ۱۱۹۳ء مطابق ۵۸۹ھ ہجری مین اُسکو پوری شکست دیکر اٹاوے کے اُترے بنارس تک اپنے قبضے مین کرلیا تاریخ حقی مین لکھا ہے کہ اس موقع کی غنیمت مین چھ سو چند ہاتھی سلطان کے ہاتھ آئے۔ قطب الدین ایبک جو دراصل شہاب الدین کا غلام تھا اور اُسوقت فوج شاہی کا کماندار انچیف تھا اُسنے دہلی اور کوئل اور بڑے بڑے راجپوتونکی دارالریاستون کو

قبضے مین لاکر ہندمین اپنا تسلط کرلیا - اسکی لیاقت اور وفاداری پر شہاب الدین کو اسقدر بھروسا تھا کہ وہ خود اپنے ملک کو چلاگیا اور قطب الدین کو ہند کا نائب السلطنت مقرر کرگیا۔

جو فتوحات ہندوستان مین شہاب الدین کو نصیب ہوئین وہ سلطان محمود کی فتوحات سے بہت زیادہ تھین جس زمانے مین شہاب الدین نے وفات پائی تو اُسوقت مالوہ اور بعض آس پاس کے ضلعون کے علاوہ خاص ہندوستان اُسکے قبض و تصرف مین تھا اور سندھ اور بنگال یا مطیع ہوچکے تھے یا جلد جلد مطیع ہوتے جاتے تھے باقی گجرات مین بجز اس قدر قبض و تصرف کے جسقدر کہ اُسکے دارالامارت کے قبضے سے معلوم ہوتا ہے پورا پورا قبضہ نہ تھا اور ہندوستان کا بہت سا حصہ اُسکے سردارون کے تحت حکومت تھا اور کچھ تھوڑا حصہ یا جگذار راجاؤن کے قبض و تصرف مین تھا اور یہ صرف اُس کے لوگون کی سہل انگاری اور تغافل شعاری تھی کہ جنگلون اور بعض بعض پہاڑون پر قبضہ نکیا۔

ہندو فرمان رواؤن کے خاندانون کی اصلیت

جب کسی خاندان کا پتا ایک معلوم حد تک پہونچکر رہ جاتا ہے تو پرانی باتونپر فخر کرنے والے لوگ آسمانی پیدائش بننے کو چاند اور سورج وغیرہ سے سلسلہ جا ملاتے ہین لیکن کرنل جیمس ٹاڈ نے تاتاری مؤرخ ابوالغازی اور پرانون کے بیان کو مطابق کرکے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ ابتدا مین اکثر لوگ مختصر لفظ اور کسی شاندار چیز پر نام رکھا کرتے تھے جیساکہ ایلا یعنی زمین اکشواک کی بیٹی کا نام ہے اسیطرح وہ بیان کرتا ہے کہ ایک ستارے کے نام پر مغل یعنی منگل (مریخ) ایک قدیم تاتاری سردار کا نام تھا جسکے بیٹے اوگزی اولاد چھ شخص ہوے اُن مین سے ایک کین یعنی سورج دوسرا آیو یعنی چاند اور باقی زمین پانی ہوا اور آگ کہے جاتے تھے انھین کی نسل مین سورج بنسی - چندر بنسی اور اگنی کُل کے چھتری یعنی پرمار - چوہان - سولنکی اور پرہار ہونگے - مغل چینی اور فرنگستانی قومین انھین کی رشتہ داری کا دعوے کرتی ہین۔

تمام سورج بنسی راجپوت رام کی نسل سے ہین اور اقوام بھاٹی وجاریجا جو تمام ریگستان ہند مین ستلج سے سمندر تک پھیلی ہوئی ہین بیان کرتی ہین کہ ہم خاندان چندر بنسی بدھ و کرشن سے ہین - خاندان سورج بنسی کے بانی اکشواک نے سب سے اول کوہ قاف کیطرف سے ہندوستان مین وارد ہوکر اجودھیا کو آباد کیا اور وہان اپنا راج قائم کیا چونکہ اُسکے بزرگ کا نام سورج تھا اسلئے اُسکی نسل سورج بنسی کہلائی دوسرے بیانات سے پایا جاتا ہے کہ اکشواک تاتار سے نہین بلکہ مصر سے آیا تھا تیسری روایت یہ ہے کہ برہما کا بڑا بیٹا مریچ تھا اور مریچ کا بیٹا راجہ کشیپ ہوا راجہ کشیپ کا بیٹا راجہ بیوسوان معروف بہ سورج ہوا اُس راجہ سے خاندان سورج بنسی نکلا ہندی مین اولاد اور نسل کو بنس کہتے ہین - اکشواک کے بعد بدھ جسکو مرکری بھی کہتے ہین اور وہ کسی شخص انڈو یعنے چاند نامی کی اولاد مین تھا تاتاریعنی وسط ایشیا سے جو ہندؤن کا قدیمی وطن ہے ہندوستان مین آیا اور اکشواک کی بیٹی ایلا کو زوجیت مین لیا اس عورت سے

جو اُسکے اولاد ہوئی وہ چندربنسی کہلائی جسکو سوم بنسی بھی کہتے ہین اہل یورپ کے اکثر مؤرخ کہتے ہین کہ اکشواک کی ابتدا سے لیکر رام کے وقت تک ساون راجہ اودھ مین ہوے ہین اور وہ سنہ عیسوی سے دو ہزار برس یا دو ہزار دو سو برس پہلے ہندوستان مین داخل ہوا تھا اور قبل بارہ سو برس سنہ عیسوی کے رام کا عہد تھا بنٹ کی صاحب نے رام کے زایچے کو جو کہ والٹر میکر نے لکھا ہے خوب غور سے ملاحظہ کرکے اُنکے عہد تولد کو سنہ عیسوی سے نو سو اکسٹھ برس پہلے ٹھہرایا ہے - لَو فرزند کلان رام سے لیکر سومتر اخیر راجہ مندرجۂ پُران تک ۵۶ راجہ سورج بنسی نسل مین ہوے ہین سرٹیم جونس کی فہرست مین بجاے ۵۶ کے ۵۷ درج ہین سومتر کی وفات کے بعد سے سورج بنس کا راج گنگا پرے ملکون مین سے جاتا رہا چندربنسی کا دارالحکومت مرکری کے وقت مین یا چند پشت کے بعد پراگ تھا جسکو اب الہ آباد کہتے ہین اندرپرستھ کو بھی اولادمرکری اور ایلا نے تعمیر کروایا تھا بعض نے لکھا ہے کہ جدھشٹر نے اندرپرستھ کو جمتا پر بنایا تھا نام اُسکا اٹھوین صدی مین بدل کر دلی مقرر ہوا - سورج بنسی اور چندربنسی خاندانون کی سرحد اودھ اور الہ آباد جو ایسی نزدیک تھی اُس سے یہ بات دریافت ہوتی ہے کہ سورج بنس اور چندربنس راجون کا ملک بہت بڑا نہ تھا سورج بنس کی دو نسلین پھیلین ایک اودھ مین راج کرتی تھی اور دوسری متھلا یعنی ترہت مین لیکن چندربنس جو مرکری سے پیدا ہوا تھا اسکی چھ نسلین ہوکر قریب قریب سارے شمالی ہندوستان پر راج کرتی تھین اور پھر انمین سے خاندان جادو متھلا کو بھی لے لیا تھا - بدھ یعنی مرکری کے پروتے یاتی کے تین بیٹے تھے (۱) اُرُوُد (۲) پُرُوُ (۳) یدو پہلا بیٹا کچھ مشہور نہین ہوا - پانڈو جو کہ مہابھارت کی لڑائی مین اورون سے زیادہ مشہور ہین پُرُو کی نسل مین تھے یدو کی اولاد یادو یا جادو کہلاتی ہے یدو کی نسل مین دو بھائی کرشن اور بلدیو یا کہ بلرام جو کہ یدھشٹر کے ہمعصر تھے بہت نامی ہین یدھشٹر بھیم - ارجن - نکل اور سہدیو یہ پانڈو کہلاتے ہین کیونکہ انکے باپ کا نام پانڈو تھا - تمام اقوام جو بنام سورج بنسی نام زد ہین اپنے تئین رام کے بیٹے کُش کی نسل سے بیان کرتی ہین مثلاً والیان میواڑ و جیپور و مارواڑ و بیکانیر و کشن گڑھ و رتلام و ایڈر وا اور اور اُنکے بے شمار فرقے اپنے تئین اولاد رام مین ظاہر کرتے ہین اور خاندان جیسلمیر و کچھ بھج یعنی اقوام بھاٹی و جدیجا یعنی خاندان قرولی یعنی قوم جادو خاندان چندربنسی کے بدھ و کرشن تک اپنا سلسلۂ نسب پہونچاتے ہین - ان دونون خاندانون مین کہ باہم رقیب تھے ہمیشہ لڑائی ہوتی رہی ان لڑائیون کا حال پرانون اور رامایں مین درج ہے - چندربنسیون کی دو شاخون کورون اور پانڈون کے درمیان کہ دونون چچازاد تھے حضرت مسیح سے چودہ سو پچاس برس پہلے پنجاب مین تھانیسر کے قریب کورکھیتر کے میدان مین جسے آج کرنال کہتے ہین مہابھارت کی جنگ عظیم واقع ہوئی تھی پانڈون کے بڑے رفیق سری کرشن تھے جن کی مدد سے پانڈو کی فتح ہوئی -

راجپوت اور اُنکے خاندان

ہندوؤن کی ابتدائی چار قسمون مین دوم قسم یعنی چھتریون کی ایک شاخ راجپوت ہین لفظ راجپوت کے معنے ہین

راجاؤن کے بیٹے ان راجپوتون مین سے بعض تو پرانے زمانے کے چھتری راج کمارونکی نسل مین سے تھے جو آرین تھے اور باقی اُن قومونکے راجکمارونکی اولاد مین سے جو آرین کے بعد شمال کی جانب سے ہندوستان مین آئے اور یہین ٹھہر گئے پھر صدیون تک رہتے رہتے ہندو ہی بن گئے پرانے زمانے کے چھتریونکی طرح انکی ذات بھی اور ہندوون سے جدا اور ممتاز تھی وہ شاہی نسل سے تھے اور حکمرانی اور جنگجوئی انکا کام تھا نہ تجارت یا کھیتی باڑی - وہ بہت سی قومون یا گروہون مین منقسم تھے انمین سے ہر ایک قوم کے لوگ ایک دوسرے کے رشتہ دار ہوا کرتے تھے ہر قوم کا ایک سردار یا راجہ ہوتا تھا اپنے سردار بلکہ اپنی قوم کے کسی آدمی کے لیے بھی لڑتے لڑتے مرجانے پر راجپوت تیار رہتا تھا یہ لوگ پشتہا پشت سے سپاہی پیشہ ہین اور عمر تمام اپنی سپہ گری مین بسر کرتے ہین اگرچہ اور لوگ رسومات مذہب کے اختلاف سے الگ الگ گروہ ہوگئے مگر معاملون مین کھلے ملے رہتے تھے اور معمولی حالتون کے سوا کوئی خاص سردار اُنکا نتھا - مگر راجپوتونکی قوم ایسی تھی کہ وہ ماں کے پیٹ سے سپاہی پیدا ہوتی تھی اور ہر گروہ آنکا موروثی سردار اپنا رکھتا تھا اور ہر گروہ کا چال چلن اور رنگ ڈھنگ الگ الگ تھا اور چند درچند علاقون کے باعث سے ہر گروہ کا ہر شخص اپنے سردار اور ایک دوسرے کا پابند ہوتا تھا اور قومی علاقون سے تعلقات مذکورہ کو نہایت قوت ہوتی تھی اسلیے راجپوتونکی مختلف قومونکے خاص سردار راجہ سے تعلق رکھتے تھے جو راجپوت اُن خاص سردارون سے رکھتے تھے تو راجہ اور رعایا اور سپاہیون کا ایسا جمگھٹ ہوگیا تھا کہ وفاداری اور رشتہ داری اور سپہ گری اور نام آوری کے خیالون سے اتفاق کی نہایت عمدہ صورت بندھی تھی علاوہ اسکے وہ طریقہ اُس اتفاق کا زیادہ مدد اور معاون تھا جو جاگیرین دینے کا وہان جاری تھا اور ان باتون سے عالی نسبی اور بلند ہمتی اور دلاوری کے خیالات اُن لوگون مین بہت زور شور سے پیدا ہوے اور اُنکی بہادری کی ترنگون کو ڈھاڑی بھاٹ اپنی کرکون سے قائم رکھتے تھے اور فخر و عزت کے قصون اور عشق و محبت کے جھگڑون سے بہادری انکی بھڑکتی رہتی تھی اور عورتونکے ساتھ ایسے ادب سے پیش آتے تھے کہ بلاد مشرق مین کوئی قوم ایسا ادب نہ کرتی تھی اور اپنے دشمنون کے ساتھ بھی عزت کے برتاؤ برتتے تھے اور رسوم اور قاعدون کے توڑنے کو بڑی بے عزتی سمجھتے تھے قدیم راجپوتون کے عمدہ وصفون مین وہ سادگی پائی جاتی تھی جو اور قومون سے الگ تھلگ رہنے مین پیدا ہوتی ہے اور یہی باعث تھا کہ فنون سپہ گری اور کارپردازی کی لیاقت مین اُن لوگون سے بھی نہایت کم تھے جن کے خیالون مین ویسی عمدہ باتین نہ آتی تھین جو اُنکے خیالون مین سمائی ہوتی تھین راجپوتون کے مختلف قومون پر منقسم ہونے کا ایک اثر یہ تھا کہ اگرچہ حال اُنکا خانہ بدوش لوگونکا سا نہ تھا مگر جبکہ غنیم کے زور و دباؤ سے اپنے مکانون کو چھوڑنے پر مجبور ہوتے تھے تو مغول کے مغول تاتاریون کی مانند اپنے مکانون کو چھوڑتے تھے اور جہان کہ وہ جاتے تھے وہان بھی مغول کے مغول جاکر بستے تھے اور نئی اراضیات کو اسی مناسبت سے آپسمین تقسیم کرتے تھے جسطرح پہلے اُنکے قبض و تصرف مین ہوتی تھین - غرضکہ تبدیل مکان کے سوا سکونت کی تبدیل و تغیر واقع نہوتی تھی -

اگلے زمانے مین یہ لوگ ابتداے عمر سے افیم کھانے کے عادی ہوتے تھے اور اُسکے بڑے بڑے اینٹے کھاتے تھے اور لڑائی کے دن تو یہ معمول سے دُگنی افیم کھاکر ایسے مدہوش ہوجاتے تھے کہ بے فکر و اندیشہ اپنے آپکو ہر ایک جان جوکھون کے کام مین ڈالدیتے تھے یہ افیون کے نشے مین جھومتے ہوئے مرنے کے یقین سے ایک دوسرے سے بغلگیر ہوکر رخصت ہوا کرتے تھے لڑائی کے وقت یہ لوگ شاید اتنی بات کے محتاج تھے کہ کوئی انکا پیشرو اور پیشوا والا ہو۔ اُن راجپوتونکی خاکستر پر جو معرکۂ جنگ مین کام آتے تھے ایک ستون بلند تعمیر کروایا جاتا تھا اور تمام جوارون مین اسطرح کی سمادجا بجا موجود ہین مارا جانے والا وہان اپنے گھوڑے پر سوار اور آلات حرب پر کھدا ہوتا ہے اور اُسکی عورت کی تصویر بھی جو اُسکے ساتھ ستی ہوتی ہے مع تصاویر آفتاب و ماہتاب بہ چپ و راست کھدی ہوئی ہوتی ہین چاند سورج اس بات کی علامت ہین کہ انکی شہرت و ناموری فانی نہین بلکہ جاودانی ہے۔

راجپوت مثل اپنے گھوڑے کے اپنے آلات حرب کی بھی پرستش کرتا ہے وہ فولاد کی قسم کھاتا ہے اور اپنی ڈھال۔ تلوار۔ برچھی اور خنجر کو سجدہ کرتا ہے۔

خاندان راجگان جسے راج کُل کہتے ہین تعداد مین علے العموم ۳۶ مشہور ہین ہر ایک کُل یعنی نسل کا گوترا چاریہ یعنے قاعدہ خاندانی یہ تشریح رسمیات مخصوص و عقائد مذہبی و سکن قدیم ہوتا ہے اگرچہ آپ کو ترا چاریہ کا استعمال صرف پیشوا پر منحصر ہوگیا ہے مگر لازم یہ ہے کہ ہر ایک راجپوت کو معلوم ہو مگر اس جہل کے زمانہ مین تو یہ کیفیت ہوگئی ہے کہ اگر کسی رئیس سے گوترا چاریہ پوچھا جاے تو اپنے بھاٹ کو نشان دیگا کہ یہ جانتا ہے قرب و بعد خاندان کے دریافت کا یہی ذریعہ ہوتا ہے اور رسمیات رشتہ داری مین باسی کی پابندی ہوتی ہے اور جہان کہین تفرقۂ زمانہ سے اختلاف واقع ہوجاتا ہے اسی کے ذریعہ سے اُسکا دفعیہ ہوتا ہے اکثر کُل ساکھا یعنی شاخین منقسم ہوتے ہین بعض کُلون مین ساکھا نہین ہین وہ اِیکا کہلاتے ہین چنانچہ ایک ثلث کُل ایکا ہین۔

چراسی اقوام تجارت پیشہ راجپوتون سے نکلی ہین۔

ابتدا مین صرف دو کُل تھے ایک سورج بنسی کُل اور دوسرا چندر بنسی کُل۔ اُن مین چار اگنی کُل شامل ہوکر چھ کُل ہوے دیگر کُل سورج بنسی اور چندر بنسی کلو نکی شاخین ہین چوہانون کا بڑا بھاٹ چند کہتا ہے کہ ۳۶ کلون مین سے اگنی کُل سب سے بڑا ہے دیگر کُل عورتون سے پیدا ہوئے تھے مگر انکو برہمنون نے پیدا کیا ہے۔

بہت راجپوت قومین دائرۂ اسلام مین داخل ہوگئی ہین جن مین سے بہت سے راجپوتون نے ابتک ہندوانی رسم و رواج کو بالکل ترک نہین کیا۔ جہانگیر اپنے تزک مین اگرے اور اُسکے نواح کے لوگون کا ذکر کرتا ہوا لکھتا ہے کہ انمین سے کچھ لوگ ہندو اور کچھ مسلمان ہین مسلمان بھی ہندوؤن کے رسم و رواج کے پابند ہین ان لوگون مین ایک عجیب بات یہ ہے کہ ہندو مسلمانون مین عام طور پر شادیان ہوجاتی ہین یہ تمام ملکانہ راجپوتون کا حال ہے۔ یہ لوگ صرف واعظان اسلام کی ابتدائی ہدایت سے اس مذہب مین داخل ہوے پھر کسی نے زیادہ توجہ انکے حالات پر نہین دی اس لیے بعض بعض انمین سے نیم مسلمان اور

نیم ہندو سے رہ گئے۔

تنبیہ کھتری کہتے ہین کہ ہم چھتری تھے اور ابتدا مین راجونکی اولاد تھے ہمارے بزرگون کی اولاد جو کنیزون سے ہوئی وہ غالب آئی ہمارے بزرگون کو ریاست سے خارج کیا انھون نے جب دیکھا کہ کچھ نہین رہا تو تجارت کرنے لگے اور چھتری کھتری کہلانے لگے تاریخ مالوہ مین اسیطرح لکھا ہے آئین اکبری مین لکھا ہو کہ چھتری آنجہل کھتری کے نام سے مشہور ہین۔

سورج بنسی اور چندر بنسی کی اصلیت

انکی اصلیت کے باب مین ایک تو قول اوپر مذکور ہوچکا کہ ایک قدیم تاتاری سردار مغل یعنی منگل نامی کی اولاد مین سے ہین جسکے بیٹے گیئن کی اولاد سورج بنسی ہین اور آیونکی اولاد چندر بنسی۔ دوسرے بیانات سے پایا جاتا ہے کہ سورج اول بانی سلطنت مقدسہ ۳۳۰۰ یا دشاہ تخت سلطنت مصر پر بیٹھنے کے بعد **مینو یا منس** کے بیٹے اکشواک نے سب سے اول بجانب مشرق سفر کیا اور ہندوستان مین وارد ہوکر **اجودھیا** کو آباد کیا اور وہان اپنا راج قائم کیا اُسکے بزرگ کا نام سورج تھا اسلیے اُسکی نسل سورج بنسی کہلائی۔

اکشواک کے بعد بدھ جسکو **مرکری** بھی کہتے ہین اور وہ کسی شخص آنڈونینی چاند نامی کی اولاد مین تھا اسکا دیپ یعنی وسط ایشیا سے ہند مین آیا اور اکشواک کی بیٹی **ایلا** سے جو اُسکے اولاد ہوئی وہ چندر بنسی کہلائی۔

ہندو خود بیان کرتے ہین کہ ہم مغرب یعنی کوہ قاف سے آئے ہین اور دریاے جیحون اضلاع وسط ایشیا سے نکلے ہین اور سورج بنسی اور چندر بنسی دعوے کرتے ہین کہ اسی سرزمین مین کوہ مقدس سومیرو واقع ہے اور اسی پہاڑ سے وہ بجانب مشرق نقل مکان کرکے ہندوستان مین آئے تھے۔ اگنی پُران سے واضح ہوتا ہے کہ خاندان سورج بنسی جسکا سردار اکشواک تھا وسط ایشیا سے اول اول ہند مین داخل ہوکر وہان مسکون ہوا لیکن بناچاری بدھ یعنی مرکری کو اُسکا ہمعصر قرار دیتے ہین بدین وجہ کہ یہ لکھا ہوا ہے کہ وہ اضلاع دور و دراز سے آیا اور اُسنے ایلا دختر اکشواک کو زوجیت مین لیا اور اہل تحقیق نے حساب سے معلوم کیا ہے کہ خاندان سورج بنسی و چندر بنسی نے ۲۲۵۶ سال پیشتر حضرت عیسےٰ کے یا ڈیڑھ سو سال بعد طوفان نوح کے ہندوستان مین حکومت شروع کی۔

جس وجہ سے ہکو راجپوتون کے واقعات کی تاریخ قائم کرنے کی توقع کرنی چاہئے تھی وہ اُن فہرستون سے ممکن تھی جو پانڈونین راجاؤنکے دو ہمسر خاندانون یعنی سورج بنسی اور چندر بنسی کی لکھی ہین جنھون نے گنگا جمنا کے دوآبے اور اجودھیا کی سلطنتونکی بنا قائم کی اُن مین سے کسی نہ کسی سے قدیم ہندوستان کے تمام راجاؤنکے خاندان برآمد ہوئے ہین۔ سر جونس کے حساب کے مطابق ہم تین ہزار پانسو برس قبل مسیح علیہ السلام تک زمانے کا حال معلوم کرسکتے تھے لیکن خود ان فہرستونکے بیان مین ایسا تناقض ہے کہ اُسکے سبب سے کسی پر اعتبار نہین ہوسکتا۔

راجپوتون کی نسلین

ہندوون کے عہد جدید کے بعد راجپوتون کا زمانہ آیا جسکا مطلب یہ ہو کہ اسوقت مین راجپوت راجہ سارے ہندوستان پر حکمران تھے اور اس وقت نئے ہندو دھرم نے سب ہندوون کے دلونمین اچھی طرحسے گھر کر لیا۔ راجپوتون کی بڑی نسلین یہ ہین (۱) سورج بنسی (۲) چندر بنسی (۳) پڑمار (۴) پڑہار (۵) سونگی (۶) چوہان۔

پچھلے چارون خاندان آگ کی پیدائش سمجھے جاتے ہین اسلیئے اگنی کُل یعنی آتشی نسل کہلاتے ہین۔ راجپوت عمدہ انسانی پیدائش سے عار کرکے اسقدر اڑنے لگے کہ خود کو آسمانی اولاد قرار دئے جانے بغیر انھون نے صبر نہ کیا اور جن کا سلسلہ کہین ناتمام رہا انھون نے آگ پانی اور شیطان و سانپ وغیرہ کی نسل مین ہونے کو اپنا فخر سمجھا اس کا سبب یہ ہو کہ جب انکو جابجا پریشان پھرنے اور سابقہ حالات معلوم نہ رہنے سے جہالت نے گھیرا تو نئی جگہ صاحب اختیار ہونے پر انکے خوشامدی ثناخوان لوگون نے جسطرح کا جوڑ توڑ بتا دیا اسی کو انھون نے قدیم ہونے کے خیال سے خوشی کے ساتھ مان لیا روز بروز زمانے کے نیک و بد کی پہچان بڑھنے سے اصلیت خاندان کو نسل انسان مین ہی بہتر جاننے لگے۔

مینو کا قول ہو کہ خاندانہائے ذیل چھتریون کے بوجہ ترک رسوم مذہبی اور نہ ملنے برہمنون کے رفتہ رفتہ چوتھے برن یعنی شُدر سے بھی بدتر ہوگئے یعنی پانڈرک۔ ڈرس۔ ڈراور۔ کمبوج۔ یون۔ ساک۔ پاردا س۔ پہلاوا۔ ہیلینا۔ سرات۔ دراو۔ کھاسا۔

اب ہم راجپوتونکے خاندان کی تفصیل پیش کرتے ہین۔

سورج بنسی خاندانون کی تفصیل ذیل مین دیکھو

(۱) گہلوت

آئین اکبری مین یہ لفظ کاف فارسی کے کسرے اور ہا کے سکون اور لام کے فتحہ اور واؤ کے سکون اور تاے فوقانی کے فتحہ سے آیا ہے دوسری جگہ ہا کو کسرہ اور لام کو ضمہ نظر سے گذرا ہے۔

حسب اقبال عوام الناس وبنا بموجب گوتر نسل کے راجپوت اس نسل کے خاندان سورج بنسی رام کی خاص اولاد مین سمجھے جاتے ہین رام سے لیکر ہمتر تک جسکا پرانون کے اخیر کرسی نامے مین ذکر ہے پشتین ملائی گئی ہین رام سے پچھین اور بقولے ستاون پیڑھی کے بعد راجہ ہمتر کے مرجانے پر اس گھرانے کا دخل شمالی ہندوستان سے اُٹھ گیا۔ اس راجہ تک سورج بنسی اپنے نسب نامے پہونچاتے ہین مہابھارت مین بھی اس سومتر کو راجہ رام چندر کے بیٹے کش کی نسل مین لکھا ہی۔ شہر اجودھیا جو ملک اودھ مین واقع ہے ایک نامعلوم مدت دراز سے مہاراجہ بکرماجیت کے عہد تک سورج بنسیون کا پایہ تخت تھا مگر پھر بسبب غلبہ فتوحات ملک مہاراجہ موصوف کے اس خاندان کی

سلطنت جاتی رہی اور اسکی شاخین منتشر بتتر ہوکر دوسرے ملکون مین چلی گئین - اُن مین سے ایک گجرات مین آئی
پس راجہ کنک سین کے وقت سے جسنے سنہ عیسوی سے دوسری صدی مین اپنی قدیم سلطنت کو شلاعرف اجودھیا
واقع ملک اودھ کو چھوڑکر سوراشٹر مین جو قدیمی نام علاقہ کاٹھیاواڑ کا ہے سورچ ونس کا راج قائم کیا جو انقلاب و نقل
ممالک ہوے لکھے جاتے ہین اُس نے موقعہ پراٹ پر کہانڈو ونکے بن باس کا مشہور مقام ہے اپنی ریاست قائم کی اسکی
اولاد مین سے کنجک نے چند پشت کے بعد بنے پورہ آباد کیا اور اُس کا خاندان بلبھی راج کا فرمان روا ہوا اور بکرماجیتی
سمبت ۳۷۵ کے مطابق بلبھی سمبت جاری ہوا خاندان سوراشٹر کی تین چار سو برس تک بلبھی مین حکومت رہی گجنی
جسکو گنا ل بھی کہتے ہین اُن کا دوسرا دارالریاسۃ ہوا جہان کے اخیر راجہ سلادت پر ایران کی طرف سے فوج کشی
ہوئی جسکا حال تاریخ مالوہ مین منشی کریم علی نے لکھا ہے کہ یہ فوج کشی ایران کے بادشاہ نوشیروان کے طرف سے ہوئی تھی
کہ اُسکا بیٹا جاماد بہ فوج لیکر آیا سورت مین راجہ سلادت سے لڑائی ہوئی ایرانیون نے فتح پائی فتح کے بعد
ایرانیون نے قتل عام کیا جسے پایا اُسے مار ڈالا یہانتک بے رحمی کی کہ ایک برس کے بچے سے سو برس کے بوڑھے تک
کی جان نہ بچی سلادت کی رانی اس خاندان مین سے زندہ رہی جو قید ہوکر شاہ زادے کے پاس لائی گئی شاہزادے
نے اسکو حسین پاکر اپنی حرم سرا مین داخل کیا ہم بستری کے بعد شاہزادے سے یہ رانی حاملہ ہوگئی جب شاہزادہ
ایران کو واپس ہونے لگا رانی کا دل اپنا ملک چھوڑنے کو نہ چاہا اپنے زادو بوم کی محبت نے اُسے ایران جانے سے
روکا اور پردیس کے سفر کا نام سنکر گھبرائی اپنے وطن مین رہنے کی فکر کی کسی تدبیر سے نکل بھاگی بھاٹ کے غار مین
جا چھپی اُس غار مین فرزند نوشیروان کے لطفے سے بیٹا جنی اور یہ وہی لڑکا ہے جو کیشو ادت کہلاتا ہے پس ماثر الامرا
وغیرہ مین جو لکھا ہے کہ جب ایران کا آخری بادشاہ یزدگرد عربون سے شکست کھاکر مارا گیا اور اُسکی سلطنت برباد ہوگئی
تو اُسکی ایک دختر بھاگ کر ہندوستان مین آئی اور بلبھی ونس مین مل گئی یہ حکایت اُس اگلی روایت سے بگڑ کر بنی ہوئی
معلوم ہوتی ہے - بہرصورت کیشو ادت اور اُسکے جانشینون نے دو سو برس کے قریب ایڈر مین راج کیا اُسوقت
سرو ہی کا علاقہ بھی اُنکے قبضے مین رہا - بعد اسکے ایک اور حملہ دشمنون کا انپر ہوا اور وہان سے بھی نکالے گئے
انھین سے آشا دت نے جو کیشو ادت کی چوتھی پشت مین تھا مقام آہاڑ یا آرڈ واقع میواڑ اور بقولے مقام انند پورہ
آہاڑ واقع میواڑ مین قیام کیا جہان سے یہ لوگ آہاریہ کہلاے یہ لفظ راے ثقیل سے آہاڑیہ بھی نظر سے گذرا
ہے - پھر اُس کی چوتھی پشت مین باپا نے شروع آٹھوین صدی عیسوی مین چھوڑ دیا جسکے بڑے بیٹے گہل کے
نام سے یہ نسل گہلوت کہلائی - باپا راول کی اولاد مین سے شروع چودھوین صدی عیسوی مین بڑے
بھائی مانمے نے چیتوڑ کی گدی سے محروم ہوکر بریاز و میواڑ کے جنوبی علاقے مین پرمار نسل کے موری رئیس
سے ڈونگر پور حاصل کیا اور اپنے بلقب آہاریہ اُسپر قابض ہین جسکی چھوٹی شاخ مین سے شروع سولھوین صدی
عیسوی مین پرتھی راج کے چھوٹے بھائی جگمال نامی کو بانسواڑے کی علحدہ ریاست ملی

(۲) سیسوڈیہ نسل

ماہپ کے چھوٹے بھائی راہپ نے بہادری سے اپنے بزرگوں کی راجدھانی چیتوڑ کو دوبارہ حاصل کیا اور منڈور واقع مارواڑ کے رانا موکل پرہار کو جو اسکے خاندان کا دشمن تھا گرفتار کرکے اُسکا رانا خطاب اپنے نام پر داخل کیا۔ راہپ نے ایکلیسیوا گانون بسا کر اُسمیں رہنا اختیار کیا تھا جہاں کہ اُسکو ایک سیس یعنی خرگوش شگون کے طور شکار ہوا تھا اور ایک بیان ایسا بھی ہے کہ بیشتر راجپوت لوگ شراب سے بڑا پرہیز رکھتے تھے اتفاقاً ایک سخت بیماری میں کسی طبیب نے رانا راہپ کو دوا کے شامل شراب پلادی جسکا حال دریافت ہونے پر وہ رنج کے مارے گرم سیسہ نگل کر مرگیا اسکے بعد چیتوڑ کی گدی پر بیٹھنے والوں کا خطاب راول کے عوض رانا ہوا اور اُن کی عام قوم سیسودیہ کہلائی اور سیسودیہ خاندان گہلوت اور اہاریہ دونوں پر فائق ہوا۔ اگرچہ اب ساری نسل سیسودیہ کہلاتی ہے مگر گلوں یعنی نسلوں میں گہلوت ہی شمار کیا جاتا ہے۔ خاص سیسودیہ نسل میں اودیپور اور پرتاپ گڑھ کے رئیس اور اہاریہ شاخ میں ڈونگرپور اور بانسواڑے والے ہیں۔

غرضکہ میواڑ والے مہاراجہ رامچندر کے دوسرے بیٹے کُش کی نسل سے ہیں اور سوم تک اپنا نسب نامہ پہونچاتے ہیں۔ اور جنھوں نے رامچندر کے بڑے بیٹے لَو کی اولاد مانکر کوا ہہ لکھا ہے یہ درست نہیں کُش کے سوا لَو کی اولاد بھاگوت وغیرہ میں کہیں نہیں پائی جاتی اور کُش کا کوئی بیٹا لَو کے متبنیٰ مانا جائے تو اُسکے لیے کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

گہلوت کل چوبیس شاخہ پر منقسم ہیں۔ منجملہ اُنکے چند موجود ہیں جنکی تفصیل یہ ہے۔

(۱) اہاریہ	ڈونگرپور میں۔	(۱۳) سورہ	ایضاً
(۲) منگلیہ	جنگل میں۔	(۱۴) اُدیہرہ	ایضاً
(۳) سیسودیہ	میواڑ میں۔	(۱۵) اُسیوہ	ایضاً
(۴) پی پاڑہ	مارواڑ میں	(۱۶) بیروپ	ایضاً
(۵) کلوم	تھوڑے تھوڑے ہیں اور زیادہ غیر معلوم ہیں	(۱۷) ندوریہ	عنقریب معدوم ہے۔
(۶) گھوئر	ایضاً	(۱۸) ندھوتہ	ایضاً
(۷) دُھورنیہ	ایضاً	(۱۹) اوج کرہ	ایضاً
(۸) گودھا	ایضاً	(۲۰) گت چارا	ایضاً
(۹) مگراسا	ایضاً	(۲۱) دُساد	ایضاً
(۱۰) بھیلا	ایضاً	(۲۲) بیٹورا	ایضاً
(۱۱) کم کوٹک	ایضاً	(۲۳) پاہا	ایضاً
(۱۲) کوٹیچہ	ایضاً	(۲۴) پوروت	ایضاً

(۳) کچھواہہ

یہ نسل رام کے دوسرے پسر کش کی اولاد ہے اسیواسطے کشواہہ کہلاتی ہے جس کو کچھواہہ بھی کہتے ہین اودھ سے دو خاندانون نے نقل وطن کیا تھا ایک نے سون ندی پر روہتاس آباد کیا دوسرے نے کوئاری ندی کے نالونپر بمقام لاہر سکونت اختیار کی کچھ عرصے کے بعد انھون نے مشہور راجہ نل کا مسکن قلعہ نروز تعمیر کیا کہ اسکی اولاد قلعہ مذکور پر کل زمانہ انقلاب تاتاری و مغلیہ مین قابض رہی اخیر مین مرہٹون نے انکو خارج کیا اب نروز کا قلعہ مہاراجہ سیندھیا کے قبضے مین ہے۔ دسوین صدی مین اس خاندان کی ایک شاخ نے وہان سے علیحدہ ہوکر اور راجور کے قدیم باشندگان قوم مینہ و گوجر کو جو راجپوتون کو بے دخل کرکے آمیر کی ریاست قائم کی۔ باوجودیکہ دسوین صدی مین کچھواہہ راجپوت دہلی کے چوہان بادشاہ کے امرائے عظام مین سے تھے مگر اصلی عظمت انکی مثل دیگر راجگان راجپوتانہ اُس وقت سے شروع ہوئی ہے جب سے خاندان تیموریہ دہلی پر تخت نشین ہوا۔

(۴) راٹھوڑ

اس مشہور قوم کی ابتدا مشتبہ ہے کرنل ٹاڈ کہتا ہے کہ راٹھوڑون کا کرسی نامہ رام چندر جی کے دوسرے بیٹے کش سے اُنھین منسلک کرتا ہے اسلیئے وہ سورج بنسی ہوے لیکن اس قوم کے بھاٹ یہ شرف انھین نہین دیتے۔ اور اولاد کش ہونے کے باوجود وہ سورج بنسی نسل کے ایک شخص کش پیٹ کی اولاد سے اور ایک دیت عورت کے بطن سے سمجھے جاتے ہین ہرنے (ہرن یے) کش پیٹ کی اولاد پر اس سبب سے شیطانی نسل ہونے کا بدنما داغ لگایا جاتا ہے۔ یہ امر حیرت انگیز ہے کہ وہ کش پتر اولاد اجمیدا کے گھرانے کے جانشین ہوے جو چندر بنسی ہین اور قنوج کے بانی ہین۔ دانتی بعضے شجرہ دان تو راٹھوڑون کو کیوسیکا نسل سے بتاتے ہین۔ راٹھوڑون کے کارنامون کا مرکز گاڈھی یا یعنی قنوج ہے جہان وہ پانچوین صدی عیسوی مین سریر آرا تھے اور اگرچہ اس زمانے سے قبل وہ اپنا سلسلۂ نسب راجگان اودھ سے منسلک کرتے ہین لیکن اُنکے قول کے سوا اسکا کوئی ثبوت نہین۔

ایک اور مقام پر کرنل ٹاڈ کہتا ہے کہ راجگان مارواڑ اپنا سلسلۂ نسب کش فرزند رام چندر سے منسلک کرنے کے مدعی ہین لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُنکے شجرہ نویسون نے غلطی کی ہے اور قنوج اور کوسمبی (بوا وغیر ملفوظ) کے کیوسیکا خاندان کو اولاد کش تصور کر لیا ہے۔ حالانکہ سورج بنسی خاندانون کے شجرہ نویس اپنے شجرون مین انکو سورج بنسی نسل مین داخل نہین کرتے۔

کرنل ٹاڈ کی متذکرۂ بالا تحریرون سے ظاہر ہے کہ راٹھوڑون کے حسب ونسب کے متعلق تین مختلف اقوال ہین انکی تشریح مع تبصرہ درج ذیل ہے۔

(۱) جودھپور کے راٹھوڑ راجگان اپنے آپکو سورج بنسی بتاتے ہین اور اپنا شجرۂ نسب کش فرزند رامچندر جی سے ملاتے ہین لیکن ٹاڈ کہتا ہے کہ اُنکے بھاٹ مذکورۂ بالا عزت اُنکی طرف منسوب نہین کرتے اور کہتے ہین کہ اگرچہ

وہ سورج بنسی اور اولاد کش ہین لیکن اُنکے مورث کش نیپ نے ایک دیت عورت سے شادی کی جسکے بطن سے راٹھوڑ نسل ہے۔ دیت کے معنی شیطان اور دیو اور راکشس کے ہین اسی لیے ہرن سے کش نیپ کی اولاد کو شیطانی نسل کہا جاتا ہے۔ ہمارا خیال یہ ہے کہ کش نیپ کی یہ دیت بیوی ہندوستان کے قدیم سیاہ فام باشندگان دراوڈ مین سے تھی جن پر راکشس اور دیگر نفرت انگیز الفاظ کا استعمال رامائن اور ہندو ونکی دوسری قدیم کتب مین ہوا ہے۔ اگرچہ دیت کا اطلاق برہمنون کے شاستروں مین بدھ مذہب والونپر بھی ہوا ہے اور اس سے بدھ مذہب اور دہریہ اور کافر مراد ہوتا ہے لیکن میری یہان یہ رائے نہین کیونکہ اول تو کش نیپ گوتم بدھ سے قبل تھا دوسرے یہ کہ بہت سے خاندان جنھون نے بدھ مت اختیار کر لیا شرافت سے خالی نہین سمجھے جاتے تیسرے یہ کہ جب اس قسم کے نفرت انگیز الفاظ کا استعمال ڈراوڈ پر ہوتا ہے تو ہم کیون زبردستی دیت کے معنے یہان بودھ کے لین اور یہ پہلے بتا آے ہین کہ کشیپ نام ایک برہمن تھا جسکی دیتی نام عورت کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا جسکا نام ہرن سے کش نیپ ہے اسکی اولاد دیت ہوئی اس تحقیقات سے معلوم ہوا کہ یہ کش نیپ وہ کش نیپ نہین جو ہرن سے کشیپ کا باپ ہے اور دیت قوم اُس سے نکلی ہے بلکہ سورج بنسی نسل کا کوئی اور شخص ہے جس نے کسی بدقوم عورت کو خانہ انداز کر لیا تھا کیونکہ ہرنے کشیپ مورث قوم دیت کا باپ کش نیپ مریچ پسر برہما جی کا بیٹا ہے اور برہمن مانا جاتا ہے سورج بنسی راجپوت نہین خصوصاً کش پسر راجندر جی تو بہت پچھلے زمانے مین ہوا ہے اور کش نیپ نبیرۂ برہما جی تمام ذی روحون کا باوا آدم تھا اگر یہ بیان صحیح ہے تو راٹھوڑ سورج بنسی ہین اور صرف مان کیطرف سے اُن مین نقص ہے۔

(۲) دوسرا قول یہ ہے کہ راٹھور کش نب بانی قنوج کے جانشین ہین۔ کش نب کے باپ کا نام کش تھا لیکن راجندر جی کا بیٹا نہین بلکہ آل اجمیر (بیاے معروف ہے یہ جو نسل بدھ سے ہے۔ اس بدھ کو گوتم بدھ بانی مذہب بودھ سے مخلوط نہ کرنا چاہیے کیونکہ یہ بدھ مشہور بانی مذہب گوتم بدھ سے صدیون قبل ساکا دیپ یا ستھیا کے جس کا مشہور نام وسط ایشیا ہے اگر ہندوستان مین مقیم ہوا ہندو اے دیوتا مانتے ہین اور یہ چندر بنسی نسل کا مورث اعلےٰ ہے۔ اس قول کے بموجب راٹھوڑ چندر بنسی ہین۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ درمیانی گیارھوین صدی عیسوی مین نہ کہ پانچوین صدی مین راٹھوڑ قنوج مین خاندان کش نب کی سلطنت کے وارث تھے اور جو وہ اپنا سلسلہ سورج بنسی راجگان اجودھیا سے ملاتے ہین اسکا کوئی ثبوت سواے اُنکے اپنے قول کے نہین۔

(۳) تیسرا قول یہ ہے کہ راٹھوڑ۔ اجمیر کی نسل سے تو ہین لیکن کش نب کی اولاد نہین بلکہ اجیڑھ کی بیوی کیسونی کے بطن سے ہین کیسونی کی اولاد کیوسیکا کہلاتی ہے جسکو بعض کتابون مین کسک لکھا ہے اور فرہنگ ہما بھارت مین کشک بیان کیا ہے۔ اس قول کے بموجب بھی راٹھوڑ چندر بنسی ہین

ان تینون اقوال پر غور کرنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ راٹھوڑ اغلباً چندر بنسی ہین کیونکہ۔

(الف) اُنکے سورج بنسی ہونے کا ثبوت سواے اُنکے کرسی نامے کے کوئی اور نہین۔

(ب) تواریخی واقعات اُنکو چندربنسی گھرانون کا جانشین مانتے ہین ۔
(ج) سورج بنسی شجرہ نویس اُنکو سورج بنسی نسل سے علٰحدہ بتاتے ہین ۔

قنبیہ حق تحقیق یہ ہے کہ خاندان مارواڑ کا اپنے تئین سورج بنسی کُش کی اولاد مین سے بیان کرنا بسبب غلطی کرسی نامہ نویسونکے ہے کہ اُنھون نے سورج بنسی کُش اور چندربنسی کُش یا کیوسیکا خاندانون کو باہم مخلوط کردیا ہے ۔ راٹھوڑ خاندان کے ایک مورث اعلےٰ سے جو کہ ایک راجہ پوت نام قوم سنوایا ایسی سے تھا ہمکو ثبوت اصلیت اس خاندان راجپوت کا ستھیا قوم سے ہونے کا ملتا ہے ۔

درمیانی گیارھوین صدی عیسوی سے اُنکی تاریخ تاریکی سے نکل کر صاف ہوگئی کیونکہ ۱۱۵۰ء سے اُنکی حکومت قنوج مین شروع ہوئی تھی جیساکہ راجہ بے چندر راٹھوڑ کے ایک کتبے سے پایا جاتا ہے ۔

ہندوستان کے فتح تاتاریون کے زمانے کے قریب راٹھوڑون نے دہلی کے تنور وچوہان راجگان اور اغنل والٹے کے پارلکا نسل کے ساتھ راجگان ہند پر حکمرانی کرنے کے واسطے زور آزمائی کی ہے اس حکومت کے نزاع نے اُن سب کو برباد کردیا اور اندرونی شورش سے ضعیف ہوکر دہلی کے چوہان فرمانروا نے سلطان شہاب الدین سے شکست کھائی اور اُسکے مرتے ہی شمال مغرب کی حد ٹوٹ گئی ۔ دہلی کے بعد قنوج کی نوبت آئی راٹھوڑون نے قنوج کو ایک اور ہندو خاندان سے چھینا تھا اور اگلے زمانے مین یہ سلطنت بنچالا کہلاتی تھی اُن سے ۱۱۹۳ء مین مسلمانون نے یہ جب اُسکا آخری رئیس جے چندر راٹھور شہاب الدین سے شکست پاکر بھاگتا ہوا دریاے گنگا مین غرق ہوا تو اُسکا پوتا مارواڑ مین بناہ پذیر ہوا ۔ اس لڑکے کا نام رشیو جی تھا اسکی اولاد نے منڈور کے پہاڑونکی جگہ مارواڑ مین راٹھوڑونکا خاندان قائم کیا ۔ راٹھوڑون کی ۲۴ شاکھا ہین ۔

(۱) دھاندل (۲) بھدیل (۳) چگیت (۴) ہڈو ہوریہ (۵) گھوکرہ (۶) بدّرہ (۷) جیی را (۸) رام دیو (۹) کبیر یا (۱۰) ہنو ندیا (۱۱) ملاوت (۱۲) سوندو (۱۳) گئے چا (۱۴) مہوئی (۱۵) گو گادیو (۱۶) ہیئے چا (۱۷) رچ سنگار (۱۸) مراسیہ (۱۹) جو بسیہ (۲۰) جورا ۔ چار دیگر غیر معلوم ہین ۔

نوٹ ایک قصہ یہ مشہور ہے کہ لفظ راٹھوڑ اصل مین راشٹر تھا جس کے معنے سنسکرت مین پیٹھ کی ہڈی کے ہین اس کا قصہ اس طرح پر ہے کہ ان لوگون کے بزرگون مین سے کوئی شخص اولاد کی امید پر کسی کامل شخص کے پاس گیا جس نے اسکو ایک ایسا پانی عنایت کیا جسکو پینے سے اولاد پیدا ہو راجپوت نے وہ پانی پی لیا لیکن جنگل مین وہ اپنی بیوی سے دور تھا اس لیے خود اُسکے پیٹ مین حمل رہ گیا معمولی میعاد گذرنے پر اسکی پیٹھ کی ہڈی یعنی راشٹر چیر کر بچہ نکالا گیا جسکی نسل راٹھوڑ مشہور ہوئی ۔

چندربنسی خاندانون کی تفصیل

یادو

ہندوستان کی کل اقوام مین یادو جسکو جادو بھی کہتے ہین بہت مشہور تھے یودھ یعنی مرکری کی اولاد کہ قری یعنی

چندر بنسی نسل سے تھا اس لقب سے مشہور ہوئی ہے۔
سسری کرشن کی آٹھ رانیان تھین۔ ساتوین رانی کا نام جاہبوتی تھا اور اُس کے بڑے بیٹے کا نام سامبا تھا اُسنے قبضہ اُس ملک پر حاصل کیا جو دریائے سندھ یعنی اٹک کے دونون جانب واقع ہے اس سے خاندان سندھ سامبا پیدا ہوا۔ سامبا سے جاربنسے جا نسل چلی جسے جارنچہ بھی لکھتے ہین اور سب سے بڑی رانی کا نام مرگنی تھا جس کے پسر کلان پردمن (یا پردیومن) کے دو فرزند تھے اَن راد اور بجرا۔ اس بجرا سے قوم بھاٹی پیدا ہوئی بجرا کے دو فرزند تھے ایک ناب اور دوسرا کھیر (بیاے معروف) حضرت عیسے سے گیارہ سو برس پیشتر چین اقوام جادؤ مین بھاگدوڑ دھیپترا اور بعد ازان دوارکا مین جنگہاے عظیم وقوع مین آئین اور یہ بہت کمزور ہوگئے اور پردیومن مارا گیا بجر اپنے سے اپنے والد کی ملاقات کو جاتا تھا اور اثناے راہ مین تھا اور صرف بیس کوس منتھرا سے گیا تھا کہ یہ خبر اسکو پہونچی کہ کُسکے رفتہ دار سب برباد ہوگئے یہ سنکر وہ اُسی مقام پر مرگیا اور نابھ کو راج گدی ملی وہ واپس منتھرا کو آیا مگر کھردوارکا کو روانہ ہوا۔ ۳۶ اقوام راجپوت نے جن کو ایک قوم جادؤ نے مغلوب کر رکھا تھا ارادہ معاوضہ ستانی کا کیا۔ نابھ مجبور ہوکر دوارکا سے فرار ہوا اور مارواڑ مین بناہ لی۔ نابھ کا ایک فرزند پرتھی باہو تھا اور کھر کے دو فرزند تھے ایک جھاریجا دوسرا جدبھان۔ اس جدبھان نے دوآبہ پنجاب مین حکومت قائم کی اور کامیابی کے ساتھ بہٹیرہ مقام کی ریاست پائی اور اُسکی اولاد بہت ہوئی اور اُنکے رہنے کے مقام کا نام جادو کا ڈانگ و بقولے یادو کا ڈانگ مشہور ہوا۔ پرتھی باہو پسر ناب والی مارواڑ نے دشتہاے سسری کرشن مع چیتر راجگی ورثے مین پاے اُس کے فرزند باہو سیل کا بیاہ مسماۃ کملاوتی دختر بجے سنگھ راجہ مالوہ کے ساتھ ہوا۔ بجے سنگھ نے ایک ہزار خراسانی گھوڑے اور سو ہاتھی اور مروارید اور جواہرات اور زیور طلائی بیشمار دیا اور پانسو خادم مع رتھ اور پلنگ طلائی بھی دیے یہ کملاوتی جو قوم کی پنوار تھی اصل رانی ہوئی اس سے ایک فرزند پیدا ہوا جسکا نام باہو تھا یہ شخص گھوڑے سے گر کر مرگیا اس سے ایک فرزند تھا جسکا نام سوبا باہو تھا اسکی رانی نے جو دختر مندراج چوہان اجمیر والے کی تھی زہر دیا۔ اُس کا ایک فرزند تھا جسکا نام رکھ (بیاے معروف) ہے۔ اس رکھ نے بارہ سال راج کیا اس کی شادی سوبھاگ سندری دختر بیر سنگھ راجہ مالوہ کے ساتھ ہوئی تھی اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا جسکا نام رکھ رکھا گیا جب یہ جوان ہوا تو جدبھان راجہ پورب دیس نے ناریل یعنی پیغام شادی اُسکے واسطے بھیجا جو منظور ہوا اس عرصے مین خبر آئی کہ ایک قوم چار لاکھ سوار کی جمعیت سے بسرکردگی فرید شاہ والی خراسان کے چلی آتی ہے جن کو مورخین محققین ستھین نسل قرار دیتے ہین اور اُس سے خوف زدہ ہوکر لوگ فرار ہوتے ہین راجہ رجھ مقابلے کے واسطے تیار ہوکر روانہ ہوا اور کنج شہر فریقین مین جنگ ہوئی دشمن بیسیا ہوا اُسکا نقصان تیس ہزار آدمی کا ہوا اور رجھ کے چار ہزار آدمی کام آئے مگر دشمن نے پھر حملہ کیا اور راجہ رجھ نے پھر اُسکا مقابلہ کیا مگر اس مقابلہ مین وہ زخمی ہوا اور جسوقت گنج اپنی زوجہ ہنسا وتی دختر جدبھان شرقی کو لیکر بہان پہونچا اسوقت راجہ رجھ مرگیا اُس نے باپ کی جگہ مسند نشین ہوکر سندھ کا عبور کرکے زابلستان مین پہونچکر کوہستان کے درمیان مین قلعہ گجنی جواب غزنی کہلاتا ہے تعمیر کرایا

جبکا وقت اس زمانے سے دو ہزار برس پیشتر قیاسی طور پر بیان کیا جاتا ہے اور خراسان کی طرف سے جو سپاہ پھر اسپر حملہ آور ہوئی اُسے شکست دی اور اس سے اُسکی قوت اور بھی مستحکم ہوگئی پھر راجہ جے نے کشمیر پر فوج کشی کی اور وہان کے راجہ کی دختر سے شادی کی اور اس سے ایک فرزند پیدا ہوا جس کا نام شالباہن رکھا گیا جب یہ لڑکا بارہ برس کے سن کو پہونچا تو خبر آئی کہ خراسانی دوبارہ فوج کشی کرتے ہین راجہ جے نے خوف کھا کر اپنے اہل خاندان کو جمع کرکے اور بجیلہ درشن جوالہ مکھی کے مشرق کی طرف بھیجدیا اور اپنے فرزند شالباہن کو ساتھ لیا۔ بعد اسکے دشمن پانچ کوس کے فاصلہ پر غزنی سے آپہونچا جنگ عظیم ہوئی راجہ اور شاہ دونون قتل ہوے اور ہنین کی سپاہ کثرت سے ماری گئی اور قصبہ غزنی جو راجہ کے چچا سمدیو کے زیر تحفظ تھا دشمنون نے اسپر قبضہ کرلیا۔ ٹاڈ نے لکھا ہے کہ یہ سپاہ خراسان کی طرف سے آئی تھی اور شاہ خراسان دوبارہ ہندوون سے شکست یاب ہوچکا تھا آخری مرتبہ اُسنے شاہ روم سے مدد اس غرض سے حاصل کی کہ ملک کفار مین قرآن اور طریق امامیہ داخل اور قائم کرے۔ لیکن اس رائے پر شبہ ہے یہ بات خیال مین نہ آئی کہ راجہ جے کے زمانے مین مذہب اسلام شروع کب ہوا تھا بلکہ بر تقدیر صدق اس حکایت کے یا تو وہ مکوان کے نئے مقبوضہ ملک مغرب سے نکالنے والی ستھین قوم ہوسکتی ہے۔ شالباہن نے یہ خبر سنکر پنجاب مین اپنا پایہ تخت بنایا اور اُس ملک پر قبضہ کرکے شالباہن پور آباد کیا اور ۳۳ سال نواہ حکومت کرکے راہی ملک عدم ہوا۔ شالباہن کے بیٹے بلند اور پوتے بھاٹی پسر بلند نے کئی بار رفیع غزنی کے لیے زور لگا کر ناکامی کے بعد پنجاب مین دن گذارے وہان سے بھی نکالے گئے تو سنبھل اور گاڑھا مندون کو عبور کرکے ہندوستان مین آئے وہان سے لانگھاؤن کو جن مین جوہیہ اور موہنے اور غیرہ داخل تھے خارج کرکے سمبت ۱۲۱۲ مین تنوٹ اور دیراول اور جیسلمیر آباد کیا کہ کرشن کی اولاد کے بھاٹیون کا جیسلمیر دارالحکومت ہے۔ لیکن محققین دور بین سمجھتے ہین کہ پسران کرشن کا ہندوستان سے باہر جانا اور پھر دشمنون کے زور سے اُن لوگون کی اولاد کا افغانستان چھوڑکر ہندوستان کیطرف بازگشت کرکے دریاے سندھ پر واپس آنا اور وہان سے پھر جاکر جیسلمیر کی آبادی قائم کرنا اور بھاٹی پسر بلند پسر شالباہن کا مورث اعلے قرار پانا ایک قسم کا افسانہ ہے بحقیقت ہین جادو یا یادو کی قوم زابلستان سے آئی ہوئی ہے مسری کرشن کی اولاد نہین اور بعض محققین اخیر ستھین نسل سے مانتے ہین اور کرنل ٹاڈ کا خیال ہے کہ بھاٹی لوگ ترکستانی مغلون وغیرہ کے رشتہ دار ہین بہرصورت یہ کچھ بھی ہون بھاٹی راجپوت کہلاتے ہین۔ یہ بھاٹی بلند کا بڑا بیٹا تھا۔ بلند کے اور فرزندون مین سے بعض کی اولاد مسلمان ہوگئی ہے مثلاً کنڑ پسر بلند کے آٹھ بیٹے تھے جسکی اولاد کلر کہلاتی ہے اور قریب قریب سب انمین سے مسلمان ہوگئے تھے اقوام کثیر ہین اور دریا کی مغربی جانب سکونت پذیر ہین۔ بلند کے ایک بیٹے کا نام جنج تھا جسکی اولاد جنجی کے نام سے مشہور ہے۔ جب لفظ جنج کو جوہیہ کے ساتھ جو ایک قوم کلان ہے شامل کیا جاے تو لفظ جنجوہیہ سے وہ قوم جسکا ذکر بابر نے کیا ہے پیدا ہوئی ہے جو جوہیہ قوم جسکا ذکر تواریخ بھاٹی مین ہوا ہے اب معدوم ہے صرف نام اُس کا باقی ہے۔

بھاٹیون نے گاڑھا مندی سے جنوب مین کل ملک پر قبضہ کرلیا مگر اٹھارہون کے آنے کے بعد اُنکی طاقت بہت کم ہوگئی بھاٹیون سے دوم درجے پر یادو نسل مین جارے جاہین اُنکی کیفیت بیان ہوئی ہے اُسیطرح کرشن کی اولاد مین ہم بقیہ

ہیری گل کے ساتھ نقل وطن کیا مگر معلوم ہوتا ہے کہ اُن کا گروہ اتنا بڑا نہ تھا جتنا بھاٹیون کا اور وہ لب دریاے سندھ خصوص مغربی کنارے پر سے وستان مین مسکن گزین ہوے اور سکندر کے وقت مین بھی اُنھون نے اپنے بزرگون کی عظمت کو ناموری اور زور آزمائی سے قائم رکھا۔ شیام بس جسے یونانی فوج حملہ آور ہوئی ہیری گل مین تھا اور جسکو یونانی مورخون نے مئی نگر لکھا ہے وہ شیام نگر دار الحکومۃ شیام تھا۔ گرشن کو ہیری بھی کہتے ہین اور بسبب سیاہ رنگ کے اُن کا نہایت مشہور لقب شیام تھا اس واسطے جاریجا شیام پتر کہلاتے ہین اور اُنکے رئیس بلقب شیام بس مشہور ہین حال کے جاریجا راجپوتون نے جو اتفاقات زمانہ سے سندھ کے مسلمانون مین مل گئے ہین کسیقدر رہیل اور کسیقدر بنظر اخفاے ذات خلوص خاندان کا دعوے چھوڑ دیا ہے اُن کا رئیس کہتا ہے کہ ملک شام سے آئے ہین اور ایرانی جمشید کے خاندان مین سے ہین اس سبب سے لفظ شیام کو جام کر دیا ہے کہ اس لقب سے جاریجا کی چھوٹی ریاستین جام راج کرکے مشہور ہین۔

یادو نسل مین سے زیادہ مشہور تو یہی دو ہین مگر اور بھی ہین جو اپنکو یادو کہلاتے ہین انمین سب سے بڑا قرولی کا رئیس ہے۔ یادو کا یہ خاندان (قرولی والے) برج بھومی کی حد سے کہ متھرا کے گرد تیس میل تک ہے اور اُن کے بزرگ بھی وہان ہی رہتے تھے باہر نہین گیا ہے۔ سابقاً بیانہ مین تھے جب وہانسے نکالے گئے تو قرولی واقع مغرب اور بسل گڑھ واقع مشرق دریاے چمبل مین قائم ہوے بسل گڑھ کا ملک جسے دُوندی کہتے ہین اس خاندان سے مہاراجہ سیندھیا نے چھین لیا ہے۔ متھرا مین خاندان قرولی کی چھوٹی شاخ کی ریاست ہے۔ یادو نسل کے لوگ ہندوستان مین پھیلے ہوے ہین اور مرہٹون مین سے بھی بڑے رئیس اسی نسل سے ہین۔

یادو کی آٹھ ساکھا یعنی شاخین ہین۔

(۱) یادو ۔ رئیس قرولی
(۲) بھاٹی ۔ رئیس جیسلمیر
(۳) جادوے جا ۔ رئیس کچھ بھج
(۴) ٹم تی جا ۔ مسلمان سندھ
(۵) مدے چا ۔ غیر معلوم۔
(۶) پدمن ۔ ایضاً
(۷) بدا ۔ ایضاً
(۸) سوہا ۔ ایضاً

بھٹ نیر جو ریاست بیکانیر کا جز ہے۔ بھاٹیون کی آبادی کی وجہ سے اُسنے یہ نام پایا۔ مرو ستھل (مارواڑ) کے قدیم جغرافیے کے بموجب شمالی حصے کا نام نیر ہے اور جب بھاٹیون کی چند شاخون نے مذہب اسلام اختیار کیا تو تمیز کے واسطے اپنی قوم کے نام سے الف محذوف کر دیا کہ بھٹی ہو گیا اور بھٹ (مخفف بھٹی) دیس کا بھی نیر ہو گیا جلد دوم مآثر الامرا مین حالات دولت خان مئی مین لکھا ہے مئی شعبہ ایست از طوائف بھٹی کہ در صوبہ پنجاب بر سم زمینداری و قطاع الطریقی میگذرانند۔

اگنی کل یا آگ نسبی یا اگ کی پیدائش

چار خاندانون کو ہندو مورخون نے اگنی کل یعنی آتشی نسل قرار دیا ہے۔ پڑہار۔ پرمار۔ سولنکی اور چوہان

رُوساے اگنی کُل کے نہایت قدیمی کتبے پالی حروف مین جہان کہین بودھ مذہب تھا ملتے ہین انکو جو تک شک کی نسل مین بتلاتے ہین اُس کی تصدیق اس طرح سے ہوتی ہے کہ اگنی کُل وہی نسلین ہین جنھون نے حضرت عیسےٰ مسیح سے دوصدی پیشتر ہندوستان کو فتح کیا۔

چندربنسی قوم کی مہلک جنگ وجدل کے اخیر مین سورج بنسی نے تو غالباً اپنا اقتدار پھر حاصل کر لیا مگر اگنی کل کی بیخ کنی خاص اس غرض سے بتلاتے ہین کہ بال یا اشور کو دیوتا یعنی دہریون سے کہ عبارت بودھ مذہب والون سے ہے محفوظ رکھنے کے واسطے ہوئی تھی۔ کوہ آبو پر برہمنی مذہب رکھنے والون اور دہریون کی لڑائی ہوئی تھی پیروان مذہب بدھ تو کوہ آبو کو اپنے اول بدھ مسمے آدناتھ سے منسوب کرتے ہین اور برہمن اشور یا اچلیشر مخصوص الموقع دیوتا سے۔

ہندو شاستر کہتے ہین کہ جنگ عظیم مہابھارت کے بعد حسبین قدیم راجگان سورج بنسی و چندربنسی وغیرہ قریب تمام کے تیست و نابود ہو گئے تھے بودھ مذہب تمام ہندوستان مین پھیل گیا اور ہندوؤن کی متبرک کتابین پامال ہونے لگین اس حالت مین وششوامتر کی کوشش سے اندر اور برہسپتی اور پشوا رغنو نے اگنی نسل کو پیدا کیا جنکی اولاد پرمار۔ چوہان سولنکی اور پرتہار ہے ان راجپوتون کو اگنی نسل یا اگ بنسی اسلیے کہتے ہین کہ انکے مورثون کی پیدائش کوہ آبو پر آگ کے کنڈ سے ہوئی تھی جنھون نے بودھ مت والون کا استیصال کر کے برہمنون کے مذہب کو غالب کیا قیاس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ برہمنون نے بہت سے لوگون کو اپنے مذہب مین ملا کر انکو اُن شخصون سے لڑنے کے واسطے جو اُنکے مذہب مین نہ تھے مستعد کیا ہوگا اور آگ کے کنڈ سے جو پیدا ہونا لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ آگ کی پوجا کے ذریعے سے راجپوتون مین شامل کئے گئے ہونگے اور مذہب کی تبدیلی بھی واقع ہوئی ہوگی۔

پرمار یا پوار

بعض کہتے ہین کہ خاندان پرمار چندرگپت سے نکلا ہے اور ایک روایت یہ ہے کہ راجہ سوتسرام چندر کی اولاد مین اودھ کا راجہ تھا اُس کا بیٹا اگنی پال تھا اگنی پال کی اولاد مین پنوار ہین پس یہ بھی سورج بنسی ہوے مگر یہ روایت ضعیف ہے یہ قوم جیسی نام سے معلوم ہوتی ہے مقدم جنگ آور نہ تھی مگر اگنی کل مین سب سے زیادہ طاقتور تھی اور اسکی ۳۵ شاکھا ہوئی ہین اور اکثر نے اُن مین سے بڑے ملکون پر راج کیا ہے قدیم مقولہ ہے کہ دنیا پرمار ونی ہے اور نو کوٹی تنور تومر (مارواڑ سے بھی یہی ملا ہے کہ ستلج سے سمندر تک کی زمین اس نسل کے فوجون مین منقسم تھی انکی چودہ دارالحکومتین اس تفصیل سے تھین۔ میہیشتر (مہیشر) بدھمار۔ مانڈو۔ اُجین۔ چندر بھاگا۔ چیتوڑ۔ آبو۔ چندراوتی۔ مؤمیدنہ۔ پرماوتی۔ امرکوٹ۔ بنکیر۔ گودرہ۔ بیجن۔ انمین سے بعض کو انھون نے فتح کیا تھا اور بعض کو آباد کیا تھا۔ اگرچہ پرمارون کا خاندان اُجین والے کے سولنکی راجگان کی برابر دولت مند اور جہانون کی برابر باتجمل کبھی نہین ہوا مگر انکی سلطنت دونون سے وسیع تر تھی اور زیادہ تر استقلال پا گئی تھی اور پرہارون سے کہ اگنی کل مین سب سے اخیر اور مشہور ہین بہرصورت فائق تھی کہ عرصے تک انکو اپنے تخت مین خراج گذار رکھا ہے میہیشتر کہ راجگان بھیا کی قدیم تخت گاہ تھی

پرمارون کی اول دارالریاست ہوئی بعدازاں اُنھون نے مندھیاچل کے اوپر دھارانگر اور مانڈو آباد کیا اور اُجین کو کہ بکرماجیت کا دارالحکومت اور ہندوستان کا اول ناظرہ گاہ تھا انھین کا آباد کیا ہوا بتلاتے ہین۔ ان راجون کے عہد کی تاریخ شاید ساتوین صدی عیسوی سے بھی پیشتر کی ثابت ہو۔ راجہ بھوج کا زمانہ تو تحقیق ہوگیا ہے یعنی ایک کتبہ سمبت ۱۰۷۷ کا ملا ہے اُس سے چتوڑ پر پرمارون کے اخیر راجہ کے مرنے اور گہلوتون کے جانشین ہونے کی تاریخ پائی جاتی ہے۔ پرمارون کا ملک تریدا کے پار تک تھا اور ہندوستان کے درمیانی ملک اور مغربی ملک اُنکے زیر حکومت رہے سندھ دریا اُنکی قلمرو کی حد تھی تھا اُنکی فوج دکن تک گئی تھی ترمدا کے قریب عمدہ سلطنت قائم ہوئی تھی۔

سمت ۱۰۷۷ کے کتبہ مذکور الصدر کے زمانے مین رام پرمار ملنگانہ مین حکمران تھا اور چند نامی چوہان بھاٹ نے اُس کو کل ہندوستان کا راجا اور گروہ کثیر روساکا کہ اُسکے استقبال پر خود سر ہوگئے سرگروہ لکھا ہے وہی بھاٹ لکھتا ہے کہ پرمارون نے ازخود ایسا کیا تھا۔ مگر گہلوتون نے زبردستی چتوڑ پر قبضہ کیا اس سے ثابت ہے کہ رام پرمار کا جانشین ایسی سلطنت پر قابض نہو سکا۔

جب تک ہنود کا عالم قائم ہے بھوج پرمار اور اکبر تین یعنی نو عالم شخصون کا نام ہستی کے صفحہ سے زائل نہین ہو سکتا مگر البتہ یہ شک ہے کہ اس نام کے تین راجہ ہوئے ہین اور ہر ایک انمین سے علم کا قدردان ہوا ہو معلوم نہین کہ وہ بھوج جو سب سے زیادہ عالم اور مشہور ہنرپرور ہوا ہے کونسا تھا۔

پرمار نسل کے راجے بکرماجیت کے عہد سے بہت پہلے اُجین مین راج کرتے تھے مگر بعضے جو کہتے ہین کہ بکرماجیت اُجین مین راج کرتا تھا اور بعضے بیان کرتے ہین کہ مورسی خاندان کے راجاؤن مین سے ہمارکا آٹھوان راجہ تھا اور یہ کہ اُسکا دارالحکومت پاٹلی پتر تھا جسکو اب پٹنہ کہتے ہین اور بہت سے فاضلون کی رائے یہ ہے کہ سب سے بڑے بکرم کو پندرہ سو سال گذر چکے ہین بکرماجیت تو صرف اُسکا لقب تھا اصلی نام چندر گپت دوم تھا زبردست راجاؤن کے اُس خاندان مین وہ سب سے بڑا تھا جسے مہاراجگان گپت لکھتے ہین ہم اس اختلاف کی وجہ نہین بیان کرسکتے۔ چونکہ یہ نام آٹھ راجون سے کم کو نہین دیا جاتا اسلئے مشہور بکرماجیت کو دریافت کرنا مشکل ہے مگر ہر ایک قصے افسانے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بکرماجیت جسکا اس قصے مین ذکر ہے ایک زور آور دیو شالو آہن کے ہاتھ سے مارا گیا چونکہ اس نام کا راجہ جو اُجین مین راج کرتا تھا اور اُس سے سمت کا حساب شروع ہوتا ہے اور جسکو ۵۶ سال گذر جانے کے بعد حضرت عیسےٰ عالم وجود مین آئے تھے اسلئے مناسب ہے کہ ہم اُسی راجہ کو اصلی بکرماجیت قرار دین۔ اور تواریخ فرشتہ مین جو حال لکھا ہے اُسکی راجہ سے مقابلہ کرین۔ بکرماجیت پرمار کی نسل مین سے تھا۔ لڑائی اور صلح مین وہ اپنے زمانہ کے راجاؤن سے ممتاز تھا اُسکے وقت مین سنسکرت کی کتابون کے تصنیف کرنے کا علم کمال کو پہونچا اُسکے عہد کے بڑے فاضلون مین سے چودہ اُسکے دربار مین جمع تھے جن مین ایک کالیداس شاعر بہت ممتاز تھا۔ کہتے ہین کہ بکرماجیت کا صرف

بے انتہا اور غیر محسوس ذات خدائے تعالیٰ کی پرستش کرتا تھا جس سے یہ بات نکلتی ہے کہ وہ ٹنک شنک کے اصلی مذہب کو مانتا تھا اور اُن دیوتاؤں اور دیبیوں کی پرستش کا مُویدتھا جنکو کہ بدھ والوں کے اخراج کے بعد مانتے تھے اُسنے ایک بہت بڑی مورت مہاکال کی اپنی دارالحکومت اجین مین کھڑی کی تھی۔ یہ صورت ترشوکی اُن بڑی صورتون مین سے تھی جو کہ ہندوستان مین کئی جگہ پر اُسوقت مین کھڑی کی گئی تھین جب کہ ترشوکی پرستش رائج ہوئی یہ کہا جاتا ہے کہ پرچھلے مین شالواہن نے جو کہ بڑا بہادر راجا تھا اُسکو کیا جسکے ہاتھ سے پکرا جیت مارا گیا شالواہن نے دکن کے اندھرا ملک فتح کئے کہ اُس طرف مین پکرا جیت کا سمت سمو ہونے لگا اور شالواہن کا سمت رائج ہوا۔ ابوریحان بیرونی نے کتاب الہند کے تیرھوین مقالے مین لکھا ہے کہ فصیح نام شالی واہن ہے۔

جبکہ وکیدکی فوج ہندوستان مین گھسی تخمیناً اُسیوقت سے پرمارون کا خاندان ضعیف ہونے لگا۔ موری پرمارونکی بڑی شاخ ہے۔ پرمارونکی عظمت ظاہر کرنے کے واسطے اب اُنکی ایک بھی خود مختار ریاست نہین ہے۔ اُنکے اقتدار کا دفتر ظاہر کرنے کو صرف مسمار مکانات موجود ہین ہندوستان کے جنگل مین دھات کا رئیس اس شاہی نسل کا نمونہ رہ گیا ہے اور اُس راجہ کی اولاد جسنے چاہمانون کو جب تخت ہندوستان سے خارج ہو کر گیا پناہ دی اور جسکی والد ریاست امرکوٹ مین اکبر پیدا ہوا تھا معرض زوال مین آکر بلوچ حاکمونکی مطیع و دست نگر ہوئی تھی۔

پرمارون کی ۳۵ ساکھا مین سے وہل مقدم ہے کہ اس شاخ کے رئیس چندرآوتی واقع دامن کوہ اراولی کے حکمران تھے۔ پچھو گیا کا راو رانا کہ مہارانا اودیپور کے سردارون مین سے ہے دھات کے قدیم خاندان سے ہے مارہے اور شاید کل نسل مین سے وہی ایک معزز قائم مقام رہا ہے۔

رؤساے اومٹ واڑھ واڑہ کہ بارہ پشت سے وہان ہین پرمارون کی ایک شاخ ہین اب پرمارون کے قبضے مین سب سے زیادہ ملک اومٹ واڑہ کا ہے۔ مگر ۱۸۱۸ء کی لڑائی کے بعد انگریزون کے قبضے مین آنے سے خود مختار نہین رہے بہت سی شاخین اُنکی اب مسلمان ہین اور بعض دریاے سندھ کے اُس طرف ہین۔

پرمارون کی ۳۵ ساکھا

(۱) وہل یہ شاخ سب سے مقدم ہے اسے ہبل بھی کہتے ہین۔

(۲) مقدی جسمین چندرگپت اور راجگان چیتوڑ جو گہلوتون سے پیشتر تھے ہوئے ہین۔ موری مدت دراز سے چتوڑ پر قابض و متصرف تھے۔ فرقہ گہلوت سے ہاتھ سے اس قوم کا استیصال ہوا اور گہلوتون نے اپنا قبضہ کیا۔ تحقیق ہے کہ چندرگپت تک ٹنک نسل سے تھا پرمارونکے قدیم کتبے سے کہ موری اُنھین کی بڑی شاخ ہے اُسکا ٹنک نسل سے ہونا پایا جاتا ہے اور جو کتبہ اُنکی دارالریاست چتوڑ سے نکلا ہے اس سے بھی یہی امر ثابت ہوتا ہے۔

(۳) سودا (دال سے) جسکو سکندر نے شوگدہ لکھا ہے۔ رؤساے دھات و بہت بندہ

(۴) ساکلہ رؤساے بونگل و مارواڑ۔

(۵) کھیڑ۔ دارالریاست کھیرالو۔
(۶) اُوُمرہ سُومرہ۔ سابقاً جنگل مین تھے اب مسلمان ہین۔
(۷) ہے یا وَت۔ رئیس حال بجولیان واقع میواڑ۔
(۸) بَلہار۔ دشت شمالی۔
(۹) کاپہ۔ قدیم زمانے مین سارشتہ مین مشہور تھے اب سروہی مین ہین۔
(۱۰) اُوُنتہ۔ رُوساے اومت واڑھہ واقع مالوہ کہ بارہ پشت سے وہان ہین۔
(۱۱) رتے ہار۔ مالوے مین چھوٹے گراسیہ دار ہین
(۱۲) ڈھونڈا۔ ایضاً
(۱۳) سرتیہ۔ ایضاً
(۱۴) ہرآر۔ ایضاً

علاوہ انکے دیگر نامعلوم مثل (۱۵) چانڈا۔ (۱۶) کھے جر (۱۷) سگرا (۱۸) بڑگوٹہ (۱۹) پوُنی (۲۰) سام پال (۲۱) بھی یا (۲۲) گل پوُسر (۲۳) گل مُوہ (۲۴) کوُ ہلا (۲۵) بیا (۲۶) کھورپا (۲۷) دُھند (۲۸) دے یا (۲۹) بڑہر (۳۰) مے پڑا (۳۱) چوُسرا (۳۲) دُھنتہ (۳۳) رک مو (۳۴) تے کا وغیرہ۔

چوہان

اگنی کلو مین سے زیادہ بہادر چوہان ہین (جن کا دوسرا نام چہان ہے) بلکہ کل راجپوتون سے اُنکی دلیری و جوانمردی فائق ہے اگرچہ راٹھور بہت بہادری کا دم بھرتے ہین مگر چوہان اُن سے بھی سبقت لیگئے ہین۔ ہاڑا۔ کھی چی۔ دیورہ۔ اور سونی گرہ اور دیگر جو بیس شاخون مین سے ہر ایک کی جنگ آوری کے واقعات بھاٹون کی تصانیف سے بخوبی عیان ہین۔ جب دیلون سے لڑائی ہوئی سب ہار گئے مگر چوہانون نے شکست نہ کھائی۔ اہل چوہان نے جسکو اگنی پال کہتے ہین دیبون کو مارا تھا یہ بہمن خوش ہوے اُسکی نسل مین پرتھی راج تھا چوہانونکے گرسی نامے مین اہل سے پرتھی راج تک ۳۹ پشتین لکھی ہین مگر یہ سلسلہ صحیح نہین معلوم ہوتا ہے کیونکہ انکی پیدائش بکرماجیت سے صدہا سال پیشتر ہوئی بتلاتے ہین پس ہم بلاخوف تردید یہ کہہ سکتے ہین کہ یہ تنک تنک نسل مین سے ابتدائی زمانے مین ہندوستان پر حملہ آور ہوے تھے اور جب تک بودھ مذہب پر رہے دیوت یعنی شیطان اور دیو کہلاے جب برہمنی مذہب ہین آگئے یعنی دھون کو مارا تو برہمنون نے اُنکو فضیلت دی اور چوہان مشہور ہوے۔

اگنی کلو مین اول چوہانون کو وسیع ملک حاصل ہوا پرماروںکی عنقریب فرمان روائی ضرب المثل ہے مگر چوہانونکی حکومت مشکل سے دریافت ہوسکتی ہے جب پرماروںکی شان عروج پر تھی چوہانون کی طاقت زائل ہوتی جاتی تھی اور راجپوتون کے اخیر بھاٹ کا یقین کرین تو چوہان بکرم کی آٹھوین صدی مین ٹنگنا نہ کے پرماروں کے تابع تھے۔ اگرچہ پرتھی راج نے اپنی آخرین حشمت وجلال سے اپنے بزرگون کے کل سلسلے کو آبو تک

روشن کر دیا اس قدیم تاریخ کے حالات چند نے اشعار مین لکھے ہین اُسکی رو سے اگرچہ چند روزہ تھے مگر حکومت کلی حاصل تھی ماکاوتی سے ہیمشیر تک اُنکی ابتدائی سلطنت دریاے نربدا پر واقع تھی اُسکے شمال وجنوب مین وسیع قطعات ملک داخل تھے جب شمار مین زیادہ ہوئے تو جزیرہ نما مین پھیل گئے اور مانڈو اور آسیر اور گولکنڈہ اور کوکن پر قابض ہوے اور شمال مین سرحشیر گنگا تک پھیل گئے بھاٹ نے چوہانون کی سلطنت کی کیفیت اس طرح لکھی ہے باون قلعون مین ماکاوتی راجستھان کی آن یعنی دوہائی پھرتی تھی چوہانون نے اپنی قوت سے ٹھٹھہ و لاہور و ملتان و پشاور بلکہ کوہ بہادری تک فتح کیے ۔ آسٹورد (آشٹر) مغور ہوئے اور دہلی و کابل مین دہائی پھری سنیال کا ملک ملاتی قوم کو کہ چوہانون کی شاخ ہے دیوتون کی دعاے ممتاز ہو کر وہ ماکاوتی کو واپس گیا ۔ ماکاوتی نگری گرامنڈ کا قدیم نام ہے جسکو سوشرمتی نے بنایا ہے وہان کے راجہ مدت تک بال کے لقب سے ملقب رہے ہین اس وجہ سے کہ اُنکا پیشہ چوپانی تھا اہیر جو نسل وسط ہند مین محیط تھے اور اب صرف ایک گوشہ اہیراڑہ مین رہ گئے ہین اسی نسل کی ایک شاخ ہے کہ اہیر اور بال دونون ہم معنے لفظ ہین بھیلا و بھوج پور و دیپ و بھوپال و ایران و گارس پور چند قدیم قصبون سے ہین جنکو بالی عرف بال نے آباد کیا تھا ۔ ماکاوتی کے نکلے ہوے اجے پال نے اپنی بود و باش اجمیر مین کی اور اسی نے شہر اجمیر آباد کیا لیکن جو آبادی اب اجمیر کے نام سے مشہور ہے وہ نہین ہے جو ابتدا مین آباد ہوا تھا کہتے ہین کہ راجہ کوج نے اپنے دار الحکومت بنانے کا ارادہ کیا تو اول ناگ پہاڑ اُسکو پسند آیا اور عمارت کی طیاری شروع کی تھوڑا کام تیار ہوا تھا کہ راجہ کا دل ادھر سے ہٹ گیا اُسے چھوڑ کر راجہ نے کوہ بیٹلی پر جسے اب تارا گڑھ کہتے ہین قلعہ کی بنیاد ڈالی اسکے نیچے نور چشمہ مین شہر آباد کیا چونکہ راجہ کے خاندان کی آسا پورنا دیبی معروف بہ تارا دیبی اُسنے قلعہ کا نام تارا گڑھ رکھا اور آبادی کا نام اپنے نام سے اجمیر مقرر کیا میر پہاڑ کو کہتے ہین اور اُج راجہ کا نام تھا اس راجہ نے اجمیر مین ترک دنیا کر کے فقیری مین پال خطاب پایا اور اجے پال مشہور ہوا اجے پال ہمیشہ بلقب جکدو یعنی رئیس عالم کے ملقب رہا صحیح سبب تو تحقیق نہین مگر شاید صلبی اولاد نہونے کی وجہ سے پرتھی بھار کو ماکاوتی سے اجمیر مین لائے تھے اُس زمانے تک کثیر الازدواجی رائج تھی صرف ایک عورت سے اُسکے ۲۴ بیٹے ہوے کہ اُنکی اولاد اُنکے ملکون مین بستی تھی سنہ ۶۳۳ ہجری مطابق ۱۲۳۵ء مین راجپوتانے پر اہل اسلام کا حملہ ہوا انھون نے اجمیر سانبھر کے دو لاکھ کو مار ڈالا اور اُسکا اکلوتا بیٹا لوٹ (لواو لوہل) کہسات سال کی عمر مین تھا کنگر و نیزہ کھیلتا ہوا ترسے مارا گیا یہ فوج کشی سندھ کی طرف سے ہوئی تھی چوہانون کے نزدیک یہ واقعہ بہت عظمت کا سمجھا جاتا ہے اُسکی یاد مین اُنھون نے اجمیر کے نو عمر وارث لوٹ پوٹر کو چوہانون کے نامور مقتولون مین سمجھ رکھا ہے جن تاریخ کو وہ مارا گیا تھا پاک سمجھا جاتا ہے اور ہر ایک چوہان اُس روز اسکی پرستش کرتا ہے بلکہ گھونگرو بھی جو ہیپتا تھا پرستش مین داخل ہو گئے ہین اور اس قوم مین سے کوئی نہین ہپتا ہے ٹاڈ نے اسیطرح لکھا ہے لیکن یہ واقعہ بالکل غلط ہے اسلیے کہ سنہ ہجری مین تخت خلافت اسلامیہ پر مروان حکمران تھا اور سنہ ۷۵ ہجری مین عبد الملک بن مروان کی تحت نشینی عمل مین آئی تھی اور اس وقت تک سلطانون نے ہندوستان مین قدم نہین رکھا تھا وہ اس وقت تک سندھ کی سرحد پر

صرف معمولی مشق سپہ گری کر رہے تھے یا بعض نے کبھی دریاے اٹک کے بعض سواحل کے شہرون کو لوٹ لیا لیکن تاریخ سے یہ نہین جلتا کہ انھون نے اس وقت تک سرزمین ہند کے اندر گھسنے کا کبھی ارادہ بھی کیا ہو اگر ایسی ذرا بھی اصلیت ہوتی تو عربی مورخ ضرور بیان کرتے محمد ابن قاسم نے ۹۳ھ ہجری مطابق ۷۱۲ء مین ولایت سندھ کو فتح کیا تھا۔ بہرصورت جب اجمیر لی گئی تو نوشہ پونر کا بچا مانک راے چوہان سمبت ۷۴۳ مطابق ۶۸۶ء مین سانبھر کو چلا گیا یہان حسب قول بھاٹ کے شاکمبھری دیوی نے اسکو دشمنون کے غلبے سے پناہ دی اور جسقدر زمین ایک روز مین اپنے گھوڑے کی سواری سے گھیر سکے اسپر قابض رہنے کی کفالت دیکر اُسی مقام پر قیام کیا مگر یہ بھی شرط کی کہ جسوقت تک اس مقام پر جہان سے چلا تھا پہنچ جاے پھر کر نہ دیکھے اُسنے دورہ شروع کیا مگر راستے مین خرط مقبولہ کو بھول کر پیچھے کو دیکھا یہ کل سرزمین بشکل ایک نقرئی تخت کے نظر آئی یہ مشہور جھیل تھی جس نے اسکو دیوی کے نام سے سانبھر نامزد کیا اسکا رفتہ رفتہ سانبھر اس جھیل کے اندر جزیرے مین شاکمبھری دیوی کی مورت اور مندر ہے۔ قدیم چوہانون کے یہ واقعات خواہ کیسے ہی بعید از قیاس ہون علامات موقع سے اُنکی تصدیق ہوتی ہے اور یہی انکی صحت کی دلیل ہے کہ یہی رواج جو مانک راے کی اولاد مین تھا شمالی ہندوستان کا راجہ ہو گیا تب تک سانبھری راو کہلاتا رہا۔ مانک راے نے کہ چوہانون کا جدامجد تصور ہو سکتا ہے اجمیر بھر منڈی پھر اُسکی بہت اولاد ہوئی کہ مغربی راجوتانے مین دریاے سندھ تک پھیلکر مختلف اقوام کے نام سے مشہور ہے اور علیحدہ ریاستین بنائین۔

تا وقتیکہ پرتھی راج چوہان نے دہلی کو تقل دار الحکومتہ کرکے اپنا آخری عظمت و جلال حاصل کیا چوہانونکی حکومت کے اجمیر اور سانبھر بھی دو بڑے مقامات تھے۔ کھی جی۔ ہاڑا۔ موہیل۔ برڑھان۔ بھدور یہ بھورا ے چا۔ دھنیر یہ سب گروہ یہ کل چوہانون مین سے نکلے ہین بھی چوہن نے بعید سرزمین مشہور سندھ ساگر دوآبہ مین کہلی ہوت اور دریاے سندھ کے درمیان اڈسٹھ کوس تک واقع ہے اور اُسکا دار الحکومتہ کھیچ پوریاٹن تھا بودوباش کی ہاڑون نے اُسی عرف ہاکسی واقع ہریانہ مین ریاست جاٹی اور ایک قوم گوال گنڈ عرف گولکنڈہ حال حیدرآباد دکن مین بھی کہ جب وہان سے نکالی گئی پھر اسیر مین آگئی۔ موہیل ناگور کے قریب کے ملک مین تھی۔ بھدوریہ کی جاگیر لب دریاے گمبل ہے کہ ابتک اُنکے قبضے مین ہے اور بھدورا کہلاتی ہے۔ دھنیر یہ شاہ آباد مین متعلم ہوے کہ یہ مقام بہت کشت وخون سے کوٹے کے ہاڑون کے قبضے مین آیا ہے۔ ایک شاخ بمقام نادول مسکن گزین ہوئی مگر اُسنے اپنا نام چوہان سے اور کچھ نہ بدلا جنگل مین بہت ریاستین تھین جسکے رئیس ہاتو اپنے بھائیون کے زور سے محمود مختار تھے یا اپنی قوم کے بزرگون کے ماتحت تھے۔

جا لگا کی فہرست مین مانک راے سے مشہور بھیلسدیو تک گیارہ راجہ شمار کئے گئے ہین انکے درمیان مین ہرش راج ہوا ہے جسکی حکومت کوہ ارابلی کے برابر آبو تک اور چمبل سے مشرق مین تھی اُسنے ۷۴۰ سمبت سے ۷۸۰ تک راج کیا اُسنے رون کے مقابلے مین ایک لڑائی مین ہلاک ہو کر اری مردھن کا خطاب حاصل کیا۔ ہمیر آسہ کے بعد بھیم سنگھ کے بعد دو جگپن دیو ہوا کہ اُسکا اول نام بھیشنر تھا ان دونون مین سے ایک محمود غزنوی کے باپ ناصر الدین سبکتگین سے لڑا تھا حالانکہ دونون سلطان مذکور سے بہت پہلے گذرے ہین پس تاؤ وغیرہ کا ایسی بے ثبوت روایت

قتل کرنا محققانہ روش سے دور ہے۔ بعد درمیانی زمانوں کے جن میں مسلمانوں سے خفیف لڑائیاں ہوئیں بپیسلدیو راجہ ہوا۔ اس رئیس کا باپ ہاڑا موخون کے بموجب دھرم گج تھا اور جاگا کی فہرست کے بموجب بپیسلدیو تھا کا اسکی تصدیق دہلی کی پتھر لی لاٹ سے بھی ہوتی ہے محمود کا آخرین حملہ بپیسلدیو کے زمانے میں ہوا جس نے اپنی جان دیکر سلطان سے جنگ کرنے میں اپنا نام روشن کیا۔ قبل اس کے کہ بپیسلدیو کا حال لکھا جاے لازم ہے کہ اُس چوہان کا بھی جس نے اپنا اور اپنے رشتہ داروں کا نام محمود کے اول حملے میں جو انمردی دکھا کر زندہ دوام کیا ہے ذکر کیا جاے۔

وا اچارا راجہ کا بیٹا گوگا چوہان تھا کل جنگل دیس دریاے ستلج سے ہریانہ تک اُسکے قبضے میں تھا اُسکا دارالحکومت میہرو جسکو گوگا کا میرٹھ کہتے ہیں ستلج پر واقع تھا اُسکی حفاظت میں وہ مع ۴۵ بیٹوں اور ۱۰ بھتیجوں کے راجپوتانہ کے راجکل اُس روز تھے نومیں روز بیشتر تھا کل راجپوتانہ خصوصاً اُس حصے میں جو گوگا کا تھل کہلاتا ہے یہ دن گوگا نومیں مشہور ہے اور متبرک سمجھا جاتا ہے اُسکے گھوڑے کا نام جھادیہ تھا راجپوتانے میں مشہور ہو گیا تھا اور اکثر گھوڑوں کا یہی نام رکھتے ہیں اور راجپوتانے کے زبردست بہادر گوگا کی ساکھ کی جو محمود کے عہد ستلج پر واقع ہوا تھا قسم کھایا کرتے ہیں

محمود ایکبار ملتان سے جنگل میں ہو کر گیا اور اول آجمیر پر حملہ کیا اُسے فتح کر کے گرد و نواح کے ملک کو لوٹا اور برباد کیا مگر گڑھ بٹھنڈی (بہر دو یاے معروف) لڑتا ہوا یہاں سے محمود نے چوہانوں کے دوسرے شہر نادول (نڈول) کیا وہاں سے جاکر بنے ہوے والا کو فتح کیا۔

بپیسلدیو کی مہات چندکی ایک کتاب میں لکھی ہیں راسہ کے بموجب بپیسلدیو کی تاریخ سمہ ۱۰۷۱ ہے جو صحیح نہیں چند نے بپیسلدیو کی فوج کی بہت تعریف لکھی ہے کہ مسلمان حملہ آوروں کے مقابلے کے واسطے ہندو مذہب کے چیدہ دلاور جمع ہوئے تھے صرف اتھلواڑے کے سونلکی راجہ نے اس اجتماع میں شریک ہونے سے انکار کیا جس سے چوہان اُس سے ناراض ہو گئے۔ اس مقابلے میں اُودے پرمار چوہانوں کا مددگار تھا جو مکہ اُسکی وفات ۱۰۹۲ء میں تحقیق ہوئی ہے یہ اجتماع محمود سے جو تھے! دشاہ محمود کے مقابلے کے واسطے ہوا تھا جیسا کہ ٹاڈ کی کتاب میں آیا ہے لیکن یہ بات صحت سے بہت دور ہے کیونکہ اس وقت میں خاندان محمود غزنوی کا بادشاہ ابراہیم جو محمود سے نویں نمبر پر ہے تخت نشین تھا ممکن ہے کہ اُس سے کوئی جنگ ہوئی ہو لیکن محمود وہ تو ۱۰۲۷ء سے ۱۰۳۰ء تک گذرا ہے۔ البتہ ابراہیم کا زمانہ ۱۰۵۹ء سے ۱۰۹۹ء تک ہے۔

نسب نامۂ خاندان چوہان

(۱) انہل جس کو اگنی پال کہتے ہیں بکرماجیت سے ۶۵۰ سال پیشتر ہوا۔ ماکا وتی نگری آباد کی اور کونکن واسیرو کو کلنڈہ فتح کئے۔

(۲) سوآچہ۔

(۳) ماکن۔ غالباً مالانی قوم کا مورث ہے۔

(۴) گلن سور (بواؤ معروف)

(۵) اجے پال چکوہ جس نے اجمیر آباد کیا۔ بعض کہتے ہین کہ سمبت ۲۰۲ بکرماجیت مین ہوا بعض کہتے ہین کہ سمبت ۲۰۲ برات مین ہوا اور یہ زیادہ قرین قیاس ہے شنبدار تحریر جنتا می سے مستفاد ہوتا ہے کہ برات ایک راجہ ہوا ہے جسکی حکومت دلی سے دکن کیطرف اور مالوہ اور سے پورب کی طرف کے ملک پر تھی۔

(۶) دوراے مسلمانون کے اول حملہ مین اجمیر کو کھو بیٹھا اور مارا گیا۔ واقعہ سمبت ۷۴۱ مطابق ۶۸۴ء کا ہے۔

(۷) مانک راے اسنے سمبت ۷۴۱ مطابق ۶۸۴ء مین شاکنبھری دیوی کے نام سے شاکنبھر گاؤن بسایا جسکو اب سانبھر کہتے ہین اسکی اولاد سانبھری راو کہلائی۔

(۸) ہرش راج۔ روایت ہے کہ یہ سلطان ناصرالدین عرف سبکتگین سے لڑا اور اسکے ۱۲۰۰ گھوڑے چھین لیے اس سبب سے سلطان گیر کہلایا۔ لیکن تحقیق سے یہ بات غلط ثابت ہوتی ہے کیونکہ سلطان مذکور کبھی دریاے سندھ سے اس پار نہین آیا پنجاب کی حکومت اسکے قبضے مین نہ تھی وہ پشاور کے علاقے مین بجے پال سے لڑا تھا۔ اسنے ہندو دن سے جتنی لڑائیان کین ان مین کبھی شکست نہین کھائی فیروزہ مندر ہا اور ان محققین کو یہ بھی معلوم نہ ہوا کہ سلطان موصوف ۹۷۶ء مین تخت پر بیٹھا تھا اور ۹۹۷ء مین انتقال کیا اور ہرش راج کی حکومت سمبت ۸۱۲ سے سمبت ۸۲۷ (مطابق ۷۵۶ء سے ۷۷۱ء) تک ہے۔

(۹) بیرمیلندیو جسے دھرم گج یعنی فیل مذہب کہتے ہین بظاہر یہ اسکا خطاب معلوم ہوتا ہے محمود غزنوی کے مقابلے مین اجمیر پر مارا گیا اسکو ہیرا سہ مین مالن دیو لکھا ہے۔

(۱۰) بیسلدیو حساب اختلاف الاقوال سمبت ۱۰۶۲ سے لیکر سمبت ۱۱۵۲ تک کے درمیانی زمانے مین ہوا ہے۔ یہ مُلک گجرات سے لڑا اور فتح پاکر اُس مقام پر بیسل نگر آباد کیا اسنے دہلی پر بھی فتح پائی اور اجمیر مین بیسلہ تالاب کھدوایا جسمین ساگرتی سے پانی آتا ہے یہ تالاب شہر سے شمال مشرق مین نصف میل پر واقع ہے بشکل بیضوی ڈھائی میل کا احاطہ ہے اور ہر طرف سے سنگین دیوار سے محیط تھا اب اکثر مقامات سے شکستہ ہو گیا ہے۔ اسنے بیضاو غیرت عقائد مذہب اسلام اختیار کر لیے تھے یعنی مسلمان ہو گیا تھا اور بعد اسکے گوشہ نشینی اختیار کر کے یاد الٰہی مین مصروف ہو گیا جسکی تاویل مسلمانون سے تعصب رکھنے والے مورخ یون کرتے ہین کہ اسلام اختیار کرنے کے بعد اسنے اپنے اس فعل سے نادم ہو کر پراشچت یعنی کفارہ کیا تھا۔ آفرین ہے ایسی سمجھ پر جس ڈھنڈورہ مین اُس نے بود و باش اختیار کی کا لک مُوہب نیز مین بیسل کا ڈھنڈورہ کے نام سے اب تک مشہور ہے۔ بیسلدیو ۶۴ برس زندہ رہا اور وہ دہلی کے تنور راجہ جیتپال کا ہمزمانہ تھا اور اسی زمانے مین گجرات مین مُولراج اور بھیم اور دھار مین بھوج اور اودے دت اور میواڑ مین بیم سی اور تیج سی تھے۔ میواڑ کے ایک کتبے مین ہے کہ تیج سی بیسلدیو کا رشتہ دار تھا اور مسلمانون کے مقابلے مین تیج سی نے اسکی مدد بھی کی تھی۔

(۱۱) سارنگ دیو۔

(۱۲) آنا جنے اجمیر مین آنا ساگر تالاب بنوایا۔

(۱۳) بچے پال اسکے بھائی کا نام ہرش پال تھا۔
(۱۴) اجے دیو اس کا عرف انند دیو ہے اسکے دو بھائی اور تھے ایک بچے دیو اور دوسرا دوے دیو۔
(۱۵) سمیس وار جس نے اننگ پال تنور راجۂ دہلی کی دختر روکا بائی سے شادی کی اسکے دو بھائی اور تھے ایک کانہہ راے دوسرا جیت گوے والی (جیم کے بعد یاے معروف سے) - کان کنہہ راے کا بیٹا ایشر داس مسلمان ہو گیا تھا۔
(۱۶) پرتھی راج یہ آخرین نامور چوہان راجہ اپنے باپ سمیسوار کے بعد بہت زبردست ہوا اور سلطان شہاب الدین غوری کے مقابلے پر کام آیا اس کا بیٹا گرین سی دہلی کی ساکھا مین مارا گیا۔ پرتھی راج کا دوسرا بھائی چاہر دیو تھا اس چاہر دیو کے ایک بیٹا بچے راج تھا جسکا نام دہلی کی پتھر کی لاٹ پر ہے۔ بچے راج کا بیٹا لاکن سی تھا۔ لاکن سی کے اکیس بیٹے ہوے جنمین سے سات اصلی تھے باقی ماندہ کم اصل تھے جن کے نامون سے قومین نامزد ہوئین لاکن سی سے چھبیسوین پشت مین نو ندہ سنگھ راجہ نیرانہ ہوا۔

بیسلدیو کے نام سے دہلی کی لاٹ واقع وسط قلعہ فیروز شاہ کا کتبہ شروع ہوا ہے یہ کتبہ ۱۵ بیساکھ سمبت ۱۲۲۰ سے شروع ہوا ہوا اور اُسی پر ختم ہوا ہے اور بجز بطور بزرگ پرتھی راج چوہان تلک ساکم بھری بھوپتی کے بیسلدیو کا کچھ ذکر نہین ہے پرتھی راج سمبت ۱۲۰۰ مین فرمانروا ے دہلی تھا اور سمبت ۱۲۴۹ مین مرا گیا مگر کبیشر چند کے قول کی رو سے لازم آتا ہے کہ آغاز کتبہ پر سمبت ۱۲۲۳ کی جا سمبت ۱۲۲۰ سمجھے جائین کہ اُس سال مین بیسلدیو نے مسلمان حملہ آورون کا زبردست مقابلہ کیا تھا۔ لیکن اگر یقیناً سمبت ۱۲۲۰ مین تو کل کتبہ پرتھی راج چوہان کا ہے کہ اُس کے اور بیسلدیو کے درمیان کم سے کم چھ راجہ گذرے ہین پس قرین قیاس ہے کہ آغاز کتبہ بیسلدیو کے زمانے سے منسوب ہے اور انجام پرتھی راج سے اُسنے اپنے بزرگ کی جنگ کی سالگرہ کے روز کو اپنی فتوحات کی یادگار کی تحریر کیواسطے مناسب وقت تصور کیا ہو اور پرتھی راج کی یہ فتوحات راجوتکے لیے قابل فخر تھین کیونکہ اُسنے حملہ آور مسلمانونکو آریہ ورت سے پسپا کیا تھا چنانچہ شہاب الدین غوری کو ایکبار بڑی بھاری شکست دیکر بھگا دیا تھا پس اگر اس قیاس کے بموجب آغاز کتبہ سمبت ۱۲۲۰ مطابق ۱۱۶۳ء ہے تو یہ اجتماع جسکا ذکر چوہان بھاٹ نے لکھا ہے بجنت حکومت بیسلدیو ہوا تھا اور اُسی کی یادگار کے واسطے وہ کتبہ کندہ ہوا۔ رؤسائے شریک مجمع مین چار راجون کے جو اپنی اپنی فوج لیکر بیسلدیو کے پاس آے تھے چند شاعر نے ایسے نام لکھے ہین کہ اُسنے بھی سمبت مذکور اور وقت مسطور کی معائنت ہوتی ہے چنانچہ اُن مین سے ایک اودے دت پرمار والی دھار خلف راجہ بھوج ہے (اور اُسکا زمانہ اکثر کتبون سے سمبت ۱۱۱۰ اور سمبت ۱۱۵۰ کے درمیان تحقیق ہوا ہے اور اپنے عہد کے وسط مین وہ شریک مجمع ہوا ہوگا دوسرے بھومیہ بھالٹوالی دیراول کو اس مجمع مین شریک بتایا ہے اگر اس سے بعد کا زمانہ ہوتا تو بجاے دیراول جیسلیر دارالحکومتہ حال لکھا جاتا۔ تیسرے بچھوا ہون کا انتر بید سے آنا لکھا ہے یہ سر زمین گنگا و جمنا کے درمیان ہے کہ اُس زمانے مین اُنکی بود و باش زور سے آنبیر کو منتقل نہوئی تھی جو تھے بھوا ڑکا لانا تیج سی

جو بیسلدیو کا رشتہ دار اور معاصر تھا اُس کا بھی بیسلدیو کی مدد کو آنا بیان کیا ہے اور اِسکا عہد بھی سنین مذکور کی عدد مین مانا گیا ہے - بیسلدیو جو نسٹھ برس زندہ رہا اگر یہ تاریخ سمبت ۱۱۲۰ اُسکے عہد کے وسط کی سمجھی جاوے تو سمبت ۱۰۸۶ مطابق سنہ ۱۰۳۰ھ سے سمبت ۱۱۵۲ مطابق سنہ ۱۰۹۶ء تک زندہ رہا لیکن چونکہ اُس کا باپ بیر بلیندیو محمود کے اخیر حملہ پر اجمیر کے مقابلے مین مارا گیا اس خیال سے کہ وہ اُسوقت دس برس کا ہوگا اُسکی ولادت کی تاریخ سمبت ۱۰۷۸ مطابق سنہ ۱۰۲۲ھ سے سمبت ۱۱۴۱ مطابق سنہ ۱۰۸۶ء کے درمیان قائم کرنی لازم آتی ہے کہ اُسی مین کتبۂ دہلی کی تاریخ داخل ہے اور حساب سے فہرست کے کُل زمانون سے مطابق ہے اسواسطے صحیح تاریخ سمبت ۱۱۶۶ سے سمبت ۱۱۳۰ تک بہ اطمینان قائم ہوسکتی ہے کتاب راسہ مین سمبت ۹۲۱ بیسلدیو کا لکھا ہے جو غلط معلوم ہوتا ہے یہ قباحت علم طور پر کیشر ان راجپوت مین ہوا اور اُنکے لکھے ہوئے سمبت کی تصدیق اسباب صحیحہ سے ہونی چاہیئے نہ اُن سے جو وہ اپنے شعرا مین درج کرتے ہین سرسید احمد خان نے سلسلۃ الملوک مین شمان دہلی کے تحت مین بیسلدیو کا نام لکھکر اُسکی مسند نشینی سمبت ۱۱۵۲ مطابق سنہ ۱۰۹۵ء موافق سنہ ۴۸۸ ہجری مین مانی ہے جسنے ۱ سال ۱ ماہ ۹ یوم سلطنت کی اور کہا ہے کہ بیسلدیو کے بعد اُسکا بیٹا امر گنگو سمبت ۱۱۵۸ مطابق سنہ ۱۱۰۱ء موافق سنہ ۴۹۴ ہجری مین مسند نشین ہوا اُسکے بعد اُسکا بیٹا کھرپال سمبت ۱۱۶۳ مطابق سنہ ۱۱۰۶ء موافق سنہ ۴۹۹ ہجری مین قائم مقام ہوا کھرپال کے بعد اسکا بیٹا سُمیر سمبت ۱۱۸۳ موافق سنہ ۱۱۲۶ء مطابق سنہ ۵۲۰ ہجری مین گدی پر بیٹھا سُمیر کے بعد اُسکا بیٹا جاہر اسمبت ۱۱۹۰ مطابق سنہ ۱۱۳۳ء موافق سنہ ۵۲۸ ہجری مین راجہ بنا پھر ناگدیو تولد جاہر اسمبت ۱۱۹۵ مطابق سنہ ۱۱۳۸ء موافق سنہ ۵۳۳ ہجری مین جانشین ہوا - ناگدیو کے بعد اُسکا بیٹا راے پھور اسمبت ۱۱۹۶ مطابق سنہ ۱۱۳۹ء موافق سنہ ۵۳۴ ہجری مین مالک ہوا جو ۹ سال ۵ ماہ ایک دن حکومت کرکے موضع نرآین عرف تلاوری کے مقام پر معزالدین محمد بن سام عرف سلطان شہاب الدین غوری کی لڑائی مین مارا گیا - بیسلدیو اور اُسکی اولاد مین سے سات آدمیون نے ۹۵ برس سات مہینے حکومت کی بعد اسکے سلطنت مسلمانون کے گھرانے مین چلی گئی اس تحقیق کی بنیاد پرتاؤ کی وہ قیاس دوانی جسکے مطابق مین نے اوپر تشریح کی ہے غلط ثابت ہوتی ہے

دہلی کے وہ منار جو ہندوؤن کی یادگار سمجھے جاتے ہین

(۱) آثار الصنادید مین سید احمد خان کہتے ہین کہ فیروز شاہ کی لاٹ جو شاہ جہان آباد مین دہلی دروازے کے باہر تھوڑی دور پر دریا کے کنارے کوٹلۂ فیروز شاہ کی عمارت مین نصب ہے یہ لاٹ عجائب روزگار ہے ایک پتھر کی بنی ہوئی ہے اور لوگ کرنڈ کا پتھر بتاتے ہین سید صاحب نے نقشہ بنانے کے وقت اسطرلاب کے عمل سے اس لاٹ کی پیمائش کی تو معلوم ہوا کہ اب جسقدر زمین کے اوپر ہے اُسکا طول اڑتالیس فٹ ۵ انچ ہے اور میرٹھ کی مٹھائی دس فٹ مدور اسکی حقیقت یہ معلوم ہوئی ہے کہ کوہ کمانیون کے پاس جو ہندوستان کے شمال مین ہے دو لاٹین پڑی ہوئی تھین اور ہندو یہ بات کہتے تھے کہ یہ دونون لاٹین ہمارے دیوتاؤن کے گائین چرانے کی لاٹھیان ہین اور اسی اعتقاد سے ہزارون ہندو اُن کی پرستش کیا کرتے تھے اور یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ جب یہ لاٹین بہانے اُٹھینگی یا ٹوٹینگی تب قیامت ہوگی فیروز شاہ نے یہ بات سنکر ہندوؤن کا اعتقاد

جھوٹ کرنے کو ایک لاٹ کو توڑ ڈالا اور دوسری کو دہلی مین لاکر رکھدیا جب سے فیروز شاہ کی لاٹ مشہور ہوگئی یہ لاٹ بہت نامی اور نہایت مشہور ہے ہر چند تحقیقات کی کہ یہ لاٹ کب کی ہے اور کیون بنائی ہے لیکن کسی کتاب سے کچھ تحقیق نہین ہوا اور اس لاٹ پر بہت سی عبارت اگلی زبان مین اور اگلے حرف مین کندہ ہے کہ وہ کسی سے پڑھی نہین جاتی اور تھوڑی سی عبارت شاستری مین کندہ ہے کہ وہ بھی سمجھ مین نہین آتی لیکن جتنے حروف شاستری کے پڑھے گئے ہین اُنکا ترجمہ لکھدیتا ہون "سیدھ سری بکرماجیت سمبت ۱۲۲۰ بیساکھ سدی پندرس سوا سون لگنی بشن داس نراین شاہ بہادر معزالدین محمد بادشاہ دراز مقیاس شرف" اس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جس زمانے مین سلطان معزالدین محمد بن سام غوری نے جو عام طور پر شہاب الدین غوری مشہور ہے کہ وہ سوالک کو جو شمالی ہندوستان مین ہے تاراج کیا ہے اُس زمانے مین اس لاٹ پر کہ پہلے اُس مقام پر تھی اور ہندو اُسکی پوجا کرتے تھے یہ عبارت کھدوادی۔

اور ٹاڈ کی تحقیق یہ ہے کہ یہ کتبہ پرتھی راج چوہان کا ہے کہ اُسنے جو شہاب الدین غوری کو پہلی مرتبہ شکست دیکر ہندوستان سے بھگا دیا تھا اُسکی یادگار مین کندہ کرایا تھا اور اس لاٹ کا ذکر چند کرتا ہے جس سے شہرت چوہان کی پیدا ہے۔

لیکن اس مین یہ کلام ہے کہ اگرچہ سمبت ۱۲۲۰ مین پرتھی راج والی ملک تھا مگر شہاب الدین غوری کے بھائی غیاث الدین کو غور کا تخت سلطنت ۵۶۵ھ مطابق سمبت ۱۲۲۶ بکرماجیت مین حاصل ہوا تھا اور شہاب الدین کو اُسنے غزنی کی حکومت پر بقول مصنف حبیب السیر ۵۷۳ھ مطابق سمبت ۱۲۲۹ مین پہنچایا تھا اور سب سے پہلا حملہ شہاب الدین کا بقول مورخ خلاصۃ التواریخ ہندکی سرزمین پر ۵۷۵ھ مطابق سمبت ۱۲۳۶ مین ہوا تھا تو اس صورت مین اُس لاٹ پر شہاب الدین کی طرف سے اُس کتبے کا کندہ ہونا قابل تسلیم نہین بالفرض اگر وہ کچھ کندہ کراتا تو زبان فارسی و حروف فارسی مین کندہ کراتا نہ کہ اُس زبان مین جسکو وہ سمجھتا نہ تھا اور پرتھی راج کا شہاب الدین پر فتح کی یادگار مین کندہ کرانا بھی قابل اعتراض ہے کیونکہ سمبت ۱۲۲۰ تک دونون مین مجادلہ واقع ہونے کا کوئی موقع ہی نہ تھا۔

تاریخ عالم مین لکھا ہے کہ تحقیقات سے واضح ہوا کہ یہ پتھر کی لاٹ حضرت مسیح کے تولد سے تین سو برس پیشتر کی بنی ہوئی ہے اور بحکم دیوانم پیا دیسی راجہ اسکندیہ کے بنائی گئی ہے اسکے حروف ایک قسم کے پرانے خطناگری کے سے ہین۔

تاریخ فیروز شاہی کے توہین مقدمے مین خواجہ شمس سراج عفیف نے اس لاٹ کو اپنی جگہ سے اکھڑنے اور دہلی مین لاکر قائم کرنے کے متعلق صحیح صحیح حال لکھا ہے اس مصنف بزرگوار سے فیروز شاہ بادشاہ ہانسی مین خود ملا تھا۔

لکھا ہے کہ سلطان ایک بار سنورہ و خضر آباد کی طرف شکار کو گیا اور خضر آباد دہلی سے نوے کوس ہے

ایک پہاڑی کے دامن مین موضع فیروزہ (حرف اول نون اور تا دونون آئے ہین) کی حدین جمنا کے کنارے سے کچھ دور پتھر کی ایک لاٹ کھڑی دیکھی اسکی نسبت یہ مشہور تھا کہ یہ بھیم کی لاٹھی ہے کہ اس سے گایو نکو ہانکتا تھا اور اُسی نے اپنے ہاتھون کی توت سے بنایا تھا معلوم نہین کہ پھر کس نے اُسکو اس جگہ کھڑا کیا اور کیسے کھڑا کیا اور بھیم بہت قوی ہیکل تھا بلکہ اُس زمانے مین دوسرے آدمی اور جانور بھی بڑے بڑے قد آور ہوتے تھے ۔

بادشاہ نے ارادہ کیا کہ اس لاٹ کو دہلی مین بجاے پس اُسکو اسطرح جگہ سے اُکھیڑا کہ درخت سنبھل کی روئی کے گٹھر بندھواے اور ہزارون آدمی اور چوپاے جمع کراے اور اُن گٹھرونکو خوب مضبوط بندھوایا اور لاٹ کی چارو نطرف رکھوادیا جب لاٹ کی جڑ کھودتے تو وہ جھک کر اپنی طرف کے گٹھرون پر رک جاتی اس طرح ہر طرف سے کھودا اور وہ جھک جھک کر گٹھرون پر رکنے لگی جب سب کھد گئی تب آہستہ آہستہ وہ گٹھر اُسکے تلے سے نکالے یہانتک کہ تمام لاٹ زمین پر دراز ہوگئی اسکی جڑ مین ایک بڑا مربع پتھر بطور چبوترے کے رکھا ہوا تھا اُسکو بھی نکال لیا اور اب اس لاٹ کو بانسون کے ٹکڑون اور کچے چمڑون سے سر سے پانون تک بندھوا دیا اور پھر ایک نہایت مضبوط بڑی گاڑی تیار کرائی جسمین ۴۲ پہیے تھے ہر پہیے مین طنابین بندھوائین اور چند ہزار آدمیون نے یکبارگی زور کرکے اُس لاٹ کو گاڑی پر لادیا ہر ایک پہیے مین دس دس من کی ریشمی رسی باندھی گئی ہر رسی کو دو سو آدمی کھینچتے تھے اسطرح اُس لاٹ کو اپنی جگہ سے اُٹھا کر ندی کے پاس لاے اور بڑی بڑی کشتیان جمع کرکے ندی کے کنارے سے برابر کرکے لگادین سلطان خود اہتمام کے لیے یہان کھڑا تھا اسطرح لاٹ کو کشتیون پر بار کرکے کھیتے ہوے فیروزآباد مین لاے (جسکو فیروزشاہ نے اپنے عہد سلطنت مین آباد کیا تھا اور ابتک فیروزآباد گاؤن بستا ہے اور اسمین عالیشان قصر اور قلعہ بنوایا تھا جواب باقی نہین) قلعہ فیروزآباد مین اس لاٹ کو پہنچوایا اور متصل مسجد جامع کے لاٹ کے استادہ کرنے کو عمارت بنوائی یہ عمارت کھرسل کے پتھر اور چونے سے بنی اور ہر ایک پوشش (چھت یا کرسی) کی تیاری کے بعد لپیٹی ہوئی لاٹ کو اُسپر چڑھاتے رہا تک کہ چھ حصے تیار ہوگئے اور لاٹ اُنپر رکھدی گئی (اب یہ عمارت فیروزشاہ کا کوٹلہ کہلاتی ہے) بعد اسکے لاٹ کو کھڑا اس تدبیر سے کیا کہ ہر حصے کے تلے لکڑی کی ایک مضبوط اور بڑی چرخی لگائی گئی اور دس دس من کی ریشم کی رسیان بٹوا کر ایک سرا رسی کا اس چرخی مین باندھا اور دوسرا لاٹ کے سر مین ہر چرخی پر دو ہزار آدمی زور کرتے تھے بہت سے زور کے بعد وہ لاٹ آدھ گز اوپر کو اُٹھ جاتی اور جب اتنی کھڑی ہوجاتی تو روڑے کو اُسکے تلے سنبھل کی روئی کے بڑے بڑے گٹھرا اور لکڑیان لگادیتے تاکہ عمارت پر نہ گرے چند روز تک اس طرح زور پاتے پاتے پوری کھڑی ہوگئی اسکے بعد اسکے چارون طرف لکڑیان اسطرح لگادین جیسے کلس پر قالب چڑھادین اور تمام لکڑیان لوہے کی پیچ کاری سے مضبوط کردین تاکہ لاٹ کسیطرف جھکنے نپاے جب لاٹ پوری کھڑی ہوچکی تو اُسکے سر کے دور پر چند حلقے سنگ سیاہ و سفید کے تیار کراکے اُنپر تانبے کے طلائی ملمع کا کلس چڑھوا دئے اور بادشاہ نے نام اُسکا منارہ زرین رکھا کہتے ہین کہ یہ لاٹ ۴۲ گز کی ہے آٹھ گز عمارت کے اندر ہے اور ۴ گز عمارت سے باہر ہے اسکے تلے کے

حصے مین چند سطرین خط ہندی مین کندہ ہین فیروز شاہ نے بہت سے ہندو عالم جمع کرکے پڑھوایا کسی سے نہ پڑھا گیا بعض کہتے ہین کہ کچھ ہندون نے اس خط کو پڑھکر بیان کیا کہ اسمین لکھا ہے کہ اس لاٹ کو کوئی بھی اپنی جگہ سے نہین ہلا سکتا مسلمان بادشاہ ہو یا ہندو مگر پچھلے زمانے مین ایک صاحب قدرت بادشاہ پیدا ہوگا جسکا نام سلطان فیروز ہوگا وہ اسکو اپنے مقام سے نکلوا لیگا۔

نوٹ تاریخ فیروز شاہی کے سامنے ٹاڈ کا یہ کہنا کہ یہ لاٹ مقام تغلق پور پر جو ایک مقام ہے تھر پارکر دریاے جمن چند میل نیچے دہلی کے واقع ہے کھڑی کی گئی تھی غلط ثابت ہے۔ اسیطرح سید احمد خان کا یہ لکھنا کہ یہ لاٹ کوہ کمایون کے پاس پڑی ہوئی تھی بے اصل ہے۔

(۲) تاریخ فیروز شاہی مین یہ بھی مذکور ہے کہ منارۂ زرین سے کسیقدر چھوٹی ایک دوسری پتھر کی لاٹ قصبۂ میرٹھ کے حوالی مین تھی جسکو بھی بھیم کی لاٹھی اور اسکے ہاتھون سے تیار کی ہوئی بتاتے تھے اس لاٹ کو بھی فیروز شاہ نے منارۂ زرین کی طرح تدبیرون سے اٹھوا کر دہلی مین لاکر کوشک شکار مین رکھوا دیا

(۳) قطب صاحب کی لاٹ مسجد قوت الاسلام کا منار ہے جو راے پتھورا کا بتخانہ توڑ کر بنائی گئی تھی تمدن عرب مین لکھا ہے کہ سر سید احمد خان بہادر جن کی ایک کتاب سے جو دہلی کے متعلق ہے انھون نے لکھی ہے میسیو گارستان دیاسی نے نقل کیا ہے لکھتے ہین کہ اس لاٹ کی شان اور خوبصورتی کا بیان الفاظ مین نہین ہو سکتا اور سکا مثل تمام عالم مین کہین نہین ہے انھین کا قول ہے کہ اس لاٹ کو پتھورا نے ۱۱۸۳ء مطابق ۵۷۹ھ ہجری مین بنانا شروع کیا تھا اور قطب الدین نے فقط اس کام کو جاری رکھا اور یہ سخت غلطی ہے اور حقیقت مین یہ سید صاحب پر اتہام ہے انکی کتاب آثار الصنادید مین کہین اسکا ذکر نہین بلکہ وہ تو یہ کہتے ہین کہ اس لاٹ کو شمس الدین التمش (جو قطب الدین ایبک کا غلام اور داماد اور جانشین تھا اور ۶۰۷ھ ہجری مطابق ۱۲۱۰ء مین دہلی کا بادشاہ ہوا ہے) اپنے عہد سلطنت مین بنایا ہے اور سید صاحب کی اس مین متبع کتب تواریخ اور سیاق وسباق بادشاہون کے حال سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس لاٹ کی عمارت ۶۲۶ھ ہجری مطابق ۱۲۲۹ء کے بعد تمام ہوئی ہے بہرحال یہ لاٹ سلطان شمس الدین التمش کی بنائی ہوئی ہے اور یہ نشانی اُسی بادشاہ کی بلندہمتی کی ہے بعد اُسکے جو بادشاہ ہوا اس عمارت کو عجیب وغریب سمجھ کر مرمت کرتا رہا اور منہٹر کی تاریخ مین مذکور ہے کہ قطب الدین نے چند عمدہ عمارتین تعمیر کین جنمین خاص دار السلطنت مین قطب مسجد جسکے سڈول ستونون کی صفون پر عمدہ سنگتراشی کا کام ہے اُسکی یادگار ہے اور نیز قطب منار کی گاڈدم لاٹ جسپر قرآن کی سورتین پچے کاری کے کام سے لکھی ہوئی ہین پرانی دہلی کے ویرانے سے سر بلند کئے ہوئے نظر آتی ہے اسی مارسڈن کی تاریخ ہند مین مرقوم ہے کہ قطب الدین نے دہلی کے قریب وہ قابل دید منار بنانا شروع کیا تھا جو اب تک قطب منار یا قطب صاحب کی لاٹ کے نام سے مشہور ہے لیکن اسکے عہد تک یہ مکمل نہین ہونے پایا تھا التمش کے وقت مین بالکل تیار ہوگیا

(۴) مسجد قوت الاسلام کے قریب ایک لاٹ کھڑی ہے اور یہ لاٹ ڈھلے ہوئے لوہے کی ہے جڑ مین اسکا محیط سوا پانچ فٹ اور طول ساڑھے اٹھارہ فٹ ہے جیسا کہ سیاحت ہند مین مذکور ہے اور سید احمد خان نے

اسکی اونچائی اسطرلاب کے عمل سے بائیس فٹ چھ انچ بتائی ہے اسپر بھی اگر حرفون مین لمبائی زبان مین کچھ عبارت کندہ ہے کہ وہ پڑھنے مین نہین آتی یہ لاٹ رائے پتھورا کے عہد کی بنی ہوئی ہے اور اسکے بنانے مین لگی ہوئی تھی سلطان معزالدین محمد بن سام نے اسکو یہ سمجھ کر کہ چلو قیاس ہی سہی دن ہی بدلنے کے کام آئیگا اور اس نشانی سے شوکت سلام پائی جائے گی بدستور رہنے دیا ہوگا مگر رائے پتھورا کے وقت مین بننا اسلئے ماننے کے قابل نہین کہ اُس کے وقت کی زبان اور حروف دونون صاف صاف تھے اور زمانہ موجودہ کے ہندوؤنکی زبان علمی اور حروف سے اُن مین کوئی اختلاف نہ تھا۔

شاخہاے چوہان

چوہانون کی چوبیس شاخین ہوئی ہین اُنمین سے منجملہ موجودین نہایت مشہور کوٹہ بوندی کی ریاستین ہین اُن دونون ریاستون کے رئیس ہاڑے کہلاتے ہین کیونکہ اُنکے ایک بزرگ استہال کی پیدائش ہاڑ یعنی ہڈیون سے تھے کے طور پر بیان کی ہے وہ مغل بادشاہون کے ماتحت بڑے بہادر کارگذار تھے درمیانی چودھوین صدی عیسوی مین اُنھون نے میواڑ کی مدد سے بوندی پر قبضہ کیا اور درمیانی سولھوین صدی عیسوی مین اکبر شہنشاہ کی ماتحتی قبول کی۔ درمیانی سترھوین صدی عیسوی مین شاہجہان نے بوندی کا ایک پرگنہ جدا کرنے کے بعد کچھ جاگیر اپنی طرف سے دیکر کوٹے کی علحدہ ریاست بنائی ضعیف العمر شاہجہان شہنشاہ کے بڑے بیٹے دارا شکوہ کی رفاقت مین بمقابلے اورنگ زیب کے چھ بھائیون نے جان دی مگر اُن مین سے صرف ایک اتفاقاً جان بر ہوگیا۔ درمیانی انیسوین صدی عیسوی مین سرکار انگریزی کے حکم سے جھالرا پاٹن کے لیے تہائی علاقہ تقسیم ہوا۔ چوہانون مین سے ایک شاخ دیوڑہ بھی ہے جن کے بزرگون مین سے دیوراج نامی نے آخر چودھوین صدی عیسوی مین پرمار راجپوتون سے آبو کا قلعہ لے لیا تھا اُسکی اولاد اب ریاست سروہی پر قابض ہے راجپوتانہ مین ان تین خود مختار ریاستون کے سوا چوہانونکی پوربیہ شاخ مین اول درجے کے تین سردار۔ بیدلہ۔ کوٹھاریہ۔ اور پارسولی میواڑ کے ماتحت جاگیردار ہین۔ گاگرون اور راگھوگڑھ کے کھیچی اور جالور کے سونگرا اور سانچور اور سوی باہ کے چوہان اور یادا گڑھ کے پونجہ راجپوتون اور سروہی کے دیوڑہ کے نام بہادری اور جوانمردی سے زندۂ دوام ہین۔ کھیچی کو بابر کھینچے کوٹ لکھتا ہے۔ سونگرا نام چوہانون نے اپنی قوم کے فرق کرنے کو رکھا تھا جس سے قدیم نام ملانی کا سونگرا سے جانا رہا کیونکہ وہ سونگڑھ نام قلعے مین رہتے تھے جسکے معنے کوہ طلا ہین ٹاڈ نے اسیطرح لکھا ہے اور وقائع راجپوتانہ مین سونی گرا ہے اور بعض کتابون مین سون گرا وار دہے۔

اکثر چوہان سردارون نے زمین نہ دینے کی غرض سے مذہب اسلام اختیار کر لیا ہے اول شخص جسنے جاگیر کے عوض اپنا مذہب تبدیل کیا پرتھی راج کا رشتہ دار الیشر داس تھا۔ قائم خانی و نعمرانی و کرروانی وسیدہ وغیرہ کنہ کہ زیادہ تر انمین سے شیخاوٹی مین رہتے ہین کم سے کم بیس مشہور ترین راجپوت شاخون نے تبدیل مذہب کیا ہے۔ مگر راجپوتون کے اعتقاد کے خلاف نہین ہے کیونکہ بقول ٹاڈ منو کے قانون مین زمین کے واسطے

ہر چیز دیدینی رسم الخط ہے یہانتک کہ زمین کی خاطر جورو بھی چھوڑ دینی چاہیئے۔
ان چوہانون مین سے اُوجے سوال مہاجن بھی نکلے ہین۔

چوہانون مین ۲۴ شاخین ہین

(۱) چوہان (۲) ہاڑا (۳) کھی چی (۴) سون گرہ (۵) دیوڑہ (۶) پاربیہ (۷) گوگیل وال (۸) بھدورہ (۹) رنڑبان (۱۰) ملانی (۱۱) پوربیہ (۱۲) سوڑہ (۱۳) مدراچہ (۱۴) کسنگ راچہ (۱۵) بھورا چہ (۱۶) ہلا چہ (۱۷) نسیرا (۱۸) بچھے را (۱۹) رُوسیہ (۲۰) نکم یا (۲۱) چندو (۲۲) بھاکڑ (۲۳) بانگیٹ (۲۴) سانچورا
بعض کتابون مین دو نام دھنیرہ اور باگیرچہ اس مین لکھے ہین اور سوڑہ و بچھے را نہ کو نہین شاید گھلوتون کے سورہ اور راٹھورون کے بچی را کو سہوا یہان داخل کردیا ہے بعض مقام موضع نظر سے گذرا ہے کہ دھنیر پیر اچہوتون کی ایک گوت ہے ان مین اور بندیلون اور پنوآرون مین باہم شادی بیاہ کا سلسلہ جاری ہے اس گوت کے راجپوتون کا اصلی وطن قصبہ سہراسکار سارنگ پور صوبہ مالوہ تھا کہ جو سلاطین مغلیہ کے دفتر مین سہرا رہا باجی کے نام سے لکھا جاتا تھا۔

مسلمان چوہان

قائم خانیون کا مورث اعلے موضع دورے کے چوہان موٹے راؤ کا بیٹا کرم سی تھا جسے ۱۴۴۴ء مین دہلی کے بادشاہ فیروز شاہ تغلق کے عہد مین سید ناصر خان نے حصار مین مسلمان بنایا اور قائم خان نام رکھ کر بیٹے کی مانند پرورش کیا پھر قائم خان کے دو بھائی اور بھی مسلمان ہو گئے جنکے نام زین آلدین اور ظہیر الدین رکھے گئے ان تینون کی اولاد کا نام قائم خانی اور زین دانی اور جب دانی ہوا مگر اب تینون ہی قائم خانی کہلاتے ہین سید ناصر کے بعد قائم خان شاہی مصاحبت مین داخل ہو گیا اور حصار اُسکو جاگیر مین ملا اُسنے رفتہ رفتہ شاہی دربار مین بہت رسوخ حاصل کیا کسی قصور پر دہلی کے بادشاہ خضر خان نے خفا ہو کر دہلی کے قلعے پر سے اسکو جمنا مین گروا دیا اور اُسکے بیٹے تاج خان و محمد خان کو حصار سے باہر نکال دیا وہ عرصہ تک جیسلمیر اور ناگور مین رہے اور پھر دونون نے علیحدہ علیحدہ جاگیرین پنچھوار اور جھوجھنون مین قائم کین جنہین ۱۷۱۸ء کے قریب تک اُنکی اولاد نواب کے خطاب سے حکومت کرتی رہی لیکن پھر شقاوت و کجھلا ہون نے دونون ریاستین کامیاب خان اور سہل خان سے چھین لین تو وہ مارواڑ مین چلے آئے اور اب کامیاب خان فتح پور والے کی اولاد کو جھاسن مین موجود ہے۔ قائم خانیون کی زیادہ تر آبادی شیخاوٹی مین ہی پائی جاتی ہے اور کچھ جانسی حصار اور نارنول مین بھی جہان قائم خان کا تیسرا بیٹا اختیار خان رہتا تھا اور زیادہ تر معاش کی وجہ سے حیدرآباد دکن مین جا بسے ہین۔ بیشتر حصہ قائم خانیون کا اسلامی احکام سے واقف نہین ان مین راجپوتو نکی بہت سی رسمین اب تک مروج ہین جیسے شادی مین توسن باندھا جاتا ہے۔ نکاح کے بعد پھیرے بھی ہوتے ہین اور تیاگ بھی مراثی وغیرہ بانٹتے ہین اکثر قائم خانی راجپوتون کے موافق گلے مین طلائی پھول اور کانون مین مرکیا پہنتے ہین اور

اجنبی مسلمانون کے ساتھ کھانے پینے مین بھی پرہیز کرتے ہین۔ کیونکہ مارواڑ اور شیخاوائی مین ان کا ایک حصہ ہے صرف اتنا فرق ہے کہ راجپوت انکو تار کر حصہ دیدیتے ہین اور ایک چولھے پر دونون روٹی پکا لیتے ہین شیخاوت راجپوت بھی انکے ساتھ میل جول سے گھن نہین کرتے اور بعض بعض قائم خانی ختنہ بھی نہین کراتے قائم خانی مرد دھوتی کا کثرت سے استعمال کرتے ہین اور کوئی کوئی پردہ انگرکھے کا الٹی جانب رکھتے ہین۔ عورتین گھاگھرا (لہنگا) اور ہاتھی دانت کا چوڑا (چوڑیان) پہنتی ہین ان مین پردہ بہت کم ہوتا ہے۔ بنیر سیل ساتم اور ہولی دیوالی کا تیوہار بھی منایا جاتا ہے ماموں اور بھانجی بیٹون سے شادی نہین کرتے مگر اپنی کھاپ مین کرلیتے ہین انکی کھاپون کا نام عقل خانی اور طاہر خانی وغیرہ انکے آباو اجداد کے نام پر ہوتا ہے کئی قائم خانی باپ بیٹھانون اور سیدون کو بھی بیٹیان دینے لگے ہین مگر وہ لوگ انکو اپنی بیٹیان نہین دیتے قائم خانیون کی زیادہ تر شتہ داری رودلی کے پٹھانون سے ہے۔ قائم خانی کھیتی۔ سپاہ گری۔ تجارت اور مزدوری کے پیشے اپنی حیثیت کے موافق کرتے ہین کوئی کوئی شیخاوائی مین جاگیردار جمعدار اور مارواڑ و حیدرآباد مین جمعدار ورسالہ دار بھی ہین کچھ سالون پہلے یہ چوری اور ڈاکہ زنی مین راجپوتون سے کم نہین تھے اور اب بھی تھانگی وڈکیتی کے محکمے مین انکی نگرانی رکھی جاتی ہے قائم خانی ڈبل ڈول مین تنومند مضبوط جفاکش اور بہادر ہوتے ہین لیکن ناخواندگی اور اکھڑپن انمین خصوصیت سے پایا جاتا ہے۔

چالکٹ جنھین سولنکھی یا سولنکی بھی کہتے ہین

آئین اکبری مین لکھا ہے کہ سولنکھی بضم سین مہملہ و واو مجہول و فتح لام و نون مخفی و کسر کاف و ہاے مخفی و سکون تحتانی ہے اگرچہ اگنی کل کی اس نسل کی اس مدت قدامت تک تحقیق نہین ہے جیسی کہ پرمار اور چوہان کی معلوم ہے مگر سبب اس کا صرف یہی ہے کہ انکی کتابین نہین ملتی ہین ورنہ انکی عظمت و شہرت مین کسی طرح کوتاہی نہین ہے۔

بھاٹون کی روایت کے بموجب سولنکھی قبل اسکے کہ انھون نے قنوج پر قابض ہوئے سوپر شہر لب دریاے گنگ کے راجہ تھے۔ کرسی نامے سے تصدیق ہوتی ہے کہ لوگ جسے لاہور کہتے ہین انکا مسکن تھا اس واسطے انکی ساکھا مثل چوہانون کے مادونی ہے تحقیق یہ ہے کہ آٹھوین صدی مین لانگھا اور توگرہ دو قومین ملتان اور قرب وجوار کے ملک مین رہتی تھین اور جب بھاٹیون نے جنگل مین بود و باش اختیار کی انکی بڑی مخالفت تھین اور یہی لوگ واقع ساحل ملابار متصل بمبئی کے راجہ تھے۔ کلیان سے ایک شاخ سولنکھی کی لیکر خاندان راجگان چوراسی ساکن پٹن مین پیوند لگایا گیا یعنی ان دونون خاندانون مین باہم نسبت ہوئی پٹن کو انہل واڑھ بھی کہتے ہین اور نہروالہ کے نام سے مشہور ہے جیسا کہ مرآت احمدی مین مذکور ہے۔ کہ ۹۴۲ھ مطابق ۱۳۵۳ء مین بھیم دیو اخیر فرمانروائے چدا اس ریاست سے محروم رہا اور سولنکھی مولراج انہل واڑے کی گدی پر بیٹھا۔ اور اٹھارہ برس حکومت کی اسکے بعد جاونڈراے کے عہد حکومت مین محمود غزنوی انہل واڑے پر حملہ آور ہوا اور اس کی دولت

نوٹ صفحہ دس کے حاشیہ کے آخر مین جو مؤلف مرآت الظہور لکھا ہے اسکی جگہ مؤلف اس کتاب پڑھیے کیونکہ اول اول وقائع راجستان کا نام مرآت الظہور دیا گیا تھا پھر بدلدیا

چند مکانات بطور یادگار فتوحات خود تعمیر کئے منجملہ اُنکے ایک تعمیر بنام نہاد عروس ہشتی ایسی عمدہ تھی کہ اُسکی عظمت کو انسان کی بنائی ہوئی چیز دنیں سے شاید کوئی پہنچ سکے مسلمان مورخون نے دولت مغزونہ کی تعداد اس کثرت سے لکھی ہے کہ یکایک یقین نہین آتا مگر جب انہل واڑے کی تجارت پر غور کیا جاے تو اُنکی تحریرین مبالغہ نہین معلوم ہوتا ہے بعد معاودت محمود کے انہل واڑہ مین پھر وہی رونق ہوئی اور سدھ راے جے سنگھ کہ بانی ریاست سے سات پشت مین تھا پھر فرمانروا ہوا - کرناٹک سے دامن کوہ ہمالیہ تک بائیس ریاستین اُسکے تحت حکومت ہوگئین گر اُسکے بیوقوف جانشین نے چوہان پرتھی راج کو ناراض کردیا اسلئے وہ راج سے محروم رکھا گیا اور پرتھی راج کے خاندان کا ایک شخص کمار پال (یا کرپال) انہل واڑے کی گدی پر بٹھایا گیا - سدھ راے اور کمار پال دونون بدھ مذہب کے معتقد تھے - کمار پال کے جانشین بالو مالدیو کی ریاست تیرھوین صدی عیسوی مین شہاب الدین غوری کی فوج سے غارت ہوئی اور ۱۲۹۸ء مین یہ خاندان تو ختم ہوا لیکن سدھ راے کی اولاد مین سے باگھیلہ کا نیا خاندان بسیلدیو سے قائم ہوا اور مسلمانون کے ہاتھ سے جو نقصانات عائد ہوے تھے اُنکا تدارک ہونے لگا اور مندر سومنات نے دوبارہ رونق پائی - آخرش چوتھے راجہ گجمل کرن (یا گجپال کرن) کے وقت مین علاء الدین محمد شاہ خلجی نے انہل واڑھ کو دوبارہ اُجاڑ دیا - مندر آدھ ناتھ واقع کوہ سترنجیہ (یا سترن جیہ) کو اسلامی قربان گاہ قرار دیکر ایک مسلمان درویش مقرر کیا - بدھ کی مورتون کو شکست و خرابت کردیا انہل واڑھ کی فصیل مسمار ہوکر بنیاد کھودی گئی اور قدیم مندرون کے ٹکڑون سے بھر بھر دی گئی - سو تنکھی نسل کے باقی ماندہ لوگ ملک مین متفرق ہوگئے اور سو برس تک بلا سرپرست رہے آخر کار انہین سے ایک شاخ باگھیلہ نے جو سدھ راے کے بیٹے باگھ راو کی اولاد مین سے ہے ملک کے ایک حصے پر قبضہ کیا جو باگھیل کھنڈ کے نام سے مشہور ہے - مہاراجہ ریوان اسی نسل سے خود مختار رئیس ہین - علاوہ باندوگڑھ کے باگھیلہ نسل کے چھوٹے چھوٹے رئیس ابتک گجرات مین ہین مشہور ترین پتاپور اور تھیرا جہین اور ایک روپ نگر کا ٹھاکر سیاڈ کے ماتحت دوسرے درجے کے سردارون مین شامل ہے جو خاص سدھ راے کی اولاد ہونے کا دعوی کرتا ہے -

سو تنکھیون کی سولہ بڑی شاخین ہین جن مین سے اکثر راجپوتانہ وغیرہ مین بستے ہین اور کسیقدر سندھ پار مسلمان ہوگئے ہین اور ایسے لوگ انبالہ وغیرہ کی طرف بھی رہتے ہین -

(۱) باگھیلہ - راجہ گھبیل کھنڈ و ارالریاست باندوگڑھ اور رؤساے پتاپور و تھیراج و اوانچ وغیرہ -

(۲) پیرپورہ - گنواڑہ -

(۳) بچھیلا - کلیان پور واقع میواڑ بہ لقب راؤ ماتحت مدئیس سلونبر -

(۴) بھوٹر تہ - باندو بٹگرا و چاہر واقع ریاست جیسلمیر اور جنگل مین مشہور غارت گر ہین اور مالوت کہلاتے ہین

(۵) کلاچہ - ایضاً

(۶) لانگھا - ملتان مین مسلمان ہین -

(۷) ٹوگرو - پچند مین مسلمان ہین -
(۸) تیرنگوٹ - ایضاً
(۹) سورکی - دکن مین -
(۱۰) رسنرو ریا - گرنار واقع سارشترہ مین -
(۱۱) راوکا - ٹوڈہ علاقہ جےپور مین -
(۱۲) رانی کیا - دیسوری علاقہ میواڑ مین
(۱۳) تان تیہ - چاندبھر شاکمبھر خونخوار غارت گر ہین ۱۸۰۰ء مین مہاراجہ سیندھیا نے کریم پنڈارے کو قید کیا ۱۸۱۷ء مین فوج انگریزی کی یہان خونریزی ہوئی -
(۱۴) اہیچہ - زمین نہین رکھتے -
(۱۵) کھاڑوڑا - آبوت وجاورہ واقع مالوہ -
(۱۶) گل مودر - گجرات مین ہین -

پرتیہار یا پڑہار

اگنی کل کی اس آخری وکسترین نسل کا حال زیادہ نہین ہے پرہارون نے راجستان مین کوئی بڑا کام نہین کیا ہے اور وہ ہمیشہ دہلی کے تنورون اور اجمیر کے چوہانون کے مطیع و ماتحت رہے ہین صرف ایک امر کہ ناہر راو نے خود اختیاری کے واسطے پرتھی راج کا مقابلہ کیا تھا تاریخ مین درج ہونے کی لائق ہے اگرچہ وہ کامیاب نہوا مگر اسکے نام کے ساتھ کوہ اراولی کا ایک گھاٹ جہان معرکہ ہوا تھا مشہور ہوگیا ہے - منڈور جسے منڈاور بھی کہتے ہین پرہارون کا دارالحکومت تھا اور مارواڑ کا مقام شہر تھا راٹھوڑون کی علاوری سے پیشتر وہان انکی حکومت تھی وہ جودھپور سے پانچ میل شمال مین ہے اسمین چند جینیون کے مندر ہین حروف پالی کے کتبے اسمین اکثر پاتے ہین - قنوج کے مغرور راٹھورون کو پرہارون کے ملک مین پناہ ملی مگر انھون نے اس کا بدل دغابازی سے کیا یعنی چنڈانامی راٹھور نے آخر چودھوین صدی عیسوی مین پرہارون کو بے دخل کرکے منڈور کی فصیل پر راٹھورون کا جھنڈا قائم کیا - میواڑ کے راجاؤن نے پرہارون کو پہلے ہی سے کمزور کر رکھا تھا اسکا اکثر علاقہ دباکر رانا کا خطاب جو سابقاً صرف انھین کو حاصل تھا چھین کر اپنے خاندان مین جاری کیا - تیرھوین صدی عیسوی مین چتوڑ کے راول نے منڈور فتح کیا اور اُس کے رئیس کو مارا تھا - پرہار راجپوتانے مین پھیلے ہوئے ہین مگر کوئی خود مختار ریاست نہین رکھتے متفرق مقامات مین رعایا کے طور پر آباد ہین - موقع اتصال گجرات سندھ اور جیسلمیر پر ان لوگون کی ایک آبادی ہے کہ علاقہ نگلہ جات واقع نالون کے ۴۴ دیہات مین بستے ہین وہ برائے نام مہاراجہ سیندھیا کے تحت حکومت تھے وقت اجراے رشتہ انتظام ملکی ڈکیتی بنظر حفظ امن وعافیت ممالک لب دریاے جمنا جیسلمیر جات مذکور علاقہ انگریزی مین داخل کئے گئے -

پرہارون کی بارہ شاخین ہین اُن مین سے زیادہ مشہور راٹھ دُدھ اور سِندِھل ہین دونون لوگ لوئی بندی پہنتے ہین۔

متفرق راجپوت قومین

تنور

قدیم مشہور قوم ہے جسکو بعض لوگ یادو کی شاخ اور بعض علحدہ کہتے ہین لیکن صحیح ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ پانڈوون مین سے نکلے ہین۔ بکرماجیت جسکا سنہ عیسوی سنہ سے چھپن برس پیشتر شروع ہوا ہے اس خاندان سے تھا بعض اہل تحقیق بکرماجیت کو موری خاندان سے قرار دیتے ہین جو پرمارونکی ایک شاخ ہے۔

دہلی قدیم (اندرپرستھ) جسکو یودھشٹر نے آباد کیا تھا اور حسب روایت آٹھ صدی تک ویران رہی تھی اُس کو آنگ پال تنور نے سمت ۴۳۰ مین پھر آباد کیا اُسکے بعد رئیسو کی بیس نشستین ہوئین آخری رئیس پھر آنگ پال ثانی سمت ۱۲۲۰ مطابق ۱۱۶۴ء مین ہوا وہ لاولد تھا اس سبب سے اپنے نواسے پرتھی راج چوہان کو گود لیکر مسند نشین کیا اور خود تارک ہوگیا جس سے تنور خاندان کا راج اجمیر کے چوہانون مین شامل ہوگیا اب تنورون کی کوئی خود مختار ریاست نہین ہے۔ صرف نورپور وغیرہ کے جاگیردار پنجاب مین انگریزی وظیفہ خوار ہین جن کے بزرگونمین سے راجہ یاسو وغیرہ نے شاہجہان کے عہد مین کئی بار اطاعت و سرکشی کی تھی۔ اب تنورون کی صرف دو ریاستین ہین ایک تنورگڑھ کنارہ راست دریاے جمنا جہان اُسکا جناسے اتصال ہوا ہے۔ دوسری پاٹن تنوراوٹی علاقہ جیپور جسکا رئیس راجگان دہلی کے خاندان سے قرابت کا دعوے کرتا ہے۔

چاورا یا چوڑا

یہ قوم ہندوستان کی تاریخ مین ایک دفعہ بہت مشہور تھی اب برائے نام رہگئی ہے اور وہ بھی صرف بھاٹون کی کتابون مین اُس کی اصل کا کچھ حال معلوم نہین ہے نہ شمسی نسل سے ہے اور نہ قمری سے پس غالب ہے کہ ستھین نسل سے ہو ہندوستان مین تو اس قوم کا نام بھی نہین جانتے۔ مثل دیگر اقوام نسل مذکور کے آن صوبہ دریاے سندھ یہ جزیرہ نماے سوراشٹر تک محدود ہے۔ اگر واقع مین یہ لوگ غیر ملک کے ہین تو بہت قدیم زمانے مین آکر رہے ہونگے کیونکہ انکے اکثر اشخاص کی میواڑ کے سورج بنسیون سے جس زمانے مین والی میواڑ بنگھی کے مالک تھے رشتہ داری ہوئی ہے۔ چوڑا قوم کا دارالحکومت پہلے دیوبندر واقع ساحل سوراشٹر (گجرات) تھا اور یہ لوگ سورج پرست تھے اور مشہور مندر سومناتھ مع چند دوسرے مندرون کے کہ اس کنارے پر بالفاتحہ کے نام پر تعمیر ہوئے تھے کہتے ہین کہ یہ سورج پرستون نے بنوائے تھے اور اس وجہ سے چوڑا کا نام سُوَر (بفتح اول) اور اُنکے رہنے کے ملک کا نام سُوَراشٹر مقرر ہوا کیونکہ سُوَر (واو معروف سے) سورج کا نام ہے اور جو سورج کو پوجے وہ سُوَر ہے۔

آفت آسمانی سے یا جیسا کہ ہندو یقین کرتے ہین بھری چوری کی جزا مین جو دیو کے رئیس نے اختیار کی ہے

سمندر نے چڑھکر اُسکی دارالریاست کو غرق کردیا۔ چونکہ یہ کل ساحل بہت پست ہے اگر واقع مین ایسا ہوا ہو تو عجب نہین ہے اور شاید ایسا ہوا ہو کہ عرب لوگون نے جو اُس ملک مین تجارت کرتے تھے اپنے جہازونکی لنگر کی علت مین اُنکو تنگ کرکے نکالدیا ہو چنانچہ اسکی تصدیق تاریخ میواڑ سے ہوتی ہے کہ وہان کے رئیس نے چورا راجپوتون کو براعظم اور جزیرہ نماے سارشترہ مین جہان سے وہ نکالے گئے تھے پھر قائم کیا پھر سنہ ۸۰۲ مین دیو کے رئیس نے اہل دارکھ پٹن کی بنیاد قائم کی کہ بجاے بلبھی پورہ کے وہ شہر اس نواح کے ملک مین دارالحکومتہ ہوا۔ کتاب کھان راسہ سے یہ بھی تحقیق ہوا ہے کہ قلعہ جیتوڑ پر مسلمانون نے اول حملہ کیا تو اُنکے مقابلے مین توم چورا کے سرکردہ چاتن سی نے والی میواڑ کو بہت مدد دی تھی لیکن یہ کھان راسہ والے کی غلطی ہے اس وقت تک کوئی حملہ مسلمانون کی طرف سے جیتوڑ پر نہین ہوا تھا تاریخ فرشتہ سے معلوم ہوا کہ محمود غزنوی نے سارشترہ پر حملہ کرکے اُس کی دارالحکومتہ انہل واڑہ کو فتح کیا تب اُسکے رئیس کو بھی خارج کرکے بجاے اُسکے خاندان سابقہ سے قدامت وحسب ونسب مین مشہور رتھاد ابشیلیم نامی رئیس کو مسند نشین کیا۔ اس نام کا پتہ نہین ملتا ہے۔ دابے ایک مشہور قوم تھی جسے لوگ چورا کی شاخ بتلاتے ہین اگر دابے اور چورا مرکب ہوکر دابشیلیم غلط مشہور ہوگیا ہو تو عجب نہین ہے یا چورا سمہ جسکو بعض قدیم یادو کی شاخ بتلاتے ہین اُسمین ملا ہوا ایک خاندان چورا مین کوئی بڑا رئیس نہین ہے صرف مانسہ وغیرہ کے چھوٹے جاگیردار گجرات مین باقی ہین۔ سارشترہ کے سارا یعنی چورا سردارون کی قدیم رشتہ داری سورج بنسیون سے باوصف انقضاے عرصۂ زائد از یک ہزار سال اب تک جاری ہے اور باوجود مفلسی اور بے قدری کے چورا اب تک رانا اے اودیپور کی رشتہ داری کے لائق سمجھے جاتے ہین۔ چنانچہ رانا جوان سنگھ کی والدہ کسی چھوٹے سے چورا سردار گجرات کی بیٹی تھی۔ اب اُنکا کوئی خاندان ایسا نہین ہے جسکا حال لکھا جاے صرف ایام گذشتہ کی شہرت اُنکی ناموری کے واسطے کافی ہے۔

جھالا۔ نکومانہ

یہ لوگ کاٹھیاواڑ کے رہنے والے ہین اور اس قوم کے نام سے اُس ملک کا ایک حصہ جھالاواڑ کہلاتا ہے انکو میواڑ والونکی بدولت راجپوتانے مین عزت حاصل ہوئی اور یہ سورج بنسی اور چندر بنسی یا آتشی نسل سے نہین سمجھے جاتے لیکن وہ چندر بنسی راجپوت ہونے کا دعوے کرتے ہین جسکا کوئی ثبوت نہین ملتا غالباً یہ شمالی ملک سے آئے ہوے بالا وغیرہ کے ہم قوم ہین جو اپنی طاقت اور لیاقت کے سبب راجپوتون مین شامل ہوے راجپوتانے مین اس وقت ایک ریاست جھالراپاٹن جسکو جھالاواڑ کے ساتھ بھی پکارتے ہین اس قوم والون کے قبضے مین ہے جو کہ کوٹے سے نکلکر بنائی گئی ہے اول درجے کے تین جاگیردار ساڈری۔ دیلواڑہ اور گوگوندہ جھالا نسل مین سے میواڑ کے ماتحت ہین۔

جب رانا پرتاب کو شہنشاہ اکبر کی فوج نے بالکل دبالیا اور جھالا مانا نے اُس کی بڑی وفاداری وغمخواری کی تو اسکے جلدو مین رانا نے اُسکے ساتھ اپنی دختر کی شادی کردی اور اپنے دست راست بشمار دی

مگر یہ امر کہ یہ عزت اُسکو صرف بہ عوض جانفشانی کے حاصل ہوئی تھی نہ بوجہ ۳۶ راج کلو مین شمار ہونے کے اس سے بخوبی ثابت ہے کہ زمانۂ مابعد کے ایک رانا نے ظالم سنگھ جھالا کے ساتھ جو راج کوٹہ کا منتظم حکمران تھا اپنے ایک سردار کی دختر کی شادی بشکل تمام منظور کی تھی اور ظالم سنگھ اور راناوت رانی کے خلف مادھو سنگھ کو اس رشتہ داری کی وجہ سے اپنے ہم مرتبہ لوگون سے اعلےٰ ترمین رشتہ داری کرنے کا منصب حاصل ہوا۔

گوڑ

یہ نسل اگرچہ راجپوتانے مین کبھی ترقی پر نہین ہوئی مگر بزرگ سمجھی جاتی ہے اس نسل سے قدیم راجہ بنگالے کے فرمانروا تھے اور اُنکے نام سے وہان کا دارالحکومتہ لکھنوتی گوڑ مشہور ہوا۔ یہ لوگ بنگالے کے بعد اجمیر کی طرف نامور ہوے۔ پرتھی راج کے معرکون مین اُنکا بطور مشہور سردارون کے ذکر ہے۔

شاہجہان شہنشاہ نے راجہ بٹھلداس گوڑ کو جسکی اولاد مین راج گڑھہ ضلع اجمیر کے جاگیردار ہین اُسکی بہادرانہ خدمتون کے سبب قلعہ رَن بھنبھور عطا کرکے مثل دوسرے راجاؤن کے پنجہزاری منصب دیا تھا۔ یہ قلعہ اجمیر راجپوتانے کے سوا ان کا مالوے کا رہا سہا ملک بھی مرہٹون کے ہاتھ سے جاتا رہا اور بارہ لاکھ کی آمدنی مین سے اب صرف پچاس ہزار سالانہ کی جاگیر ان کے پاس رہ گئی ہے۔ گوڑون کی پانچ شاخین ہین (۱) اُنتاہر (۲) سِسُل ہالا (۳) ٹور۔ بواو معروف (۴) دُوسینا (۵) بُودانو۔

کاٹی

راجپوتانہ اور سارشتہ ہر دو ممالک کے مؤرخ متفق ہین کہ کاٹی قوم ہندوستان کی شاہی نسل سے ہے جزیرہ نما سورٹھ کی نہایت مشہور اقوام مین سے یہ قوم ہے کہ اُس ملک کا نام سوراشٹر سے کاٹھیاواڑ کردیا ہے اور عوام مین اسکا تلفظ کاٹھیاواڑ ہے اس ملک کے کل باشندون سے صرف کاٹی لوگون نے ہی مذہب واوضاع واطوار سے اپنی شتیا اصل کو قائم رکھا ہے۔ سکندر کے زمانے مین اُنکی بود و باش اُس گوشے مین تھی جہان پنجاب کی پانچون ندیون کا اتصال ہوا ہے انھین کے مقابلے مین سکندر خود چڑھکر آیا تھا اور ایسا سخت مقابلہ ہوا کہ اُسکی جان بمشکل بچی۔ اُس زمانے سے ابتک کاٹی قوم کا برابر پتہ لگتا آتا ہے پرتھی راج کی لڑائی مین کاٹی بڑے نامور رہے اُسکے اور اُسکے مخالف جے چندر راٹھوڑ والی قنوج یعنی طرفین کے لشکر وُنمین اس قوم کے سردار تھے جیسلمیر کی روایتونمین مذکور ہے کہ بھاٹیون کا کاٹیون سے مقابلہ ہوا تھا اور خود کاٹیون کی تاریخ مین درج ہے کہ دریاے سندھ کے جنوب مشرقی کنارے سے وہ آٹھوین صدی مین اس ملک مین آے تھے اور کاٹی اب بھی سورج کی پرستش کرتے ہین جو ستھین لوگون مین جاری تھی۔

ہُن

چھتیس اقوام راج کل مین ہُن بھی داخل ہین یورپ مین اس قوم نے بڑی بربادی و تباہی کی ہے انکی اصل مغل بتاتے ہین ہندوستان مین گپت خاندان کی تباہی اس قوم کے ہاتھ سے ہوئی یہ قوم ۵۵۰ء کے قریب

پنجاب مین آکر آباد ہوئی تھی یہان سے چلکر یہ لوگ جمنا کی نلہٹی مین پہونچے اور اُسوقت کے گہلوت راجہ پر غالب آے ان کے سردار کا نام تورمان تھا اس نے سنہ ۵۰۰ء کے قریب اپنے آپکو ماوے کا راجہ بنایا اور مہارا جہ کہلوایا اسکے بعد اسکا بیٹا مہرگل گدی پر بیٹھا یہ بڑا بے رحم تھا اسنے اتنے آدمی قتل کراے کہ آخر گدھ کا راجہ بالادشہ وسط ہند کے ایک راجہ یسودھرمن کی مدد سے بڑی بھاری فوج لیکر اسکے مقابلے پر آیا اور سنہ ۵۲۸ء مین ملتان کے قریب کھروڑ کے مقام پر شکست دے کر اسکو اور اسکی فوج کو ہند سے نکال دیا اگرچہ کسیوقت مین یہ لوگ کل ہندوستان مین ہوے ہین مگر شمالی ملک کی تاریخ مین ان کا بالکل پتہ نہین لگتا۔ چنوڑ پر مسلمانون کا حملہ ہوا تب آنگ لتی نامی ہن کا سردار بھی مع اپنی جمعیت کے مقابلے کے واسطے دیگر ہنود کے شامل ہوا تھا۔ قدیم روایت سے سکونت اس قوم کی دریاے جمبل کے مشرقی کنارے پر قدیم مقام باڑو دبواڑ مجہول) پر تھی اور سنا گر چاوری کا مشہور مندر ایک ہن رئیس کی شادی کا مقام ہے اور کہتے ہین کہ وہ دوسرے کنارے پر بھی جہان بھینسرورڑہے قابض تھا۔ یہ قوم بالکل معدوم نہین ہوئی ہے چند گھر بڑی ساوڑی مین بڑودے سے تین کوس پر اور ایک گانون واقع جزیرہ نماے مین موجود ہین گوذلیل ہوکر دیگر اقوام مین شامل ہوگئے ہین۔

بالا

مؤرخون نے اس قوم کو راج کل مین لکھا ہے ان کا دعوے ہے کہ ہم سورج بنسی ہین اور بالا یا بانا نامی ہمارا مورث اعلے رام کے پسر کلان لوکی اولاد مین تھا انکی اول آبادی سارشترہ کے اُس مقام پر تھی جو نہایت قدیم زمانے مین ڈھانک کہلاتا تھا بعد ازان مونگی ٹھیم کہلایا۔ قرب وجوار کا ملک فتح کرکے اُسکا بالا بھیتر نام رکھا اس ملک کا دارالحکومت بلبھی پورہ تھا اور خود بلقب بالاراے مشہور ہوے اسطرح اُنکو بواڑ کے گہلوتون سے قربت کا دعوے ہے اور یہ امر بعید از قیاس بھی نہین ہے۔ کیونکہ اُس خاندان کے لوگ مدت تک سارشترہ پر حکمران رہے ہین۔ گہلوتون نے مہادیو کی پرستش شروع کی اُس سے پیشتر سورج کی پرستش کرتے تھے اسلئے انکو سنجمین ہونے مین بالاسے بہت مشابہت ہے مگر بالا مندرنس مین ہونے کا دعوے کرتے ہین اور کہتے ہین کہ بالک بیتر مین جو آرڈوڈ واقع دریاے سندھ کے حکمران تھے۔ اب اسکی تصحیح غیر ممکن ہے مگر قیاس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھارتھ ریسُل (بیاے مجہول) نامی رئیس کی اولاد مین سے ہین کہ اُسنے ارور کو آباد کیا تھا۔ کائی بھی بالاؤ نہین سے نکلنے کا دعوے کرتے ہین اور اُنکا لقب فرمانروایان ملتان وٹھٹھہ ہے اُس کی اس سے تصدیق ہوتی ہے کہ تیرھوین صدی مین بالاؤن کو سواڑ پر حملہ کرنے کی طاقت تھی اور مشہور رانا ہمیر کی اول مہم یہ ہوئی کہ اُس نے جی ٹولہ کے بالا رئیس کو مارا تھا۔ ڈھانک کا رئیس بھی بالا ہے اور یہ قوم اب بھی بڑی سمجھی جاتی ہے۔

چے توڑہ یا گہڑی

یہ قدیم نسل ہے اور اسکو راجپوت کہتے ہین اگرچہ مثل جھالا کے سارشترہ سے باہر اسکو بھی کم جانتے ہین مگر اُسی طرح اس کے نام سے بھی اُس ملک کا ایک حصہ چیتواڑہ کہلاتا ہے۔ اس قوم کے رئیس کے قبضے مین جزیرہ

مغربی ملک ہے رئیس رانا کہلاتا ہے اور اسکا مسکن پوربندر ہے۔ جیتوا اڑے کے بھاٹ کہتے ہین کہ اس نسل کے ایک سو تیس راجہ زمانۂ سلف مین ہوئے ہین اور آٹھوین صدی عیسوی مین اُن مین سے ایک کی شادی دہلی کے تنور خاندان مین ہوئی تھی اُس زمانے مین جیتوہ کا نام کمر تھا اور دارالحکومت گوملی تھا کہتے ہین کہ بارھوین صدی مین سہل کمر رئیس گوملی کو شمال کے حملہ آورون نے نکالا تھا اُسوقت سے کمر نام جاتا رہا اور جیتوہ رکھا گیا یہ قوم ہنومان سے کہ یہ قبیل بندر ہوا ہے پیدا ہونے کا دعوے کرتی ہے اور اُسکی تصدیق مین کہتے ہین کہ ہمارے رئیس کا ٹھیاواڑ کے رانا پونچھیرہ یعنی دُم دار ہوئے ہین۔

اور یہ اُنکی جہالت ہے ہنومان عَلَم ہے راجہ کرناٹک کے بھائی سگریو کے وزیراعظم اور سپہ سالار کا جبکہ رام چندرجی کی بی بی سیتاجی کو جنگل سے لنکا کا راجہ راون جبراً اپنے ساتھ لے گیا تو رامچندر نے آغاز جنگ سے پیشتر ہنومان کو راون کے سمجھانے کو بھیجا جب صلح وصلاح سے راون راہ راست پر نہ آیا تو ہنومان سیتا کو تسلی وتشفی دیکر واپس چلا آیا۔ بعض کہتے ہین کہ پونچھیرہ سے مراد یہ ہے کہ ان رانا ؤنکی پشت کی ہڈی باہر نکلی ہوئی تھی۔

گوہِل

یہ ممتاز نسل کسیقدر واجبیت کے ساتھ سورج بنسی ہونے کا دعوے کرتی ہے گوہلوتکی بودوباش جونا کھیر اگڑھ لونی ندی کے قدیم واقع میواڑ پر تھی مگر یہ معلوم نہین کہ کتنی مدت تک رہے انھون نے اس مقام کو اصلی بھیل رئیس کسی کھیروہ سے لیا تھا اور بیس پشت تک قابض رہے۔ بعدازان بارھوین صدی مین راٹھوڑون نے انکو بیدخل کیا وہان سے سارشتہ مین جاکر انھون نے پے رام گڑھ مین قیام کیا وہ مقام بھی تباہ ہوا تب ایک شاخ بگوٹہ ٹھہری۔ راجہ نندن نگر معروف نندوٹ شہر کی لڑکی سے شادی کی اور اپنے خسر کی جائداد چھین لی اس رئیس سے شوم پال سے نندود کے رئیس نرسنگھ تک ستائیس پشتین شمار کی جاتی ہین۔ دوسری شاخ سیہور مین مقیم ہوئی اور بھون نگر اور گوگو شہر آباد کئے گوہلون کا مسکن بھون نگر خلیج کے ہی کنارے پر واقع ہے اور سارشتہ کا مشرقی حصہ گوہلواڑہ کہلاتا ہے۔

ڈوڈیہ

اگرچہ اس نسل کا نام کل کرسی نامون مین ہے مگر اسکی تاریخ سابقہ بالکل مفقود ہوگئی ہے البتہ اس قدر معلوم ہے کہ پرتھی راج نے اُنکو فتح کرنے مین اپنا بڑا فخر سمجھا تھا۔ ایک ڈوڈیہ نسل کا ٹھاکر سردار گڑھ میواڑ کے ماتحت سردارون مین بچیس ہزار سالانہ کی جاگیر رکھتا ہے۔

چندیلہ

انکو بعض مؤرخون نے راجپوتون کی ۳۶ نسلون مین سے لکھا ہے یہ لوگ بارھوین صدی عیسوی مین بہت زبردست تھے اور کل سرزمین واقع دریاے جمنا و نربدا جو اب بندیلون اور باگھیلون کے قبضے مین ہے اُنکے تحت مین تھی اُنکی پرتھی راج سے لڑائی ہوئی اس لڑائی سے چندیلے پست ہوگئے اور گہیروالون (بندیلون) کو فتح آسان

ہو گئی اور اُنکے بڑے شہر کانجرو موہنی اور موہوبہ پر بھی انھون نے قبضہ کرلیا۔

گہیر وال یا بُندیلہ

راجستان کے راجپوتون مین گہیروال نسل کا حال بالکل معلوم نہین ہے اور اگرچہ بوجہ بہادری کے اُنکو اپنی صحبت کے لائق سمجھتے ہین مگر اُنکی اصل مین اعتراض کرکے رشتہ داری کے لائق نہین سمجھتے گہیروال نسل کی قدیم ریاست کاشی یعنی بنارس مین تھی اُن کا مورث اعلےٰ کھُوتاج دیو تھا۔ اُس سے ساتوین پشت مین جُھنڈ نے بندو باسنی پر بڑا جگ کرکے اپنی بالو کو بندیلہ کا لقب دیا اس سے گہیروالون کا لقب بندیلہ ہو گیا اور جس ملک مین اس نسل کی مختلف شاخین بجاے چندیلون کے مسکن گزین ہوئین وہ بندیلکھنڈ کہلاتا ہے بندیلون نے بڑھی طاقت حاصل کی۔ مہدیلہ ان بیر کی چندیلو پر فتح کی تاریخ ۱۲۰۰ء کے قریب ہے اُس سے تیرھوین پشت مین رُدھو کرشاہ نے بیٹوہ ندی پر شہر اورچہ آباد کیا اور نرسنگھ دیو راجہ اورچہ نے جہانگیر کے ایما سے اُسکے باپ اکبر کے وزیر ابوالفضل کو ہلاک کیا۔ زمانۂ اکبری سے انتہاے سلطنت مغلیہ تک بندیلون نے کل بڑی مہمات مین ناموری حاصل کی اور جیسی کہ دتیہ اور اُوڑچہ کے بندیلہ رئیسون نے وفاداری وجانفشانی سے خدمات انجام دین راجپوتانے کے کل بہادر رئیسون سے کسی نے نہ کین۔ اورچہ کا بھگوان شاہجہان کی فوج کا پہلا اُسکا بیٹا سُپ گرن اورنگ زیب کی مہم دکن مین نہایت ممتاز سپہ سالار تھا اور دَتیہ میدان جاجئو مین مارا گیا۔ اب بندیلے بندیلکھنڈ مین بنتا۔ بڑکھاری۔ اُوڑچہ۔ اور دتیا وغیرہ ریاستون پر خود مختار ہین مگر لقب گہیروال صرف اُنکے اصلی گھر مین ہے۔

بڑگوجر

یہ نسل سورج بنسی ہے اور صرف یہی ایک نسل رام کے خلف لکان کوی کی اولاد مین ہونے کا دعوے کرتی ہے لیکن بھاگوت وغیرہ سے لوی کے اولاد ہونے کا پتا نہین چلتا اسلیے بڑگوجرون کے اس دعوے کے لیے ثبوت درکار ہے۔ بڑگوجرون کے قبضے مین ڈھونڈھار کا بہت ملک تھا اور قلعہ راجپور کہ راج گڑھ واقع ریاست الور سے پندرہ میل مغرب مین ہے اُنکا دارالحکومت تھا راج گڑھ اور الور بھی اُن کے قبضے مین تھے۔ راجو رد یوتی کی قلیل ریاست کا بہت قدیم دارالحکومت تھا وہان کے حاکم بڑگوجر نسل کے راجپوت تھے۔

جس زمانے مین راجہ سواے جے سنگھ دوم بطور صوبہ کے ملکون کی حکومت کرتا تھا بڑگوجر اپنی مختصر بائیسی سے سلطنت کی نوکری کرتے تھے اور اُس زمانے مین جانوب شہر لب دریاے گنگ مین متعین تھے ایکبار راجہ جے سنگھ نے ایک بڑگوجر کے ہاتھ سے بھالے کا زخم اُٹھاکر فتح سنگھ بن بیر بیرو یہ کو کہ ڈیڑھ سو ٹھاکرون کا افسر تھا پانچہزار سوارون کے ساتھ بڑگوجرون کی تباہی کے لیے بھیجا اُسنے یہ خبر سنکر بڑگوجر رئیس گنگو رمنانے کے وانسطے راجپور سے جاتا ہے وہ بھی روانہ ہوا اور قاصد کی زبانی کہلا بھیجا کہ فتح سنگھ بن بیر یوتہ نے سلام کہا ہے اور خود بھی آتا ہے نوجوان بڑگوجر نے لڑائی سے بالکل بے خبر تھا اور تہوار کی خوشی مین مصروف تھا قاصد کو مروا ڈالا اور فوج

پہونچنے ہی خود بھی مرار کر قتل ہوا اور اسطرح بیچے سنگھ نے دھونی اور راجور سے پرگو جروں کو بے دخل کیا اور اُنکے ملک پر قبضہ کر لیا کل ملک جو اب اور کی ریاست میں داخل ہے اُنکے قبضے میں تھا لہور بہت قدیم مقام اور پرگو جروں کا دار الحکومت ہے۔ چند بھاٹ نے اُس کا حال بہت لکھا ہے۔ اور پرتھی راج کی لڑائیوں میں پرگو جروں کا بہت ذکر ہے۔

کچھواہوں نے پرگو جڑوں کو اس ملک سے خارج کیا تب ایک گروہ نے انوپ شہر لب دریاے گنگ میں پناہ لی اور وہاں سکونت اختیار کی۔

سنگار

اس قوم نے کبھی شہرت نہیں پائی اُنکی صرف ایک ریاست جگ موہن پور لب دریاے [illegible]

سکروال

یہ قوم بھی نسل سنگار کے راجپوتانے میں کبھی مشہور نہیں ہوئی ہے اور نہ اب کوئی اُن میں سے خود مختار رئیس باقی ہے اگرچہ اُنکے نام سے کنارۂ راست دریاے چمبل پر ضلع بلاؤنی میں ایک ضلع سکروار مشہور ہے اور مہاراجہ سندھیا کے علاقے میں داخل ہے یہ لوگ اب صرف زراعت پیشہ رہ گئے ہیں اس قوم کی وجہ تسمیہ قصبہ سکری قریب فتحپور سے ہے کہ وہاں کسی زمانے میں اُنکی خود مختار ریاست تھی۔

بیس

یہ قوم ۳۶ راج کُل میں سمجھی جاتی ہے مگر چند کی فہرست میں نہیں اور نہ گمار پال چرتر میں اس کا کچھ ذکر ہے اس سے سورج بنس کی ایک شاخ معلوم ہوتی ہے۔ ایک چینی سیاح ہیون تسانگ کے سفرنامے سے معلوم ہوتا ہے کہ قنوج میں ساتویں صدی عیسوی تک یہ لوگ راج کرتے تھے اب یہ لوگ بکثرت ہیں اور ایک وسیع ضلع واقع ملک دوآبۂ گنگا وجمنا اُنکے نام سے بیسواڑہ کہلاتا ہے۔

داہیہ

یہ قدیم قوم ہے اور اسکی بود و باش لب دریاے سندھ جہاں اُسکا ستلج سے اتصال ہوا ہے تھی اگرچہ اس قوم کے لوگ چھتیس کلوٹیں سمجھے جاتے ہیں مگر اب اُنکا کچھ پتا و نشان نہیں ہے جیسلمیر کے بھاٹیوں کی تاریخ میں اُنکا ذکر ہے۔ اُن کے نام اور مقام سکن سے گمان ہوتا ہے کہ یہ وہی لوگ تھے جنکو سکندر نے داہیہ لکھا ہے۔

جوہیہ یا جوئیہ

یہ قوم اس زمین میں رہتی تھی جہاں داہیہ تھی اور ہمیشہ اُس سے متفق رہی ہے مگر گاڑھا میں ہو کر ہندوستان کے شمالی جنگل میں پھیلی تھی اور قدیم تاریخ میں جنگل دیس یعنے ہریانہ۔ بھٹنیر۔ اور ناگور کے راجہ کہلاتے ہیں۔ یہ قوم بھی اب معدوم ہے۔ جوہیہ اور داہیہ جیسلمیر میں کسی زمانے میں راجپوت تھے اب اہل اسلام ہیں۔

مُوہِل

اس قوم کا صرف اسیقدر حال معلوم ہے کہ ریاست جال بکانیر قائم ہوئی اُسوقت تک بڑے خطۂ ملک پر آباد تھی یہانتک کہ راٹھوڑون نے اُنکو تباہ کرکے نکال دیا۔ راٹھوڑون نے ناگور کو بھی قوم موہِل سے فتح کیا جن کے قبضے مین چوراسی چالیس گاؤن تا اواخر پندرہ صدی تھے۔ باتفاق اقوام مالنؔ و ملانی و مالیہ کے کہ اب سب معدوم ہین قوم موہِل مالی کی اولاد مین تھی اور مالی جن کا دارالحکومت ملتان تھا سکندر کی دشمن تھی اور ملتان اصل مین موہِلتان تھا دوسری روایت یہ ہے کہ ملانی ایک فرع یعنی ساکھا چوہان کی ہے اور مالنؔ ملانی قوم کے مورث کا نام معلوم ہوتا ہے امالی اور ملانی ایک قوم ہوگی۔ اس مالی قوم نے سکندر کا مقابلہ دریاے سندھ کی فرع پر کیا تھا یہ قوم اب نابود ہوگئی ہے اور چھ سو سال پیشتر بھی ایسی گمنام تھی کہ بوندی کے ایک راولے جو قوم ہاڑا سے تھا ایک مالنی عورت کے ساتھ شادی کی تھی اور کتاب انساب سے نہین پایا جاتا تھا کہ اُس سے شادی کرنی ممنوع ہے مگر ایک ذی ہوش کمبیشر یعنی شاعر نے عدم جواز اس شادی کا ثابت کیا لہذا اطلاق اور کفارہ وقوع مین آیا۔

داہر یہ

کمار پال چریتر کے بموجب یہ نسل ۳۶ گلون مین سے ہے جن رئیسون نے مسلمانون کی حملہ آوری پر چتوڑ کے موری راجہ کی حمایت کی تھی اُن مین داہر دیس پتی نامی دہیل واقع سندھ کا راجہ تھا۔ تاریخ چچنامہ مین اس رئیس کا ذکر اگرچہ مختصر ہے مگر بڑی عزت کے ساتھ لکھا ہے۔ کیونکہ نہی داہر ملک سندھ کا کلی مالک تھا اور اُس کے دغا سے مارے جانے کا حال ابو الفضل نے مفصل لکھا ہے۔ ۹۳ھ ہجری مین خلیفۂ بغداد کے سپہ سالار قاسم نے اُسپر حملہ کیا اور کمال سختی سے پیش آیا مگر معلوم نہین کہ داہر اُس رئیس کا نام تھا یا اُسکی قوم کا نام تھا۔ راجپوتانے کی تاریخ مین اسیطرح لکھا ہے اور اسمین کئی غلطیان ہین ایک تو یہ کہ محمد بن قاسم خلفاے بغداد کا سپہ سالار نتھا اسوقت تک بغداد کی خلافت کا خواب بھی نہین دیکھا گیا تھا وہ عبدالملک بن مروان کا سپہ سالار تھا جسکی خلافت کا پایۂ تخت دمشق تھا دوسرے محمد بن قاسم نے داہر کی زندگی تک سندھ سے آگے قدم نہین بڑھایا اور داہر کے بعد صرف کشمیر تک گیا اور اپنی سرحد مضبوطی سے قائم کی جہان راجہ داہر اور راجہ کشمیر کی سرحد ملتی تھی اور نہ داہر دغابازی سے مارا گیا بلکہ سخت مقابلے کے بعد کام آیا جسکی تفصیل یہ ہے کہ عبدالملک بن مروان کی خلافت کے زمانے مین حجاج بن یوسف ثقفی والی عراقین وخراسان نے نوجوان بھتیجے و داماد محمد بن قاسم بن محمد بن حکم بن ابی عقیل ثقفی کو سندھ کی فتح کے لیے مامور کیا جسکی عمر اُسوقت پندرہ برس کی تھی جیسا کہ بلاذری کی فتوح البلدان مین ہے اور سترہ برس کی عمر کی بھی ایک روایت اسمین آئی ہے سندھ کے فرمانروا داہر نے اسکی فوجون کا مقابلہ دلیری اور شجاعت سے کیا پانچ دن سخت خونریز جنگ ہوئی پانچوین دن کی جنگ مین راجہ داہر کے ہاتھی پر جسکی عماری مین وہ بیٹھا ہوا تھا جلتا ہوا روغن گرایا ایک مسلمان نے اور اُسمین آگ لگ گئی اور شعلے اُٹھنے لگے ہاتھی گھبرا کے بھاگا اور پانی مین گھس گیا بہت کوشش سے باہر نکالا گیا مگر اُسنے لڑائی کی طرف نہین بلکہ قلعہ کی طرف رخ کیا راجہ کے دہین

جوش شجاعت و غیرت پیدا ہوئی اگرچہ زخمی تھا ہاتھی سے اُتر پڑا اور نہایت جوانمردی دکھائی لڑتے لڑتے راجہ اور ایک عربی شخص سے جسکا نام قسم بن تعلبہ بن عبداللہ بن حسن الطائی تھا مقابلہ ہو گیا عرب نے تلوار کا ایک ایسا بھرپور اور ستا ہوا ہاتھ مارا کہ تلوار سر سے گردن تک کاٹ گئی اور راے داہر نے زمین پر گرتے ہی اپنی پیاری جان کے ساتھ سندھ کے ہندو راج کا خاتمہ کر دیا۔ اُسکا قتل جمعرات کے روز دسویں تاریخ ماہ مبارک رمضان سنہ ۹۳ ہجری مطابق جون سنہ ۷۱۲ء کو وقوع میں آیا تھا اُسکی لاش کے ساتھ الور میں رانی ستی ہوئی۔ محمدؐ نے اُن تمام قلعوں اور شہروں پر جو داہر کی ریاست کے ماتحت راے داہر کی قلمرو میں لب دریاے سندھ پر واقع تھے قبضہ کر لیا دیبل بھی اُسی کے ماتحت تھا اور یہ اُس عہد میں سندھ کے عظیم الشان مشہور و معروف شہروں میں تھا۔ غربی ہند کا مرجع عام تھا اور اُسکے عظیم الشان بندر کی نہایت وقعت مانی جاتی تھی سندھ میں اُن دنوں زیادہ تر مذہب بودھ کے لوگ تھے اور یہ بت خانہ بھی انھیں کا تھا جسمیں بدھ کی مورت رکھی ہوئی تھی۔

ایک شخص جسکا نام قاضی اسماعیل بن علی تھا الور میں رہتا تھا اُسکے پاس عربی زبان میں سندھ کی ایک تاریخ تھی جسمیں محمد بن قاسم کی لڑائیوں کے حالات مذکور تھے ایک شخص کوفے کا رہنے والا علی بن حامد بن ابی بکر نام الور میں اُس سے ملا اور کتاب مذکور کو اس سے حاصل کر کے سنہ ۱۱۳ ہجری میں ترجمہ کر ڈالا اور نام اُس کا منہاج الدین رکھا جسکی شہرت چچ نامے کے ساتھ ہوئی کیونکہ داہر والی سندھ کے باپ کا نام چچ تھا۔

اس کتاب میں لکھا ہے کہ بوقت کشتن راے داہر دو دختر او و شیزہ از حرم راے داہر گرفتار آمدہ بودند محمد قاسم بدست خادمان حبشی بحضرت بغداد فرستادہ بود خلیفہ وقت ایشانرا بجرم سراے بر دختر یتیم دارند کہ روزے آسایند کہ شایستہ شبستان شوند۔ بعد ازمدتے ذکر ایشان بر خاطر عاطر خلیفہ یاد آمد بقرمود تا ہر دو را بہ شب حاضر آوردند ولید عبدالملک ترجمان را پرسید کہ حال ایشان تعین کند کہ از ایشان مہتر کدام ست تا او را نگاہ دارند آید تا وقت دیگر آن خواہر دیگرش را باز طلبیدہ شود۔ مہتر گفت کہ نام من سوڑے دیوی (سورج دیوی) ست کہتر گفت کہ نام من پرمل دیوی ست مہتر را باز طلبیدہ و کہتر را باز گردانیدہ کہ او را نگاہ دارند چون او را بشاندروے باز کرد خلیفہ او وقت دروے نگریست دیر حسن و جمال و کمال او مفتون شد و غمزۂ خون خوارا و صیاد دل او بربودہ دست در سوے دیوی زدو بجانب خود کشید سوے دیوی برخاست و گفت بقا باد شاہ را کہ من بندہ شایستہ شبستان شاہ نتوانم بود۔ امیر عادل عماد الدین محمد قاسم را سہ روز بنزدیک خود داشت آن گاہ بخدمت دار الخلافہ فرستاد مگر رسم شما چنین ست این فضیحت پادشاہ را روا ندارد خلیفہ را آن لحظہ غایت عشق او استیلا پذیرفتہ بود و مہار شکیبائی از دست او بستہ از غیرت آن امکان تجسس و تفحص نداشت و پروانہ بخط خود تمہید کردہ کہ محمد قاسم ہر موضع کہ رسیدہ است باید کہ خود را در چرم درخام گیرد۔ و بدار الخلافہ مراجعت نماید۔

اسکا مطلب مع تصریح یہ ہے کہ راجہ داہر کی دو حسین و نازنین بیٹیاں مسلمانوں کے ہاتھ میں ماخوذ ہوئیں اُن میں سے ایک کا نام سورج دیوی اور دوسری کا پرمل دیوی تھا محمد بن قاسم نے ان لڑکیوں کو بہ حفاظت تمام

U 1008

حبشی غلاموں کی حراست میں بغداد روانہ کیا خلیفہ وقت نے انکو چند روز تک آرام لینے کے لیے اپنی حرم سرا میں بھیجدیا اسکے بعد خلیفہ کو خود ہی لڑکیاں یاد آئیں اور اُسکے حکم سے سامنے لاکے پیش کی گئیں خلیفہ ولید بن عبدالملک نے ترجمہ سے کہا کہ ان سے پوچھو کہ تم دونوں میں سے بڑی کون ہے سورج دیوی نے کہا میں بڑی ہوں خلیفہ نے بڑی بہن کو اپنی خلوت میں بلایا اور چھوٹی کو دوسرے وقت کے لیے اُٹھا رکھا اب سورج دیوی نے اپنا گھونگھٹ جو کھولا تو سلطان اُسپر ہزار جان سے عاشق ہوگیا مگر لڑکی نے عرض کیا کہ میں حضور کے بستر راحت کے قابل نہیں ہوں اس لئے کہ محمد بن قاسم نے ہم دونوں کو تین دن تک اپنی خلوت میں رکھکر حضور کے عشرت سرا میں بھیجا ہے شاید یہاں کا ایسا ہی دستور ہو مگر بادشاہوں کو تو ایسی رسوائی کا متحمل ہونا چاہیئے خلیفہ تو اسکے حسن پر دیوانہ ہی ہو رہا تھا یہ جملہ سنتے ہی اسمیں اتنی تاب نہ رہی کہ ذرا تحقیقات بھی کرے فوراً قلم دوات طلب کیا اور خاص اپنے ہاتھ سے لکھ کے یہ حکم نامہ جاری کردیا کہ محمد بن قاسم جہاں کہیں ہو اپنے آپ کو بیل کی کچی کھال میں سلوا کے دارالخلافہ میں پہنچائے کہتے ہیں کہ محمد بن قاسم اودیپور میں تھا کہ اُسے یہ منشور خلافت ملا اُسنے نہایت اطاعت منشی کے ساتھ فرمان خلافت کے سامنے سر جھکا دیا یہ قصہ صرف بچ نامے کے بیان پر تمام مشرقی بلاد میں اور فارسی مورخوں کے نزدیک نہایت مشہور ہے حتے کہ تاریخ فرشتہ میں بھی مذکور ہے انگریزی مورخین نے بھی جن لوگوں کا ہاتھ فارسی خزانوں تک پہونچا ہے بڑے اعتماد و یقین کے ساتھ اسکو نقل کیا ہے لیکن مغربی ممالک اور عربی مصنفین اس واقعہ سے اسیقدر ناآشنا ہیں جسقدر کہ فارسی مورخوں اور انگریزی حکومت کی بدولت ہندوستان میں اسکی شہرت ہے۔ طبری۔ بلاذری۔ یعقوبی۔ ابن اثیر۔ ابوالفدا اور ابن خلدون وغیرہ کی کتابیں اس لغو قصے سے خالی ہیں حالانکہ سب کا اس امر پر اتفاق ہے کہ ۹۶ھ ہجری میں ولید نے انتقال کیا تو اُسکے بھائی سلیمان نے خلیفہ ہوتے ہی محض حجاج بن یوسف کے عناد سے جو ۹۵ھ ہجری میں مرچکا تھا محمد بن قاسم کو جو حجاج کا بھتیجا و داماد تھا ولایت سندھ سے معزول کرکے اُسکی جگہ یزید بن ابی کبشہ سکسکی کو مقرر کرکے محمد بن قاسم کو قید کرادیا اُس کے ساتھ قتیبہ موسے وغیرہ کی بھی جان گئی۔ اس قصے کے بے سروپا ہونے کا پہلا ثبوت تو یہی ہے کہ لکھا ہے کہ دونوں لڑکیاں بغداد روانہ کی گئیں حالانکہ بنی امیہ کے آخر عہد تک دمشق ہی دارالخلافہ رہا بغداد کا دارالخلافہ ہونا درکنار اُسوقت تک اُس نام کا کوئی شہر مشہور و معروف نہ تھا بغداد کو بنی عباس کے دوسرے خلیفہ ابوجعفر منصور نے ترقی دیکر شہر کے حیثیت کو پہونچایا دوسرا ثبوت یہ ہے کہ اُس عہد سے آجتک قریب قریب محال ہے کہ دو بہنیں ایک ہی سلطان سے اپنی حیات میں ہم بستر ہوسکیں ولید کی نسبت ایسا اتہام کسیطرح قیاس میں نہیں آسکتا تیسرا ثبوت یہ ہے کہ محمد بن قاسم کا اودیپور میں پہنچنا غلط ہے اسلیئے کہ خود بچ نامے ہی کے بیان سے وہ اودیپور نہیں گیا تھا بلکہ ملتان ہی میں مقیم تھا اودے پور میں صرف وہ سفیر گیا تھا جو خلیفہ کا خط لیکے فوج روانہ کیا گیا تھا چوتھا ثبوت یہ ہے کہ ولید کے حکم سے محمد کا ہلاک ہونا غلط ہے کیونکہ ولید اسوقت زندہ نہ تھا ۹۳ھ ہجری میں عبدالملک مرا تو اُس کا بیٹا ولید تخت نشین ہوا اور اسی کے عہد میں ۹۳ھ ہجری میں وہ ہر مقتول ہوا لیکن محمد قاسم کا واقعہ قتل ولید کے بھائی سلیمان کے ذاتی عناد سے ولید کی

وفات کے بعد ظہور مین آیا تینیہ فلسفہ تاریخی کا یہ ایک راز ہے کہ جو واقعات جس قدر زیادہ فہرست پکڑ جاتے ہین اُسیقدر اُنکی صحت زیادہ مشتبہ ہوتی ہے۔

داہمہ

اس قوم کا صرف بڑا نام باقی رہگیا ہے جنکی سخاوت و سخاوت کو بھاٹ بڑے فخر سے مشہور کیا کرتے تھے اُسکا نام تقضائے مدت سات صدی سے صرف کتابون مین رہ گیا ہے۔ داہمہ بیانہ کا راجہ اور پرتھی راج چوہان کے زبردست سردارون مین سے تھا۔ اس خاندان کے تین بھائی سلطنت مین بڑے عہدہ پر ممتاز تھے اور جس زمانے مین کہ اُنمین سے بڑا بھائی کے ماس وزیر رہا ہے چوہانون کی تاریخ مین بڑا عمدہ زمانہ گذرا ہے وہ دشمنون کے حسد سے مارا گیا۔ دوسرا بھائی پن ڈیر سرحد پر بمقام لاہور سپہ سالار تھا اور تیسرا چاوندراے جس لڑائی مین پرتھی راج سے شہاب الدین شکست کھاکر لوٹ گیا تھا اُسمین افسر تھا اور شہاب الدین کے ہاتھ سے مارا گیا۔ بعض کہتے ہین کہ اُس وقت نہین مارا گیا بلکہ دریاے سرستی کے کنارے تھانیسر کے میدان مین جب پرتھی راج مع کل فوج سواران مارا گیا اسمین افسر تھا۔ شہاب الدین کے مورخون نے بھی داہمہ چاوندراے کی شجاعت کی داد دی ہے اُسکا نام کھانڈے راے لکھا ہے۔

چوہانون کی سلطنت کے ساتھ یہ نسل بھی معدوم ہوگئی پرتھی راج کا اکلوتا بیٹا رین سی چاوندراے کی بہن سے پیدا ہوا تھا مگر وہ دہلی کی شکست کے بعد زندہ نرہا۔ بھاٹ نے بیانہ کی عظمت اور پرتھی راج اور داہمی رانی کی کیفیت اسطرح پر لکھی ہے دَرَونا دھار پہاڑکی چوٹی پر کہ اُسکے وزن سے شیش ناگ دب گیا ہے بیانہ کا محل بشکل کیلاش واقع ہے۔ داہمہ کے تین پسر اور دو حسین دختر تھین خدا کرے کہ اس کل جگ مین اُسکا نام ہمیشہ رہے۔ ایک دختر کی میوات کے راجہ سے شادی کی اور دوسری کی چوہان کے ساتھ اسکے جہیز مین آٹھ حسین عورتین قریشھ لونڈیان سو گھوڑے عراقی نسل کے دو ہاتھی دس ڈھال دھلاکے واسطے ایک سو چوبیس پتلیان سورتھ ایک ہزار اشرفیان دی ہین۔ بھاٹ نے اخیر مین لکھا ہے کہ داہمہ نے اپنے خزانے کو سیم وزر سے خالی کیا ہے اور خلائق کی تحسین و آفرین سے بھرا ہے اور داہمی رانی سے بیش بہا جواہر یعنی رین سی پیدا ہوا ہے نوٹ بیانہ کو دَرَونا دھار بھی کہتے ہین۔

رسروپیا یا سارس پیہ

اس نسل کا صرف یہی حال معلوم ہے کہ کیموقت مین مشہور تھی اگرچہ بھاٹون کی فہرست مین درج ہے مگر اصل مین کھتری قوم سے نکلی ہے۔

سلار

سین مہلہ کے کسرے دفتہ دونون سے

اس نسل کا بھی صرف نام رہ گیا ہے اور بمدھرمذہب کے تجارت پیشہ لوگ اب اس نسل سے ہین کہ اُنمین سے

اکثر کی اصل راجپوتون سے ہے۔

دالی

کسیوقت مین یہ نسل سہاشٹر مین مشہور تھی بعض لوگ اسکو یادو کی شاخ بتلاتے ہین اگرچہ اکثر مورخون نے اسکا علیحدہ بھی لکھا ہے۔ اب نہ اُنکے پاس ملک ہے نہ تعداد مین زیادہ ہین۔

رنگھیہ

تاریخ مین تو اس قوم کی بہت شہرت ہے مگر اب صرف اسی قدر دریافت ہوتا ہے کہ گہلوتون سے پہلے مانڈل واقع میواڑ کی مالک تھی۔

راج پالی

اس قوم کا حال جسکو مؤرخون نے راج پالے یا راج پانی کا یا صرف پالا کرکے لکھا ہے بہت کم دریافت ہوتا ہے مگر البتہ یہ صحیح ہے کہ سوراشٹر مین رہتی تھی۔

راجپوت نسلون کی کل تعداد

ٹاڈ کی فہرست مین راجپوتون کی ۳۸ نسلین درج ہین اور چند کمیشر کی فہرست مین ۳۰ اور کمار پال چرتر بزبان سنسکرٹ مین ۲۷ اور کمال پال چرتر بزبان گجراتی مین ۳۴ اور فہرست بھی کمیشر مین ۳۶۔

انکے علاوہ ذیگر فہرستون مین یہ نسلین اور لکھی ہین

نورکا۔ اسوریہ یا سارجہ۔ سی پٹ۔ کرجال۔ ہرے راء۔ دھن پالی۔ اگنی پال۔ سنکر گنگیہ۔ کورپالا۔ اوپل پالگہ۔ سرگنڈ لنگیہ۔ ہرپال۔ مؤکر۔ کے سیر۔ برہے تٹہ۔ باورہیہ۔ مارو۔ چورآہیہ۔ کھانت۔ کھیرہ۔ راوی۔ مسانیہ۔ پلانی۔ ہالا۔ باہریہ۔ چاہل۔ مارلیہ۔ مانٹ وال۔ کال چورک۔ ابھیریا۔ ابھیر۔ موکارہ۔ دابیہ۔ دیوٹ۔ کھرور۔ بھاگڈول۔ مونڈ دان۔ مونہر۔ گگیہ۔ کرچیو۔ چاوڈیہ۔ چوکارہ۔ سلالہ۔ چندرک۔ چاپوٹ۔ کٹ۔ سندو۔ انگہ۔ پاتک۔ ڈیڈیو تہ۔ کریت پال۔ گوٹ پال۔ کانی گل چادک (یا کرچرا) تنبیہ گوجر قوم کو بھی کرنل ٹاڈ نے راجپوتون مین ملایا ہی تاریخ ماوہ کا مؤلف کہتا ہے کہ میری دانست مین یہ قوم راجپوتون سے جدا ہے کہتے ہین کہ ایک راجپوت نے کوئی عورت ویش یا شودر یا چار قوم کی اپنی زوجہ بنالی تھی اُس سے لڑکا پیدا ہوا وہ لڑکا گوجر قوم کا بانی ہوا۔

فہرست اقوام زراعت پیشہ وچوپان

ابھیر جنکو اہیر کہتے ہین۔ گولہ۔ گڑی جس کو گوالبی بھی کہتے ہین۔ گوجر۔ جاٹ۔

فہرست چوراسی اقوام تجارت پیشہ

(۱) سری سری مال (۲) سری مال۔ (۳) اُوشوال (۴) بھگیرال (۵) دیندو (۶) سنگھڑوال (۷) میرتوال (۸) ہرسورا (۹) سُرروال (۱۰) پلی وال (۱۱) بھم پو (۱۲) کھنڈیل وال (۱۳) ڈھل وال (۱۴) کنکڑوال

(۱۵) ڈھی سادال (۱۶) گوجروال (۱۷) سوہورہ وال (۱۸) اگروال (۱۹) جایلوال (۲۰) مانت وال -
(۲۱) گجرتی وال (۲۲) کورتاوال (۲۳) چھتے ترہ وال (۲۴) سونی (۲۵) لچھٹ وال (۲۶) ناگر (۲۷) ماد
(۲۸) جل ہے رہ (۲۹) لار (۳۰) کپوال (۳۱) کھرنیہ (۳۲) بوڑیہ (۳۳) دسورہ (۳۴) بسیرہ وال -
(۳۵) ناگ درہ (۳۶) کرچھ ہرا (۳۷) بلیوڑہ (۳۸) میواڑا (۳۹) نرسنگ پورہ (۴۰) کچھ ترہ وال
(۴۱) پنچ موال (۴۲) ہنیرہ وال (۴۳) سنکریرا (۴۴) بیس (۴۵) سنوکھی (۴۶) گم بوہ وال (۴۷) جیسرہ وال
(۴۸) بھگیلوال (۴۹) اوڑجٹ وال (۵۰) بامن وال (۵۱) سری گرو (۵۲) بھاگروہ وال (۵۳) بلی وال
(۵۴) ٹی پوڑہ (۵۵) ٹی لوٹا (۵۶) اٹ بجگی (۵۷) لادی ساکا (۵۸) پیڈورا (۵۹) کھیچو (۶۰) گسوہرا
(۶۱) نہابوہر (۶۲) پے مو (۶۳) یدموڑا (۶۴) میہڑیا (۶۵) ڈھاکروال (۶۶) منگورا (۶۷) گوئیل
(۶۸) موہوڑوال (۶۹) چی توڑہ (۷۰) کاگلیہ (۷۱) بھارے جا (۷۲) اندورا (۷۳) ساچورا (۷۴) بھوروال
(۷۵) منڈا ہلو (۷۶) سرہنیہ (۷۷) باگریا (۷۸) دندورییہ (۷۹) بودوال (۸۰) سورپیہ (۸۱) اوڑوال
(۸۲) نفاگ (۸۳) ناگورہ - ایک کم ہے -

ساکھا کا مطلب

راجپوتوں کی قوم کے ہر ایک نام آدمی کے نام سے اسکی اولاد علیحدہ گوتر سے مشہور ہوتی ہے اسے ساکھا کہتے ہین جیسے کچھواہون مین بن بیر کی اولاد نبوبیر پوتہ کہلاتی ہے اور شیخ جی پسر موکل کچھواہے کی اولاد شیخاوت کے نام سے پکاری جاتی ہے اور سیسودیہ چوندڑکی اولاد چونڈاوت کہلاتی ہے کبھی کسی ملک اور خاص مقام سے بھی نام پڑجاتا ہے جس طرح مارواڑ مین رہنے والے مارواڑ اور ٹھوڑ اور میرتہ والے میرتیہ کہلاتے ہین اور سیسوڈیا کا ان کی بود و باش سے سیسودیہ مشہور ہوئے ہین -

اتنی راجپوت قومونکی ساکھا نہین ہین -

جالکیہ پیشاچی - سوہاگنی - چاہیرہ - ران - سی مالہ - بوتیلہ - گوتیہر - مالن - اوہیر - ہول - باچک - باترہ - کے رچ - گونگ - بوسہ - بیرگوت -

راجپوتون مین مسند نشینی کا قاعدہ

راجپوتون مین یہ رواج ہے کہ اگر چھوٹا لڑکا ایک دفعہ بجاے بڑے کے قابض ریاست ہوجاے تو گو ہمیشہ ایسا ہو مگر عہد بڑے کی اولاد ہمیشہ کو اس سے محروم ہوجاتی ہے اور بڑے کی اولاد کو عہد چھوٹا بیٹے نہین لے سکتا

سردار یا جاگیردار

راجپوتانے کی ہر ایک ریاست مین تین چار درجے کے جاگیردار ہوتے ہین جن جن کو کسی فوجی کارگذاری یا رئیس کی رشتہ داری سے جاگیرین ملی ہین اول گروہ کی جاگیرین پچاس ہزار روپیہ سالانہ سے لاکھ یا اس سے بھی زیادہ تک ہوتی ہین اکثر سال بھر مین دسہرہ وغیرہ جشنون مین یا کسی خاص شادی وغیرہ کے موقع پر راجدھانی مین

حاضر ہونا پڑتا ہے میواڑ میں تین چار مہینے جیپور اور جودھپور میں سات سات مہینے فوج کی ہمراہی تمیت حاضر رکھنی پڑتی ہے پہلے زمانے میں یہ لوگ فوجی افسر مقرر کئے جاتے تھے جس کے ذریعے سے عہدہ گذاری دکھلاتے ہوئے اب جنگ و فساد کا کم اتفاق ہوتا ہے کبھی بڑے معاملے میں صلاح لینے اور سرکاری عہدہ داروں کی پیشوائی کا کام انکے سپرد کیا جاتا ہے ان کی تعداد دس سے بیس تک ہوتی ہے جیسے اودیپور میں سولہ جیسلمیر میں بارہ اور جودھپور میں آٹھ گنی جاتی ہے۔ اب کسی قدر تبدیلی سے ان میں کمی بیشی ہوگئی ہے کیونکہ ریاستیں چاہتی ہیں کہ انکی لاولدی میں جاگیریں خالصہ ہوجائیں اور متبنیٰ نہ رکھا جاے۔

پنڈت سکھدیو پرشاد جو جیپور میں مدار المہام ریاست تھے انھوں نے وہاں اس کارروائی کا اجرا کرکے کئی جاگیریں خالصے میں شامل کرادیں جب وہ اودیپور میں مدار المہامی کے عہدے پر گئے تو میں نے اپنی کتاب مذاہب الاسلام انکو بھجوائی جسکے شکریے میں انھوں نے مجھکو چٹھی لکھی اور جب ایکبار مہاراناؤ فتح سنگھ جی کی دعوت کی تو مجھکو بھی مدعو کیا بعد اسکے انسے محبت پیدا ہوگئی میں نے ایک دن اُن سے ایک شیرازی معزز شخص شمشیر بیگ کی جاگیر کی ضبطی کے ذکر کے سلسلے میں کہا کہ اس کارروائی پر جاگیرداروں نے اظہار ناراضی اور عذر ضرور کیا ہوگا جواب دیا کہ انکو اور افسران گورنمنٹ کو سمجھا دیا گیا کہ جاگیر صرف جاگیردار اور اُسکی اولاد کی شان اور مراتب قائم رہنے کے لیے دی جاتی تھی اس سے یہ مقصود نہیں ہوتا تھا کہ ہمیشہ کے لیے ریاست سے اسقدر ٹکڑا علیحدہ رہے پس جبکہ جاگیر کی ضبطی کا اولاد باقی نہ رہے تو جاگیر کا دوسرے کی طرف منتقل ہونا نامناسب تھا۔

میرے نزدیک یہ جواب باصواب نہیں کیونکہ اسلح گورنمنٹ انگریزی بھی ریاستوں کی نسبت کہہ سکتی ہے کہ ضبطی اولاد نہ ہونے کی صورت میں ریاست پر غیر شخص کو متبنیٰ کرنا ضرور نہیں۔ چنانچہ سرکار کمپنی کے عہد میں گورنر جنرل ڈیل ہوزی نے اس عذر پر کئی ریاستوں کو سرکاری خاصے سے لحق کرلیا تھا جس قاعدے کو لارڈ کیننگ نے غدر کے بعد منسوخ کیا۔

ان تینوں اول درجے کی ریاستوں کے سوا لاکھ روپیہ سالانہ کی جاگیریں کسی اور جگہ نہیں ہیں صرف کوٹے کے راج میں اس قسم کے دو تین سردار ہیں۔ ایک درمیانی یا منجھولا درجہ اس قسم کے سرداروں کا ہوتا ہے جو تمیں کے اہل خاندان ہونے کے سبب خاص عزت رکھتا ہے اور جنکو بابا اور مہاراج خطاب سے پکارا جاتا ہے انکی جاگیریں بیس ہزار سے پچاس ہزار روپیہ سالانہ تک ہوتی ہیں اور انکی تعداد میں بھی تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ رئیس کے لاولد گذر جانے کی صورت میں جہاں میں سے قریب قرشتہ دار مناسب معلوم ہوتا ہے بڑے درجے کے سردار اہلکار لوگوں کی صلاح اور سرکار انگریزی کی منشا سے والی ریاست کا جانشین بنایا جاتا ہے۔

دوسرا گروہ دس ہزار سے پچاس ہزار روپیہ سالانہ تک جاگیریں پاتا ہے بعض وقت انمیں سے بھی رئیس کے صلاح کار اور ملکی یا فوجی عہدہ دار بن جاتے ہیں یہ پہلے گروہ کی بہ نسبت صدر میں زیادہ حاضری دیتے ہیں اور انکی تعداد چالیس پچاس تک ہوتی ہے۔

تیسرے درجے کے جاگیردار ون کی زمین پانچ ہزار روپیہ سالانہ یا اس سے کم گذر کے لائق ہوتی ہے یہ اکثر ریاست کے علاقہ مین حاکمون کے پاس اور مددگار فوج کے حاضر رہتے ہین اور کسی ضرورت پر صدر مین بھی طلب کئے جاتے ہین جہان ان سے کوئی حضوری نوکری لی جاتی ہے۔ یا کسی دوسرے سردار وغیرہ کا فساد روکنے کو انھین ریاست کی فوج کے شامل بھیجا جاتا ہے۔ ان کا شمار بڑی ریاستون مین کئی سو تک ہوتا ہے۔

یہ سب جاگیردار ریاست کو معمولی خراج اور ضرورت کے وقت معمولی امداد دیتے ہین بڑا قصور یا فساد کرنے کی سزا مین جاگیر تغیر یا کر کسی دوسرے رشتہ دار کو دی جاتی ہے اور کوئی حق دار نہ ہونے کی حالت مین خالصہ ریاست کے شامل کی جاتی ہے۔

سرداروں کے سوا دوسری قسم مین خیرات یعنی مندر۔ برہمنون اور بھاریون وغیرہ کی جاگیرین سمجھی جاتی ہین جن سے اکثر محصولات معاف ہین۔ تیسری قسم مین اہلکارونکی جاگیرین گنی جاتی ہین جن کی آمدنی دس یا بیس ہزار سالانہ سے زیادہ نہین ہوتی ان جاگیرون کے عوض بعض جگہ حاضری دیکی کام لیا جاتا ہے اور بڑے قصور پر سالی سے ضبط کرلی جاتی ہین۔

نوٹ بڑے بڑے جاگیردارون سے بہت دفعہ ریاستون کو بجاے فائدے کے نقصان پہونچا رہا ہے کیونکہ صرف دشمن کے مقابلے مین جاگیردار ریاستون کے مددگار پائے گئے ہین لیکن وہ خود اپنے معاملات مین ریاستون کا زیادہ دبا ؤ پسند نہین کرتے۔ اس طرح آپس کی رنجش اور فساد مین جو خرابیان اور نقصان ظاہر ہوتے ہین انسے باہر کے دشمنون کو فائدہ اٹھانے کا خوب موقع مل جاتا ہے۔ سرداروں کو سزا سے سرکشی دینے کی ریاست کو قوت نہین اس علم سے انکے غرور و زعم دلاوری مین اضافہ ہوتا ہے بعض سردار رعایا کو پناہ دیتے ہین اور مال مسروقہ مین سے حصہ لیتے ہین ہر ایک جاگیردار اپنے علاقے کا حاکم مطلق ہے اور فوجداری و دیوانی مین اختیارات کلی استعمال کرتا ہے۔

راجپوتانے کی وجہ تسمیہ

سوا جھ لاکھ راجپوتونکی بستی اور زیادہ تر راجپوتون ہی کی بڑی بڑی ریاستون کے مجموعے کے سبب سے یہ خطہ راجپوتانہ مشہور ہے بعض کتابون مین ہندی کا لفظ راے تھانہ لکھا ہے اس ملک کا نام زبان مروجہ مین رجواڑہ ہے لیکن درحقیقت یہ لفظ صحیح راجستھان ہے یعنی راجاؤن کا ملک انگریزون نے اس کو بگاڑ کر راجستان قرار دیا ہے۔

ملک ہندوستان کے مغرب مین یہ قطعۂ ملک واقع ہے اس حصۂ ملک مین بڑے بڑے اور معزز راج ہین یہان کے حکمران خاندان صدہا برس سے مسلسل یکے بعد دیگرے اپنی اپنی ریاست کا انتظام کرتے چلے آتے ہین۔

حدود راجپوتانہ

عجیب اتفاق ہے کہ اس ملک کے طرفین یعنی مشرق و مغرب مین سندھ نامی ندیان واقع ہین مغربی سندھ

توجس کو قریب پشاور مین اٹک کہتے ہین اور ملک سندھ مین ہوکر گذری ہی مشہور و معروف ہے مگر مشرق مین بھی ایک سندھ ندی ہے کہ مالوے مین سرونج سے بارہ میل جنوب مغرب مین پہاڑون مین سے نکلکر بجانب شمال نرور اور بعدازان شمال مشرقی سمت مین سرحد بندیلکھنڈ و گوالیار تک رواں ہوکر بعد ۲۶۰ میل جنا مین شامل ہوئی ہے۔ اس مشرقی سندھ سے مشرق کیطرف کے ہندو رئیس غیر قوم اور اس وجہ سے راجستان سے خارج سمجھے جاتے ہین۔

پس راجپوتانہ جسکی تعریف اوپر کی گئی خطوط عرض بلد شمالی ۲۳ درجہ ۱۵ دقیقہ اور ۳۰ درجہ اور خطوط طول بلد شرقی ۶۹ درجہ ۳۰ دقیقہ اور ۷۸ درجہ ۱۵۰ دقیقہ کے درمیان واقع ہی اُسکے شمال مین بھٹیانہ و ہریانہ و ہرنک و گرگانوہ کے اضلاع انگریزی واقع ہین مشرق مین گڑگانوہ متھرا اور آگرہ کے اضلاع انگریزی اور راج گوالیار جنوب مین علاقجات ہمارا بچگان سندھیا ہلکر گنیکواڑ وجاورہ و اضلاع انگریزی متعلقہ احاطہ بمبئی مغرب مین سندھ اور مغرب و شمال مین ریاست بہاولپور اور ملک بھٹیانہ واقع ہین۔ راجپوتانے کا طول زیادہ سے زیادہ جیسلمیر کی مغربی حدود سے دھولپور کی مشرقی حد تک پانسو میل عرض ریاست بیکانیر کے شمالی سرے سے ابنسواڑے کی جنوبی حد تک چار سو نوے میل کے قریب ہے۔ رقبہ ایک لاکھ اٹھائیس ہزار نوسو ستاسی میل مربع۔ آبادی ایک کروڑ کے قریب ہے۔

جغرافیۂ راجپوتانہ

ایسے کثیر الرقبہ ملک کی قدرتی ہیئت اور کیفیت کا مختلف ہونا لازمی ہے اور واقعی یہ حال ہے کہ اُس کے ایک حصے کی صورت حال دوسرے سے بالکل مطابق نہین مثلاً جس شخص نے جنوب مشرق ممالک میواڑ و ہاڑوتی کی زرخیز اور چکنی سیاہ زمین کو دیکھا ہے وہ شمال مغرب کے ویران و وحشت انگیز ریگستان کو پسند نہین کر سکتا اور اسیطرح جسنے جنوب مغربی کوہستان کی سیر کی ہے وہ مشرقی سیر حاصل و کشادان اضلاع کو اُن سے مشابہ نہین کر سکتا۔ باعتبار قدرتی اوضاع و اطوار کے راجپوتانے کو علحدہ قسمون مین تقسیم کیا جائے تو کل ممالک کو جو کوہ اراولی سے شمال اور شمال مغرب مین واقع ہین اور اُنکا مربع قریب سنتر ہزار میل ہے اور ہاڑوہ بیکانیر و جیسلمیر و شیخاوائی اُن مین داخل ہین ایک قسمت مین شمار کئے جا سکتے ہین البتہ اس مین بھی بعض چند خطہ جات سیراب ہین مگر عموماً کل ملک ویران بیابان ہے کہ جا بجا ریت کے ٹیلے اور کہین کہین پہاڑیان ہین اور جون جون مغرب کی طرف بڑھتے جائین یہ ویرانی زیادہ نمایان ہوتی ہے اس ریگستان و مالوہ و ہاڑوتی کی ہموار زمین کے درمیان کوہ اراولی واقع ہے اُسکے اجزاے مسلسل پھیل کر ریت کو مشرق کیطرف بڑھنے نہین دیتے اور جہان یہ پہاڑی ہے وہان کو ہستانی مٹی ہے اودیپور کا جزو اعظم اور بانسواڑہ و ڈونگرپور و پرتاب گڑھ کی ریاستین اس قسمت مین داخل ہین یہ حصہ اگرچہ کوہستان ہے مگر قطعات اراضی جو ان پہاڑون کے درمیان واقع ہین چکنی سیاہ مٹی کے ہین اور انمین ربیع و خریف اہم غلہ اور گیہون اجناس اعلےٰ پیدا ہوتی ہین۔ ہاڑوتی کی ریاستون مین کہ جنوب مشرقی قسمت ہے پہاڑ اور میدان عنقریب برابر ہین اور میواڑ کے پہاڑون کے مقابلے مین پہاڑ

کم بلند ہین تاہم انسے آمد و رفت کی راہ بند ہے ہاڑوتی خوشنما ملک ہے اُسمین سرسبزی بہت ہے اور زمین اُسکی اعلیٰ قسم کی ہے۔ مشرقی اور متوسط حصے مین غلہ کثرت پیدا ہوتا ہے شمال مین الور کے قریب اور جنوب مین قوطی کے گرد و نواح کی زمین پہاڑون سے گھری ہوئی ہے مگر درمیان مین بہت کشادہ و خوشنما پہاڑ ہین اور زمین نرم ممالک متحدہ کی زمین سے بہت مشابہ ہے۔ اس طرف کی آبادی بحساب ہر میل دیگر حصص کی آبادی سے بہت زیادہ ہے۔

قلعجات

ملک کے ہر حصے مین قلعے بنے ہوے ہین بعض چھوٹی چھوٹی متفرق پہاڑیون پر ہین بعض بڑے مسلسل پہاڑون پر ہے اور بعض صرف زمین پر۔ زمانۂ سلف کی ان یادگارون سے ملک کی تاریخ صاف نمایان ہے عنقریب ہر گانون مین جو کسیقدر بڑا سمجھا جاتا ہے چھوٹا یا بڑا قلعہ موجود ہے اور ہر ایک مین توپ و سامان جنگ رہتا ہے۔ ان قلعون مین سے اکثر غیر ممکن التسخیر سمجھے جاتے تھے اور افواج ایشیائی کے مقابلے مین واقعی وہ ایسے ہی تھے مشہور تر قلعون مین رنتھنبور۔ جالور۔ گاگرون۔ شیرگڑھ۔ شاہ آباد۔ کونبل گڑھ۔ چیتوڑگڑھ۔ بڑاگڑہ جیسلمیر و نہان گڑھ بیانا۔ آمبر۔ گوالیار۔ جیسلیر اور بھرت پور ہین۔ اور ابتک وہان کے لوگون کو اسقدر احتیاط ہے کہ پردیسی آدمی کو قلعے کے اندر بہت پس و پیش سے جانے دیتے ہین۔

راجپوتانے کے پہاڑ اور زمینون کی کیفیت

اس ملک مین بڑا پہاڑ اراولی یا ارولی ہے یہ پہاڑ کہ جنوب مغرب مین حدود سرہی و میواڑ سے شمال مشرق مین اجمیر سے بیس میل تک پھیلا ہوا ہے راجپوتانے کو دو غیر مساوی حصون مین منقسم کرتا ہے اور درمیان مغربی بے برگ ریگستان اور مشرقی و جنوبی زرخیز و سیراب سرزمین کی قدرتی حد ہے جنوبی سمت مین وہ کئی شاخون سے مشرق کی طرف پھیلا ہے اور چھوٹی چھوٹی پہاڑیون سے مسلسل ہو کر بندھیاچل سے جا ملا ہے اور شمال مین اجمیر سے آگے پست ہو گیا ہے اور علحدہ علحدہ حصون واقع شیخاوائی و راج الور مین متفرق ہو کر لب دریاے جمنا دہلی کے قریب ختم ہوا ہے۔

اراولی کا آغاز عرض بلد شمالی ۲۲ درجہ ۴۰ دقیقہ اور طول بلد مشرقی ۷۴ درجہ قرب و جوار چمپانیر سے سمجھا جاتا ہے اور انجام عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ ۵ دقیقہ اور طول بلد مشرقی ۷۵ درجہ پر تصور ہوتا ہے اجمیر سے جنوب مین یہ پہاڑ اقسام درختون سے بھرا ہے۔ اُسمین خونخوار حیوانات مثل شیر تیندوا اور ریچھ وغیرہ اور انسان کو صدمہ و خونخواری مین حیوانات سے کم نہین ہین پناہ پذیر رہتے ہین انھین پہاڑون مین بھیل و گراسیہ رہتے ہین آنکی جھونپڑیان گھاٹون مین چراگاہون کے قریب متفرق محفوظ مقامات پر بنی ہوئی ہین۔ ریاست سروہی مین اراولی پہاڑ زیادہ تر ارتفاع پاکر کوہ آبو کے نام سے مشہور ہوا ہے ابو لفضل لکھتا ہے کہ اصلی نام آبو کا اربدا اچل بفتح الف و سکون را مہملہ و ضم باے موحدہ و فتح دال مہملہ و سکون الف دوم و فتح الف و سوم

وجیم فارسی و سکون لام ہے بولتے بولتے آلہ کہنے لگے ارہا ایک رودھانی کا نام ہے جو عورتوں کے لباس میں گرہ لگانے کو ہدایت کرتا تھا اور اچل پہاڑ کے معنے میں ہے اُسکی بود و باش کی نسبت سے یہ نام پایا اس پہاڑ کے دہانہ کا طول اڑتالیس میل متصور ہے۔ برترین مقام جسکو گرو شکھر کہتے ہیں سطح سمندر سے ۵۶۵۰ فٹ بلند ہے با اینہمہ کہ اس بلند پہاڑ کا ہمسر اس کل سلسلے میں نہیں ہے تاہم بعض مقامات اُسکے صرف ۳۵۰ فٹ کی بلندی کو پہونچے ہیں کرنل ٹاڈ نے اس گرو شکھر کو ہندوستان کا اعلےٰ ترین مقام لکھا ہے اور اُسکی بلندی کوہ ارادلی سے ہندرہ فٹ زیادہ قرار دی ہے مگر کوہ ارادلی سے بالکل ملا ہوا نہیں ہے اُس کے اور ارادلی کے درمیان شمال میں بہت پہاڑیاں واقع ہیں اور مشرق میں رُوہٹیرے کا میدان عظیم ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا میں یہ پہاڑ مشرق شکھروں اور پہاڑوں کا سلسلہ تھا بعد حرکت آب و ہوا سے سنگریزوں سے بھر گیا ہے کیونکہ کنوئیں کھودے جاتے ہیں تو اُن میں چکنی مٹی اور ریتہ متواتر تہوں میں نکلتا ہے۔ زیادہ تر پہاڑ میں سنگ خارا ہے مغرب کیطرف کوہ ارادلی سروہی و اجمیر کے درمیان ناقابل گذر نظر آتا ہے میواڑ کی طرف اُسکی بلندی عمودوار ہے مشرق کی طرف سے ایسا نہیں ہے ان پہاڑوں میں درے بہت کم ہیں اور جو ہیں وہ سب دشوار گذار ہیں بجز اور ایڈر کے درمیان کہ ڈھائی سو میل کا فاصلہ ہے صرف دیسوری گھاٹے میں ہو کر ایک سڑک ہے جسپر گاڑیاں چل سکتی ہیں اور یہ بھی اب تیار ہوئی ہے کیونکہ ٹاڈ نے تو یہ لکھا ہے کہ اجمیر سے ایڈر تک گاڑی کا راستہ بالکل نہیں ہے اسوجہ سے کوہ ارادلی اسم بامسمے ہے چاہے جیسا مضبوط توپخانہ ہو اُس کو مغربی آتا سے بچ کر شمالی کیطرف پھرنا پڑے گا ارادلی کی بلندی بہت بڑی ہے جنوب مغرب میں ہے ٹیبل پر پہاڑیاں بصورت سلسلہ پھیلی ہوئی ہیں یہ میدان سے تین سو فٹ بلند ہے اور قرب و جوار کی چوٹیاں پانچ سو فٹ سے زیادہ بلند ہیں ارادلی اور کوہ آبو کی ساخت قریب قریب ایک وضع کی ہے صرف اتنا فرق ہے کہ جنوب مشرق ارادلی میں بھربھٹ اور وڑا زیادہ ملتا ہے اور کانگڑی میں سفید سنگ مرمر ملتا ہے۔ گھاٹے راؤ سے پانچ میل پر بھی ایک ناہموار سفید سنگ مرمر کی کان ہے سیلبل سے اودے پور تک سلسلہ ارادلی کہیں بیس میل اور کہیں تین میل عریض ہے اور گھاٹ بجز قریب بیانہ تک یہی عرض چلا گیا ہے مگر ٹاڈ صاحب نے پہاڑ واقع درمیان کو مل میرہ اجمیر کو کہ بوجہ آبادی قوم میر کے میر ڈاڑہ کہلاتا ہے چھ میل سے پندرہ میل تک عریض لکھا ہے اور یہ بھی کہ اُس میں ڈیڑھ سو دیہات و کئی جات ناتوں اور گھاٹوں میں آباد ہیں پانی و چراگاہ بافراط ہیں اور زراعت بھی بقدر ضرورت ملک کافی ہے مگر محنت سے ہوتی ہے۔ پہاڑ کے قریب کوہ ارادلی دو علٰحدہ سلسلوں میں منقسم ہو گیا ہے جنوبی تو مشرق کیطرف پھیل کر مسودہ و نصیر آباد کے بیچ کو چلا گیا ہے اور شمالی اجمیر کے شمال میں ٹیبل مشرق پہاڑیوں کے گرد گھوم کر مشرق کیطرف گیا ہے۔ ارادلی کے حصے میر اُنکی بلندی ۲۷۰۰ فٹ ہے اور ناگ پہاڑ جسکے دامن میں شہر اجمیر آباد ہے اور اُسکے اوپر تارا گڑھ کا قلعہ ہے اُنکی بلندی سطح سمندر سے ۱۷۰۰ فٹ ہے سیلبل سے فروتر کوہ ارادلی جنوب کی طرف رجوع ہوا ہے اور میواڑ و ڈھونڈھاڑ کے پہاڑوں سے مل گیا ہے اور پھر بتدریج جنوب کی طرف گذر کر کوہ بندھیاچل سے کہ ہندوستان دکن کی سرحد ہے

چھپانیر کے قریب ملگیا ہے اگرچہ اراولی کی بلندی شمال کی طرف بھی زیادہ ہے مگر ٹنا واڑہ۔ ڈونگرپور اور اڈیپور واقع جنوب سے اتنا بھوانی اور اودیپور تک بھی بہت بلند ہے۔ اس نواح مین مالوے کی سب جہان شمالی سمت مین روان ہوکر اجمیر و تاپ کھاکر چمبل مین شامل ہوتی ہین۔ کوہ اراولی سے جنوب مشرق کی زمین شمال مشرق کی زمین سے زیادہ سراب اور زیادہ ارتفاع کی ہے اس نواح کے پہاڑ جنمین میواڑ۔ بانسواڑہ۔ ڈونگرپور اور پرتاپ گڑھ کے پہاڑ داخل ہین جنوب مشرقی سمت اراولی سے مشابہ ہین۔ جنوب ہیڈر واڑ واقع میواڑ سے پست پہاڑون کے درمیان تالاب ڈھیبر تک راستہ ہے۔

رسیدہ بات یعنی میواڑ کی ہموار زمین کو دیکھا جائے تو اسکی ندیان دامن اراولی سے نکل کر مہیرس اور بناس مین شامل ہوتی ہین اور بیتار یعنی پہاڑی سطح وسط ہند کے سبب سے چنبل مین شامل نہو سکی ہین۔

اضلاع واقع مغرب ہند پیرس مین پہاڑ بالکل جنوبی حصص اراولی کے مشابہ ہین مگر مشرق کی طرف پہاڑون کی شکل بالکل مختلف ہے اور تین علحدہ سلسلون سے مشرق سے مغرب کیطرف پھیلے ہوے ہین ہر ایک سلسلے کے ارتفاع مین فرق بہت کم ہے بعض مقامات پر بالکل ہموار ہین اور نالون سے بکثرت متقاطع ہین یہ پہاڑ چتوڑ سے مشرق کی طرف مہاراجہ سیندھیا کے ممالک جاؤد اور نیمچ اور ایک علحدہ ضلع راجپوتانہ اور ہلکر کے پرگنات رام پورہ و بھانپورہ و مکندرہ و گاگرون علاقہ کوٹہ مین ہوکر کالی سندھ ندی تک پھیلے ہوے ہین چتوڑ کے قریب پہاڑی سطح پر چڑھکر رتن گڑھ و سنگولی و کوٹہ کو کہ صرف وہی ایک قابل گذر راستہ ہے دیکھا جائے تو تین قطعے نظر آئینگے اور چنبل پار کو نظر ڈالنے پر ہاڑوتی کی سرحد مشرقی کہ قلعہ شاہ آباد سے محفوظ ہے دکھائی دیگی۔ ان تین قطعون کی یہ تفصیل ہے آبو سے کوٹرہ تک لب دریاے ابیتوہ۔ ایک طرف اور دوسری طرف آبو سے چمبل تک اور تیسری طرف چمبل سے بیتوہ تک اُنکے وسط مین کوٹرہ پر بیتوہ ندی سطح آب سمندر سے ایک ہزار فٹ برتر اور اودیپور کے فہرو کھاٹہ سے ایک ہزار فٹ پست تر ہے اودیپور اور دامن کوہ آبو دونون باہم ہموار ہین اور دونون سطح آب بحر سے دو ہزار فٹ بلند ہین یہ خط کہ خط سرطان سے بہت قریب ہے طول مین صرف چھ درجہ جغرافیکی برابر ہے تاہم اس مختصر عرضے مین باشندگان و پیداوار ملک مین بہت اختلاف ہے۔

وسط پہاڑ پر سے دیکھنے پر پہاڑیون کے سر پر صدہا قلعون کی اور درمیان مین ندی نالون کے بہنے کی عجیب کیفیت نظر آتی ہے۔ میواڑ کی سرزمین نہایت زرخیز ہے اور وہ ربیع جو شمال اراولی مین بکثرت ہے اس ملک مین کہین نہین ملتا۔ متفرق پہاڑون کے گرد تا دور تک پہاڑی زمین ہے اور سنگریزے اس قدر ہین کہ اُنکے سبب سے زراعت نہین ہوتی ہے کوٹے اور ہموار زمین کے پہاڑون کے جانبین کی زمین البتہ عمدہ و سیر حاصل ہے۔

اب ملک بیتار یعنی پہاڑی سطح سرزمین وسط ہند پر غور کرنی چاہیے کہ وہ بندھیاچل جنوب مین اراولی مغرب مین ہونے سے اسکی حدود بخوبی واضح ہین اس ملک مین مانڈل گڑھ سے براہ چتوڑ۔ وجادو۔ دوانخوائی

بخار

درام پورہ وبھان پورہ۔ وگھاٹہ مکندرہ۔ وگاگرون جہان کالی سندھ اچلیسر اور سیگو اسکے تنگ راستے مین ہوکر گذری ہو اور پارتی یوجہ کم ارتفاع مالوے سے ہاڑوتی مین آئی ہے اور پھر راگھوگڑھ وشاہ آباد وغانری گڑھ وگسوانی وجاڈوتی کا دورہ کیا جاے اور پھر اسی مقام پر براہ ڈبلانے واندر گڑھ ولاکھیرے ورنتھنبور قرولی ودھولپور تک زمین کو دیکھا جاے تو اس ملک کے نشیب وفراز ونا ہمواری کا حال بخوبی معلوم ہو کہ مغرب سے مشرق کی طرف کس قدر پستی ہے اور چمبل ندی پہاڑی زمین مین کس پیچ وتاب وزور وشور سے گذری ہے اس ملک کے شمال ومشرق مین لال سوٹ علاقہ جیپور سے لیکر ہنڈون ہوکر دبیانہ وروپواس واقع راج بھرتپور تک سرخ وسفید پتھرون کے پتھر کا پہاڑ ہے اس سے شمال مین ریتے کی زمین ہے چنانچہ ایسی ہی زمین پر شہر جیپور واقع ہے۔ بیانہ وہنڈون سے قرولی بھی بذریعہ اسی قسم پہاڑ کے علیحدہ ہوتی ہے مگر اُسکی زمین قرب وجوار کی زمین سے غیر مشابہ نہین ہے۔ بعض مقامات پر جہان کشادہ ہے زراعت بکثرت ہوتی ہے مگر بعض جا پہاڑی ہونیکی وجہ سے زراعت نہین ہوتی ہے۔

اراولی کے نہایت جنوبی حصے واقع سروہی ومیواڑ کے شمال مین متفرق سنگ خارا کے پہاڑ ہین ان پہاڑون کے قریب تو زمین سیراب ہے مگر فاصلہ دراز پر بتدریج علے الخصوص شمال کی طرف بھوڑ ہوتی گئی ہے یہ پہاڑ لونی ندی تک شمال مغربی سمت مین واقع ہین اور اُن کا ارتفاع آٹھ سو سے گیارہ سو فٹ تک ہے اکثر کی ساخت نہایت عجیب اور آتشی پہاڑون سے بہت مشابہ ہے۔

راجپوتانے کے اور پہاڑ جو حصص اراولی نہین سمجھے جاتے یہ ہین۔

اول وہ جسپر جودھپور شہر آباد ہے۔

دوم بوندی اور اندر گڑھ کے پہاڑ کہ مثل جزیرہ ہموار سطح پر واقع ہین۔

سوم کوہ مکندرہ جسکا درہ واقع ہاڑوتی کرنل مونٹن کی بازگشت سے نامور ہوا ہے۔

چہارم راج محل کا پہاڑ واقع جیپور وٹونک جسکے درمیان سے بناس ندی گذری ہے۔

پنجم الور وقرولی کے پہاڑ۔

ششم میواڑ۔ ڈونگر پور اور بنسواڑہ گڑھ کی کوہستانی زمین۔

اراولی کے سلسلے جو راجپوتانے مین پھیلے ہوئے ہین ہر جگہ اُنکے نام علیحدہ علیحدہ مقرر ہوگئے ہین یہ سلسلے اجمیر مین تارا گڑھ اور مدار پہاڑ اور ناگ پہاڑ مارواڑ مین آڈ وبلواہ سونڈا اور بیانچہ اور دیوموڑا۔ اور بٹرل سروہی مین آبو مال او دیوریہ مین کومل گڑھ (گوگونڈا) اور جرگا بانسواڑہ مین مدار یہ اور جگیر کوٹہ مین مکندرہ کشن گڑھ مین برائی اور موڈا جیپور مین ناہر گڑھ اور بیرات اور سنگھانا اور جیلو باٹن الور مین راج گڑھ اور کانک باری بھرت پور مین ڈانگ اور کالا پہاڑ اور سدھ گر کے نام سے مشہور ہین۔

راجپوتانے مین ایسی کوئی ریاست نہین ہے جسمین کوئی پہاڑ نہو لیکن بیکانیر اور جیسلمیر مین پہاڑ برائے نام ہین

کوہ آبو

یہ پہاڑ سروہی سے دس کوس پچھم کی طرف سطح سمندر سے پانچہزار اور بقولے پانچہزار آٹھ سو فٹ بلند راجپوتانے کے تمام پہاڑون سے اونچا ہے اس کی چڑھائی قریب تین کوس کے شمار کیجاتی ہے اس کے اوپر عجیب قدرتی نظارہ ہے کہ جس سے دلکو ایک بے نظیر خوشی اور تازگی حاصل ہوتی ہے جا بجا سرسبز اور شاداب درخت قسم قسم کے خودرو خوشبودار پھول اور صاف شفاف پانی کے چشمے نظر آتے ہین ہوا ہمیشہ تازہ اور ٹھنڈی چلتی رہتی ہے یہانتک کہ گرمیونمین بھی گرم ہوا یا لو کبھی نہین چلتی۔ اس پہاڑ مین کیوڑہ اور کیتکی اور گلاب کے جنگل ہین۔ چمپا چمیلی اور سیوتی بکثرت پھولتی ہے۔ دیلواڑہ مین جین دھرم کے کئی مندر بہت خوبصورت اور قیمتی بنے ہوئے ہین جنکی نقاشی اور نازک سنگتراشی اپنا تلیہ نہین رکھتی۔ ان مندرون کے بیل بوٹون اور تصویرونکی تراش وخراش مین سنگتراشون نے اپنی صناعی کی خوب خوب جوہر نمائیان کی ہین خصوصاً عورتونکے نازو ادا انوک پلک بانکپن اور سینون کے ابھار ظاہر کرنے مین تو کافرون نے وہ اعجاز دکھلایا ہے کہ جسکا کلمہ بڑے بڑے نازک خیال بصیر اور دشوار پسند اہل انش وبینش پڑھتے ہین۔ ازانجملہ نیم ناتھ کے مندر مین ایک ایک طاق اور چھت کے گوشونمین وہ نازک اور باریک سنگتراشی اور نقش کاری کی گئی ہے کہ اُسکی تعریف کرنے کے لیے بڑے بڑے طلیق اللسان اور شیوازبان شاعرونکو الفاظ اور استعارے نہین ملتے۔ یہ مندر گجرات کے دولت مند ساہوکارون کے بنائے ہوئے ہین۔

ان مین جو مندر آدہ ناتھ کا ہے اُس کو سمبت ۱۰۸۸ مین بیل ساہ نے بنوایا تھا اور سمبت ۱۳۷۹ مین اسکی مرمت ہوئی تھی۔ اس مندر کی بھامنڈپ مین خوب خوب کاری گری پتھرون کے گھودنے اور مورتون کے بنانے مین کی گئی ہے مگر نیم ناتھ کا مندر جسکو تیج پال اور وستپال نے جو انہل پورپاٹن کے راجہ بیردھول باگیلہ کے وزیر بھی تھے سمبت ۱۲۸۷ سے سمبت ۱۲۹۳ تک بنایا ہے قیمت اور صناعی مین سب سے بڑھکر ہے اس کی تیاری مین ۱۸ کرور روپیہ علاوہ چھین لاکھ خرچ صفائی زمین کے صرف ہوا تھا اور عجب یہ ہے کہ سفید سنگ مرمر جو کثرت سے یہان کام مین آیا ہے اُسکی کھان مطلق اس پہاڑ مین نہین ہے اور وہ غالباً دو رو دراز مقامات سے بصرف کثیر یہان آیا ہوگا۔ ان مندرون کے سوائے رکھب دیو سوامی اور پارسناتھ کے مندر بھی اچھی کاریگری کے ہین مگر کام اُنکا سادہ ہے۔

اس پہاڑ پر بہت سے آثار قدیم اور تاریخی نشانات بھی موجود ہین ان یادگارون مین سب سے قدیم یادگار ان پرہار راجون کی ہین جو اس پہاڑ کو اپنا مولد ومسکن سمجھکر یہان مرنا یا اُسکے واسطے مرنا پسند کرتے تھے۔ اُسکے بعد سوتکھیون کو اپنی یادگار چھوڑنے کا موقع ملا۔ پھر چوہان آئے اور میواڑ کے سیسودیون نے بھی اپنی یادگارین قائم کین۔

بوجہ بودوباش اجلیف کے آبو پہاڑون کا گرو سمجھا جاتا ہے اُس پر ایک روز بریت کرنے سے انسان کے

کل گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور ایک سال وہاں رہنے سے نوع بشر کا گرو ہو جاتا ہے۔
ایجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ موسم گرما دیرسات میں یہاں رہتا ہے۔ کوہ آبو عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۳۵ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۲ درجہ ۴۹ دقیقہ پر واقع ہے۔ اس پہاڑ کا اصلی نام اَرْبُدھ ہے۔

راجپوتانے کا ریگستان

اراولی کے مغرب کا ملک تھل کا ٹیبہ ہے اُس بے آب سرزمین میں نہایت دلچسپ قصے لونی ندی سے کہ کوہ اراولی سے مغرب میں گر کر کتنی ہی شاخوں سے ریاست جودھپور کے بعیدہ قطعات کی آب پاشی کرتی ہے اُسکے کنارے پرسے مارواڑ کا وسیع ریگستانی ملک جسکا اصلی نام مَرُستھل ہے صاف نظر آتا ہے۔ مرستھل سنسکرت کا لفظ ہے جسکے لفظی معنے ریگستان کی سرزمین ہیں مَرُ یت کو کہتے ہیں اور استھل جگہ کے معنے میں ہے اور تھل اسکا مخفف ہے۔ اصطلاح میں تھل اُسکو کہتے ہیں جو برعکس سرسبز اراضی کے ہو ہر ایک تھل کا نام جداگانہ ہے جیسے لونی کا تھل اور گوگا کا تھل وغیرہ مرستھل سے مراد موت کی سرزمین یعنی زمین بے آب ہے۔ ریگستان کے ٹیلوں کو بھی تھل کہتے ہیں۔ تمام مرستھل صحرائے ہند میں واقع ہے جنوب میں لونی ندی کے کنارے سے اور مشرق میں سرحد شیخاوائی سے ریگستان شروع ہوا ہے اور بیکانیر و جودھپور و جیسلمیر ریگستان میں ہیں اور جسقدر مغرب کو بڑھتے ہیں اُسی قدر ریت کثرت سے آتا ہے اور پہاڑ بہت کم ہیں البتہ جیسلمیر کے شمال میں ایک پہاڑی کے پتھروں کا مشرق سے مغرب میں واقع ہے۔ جیسلمیر کے ہر طرف ریگستانی میدان ہے صرف وہی قطعہ جہاں دارالحکومت ہے سیراب ہے وہاں جو گیہوں اور جاول پیدا ہوتے ہیں۔ اصل میں اس ریگستان کی جگہ سمندر تھا جنوبی راجپوتانے کا پہاڑی سلسلہ جس سے اراولی پہاڑ اور میواڑ وغیرہ کی گھاٹیاں مراد ہے زمین سے برآمد ہوا تو یہاں کی زمین کے بلند ہو جانے سے شمال مغربی علاقے کا سمندر بحر ہند وغیرہ کی صورت میں تبدیل ہو گیا جسکا نشان تمام مرستھل اور سندھ کا ریگستان بتلاتا ہے۔ بقول کرنل جان بُرک اسی سمندر کا جو کھاری پانی بعض مقامات سانبھر و پچھبدرہ وغیرہ کی گھاٹیوں میں باقی رہگیا وہی نمک بننے کا ذریعہ ہوا۔
اگرچہ کل ملک مارستھل کہلاتا ہے مگر اصل میں یہ نام اُسی ملک کا مقرر ہو گیا ہے جو مارواڑ راجپوتانہ کے تحت حکومت ہے اور مارواڑ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ جودھپور کے گرد کی زمین دلچسپ ہے ہمارا جہ صاحب کا محل شہر کے اوپر واقع ہے گویا ریگ کے سمندر کے وسط میں ایک جزیرہ ہے اور پہاڑ کے پتھر اکثر مقام پر زینے کے ہم شکل ہیں۔ یا لوترہ واقع لب لونی ندی سے شمال و مغرب میں قطعات معروف بہ معلات واُڈمرہ نکمرہ اور مغربی حصۂ ملک جیسلمیر اور عریض مستطیل کہ درمیان جنوبی حدود داؤ دپوتہ اور بیکانیر کے واقع ہے بالکل ویران و بیابان ہے مگر سطح سے کچھ کچھ رن تک طول میں پانسو میل اور عرض میں پچاس سے سو میل تک مختلف ہے جا بجا قطعات سیراب ملتے ہیں اور وہاں طرفین کے لوگ موسمی چراتے ہیں۔ اس ملک میں پانی کے چشمے تیر۔ رار۔ پار۔ دور کہلاتے ہیں اس ملک واقع ریاستہائے جودھپور و بیکانیر و جیسلمیر میں بجانب

شمال حدود بہاول پور تک ریت کے ٹیلے بہت بلند پہاڑ کے ہمشکل ہین اپر چھوٹی چھوٹی جھاڑیان ہین کہین کہین سیراب قطعات ہین اور کہین برسات کے بعد پایاب تالاب بھی ملتے ہین مگر علی العموم کل ملک مین پانی نایاب ہے۔

سانبھر کی جھیل

راجپوتانے مین قدرتی جھیل صرف سانبھر کی ہے یہ جھیل جیپور و جودھپور کے علاقے مین خطوط عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ ۵۲ دقیقہ و ۲۷ درجہ اور خطوط طول بلد مشرقی ۷۴ درجہ ۴۹ دقیقہ و ۷۵ درجہ ۲۸ دقیقہ کے درمیان واقع ہے مشرق و مغرب مین ۲۴ میل طول اور ۸ میل عرض اور قریب پچاس میل محیط ہے مگر یہ وسعت اُس کی موسم برسات کی ہے جب پانی کی شوریت کم ہو جاتی ہے گرمی کے موسم مین پانی بہت خشک ہو جاتا ہے اور نمک بکثرت جمتا ہے نمک دھوپ مین سکھا جاتا ہے تاکہ خشک و سخت ہو جائے ابتدا مین سرخی آمیز ہوتا ہے اخیر مین بہت صاف اور خوش ذائقہ ہو جاتا ہے اسکے جنوبی کنارے پر شہر سانبھر عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ ۵۳ دقیقہ طول بلدی شرقی ۷۵ درجہ ۱۳ دقیقہ پر واقع ہے۔ اس جھیل مین نو لاکھ من سالانہ نمک پیدا ہوتا ہے شروع زمانے مین چوہانون اور پھر شیخاوتون کے قبضے مین سانبھر کی جھیل تھی۔ اکبر کے عہد سے عالمگیر کے مرنے تک بادشاہی خالصے مین رہی اور شاہ عالم اول کے عہد مین جس نے جے پور و جودھپور کو تھوڑے عرصے کے لیے ضبط کر لیا تھا سوائے جے سنگھ اور اجیت سنگھ نے اپنے ملکون کے ساتھ اس جھیل کو بھی دبا کر نصف نصف بانٹ لیا شروع انیسوین صدی عیسوی مین نواب امیر خان نے اسپر اپنا تھانہ قائم کیا تھا جو سرکار انگریزی کا عہد نامہ ہونے کے بعد اُٹھا دیا گیا۔ پھر دونون ریاستون کا اسپر مشترک قبضہ چلا آتا تھا لیکن اب سانبھر جھیل پر کئی برس سے سرکار انگریزی کا قبضہ و انتظام ہے جسکے منافع کے عوض ریاستون کو نقد روپیہ دیا جاتا ہے اسکے علاوہ اکثر رئیسونکو نمک ہر جانے کی بابت زر نقد دینا گوارا کر کے سرکار نے تمام جگہ سے نمک بننے کی کارروائی موقوف کرا دی ہے

نمک کیاریون مین بنایا جاتا ہے جس مقام پر ڈیڑھ فٹ پانی ہوتا ہے وہان اتنی اونچی منڈیر بنائی جاتی ہین کہ پانی خشک ہو کر جم جائے یہ منڈیر ہر طرف سے تین سو گز ہوتی ہے اور اسکی پشت پر چار پانچ انچ عریض جھاڑیون اور لکڑیون کا پشتہ لگایا جاتا ہے تاکہ ہوا اور لہرون سے منڈیرون کا پشتہ ٹوٹ کر روڑہ جمنے مین خلل واقع نہو اسکے اندر کیاریان بیس فٹ طول اور دس فٹ عرض کی بنائی جاتی ہین مگر انکی منڈیرین بڑے احاطے کے پشتے سے پست ہوتی ہین۔ درخت فراش کی شاخین کیاریون مین ڈالی جاتی ہین جون جون پانی عمدہ ضخامت پر دار نمک ان شاخون پر جمتا جاتا ہے اُنکو صاف کر لیا جاتا ہے پھر جھیل مین سے تازہ پانی بھر دیا جاتا ہے اور جب تک موسم وفا کرتا ہے اسیطرح ہوتا رہتا ہے ایک دفعہ کے بنائے ہوئے احاطے اور کیاریان تین سال تک کام دیتی ہین پھر مرمت طلب ہو جاتی ہین غیر خالص نمک بھی جو ہر سال جم جاتا ہے فراہم کر لیا جاتا ہے مگر اُس کی قیمت نہین ہوتی ہے۔

تالاب

شاید راجپوتانے کی عمدہ ترخوبیون مین مصنوعی تالاب ہین کہ اس ملک کے اکثر مقامات پر ملتے ہین میواڑ مین ڈھیبر کا تالاب سب سے زیادہ وسیع ہے مگر باعتبار صنعت راج نگر واقع میواڑ کا تالاب راج سمند سب سے عمدہ ہے ڈھیبر کے بند کی دیوار طول مین دو میل سے کم نہین بڑے آثار و بلندی اور عمدہ مسالے سے تعمیر ہوئی ہے اور اسکے استحکام کے واسطے خام پشتہ ہے۔ بعض مقام پر اس دیوار کی بلندی چالیس فٹ ہے اور کنارے پر سنگین ہے اس تالاب کا رقبہ بارہ میل ہے اور عمق بھی بہت ہے الغرض یہ تالاب ہندوستان مین عمدہ چیزون مین سے ہے۔ اسکے سوا ریاست جودھپور مین کائلانہ اور ڈیڈوانہ سر ریاست جے پور مین پچپور اور ٹورڑی رام گڑھ واکیڑے کے تالاب ریاست بھرت پور مین موتی جھیل اور اٹل بندہ ریاست بیکانیر مین چھاپر ریاست جیسلمیر مین کانوڑ اور کھایا نہار ریاست کشن گڑھ مین گوندولاب اجمیر کے علاقے مین پشکر اور میسلہ اور آنا ساگر ہین۔

نوٹ جہانگیر اپنے تزک مین لکھتا ہے کہ مجھسے اجمیر مین لوگون نے کہا کہ پشکر تالاب کے عمق کی انتہا نہین ہے مین نے معلوم کروایا تو اسکا عمق بارہ گز سے زیادہ نہ تھا اور دو ڈیڑھ کوس کا۔

ندیان

راجپوتانے مین سب سے بڑی ندی چمبل ہے کہ وسط ہند سے قلعہ ہنگلاج گڑھ کے قریب اس ملک مین داخل ہوئی ہے اس قلعہ مین مہاراجہ ملکر اپنے معزز قیدیون کو رکھا کرتے تھے۔ کوٹہ اور بوندی کی ریاستون کو علیحدہ کرکے یہ ندی جیپور و قرولی و دھولپور و ممالک سینیھیلک کے درمیان سرحدی خطا بنی ہے قرب چارکوٹہ مین چمبل ندی نہایت خوبصورتی سے بہتی ہے عمیق پانی کا عمیق چشمہ سرسبز و خوشنما بلند پہاڑون کے درمیان لہرین مارتا ہوا آہستہ آہستہ چلتا ہے اس ملک مین شکاری جانور بکثرت ہین اور کوٹے کا رئیس اس شکار پر بہت نازان ہے اور اپنے مہمانون کو دارالریاست سے ایک گولی کی مار کے فاصلے پر اسکی سیر دکھاتا ہے کیونکہ سبز درخت پہاڑون کے خوشگوار سایے مین شیر لب آب آکر بیٹھتے ہین اور جب انکو آدمی جاکر جگاتا ہے تو کشتی کے سوار شکاری دریا مین سے بآسانی مار لیتے ہین۔

چمبل کا مخرج مالوے مین عرض بلد شمالی ۲۲ درجہ ۲۶ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۵ درجہ ۴۰ دقیقہ پر چھاونی مہو سے آٹھ نو میل جنوب مغرب مین ہے اور چھاونی مذکور سطح سمندر سے ۲۰۶۹ فٹ بلند ہے۔ اول شمال کو رہ ان ہوئی ہے کوہ بندھیاچل کا سلسلہ جہان سے چمبل نکلی ہے جنباوالا کہلاتا ہے اگرچہ مالکم صاحب نے لکھا ہے کہ یہ مخرج برائے نام ہے وہان سے پانی ہمیشہ نہین نکلتا ہے اور موسم گرما مین اکثر دور تک خشک رہتی ہے شاید ایسا ہی ہو مگر پندرہ میل کے فاصلے پر سڑک مہو دھار کے اچانہ منانہ کے گھاٹ پر ساٹھ فٹ عریض ہے اور تھوڑی بہت ہر موسم مین بہتی ہے اسی میل کے فاصلے پر اس مین جانب چپ سے ایک ندی سیکوچم پیلہ یا چیلا کہتے ہین

شامل ہوئی ہے اور وہان سے دس میل پر اُس مین واگیڑی ندی جنوب مغرب سے شامل ہوئی ہے وہان سے پندرہ میل پر قصبۂ قال کے قریب شمال مغرب کی طرف روان ہوئی ہے وہان سے چھ میل پر اُس مین ایک بڑی ندی مُنڈلانی شامل ہوئی ہے وہان سے ناگت واڑھ کے قلعہ کے گرد پھر کر دس میل تک جنوب مشرق کو بہی ہے وہان سے پندرہ میل کے فاصلے پر سیپرہ نامی ندی جگہ خود چمبل کی برابر ہے جانب راست سے اسمین شامل ہوئی ہے اتصال سیپرہ سے آٹھ میل پر اُسمین جانب راست سے چھوٹی کالی سندھ شامل ہوئی ہے اس مقام سے چمبل شمال مغربی سمت مین بہتی ہے اور وہان سے بیس میل پر اس مین جانب چپ سے سُوُ اور سارودے دو ندیان ملتی ہین یہان سے شمال مشرق کی طرف رجوع ہوکر برا سنہ درہ مکندرہ ہاڑوتی کی پست زمین مین داخل ہوئی ہے وہان پنچ اور مکندرہ کی سڑک کا گھاٹ ہے یہانسے چالیس میل پر اور اصل مخرج سے دوسو میل پر پھیل کر شکل جھیل ہوگئی ہے اور پھر اُسکے دوسرے کنارے سے پہاڑ مین تنگ اور عمیق دھار ہوکر نکلی ہے کل جھیل کی سطح بحر اس مقام کے جہان یہ دھار نشیب مین زور سے گرتی ہے ہموار رہتی ہے یہان سے اُتار شروع ہوا ہے اور آئندہ متواتر زینے کی طرح اترتی جاتی ہے اور شور وغل سنائی دیتا ہے اور عرض زیادہ ہوتا جاتا ہے آخرکار چار علیحدہ دھارین ہوگئی ہین۔ کچھ فاصلے پر چارون دھارین ایک غار مین جمع ہوئی ہین اور وہان سے آگے ایک مقام پر صرف تین گز کے عرض مین بڑے زور اور عمق سے بہتی ہے اور چند سو گز بڑھکر پانسو گز کا عرض ہوگیا ہے یہانسے پچاس میل کے فاصلے پر شہر کوٹہ کے نیچے چمبل بہت گہری ندی ہے کہ ہر موسم مین اُسکا عبور بذریعہ کشتی ہوتا ہے۔ اور ہاتھی بھی تیرکر نکلتے ہین۔ وہان سے پچیس میل کے فاصلے پر پارانور گھاٹ پر اُسمین پایاب اُترتے ہین یہان تین سو گز کا عرض ہے اور کنارے بلند ہین پارانور گھاٹ سے دس میل پر اُسمین ایک بڑی ندی کالی سندھ ملی ہے اور ۳۵ میل بڑھکر پارہتی کہ کالی سندھ کے متوازی ہے شامل ہوئی ہے اس اتصال سے بارہ میل پر چمبل کا رخ شمال سے مشرقی ہوگیا ہے اور بارہ میل پر سب سے بڑی ندی بناس کا اُس سے اتصال ہوا ہے یہان سے ۴۵ میل پر سڑک گوالیار و نصیرآباد کا گھاٹ ہے اور وہان سے ۵۵ میل پر دھولپور شہر کے نیچے جنوب مشرق مین گذری ہے اتصال بناس سے چمبل دریاے عظیم ہوگئی ہے اور بہت کم مقامات پر پایاب ہے۔ دھولپور کے نیچے ہمیشہ کشتی مین عبور ہوتا ہے۔ دھولپور سے ۴۵ میل بڑھکر جنوب مشرقی سمت مین روان ہوئی ہے اور وہان سے ۳۴ میل آئندہ قرب وجوار پر گودہ راستہ گوالیار واٹاوہ پر گھاٹ ہے مگر سمبر مین ہاتھی وانٹ پایاب اُترتے ہین اس سے جنوب مشرقی سمت مین ۳۵ میل روان ہوکر جانب راست عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ ۳۰ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۹ درجہ ۱۹ دقیقہ پر جمنا مین شامل ہوئی ہے چمبل کا طول ۵۷۰ میل بشکل نصف دائرہ ہے اور قطر قریب مغرب سے ۴۵ میل فرو تر اٹاوہ تک ۳۳۰ میل کا ہے پانی اس کثرت سے آتا ہے کہ اتصال جمنا پر چمبل موسم بارش مین بارہ گھنٹے کے اندر سات آٹھ فٹ چڑھ جاتی ہے اس مین کشتی رانی کبھی نہین ہوئی

سبب یہ کہ فی میل ڈھائی فٹ کا ڈھال ہے اس وجہ سے پانی بہت زور سے جاتا ہے اور تہ زمین کی چٹانوں کو ناہموار رہے۔

سلطنت مغلیہ کے زمانے مین وقت در پیش جنگ و جدل فوج کی آمدورفت کیواسطے جمبل بڑی عمدہ روک سمجھی جاتی تھی اور بابر نے اُسکا متواتر ذکر کیا ہے۔

کالی سندھ

یہ ندی مالوہ مین بندھیاچل پہاڑ کے جنوبی سمت مین عرض بلد شمالی ۲۲ درجہ ۳۶ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ۲۶ دقیقہ پر نکلی ہے نوے میل شمال مین بہکر اُسمین کنڈ کنڈہ ندی کہ وہ بھی بندھیاچل سے نکلی ہے شامل ہوئی ہے اور ساٹھ میل آگے بڑھکر آہو اور اجار ندیان اُسی طرف سے گاگرون کے قریب اُسمین ملی ہین اور ۳۵ میل آگے جانب راست سے پے وَتی کا اتصال ہوا ہے اس طرح ۲۲ میل طے کرکے وہ عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۳۰ دقیقہ اور طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ۲۳ دقیقہ پر جانب راست سے جمبل مین شامل ہوگئی ہے بمقام کنڈ کنڈ اس ندی کا اثنائے راہ کوٹہ وساگر عبور ہوتا ہے اور وہان ۴۵۰ گز کا عرض ہے۔

ماہی

بندھیاچل پہاڑ کے مقام مجھر اسے نکل کر پہلے مالوہ مین بہی ہے پھر بانسواڑہ۔ پرتاپ گڑھ اور ڈونگرپور کی سرحد پر بہتی ہوئی علاقہ ریوان کا نٹا مین جا نکلی ہے اسکے کنارے گلیا کوٹ بڑا گانون ہے جہان داؤدیہ بوہرون کے ایک بزرگ کا مزار ہے۔

آہو

یہ مالوہ مین ایک چھوٹی سی ندی عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۵۰ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ایک دقیقہ پر نکلی ہے اور شمالی سمت مین روان ہوکر اجار سے شامل ہوکر گاگرون سے بجانب چپ عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۲۶ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ۱۹ دقیقہ پر کالی سندھ مین شامل ہوئی ہے اثنائے راہ نصیر آباد و سراگر بلواڑہ پر آہو کا پایاب عبور ہوتا ہے۔

اجار

یہ بھی چھوٹی ندی ہے کہ وہ مکندرہ مین گھاٹہ سے بارہ میل مغرب مین عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۲۷ دقیقہ وطول بلد مشرقی ۷۵ درجہ ۴۴ دقیقہ پر نکلی ہے پچیس میل شمال مشرقی سمت مین اور بعد ازان ۱۵ میل جنوب مشرقی سمت مین بہکر اور مکندرہ کے جنوب مغربی گھاٹہ سے گذر کر اتصال کالی سندھ سے بارہ میل بمقام آہو مین شامل ہوئی ہے۔

نے وَج

مور سوگری اور گگرون سے نکلی ہے اس کا نام جَم نی رِی بھی ہے

بیتنج

یہ ندی ملک مارواڑ مین عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۲۰ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۵ درجہ ۱ دقیقہ پر نکلکر اور مشرقی رخ سے ریاست بوندی مین گذر کر بعد طے ۱۰۰ میل کے عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۳۶ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ۲۵ دقیقہ پر جمبل مین شامل ہوئی ہے۔

پاربتی مغربی

چونکہ مالوہ مین بھی ایک پاربتی ندی ہے اسلئے اسکو پاربتی مغربی اور اُس کو پاربتی مشرقی کہتے ہین۔ بندھیاچل پہاڑ کے شمالی سمت سے قصبۂ آشٹہ کے جنوب مین بیس میل پر عرض بلد شمالی ۲۲ درجہ ۵۴ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ۳۳ دقیقہ مین نکلی ہے۔ کل ۲۲۰ میل طول مین اول اسّی میل تک شمال مشرقی سمت مین اور بعد ازان مغربی سمت مین بہکر جانب راست سے عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۵۰ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ۴۰ دقیقہ پر جمبل مین شامل ہوئی ہے اس مین راستے مین اور بھی برساتی پانی شامل ہوتے ہین برسات مین ایسی چڑھتی ہو کہ پایاب بمشکل اترا جاتا ہے اور شاہ راہ کوٹہ و ساگر پر بمقام گگواس مخرج سے ڈیڑھ سو میل اُسکا پایاب عبور کرتے ہین وہان ڈیڑھ سو گز عریض ہے۔ یہان سے ساڑھ میل فوقر کلیان پورہ مین سڑک کوٹہ کالپی کا اُس سے تقاطع ہوا ہے پاربتی کی دو شاخین ایک اللاکھیڑہ سے اور دوسری دولت پورہ سے گذرہ مین ملی ہین۔

بناس مشرقی

چونکہ ایک بناس اور بھی ہے اسلیے اسے شرقی اور اُسے مغربی بولتے ہین۔ بناس مشرقی کوہ اراولی کے سلسلے واقع میواڑ سے چھاؤسا سے پانچ میل جنوب مغرب مین عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۲۷ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۳ درجہ ۲۸ دقیقہ پر نکلی ہے۔ اس ندی کی وجہ تسمیہ بَن یعنی جنگل اور آس یعنی امید و سنسکرت کے لفظون سے اسطرح نبلاتے ہین کہ کوئی پارسا گدرنی اس ندی کے پانی مین برہنہ غسل کرتی تھی یکایک اُسنے دیکھا کہ کوئی مرد اُسکے حسن کو دیکھ رہا ہے اسپر امداد غیبی کی خواستگار ہو کر ندی مین غرق ہو گئی یہ ندی ملک میواڑ مین ایکسو بیس میل کے فاصلے تک بہتی ہے اور اسمین جانب راست سے بیرس اور جانب چپ سے پوٹاسری شامل ہوئی ہے شمال مشرقی سمت مین بہتی ہے اور پھر جانب چپ سے اجمیر ندی اور چند نالے علاقۂ جیپور کے اسمین شامل ہوتے ہین۔ شہر ٹونک پر مخرج سے ۲۳۵ میل کے فاصلے پر اُسکا راستہ جنوب مشرق کو بدلا ہے پھر اُن پہاڑون سے جسمین قلعۂ رن تھنبور ہے گذر کر بعد طے ۳۲۰ میل عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۵۴ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ۵۰ دقیقہ پر جمبل مین شامل ہوئی ہے۔

بیترس یا بیترج

سلسلۂ اراولی پہاڑ سے ملک میواڑ مین قصبۂ گوگوندا سے چند میل مغرب مین عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۳۴ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۳ درجہ ۴۲ دقیقہ پر نکلی ہے اول شمال مشرق مین اور بعدہ جنوب مشرق مین بہتی ہوئی آگے

درمیان مین شہر اودیپور کے تالاب کا نالا اُسمین شامل ہوتا ہے پھر دیبا ری گھاٹے کے تالاب اودی ساگر مین مغرب کیطرف داخل ہوکر اُسکے جنوب مشرقی گوشے سے نکل کر خاص شہر چیوڑ تک زیادہ تر شمال مشرق مین بہتی ہی چیوڑ سے آگے شمال کیطرف زیادہ رجوع ہوئی ہے آخرکار عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۱۴ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۵ درجہ ۶ دقیقہ پر جانب راست سے بناس مین شامل ہوئی ہے۔

مبھیر

مالوہ مین قصبۂ بنا بیڑہ سے ۲۲ میل جنوب مغرب مین عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۲۰ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۴ درجہ ۴۰ دقیقہ سے نکلی ہے اور ۴۵ میل تک شمال مغربی سمت مین بہکر چیوڑ سے نصف میل مغرب مین عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۵۳ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۴ درجہ ۴۴ دقیقہ پر بیرس ندی مین شامل ہوئی ہے۔

ہان گنگا یا اُٹنگن

شمال مشرقی راج جیپور کے پہاڑون مین ایک مقام نند کنڈ سے قریب قصبۂ بیڑاٹھ کے نکلی ہے فاصلہ راز تک تو صرف بطور برساتی نالے کے سمجھی جاتی ہے مخرج سے اسّی میل کے فاصلے پر قریب مان پورہ چھ سو گز عریض ہوجاتی ہے ساٹھ میل پر اُسمین گمبھیر جانب راست سے شامل ہوئی ہے اس موقع اتصال سے ۲۳ میل مخرج سے ۳۷ میل اُس سے سڑک آگرہ و گوالیار متقاطع ہے آخرکار جانب راست سے عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ طول بلد مشرقی ۷۸ درجہ ۳۳ دقیقہ پر ۲۲۰ میل طے کرکے جمنا مین شامل ہوئی ہے یہ ندی صرف برسات مین بہت زور سے بہتی ہے گرمی مین خشک رہتی ہے اور ریت بکثرت ہے۔

ساگرمتی

اجمیر سے مشرق کیطرف پہاڑون کا پانی جو اول تالاب پشیلہ اور بعد ازان آنا ساگر سے گذر کر گوبند گڑھ کی طرف روان ہوتا ہے اس نام سے مشہور ہے اور گوبند گڑھ پر سرستی مین شامل ہوکر اُسکا نام لونی ندی ہوجاتا ہے۔

سرستی

موضع نوان علاقہ مارواڑ کے پہاڑ سے نکلی ہے اور پشکر کے تالاب سے گذر کر جنوب مین بجانب گوبند گڑھ روان ہوئی ہے وہان اسکا ساگرمتی سے اتصال ہوکر لونی نام ہے۔

لونی

قصبۂ پوہکر قریب اجمیر سے مغرب مین کوہ اراولی کے مغربی سمت سے عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ ۳۰ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۴ درجہ ۴۶ دقیقہ پر نکلی ہے۔ اور ساگرمتی و سرستی دو ندیان بمقام گوبند گڑھ ملکر اس نام سے مشہور ہوئی ہین اور وجہ تسمیہ یہ ہے کہ زمین کی خاصیت سے اس کا پانی نمکین ہے اُس لیے لونی یعنی نمکین نام پایا ہے کوہ اراولی سے متوازی جنوب مغرب کی طرف بہتی ہے اور اثنائے راہ مین اُسمین بہت سی ندیان اور نالے شامل ہوتے ہین اس طرح علاقہ جودھپور کے جنوب مشرقی زرخیز ملک مین روان ہوکر بحر رن

تین سو میل کے کچھ کے رن مین گر کر سمندر مین شامل ہوئی ہے اسکا طول ۳۲۰ میل ہے۔

سابرمتی

یہ ندی قصبۂ میرپور علاقۂ اودے پور مین عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۴۴ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۳ درجہ ۳۰ دقیقہ پر نکلی ہے اور دو سو میل جنوبی سمت مین طے کرکے خلیج کیمبے مین عرض بلد شمالی ۲۲ درجہ ۲۰ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۲ درجہ ۲۱ دقیقہ پر گری ہے۔

سوکری

یہ ندی عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ طول بلد مشرقی ۷۳ درجہ ۲۴ دقیقہ پر نکل کر اور مغربی سمت مین علاقۂ گوڈواڑہ جودھپور مین ۱۳۰ میل کا فاصلہ طے کرکے عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۲ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۱ درجہ ۴۱ دقیقہ پر لونی ندی مین شامل ہوتی ہے

بناس مغربی

کوہ اراولی کی مغربی سمت مین حدود اودے پور اور گوڈواڑ علاقہ جودھپور پر شہر اودے پور سے چالیس میل شمال مغرب مین عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۵۸ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۳ درجہ ۲۰ دقیقہ مین نکلی ہے اور ۱۸۰ میل جنوب مغربی سمت مین بہکر عرض بلد شمالی ۲۳ درجہ ۴۰ دقیقہ اور طول بلد مشرقی ۷۱ درجہ ۱۵ دقیقہ پر کچھ کے رن مین داخل ہوئی ہے۔ ڈیسہ کی چھاونی اُس ندی کے کنارے پر واقع ہے۔

کھاری

یہ ندی ملک مہواڑ کے پہاڑون سے عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۳۲ دقیقہ اور طول بلد مشرقی ۷۳ درجہ ۵۸ دقیقہ پر نکلی ہے اور مشرقی سمت مین اس ضلع کی جنوبی سرحد پر قریب ۳۰ میل بہکر مشرقی سرحد پر علاقۂ جیپور مین بناس ندی سے شامل ہوئی ہے۔ موسم برسات مین چڑھتی ہے دوسرے موسمون مین پانی کم رہتا ہے خصوصاً گرمی مین اکثر خشک ہو جاتی ہے بسبب شوریت زمین کے سبھی آمیز ہے اور پانی کھاری ہے اور یہی ندی کی وجہ تسمیہ ہے پانی پینے کے کام مین مطلق نہین آتا البتہ اُس سے آبپاشی کا فائدہ ہے۔

دائی

راج گڑھ کے پہاڑ سے نکلی ہے اور علاقۂ جیپور مین جاکر بناس مین شامل ہو جاتی ہے جس سال بارش زیادہ ہوتی ہے پھاگن تک پانی جاری رہتا ہے اور اُسی مین علاقۂ بھناے ضلع اجمیر کے ندی نالون کا پانی شامل ہوتا ہے۔

بلاڑ والی

اجمیر مین موضع بوڑہ کے پہاڑ سے نکلی ہے اور بیاور کی ندی مین شامل ہو کر بار واڑ کو جاتی ہے صرف موسم برسات مین جاری ہوتی ہے اس ندی سے بہت تالابون مین پانی بھرتا ہے۔

انکے سوا کوٹاسری۔ بانڈی۔ سابی۔ اور کاٹلی وغیرہ چھوٹی اور برساتی ندیان اور بہت ہین کہ ذکر انکا حسب موقع ہر ریاست کے ساتھ جسمین وہ واقع ہین آئیگا۔

آب وہوا

آب وہوا اس قطعہ ملک کی گرم اور معتدل ہے لیکن مشرقی راجپوتانہ اور گوشۂ جنوب ومشرقی کی آب وہوا مضر صحت ہے بخار اور مہیضہ کی بیماری ذرا سے مادے سے پھیل جاتی ہے۔ میواڑ کے علاقے مین رشتہ (نارو) کی بیماری شدت وکثرت سے ہوتی ہے۔ مغرب اور شمال ومغربی حصے مین بعض بعض جگہ پانی خراب وزہریلا ہے اور ہوا وہان کی گرم اور آسمان پر گرد وغبار ہر وقت طاری رہتا ہے۔ بارش کا تخمینہ سال بھر مین پچیس انچ ہے لیکن مغربی راجپوتانہ مین بارش بہت تھوڑی ہوتی ہے۔ علاقۂ جیسلمیر مین بارش کبھی سات آٹھ انچ سے زیادہ نہین ہوتی برخلاف اسکے اطراف مالوہ کی سرزمین مین چالیس اور پچاس انچ تک بارش سال بھر مین ہوجاتی ہے۔ آبو پہاڑ جو سطح سمندر سے پانچہزار فٹ بلند مقام ہے آب وہوا کی عمدگی کے سبب سے راجپوتانے کا بہشت کہنا چاہیئے۔ ایجنٹ گورنر جنرل گرمی کے موسم مین یہین رہتا ہے۔ راجپوتانے کے راجہ مہاراجہ رئیس وحکام انگریزی سیر وتفریح کی غرض سے آبو پر آتے ہین۔ آبو پر سال مین ۶۰ سے ۱۵۰ انچ تک بارش ہوتی ہے۔

پیداوار زمین

راجپوتانہ اگرچہ پہاڑی ریگستانی خطہ ہے تاہم شرقی راجپوتانہ اور گوشۂ شرق وجنوب مین زمین عمدہ وزرخیز ہے ہر قسم کے اناج کے علاوہ روئی اور افیم وغیرہ سبھی چیزین پیدا ہوتی ہین مگر مغربی راجپوتانہ اور شمالی ومغربی حصہ بالکل اجاڑ ریتلا ہے اس مین ریت کے بہت بڑے بڑے ٹیلے ہین اور کوسون تک پانی یا آبادی کا نام تک نہین برسات موقع پر عمدہ ہوجائے تو موٹھ باجرا اور اسی قسم کے ادنے اناج سال بھر مین ایک دفعہ صرف خریف مین پیدا ہوتے ہین وسط راجپوتانہ بھی گو پہاڑی رقبہ ہے مگر وہان خریف وربیع دونون فصلین پیدا ہوجاتی ہین۔

کان یا معدن

راجپوتانہ مین کانین بہت ہین ریاست بیکانیر مین پتھر کا کوئلہ اور طباشیر مٹی نکلتی ہے ریاست جودھپور مین مقام مکرانہ مین سنگ مرمر نکلتا ہے ریاست جیسلمیر مین مختلف رنگ کے پتھر نکلتے ہین ریاست کشن گڑھ اور راج محل علاقہ جیپور مین تانبڑے کی کانین ہین ڈونگرپور مین سنگ موسے (کالا پتھر) کی عمدہ کان ہے۔ کھیتڑی اور شیخاوٹی علاقۂ ریاست جیپور کے کئی مقامات مین نیلا تھوتھا اور پھٹکری کثرت سے نکلتی ہے اجمیر مین سیسے کی کان ہے۔ بھرت پور۔ قرولی۔ الور۔ جیپور۔ جودھپور اور کشن گڑھ وغیرہ مقامات مین سرخ۔ سفید اور سیاہ رنگ کا عمارتی پتھر بہت نکلتا ہے اور لوہا۔ تانبا۔ جست اور ابرک کی بھی کانین ہین اودیپور مین سرخ ابرک کی کان ہے اور بھیلواڑے مین تانبڑے کی کان ہے۔

قابل دید مشہور مقامات

راج سروہی کے مقام **ابو** مین موضع دیلواڑہ واقع ہے یہان جین مذہب کے مندر بہت عمدہ عمدہ ہین کوہ آبو قدیم سے پرستش گاہ ہے دیلواڑے مین کہ وسط پہاڑ پر گرو شکھر سے پانچ میل جنوب مغرب مین ہے جینیون کا عظیم الشان مندر واقع ہے ایک مندر چار پرستش گاہ لکل ضلیب آپسمین متقاطع ہین اُن مین سب سے بڑی عمارت مغرب بیکاف رکھب دیو کا مندر کہلاتی ہے بقول کرنل ٹاڈ یہ مکان ہندوستان کے کل مندرون سے بڑا ہے اور آگرے کے تاج گنج کے سوا کوئی عمارت اُس کی برابر نہین ہوسکتی کہتے ہین کہ اس مقام پر پیشیر ناتھ اور وِمَلشَہ کے مندر تھے۔ اس مندر کے بنانے والے نے کل روپیہ بچھا کر اور اُس روپے کو بطور قیمت زمین حاکم سروہی کو دیکر زمین خریدی سیرونی عمارت کے بڑے کمرے مین مُٹھ کے مختلف دھاتون سے مرکب جینیون کے دیوتا کی مورت ہے اور مندر کے محاذی ہیل ساہ یعنے ساہوکار انہل واڑھ اس مندر کے بنانے والے کی پرتمان ہے یہ عمارت سمبت ۱۰۸۸ کی بنی ہوئی ہے دوسرا نیم ناتھ کا مندر ہے اُسکے کہنے سے سمبت ۱۲۹۳ (مطابق ۱۲۳۶ء) کا بنا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اور باقی سندر صرف چار سو برس سے کچھ زیادہ کے بنے ہوئے اور اُن سے کمتر درجے کے ہین مگر اب سب خراب ہوتے جاتے ہین۔ مندرون کے پاس چھوٹا سا خوش نما تالاب ہے۔

بھرت پور مین **ڈیگ** کی بھون اور کامہ ن کے دیو مندر دیکھنے کے لائق ہین **جیپور** اور اُسی کے متعلق مقامات مین عمدہ عمدہ عمارات ہین جو دھیور کی عمدہ عمارات **بھلوڈی** اور **ان پور** کے جین مندر میرتہ مین مسجد اور ناگور مین سلطان التارکین قاضی حمید الدین صاحب کی درگاہ **اوڈیسہ** مین سفید گھٹائی کی ہوائی تکلی اور سفید سنگ مرمر کے محلات اور بنائے ہوئے تالاب اور اُنکے اندر محلات اور ناتھ دوارہ و کانکڑولی و اَبُو لنک اور رکھب دیو کے مندر **بیکانیر** کا تالاب اور **لال گڑھ** اور **کشن گڑھ** مین ریاست کے محلات اور سندر جیسلمیر کا گڑھ اور جین مندر اجمیر مین خواجہ صاحب کی درگاہ اور سونے کا مندر اور ڈھائی دن کا جھونپڑا۔ **کوٹہ** اور **بوندی** مین حکمران رئیسون کے محلات عمدہ ہین۔

صنائع

جیپور مین سنگ مرمر اور سنگ موسے کے بت۔ لاکھ کا چوڑا اور پیتل کے برتن اچھے بنتے ہین

سانگانیر مین چھینٹ اچھی چھپتی ہے۔

کشن گڑھ کا کھارو اعمدہ اور پختہ رنگ کا ہوتا ہے۔

پالی مین ہاتھی دانت کے چوڑے اور کھانے کا تمباکو اور سونگھنے کی ناس عمدہ ہوتی ہے۔

ناگور مین پیتل اور لوہے کا کام اچھا بنتا ہے۔

میرتہ مین عمدہ گھنگی (برساتی) بنتی ہے خس جو ایک خوشبودار جڑ ہوتی ہے اسکے برتن بہت عمدہ بنتے ہین۔

بیکانیر لوئی اور مصری کے لیے مشہور ہے۔

سروہی کی تلوار اور پیش قبض مشہور ہے۔
بوندی کی کٹار مشہور ہے۔
بھرتپور مین ہاتھی دانت کے چنور بنتے ہین۔
قرولی مین سنگ سرخ کے پیالے اور کوندیان تیار ہوتی ہین۔
مکرانہ مین سنگ مرمر کے اور جیسلمیر مین مختلف رنگ کے پتھرون کے اور ڈونگرپور مین سنگ موسے کے برتن میز کرسیان۔ سنگ مزار۔ رج بالیتن قبر اور چوکھٹ کواڑ بہت اچھے بنتے ہین۔
پرتاب گڑھ مین کاچ پر مینا کاری اور سونے کا کام نہایت تحفہ ہوتا ہے اسکے بوتام وغیرہ اچھے بنتے ہین۔
اودیپور مین سنہری اور روپہلی چھپائی خوبصورت ہوتی ہے۔
بھیلواڑے مین تانبے اور پیتل کے برتن نیز قلمی عمدہ ہوتی ہے۔
شیخاوائی مین چمڑے کی چھاگلین اور دیگر اشیا اچھی بنتی ہین۔
کوٹہ کے سوتی دوپٹے۔ مجودی اور ڈوریا بہت عمدہ مشہور ہین۔
اجمیر مین چمیلی اور بیلے کا خوشبودار تیل اچھا تیار ہوتا ہے۔

ریلوی لائن

سب سے لمبی ریلوی سڑک اس صوبہ مین راجپوتانہ مالوہ ریلوی ہے۔ یہ لائن دہلی سے احمد آباد علاقہ گجرات تک جاری ہے۔ الور۔ باندی کوئی۔ جیپور۔ پھلیرا۔ کشن گڑھ۔ اجمیر بیاور۔ سوجت۔ کھارچی اور آبو روڈ بڑے اسٹیشن ہین۔
باندی کوئی گوڑھ براہنچ یہ لائن باندی کوئی سے بھرت پور اور اجمیرہ ہوتی ہوئی آگرے تک جاری ہے اور اجمیرہ اسٹیشن سے اسی کی ایک شاخ متھرا ہوتی ہوئی ہاتھرس (منڈھو) پر ایسٹ انڈین ریلوی لائن کو کراس کرکے فرخ آباد اور قنوج ہوکر کانپور کو چلی گئی ہے۔
اجمیر کھنڈوہ براہنچ اجمیر سے جاری ہوکر نصیر آباد دیتوڑگڑھ ہوتی ہوئی مالوہ کو گئی ہے اور اسی کی ایک شاخ چیتوڑگڑھ اسٹیشن سے اودیپور کو گئی ہے یہ ٹکڑا ریاست اودیپور کا ہے اور تمام بندوبست اسکی طرف سے ہے۔
بیکانیر میرتہ روڈ پھلیرا براہنچ سانبھر۔ ناوان۔ میرتہ روڈ۔ ناگور بیکانیر اور سورت گڑھ ہوتی ہوئی بھٹنڈا تک چلی گئی ہے۔ اس شاخ کا آخری حصہ ۲۴۵ میل کے قریب مہاراجہ بیکانیر کی حدود کے اندر ہین کا ہی اور تمام بندوبست ریاست ہی کی طرف سے ہے۔
مارواڑ ریلوے لائن۔ راجپوتانہ اسٹیٹ ریلوی کے جنکشن کھارچی سے پالی لونی جنکشن جودھپور ہوتی ہوئی میرتا روڈ پر پھلیرا براہنچ مین جاملی ہے۔
مارواڑ سندھ ریلوی لونی جنکشن سے بالوترا اور باڑمیر ہوتی ہوئی سندھ کو جاتی ہے اسی کی

دس میل لمبی ایک شاخ بالوترا سے بچ بھدرا کو گئی ہے یہ لائن اور ماواڑ ریلوی لائن دونون جودھپور ریاست کی ملکیت ہین۔

پھلیرہ ریواڑی کارڈ لائن یہ لائن پھلیرہ سے بدھالا۔ کشن گڑھ۔ ریواں۔ سری مادھوپور ہوکر ریواڑی مین راجپوتانہ مالوہ ریلوے سے مل گئی ہے۔

متھرا ناگدہ ریلوی متھرا سے بھرتپور۔ ہنڈون۔ سوای مادھوپور۔ کوٹہ اور جھالرا پاٹن کے پاس ہوکر ناگدا تک گئی ہے۔

سوائی مادھوپور برانچ یہ لائن جیپور سے شروع ہوکر سوائی مادھوپور کے پاس متھرا ناگدہ ریلوی مین جا ملائی ہے۔

دگانہ حصار ریلوی یہ لائن دگانہ سے سجان گڑھ۔ رتن گڑھ اور چورو دونیرہ مین ہوتی ہوئی حصار تک گئی ہے

سلسلۂ تعلیم

بنگال وغیرہ اطراف کی طرح راجپوتانے مین کوئی یونیورسٹی نہین ہے لیکن جیپور۔ جودھپور۔ الور۔ بھرتپور۔ اودے پور۔ بیکانیر اور کوٹے کی ریاستون مین انگریزی۔ سنسکرت۔ اردو۔ اور فارسی کی تعلیم کے لیے انتظام ہے کالج اور اسکول حکمرانون کی طرف سے قائم ہین۔ بعض بعض ریاستون مین رؤسا کے لڑکون کی تعلیم کے لیے نوبل اسکول اور لڑکیون کی تعلیم کے واسطے گرل اسکول بھی ہین لیکن ابتدائی تعلیم کو باقاعدہ اور مسلسل کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ اجمیر۔ جیپور۔ جودھپور۔ اور اودے پور مین کالج ہین اجمیر مین سادھو رکا کالج ابھی چھوٹا اور نیا ہے۔ الور۔ کوٹہ۔ بیکانیر اور قرولی وغیرہ مین صرف ہائی اسکول ہین تحصیل اور قصبون مین علاوہ دیہاتی انگریزی اور دیسی تعلیم کے واسطے اسکول ہین) دیہات مین پنڈت اور جتی لوگ خانگی طور پر دیسی بول چال کے مفرد مرکب حروف و الفاظ لکھ کر لڑکون کو پڑھاتے سکھلاتے ہین اور زبانی حساب بھی سکھلاتے ہین۔

معززرئیسون کے لڑکون کی تعلیم کیواسطے اجمیر مین میو کالج اور یورپین سوجرون کے بچون کی تعلیم کے واسطے کوہ آبو مین لارنس اسکول قائم ہین۔

منصب

شہنشاہ اکبر کے عہد مین دہ باشی یعنی دس سوارون کے افسر سے لیکر پنجہزاری یعنی پانچہزار سوارون کے افسر تک کے عہدہ دار تھے اخیر مین صرف مرزا راجہ مان سنگھ بطور ایک غیر معمولی عنایت کے منصب ہفت ہزاری پر سرفراز کیا گیا اسکے بعد امرا کی انتہائی ترقی کا درجہ ہفت ہزاری مقرر کیا گیا۔ ہندو امرا مین سوائے مرزا راجہ مان سنگھ کے کوئی امیر شہنشاہ جلوس شاہجہانی تک منصب پنجہزاری سے زیادہ نہین پر سکا مگر دو اخیر مین مرزا راجہ جے سنگھ اور مہاراجہ جسونت سنگھ کو منصب ہفت ہزاری کا اعزاز حاصل ہوا۔ تنخواہ منصب کے لحاظ سے مقرر تھی ہر منصب دار کو باندازہ اپنے منصب کے گھوڑے ہاتھی اونٹ خچر اور چھکڑے مقررہ تعداد کے موافق اپنے پاس

موجود رکھنا لازمی امر تھا فوج کی تنخواہ جو اُسکو رکھنی پڑتی تھی سرکار شاہی سے علٰحدہ ملتی تھی - چار پائے کا نصف خرچ خزانۂ شاہی سے ملتا تھا سوار کی تنخواہ بلحاظ قسم گھوڑا ۱۲ روپے سے ۳۰ تک تھی پیادے چھ روپے سے بارہ روپے تک تنخواہ پاتے تھے -

سوار اگر طاقت رکھتا تو ایک گھوڑے سے زیادہ بھی رکھ سکتا تھا انتہا ۲۵ گھوڑے تک پھر تین گھوڑے سے زیادہ کی اجازت نہ تھی -

تین قسم کے سوار ہوتے تھے یک اسپہ و دو اسپہ و سہ اسپہ دو اسپہ وہ شخص جسکے ذاتی دو گھوڑے ہوں دوسری عبارت مین وہ شخص جسکے دو گھوڑے رسالے مین نوکر ہوں اور باری باری سے ایک ایک سے کام لے دو گھوڑے ایک شخص کے نوکر ہونے سے یہ مراد نہین کہ ایک اُسکے نام سے نوکر ہوتا اور دوسرا بارگیر کے نام سے بلکہ دونو پر ایک شخص کا نام ہوتا جو دونون کا مالک ہوتا اسی پر سہ اسپہ کو تصور کرنا چاہیئے -

تقسیم تاریخ راجپوتانہ

راجپوتانے کا ہر ایک علاقہ مختلف ناموں سے مشہور ہے لیکن دراصل چار بڑے حصے میواڑ - ڈھونڈھار - مارواڑ اور ہاڑوتی سمجھنے چاہئین باقی انھین کی شاخین ہین - اسلئے مین نے اس کتاب مین چار باب باندھے ہین دلوی فسبلی اورنگ زیب عالمگیر پر ایک نظر غور کتے ہین کہ ہندوون مین زور و قوت کے تین مرکز تھے جیپور جودھپور اور اودیپور ان مین سے جیپور اور جودھپور بادشاہ کے بالکل مطیع ہوگئے تھے لیکن اودیپور کی یہ حالت تھی کہ ابتدا سے لیکر اورنگ زیب کے زمانے تک حملے کے وقت اُسکی گردن جھک جاتی تھی لیکن جیسکہ حملہ آور چلے جاتے تھے تو پھر وہی سرکش کا سرکش جیسا کہ وہی شبلی نے اورنگ زیب عالمگیر پر ایک نظر مین لکھا ہے -

باب اول تاریخ میواڑ مین

اس باب مین ریاستہاے اودیپور - شاہ پور - ڈونگر پور - بانسواڑہ اور پرتابگڈھ کا حال ہے چونکہ اس ملک کا سب سے بڑا حصہ اودیپور والونکے قبضے مین ہے اس لئے عام طور پر راج اودے پور کو ہی میواڑ کہا جاتا ہے اور باقی ریاستین اپنی دار الریاستہ کے نام سے مشہور ہین -

فصل اودیپور کے بیان مین

جغرافیہ

ریاست اودیپور میواڑ مین اول درجے کی ریاست ہے اسکے شمال مین اجمیر کا انگریزی ضلع میواڑہ ادگو ڈواڑ علاقہ جودھپور - مغرب مین گوڈواڑ - مروہی - مہی کانٹہ - جنوب مین بانسواڑہ - ڈونگر پور - پرتابگڈھ مشرق مین جاؤد اور پیمچ علاقہ گوالیار - نیا ہیڑہ پرگنہ ٹونک کوٹہ بوندی اور جے پور کے چند دیہات واقع ہین خطوط عرض بلد ۲۳ درجہ ۲۰ دقیقہ اور ۲۵ درجہ ۵۶ دقیقہ اور طول بلد مشرقی ۷۴ درجہ ۵۰ دقیقہ اور ۷۵ درجہ ۳۸ دقیقہ کے درمیان واقع ہے اس کا طول شمال سے جنوب کو ۱۵۰ میل اور عرض ۱۳۰ میل

رقبہ بارہ ہزار چھ سو اکانوے میل مربع اور ایک روایت کے بموجب گیارہ ہزار چھ سو چودہ میل مربع اور یہ بھی دیکھا ہے کہ اسکا رقبہ تخمینا ۱۲۷۵۳ میل مربع ہے آبادی ۱۹۱۱ء مین ۱۲۵۱۸۲۷ تنفس تھی اس ملک کے شمال سے مغرب کو اربلی پہاڑ دیوار کیطرح چلا گیا ہے جسکے سلسلے سواے شرقی علاقے کے سب جگہ پھیلے ہوئے ہین آمدنی اودیپور کی سیاحت ہند مین حافظ عبدالرحمن امرتسری نے ۲۶ لاکھ روپے کی لکھی ہے لیکن اسوقت انگریزی رپورٹ کے بموجب چالیس لاکھ روپے سالانہ کی ہے اور وجہ اس تفاوت کی یہ نظر آتی ہے کہ حافظ عبدالرحمن کی سیاحت کے وقت اودیپوری روپیہ جسپر شاہ عالم بادشاہ غازی کا لفظ مسکوک ہے انگریزی روپے سے کم قیمت کو چلتا ہوگا اور اندرون تجارت کی وجوہات سے اسکی قیمت چڑھکر انگریزی روپے کی قیمت اندرون ریاست مین گر گئی ہے شمالی و مغربی علاقہ جسکو ضلع کو نبھل میر کہا جاتا ہے پہاڑیون سے بھرا ہوا اور بلند ہے لیکن اسکی زمین نہایت سرسبز ہے جسمین گنا اسقدر کثرت سے پیدا ہوتا ہے کہ دوسری جنس کے لئے جگہ کم ملتی ہے اور بعض طرف پہاڑی چشمے ہمیشہ جاری رہتے ہین جنکے گرد سایہ دار درخت عمدہ معلوم ہوتے ہین جابجا آم کے درخت شریفے کے جنگل اور مختلف پھل پھولونکے جھاڑ آدمیون بغیر عجب لاوارث نظر آتے ہین جنمین مشیار لنگور اور ریچھ وغیرہ جانور اپنا گذر کرتے ہین ویران مقامات کے میوے اکثر اپنے درختونپر سے بلا قیمت لے لیے جاتے ہین جو آبادی مین جاکر بکتے ہین۔ میواڑ کے مغرب و جنوب مین بھی کثرت سے پہاڑ اور جھاڑی ہے لیکن زمین شمالی علاقے کے موافق سرسبز و عمدہ نہین ہے بھیلون وغیرہ کی آبادی اسی طرف زیادہ ہے مغربی علاقے مین سرو ہی کی سرحد جوڑہ۔ اور گھنہ اور پانٹرہ وغیرہ ایسے سردارونکی جاگیرین ہین جو خراب علاقے اور جنگلوی کے سبب قوانین خدمت گذاری کے کم پابند ہین اس خاص علاقے کو بھومٹ یعنی زمیندارہ کہتے ہین اور انکی کارروائی چھاونی کھیرواڑہ کے کمانیر کی معرفت راج کے متعلق ہوتی ہے جنوبی علاقے سے مشرق کیطرف بھی پہاڑ اور جھاڑی ملی گئی ہے جسمین سلومبر۔ سادڑی اور کانوڑ وغیرہ سردارونکے علاقے ہین۔ انکے بعد کسیقدر پرتاب گڑھ اور اکثر جاوڑ و نیمچ کا علاقہ حائل ہوکر ہنگیر پور۔ بھینسرو ڈگڑھ اور بجولیا وغیرہ کی جاگیرین اور مانڈلگڑھ و جہازپور وغیرہ خالصہ کے پڑ گئے آجاتے ہین۔ جنکے شرقی طرف کوٹہ و بوندی کی ریاستین پھیلی ہوئی ہین ان تمام مقامات مین کثرت سے اُجاڑ اور پہاڑ ہونے کے سبب بغیر ضابطہ (محافظ) کے امن نہین ملسکتا۔ گوشۂ مشرق و شمال یعنی پرگنہ جہازپور۔ شاہ پورہ و اجمیر کی طرف سے اکثر ہموار اور زیادہ آباد عمدہ زمین آتی ہے جسکو اس ملک کے لوگ خاص میواڑ کہتے ہین اور جسمین بہت کچھ پیداوار کی ترقی ہوسکتی ہے اس صاف علاقے مین بھیلواڑہ۔ راسمی۔ چوڑو ناگور وغیرہ خالصے کے پرگنے اور بنیرہ و کھیولہ جاگیر شاہ پورہ وغیرہ کئی سردارون کے ٹھکانے واقع ہین۔ یہ ہموار زمین جنوب و مغرب کی طرف جاکر سو میل لمبائی کے بعد خاص اودیپور سے آٹھ میل فاصلے پر ختم ہوتی ہے۔

تالاب

تالاب بھی میواڑ کی خوبیون مین سے ہین جن کی اس ملک کو بڑی ضرورت تھی انمین سے بہت بڑے پانچ تالاب ہین۔

اودے ساگر دارالریاست سے چھ میل مشرقی طرف ایک ندی کے بہاؤ پر پہاڑی گھاٹی کے پاس پہاڑ مین رانا اودے سنگھ نے بند بندھوا کر یہ تالاب بنوایا۔ جوگرمی مین شکار اور سیر کی جگہ سمجھا جاتا ہے جس سے نام تالاب کا اسی رانا کے نام پر رکھا گیا ہے اسکو تین طرف پہاڑون نے گھیر رکھا ہے اور چوتھی طرف اودے سنگھ نے ایک دیوار مضبوط و بلند اور لمبی چوڑی بنائی ہے آبشارہاے غریب نظارہ فریب گرتے ہین جن سے دہشت و حیرت ہوتی ہے۔

راج سمند رتین میل مشرق و شمالی جانب ہے اسکو رانا راج سنگھ نے اپنے راج کے ساتوین برس مین جبکہ قحط اور وبا پھیلی ہوئی تھی رعایا کی مدد کے واسطے ایک ندی کو روکنے کے بعد ننانوے لاکھ روپے کا چندہ جمع کرکے سات سال مین تیار کرایا روپیہ کا زیادہ حصہ خوشی اور خیرات مین صرف ہوا اگر سب رقم تالاب مین لگتی تو بہت زیادہ رونق دار بند وغیرہ بنجاتے اسی تالاب کے کنارے پر ایک قصیدہ راج نگر بھی رانا کے نام پر بسایا گیا جو اب ایک پرگنے کا صدر مقام گنا جاتا ہے اس تالاب کی پال کو توچوکی کہتے ہین اور جسکے برجون مین رانا کی تعریف کے شعر کالے پتھر و سنگ مرمر کے لگے ہوے ہین اس سے میواڑ کی پرانی کاریگری معلوم ہوتی ہے اور جسکو دیکھنے کے لیے انگریز لوگ اور دوسرے مالدار آدمی کئی مکانون سے آتے ہین۔

جے سمند رتالاب جسکو ڈھیبر بھی کہتے ہین اور جس سے بڑا کوئی تالاب ہندوستان مین نہین ہے اودیپور سے چونتیس میل جنوبی طرف پہاڑی علاقے مین رانا جے سنگھ نے بنوایا ہے مگر یہ تالاب باعتبار صنعت راج نگر کے تالاب سے عمدہ نہین ہے اس بند کی دیوار طول مین دو میل سے کم نہین ہے بڑے آثار اور بلندی و عمدہ مسالے سے تعمیر ہوا ہے اور اسکے استحکام کے واسطے خام پشتہ ہے بعض مقام پر اس دیوار کی بلندی چالیس فیٹ ہے اور کنارے پر سنگین ہے اس تالاب کا رقبہ بارہ میل مربع ہے اور عمق بھی بہت ہے۔

پچھولا یہ پرانا بڑا تالاب خاص اودیپور شہر کے مغربی طرف کئی میل کی لمبائی مین پھیلا ہوا ہے ابتدا مین اسکو ایک ہندو بنجارے نے ایک پہاڑی نالے کو روک کر بنوایا تھا پھر پچھلے والیان ملک نے اسکو اسی طرح رہنے دیا اور عدیم النظیر ہے بہت چوڑا چکلا گہرا ہے بڑی پرفضا جگہ ہے۔ اس تالاب کے اندر پہاڑی قطعات پر بنے ہوئے دو مکان جو جگ مندر اور جگ نواس کے نام سے مشہور ہین بہت عمدہ معلوم ہوتے ہین جگ مندر کو رانا جگت سنگھ اول نے اور جگنواس کو رانا جگت سنگھ دوم نے بنوایا ہے اسکے شمال مین ایک اور بڑا تالاب ہے جو فتح ساگر کے نام سے مشہور ہے اسکی پال پر اچھے محل و برج بنے ہین اگرچہ

یہ تالاب پہلے سے تھا مگر پال (بند کی دیوار کے) ٹوٹ جانے سے پانی نہیں ٹھہرتا تھا مہاراناً فتح سنگھ نے اسکی پال زسر نو بنوا کر فتح ساگر سے موسوم کیا اسکی پال کے نیچے بھی سیلیون کی باڑی دیکھنے کے لائق ہے اسکے سوا گھاسا کا تالاب اور بڑی کا تالاب اور مانڈل کا تالاب اور کپاسن کا تالاب وغیرہ اور کئی چھوٹے تالاب ہین۔

ندیون کا حال

میواڑ مین خاص اتنی ندیان ہین۔ کھاری۔ کوٹھاری۔ بناس۔ بیڑچ۔ گمبھیری۔ چندربھاگا۔ مانسی گومتی۔ چمبل۔ آڑکی ندی۔ دوسری گومتی۔ جام۔ اور سوم ندی لیکن وہ ندیان بڑی اور کھیتی کے لیے مفید ہین جو اریلی پہاڑ سے نکلکر مشرقی حصے مین بہتی ہوئی چنبل دریا سے جاملتی ہین۔ ان کے نکاسون کی تفصیل اس طرح ہے۔

کھاری ندی دیوگڑھ کے پاس سے نکل کر آسیندھ اور ہوڑ پٹ ہوتی ہوئی پھولئے ہوکر اجمیر کے علاقے مین جا نکلی ہے۔

مانسی ندی سرسیا سے نکلکر آگوچے ہوتی ہوئی پھولئے کے پاس کھاری ندی مین جاملی ہے۔

کوٹھاری کھیڑا اور کھیڑی کے پاس سے نکل کر بگود اور بجے ہوتی ہوئی سانگانیر اور کودوکوٹا کے قریب نکل کر نندراے کے پاس بناس مین جاملی ہے۔

بناس گانوتلیرا اور ایک بھاگل کے بیچ مین نکل کر ناتھدوارا ماتری کنڈیان راسمی اور پوئے ہوکر ہمیر گڑھ اور بگود کے پاس بہتی ہوئی راج محل کے پاس جا نکلی ہے اور میواڑ کے علاقے مین ایک سو بیس میل بہی ہے۔

بیڑچ ملک میواڑ مین قصبہ گوگوندا سے چند میل مغرب مین نکلکر اودے ساگر کے تالاب مین مغرب کیطرف سے داخل ہوکر اسکے جنوب مشرقی گوشے سے نکلکر اونٹالا۔ آگوار اور دھنیت ہوتی ہوئی جیتوڑ کے پاس گمبھیری ندی مین آملی ہے اور اودے ساگر کا نالہ بھی اسی کو کہتے ہین۔

گمبھیری ندی جو جیتوڑ کے پاس بہتی ہے نیما ہیڑے کے پاس سے نکلکر جیتوڑ کے قریب بیڑچ مین ملگئی ہے۔

چمبل ندی بھینسرو ڈگڑھ کے پاس ہوتی ہوئی کوٹے کے راج مین جا نکلی ہے۔

چندربھاگا ندی آمیٹ کے قریب کے گاؤن سے نکل کر پوٹلا ہوتی ہوئی ماتری کنڈیان کے پاس بناس مین آملی ہے۔

آڑکی ندی بیدلے کے پاس چکلو اس سے نکلکر اودیپور کے پاس آڑ اور گنگوبھ کے نیچے بہتی ہوئی اودے ساگر مین جا گری ہے۔

گومتی روپ جی چار بھجا جی کے پہاڑون سے نکلکر راج سمند مین آگری ہے۔

سوم ندی رکھبدیو کے پاس کے پہاڑون سے نکلکر گجرات کے علاقہ مین جا نکلی ہے۔

جام اور دوسری گومتی وغیرہ کئی ندیاں انھیں پہاڑوں سے نکلکر دھیبر میں جا گری ہیں۔

قلعے

کونبھلمیر میواڑ کی شمالی حد میں اودے پور سے پچاس میل اور جودھپور سے جنوب و مشرقی طرف نوے میل ایک بلند گھاٹے پر جہاں سے ایک پیچدار راستہ آدمی گھوڑے اور بیل وغیرہ کے گذرنے کے لائق نکلتا ہے یہ قلعہ رانا کونبھا کا بنایا ہوا موجود ہے جو دیوار نما پہاڑ بیس میل طول میں چلا گیا ہے اور سطح سمندر سے تین ہزار تین سو چھپن فٹ بلند ہے اسکا محاصرہ طول طویل ہونے کے سبب مشکل ہے اکبر کے فوجی بخشی شاہ باز خان کے سوا کسی نے اسکو مقابلہ میں فتح نہیں کیا اسکے مشرقی طرف آمیٹ۔ دیوگڑھ اور بدھنور وغیرہ کی جاگیریں واقع ہیں اسکو کونبھل گڑھ بھی کہتے ہیں۔

مانڈل گڑھ

یہ قلعہ عمدہ طور سے ایک پہاڑ پر بنا ہوا ہے اس میں دو پانی دار ساگر اور ساگری نام سے مشہور ہیں قلعہ پر اونچی بستی ہے قلعہ کی چڑھائی میں پانچ دروازے بنے ہوئے ہیں۔

بھینسرور گڑھ

یہ زمین سے کچھ اونچی ٹیکری پر بہت اچھا اور مضبوط قلعہ بنا ہوا ہے جسکے مغرب براہمنی ندی اور جنوب پورب حصے میں چمبل ندی ہے اسکے شمال میں اچھی کھائی ہے یہ ندیاں تینوں طرف کھائی کیطرح اس گڑھ کا بچاؤ کرتی ہیں گڑھ پر بیٹھے ہوئے آدمی چمبل ندی سے پانی بھر سکتا ہے پورب کی طرف کوٹے کو جانے کے لیے چمبل ندی اُترنی پڑتی ہے۔

چیتوڑ گڑھ

اس قلعہ کو چھٹی صدی عیسوی میں راجہ چترنگ موری وغیرہ کا بنوایا خیال کرتے ہیں اودیپور سے ۵ میل شمال و مشرقی طرف اور نصیر آباد سے سو میل جنوب میں ہے اس پر ترک و مغل بادشاہوں کے زبردست عہد میں کئی بار سخت خونریز لڑائیاں ہونے کا ثبوت ملا ہے یہ قلعہ تین ہزار فیٹ بلند پہاڑی پر پھیلا ہوا ہے جسکا طول شمال سے جنوب کو تین میل کے قریب اور عرض مشرق سے مغربی طرف سوا دو میل تخمینہ کیا گیا ہے آبادی کے اندر سے اسکا ایک نہایت صاف اور چوڑا راستہ ہے جسمیں دو جگہ موڑ یعنی پیچ آجانے سے چڑھائی کے تین حصے ہوجاتے ہیں اس راستے میں ایک سب سے شروع دوسرا درمیانی اور تیسرا آخری دروازہ ہے انکے سوا مشرقی طرف ایک علیحدہ چھوٹا دروازہ ضرورت کے واسطے رکھا گیا جو اب بند کردیا گیا ہے قلعہ پر فتح کی یادگار کے طور پر دو مناریں بنے ہوئے ہیں جن میں سے مشرقی سمت والا بہت چھوٹا ہے اور مغربی حصے کا اُس سے زیادہ بلند و خوشنما ہے جسکو درمیانی پندرھویں صدی عیسوی میں رانا کنبھا نے مالوے کے محمود خلجی پر ایکبار فتح پانے کی یادگار میں بنایا تھا لیکن میرے نزدیک یہ بات مغالطات میں شمار ہونے کے

قابل ہے اسلیے کہ کو نبھا محمود خلجی اول بادشاہ مالوہ کا معاصر تھا اور اُسکے مقابلے مین سخت ہزیمت پاکر ناکامیاب ہوا البتہ دوسرا محمود خلجی بادشاہ مالوہ رانا سانگا کا معاصر تھا اور وہ رانا کے مقابلے پر زخمی ہوکر قید مین آیا رانا نے اُس سے جڑاؤ تاج اور کمر باندھنے کا پٹکا لیکر بلند ہمتی سے رہا کر کے مانڈو کو بھیجدیا پس تحقیقی بات یہ ہے کہ یہ منار دوسرے محمود خلجی پر رانا سانگا کی فتح کی یادگار مین بنا ہوگا پچھلے لوگون نے بوجہ غلطی حافظ کے سانگا کی فتح کی یادگار کو رانا کو نبھا کی یادگار سمجھ لیا اور وجہ غلطی کی یہ ہے کہ دونون کے حریفون کا نام اور قوم اور سلطنت ایک تھی یہ منار جس ۳۰ فٹ مربع چبوترے پر ایک سو بائیس فٹ بلند ہے اسکے اندر زینے اور دریچے بنے ہوئے ہین جن سے کئی میل دور تک کی سیر ہو سکتی ہے بیرونی سطح پر کھدائی یعنی کندہ کاری اور مورتین کثرت سے ہین جن کے چہرے مسلمان لوگون نے قبضہ پانے کے وقت بگاڑ دیے ہین - یہ قلعہ سمبت ۱۴۵۷ مطابق ۱۴۰۰ء مین علاء الدین محمد شاہ خلجی نے اول بار اول رتن سی سے فتح کر کے مار واڑ کے پڑہارا راجہ کو دیدیا تھا اُس سے کچھ عرصے کے بعد رانا راہپ نے لے لیا دوبارہ رانا گڑھ لکشمن سنگھ کے وقت مین غیاث الدین تغلق شاہ نے فتح کر کے مار واڑوالون کو دیدیا جس کو رانا ہمیر نے راو مالدیو سے دھوکا کر کے چھین لیا - پھر ۱۵۳۶ء مین گجرات کے مالک بہادر شاہ نے رانا بکرماجیت سے حملہ کر کے چھین لیا تھوڑے دنون مین گجراتی بگڑنے لگے اور رانا بکرماجیت کا پھر اُسپر قبضہ ہو گیا - ۱۵۶۸ء مین اکبر بادشاہ نے کامل محاصرہ کرنے کے بعد رانا اودے سنگھ کے ماتحت سردارون سے فتا اور بیجل وغیرہ سے فتح کر کے خالصے مین داخل کیا جسکے بعد ڈیڑھ سو برس تک ویران اور میواڑ کے قبضے سے خارج رہا شروع اٹھارھوین صدی عیسوی کے اندر محمد شاہ کے عہد مین دہلی کی سلطنت ضعیف ہونے پر رانا سنگرام سنگھ نے واپس حاصل کیا اور جب سے اب تک پرانے عہد کے موافق میواڑ کے شامل چلا آتا ہے صرف اتنا فرق ہے کہ راجدھانی اسکی اودیپور مین قائم ہو گئی ہے

کھانین وغیرہ

میواڑ مین دھات کی کھانین اور کئی تعریف کے لائق چیزین پائی جاتی ہین - لوہے کی کھان گانون گنگرار اور بیگود کے نزدیک ہے - سنار لوگ اپنے اوزارون کو جس پتھر پر رگڑ کر تیز کرتے ہین وہ مانڈل گڑھ کے قلعہ پر ایک کھان سے نکلتا ہے اور استرے سدھارنے کی سِلی کا پتھر کا چھولا کے پاس سرتھا اور چار بھجا کے نزدیک ایک کھان سے نکلتا ہے اچھی قسم کی چکنی سفید کھریا مٹی گانون منگروپ مین کھان سے نکلتی ہے - ضلع بھیلواڑہ کے قصبہ پوٹر مین تامڑے کی کھان ہے یہان اچھی کالی تنباکو بھی ہوتی ہے - لاوہ کے پاس گانون اگریا مین اور سرادا ضلع کے گانون میواڑ کے پتھرون کی اچھی پٹیان ہوتی ہین چتوڑ کے پاس مانڈل وہ ہین بڑی مضبوط لال رنگ کی پٹیان ہوتی ہین جو عمارتون کی چھت پاٹنے مین کام آتی ہین راج نگر اور پارولی ضلع جہازپور مین آرائش یعنی قلعی کا چونہ اچھا ہوتا ہے جو عمارتون کی سفیدی مین کام آتا ہے راج نگر کا سفید پتھر بھی مشہور ہے - بھیلواڑے مین قلعی کے برتن اور چتوڑ مین مہندی اور میگون مین ہرے رنگ کے کیڑے اور کانوڑ مین برگ تنبول اور دیوگڑھ کے کمبل اچھے ہوتے ہین - بانس سی اور ریاد

ان دونون علاقون کے پہاڑون مین اچھی قسم کی لکڑی ہوتی ہے۔ انھین پہاڑون سے کباڑہ یعنی بانس و بلینڈ ٹی اور ساکٹیان اچھی آتی ہین۔

شہر اودیپور اور اُس کا گرد و نواح

اودیپور سے آٹھ میل مشرقی طرف ایک گھاٹا آتا ہے اس کے اندر راستے پر ایک بڑا دروازہ جسکو دیباری یعنی دیوباری کہتے ہین بنا ہوا ہے دروازے سے مغربی طرف پندرہ میل عرض اور بائیس میل طول مین ایک ناہموار بلند زمین کا میدان یعنی سطح مرتفع آتا ہے جسکو یہان کے لوگ گرُو یعنی خفیف پہاڑ یا گرد و نواح یعنی شہر کے آس پاس کا علاقہ کہتے ہین اس مختصر زمین کے وسط مین جسکے شمال۔ جنوب اور مغرب مین تمام ملک سخت پہاڑون سے بھرا ہوا ہے اور مشرق مین صاف علاقے کی حد پر دیباری دروازہ بنا ہوا ہے خاص شہر اودیپور تالاب پچھولا کے مشرقی کنارے پر بسا ہوا ہے اسکو سمبت ۱۶۱۶ مطابق سنہ ۱۵۶۰ء مین رانا اودے سنگھ نے اکبر اعظم کے زور سے قدیم دارالریاست چیتوڑ گڑھ پر رہنا محال سمجھکر آباد کیا تھا شہر کے مغربی جنوبی بلند حصے مین تالاب کے کنارے پر والی ریاست کے محلات سنگ مرمر وغیرہ کے بنے ہوے ہین اودیپور کے پاس ایک وسیع میدان ہے اُسکے گرداگرد دیوار سنگین کھچی ہوئی ہے وہ چوگان بازی کے لیے بنایا گیا ہے۔ عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۵۲ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۴ درجہ ۴۱ دقیقہ ہے۔

نامی مندر

اودے پور کے شمال مین ایکلنگ کا مندر ہے جسمین مہادیو کی مورت ہے اور اسکو باپا راول نے آٹھوین صدی عیسوی مین بنایا تھا اس مندر کی تیاری کے بعد سے اودے پور کے رانا ایکلنگ کے دیوان یعنی نائب کہلانے لگے پچھلے زمانے مین غیر ملک کے دیوتا یعنی سری کرشن کی مورت میواڑ مین آنے سے ایکلنگ کی پوجا مین کچھ کمی ہوگئی ہے۔

اسی جانب ناتھ دوارہ مقام مین سری کرشن کی پرانی مورت شہنشاہ عالمگیر کے خوف سے رانا راج سنگھ اول کے وقت مین متھرا سے لاکر تیرتھ کے طور پر قائم کی گئی ہے جب عالمگیر نے بنارس اور متھرا کے اکثر بڑے مندر توڑ ڈالے تو پجاری لوگ سری کرشن کی مورت کو ہر جگہ لیے پھرتے تھے رانا راج سنگھ نے ان لوگون کی سفارش مین بادشاہ کو عرضی لکھی تھی کہ ہر مذہب کے فقیر رعیت سے زیادہ حضور کو دعا دیتے ہین ان کو تکلیف دینا مناسب نہین معلوم ہوتا بادشاہ نے اپنے ارادہ کو نہ روکا اور جب متھرا کے پوجاری ہر طرف سے ناامید ہوکر میواڑ مین آئے تو رانا نے انکو ایک گانوان سہاڑ نام مین جسکو آجکل ناتھدوارہ کہتے ہین جاگیر دیکر ٹھہرایا یہ وہی مورت ہے یہ دیسی روایتین ہین لیکن فارسی تاریخون اور مسلمانون کی کتابون سے یہ باتین کسیطرح ثبوت کو نہین پہنچتین بلکہ بنارس اور متھرا وغیرہ کے بڑے بڑے مندرون کے مہنتون کے پاس اسوقت بھی عالمگیری عطیہ جاگیرین موجود ہین اور اسی جانب کانکرولی مین دوارکا دھیش کی مورت رکھی ہے۔

اور اسی جانب روپ جی اور چار بھوجا مین وشنو بھگوان کے مندرمین ان مندرون مین قسم قسم کے ملکونکے آدمی پوجا کو آتے ہین۔

میواڑ کے جنوبی پہاڑون مین اودیپور سے چالیس میل پر رکھب دیو عین مت کا مشہور تیرتھ ہے کرٹرا گاؤنمین جو اودیپور کے مشرق مین کیا سن کے پاس ہے جین پارکھ ناتھ کا پرانا مندر ہے۔

جنوبی کشور مین بھی جو جہاز پور کے نزدیک ہے جین پارکھ ناتھ کی مورت ہے اور یہ مندر ایک پہاڑ پر اچھا بنا ہوا ہے پوس بدی دسمی کو یہان اور کرٹرا ڈونون جگہ میلا ہوتا ہے شہر مین کئی ویشنو اور جینیون کے خوبصورت مندر ہین جنمین جگدیس کا مندر جو محلونکے نزدیک شمال کیطرف بڑی اونچائی پر بنا ہے بڑا ہی قابل تعریف ہے۔

شہر کے شمال مین فتح ساگر تالاب کے نزدیک ایک پہاڑ کی چوٹی پر نیمچ ماتا کا مندر ہے جہان پر ساون بدی اماوس کو بڑا میلا ہوتا ہے۔

میواڑ کے خاندان کا بیان

یہ ملک سیسودیہ خاندان کے راجپوتون کے تحت مین ہے اور سورج بنس کی بڑی شاخ مین شمار ہوتا ہے جو اودھ کے راجہ رامچندر کی اولاد سے ہے اودھ کو مہابھارت کے زمانے مین کوسلا کہتے تھے وہ شمالی ہندوستان مین سورج بنسی لوٹے جاتے ہین اور شروع آٹھوین صدی عیسوی کے اندر چتوڑ پر قبضہ کرنے کے بعد باپا راول کے بیٹے گہمل کی اولاد مین ہونے سے گہلوت کہلاے پھر راہپ کے سیسود اگاؤن بساکر وہان رہنے کے سبب سیسودیہ مشہور ہوئے اس خاندان کا لقب چتوڑ لینے کے بعد راول قرار پایا تھا۔ لیکن شروع چودھوین صدی عیسوی مین راہپ نے منڈور واقع مارواڑ کے پرہار رئیس کو جو رانا کہلاتا تھا شکست دینے سے رانا کا لفظ اپنے نام پر شامل کیا اور وہ ابتک اسکی قائم مقام اولاد کے لیے جاری چلا آتا ہے ہمایون شاہ بن اورنگ زیب کی مہربانی سے مہارانا خطاب حاصل ہوا جسنے امر سنگھ دوم پر انے سنگھ دوم کے نام پر اپنے عوض مہارانا کا لفظ اپنے فرمانون وغیرہ مین لکھنا جاری کیا اور اس خطاب کو ابتک فخر کے ساتھ یہان کے والیان ملک اپنے ناموںکے ساتھ استعمال کرتے ہین

نوشیروان بادشاہ ایران کی طرف انتساب

مسٹر مارشمن اور کرنل ٹاڈ نے خاندان میواڑ کو ایران کے بادشاہ نوشیروان کی نسل مین داخل کیا ہے جسکے پوتے خسرو پرویز کو جبکہ وہ اپنی قدیمی سلطنت سے خارج ہوکر ملک روم مین چلا گیا تھا روم کے عیسائی بادشاہ کی بیٹی بیاہی تھی اسوقت سے کچھ اوپر دو سو برس پہلے محمد ہاشم خفی خان نے بھی اپنی کتاب مین ذکر کیا ہے لیکن وہ اسکو غلط بتاتا ہے۔ کرنل جیمس ٹاڈ نے مسلمانون کے ہاتھ سے سلطنت ایران تباہ ہونے کے وقت کسی لڑکی یا ایک دختر شاہ بانو کا ہندوستان مین بھاگ آنا قرار دیکر اس بات کو پختہ مان لیا ہے کہ اسکی اولاد یہان رہی لیکن جبکہ درمیانی ساتوین صدی عیسوی مین بعہد خلیفہ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ تمام ایران مسلمان

عربون کے ہاتھ سے فتح اور وہان کا خاندان قید و قتل ہوا تو اگر اُسوقت کوئی ماہ بانو عورت جان بچاکر کاٹھیاواڑ مین آئی بھی ہو تو بقول ٹاڈ کسیطرح داخل ملیچھ بنس نہین ہوسکتی کیونکہ وہ ۵۲۴ء مین بربادی ایران سے سو برس پہلے تباہ ہوکر کاٹھیاواڑ کو چھوڑ چکا تھا اور اگرچہ دو ہزار برس پہلے غیر ملک والون کی یہان آمد و رفت خواہ رشتہ داری جاری تھی لیکن جب مسلمانون اور دوسرے لوگون نے آتے ہی یہانکے باشندون کو دبانا شروع کیا تو ہندوون نے بیاہ شادی تو درکنار غیر لوگون ملکہ اپنے بھی غیر خاندان آدمیون کے ساتھ کھانا پینا تک چھوڑ دیا پس یہ قرابت پچھلے زمانے مین جبکہ اُنپر ایرانیون کا کوئی دباؤ بھی نہ تھا کیونکر جائز مانی جائے

اورنگ زیب عالمگیر اور اودیپوروالی بیگم

آخر وقت مین عالمگیر نے بیٹے کو ایک خط لکھا ہے اُسمین یہ فقرہ ہے اودیپوری والدۂ شما در بیماری با من بودہ ارادہ رفاقت دارد اس رقعہ کے لفظ اودیپوری نے بڑے تماشے دکھائے ہین کوئی تو کہتا ہے کہ اودیپور کے خاندان مین سے کوئی لڑکی اُسکے نکاح مین آئی تھی کوئی کہتا ہے کہ اودیپوری کی جگہ جودھپوری ہے سب سے زیادہ لطیفہ یہ ہے فرنگستان کی تاریخون مین لکھا جاتا ہے کہ اودیپوری ایک عیسائی عورت کا نام تھا وہ گوری بہت تھی وہ جارجیا کی رہنے والی تھی ایک بردہ فروش سے داراشکوہ نے اسکو خریدکیا تھا دارا کی مجھ بہن تھی یہی مخفی سبب تھا کہ دارا نے عیسائی مذہب اختیار کیا تھا جب دارا مارا گیا تو عالمگیر نے اپنے بڑے بھائی کی دو بیوِیون سے نکاح کرنا چاہا اُن مین سے ایک راجپوتنی تھی وہ تو زہر کھانے کو موجود ہوگئی عالمگیر نے اُس سے نکاح نہ کیا مگر اِس کرسچن لیڈی نے بادشاہ سے نکاح کرلیا۔ فرنگستانی تاریخون مین بہت سی ایسی دل لگی کی کہانیان ہین تذکرۂ عالم مین بالاقی داس دہلوی نے عالمگیر کی اودیپوروالی بیگم کا نام سرودی بتایا ہے شاہ زادہ اکبر اسی کے بطن سے تھا لیکن مولوی محمد علی حسینی نے راحت افزا مین تحریر کیا ہے کہ محمد اکبر دختر شاہ نواز خان صفوی کے بطن سے تھا اودیپوری کے بطن سے کام بخش تھا۔

تاریخی حالات

اودھ کے راجہ رامچندر کا حال جسکو اول سورج بنسی راجہ اکشواک سے ستاون پشت مین گنتے ہین کتاب رامائن وغیرہ سب نے لکھا ہے اُنکے بڑے بیٹے لَو کا پنجاب مین جاکر لاہور آباد کرنا جسکو پہلے لوکوٹ کہتے تھے اور بقول تاریخ خورشید جاہی اول نام اُسکا لوہاور تھا اکثر لوگون نے بیان کیا ہے لیکن لَو کی کوئی اولاد کہین سے ثابت نہین ہوتی جسکا ذکر پہلے کیا گیا ہے اس سبب سے راجہ کنک سین بانی ملیچھ بنس کو کش کی نسل مین سمجھنا چاہئے جسکو ناواقفی سے دوسرے لوگون نے لَو کی اولاد مین لکھدیا ہے کنک سین نامی جس نے سورج بنسی ہونے کا دعوے قائم کیا شمالی ہندوستان سے نقل مکان کرکے حسب بیان ٹاڈ سنہ ۳۰۱ مطابق ۲۴۵ء مین سوراشٹر کی طرف جو قدیمی نام علاقہ سوٹھ یعنی کاٹھیاواڑ کا ہے اور جسکو سارشٹر بھی لکھتے ہین

جا بسا اور اُسنے وہان کی حکومت پرمار قوم کے راجہ سے چھین کر ٹرنگر آباد کیا۔ اُسکی چار پشت بعد وجیا سین نے وجیا پور اور مشہور دار الریاست بلبھی کو تعمیر کرایا جسکا موقع گجرات مین بیس میل بھاونگر سے مغرب کی طرف ہے جسجگہ بلے بسا ہے اور بلبھی مختصر ہے بلبھی پورہ کا بلبھی کا شمالی علاقہ بھال کہلاتا ہے وہ غالباً قوم بالا وغیرہ کے نام سے نکلا ہے جو مع کالی جھالا وغیرہ کے ستھیانسل مین سے ہے یہ لوگ تاتار سے پنجاب اور وہانسے سوراشٹر مین گنگا سین کی طرح چلے آنے کے بعد سورج بنسی راجپوتون کے ساتھ قدیمی رفاقت اور پیجان کے سبب راجپوتانہ مین بھی آکر شریک حال ہوے آرین عہد مین گجرات کو سریکرشن کی دوارکا کہتے تھے بعد مین اسکا نام سورٹھ یا سوراشٹر ہوا ۴۷۵ء سے ۵۲۴ء تک تین سو انتالی برس کے اندر بارہ پشت اس خاندان کا راج سوراشٹر مین رہا جہان کے آخری راجہ سہلادت کے وقت بلبھی سمبت ۵۸۰ مطابق ۵۲۴ء مین کسی دشمن کے ہاتھ سے جسکو اکثر مورخ ایران کے ساسانی بادشاہ نوشیروان وغیرہ کی فوج اور ڈاکٹر بھاودا اور مسٹر فارلس وغیرہ گوجر قوم کے لوگون کو جن کے نام سے ایک علاقے کا نام گجرات مشہور ہوا خیال کرتے ہین غارت ہوا۔ شہر بلبھی تباہ ہونے پر سواے ایک رانی کملاوتی کے جسکو بعض لوگ پشپ بھی کنول سمجھکر پشپاوتی لکھتے ہین اور جو اُسوقت اولاد کی آرزو مین ایک دیوستھان کے اندر نذر چڑھانے گئی تھی راجہ کا تمام خاندان قتل ہوا۔ رانی یہ خبر سنکر پہاڑی علاقے مین جا چھپی جہان کچھ عرصہ کے بعد اُسکے ایک لڑکا پیدا ہوا اور اُسکا نام کیشوادت رکھا گیا اسکو غلطی سے لوگون نے گوہ لکھدیا ہے۔ وہ بیٹے کو ایک برہمنی لکھمناوتی نام کے حوالے کرکے خود چتا پر جل گئی یعنی ستی ہوگئی۔

بعض کتابون مین یون لکھا ہے کہ مہاراشٹر مین ایک راج تھا جسکی راجدھانی ناگاراتھی یہان کے راجاؤن کی قوت کو شال باہن نے خاک مین ملادیا شال باہن ایک رذیل قوم کا آدمی تھا اس نے اُس راجہ کا ملک فتح کرلیا جو قوم کا راجپوت سیسودیہ کی نسل سے تھا۔ شال باہن نے اس راجہ کے سارے خاندان کو قتل کیا مگر ایک عورت اپنے بچے کے ساتھ جان سلامت لیکر نکل گئی اور ست پوری کے پہاڑون مین اُس لڑکے نے پرورش پائی یہی لڑکا چتوڑ کے رانا کے بنس کا بانی ہوا چتوڑ کے رانا سے اودیپور کے رانا پیدا ہوئے یہ بیان بہت گڈبڈ اور غلط وخبط ہے تمدن ہند مین ہے کہ ہم دیکھ چکے ہین کہ اودے پور کا راجہ ہی وہ شخص ہے جو ایکہزار سال سے تخت وتاج کا مالک ہے

کیشوادت کا راجپوتانہ کے پہاڑون مین عزت پانا

کیشوادت گیارہ برس کی عمر مین کسی کا کہنا نہ مانتا تھا اور جنگلی بھیلون وغیرہ کے ہمراہ رہکر اکثر جانورون کے شکار سے اپنا دل خوش کیا کرتا تھا اُس کو چالاک و بیباک دیکھکر سیواڑ کے مغربی علاقے کے اندر آرائش کی ابناؤں کے گروہ نواحی بھیلون نے اپنا حاکم وراجہ بنالیا ایک بھیل کے ہاتھ سے اسکو خون کا ٹیکا لگانا ٹاڈ وغیرہ نے غلط لکھا ہے اسکا موقع رانا ہمیر کے وقت مین آوے گا۔ کیشوادت کی اولاد آٹھ پیڑھی تک

پہاڑی علاقے مین بطور سردارون کے گذر کرتی رہی اور کئی مقامات پر اپنے نام سے گانوں آباد کیے۔ جو میواڑ کے شمالی حصے مین تیرتھ گاہ ایکلنگ کے آس پاس پائے جاتے ہین۔

گردش وقت کے وقت ہین جو کیشوادت سے آٹھوین پشت مین بھلپہاڑی بھیلون نے جنکی دوستی اور دشمنی پر کچھ اعتبار نہ کرنا چاہئے حملہ کرکے سب گھرانے کو قتل کیا صرف ایک رانی مع اپنے بیٹے باپا کے جو اُسوقت وہ تین برس کا تھا اپنے پروہت یعنی پجاری برہمن کے گھر چھپ رہی اور وہان سے ناگدا گانون مین آکر جو اودے پور سے دس میل شمالی طرف ہے باپا نے پرورش پائی۔

نسب نامۂ خاندان میواڑ

(۱) باپا راول (۲) راول گہل (۳) بھوج (۴) شیل (۵) کال بھوج (۶) بھرتری بھٹ (۷) اوشنگھ (۸) سہلایک (۹) کھمان (۱۰) انٹٹ (۱۱) نرباہن (۱۲) شکتی کمار (۱۳) شچی ورمہ (۱۴) نرورمہ (۱۵) کیلی ورمہ (۱۶) ویرڈر (۱۷) ویری سنگھ (۱۸) بجے سنگھ (۱۹) ارسی اول (۲۰) چوتنڈ سنگھ (۲۱) وکرم سنگھ (۲۲) کھیم سنگھ (۲۳) سامنت سنگھ (۲۴) سنگھا (۲۵) متھن سنگھ (۲۶) پدم سنگھ (۲۷) جیت سنگھ (۲۸) تیج سنگھ (۲۹) سمرسی (۳۰) رتن سی اول (۳۱) کرن سی اول (۳۲) رانا راہپ (۳۳) رانا نرپت (۳۴) ون کرن (۳۵) جس کرن (۳۶) ناگ پال (۳۷) پورن پال (۳۸) پرتھوی پال (۳۹) بھون سی (۴۰) بھیم سنگھ اول (۴۱) جے سنگھ اول (۴۲) گڑھ لکشمن سنگھ یا لکم سی (۴۳) ارسی دوم (۴۴) اجے سی (۴۵) ہمیر اول (۴۶) کھیت سی (۴۷) لاکھا (۴۸) موکل (۴۹) کونبھا (۵۰) رائے مل (۵۱) سانگا یا سنگرام (۵۲) رتن سی دوم (۵۳) بکرماجت (۵۴) اودے سنگھ (۵۵) پرتاب سنگھ اول (۵۶) امر سنگھ اول (۵۷) کرن سنگھ دوم (۵۸) جگت سنگھ اول (۵۹) راج سنگھ اول (۶۰) جے سنگھ دوم (۶۱) امر سنگھ دوم (۶۲) سنگرام سنگھ دوم (۶۳) جگت سنگھ دوم (۶۴) پرتاب سنگھ دوم (۶۵) راج سنگھ دوم (۶۶) ارسی سوم (۶۷) ہمیر سنگھ دوم (۶۸) بھیم سنگھ دوم (۶۹) جوان سنگھ (۷۰) سردار سنگھ (۷۱) شرو سنگھ (۷۲) شنبھو سنگھ (۷۳) سجن سنگھ (۷۴) ہمارا ناتھ تکاجی

باپا راول کا حال

باپا اول شخص ہے جسنے موجودہ خاندان یعنی ریاست میواڑ کی بنا ڈالی اسکی اولاد کے قبضے مین اودے پور ڈنگرپور پرتاپگڑھ اور پرتاب گڑھ چار ریاستین راجپوتانے کے اندر موجود ہین جن کے سوا اور بھی کئی رئیس اس خاندان مین سے ہونے کا دعوے کرتے ہین باپا کو ہوش سنبھالنے پر گائین چرانے کا کام سپرد ہوا جسکا راجپوت اور دوسری قومون مین کچھ عیب نہین گنا جاتا اُسنے اپنی ماں سے سنا تھا کہ مین چیتوڑ کے مہوری راجہ کا رشتہ دار ہون اس واسطے اُسنے چوپانی کے پیشے کو چھوڑ کر چیتوڑ کا راستہ لیا جہان کہ خوبی قسمت نے اُس کو پریشانی سے بڑے درجے پر پہونچایا۔

چیتوڑ آنے پر رشتہ داری کے سبب باپا کی بڑی قدر ہوئی اور وہ گذر کے لائق جاگیر پاکر فوج مین یک افسر

بنایا گیا۔ تھوڑے عرصے مین مہری راجہ کو کسی بڑے دشمن سے مقابلے کی ضرورت ہوئی جسپر اسکے تمام ماتحت سردار ان نے راجہ کی بدمزاجی اور باپا کی جلد ترقی سے جل کر کنارہ کیا باپا کو عمدہ موقع ملا کہ وہ تمام فوج کا افسر اعلے کیا گیا سرداروں کی جاگیرین ضبط ہوئین اور وہ شرمندگی اٹھا کر باپا کے شریک حال ہوئے۔ دشمن کو شکست دینے سے باپا نے تازہ ناموری اور قوت حاصل کی اور تمام سردار موری راجہ کو چھوڑ کر باپا سے مل گئے جن کی مدد سے آسنے واپسی کے وقت چتوڑ پر حملہ کر کے وہان قبضہ کر لیا۔

ٹاڈ نے لکھا ہے کہ راجہ موری کے جن دشمنون کو باپا نے شکست دی وہ عرب کے مسلمان معلوم ہوتے ہین جن کا افسر محمد ابن قاسم تھا لیکن یہ محض غلط ہے کیونکہ محمد ابن قاسم نے صرف سندھ کو فتح کیا تھا اور ملتان کو فتح کر کے ابھی وہ ہین مقیم تھا کہ خلیفہ ولید نے حکم دیا کہ تم آگے بڑھو اور ایک خط اپنی طرف سے راجہ قنوج کے نام لکھکر محمد ابن قاسم کے پاس بھیجا اور حکم دیا کہ اس خط کو ایلچی کے ہاتھ قنوج روانہ کرو جسکی تفصیل چچ نامہ مین یون دی ہے کہ محمد ابن قاسم نے اس کام کے لیے ابو حکیم شیبانی کو منتخب کیا اور دس ہزار سوار و پیدا سکو افسر اعلے کر کے قنوج کیطرف روانہ کیا اور خود ملتان ہی مین مقیم رہا ابو حکیم شیبانی اپنی فوج لیے ہوئے مقام اود اوزلوسے کچھ تک گیا مگر وہا نتک جانے مین اُسے تجربہ ہو گیا کہ اتنا بڑا لشکر لیکر قنوج تک جانا دشوار ہے اور سپاہیون کو بڑی تکلیف و زحمت ہوگی اس خیال سے خود تو اودیپور مین ٹھہر گیا اور اپنی طرف سے زید بن کلابی کو روانہ کیا قنوج پر اُن دنون راے کے بیٹے ہرچند راے کی حکومت تھی جو ہندوستان کے عام راجاؤن مین سربرآوردہ اور زبردست تھا تمام ہندوستان کے راجے اُسکی عظمت کو مانتے تھے قنوج کے راجہ نے ولید بن عبدالملک کا خط کھولا پڑھوایا اور نہایت برہم ہو کے جواب دیا کہ یہ ملک تقریباً ایکہزار چھ سو برس سے ہمارے زیر فرمان ہے کبھی کسی دشمن کو اتنی جرات نہ ہوئی کہ ہماری سرحد مین قدم رکھ سکے جب ہماری ایسی قوت ہے تو غنیم لوگ ایسے محال دبے سروپا ارادے اپنے دل مین پیدا کرین تو مجھے کچھ پروا نہین اور سفیر سے کہا کہ اپنے آقا کے پاس واپس جاکر کہدو کہ اب لڑائی ہی فیصلہ کرے گی یا تو مین فتحیاب ہونگا یا تم پھر غالب آؤ گے صلح و جنگ کا اُسیوقت فیصلہ ہوگا جب ایک کو دوسرے کی عظمت کا امتحان ہو جائیگا سفیر یہ جواب لیکر ابو حکیم شیبانی کے پاس آیا اور وہ مع تمام لشکر کے محمد ابن قاسم کے پاس پہونچا جب راے ہرچند کا یہ جواب محمد ابن قاسم نے سنا تو اُس نے قنوج پر حملہ آوری کا سامان شروع کیا لیکن ۹۵ھ ہجری مطابق ۷۱۳ء مین اُسکا چچا حجاج مرگیا اور ۹۶ھ ہجری مین ولید کا انتقال ہو کر اُسکا بھائی سلیمان بن عبدالملک جانشین ہوا اُسنے محمد ابن قاسم کو ولایت سندھ سے معزول کر کے واپس بلا لیا۔ اس مضمون مین اودیپور کا لفظ غلط لکھا گیا ہے اُسوقت تک اُسکی آبادی کا نام و نشان بھی نہ تھا بلکہ چچ نامے کی تصنیف کے وقت تک میواڑ مین یہ شہر آباد نہ ہوا تھا کیونکہ چچ نامہ ۶۱۳ھ ہجری مین بنا ہے اور اودیپور ۹۷۵ھ ہجری مین رانا اودے سنگھ نے اکبر سے چتوڑ پر شکست پاکر آباد کیا ہے غالباً اودے پور کوئی اور مقام ہوگا اودے پور

پہاڑی علاقے مین بطور سردارون کے گذر کرتی رہی اور کئی مقامات پر اپنے نام سے گاؤن آباد کیے۔ جو میواڑ کے شمالی حصے مین بسرت گاہ ایکلنگ کے آس پاس پائے جاتے ہین۔

گہروت کے وقت مین جو کہ شہادت سے آٹھوین پشت مین تھلپہاڑی بھیلون نے جنکی دوستی اور دشمنی پر کچھ اعتبار نہ کرنا چاہئے حملہ کرکے سب گھرانے کو قتل کیا صرف ایک رانی مع اپنے بیٹے باپا کے جو اُسوقت دو تین برس کا تھا اپنے پروہت یعنی پجاری برہمن کے گھر چھپ رہی اور وہان سے ناگدا گاؤن مین آکر جو اودے پور سے دس میل شمالی طرف ہے باپا نے پرورش پائی۔

نسب نامۂ خاندان میواڑ

(۱) باپا راول (۲) راول گہل (۳) بھوج (۴) شیل (۵) کال بھوج (۶) بھرتری بھٹ (۷) اٹھ سنگھ (۸) سہلیک (۹) گھمان (۱۰) انٹ (۱۱) نرباہن (۱۲) شکتی کمار (۱۳) کچی ورمہ (۱۴) نرورمہ (۱۵) کیلی ورمہ (۱۶) ویرڈر (۱۷) ویری سنگھ (۱۸) بجے سنگھ (۱۹) ارسی اول (۲۰) چوتنڈ سنگھ (۲۱) وکرم سنگھ (۲۲) کھیم سنگھ (۲۳) سامنت سنگھ (۲۴) سنگھا (۲۵) متھن سنگھ (۲۶) پدم سنگھ (۲۷) جیت سنگھ (۲۸) تیج سنگھ (۲۹) سمرسی (۳۰) رتن سی اول (۳۱) کرن سی اول (۳۲) رانا راہپ (۳۳) رانا نرپت (۳۴) ون کرن (۳۵) جیل کرن (۳۶) ناگ پال (۳۷) پورن پال (۳۸) پرتھوی پال (۳۹) بھون سی (۴۰) بھیم سنگھ اول (۴۱) جے سنگھ اول (۴۲) گڑھ لکشمن سنگھ یا لکم سی (۴۳) ارسی دوم (۴۴) اجے سی (۴۵) ہمیر اول (۴۶) کھیت سی (۴۷) لاکھا (۴۸) موکل (۴۹) کونبھا (۵۰) رائے مل (۵۱) سانگا یا سنگرام (۵۲) رتن سی دوم (۵۳) بکرماجت (۵۴) اودے سنگھ (۵۵) پرتاب سنگھ اول (۵۶) امر سنگھ اول (۵۷) کرن سنگھ دوم (۵۸) جگت سنگھ اول (۵۹) راج سنگھ اول (۶۰) جے سنگھ دوم (۶۱) امر سنگھ دوم (۶۲) سنگرام سنگھ دوم (۶۳) جگت سنگھ دوم (۶۴) پرتاب سنگھ دوم (۶۵) راج سنگھ دوم (۶۶) ارسی سوم (۶۷) ہمیر سنگھ دوم (۶۸) بھیم سنگھ دوم (۶۹) جوان سنگھ (۷۰) سردار سنگھ (۷۱) شرپ سنگھ (۷۲) شنبھو سنگھ (۷۳) سجن سنگھ (۷۴) ہمارا ناتھ سنگھ

باپا راول کا حال

باپا اول شخص ہے جسنے موجودہ خاندان یعنی ریاست میواڑ کی بناڈالی اسکی اولاد کے قبضے مین اودے پور دگڑھ بدنور بانسواڑہ اور پرتاب گڑھ چار ریاستین راجپوتانے کے اندر موجود ہین جن کے سوا اور بھی کئی رئیس اس خاندان مین سے ہونے کا دعوے کرتے ہین باپا کو ہوش سنبھالتے ہی گائین چرانے کا کام سپرد ہوا جسکا راجپوت اور دوسری قومون مین کچھ عیب نہین گنا جاتا اُسنے اپنی ماں سے سنا تھا کہ مین چتوڑ کے موری راجہ کا رشتہ دار ہون اس واسطے اُسنے چوپانی کے پیشے کو چھوڑ کر چتوڑ کا راستہ لیا جہان کہ خوبی قسمت نے اُس کو پریشانی سے بڑے درجے پر پہونچایا۔

چتوڑ آنے پر رشتہ داری کے سبب باپا کی بڑی قدر ہوئی اور وہ گذر کے لائق جاگیر پاکر فوج مین یک افسر

بنایا گیا۔ تھوڑے عرصے مین موری راجہ کو کسی بڑے دشمن سے مقابلے کی ضرورت ہوئی جسپر اسکے تمام ماتحت سردارون نے راجہ کی بدمزاجی اور باپا کی جلد ترقی سے جل کر کنارہ کیا باپا کو عمدہ موقع ملا کہ وہ تمام فوج کا افسر اعلے کیا گیا سردارون کی جاگیرین ضبط ہوئین اور وہ شرمندگی اٹھا کر باپا کے شریک حال ہوئے۔ دشمن کو شکست دینے سے باپا نے تازہ ناموری اور قوت حاصل کی اور تمام سردار موری راجہ کو چھوڑ کر باپا سے مل گئے جن کی مدد سے آسنے واپسی کے وقت چتوڑ پر حملہ کر کے وہان قبضہ کر لیا۔

ٹاڈ نے لکھا ہے کہ راجہ موری کے جن دشمنون کو باپا نے شکست دی وہ عرب کے مسلمان معلوم ہوتے ہین جن کا افسر محمد ابن قاسم تھا لیکن یہ محض غلط ہے کیونکہ محمد ابن قاسم نے صرف سندھ کو فتح کیا تھا اور ملتان کو فتح کر کے ابھی وہ یہین مقیم تھا کہ خلیفہ ولید نے حکم دیا کہ تم آگے بڑھو اور ایک خط اپنی طرف سے راجہ قنوج کے نام لکھکر محمد ابن قاسم کے پاس بھیجا اور حکم دیا کہ اس خط کو ایلچی کے ہاتھ قنوج روانہ کرو جسکی تفصیل بچ نامہ مین یون دی ہے کہ محمد ابن قاسم نے اس کام کے لیئے ابو حکیم شیبانی کو منتخب کیا اور دس ہزار سوار و پیدا سکو افسر اعلے کر کے قنوج کیطرف روانہ کیا اور خود ملتان ہی مین مقیم رہا ابو حکیم شیبانی اپنی فوج لیے ہوئے مقام اود اور اودے پور تک گیا مگر وہان تک جانے مین اُسے تجربہ ہو گیا کہ اتنا بڑا لشکر لیکر قنوج تک جانا دشوار ہے اور سپاہیون کو بڑا تکلیف و زحمت ہوگی اس خیال سے خود تو اودے پور مین ٹھہر گیا اور اپنی طرف سے زید بن کلابی کو روانہ کیا قنوج پر اُن دنون راے چھتل راے کے بیٹے ہرچند کی حکومت تھی جو ہندوستان کے عام راجاؤن مین سربرآوردہ اور زبردست تھا تمام ہندوستان کے راجے اُسکی عظمت کو مانتے تھے قنوج کے راجہ نے ولید بن عبدالملک کا خط کھولا پڑھوایا اور نہایت برہم ہو کے جواب دیا کہ یہ ملک تقریباً ایکہزار چھ سو برس سے ہمارے زیر فرمان ہے کبھی کسی دشمن کو اتنی جرات نہ ہوئی کہ ہماری سرحد مین قدم رکھ سکے جب ہماری ایسی قوت ہے تو غنیم لوگ ایسے محال و بے سروپا ارادے اپنے دل مین پیدا کرین تو مجھے کچھ پروا نہین اور سفیر سے کہا کہ اپنے آقا کے پاس واپس جاکر کہدو کہ اب لڑائی ہی فیصلہ کرے گی یا تو مین فتحیاب ہونگا یا تم مجھپر غالب آؤگے صلح و جنگ کا اُسیوقت فیصلہ ہوگا جب ایک کو دوسرے کی عظمت کا امتحان ہو جائیگا سفیر یہ جواب لیکر ابو حکیم شیبانی کے پاس آیا اور وہ مع تمام لشکر کے محمد ابن قاسم کے پاس پہونچا جب راے ہرچند کا یہ جواب محمد ابن قاسم نے سنا تو اُس نے قنوج پر حملہ آوری کا سامان شروع کیا لیکن ۹۵ھ ہجری مطابق ۷۱۳ء مین اُسکا چچا حجاج مرگیا اور ۹۶ھ ہجری مین ولید کا انتقال ہو کر اُسکا بھائی سلیمان بن عبدالملک جانشین ہوا اسنے محمد ابن قاسم کو ولایت سندھ سے معزول کر کے واپس بلا لیا۔ اس مضمون مین اودیپور کا لفظ غلط لکھا گیا ہے اُسوقت تک اُسکی آبادی کا نام و نشان بھی نہ تھا بلکہ بچ نامے کی تصنیف کے وقت تک میواڑ مین یہ شہر آباد نہ ہوا تھا کیونکہ بچ نامہ ۶۱۳ھ ہجری مین بنا ہے اور اودیپور ۹۷۵ھ ہجری مین رانا اودے سنگھ نے اکبر سے چتوڑ پر شکست پاکر آباد کیا ہے غالباً اودے پور کوئی اور مقام ہوگا اودے پور

کی جگہ چتوڑ ہونا چاہیئے چنانچہ ٹاڈ راجستان کے ایک مقام مین لکھا بھی ہے کہ محمد بن قاسم کے حملہ چتوڑ پر واپسی سندھ نے موری راجہ کے خاندان کی مدد کی تھی اور محمد بن قاسم ڈونگر پور تک گیا تھا۔

اس جملۂ معترضہ کے بعد معلوم ہو کہ چتوڑ کے دشمن جن کو باپا نے مغلوب کیا مغربی میواڑ کے فسادی بھیلون کو سمجھنا چاہیئے جن کو کسی لوٹ مار کے عوض سزا دیگئی۔

چتوڑ پر باپا کا قبضہ

بیان کیا جاتا ہے کہ باپا جب سمبت ۷۸۴ مطابق ۷۳۰ء مین اپنے ماموں راجہ مان موری کو نکالکر اسکے سردار و ملکی سازش سے چتوڑ پر قابض ہوا تو چودہ یا پندرہ برس کا تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ غارت بلبھی سے ایک سو دس برس کے بعد ۷۱۳ء یا ۷۱۴ء مین پیدا ہوا یہ وقت ایسا تھا کہ مسلمان بادشاہ ہندوستان مین موجود نہ تھے غرض کہ اس خاندان کو میواڑ مین قائم ہوئے بارہ سو برس کے قریب زمانہ ہوا۔

چتوڑ پر قبضہ پانے کے بعد باپا کو راول کہنے لگے کرنل ٹاڈ وغیرہ زبانی روایتون سے لکھتے ہین کہ باپا نے سو برس کی عمر مین وفات پائی اور یہ بھی بیان کرتے ہین کہ وہ آخر عمر مین خراسان کی طرف چلا گیا جہان غیر قوم کے لوگون مین بیاہ شادی کرکے بہت سی اولاد چھوڑ مرا لیکن یہ غلط ہے ایک مذہبی کتاب سے جسکا نام ایکلنگ مہاتم ہے اور جو اسوقت سے کچھ اوپر چار سو برس کی بنی ہوئی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ باپا نے سمبت ۸۱۰ مطابق ۷۵۴ء مین سنیاس لیا یعنی دنیا داری کو ترک کیا یہ اُسی حالت مین گوارا کیا جاتا ہے جبکہ زندگی کی امیدین ختم ہو چکین پس اسکے برس دو برس کے بعد باپا کا انتقال سمجھ لینا چاہیئے جسکے حساب سے اکتالیس سال کی عمر ہوتی ہے سو برس کی تعداد بے ثبوت مبالغے کے ساتھ بیان کردی گئی ہے جیسے کہ پرانے زمانے کے نامور لوگون کی عمر ین ہزارون تک کہنا اولاد کا نمبر سیکڑون تک پہونچانا اور اُنکی ذات مین خدائی اوصاف قائم کردینا ایک معمولی بات ہے اور باپا کا ترک دنیا داری کرنا بطور کفارے کے ہوگا اس گناہ کے سبب سے کہ مغلوب حالت مین اپنے ماموں موری راجہ کے پاس آیا اور عزت دینے کے عوض مین اسکے ساتھ دغا کی۔

ٹاڈ لکھتا ہے کہ باپا فتح چتوڑ سے تھوڑے عرصے کے بعد سارشترہ کو گیا اور دختر راجہ اسپ گول والی بندر دیوا سے شادی کی اس رانی سے امیر اجیت تولد ہوا چونکہ یہ چتوڑ مین پیدا ہوا تھا اسلیے اپنے باپ کا ولیعہد مقرر ہوا اور بڑا بیٹا اسیل یا اسیر جو دختر کابہ قوم پرمار والی گاگی بارسے کہ دوارکا کے متصل واقع ہے تولد ہوا تھا حکومت ملنے سے محروم رہکر سوراشٹر کا مالک جا بنا اور وہان ایک قلعہ طیار کرکے اُسکا نام اسیر گڑھ رکھا اسکی اولاد اسیل کہلوت کہلاتی ہے یہ قول بھی غلط ہے اسلیے کہ چودہ یا پندرہ برس کی عمر مین باپا کا چتوڑ لینا مانا جاتا ہے یقین نہین آتا کہ کسکے کوئی بیٹا موجود ہو کیونکہ باپا کی نابالغی کے علاوہ راجپوت لوگ کم عمری مین شادی نہین کرتے تھے۔ علاوہ اسکے باپا نے چتوڑ آنے تک نہایت افلاس کی حالت مین ایک برہمن کے گھر اپنی

مان کے ساتھ روئی کپڑے پر پرورش پائی تھی جہان اُسکی مان گھر مین کام کاج کرتی تھی اور باپا گائین چرایا کرتا تھا اسی برہمن کی صحبت کی وجہ سے باپا کو مہادیو کی پرستش کی عادت پڑی تو ایسی حالت مین اس غریب کو پرمار قوم کا ایک رئیس کیسے بیٹی دیدیتا تیسرے ریاست اودیپور کے نسب نامے مین جو مختلف کتبون سے درست کیا گیا ہے باپا کا بیٹا گھل درج ہے جس سے یہ قوم گھلوت یعنی گھل کی اولاد کہلاتی ہے۔

آسیر کی بابت شاہجہان نامے مین لکھا ہے کہ اُسکو آسا اہیر نامی نے بنایا تھا اوس کا نام آسا اہیر گڑھ رکھا گیا تھا اب اُسکو لوگ کثرت استعمال سے آسیر بولنے لگے ہین۔

۹- راول کھمان

راول کھمان کو کرنل ٹاڈ نے باپا سے چوتھی پشت پر ۸۱۲ء مین راجہ ہونا لکھدیا ہے لیکن اصل یہ ہے کہ راول کھمان کو باپا سے نوین پشت مین گنا جاتا ہے اور باپا راول کی موت درمیانی آٹھوین صدی عیسوی مین صحیح مانی جاتی ہے اگر کرنل ٹاڈ کے قول پر یقین لاکر باپا کی عمر سو برس قبول کی جاے تو ۸۱۲ء مین اسکو زندہ ماننا پڑے گا کیونکہ باپا کا سال پیدائش ۷۱۳ء لکھا گیا ہے پس اسطرح باپا کے سامنے جبکہ کوئی بڑا فساد بھی درپیش نہ تھا آٹھ پشت گذر جانا اور کھمان کا راج پانا صریح غلط ٹھہرتا ہے ایک کتبے سے کھمان کے پوتے نرباہن کا عہد سمت ۱۰۰۰ مطابق ۹۵۲ء ظاہر ہوتا ہے پس کھمان کا وقت نرباہن سے پچاس برس پہلے یعنی شروع دسوین صدی عیسوی مین سمجھنا چاہئے جس سے باپا کے عہد تک پونے دو سو برس کا زمانہ اندازہ کے ساتھ ٹھیک ہو سکتا ہے۔

کسی ہندی کتاب مین محمود خراسانی کا حملہ چتوڑ کی طرف لکھدیا ہے جسکو کرنل ٹاڈ نے اس خیال سے کہ سلطان محمود غزنوی نے شروع گیارھوین صدی عیسوی مین کھمان سے بہت عرصہ بعد ہندوستان پر چڑھائی کی ہے خلاف سمجھ کر اپنے قیاس سے مامون بنا لیا ہے اسی بے ثبوت بات کو راجہ شیو پرشاد وغیرہ نے بھی جن کے پاس بڑا مسالا تاریخ کا الفنسٹن وغیرہ کی نقل کرنے کے سوا نہ تھا کرنل ٹاڈ سے لیکر اپنی پُر تعصب کتابون مین درج کردیا ہے کہ چتوبیس لڑائیان ہونے پر مامون چتوڑ سے ہٹایا گیا۔

یہ بیانات محض غلط ہین خلیفہ مامون کا عہد کھمان سے سو برس پہلے ہے وہ ۸۱۳ء سے ۸۳۳ء تک بیس برس حکومت کرکے گذر گیا کوئی خلیفہ فوج لیکر ہندوستان یا کسی دوسرے ملک مین نہین گیا سبحان اللہ کیا تاریخی معلومات ہین کہ مامون اور کھمان کے عہدون مین جو سو سال کا فاصلہ ہے ایک ہی لقمے مین ہضم کر گئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پچھلے زمانے مین محمود اور کھمان کی شہرت و بہادری کا حال سنکر لوگون نے غلط قصہ بنایا جسکو اوروں نے بغیر سوچے سمجھے کتابون مین لکھدیا۔ تاریخی اسرار سے یہ ناواقف مورخ یہانتک لکھتا ہے کہ مامون کی مہمون سے کھمان کی شہرت دوست اور دشمن مین دور تک خوب پھیلی اور مدت تک اُسکے ہموطنون کے دل مین مسلمانون سے لڑنے کے وقت اُسکے نام سے شجاعت پیدا ہوتی رہی۔

کہتے ہین کہ برہمنون کے کہنے سے اُسنے اپنے بیٹے جوگ راج کو حکومت سپرد کردی مگر پیچھے اُسنے پھر اپنا راج لے لیا اور دریافت کیا کہ برہمنون کی نصیحت مین دغابازی تھی اسلیے بہت سے برہمنون کو مروا ڈالا اور اُنکی نسل غارت کرنے کا ارادہ کیا آخرش کمان کو اُس کے بیٹے نے مار ڈالا مگر اُس پدرکش سے اُسکے باپ کے امرانے بدلا لیا۔

۱۰۔ اگٹ

یہ کمان کے بعد قوم حمیر کی ایک روایت کے بموجب سمبت ۹۳ مطابق ۶۶ء مین حکمرانی کرتا تھا۔

۱۱۔ ہربا ہن

یہ کمان کا پوتا لکھا ہے بموجب سمبت ۱۰۸ مطابق ۵۱ء مین حکومت پر سرفراز تھا۔

۲۸۔ تیج سی

ٹاڈ کا خیال یہ ہے کہ یہ شخص سمبت ۱۱۲۰ مطابق ۶۴ء مین گدی نشین ہوا تھا اور جب مسلمانون نے بسیلدیو پر حملہ کیا تو اُسکی مدد کے لیے پشکر کے مقام پر اُسکے شامل ہوا تھا اور عرصے تک راج کرنے کے بعد پشکر کی لڑائی مین مسلمانون کے ہاتھ سے مارا گیا تھا۔ چند بھاٹ نے جو فقط بطور دیباچہ تاریخ اپنے راجہ پرتھی راج اولاد بسیلدیو کے لکھا ہے اور اُسکے ہمراہیون اور جاگیردارون کو نام بنام گنوایا ہے کہ وہ بھی بسیلدیو کے شامل ہوے اُس مین تیج سی کو بڑے فخر سے ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ گھلوت جو رونق گروہ مجموعی کا تھا آیا۔

۲۹۔ راول سمرسی

سمرسی راول باپا سے انتیسوین پشت مین تھا جسکی بابت کرنل ٹاڈ نے لکھا ہے کہ چتوڑ والا سمرسی پرتھی راج کا چچھائی مین اہل واڈھ پٹن کے راجہ پر اُسکا شریک تھا اور اُسکے ساتھ گیا تھا اور پھر اسی مورخ نے سمرسی کا راجہ پرتھی راج کے ہمراہ سندھ پار جاکر شہاب الدین غوری کے مقابلے پر قتل ہونا لکھدیا ہے سمرسی اس جنگ مین شریک ہونا پرتھوی راج راسہ نام کتاب سے بیان کیا گیا ہے جو شاعری کا ایک بڑا ذخیرہ ہونے کے سوا تاریخی معاملات مین کچھ بھی قابل اعتبار نہین ہے راسہ مین لکھا ہے کہ گیارھوین صدی عیسوی کے اندر سندھ پار پرتھی راج نے شہاب الدین سے آخری جنگ کی سو یہ محض غلط ہے وہ لڑائی آخری بارھوین صدی عیسوی مین سرہند مقام کے پاس جو شہاب الدین غوری کی سرحد تھا واقع ہوئی اور کامیاب کے بعد شہاب الدین نے پنجاب کے سوا جو پہلے سے اُسکے قبضے مین تھا تمام شمالی ہندوستان فتح کرلیا۔ اگر پرتھوی راج راسکا بنانے والا چند نام بھاٹ اُس زمانے مین موجود ہوتا تو لڑائی کے موقع اور وقت مین ہرگز ایسی غلطی نکرتا جو دوسری سندھ کے مقابل صاف غلط معلوم ہوتی ہے۔ اسکے سوا سمرسی کو اُس واقعہ مین شریک کرنے کی دوسری غلطی ہے کیونکہ اُسکے عہد کے تین صحیح کتبات سمبت ۱۳۳۱۔ و سمبت ۱۳۳۴۔

اور سمبت ۱۳۴۳ یعنی ۱۲۸۶ء سے ۱۲۸۷ء تک کے دستیاب ہوگئے ہین جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ بھی راج کے ہمراہ ان کتبون کے لکھے جانے سے سو برس پہلے ۱۱۹۲ء کی لڑائی مین کوئی اور شخص سمرسی راول کے بزرگون مین سے کام آیا ہوگا۔ اگر سمرسی اوس وقت مین مارا جاتا تو سو برس کے بعد کتبات کندہ کرانے کو اُسکی روح نہین آسکتی تھی۔

۱۳۔ راول رتن سی اول

سمرسی کے دو بیٹون رتن سی اور کنبھ کرن مین سے پہلا راج کا مالک ہوا اور دوسرا دکن اور وہان سے نیپال کیطرف چلا گیا۔ جسکی اولاد مین ہونے کا دعوے نیپال کے راجہ کرتے ہین۔ رتن سی کا عہد آخر تیرھوین صدی عیسوی مین سمجھنا چاہیئے کیونکہ اُسکے باپ سمرسی کا وقت اسی عرصہ مین ختم ہونا خیال کیا جاتا ہے جیسا کہ ۱۲۴۳ مطابق ۱۲۸۶ء کے کتبے سے ظاہر ہوتا ہے۔ رتن سی اول کے عہد مین علاء الدین محمد الملقب بہ سکندر ثانی نے جو خلجی خاندان کا دوسرا بادشاہ تھا اور ۲۲ ذیحجہ ۶۹۵ ہجری مطابق ۱۲۹۵ء مین اور بقول فرشتہ ۶۹۶ ہجری مطابق ۱۲۹۶ء مین تخت نشین ہوکر ۲۰ سال چند ماہ حکومت کرکے شب ششم ماہ شوال ۷۱۵ ہجری مطابق ۱۳۱۵ء مین راہی ملک عدم ہوا قلعہ چیتوڑ کا محاصرہ اس مراد سے کیا کہ راول کے محل مین سے پدنی رانی جو نہایت خوبصورت بیان کیجاتی تھی اُسکے حوالے کی جاے جیسا کہ اودیپور کی ریاست کی بنوائی ہوئی تاریخ مین مذکور ہے اور یہ انتہا درجے کی غلطی ہے بلکہ شہنشاہ نے محض ملک گیری کے ارادے سے قلعہ زبردست لیکر چیتوڑ کی تسخیر کا قصد کیا تھا فتح چیتوڑ اور گرفتاری رتن سی تک اُس کو اس بات کا بالکل علم نہ تھا بلکہ وہ دہلی واپس چلا گیا اُسکے بہت عرصے کے بعد اس بات کا حال معلوم ہوا جیسا کہ آگے چلکر تاریخ فرشتہ سے نقل کیا جاے گا اور یہ بھی یاد رہے کہ پدنی رتن سی کی رانی نہ تھی بیٹی تھی بہرصورت سلطان نے کامل چھ ماہ کے محاصرے کے بعد جبراً وقہراً قلعہ مذکور محرم ۷۰۳ ہجری مطابق ۱۳۰۳ء مین فتح کرلیا جیسا کہ تاریخ فرشتہ مین مذکور ہوا اور امین الدین الکوبن امیر خسرو نے خزائن الفتوح مین قلعہ کی فتح کی تاریخ ۱۲ جمادی الاخرے ۷۰۳ ہجری (مطابق ۱۳۰۳ء) روز دوشنبہ لکھی ہے یہان کے ملکی لوگون کی زبانی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ چیتوڑ کے پہاڑ کے جنوبی طرف جو اُس سے ملا ہوا اونچا اور چوڑا ٹیلا ہے وہ اس بادشاہ نے بنوا کر ادھر سے حملہ کرایا تھا نام اس ٹیلے کا چیتوڑی مشہور ہے اور چونکہ اوپر سے راجپوت مارتے تھے بہت سے مزدورون کے کام آنے اور انکو فی ٹوکری مٹی خاطر خواہ مزدوری دینے کے بعد یہ ٹیلہ تیار ہوا ایسا تک مبالغہ کرتے ہین کہ آخر مین جب جب مزدور کام آنے لگے تو فی ٹوکری ایک اشرفی دیجاتی تھی) فرشتہ کہتا ہے کہ شہنشاہ یہان کچھ دنون قیام کرکے اپنے بڑے بیٹے خضر خان کو چیتوڑ کی حکومت پر چھوڑ گیا اور راجہ رتن سی والی چیتوڑ کو قید کرکے اپنے ساتھ لے گیا خضر خان نے اس مقام کا نام خضرآباد رکھا اور قلعہ کے قریب والی ندی پر پل بنوایا۔ جو اب تک سوائے دو طرفہ کنارے ٹوٹ جانے کے موجود ہے علاء الدین محمد شاہ کی حکومت کے وقت کا ایک کتبہ جسمین تاریخ ۱۰ ذی الحجہ ۷۱۳ ہجری (مطابق ۱۳۱۳ء)

درج ہین آبادی چیتوڑ سے باہر پارسولی کے راستے پر ایک مقبرے کے اندر ملا ہے اُس مقبرے مین کسی سردار کی قبر معلوم ہوتی ہے جو چیتوڑ کی لڑائی کے بعد وہان مرا۔ اُس کتبے کے اشعار یہ ہین۔

شہریار جہان محمد شاہ — آفتاب زمان و ظل الٰہ
ابو المظفر سکندر ثانی — شد مسلم بر و جہان بانی
عشر ذی الحجہ موسم قربان — سال بد ہفصد و نہ از ہجران
تا بود کعبہ قبلۂ عالم — باد ملک شہ بنی آدم

فرشتہ کہتا ہے ایک عرصے کے بعد بادشاہ کو یہ خبر ملی کہ راجہ کے گھر مین ایک بیٹی ہے جو نہایت خوبصورت اور پدمنی ہے راجہ کو بادشاہ نے کہلا بھیجا کہ اگر اپنی رہائی چاہتے ہو تو اُس عورت کو یہان بلا دو راجہ نے اپنے اہل و عیال کو جو میواڑ کے کوہستان مین رہتے تھے کہلا بھیجا کہ اُس لڑکی کو یہان بھیجدین جب یہ بات راجپوتون کو معلوم ہوئی تو انھون نے راجہ کی بے ہمتی پر نفرین کی اور چاہا کہ تھوڑا سا زہر پسوا کر پوڑیا اُسکے پاس بھیجدین کہ اُسکو کھا کر سو جائے اور بے غیرتی کا دھبہ اپنے اور نہ لگنے دے راے کی بیٹی نہایت عقل مند تھی اُسنے یہ صلاح ناپسند کی اور کہا کہ مین جو تدبیر بتاتی ہون اُسکو کرنا چاہیئے راے بھی چھٹ آئے گا اور بے غیرتی تک بھی نوبت نہ پہونچے گی اور وہ تدبیر یہ تھی کہ بہت سے میانے اور ڈولیان تیار کرائے کہ مین مسلح راجپوتون کو بٹھایا جائے اور دہلی کو بھیجا جائے اور یہ مشہور کیا جائے کہ پدمنی اور راجہ کے تمام اہل و عیال لشکر شاہی مین آئے ہین جب شہر مین پہونچ جائین تو مجلس کے دروازے پر رات کو راجپوت پہونچکر میرے باپ کو چھڑا کر اور گھوڑے پر بٹھا کر بھگا دین اور جو کوئی مانع آئے اسکا کام تمام کردین سب نے یہ راے پسند کی اور بہادرون کی ایک جماعت سوار کرا کے دہلی کو اسیطرح بھیجی پہر رات گئے یہ تمام میانے اور ڈولیان شہر مین پہونچین اور یہ بات مشہور کردی کہ پدمنی راجہ کے تمام متعلقین کے ساتھ آئی ہے جب مجلس کے پاس پہونچے تو راجپوتون نے کود کود کر اور تلوارین سونت کر محافظان جیل کو قتل کرنا شروع کیا اور راے کی زنجیر کاٹ کر اُسے گھوڑے پر سوار کرا کے نکال دیا جو راجپوت شہر کے باہر انتظار مین کھڑے تھے وہ اول اُنکے ساتھ اپنے ملک کو چلا گیا۔ بادشاہ کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی تو سوار تعاقب کو دوڑائے جہان مقابلہ ہوا راجپوتون نے لڑکر پسپا کر دیا اور اول ہزار خرابی اپنے ملک مین داخل ہو گیا اور اب چیتوڑ کے آس پاس لوٹ مار شروع کر دی بادشاہ کے پاس راول کا بھانجا حاضر تھا بادشاہ نے خضر خانی حکومت سے قلعہ کو نکالکر اس شخص کو دیدیا اُسنے وہان پہونچکر قبضہ جمالیا اور تمام راجپوت اُسکی حکومت سے راضی ہو گئے اور وہ مرتے دم تک بادشاہ کا وفادار رہا اور ہر سال بہت سے مخالف لیکر دہلی مین بادشاہ کے پاس حاضر ہوتا۔ خلعت اور گھوڑا اور ہاتھی پا کر لوٹ جاتا اور بادشاہ جہان اُسے بھیجتا پانچہزار پیادے اور دس ہزار سوار لیکر وہان جاتا۔ ریاست اودے پور کے چھاپے خانے مین ریاست کے مصارف سے تحفۂ راجستان نام کتاب چھپی ہے اُسمین لکھا ہے علاء الدین نے اول بار اول رتن سی سے قلعہ چیتوڑ فتح کر کے مارواڑ کے پرمار راجہ کو دیدیا تھا

اس سے معلوم ہوا کہ یہ پرہار راول رتن سی کا بھانجا تھا لیکن اس کتاب مین پرہار کا لفظ غلط لکھدیا ہے پرہار چاہیئے کیونکہ اسوقت مارواڑ مین پرہار برسرحکومت تھے اور منڈور انکی راج دھانی تھی اسی کتاب سے ڈونگرپور کے حالات کے ضمن مین ثابت ہوتا ہے کہ راول رتن سی مارا گیا تھا اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ وہ علاءالدین کے مقابلہ پر آیا تھا مسلمان شعرائے رتن سین اور پدماوت کی عشق بازی کے قصے مین خوب رنگ آمیزی کی ہے کہ راجہ رتن سین پدمنی کے حسن و جمال کا ذکر طوطے کی زبانی سنکر غائبانہ عاشق ہوکر بہت سے رفیقون کے ساتھ جوگیانہ لباس مین سنگلدیپ کو گیا اور پدماوت کو خفیہ خفیہ پیغام دیکر اپنے اوپر مبتلا کر لیا۔ اور ایک شب پدماوت کے اشارے سے اُسکے ملنے کے واسطے زنانے مقامات کیطرف جاتا ہوا پکڑا گیا اور اُسکی ہلاکت کا حکم صادر ہوا آخرکار پدماوت کے باپ گندھرب سین کے پاس سداشیو نے برہمن کے لباس مین پہونچکر طوطے کی زبان سے رتن سی کا مفصل حال سنوایا جس سے گندھرب سین کو یقین ہوگیا کہ یہ چتوڑ کا راجہ ہے برہمن کے لباس مین پدماوت کو اُسکے ساتھ بیاہ دیا اور وہ رانی کو لیکر چتوڑ چلا آیا۔ علاءالدین سلطان دہلی بھی پدماوت کے حسن عالم سوز کا حال راگھو برہمن کی زبان سے سنکر اُسکا مشتاق ہوگیا اور پدماوت کو حاصل کرنے کے لیے چتوڑ پر بڑے لشکر کے ساتھ چڑھ آیا جب لڑتے لڑتے عاجز آگیا تو راجہ کو آشتی کا پیام دیا اور جریدہ قلعہ پر راجہ کے پاس گیا اور محلات کی سیر کرتے کرتے ایک مقام پر بیٹھ گیا اور راگھو کے اشارے سے اپنے سامنے آئینہ رکھ لیا پدماوت بادشاہ کی آمد کا حال سنکر لب بام پر آئی عکس اُس آئینہ مین پڑا اور بادشاہ دیکھکر محو دیدار ہوگیا اور رتن سین کی نایف قلب کرکے بادشاہ اسکو قلعہ سے باہر نکال لایا اور اپنے لشکر مین پہونچکر اُسے قید کرکے دہلی کو لے گیا آخرکار راول کے دو بھانجون گورا و بادل نے یہ مشہور کیا کہ پدماوت بادشاہ کے پاس دہلی مین آتی ہے اور اسطرح بادشاہ کو حیل دیکر اوسکو قید سے چھڑا کر بھگا دیا اور وہ چتوڑ مین داخل ہوگیا یہان پہونچکر اُسے معلوم ہوا کہ ایک ہندو رئیس دیوپال نام نے پدماوت کو اپنے ساتھ وصلت کا پیغام بھیجا تھا اسلئے اُسے غیرت آئی اور اپنے رقیب کو مار کر خود بھی مارا گیا پدماوت اور ناگمت دونون رانیان اُسکے ساتھ ستی ہوئین جب علاءالدین گورا کی سپاہ سے لڑتا بھڑتا اور اُس کو تباہ کرکے چتوڑ پہونچا تو پدماوت کے جل مرنے کا حال سنکر نہایت متاسف ہوا اور اُسکے بیٹے کنول سین کو ریاست بخش کر لوٹ گیا اول اول اس قصے کو سولھوین صدی عیسوی شیرشاہی عہد مین ملک محمد جائسی نے بھاشا زبان مین نظم کیا پھر عاقل خان رازی نے زبان فارسی مین موزون کیا اسکے بعد ضیاءالدین عبرت و غلام علی عشرت نے نظم اردو کے قالب مین ڈھالا

۱۳۔ راول کرن سنگھ

تحفہ راجستان اور بیرپھود مین لکھا ہے کہ راول رتن سی کے قتل ہونے کے بعد اُسکا بیٹا کرنسی میواڑ کے مغربی علاقے مین جا رہا اور اپنا وقت پہاڑی علاقے کی لڑائی مین صرف کیا مختلف ہندی کتابون سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسکے دشمنون مین سے منڈور کا رانا موکل پرہار اکثر میواڑ کا علاقہ لوٹ لے جایا کرتا تھا

جسکی سزا دہی کے واسطے کرن نے اپنے بیٹوں کو ہدایت کی بڑے بیٹے ماہپ سے اسکا کچھ بندوبست نہو سکا لیکن چھوٹا کنور راہپ چڑھائی کرکے موکل کو منڈور سے گرفتار کرلایا جس سے باپ نے خوش ہوکر اُسے ولیعہد قرار دیا اور رانا کا خطاب بھی منڈور والے سے ضبط کرکے اُسے عنایت کیا وہی ابتک خاندان میواڑ مین چلا آتا ہے۔

کرن کے بڑے بیٹے ماہپ نے جو بڑے دشمنون کے مقابل زور آزمائی کی طاقت نرکھتا تھا رنج و نا امیدی کے ساتھ علحدگی اختیار کرکے میواڑ کے جنوبی ویران علاقے مین جہان اب ڈونگرپور آباد ہے رہنا اختیار کیا اور قدیم خطاب راول اُسی کے گھرانے مین رہا جو ابتک اُسکی نامور اولاد یعنی ڈونگرپور اور بانسواڑے والون کے نام پر بولا جاتا ہے۔

۳۲ - رانا راہپ

رانا راہپ کو درمیانی چودھوین صدی عیسوی مین ملک حاصل ہوا وہ پہلا شخص ہے جو راول کے عوض میواڑ کا رانا کہلایا اور جسکی اولاد نے سیسود مقام مین قیام رکھنے کے سبب سیسودیہ نام پایا۔

کرنل ٹاڈ نے راہپ کی مسند نشینی سمبت ۱۲۵۷ مطابق ۱۲۰۱ء مین لکھدی ہے جو صحیح نہین ہو سکتی کیونکہ ایک کتبے سے سمبت ۱۳۴۳ مطابق ۱۲۸۶ء تک راول سمرسی کا عہد ثابت ہوتا ہے جو راہپ سے تین پشت پہلے تھا۔

کہتے ہین کہ رانا راہپ نے منڈور کے رانا موکل پر ہار سے قلعہ چتوڑگڑھ جو علاء الدین کے حکم سے اُسکے قبضے مین تھا چھین لیا لیکن یہ تحقیق کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔ سیسودیون کے قبضے مین ابھی چتوڑ نہین آیا تھا جبکہ ایک زبردست شہنشاہ تخت دہلی پر قائم تھا تو راہپ اُسکے ایک ماتحت سے چتوڑ کو کیسے لے سکتا تھا راہپ کے بعد پھر رئیس (۳۳) نرپت (۳۴) دِن کرن (۳۵) جسکرن (۳۶) پال (۳۷) پدم پال (۳۸) پیتھی پال لڑائی جھگڑون سے مارے گئے۔

۳۹ - رانا ہمونسی وغیرہ

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انھون نے چتوڑ لینے کے واسطے مسلمانون سے مقابلہ کرکے جانبن دین اور راجدھانی کو ساتوین شخص (۳۹) ہمونسی نے کوشش کرکے واپس لیا کیونکہ سلطان علاء الدین کے بعد خود تخت گاہ دہلی مین بڑی ابتری پیدا ہوگئی تھی ایسی حالت مین دوردست علاقون پر کیسے قابو رہ سکتا۔ علاء الدین کے بعد ۱۳۱۵ء مین اُسکا بیٹا شہاب الدین عمر بادشاہ ہوکر ۳ ماہ کے بعد مرگیا اسکے بعد علاء الدین کا دوسرا بیٹا قطب الدین مبارک شاہ ۷۱۵ھ ہجری مطابق ۱۳۱۵ء مین تخت نشین ہوکر ۴ سال ایک ماہ حکومت کرکے ۷۲۱ھ ہجری مطابق ۱۳۲۱ء مین مارا گیا اسکے بعد حسن خان الملقب بہ سلطان ناصر الدین خسرو بن سیف الدین ۷۲۱ھ ہجری مطابق ۱۳۲۱ء مین بادشاہ ہوکر آخر ماہ رجب ۷۲۱ھ ہجری مطابق ۱۳۲۱ء مین قتل ہوا۔

بھون سی کے بعد (۴۰) بھیم سنگھ اول اور (۴۱) جے سنگھ اول کے وقت مین بھی فساد برپا رہا۔

۴۲۔ رانا گڑھ لکشمن سنگھ وغیرہ

لکم سی یعنی گڑھ لکشمن سنگھ کے وقت مین چتوڑ دوبارہ ہاتھ سے نکل گیا اور وہ مع اپنے ولی عہد (۴۳) ارسی وغیرہ کے لڑکر مارا گیا۔ رانا کا دوسرا بیٹا اجے سی کیلواڑے کی طرف بھاگ گیا۔ اس جھگڑے کو کرنل ٹاڈ نے علاء الدین خلجی کی لڑائی خیال کرلیا ہے لیکن یہ غیاث الدین تغلق شاہ کا حملہ ہے جو ۷۲۱ھ ہجری مطابق ۱۳۲۱ء مین عنان سلطنت ہاتھ مین لیکر ۷۲۵ھ ہجری مطابق ۱۳۲۵ء عالم آخرت کا رہرو ہوا۔ سلطان علاء الدین بیس برس سلطنت کرکے ۱۳۱۵ء مین گذر گیا تھا اور اُسکے بیٹے مبارک شاہ خلجی کے قتل ہونے کے بعد ۱۳۲۱ء مین تغلق خاندان نے دہلی کی سلطنت سنبھالی تھی۔

اب ٹاڈ صاحب کی تحریر ملاحظہ ہو کہ ایام خردسالی مین لکشمی کا محافظ بھیم سی تھا وہ ہمیر سنگھ چوہان ساکن ریان کی دختر سے منسوب تھا چونکہ یہ لڑکی بڑی حسین تھی اسلئے اسکو پدمنی کہتے تھے۔ اسکی خوبصورتی کی سارے ملک مین شہرت ہورہی تھی آخرکار علاء الدین نے بھی اس کا تذکرہ سنا اور اسے اپنی بیگم بنانے کا آرزومند ہوا وہ ایک جرار فوج چتوڑ پر چڑھا لایا اور اُسکا محاصرہ کرلیا لیکن بہادر راجپوت اپنے راجہ اور رانی کی خاطر اس عمدگی سے لڑے کہ خلجی بادشاہ چتوڑ کو فتح نہ کرسکا تب علاء الدین نے کہا کہ میری تمنا تو صرف پدمنی کو دیکھنا ہے اور وعدہ کیا کہ اگر میری بات مان لی جائے تو اپنا لاؤلشکر لیکر دہلی کو واپس چلا جاؤنگا بھیم سی نے جواب دیا کہ بادشاہ بالمشافہہ رانی کا چہرہ تو نہین دیکھ سکتا البتہ ایک آئینہ اُسکے سامنے رکھ دیا جائے گا جسمین پدمنی کا چہرہ تو دکھائی دے مگر وہ خود نظر نہ آسے لیکن اُسے چتوڑ کے اندر دو ایک محافظون کے ساتھ آنا ہوگا۔ علاء الدین نے یہ بات مان لی کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ راجپوت راجہ اپنی بات پوری کرکے دکھائے گا اور اُسے کچھ بھی تکلیف نہین پہونچائے گا اسیواسطے وہ صرف دو ایک آدمیونکے ساتھ قلعہ کے اندر چلا گیا اب وہ راجپوتون کے قابو مین تھا جو چاہتے اُسے مار ڈالتے مگر وہ قول کے پورے تھے بادشاہ نے آئینہ مین پدمنی کا چہرہ دیکھا (یہ بات نہایت نوہے ایک نہایت زبردست مدبر بادشاہ ناعاقبت اندیشانہ کام کبھی نہین کرتا اور نہ رانائے چتوڑ ایسی بچون کی سی حماقت آمیز درخواست کو منظور کرکے اپنے حق مین آپ کانٹے بوتا) اسکے بعد روشن خیال محقق مؤرخ کہتا ہے تب بادشاہ نے بھیم سی سے کہا جیسا مین نے تمھارا اعتبار کیا تم میرا بھی اعتبار کروگے میرے ساتھ قلعے سے باہر نکلو تاکہ ہم تم دوستونکی طرح ایک دوسرے سے رخصت ہون بھیم سی نے اُسکا اعتبار کیا اور اُسکے ساتھ نکل آیا مگر جون ہی وہ باہر نکلے ترکی فوج کا ایک دستہ جو جنگل مین چھپا ہوا تھا گھات سے جھپٹ کر نکلا اور بھیم سی کو پکڑ کر قیدیون کی طرح خلجیون کے ڈیرے مین لے آیا تب علاء الدین نے کہا جب تک پدمنی اپنے تئین میرے حوالے کرکے میرے ساتھ شادی نکرے مین راجہ کو نہین چھوڑونگا جب راجپوتون نے یہ بات سنی تو وہ جوش اور غصے سے بھر گئے پدمنی

یہ خدشہ لگا کہ اُسکا شوہر مارڈالا جائیگا لیکن وہ زیرک عورت تھی اُسنے کہا کہ ترکون مین آن نہین ہے اُنھون نے ہمین دھوکا دیا ہے پس اُسکا جواب ترکی میں دینا چاہیئے پھر اُسنے کہلا بھیجا کہ اگر بادشاہ راجہ کو رہا کردے تو مین علاء الدین کے پاس چلی جاؤنگی اور اپنے تئین اُسکے حوالے کردونگی لیکن چونکہ مین علاء الدین کی بیگم بننے کو جاؤنگی مجھے اپنی تمام نوکرانیان زیورات اور کپڑے بندیا لکیون مین لے جانے لازم ہین تاکہ ترک سپاہی ہمین دیکھ نہ سکین علاء الدین نے یہ بات خوشی سے منظور کرلی کیونکہ اُسنے سمجھ لیا کہ واقعی پدمنی اُسکی بیگم اور دہلی کی ملکہ بننا چاہتی ہے اب پدمنی کی پالکی قلعہ سے باہر نکلی اور ہر ایک کا یہی خیال تھا کہ وہ اسمین ہے لیکن اُسکی بجائے اُس پالکی مین ایک بہادر راجپوت لڑکا بدل نام تھا اُسکے ساتھ سو پالکیان اور کئین ترکون نے سمجھا کہ انمین خادمات اور زیورات ہین مگر ہر ایک مین ایک راجپوت سپاہی تھا اور ہر ایک پالکی کو چھ آدمی اُٹھائے تھے جو بظاہر کہار نظر آتے تھے مگر ان مین سے ہر ایک سورما سپاہی تھا جسنے اپنی ڈھال تلوار پالکی مین رکھی تھی پھر پدمنی کے چچا گورا نے جو اس قافلے کا سربراہ تھا علاء الدین سے عرض کی کہ پدمنی اپنے شوہر سے آخری ملاقات کرنا اور اُس سے خدا حافظ کہنا چاہتی ہے خلجی بادشاہ جو اس خیال مین مست تھا کہ رانی اور اُسکا کل زر و جواہر میرے قبضے مین ہے کہنے لگا بہت اچھا بھیم سی اس قلعے مین ہے رانی اُس سے الوداع ہولے مگر پاؤ گھنٹے سے زیادہ وہان نہ ٹھہرے۔ تب پالکی قلعے مین لیگئے بدل باہر نکل آیا اور بھیم سی نے وہ زرہ بکتر لی جو بدل ساتھ لایا تھا تھوڑی ہی دیر کے بعد علاء الدین اُس قلعے مین گیا اُسوقت سارے راجپوت پالکیون مین سے باہر کود پڑے قلیون نے اپنے اپنے ہتیار سنبھالے اور ترکونپر ٹوٹ پڑے منھ دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے بھیم سی نے ایک گھوڑا لیا اور صحیح و سلامت پدمنی کے پاس جا پہونچا ترکون اور راجپوتون مین سخت لڑائی ہوئی جسمین بہت سے مارے گئے اور تھوڑے ہی راجپوت زندہ واپس پہونچے علاء الدین نے قلعہ پر پھر حملہ کیا مگر ناکام رہا اور دہلی کو واپس چلا آیا۔ علاء الدین ایسا آدمی نتھا جو بات ایک دفعہ جی مین ٹھان لے اُسے پورا نہ کرے سال دو سال کے بعد اُسنے افغانون کی ایک آہن پوش جرار فوج لی اور سمبت ۱۳۴۶ مطابق سنہ ۱۲۹۰ء مین چیتوڑ پر دوبارہ چڑھائی کی لیکن فرشتہ دوبارہ علاء الدین کی چڑھائی ۱۳ سال کے بعد بیان کرتا ہے بیشک مذکورہ بالا سال غلط ہے کیونکہ ابھی تو سلطان علاء الدین تخت نشین بھی نہین ہوا تھا) رانا بھیم سی اپنی قوم کے بہت سے آدمی شہر کے پہلے ہی محاصرے مین گما چکا تھا جو راجپوت باقی بچے رہے تھے وہ شجاع اور وفادار تو تھے مگر ترکی جمعیت کا مقابلہ کرنے کے لیے کافی طاقت نہ رکھتے تھے چھ مہینتک لڑائی جاری رہی راجپوت روز بروز گھٹتے چلے جاتے تھے مگر ترکی فوج بڑھانے کے لیے تازہ دم سپاہی دہلی سے آتے رہتے تھے آخرش وہ پہاڑی جو جنوبی حد پر ہے علاء الدین کے ہاتھ آگئی اور اُسنے وہان مورچے لگائے اتنک وہ مقام

اسکے مورچون کا پتہ بتاتے ہین (چتوڑی اسکا نام ہے) چونکہ اس عہد سے ہین مھیورین پر بڑے مصائب واقع ہوے اور انجام اُنکا بخیر نہ ہوا تو بھاٹون اور کبیشرون کو بڑا مضمون ہاتھ آیا کبیشر (شاعر) بیان کرتا ہے کہ رانا دن کی مہم سے فارغ ہوکر اپنے بستر پر کانٹون پر لوٹتا تھا اور سوچتا رہتا تھا کہ کیا تدبیر کرون کہ بارہ فرزندون مین سے ایک تو بچے اسی سوچ مین تھا کہ یکایک یہ آواز سنائی دی کہ مین بھوکی ہون وہ خوف کے مارے کانپنے لگا کہ اُسنے دہشتناک دیوی بھوانی (کالی) کو جسکی پوجا راجپوت کیا کرتے ہین اپنے سامنے کھڑا دیکھا وہ قتل و غارت کی دیوی ہے اور لوگون کا خیال ہے کہ وہ کسی اور بات سے اتنا خوش نہین ہوتی جتنا خونریزی سے بھیم سی نے جواب مین کہا کیا تو بھوکی ہے کیا تو میری قوم کے آٹھ ہزار آدمی نہین لے چکی جو ابھی مارے گئے ہین دیوی یہ کہتی ہوئی معلوم ہوئی مین ایسے اکیلے میونکی کیا پروا کرتی ہون مجھے تو راجا چاہئین جب تک تمھاری نسل کے بارہ راجونکے نہین گر چکینگے مین چتوڑ کو نہین چھوڑونگی اور تمھارا خاندان ہمیشہ کے لیے معدوم ہوجاے گا دوسری رات بھیم سی نے پھر یہی خواب دیکھا اُسنے اپنے سردارونکو اپنا خواب سنایا اور وہ اُس آواز کی تعمیل کرنے کے لیے جو راجہ نے سنی تھی فی الفور آمادہ ہوگئے۔ رانا کے بارہ بیٹے تھے انمین سے سب سے بڑے کو گدی نشین کیا اُسنے تین دن حکومت کی اور چوتھے دن مارا گیا یون ہی باقی مین سے ہر ایک باری باری سے گدی نشین ہوتا اور تین دن راج کرتا چوتھے دن ترکی فوج مین جا گھستا اور مارا جاتا۔ ہوتے ہوتے گیارہ گدی نشین جان دے چکے اور سب سے چھوٹا بھائی باقی رہ گیا تب رانا نے اپنے سردارونکو اپنے گرد جمع کرکے کہا اب چتوڑ کے لئے مین اپنی جان دیتا ہون اب میرا سر زمین پر گرے گا اور بھوانی کو وہ بارہ گدی نشین سر مل جائینگے جن کی اسے تمنا ہے۔ اب بھیم سی نے نہایت ہی سورما سپاہیون کا ایک چھوٹا سا دستہ منتخب کیا اپنے سب سے چھوٹے بیٹے کو انکا افسر بنایا اور انھین کہا کہ ترکون کے بیچ مین سے اپنا راستہ نکال لو اُنسے بچکر دور دراز کیلواڑے مین چلے جاؤ اور وہان میواڑ کا رانا بنکر اُس وقت تک حکومت کرو کہ چتوڑ مین واپس آسکو کنور پہلے تو جانے پر رضامند نہین ہوا بلکہ یہ عرض کی مین یہین رہونگا اور باپ کے ساتھ اپنی جان دونگا لیکن بھیم سی نے نہ مانا اور کہا ہمارے خاندان کو بالکل تباہ نہین ہوجانا چاہیئے تم اسے قائم رکھو یون مجبور ہوکر کنور نے باپ کے حکم کی تعمیل کی اُسنے اور اسکے ہمراہیون نے دشمن کے بیچون بیچ مین سے اپنا راستہ نکال لیا اور اسکے خاندان مین سے ایک آدمی بہت عرصے کے بعد چتوڑ کا رانا بنکر واپس آیا۔

جب بھیم سی نے دیکھا کہ میرا بیٹا صحیح سلامت نکل گیا تو اُسنے اور اسکی قوم کے باقی ماندہ لوگون نے اپنی نسل کا پرانا دستور برتا پدمنی کی ماتحتی مین سب عورتین ایک بڑے غار مین گئین جہان پہلے سے آگ روشن کی جاچکی تھی اور وہ مین فعلوقین بھسم ہوگئین۔ پھر مردون نے زرد کپڑے پہنے تلوارین ہاتھ مین لے ترکون پر ٹوٹ پڑے اور ایک ایک کرکے سب کے سب مارے گئے لیکن ہر ایک نے جسقدر ہوسکے دشمن مار گرائے جب علاء الدین اندر داخل ہوا تو ایک بھی راجپوت زندہ نہ پایا گویا کہ وہ مردونکی شہر مین چل رہا تھا۔

ایک فارسی کتبہ جو قلعہ چتوڑ سے ملا ہے اُس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ قلعہ علاء الدین کے علاوہ کچھ عرصے کے لیے دوبارہ مسلمانوں کے قبضے مین گیا جہان تغلق شاہ کے بخشی الملک اسد الدین ارسلان کی تجویز سے کوئی مسجد قعیر ہوکر ایک کتبہ بطور یادگار اُسمین لگایا گیا اُسکے تین مصرعے جو سنہ وسال ظاہر کرتے کسی بے احتیاطی کے سبب جو مسلمانون کا دخل اُٹھ جانے کے بعد عمل مین آئی ضایع ہوکر دو حصے پتھر باقی رہ گیا ہے اُسمین بادشاہ اور وزیر کی تعریف کے چند اشعار کندہ ہین جو یہان درج کئے جاتے ہین۔

.....	خدائے ملک سلیمان و تاج و تخت و نگین
چو آفتاب جہان تاب بلکہ ظل الٰہ	یگانہ خسرو سلاطین عصر تغلق شاہ
.....	سواد مملکت از رائے او مزین باد
ملاذ ملک اسد الدین ارسلان جواد	کہ گشت محکم از و عدل و داد در ایباد
.....	سہ از جمادی الاولے گذشتہ بالایام
خدا بفضل مر این خیر را قبول کناد	جزائے حسن عمل را یکے ہزار دہاد

ایسا خیال کیا جاتا ہے کہ شہنشاہ غیاث الدین تغلق اول المعروف بہ تغلق شاہ کی طرف سے جالور کا راؤ مالدیو چتوڑ کی حکومت پر رکھا گیا جیسا کہ رانا ہمیر کے بیان مین ظاہر ہوگا۔

۴۳۔ رانا ارسی دوم

کوئی کہتا ہے کہ یہ اپنے باپ کے ساتھ مارا گیا اور کوئی کہتا ہے کہ بربادی چتوڑ سے جان بسلامت لے گیا لیکن اس سے کچھ ہو نہ سکا لائق مسند نشینی چتوڑ کے نہ تھا مگر صحیح ایسا معلوم ہوتا ہے کہ باپ کے ساتھ مارا گیا تھا۔

۴۴۔ رانا اجے سی

معلوم ہوتا ہے کہ جب رانا لکھ سی مع اپنے ولیعہد ۴۳ ارسی اور دوسرے لوگون کے لڑائی مین کام آیا تو اُس کا چھوٹا بیٹا (۴۴) اجے سی چتوڑ سے نکلکر میواڑ کے مغربی پہاڑون مین حکومت اور وہان کے فسادی بھیلون سے مقابلہ کرتا رہا اور کیلواڑے مین اپنا مقام مقرر رکھا۔ پہاڑی دشمنون مین سے ایک موبجا بابا بھیل بڑا زبردست تھا جسکو اجے سی اور اُسکے بیٹے زیر نہین کر سکتے تھے بلکہ اُسنے ایک مقام پر رانا کا مقابلہ کرکے برچھی سے اُسکے سر پر زخم دیا تھا۔ اتفاق سے کنور ہمیر جو اجے سی کے اُس بڑے بھائی اری کا بیٹا تھا جو چتوڑ کی لڑائی مین کام آیا تھا موبجا کا سر کاٹ لایا۔ اجے سی اپنے بھتیجے کی بہادرانہ کارروائی سے نہایت خوش ہوا اور اُس نے موبجا کے سر کے خون سے ہمیر کی پیشانی پر ٹیکا لگاکر راج کا مالک قرار دیا جسنے پرانے وحشیانہ دستور کے موافق اُس پاس کا علاقہ بطور شگون کے لوٹ کر اپنا دل خوش کیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اجے سی کے دو بیٹون مین سے ایکیسی تو اپنی موت سے مرگیا اور دوسرا بیٹا سوجیسی دکن کیطرف چلا گیا جسکی اولاد مین ہونے کا ہیتون نے دعوی کیا۔

چھتریون کا یہ دعوے ہے کہ ہمان کے پیٹ سے سپاہی پیدا ہوتے ہین اور خدا نے سپہ گری کا کام ہماری نسل سے مخصوص کیا ہے اسلئے مرہٹون نے بھی جو سپاہیون کا فرقہ ہے چھتری ہونے کا دعوے کیا اس دعوے کو جھوٹا یا سچا ثابت کرنا نہایت مشکل ہے۔ تاریخ مین مرہٹون کا ذکر اس طرح نہین آتا۔ جب اول اول مسلمانون نے دکن پر حملہ کیا ہے تو کہین مرہٹون کا نام نہین آیا اور ایسی اینر کر تو جی تھی کہ سترھوین صدی مین جب وہ اپنے کوہستانی و میدانی وطن سے نکلے تو اور قومین انکو ایک اجنبی اور نئی قوم سمجھتی تھین دکن کے مسلمان سلاطین کے وقت مین اکثر کوہستانی قلعون مین مرہٹے متعین کئے جاتے کبھی وہ سرکار شاہی سے تنخواہ پاتے اور کبھی جاگیرین انکو ملتین کبھی وہ دیس مکھ (چودھری یا زمیندار) ہوتے پھر مرہٹے منصب دار ہونے لگے ان بادشاہون نے ان مرہٹون کو انکے قدیمی خطاب راجہ و نایک و راؤ کے دئے مغلون نے جو گولکنڈہ احمد نگر و بیجاپور کو فتح کرکے اپنی سلطنت مین داخل کرنے کا ارادہ کیا اس سبب سے مرہٹون کا بڑا عروج ہوا اس سے دکن کے مسلمان سلاطین کی قوت ٹوٹ گئی مرہٹون کی طاقت بڑھ گئی۔

مرہٹہ کیا چیز ہے اسکو سمجھنا چاہیئے۔

ہندوون کے جغرافیے کے موافق دکن عبارت اُس ملک سے ہے جو نربدا اور مہاندی دریاؤن کے جنوب مین واقع ہے اگرچہ دکن کے حصے بہت سے ہین مگر انمین پانچ بڑے حصے ہین۔

(۱) ڈراوید (۲) کرناٹک (۳) اندریا تلنگانہ (۴) گونڈوانہ (۵) مہاراشٹر۔ جب غیر ملکون کے باشندون کے ساتھ مقابلہ کرتے ہین تو ہم مہاراشٹر کے رہنے والون کو مرہٹہ کہتے ہین۔ مہاراشٹر کا باشندہ اپنے ملک مین مرہٹہ نہین کہلاتا۔ مہاراشٹر کی حدود ہر زمانے مین بدلتی رہتی ہین۔ مرہٹون کی قوم اُس سرزمین مین بستی ہے جو کوہستان کے سلسلے اور ایک خط کے درمیان واقع ہے یہ کوہستان کا سلسلہ وہ ہے جو نربدا کے جنوب کی النگ مین سلسلہ بندھیاچل کے متوازی پھیلتا ہے اور خط وہ ہے جو گوا سے ساحل بحر پر بیدر اور چاندا کے درمیان وارد ھا پر گذرتا ہوا کھینچا جاے یہ دریا اس کی مشرقی حد اور سمندر اسکی مغربی حد ہے۔

۴۵ - رانا ہمیر

ہمیر کی پیدائش کے باب مین ایک قصہ مشہور ہے جسکی تفصیل یہ ہے کہ اسکا باپ ارسی ویسہی کے دنون مین شکار کھیلنے کی غرض سے کیلواڑے کی طرف گیا ناگاہ سور کے پیچھے ایک کھیت مین جا نکلا جسکی حفاظت ایک غریب چندانہ راجپوت کی بیٹی (جو ہاڈون کی ایک شاخ ہے) کر رہی تھی اس لڑکی نے کہا کہ مین سور کو اس کھیت سے نکالدیتی ہون اُسنے ایک ڈالی بارہ فٹ لمبی توڑ کر اور اُس چبوترے پر چڑھکر جو فصل کی حفاظت کے لیے بنایا تھا اُس لکڑی سے مار کر سور کو باہر کھینچ لائی اور آپ وہان سے چلی گئی۔ اسکو اُس عورت کے اس کام سے بڑا تعجب ہوا ارسی مع اپنے سرداروں کے ندی کے کنارے پر گیا اور

وہان جاکر کھانا تیار کرایا جب کھانا کھا رہے تھے اور اُس نوجوان لڑکی کی بہادری کی تعریف کر رہے تھے کہ یکایک مٹی کا ایک تودہ ارسی کے گھوڑے کے پانون مین لگا اور پانون اُسکا ٹوٹ گیا یہ حال دیکھکر وہ جب درست نظر کرنے لگے تاکہ معلوم ہو کہ یہ غلہ کہان سے آیا اس اثنا مین وہی عورت نظر آئی جسنے کہ سور کو مارا تھا وہ کھیت مین سے جانور اڑانے کے لئے غلے چھوڑ رہی تھی اُس عورت نے جب دیکھا کہ اُس سے یہ حرکت سرزد ہوئی اور گھوڑے کا نقصان ہوا وہ ارسی کے پاس آئی اور عذر خواہی کرکے پھر کام پر واپس چلی گئی۔ جب ارسی نے مع اپنے رفقا کے شکارگاہ سے اپنے گھر کی طرف مراجعت کی راہ مین پھر وہی عورت ملی اُسکے سر پر ایک مٹکا دودھ کا تھا اور بغل مین ایک بھینس تھی ارسی کے رفقا کے دل مین آیا کہ ازراہ ہنسی و مذاق مٹکا دودھ کا اُسکے سر پر سے گرا دین ایک نے انمین سے دودھ کے برتن کو ٹھیس لگائی عورت کچھ نہ گھبرائی اور اُس سوار کو زمین پر گرا دیا ارسی کو یہ عورت پسند آگئی اور اُس سے اُسنے شادی کرکے اپنے باپ سے پوشیدہ پہاڑ مین رکھا جس سے ہمیر پیدا ہوا اور وہ اپنے رشتہ داروں یعنی چچا اجے سی وغیرہ کے پہاڑی علاقے مین چلے آنے پر اُنکا شریک ہوگیا ہمیر کی مسند نشینی کرنل ٹاڈ نے ۱۳۰۱ء مین بیان کی ہے جسکو غلط اور کم سے کم پچاس برس بعد (جسکا خاص وقت معلوم نہین ہوا) سمجھنا چاہیئے اسواسطے کہ علاالدین خلجی کا حملہ صحیح طور پر ۱۳۰۳ء مین ثابت ہو چکا ہے چیتوڑ کی تباہی اور ایک زبردست مسلمان شہنشاہ کی موجودگی کے وقت ہمیر کی مسند نشینی جسکے پاس کوئی مقابلے کا سامان نہ تھا خیال مین نہین آسکتی ہمیر کو اپنے چچا کے بہت عرصے کے بعد پہاڑی علاقے مین اپنا دبدبہ بنایا تھا ہمیر اپنے چچا اجے سی کی مرنے کے بعد میواڑ کے مغربی علاقے مین رہ کر چیتوڑ کے حاکم راول مالدیو کا ملک لوٹتا رہا۔ ہمیر کیلواڑے مین مقیم رہا اور اُسنے جھیل ہمیر ٹیلو یہان کھدوائی اور اُسکے کنارے پر ایک مندر بنوایا۔ ہمیر کی شورش کے سبب ملک کی زراعت مین خلل آگیا اور فنون دستکاری کم ہو گئے اس اثنا مین مالدیو نے ہمیر کو پیغام شادی کا بھیجا اور اُسنے برخلاف صلاح سرداروں کے قبول کیا اور یہ قرار پایا کہ صرف پانسو سوار اُسکے ہمراہ ہون جب وہ چیتوڑ کے متصل پہونچا راؤ کے پانچون فرزند اُسکے استقبال کو آئے لیکن دروازۂ شہر پر تورن یعنی علامت شادی آویزان نہ تھی یہ فریب دیکھ کر وہ خاموش رہا اور فصیل چیتوڑ پر اول مرتبہ چڑھا راؤ مالدیو اور اُس کا فرزند بن بیر اور امرا اُسکو محلونمین لے گئے دلمن کو اُسکے روبرو لائے اور باپ نے اپنی بیٹی کو بدون ادا کرنے کسی رسم مقررہ کے اُسکے حوالے کیا اُنکے ہاتھ ہاتھ ملاکر اور گانٹھ جوڑکر سب چلے گئے جب ہمیر کو یہ معلوم ہوا کہ اُسنے بیوہ سے شادی کی ہے تو اسکو رنج ہوا لیکن دلمن کی مہربانی اور وفاداری سے وہ غم بھول گیا جب دلمن نے اُسکو چیتوڑ کو دوبارہ لینے کی تدبیر بتائی تو اُسکا اثر تہتک صفحہ خاطر سے محو ہوا یہ رسم معمولی تھی کہ وقت شادی ایک درخواست دولہ کی خواہ وہ کچھ ہی منظور ہوتی تھی اور وہ بطور جہیز کے سمجھی جاتی تھی دلمن نے ہمیر کو سمجھا دیا تھا کہ تم جال کو جو چیتوڑ کے عمالہ مال کا افسر اور قوم مہتا سے ہے طلب کرنا اس دلمن اور مہتا کو وہ لیکر کیلواڑے مین دو ہفتے کے بعد واپس آیا اس عورت سے اول ہمیر کے کھیت سی پیدا ہوا۔ جب کھیت سی ایک برس کی عمر کا ہوا تو رانی نے اپنے باپ کو لکھا کہ مجھے چیتوڑ مین

طلب کرلو تاکہ مین خود سال بچے کو دیوتا کے مندر مین لیجاؤن چتوڑ سے سوار اُسکے لینے کیلئے آئے اور وہ بچہ کیلئے بھیجا
بچے کو لیکر روانہ ہوئی اور چتوڑ مین داخل ہوئی حسب ہدایت مہتا اُس لشکر کو جو وہان موجود تھا اُس عورت
نے اپنا طرفدار بنالیا اور اُس وقت مین دشمنون سے مقابلے کے واسطے گیا ہوا تھا ہمیر وہان پاس ہی موجود تھا
باگور مین اسکو خبر لگی کہ طیاری ہوچکی جلد آؤ وہ آیا لیکن باوجود اس فریب کے اُسکا مقابلہ ایسا سخت ہوا کہ
اندیشہ تھا کہ مبادا تدبیر زبن پڑے لیکن وہ تلوار ہاتھ مین لیکر بہادرانہ گھس گیا اور جو بیچ مین آیا اُسنے اُسکو
تہ تیغ کیا اور محل مین داخل ہوکر رعایا کو اطاعت قبول کرنے کا اشتہار دیا۔ راؤ مراجعت لشکر کے قلعہ مین داخل
نہ ہوسکا اور یہ خبر علاء الدین کے جانشین محمود خلجی کے پاس لے گیا ہمیر کا دل اس فتح سے ایسا بڑھا
کہ وہ انتظام کرکے محمود پر گرا۔ محمود لشکر لیکر اُن ممالک کو مفتوح کرنے کے لیے جو اُسکے ہاتھ سے نکل گئے تھے
آگے چلا آتا تھا محمود از راہ نادانی مشرقی بلند قطعہ زمین کی طرف گیا جو نکدہ راہ تنگ اور بڑے موڑ توڑ کی
تھی اسلئے بہت سا لشکر اُسکا ناکارہ ہوگیا ان تین قطعات غیر آباد مین جو اس ملک مین میواڑ سے لیکر جیل
تک واقع ہین محمود قطعہ دسامین سنگولی کے مقام پر خیمہ زن ہوا ہمیر نے اُس مقام پر محمود پر حملہ کیا اور اُس کو
شکست فاش دی اور قید کرلیا محمود تین مہینے مقید رہا بعد اُسکے اجمیر رنتھنبور و ناگور و بسوئی شیوپور
رانا کے سپرد کرکے اور پچاس لاکھ روپیہ اور ایک سو زنجیر فیل دیکر قید سے رہا ہوا۔
لیکن یہ ٹاڈ کی غلط نگاری ہے خلجی خاندان مین دہلی کی سلطنت پر کوئی محمود نہین ہوا خاندان تغلقیہ یا تعلق
شاہیہ مین سے دوسرے بادشاہ محمد تغلق شاہ بن غیاث الدین تغلق کے بعد (جو ۷۲۵ھ ہجری مطابق ۱۳۲۵ء
مین تخت نشین ہوکر ۷۵۲ھ ہجری مطابق ۱۳۵۱ء مین فوت ہوا اور جسکو خواجہ ضیاء الدین برنی تاریخ فیروز شاہی
مین سلطان شہید محمد بن تغلق شاہ اسکے مرنے کے بعد لکھتا ہے اور جسنے رعایا کو نہایت تباہ کرکے ملک مین
اختلال پیدا کردیا تھا) دہلی کی قوت کم ہوکر بنگالہ۔ جونپور۔ مالوا۔ گجرات۔ اور دکن وغیرہ مین مختلف سردار
اور صوبہ دار خود مختار بن بیٹھے جو مغلون کے عہد تک قائم رہے اور یہی میواڑ کی بے غنی کا موقع تھا ہمیر کے
بعد جسکی موت کا وقت معلوم نہین رانا سانگا کے عہد تک دو سو برس کے عرصے مین مالوہ اور گجرات کے
زبردست بادشاہون نے میواڑ پر حملے کرکے اُسکو تاخت و تاراج کیا جیسا کہ تاریخ فرشتہ کے بیانون سے
ثابت ہے اور جسمیں ٹاڈ دیسی روایتون کے ذریعہ سے ہندو ونکی تعریف بیان کرتا ہے۔

۴۶۔ رانا کھیت سی یا کشتیر سنگھ

جب رانا ہمیر پیرانہ سالی کی عمر مین فوت ہوا تو اُسکا بیٹا کھیت سی ۱۳۶۵ء مین (جیسا کہ ٹاڈ کا قول ہے)
جانشین ہوا اُسنے ملک کے مشرقی علاقے اجمین اور جہازپور کو للگا پٹن سے چھین لیے اور مغربی کہستان
جوڑ اوغیرہ کو فسادی لوگون سے چھین کر داخل میواڑ کیا ہمایون بادشاہ دہلی کو کیدل کے مقام پر اُسنے
شکست دی ٹاڈ صاحب کو اتنا معلوم ہوا کہ کھیت سی بقول اسکے ۱۳۷۳ء مین مرا ہے اور ہمایون کا

عہد سنہ ۱۵۳۱ء سے سنہ ۱۵۵۶ء تک گذرا ہے اودیپور کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ کھیت سی اٹھارہ برس راج کرکے اپنے ایک چارن کے مہتک کئے جانے پر بہادا کے سردار کو لڑائی مین مار کر مارا گیا اسکے بعد ہاڑے کا یہ ملک چتوڑ والون نے چھین لیا اور بہادا مسمار ہوا اور کوئی وارث نرہا کہ بدلا لے بہادہ بوندی کی ایک شاخ تھی اور ٹاڈ یہ کہتا ہے کہ رانا بہادا کے ہاڑا سردار کی لڑکی سے اپنی نسبت چاہتا تھا اسوجہ سے فساد ہوکر اُسکے ہاتھ سے مارا گیا۔ اُسکا یہ قول غلط معلوم ہوتا ہے کیونکہ بناے فساد امر اول تھا نہ دوم پہلے سے رانا کو ہاڑا رئیس بہادہ ملک بتھار کی بیٹی بیاہی ہوئی تھی جو رانا کے ساتھ اُس موقع پر ستی ہوئی اور ستی نے چتا پر بیٹھکر پیش گوئی کی کہ جب کبھی راؤ اور رانا اہیڑے کے شکار پر متفق ہونگے جیسے مہلک واقعات سے میری امید قطع ہوئی آیندہ کو بھی ہوتے رہینگے یہ کلام زبان زد خاص و عام ہوگیا مگر عرصہ دراز کے بعد سیکو یقین نرہا تھا صرف بطور روایت سمجھتے تھے جب سورج مل راؤ بوندی و رانا رتن سی دوم اہیڑے کے شکار مین مجتمع ہوئے تو دونون لڑکر مارے گئے بعد اسکے رانا راج سنگھ دوم اور اجیت سنگھ رئیس بوندی اہیڑے کے شکار مین جمع ہوئے تو راؤ کے ہاتھ سے رانا مارا گیا۔

۴۷۔ رانا لاکھا یا لکش سنگھ

آخر چودھوین صدی عیسوی مین لاکھا چتوڑ کی گدی پر بیٹھا جسکا عہد ایک تانبا پٹر (یعنی سند نامہ مسی سے سمبت ۱۴۶۲ مطابق سنہ ۱۴۰۶ء مین پایا جاتا ہے لیکن اسکے بعد اُسکی موت کا خاص وقت معلوم نہین۔ ٹاڈ کے قول سے اسکا سمبت ۱۴۳۹ مطابق سنہ ۱۳۸۳ء مین مسند نشین ہونا معلوم ہوتا ہے۔

اسنے میواڑ کے سرکش سردارون کو مغلوب کرکے بوندی کے ہاڑا کو بھی دبانا چاہا کیونکہ رانا سے اودیپور اپنے ماتحت سردارونکی مثل اسکو بھی جانتا تھا چتوڑ پر جو علاء الدین خلجی کے حملے سے زوال آگیا تھا اب از سر نو اسکی حکومت ندرپکڑ گئی تھی اگرچہ ہامون ہاڑا چتوڑ کی گدی کو بزرگ جانتا تھا مگر وہ اطاعت سے انحراف کرتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ ملک ہم نے خود سر بھومیون وغیرہ سے فتح کیا ہے میواڑ کے پٹے سے نہین ملا ہے رانا نے چڑھائی کی۔ ہاڑون نے بوندی سے پانچ میل پر رانا کے لشکر پر ایسا شبخون مارا کہ رانا رات کی تاریکی مین جان بچاکر بھاگ نکلا اور اُسکے سردار جو ہاڑون کے سامنے آئے مارے گئے۔ رانا کو اس شکست سے بڑا صدمہ ہوا اور چتوڑ آکر پھر فوج جمع کرکے بوندی پر چڑھائی کی تیاری کی مگر نادانی سے اُسکے منھ سے قسم نکل گئی کہ جب تک بوندی کو فتح نکرلونگا اُسوقت تک کھانا نہ کھاؤنگا حالانکہ بوندی چتوڑ سے ساٹھ میل کے فاصلے تھی رانا کو قسم مین بچا کرنے کے لئے چتوڑ کے پاس ایک مصنوعی شہر بوندی بنایا گیا تاکہ رانا اُسکو فتح کرکے قسم مین بچا ہوجاے جب بوندی تیار ہوئی راجہ کے چند ہاڑے سپاہی جن کا افسر بڑی تھا ہرن کے شکار سے آرہے تھے نقلی بوندی کا حال سنکر وہ اُسکی حفاظت پر آمادہ ہوگئے رانا نے جب نقلی بوندی کی طرف رخ کیا تو ان وفادار وطن ہاڑون کی گولیون نے اُسکا خیر مقدم کیا رانا نے

اسسے وجہ دریافت کی تو کہنے لگے کہ بوندی ہاڑون کا مولد ہے ہمارے جیتے جی آپ بوندی کے نام سے آن کچی عمارات کو بھی تباہ نہین کرسکتے واقعی جب تک اُنکے دم مین دم رہا اُنھون نے رانا کو اندر نہ جانے دیا اس طفلانہ تسلی کے بعد رانا نے پھر کبھی اصلی بوندی کی طرف رخ نہ کیا۔

کرنل ٹاڈ نے اسکو محمد لودھی کے مقابل چڑھائی کرکے بنگال مین مارا جانا لکھا ہے لیکن یہ محض غلط ہے۔ محمد نام لودھی خاندان مین کوئی نہین گذرا بلکہ اُسوقت دہلی مین لودھیون کی حکومت بھی نہ تھی سیدون کے آخری بادشاہ سلطان علاء الدین عالم شاہ سے سلطان بہلول لودی بن ملک کالا نے ۱۹ ربیع الاول ۸۵۵ھ ہجری مطابق ۱۴۵۱ء کو سلطنت چھین کر لودھیون کی سلطنت جمائی جو ظہیر الدین بابر بادشاہ کے ہاتھ سے ۹۳۲ھ ہجری مطابق ۱۵۲۵ء مین ختم ہوگئی لودھیون مین صرف تین بادشاہ تخت پر بیٹھے۔ سلطان بہلول۔ اور سلطان سکندر اور سلطان ابراہیم اور یہ پچھلا آخری بادشاہ تھا۔

کہتے ہین کہ لاکھا نے بہت سی اولاد چھوڑی۔ اوسکے بڑے بیٹے چونڈا کی نسل مین سلونبر راوت ہین جس سے ایک چھینڈر کے سوا جو رانا اودے سنگھ کے بیٹے سکت سنگھ کی اولاد مین ہے اول درجے کے تمام موجود سیسودیہ سردار نکلے ہین۔ لاکھا کے دوسرے بیٹے اجّا اور پوتے سارنگدیو کی اولاد مین کانوڑ راوت ہین جنکی شاخ مین ایک دوسرے درجے کا ٹھکانا باٹھیڑے راؤ وغیرہ گنا جاتا ہے۔ سلونبر اور کانوڑ کو میواڑ کے کل سردارون سے پُرانا سمجھنا چاہیئے۔

۴۸۔ رانا موکل

لاکھا رانا کی اولاد مین سے ایک اتفاقیہ معاملے کے سبب بڑا بیٹا چونڈا راج سے محروم اور کم عمر موکل ریاست کا مالک ہوا جسکی مختصر کیفیت یہ ہے۔

لاکھا رانا پیر ضعیف ہوگیا تھا اور اُسکے بیٹے پوتے راج کے مناسب کامون پر مامور تھے رنمل والی مارواڑ کے ہان سے اُسکی دختر کی نسبت چونڈا ولیعہد میواڑ کے ساتھ کرنے کے واسطے ناریل آیا جسوقت لانے والے پہونچے چونڈا کہین گیا تھا عمر رسیدہ راجہ نے جو اپنے امرا مین بیٹھا ہوا تھا مہمانون کو خاطر داری سے بٹھا کر کہا کہ چونڈا ابھی آئیوالا ہے آوے تب وہی اس ناریل کو لے گا اور مونجھون کو تاؤ دیکر یہ بھی کہا کہ یہ کھلونا تم مجھ سے سفید ریش کو تو کچھ دو گے ہی نہین اسکے مذاق کی لوگون نے تعریف کی اور اُسنے کئی مرتبہ کہا۔ چونڈا نے اُس غیرت سے جو خانگی معاملات مین راجپوتوں کو ہوتی ہے اپنے باپ کے طعنے کے سبب اس شادی سے انکار کیا۔ چونکہ ناریل کی واپسی مین رنمل کا ہتک تھا اسواسطے ضعیف و بوڑھے رانا نے اپنے بیٹے کی سینہ زوری سے تنگ آکر خود لینا قبول کیا مگر اس شرط سے کہ اگر اس شادی سے میرے لڑکا پیدا ہو تو چونڈا دعوے مسند نشینی سے دست بردار ہوکر اوس کا اول درجے کا فرمانبردار سردار رہے چنانچہ چونڈا نے اپنے باپ کی خواہش کے موافق قسم کھائی اور بڑی وفاداری سے اسپر عمل کیا سلونبر کا ٹھکانا اب اُسکی اولاد کے قبضے مین ہے

اور ریاست سے ہر ایک بخشی ہوئی جاگیر کے پروانے پر اُنکے بھائے کا نشان تصدیق کے طور پر کیا جاتا تھا تاہم شادی سے ضعیف رانا لاکھا کے جو ایک بیٹا پیدا ہوا اُسکا نام موکل رکھا گیا اور ولیعہد چونڈا کو اقرار کے موافق گدی کے حق سے علیحدہ ہونا پڑا۔

موکل کی مسند نشینی کرنل ٹاڈ نے ۱۳۹۰ء مین لکھی ہے جسمین تھوڑا فرق ہے کیونکہ ایک تانبا پتر رسند ناصی سے جو ایک پتھر کی کھان کیلئے کھدایا تھا لکھا کا عدد سمبت ۱۴۶۲ مطابق ۱۴۰۵ء مین پایا جاتا ہے اور ایک دوسرا کتبہ جسمین سمبت ۱۴۶۹ مطابق ۱۴۱۳ء درج ہین موکل کے وقت کا مقام دیلواڑہ واقع شمالی میواڑ کے جین مندر مین ملا ہے اس واسطے ۱۴۰۵ء اور ۱۴۱۳ء کے درمیان رانا لاکھا کی وفات اور موکل کی مسند نشینی سمجھنی چاہیئے جسکا خاص وقت ابھی دریافت نہین ہوا۔

موکل نے اپنی حکومت مین چترکھج یعنی چار ہاتھ والے دیوتا کا ایک مندر میواڑ کی شمالی سرحد پر بنوایا جسکی پوجا ابتک اُس ملک مین زیادہ ہوتی ہے۔

رانا موکل اپنے دو کینرک زاد چچاؤن کے ہاتھ سے پوجا کرتے وقت مارا گیا لیکن اُس کے بیٹے کو نبھا نے مارواڑ والون کی مدد سے اپنے باپ کے قاتلون کو بھی زندہ نہ چھوڑا یہ واردات سمبت ۱۴۹۰ مطابق ۱۴۳۴ء مین سمجھنی چاہیئے جسکے ایک برس پہلے فرشتہ کے بیان سے موکل کی موجودگی ثابت ہوتی ہے۔

۴۹ - رانا کونبھا

اس رانا کی مسند نشینی سمبت ۱۴۹۰ مطابق ۱۴۳۳ء مین خیال کی گئی ہے اور یہ پہلا موقع ہے کہ یہان سے میواڑ کی تاریخ مین سلسلہ وار سمبت کا دور شروع ہوتا ہے۔

اس رانا کے وقت مین گجرات و مالوہ کے حاکمون سے جو خود مختار بادشاہ کہلانے لگے تھے اکثر لڑائیان رہی ہین۔ کونبھا کا معاصر مالوے والا پہلا محمود خلجی ہے جو ۸۳۸ھ ہجری مطابق ۱۴۳۴ء مین تخت مالوہ پر متمکن ہوا تھا۔

بعض دیسی کتابون مین لکھا ہے سمبت ۱۵۹۶ مطابق ۱۵۴۰ء مین محمود مالوی کو نبھا کے مقابلے مین کسی جگہ شکست کھاکر پسپا ہوگیا تھا اسی کی یادگار مین قلعہ چتوڑ پر جو کیرتی ستنبھ یعنی ستون نامور ی بنایا گیا جو ابتک درست و قائم ہے اور یہ درست نہین کیونکہ تاریخ فرشتہ مین لکھا ہے کہ مالوے کے سلطان محمود خلجی نے ۸۴۸ھ مطابق ۱۴۴۴ء مین ملک چتوڑ پر حملہ کیا تمام مین ہل چل ڈالدی قتل و غارت کا بازار گرم کردیا تیجا تون کو تہ تیغ کرکے مسجدین تعمیر کرائین سلطان ہر مقام پر تین چار روز ٹھہر کر راجپوتون کو پامال کرتا اور تمام آبادیون کو ویرانہ بناتا جب قلعہ گونبھل گڑھ کے قریب پہونچا تو قلعدار نے جو کونبھا کی طرف سے مقرر تھا قلعہ نشین ہوکر لڑائی شروع کردی قلعہ کے پاس ایک بڑا مندر تھا اسمین لڑائی کی بابت کثرت سے سامان راجپوتون نے جمع کرکے مورچے کا کام اُس سے لیا تھا سلطان نے ایک ہفتے مین اُس مندر کو فتح کرلیا اور اُسمین ایندھن

بھروا کر آگ نکلوادی اور بت جو بکری کی شکل پر سنگ مرمر سے بنا ہوا تھا جلکر چونہ ہوگیا سلطان نے وہ چونہ پانو کے ساتھ راج پوتوں کو کھلوایا وہاں سے فتح پاکر سلطان چیتوڑ پر آیا اور اُسکے حصار کو قہر و غلبہ سے فتح کر کے ہزاروں راجپوت قتل کرائے سلطان کو معلوم ہوا کہ کونبھا اُسی دن قلعہ سے نکلکر ایک پہاڑی مین چھپ گیا ہے سلطان نے فوج کے کئی ٹکڑے کرکے اُسکی گرفتاری کے لیے بھیجا ایک ٹکڑے سے کونبھا کا مقابلہ ہوگیا سخت جنگ کے بعد کونبھا ہزیمت پاکر پھر چیتوڑ مین جا چھپا بادشاہ تو ملک کے ایک مقام مین ٹھہر گیا اور فوج کو تسخیر و تباہی علاقجات کے لیے پے در پے بھیجا موسم برسات سر پر آگیا اسلئے سلطان نے ارادہ کیا کہ کسی اونچی جگہ پر قیام کرے اور برسات کے نکلنے پر پھر قلعہ کا حاصرہ کرے کونبھا نے ماہ ذیحجہ ۸۳۳ھ ہجری مین دس ہزار سوار اور چھ ہزار پیادہ کے ساتھ شب خون مارا یہ جمعہ کی رات تھی سلطانی سپاہ کی ہوشیاری و چوکیداری کی وجہ سے سخت نقصان اٹھاکر بھاگ گیا - دوسری رات کو سلطان نے شب خون مارا کونبھا زخمی ہوکر چیتوڑ کی طرف بھاگ گیا اور بہت سے راجپوت کھیت رہے اور لشکر اسلام کے ہاتھ بہت سی غنیمت آئی - اب سلطان نے مانڈو کو مراجعت کی اور دوسرے سال پر چیتوڑ کا معاملہ رکھا -

۸۳۵ھ ہجری مین سلطان نے کونبھا پر پھر حملہ کیا اور اول مانڈل گڑھ کی طرف جہان رانا ٹھہرا ہوا تھا روانہ ہوا اور پے در پے کوچ کرکے بناس ندی پر مقام کیا رانا کونبھا چونکہ مقابلے کی طاقت نہ رکھتا تھا مانڈل گڑھ مین متحصن ہوگیا دوسرے یا تیسرے روز اُسکے راجپوتون نے قلعہ سے نکلکر لڑائی کی مگر نہایت تباہی اور بربادی کے ساتھ شکست پاکر لوٹ گئے آخر کار کونبھا نے مجبور ہوکر پیش کش دینا قبول کیا سلطان نے بھی مصالحت مین بہتری سمجھی اور وہانسے خاطر خواہ نذرانہ وصول کرکے اپنے ملک کو لوٹ گیا -

اس رانا کی بیٹی کی نسبت جیسلمیر کے راؤ دوسرے کیہر کے بیٹے جیتا سے ہوئی تھی دولہ بیاہ کے لیے روانہ ہوا ارولی پہاڑ مین برات کے پہونچنے پر دُلھن کے متعلق ایک معیوب بات سنکر خفیہ تحقیقات کرائی تو اُس عیب کا دلھن مین موجود ہونا ثابت ہوا اسلیے جیتا اپنے وطن کو لوٹ گیا اور شادی نہ کی رانا کو غصہ آیا مگر شرم کی وجہ سے خاموش رہا اور اس لڑکی کی نسبت دوسری جگہ کردی یہ بات جیمس ٹاڈ کی تاریخ راجستان مین تفصیل سے مذکور ہے -

اس رانا کے وقت سے مارواڑ کا راؤ رنمل اور اُسکا بیٹا جودھا جسکے نام پر شہر جودھپور آباد ہوا میواڑ کے ریاستی کاروبار مین زیادہ دخیل رہتے تھے لیکن کونبھا کے عہد سنہ ۱۵ مطابق ۱۴۴۱ء مین راٹھوڑون کی طرف سے اندیشہ پیدا ہوگیا اسلیے چونڈا واپس چیتوڑ بلایا گیا جو کچھ عرصہ پہلے رنجیدہ ہوکر مالوہ کے بادشاہ کے پاس جارہا تھا چونڈا بڑی ہوشیاری کے ساتھ رات کے وقت قلعہ مین داخل ہوا جسکے مقابل راٹھوڑون کو چیتوڑ چھوڑنا پڑا مارواڑ کا راؤ رنمل جس کو نشے کی حالت مین ایک عورت نے چارپائی سے باندھ دیا تھا ہمت کے ساتھ کئی مخالفون کو مارکر کام آیا اُسکا بیٹا جودھا جالاکی سے جان بچاکر اپنے وطن پہونچا - چونڈا بھیرا کرتا ہوا مارواڑ کی راجدھانی تک چلا گیا اور جودھا اگرچہ اُسکے ہاتھ نہ آیا لیکن منڈور کو اُسنے جا دبایا جہان اپنے دو بیٹون

کو قتل اور مانجا کو چھوڑ کر واپس میواڑ مین چلا آیا مدا ٹھوڑون نے موکل کی مان کے اشارے سے کچھ غیر لوگون کو ساتھ لیکر منڈور پر حملہ کیا جہان چونڈا کا بڑا بیٹا مارا گیا اور دوسرا لڑکا میواڑ کی طرف بھاگتے ہوئے گوڈواڑ کے علاقے مین گرفتار ہوکر قتل کیا گیا اسطرح سات برس کے بعد راؤ جودھا نے اپنی دارالریاست کو واپس لیا اور پھر اپنا مان سے سمبت ۱۵۱۵ مطابق ۱۴۵۹ء مین شہر جودھپور کی بنا ڈالی جو اب تک اسکی اولاد کا دارالحکومت ہے۔ مالویکے پہلے سلطان محمود خلجی نے بنور گکھڑ متھنیور کے قصبات مین سے ہے فتح کرکے اپنے سپہ سالار تاج خان کو آٹھ ہزار سوار اور ۲۵ ہاتھیون کے ساتھ قلعہ چتوڑ کی تسخیر کے لیے بھیجا اور جو کوئے سے نندانہ لیتا ہوا مانڈو کو لوٹ گیا۔

مرآت سکندری مولفہ مرزا سکندر مین مذکور ہے کہ سلطان محمود مالوی نے ۸۵۵ ہجری مطابق ۱۴۴۱ء مین ناگور پر لشکر کشی کی اور سلطان قطب الدین والی گجرات نے حاکم ناگور کی مدد کے لیے سپاہ بھیجی سلطان محمود خبر سنکر سانبھر تک جاکر لوٹ گیا قطب الدین کا سردار قوام الملک بھی اپنی سپاہ کو لوٹا لایا جب فیروز خان بن شمس خان دندانی حاکم ناگور مرگیا اور مجاہد خان برادر فیروز خان نے شمس خان بن فیروز خان کو ناگور سے نکالدیا تو شمس خان طلب مدد کیلئے رانا کو بنھاگے پاس آیا اور رانا مدد کو اسکے ساتھ روانہ ہوا مجاہد خان رانا کی آمد کا حال سنکر سلطان محمود خلجی مالوی کے پاس چلا آیا رانا نے ناگور پہونچکر چاہا کہ عمارات کو منہدم کرادے شمس خان نے منع کیا رانا نے نہ مانا اور اپنی بات پر مصر رہا شمس خان لڑائی پر آمادہ ہوا اسلیے رانا ناراض ہوکر میواڑ مین چلا آیا اور یہان سے زیادہ فوج لیکر دوبارہ ناگور کو گیا شمس خان قلعہ ناگور کا استحکام کرکے خود سلطان قطب الدین کے پاس چلا گیا اور رانا کے مقابلے کے واسطے اُس سے امداد چاہی سلطان نے رائے امین چندانک اور ملک گدا کو بہت سے افسرون اور فوج کے ساتھ شمس خان کی امداد کے لیے نامزد کیا۔ ناگور کے علاقے مین ان سردارون اور رانا مین جنگ ہوئی اور طرفین کے ہزارون آدمی مارے گئے مگر لڑائی کا فیصلہ نہ ہوا اور فتح کا بھی کسیکو فریقین مین سے دعوے نہ ہوا رانا ملک ناگور کو لوٹ کر میواڑ مین لوٹ آیا ۸۵۸ ہجری مطابق ۱۴۵۴ء مین مالوے کا پہلا محمود خلجی ہاڑوتی کو مغلوب کرتا ہوا میواڑ مین آیا رانا کو بنھانے مقابلہ نہین کیا بلکہ اطاعت کرکے کچھ اشرفیان اور روپے پیش کش کے طور پر بادشاہ کے پاس بھیجے چونکہ یہ سکے رانا نے اپنے نام سے جاری کئے تھے سلطان دیکھکر بہت ناراض ہوا اور پیش کش کو واپس کرکے اپنے لشکر کو تاراجی ملک کا حکم دیا۔ لشکر نے بڑی تباہی پیدا کی اور منصور الملک کو حکم دیا کہ وہ جاکر منڈسور کا ملک ویران کرے جو رانا سے تعلق رکھتا تھا علاوہ اسکو یہ بھی حکم دیا کہ مناسب موقعہ پہنچانے بٹھانے اس ملک مین قتل عام کرکے خلجی پور اسکا نام رکھے رانا یہ خبر سنکر گھبرا گیا اور نہایت عجز و انکسار کے ساتھ سلطان کی خدمت مین پیام بھیجا کہ جسقدر پیش کش کے لیے آپ حکم دینگے حاضر کرتا رہوگا اور آیندہ کبھی اطاعت و انقیاد سے انحراف نہ کرونگا بشرطیکہ قصبۂ منجی پور کی آبادی و تیاری موقوف کردیجاے چونکہ برسات کا موسم قریب آلگا تھا سلطان دلخواہ پیش کش وصول کرکے مانڈو کو لوٹ گیا اور ۸۵۹ ہجری مطابق ۱۴۵۴ء مین پھر منڈسور کی تسخیر کے ارادے سے

روانہ ہوا اور وہان پہونچکر خود تو وسط ملک مین مقام کردیا اور سپاہ کے گروہ جابجا ملک کی پامالی کے لیے روانہ کردئے ۔

سنہ ۸۶۰ ہجری مطابق سنہ ۱۴۵۵ء مین سلطان قطب الدین گجراتی رانا سے انتقام بربادی ناگور کا لینے کو میواڑ پر چڑھ گیا اور کومبھل میر کو محصور کرلیا ۔ رانا ایک دن اپنی سپاہ لیکر قلعہ مین سے اُترا قطب الدین سے جنگ کی اور ہزیمت پاکر واپس قلعہ پر چڑھ گیا ۔ سلطان نے محصورین پر سختی کی اور تمام علاقے مین فوج اور افسر بھیجکر ملک کو تباہ کرایا اور اتنی بربادی پھیلائی کہ رعایا مین سے کسیکے پاس مویشی باقی نرہے اور اتنے لونڈی غلام لشکریون کے ہاتھ آئے کہ شمار سے باہر تھے ۔ مورخ کہتا ہے کہ کومبھا عاجز شدہ امان خواست و خدمت لائق قبول کردہ رسن عہد و وثوق پر رقبۂ خود بستہ کہ من بعد بطرف ناگور یا بسمتے از اطراف اسلام لشکر نکشد ۔ کومبھا کے اطاعت اختیار کرلینے کے بعد سلطان میواڑ چلا گیا ۔

سنہ ۸۵۹ ہجری مطابق سنہ ۱۴۵۴ء مین کومبھا نے اجمیر پر قبضہ کرلیا وہان کے مسلمانون نے مالوے کے پہلے سلطان محمود خلجی کے پاس متواتر عرضیان بھیجین کہ یہ مسلمانون کا متبرک مقام ہندؤن کے ہاتھ سے خلاص کرادیا جاے اور جو سپاہ سلطان کی طرف سے ہاڑوتی کی تسخیر کے لیے ماموز تھی اُسکے امرا نے بھی لکھا کہ اجمیر مین راجپوتون نے قبضہ کرکے اسلام کا نشان مٹادیا ہے سلطان ان دنون مندسور کے علاقے مین مقیم تھا کہ بذات خاص اس کام کے لیے سپاہ لیکر روانہ ہوا کومبھا نے اپنی طرف سے وہان کے قلعہ مین کچھ جمعیت رکھ چھوڑی تھی جنکا افسر گجادھر تھا سلطان نے اجمیر کے پاس پہونچکر امرا کو حکم دیا کہ قلعہ کے چارون طرف سے حملہ کرین چار دن تک جان توڑ کر راجپوت لڑے پانچوین دن گجادھر ست ہاتھی کی طرح مع اپنے ہمراہیون کے سربکف قلعہ سے نکلا اور جنگ مغلوبہ کرکے مارا گیا اُسکے باقی ماندہ ہمراہی قلعے مین لوٹے لیکن سلطان کے آدمی بھی انمین ملکر قلعہ مین داخل ہوگئے اور اسپر قبضہ کرکے راجپوتوں کو قتل کرڈالا سلطان نے نعمت اللہ کو سیف خان خطاب دیکر وہان کے انتظام کے لیے مقرر کردیا خود مانڈل گڑھ کی طرف چلا اور اجمیر سے کوچ اور مقام کرتا ہوا چتاس کے کنارے پہونچا اور اُس قلعہ کی تسخیر کے لیے چارون طرف امرا کو مع افواج کے نامزد کیا لڑائی ہوئی بہت سے مسلمان اور راجپوت طرفین سے مارے گئے موسم بارش سر پر آگیا اسلئے سلطان نے کہا کہ آیندہ بعد بارش اسکی تسخیر کیطرف توجہ کی جائے گی اور وہان سے مراجعت کی پھر ماہ محرم سنہ ۸۶۱ ہجری مطابق سنہ ۱۴۵۶ء مین تسخیر مانڈل گڑھ کے ارادے سے کوچ کیا جہان جہان تجانے پائے برباد کرادیے اور قلعہ کے متصل پہونچکر خندقون کو کٹوانا شروع کیا اور عمارات کو منہدم کرایا اور مورچے بنوانے لگا یہانتک کہ وہ حصار قلعہ سے ملگئے انکی مدد سے حصار کو لے لیا اور بہت سے آدمی راجپوتون کے مارے گئے لیکن راجپوت اُس قلعہ پر چلے گئے جو پہاڑ پر تھا اور اُسکے استحکام کے زعم مین بیحد مغرور تھے لیکن سلطانی توپخانے کے فیرون سے اوپر کے قلعہ کے تالابون کا پانی سوکھ گیا تو قلعہ نشین بہت پریشان ہوئے اور اطاعت گذاری کے

پیام دئے اور دس لاکھ روپے پیش کئے اور حفظ وامن حاصل کی یہ فتح ۲۵ ذیحجہ ۸۶۲ھ ہجری مطابق ۱۴۵۸ء کو حاصل ہوئی سلطان دوسرے قلعہ پر آیا جہاں تجخانہ پایا اُسکو ڈھاکر مسالے سے مسجد تعمیر کرائی اور قاضی و مفتی و خطیب اپنی جانب سے مقرر کردئے۔ ۱۵ محرم ۸۶۳ھ ہجری کو چتوڑ کی تسخیر کا عزم کیا اور سلطان نظام الدین کو بھیلواڑے کی طرف بھیجکر اُسکو لٹوا دیا اس کام کے بعد سلطان مانڈو کو لوٹ گیا اور ۸۶۶ھ ہجری مطابق ۱۴۶۱ء مین بار دیگر راجپوتون کی پامالی کے ارادے سے حرکت کی اور اہار مین مقیم کیا۔ سلطان زادہ غیاث الدین اور تاج خان کو آگے سے میواڑ کی تباہی کے لیے روانہ کردیا انھون نے کونبھل میر تک بربادی پھیلانے مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا۔ سلطان جب کونبھل میر کے پاس آیا تو دوسرے دن سوار ہوکر قلعہ کی شرقی جانب کے پہاڑ پر چڑھکر ملاحظہ کیا اور کہنے لگا کہ یہ قلعہ کئی سال کے محاصرے کے بغیر مفتوح نہ ہوسکے گا اسلئے وہان سے کوچ کرکے ڈونگرپور کے علاقے مین چلا گیا ڈونگرپور کے راول نے عاجزی کے ساتھ اطاعت کی اور دو لاکھ روپے اور بیس گھوڑے نذر کئے۔

سروہی کی تاریخ مین لکھا ہے کہ گجرات کا بادشاہ قطب الدین سروہی کے راستے سے میواڑ پر چڑھائی کرتا اور لوٹ مارکرکے ملک میواڑ کو برباد کردیتا آخر کارانا نے سدباب کے لیے سروہی پر فوج بھیجی جو رسنگھ کی ماتحتی مین تھی اسنے دیوڑون سے آبو کا پہاڑ چھین لیا رانا نے آبو کی آب وہوا کو پسند کرکے وہان محل تالاب اور مہادیو کا مندر بنایا جو ابتک آبو کے اوپر موجود ہے اور ایک بڑی فوج اُسکی محافظت کے لیے وہان رکھی سروہی کے راؤ لاکھا سے بجز اسکے اور کچھ چارہ نہین آیا کہ اُسنے ۸۷۵ھ ہجری مطابق ۱۴۷۰ء مین سلطان قطب الدین گجراتی سے جب کہ وہ میواڑ پر آتا تھا فریاد کی سلطان نے ملک شبھان نامی ایک امیر کو اُسکی مدد پر مقرر کیا مگر ملک مذکور نے کوہ آبو پر چڑھکر رانا کے سپاہیون سے شکست کھائی اور اس لڑائی مین بہت سے مسلمان مارے گئے ملک شبھان ہار کر قطب الدین کے پاس چلا گیا قطب الدین خود سروہی مین آیا وہین رانا کے رشتہ دارون سے لڑا اور فتح پاکر میواڑ کو گیا مگر پھر آبو پر ستور رانا کے قبضے مین رہا دس برس کے بعد جب ۹۱۷ھ ہجری مطابق سمبت ۱۵۲۶ء مین قطب الدین گجراتی اور محمود شاہ بادشاہ مالوہ بالاتفاق میواڑ پر چڑھ آئے تو قطب الدین نے سروہی پہونچکر آبو رانا کے سپاہیون سے چھین لیا اور سروہی کے رئیس کے حوالے کیا۔

بعض لکھتے ہین کہ رانا کونبھا والی چتوڑ بخوف افواج شاہی بحسب رضائے راؤ سروہی کے بطور پناہ پذیری وسطے چند ماہ کے آبو کے اوپر اچل گڑھ مین ٹھہرا تھا بعد واپسی فوج شاہی کے راؤ سروہی نے چاہا کہ رانا واپس چلا جائے مگر اُسنے ایک ایسے مضبوط مقام کو پاکر اُسکے چھوڑنے سے انکار کیا تب راؤ کے بیٹے نے فوج جمع کی اور پہاڑ کے اوپر جاکر رانا اور اُسکے آدمیون کو نکال دیا۔

رانا کونبھا بتیس برس راج کرنے کے بعد سمبت ۱۵۲۵ مطابق ۱۴۶۸ء مین اپنے بیٹے اودے سنگھ کے ہاتھ سے جو طمع

کے بے بس بے بس تھا قتل ہوا۔

اُسنے اپنی زندگی مین تیس قلعے اور کئی مندر بنوائے ان مین سے قلعہ کونبھل میر جو میواڑ کی شمالی و مغربی سرحد پر اراولی پہاڑ کے سلسلے مین دو کوس پھیلا ہوا ہے میواڑ مین چتوڑ سے دوسرے نمبر پر سمجھا جاتا ہے۔ مذہبی مکانات مین سے رکھب دیو کا جینی مندر بھی میواڑ کے جنوبی پہاڑی علاقے مین جہان اگنی ہوتر والون سے جینی مت چھپا کر رکھی گئی ہوگی اسی رانا کی بنوایا ہوا ہے۔

جوالا سہائے نے جو نہایت متعصب سے تاریخ لکھی ہے اُسمین اورنگ زیب لکھ مارا ہے کہ کونبھانے بادشاہ دہلی کو شکست دی اس بالعجب کو یہ بھی تحقیق نہ ہوا کہ دہلی کے کون سے بادشاہ نے کونبھا پر چڑھائی کی تھی یا کونبھا دہلی پر چڑھ کر کب گیا تھا کہتے ہین کونبھا خود شاعر تھا اور اُسنے نہایت حسین رانی سے شادی کی تھی۔

۴۹ اودے سنگھ

اودے سنگھ جسکا نام ریاست کے نسب نامے سے خارج کردیا گیا ہے اپنے والد کو قتل کرکے گدی پر بیٹھا لیکن اُس کے رشتہ دار اُسکی خراب عادتون سے اور اس سب سے کہ اُسنے باپ کو مار ڈالا تھا جو بڑا گناہ ہو جلد ناراض ہوگئے اودے سنگھ نے مدد کی امید پر اجمیر و نیمہ کا علاقہ جو دھپور والونکو دیکر سروہی کے دیوڑہ سردار کو آزاد مان لیا۔ پانچ برس کے اندر سمبت ۱۵۳۰ مطابق ۱۵۷۳ء مین اودے سنگھ کو ماتحت سردارون نے خارج کرکے اُسکے چھوٹے بھائی راے مل کو مسند پر بٹھادیا اور وہ لاچار مانڈو کو چلا گیا جہان کے بادشاہ کو اُسنے اپنی بیٹی بیاہ دی اور بقولے ابھی دینے کا وعدہ کیا تھا کہ اتفاقاً مانڈو کے دربار سے رخصت ہوکر نکلتے وقت بجلی گرنے سے ہلاک ہوا۔

۵۰ - رانا راے مل

سمبت ۱۵۳۰ مطابق ۱۵۷۳ء مین اودے سنگھ کے میواڑ سے نکالے جانے کے بعد چتوڑ کی گدی پر بیٹھا اس رانا نے اپنی ایک بیٹی کی شادی سروہی کے راؤ جے مل دیوڑہ کے ساتھ کرکے اُسکو اہو بیاہ جہیز مین دیدیا جو اب تک دیوڑہ کے قبضے مین چلا آتا ہے یہ روایت اسی ریاست کی ہے حقیقت مین دیوڑون کا قبضہ اُسپر پہلے سے تھا۔ مہارانا سجن سنگھ نے جو تاریخ کی کتاب تیار کرائی ہے اُسمین تحریر کیا ہے سنہ ۹۰۰ ہجری مطابق سمبت ۱۵۵۹ مین فرشتہ نے لکھا ہے کہ ناصر الدین مالوہ کا بادشاہ آنبیر کا علاقہ لوٹ کر چتوڑ کی طرف آیا جہان رانا راے مل نے اُسکی اطاعت کرلی اسلیے چتوڑ لوٹ اور بربادی سے بچگیا اور رانا کے رشتہ دار بھائی اجھو داس نے ناصر الدین کو بیٹی دی جسکا نام رانی چتوڑی رکھا گیا۔

رانا راے مل کے وقت مین اُنکے تینون بیٹون پرتھوی راج۔ جیمل۔ سانگا اور عم زاد بھائی یعنی رانا موکل کے پوتے اور کھیم کرن کے بیٹے سورج مل کے فسادون سے ملک بہت خراب ہوا۔ یہ چارون شخص راے مل کے بعد راج لینا چاہتے تھے جن مین سے پرتھوی راج کو اُسکے بہنوئی نے جو آبو پر رہتا تھا زہر دیکر مار ڈالا

کیونکہ وہ اُسکی بہن کے ساتھ بدسلوکی سے پیش آتا تھا جے مل کے ساتھ ایک راجپوت نے اپنا کھویا ہوا علاقہ دلانے کے وعدے پر اپنی بیٹی کی شادی کر دینی چاہی تھی لیکن جے مل کو اقرار پورا کئے بغیر شادی پر تیار دیکھکر اُسنے قتل کر ڈالا۔ رانا کا عمزاد بھائی سورج مل سانگا کا بڑا دشمن تھا یہانتک کہ اُسنے ایکبار تلوار میان سے نکالکر سانگا کو قتل کرنا چاہا لیکن سورج مل بیچ مین آگیا اور جو تلوار سانگا کے لگتی وہ سورج مل کے لگی لیکن سورج مل اور پرتھی راج تو بو جہ زخم شدید کے وہان سے ہل نہ سکے اور سانگا تلوار کے پانچ زخم اور ایک تیر آنکھ مین کھاکر بھاگا تیر کے زخم سے ایک آنکھ اوسکی جاتی رہی سورج مل پریشان ہوکر میواڑ کے جنوبی مشرقی جنگل مین جا رہا جہان اُسنے ایک دیولیہ نام قلعہ بنانے کے بعد بہت سے وحشی لوگون کو اپنا تابع کرکے ایک ریاست کی بنا ڈالی جو اب پرتاب گڑھ کے نام سے اسکی اولاد کے قبضے مین چلی آتی ہے۔

جبکہ سب دعوے دار ٹھکانے لگ گئے تو رائمل کے بعد ایک کنور سانگا ہر طرح راج کا مالک اور حقدار رہ گیا جسنے خانگی لڑائی جھگڑون کے سبب بکریان چرانے اور تکلیفین اُٹھانے مین دن کاٹے تھے جب دہقان نے بھی اسکی بکریان چرایا کرتا تھا نکالدیا تو ایک راجپوت کی مدد سے گھوڑا اور ہتھیار پاکر اجمیر کے متصل بسری نگر کے پرمار سردار کے ہان نوکر ہوگیا تھا یہی سانگا ہے جسکی لڑائی بابر کے ساتھ مشہور چلی آتی ہے۔

راے مل نے سمبت ۱۵۶۵ مطابق ۱۵۰۸ء مین وفات پائی۔

۵۱۔ رانا سانگا یا سنگرام سنگھ اول

رانا سنگرام نے جو عام طور پر سانگا مشہور رہے اپنے والد کے بعد سمبت ۱۵۶۵ مطابق ۱۵۰۸ء مین چتوڑ کا راج پاکر میواڑ کو ہر طرح ترقی پر پہونچایا۔ راجپوتانے کا بڑا حصہ اُسکے قبضے مین تھا۔

سلطان محمود ثانی بن سلطان ناصرالدین بن سلطان غیاث الدین والی مالوہ کے پاس راجپوتون کو بہت زور حاصل ہوگیا یہانتک کہ سلطان اُنکی مٹھی مین آگیا آخر کار سلطان بھی راجپوتون کے تسلط سے گھبرا گیا جن کا افسر اعلے میدنی راے تھا اور اُسکے ماتحت راجپوت چالیس ہزار کی تعداد مین تھے راجپوتون نے ایکبار سلطان کے دار الریاست مانڈو پر قبضہ کرلیا اور محمود سلطان مظفر شاہ گجراتی کے پاس بھاگ گیا اور اُس سے مدد لیکر مانڈو پر لشکر کشی کی جب میدنی راے نے اپنے مین اُنکے مقابلے کی طاقت نہ پائی تو اپنے بیٹے نتھو راے کو تو کچھ سپاہ کے ساتھ یہان جھوڑا اور خود چتوڑ کو رانا سانگا سے مدد حاصل کرنے کے لیے چلا گیا اور سانگا کو بہت سا روپیہ اور ہاتھی دیکر اپنا مددگار بنالیا اور اجمین کی طرف سے چلا سلطان مظفر نے بھی سانگا کے مقابلے کے لیے عادل خان فاروقی حاکم آسیر و برہان پور کو بھیجا سلطان کی سپاہ کی امداد سے محمود نے چیتوڑ قہر قلعہ مانڈو ۹۳۲ھ ہجری مطابق ۱۵۲۵ء مین فتح کرلیا کہتے ہین کہ نوے ہزار کے قریب راجپوت کھیت رہے اور مسلمان بھی بہت سے مارے گئے راجپوتون کی عورتین گرفتاری سے اندیشے سے جوہر کرکے جل مرین جب یہ خبر میدنی راے اور سانگا کو پہونچی جو ادھر آرہے تھے تو قلعہ دھار سے لوٹ گئے مظفر شاہ محمود کے قبضہ

پالینے کے بعد لوٹ گیا جو کہ ابھی تک چاندیری وگاگرون پر میدنی راے کا قبضہ تھا اور قلعہ راے سین و بھیلسہ و سارنگ پور پر سلہدی راجپوت کا تسلط تھا سلطان محمود نے اول حملہ گاگرون پر کیا میدنی راے نے سانگا سے مدد مانگی اور وہ بہت سی فوج لیکر چتوڑ سے چلا سلطان محمود نے اسکی روانگی کا حال سنا تو خود بھی ادھر سے رانا کی طرف بڑھا اور کڑی کڑی منزلین کرکے سانگا کے لشکر سے سات کوس پر ٹھہرا جب یہ حال رانا کو معلوم ہوا کہ پے درپے طول طویل کوچون سے سلطان کی فوج تھک رہی ہے تو اُسی وقت حملہ کردیا محمود اس حملے سے بے خبر تھا اُسکے امرانے عرض کیا کہ سپاہ تھکی ہاری ہے اسلیے لڑائی سے کنارہ کشی بہتر ہے لیکن سلطان نے نہ مانا تھوڑے سے عرصے مین سلطان کے بڑے بڑے ۳۲ سردار مارے گئے اور بہت سی سپاہ کام آئی آصف خان گجراتی جو سلطان مظفر شاہ کی طرف سے کمک کو ہمراہ تھا پانسو سواران گجراتی کے ساتھ تہ تیغ ہوا لشکر مالوہ مین سے بجز سلطان خان محمود خلجی اور دس سواروں کے کوئی میدان معرکہ مین باقی نرہا لیکن سلطان نے دفعتہً تہور سے دشمن کی پچاس ہزار سپاہ پر حملہ کردیا یہ دس سوار بھی مارے گئے اب سلطان تنہا رہ گیا اسنے اپنا گھوڑا راجپوتون پر ڈال دیا اور سر بکف ہوکر لڑنے لگا اُسکے بدن پر دو زخم تھے بیشمار سوزخم کھاے جن مین سے پچاس اندر کی زرہ سے گذر گئے اور تیورا کر گھوڑے سے گر گیا راجپوت جب پاس آے تو پہچان لیا دریاے حیرت مین ڈوب گئے اور اُسکی شجاعت کا لوہا مان گئے فرشتہ لکھتا ہے "رانا سانگا اور ارجاے مناسب نشاندہ دست بستہ پیش اور بایستادہ در شرائط خدمت گذاری تقصیر ننمودہ بمعالجۂ زخمہاے سلطان پرداخت" تمام سامان سلطانی سانگا کے ہاتھ لگا یہانتک کہ سلطان ہوشنگ والا تاج مرصع بھی اُسنے سلطان سے طلب کرلیا جب زخم مندمل ہوگئے تو اسکے ساتھ ایک ہزار سوار دیکر مانڈو کو بھیجدیا جہان پہونچکر دوبارہ اُسنے اپنی حکومت جمائی فرشتہ رانا کے اس سلوک کو نہایت فتوت پر حمل کرتا ہے یہ واقعہ سمبت ۱۵۷۶ مطابق ۱۵۲۰ء کا ہے راجہ ایڈر کے انتقال کے بعد اُسکا بیٹا راجہ بھارا مل مسندنشین ہوا رانا سانگا اپنے داماد راے مل بن سورج مل کی حمایت پر آمادہ ہوا اور بھارا مل سے ایڈر کا ملک چھین کر اپنے داماد راے مل کو گدی پر بٹھادیا بھارا مل نے سلطان مظفر گجراتی سے شکایت کی اور راے مل کے مقابلے مین مدد چاہی سلطان نے نظام الملک کی افسری مین ایک لشکر بھیجا اور حکم دیا کہ ایڈر سے راے مل کو نکالکر بھارا مل کو مسندنشین کردے راے مل بیجانگر کے پہاڑونمین چھپ گیا نظام الملک نے ایڈر پہونچکر بھارا مل کو مسندنشین کردیا اور خود بیجانگر کے پہاڑونکی طرف گیا راے مل سے مقابلہ ہوا طرفین کے بہت سے آدمی مارے گئے جب یہ خبر سلطان مظفر کو پہونچی تو اُسنے نظام الملک کو لکھا کہ جب کہ ایڈر قبضے مین آگیا ہے تو راے مل کا پیچھا کرنا فعل عبث ہے اور مفت فوج کا ضائع کرنا ہے جب نظام الملک لوٹ گیا تو راے مل نے پھر سر نکالا اور ایڈر پر حملہ آور ہوا سلطان کا افسر نصیر الملک احمد نگر کے نواح مین مقیم تھا باوجودیکہ اُسکے پاس سپاہ قلیل تھی مگر مقابلے کو ڈٹ گیا اور ۲۷ آدمی سمیت کام آیا جب یہ خبر سلطان مظفر کے گوش گذار ہوئی تو نصرۃ الملک کو حکم دیا کہ بیجانگر پہونچکر مفسدون کا کام تمام کردے اور مانڈو پر سلطان محمود مالوی کا قبضہ

کرا کے خود بھی رانا کے مقابلے کو بڑھا ایک راجپوت جو ماندھو پر راجپوتون کے قتل عام کا حال دیکھ چکا تھا سانگا کے پاس پہونچا اور من وعن وہ حال گوش گذار کیا اور عجب یہ ہے کہ یہ مضمون بیان کرتے ہی اسکا دم نکل گیا سانگا کا چہرہ زرد ہوگیا اور جب اُسنے یہ سنا کہ سلطان مظفر ادھر آرہا ہے تو ڈر کر چتوڑ کی طرف بھاگ گیا عادل خان نے اُسکا تعاقب کرکے پس ماندون کی خوب خبر لی ایڈر مین سلطان کیطرف سے مبارز الملک مقیم تھا ۹۲۶ھ ہجری مطابق ۱۵۲۰ء کا واقعہ ہے کہ ایکدن ایک بھاٹ نے اوسکے سامنے رانا سانگا کی بہت تعریف کی اور کہا کہ آج کے زمانے مین سرزمین ہند مین کوئی ایسا راجہ نہین ہے جو راے مل کا حامی ہے تمکنک ایڈر مین رہوگے راے مل کے ہاتھ سے ایڈر نہین نکل سکتا مبارز الملک نے نخوت وغرور کے سبب اُسکو جھڑک دیا اور کہا کہ کیا کہتا ہے کٹھے مل کی حمایت کرے گا جب تک مین بیٹھا ہون وہ ادھر قدم نہین رکھ سکتا اگر مرد میدان ہے تو کس لئے نہین آتا بھاٹ نے کہا کہ عنقریب آجائے گا مبارز الملک بولا کہ اگر نہ آیا تو کیا سمجھا جاے گا اور ایک کتے کا سانگا نام رکھ کر دروازے پر بندھوا دیا اور بھاٹ سے کہا دیکھ لے اگر سانگا نہ آیا تو اس کتے مین اور اُسمین فرق نہ سمجھا جائیگا اُس بھاٹ نے چتوڑ پہونچکر یہ قصہ سانگا کے سامنے بیان کیا رانا کو غیرت آئی اور فرطِ تنگ وعار سے چالیس ہزار آدمی ساتھ لیکر ایڈر کے ارادہ سے اُسیوقت روانہ ہوگیا اور منزلین کرتا ہوا سرحد تک پہونچ گیا سلطان نے یہ خبر سنکر چاہا کہ مدد بھیجے وزیر راجو مبارز الملک سے نفاق رکھتے تھے اُنھون نے عرض کیا کہ رانا مین کیا مجال ہو کہ آپ سے متعرض ہوسکے اور قاصد یہ خبر لاے کہ رانا چتوڑ کوٹ کو لوٹ گیا اُس وقت یہ خبر واقعے کے مطابق تھی سلطان نے قوام الملک کو احمد آباد کی حفاظت کے لیے چھوڑا اور خود محمد آباد عرف چانپانیر کو چلا گیا رانا یہ خبر سنکر لوٹا اور باگڑ مین داخل ہوا جو ایڈر سے مشرق کی سمت ہے یہان کا راول باوجودیکہ سلطان مظفر سے توسل رکھتا تھا رانا کے پاس چلا آیا اور راول ورانا دونون ڈونگر مین آکے مبارز الملک نے یہ حال سلطان کو لکھا کہ رانا ۴۰ ہزار سپاہ کے ساتھ باگڑ مین آگیا ہے اور ایڈر آنے والا ہے اور یہان صرف پانچ ہزار سپاہ ہے جنمین سے بھی بہت سے آدمی احمد آباد کو چلے گئے ہین یہ عرضی سلطان کے سامنے وزرا نے پیش نہ کی جیسا کہ مرآت سکندری مین لکھا ہے اور فرشتہ کہتا ہے کہ وزرا نے سلطان سے کہا کہ مبارز الملک کو کیا مناسب تھا کہ سانگا کا کتا نام رکھ کر دروازے پر بندھوا دیا۔ اسلئے سلطان نے مدد بھیجنے مین اہمال کیا بہرصورت کچھ بھی ہو چانپانیر سے مدد نہ پہونچی اور مبارز الملک کے پاس آدمی بہت کم تھے سانگا ان باتون سے غافل نہ تھا ایسلیے ایڈر کی طرف چلا مبارز الملک نے لڑنے کا تہیہ کیا اُسکے مصاحبون نے مشورہ دیا کہ رانا کے ساتھ چالیس ہزار آدمی ہین اگر ہمکو شکست ہوئی تو سلطنت کی بنا ہی ہوگی آخر کار یہ قرار پایا کہ احمد نگر چلین وہان کے قلعہ کو مضبوط کرکے جنگ کرینگے اور اُسوقت تک مدد بھی آجائے گی اسوجہ سے سب احمد نگر کو روانہ ہوے۔ ان مین سے سو سوار جو سلطان کے سلحدار کہلاتے تھے مخفی طور پر رہ گئے اور اُنھون نے لڑکر مرجانے کو ترجیح دی

انکے افسر کا نام ملک نجف اوتھر یہ تھا جب رانا کی سپاہ آئی تو یہ سو کے سو سوار پرایا باندھکر نکلے اور لڑبھڑکر مارے گئے مرآت سکندری والا کہتا ہے کہ ایکبار اس بھاٹ نے نظام المخاطب بہ مبارز الملک کی مدح مین ایک دوہا کہا تھا جسکا مضمون یہ تھا کہ رانا کا لشکر کلنگ کی طرح ہے اور مبارز الملک کا لشکر شاہ باز کی مثل ہے جب رانا ایڈر کے قریب پہونچا تو اس بھاٹ سے کہا کہ تو جسکو شاہ باز بتاتا تھا وہ کہان ہے بھاٹ نے اُن سوارون کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ وہ یہ ہے راستے مین خضر خان واسد الملک وغازی خان وشجاع الملک سیف خان کالنجر سے آتے تھے مبارز الملک سے ملے اور اوس سے کہا کہ تمکو ایڈر مین رہنا چاہیئے ہم بھی ایڈر مین پہونچ جائینگے اور بالاتفاق رانا سے جنگ کرینگے رانا احمد نگر مین آئیگا تو ہم کو یہ مناسب نہین کہ اُس سے ڈرکر اور قلعہ بند ہوکر ایڈر مین ہمکو ایڈر مین ہی لڑنا بہتر ہے مبارز الملک نے کہا کہ یارون نے یہی صلاح دی تھی کہ احمد نگر مین چلین ورنہ ہین ایڈر چھوڑنے پر راضی نہ تھا اب جیسے سب کی مرضی ہو چونکہ یہ سب احمد نگر کے پاس ملے تھے وہین لوٹ گئے وہی بھاٹ جس نے رانا کی تعریف مین مبارز الملک سے بیان کی تھی اُسکے پاس آیا اور مبارز الملک سے کہا کہ رانا لشکر عظیم کے ساتھ ادھر آرہا ہے حیف ہے کہ آپ جیسا آدمی مارا جاے آپ قلعہ مین متحصن ہوجائین رانا اپنے گھوڑے کو قلعے کے تلے پانی پلاکر لوٹ جائے گا اور اسیقدر پر اکتفا کریگا مبارز الملک نے کہا ایسا نہین ہوسکتا القصہ ایک روز نہ گذرا تھا کہ رانا کی سپاہ کالی گھٹا کی طرح اُمنڈ آئی مبارز الملک کے ساتھ اسوقت صرف ۱۲ سو سوار اور ایک ہزار پیادے تھے انمین چار سو من چلے سوارون نے آگا دیکھا نہ پیچھا رانا کی بیس ہزار سپاہ پر اللہ اللہ کے نعرے مارتے حملہ کردیا رانا کے تمام آدمی بھاگ گئے لیکن یہان عجیب اتفاق ہوا کہ احمد نگر کی باقی ماندہ فوج یہ سمجھکر کہ وہ چار سو آدمی مارے گئے ہونگے احمد آباد کی طرف بھاگ گئی جب وہ چار سو آدمی تعاقب کرکے واپس آئے تو یہان کسیکو نہ پایا مبارز الملک نے سمجھ لیا تھا کہ رانا کے ٹڈی دل لشکر سے لڑنا گویا پتھر سے سر ٹکرانا ہے اور احمد نگر کو چھوڑ دیا تھا مبارز الملک اور صفدر خان قصبہ بڑودہنی کی طرف کہ احمد آباد سے دس کوس تھا روانہ ہوے لیکن راستہ بھولکر دوسری طرف چلے گئے اسد الملک وغیرہ سیدھے راستے پر چلے جبتک رانا کے آدمیون نے پہنچکر کے کام تمام کردیا اُسکے ساتھ جسقدر ہاتھی گھوڑے تھے اُنپر راجپوتون کا قبضہ ہوگیا۔ رانا نے احمد نگر کو لٹوا دیا اور اہل شہر کو قید کرلیا ابدانا نے شب مین اپنے امرا سے مشورہ کیا کہ آیندہ کیا کرنا چاہیئے بعض نے کہا کہ احمد آباد تک چلنا چاہیئے جو یہان سے پچاس کوس ہے رانا نے جواب دیا کہ مسلمانون کے چار سو سوارون نے ہماری بیس ہزار آدمیونکو شکست دی ہے اور ہزار کے قریب بہادرون کو مار ڈالا ہے اگر چار ہزار جمع ہوکر لڑنے کے لیے سامنے آجائین تو تم اُنکا مقابلہ کیسے کروگے اور ہمارے بزرگون مین سے کوئی یہانتک نہین آیا تھا اُنکو کبھی ایسی فتح حاصل نہین ہوئی پس اسیقدر پر اکتفا کرنا چاہیے ملک گجرات کے گرد سیر جو ساتھ تھے کہنے لگے کہ ضرور احمد آباد کے ملک تک چلئے بڑنگر قریب ہے اور وہان کے عام آدمی تاجر ہین اُسے لوٹنے سے دولت کثیر حاصل ہوگی اسکے بعد واپس چلے آئے رانا اُنکے کہنے سے دوسرے دن کوچ کرکے

برگنگر پہونچا برگنگر کے رہنے والے رانا کے پاس آئے اور کہا کہ ہم برہمن ہین اور آپکے باپ دادے کے ہمیشہ سے ہماری عزت کرتے رہے ہین رانا نے اس بستی کو نہ لوٹا وہان سے مبیل نگر گیا اسکو تاراج کرکے لوٹ گیا۔

اب سلطان کو اسکے امرا نے مشورہ دیا کہ حضور کی سطوت کا سب شہرہ ہے بنفس نفیس رانا کی سرکوبی کے لیے متوجہ ہون چنانچہ ۹۲۷ھ ہجری مطابق ۱۵۲۱ء مین سلطان نے لشکر گران جسمین ایک لاکھ سوار اور سوا لاکھ پیادے تھے ملک ایاز کی افسری مین سانگا کی تادیب کے لیے روانہ کیا۔ اسکے بعد سلطان نے احتیاطاً تاج خان اور نظام الملک شاہی کو بیس ہزار سوار کے ساتھ اسکی کمک کو بھیجا ملک ایاز نے ڈونگر پور اور بانسواڑے کے علاقے برباد کردئے اس وجہ سے کہ ڈونگر پور کے راول نے اس فساد مین سانگا کی شرکت کی تھی اور تلہار پاگر کو لٹوا دیا تھا اس کام کے بعد ایاز چیتوڑ کی طرف بڑھا ایک شخص نے صفدر خان کو جو ہراول مین تھا خبر دی کہ روپ سنگھ راجپوت نسلہ سانگا کے بہت سے راجپوتونکے ساتھ اور اگرسین پوربیہ یہ دونون پہاڑ کے پیچھے موجود ہین اور شب خون مارنے کا ارادہ رکھتے ہین صفدر خان بغیر اطلاع دہی سپہ سالار کے دو سو سوار ہمراہ لیکر جلد مخالفون کے سر پر جا پہونچا لڑائی ہوئی اگرسین مجروح ہوا اور اسنی راجپوت مارے گئے باقی ماندہ نے راہ فرار اختیار کی جب ملک ایاز کو اس واقعہ کا حال معلوم ہوا تو خود سوار ہوکر صفدر خان کی کمک کو جا پہونچا لیکن یہ بہادر پہلے ہی میدان مار چکا تھا۔ اگرسین زخمی سانگا کے پاس پہونچا اور اُس سے تمام حال کہا ایاز مندسور تک جا پہونچا اور اُسکا محاصرہ کرلیا سانگا اپنے تھانہ دار کی مدد کو دس کوس تک آگیا تھا وہین ٹھہر کر ملک ایاز کو پیام دیا کہ کہ از من گناہ عظیم صادر شدہ راہ عذر مسدود است اگر شما کار بکرم فرمودہ از سر گناہ من در گذرید خطے مسیارم کہ من بعد غیر از خدمت گاری کارے دیگر نکنم فیل و اسپ و بندی آنچہ در جنگ احمد نگر بدست من آمدہ ہمہ بخبسہ بخدمت میفرستم و سوائے این انچہ ایشان مقرر کنند نیز راضی ام (مرآت سکندری) ایاز کے ساتھ سپاہ کثیر تھی اسلیے دو دو ہاتھ کرنے کو سانگا کی ہمت نہ بندھی ملک ایاز نے اپنی طرف سے ایسی سخت شرائط پیش کین کہ قاصد خاموش ہوگیا ایاز نے قلعہ کی تسخیر کے لیے بہت ہاتھ پاؤن مارے اس عرصے مین شرزہ خان شروانی سلطان محمود خلجی کے پاس سے آیا اور ایاز سے کہا کہ اگر مدد کی ضرورت ہو تو مین بھی یہان آجاؤن ایاز نے جواب دیا کہ بادشاہ کو ضرور آنا چاہیئے چنانچہ محمود خلجی نے کہ سلطان مظفر گجراتی کا مرہون منت تھا سلہدی پوربیہ کی سپاہ کو بھی ساتھ لیکر منڈسور کی طرف کوچ کیا رانا سانگا سلطان محمود کے ادھر آنے کی خبر سنکر گھبرایا اور سندی سارنگ کو سلہدی کے پاس بھیجکر کہلایا کہ ہماری صحبت قدیم کی رعایت ملحوظ رہے اور بالفعل صلح کرا دینی چاہیئے سلہدی نے بہت کوشش کی صلح نہ ہوئی ابھی ایاز نے پوری فتح نہ پائی تھی کہ دوبارہ سانگا کا قاصد پیغام لایا کہ مین سلطان کے دولت خواہون مین داخل ہوکر وہ تمام ہاتھی جو جنگ احمد نگر مین ہاتھ آئے تھے اپنے بیٹے کے ساتھ بادشاہ کے پاس بھیجتا ہون آپ کیون سخت گیری کرتے ہین چونکہ بعض امرا کا نفاق اس فتح مین خلل انداز تھا اسلیے اُسنے صلح کو ترجیح دی سلطان محمود خلجی نے دوسرے اُمرا کی مشورت سے حملے کا ارادہ کیا لیکن ملک ایاز

کہلا بھیجا کہ اس لڑائی کا سارا اہتمام سلطان نے میرے ہاتھ مین دیا ہے آپ کیون بغیر میری رضامندی کے جنگ کرتے ہین پاس سے مین راضی نہین ہون اسلیے کہ نفاق پیدا ہوگیا ہے پس گو مقصود ہاتھ آنا دشوار ہے اور دوسرے دن میدان جنگ سے چلا گیا اور خلجی پورمین پہونچکر رانا کے قاصدون کو خلعت دیکر واپس کردیا سلطان محمود خلجی بھی مانڈو کو لوٹ گیا جب ملک ایاز چانپانیر مین سلطان مظفر شاہ کے پاس پہونچا تو اُس نے اسکے ناکام واپس چلے آنے پر ملامت کی اور قرار پایا کہ بعد برسات کے سلطان رانا پر خود حملہ کرے گا ایاز نے رانا کو مخفی کہلا بھیجا کہ مین تمہارا بہی خواہ ہون سلطان تمپر خود حملہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اسلیے یہ بہتر ہے کہ جلد اپنے کنور کو مع تحائف کے سلطان کی خدمت مین بھیجدو کیونکہ اُدھر سے نیا لغیر کشور کشائی واپس آنا سلطان پر نہایت شاق گذرا ہے اگر سلطان خود لشکر لیکر وہان جا پہونچا تو یاد رکھو کہ تمام ملک پر بربادی کی جھاڑو پھر جائے گی اسلیے بیٹے کے بھیجنے مین جلدی کرنی چاہیے تاکہ صولت غضب سلطانی سے وہ اپنے کو باخبر سے محفوظ رہین۔ سلطان مظفر ۹۲۳ھ ہجری مطابق ۱۵۱۷ء مین چانپانیر سے احمد آباد کی طرف آیا تاکہ فوج جمع کرکے چتوڑ پر یورش کرے وہانسے چند دن کے بعد کانکڑ مین آیا یہان ابھی دو تین دن قیام کو گذرے تھے کہ سلطان کو خبر لگی کہ رانا کا بیٹا بہت سے تحائف لیکر آستان بوسی کو آرہا ہے اور قصبہ مہراسہ تک پہونچ گیا ہے چند روز کے بعد وہ حاضر ہوا سلطان نے اُس کے باپ کے قصورات کو معاف کیا اور خلعت بخشا اور لشکر کشی کا ارادہ فسخ کیا چند روز جالوارہ کے علاقے مین شکار و تفریح کرکے احمد آباد مین آیا اور یہان رانا کے بیٹے کو دوبارہ خلعت دیکر رخصت کیا۔

مظفر شاہ گجراتی کے مرنے کے بعد شمس الدولہ چاند خان اور ابراہیم خان رانا سانگا کے پاس حفاظت کے لیے چلے آئے تھے جو اپنے بڑے بھائی بہادر شاہ کے جلوس پر واپس چلے گئے بہادر شاہ گجراتی جب ڈونگرپور مین آیا تو ۹۳۳ھ ہجری مطابق ۱۵۲۶ء مین رانا سانگا کا بیٹا اسکے پاس جاکر ملازمت و خلعت وغیرہ سے سرفراز ہوا جیسا کہ ہفت گلشن مین ہے اور رانا کے بھائی پرتھی راج کا بیٹا بھیرون سلطان کے پاس نوکر تھا۔ دہلی کی سلطنت اس وقت لودی پٹھانون کے قبضے مین تھی جنکی کم لیاقتی سے بنگال۔ اودھ اور ملتان وغیرہ کے صوبے اطاعت سے نکل گئے تھے باہمی رنج و فساد کے سبب ملتان کے صوبہ دار دولت خان نے ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ کو جو ترکستان سے بے دخل ہوکر افغانستان مین آیا تھا ہندوستان مین بلایا اُسنے بارہ ہزار تیر انداز اور توپخانہ کے ذریعے سے ابراہیم لودی کو جسکی فوج ایک لاکھ تعداد مین تھی ۹۳۲ھ ہجری مطابق ۱۵۲۵ء مین قتل و غارت کرکے دہلی و آگرہ پر قبضہ کرلیا۔ بابر سے لودیون کے عوض جن مین کے تین بادشاہون نے تقریباً چھیتر برس دہلی کی حکومت کی مغل خاندان کا دور شروع ہوا۔ شمالی ہندوستان فتح ہونے کے بعد مختلف علاقون کے سردار مقابلے کو تیار ہوگئے کیونکہ وہ مغلون کے نام سے جنکا بڑا نمونہ چنگیز خان و تیمور گذرے ہین سخت بیزار تھے اسلیے شمالی علاقے کی پریشان قومین اور اکثر جگہ کے ہندو رئیس سانگا کے پاس جو دوسرون کی بہ نسبت زیادہ بلند حوصلہ تھا

جمع ہوئے رانا سانگا نے بھی ایسے شخص کے ساتھ جو دہلی وغیرہ دبا کر ہر طرف اپنی طاقت بڑھاتا جاتا تھا اور جسکا مقابلہ کچھ عرصے کے بعد دشوار ہو جاتا جلد لڑائی کرنا مناسب سمجھا کیونکہ اس وقت اُس کی ترقی روک سکنی آسان تھی۔

بابر لکھتا ہے کہ جب میں کابل میں تھا تو رانا سانگا نے ایلچی بھیجا تھا اور دولت خواہی کا اظہار کیا تھا اور یہ اقرار کیا تھا کہ اگر بادشاہ ہندوستان میں نواح دہلی تک آئے گا تو میں آگرے کو روانہ ہونگا میں نے دہلی کو زیر کر لیا اور آگرے کو لے لیا اُسوقت تک رانا نے کوئی حرکت نہ کی بعد ازیں اُسنے آنکر گندھار (قلعہ رنتھنبور سے شرق کو چند میل پر ہے) کا محاصرہ کیا یہ قلعہ حسن پیر کمبن کے تصرف میں تھا۔

الفنسٹن صاحب بھی لکھتے ہیں کہ جبکہ بابر نے ابراہیم لودی بادشاہ پر یورش کی تھی تو سانگا نے بابر سے مشفقانہ خط و کتابت کی تھی اور جبکہ بابر دلی کا تخت نشین ہوا تو سانگا نے رشک و عداوت سے بابر کے خلاف پٹھانوں کو آمادہ کرنا شروع کیا۔

غرضکہ بابر کے مستقل ارادے کا اثر اُسکے دوستوں پر یہ ہوا کہ جب وہ یہ سمجھ گئے کہ بابر اپنے دادا تیمور کی طرح ممالک مقبوضہ کو چھوڑ چھاڑ کر نہیں چلا جائیگا بلکہ یہاں جمانے کا ارادہ رکھتا ہے تو وہ بابر کے پاس آنے شروع ہوئے اور چار مہینے کے اندر جو سلطان ابراہیم شاہ کے قبضے میں ملک تھا وہ اور اُسکے سوا وہ تمام صوبے جو ابراہیم کے قبضے سے نکل گئے تھے جونپور کی سلطنت سمیت بابر کے قبضے میں آگئے۔

اب سانگا کو بابر کی اس ترقی سے رشک پیدا ہوا اور سمجھا کہ آخر کار راجپوتانہ بھی اُسکی زد میں آئے بغیر نہ رہیگا جب کہ سانگا بابر کے ہاتھ سے ہندوستان خالی کرانے کے ارادے پر شمالی ہندوستان کی طرف چلا تو اُسکے ساتھ اپنی ایک لاکھ جمعیت کے سوار اے سین کے راجہ سلہدی کی تیس ہزار ڈونگر پور کے راول اودے سنگھ اول کی بارہ ہزار اور چندیری کے راجہ میدنی رائے کی بارہ ہزار میوات کے جاگیردار حسن خان کی بارہ ہزار افغان خاندان کے شاہزادہ محمود کی دس ہزار بوندی کے راو نرپت ہاڈا کی سات ہزار سروہی کے جیتی کی چھ ہزار ایڈر کے راو بھارامل کی چار ہزار اور بیرم دیو میرتہ کی چار ہزار راٹھی جسمیں دوسرے ماتحت لوگ ملا کر دو لاکھ اور ایک ہزار آدمی کی بھیڑ بھاڑ ہوتی تھی سانگا نے لشکر اسلام سے لڑنے کے لیے ہاتھی بھی بہت سے جمع کئے تھے۔ بابر کہتا ہے کہ بہت سردار اور امراے کبار اور راجے جنھوں نے کبھی کسی وقت سانگا کی متابعت نہ کی تھی میری مخالفت کے لئے سانگا کے ساتھ ہو گئے سیسودیون کے بھاٹ شیام داس چارن نے جو اپنی کتاب بیر بنود میں بابر کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ہندوستان کے سردار اور راجے سانگا کو اپنا بزرگ مانتے تھے اور اسکی متابعت کرتے تھے یہ بابر کے قول کے خلاف ہے اور جہانگیر نے تو اپنے تزک میں یون لکھا ہے کہ رانا سانگا سے اکثر سرداران راو مالدیو راٹھوڑ والی مارواڑ لڑے اور ہر بار سانگا مغلوب رہا اور مالدیو سانگا سے وسعت ملک میں زیادہ تھا اسیطرح سیاحت ہندمیں حافظ عبدالرحمن امرتسری کا یہ کہنا بھی بے اصل ہے

کہ سانگا ہندوستان کے راجون کا مہاراجہ تھا اُسکی سالانہ آمدنی دس کروڑ روپیہ تھی میدان جنگ مین اسّی ہزار سوار پانسو ہاتھی سات راجے نو راو اور ایک سو چار راول اُسکے ہمرکاب ہوتے تھے اور شہنشاہ بابر کی لڑائی سے پیشتر اٹھارہ لڑائیون مین کامیاب ہوچکا تھا (لشتے کلامہ) بابر نے بھی یہ خبر سننے کے بعد اپنے بڑے بیٹے ہمایون اور دوسرے سرداروں کو علاقے سے بلا کر رانا کے مقابلے کی تیاری کی بابر باوجودیکہ بہت سے امراسے بدظن تھا لیکن پھر بھی ہر ایک کو ایک طرف حفاظت کے لیے بھیجدیا اور اپنے ساتھ صرف مغلون کا لشکر جو کابل سے ساتھ لیکر آیا تھا رکھا اور مقابلے کو اگرسے سے کوچ کیا امراے ہند مین سے کمال خان وجلال خان پسران سلطان علاء الدین وعلی خان فرملی ونظام حاکم بیانہ کو ساتھ لیا اور دل جمادپر راسخ کر کے مقابلے کا ارادہ کیا اگرچہ فرشتہ نے بابر کے ہمراہ بیس ہزار فوج لکھی ہے لیکن صحیح تعداد کسی کتاب مین نہین ملی خیال ہے کہ پچاس ہزار کے قریب ہوگی مگر خود بابر چوبیس ہزار سپاہ بتاتا ہے۔ بادشاہ کو یہ بھی معلوم ہوا کہ حسن خان میواتی رانا سے مل گیا ہے مہدی خواجہ نے لکھا کہ پہلے اس سے کہ لشکر یہان آے کمک کے طور پر بیانے مین ایک جماعت آجائے تو بابر نے وہان فوج بھیجنے کا عزم مصمم کیا اور محمد سلطان مرزا یونس علی شاہ منصور برلاس۔ کتہ بیگ کو بطریق یلغار کے بیانہ بھیجا۔ جنگ ابراہیم مین حسن خان میواتی کا بیٹا ظاہر خان ہاتھ آگیا تھا اسکو بطریق اول کے بابر نے اپنے پاس رکھا تھا اس سبب سے اُسکا باپ حسن خان ظاہر مین آمد و رفت رکھتا تھا اور ہمیشہ اپنے بیٹے کو طلب کرتا تھا بابر کے بعض امراکے دل مین آیا کہ حسن خان کی استمالت کے لیے اگر اُسکے بیٹے کو بادشاہ بھیجدے تو وہ موافق ہوکر خدمت گذاری بجا لائیگا۔ ظاہر خان کو خلعت پہنا کر اور اُسکے باپ سے وعدہ لیکر بابر نے رخصت کیا جون ہی حسن خان نے بیٹے کی رخصت کی خبر سنی پہلے اس سے کہ وہ اُسکے پاس پہونچے اور سے نکل کر رانا سانگا سے جا ملا اس وقت اُسکے بیٹے کا رخصت کرنا بے موقع تھا ان دنون مین بارش خوب ہوئی بادشاہ کے پاس شراب کی صحبتین خوب گرم ہین ہمایون جسکو شراب سے نفرت تھی اُسکو شراب پلائی گئی۔ روز دوشنبہ ۹ جمادی الاولے ۹۳۳ھ ہجری مطابق ۱۵۲۶ء کو بابر نے رانا سانگا سے لڑنے کے قصد سے سفر کیا محلون سے نکلکر میدان مین آیا جہان چار روز لشکر کے جمع کرنے کے لیے اور توزک کے داسطے قیام کیا چونکہ ہندوستانی آدمیون پر چندان اعتماد نتھا اسلیے امراے ہندوستان کو ہر طرف فرمان بھیجے گئے انھین دنون مین خبر آئی کہ رانا سانگا مع تمام لشکر کے بیانہ کے نزدیک آگیا ہے اور تاخت وتاراج کرتا ہے جو فوج پہلے بھیجی گئی تھی وہ قلعہ بیانہ تک پہنچ سکی بلکہ اپنے آنے کی خبر تک قلعہ مین نہ پہونچا سکی قلعہ کے آدمی باہر نکل کر قلعہ سے دور بہیودہ طور پر جا پڑے بہت جلد غنیم نے اُنکو شکست دیدی اور زیر کیا۔ لشکر خان جمجوہ شہید ہوا کتہ بیگ زخمی ہوا لڑائی مین پھر وہ شریک نہوسکا قاسم وشاہ منصور برلاس اور ہر شخص جو بیانے سے آتا تھا بابر نہین جانتا تھا کہ وہ خود ڈر کے مارے آتا تھا یا اور آدمیون کو خوف دلانے کے لیے آتا تھا دشمن کے لشکر کی خبر کہ کہان ہے ہادی لایا اُسکی بہت مناقش و تعریف ہوئی اس منزل سے بادشاہ نے سفر کیا قاسم میر آخور کو بہلدارون کے ساتھ بھیجا کہ پرگنہ مندھاپور زمین

جہان لشکر اُترے گا بہت سے کنوین کھودے ۱۴ جمادی الاولے روز شنبہ کو نواحی آگرہ سے کوچ کر کے اُس منزل مین پہونچا جہان کنوین کھودوائے تھے صبح کو یہان سے بھی کوچ کیا۔ بادشاہ کے دل مین خیال آیا کہ اس نواح مین ایسی جگہ جہان پانی بہت ہو اور وہ لشکر کو کفایت کرے سوائے سیکری کے کوئی اور جگہ نہین ہے یہ تردد ہے کہ رانا نے اس جگہ کو نہ لے لیا ہو اسلیئے بادشاہ سیاہ میمنہ و میسرہ و قلب وغیرہ کو درست کر کے سیکری کی طرف چلا درویش محمد ساربان کو قسمی کے ساتھ جو بیانہ مین گیا تھا اور ہر جانب اوسکی دیکھی ہوئی تھی پہلے سے سیکری کی ندی کے کنارے پر بھیجا اور بادشاہ نے منزل مین اتر کر مہدی خواجہ اور سپاہ کے پاس کہ بیانے مین تھی آدمی بھیجکر کہلا بھیجا کہ جلد آکر رکاب کی فوج مین شامل ہو ہمایون بیگ کے نوکر میر منغل کو چند جوانون کے ساتھ رانا کے لشکر کی خبر لینے کے لیئے بھیجا وہ رات کو جاکر صبح یہ خبر لایا کہ غنیم کا لشکر بسا ورے آگے ایک کوس بڑھا ہے آج ہی مہدی سلطان و سلطان مرزا اور سپاہ بلغار کہ بیانہ گئی تھی آکر ہمراہ ہوئی بادشاہ نے حکم دیا کہ قراولی کا اہتمام باری باری سے مختلف امرا کرین۔ عبدالعزیز کی باری کا روز تھا اُسنے آگاہ کیا کہ نہ بھیہ خانوہ تک کہ سیکری سے پانچ کوس ہے آگے بڑھ گیا رانا کا لشکر آگے بڑھ آیا تھا جب اُسکو سپاہ بابر کے بے خبر آنے کی خبر ہوئی تو اُسنے چار پانچہزار آدمیون کا لشکر بھیجا اس لشکر نے آتے ہی عبدالعزیز و ملا آپاق کی فوج کو جسمین پندرہ سو آدمی تھے گھیر لیا عبدالعزیز نے غنیم کے لشکر کا کچھ تعین نہ کیا اور جنگ مین مشغول ہوا اول ہی حملے مین رانا کا لشکر بہت سے آدمیون کو قید کر کے لے گیا جسوقت بادشاہ کے پاس یہ خبر آئی تو اُسنے لنگون کا ایک تمار باندہ دیا۔ محب علی خلیفہ کو مع اُسکے نوکر کے بھیجا اُسکے پیچھے لاسین اور بعض امرا اور امیرون کو بعد از ان محمد علی جنگ کو بھیجا گرہلی لنگ کے حسین خلیفہ اور اُسکے نوکر تھے پہونچتے ہوئے عبدالعزیز اور اُسکے ہمراہی بے دست و پا ہو گئے تھے جھنڈا اُنکا چھین گیا تھا وہ خود اور ملا نعمت و ملا آپاق کا چھوٹا بھائی قید ہو کر قتل ہوے بجرد پہلی لنگ پہونچنے کے ظاہر بیری طغائی نے تاخت کی مگر اُسکو کمک نہ پہونچ سکی وہ دشمنون مین جاکر پھنس گیا محب علی بھی دھاوا کر کے پہونچا اور جنگ مین گھرا مگر بالتو نے پیچھے سے حملہ کر کے اُسکو باہر نکالا دشمن نے ایک کوس تک اُسکا تعاقب کیا مگر جب اُسکو محمد علی جنگ جنگ کی سپاہ نظر آئی تو وہ پھر آگے نہ بڑھا۔

بادشاہ کے پاس پہلے پہ خبر آئی کہ غنیم کی سپاہ نزدیک آگئی بادشاہ نے بھی زرہ پہنی اور گھوڑون پر ساز ڈالا اور ہتیار لگائے اور سوار ہوا اور حکم دیا کہ توپون کو کھینچ کر لائین ایک کوس بادشاہ آیا مگر غنیم کا لشکر اُلٹا چلا گیا۔ بادشاہ کے پہلو مین ایک بڑی ندی تھی اسلیئے پانی کی مصلحت کے سبب شاہی لشکر یہین اُترا۔ توپون کو پہلے سے مضبوط کر کے زنجیرون سے جکڑ دیا تھا دو توپون کے بیچ مین سات آٹھ گز کا فاصلہ تھا وہ زنجیر کر کے بھیجی گئین تھین۔ مصطفےٰ رومی نے روم کے دستور پر توپون کو لگایا تھا وہ بہت چست و چالاک اور توپخانے کے انتظام سے ماہر تھا استاد علی قلی اُس سے ضد و حسد رکھتا تھا اسواسطے مصطفےٰ کو دائین طرف ہمایون کے آگے تعین کیا۔ جسجگہ توپین نہین پہونچ سکتی تھین خراسانی و ہندوستانی بیلدار و سے خندق

کندہ کرائی۔

رانا کے اس طرف تیز و تند آنے سے اور بیانے کی جنگ سے اور بیانہ سے آکر شاہ منصور اور قسمی نے جو اُسکے لشکر کی تعریف کی ان سب باتون نے بادشاہ کے لشکر کے آدمیون مین بیدلی پیدا کی اور عبدالعزیز کے زیر ہونے سے سپاہ مین خود سری پھیلی آدمیون کے اطمینان خاطر کے لیے اور لشکر کے استحکام ظاہری کے واسطے جن جگہون پر تو مین نہین پہونچی تھین وہان لکڑی کے سہ پائے لگوا کے اُن مین سات آٹھ گز کا فاصلہ رکھا اور اونکو گاے کے چمڑون کے رسون سے مضبوط و مربوط کرادیا ان اسباب و آلات کے مہیا و مکمل ہونے مین پچیس روز لگے انھین ایام مین کابل سے ایک لک دودو آدمی کرکے پانسو آدمی آگئے انکے ہمراہ ایک منجم شریف نام بھی آیا بادوست سرجی بھی جو شراب کے لیے کابل گیا تھا آیا غزنی کی عمدہ شراب اونٹو پر لایا اس حال مین کہ پریشان باتون سے جن کا اوپر مذکور ہوا لشکریون کو تو یون ہی تردد و توہم بہت تھا محمد شریف منجم کی جس شخص سے ملاقات ہوتی مبالغے کے ساتھ یہ کہتا کہ ان ایام مین مریخ مغرب مین ہے جو شخص اس طرف سے جنگ کرے گا مغلوب ہوگا اگرچہ اسکی یہ مجال نہوئی کہ بادشاہ کے سامنے یہ بات کہتا مگر دوسرونکے سامنے اُسکے کہنے سے لشکر اور زیادہ بیدل ہوا لیکن بادشاہ نے ایسی پریشان باتونکو کچھ نہ سنا جو کام کرنے کے لائق تھے وہ اُسنے کیے اور جنگ کی تیاری مین ہمہ تن مصروف رہا اور روز یکشنبہ بست و یکم ماہ جمادی الاولی کو شیخ جمالی کو بھیجا کہ دوآبہ دہلی کے ترکش بندونین سے جسقدر آدمی جمع کرسکے جمع کرکے مواضعات میوات کو تاخت و تاراج کرے جب تک اُس طرف کوئی خدشہ ہو لوٹ مار سے ہاتھ نہ اُٹھاے ملا ترک علی بھی کابل سے آیا تھا اُسکو بھی حکم ہوا کہ شیخ جمالی کے ہمراہ ہوکر میوات کو ویران اور تاراج کرنے مین تقصیر نہ کرے۔

روز دوشنبہ ۲۲ جمادی الاولے ۹۳۳ ہجری کو بادشاہ سیر کرنے کے لیے سوار ہوا تھا اثناے سیر مین بادشاہ کے دل مین آیا کہ مجھے توبہ کا دغدغہ ہمیشہ رہتا تھا امرا مشروع کرنے سے میرا دل مکدر ہوتا تھا اُسنے کہا کہ انفس کب تک گناہ کرے گا مرنا آنکھون کے سامنے ہے جو شخص اپنے مرنے کا یقین کرے گا وہ اس حال مین تو جانتا ہی کیا رہے گا اس تنبیہ غیبی سے متاثر ہوکر بادشاہ نے شراب پینے سے توبہ کی اور سونے چاندی کی صراحی و پیالہ و تمام ظروف مجلس شراب اُسی وقت منگا کر سب کو تڑوا ڈالا اور اُسکو متعلقون اور درویشون مین تقسیم کرادیا اس توبہ کی موافقت مین بادشاہ کے ساتھ اول عسس تھا اُسنے داڑھی منڈوانے اور رکھنے مین بھی بادشاہ کے ساتھ موافقت کی تھی اس رات اور اس کی صبح مین امرا اور مقربونمین سے اور سپاہیون وغیرسپاہیون مین سے تین سو آدمیون نے توبہ کی جو شراب موجود تھی اُسے پھینک دیا یا بادوست جو شراب لایا تھا اُسکی نسبت حکم ہوا کہ ٹکڑے الکر سرکہ بنادین جس جگہ شراب پھینکی گئی تھی وہ کھودی جاے اور پتھر لگا کردہ جگہ اونچی کی جاے اور یادگار کے لیے اُسپر کچھ کھدا جاے بادشاہ نے یہ منت مانی کہ اگر رانا سانگا پر ظفر پاے گا تو مسلمانون کو تمغا چھوڑ دے گا تمغا سواے زمین کے محصول کے اور تمام محصول کو کہتے ہین چنانچہ اُسنے رانا کو مغلوب و تباہ کرچکنے کے بعد

تمام ملک مین مسلمانون کو تمغا معاف کردیا جسکی آمدنی بہت زیادہ تھی باوجودیکہ سلاطین سابق اس سے
آمدنی لیتے تھے بادشاہ نے فرمان صادر کیا کہ کسی شہر گانون مین راہ گذر و معبر پر اجارہ داری کا محصول کسی
مسلمان سے نہ لین اور یہ بھی حکم دیا کہ کوئی شخص نہ شراب پیئے نہ اُسکی تحصیل کی کوشش کرے نہ شراب
بنائے نہ بیچے نہ خریدے نہ رکھے ان باتون سے فوجی آدمی زیادہ نا امید ہوئے کیونکہ یہ لاچاری کا نشان
تھا لشکر مین سب چھوٹے بڑے گھبراکر عالم تحیر مین ڈوب گئے تھے سارے لشکر مین ایک آدمی ایسا نہ تھا
جسکے منھ سے کوئی بات مردانہ اور کوئی رائے دلیرانہ سننے مین آتی مقرر وزیر اور مدبر امیر جنھون نے اس ملک
کی دولت کے مزے اوڑاے تھے نہ اُنکی باتین مردانہ تھین اور نہ اُنکی تدبیر و تقریر صاحبہمتانہ اس یورش
مین خلیفہ نے خوب خوب کام کئے تھے اور اُسنے ضبط و استحکام مین اور جد و اہتمام مین کوئی کمی نہین کی
جب بادشاہ نے آدمیونکی یہ بیدلی اور اسطرح کی سستی دیکھی تو اُسکو دوسری فکر کرنا لازم آیا اُسنے
اپنے تمام سردار اور سپاہیون کو جمع کرکے کہا۔ ؎

ہر کہ آمد بجہان زاہل فنا خواہد بود ۔۔۔ آنکہ پائندہ و باقی ست خدا خواہد بود

جو شخص بحبس حیات مین آتا ہے وہ آخر کو پیمانۂ اجل پیتا ہے اور جو زندگی کی منزل مین قدم رکھتا ہے وہ دنیا
کے خم خانے سے باہر جاتا ہے ایسی خدا ہی کی اک ذات ہے جو ہمیشہ قائم رہے گی کہا کہ خدائے تعالے نے یہ
سعادت ہمکو نصیب کی ہے اور ایسی دولت قریب کی ہے کہ جو مرتا ہے وہ شہید ہوتا ہے اور جو مارتا ہے وہ غازی
ہوتا ہے سب کو کلام الٰہی پر قسم کھانی چاہیئے کہ کوئی شخص قتال سے روگردانی کا خیال نہ کرے گا اور جب تک
جان تن سے مفارقت نکرے وہ اس محاربے و مقاتلے سے جدا نہو یہ سنکر سردار و سپاہی خرد و کلان سب نے
رغبت سے قرآن شریف کو ہاتھ مین لیا عہد و پیمان اوپر کے مضمون کے موافق کئے یہ بادشاہ کی تدبیر اس طرح
کی تھی کہ دور کے آدمی کو سننے اور پاس کے آدمی کو دیکھنے سے دوست دشمن سب کو پسند آئی۔ ان دنون
سب جگہ ایک آفت و شورش برپا ہوئی ہر روز بادشاہ کے پاس ہر طرف سے ایک ناخوش خبر آتی تھی لشکر سے
بعض ہندوستانی بھاگنے لگے ہیبت خان گرگ انداز سنبھل کو بھاگ گیا حسن خان ہاری وال دشمنون
سے جا ملا۔ بابر نے انکی کچھ پروانہ کی فقط اپنی سپاہ پر بھروسا کرکے کارزار پر متوجہ ہوا غرضکہ توپون اور تمام
آلات جنگ کو جو تیار تھے لیکر سہ شنبہ ۹ جمادی الاخری کو نوروز کے روز کوچ کیا۔

رانا کا لشکر بھی بادشاہ کے لشکر کی حرکت سے واقف ہوا اور اُسنے جماعتین درست کین اور مقابلے کے
لیے سامنے آیا لشکر کے آنے کے بعد توپین اور خندق لشکر کے آگے درست کئے گئے اُس دن لڑائی کا
کچھ خیال نہتھا تھوڑے سے آدمی آگے بڑھکر راجپوتون سے لڑے اور لڑائی کا شگون کیا چندراجپوتون
کو پکڑا اور اُنکا سر کاٹ کرلے گئے۔ ملک قاسم چند سر کاٹکر بادشاہ کے پاس لایا تھا اُسنے یہ خوب کیا
اس سے لشکر کے آدمیون کا دل قوی ہوا اور اُنکو اپنے اوپر بھروسا ہوا صبح کے وقت بہان سے

کوچ کرکے لڑائی کا خیال تھا نظام الدین علی خلیفہ اور بعض دولت خواہوں نے بادشاہ سے عرض کیا کہ چونکہ لشکر کے اترنے کے لیے مقرر ہوئی ہے دور نزدیک ہے اسلئے خندق کندہ ہوا ہے مورچے مضبوط کرکے کوچ کیا جائے تو بہتر سب نے اس خندق کو بنانے کے لیے خلیفہ سپرد ہوا اُسنے خندق کے لئے کئی جگہ نیز بلدار اور انکے منتظم مقرر کئے اور پھر بادشاہ کے پاس واپس آیا روز شنبہ ۱۳ جمادی الاخر سنہ ۹۳۲ ہجری کو باہر ایک کوس اپنے مورچوں سے آگے بڑھکر موضع خانوہ میں پہونچا تھا کہ سانگا کا لشکر نمودار ہوا بابر نے گھوڑے پر سوار ہوکر مقابلے کا حکم دیا لشکر اسلام نے اپنی صف بندی کی اور ترکوں نے سر پر اپنے خودوں کو چمکایا بابر نے لشکر کی اسی طرح صف بندی کی جیسا سلطان ابراہیم کی لڑائی میں کی تھی خاص اپنے دستے کو قلب میں رکھا اور سیدھے بازو پر مرزا تیمور سلطان و مرزا سلیمان و خواجہ دوست خاوند و یونس علی و شاہ منصور برلاس و درویش محمد ساربان و عبداللہ کتاب دار و دوست ایشک آقا کو دوسرے معتمد بہادروں کے ساتھ مقرر کیا اور الٹے ہاتھ کی طرف علاالدین بن سلطان بہلول لودی اور شیخ زین خوافی و میر محب علی و لد نظام الدین علی خلیفہ و تردی برادر فوج بیگ و شیر افگن و لد قوچ بیگ و آرائش خواجہ حسین اور ایک اور جماعت کو مقرر کیا اور دست راست پر خود رہا اور اپنے سیدھے بازو پر قاسم حسین سلطان و احمد یوسف اور غلاقچی اور ہندو بیگ قوچین اور خسرو کوکلتاش و قوام بیگ اردو شاہ اور ولی خان و قراقوزی اور میر علی سیستانی و خواجہ پہلوان اور عبدالشکور اور ایک دوسری جماعت معین کی اور قدمی کی یکہ اور بلک قاسم برادران بابا قشقہ اور ایک اور جماعت مغلوں کی بھی اسطرف مقرر کی اور اپنے اُلٹے بازو پر میر ہندو بیگ کوکلتاش و خواجگی احمد جاندار نامزد ہوئے اور اسی جانب سید مہدی خواجہ و محمد سلطان مرزا و عادل سلطان بن مہدی سلطان و عبدالعزیز میر آخور و محمد علی جنگ جنگ و شیخ قدم قراول و شاہ حسین بارنگی و جان بیگ اتکہ و مومن اتکہ و رستم ترکمان اور امرائے ہندیں سے جلال خان و کمال خان اولاد سلطان علاالدین و علی شیخ زادہ ڈھلی اور نظام خان بیانہ بھی معین ہوئے اور امرائے ہندوستان میں سے خان خانان و دلاور خان و ملک داد کرمانی و شیخ گھورن کو بادشاہ نے اپنے ساتھ رکھا اور ہندوؤں کو لشکر کے آگے معین کیا لڑائی کی بنیاد کے لیے توپوں کو نکو زنجیروں سے جکڑ دیا اور انتظام اسکا نظام الدین علی خلیفہ کے سپرد ہوا اور سلطان محمد قشلی کو بادشاہ نے اپنے پاس کھڑا رکھا تاکہ بادشاہ کے احکام افسروں کو سناتا رہے بہت سے نقیب اور چوبدار اسکے ماتحت تھے تاکہ اُنکے ذریعے سے توپچیوں اور افسروں کو احکام ملتے رہیں جب فوج کی ترتیب درست ہوگئی تو تمام آدمیوں کو حکم دیدیا گیا کوئی شخص بغیر بادشاہ کے حکم کے قدم آگے نہ بڑھائے۔ پہر دن چڑھے لڑائی شروع ہوگئی سیدھی اور الٹی جانب بہت معرکہ ہوا راجپوتی سپاہ بادشاہ کے سیدھے بازو کی طرف حملہ کرکے خسرو کوکلتاش اور ملک قاسم اور بابا قشقہ پر ایسی پلی کہ تمام لڑائی کا زور ادھر آپڑا بادشاہ کے حکم سے مہین تیمور سلطان انکی مدد کو گیا اور اب بھی مدد سے مخالفوں کو ہزیمت حاصل ہوئی اور انکو اس طرح بھگایا کہ کہین قدم نہ جم سکے مصطفےٰ رومی نے توپ نکو آگے کرکے اور ہندو قچیوں کو آگے بڑھاکر مخالفوں پر ایسی آگ برسائی کہ اُنکے حوصلے ٹوٹ گئے ۔ راجپوتنی

جملہ جون فوج آگے بڑھتی بادشاہ بھی انکے مقابلے کے لیے جیدہ جیدہ سپاہ روانہ کرتا تھا کبھی قاسم حسین سلطان اور احمد یوسف وقوام بیگ کو حملے کا حکم ملتا تھا کبھی چند و بیگ توچین مامور ہوتا تھا اور کبھی سمجھی کو کلتاش اور خواجگی احمد کو بڑھنے کا حکم ملتا تھا اور بعد اسکے یونس علی اور شاہ منصور بلاس اللہ عبداللہ کتا بدار اور انکے پیچھے دوست ایشک آقا اور محمد خلیل آختہ بیگی کمک کو مامور ہوتے تھے راجپوتوں کا سیدھا بازو مسلمانوں کے الٹے بازو پر کئی بار حملہ آور ہوا مسلمانوں کی طرف سے تیر اندازوں اور بندوقچیوں اور شمشیر زنوں نے ایسا سختی سے جواب دیا کہ حملہ آور بہت سے مارے گئے اور بہت سے پسپا ہو کر بھاگ نکلے مہمن آنگہ اور رستم ترکمان نے جیدہ سپاہ کے ساتھ بادشاہ کے حکم سے دشمن کے عقب میں جاکر سخت مار کاٹی اور پھر ملا محمود اور علی اکبر باشیق ملازمان خواجہ خلیفہ انکی کمک کو گئے محمد سلطان مرزا و عادل سلطان و عبدالعزیز میر آخور و قتلق قدم قزاول و محمد علی جنگ جنگ و شاہ حسین بارہ بیگی نے خوب جنگ کی اور انکی کمک خواجہ حسین نے ایک جماعت کے ساتھ کی یہانتک کہ رانا سانگا کی امید پر پانی پھرنے لگا دشمن کی سپاہ کثیر تھی اسلیئے بادشاہی سپاہ اوسپر غالب نہین آسکتی تھی اسلیئے بادشاہ نے اُس سپاہ کو جو توپون کے پیچھے کھڑی تھی حکم دیا کہ سپاہ کے سیدھے اور الٹے بازو سے نکلکر اور بندوقچیون کو بیچ مین چھوڑکر ہر ایک طرف سے لڑائی شروع کرین اس تدبیر سے دشمن سخت ضرب پڑنے لگی اور ساتھ ہی اسکے بادشاہ نے یہ بھی حکم دیا کہ توپین بھی آگے بڑھائی جائین اور بذات خاص بھی بادشاہ آگے بڑھا اس بات کو دیکھکر دوسری سپاہ شاہی بھی حرکت مین آئی اور راجپوتون کی سپاہ پر یکبارگی حملہ شروع ہوگیا شاہی میمنہ و میسرہ کی سپاہ نے دشمن کے دونون بازو کی سپاہ کو اتنا دبایا کہ قلب لشکر کی سپاہ مین گھس گئی اور اس دباؤ سے دشمن کے میدان جنگ مین قدم ٹھہرنا مشکل ہوگئے اور اُس نے راہ فرار اختیار کی باہر کو فتح نمایان حاصل ہوئی حسن خان میواتی گولی کا زخم کھاکر مارا گیا۔ راؤل اودے سنگھ اور مانک چند چوہان اور راے چندربھان اور دلیپت راے اور گنگو اور کرم سنگھ و ڈونگرسی اور بہت سے بڑے بڑے راجپوتون نے میدان جنگ مین راہ عدم لی اور ہزارون سپاہی کشتہ رہے اور ہزارون زخمی مسلمانون کے گھوڑدونکی ٹاپون سے ملک عدم کے رہرو ہوئے اور سانگا میدان سے جان بچاکر نکل گیا۔ بادشاہ نے محمدی کو کلتاش و عبدالعزیز میر آخور و علیخان وغیرہ کو حکم دیا کہ تعاقب کرکے سانگا کو گرفتار کرلائین مگر ان لوگونکی کاہلی سے وہ نکل بھاگا بادشاہ کو اس بات کا افسوس ہوا اور کہنے لگا کہ کاش یہ کام ہم خود کرتے اور ضرور اسکو گرفتار کرکے اُسکی حماقت کا مزہ چکھاتے اس فتح کی تاریخ فتح بادشاہ اسلام ہے۔ بادشاہ نے محمد شریف منجم کو ملامت کرکے اور ایک لاکھ تنکے دیکر ممالک محروسہ سے نکلوادیا۔

کرنل ٹاڈ دیسی روایتون سے بیان کرتا ہے کہ سخت مقابلہ ہونے کے وقت زاے سین کا راجہ سلہدی تنور دشمنون مین جاملا جس سے یہ شکست راجپوتونکو نصیب ہوئی ٹاڈ نے یہ خیال نہ کیا کہ یہ وقت ملنے کا ہوتا ہے اور خاصکر سلہدی کی تھوڑی سی سپاہ الگ ہوجانے سے سانگا کی قوت ٹوٹنے کے قابل تھی؟

راجپوتانہ خصوصاً میواڑ کے آدمیون کو اسلامی فتوحات وجاہ جلال سے ایک بڑا تعصب چلا آتا ہے ایک بے لاگ اور نہایت دستانہ تیخ پر داغ لگانے کو یہ قصہ ہی گھڑ لیا اور انکے سرپرست ٹاڈ صاحب نے مان لیا بابر جس نے

جسنری سے حزنی واقعہ نہین ہوا ورنہ اس بات کو ضرور بیان کرتا اگر اسکی اصل ہوتی۔
سانگا اسی سال کے اندر میواڑ کے پہاڑی علاقے مین موت سے یا رانی کے زہر دینے سے انتقال کرگیا کیونکہ یہ رانی اپنے بیٹے بکرماجیت کی مسند نشینی کی خواہان تھی اسلیئے اپنے سوتیلے بیٹون کے سوا شوہر سے بھی دشمنی رکھنے لگی تھی سانگا کا قد میانہ تھا لیکن جسم بڑا زور آور رنگ سفید تھا آنکھین بڑی بڑی تھین ایک آنکھ اسکی بھائی سے لڑائی مین جاتی رہی تھی ایک بازو دہلی کے لودی بادشاہ کے معرکے مین کھو بیٹھا تھا ایک لڑائی مین ٹانگ ٹوٹ کر لنگڑا ہو گیا تھا اسنے رنتھنبور کو فتح کر لیا تھا اسکے دو بیٹے اسکے سامنے گذر چکے تھے جن مین سے بڑے بھوج راج کے ساتھ میربیٹہ راٹھوڑ جیمل کی رشتہ دار بہن میران بائی جسکے تقدس کا اشعار عوام مین شہرہ ہین بیاہی گئی تھی کرنل ٹاڈ نے غلط طور پر اُسکی شادی رانا کو نبھا کے ساتھ لکھدی ہے جو سانگا کا دادا تھا

۵۲۔ رانا رتن سی دوم

یہ سانگا کا تیسرا بیٹا تھا جو اپنے بڑے بھائیون کے مرجانے سے سمبت ۱۵۸۴ مطابق ۱۵۲۸ء مین چیتوڑ کی گدی پر بیٹھا اسکے چھوٹے بھائی بکرماجیت کو قلعہ رنتھنبور باپ کے حکم سے جاگیر مین ملا تھا اُسکی ماں نے سانگا کو زہر دیا تھا یہ عورت سانگا کے بعد ہابر سے سازش کرنے لگی اور اُس کے پاس وکیل بھیجکر درخواست کی تھی اگر بادشاہ مدد کرکے چیتوڑ دلا دے اور بیانہ وغیرہ پرگنے عوض کرے تو قلعہ رنتھنبور اور محمود مالوی کا جڑاؤ تاج و دو بیٹے جو رانا سانگا نے گرفتار کرکے لیا تھا عوض مین بابر کو دیدیا جائیگا لیکن اس بات کی نوبت نہ پہونچی کہ رتن سنگھ خانگی لڑائی مین بوندی کے راؤ سورج مل کے ہاتھ سے شکار کے موقع پر مارا گیا۔ رتن سی از راہ شیخی یہ کہا کرتا تھا کہ چیتوڑ کے دروازے دہلی و مانڈو مین اسنے محمود پر آنبیر کے راجہ پرتھی راج کی بیٹی سے اپنے بھائیونکی زندگی مین شادی کی تھی بروقت اس شادی کے بجاے رتن سی کے اُسکی دو دھاری تلوار بھیجی گئی جیساکہ راجپوتون کے سردارون مین دستور ہے۔
چونکہ یہ شادی مخفی ہوئی تھی اسلیئے سورج مل ہاڑاولی بوندی نے اپنی بہن سوجابائی کی اس سے شادی کردی اور رانا کی ہمشیرہ کی شادی سورج مل سے ہوئی۔
سوجا دسورج مل ہانیون کھانے کا بہت عادی تھا ایک روز چیتوڑ کے مقام پر دریا مین وہ سوتا تھا ایک پوربیہ سردار نے اُسکے کان مین تنکا دیکر اُس سے چھیڑکی ہاڑا کا چھیڑنا کیا تھا گویا شیر کو چھیڑا تھا اُسنے بھالا اُسکی طرف کو پوربیہ پر ایک کھانڈے کا ہاتھ جھاڑ دیا اُسکے بیٹے نے خون کا بدلہ قائم کرلیا اور رانا سے غازی کی کہ ہاڑا راؤ جو راو لر یعنی زنانے مین جایا کرتا ہے اُسکا مطلب اپنی ہمشیرہ سوجابائی سے ملنے کے سوا کچھ اور ہے بنائے فساد اس اشتباہ سے قائم ہوئی اور خفیف تحریک سے شعلۂ غضب مشتعل ہوگیا ایک روز سوجا نے اپنے شوہر اور بھائی دونوکو تناول طعام کے واسطے طلب کیا یہ کھانا اُسنے اپنے روبرو تیار کرایا تھا اور فرط محبت سے وقت تناول مکھان اوڑانے کے واسطے بیٹھ گئی

اگرچہ راجپوتوں کی لڑکیاں خوبصورتی کی کمال مشتہر ہوتی ہیں مگر جن خاندان میں بیاہی جاتی ہیں اُسکی بی اوکی سے پاس ہوتا ہے اس سے اکثر نزاع پیدا ہوتے ہیں۔ جسوقت کھانا کھا چکے سو جانے اپنے بھائی کی نسبت کہا کہ اُسے بچے کا کھانا شیر کی طرح جلدی کھایا ہے اور خسرو کی نسبت کہا کہ بچو تکی طرح کھیلتا رہا ہے اس طعنے نے بھیم کو بیحد غصہ دلایا اور رانا دونوں کی جان لینے کو تیار ہوا مگر حسین سو جا کر عدم آباد میں بھیجا اُس وقت راجپوتانہ میں انتظام سے دفن آئے علاوہ اسکے ہاڑا کی ہلاکت کے واسطے اسکی اس تنہائی سے بھی زیادہ یا اطمینان موقع کا منتظر رہنا مصلحت وقت تھا جب دلاور نخست ہوا رانا نے کہا کہ ہم بھی آئندہ بسنت کے موسم میں بو ندی کے نخست میں شکار کھیلنے کے واسطے آئینگے بچا گن کا خوشگوار عیش آیا تب رانا اور اُسکے درباریوں نے احکام جاری کئے اور کوائی اور بوندی کے اراضے سے شکار پر چڑھے حالانکہ بادو امین ستی نے پیش گوئی کی تھی کہ جب بھی رانا اور رانا آہیڑے کے شکار پر متفق ہونگے جیسے مہلک واقعات سے میری امید قطع ہوئی آئندہ کو بھی بچنا ہے مگر خطرناک واقعہ پیش گئی اور سوجابائی کے درمیان عہد ہا برس گذر گئے تھے باوجودیکہ اُسکا کلام زبان زد خاص و عام تھا کسیکو یقین نہ ہوا تھا صرف بطور روایت سمجھتے تھے۔

شکار کے واسطے تانڈہ کنبھل کے مشرقی کنارے پر پسند ہوا آراُس شب میں خوخوار شیر سے لیکر خرگوش تک ہر قسم کے شکار تھے جن وحشی صف آرا حسب معمول شور و غل کرتی ہوئیں اور شیر بگھیر چیتا۔ چرخ۔ ریچھ۔ ہرن بارہ سنگھا نیل گائے۔ چنکارہ۔ گیدڑ۔ لومڑی۔ خرگوش اور جنگلی کتوں کو ہنکاتی ہوئیں روانہ ہوئیں ایسے ہنگامے میں راجپوت اپنی انیوں کو بھی بھول جاتا ہے اس ہنگامے میں رانا نے اپنے بیٹے کے کھیلنے کو نکالنا چاہا دونوں رئیس شکار مانگنے کے واسطے مقامات مناسب پر بیٹھے اور ہر ایک کے پاس صرف ایک دو معتمد ملازم رہے رانا کے پاس اسی پوربیہ سردار کا بیٹا تشنہ خون ہو جو تھا جسکو ہاڑا نے ہلاک کیا تھا رانا نے کہا کہ اب سودا مارنے کا وقت ہے پوربیہ نے لوٹ راؤ پر تیر چلایا اُسنے بھی عقاب کی سی آنکھوں سے آتا ہوا دیکھکر اپنی کمان سے ہٹا دیا اول تیر قسمتاً یہ اتفاقیہ سمجھا جاتا مگر جب دوسرا رانا کے دھابھائی کیطرف سے آیا تو اُسکو یقین ہوا کہ دغا ہے اس دوسرے تیر کو ہٹاتے ہوئے دیر ہوئی تھی کہ رانا گھوڑے پر سوار ہو کر نکل گیا اور اُسکو کھانڈے سے قتل کیا راؤ گر گیا مگر ہوش میں آکر اپنا زخم خود دھکے سے باندھا اور جب رانا مفرور ہوا پکارا کہ بچہ بھلے ہی چلے جاؤ مگر تمنے میرا ڈوبتا ہوا پوربیہ بھی رانا کے پیچھے تھا راؤ کو تیر نہ مارنا تھا کہا کہ نصف کام ہوا ہے رانا رتن سی نے زخمی راؤ پر پھر وار کیا جسوقت اُسنے ہاتھ اُٹھایا راؤ نے حملہ بجرح تیر کے اخیر حد کر کے اُسکے کپڑے پکڑ کر گھوڑے سے گرا لیا لیکن خود اُسیوقت دانہ پر گر گیا دونوں زمین پر پڑے تھے مگر رانا نیچے تھا راؤ نے اُسکی چھاتی پر گھٹنا ٹیک کر ایک ہاتھ سے اُسکی گردن پکڑ لی اور دوسرے سے اوسکی کمر سے خنجر تلاش کیا۔ اچھا انتقام ہوا ہے کہ چھاتی میں خنجر مارا اور نیچے دشمن کو مرتا دیکھ لیا راؤ کی تشفی ہوئی مگر اس سے زیادہ اُسمیں بھی جان نہ تھی دشمن کی لاش پر اُسکی بھی لاش پڑی ہی رؤسائے مقتول کی زوجگان کا زندہ رہنا غیر ممکن تھا اسواسطے موقع کشت و خون پر چتا تیار ہوئیں حسین سو جانے اپنے طعنے کے

عوض شوہر اور برادر کا نقصان اُٹھا کر اپنی جان تصدق کی اور رانا رتن سی کی ہمشیرہ اُسکے ساتھ ستی ہوئی اُسی مقام پر دونوں رئیسوں کی چھتریاں تعمیر ہوئیں اور سو جا کے گھاٹ کی چوکی پر بنائی گئیں ۔

۵۳ - رانا بکرماجیت

یہ اپنے بڑے بھائی رتن سی کے مارے جانے کے بعد سنہ ۹۰۸ھ مطابق ۱۵۰۲ء مین چتوڑ پر قابض ہوا ٹاڈ گمناہے کہ یہ بڑا فسادی شورہ پشت زور دار کینہ توز مغرور اور کم عقل تھا اگرچہ اپنے بھائی کے ساتھ کے جلسون مین مصروف رہتا تھا لیکن جبکہ بقول ٹاڈ یہ مسند نشینی کے وقت آٹھ سال کا تھا بکوکہ رانا کے انتقال کے بعد پیدا ہوا تھا اور سنہ ۹۱۵ھ مین مسند نشین ہوا اور سیر یو دی روایت کے موافق سنہ ۹۱۳ھ مین گدی پر بیٹھا تو اس حساب سے چار برس کا قرار پائے گا تو اسکی حرکات و سکنات کب قابل ملامت ہو سکتی ہین کیونکہ بچہ مرفوع القلم ہے اُس نادان کے قول و فعل کب قابل لحاظ ہو سکتے ہین سلطان جادر شاہ گجراتی بھی اس سے ناراض ہو گیا تھا جسکی وجہ یہ ہے کہ سلہدی پوربیہ راجہ رائے سین نے بھیلسہ کے اطراف سے درخت اسلام کو جڑ سے اکھیڑ پھینکدیا تھا اور بہت سی مسلمان شریف عورتون کو اپنی حرم بنالیا تھا اسکی عورتون کی تعداد سات آٹھ سو تک پہونچگئی تھی لیکن سب مین بھوبت راے (یا بھوبت راؤ یا بھوبت سنگھ) کی مان یا عتبار رتبہ کے برسکر تھی ۔

جب سلطان بہادر شاہ کو یہ پرچہ لگا تو سخت ناراض ہوا اور اسکو بلوا کر قید کر دیا اور کہا کہ بغیر مسلمان ہوے جان بخشی نہین ہو سکتی اور اسکی راجدھانی رائے سین پر حملہ کیا اور قلعہ کو قریب الانہدام کر دیا یہ حال دیکھکر سلہدی نے عرض کیا کہ مین مسلمان ہوتا ہون اور قلعہ خود آپکے حوالے کر دونگا کیونکہ اسکو فکر پیدا ہوئی کہ اگر سلطان جبراً و قہراً فتح کر لیگا تو تمام رشتہ دار عورتین پکڑی جائینگی اسوقت سلہدی کا بھائی لکھمن سین قلعہ مین موجود تھا سلطان نے اسکو بلوایا اسکے وقت اُسنے بھائی کو مشورہ دیا کہ قلعہ کیون سلطان کے حوالے کرتا ہے تیرا بیٹا جیتو ڑ کو رانا کے پاس مدد حاصل کرنے کی غرض سے گیا ہے اُس کے آنے تک ہم قلعہ کی حفاظت کرینگے مین تو مسلمان ہو چکا ہے بادشاہ تجھے کچھ سزا نہ دیگا وہ اس مشورت پر خوش ہو گیا صبح کے وقت لکھمن سین سلطان سے یہ کہکر گیا کہ قلعہ کی حوالگی کا انتظام کرتا ہون جب دوپہر تک جواب نہ آیا تو سلہدی خبر لانے کے لیے پہاڑی کے دامن تک گیا اور قلعہ کے تلے کھڑے ہو کر دکھانے کو خالی کر دینے کا تقاضا کیا جب کوئی جواب نہ ملا تو لوٹ آیا اس امر سے سلطان بہت ناراض ہوا اسی اثنا مین سلطان کو معلوم ہوا کہ سلہدی کے بیٹے کے ساتھ بکرماجیت چالیس ہزار سوار اور بے شمار پیادے لیکر ادھر آرہا ہے سلطان نے اول محمد شاہ آسیری اور عماد الملک کو رانا کی سپاہ کے مقابلے کے لیے روانہ کیا بعد اسکے پیچھے سے خود بھی چلا گیا اور اختیار خان کو راے سین کے محاصرے پر چھوڑ گیا جب جاسوسون نے بکرماجیت کو خبر دی کہ سلطانی سپاہ اور خود سلطان آ پہونچے ہین تو ڈر کر پیچھے ایک منزل تک ہٹ گیا اور رانا کی طرف سے چند وکیل سلطان کے پاس حاضر ہوئے کہ مین نے سنا ہے کہ سلہدی قید ہے محافظون نے اسپر کھانا پانی بند کر دیا ہے اسلیے آپ کے پاس آنا مناسب معلوم ہوا تاکہ عرض کر کے سلہدی پر سختی موقوف کرا دی جائے جب اُنھون نے واپسی پر بادشاہ کے ہمراہ سپاہ کی کثرت اور سامان جنگ کی

سے بوندی کا حال بیان کیا تو بکرماجیت راتوں رات بھاگ گیا اور سلطانی سپاہ کے تعاقب کے خوف سے ایک راتن مین سترکوس کا فاصلہ طے کرکے چتوڑ مین داخل ہوگیا بادشاہ نے کہا کہ اے سین کی مہم سے فارغ ہوکر چتوڑ پر لشکرکشی کرونگا اور رانا کو تباہی کے قریب پہونچا دونگا۔

چنانچہ بہادر شاہ کے حکم سے، ۱۰ ربیع الثانی سنہ ۹۳۹ ہجری مطابق ۱۵۳۲ء کو محمد شاہ آسیری اور خداوند خان فوج لیکر چتوڑ کی طرف روانہ ہوے جب یہ سپاہ مندسور پہونچی اور اس چڑھائی کا غلغلہ چتوڑ مین پہونچا تو رانا کے وکیل بادشاہ کے سپاہ سالارون کے پاس آئے اور بیان کیا کہ مالوے کا جسقدر ملک رانا کے پاس ہے وہ اس سے دست برداری کرتا ہے اور جو کچھ خدمت اُسکو فرمائی جائے گی اُس کی بجا آوری کو آمادہ ہے اور اپنی ذات کو طالب سلطانی مین تصور کرکے ہمیشہ مطیع رہے گا محمد شاہ نے سلطان کے پاس جو مانڈو مین موجود تھا رانا کا یہ پیام شجاعت خان کے ذریعہ سے عرض کرایا سلطان رانا سے بیحد ناراض تھا کیونکہ اُس نے سلہدی کی مدد سلطان کے مقابلے مین کی تھی اسلیے حاربۂ چتوڑ کا عزم فسخ نہ کیا اور رانا کے وکلا کی بات کو نہ مانا اور محمد شاہ و خداوند خان کو حکم بھیجا کہ تاتار خان بن سلطان علاء الدین بن سلطان بہلول لودی کو ایک زبردست لشکر گجراتی کے ساتھ آگے کو روانہ کرین تاکہ وہ پہلے سے پہونچکر چتوڑ کو گھیر لے تم اُسکے عقب سے تو پخانہ لیکر پہونچو۔

صاحب تاریخ بہادر شاہی جو اس لڑائی مین موجود تھا لکھتا ہے کہ تاتار خان سمجھا تھا کہ رانا کے پاس سپاہ کثیر ہے وہ قلعہ سے نکلکر ضرور مقابلہ کریگا لیکن رانا کو اتنی جرأت نہوئی۔

تاتار خان نے ۱۴ رجب سنہ مذکور کو تلتھی کو فتح کرکے دوسرے روز چتوڑگڑھ کو گھیر لیا آٹھوین دن محمد شاہ اور خداوند خان ایک زبردست توپخانے کے ساتھ جا پہونچے اور چار دن طرف سے گولہباری کرائی پھر سلطان بھی ایک شب و روز مین پانچہزار سواران مانڈو کے ساتھ یلغار کرکے جا پہونچا۔ اتنے گولے قلعے مین اُتارے کہ ہر فرمین حصار کا کچھ حصہ اور محلون کے مکان گرنے لگے سلطان اپنی ذات سے اتنی محنت کرتا تھا کہ کسی سپاہی سے بھی ہونی دشوار ہے۔

تاریخ بہادر شاہی کا مولف کہتا ہے کہ اس محاصرے مین سلطان کے پاس قلعہ شکنی کا اتنا سامان اور اسقدر سپاہ موجود تھی کہ ایسے ایسے چار قلعے ہوتے تو انکو بھی برباد کردیتا۔ قلعے پر توپون کی مار مار اور صلابت کو چون کی تیاری اور توپوں کے قریب پہونچ جانے سے قلعہ کی دیوارین چھلنی ہوگئین اسلیے محصورین کو یقین ہوگیا کہ اب تحفظ دشوار ہے۔

مرأت سکندری والا لکھتا ہے کہ مادر بکرماجیت نے زوجۂ کلان رانا سانگا بود وکلا فرستاد و عرض کرد کہ پسر من قدیم الخدمتہ سلطان ست از تیجا ملک گجرات رفتہ در بندگی قیام مینمود بنابران این بیزار عجز و تقصیر التماس مینماید کہ سلطان از سر گناہ او درگذرند و ما را بجان بخشی او حیات نو بخشند تا بعد ازین کمر بندگی بستہ در انقیاد مقیم خواہد بود و ہیچ امر را مخالف نخواہد نمود و ہر خدمتے کہ بہر طرف رجوع شود دست بجان گذاشتہ بندہ وار در تقدیم آن سعی بجا لے آرد و بیعتے از بلاد مانڈو کہ از زمان سلطان محمود خلجی در تصرف خورفے دار و سمگذار دو کرور تاج مرصع کہ از سلطان محمود خلجی در تصرف رانا در آمدہ و نگینے چند کہ در قیمت آن جوہریان اعتراف بنا دانی کردہ بودند در روز شکست سلطان محمود بدست رانا افتادہ بعد ازان

جوہر بے قیمت رہا صد لاک تنکہ نقد صد اسپ ۹۰ زنجیر فیل پیش کش میکند۔

جبکہ یہ عریضہ بکرماجیت کی ماں کی طرف سے صداقت پر مبنی تھا سلطان نے قبول کرکے ۲۰ ماہ شعبان کو پیش کش لیکر کوچ کو یا اور چیتوڑ سے ایک کوس پر ٹھہر کر برہان الملک وجاہت خان کو ایک بڑے لشکر کے ساتھ رنتھنبھور کی تسخیر کے لیے مامور کیا اور خود پانچوین رمضان کو وہان سے کوچ کرکے مندسور کیطرف اوٹ گیا بکرماجیت ڈک اٹھا کر بھی ہوش مین نہ آیا اور اکثر ماتحتون کو نخیدہ رکھا سمبت ۱۵۹۲ مطابق ۱۵۳۶ء مین بہادر شاہ گجراتی دوبارہ چیتوڑ پر آیا اسوقت رانا سانگا کے شزادہ چھاسورج جل دیولیہ والے کا بیٹا راوت باگھ سنگھ اپنے بزرگونکی راجدھانی بچانے کو چیتوڑ پہونچا۔ بوندی جالور اور سروہی وغیرہ کے راجہ بھی اپنی فوجین لیکر حاضر ہوگئے۔ بہادر شاہ کے سرنگ لگا کر قلعے کی دیوار توڑے برج سمیت اوڑادی جسمین بوندی کا راؤ مع اپنے پانسو آدمیون کے مارا گیا۔ اس حملے کو راجپوت لوگ روکتے رہے جب بچارے ناامید ہوگئے انھون نے بکرماجیت اور اسکے چھوٹے بھائی اودے سنگھ کو بھیجا کرنکا لدیا اور دیولیہ کے راوت باگھ جی سیسودیہ کو اپنا افسر بنا کر ریاست کا جھنڈا اسکے سر پر کھڑا کیا وہ تمام راجپوتونکے ساتھ جو موت کو قید سے بہتر جانتے تھے قلعہ سے نکلکر مقابلے مین مارا گیا اس لڑائی مین مقتول مردون ہزار اور جوہر کرکے جان دینے والی عورتین بارہ ہزار سے زیادہ شمار کی گئی ہین اور کسی قدر غیرت دار عورتین لڑکر بھی کام آئین۔

کرنل ٹاڈ تواریخ راجستان مین کہتا ہے کہ اودے سنگھ کی والدہ کرناوتی نے بہادر شاہ والی گجرات کے خوف سے ہمایون کی حمایت حاصل کرنی چاہی اور اُسے راکھی بھیجی اُسنے اس راکھی کو بخوشی قبول کرلیا اور وہ اس راکھی کے ذریعہ سے رانی کا بھائی اور اُسکے نوعمر بچے اودے سنگھ کا مامون اور محافظ ہوگیا اُسنے عہد کیا کہ مین رانی کی حتی الوسع اعانت کرونگا حتے کہ قلعہ رنتھنبور بھی وہ مانگے تو دیدونگا جبکہ بہادر شاہ نے قلعہ چیتوڑ کا محاصرہ کرلیا اور نامور راجپوت سردار پیاپے کام آئے اور جنگجو جواہر بائی راٹھوڑ رانی بھی کام آئی تو کرناوتی نے چیتوڑ کی حفاظت کا کوئی اور ذریعہ نہ دیکھکر ہمایون سے استدعا کی کہ وہ اپنے عہد کو پورا کرے ہمایون اپنے عہد مین ثابت قدم نکلا اُسنے اپنی فتوحات ملک بنگالہ کو چھوڑ دیا اور چیتوڑ کو بچانے اور رانا سانگھا کی بیواؤن اور خرد سال بچونکو محفوظ رکھنے کی غرض سے بنگالی سے روانہ ہوا اگر ہمایون اتنے فاصلہ پر نہ ہوتا تو چیتوڑ کی تباہی پیش نہ آتی کیونکہ آئین شرافت کے بموجب اُسکو رانی کی امداد کرنا ضرور تھا لیکن بہادر شاہ پر فوراً حملہ کرنے کی بجاے اُسنے بہادر شاہ سے لفظی تکرار شروع کردی جسمین لفظ چیتوڑ پر تجمگت بازی کی گئی تھی اور چیتوڑ پر یلغار کرنے کی بجاے مالوے پر یورش کی جو اسوقت بہادر شاہ کے تصرف مین تھا۔ اس اثنا مین بہادر شاہ نے اپنے زبردست توپخانے کی مدد سے محصورین کا قافیہ تنگ کردیا اور قلعہ کی دیوار کا ایک حصہ بارود سے اُڑادیا۔ قلعہ کو قریب التسخیر خیال کرکے ۱۳ ہزار راجپوت عورتین جوہر کرکے مرگئین اور باقی ماندہ راجپوت دیولیا کے وجوار باگھ جی کے زیر کمان زندگی سے ہاتھ دھوکر قلعہ سے باہر نکلے اور بہادر شاہ کی سپاہ پر ٹوٹ پڑے اور کام آئے۔ بہادر شاہ چیتوڑ کو فتح کرنے کے بعد صرف دو ہفتہ وہان ٹھہرا کیونکہ ہمایون کے آہستہ آہستہ بڑھنے سے اُسے فکر ہوئی اور وہ اُسکے مقابلے کو روانہ ہوا۔ ہمایون نے اپنے عہد کو

بخوبی پورا کیا اُسنے بہادر شاہ کو بھاپے شکستین دین اور اُسکی سپاہ کو چتوڑ دشمنائی کرنے پر پھر دکھا اور مالوے کی راجدھانی مانڈو پر قبضہ کیا اور چتوڑ کے رانا کے بادشاہ نے شاہ گجرات کی مدد کی تھی اسلئے اُسکے راجہ کو وہان بلوایا اور اُسکے دشمن کے مقبوضہ حصے دین اُسکے تلوار باندھی۔

ٹاڈ صاحب نے یہ جو کہا ہے کہ ہمایون اپنی بنگالے کی فتوحات کو چھوڑکر رانا کی مدد کو آیا تھا اسکے متعلق اتنا سمجھنا چاہیے کہ وہ بنگالے مین نہین پہونچا تھا بلکہ اُسکے فتح کرنے کے ارادے سے ۹۳۷ھ ہجری مطابق ۱۵۳۰ء مین روانہ ہوکر جونپور کا پاس قصبہ کنارتک وہ آیا تھا کہ اُسنے سنا کہ قلعہ چتوڑ کا محاصرہ بہادر شاہ نے کیا اور یہ ایک بڑا اولوالعزم اور صاحب حوصلہ بلند پرواز بادشاہ تھا اُسنے اپنے زور بازو سے سلطنت کو وسعت دی تھی اور مالوے کی سلطنت کو بھی جیکا دارالریاست شادی آباد عرف مانڈو تھا اپنے قبضے مین کرلیا تھا غرض وہ اور ہمایون برابر کی ٹکر کے تھے۔

کرنل ٹاڈ کا یہ کہنا کہ بادشاہ مانڈو نے بادشاہ گجرات کی مدد کی تھی غلط ہے بادشاہ مانڈو اسوقت باقی نہ تھا دونون ملکون کا بہادر شاہ والی تھا اور مستند مورخین کے اقوال کے بموجب ہمایون کا بہادر شاہ نے تخت آنا اپنے راجپوتون کی امداد کی غرض سے نہ تھا بلکہ اسکا سبب یہ تھا کہ سلطان علاءالدین دعویدار تخت دہلی جسکا نام عالم خان تھا اور سکندر لودی کا بھائی اور سلطان ابراہیم کا چچا تھا بہادر شاہ کے پاس بغرض طلب مدد موجود تھا اور بہادر شاہ اُسکی امداد فوجی پر راضی ہوا تھا اور ہمایون کا باغی چچا زاد بھائی محمد زمان مرزا بھی بہادر شاہ کے ظل عاطفت مین جا پہونچا تھا ہمایون نے بہادر شاہ کو لکھا کہ وہ اُسکو پکڑکر ہمارے پاس بھیجدو یا اپنے ملک سے باہر نکالدو بہادر شاہ نے ٹکا سا جواب دیا ہمایون جو ممالک شرقیہ کی فتح کو جاتا تھا وہ فوراً الٹا آگرے مین آیا اور ۹۳۷ھ ہجری کو بہادر شاہ کے استیصال و تسخیر گجرات کے لیے روانہ ہوا اور مالوے کی طرف چلا سارنگ پور مین پہونچا تو بہادر شاہ چتوڑ کے محاصرے مین ہمہ تن مصروف تھا ہمایون نے یہ قطعہ بہادر شاہ کے پاس بھیجا۔

اے کہ ہستی غنیم شہر چتوڑ — کافران را چہ طور میگیری
بادشاہے رسید بر سر تو — تو نشستہ چتور میگیری

اس قطعہ کے جواب مین بہادر شاہ نے یہ قطعہ لکھا۔

منکہ ہستم غنیم شہر چتوڑ — کافران را بجور مے گیرم
ہر کہ بکند حمایت چتوڑ — تو ببین کش چطور مے گیرم

اب بہادر شاہ نے اپنے امیرونکے ساتھ مشورہ کیا ایک جماعت نے مشورہ یہ دیا کہ قلعہ کی مہم سب وقت میسر ہے اور اہل قلعہ سے کچھ ضرر بھی نہین پہونچنا مناسب یہی ہے کہ مہم قلعہ کو موقوف کرکے ہمایون کے لشکر کے روبرو ہوجیے صدر خان جو اہل علم و فضل کا صدر تھا اور سپاہ مین صاحب منصب والا تھا اُسنے اپنی اصابت رائے سے یہ کہا کہ محاصرہ سے ہوہا ہے تھوڑے دنون کا کام اسمین باقی ہے اول اسکو ختم کرنا مصلحت ہے ہمایون دیندار بادشاہ ہے جبتک ہم کنارے لڑتے ہین وہ ہم سے لڑنے نہین آئے گا اگر آئے گا تو ہمارے لیے

تنگ چھاد کا عذر معقول میسر ہوگا۔ سلطان بہادر کو یہ رائے پسند آئی اور اسپر عمل کیا جب ہمایون کے کان مین یہ خبر پہونچی تو وہ بہادر شاہ سے جب تک کچھ نہ بولا کہ ۳ رمضان ۹۴۱ھ ہجری کو اُسنے قلعہ چتوڑ فتح کیا اس کا سبب کیا تو ہمایون کا تساہل تھا یا اسلام کا پاس۔

قلعہ چتوڑ مین بہادر شاہ کو بہت دولت ہاتھ آئی اور اُسنے وہ سپاہیون مین تقسیم کردی۔ پھر وہ منڈسور مقام پر ہمایون بادشاہ ہندوستان کے مقابل پہونچا جہان اُسکو جان بچاکر گجرات وغیرہ کی طرف بھاگنا پڑا اور بکرماجیت نے موقع پاکر چتوڑ واپس لیا۔

میواڑ کے سردارون نے باہمی رنج سے بکرماجیت کی جگہ پر تھی راج کے بیٹے بنبیر کو جو کنور تک زادہ تھا رانا بنایا۔

بنبیر

یہ خواص وال سمبت ۱۵۹۳ مطابق ۱۵۳۶ء مین گدی نشین ہوا اُسنے دیکھا کہ اگر بکرماجیت اور اسکا چھوٹا بھائی اودے سنگھ جیتے رہے تو ایک دن مجھسے گدی چھین جائے گی یہ کھٹکا مٹانے کے لیے اُسنے بکرماجیت اور اودے سنگھ کو مار ڈالنا چاہا۔ اودے سنگھ کی عمر تین برس کی تھی اور وہ اپنی دائی پنا کے پاس محل مین رہتا تھا ایک دن جیسے ہی پنا نے اودے سنگھ کو کھلا پلا کر سلایا ویسے ہی محل مین کچھ رونے پیٹنے کی آواز ہونے لگی پنا نے نائی سے جو اودے سنگھ کا چھوٹا بھائی آیا تھا پوچھا یہ کون روتا ہے نائی نے گھبرا کر کہا رانا بنبیر نے بکرماجیت کو مار ڈالا یہ سنتے ہی پنا کانپنے لگی اور سوچی کہ بنبیر نے جب بکرماجیت کو مار ڈالا تو اودے سنگھ کو کب جیتا چھوڑے گا اودے سنگھ کے جیتے رہنے سے اُسکو سدا یہ کھٹکا رہے گا کہ بڑا ہوکر کہین اُس سے راج نہ چھین لے پنا یہ سوچ ہی رہی تھی کہ اتنے مین اُسکو کسی کے پاؤن کی آہٹ سی معلوم ہوئی یہ سوچ کر کہ کہین بنبیر ہی نہ آپہنچے اپنا جی کڑا کرکے اودے سنگھ کو تو اُٹھا کر ایک کونے مین چھپا دیا اور اپنے بچے کو اُسکی جگہ پر سلا دیا اتنے مین بنبیر ننگی تلوار ہاتھ مین لیے ہوئے آہی گیا اور پنا سے پوچھنے لگا بتاؤ اودے سنگھ کہان ہے ڈر کے مارے پنا کی گھگھی بندھ گئی اُسنے اپنے بچے کی طرف انگلی اُٹھا دی اُسکے انگلی اُٹھاتے ہی بنبیر نے ایک ہی ہاتھ مین بچے کا کام تمام کردیا پنا نے اپنے بچے کے مارے جانے کا کچھ بھی رنج نہ کیا اُسیوقت اودے سنگھ کو ایک ٹوکری مین چھپائی کے ساتھ چتوڑ سے نکل کھڑی ہوئی وہ دونون اول ڈونگرپور کے راول کے پاس پہونچے لیکن اُسنے یہ عذر کیا کہ یہان اسکے رکھنے مین میرے لیے اور اسکے لیے بھی اندیشہ ہے تب وہ بھیلون کی حفاظت کے ساتھ کومبلمیر کے حاکم بھاساہ مہاجن کے پاس پہونچی جہان اُسنے اندیشے کے سبب بھاساہ کا بھتیجا مشہور ہوکر پرورش پائی کئی سال کے بعد قلعہ کومبلگڑھ مین جہان کہ نذر دینے کو اکثر سردار حاضر ہوگئے تھے مسند نشینی کی رسم ادا کی گئی ایک مقام پر اسیطرح نظر سے گذرا ہے لیکن ٹاڈ کہتا ہے کہ جب بکرماجیت مارا گیا تو اُسوقت اودے سنگھ کی عمر ۶ سال کی تھی اور یہان ایک بحث یہ بھی باقی رہتی ہے کہ وقائع راجوتانہ مین لکھا ہے کہ اودے سنگھ سانگا کا بیٹا تھا جو باپ کے بعد پیدا ہوا تھا اور ٹاڈ کہتا ہے کہ سانگا کے سات بیٹے تھے دو بڑے لڑکے تو خردسالی مین فوت ہوگئے رتن سی تیسرا فرزند تھا اور بکرماجیت جو رتن ہی کے بعد بیٹھا وہ رانا کا سب سے چھوٹا بیٹا تھا کہ باپ کے بعد پیدا ہوا تھا رانا کی لڑائی

بابر سے ۱۶ مارچ ۱۵۲۷ء مطابق ۹۳۳ھ ہجری مین ہوئی اور جس سال رانا نے شکست کھائی وہی اُسکی زندگی کا آخری سال تھا کہ سرحد بیوار پر بسوا مین مرگیا ٹاڈ یہی کہتا ہے کہ سانگا کا فرزند تنسی سمبت ۱۵۸۶ مطابق ۱۵۲۹ء مین مسند نشین ہوا اور پانچ برس حکمران رہا پھر رتنسی کی جگہ اسکا بھائی بکرماجیت جسے بھاکا مین بکرماجیت لکھتے ہین سمبت ۱۵۹۱ مطابق ۱۵۳۵ء مین گدی پر بیٹھا جسکو خود سالی کی حالت مین معزول کرکے بنبیر کو بٹھایا گیا اور بیر بنود کی روایت کے مطابق بنبیر کی مسند نشینی ۱۵۳۲ء مین ہوئی تھی غرض کہ اس حساب سے اودے سنگھ کی عمر اسوقت دس برس کی ہوگی اور مین نے جو رتنسی کی مسند نشینی ۱۵۲۸ء اور بکرماجیت کی ۱۵۳۳ء لکھی ہے یہ بیر بنود کے موافق ہے۔

المختصر بنبیر کو کنول میر کا احوال سنکر بہت فکر پیدا ہوئی اور سب سردارون نے اودے سنگھ کا طرفدار بنکر اُس پر چڑھائی کردی آخر تین برس راج کرنے کے بعد بنبیر کو قلعہ چیتوڑ پر شکست کھاکر گھوڑے کے ساتھ دکن جانے کی اجازت ملی لیکن بیر بنود کی اسمین ایک غلطی ہے اور وہ یہ کہ اُسکی روایت کے موافق ۱۵۳۳ء مین راج دیا بیٹھا اور ۱۵۳۴ء مین اودے سنگھ چیتوڑ کی گدی پر فائز ہوا تو پھر بنبیر کا تین برس حکومت کرنا کیسے صحیح ہوگا۔ کرنل ٹاڈ وغیرہ کا بیان ہے کہ مرہٹون کا ایک خاندان اسی کی اولاد مین ہے۔

۵۴ - رانا اودے سنگھ

سمبت ۱۵۹۷ مطابق ۱۵۴۱ء مین چیتوڑ کی گدی پر بیٹھا۔ ٹاڈ کہتا ہے کہ اُسمین ایک صفت بھی ایسی تھی جس سے وہ لائق ریاست متصور ہو۔ ۱۵۴۳ء مین خیر شاہ نے جودھپور کے راو مالدیو کو شکست دی اور وہ بھاگ گیا اُسوقت بادشاہ کے امرانے عرض کیا کہ برسات کا موسم سر پر آگیا کہین توقف کرنا چاہیئے بادشاہ نے جواب دیا مین برسات وہان بسر کرونگا جہان اپنا کام بھی کرسکون اُسنے چیتوڑ کے قلعہ کی طرف کوچ کیا جب قلعہ کے پاس وہ بارہ کوس رہگیا تو رانا نے قلعہ کی کنجیان بھجوادین جب شیر شاہ چیتوڑ مین آیا تو اُسنے خواص خان کے چھوٹے بھائی میان احمد ترکمانی و حسین خان غازی کو قلعہ چیتوڑ مین متعین کیا اور خود کچھواٹکی طرف چلا گیا۔

شیر شاہ کی وفات کے بعد جب ہندوستان مین کئی پٹھان بادشاہ بنکر آپسمین جھگڑا کرنے لگے تو انکی نا اتفاقی سے فائدہ اُٹھاکر اودے سنگھ نے پھر چیتوڑ کو دبالیا اور اُس نے سمبت ۱۶۱۲ مطابق ۱۵۵۶ء مین حاجی خان پٹھان پر جو مغلون کے دباو سے گجرات کو جانا چاہتا تھا سامان وغیرہ چھیننے کے لیے اجمیر کے پاس حملہ کیا لیکن لڑائی ہونے کے بعد شکست کھاکر بھاگنا پڑا۔

۹۷۵ھ مطابق ۱۵۶۷ء مین اکبر شاہ نے جو آنبیر و مارواڑ وغیرہ کے راجاؤنکو فرمانبردار بنا چکا تھا چیتوڑ پر چڑھائی کی تفصیل اُسکی اسطرح ہے کہ یکشنبہ بست و پنجم صفر کو بادشاہ آگرے سے دھولپور باڑی اور گوالیار کیطرف چلا گیا امراو سردار اپنی اپنی سپاہ کے ساتھ وہان جوق جوق پہونچ گئے جب دھولپور مین بادشاہ کا قیام ہوا تو اسوقت مین سکت سنگھ (یا سبل سنگھ) پسرانا اودے سنگھ بھی ہمرکاب تھا بادشاہ نے اوس سے انبساط یا تنبیہ کے طور پر فرمایا کہ اکثر زمیندار اور راجے ہمارے آستان بوسی کو آئے مگر رانا ابتک نہین آیا۔ میری خواہش یہ ہے کہ اسپر

حملہ کیا جاے اور اُسکو قرار واقعی سزا دیجاے تو اس مہم مین کیا کیا خدمات انجام دے گا اور دیر تک شکنگی کے لیے سکت سنگھ سے یہ بات کہتے رہے اور وہ منافقانہ طریق سے قبول کرتا اور بجا آوری حکم کا اقرار کرتا رہا اور اصل مطلب کو نہ سمجھا دل لگی و ہنسی کو قطعی بات جانکر رات مین لشکر سے بھاگ نکلا کہ اُس سادہ لوح کو یہ خیال پیدا ہوا کہ بادشاہ اس شکار کے بہانے سے میرے باپ کی گوشمالی کا ارادہ رکھتا ہے اور مین بدنام ہو جاؤنگا کہ بادشاہ کے پاس جاکر اسکو باپ پر چڑھا لایا یہ نہ سمجھا کہ سوا ے مذاق کے یہان دوسرا امر مقصود نہین یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایسا خودستا شاہ بہ نفس نفیس رانا جیسے زمیندار پر حملہ آور ہوا اگر یہ سچ بھی تھا تو بھاگنے سے تو ایسے خطرناک کام سے چھٹکارا نہ تھا بلکہ ایک قسم کی کودکی تھی جب بادشاہ کو یہ خبر پہونچی کہ سکت سنگھ بھاگ گیا تو وہ بہت غضبناک ہوا اور بہزل و دل لگی واقعی بات کے ساتھ مبدل ہو گئی اب بادشاہ کے دل مین یہ بات جم گئی کہ ہر ملک کا راجہ اور زمیندار تو ہمارے سلام کو حاضر ہو اگر رانا اودے سنگھ اس غرور سے کہ ملک اُسکا دشوار گذار ہے اور بڑے بڑے مضبوط قلعے اُسکے پاس ہین اور بہت سے راجپوت اور دولت و مال و اسباب رکھتا ہے ہم سے سرکشی کرتا ہے اور اُس کا خاندان بھی سرکشی کے واسطے ضرب المثل تھا یا دشاہ نے یہ خیال کرکے اُسکے استیصال کا ارادہ کیا اور وسط ربیع الاول مین اُدھر جیلھائی مصمم ہو گئی

جبکہ بادشاہ لشکر مالوہ کے سامان کی تقریب سے گاگرون کے علاقے مین ٹھہرا ہوا تھا آصف خان اور وزیر خان نے کہان حدود مین اُنکی جاگیرین تھین بادشاہ کے حکم سے قلعہ مانڈل گڑھ کو فتح کر لیا بادشاہ کے پاس باوجودیکہ اس وقت سپاہ کم تھی تمام سپاہ مالوے کی لڑائیون مین شریک تھی چیتوڑ پر حملے کا سامان درست کرکے آگے کو قدم رکھا اس خیال سے کہ شاید رانا بادشاہ کے ساتھ فوج کی کمی کا حال معلوم کرکے پہاڑ کے درون سے باہر نکل آے اور یہ آسانی اُسکا کام تمام ہو جاے ۔ جب رانا کو یہ حال معلوم ہوا کہ اکبر کے ساتھ قلعہ گیری کا سامان کم ہے تو قلعہ چیتوڑ کی خوب درستی کرلی کئی سال کے لیے کھانے کا سامان جمع کر لیا اور پانچہزار راجپوت اُسمین رکھے اور تمام علاقے کو برباد کر دیا تاکہ شاہی سپاہ کو رسد نہ مل سکے جب یہ انتظام مکمل ہو چکا رانا آپ پہاڑون مین گھس گیا کرنل ٹاڈ نے اس موقع پر قلعہ چھوڑکر چلے جانے کے سبب رانا اودے سنگھ کو بہت بزدل اور ناقابل لکھا ہے بھاگتے وقت رانا کو اتنی سدھ بدھ نہ رہی کہ نقارہ ساتھ لے جا سکتا اسلیے اُسوقت سے یہ دستور چلا آتا ہے کہ والیان اودے پور کی جلوسی سواری مین نقارہ ہاتھی پر سب لاؤ لشکر کے پیچھے پیچھے بجتا چلتا ہے بادشاہ نے اودے سنگھ کا تو پیچھا نہ کیا مناسب یہ سمجھا کہ قلعہ کو مسخر کیا جاے چنانچہ یوم جمعرات ۱۹ ربیع الثانی ۹۷۵ھ کو قلعہ کی حدود مین بادشاہ پہونچ گیا اسوقت بادل کی نہایت گھٹا چھائی ہوئی تھی بجلی کی کڑک نے زمین و آسمان کو تہ و بالا کر دیا تھا تھوڑی دیر کے بعد ہوا صاف ہو گئی اور قلعہ دور سے نظر آنے لگا بادشاہ خیام گاہ سے سوار ہو کر پہاڑ کے پاس جسپر قلعہ تھا آیا اور اکثر اُسکے اطراف مین پھر کر پہلا حملہ کیا اور اب بخشیون کو حکم دیا کہ مورچے کھود کر مورچہ بندی کر دین ۔ تقسیم کے مطابق سرداران فوج اپنے اپنے مورچہ پر پہنچ گئے اور جو پیچھے سرداران فوج پہونچتے اُنکا مورچہ علیحدہ قرار پاتا تھا اسطرح بادشاہ کی جانب سے تمام قلعہ کا محاصرہ ہو گیا ۔ اور اس عرصے مین بعض امرا کو مہمات کی لوٹ مار کے لیے تعین کیا ۔ آصف خان کو رامپوری

کی طرف بھیجا اُسنے اُس علاقے پر قبضہ جما لیا رانا اودے سنگھ کا پتا اودے پور اور کو مل گڑھ کی طرف معلوم ہوا حسین قلی خان کو حکم ہوا کہ رانا کو گرفتار کرلاے حسین قلی خان شہر اودیپور کی طرف گیا اور اُسکی تباہی مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا اودیپور کے اطراف مین جہان تہان جو مویشی ملتے انکو تسخیر کرلیا اور بہت لوٹ مار مچائی اور رانا کی تلاش مین بہت کوشش کی جب اُسکا پتا نہ چلا تو بادشاہ کے حکم سے اردوے شاہی مین لوٹ گیا بہادر دن نے بیحد کوشش کی لیکن قلعہ چتوڑ مسخر نہ ہوا بادشاہ کی یاد جو دیکہ یہ خوشی نہ تھی اور منع کرتے تھے کہ قلعہ کے آس پاس نڈر ہوکر نہ جانا چاہیے لیکن اکثر بہادر گھوڑے دوڑا کر جاتے اور تیر اور گولی کا زخم اُٹھا کر اہی عدم ہوتے کیونکہ اُنکے تیر اور گولیان قلعہ کی دیوار پر پہونچکر اُچٹ جاتی تھین اور جو تیر یا گولی قلعہ نشینون کی طرف سے آتی وہ شاہی امیرون کے گھوڑے یا آدمی کا کام تمام کردیتی۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ سلامت کوچے ایک خاص مقام سے شروع کرکے قلعہ کی دیوار تک پہونچکر اُس مین سرنگ لگانا چاہیئے۔ سلامت کوچہ بیحد ار کہائی ہوتی ہے جسکے دونون طرف سر و نیز دوسانپ کی طرح بیحد ار دیوارین بناتے ہین۔ اگرچہ مورچے بہت تھے لیکن تین مورچے اچھے تھے ایک خود بادشاہی مورچہ کہ دروازۂ لاکھوتہ کے مقابل تھا اسکا اہتمام حسن خان چغتہ اور رائے تیرداس اور قاضی علی بغلہ دی اور اختیار خان فوجدار اور کبیر خان کے اہتمام مین تھا اس طرف سے سلامت کوچہ کھدوانا شروع کیا۔ دوسرا مورچہ شجاعت خان اور راجہ ٹوڈرمل اور قاسم خان میر بحر کے اہتمام مین تھا ادھر سے ایک تیر کی زد کے فاصلے سے سلامت کوچہ بنانے لگے تیسرا مورچہ خواجہ عبدالمجید آصف خان اور وزیر خان وغیرہ کے اہتمام مین تھا اور جو کہ بڑی بڑی توپون کا اپنے مقابلے سے لانا کارلایعل تھا ایک بڑی توپ جسکا گولا آدہ من کا تھا بادشاہ کے سامنے ڈھالی گئی جب اہل قلعہ کو یہ حال معلوم ہوا تو وہ بہت گھبراے اور سمجھے کہ اب عنقریب ہماری بربادی کا سامان پورا تیار ہو جائیگا اسلیے یہ فریب شروع کیا کہ ایک بار سادا سلاحدار کو اور دو یا وہ صاحب خان کو بھیجکر عرض کرایا کہ ہم حضور کی درگاہ کے فرمان پذیر ہین ہر سال پیش کش بھیجے رہینگے سردار لوگ رات دن کی کوشش اور مصیبت سے پریشان ہوگئے تھے اسلیے بعض بعض نے عرض کیا کہ حضور یہ بات قبول فرماکر واپس لوٹ چلین لیکن بادشاہ نے قبول نہ کیا اور یہی فرمایا کہ جب تک رانا خود حاضر نہ ہوگا صلح نہین ہوسکتی۔ راجپوتون نے قلعہ کی دیوار و نیز آدمیون کو جمع کرکے سلامت کوچے کھودنے والونکو بندوق و تیر کا نشانہ بنایا اُنکی طرف نشانہ بازا چھے اچھے تھے اُنھون نے گولہ باری و بندوق زنی سے سنگ تراشو پر حشر برپا کردیا کاریگر اور مزدور بیچ بیچ مین ڈھال بناکر کام کرتے تھے باوجود اس احتیاط کے دو سو کے قریب آدمی روز ہلاک ہوجاتے تھے اور روز یہ سلامت کوچے آگے کو بڑہتے جاتے تھے بادشاہ نے روپے اور اشرفیون کے انعام سے کاریگرونکو مالا مال کردیا اور اس داد و دہش کی وجہ سے وہ بڑی تندہی سے کام انجام دیتے تھے سلامت کوچون کے آس پاس مٹی کی چڑی چوڑی دیوارین مارپیچ کی جسپر گولہ بھی اثر نہ کرسکے بنائے جاتے تھے دوسری طرف سے سنگ کاٹنے والون نے کوشش کرکے نقب کو قلعہ کے تلے تک پہونچا دیا اور دو جگہ سے قلعہ کی دیوارونکو قریب قریب کھول کرکے ایک سرنگ مین بارود بھر

بارہ دبھری اور دوسرے نقب مین اتنی من اب بادشاہ نے سپاہ مین سے چیدہ چیدہ آدمیون کو حکم دیا کہ تیار رہین کہ جون ہی دھماکے سے قلعہ کی دیوار گر جاے فوراً جوان قلعہ مین گھس جائین۔ بدھ کے دن ۱۵ جمادی الآخر کو بارود مین آگ دی گئی جس برج کے تلے یہ نقب تھا جڑ سے اکھڑ گیا اور جسقدر قلعہ نشین سپاہ اسپر تھون تھی سب ہوا مین اُڑ گئی لیکن بادشاہی سپاہ سے یہ غلطی ہوگئی کہ ابھی دوسرے نقب کی بارود نے آگ نہ لی تھی کہ قلعہ مین گھسنے لگی جب دوسرا نقب اوڑا تو یہ تمام سپاہ شاہی برباد ہوگئی کوسون تک پتھر اُڑ اُڑ کر گرے پچاس کوس تک اسکی آواز پہونچی جیسا کہ اکبر نامہ مین ہے اصح الملوک مین ستر کوس تک آواز کا پہونچنا درج ہے انمین سے بہت سے آدمی بادشاہ کے روشناس بھی تھے انمین سے بعض کے نام یہ ہین سید جمال الدین سپر سید احمد سادات بارہ اور میر بہادر اور محمد صالح پسر میر بک خان کوارلی وحیات سلطان وشاہ علی ایشک آقا ویزدان قلی ومرزا بلوچ وجان بیگ ویار بیگ برادران شیر بیگ یساول غرضکہ اسطرح دوسو آدمی جان بحق تسلیم ہوئے بلکہ چالیس آدمی اور بھی دوسری طرح ہلاکت کو پہونچے اسطرح کہ پہاڑ کے درے مین اسلئے چھپے ہوئے بیٹھے تھے کہ جب دونون سرنگین اُڑجائینگی تو حملہ کرینگے بہت سی مٹی اور پتھر اڑکر انپر جا پڑے اور سب کا کام تمام ہوگیا اس بات کا حال فتح قلعہ کے بعد کھلا کہ چالیس آدمی اس طرح دب گئے تھے۔

غلطی کی وجہ یہ ہے کہ ان دونون نقبون کی راہ بتی لگانے کی ایک رکھی تھی پس ایک مین تو جلد آگ پہونچ گئی اور دوسرے نقب مین دیر سے پہونچی حالانکہ جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا تھا کہ سرنگین تیار ہوگئی ہین اور دونون کو آگ ایک جگہ سے دیجاے گی تو اُسنے کہا تھا کہ آگ دینے کی جگہ بھی الگ الگ ہو تو بہتر ہے مبادا بتی کے ذریعہ سے ایک سرنگ مین آگ جلد پہونچ جاے اور دوسرے مین دیر سے پہونچے اور اسوجہ سے نقصان حاصل ہو لیکن کبیر خان وغیرہ نے عرض کیا کہ اسطرح بھی جلد سے جلد دونون جگہ آگ پہونچ جاے گی ان سرنگون کے اُڑنے سے اہل قلعہ کا نقصان ہوا اُنکے صرف چالیس آدمی کام آے جب بادشاہی فوج کے آدمی نمگاون مین سے قلعہ مین گھسنے لگے تو بہادران نے مقابلہ کیا ایک طرف سے یہ بہادر مقابلہ کرتے تھے اور دوسری طرف سے کاریگر قلعہ کی دیوار کی مرمت مین مصروف تھے یہانتک کہ تھوڑے عرصے مین اسی طرح چوڑی اور اونچی دیوار بنالی اسی دن آصف خان کے مورچے مین سے بھی سرنگ مین آگ دی لیکن پوری کارگر واقع نہ ہوئی صرف تیس راجپوت کام آے۔

قلعہ نشینون کو جب شاہی فوج کے یون برباد ہونے کی خبر پہونچی تو نیا دہ فروتن پیدا ہوا بادشاہ نے کہا کہ قلعہ مضبوط ہے اور اُس مین رسد کافی ہے اسلئے جلدی نکرنی چاہئے صبر و تحمل سے کام نکالنا چاہئے۔ سلامت کو چون سے بہتر اسکے مسخر کرنے کی کوئی تدبیر نہین اسلئے اُنکی تیاری مین زیادہ اہتمام شروع ہوا بادشاہ خود سلامت کو چون جاکر قلعہ کی طرف مورچہ قائم کرتے تھے اور نفس نفیس ہر روز کی دیکھ بھال کو پھرتے تھے جب لاکھ مورچے کے پاس پہونچے تو دیکھا کہ لشکر اسلام کے سپاہی پناہ گاہون سے قلعہ کیطرف تیار ہوکر لپکتے ہین کیونکہ سلامت کو چون کی دیوار مین خالی تھین بادشاہ نے ایک دیوار کی آڑ مین کھڑے ہوکر روزن سے بندوق زنی شروع کی اور جلال خان دیوار پر

سر رکھکر بادشاہ کی قدر اندازی کو دیکھ رہا تھا اور پھر کے لوگ عرض کرنے لگے کہ قلعہ کے آدمیوں مین ایک سپاہی بڑا نشانہ باز ہے اسکی نشانہ بازی سے بہت نقصان ہو رہا ہے اس اثنا مین جلال خان کے سر کو اسنے تاک کر ایسی گولی ماری کہ کان کے گوشت کو پھیلتی ہوئی نکل گئی اور زیادہ نقصان نہ ہو بچا بادشاہ نے کہا کہ وہ نشانہ باز نظر نہین آتا ورنہ تیرا انتظام اوس سے ضرور لیتا پھر اپنی بندوق کو اسکی بندوق کی طرف جو روزن مین سے نظر آتی تھی سیدھا کرکے کہا کہ خیر اسکی بندوق سے تیرا انتظام لیتا ہون جہان ہی بندوق سر کی سوراخ مین سے گولی نے گذر کر اسکا کام تمام کردیا اگرچہ اسوقت یہ نہ معلوم ہوا کہ اس نشانہ باز کے گولی لگی ہے لیکن بندوق کے چھوٹنے سے یہ امر قیاس مین آتا تھا۔ تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ ضرور بادشاہی نشانے نے اسکا کام تمام کردیا ہے اس شخص کا نام اسماعیل تھا اور تمام گولہ اندازون کا افسر تھا۔ چتوڑگڑھ کے پاس اُس سے ملا ہوا ایک مقام ہے اُس کا نام چتوری ہے اسکے پاس مورچہ تھا بادشاہ یہان آکر انتظام کرنے لگا جہان گولی گولون کی پوچھار دیکھتا وہان سے آہستہ نکلتا تھا یکایک ایک گولہ بادشاہ کے پاس آکر گرا بیس آدمی جو وہان کھڑے تھے تقریباً ہلاک ہوے راجہ ٹوڈرمل اور قاسم خان کے اہتمام سے جو سلامت رہے تھا وہ اچھی طرح تیار ہو گیا اس سلامت کرنے کے اوپر خان اور اچھے اچھے رہنے کے مقامات بنے بادشاہ دو رات اور ایک دن اس مین رہا اور دیوار قلعہ سپاہ شاہی کے ہاتھ سے دن بدن برباد ہونے لگی راجپوت بھی خوب خوب نشانے لگاتے رہے یہانتک کہ دو شب اور ایک دن متصل جنگ جاری رہی اور سپاہ شاہی کے مقدمین ایک کھیل اڑکھنہ گئی ادھر راجپوت بھی ڈٹے ہے طرفین کی طاقت طاق ہو گئی یہان تک کہ پانچوین شعبان ۹۷۵ھ ہجری مطابق مارچ ۱۵۶۷ء کو وہ قلعہ مفتوح ہو گیا۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جسدن قلعہ فتح ہوگا ایک رات پہلے سے قلعہ کے چارون طرف سے سپاہ شاہی نے ہجوم کرکے دیوار کو جابجا توڑ دیا اور دیوار کے محافظون کو قتل کرڈالا نصف شب کے قریب اہل قلعہ نے ایک سو نو مَن باروغن کو ایک طرف تودہ مارے جاتے تھے اور دوسری طرف روئی اور کپڑے اور ایندھن لگاکر اس باروغن پھینکتے تھے اس خیال سے کہ شاہی سپاہی جب ادھر سے گھسین تو آگ لگاکر انکو جلا دیا جاے اسی اثنا مین بادشاہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ دو ہزار یحی جو سردی کی علامت ہے پہنے ہوے تفنگ مین اخلاط کر رہا ہے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ کون ہے بادشاہ نے بندوق سے جسکا نام سکیرام تھا اسکی طرف گولی ماری اسکے بعد شجاعت خان اور راجہ بھگوان داس سے کہنے لگا کہ میرا دل اندر سے تجربہ کے گواہی دیتا ہے کہ گولی کارگر ہو گئی جہان خان نے عرض کیا کہ یہ شخص دھار اس جگہ انتظام کرآچکا ہے اگر اب نہ آیا تو سمجھ لیا جاے گا کہ اسکا کام تمام ہو گیا تھوڑا عرصہ اسبات کو گذرا تھا کہ جبار قلی دیوانہ خبر لایا کہ اس سوراخ مین مخالفین مین سے کوئی باقی نہین رہا ہے اور اسی اثنا مین ظلمین سے کئی جگہ پر آگ روشن نظر آئی لازم ہوا کہ طرح طرح کے خیالات پیدا نہ کرے راجہ بھگوان داس نے عرض کیا کہ یہ جوہر کی آگ ہے کیونکہ ہندوستان کا دستور ہے کہ جب قلعہ کا مالک اپنے ایندھن اور روغن جمع کرکے اور عورات کو وہان لاکر سخت دل آدمیونکو مقرر کردیتے ہین کہ جب

یقینی ہو اور مرد مارے جائین تو وہ آدمی اُن عورتونکو زندہ جلا دیتے ہین اور اسطرح پر جان دینے کو جوہر کہتے ہین
جب صبح کو فتح حاصل ہوئی تو معلوم ہوا کہ بادشاہ کی بندوق سے کام کر دیا تھا بدنور کا جاگیردار جیل راٹھوڑ قلعہ
کی دیوار درست کراتے وقت اُس گولی کا نشانہ بنا تھا اور حقیقت مین وہ آگ جو ہر کی تھی اور قتلگہ کے مکان مین
جو سیسودیہ قوم سے دامانکے سردارون مین سے تھا اور راٹھوڑون کے مکان مین اور جو ہاڑن کے مکان مین اسیطرح اس
کے اہتمام سے بڑے بڑے جوہر ہوے تھے اور تین سو تک عورتین جلکر خاکستر ہوگئین ۔ اگرچہ جیل کے مرتے ہی تمام قلعہ پر
ویرانی اور مایوسی چھاگئی تھی اور ہر ایک قلعہ تسلیم جا بجا چھپ گیا تھا مگر جب بادشاہ نے شب مین سپاہ کو اندر داخل ہونے
سے روکا لیکن حکم دیدیا کہ یورش کے لئے چارون طرف سے تیار رہین صبح ہوتے ہی سردار و سپاہی چارون طرف سے
قلعہ مین گھس پڑے اور قلعہ نشینون کو قتل کرنے اور باندھنے لگے راجپوت بھی گھبراکر لڑنے مرنے لگے سلامت کو جن
کے پاس جمدر ہاتھی تیار کھڑے تھے اُنکو بھی قلعہ مین پہونچا کر خانقونکی پامالی انسے شروع کرائی گھروندے سے یہ حملہ ہوا تھا
اسیوقت بادشاہ بھی ہاتھی پر سوار ہوکر قلعہ مین داخل ہوگیا امرداس چوہان جو اہل قلعہ مین نہایت دیر تھا مرکر نامی
تھی کو دیکھکر دریافت کرنے لگا اسکا کیا نام ہے جب اُسکا نام بیان کیا گیا تو اسیوقت متہورانہ جسارت سے کہکے ایک ہاتھ
سے اُس کا دانت پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے جمدھر مارا اور کہا میرا مجرا بادشاہ سلامت سے عرض کیجو ہاتھیون نے
راجپوتون اور قلعہ نشینون کی پامالی مین بڑا حصہ لیا اور کئی بڑے بڑے کارنامے ظہور مین آئے ۔ ایک راجپوت
نے جھپٹ کر ایک ہاتھی کی سونڈ پر تلوار ماری باوجود سونڈ گر جانے کے ہاتھی نے کئی حملے کئے اور مرگیا سونڈ کٹنے
سے پہلے حملے کے تیس آدمیونکو پامال کیا تھا اور کٹنے کے بعد پندرہ کو پھر مارا ۔ مدھکر ہاتھی نے بھی کارنمایان کیا تھا ۔
عجیب اتفاق یہ ہوا کہ فیل کا زرہ جب وہان لایا گیا تو گھبرانے لگا اور شور و خوغا کی وجہ سے
بھاگ نکلنے کو دیوار قلعہ کی طرف راجپوتونکی ایک بڑی جماعت نکلنے کی غرض سے جمع ہوگئی تھی اور بھاگنے کیلئے
ایک دوسرے پر سبقت کرتا تھا اسلئے بڑی بھیڑ بھاڑ اور کش مکش تھی کا زرہ ہاتھی بھاگ کر ادھر آیا اور راستہ نہ
ملنے کی وجہ سے تمام راجپوتونکو جو جمع تھے تباہ ہلاک کر دیا عظمت خان اس ہاتھی پر سوار تھا وہ زخمی ہوا اور چند روز کے
بعد ان زخمونسے وفات پائی بادشاہ قلعہ کی دیوار پر کھڑا ہوا اس دار و گیر کا تماشا دیکھ رہا تھا سیدلیہ ہاتھی قلعہ مین
آیا اور راجپوتونکے مارنے اور ہلاک کرنے مین مصروف ہوا ایک راجپوت اسکی طرف دوڑا اور تلوار ماری
ہاتھی نے ضرب کی پروا نکرکے سونڈ مین اسکو لپیٹ کر دے مارا اس عرصے مین دو سوار راجپوت سیدلیہ کے سامنے
آیا ہاتھی اسکی طرف جھپٹا ۔ پہلا شخص بچکر پھر ہاتھی کے پیچھے آیا اور تلوار ماری اس عرصہ مین ایک مسلمان بہادر آدمی
آیا ایک راجپوت نے چھوٹی دیوار کے فاصلے سے اُسے لڑائی کے لئے بلایا یہ مسلمان بھی کشادہ پیشانی کے ساتھ راجپوت
کی طرف بڑھا ایک اور مسلمان نے چاہا کہ مدد دے پہلے مسلمان نے کہا کہ یہ رسم مردوار بہادری سے بعید ہے کہ تم
مجھے تو اپنی لڑائی کے لیے تنہا بلایا ہے اور تم میری مدد کو آتے ہو اور بڑی کوشش کے ساتھ اُسکو دکھیا اور
خود تنہا لڑکر راجپوت کا کام تمام کر دیا ابتداے فتح کے وقت پچاس ہاتھی قلعہ مین داخل ہوے تھے اور آخر تک

مین تھنسو کے قریب پہونچ گئے جنھون نے سیکڑون راجپوتو نکو پامال کیا۔

گوبند شیام کے بتخانے کے پاس بادشاہ پہونچا تو دیکھا کہ ایک شاہی فیلبان ایک ہاتھی نشین راجپوت کو اپنے ہاتھی سے پامال کرکے اور اُسکو سونڈ مین لپیٹو اکر بادشاہ کے سامنے لایا اور عرض کیا کہ مین اُسکا نام نہین جانتا لیکن اس قلعہ کے سردار و نہین سے معلوم ہتا ہے کیونکہ راجپوتون کی ایک بڑی جماعت نے اسکے ساتھ جانفشانی کی ہے تحقیق کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ فتا سیسودیہ تھا جس کی اولاد کے قبضے مین اب آمیٹ ہے جب وہ بادشاہ کے سامنے لایا گیا تو تھوڑی سی جان باقی تھی۔

اس قلعہ مین لڑنے والے راجپوتو نکی تعداد آٹھ ہزار تھی لیکن رعایا مین سے جو قلعہ کی محافظت کر رہے تھے اور لڑنے مارنے مرنے مین کوئی دقیقہ نہ چھوڑا چالیس ہزار سے زیادہ آدمی تھے جب بادشاہی سپاہ قلعہ مین داخل ہوئی تو بعض آدمیون نے مندرون مین پناہ لی بعض اپنے اپنے گھر وینپر مدافعت کیلئے کھڑے ہوگئے بعض تلوارین کھینچ کر اور چھوٹے نیزے ہاتھ مین لیکر مسلمانو نکے مقابل ہوئے غرضکہ مسلمانون نے نہایت جوانمردی کے ساتھ ان لوگو نہین سے بعض کو تلوارون سے بعض کو برچھیون سے بعض کو تیرون سے خاک وخون مین لٹایا اور جو جو مندرون مین تھے وہ بھی مسلمانو نکو دیکھکر نکلنے اور مارے جانے لگے صبح سے دوپہر تک قتل جاری رہا تیس ہزار کے قریب قلعہ نشین مارے گئے وجہ لوگون کے زیادہ مارے جانے کی یہ ہوئی کہ جب سلطان علاء الدین نے حملہ کیا تھا اور چھ ماہ اور سات دن مین قلعہ کو مسخر کرکے اندر داخل ہوا تھا تو چونکہ اُسوقت رعایا لڑائی مین شامل نہ ہوئی تھی اسلئے ایسا بھاری قتل عام نہ پڑا تھا اسوقت چونکہ نہایت سختی سے اہل قلعہ نے مقابلہ کیا اسلئے کوئی عذر نہ سنا گیا اور قتل عام کا حکم صادر ہوا اور بہت سے محصورین قید بھی ہوئے۔

بادشاہ کا غصہ اُن گولندازون پر زیادہ تھا جو بکسریہ پٹھان تھے اور شاہی محاصرین کو اُنکے ہاتھ سے نقصان پہونچا تھا یہ ایک ہزار کی تعداد مین تھے لیکن تحقیقات کے بعد معلوم ہوا کہ اُنمین کا یہان کوئی آدمی موجود نہین ہے اور ایک بڑی تدبیر کے ساتھ وہ نکل گئے اسطرح کہ جسوقت سپاہ شاہی قلعہ کی لوٹ اور قتل مین مصروف تھی اُنھون نے اپنے اہل وعیال کو قیدیون کی طرح بناکر اور حراست مین اُنکی آپ رہکر نکل گئے شاہی آدمیون نے یہ جانا کہ یہ بیادے ہین جو قلعہ نشینون کو گرفتار کرکے لئے جاتے ہین اسلئے کوئی اُنکے حال سے متعرض نہ ہوا اس دن اگرچہ چوڑ مین کوئی راستہ اور کوئی گھر اور کوئی دروازہ ایسا نہ تھا جہان کشتون کے پشتے نہ لگے ہون لیکن تین مقام مونیرہ زیادہ مقتول ہوئے ایک رانا کے محل مین بہت سے راجپوت چھپے ہوئے تھے اور یہ لوگ بار بار دو دو چار چار کرکے نکلتے اور کام آتے تھے دوسرے ایک جماعت کثیر مہادیو کے مندر مین جمع ہوگئی تھی یہ سب وہان قتل ہوئے تیسرے ایک جماعت رامپورہ دروازے کے پاس جمع ہوگئی تھی یہ ساری کی ساری وہان کام آئی شاہی لشکر یونمین سے اسدن ہوای ضرب علی تو اجی سے کوئی نہ مارا گیا دوپہر کے بعد بادشاہ قلعہ سے نکلکر اپنے لشکر مین چلا گیا اور تین دن وہان انتظام کی غرض سے ٹھہرکر اور تمام وہ ملک عبدالمجید آصف خان کے حوالے کرکے شنبہ ۲۹ شعبان کو عین شدت گرما مین وہان سے اجمیر کی طرف کوچ فرمایا معتشم الدولہ نواب غوث محمد خان بہادر شوکت جنگ والی جاورہ کے سفرنامے

مسمے بہ سیر المحتشم مین مذکور ہے کہ فتح چیتوڑ کے بعد جب اکبر نے اجمیر شریف کو مراجعت فرمائی تو ایک دیگ روئین کی ونگا حضرت خواجہ بزرگوار مین چڑھائی تاریخ اُس دیگ کی امیر علاء الدولہ نے یہ لکھی ؎ شاہ دین پرور جہانبان سعید ۔ خسرو عہد اکبر ۔ ساخت بے شبہہ پے فتح چیتوڑ ۔ دیگ روئین تن و اژدر پیکر ۔ بہر تاریخ دے از عالم غیب ۔ دیگ چیتوڑ کشا شد یک سر ۔ چونکہ راجگان اودیپور کو سلاطین دہلی سے بہت گزند پہونچی ہے اسواسطے اُنکو ہمیشہ آرزو فتح شہر دہلی کی رہتی ہے مشہور کرتے ہین کہ ہر سال دسہرے کے دن ایک گوبر کی دہلی نقلی بناتے ہین اور جو رانا اُس عہد مین ہوتا ہے واسطے شگون بخشی کے اور اپنی ہوس پوری کرنے کے اُسپر یورش فرماتا ہے اور نعل سم سمند جہان پیما سے اُسکو برابر کرتا ہے اور اس فتح کی مبارکباد ہوتی ہے اور بڑی خوشی کے ساتھ وہان سے سواری پھرتی ہے اسکے بعد نواب نے یہ کہکر مضحکہ اوڑایا الحق لولا الحقا (خربت الدنیا اگر یہ صاحب ریاست وحکومت ہین مگر نہایت عاقل (یعنی مہذب و ثقاف سے) امراے ہنود مین لکھا ہے کہ اکبر نے جیل ۔ فتاکی مورتین ترشوا کر ہاتھیون پر رکھوائین اور قلعہ آگرہ یا دہلی کے دروازے پر نصب کرائی تھین اس جیل کے بیٹے کیشو داس کی بیٹی جہانگیر کو بیاہی تھی جس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی یہ جہانگیر کے پہلے سال جلوس مین منصب ہزار و پان صدی سرفراز ہوا پھر ملک اڑیسہ مین جاگیر پائی ۔

چیتوڑ فتح ہونے سے چار برس کے بعد سمبت ۱۶۲۰ مطابق سنہ ۱۵۷۲ء مین رانا اودے سنگھ پچاس برس عمر پاکر گوگندہ مقام پر مر گیا ۔ اودیپور کی ریاست مین جو تاریخ ریاست کے مصارف سے بنی ہے اُسمین لکھا ہے کہ وہ طامع تھا اور جنگی کاموں کے قابل نہ تھا اُسکی اولاد میواڑ مین بہت پھیلی چوراناوت کے نام سے مشہور ہے اُسنے اپنے بڑے بیٹے پرتاپ سنگھ کو راج سے محروم کر دوسرے بیٹے جگمال کو گدی کا مالک قرار دیا تھا لیکن رانا کے بعد سردارون نے پرتاپ سنگھ کو جو ہر طرح لائق اور حقدار تھا گدی پر بٹھادیا ۔ جگمال رنجیدہ ہوکر میواڑ سے چلدیا اور اُسنے اکبر بادشاہ کی خدمت مین دہلی سرکار کی کالپی جاگیر مین حاصل کیا مگر کچھ عرصے کے بعد دیوڑہ راجپوتون کے چھاپہ مارنے سے وہ لڑکر مارا گیا اور اُسکا چھوٹا بھائی سگرجی دیوڑون سے عوض لینے کی غرض سے روانہ ہوا ۔

۵۵ ۔ رانا پرتاب سنگھ اول

سمبت ۱۶۲۸ مطابق سنہ ۱۵۷۲ء مین راج کا مالک ہوا وہ اپنے دادا سانگا کے موافق دلیر اور بلند ہمت تھا اگر اسوقت اکبر سا زبردست بادشاہ مخالف نہ ہوتا تو وہ ساری میواڑ پر قبضہ پالیتا ۔ ہر مرتبہ افواج شاہی نے پرتاپ کو اتنا دبایا کہ وہ گرفتار ہو جائے یا خراب و آوارہ ہوکر کہین نکل جائے طبقات اکبری اور منتخب التواریخ مین اسکو رانا کیکا کے نام سے ذکر کیا ہے شاید اکبر اس لفظ سے اسکو یاد کیا کرتا ہو ۔

سنہ ۹۸۴ ہجری مطابق سنہ ۱۵۷۶ء مین قطب الدین خان و راجہ بھگوان داس والی آمبیر کو رانا پرتاپ کی تادیب کے لیے اکبر نے بھیجا جب انھون نے اُسکا پتا نہ پایا تو تعجلت کرکے لوٹ آے اُسکی تلاش کے لئے زیادہ نہ ٹھہرے ۔ اسلیئے بادشاہ اُنسے ناراض ہوگیا ۔

جب رانا نے پھر شورش مچائی تو راجہ بھگوندداس و کنور مان سنگھ و میرزا خان و بہرام خان و قاسم خان میر بحر اسکی تنبیہ مفلوبی کے لیے دوبارہ بھیجے گئے مگر ہر مہم میں تزلزل اتمی کامیابی حاصل نہ ہوئی۔

اکبر ۱۰ آنیہ کا کنور مان سنگھ ذی عہدی کی حالت میں شولاپور کی مہم مار کر آتا تھا اودیپور کی سرحد پر گذرا سنا کہ رانا پرتاب کول سیر میں ہے وکیل بھیجا اور لکھا کہ آپ سے ملنے کو دل چاہتا ہے رانا نے اودے ساگر تک استقبال کر کے تالاب کے کنارے ضیافت کا سامان کیا جب کھانے کا وقت آیا تو رانا آپ نہ آیا بیٹے نے آکر کہا کہ راجا جی کے سر میں درد ہے وہ نہ آپ کھانے پر بیٹھیں اور اچھی طرح کھائیں مان سنگھ نے کہلا بھیجا کہ جو مرض ہے مجھ نہیں کہتے ہو جو میں سمجھتا ہوں مگر یہ تو اخلاق میں مرض ہے اور جب وہی مہمانوں کے آگے تھال نہ رکھینگے تو کون رکھے گا رانا نے کہلا بھیجا مجھے اسکا بڑا رنج ہے مگر کیا کروں جس بہن سے تم نے بیاہ دی تو اسکے ساتھ کھانا بھی کھایا ہی ہوگا کنور مان سنگھ اپنی حماقت پر جھنجھلا کر یہاں کیوں آیا اور وہ صدمہ گذرا کہ دل ہی جانتا تھا چاول کے چند دانے لیکر ان دیکھی کو چڑھاے وہی اپنی پگڑی میں رکھ لیے اور چلتے وقت کہا تیری عزت کے بچانے کو ہم نے اپنی عزت کھوئی اور سنین سیسیان تمکو زمین تمھاری ہی مرضی ہے کہ خوف میں رہیں تو ہمیشہ رہو اختیار ہے اسلیے کہ اس ملک میں تمھارا گذر ہوگا گھوڑے پر چڑھا اور رانا کی طرف مخاطب ہو کر کہا اس وقت وہ بھی موجود ہو گیا تھا رانا جی اگر تمھاری شیخی جھاڑوں تو میرا نام مان نہیں پرتاپ بولا ہم سے ہمیشہ ملتے رہنا۔ کسی بے لحاظ نے برابر سے یہ بھی کہا جی اپنے بیٹا اکبر کو بھی ساتھ لانا جس زمین پر ضیافت ہوئی تھی اسے کھدوایا۔ گنگا جل سے دھلوا کر پاک کیا سردار دلیر پوشاک بدل کر جب اسکے آنے سے ناپاک ہو گئے تھے اس بات کی ذرہ خبر اکبر کو پہونچی بہت غصہ کیا عالی ہمت بادشاہ کے دل میں یہ خیال کانٹے کی طرح کھٹکتا رہا تھا ۱۶۳۳ مطابق ۱۰۰۵ھ میں اس رنجش کے سبب مان سنگھ بادشاہی لشکر لیکر میواڑ پر آیا کنور نے مانڈل گڑھ پر ٹھہر کر لشکر کا انتظام کیا اور بلد بچھاٹ سے نکل کر گوگنڈہ چاہا جو وہاں رانا رہتا تھا گھمسور کے قریب رانا سے سخت مقابلہ ہوا رانا قلب لشکر میں تھا اور رام شاہ راجہ گوالیار سیدھے ہاتھ پر اور ایک اور سردار الٹے ہاتھ پر اور رام داس پسر جے مل مقدمہ لشکر میں جیسا کہ اقبال نامہ جہانگیری مؤلفہ مرزا محمد شریف میں ہے حسب الامر اس جیل کا بیٹا جو نامور ان لشکر رانا سے تھا مان سنگھ کے چچا راجہ جگناتھ کے ہاتھ سے مارا گیا وہ پہر تک لڑائی ہوئی پہاڑی زمین تھی گڑھے جھاڑی پہاڑوں کے بیچ بیچ بہت تھے ہر طرف اور تمام غول غٹ پٹ ہو گئے بگڑی لڑائی لڑنی پڑی بادشاہی لشکر کے راجپوت بائیں طرف سے اسطرح بھاگے جیسے بکریاں شیر اول کو فاتحہ پھلانگ کر دائیں طرف کی فوج میں گھس آئے ہاں سادات بارہ اور بعض غیرت والے بہادروں نے وہ کام کئے کہ شاید ہی ہر تم سے ہوں جس فوج میں رانا تھا اسنے گھاٹے سے نکلتے ہی قاضی بخشی کو لیا کہ دہانہ روک کر کھڑا ہوا تھا اسے اٹھا کر لٹتے پلٹتے قلب میں پھینکدیا اور جو پہلے حملے میں بھاگ گئے تھے انھوں نے تو پانچ کوس تک دہی نہ لیا ایک ہدیا میچ میں تھا اس سے بھی پار ہو گئے لڑائی ترازو ہو رہی تھی جو مان سنگھ کی گرد اور فوج میں سے مہتر خان نے عجیب کام کیا گھوڑا دوڑاتا اور نقارہ

بجاتا آیا کہ بندگان بادشاہی یلغار کرکے آن پہونچے اس منتر نے بڑا اثر کیا بھاگتے ہوئے تھم گئے بھاگے ہوئے پلٹ پڑے اور مرہٹہ والوں کے پاؤں اکھڑ گئے اب رانا نے اپنے ہاتھیوں کو بادشاہی ہاتھیوں سے آن بھڑایا دو ہاتھی ایک دوسرے کے مقابل ہوئے حسین خان بادشاہی فیلبان مان سنگھ کے آگے بیٹھا تھا وہ گرامان سنگھ خود آگے بڑھکر مہاوت کی جگہ جا بیٹھا اور اس استقلال سے ڈٹا کہ اُس سے زیادہ کیا ہوتا ایک فیلبان نے غنیم کی طرف سے رام پرشاد ہاتھی کو بڑھایا یہ بڑا اونچا اور جنگی ہاتھی تھا بہت سے نوجوانوں کو مار مار کے صفوں کو چاک درچاک کر دیا کمال خان فوجداری بادشاہی نے پھر اچ ہاتھی کو سامنے کیا دیر تک آپس میں ریل پیل رہی بادشاہی ہاتھی دب نکلا تھا کہ اس عرصے میں رام پرشاد کا مہاوت مارا گیا وہ گرا کمال خان نے ایسا کمال دکھایا کہ سب دنگ رہ گئے وہ نہایت پھرتی سے کود کر رانا کے ہاتھی پر جا بیٹھا اتنے میں مان سنگھ کے سوار رانا کی فوج پر ٹوٹ پڑے رانا کے ساتھ مان سنگھ کا مقابلہ اور اوپر تلے کئی وار ہوئے آخر رانا ٹھہر نہ سکا اور مان سنگھ کے ہاتھ سے زخمی ہو کر بھاگا۔ مرزا محمد شریف نے اقبال نامہ جہانگیری میں لکھا ہے کہ چونکہ بادشاہی آدمی دوپہر تک جانفشانی کرتے رہے اور اب ہوا بہت گرم اور تیز ہو گئی تھی اسلیے رانا کا تعاقب نہ ہو سکا بادشاہی نوکروں میں سے پچاس آدمی کام آئے تھے اور رانا کے آدمی پانسو کے قریب مارے گئے تھے لیکن طرفین کے مقتولوں کی یہ تعداد کم معلوم ہوتی ہے۔

کرنل ٹاڈ نے اس موقع پر بادشاہی فوج کا افسر شاہزادہ سلیم اور اسکا نائب مہابت خان کو لکھا ہے اور کہا ہے کہ رانا شاہزادہ سلیم کے ہاتھی کے پاس جا پہونچا ایسا بے جگر ہو گیا کہ سلیم اسکے بچے کا شکار ہو جاتا اگر ہودے کے فولادی تختے اسکی جان کی سپر نہ بنجاتے اس لڑائی کی تصویروں کا پیریچے کے تخت پر مرقع اور دیوار کے پانیچے میں لکھا ہے آسمین گھوڑے کا ایک پاؤں سلیم کے ہاتھی پر دکھایا ہوا اور سوار اپنے حریف پر نیزہ مارتا دکھایا ہے) فیلبان کے پاس بچاؤ کا سامان کچھ نہ تھا وہ مارا گیا مست ہاتھی بے مہاوت رک نہ سکا اور ایسا بھاگا کہ سلیم کی جان بچگئی یہاں بڑا بھاری رن پڑا مغل سپاہی بڑی جان توڑ کر لڑے رانا پر تاپ نے سات زخم کھائے دشمن آسپر باز اور جرّے کی طرح گرتے تھے تین دفعہ دشمنوں کے انبوہ میں سے نکلا اور قریب تھا کہ دب مرے اس عرصے میں جھالا سردار دوڑ آیا اور اس بلا سے رانا کو نکال کے گیا جسکے صلے میں رانا نے اسکو اپنی بیٹی بیاہ دی یہ گہلوٹ راجپوتوں میں سے فقط آٹھ ہزار نے بھاگ کر اپنی جانیں بچائیں۔

اس بیان میں شاہزادہ سلیم اور مہابت خانکی شمولیت کا قول محض غلط ہے۔ شاہزادہ سلیم اسوقت چھبرس کی عمر میں تھا اور مہابت خان پیدا بھی نہ ہوا تھا اسکے سوا مہابت خان کو سگرجی سیسودیہ کا بیٹا ہونا بھی غلط لکھا ہے وہ کابل کا رہنے والا غیور بیگ کا بیٹا تھا اور اسکا اصلی نام زمانہ بیگ ہے اس لڑائی سے تیس برس کے بعد جہانگیر نے بادشاہ بنکر اُسکو مہابت خان خطاب دیا دیکھو تزک جہانگیری و اقبال نامہ جلد (اول) کنور مان سنگھ جلدی گھاٹ کی لڑائی کے بعد بادشاہی حضور میں پہونچا تو بعض سلمان امرا نے اسپر رانا سے سازش رکھنے کی تہمت لگائی بادشاہ کا دل تو اسکی طرف سے جلد صاف ہو گیا لیکن مسلمانوں کی خاطر سے جب دوبارہ شاہباز خان

میواڑ پر بھیجا گیا تو مان سنگھ کی روانگی ملتوی رہی چیتوڑ اور مانڈل گڑھ کے قلعے تو پہلے سے بادشاہی قبضے مین تھے صرف ایک قلعہ کونبھل میر جو رانا کے پاس رہ گیا تھا اسکا شاہباز خان نے محاصرہ کیا قلعہ کی ایک توپ پھٹ کر بہت سے آدمی مرجانے اور رسد کا سامان نہ رہنے کے باعث رانا قلعہ سے نکلکر مغربی پہاڑون مین بھاگ گیا اور بڑے کشت وخون سے کونبھل گڑھ شاہباز خان کنبوہ کے قبضے مین آیا پھر گوگندہ اودے پور وغیرہ مقامات بھی شاہباز خان نے دبالئے اور فرید دن خان وغیرہ کئی افسر ہر جگہ رانا کا پیچھا کرتے پھرے کبھی رانا بھی موقع پاکر فوج کی پیٹھ کا اسباب لوٹ لیتا اور چھاپہ مارجاتا لیکن رات دن کی تکلیف اور جگہ جگہ مارے مارے پھرنے سے جب اسکو عورتون اور بچون کی گرفتاری کا اندیشہ پیدا ہوا تو مجبور آپرتاپ سنگھ اپنے ملک سے بیابان سندھ کیطرف چلدیا۔

آخر رانا دشمنون کو غافل پاکر اپنے علاقے مین واپس آیا اور بھاماشاہ مہاجن سے کئی لاکھ روپیہ ملنے پر اسکو اپنے ملک مین قیام رکھنے کی قدرت ہوئی اسطرح سنہ ۱۶۴۲ھ مطابق ۱۵۸۲ء مین چیتوڑ اور مانڈل گڑھ کے سوا جہان بادشاہی انتظام زیادہ تھا ضلع کونبھل میر اور اودیپور وغیرہ پہاڑی مقامات خالی پاکر رانا نے اپنے قبضے مین کرلئے۔

کرنل ٹاڈ نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ پرتاپ سنگھ نے اپنے بچون کی تکلیف سے عاجز آکر اکبر بادشاہ کے پاس فرمانبرداری کا پیغام بھیجا تھا لیکن بیکانیر کے راؤ کے بھائی پرتھوی راج نے فاصدونکے ذریعے سے غیرت دلاکر یہ ارادہ عمل مین نہ آنے دیا۔ اور لکھ بھیجا کہ سب راجپوتونکی عزت برباد ہوچکی صرف آپ سے ناموری رہجانے کی امید باقی ہے۔ اکبر بادشاہ کو بھی آخر عہد مین دکن کی لڑائیون اور بادشاہزادہ سلیم کی بغاوت وغیرہ کے سبب میواڑ سے رانا پرتاپ کو بالکل خارج کرنے یا گرفتار کرنے کی گنجائش نہ ملی۔

رانا کا بھائی سگر جبکہ رانا نے اکبر سے مخالفت کی تھی دربار اکبری مین حاضر ہوکر ملازمان شاہی مین منسلک ہوگیا تھا اور منصب دوہزاری پر سرفراز ہوکے خطاب رانا سے موصوف ہوا تھا جہانگیر نے تخت نشین ہوکر بارہ ہزار روپیہ نقد مرحمت فرمایا اور خلعت وتمشیر عطاکرکے شاہزادہ پرویز کے ساتھ رانا پرتاپ کی سرکوبی کے واسطے روانہ کیا اسکے بعد دلیپ سنگھ بیکانیری رانا کی تادیب پر مقرر ہوا نہایت شجاعت اور بہادری سے ناگور کے قریب اسے لڑکر بھگادیا سنہ جلوس مین سگر کو علم مرحمت ہوکر منصب دوہزار و پانصدی ذات پر سرفراز ہوا سنہ جلوس مین منصب سہ ہزاری ذات و ہزار سوار پر مفتخر ہوکر صوبۂ بہار مین متعین ہوا سنہ جلوس مین سگر نے وفات پائی بادشاہ نے اسکے بیٹے مان سنگھ کو منصب ہزاری ذات شش ہزار سوار پر سربلند کرکے صوبۂ بہار مین متعین کیا سنہ جلوس مین منصب ہزار و پانصدی ذات ہفت صد سوار پر سرفراز ہوا۔ رانا کے دو بھائی جگمال و راے سنگھ نے سنہ ۹۹۱ ہجری مطابق ۱۵۸۳ء مین وفات پائی۔

اس جملہ معترضہ کے بعد کہتا ہون کہ رانا پرتاپ نے آخر عمر مین دو چار برس میواڑ کے ویران جنگلون اور کوہستانی مقامون مین آرام کرنے کا موقع پایا کہ موت نے مہلت نہ دی اور وہ اپنے دل مین بیشمار حوصلون کا ارمان لیکر سنہ ۱۰۰۳ھ مطابق ۱۵۹۷ء مین اس دنیا سے اٹھ گیا۔

۵۶۔ رانا امر سنگھ اول

اپنے باپ کے گذرنے کے بعد ستمبر ۱۶۰۳ء مطابق ۱۰۱۲ھ مین گدی پر بیٹھا رانا پرتاپ سنگھ کے مرنے کے بعد اکبر آٹھ برس زندہ رہا لیکن ہندوستان کے مختلف جھگڑون سے اُسکو میواڑ پر رجوع ہونے کی فرصت نہ ملی اکبر کے گذرنے کے بعد اُسکے بیٹے جہانگیر نے تخت نشین ہوکر اپنے جلوس کے پہلے سال ایک بڑا لشکر اور چیدہ سردار اپنے فرزند پرویز کی ماتحتی مین دیکر رانا کے استیصال کے لیے مقرر کیا اس لشکر کے ساتھ بڑا بھاری توپخانہ اور خزانہ تھا اس عرصے مین خسرو کا قضیہ درپیش ہوگیا اسلئے اُسکے تعاقب مین بادشاہ کو پنجاب کی طرف جانا پڑا چونکہ دارالسلطنت آگرہ بے محافظت کے رہا جاتا تھا پرویز کو چندہ امراے عظیم کے ساتھ واپس بلاکر آگرے مین چھوڑ دیا اسلئے رانا اس مہم مین محفوظ رہا۔ پھر ۱۰۱۴ھ ہجری مطابق ۱۶۰۵ء مین مہابت خان کو لشکر گران کے ساتھ روانہ کیا اسکے ہمراہ بارہ ہزار سوار اور بہت سے سردار تجربہ دار اور پانچ سو احدی اور دو ہزار گل چلے پیادے اور ستر توپین اور بہت سی شتر نالین اور ستر ہاتھی کئے اور نقد بیس لاکھ روپے دئے ۴ ربیع الاول سنہ مذکور کو مہابت خان تمام مذکورہ بالا لاؤ لشکر کے ساتھ رانا کی مہم پر رخصت ہوا کچھ دنون کے بعد بعض مصلحتون کیوجہ سے مہابت خان واپس بلا لیا گیا اور عبدالصمد خان کو خطاب فیروز جنگ دیکر اُسکی بجاے رانا کی مہم کا افسر بناکر بھیجا اور عبدالرزاق بخشی کو اُسکے ساتھ اسلیے کیا کہ وہ لشکر کے تمام منصب دارونکو حکم سنادے کہ عبداللہ خان بجاے مہابت خان کے افسر لشکر ہوا ہے لیکن اس اثنا مین عبداللہ خان نے اس بات کی ذمہ داری کی کہ مین گجرات کی طرف سے دکن کے ملک مین چلا جاؤنگا اسلیے اُسکو اُس ملک کا حاکم بناکر وہان جانے کے لیے بادشاہ نے حکم دیدیا اور اب اسکی جگہ راجہ باسو لشکر مہم رانا کا افسر اعلے بنایا گیا اور باسو سوار اُسکے اگلے منصب پر زیادہ کیے گئے راجہ باسو نے جب بہت سا اس ملک مین سوار اور رانا کی مہم سر نہ ہوسکی تو اُسکے عوض مین الزمان پسر مرزا شاہ رخ بھیجا گیا اور راجہ باسو کے واسطے اُسکے ہاتھ ایک تلوار بادشاہ نے روانہ کی لیکن سب نے اس مہم کو ادھورا چھوڑا کسی نے پورا نہین کیا مختلف سرداردن کی ناکامی سے جہانگیر کو اُسکی زیادہ فکر ہوئی اُسنے سگر جی کو جو اپنے بڑے بھائی رانا پرتاپ سنگھ سے رنجیدہ ہوکر بادشاہی نوکر بنگیا تھا چھوڑ دیکر رانا کو نیا لیکن اُسنے قلعہ مین بیٹھے رہنے کے سوا کوئی ملکی ترقی حاصل نہ کی

جہانگیر نے ۱۰۲۱ھ ہجری مطابق ۱۶۱۲ء مین بڑے تزک و احتشام اور لاؤ لشکر کے ساتھ آگرے سے اجمیر کی طرف کوچ کیا۔

اس ضمن مین امر سنگھ کا استیصال بھی مقصود تھا اور خود تو اجمیر مین مقیم رہا اور اپنے بیٹے سلطان خرم کو ۱۴ ذیقعدہ ۱۰۲۳ھ مطابق ۱۶۱۴ء آٹھوین سال جلوس مین رانا کی تسخیر کے لیے مامور کیا اور اُسکے منصب مین ہزار سوار کا اضافہ کرکے دو ہزار ذات اور شش ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ کے منصب پر پہونچایا جیسا کہ اقبال محمد نے شاہجہان نامے مین لکھا ہے۔

اور بسیہ بنو دمین ذکر کیا ہے کہ خرم کی چڑھائی بسمت ۱۶۷۱ مطابق ۱۶۱۴ء مین ہوئی تھی اور یہ درست نہین
راجہ سورج سنگھ والی جودھپور سیف خان بارہ ۔ تربیت خان ۔ نوازش خان کشن سنگھ برادر راجہ سورج سنگھ
رتن سنگھ ہاڑہ والی بوندی ۔ رانا سنگر ۔ ابوالفتح دکھنی ۔ صلابت خان بارہ ۔ سورج مل ولد راجہ باسو ۔
مرزا بدیع الزمان ولد شاہ رخ مرزا ۔ راجہ بکرماجیت بھدوریہ ۔ میر حسام الدین ولد میر جمال الدین حسین انجو ۔ سلمان بیگ
مخاطب بہ فدائی خان بخشی لشکر ذوالفقار بے اوزبک ۔ نصر بے اوزبک ۔ دوست بیگ ۔ خواجہ محسن ۔ عرب خان
خوافی ۔ سید شہاب بارہ ۔ خان اعظم مرزا عزیز کوکلتاش صوبہ مالوہ ۔ فرید خان ولد محمد قلی خان برلاس ۔
عبد اللہ خان فیروز جنگ صوبہ دار گجرات ۔ راجہ نرسنگھ دیو بندیلہ ۔ یعقوب خان ۔ محمد خان نیازی چاچی کے
غزنین خان جالوری ۔ شیر زہ خان معروف بہ میر حاج اور مرزا امراد ولد مرزا رستم صفوی وغیرہ شاہزادے کے
ساتھ مقرر کئے گئے ۔ سلطان خرم اس لشکر کے ساتھ سرزمین میواڑ کے دامن کوہ مین آیا یہان پانچ شیر شکار کئے
قصبہ مانڈل مین کہ سرحد ملک رانا تھی وہ فروکش ہوا سلطان پرویز اور مہابت خان جو اس ملک کی تسخیر کیلئے
آئے تھے وہ اس حد سے آگے نہین بڑھے تھے ۔ بعد اسکے اودیپور سے بارہ کوس پر مرزا خرم کی منزل ہوئی
یہان سے پانچ ہزار سوار بہ افسری محمد تقی بخشی کے جسکا آخر کو خطاب شاہ قلی ہوا روانہ کئے کہ وہ کوہستان
مین آگے جاکر وہان کے آدمیون کو تاخت و تاراج اور اسیر و قتل کرین اور خود یہ ارادہ کیا کہ کل لشکر کے ساتھ
پیچھے سے اس کوہستان مین جائے راجہ سورج سنگھ نے کہ اس ملک کی ہیئت اور اہل ملک کی حقیقت سے
واقف تھا شاہزادے سے عرض کیا کہ کل لشکر کا یکبارگی اس کوہستان مین جانا مناسب نہین غنیم کو خبر ہوگی
تو وہ اسکو غنیمت جانے گا اور سب طرف سے پہاڑون کی راہ روک لے گا اس صورت مین اہل اردو بازار کی
آمد و شد بند ہوگی اور رسد آذوقہ کا بیوپار خوار ہوگا حضور رہین توقف فرمائین شاہزادے نے اس صلاح
کو نہین مانا اور وہ کوہستان مین داخل ہوکر اودیپور سے باہر چوگان کے میدان مین خیمہ زن ہوا ۔ اودیپور
کی عمارتین پہاڑ پر تالاب کے پاس واقع ہین وہ ہندوؤن کی روش کی اور اس ملک کے معماروں کی کاریگری کے موافق
بنائی گئی ہین وہ سلطان خرم کو پسند نہ آئین ۔ عبد اللہ خان اس شہر مین پہلے آیا تھا اسکے لشکر کی ترکتاز سے اکثر
یہ عمارات خراب ہوگئی تھین ناچار پرانی بنیاد پر بہ سرعت جلد نئی عمارتین بنائی گئین پہاڑ کے اوپر میدان مین چابک دست
معماروں نے شاہزادے کے حکم سے عمارات خاطر فریب دلکشا جو تالاب کے کنارے تھے بنائے اسوقت دیوان
اودیپور کا محکمہ حساب دفتر جس مقام مین ہے یہ شاہزادے کے لیے مسجد بنوائی گئی تھی ایسا بیان کرتے ہین
کہتے ہین امرائے عظام و بندہائے معتبر نے بقدر حسب دولت خانے کے نواحی مین بڑی بڑی عمارتین بنوائین جب
لشکر کی قرارگاہ اودیپور قرار پائی تو یہان سے سرحد تک چبوترے شاہزادے نے مقرر کئے تاکہ ظلے کی رسد
بے مزاحمت ہو اور سب کا آنا جانا آسان ہو مانڈل مین جمال خان برکی اور کپاسن مین دوست بیگ
و خواجہ محسن اور آگولہ مین سید حاجی اور متھارا مین عزت خان اور ڈیلوک مین میر حسام الدین انجو اور

کومل دھنیاری مین سید شہاب الدین تھانہ دار مقرر ہوئے۔ انکے سوا بدیع الزمان مع توپخانہ کو نچل میر بخشی سید سیف الدین خان جھاڑول مین رانا اودے سنگھ کا بیٹا سگر گوگنڈے مین دلاور خان کا کڑا بکھنہ مین فرید خان برادر اسد بہندی کا رائے تن ہاڑا لوگھیت مین محمد تقی خشی الکشن گڑھ والا کشن سنگھ راٹھور چاوند مین بیرم بیگ چاور مین مرزا مراد ماڈرہی مین زاہد خان کیوڑہ کمی نال مین جودھپور کے راجہ سوج سنگھ کے راجپوت سلاری مین مقرر کئے اور خود سورج سنگھ ناڈول مین سرحد کی حفاظت کے لیے مقرر تھا۔ اور کسی قدر لشکر مقابلے کے لیے پہاڑون مین گشت کرتا رہا۔ محمد تقی جو مقام لوہی سے پانچہزار سوار لیکر راجوتون کے منازل و معابد کی تخریب کے لیے رخصت ہوا تھا وہ موضع چھین مین آیا اس ضلع مین ۱۰۱ محال اور ہر محال کے ۵۶ قریے ہین اور اسی سبب سے اسکا نام چھپن مشہور ہے اسنے یہان آتے ہی محالون کو لوٹنا شروع کیا اور سپاہ کو ہر طرح کی دست اندازی کی اجازت دی کہ جس سے جو کچھ اپنی قدرت و طاقت سے ہوسکے وہ کرے سان سپاہیون نے قتل و قید کرنا اور بڑے بڑے پرانے بنجارونکو ڈھانا اور غارت و تاراج کرنا شروع کیا جبکہ دن کی حمایت مین برہمنون اور راجوتون نے بڑی مردانگی دکھائی اور جوہر کے رانا کے بیٹے بھیم نے جو تہنیدی اور لاوری مین مشہور تھا محمد تقی کی فوج پر شب خون مارنے کی اجازت رانا سے پائی اور وہ لشکر شاہی کے روبرو ہوا محمد تقی نے اس کا ایسا مقابلہ کیا کہ اپنے لشکر پر کوئی صدمہ نہ آنے دیا اور اسکو عقب ہٹا کر شاہزادے نے لشکر کے چار حصے کئے کہ وہ اس سرزمین مین ترکتازی کرین اور رانا کو پکڑین ایک فوج کا سپہ سالار عبداللہ خان بہادر فیروز جنگ کو اور دوسری فوج کا سید آدم سیف خان بارہ و بیرم بیگ بخشی کو اور تیسری سپاہ کا لشکر کش دلاور خان کا کڑا اور کشن سنگھ کو اور چوتھی فوج کا محمد تقی کو بنایا فوجونکے مارے رانا کو ہسارون مین چھپنا پھرتا اور یہ لشکر ترکتازی کرتے پھرتے تھے اور قتل و قید و غارت و تخریب کرتے تھے عبداللہ خان نے رانا کے چھ تنومند اور نامی ہاتھی گرفتار کیے دلاور خان کا کڑنے بھی پانچ ہاتھی رانا کے پکڑ لئے اور بہت سے غنائم ہاتھ لگے۔

رانا کا حال ایسا تنگ کیا کہ وہ ایک لمحہ کسی مقام مین آرام نہین کرسکتا تھا سورج مل اسکے بیٹے کے ساتھ اہل و عیال اسکے جا بجا پڑے پھرتے تھے۔ خود تھوڑے آدمیون کے ساتھ سرگردان تھا اور برسات کے موسم کا انتظار کرتا تھا کہ وہ راہون اور گذرگاہون کو پانی سے گھیرے اور اُسے دشمنون کی آگ سے بچاے۔ سلطان خرم نے کوہستان کی تنگناؤن مین تھانے بٹھادئے تھے کہ جہان رانا کی خبر پائین وہان فوراً اسکو پکڑنے کو لشکر روانہ کرین۔ محمد شاہ کو اکلنگ کے تنانونکی تخریب اور راجوتونکی تادیب کے لیے روانہ کیا اُسنے جاتے ہی تاراج شروع کی اور بہت آدمیونکو مارا اور قید کیا راے سندر داس سرویا کی طرف گیا وہان رانا کے اہل و عیال کا نشان بتایا تھا مگر اُسکے پہونچنے سے پہلے چترمان راجہ کے اہل و عیال کو دوسری جگہ لے گیا تھا اس سرزمین مین راے سندر داس نے قتل و غارت اور اسیر کرنے اور منازل و منہوے کے خراب کرنے مین کوئی کسر باقی نہین چھوڑی تنانون پر راجپوت بڑے دلیرانہ لڑے اور آخر کو جوہر کرکے مع اہل و عیال مرے اس واسطے بادشاہ کے حقوق کا پاس کیا اور اپنے آئین کشی کا کچھ خیال نہین کیا تنانون کو توڑا اور بہت خانونکو ڈھایا۔

بد لما چنان مہر او خانہ سخت کہ ہند و تجریب تبخانہ تخت

اس حسن خدمات کے جلد وہین راے سندر داس کو راے رایان کا خطاب ملا اور رفتہ رفتہ اُسکا درجہ ایسا بڑھا کہ راجہ بکرماجیت کا خطاب مرحمت ہوا جس سے بڑھکر راجاؤن کے واسطے کوئی اور خطاب نہین ہے تھانولی فوجون نے جہان رانا کی خبر سنی وہان بے توقف وہ دوڑی گئین اور آدمیون کو قتل و قید کرنا شروع کیا اور چند نامی جگدون کو ویران کیا اور اُنکی جگہ معابد و مساجد سلطانون کی بنائین ۔

رانا معاملہ فہمی اور کاردانی اور عواقب امور دوربینی سے بالکل بیخبر نہ تھا اور اپنے کام کی بد اندیشی اور روزگار کی بہبود سے فی الجملہ بہرہ رکھتا تھا اُسنے ان دنون مین اپنے معاملے مین غور کیا اور مشاہدہ کیا کہ بادشاہ سے مخالفت کرنے سے کچھ فائدہ نہین ہوا خصوصاً اسوقت مین دیرانہ حال میرے حوصلے سے تنگ ہوا جو کچھ گذرا سو گذرا اس سے قطع نظر کرکے اُسنے ملاحظہ کیا کہ مال و منال تلف ہوا ملک پر زوال آیا ناموس معرض خطر مین آیا راحت و آرام حرام ہوا وہ ننگ و ناموس کے مٹ جانے کو بہت معیوب جانتا تھا بہ ناچار اضطرار و اضطراب کے ساتھ امان مانگنا اپنے اوپر واجب جانا اور اس خاندان کو بڑا فخر یہ تھا کہ ہندوستان کے کسی بادشاہ کی اطاعت مین سر نہین جھکاتا تھا بلکہ اپنے ولی عہد کو بھی کسی عالیشان بادشاہ کی خدمت مین نہین بھیجتا تھا اسلئے ان سب باتون سے قطع نظر کی اور دیکھا کہ ان دنون مین بادشاہ ویران ہوا معمور خزانہ خالی ہوا سپاہ کشتہ و اسیر ہوئی خویشون نے مع متعلقون کے پناہ راستہ پکڑا تمام متعلقین اور پرانے نوکرون نے برسون کا تعلق توڑا رعیت پراگندہ و متفرق ہوئی غرض اُسنے اس نازک وقت مین یہی مصلحت دیکھی کہ امان طلب کرے اُسنے اپنے دو معتمد جنمین سے ایک اُسکا خالو تھا جسکا نام سروپ کرن یا سجھ کرن تھا اور دوسرے کا نام ہرداس بھالہ ہے سلطان خرم کے پاس اظہار اطاعت و فرمان پذیری کے لیے بھیجے اور عرض کرایا کہ شاہزادہ اگر رانا کا قصور بادشاہ سے معاف کرادے اور نشان بادشاہ کے پنجے کا اُسکے لیے منگادے جس سے اُسکے دلکو اطمینان حاصل ہوجاے تو شاہزادے کی خدمت مین خود حاضر ہو اور اپنے دو بیعد کرن کو بادشاہ کے حضور مین بھیجدے چونکہ خود رانا بوڑھا ہے اسلئے بذات خود بادشاہ کی خدمت مین حاضری سے معافی چاہتا ہے شاہزادے نے رانا کے دونون سفیر و فکوح اپنے دیوان ملا شکر اللہ اور میر سامان سندر داس کے بادشاہ کے حضور مین بھیجدیا اور تمام حال لکھکر بھیجا بادشاہ کا قول ہے کہ چونکہ ہمارے اسلاف کا ہمیشہ سے پیشیوہ رہا ہے کہ پرانے زمیندار اور راجون کے خاندانون کا بالکل استیصال نہو جاے اُنکے رانا کی تقصیرات کو معاف کرکے فرمان عنایت آمیز جس سے رانا کی دلجمعی ہوجاے اور اپنے بیٹے کا نشان روانہ کردیا اور شاہزادے کو ہدایت کردی کہ ملا شکر اللہ اور سندر داس کو بھی رانا کے سفیرونکے ساتھ رانا کے پاس بھیجدے تاکہ اُسکو مزید اطمینان حاصل ہوجاے جہانگیر نے اپنے تزک مین اسیطرح لکھا ہے ۔

اور ایک روایت یہ ہے کہ رانا نے اول ایک مکتوب راے رایان سندر داس کو جو جہانگیر کے حکم سے شاہزادہ خرم کے ساتھ تھا لکھا اگرچہ جہانگیر کے خود نوشتہ حالات کے سامنے اسکی ضرورت نہ تھی مگر تفنناً لکھدینے مین کوئی

حرج بھی نہین، جس سے سابقہ معرفت رکھتا تھا اور امان طلب کی اور تمام اوامر و نواہی بادشاہی کے ماننے کو منظور کیا اور اپنے جانشین بیٹے کرن کو سلطان خرم کی خدمت مین بھیجنے کا وعدہ کیا راے رایان نے یہ حال سلطان خرم سے عرض کیا سلطان خرم کی یہ پہلی مہم تھی وہ اسکو ناتمام نہین چھوڑنا چاہتا تھا اور رانا کو متاصل کرنا چاہتا تھا اسلیے رانا کے قرستادے کو بے نیل مرام واپس کیا جب رانا کو مایوسی ہوئی تو اسنے جہانگیر کا دامن پکڑا اور مہابت خان کا توسل ڈھونڈا مہابت خان کے کہنے سے جہانگیر نے رانا کی درخواست کو قبول کیا اور سلطان خرم کو اپنے دستخط خاص سے لکھا کہ آن گرامی فرزند سعادت یار رضا جوے اقبال مند باید کہ خرسندی و خوشنودی خاطر ارجمند مارا در ضمن قبول این معنے شمردہ دیدہ دانستہ از استیصال رانا درگذرد و یک پارہ دیار و صدود ولایتی او نشمردہ دقایق متعسات او را بدرجۂ اجابت رساند چنانچہ بحضور رسیدن فرمان قضا نفاذ جہان بخشی او شمودہ لایمتش را بدستور معہود برقرار دارد و پسر صاحب تمکنہ او را در کاب ظفر انتساب گرفتہ متوجہ درگاہ والا شود فقط

اس فرمان جہانگیری کے موافق سلطان خرم نے رانا کی عرض کو قبول کیا رانا نے اپنے خالو سبحہ کرن (سرو پ کرن) اور اپنے معتمد خاص ناہر داس دہری داس بھالہ کو درگاہ والا مین روانہ کیا اور وہ راے رایان کی معرفت سلطان خرم سے ملے جسنے کہا کہ مین رانا کو ان شرائط سے پناہ دیتا ہون کہ رانا خود مجھ سے ملے اور اپنے جانشین بیٹے کرن کو بادشاہ کی خدمت مین بھیجے اور جب وہ بادشاہ کے پاس سے ہو کر اپنے وطن مین آوے تو اسکا بیٹا ایک ہزار سوار کے ساتھ مرکب والا کی ملازمت کرے یہ دقیقہ علمدہ بیان درست ہوا مولوی ذکاء اللہ نے تاریخ ہندوستان مین تحریر کیا ہے کہ وہ ظفر الی علم جو آٹھ سو برس پہلے گہلوت راجپوتون کے سر پر آزادانہ بلند ہوتا تھا اب دو شاہزادۂ خرم کے آگے پست ہوا۔ جہانگیر اپنے تزک مین کہتا ہے۔

جبکہ رانا کو بخوبی اطمینان حاصل ہو گیا تو وہ مع اپنے بیٹوں کے سوائے ولیعہد کے روز شنبہ ۲۶ ماہ بہمن کو آداب اور تورے کے ساتھ جیسا کہ جانکرون کا دستور ہے شاہزادے کی خدمت مین حاضر ہوا ایک بڑا لعل شاہزادے کی نذر کیا اور سات عمدہ ہاتھی جواہر گرفتاری سے سجے ہوئے تھے اور اچھے تھے اور نوگھوڑے اور جڑاؤ متھیار بھی پیش کیے جسوقت رانا نے خرم کے پاؤن پکڑ کر عذر تقصیرات کرنا چاہا تو شاہزادے نے رانا کا سر اٹھا کر گلے سے لگا لیا اور نہایت عطوفت کے ساتھ باتین کین جس سے اسکو تسلی ہو گئی اور خلعت اور شمشیر مرصع اور گھوڑا با زین مرصع اور فیل خاصہ اسلان نقرئی بخشا۔ بلکہ اپنا ملبوس خاص بھی دیا جسمین کی پگڑی اب تک اودیپور کے گلاب باغ کے میوزیم مین رکھی ہوئی ہے رانا کے ساتھ اسکے تین بیٹے بھیم۔ سورج مل اور بالھا اور دو بھائی سہسہ اور کلیان بھی حاضر ہوئے تھے رانا مرد سنجیدہ معقول متین اور کم سخن تھا عمر اسکی تخمیناً پچاسی سال کی ہوگی بیٹے جوان تھے خصوصاً بھیم قوی ہیکل اور شجاع تھا رانا کے دونون بھائیون اور تینون بیٹون اور پانچ بڑے سردارونکو بھی اسپ و خلعت اور خنجر مرصع اور دوسرے چالیس سردارونکو اسپ و خلعت اور پچاس کو صرف خلعت دئے گئے تھے شاہزادے نے رانا کو بیٹھنے کا حکم دیا۔ دہنے بازو گجرات کے صوبہ دار عبداللہ خان اور اسکے بعد جودھپور کے راجہ سورج سنگھ کو نشست ملی اور شاہزادے کے بائین طرف

رانا امر سنگھ اور اُسکے بعد دوسرے سرداروں کو بیٹھنے کی اجازت ہوئی۔ رانا شاہزادے کے سلام و آداب کو گوگند سے کے مقام پر حاضر ہوا تھا شاہ جہان نامے مین محمد امین نے لکھا ہے کہ اس لعل کا وزن ساڑھے سات مثقال کا تھا اور رنگ بھی عمدہ تھا اور کسی قسم کا عیب نہ تھا اُس زمانے مین وزن اور بے عیبی اور خوش رنگی مین مشہور تھا مثقال کا متعارف وزن ساڑھے چار ماشہ ہے اس حساب سے پونے تین تولہ اور پون ماشہ بھر ہوا) جہانگیر اپنے تزک مین کہتا ہے کہ جوہری اس لعل کی قیمت ساٹھ ہزار روپے کوتے تھے جسقدر تعریف اس لعل کی سنی جاتی تھی ویسا درحقیقت نہ تھا وزن اسکا آٹھ ٹانک کا تھا ٹانک بعض کے نزدیک مثقال کا ہموزن ہے اور بعض کے نزدیک ۴ ماشہ ہے) سابقاً راو مالدیو راٹھوڑ والی جودھپور کے پاس یہ لعل تھا مالدیو کے بعد اُسکے بیٹے چندرسین کے قبضے مین آیا اُسنے اپنی پریشانی اور ناکامی کے زمانے مین رانا اودے سنگھ کے ہاتھ فروخت کردیا اودے سنگھ کے بعد رانا پرتاپ کے ہاتھ مین آیا اور پرتاپ سے امر سنگھ کو پہونچا امر سنگھ کے پاس اس سے بڑھکر کوئی چیز نہ تھی اسلئے سلطان خرم کی ملازمت کے وقت یہی نذر کیا بادشاہ نے اس لعل مین یہ عبارت نقش کرادی یہ سلطان خرم درحین ملازمت رانا امر سنگھ پیش کش نمود بندگان حضور پرنور نواب سید حامد علی خانصاحب بہادر والی داالسرور رامپور ملک روہیلکھنڈ مجھسے فرماتے تھے کہ مہاراجہ مادھو سنگھ دوم اُنسے کہتے تھے کہ یہ لعل ہمارے خزانے مین موجود ہے بادشاہ نے ہمارے ایک بزرگ کو بخشدیا تھا یہ جے پور کے مہاراجہ صاحب رامپور اگر نواب صاحب بہادر کے مہمان رہے تھے ہندوستان کے راجون اور زمیندارونکا دستور تھا کہ اپنے ولیعہد کو اپنے ساتھ بادشاہ کے حضور مین نہین لے جایا کرتے تھے اسلیے امر سنگھ کا ولیعہد کرن بھی شاہزادے کے پاس امر سنگھ کے ساتھ نہ آیا۔ شاہزادے سے رخصت ہوکر رانا چلا گیا شاہجہان نامے بن محمد امین کہتا ہے کہ رانا کے ملک و دولت کو شاہی لشکر نے اتنا تباہ کیا تھا کہ اُسکے ولیعہد کرن کے سامان روانگی کی تیاری کے لیے روپیہ نہ تھا راج مین نہایت عسرت پیدا ہوگئی تھی سرانجام سامان سفر کے لیے شاہزادے نے پچاس ہزار روپے بخشے جب تہیہ اسباب ہوا چونکہ شاہزادے کی روانگی اسی دن مقرر تھی اسلیے بعجلت تمام کنور کرن شاہزادے کے پاس حاضر ہوگیا۔ شاہزادے نے اسکو بھی خلعت فاخرہ اور شمشیر اور خنجر مرصع اور طلائی زین کے ساتھ گھوڑا اور فیل خاصہ عنایت فرمایا اور اُسکو ہمراہ لیکر بادشاہ کے حضور مین چلا گیا ۲۰ محرم ۱۰۲۷ ہجری کو اجمیر مین بادشاہی لشکر مین داخل ہوگیا۔ شاہزادے نے بادشاہ کو سلام و آداب کرنے کے بعد عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو کرن کو سعادت سجدہ اور کورنش کے لیے حاضر کیا جاے حکم ہوگیا بخشیون نے اسکو آداب موروثہ کے ساتھ حاضر کیا کورنش کے بعد کرن نے سجدہ کیا (دیکھو تزک جہانگیری) اور سلطان خرم کی سفارش سے بادشاہ نے کرن کو سیدھی طرف کی صف مین سب سے اول کھڑا ہونے کا حکم دیا بادشاہ کہتا ہے کہ چون بدست آور دن دل کرن کہ وحشی طبیعت و مجلس نادیدہ در کوہستان سبز بود بود ضرور پود بنا بر آن ہر روز مرحمتے تازہ مے نمودم چنانچہ دوسرے دن کی حاضری کے بعد خنجر مرصع مرحمت ہوا اور تیسرے دن اسپ خاصہ عراقی مع زین مرصع اُسکو بخشا اور محل شاہی کی ڈیوڑھی پر بھی کرن نے اُس دن حاضر ہوکر نور جہان بیگم کی طرف سے خلعت فاخرہ اور شمشیر مرصع اور گھوڑا اور فیل خاصہ پایا۔ بادشاہ نے ایک

مالا سے مروارید کرن کو بخشی اور بادشاہ کو یہ منظور ہوا کہ ہر قسم کی چیز اسکو دیجاے اسلیے ایک دن تین باز اور تین جرے بخشے اور ایک شمشیر خاص اور ایک بکتر اور ایک جوشن خاص اور دو انگوٹھیان دین ان مین سے ایک انگوٹھی پر لعل جڑا ہوا تھا اور دوسری پر زمرد - پھر ایک دن حکم دیا کہ ہر قسم کا کپڑا اور قالین اور تکیہ اور ہر قسم کا عطر اور سونے کے ظروف سوخوانون مین رکھکر احدیون کے ہاتھون اور کرون پر رکھوا کر ایوان خاص و عام مین لاکر مع دو گجراتی ہاتھیون کے کرن کو بخشے گئے - آٹھوین صفر ۱۰۲۶ھ ہجری کو کرن کو پنجہزاری منصب ذات و سوار کا عطا ہوا اور ایک چھتری جسکی تسبیح مروارید و زمرد جسکے درمیان لعل تھا جسے ہندی مین سمرن کہتے ہین کرن کو بخشی - ایکبار شکار رہین کرن سے بادشاہ نے فرمایا کہ اس شیرنی کے توہمان کسے حملہ گولی لگا دون کرن نے احسان عرض کیا کہ مجھکو ایک بندوق خاصہ مرحمت ہو چنانچہ اپنی خاص تفنگ رومی اسکو بخشدی پھر ایک دن بیس گھوڑے اور قبلے پرنرم خاص اور بارہ ہرن اور دس سیتے کرن کو دیے ایک دن چالیس گھوڑے اور ایک دن اکتالیس گھوڑے اور ایک دن اکیس گھوڑے بخشے تین دن مین ایک سو سے زیادہ گھوڑے اسے مرحمت ہوے اور قلعہ جلوس کو اپنے وطن کی طرف رخصت کیا گیا اُسوقت اُسکو خاصے کا گھوڑا اور ہاتھی اور خلعت اور موتیو نکی کنٹھی جسکی قیمت پچاس ہزار روپیہ تھی اور خنجر مرصع جسکی لاگت مین دو ہزار روپے آئے تھے اسکو بخشے گئے غرض کہ کرن کی ملازمت سے واپسی تک جو چار مہینہ بعد عمل مین آئی تمام بادشاہی انعام دو لاکھ روپے نقد اور سو سے زیادہ گھوڑے اور پانچ ہاتھی تھا اور خرم نے جو کئی بار اُسکو دیا وہ علحدہ ہے اسی سال کرن کا بیٹا جگت سنگھ حاضر دربار ہوا اور نوازش شاہانہ سے مالا مال ہوکر اپنے آمایق ہر داس جھالا کے ساتھ وطن کو واپس گیا رخصت کے وقت بادشاہ نے خلعت کے ساتھ بیس ہزار روپیہ نقد ایک گھوڑا ایک ہاتھی بیش قیمت شال جگت سنگھ کو اور پانچہزار روپیہ نقد ایک گھوڑا اور خلعت ہر داس جھالا کو مرحمت کیا ۱۱ سنہ جلوس مین کنور کرن پھر حاضر دربار ہوا اور چند روز بعد خلعت انعام و اکرام سے مفتخر ہوکر واپس چلا گیا امراے ہنود مین لکھا ہے کہ ۱۱ سنہ جلوس مین جہانگیر نے رانا امر سنگھ اور کرن کی صورت کے سنگ مرمر کے بت تیار کراکر قلعہ آگرہ مین جھروکہ درشن کے نیچے باغین باغ مین نصب کرائے تھے ان بتون کا قلعے مین کوئی نشان بھی نہین پایا جاتا -

۱۳ سنہ جلوس مین جب جہانگیر گجرات سے واپس آرہا تھا تو رانا امر سنگھ اور کرن دونون ملازمت مین حاضر ہوے اس مہم کے بعد رانا سے اودیپور اور سلطنت دہلی مین پھر کوئی مخالفت کا واقعہ ظہور مین نہ آیا رانا امر سنگھ بات کا پورا تھا پھر اُسنے فرمانبرداری کے دائرے سے قدم باہر نہ رکھا بلکہ جب خرم کی ملازمت مین حاضر ہوا تھا اور عقوقصور کی انتہا کی تھی تو اپنے بیٹے بھیم کو شاہزادے کی مصاحبت مین داخل کو دیا تھا بھیم نے شرافت اطوار اور اعتبار کے جوہر سے منتخب ہوکر شاہزادے کے مزاج مین ایسا دخل پیدا کیا کہ اسکی سرکار کی بہت سی خدمتین اُسکے سپرد ہوگئین زمینداران گجرات کی تنبیہ اور مہمات دکن اور گونڈوانہ وغیرہ مین اُس سے کارہاے نمایان ظہور مین آئے - جب ولایت دکن مین سرداروں کی تجویزون اور صاحب صوبہ کی حیلہ دری سے کچھ نظم و نسق نہ ہوا تو بادشاہ نے اس مہم پر بھی

سلطان خرم کو بھیجا وہ سلخ شوال ۱۰۲۵ھ ہجری کو دکن کو روانہ ہوا جب اُسکا لشکر رانا کی سرحد مین آیا تو امر سنگھ اُسکی ملازمت وسلام کو آیا اور بعد رسم نذر وخلعت وہ اپنے وطن کو رخصت کر دیا گیا اور اپنے پوتے جگت سنگھ کو ہزار سوار وسکے ساتھ شاہزادہ خرم کی ہمراہی کے لیے بھیجا۔

صلح کے بعد امر سنگھ پانچ برس زندہ رہا۔ اُسکے انتقال پر بادشاہی طرف سے کنور کرن سنگھ کے نام خلعت اور فرمان اور ہاتھی اور گھوڑا وصول ہوا اور اُسکے چھوٹے بھائی بھیم اور بھتیجے جگت سنگھ کو جو بار شاہی دربار مین حاضر تھے خلعت تعزیت عنایت کئے گئے سبل سنگھ رانا امر سنگھ کا پوتا اول شاہزادہ دارا شکوہ کی سرکار مین ملازم تھا ۲۳ جلوس مین ملازمان شاہجہانی مین منسلک ہوکر منصب دوہزاری ذات ہزار سوار پر مفتخر ہوا اور ۲۵ جلوس مین پانصدی کا اضافہ ہوکر علم مرحمت ہوا اور مہم قندہار مین تعینات ہوا ۲۷ جلوس مین دارا شکوہ کے ساتھ دوبارہ مہم قندہار پر روانہ ہوا عالمگیر کے عہد مین کھجوہ کی لڑائی مین شریک تھا اسکے بعد خان خانان میر جملہ کے ہمراہ آسام مین متعین ہوا۔

۵۷۔ رانا کرن سنگھ دوم

سمت ۱۶۷۶ مطابق ۱۶۲۰ء مین اپنے باپ کے بعد مسند پر بیٹھا اسکے وقت مین ہر طرح امن رہا کیونکہ جہانگیر سے تو صلح ہوجانے کے سبب کسی بادشاہی فوج کی چڑھائی کا خطرہ نہ تھا اور ملکی سرکش اگلی لڑائیون سے کمزور ہوچکے تھے۔ رانا نے بے فکری سے اودیپور کی شہر پناہ اور رہنے کو نئے محل تیار کرائے پچھولا تالاب کے بڑے بند دپال کی مرمت کرائی یہ سب چیزین ابتک موجود ہین۔

جہانگیر کے آخر عہد مین جبکہ شاہزادہ شاہجہان باغی ہوکر ہر طرف بھاگا پھرتا تھا دیسی لوگ کچھ عرصے تک اُسکا یہان چھپکر رہنا بیان کرتے ہین لیکن کسی فارسی تاریخ مین یہ ذکر نہین ملا۔

البتہ اتنا ملتا ہے کہ جب شاہجہان باپ سے باغی ہوکر لڑتا بھڑتا پھرتا تھا تو اُسکے ساتھ کرن سنگھ کا بھائی بھیم بھی تھا شاہجہان بادشاہی سپاہ سے دبتا ہوا آلہ آباد کیطرف متوجہ ہوا اور آخر اودی بہشت مین چلنے مین داخل ہوا اور وہان سے جونپور اور آلہ آباد کے قصد سے کوچ کیا جب وہ جونپور مین آیا تو یہان اُسکو مخبرون نے خبر دی کہ ایک فوج جرار شاہی بسرکردگی سلطان پرویز اس جانب کے لئے نامزد ہوئی ہے جب افواج شاہی قریب آگئی تو شکالے کے تمام زمیندار مع توپ و تفنگ فرار ہوئے شاہجہان کے لشکر کے بہادر خاصہ کر بھیم سے کہ مصاف خالی چھوڑنے پر راضی نہ ہوے اور رزم کا ارادہ مصمم کیا دونون طرف سے تیر و تفنگ کے پیغام آنے جانے لگے بہت دیر تک مقاتلہ و مجادلہ ہوتا رہا فرط تہور سے عرصۂ مصاف کے خانہ جات کو دارا لبقاء حیات جانکر بھیم اپنے چند راجپوتونکے ساتھ بادشاہی لشکر کو چیرتا پھاڑتا مارتا دھاڑتا سلطان پرویز کے سامنے پہونچ گیا اور ستائیس زخم کھاکر جان دیدی تاریخ چغتائی مین سید محمد شفیع تخلص بہوار دھرانی نے لکھا ہے کہ شاہجہان دکن مین ملک عنبر کی حراست مین تھا۔ جسوقت جہانگیر کے مرنے کی خبر ملی شاہجہان نے اپنے آپکو بیمار بناکر موت کی خبر اوڑا دی لاش قلعے سے باہر آئی تو اٹھ بیٹھا اور جب ۱۰۳۶ھ ہجری مطابق ۱۶۲۶ء مین گجرات کی طرف سے دارالخلافہ آگرے کے

ارادے سے رانا کے ملک مین آیا تو رانا کرن نے ازروے اخلاص وعقیدت استقبال کیا اور مہ جادی الاولے کو مقام گکندہ مین ملازمت کی جہانگیر نے پہلے اسکے باپ رانا امر سنگھ نے ملازمت کی تھی بادشاہ نے رانا کو پنجہزاری ذات اور پنجہزار سوار کا منصب دیا اور اسکے ملک کو بحال رکھا جگت سنگھ باپ کے ساتھ تھا بادشاہ نے حکم دیا کہ ایک ہزار سوار کے ساتھ دکن مین خدمت بجالائے اور بادشاہ مانڈل ہوتا ہوا اجمیر کیطرف چلا گیا۔

رانا کرن سنگھ امن وآرام سے آٹھ برس راج کرکے فوت ہوا۔ وہ بہادر نیک طبیعت اور ماتحتون کو خوش رکھنے والا رئیس تھا۔

۵۸۔ رانا جگت سنگھ اول

سمبت ۱۶۸۴ مطابق ۱۶۲۷ء مین گدی پر بیٹھا اسکے لیے بادشاہی طرف سے ٹیکہ کا سامان اور خلعت راجہ بیربر اُن بڑگوجر لایا اور بادشاہ نے رانا کو منصب پنجہزاری ذات پنجہزار سوار سے سرفراز کیا رانا نے سنہ جلوس شاہجہانی مین کلیان جھالا کے ساتھ پیش کش ارسال کیا بادشاہ نے خلعت فاخرہ اور اسپ و فیل مع ساز وسامان کے ارسال کیا سنہ ۹ جلوس مین پھر پیش کش ارسال کیا اور خلعت وشمشیر وسرپیچ مرصع دربار سے روانہ کیا گیا سنہ ۱۷ اور ۱۸ جلوس شاہجہانی مین راج کنور رانا کا بیٹا پیش کش لیکر حاضر دربار ہوا اور انعام واکرام سے سرفراز ہوا۔ اسوقت امن کے سبب ملک نے زیادہ خوشحالی پیدا کی ریاست کے پرانے مقامات درست کیے گئے اور کچھ نئے تیار ہوئے پچھولا تالاب کے اندر جو شہر اودیپور کے تمام مغربی طرف پھیلا ہوا ہے سب سے بڑی ٹیکری پر جگ مندر نام محل بنوایا جو کرم موسم مین عمدہ سمجھا جاتا ہے۔ سمبت ۱۷۰۵ مطابق ۱۶۴۹ء مین رانا یاترا گیا جاتے وقت نربدا کی طرف شاہی آدمیون سے کچھ تکرار ہوگئی۔ شاہجہان ۱۰۶۱ھ ہجری مین جب اجمیر جاتا تھا تو اُسنے سنا کہ جہانگیر کے زمانے مین جو رانا کو منع کیا گیا تھا کہ نہ وہ اور نہ اُسکی اولاد قلعہ چیتوڑ کی شکست ورخیت کی مرمت کرسکین ان دنون مین رانا جگت سنگھ نے جرات کرکے جہانگیر کے قول پر لحاظ نہین کیا۔ ابدال بیگ کو حکم ہوا کہ وہ قلعہ کو دیکھ کر آئے اُسنے جاکر دیکھا اور آکر عرض کیا کہ غرب کی طرف کے جو ساتون دروازے تھے کرپایان قلعہ سے مرتبہ بمرتبہ بنائے گئے تھے اور وہ مرور ایام کے سبب سے بوسیدہ ہوگئے تھے اور جابجا سے ریختہ انمین سے بعض کو رانا نے نہایت مضبوطی کے ساتھ بنایا ہے اور بعض کی مرمت کی ہے اور بعض مقام مین کہ جہان سے برآمد ہونا مشکل تھا ایک مضبوط دیوار کوہ کی بلندی پر بفاصلہ کرکے آٹھ گز سے ۱۲ گز تک اونچی اور ساڑھے تین گز کے عرض کی بنائی ہے اور ایک برج دبالا برج جو اکبر کے عہد مین مسمار ہوا تھا نہایت مضبوط جسکا قطر ۲۰ گز اور ارتفاع تین گز چھ بنایا ہے بادشاہ نے حکم دیا کہ سعد اللہ خان تیس ہزار سپاہ ساتھ لیکر وہان جاے اور قلعہ کو منہدم کرے اور اگر رانا خواب غفلت سے بیدار اور مستی سے ہوشیار نہ ہو اور اطاعت نہ کرے تو اُسکے ملک کو غارت کرے جب لشکر شاہی معین ہوا تو رعایاے ملک فرار ہونے لگی اودیپور کا قریہ حال ہوا کہ کوئی مہاجن اور دوکاندار باقی نہ رہا سب اپنا اپنا مال وسامان لیکر پہاڑون مین گھس گئے رانا نے بھی اپنے اہل وعیال اور ریاست کے

سامان کو پہاڑ مین بھیجدیا اور ملک مین تزلزل اور تفرق پڑگیا شہر مین صرف رانا کے سپاہی رہ گئے اور رانا نے خوف وہراس سے تملق وچاپلوسی کرکے داراشکوہ کے پاس اپنے وکیلوں کی معرفت پیغام بھیجے اور شاہزادے کی سفارش سے بادشاہ نے حکم دیا کہ رانا اگر اپنے صاحب ٹیکہ بیٹے (دیبھد) کو درگاہ والا مین بھیجدے اور آئین پیش کش کے موافق ہزار سوار اپنے کسی رشتہ دار کی ماتحتی مین دکن مین حاضر رکھے تو اُسکا قصور معاف ہوجائیگا اور نہین تو لشکر اُسکی سرزمین مین جاکر تمام راجپوتونکے خان ومان برباد کرے گا۔ رانا کے پاس چندربھان قوم برہمن اور کئی معزز راجپوت سردار بھیجے گئے (شیخ اول) شیخ عبدالکریم کے ساتھ جسکے اہتمام سے اگرے کا قلعہ تعمیر ہوا تھا متعین تھا پھر علامی افضل خان وزیراعظم شاہجہان کی سرکار مین دیوان مقرر ہوا افضل خان کے مرنے کے بعد داراشکوہ نے اپنے پاس لیا علامہ عبداللہ خان کے انتقال کے بعد شاہجہان نے خطاب رائے سے مفتخر کرکے دفتر شاہی کا میر منشی مقرر کیا۔ ۱۰۶۸ھ ہجری مین وفات پائی ہے برہمن تخلص کرتا تھا یہ شعر اُسی کا ہے۔

مراولے ست بکفر آشنا کہ چندین بار ۔۔۔ بکعبہ رفتم وبازش برہمن آوردم

ولہ

ببین کرامت میخانۂ مرا اے شیخ ۔۔۔ کہ چون خراب شود خانۂ خدا گردد

چندربھان کے منشآت مین اسکے متعلق ہم عرضداشتین نظر سے گذری ہین۔

پہلی عرضداشت مین لکھتا ہے کہ غلام حضور (بادشاہ) سے مرخص ہوکر دوشنبہ ۲۱ ذیحجہ ۲۷ جلوس کو اودیپور پہونچا رانا نے اُس جگہ تک جو استقبال کے لیے مقرر ہے پیشوائی کی اور فرمان والا اور سرپیچ مرصع سے مشرف ہوا اور مجھ سے گلے ملا اور تواضع کے ساتھ پیش آیا اور راستے بھر بات کرتا اپنے محلات تک لے گیا وہانسے رخصت کردیا دوسرے روز خلوت مین بلاکر اپنے معتمد آدمیون کے سامنے احکام تعبیلی کا مضمون معلوم کرنا چاہا اور کہا کہ میرے جرائم اور تقصیرات کو بتانا چاہئے۔ بندے سے جو کچھ حضور نے زبانی ارشاد فرمایا تھا وہ بے کم وکاست اول سے آخر تک اُس سے کہدیا اور سمجھایا کہ اسوقت کلمات ہوش افزا دل جمعی کے ساتھ حواس ظاہر وباطن درست کرکے سن لو اور اپنی تقصیرات کو ذہن نشین کرلو (۱) بڑا قصور قلعہ چتوڑ کی مرمت کرنا ہے جبکہ بادشاہ آفاق نے اُسکو بزور شمشیر فتح کرکے بالکل خراب ومسمار کردیا تھا اور پہلے دن یہ شرط قرار پائی تھی کہ اب اُس قلعہ مین کوئی مکان نہ بنایا جاے جو حالت اسوقت ہے وہ بحال رہے کام بالکل بند رہے اور کسی قسم کا تصرف اُسمین نہ ہو اُس حکم کا تم نے پاس ولحاظ نہ رکھا اُس عہد مؤکد کو بھول گئے چشم بصیرت کو بند کرکے اور اس کام کی قباحت پر نظر نہ کرکے قلعہ کے بنانے اور اُس مین مکانات کے تیار کرنے مین مصروف ہوگئے تم اپنے باپ کی زندگی سے اس کام کے مشورے مین شریک تھے اور باپ کے بعد بھی قلعہ کی تیاری مین مصروف رہے اس سے زیادہ کونسی تقصیر ہوسکتی ہے کہ خلاف حکم وعہد کے کام کرنا۔

(۲) جس زمانے مین بادشاہ دارالسلطنت اکبرآباد (آگرہ) سے ایک بہم کی وجہ سے دور ودراز مقام پر

گئے ہوئے تھے تم اودیپور سے پیادہ وسوار کی بھاری جمعیت لیکر بادشاہی ملک مین چلے گئے اور اُسکا نام بادشاہ اور اُسکا نشان رکھا اسکو کس بات پر حمل کرنا چاہئے بادشاہونکے نزدیک ملکی معاملات مین یہ بڑا قصور ہے۔

(۳) سب پر یہ بات ظاہر ہے کہ بادشاہت ہندوستان ہفت اقلیم کے آدمیون کا مرجع ہے آج عراق۔ خراسان۔ ماوراالنہر۔ بلخ۔ بدخشان۔ روم شام اور کاشغر وغیرہ کے امرا اور عالی رتبہ آدمی اس درگاہ مین کمر بستہ حاضر رہتے ہین دنیا داران دکن کی کیا حقیقت ہے جو رعایا ہین ہر ماہ و سال مین طبقہ طبقہ ہر قسم کے آدمی ہر طرف سے درگاہ معلے مین آتے ہین اور مناصب و مراتب پر سرفراز ہوتے ہین جسکو کہین بھی جگہ نہین ملتی وہ یہان آکر مرتبے کو پہونچ جاتا ہے جو کوئی یہان سے وابستہ ہوجاتا ہے پھر اُسکا جی کسی دوسری جگہ جانے کو نہین چاہتا اور اگر کسی جانے کی ضرورت پیش آتی ہے تو بادشاہ سے اجازت حاصل کرکے دوسری جگہ جاتا ہے بغیر اسکے نہین جا سکتا جو کوئی اپنی بدنصیبی کی وجہ سے اس سرکار والا سے جلا جاے یہ مناسب نہین کہ دوسرے اُسکو رکھین۔ پس جو لوگ بادشاہ کی بندگی اختیار کرکے منصب و جاگیر پر سرفراز ہوئے ہین اور بادشاہی بندون مین داخل ہو جاتے ہین اُنمین سے بعض کے ذمے سرکار والا کا مطالبہ باقی ہوتا ہے اسلیے حضور سے اجازت حاصل کئے بغیر اپنی جہالت سے چلے جاتے ہین ایسے لوگون کو تم نے اور تمھارے باپ نے رکھ رکھ لیا اور اپنے یہان کا مدار علیہ بنا لیا اور اس الزام کی جوابدہی سے نہ ڈرے یہ کیسی قصور کی بات ہے۔

(۴) مہم قندھار کا معاملہ جب واقع ہوا تو تم نے اُسوقت اپنی جماعت شرکت کو بھیجی جسکا عدم وجود برابر تھا۔

(۵) دکن مین جو تمھاری طرف سے ہزار سوار بادشاہی سپاہ کی امداد کے لیے رکھنے کا دستور مقرر ہے تم نے وہان بہت تھوڑے سوار بھیجے یہ کیسی تمھاری اخلاص مندی ہے کہ ضرورت کے وقت کوتاہی خدمت مین کی۔ اس سے زیادہ قصور کونسا ہوگا۔

چونکہ یہ قصورات تم سے سرزد ہوے اور اسوقت بادشاہ کو کسی طرف کی فکر دامنگیر نتھی اسلئے تمھاری تنبیہ و تادیب کے ارادے اور ان جرائم کی پاداش کے قصد سے لشکر کثیر جمع کرکے اجمیر کو تشریف لائے اور زبردست لشکر کو جودھپور کی طرف متعین کیا بادشاہ نے یہ ارادہ کرلیا ہے کہ یا رانا اگر تمھاری ملازمت سے شرف اندوز ہو یا اُسکو قرار واقعی سبق دیا جاے۔ جو کچھ اُسکو تکلیف پہونچے گی یہ اُسکے اعمال کا بدلہ ہوگا اس عرصہ مین تمھارے آدمی پہونچے اور تمھاری جانب سے عفو تقصیرات کی درخواست کی اسلیے بادشاہ نے اپنی رحمدلی سے یہ خیال کیا کہ تمھارے پرانے خاندان کا استیصال نہ کیا جاے صرف فوج جاکر قلعہ کی تعمیرات کو برباد کردے اور یہ اُس صورت مین ظہور پذیر ہوگا کہ تم خود اجمیر جاکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوکر معافی چاہو۔ اور جسقدر جمعیت تمھاری طرف سے دکن مین رکھنے کی قرارداد ہے وہ اپنے بھائی کے ساتھ بھیجو صرف کاغذی جمعیت سے کام نہین چلے گا واقع مین جمعیت مقررہ کا موجود ہونا چاہیئے اور پکا وعدہ کرو کہ پھر کبھی کوئی امر خلاف حکم بادشاہ کے تم سے سرزد نہ ہوگا۔ اور پرگنات ضلع اجمیر کے عنایت کرنیکے بابت

بادشاہ کی جیسی مرضی ہوگی عمل مین آئیگا۔

چندربھان لکھتا ہے کہ مین نے اچھی طرح رانا کے گوش گذار کردیا کہ تمرد اور مخالفت کا انجام تمھارے حق مین اچھا نہ ہوگا اور اپنے کئے کی پوری پوری بادائش بھگت کر دام الحیات پریشان رہوگے رانا جس کے کان کبھی ایسی تلخ درشت باتون سے آشنا نہ ہوے تھے گھبرا گیا اور اُسکے چھکے چھوٹ گئے ہوش وحواس درست ہوگئے اور بہت شرمندہ ہوا سمجھ گیا کہ یہ مجھ سے بڑی تقصیرات ظہور مین آئی ہین جب اسکو اپنے قصور و نکا یقین ہوگیا تو نادم تھا معافی چاہکر کہنے لگا کہ اگرچہ اکثران تقصیرات مین سے میرے باپ سے ظہور مین آئی ہین مگر مین سب کو اپنے اوپر لیتا ہون اور عفو کا امیدوار ہون اسکے بعد کوئی قصور مجھ سے سرزد نہ ہوگا المینان رکھئے اپنے اسلاف سے بھی زیادہ بادشاہ کی بندگی کے راستے مین ثابت قدم رہونگا جسقدر رانا کے مشیر شریک مصلحت تھے وہ بھی مان گئے کچھ چون وچرا نکی۔ دوسرے دن رانا نے چندربھان کو اپنے پاس بلاکر خلوت مین مشورہ کیا کہ اپنے پسر صاحب بیکہ (ولیعہد) کو تمھارے ساتھ بادشاہ کی ملازمت کیلیے بھیج دونگا لیکن تامل یہ ہے کہ شہر کے اور علاقے کے رہنے والے افواج شاہی کی آمد سے ڈر گئے ہین جبکہ لشکر قلعہ کو منہدم کرکے لوٹ جائیگا تو اُسوقت کنور کو اجمیر بھیجونگا چندربھان نے جواب دیا کہ بیٹے کو بھیجنے مین کسی قسم کا وہم نہ کرنا چاہیئے رانا نے جواب دیا کہ میرا دل مطمئن ہے بیٹے کو بھیجنے کے متعلق کوئی فکر نہین لیکن اس ملک کے رہنے والے وحشی ہین وہ ایسی جزئیات کے سمجھنے سے قاصر ہین اسلیے لشکر چیتوڑ سے واپس ہونے کے بعد بلا توقف روانہ کردونگا۔ رانا اور اُسکے مشیرون نے بہت سے ردوبدل کے بعد ایک عرضی تیار کرکے بلوکے ہاتھ جو سمجھدار آدمی ہے اور اس معاملے سے بخوبی واقف تھا بادشاہ کی خدمت مین بھیجی جسکا مضمون یہ تھا کہ قلعہ چیتوڑ اور بندے کی تمام مملکت سرکار کے ملازمونکی ہے اگر شیخ عبدالکریم دیوان سرکار عالی کو استمالت کے لیئے سرفراز فرمائین تو مین اپنے بیٹے کو اُسکے ہمراہ بھیجدون اور ہزار سوار بدستور سابق دکن مین روانہ کردون۔ رانا اس بات کا منتظر ہوا کہ خبر آے کہ فوج شاہی قلعہ کو توڑ پھوڑ کر واپس چلی گئی رانا نے بیٹے کی روانگی کا سامان سرانجام دینا شروع کردیا۔ چندربھان لکھتا ہے کہ رگھناتھ سنگھ اگرچہ راجپوت آدمی ہے لیکن معاملہ فہمی اور معقولیت سے خالی نہین وہ اپنی جمعیت کے ساتھ حاضر تھا اُسنے بھی رانا کو خلوت وکثرت دونون مین بخوبی سمجھایا اسکے بعد چندربھان نے لکھا ہے کہ یہانکا میوہ فی الحال بڑا کھیرا ہے جسے اس ملک مین کاکڑی بولتے ہین گنا بھی خراب نہین ہوتا رانا کے باغ سے چند انار لائے تھے اگرچہ سیراب تھے لیکن میٹھے نہ تھے دوپہر کے وقت ہوا تھوڑی سی گرم ہوجاتی ہے لیکن رات کو سردی پیدا ہوجاتی ہے۔ اودیپور کے تمام آدمی بھاگ گئے ہین اور سب کی نظرین اس معاملے کی اصلاح کیطرف لگی ہوئی ہین۔

دوسری عرضی مین چندربھان بادشاہ کے فرمان سے جواب مین لکھتا ہے کہ رانا عنایت شاہی کا منتظر تھا فرمان کے مضمون سے مطلع ہوکر اوسنے کنور کی روانگی کے لیے تاکید کردی رانا کو کنور کے بھیجنے مین تامل نہ تھا خوف وہراس کی وجہ سے پریشان تھا اور منتظر تھا کہ لشکر چیتوڑ سے لوٹ جاے تو اپنے کنور کو روانہ کرے اور

اُسنے روانگی کی ساعت سعید نجومیون سے معلوم کرکے ماہ محرم مین شنبہ کی سات گھڑی رات گذرے مقرر کردی وہ کہتا ہے کہ مین نے اپنی سعادت جانکر حکم عالی کی اطاعت کرلی امید ہے کہ میرے ملک و مال کو کچھ نقصان نہ پہونچے گا اور اپنے بزرگون سے زیادہ رعایت پاؤنگا جس سے ہم چشمون مین سربلندی حاصل ہوگی اور میرا بیٹا جلد واپس ہوکر مجھسے ملے گا۔ چندربھان لکھتا ہے کہ مینے رانا کی تسلی کردی۔

تیسری عرضی سے معلوم ہوتا ہے کہ رانا نے اپنے بیٹے کو ۴ محرم کو شنبہ کی سات گھڑی رات گئے اودیپور کے باہر خیمون مین پہونچوا دیا اور سامان کی تیاری تیزی سے ہونے لگی لیکن رانا خود اور اُسکے معتمد بھی کہتے تھے کہ جب تک لشکر شاہی چتوڑ کو خراب کرکے واپس نہ چلا جاے گا اُسوقت تک دل جمعی نہ ہوگی اور رعایا بھی اطمینان حاصل نہ کرے گی۔

فرمان شاہی سعداللہ خان کے نام صادر ہوا کہ رانا نے مراسم بندگی و لوازم فروتنی اختیار کین اور اپنے آدمیونکو بھیجکر عہدنامے کے لیے التماس کی اور امان مانگی تو تم کو چاہئے کہ فقط قلعہ کو خراب کرکے دربار مین چلے آؤ خان مذکور نے فرمان کے موافق عمل کیا۔ قلعہ کی در و دیوار و برج بارہ چودہ روز مین ڈھاکر اور خاک کی برابر کرکے بادشاہ کے پاس چلا آیا۔

چوتھی عرضی مین مندرج ہے کہ جب شیخ عبدالکریم بادشاہ کا فرمان لیکر رانا کے پاس پہونچا اور اُس سے یہ معلوم ہوا کہ لشکر کو واپسی کا حکم دیدیا گیا ہے تو رانا نے جو اسی بات کے انتظار مین تھا اپنے بیٹے کو جو ایک ہفتہ پہلے سے شہر کے باہر خیمون مین مقیم تھا عبدالکریم کے ہمراہ بھیجدیا جسکی عمر چھ سال کی تھی اور یہ سب لوگ یکشنبہ ۱۲ محرم کو اجمیر کی طرف روانہ ہوگئے۔

چندربھان نے اودیپور پہونچکر رانا کو شہر مین مقیم رکھا تھا ورنہ وہ بھی مضطرب الحال ہوکر شہر چھوڑنے والا تھا۔ اور جب رانا کو اطمینان ہوگیا تو بہاڑسے واپسکو بھی بلالیا تھا شاہجہان نامے مین محمد امین نے لکھا ہے کہ رانا جگت سنگھ کا بیٹا صاحب ٹیکہ جسکا نام راج کنور تھا شاہزادہ دارا شکوہ کے توسل سے اجمیر مین آیا اور شاہزادے کے آدمیون کے ساتھ دربار شاہی مین حاضر ہوا اُسنے سلام کے بعد ایک بڑا ہاتھی جسکا نام رام پرشاد تھا اور چاندی کا زیور پہنے تھا اور نو گھوڑے پیش کش مین نذر کئے اور اسکو بادشاہ نے خلعت سرپیچ مرصع اور مالائے مروارید مرحمت کی بادشاہ نے اس پسر خردسال کو اپنے پایہ تخت کے قریب بلایا۔ باپ نے اپتک اُسکا نام نہین رکھا تھا بادشاہ نے خود اُسکا نام سبھاگ سنگھ رکھا اور اُسکو وطن کو رخصت کیا رانا جگت سنگھ نے ہزار سوار بسرداری سکت سنگھ دکن کو روانہ کردیے۔

ان راجپوتون کے طریق دنیاسازی سے سبق لینا چاہئے چھ برس کی عمر کے بچے کا نام رکھتے حالانکہ پیدا ہوتے ہی نجومی طالع پر لحاظ کرکے نام تجویز کردیتا ہے مگر بادشاہ کے خوش کرنے کو یہ بھی ایک فقرہ بنایا۔

اسکے بعد جگت سنگھ سے کوئی جھگڑا نہین ہوا اور وہ ۲۵ برس حکمرانی کے بعد گذر گیا۔

۵۹- رانا راج سنگھ اول

سمبت ۱۷۰۹ مطابق ۱۶۵۳ء مین راج کا مالک ہوا۔ وہ ایک سخت مزاج شخص تھا اُسنے اپنے ایک پروہت اور چارن وغیرہ کو غصے مین مار ڈالا تھا جسکے پراشچت یعنی کفارے مین غیر قوم والونکے مقابل لڑکر مارا جانا عمدہ سمجھا گیا تھا شاہجہان کے عہد مین تو کوئی جھگڑا پیش نہ آیا۔ بلکہ شاہجہان نے اُسکو منصب پنجہزاری ذات پنجہزار سوار سے سرفراز کیا۔ عالمگیر کے عہد ۱۰ جلوس مین اُسکے لیے خلعت وجمدھر مرصع ارسال ہوا۔ لیکن ۲۲ جلوس عالمگیری مطابق ۱۰۸۸ ہجری ۱۶۷۷ء مین بادشاہ کے خلاف یہ رانا کھڑا ہوگیا اور بظاہر مخالفت کی دو وجہین معلوم ہوتی ہین (۱) جزیہ (۲) اجیت سنگھ جودھپور والے کی حمایت۔

عالمگیر نے حکم دیا کہ مطیع الاسلام اور دارالحرب مین تفریق ہونے کے لئے ہنود سے کل صوبجات مین جزیہ لیا جائے جب یہ خبر منتشر ہوئی تو دارالسلطنت اور اطراف کے ہنود لاکھون کی تعداد مین جھروکے کے نیچے دریا کے کنارے پر جمع ہوئے اور بہت ضعف نالی کی اور اُسکی معافی کے لیے کہا مگر بادشاہ نے کچھ نہ سنا جب شاہجہان ہماری کے سبب ملکی کاروبار سے لاچار ہوگیا تو اُس کے چار بیٹون مین سے ہر ایک نے بادشاہ بننا چاہا اُن مین سے اورنگ زیب عالمگیر نے سب کو ٹھکانے لگاکر کامیابی حاصل کی اُسنے دکن سے آگرہ آتے وقت رانا راج سنگھ کو خاص دستخطی فرمان ونشان بھیجکر اپنا طرفدار بنانا چاہا لیکن اس بات کو عذر کرکے ٹالدیا گیا۔

جب عالمگیر بھائیونپر فتح پاکر زبردست ہوگیا تو رانا نے مصلحت سے اپنے کنور سردار سنگھ کو کسیقدر جمعیت سمیت بھیجدیا اور کچھ جاگیر خیرخواہی مین طلب کی اُس مطلب آشنا نے جب کوئی غرض نہ دیکھی تو سوائے پرگنہ ماپلورہ کے جسپر رانا نے شاہزادونکی لڑائی کے وقت قبضہ کرلیا تھا زیادہ جاگیر دینے سے صاف انکار کردیا۔ پھر اسکے بہت مدت کے بعد رانا راج سنگھ نے جودھپور والے اجیت سنگھ پسر جسونت سنگھ کی اعانت شروع کی جسکی تشریح یہ ہے کہ مہاراجہ جسونت سنگھ کابل کے علاقۂ جمرود مقام پر مرگیا تو اُسکے ماتحت راجپوت مہاراجہ کی رانیون سمیت بادشاہ کے حکم کے بغیر پشاور سے روانہ ہوگئے راستے مین لاہور کے مقام پر اجیت سنگھ اور دل تھمن دو لڑکے حاملہ رانیون سے پیدا ہوئے دہلی پہونچنے پر بادشاہ نے اسوجہ سے خفا ہوکر افغون نے دریاے اٹک پر بادشاہی محافظونکو قتل کیا اور پروانہ راہداری دکھلائے بغیر دریا کو عبور کیا تھا رانیون وغیرہ کو نظر بند کردیا راجپوت دھوکا دیکر اور بادشاہی گارد سے مقابلہ کرکے اور بہت سے مارکر کم عمر اجیت سنگھ سمیت جودھپور پہونچے عالمگیر نے ناگور کے راؤ اندر سنگھ کو جو مہاراجہ جسونت سنگھ کے بڑے بھائی امر سنگھ کا پوتا تھا راجہ بناکر جودھپور بھیجا لیکن راٹھوڑون نے اُسکو مار کر نکال دیا عالمگیر نے رانا کو فرمان بھیجا کہ باغیون کی حمایت سے دست بردار ہوجاے اور جسونت سنگھ کے بچون کو حوالے کردے رانا کے نہ ماننا اسپر عالمگیر نے جودھپور پر فوجین بھیجین بالآخر رانا منور خان اجمیر کے فوجدار کے ہاتھون اتنا مغلوب ہوا کہ تاب مقاومت نہ رہی رانا نے وکلاے معتبر زبان دان لائق کو رسم پیش کشون اور عرضداشت کے بھیجا اور اطاعت کا اظہار کیا اور جزیہ دینا قبول کیا

زر جزیہ کے عوض میں اپنے ملک میں سے تین پرگنے دینے اور جو دھپور والونکی اعانت نہ کرنیکا وعدہ کیا اور عفو تقصیرات کی درخواست کی جیسا کہ منشی ذکاء اللہ صاحب نے تاریخ ہندوستان میں تصریح کی ہے۔

بادشاہ نے خان جہان بہادر کو اس ضلع کے بندوبست اور باقی وصول کرنے کے لیے مقرر کیا آگرے کے مقام پر رانا کا ولیعہد بیٹا جے سنگھ حسبکی طلبی کا فرمان بھیجا تھا بادشاہی دربار میں پہونچا جہان سے تھوڑے دنوں کے بعد انعام وغیرہ پاکر لوٹ آیا چند روز کے بعد خبر آئی کہ رانا نے پھر تردد اختیار کیا اور اپنے عہد و پیمان سے پھر گیا خان جہان سے عمدہ انتظام نہ ہو سکا اور اُسنے بادشاہ کو لکھ بھیجا کہ رانا سے اودیپور کی مدد سے راٹھور وغیرہ کل راجپوت شریک ہو کر بڑا فساد کرنا چاہتے ہیں رانا نے اپنی فوج بھیم دیو سیسودیہ کی زیر کمان راٹھور وغیرہ کی مدد پر روانہ کی تھی چنانچہ بھیم دیو بہت تیزی کے ساتھ منزلیں کرتا ہوا اضلاع گوڈواڑ میں راٹھور وغیرہ کی جمعیت سے آن ملا اور اُنکی طاقت کو ایک سے دہ چند کر دیا۔

عالمگیر نے ناراضی کے ساتھ راجپوتانہ پر چڑھائی کی اور رجب سنہ ۱۰۹۰ ہجری مطابق جولائی ۱۶۷۹ء میں رانا اور راجپوتوں کی تنبیہ کے لیے اجمیر روانہ ہوا۔ اور اس دفعہ راجپوتوں کے مغلوب کرنے میں اپنی ساری فراست و کیاست کو کام میں لایا بادشاہزادۂ محمد معظم کے نام حکم صادر ہوا کہ وہ دکن سے اجمین میں آئے اور حکم کا منتظر رہے اور بنگالے میں شاہزادہ محمد اعظم کو لکھا کہ بطریق یلغار میرے پاس آجاے۔

جب اجمیر کے قریب بادشاہ آیا تو رانا کی تنبیہ و تادیب کے لیے شاہزادۂ محمد اکبر کو ایک بڑی فوج دے کر حسین علیخان بہادر سمیت خاصل و دیپور اور مغربی پہاڑ و نکی طرف بھیجا اور شاہ قلی خان کو منور خان کا خطاب دیا اور اُسکا اضافہ کیا اور امراے کار طلب اُسکے ہمراہ کئے اور اُسکو بادشاہزادے کا سرِاول بنایا اس خبر کو سنکر رانا نے اودیپور کو حاکم نشین تھا ویران کیا اور اپنے اہل و عیال و آدمیونکو ہمراہ لیکر دشوار گذار پہاڑون اور درون میں چلا گیا شاہزادہ اکبر مامور ہوا کہ وہ درون میں راجپوتوں کے استیصال کے لیے بعض امیرونکو بھیجے اور کچھ دلاور دنکو رانا کے ملک اور زراعت کے تاخت و پامالی کے لیے روانہ کرے اور اپنے لشکر کو اطراف جودھپور میں مقرر کرے کہ جہان آبادی دیکھے اُسکو ویران کرے حسن اتفاق سے فوج شاہی کا ایک معزز افسر جسکا نام تہور خان تھا بہادر سیاہیونکا لشکر لیے ہوئے شاہزادۂ محمد اکبر کی کمک پر آپہونچا اور سمبت ۱۰۳۷ مطابق سنہ ۱۰۹۲ ہجری و ۱۶۸۱ء اسوج سدی گیارس کے روز دونون لشکرونکا مقابلہ ہوا بڑی گھمسان کی لڑائی ہوئی تاریخ پالن پور میں لکھا ہے کہ میواڑ کا ولیعہد کنور اور اندر بھان وغیرہ بہت سے نامی گرامی راٹھوڑ سردار کام آئے جے سنگھ رانا کا کوئی عہد تو بعد رانا کے باپ کا جانشین ہوا یہ کوئی دوسرا بیٹا ہوگا ریاست کے مصارف سے بنی ہوئی تاریخ بیر نبود و تحفۂ راجستان میں جو سردار سنگھ کا کسی قدر جمعیت کے ساتھ عالمگیر کے پاس بھیجا جانا لکھا ہے شاید وہ مارا گیا ہو ان دنوں میں حکم کے بموجب شاہزادۂ محمد اعظم بھی چار ماہ کی راہ کو ایک مہینے سے کم میں طے کر کے بریدہ اپنی فوج جنگی کے ساتھ آگیا اُسکو حکم ہوا کہ رانا اور راٹھوڑونکے تعلقے اور دہاے قلب میں جا کر راجپوتونکے قتل و اسیر

کرنے مین کوشش کرے اور فوج معین کرے کہ رانا کے ملک مین جو غلے کی رسد پہونچتی ہے اسکو مسدود کرے اور زراعت نہ کرنے دے رانا کی مدد کے لیے تعلقہ رجسونت سنگھ سے ہزارون سوار اٹھوڑا اور راجپوت جمع ہوگئے اور افواج شاہی کا مقابلہ شوخی سے کرتے تھے اور کبھی رسد غلہ پر تاخت کرتے تھے بادشاہی چند ہزار سوارو نکو دریاے قلب کی طرف لے گئے اور انکو چارو نطرف سے گھیر لیا اور بہت سے سوارون اور پیادون کا پتہ نہ لگنے دیا لیکن آخر کو راجپوت فوج بادشاہی سے مغلوب ہونے لگے۔ راجپوتون نے درونکی سرراہ کو بند کر رکھا تھا اور کبھی کبھی پہاڑون سے آنکر شاہزادے کے لشکر پر غفلت کی حالت مین شب خون مارتے تھے لشکر بادشاہی خصوصاً منور خان اس جماعت کو تنبیہ کرتا تھا اور ملک کی خرابی اور تجاوتون اور عالی عمارات کے مسمار کرنے اور اشجار ثمردار اور باغات کے کاٹنے اور راجپوتونکے زن و فرزند کے گرفتار کرنے مین جو غاردن اور درونون مین چھپے ہوے تھے کوئی کسر باقی نرکھتا محمد امین خان صوبہ دار گجرات کے نام حکم گیا کہ اپنی فوج کے ساتھ جلد سرحد راجپوتانہ اور احمد آباد کے درمیان استقامت کرے اور جہان راجپوتونکی خبر سنے اور پتا پائے آنکو غارت کرے۔

عالمگیر نے کچھ فوج شیخاوالی کیطرف کھنڈیلہ کے راجپوتونپر روانہ کی دوسرا لشکر جودھپور بھیجا۔ کھنڈیلہ کے بہت سے راجپوت بادشاہی فوج سے لڑکر مارے گئے اور انکے مندر توڑ ڈالے گئے۔ راٹھوڑون نے بھی کئی بار اچھی لڑائی کی لیکن آخر مین وہ جودھپور سے نکالدیے گئے تب لاچار ہوکر درگداس راٹھوڑ وغیرہ پچاس ہزار سوارون سمیت اجیت سنگھ کو رانا کی پناہ مین لے آئے ۹ ذیقعدہ کو بادشاہ اجمیر سے اودیپور کی طرف روانہ ہوا۔ عالمگیر نے مانڈل مین تہور خان کو مقرر کیا رگھناتھ سنگھ کو شیانہ مین متعین کیا اور اندر سنگھ کو منہی کی ضبطی کے لیے مامور کیا دھامان اور محکم سنگھ کو چصیئہ پور مین رکھا محمد اکبر میرتہ سے چلکر مقام دیباری مین بادشاہ کے پاس آگیا اور بادشاہ اودے ساگر تالاب پر جو اودے پور سے چھ میل مشرقی طرف ہے آپہونچا۔ یہان اُسنے کئی مندر اور دیباری کا دروازہ جو گھاٹہ مین بنا رہتا ہے توڑ ڈالا۔ اودے پور تک میدان خالی پڑا تھا شہر بغیر مقابلہ قبضے مین آگیا۔ ۱۲ ذیحجہ کو روح اللہ خان اور یکہ یار خان جگدیس کے بڑے مندر کو توڑنے کے لیے روانہ ہوے یہان بیس راجپوت اور چارن بارہٹ نر و وغیرہ لڑکر مارے گئے جو مندر کی حفاظت کو ثواب جانکر بیٹھے ہوے تھے۔ شاہزادہ محمد اکبر نے اودے پور سے حسین علیخان وغیرہ کو فوج سمیت رانا کے مقابلے کے لیے بھیجا آثر عالمگیری مین آیا ہے کہ وہ درے سے گذر کر رانا تک پہونچ گیا مگر اُسکے آنے سے قبل رانا چصیئہ اور دوسرا اسباب چھوڑکر بھاگ گیا تھا اس سفر مین کثرت سے غلہ لشکریون کے ہاتھ آیا جس سے ارزانی ہوگئی ساتوین محرم ۱۰۸۱ھ ہجری کو حسین علیخان مجمے وغیرہ جو رانا سے ہاتھ آئے تھے بیس اونٹونپر لدوا کر واپس آگیا اور بیان کیا کہ جگدیس کا مندر جو رانا کی حویلی کے سامنے ہے اور شہر کے دوسرے ایک سو شش مندر ڈھاے دونون طرف کے آدمی قتل و زخمی ہوئے عالمگیر کو اودے ساگر پر ان کارروائیونکی خبر ایک تورانی شخص میر شہاب الدین دیتا تھا جو کچھ مدت کے بعد دکن کی لڑائیون مین اپنی لیاقت سے غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ کا خطاب اور سات ہزاری ذات سوار کا منصب پاکر بادشاہی فوج کا سپاہ سالار ہوگیا اور جسکے بیٹے قمر الدین یعنے

آصف جاہ نظام الملک چین قلیچ خان بہادر فتح جنگ نے محمد شاہ بادشاہ کے عہد مین دکن کی صوبہ داری کے عوض حیدرآباد کی خود مختار ریاست قائم کی جو ابتک اُسکی اولاد کے قبضے مین چلی آتی ہے۔

راجپوتون نے میواڑ پر بادشاہ کی توجہ زیادہ دیکھکر دوسرے علاقون مین پاؤن پھیلائے مرآت احمدی مین ہے کہ رانا اپنی گرفتاری کے خوف سے ایک جگہ قرار نہین پکڑ سکتا تھا ایسی حالت مین اُسکے چھوٹے بیٹے بھیم سنگھ نے پہاڑون مین سے نکلکر گجرات کی طرف دھاوا کیا اور بڑنگر اور بسیل نگر اور دوسرے مواضعات کو لوٹ کر واپس چلا گیا ایڈکا زمیندار جو مارا مارا پھرتا تھا اُسنے راجپوتون کو جمع کرکے ایڈر پر قبضہ کرلیا تاراجی گجرات کی روک کے واسطے بادشاہ نے گجرات کے صوبہ دار محمد امین خان کو جو چتوڑ مین موجود تھا روانہ کیا۔ راٹھوڑ مارواڑ مین پھیلے اور بعض نے اجمیر کے علاقے مین لوٹ مار کا ارادہ کیا۔ اس حالت مین بادشاہ کو دوسرا انتظام کرنا پڑا بڑے شاہزادہ محمد معظم کو اجمین سے طلب کرکے اودے ساگر پر اپنی جگہ چھوڑا دوسرے بیٹے محمد اعظم کو چتوڑ پر رہنے کا حکم دیا اور تیسرے محمد اکبر کو جبکہ کنور جے سنگھ کے رات مین چھاپہ مارنے سے نقصان ہوا مارواڑ پر روانہ کیا خود بادشاہ اس خیال سے کہ راجپوت ہندوستان کی طرف حملے کا ارادہ نہ کرین ۱۴ صفر کو میواڑ کیطرف سے چتوڑ ہوتا ہوا اجمیر کو لوٹا اور یہان ٹھہرا جب رانا کے معاونون کا کام تنگ ہوا غلہ نایاب کھیتی باڑی متعذر تو راٹھوڑ راجپوتون نے یہ تدبیر و تدویر کی کہ وہ اول شاہزادہ محمد معظم کے پاس گئے کہ اسکو اپنے جرائم کا شفیع بنائین یا بغاوت پر اُسکی رہنمائی کرکے اپنا رفیق بنائین بادشاہ زادے نے انکی باتونپر کان نہین لگایا اور نواب بائی والیٔ شاہزادہ کو جب اُسکی خبر ہوئی تو اُسنے بھی نصیحت کی اور منع کیا کہ کسی بات مین وہ راجپوتونکی امداد و معاونت سے آشنا نہ ہو اور رانا کے وکیلون کو اپنے پاس نہ آنے دے جب وہ اس شاہزادے سے مایوس ہوئے تو شاہزادہ محمد اکبر کی طرف رجوع ہوئے۔

شاہزادہ محمد اکبر کی بغاوت

یہ شاہزادہ خاندان اودے پور کی لڑکی کے بطن سے تھا جسکا نام اصلی سرپی تھا مین نے اس صورت کی تصویر دیکھی ہے چہرہ پتلا اور ناک پتلی اور کھڑی اور رنگ گورا پیشانی ابھری ہوئی آنکھین بڑی بڑی اور بادامی ٹھوڑی نکلی ہوئی اوڈھلوان ہے بال سر کے کثرت سے اور بڑے بڑے اور سیاہ ہین قامت دراز ہے حسینون مین شمار ہونے کے قابل نہین ہے۔

جلال الدین شروانی نے اسکی کیفیت مفصل لکھی ہے یہ عقل مند تھی اسے شب و روز یہ اُدھیڑبن رہتی تھی کہ اسکے بیٹے اکبر کو کسی طرح عالمگیر کی زندگی مین تخت سلطنت مل جاے اکبر کو چونکہ اُسکی ماں کی تعلیم ملی تھی وہ راجپوتونکا بہت خیر خواہ تھا اور ہندوانی مذہب پر بھی اُسکا کبھی کبھی رجحان پایا جاتا تھا بیگم نے ایک دن عالمگیر کے سامنے اس بات پر بڑا زور دیا کہ میرا بیٹا ہر طرح قابل سلطنت ہے حضور اسی کو اپنا جانشین مقرر فرمائین عالمگیر نے ایک بڑا معقول جواب دیا اور وہ یہ تھا کہ سلطنت نہ بڑے بیٹے کا حق ہوسکتی ہے نہ چھوٹے کا جو لڑکا قابل ہوگا سلطنت

لے لے گا سروپی نے عرض کیا کہ حضور کی اس رائے سے اتنا نکلتا ہے کہ خونریزی حضور اقدس کو پسند ہے اگر اپنے سامنے ہی ایک بیٹے کو تلکمن کر دیا جائے تو میرے خیال مین بہتر ہوگا اور سخت خونریزی نہ ہوگی یہ سنکر عالمگیر نے پھر یہی جواب دیا یہ سچ ہے لیکن اگر وہ لڑکا جسکو تم لائق سمجھتے ہو لائق نہوا اور ہمارے بعد تخت کے دعوے دار اٹھ کھڑے ہوئے تو تم سے کہتا ہون کہ اُسوقت کی خونریزی کو کون روک سکتا ہے جب اکبر بڑا ہوا اور تین جنگون مین کامیاب ہوا تو جودھپور والے سے اکبر کی تخت نشینی کی بابت سروپی نے خط وکتابت کی اور اپنے بیٹے کو یعنی اودیپور بھی خط لکھا جو خط آئے سنسکرت مین جودھپور والے کو لکھا وہ حال جلال الدین نے نقل کیا ہے اسمین تاریخ وغیرہ کچھ نہین ہے ہم اسے دلچسپ جانکر درج ذیل کرتے ہین آپکو معلوم ہوگا کہ میر بیٹا اکبر بڑا بہادر اور شجاع ہے اُسکی قابلیت - لیاقت - شجاعت - اور تدبیر سے یہ پایا جاتا ہے کہ اُس سے بہتر وارث تخت ہند کا نہین ہو سکتا مگر افسوس یہ ہے کہ عالمگیر اسکو چلتا ہوا دیکھکر ذرا ٹیڑھی نظر سے دیکھتا ہے مجھے خوف ہے کہ کہین عالمگیر کے اور بیٹے اُسکو خارج نہ کر دین اگر تم میری مدد کرو اور مجھے سہارا دو تو اکبر کو مین اس بات پر آمادہ کرون کہ وہ بزور اپنے باپ سے سلطنت کا خواستگار ہو اگر وہ راضی ہو جائے تو خیر اور نہ راضی ہو تو اُسے گرفتار کر لیا جائے سوا اُسکے سلطنت کے حاصل کرنے کی اور کوئی صورت نظر نہین آتی اگر تم نے اکبر کی مدد مین جان لڑا دی تو یہ سلطنت پھر ہندوؤنکے ہاتھ مین آجائے گی جودھپور والے نے یہ خط دیکھکر جواب دیا کہ پچاس ہزار راجپوت مین بہم پہونچا سکتا ہون اگر تمھارا بیٹا اکبر جنگ پر آمادہ ہو تو مین اُسکے پسینے کی جگہ اپنا خون بہانا فرض جانتا ہون - غرض کہ تذکرہ عالم مین بڑی شرح وبسط سے لکھا ہے کہ اکبر کی بغاوت پر آمادگی مین اُسکی مان کی صلاح کو بھی پوری پوری مداخلت تھی تذکرۂ عالم مین اسیطرح لکھا ہے لیکن محمد علی ابن محمد صادق الحسینی نے راحت افزا مین لکھا ہے کہ محمد اعظم شاہ اور محمد اکبر لرس بانو بیگم دختر شاہ نواز خان صفوی کے بطن سے تھے اودیپوری کے بطن سے کام بخش تھا اور تذکرۂ عالم مین دلرس بانو بیگم کے بطن سے صرف شاہ اعظم کی ولادت لکھی ہے - اس جملۂ معترضہ کو چھوڑ کر مین بیان کرتا ہون کہ راجپوتون مین درگداس بڑا ہوشیار تھا اُسنے ایک چالاک اور کہنہ مشق چارن کو پیغام صلح دیکر شاہزادۂ اکبر کے پاس بھیجا اس چرب زبان وحراف چارن نے پیغام صلح ادا کرنے کے بعد کچھ ایسی لچھے دار باتین کین کہ شاہزادہ اُسکی گفتار کا دلدادہ ہوگیا اور ادھر اُدھر کے قصے کہانیون کے ضمن مین جو سبق راٹھوڑون سے پڑھکر آیا تھا اُسے اپنی خوش بیانی سے اسطرح دوہرایا کہ سادہ لوح شاہزادے پر چارن کی تقریر نے پورا پورا اثر کر لیا اور اُسکے دلمین دشمنون کے ساتھ حسن سلوک اور مراعات کا خیال یہانتک پیدا ہوگیا کہ اپنے مافی الضمیر کو بھی بالکل بھول گیا جب چارن نے دیکھ لیا کہ میرا جادو اچھی طرح چل گیا اور شاہزادہ میرے دام فریب مین گرفتار ہوگیا تو اُسنے اپنی تقریر کا رنگ بدل کر اس ناعاقبت اندیش شاہزادے کو اورنگ زیب سے منحرف کرنا شروع کیا اور وہ چارخوشامدانہ فقرونکے بعد بولا اب تو خدا کے فضل سے ہمارے اقبال یعنی حضرت ظل سبحانی کا سایہ حضور کے سر پر ہے دشمن بھی دوست بنے ہوئے ہین کسیکو اتنی جرأت نہین ہو سکتی کہ حضور کیطرف ترچھی نظر سے بھی دیکھے مگر حضور خطا معاف حضور کے بھائی

حضرت یوسف کے بھائیون سے بھی دس حصے بڑھکر ہین جب اسوقت مین کہ محبت شاہنشاہی حضور کی محافظ و طرفدار ہے حضور کو اپنے بھائیونکے مقابلے مین ناکامی رہا کرتی ہے تو جب وہ مطلق العنان ہوگئے تو فرمائیے حضور کا کہان ٹھکانہ ہوگا حضور کے بھائیون کے جو خیالات اور جو ارادے ہین وہ کچھ مجھ ہی تک یا حضور ہی تک محدود نہین ہین بلکہ ملک کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ وہ کیا کرنے والے ہین حضور کو حفظ ماتقدم کے لیے کہنا گویا نقصان کو حکمت سکھلانا ہے لیکن گستاخانہ اتنا عرض کرتا ہون کہ حضور کو اپنے آباو اجداد کے خیالات اور حالات سے ضرور سبق لینا چاہیئے دیکھئے شہنشاہ اکبر نے تالیف اور ہر دلعزیزی کا کیا طریقہ اختیار کیا تھا اور بہادر و وفادار قوم راجپوت کے ساتھ موافقت رکھنے کی وجہ سے کس آسانی کے ساتھ ملک ہندوستان کو مسخر کر لیا تھا اعلے حضرت شاہ جہان نے بھی ان ہی جان نثار راجپوتونکی بدولت تخت سلطنت حاصل کیا تھا جسوقت تخت نشینی کی بابت جھگڑے چلے ہین تو زمانہ بھر انکا مخالف تھا اور قابو یافتہ اہل دربار تو انکے دشمن جانی ہی تھے مگر راجپوتونکی تلوار اور حکمت عملی نے سب بھائیونکو ایسا نیچا دکھایا کہ پھر ابھرنے ہی نہ دیا اسیطرح اگر حضور بھی براہ دوراندیشی اس وفاشعار قوم کے ساتھ رشتۂ محبت و اخلاص قائم کرکے تسخیر کا افسون پھونک دینگے تو کیا عجب ہے کہ اورنگ زیب کے جیتے جی آپ ولیعہد سلطنت بلکہ مستقل بادشاہ بنجائین۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس پیغام رسان چارن نے دوچار وقت کی حاضر باشی مین اپنی لسانی اور چرب زبانی سے ناتجربہکار شاہزادے کو اپنی طرف متوجہ کرکے اُسکا دل مٹھی مین لے لیا اور قوم راجپوت کیطرف سے اب شاہزادے کے دلمین اس درجہ محبت پیدا ہوگئی کہ راٹھوڑون کے ساتھ معرکہ آرائی کا خیال بھی ایسا محو ہوا کہ گویا کل تھا ہی نہین۔ اب راٹھوڑون نے اکبر کو امیدوار کیا کہ راجپوت چالیس ہزار سوار جرار آپکی رفاقت کے لیے اور خزانہ بیشمار آپکے خرچ کے واسطے موجود ہے شاہزادہ یہ سبز باغ دیکھکر بتقاضاے ایام شباب و ہمنوایی احباب سے راجپوتونکے دام مین گرفتار ہوا بعض اُسکے ہمراہی بھی اُنکے ہم داستان ہوئے۔ بادشاہزادہ اپنے شفیق باپ شہنشاہ عالمگیر سے بدظن ہوکر علانیہ مقابلے کے لیے تیار ہوگیا۔ ابتدا مین اس خبر کی شہرت اُڑتی ہوئی شاہزادہ محمد معظم کے پاس گئی اُسکو بھائی سے ایک گونہ محبت تھی اُسکو نصیحت آمیز دو خط لکھے۔ باپ کو اپنی عرضداشت مین اس مضمون پر اشارہ کیا کہ راجپوت شاہزادے کے اغوا کے درپے ہین اس سے غافل نہ ہونا چاہیئے۔ محمد اکبر کی طرف سے بادشاہ کو کوئی وسوسہ نہ تھا مگر بادشاہزادہ محمد معظم کی بدنامی حسن ابدال مین اس قسم کی ہو چکی تھی اور ابتدا مین جو راجپوت بڑے شاہزادے کے پاس پیغام لائے تھے اسکی خبر بھی بادشاہ سن چکا تھا اُسنے محمد اکبر کے حق مین محمد معظم کی تحریر کو محض افترا جانا اور جواب مین لکھا ہندوستان عظیم حق سبحانہ تعالے شما را ہمیشہ برصراط مستقیم رہبری نمایہ واز آلودگی سخن شنوی بدخواہان محفوظ دارد۔

جب یہ راز مخفی برملا ہوا اور خیمہ خیمہ مین سب چھوٹے بڑونکو یہ خبر معلوم ہوگئی کہ درگداس تیس ہزار سوار راجپوت لیکر اکبر سے مل گیا اور یہ خبر بھی آئی کہ محمد اکبر نے تخت پر جلوس کیا اور سکہ جاری کیا اور منہد خان کو ہفت ہزاری کیا امیرالامرا کا خطاب دیا۔ مجاہد خان اور عمدہ نوکرون کے جو اُسکے ہمراہ تھے اضافے کئے جنمین سے بعض نے مجبور ہوکر قبول کئے اور بعض نے مصلحۃً نہ قبول کئے سب کی تالیف قلوب کی اور بادشاہ کیطرف لڑنے کے ارادے سے آیا۔

ان دنون بادشاہ کی فوج راجپوتونکی تنبیہ کے لئے محمد اکبر کے ساتھ چلی گئی تھی - اسد خان وبہرہ مند خان کے سوا کوئی عمدہ امیر نہ تھا اور کل فوج مع خواجہ سرایون اور اہل دفتر کے سات آٹھ سو سوار تھے اسوجہ سے لشکر مین تزلزل ہوا - ایک عجیب ہنگامہ برپا ہوا -

یہ موقع راجاؤن اور اکبر کے لیے اچھا نکلا کہ وہ ایسی بیخبری و کمزوری کی حالت مین عالمگیر کو بے تعداد راجپوتون کی فوج سے قید کرلین الفنسٹن لکھتا ہے کہ مشکل سے عالمگیر کے پاس ایک ہزار سوار رہ گئے ہونگے اکبر کی بغاوت یا سرکشی صرف باغی راجپوتونکے ورغلانے سے ہوئی تھی ورنہ وہ اپنے باپ کا سب بیٹون سے زیادہ مطیع تھا عالمگیر نے اول بیٹے کو راہ راست پر لانے کی تدبیر کی اور اسکو نصیحت آمیز خط لکھا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شہنشاہ اور شاہزادے کی اس دلچسپ مراسلت کو اس موقع پر بلفظہ درج کردیا جاے جو اُنکے درمیان ہوئی تھی -

نقل تحریر دست و قلم خاص عالمگیر کہ بشاہزادہ محمد اکبر بقلم آمدہ ۱۶

فرزند دلبند نورالبصر نخست جگر بجان برابر بگرداز جان عزیز عزیز تر بتوجہات خاص الخاص مستظہر بودہ بداند خدا گواہ است کہ مابدولت واقبال آن فرزند ازیادہ از ہمہ فرزندان عزیز میدانستیم ورفاہیت وآسودگی حال ومآل او ہمہ وقت پیش نہاد خاطر فیض مآثر بود اما او از بے سعادتی خود بحیلہ بازی راجپوتان ابلیس کردار آدم صفت از بہشت آغوش کنار مادر و پدر بدر شدہ آوارہ کوہ و دشت او بار گردید - تا چند تدبیر کنیم و چہ چارہ سازم از استماع احوال کثیر الاختلال پریشانی وسرگردانی وفلاکت وہلاکت او نہایت غم وغصہ سراپاے خاطر می گردد بلکہ لذات جسمانی ہم تلخ شد سواے افتاد قطع نظر از عزت وشان وشوکت سلطانی وشاہزادگی ہزار افسوس کہ آن فرزند سادہ لوح را بر جوانی خود ہم رحم نیامد دربارہ اہل واطفال خود رحم نکردہ خود را بدبدترین حالت در قید وحبس راجپوتان بدنہاد بہائم صورت سباع سیرت درانداختہ ہمچو گوے بچوگان اختیار گوارا ران افغان وخیزان دگر یزان چرخ مینز نداز انجا کہ عاطفت پدری نسبت بحال فرزندان ازلی ست ہر چند از ان فرزند تقصیرات عظیم سرزدہ نمیخواہم کہ درخور کردار بر سزا رسد -

گر چہ بسر تو دہ خاکستر ست	سر ز پدر و ما درست

گذشت انچہ گذشت انحال ہم اگر بہ رہنمونی بخت از کردار ناہموار خود پشیمان گردیدہ بملازمت مشرف شود تابر صفحہ زلات وتقصیرات او قلم عفو کشیدہ آید وعنایات ونوازشات کہ درخیال نگذرانیدہ باشد درباره او جلوہ ظہور گیرد ہر چند ظہور عنایت را شرط حضوری لازم نیست اما چون لحظہ رسوائی آن فرزند از بام افتادہ صدایش گوش خاص وعام رسیدہ انسب آن ست کہ یک مرتبہ خود را بحضور رسانیدہ ننگ این بدنامی از سر خود ساقط سازد وجنت کہ سرکردہ آن جماعت بود در رفاقت وہمراہی باد ارادہ نمودہ از غائت اشتہار محتاج بیان نیست آن فرزند باعتقاد گفتار آنہا کہ سوداے خام کہ پختہ باشد جز پشیمانی نتیجہ دیگر نخواہد داد یقین داند - زیادہ توفیق رفیق وراہ راست نصیب باد

نقل عرضداشت کہ شاہزادہ محمد اکبر در جواب ہمین فرمان بپادشاہ اورنگ زیب عالمگیر نوشتہ

عرضہ حضرت قبلہ کونین و کعبہ دارین

می رساند

اصغر ترین فرزندان محمد اکبر لوازم عبودیت بتقدیم رسانیدہ بموقف عرض

فرمان والا شان کہ نامزد اصغر ترین فرزندان گردیدہ بود در خوشترین زمان و نیکوترین آوان پرتو ورود فرمود و آداب فرمان برداری بجا آوردہ سوادش چون سرمہ در بصر بصیرت کشیدہ و از مضمون عنایت مشحونش مطلع گردیدہ دیدہ دل را لوالی ساختہ انچہ بقلم نصائح رقم مرحمت شیم پیندے چند تراوش یافتہ بود در جواب ہر باب شرحے مختصر معروض میدارد چون فصل الامر گریا نصاف نزدیک شود و در نخواہد بود۔

مرقوم شدہ بود کہ ما بدولت و اقبال اورا از ہمہ فرزندان عزیزی داشتیم و او از راہ بے سعادتی خود ازین نعمت عظمیٰ بے نصیب بودہ خود را در طوفان بے تمیزی افگندہ خدیو صورت و معنوی سلامت چنانچہ رضاجوی و خدمت پژوہی پدر بر ذمہ پسر لازم ست پرورش و تربیت و خیر خواہی حال و کال و حقوق چند بر ذمہ پدر ہم از پسر ست المنۃ للہ کہ تا این زمان از لوازم عبودیت و اطاعت مقصر نگشتہ و عنایات آنحضرت را تا کجا شرح دہد از ہزار یکے واز بسیار اندکے گذارش می دہد کہ رعایت و حمایت فرزند کوچک بیش نہاد پدر بزرگوار ہمیشہ و ہمہ جا مقدم ست و حضرت کہ بر خلاف آن بجانب ہمہ فرزندان بے التفاتی فرمودہ پسر کلان را بخطاب شاہی نامزد فرمودہ و بعہد خود گردانیدند این معنی از کدام عدالت و انصاف توان شمرد۔ در مالی پدر حق فرزندان مساوی ست یکے را بر افراختن و دیگرے را بر انداختن کدام شرط دین و آئین ست آن بادشاہ حقیقی حکیم مطلق دگرست کہ در کارخانۂ قدرتش و حکمتش چون و چرا را راہ نیست نواختن و بر انداختن وابستہ حکم اوست کہ لا تخلو عن الحکمۃ لیکن سبحان اللہ شریعت منشی و حقیقت گزینی و معرفت بینی حضرت بر عالم و عالمیان ظاہر ست ؎ تا دوست کرا خواہد و میلش بہ کہ باشد در حقیقت مرشد و ہادی این راہ حضرت از راہے کہ حضرت خود بدولت پیمودی باشند چگونہ بے سعادتی توان گفت

پدر م روضۂ رضوان بدو گندم بفروخت ۔۔۔ ناخلف باشم اگر من بجوے نفروشم

فرزند خلف آن ست کہ قدم بقدم بر طریقۂ پدر باشد و انا علی آثارہم ملتمدون ؎ سیرت پدر خواہی علم پدر آموز و حضرت سلامت مروان رنج و محنت بر خود پسندیدہ اند و پادشاہان بیش مثل حضرت صاحبقران عرش آشیانی محنت ہا انگیختہ بمقاصد نافی الضمیر کامیاب گردیدہ اند ؎ براحتے نرسد آنکہ محنتے نکشد از جراید تواریخ مبرہن ست تا کہ رنج ظلمات نہ کشد لذت آبحیات نہ چشد آنکہ محنت نبرد ثمرۂ راحت نہ خورد کہ گل بے خار و گنج بے مار نباشد ؎

عروس ملک کسے در کنار گیرد چست ۔۔۔ کہ بوسہ بر لب شمشیر آبدار زند

از ایجا کہ در پے ہر رنج راحت ست بعین عنایت کارساز بندہ نواز امید واثق دارد کہ قریب الایام صورت مراد

بوجه احسن جلوهٔ ظهور گیرد۔ و پریشانی و سرگردانی بکامرانی و شادمانی مبدل گردد۔

~~بدیر خنده بلب حسرت~~ نست که سرکردهٔ آن جماعت بود در فاقت و همراهی که با دارا شکوه نمود بر عالم ظاهرست قول این جماعت اعتبار را نشاید الخ حضرت بجا میفرمایند اما بمغز سخن نمی رسند که خود مغز ندارند در اصل و لذا شکوه باین جماعت عناد دشمنی از نتایج آن دید انچه دید اگر از اول باین ها میساخت هرگز کارش باین غایت نمیکشید حضرت عرش آشیانی باین جماعت را بطرز خویشی مؤکد کرده به تقویت اینها ملک هندوستان بضبط و ربط در آورده اند و این جماعت آن ست که مهابت خان باعانت اینها حضرت جنت مکانی را در حیطهٔ اختیار خود در آورده و از شجاعت این ها ظاهرست که حضرت خود بدولت در دار الخلافه زینت بخش تاج و تخت بودند۔ و راجپوتان سه صد کس که کار رستمانه و بهادرانه از دست اینها بوقوع آمده بر همگنان ظاهر و هویداست و همان جسوفت بود که در عین معرکه نسبت بجناب سلطنت مآب مصدر بی ادبی ها شده و حضرت دیده و دانسته چون تاب مقاومت ندیدند اغماض فرمودند و همین جسوفت بود که حضرت بچندین فسون و فسانه دلداری نموده از فاقت دارا شکوه باز داشتند کس فتح و نصرت نصیب اولیای دولت خدا رحمت بر نمک خواری اینها که از برای صاحبزاده خود خون خود را میکنند و در جان سپاری جان در یغ نمیکنند۔

یا دشاه هندوستان و شاهزاده های عالی قدر و امرای والا تبار مدت سه سال ست که تلاش سیوای مقهور را هنوز روز اول ست و چرا چنین نباشد که در عهد حضرت وزرای با اختیار و امرای با اعتبار و سپاهی خوار و نویسنده بی کار و سوداگر بی مال و رعیت پائمال۔ همچو ملک دکن که ولایتی ست بهشت آئین بر روی زمین چون کوه و بیابان خراب و ویران و دار السرور برهان پور که خال رخسارهٔ عالم ست تلف و تاراج و اورنگ آباد که سبب همنامی حضرت ممتاز از شهرهاست از آسیب و صدمات لشکر غنیم چون سیماب در اضطراب عامل در خانه۔ غنیم بر سر رعیت جای که چنین ستم باشد در دعاگوی و ثناخوانی خلیفهٔ خود چگونه مقصر نخواهند بود مردم اصیل و نجیب از خاندان قدیم گمنام و سررشتهٔ کارخانهٔ سلطنت و مصلحت آموز دولت در کف اختیار مردم اراذل و اسافل انام جولاهه و باقندی و صابون فروش و جاروب کش خیمه گردد و پیراهن فراخ و خرقهٔ دغل در بغل و دام شیطان بنام تسبیح در دست گرفته مسائل چند بر زبان می رانند و حضرت آنها را مصاحبان و مقربان و مدم سازان و همدستان چون جبرئیل و میکائیل و اسرافیل اعتبار نموده اختیار خود را باعتبار آنها میگذارند و آن گندم نمایان جو فروش باین وسیله قابو جسته کبوتر را بر سر خانه و کاه را کوه مینمایند۔

بدور شاه عالمگیر غازی — شده صابون فروشان صدر قاضی
بود جولاهه هم با فنده را ناز — که در بزم ملک هستند همراز
اراذل را شده آن دستگاهے — که فاضل بر درش جوید پناهے
بدست جاهلان آن دست مایه — که هرگز عالمان را نیست پایه
معاذ الله ازین دور پر آشوب — که تازی از خران باشد لگد کوب

حکم والا پادر ہوا انصاف وتمیز خود عنقا متصدیان سرکار تجارت وسوداگری اختیار نمودہ کہ خدمات بزرگ ہنر وبغرض فاحش میفروشند وہر کہ نمک میخورد نمک دان می شکند نزدیک ست کہ در بنیان سلطنت رخنہ راہ یابد چون صورت حال برین منوال بنظر در آمد اصلاح مزاج مقدس را علاج پذیر ندید لاجرم عزم سلطانی برین آورد کہ ملک ہندوستان را از خار وخس ارباب تمرد وفساد مصفا ساختہ اہل علم وفضل را پیش آوردہ بنیان ظلم را منہدم سازد تا خلق اللہ آسودہ حال وفارغ البال بودہ بجمعیت خاطر در کسب کار خود باشند ونیک نامی عثمانی وحیات جاودانی عبارت ازان ست بر صفحہ روزگار یادگار ماند۔

چہ خوش باشد کہ توفیق رفیق شود حضرت اختیار این کار بہمدۂ اصغر ترین فرزندان گذاشتہ خود بدولت متوجہ طواف سعادت مآب حرمین شریفین معظم ومکرم شوند وخلق عالم را شاخوان ودعاگوی خود سازند اینہمہ عمر را کہ حسرت در تحصیل دنیا کہ از خواب بے اعتبار تر واز سایہ ناپائدار تر ست صرف نمودہ اند اکنون وقت آن ست کہ توشۂ عاقبت بہم رسانند تا کفارۂ کردار سابقہ کہ طمع این دنیای ناپائدار با پدر بزرگوار وبرادران گاہ گاہ در عالم جوانی واقع شدہ واقع شود۔

اے کہ ہشتاد رفت ودر خوابی　　مگر این چند روز دریابی

وانچہ از مواعظ ونصائح خامۂ مبارک را تکلیف شدہ است نازم بر این جرأت اما چون الناس بالبر تسکن نفسکم

تو بجای پدر چہ کردی خیر　　تا ہمان چشم داری از پسرت

قطعہ

اے کہ دانش بمردم آموزی　　انچہ گوئی بخلق خود مے نوش

خویشتن را علاج مے نکنی　　بارے از پند دیگران خاموش

واما آنکہ در باب آمدن مرقوم بود ہر چند کہ در آمدن سراسر سعادت خود ست لیکن بمقتضای خرد سالی وقصور اولوالعزمی ہای حضرت کہ با پدر وبرادران چہ معاملہ ہا بعمل آمدہ اند البتہ توہمات این معتوب بے سبب بجا خود نخواہند بود اگر خود حضرت اقدس واعلی مع الخیر قدم رنجہ فرمایند آن ہمہ توہمات باطمینان بدل واطمینان بکمال خواہد شد

ما بدان عتبہ عالی نتوانیم رسید　　ہان مگر لطف شما پیش نہد گامے چند

بعد تشریف آوردن کہ اطمینان دلی حاصل خواہد شد بامتثال اوامر شاہنشاہی بجان منت خواہد بود تا دران حال

گر کشی ور جرم بخشی روی سر بر آستانم　　بندہ را فرمان نباشد ہر چہ فرمائی بر آنم

زیادہ حد ادب آفتاب سلطنت تابان باد۔

عالمگیر نے محمد معظم کو بتاکید فرمان بھیجا کہ بلا توقف مع تمام فوج کے بطریق یلغار حضور میں آوے بادشاہزادہ باپ کے حکم کے آتے ہی اسکی خدمت میں روانہ ہوا بیروخدمہ محل کو خدا پر سونپا دس روز کی راہ کو تین دن

طے کرکے باپ کے پاس نو دس ہزار سوار لیکر آگیا - ان باپ بیٹون کا لشکر کبھی محمد اکبر کے ستر ہزار سوار و پیادہ کا مقابلہ نہین کر سکتے تھے - یہ عالمگیر کے لیے بڑا بڑا وقت تھا مگر اُسکی عقل سلیم باقی تھی وہ یہ سوچا کہ محمد اکبر کا لشکر جو باغی ہوا ہے وہ فقط راجپوتون کے بہکانے اور پٹیان بڑھانے سے ہوا ہے کوئی اُسکو میرے ساتھ عناد دلی اور بغض قلبی نہین ہے اُسکا راہ پر لانا مشکل نہین ہے اسلیے اُسنے شہاب الدین پسر قلی خان کو بطریق ہراولی بھیجا کہ وہ محمد اکبر کے لشکر کی خبر تحقیق لائے جس کو راجپوتون نے اپنے بندوبست سے مسدود کر رکھا تھا اور اپنے سگے بھائی مجاہد خان سے خط و کتابت کرے وہ محمد اکبر کے ساتھ بہ تقاضاے وقت و مصلحت رفاقت مین شریک ہوا تھا اور منتظر تھا کہ کوئی موقع ملے تو یہان سے نکل جاے - جب اُسکو اپنے بھائی شہاب الدین کے نزدیک آنے کی خبر آئی تو اُسنے محمد اکبر سے التماس کی کہ اگر حکم ہو تو مین جاکر اپنے بھائی کو استمالت کرکے اپنے ساتھ لاؤن محمد اکبر نے اسکو اجازت دی نقد و جنس جو لے جا سکا وہ لی باقی اسباب کو دین چھوڑ بھائی کے پاس پہونچا اور دونون متفق ہوکر بادشاہ کے پاس آئے بادشاہ کو اُنکے آنے سے بڑی خوشی ہوئی - شہاب الدین کو شہاب الدین خان خطاب دیا - مجاہد خان سے اکبر کے لشکر کی حقیقت اور موافق و منافق اور مجبور وغیر مجبور کی تعداد پوچھی کہ اس اثنا مین محمد اکبر کے لشکر سے لوگ مدد رد شناس بادشاہ کے پاس آنے شروع ہوئے مجاہد خان کے آنے سے محمد اکبر کے لشکر مین خلل ہوا - خواجہ مکارم سلطان معظم کے نوکر نے خبر پہونچائی کہ محمد اکبر کے لشکر سے جدا ہوکر حضور مین تہور خان ہراول فوج چند آدمیون کے ساتھ آتا ہے جب تہور خان گلال باڑی مین آگیا تو اُسکو حکم ہوا کہ وہ ہتیار اُتار کر حضور مین آئے خان نے اسمین تعلل کیا تو معظم نے اُسکے مارنے کا اشارہ کیا وہ اپنے اظہار تہوری اور ارادۂ فاسد اور کسی اپنی مصلحت کے سبب سے محمد اکبر سے رخصت لیکر آیا تھا جب وہ آنے لگا تو ایک نوکر نے خان کی چھاتی پر ہاتھ رکھ کر اُسکو منع کیا خان نے اُسکے منہ پر تھپڑ مارا اور الٹا چلا کہ خیمے کی رسی مین اُسکا پاؤن الجھا اور وہ منہ کے بل گرا کہ چارون طرف سے بدن بخش کی آواز بلند ہوئی اُسکو مار ڈالا اور سر کاٹ لیا کشتہ ہونے کے بعد اُسکے جانے کے پیچھے سے زرہ نکلی تہور خان کے کشتہ ہونے سے راجپوتون اور محمد اکبر کی فوج کے درمیان تزلزل پیدا ہوا اور ان کا پاے ثبات جگہ سے ہلا اُسکا دربار ٹوٹا کئی راجہ و امرا اُسکے پاس سے بادشاہ کے پاس چلے آئے اور بہت سے بھاگ گئے اور راجپوت یہ دیکھ کر کہ سارا مقابلہ ہمارے سر پر آن پڑے گا اپنے گھرون کو چلے گئے یا بادشاہ کے پاس چلے آئے عوام الناس نے یہ خبر اُڑائی کہ بادشاہ نے نذر دے تدبیر محمد اکبر کو فرمان لکھا اور اُس مین درج کیا کہ اگرچہ راجپوتونکی دلگیری کرکے اور قراولی و گرداوری کے باب مین جو ارشاد ہوا تھا اُسکو بجا لاؤ مگر اب اُنکو ہراول بنا لینا چاہئے تاکہ ہم مقابلے سے اور تم پیچھے سے اُنکا اچار نکالدین اور ایسا منصوبہ کیا کہ فرمان بجنسہٖ راجپوتون کے ہاتھ مین پڑا جو اس فرقے کے تفرقے کا سبب ہوا لیکن اس خط کے بنانے کی بات بازاری گپ ہے اسکی کچھ اصل نہین ہے -

الغرض محمد اکبر کی سیاہ بڑی باد بدبہ و شکوہ کشر تھی مگر تلوار میان سے نہ نکلی کہ اُسکو ہزیمت عظیم ہوگئی جب محمد اکبر نے دیکھا کہ راجپوتون نے اس سے روگردانی کی در گداس اور دو تین اور آدمی رانا کے اُسکے پاس رہے جنکے پاس دو تین ہزار سوار تھے کوئی رفیق اور لشکر ایسا ساتھ نہ تھا کہ کام آوے اسلیے وہ ناچار دکن کی طرف فرار ہوا اور وہ بذار خرابی سرحد رامیسری مین جا پہونچا جو سنبھا سے تعلق رکھتا تھا سنبھا اکبر کے استقبال کو آیا اور اپنا مکان رہنے کو دیا سنبھا نے اول اول اکبر کی بڑی خاطرداری کی مگر پھر اُسکے آدمیونکو کافی خرچ نہ دیا اس عرصے مین یہ خبر مشہور ہوئی کہ اعتقاد خان خلف اسد خان قلعہ رامیسری کی تسخیر کے لیے مقرر ہوا ہے اسلیے محمد اکبر یہ مصلحت سمجھا کہ جسطرح ہوسکے ایران جائے چنانچہ بہزار خرابی وہ وہان پہونچ گیا اور عالمگیر کے آخر عہد مین اسکو موت آگئی۔

مسلمانون کا جزیہ عیسائی قومون مین ایک وحشیانہ ٹکس سمجھا جاتا ہے اونکو اور غیر قومون کو یہ خیال ہے کہ اسلام یہ ٹکس متعصبانہ اسلیے مقرر کرتا ہے کہ مسلمانونکی عزت عظمت اور تسلط غیر قومون پر ظاہر ہو اور یہ بھی وہ خیال کرتے ہین کہ جزیہ مسلمان بنانے کا ذریعہ جبراً ہے جب جزیہ دینے والا جانتا ہے کہ اگر مسلمان ہوجاؤنگا تو اس محصول سے بچ جاؤنگا وہ لالچ مین آن کر مسلمان ہوجاتا ہے مگر اس جزیے کو ایسا خیال کرنا اور شریعت مصطفوی کو ایسا سمجھ لینا فقط غیر قومون کا تعصب مذہبی ہے جب شریعت اسلام کے موافق ہندوون پر جزیہ لگایا ہے تو مسلمانونپر زکوۃ بھی لگائی ہے۔

اس جزیے کے باب مین ٹاڈ راجستان مین اورنگ زیب کے نام خط کا ذکر ہے جسکو اورم صاحب نے تو یہ تحقیق کیا تھا کہ وہ مارواڑ کے راجہ جسونت سنگھ نے اورنگ زیب کو لکھا مگر یہ راجہ جزیہ کے حکم سے پہلے مرچکا تھا۔ ٹاڈ صاحب نے یہ تحقیق کیا کہ وہ رانا راج سنگھ نے اورنگ زیب کو لکھا تھا۔ اودیپور سے اُسکا منشی اصل کی نقل اُسکے پاس لایا تھا اُنھون نے اسکا ترجمہ انگریزی مین لکھا جسکا ماحصل اردو مین یہ ہے۔

رانا راج سنگھ کا خط اورنگ زیب کے نام

ساری حمد قادر مطلق کے لیے ہے اور تمام ستائش بادشاہ کے لیے ہے جو شمس و قمر کی طرح تابان و درخشان ہے بندہ گو حضور پرنور سے دور ہے مگر دل سے خیر خواہ ہے اطاعت اور دولت خواہی کے کام موقعے کرنے مین ساعی اور مصروف ہے میری عین تمنا دلی یہ ہے کہ مین ایسی خدمات بجا لاؤن کہ جن سے بادشاہ ہون امیرون راجون رایون اور ایران توران شام کے امیرون اور ہفت اقلیم کے باشندون اور تری و خشکی کے مسافرون کی بہبودی اور فلاح ہو یہ میرا میلان خاطر مشہور ہے حضور کو بھی اسمین ذرا شک نہوگا مین اپنی خدمات سابقہ اور حضور کے تحمل پر نظر کرکے جناب عالی کی خدمت مبارک مین حضور کی اور خاص و عام کی صلاح و فلاح کیلیے چند التماس کرتا ہون مجھے اطلاع ہوئی ہے کہ اس بندۂ خیر خواہ کے استیصال کے لیے اتنی دولت خرچ ہوچکی ہے کہ خزانۂ شاہی خالی ہوگیا ہے اُسکے معمور کرنے کے لیے جزیہ لینا قرار پایا ہے۔

حضور کے جد اعلےٰ محمد جلال الدین اکبر عرش آشیانی نے باون برس سلطنت عدالت اور شفقت کے ساتھ کی جس سے رعیت نے آسائش اور آرام پایا اور وہ خوش خوام رہی۔ اُسنے عیسائی۔ موسوی۔ داؤدی۔ محمدی

برہمن۔ لامذہب۔ دہریہ کو ایک ہی نگاہ سے دیکھا سب پر دیا۔ مہربانی شفقت عاطفت فرمائی اس لطف وکرم کا معاوضہ یہ ملا کہ جگت گرو اُسکا خطاب و لقب ہوا۔ اسی طرح نورالدین جہانگیر جنت مکانی نے بائیس برس تک شہنشاہی کی اور رعیت کو اپنے ظل عاطفت مین رکھا اور اپنے دوستونکی نیک خواہی اور خیر خواہی کی وجہ سے فتحمند رہا شاہجہان نے بھی اپنی ۳۲ برس کی فرمان روائی مین کچھ پہلے بادشاہون سے نیک نامی کم نہین حاصل کی رحم دلی اور نیکوکاری سے نیک نامی دوام پائی۔

یہ حضور کے باپ دادا کی رافت وکرم وعدالت کا حال تھا جب وہ ان اصول عدالت وبزرگی کے پیرو ہوے تو جہان اُنھون نے قدم رکھا وہان فتح وظفر ہمرکاب رہین۔ بہت قلعے اور ملک اُنکے قبض وتصرف مین آئے مگر حضور عالی کی مملکت مین سے بہت سا ملک نکل گیا اور آئندہ نکلنے والا ہے۔ سارے ملک مین تباہی اور غارتگری وقزاقی کا بازار گرم ہے اور کوئی اسکی روک ٹوک نہین رعایا ویران وبرباد ہوگئی۔ سارا ملک بھوکا مرتا ہے روز بروز دشواریان اور مشکلات جمع ہوتی جاتی ہین۔ جب بادشاہ اور بادشاہ زادوںکے گھر وینمین افلاس آگیا ہو۔ تو اے برحال امیران۔ سپاہ واویلا مچا رہی ہے۔ سوداگر شکایت کر رہے ہین۔ مسلمان ناراض بیٹھے ہین ہندو مینوابے وست پا ہو رہے ہین۔ بدنصیب خلقت کو رات کو روٹی میسر نہین ہوتی دن کو وہ غصہ کھاتے ہین اور رنج کے مارے سر کو دیدے مارتے ہین۔ کسطرح اُس بادشاہ کا جاہ وحشم باقی رہ سکتا ہے کہ وہ ایسی رعایا سے جسکا افلاس حد غایت کو پہونچ گیا ہی سخت محصول وصول کرے۔ اس زمانے مین مشرق سے مغرب تک یہ شہرت ہو رہی ہے کہ بادشاہ ہندوؤن سے جلکر برہمنون۔ سناروں۔ جوگیون۔ بیراگیون اور سناسیون سے جزیہ لے گا۔ اپنے خاندان تیموریہ کے ننگ ونام وعزت واحتشام کا کچھ خیال نہین کرے گا۔ بے گناہ تارک الدنیا آدمیونپر زبردستی کرے گا۔

جنابعالی کو کتب الہامی پر ایمان واعتقاد ہو تو آپکو یہ ہدایت ہوسکتی ہے کہ خدا رب العالمین ہے فقط رب المسلمین نہین ہے۔ ہندو مسلمان خدا کے نزدیک سب برابر ہین اُسنے اُنکے رنگ اپنے حکم سے مختلف بنائے ہین وہی سب کو پیدا کرتا ہے۔ مساجد مین اذان ہوتی ہے تبخانون مین گھنٹہ بجتا ہے مگر دونون جگہ ایک ہی خدا کی عبادت ہوئی ہے کسی غیر کے مذہب ورواج مین دست اندازی کرنا اور اُسکو بے عزت کرنا خدا کو ناراض کرنا ہے اگر کسی تصویر کو بگاڑ دے تو مصور کے دل مین کینہ خود بخود بے اختیار پیدا ہوتا ہے۔ شاعر نے سچ کہا ہے کہ قدرت کے مختلف کاموںکی عیب جوئی نہ کرو۔

القصہ چند ہندوون سے جزیہ مانگا جاتا ہے وہ عدالت کے برخلاف ہے اور حضور کی صلاح دولت کے لیے مضر ہے وہ ملک کو مفلس بنائے گا۔ وہ ایک بدعت ہے اور ہندوستان کے قوانین وآئین کے خلاف اگر حضور کو اپنی شریعت کی پابندی اس جزیہ لینے پر مجبور کرتی ہے تو عدالت کا مقتضا یہ تھا اول رام سنگھ سے جو سارے ہندوؤن کا مدعی ہے جزیہ طلب کرتے بعد اُسکے اس خیر خواہ سے مانگتے جسکا مقابلہ حضور آسانی سے کرسکتے ہین۔ بہادر جوانمرد ونکو جیونیٹیون کا اور کھیون کا ستانا زیبا نہین۔

یہ تعجب کی بات ہے کہ اراکین سلطنت نے غفلت کی کہ حضور کو خواب دبزرگی کے قواعد پر ہدایت نہین کی ۔

نوٹ ۔ اس خط مین یہ بات قابل غور ہے کہ رانا لکھتا ہے کہ اکبر نے باون برس سلطنت عدالت اور شفقت کے ساتھ کی حالانکہ اکبر کے ہاتھ سے رانا کے بزرگون کو زیادہ صدمہ پہونچا تھا اُسکو میوار کے آدمی ابتک برائی سے یاد کرکے رانا پرتاپ کو خیر وخوبی سے یاد کرتے ہین ۔ علے ہذا جہانگیر اور شاہ جہان کی یورشون نے بھی اُسکے ملک کا ستیاناس ملایا انکی توصیف مین تو رانا رطب اللسان ہے اور عالمگیر کو ایسے الفاظ سے یاد کرتا ہے حالانکہ ابھی تک عالمگیر کے ہاتھ سے اُسکو اس قدر نقصان نہین پہونچا تھا جتنا اکبر جہانگیر اور شاہجہان کے ہاتھ سے اُسکے بزرگون کو پہونچا تھا ۔

(۲) یہ جو لکھا ہے کہ اول رام سنگھ سے جو سارے ہندوون کا مُڈہے جزیہ طلب کیا جانا مطلب یہ ہے کہ کمزورونکو دبانا بزدلی ہے البتہ اپنے طاقت ور پر ہاتھ ڈالنا شجاعت اور صولت شہنشاہی کے شایان تھا لیکن اپنے زبردست سے جزیے کا سوال کرنیکی قوت نہین ۔ سمجھ لینے کی بات ہے کہ رام سنگھ تو اپنے آپ کو عالمگیر کا ماتحت اور خیر اندیش سمجھتا تھا اور اُسکے حکم سے وطن کا آرام چھوڑ کر آٹھ برس تک آسام مین پڑا رہا اور عالمگیر نے اسکے ساتھ ایسی نمکنت کا برتاؤ کیا کہ اپنے ہاتھ سے اسکو راج تلک نہ دیا جیسا کہ بادشاہون کے ہاتھ سے اسکے اسلاف کو دیا تھا اور اُسنے ذرا چون وچرا نہ کی ۔ جیپور والون مین یہ رام سنگھ پہلا شخص ہے

(۳) یہ جو لکھا ہے کہ رام سنگھ کے بعد رانا سے جزیہ مانگا جانا مطلب یہ ہے کہ عالمگیر مین اتنی طاقت نہ تھی لیکن رانا اتنا کمزور تھا کہ سپاہ عالمگیری کا حملہ شروع ہوتے ہی پہاڑون مین جا چھپا اور مقابلہ کرنے کی جرات نہ ہوئی چنانچہ مرآت احمدی مین لکھا ہے ہمہ ران آوکن کہ افواج قاہرہ تنبیہ وتادیب راجپوتان خصوصاً بہ تعاقب آنہا از تسلط وصولت بندہاے بادشاہی مسکن خود را گذاشتہ سیاب وار دریک جا استقامت نمیگرفت الخ آثر عالمگیری مین آیا ہے حسین علیخان بہت ونہم ذی الحجہ از درگذشتہ وبرسر رانا تاخت واو خیمہ واسباب گذاشتہ بدر زد ۔

(۴) یہ تحریر کرنا کہ عالمگیر مفلس ہوگیا تھا تردید کا محتاج نہین کیونکہ اُس کی آمدنی ۳۴ کروڑ روپے کی تھی مگر روپے کی قیمت یکسان نہ تھی انگریزی سیاحون نے دو شلنگ سے تین شلنگ تک بیان کی ہے ۔

(۵) کوئی تاریخ اور سنہ اس خط پر نہین لکھا معلوم نہین کہ اورنگ زیب کی زندگی مین وہ لکھا گیا یا اُسکے مرنے کے بعد اگر مان لیا جاے کہ وہ اسکی زندگی مین تحریر ہوا تو یقینی اُسکے پاس نہین بھیجا گیا اگر یہ عرضداشت اُس کے پاس جاتی تو اسکا جواب ضرور دیتا اُسکے فرامین وخطوط ورقعات مین کہین اسکا جواب نہین اور مسلمانونکی تاریخ مین مذکور ہین

ہندوستان مین قاعدہ ہے کہ کسی معزز ومعتبر انگریز کو کسی چیز کا شوق ہوتا ہے تو بہت سا ہندوستانی اسباب اصلی اور غیر اصلی اُسکے میلان خاطر کے موافق جمع کر دیتے ہین مثلاً بعض انگریزونکو قدیم سکون کے جمع کرنے کا شوق ہوا ہزارون جعلی سکے بناکر اُسکو لا دیے ایسے ہی کرنل ٹاڈ کو یہ خط اور بہت سے نوشتے ہندوستانیون نے جعلی بنا بنا کے دیدئے ہونگے جب تک کسی نوشتے کی سند معتبر ہو وہ پایہ اعتبار سے ساقط ہوتا ہے

(۶) معتبر کتب تواریخ فارسی سے ثابت ہے کہ رانا راج سنگھ نے سخت تباہی اٹھانے کے بعد ۲۴ جلوس عالمگیری مطابق ۱۰۹۱ھ ہجری و ۱۶۸۰ء مین جزیے کے عوض مین تین پرگنے پورا ور مانڈل اور بدھنور دیکر محمد اعظم کی معرفت عفو تقصیر کی درخواست کی اور شاہزادے کی سفارش سے قصور معاف ہوکر منصب پنجہزاری ذات پنجہزار سوار سے سرفراز ہوا اور کل ملک مفتوحہ واپس دیا گیا۔ جیسا کہ امرائے ہنود مین ہے۔

لین پول لکھتا ہے کہ راجپوت سانپ کو ہلکا سا خراش لگ گیا لیکن وہ مرانہ تھا جنگ کا سلسلہ جاری رہا آخرکار اودے پور کے رانا نے جسکو راجپوتونکی طرف سے زیادہ نقصان پہونچا تھا اور نگ زیب سے ایک معزز صلح کرلی کیونکہ اس جنگ سے اب اورنگ زیب عاری ہوگیا تھا اس صلح نامے مین نفرت خیز جزیے کا نام تک بھی نہ آیا لیکن رانا کو اپنے ملک کا ایک قلیل جزا اس فعل کی پاداش مین کہ وہ شاہزادۂ اکبر کا شریک ہوگیا تھا دینا پڑا اور دیپور کے رانا نے تھوڑے ہی دنون مین شرائط صلح نامہ پر پانی پھیر دیا اسد اکبر ان چند سطرون مین کسقدر جھوٹ کا انبار ہے الفنسٹن صاحب فرماتے ہین خود اورنگ زیب کو لڑائی کے اختتام کی خواہش ہوئی چنانچہ اپنی تدبیر و حکمت سے اودے پور کے رانا کو آشتی کی درخواست پر آمادہ کیا اور جسکی درخواست اسکی طرف سے گذری فوری الفور اسکی طرف توجہ کی چنانچہ جزیے سے اعراض برتا گیا اور ملک کے جس ٹکڑے کو جزیے کے معاوضے مین لیا تھا اکبر کی اعانت کے جرمانہ مین رکھا گیا لیکن واقعہ یہ ہے کہ جودھپور اور اودیپور دونون ریاستونکو عالمگیر کی فوجون نے پامال کردیا اور رانا سے اودیپور اپنے مستقر سے بھاگ کر انتہائے سرحد تک پہونچ گیا آخر جب ہر طرح سے مجبور ہوا تو شاہزادۂ محمد اعظم کے ذریعہ سے سفارش کرائی اور پرگنہ مانڈل و پورا اور بدھنور جزیے کے عوض مین دینے منظور کئے اور عالمگیر نے اپنی معمولی فیاض دلی سے کام لیا اور ۲۴ جلوس مین جب رانا دربار مین حاضر ہوا تو خلعت اور خطاب اور پنجہزاری منصب عطا کیا مولوی شبلی مرحوم نے اپنے رسالۂ موسومہ اورنگ زیب عالمگیر پر ایک نظر مین اسیطرح لکھا ہے۔ مآثر عالمگیری مین ہے۔

چون رانا از ملک و مسکن رانده شد و تا سرحدش گریخت مفرے جز زنہار جوی و امان طلبی او را نماند بدامان استشفاع بادشاہزاده کریم عطا پیشہ محمد اعظم دست عجز و ضراعت در آویخت و گذرا نیدن پرگنہ مانڈل و پورہ و بدھنور را عوض جزیہ وسیلۂ عفو جریمہ آورد و ملازمت بادشاہ زادہ را ذریعہ بختیاری خود اندیشید۔

مآثر الامرا مین ہے۔

چون رانا اودیپور را خالی گذاشتہ راہ فرار پیمود فوجے بسرکردگی حسین علی خان بہ تعاقب او متعین شد و پسر محمد اعظم شاہ و سلطان بیدار بخت نام زد شدند و پس از انکہ ملک رانا لگدکوب سم اسپ فیروزی گردید از اوطان مالوفہ برآمدہ بے ملجا و ماوا گشت سال بست و چہارم (جلوس عالمگیری) دست ضراعت بدامان شفاعت زادہ زدہ پرگنہ مانڈل و بدھنور در عوض جزیہ بہ سرکار بادشاہی گذاشت۔

مخفی نہ رکھو کہ ان معتبر تاریخون مین تصریح ہے کہ رانا عاجز آکر معافی کا خواستگار ہوا الفنسٹن وغیرہ کہتے ہین کہ عالمگیر نے خود مجبور ہوکر سلسلہ جنبانی کی ان تاریخون مین ہے کہ رانا نے دو تین پرگنے جزیے کے عوض مین پیش کئے۔

یورپین مورخ کہتے ہین کہ جزیے کا نام تک نہ آیا اور وہ پرگنے اکبر کی اعانت کا معاوضہ تھے اور یہ بنود بین کچھ اور ہی لکھدیا ہے کہ شاہزادے کی بغاوت سے کچھ دن پہلے رانا راج سنگھ کا آخر وقت آگیا اور خود ہی ۱۶۸۱ء مین اُسکا ہلاک ہونا مانا ہے حالانکہ تمام واقعات عالمگیر کے ۲۵ سنہ جلوس تک ختم ہوگئے اور ۲۵ جلوس مطابق ۱۶۸۱ء مین وہ دکن کو روانہ ہوگیا تھا۔ اور ریاست اودیپور مین جو تاریخین تیار کرائی گئی ہین اُن مین صلح کی کارروائی رانا راج سنگھ کے بعد اسکے بیٹے جے سنگھ کے وقت مین مانی گئی ہے مین نے اس معاملہ کا صحیح و درست حال فارسی کی معتبر تاریخون سے اقتباس کیا ہے۔

کرنل ٹاڈ نے اس لڑائی مین بادشاہ کا پہاڑون کے اندر گھر جانا اور اعظم کا رن تھنبور بھاگ جانا محض غلط لکھدیا ہے شاہزادہ یا بادشاہ نہ پہاڑون مین آئے اور نہ صلح ہونے سے پیشتر راجپوتانے کے باہر گئے۔ اس لڑائی کے بعد ہمیشہ کے واسطے میواڑ کی طاقت کو نقصان پہونچا جیسا کہ ہاست بہاڑ کے لیکھ سے بنوائی ہوئی تاریخ تحفۂ راجستان مین مذکور ہے اور اسی کتاب مین یہ بھی لکھا ہے کہ راج سمندر تالاب کے کنارے پر جہان شاہزادہ اعظم ٹھہرا ہوا تھا رانا نے آکر آداب و سلام کیا اور نذر دکھائی شاہزادہ خرم اور رانا امر سنگھ کی طرح اسوقت بھی برناوہ دلیر خان اور حسین علیخان دہنی طرف اور رانا شاہزادۂ اعظم کے بائین طرف بیٹھے رانا نے پانسو اشرفی اور اٹھارہ گھوڑے پیش کئے اور شاہزادے کیطرف سے خلعت بہتیار ہاتھی گھوڑا اور پانچہزاری منصب دیا گیا رانا کے ہمراہیون کو سو خلعت چالیس گھوڑے اور کچھ ہتیار ملکر رخصت ہوئی پھر رانا نواب دلیر خان سے ملنے گیا جہان اُسکے لئے نو گھوڑے اور کنور کے واسطے گیارہ ہاتھون اور جڑاؤ زیور دیا مین نے یہ تمام حال رانا راج سنگھ کے ضمن مین لکھدیا کیونکہ صلح ۱۶۸۰ء مین ہوئی تھی اور اسوقت وہ زندہ تھا اور کتاب مذکور مین بے سنگھ کے حال مین یہ واقعہ لکھا ہے حالانکہ خود ہی راج سنگھ کی وفات سمبت ۱۷۳۷ مطابق ۱۶۸۱ء مین مانی ہے۔

بہرصورت رانا اٹھائیس برس کے قریب حکومت کرکے سالمذکور مین گوگوندہ مقام پر سردارون وغیرہ کے زہر دینے سے دفعۃً گذر گیا وہ ایک تند مزاج اور بلند ہمت شخص تھا۔

۶۰ - رانا جے سنگھ

یہ اپنے والد کے بعد گدی پر بیٹھا۔ اور ہر طرح بادشاہ کی اطاعت مین سرگرم رہا ۲۵ سنہ جلوس مطابق ۱۰۹۱ ہجری (۱۶۸۰ء مین عالمگیر دکن کو روانہ ہوا اور اخیر عمر تک انھین اطراف مین مرہٹون سے لڑتا بھڑتا رہا ان لڑائیون مین اسکی فوج مین راجپوت اسطرح نظر آتے تھے جسطرح اور مسلمان قومین چنانچہ تاریخون مین جہان فوجون کا ذکر آتا ہے راجپوتون کا نام بھی خاص طور پر آتا ہے یورپین مورخ کہتے ہین کہ راجپوت ان لڑائیون کے بعد ہمیشہ کے لیے عالمگیر سے الگ ہوگئے اور ایک راجپوت نے بھی عالمگیر کی حمایت مین انگلی نہ ہلائی۔

لیکن واقعہ یہ ہے کہ نہ صرف فوجی راجپوت بلکہ راجپوتکے بڑے بڑے راجہ مہاراجہ اخیر وقت تک عالمگیر کے ساتھ فوجی مہمات مین شریک رہے اور مرہٹون کے پامال کرنے مین وہ مسلمان افسرکے داہنے ہاتھ رہے

راجپوتوں کی اصلی طاقت جو دھپور جے پور اور اودے پور تھی اودے پور کے رانا اونکے بیٹے خود عالمگیر کی فوج میں معزز عہدہ پر ممتاز تھے اور اخیر وقت تک ساتھ رہے۔

سنہ ۴۳ جلوس عالمگیری مطابق سنہ ۱۱۱۰ ہجری (سنہ ۱۶۹۸ء) میں رانا جے سنگھ کا بیٹا اندر سنگھ حاضر دربار ہوکر منصب دو ہزاری ذات ہزار سوار سے مفتخر ہوا اسکا دوسرا بھائی بہادر سنگھ اسی سال منصب ہزاری ذات یا نصد سوار سے سرفراز ہوا۔ رانا راج سنگھ کا بیٹا بھیم سنگھ صلح ہونے اور اپنے باپ کے مرنے کے بعد عالمگیر کے پاس جلا گیا بادشاہ نے اسکو کئی لاکھ روپیہ سالانہ کی جاگیر دی جسمیں سے اب ایک پرگنہ بنیڑہ میواڑ کے ماتحت باقی رہ گیا ہے بھیم سنگھ جبکہ دکن میں مرا تو اسکا منصب پنجہزاری تھا کہ رانا کرن سنگھ کے بھائی ٹوڈہ کے راجہ بھیم اور اسکے بیٹے راجہ رائے سنگھ کے سوا کسی دوسری ریاست کے رشتہ دار کو کبھی نہیں ملا۔

رانا نے عالمگیر سے یہ درخواست کی کہ جزیے کی بابت نقد لاکھ روپیہ سالانہ شاہی خزانۂ اجمیر میں داخل کرا دیا کریگا اسکی بابت رانا راج سنگھ کے وقت سے جو پرگنہ پرگنہ پرُو بدھنور مکفول ہیں وہ واپس مرحمت ہو جائیں بادشاہ نے یہ عرضداشت اسکی منظور کرلی اور منصب میں ہزار سوار کا اضافہ کرکے پنجہزاری ذات اور پنجہزار سوار اور ہزار سوار دو اسپہ سے مفتخر کیا اور خلعت اور ہاتھی دیا لیکن یہ پرگنے جزیے کے عوض میں شمار نہیں کئے گئے بلکہ تنخواہ اور انعام کے طور پر دیے گئے اسکی بابت بادشاہ کا جو فرمان صادر ہوا تھا اسکی نقل یہاں پیش کیجاتی ہے۔

نقل

باسمہٖ سبحانہ و تعالےٰ شانہ

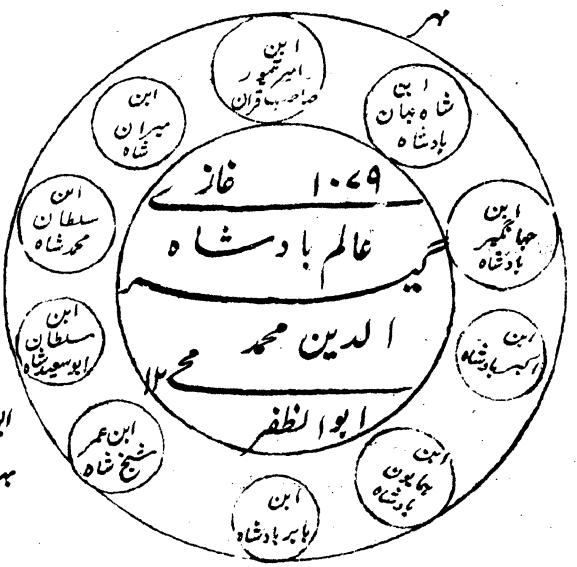

طغرا

فرمان عالی شان
ابو النظفر محے الدین
بہادر عالمگیر بادشاہ
غازی

عمدۂ راجہاے دولتخواہ زبدۂ متہوران بلا اشتباہ خلاصۃ الاماثل والاقران نقاوۃ انظائر والاخوان
مورد مراحم بیکران سزاوار عنایت واحسان مطیع الاسلام رانا جے سنگھ بہ نوازش بادشاہی مفتخر ومباہی
بودہ بداند عرضداشتے کہ درین ایام فیروزی انجام بہ عتبۂ سپہر احتشام ارسال داشتہ بود از نظر انور اطہر گذشت
گذشت وور پیشگاہ جہانبانی بظہور پیوست کہ آن زبدۃ الاماثل تعہد نمودہ کہ اگر از درگاہ ارفع فضل وکرم پرگنہ
پرود بہ منورہ بہ مرحمت شود عوض این دو محال ہر سال مبلغ یک لکھ روپیہ بابت جزیہ بہ چہار قسط عائد خزانہ عامرہ
صوبہ دار الخیر اجمیر کند ومال ضامن بدہد۔ بنابرین از راہ ذرہ پروری وبندہ نوازی آن عمدۃ الاشباہ را بموجب
اضافہ ہزار سوار وعنایت ہشتادلک دام انعام کہ اصل واضافہ پنجہزاری ذات پنجہزار سوار وہزار سوار دو اسپہ
دو کرور دام انعام باشد سربلندی بخشیدہ دو محال مسطور در تنخواہ اضافہ وانعام مرحمت فرمودہ بہ عنایت خلعت
وفیل بین الاقران سرمایۂ امتیاز عطا فرمودیم۔ باید کہ شکر وسپاس عواطف ومراحم فراوان اشرف اعلے بہ تقدیم
رسانیدہ مطابق تعہد خویش مال ضامن در اجمیر بہ دیوان آنجا دادہ ہر سال مبلغ یک لکھ روپیہ جزیہ
بہ اقساط مقررہ بہ خزانۂ عامرۂ صوبہ مذکورہ واصل سے نمودہ باشد درین باب قدغن شدید دانند در سوخ ارادت
وبندگی راد بارگاہ عظمت وجلال ثمر مزید احسان وافضال وسود وبہبود حال ومآل خویشتن شناسد۔
نہم شوال سی وچہارم از جلوس والا نگارش یافت (سنہ الہ ہجری = سنہ ۱۶۹۰ع)

عبارت پشت

بر رسالۂ سیادت ونقابت پناہ شرافت ونجابت دستگاہ عمدۂ وزرا
رفیع الشان زبدۂ امراے بلند مکان ناظم مناظم ملک ومال ناہج
مناہج دولت واقبال خان شجاعت نشان
جملۃ الملک مدار المہام اسد خان
مہر وزیر

اسد خان
بندۂ بادشاہ
عالمگیر
غازی

ایکبدخانگی جھگڑون کے سبب رانا کے بیٹے مرسنگھ نے اپنی ننہال بوندی سے دس ہزار فوج لیکر میواڑ کے
بہت سے سردارون سمیت بغاوت اختیار کی رانا مدد مانگنے کو بادشاہ کے پاس جانا چاہتا تھا لیکن اُس کو
گوڈواڑ سے جواب ماڑواڑ کے شامل ہے بعض خیرخواہ سردار لوٹا لائے اور باپ بیٹون مین قول واقرار کے
ساتھ صلح کرادی تین لاکھ سالانہ آمدنی کا پرگنہ راج نگر کنور کو جاگیر مین ملنے سے امن ہوا۔ جے سنگھ

سمبت ۱۷۵۵ مطابق ۱۶۹۹ء مین اٹھارہ برس راج کرنے کے بعد گذر گیا۔

وقایع راجپوتانہ مین لکھا ہے کہ جے سنگھ عیاش اور آرام طلب ہوگیا تھا اسلئے کل زمانے مین نزاع خانگی ہوتی رہی

۶۱۔ مہاراناامر سنگھ دوم

سمبت ۱۷۵۵ مطابق ۱۶۹۹ء مین گدی پر بیٹھا اسنے ڈونگر پور امرا نسوڑہ وغیرہ کے رئیسون کو کبھی چین نہ لینے دیا۔ یہ تکا تین سنکر عالمگیر اکثر ناراض رہتا تھا۔ دو برس تک بادشاہی طرف سے ٹیکہ کا سامان اور خلعت وصول نہ ہوا جسکے لیے پچاس ہزار روپیہ اسد خان وزیر کو دینا پڑا۔ ایک بار رانا نے ڈونگر پور کا علاقہ لوٹ کر قدیمی دستور کے موافق دربار سے نذرانہ بھی وصول کر لیا جسکی تحقیقات کو بادشاہی طرف سے اسد خان وزیر کا بھائی بہو منخان بخشی موقع پر بھیجا گیا لیکن اُسنے رعایت سے ڈونگر پور والونکی پیش قدمی ظاہر کر کے بادشاہ کو خاموش کیا۔ سجان سنگھ وغیرہ راٹھوڑونکے ساتھ بھی جو بادشاہ کے حکم سے پرگنہ ماندل کے جاگیردار تھے اور جن کی اولاد اب اجمیر کے علاقے جونیان وغیرہ مین باقی رہگئی ہے میواڑ والونکی ہمیشہ تکرار ہوتی رہی لیکن اسد خان وزیر جو رشوت کھاکر دوست بنگیا تھا ہر موقع پر بڑی سے فیصلہ کرادیتا۔

سمبت ۱۷۶۳ مطابق ۱۷۰۶ء مین عالمگیر دکن سے ہندوستان کو آتا ہوا احمد نگر مقام پر گذر گیا اُسکے بعد شاہزادون مین سے اعظم شاہ بڑے بھائی بہادر شاہ سے لڑکر مارا گیا۔ بہادر شاہ تخت نشین ہوکر چھوٹے بھائی کام بخش کے مقابلے کو دکن کیطرف روانہ ہوا اُس کے ہمراہیون مین سے مہاراجہ اجیت سنگھ تو اس وجہ سے کہ اُسنے عالمگیر کے مرنے پر جودھپور لے لیا تھا اور پھر بادشاہی خالصے مین ہوگیا تھا اور راجہ جے سنگھ کچھواہہ اس سبب سے کہ شاہزادہ کی لڑائی مین وہ اعظم شاہ کا شریک تھا اور اسکا وطن آنبیر ضبطی مین آگیا تھا علاقہ مالوہ سے میواڑ مین بھاگ آئے جہان اُنھون نے بادشاہ کی مخالفت مین اتفاق کیا اس موقع پر اقرار ہوا کہ راٹھوڑ دکھو اے بادشاہ ہونکو بیٹی دینا چھوڑ دین تو اودے پور والے اُنکے ساتھ رشتہ داری جو رانا پرتاب سنگھ کے وقت سے چھوٹ گئی ہے پھر جاری کرین اور دوسرے راجہ اودے پور کی بیٹی کو جو اُنھین بیاہی جائے سب رانیون سے درجے مین بڑا اور اُسکی اولاد کو بغیر لحاظ عمر کے گدی کا حقدار سمجھین۔ اسکا نتیجہ خلاف امید نکلا راجہ اجیت سنگھ نے اقرار نامے کے بعد لالچ سے فرخ سیر بادشاہ کو بیٹی بیاہ دی اور سوائے جے سنگھ نے مادھو سنگھ کو جو اودے پور والون کی لڑکی سے پیدا ہوا تھا محروم رکھکر ایشری سنگھ کو ولی عہد قرار دیا جس کی بابت لڑائی اختیار کر کے میواڑ نے اپنے کئی پرگنے کھو دیے اور مرہٹون کو آپس کے بگاڑ سے راجپوتانہ مین دخل کا موقع ملگیا۔

سمبت ۱۷۶۵ مطابق ۱۷۰۸ء مین بہادر شاہ دوبارہ راجپوتانے کی طرف آیا کیونکہ جے پور اور جودھپور کے راجپوتون نے اپنے قبضے مین کر لیا تھا جب بادشاہ اجمیر مین آیا تو اُسنے اودے پور اور جودھپور کیطرف افواج بھیجین کہ ملک و مال کو پامال اور اطفال و عیال کو قید کرین سیر حاصل آبادیون اور زراعت کو خراب کرین جب اس فوج نے کوچ کیا تو راجپوت خواب غفلت سے بیدار ہوئے۔ وکیلون کو درمیان مین ڈالکر خان خانان

معظم خان بہادر کی معرفت اپنی تقصیرات کو معاف کرایا اُس زمانے مین سکھون نے پنجاب مین تاخت و تاراج شروع کی تھی اور آٹھ نو مہینے کے عرصے مین دارالخلافت شاہجہان آباد سے دو تین منزل تک اور سواد دارالسلطنت لاہور من تمام مشہور قصبات و معمورے سکھون کی تاخت و تاراج سے پامال اور ویران ہوئے اور بیشمار آدمی مرے اور ایک خلقت کو سکھون نے برباد کیا اور بزرگون کی قبرون اور مزارون کا نشان نہ چھوڑا سو دو سو ہندو اور مسلمان جو سکھ گرفتار کرتے اُنکو یک جا بٹھا کر قتل کرتے کیونکہ سکھ ہندو سے بھی الگ ہین وہ مورتی پوجک نہین ہین وہ ہندو وںکے اوتارو نکو بھی نہین مانتے اور شرادھ وغیرہ کے بھی قائل نہین ہین وہ چوٹی اور جنیو وغیرہ بھی نہین رکھتے وہ ویدون اور شاستر و نکو بھی نہین مانتے ان کا طریقہ شادی بھی ہندوون سے بالکل الگ تھلگ ہے انکی قومیت اور مذہب بھی بالکل جدا ہے کیونکہ جہان ہندو بت پرست ہین وہان سکھ توحید پرست گورو دوارون کو جو مورتیون سے پاک صاف کیا جاتا ہے اس سے بھی عیان ہے کہ سکھ مذہباً ہندو نہین ہین پس بادشاہ نے سکھون کا فساد مٹانے کی غرض سے راجپوتون کی بعض شرائط کو جو اُسکو پسند نہ تھین بتقاضائے وقت منظور کر لیا۔ اور یہ فیصلہ ہوا کہ راجہ جے سنگھ و راجہ اجیت سنگھ اور رانا سے اودیپور کے اور دوسرے راجپوتونکے وکیل سرسواری ملازمت کرین اور خلعت ملازمت و رخصت اُسی روز پہنکر بادشاہ کے کوچ کے بعد سرانجام سفر کر کے بادشاہ کے پاس پہونچ جائین تمام بانام و نشان راجپوتونکے تیس چالیس ہزار سوار ونکی جمعیت نے محلہ بناکے اور اپنے ہاتھو نکو رو مال سے باندھ کے سرسواری ملازمت کی اور عطائے خلعت و اسپ و فیل سے مفتخر اور مرخص ہوے۔ راجپوتونکا حال ہم نے خافی خان کی تاریخ سے نقل کیا ہے ٹاڈ راجستان اور انگریزی تواریخ مین معلوم نہین کہ کس استناد پر یہ لکھا ہے کہ جسوقت کام بخش سے بہادر شاہ لڑنے کے لیے جانے لگا ہے تو رانا امر سنگھ والی اودیپور نے ایک مخفی عہدنامہ کر لیا جسکی شرائط ٹاڈ راجستان مین یہ لکھی ہین۔

اوّل۔ شاہجہان کے زمانے مین جو ریاست چتوڑ کی صورت تھی وہ دوبارہ قائم ہو۔

دوم۔ گاے کشی ممنوع ہو۔

سوم۔ شاہجہان کے زمانے مین جو اضلاع رانا کے پاس تھے وہ سب بدستور اسکو دئے جائین۔

چہارم۔ ساری مذہبی رسوم و عبادت مین وہی آزادی حاصل ہو جو اکبر کے عہد مین تھی۔

پنجم۔ رانا جس شخص کو برطرف و خارج کرے گا تو بادشاہ اُسپر مہربانی نہین کرے گا۔

ششم۔ دکن کی خدمت کے لیے جو رانا سے سپاہ لی جاتی تھی وہ نہ لی جائے رانا نے ان شرائط کو پیش کیا اور بہادر شاہ نے قبول کیا اور کہا کہ خدا کے فضل سے ان مین کبھی انحراف نہین ہوگا۔

مارواڑ کے راجہ اجیت سنگھ سے انھین شرائط پر عہد و پیمان ہوئے مگر امداد کے لیے فوج دینے کی شرط قائم نہ ہوی جے پور کے راجہ جے سنگھ پر بڑی کڑی کڑی شرطین لگائین اور اُسکی وجہ یہ تھی کہ اگرچہ اس

راجہ نے خود مختاری کا دعوے نہین کیا تھا مگر بہادر شاہ کی مخالفت مین اعظم شاہ سے موافق ہوگیا تھا چنانچہ اسکی دارالریاست مین سپاہیون کا ایک بڑا گروہ متعین کیا اور اسکی امدادی فوج کی حکمرانی اس سے متعلق تو کی جو بادشاہی فوج کے ہمراہ گئی تھی مگر معلوم ہوتا ہے کہ اسکی خاص ریاست مین تمام اختیار اسکا ضبط کیسا تھا۔

جبکہ پورش کے زمانے مین بادشاہی فوج نربدا پر پہونچی تو اجیت سنگھ اور جے سنگھ دونون اپنی اپنی فوجین لیکر الگ ہوگئے اور اپنے اپنے گھر چلے گئے اور بہادر شاہ کے مخالف ہوگئے جب بہادر شاہ نے کام بخش کا قصہ تمام کیا تو اسنے راجاؤنکے اتفاق توڑنے کا قصد کیا۔ راجپوتون کی مملکت مین ابتک وہ نہ پہونچا تھا کہ ناگاہ یہ پرچہ لگا کہ سکھون نے سرہند پر قبضہ کرلیا اور پنجاب کا ایسا حال تھا کہ اسکو راجپوتونکے مقدمے مین تدابیر مجوزہ کی تعمیل وتکمیل کی فرصت نہ ملی بہادر شاہ نے اس سبب سے راجپوتون سے آشتی چاہی مگر راجپوتونکی فریبی چالونکا کھٹکا مانع ومزاحم ہوا چنانچہ وہ خود نہ گیا بلکہ اپنے بیٹے عظیم الشان کو دونون راجاؤن سے ملاقات کے لیے ایک مقام معین پر روانہ کیا جو بادشاہی فوج کے رستے پر واقع تھا یہ راجہ اپنی فوجون سمیت آئے غرض کہ ساری درخواستین راجپوتونکی منظور ہوئین یہ صلح ۱۱۲۱ھ ہجری مطابق ۱۷۰۹ء مین ہوئی۔

بہادر شاہ نے امر سنگھ کو رانا کی جگہ مہارانا خطاب بخشا اور پانچ برس کے قریب حکومت کرکے مرگیا اسکے بعد جہاندار شاہ جو میواڑ سے دوستی رکھتا تھا بادشاہ بنا اور اسوقت سے سلطنت کمزور ہوکر سرداروں کا زور اختیار بہت بڑھ گیا۔

سمبت ۱۷۶۷ مطابق ۱۷۱۰ء مین مہارانا امر سنگھ دوم جو ایک ضدی شخص تھا بارہ برس راج کرکے گذر گیا

۶۲۔ مہارانا سنگرام سنگھ دوم

سمبت ۱۷۶۷ مطابق ۱۷۱۱ء مین اپنے والد کے بعد گدی پر بیٹھا۔ اسکے سامنے مغلیہ سلطنت جو قریب قریب کل ہندوستان پر پھیلی ہوئی تھی ابتر ہونے لگی اور اطراف ممالک کے رئیس شاہی ملک پر قبضہ جما کر خود مختاری کا دم بھرنے لگے بہادر شاہ کے پیچھے جہاندار کو فرخ سیر نے سید عبداللہ خان اور حسین علی خان سادات بارہ کی مدد سے قتل کیا۔ سیدون نے فرخ سیر کو بادشاہ بنایا جو سیدون کے سامنے کچھ اختیار نہین رکھتا تھا اور ناآزمودہ کار جوان تھا۔ سیدونکی رائے پر چلتا تھا قسمت سے تاج وتخت سلطنت ملگیا تھا خاندان تیموریہ کا جو ہر شجاعت تھا وہ اسکے خلاف جبن ذاتی رکھتا تھا صاحب غرض کی سخن کی تہ پر نہ پہونچتا تھا آخرکار اپنے رفیق سیدون کے ہاتھ سے مارا گیا بعد اسکے شمس الدین ابوالبرکات رفیع الدرجات کو سیدون نے بادشاہ بنایا تین ماہ دس روز کے بعد اسنے انتقال کیا سیدون نے اب رفیع الدولہ ملقب بہ شاہ جہان ثانی کو تخت سلطنت پر بٹھایا یہ دونون امور فرمانروائی مین اصلا اختیار نہین رکھتے تھے بلکہ تصویر کا حکم رکھتے تھے کہ تخت پر بطور طلسم کے تعبیہ کردی تھی اور اسکے دور مین سیدونکے آدمی منصوب تھے

پنج مہینے چند روز یہ بھی سلطنت کرکے گذر گیا جب رفیع الدولہ کا آفتاب حیات غروب ہوا تو روشن اختر محمد شاہ کو نیا بادشاہ بنایا اسنے سعادت خان برہان الملک اور آصف جاہ نظام الملک وغیرہ کی مدد سے سیدونکو تباہ کیا لیکن وہ خود عیاشی اور کم عقلی سے ملک کو نہ سنبھال سکا اُسکے وقت مین نادر شاہ ایرانی سلطنت کو مغلوب کرکے کئی کروڑ روپے کا جواہر اور نقد و جنس اور تخت طاؤس لے گیا اس تخت مین بیش قیمت جواہر ونی پچاس ہزار مثقال قیمتی اسی لاکھ روپے کے لگے تھے اور ایک لاکھ تولہ سونا قیمتی چودہ لاکھ روپے کا کام مین آیا تھا یہ تخت سات سال مین تیار ہوا تھا اور ایک کروڑ روپیہ اسمین صرف پڑا تھا۔

اس بادشاہ کے عہد مین شہنشاہت برائے نام رہگئی برہان الملک نے اودھ کا صوبہ دبالیا جہان اوس کی اولاد مین شجاع الدولہ۔ آصف الدولہ اور واجد علی شاہ وغیرہ ۱۲۵۶ھ تک حکومت کرتے رہے حیدرآباد دکن کے علاقے پر نظام الملک نے خود مختار ریاست قائم کی جہانپر اس وقت تک اُسکی اولاد قابض چلی آتی ہے بنگال بہار۔ روہیلکھنڈ اور مدراس وغیرہ مین دوسرے کئی سردار خود سر نواب بن بیٹھے تھے جو شروع انگریزی عہد مین لڑ بھڑ کر برباد ہوگئے۔ دکن گجرات اور مالوہ وغیرہ مین مرہٹون نے بڑی قوت پیدا کرلی تھی جنکے ماتحتون مین سے بڑودہ۔ گوالیار اور اندور وغیرہ کئی ریاستین قائم رہ گئی ہین۔

اگرے کی طرف بہت سے گاؤن راجہ جے سنگھ اور بھرتپور والون نے دبا کر اپنی ریاست مین شامل کئے اور گجرات کا بہت سا علاقہ راجہ اجیت سنگھ نے مارواڑ مین داخل کیا اسطرح ہندوستان کی شاہنشاہی محمد شاہ کے عہد مین ابتر ہوئی لیکن میواڑ اس وقت بھی فساد پھیلانیکے خیال سے فائدہ اُٹھانے مین محروم رہا اسکے پرگنات پرُ اور مانڈل وغیرہ جو بادشاہی طرف سے رن باز خان وغیرہ میواتیونکو جاگیر مین دیدئے گئے تھے اُن لوگون کو غارت کرکے واپس لیے۔

سمبت ۱۷۹۰ مطابق ۱۷۳۳ء مین مہارانا سنگرام سنگھ تیئیس برس راج کرکے گذر گیا اُسنے اپنے بعد چار بیٹے چھوڑے بڑے کنور جگت سنگھ کو ریاست میواڑ دوسرے ناتھ جی کو جاگیر باگور تیسرے باگھ جی کو کرجالی اور چوتھے ارجن سنگھ کو سیورتی ملی اس زمانے کے بعد کسی رئیس کی اولاد مین پہلی گئی پیڑھی کے بعد ریاست مین اولاد نہ ہونے کے سبب مہارانا سنگرام سنگھ کی نسل ہی مین سے حقدار تجویز ہو کر اب تک گدی پر بٹھائے گئے۔

۶۳۔ مہارانا جگت سنگھ دوم

سمبت ۱۷۹۰ مطابق ۱۷۳۳ء مین اپنے باپ کی گدی پر بیٹھا۔ اُسکے زمانے سے میواڑ مین مرہٹون کی مداخلت شروع ہوئی اور اُنھون نے میواڑ کو بہت ستانا شروع کیا اور رہا سہا ملک بھی کم ہو کر اُسمین کوئی پہلا سا طاقت کا سامان باقی نہ رہا۔ دہلی کی سلطنت ضعیف دیکھکر اکثر راجاؤن نے میواڑ کے علاقے مین ہڑپ مقام پر دعوا مہارانا جگت سنگھ سے عہد کیا کہ اب مغلون کو کوئی بیٹی نہ دیگا آپ ہم سے رشتہ داری جاری کرین تاکہ سب مل کر راجپوتانے کی خود مختاری پر تیار ہون اس کارروائی مین پھر کچھ کامیابی نہ ہوئی کیونکہ جے پور

اور جودھپور والے عورکو اودے پور کے برابر سمجھنے لگے تھے جس سے ایک کی مانگنی پسند نہ ہو کر سب ادھر ناتہ لگے

وقایع راجپوتانہ مین لکھا ہے کہ جگت سنگھ عیش و عشرت کے سبب سے حکومت کے لائق نہ تھا اوسکے زمانے مین راج کو جلد زوال ہوا اول تو بھائیون عناد ہونے سے سرداران ریاست باہم فساد مین مصروف رہے دوسرے مرہٹے روز بروز زبردست ہوتے جاتے تھے مالوہ و گجرات پر قابض ہو گئے تھے نادر شاہ کی معاودت کے بعد محمد شاہ بادشاہ دہلی نے اُنکو چوتھ یعنی آمدنی ملک کی چہارم دیدی تھی اور اُنھون نے ماتحت سمجھکر راجپوتانے کی ریاستون سے وصول کی چنانچہ ۱۷۳۶ء مین باجی راؤ پیشوا اور مہارانا کے درمیان عہدنامہ ہوا اُسکے بموجب ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ سالانہ خراج میواڑ سے پیشوا کو ادا ہونا قرار پایا۔

مہاراجہ سوائی جے سنگھ والی جے پور نے مہارانا سنگرام سنگھ دوم کی بہن سے جیسا کہ پہلے دین ہے اور بقول بعض دختر سے اس شرط پر شادی کی تھی کہ اودیپور کی لڑکی سے جو بیٹا ہو وہ بجز رانیون کی اولاد کلان سے بھی فائق متصور ہو کر مسند نشین ہو اسی حال مین ہمراہ منسوخی شرط مذکور اپنے پسر کلان ایشری سنگھ کی شادی راوت سلومبر کی دختر کے ساتھ کی کہ سلومبر کا راوت اودیپور کے بھائی بیٹون مین سب سے زیادہ زبردست اور راج کی فوج کا موروثی سپہ سالار تھا ۱۷۴۳ء مین مہاراجہ سوائی جے سنگھ کے انتقال پر اُسکا بڑا بیٹا ایشری سنگھ مسند نشین ہوا اور مادھو سنگھ جو اودیپور کے مہارانا کا بھانجا تھا محروم رہا اسپر مہارانا جگت سنگھ نے اپنے غرض کا حق اقرار نامے کے موافق دلانے کے لیے لڑائی کی اور ایشری سنگھ نے سیندھیا سے استعانت چاہی ۱۷۴۷ء مین لڑائی ہوئی اُسمین بوجہ سازش راوت سلومبر اور عدم تندہی اپنی فوج کے مہارانا نے شکست پائی جسکا عوض لینے کو مہارانا نے مدد کے لیے چوتھ لاکھ روپیہ فوج خرچ دینا منظور کر کے ہلکر کو بلایا ایشری سنگھ نے ہتک عزت کے خیال سے زہر کھاکر جان دی اور مادھو سنگھ کے راج پانے کی خاطر چوتھ لاکھ روپے کا خسارہ مہارانا نے پایا اور بعوض اس روپے کے اپنا ایک پرگنہ رامپورہ ہلکر کو حوالے کیا اسلحہ مرہٹونکی دست اندازی نے روز بروز زیادہ ہو کر میواڑ کو پریشان کر دیا اور راجپوتون مین ایسی نااتفاقی اور بے اعتباری پیدا ہوئی کہ ہر معاملے کے تصفیے کیلیے ہلکر اور سیندھیا کو بلانے لگے۔

اسکے بعد سمت ۱۸۰۵ مطابق ۱۷۵۲ء مین مہارانا جگت سنگھ اٹھارہ برس کے قریب راج کر کے گذر گیا اس مہارانا نے پچیس لاکھ روپیہ پچھولا تالاب کی درستی پر صرف کر کے تالاب کے اندر ٹیکری پر دوسرا محل جگنواس نام تعمیر کرایا جو ابتک موجود ہے۔

۶۴۔ مہارانا پرتاب سنگھ دوم

سمت ۱۸۰۵ مطابق ۱۷۵۲ء مین مسند نشین ہو کر تیسرے برس فوت ہو گیا اسکے وقت مین مرہٹون نے جو مالوہ اور گجرات مین پھیل گئے تھے میواڑ پر حملے کر کے کئی بار روپیہ وصول کیا اول سیواجی دوم جگتو جی اور مین رگھناتھ راؤ ایک دوسرے کے بعد حملہ آور ہوئے تھے۔

۱۵ مہارانا راج سنگھ دوم

سمبت ۱۸۱۰ مطابق ۱۷۵۴ء مین راج پاکر سات برس تک تکلیف و دقت سے اپنا وقت پورا کرتا رہا اسکے عہد حکومت مین مرہٹون کے حملے اور ادائے فوج خرچ کی زیرباری سے ریاست انتہی مفلس اور نادار ہوگئی کہ رئیس مارواڑ کی بیٹی کے ساتھ شادی کرنے کے واسطے ایک برہمن سے جو خراج پر مامور تھا روپیہ قرض لینے کی ضرورت ہوئی اور اُسکے نوجوان لاولد گذرنے پر اُسکا چچا ارسی ریاست کا مالک مانا گیا۔

۶۶ - مہارانا ارسی سوم

سمبت ۱۸۱۷ مطابق سنہ ۱۷۶۱ء مین گدی پر بیٹھا اسکے وقت مین ایسے جھگڑے پیش آئے کہ میواڑ مین سے کئی پرگنے نکلکر سیندھیا ہلکر اور راٹھوڑونکے قبضے مین چلے گئے جو اب تک واپس نہین مل سکے ڈونگرپور اور بانسواڑہ کے رئیسون نے نذر اور تحفے دینا موقوف کردیا جو رانا امر سنگھ دوسرے کے عہد سے جاری ہوا تھا۔ ایک مورخ کہتا ہے کہ یہ مہارانا ایسا تند مزاج تھا اور سردارون کے ساتھ ایسی سختی اور بے دردی سے پیش آتا تھا کہ اسکی بدکرداری سے ریاست پر بڑی مصیبتین نازل ہوئین۔ یہانتک کہ سلونبر۔ بجولیہ۔ آمیٹ اور بدنور کے سوا باقی سب سردار ایک رتن سنگھ دعویدار کے ساتھ باغی بنگئے جو مہارانا راج سنگھ کا بیٹا کہلاکر راج لینا چاہتا تھا۔ یہ راج سنگھ کی وفات کے بعد پیدا ہوا تھا۔ باغیون نے روپیہ کا لالچ دیکر مادھوراؤ سیندھیا کو اپنی مدد پر بلایا

سمبت ۱۸۲۵ مطابق سنہ ۱۷۶۹ء مین لڑائی ہونے پر مہارانا کی فوج نے سیندھیا اور دوسرے باغیون کو میدان جنگ سے مار کر اجین پر ہٹا دیا لیکن مرہٹون کی تازہ مدد آجانے سے میواڑیون نے شکست پائی۔ سلونبر راؤ بھارمل سنگھ اور شاہ پورہ راجہ اُمید سنگھ مقابلے مین مارے گئے بنیڑے کا راجہ رائے سنگھ زخمی ہوا اور ظالم سنگھ جھالاواڑ کوٹہ سے نکالے جانے کے بعد یہان آکر تو کر ہوگیا تھا اور جسکے پوتے مدن سنگھ کو سرکار انگریزی کی مدد سے کوٹہ کا تہائی علاقہ ملکر ریاست جھالرا پاٹن کی بنیاد پڑی) اس لڑائی مین مرہٹون کے ہاتھ مین گرفتار ہوگیا۔ باغیون نے سیندھیا کو لاکر اودیپور کا محاصرہ کرایا اس موقع پر ایک شخص امرچند کامدار نے ایک گھاٹی پر مقابلے کی نظر سے بڑی توپ چڑھاکر سندھی سپاہیون کو جو راجپوت جاگیردارون کی بغاوت کے سبب نوکر رکھے گئے تھے لڑائی پر برانگیختہ کیا سندھیون کے جوش سے سیندھیا دب کر صلح پر راضی ہوگیا اور شہر کے ہزارون آدمیون کی آبرو بچی اس خیرخواہی مین سندھیون کو جاگیر کے علاوہ اُنکے افسر اعلے عادل بیگ کو اُن سردارون کی برابر درجہ دیا گیا جو مہارانا کے سامنے بیٹھتے ہین سیندھیا کو جو نصف لاکھ روپے کے قریب فوج خرچ دینا ٹھہرا اُس مین سے تینتیس ۳۳ لاکھ روپیہ زیور اور سامان وغیرہ بیچکر نقد دیا گیا اور باقی روپے کے عوض پیچ۔ جاوہ۔ مورون اور جیرن کے پرگنے رہن کئے گئے جو کئی بار کوشش کرنے پر اب تک واپس نہین مل سکے۔ مرہٹون کے دوسرے افسر ملکر نے بھی جو خود مختار ہو بیٹھا تھا سنہ ۱۷۷۱ء مین میواڑ والونکو لوٹ مار کی دھمکی دیکر پرگنہ نیما ہیڑہ لے لیا۔ جو کچھ عرصہ کے بعد

اُسکے ماتحت افسر نواب امیر خان کی جاگیر مین شمار ہوکر سرکار انگریزی کی منظوری سے ریاست ٹونک کے متعلق کردیا گیا۔ بسبب علاقہ گوڈواڑ جو میواڑ کی مغربی شمالی طرف اراولی پہاڑ کے نیچے پھیلا ہوا ہے باغیون کے قبضے مین آجانے کے اندیشے سے تین ہزار سوارون کی مدد حاضر رکھنے کے اقرار پر جو دھیپور کے مہاراجہ نجے سنگھ کو حفاظت کے لیے دیا گیا تھا وہ بھی باوجود اقرار پر عمل نہ کرنے کے واپس نہین ملا اس مہارانا کے عہد مین ہمیشہ ملکی اور خانگی فساد رہنے سے علاقہ تباہ ہوا۔ وقایع راجپوتانہ مین لکھا ہے کہ یہ مہارانا اپنی تند خوئی اور ظلم کی پاداش مین سرداران اودیپور کی ملاوٹ سے راؤ راجہ بوندی کے ہاتھ سے سمبت ۱۸۰۹ مطابق ۱۷۵۳ع مین مارا گیا۔

باعث نزاع درمیان مہارانا اور راجہ بوندی کے بلایتہ تھا جسمین چند درخت انبہ اور چند مینو نکی آبادی تھی رئیس بوندی نے اس نگلے کو اپنے علاقہ مین سمجھ کر غارتگرون کو مغلوب کرنے کے واسطے وہان قلعہ تعمیر کرایا اور فوج متعین کی۔

غارت گرون نے باغواے مفسد سرداران میواڑ اس فعل کو اپنے رئیس کے حقوق مین خلل انداز ظاہر کیا اسپر رانا مع کل سرداران ریاست و سندھیونکی تنخواہ دار فوج کے موقع متنازعہ پر آیا اور اجیت سنگھ رئیس بوندی کو اپنے لشکر مین طلب کیا وہ آیا اور رانا کے طرز و طریقہ سے ایسا خوش ہوا کہ بلایتہ اور اُسکے درختان انبہ کو بالکل بھول گیا موسم بہار قریب تھا اور ماہ پھاگن جسمین گوریہ کے واسطے سور کی قربانی ضرور ہوتی ہے شروع ہوگیا تھا نوجوان ہاڑا نے بعوض اُسکی تواضع و عنایات کے رانا کو بوندی کے رمنہ یعنی جنگل مین اہیڑا کے شکار کے واسطے بلایا اُسنے قبول کیا اور اپنے ہمراہیون کو سبز دستار اور دوپٹے تقسیم کرکے تاریخ معینہ پر بہت تزک و تجمل سے ناندتہ کی بلند سرزمین کو روانہ ہوا راؤ راجہ کے باپ امید سنگھ نے کہ اُنھین ایام مین بدری ناتھ سے واپس آیا تھا بغور خبر استماع شکار کے قاصد بھیجکر اپنے بیٹے اجیت سنگھ کو کہلایا کہ بادہ کی ستی صدہا سال پیشتر پیشن گوئی کرچکی ہے کہ راؤ اور رانا جب کبھی اہیڑہ کے شکار مین شریک ہونگے تو موت پیدا ہوگی لیکن شوق مین اجیت سنگھ نے جواب دیا کہ ایسی پوچ وجہ سے پیام طلبی کو مسترد کرنا غیر ممکن ہے صبح ہوتے ہی رانا کمال محبت سے راؤ کو ساتھ لیکر شکار کے واسطے روانہ ہوا مگر سرشام گذشتہ کو میواڑ کے دیوان نے راؤ کے پاس آکر بہت گستاخی سے کہا تھا کہ یا تو موضع بلایتہ کو خالی کردو ورنہ سندھیون کی جمعیت بھیجکر قید کردونگا اور تنگ ظرفی سے یہ بھی کہہ اُٹھا کہ مین نے صرف وہی کہا ہے جو میرے آقا کا حکم ہے اس کلام سے راؤ کے دل مین تمام دن خلش رہی جب شکار ختم ہوا اور وہ رانا سے رخصت ہوکے چلا یکایک اُس کو اس ذلت کا خیال ہوا اور سخت ارادے سے واپس آیا مہارانا اُسکے رخ سے بالکل بیخبر تھا خوشی سے مخاطب ہوا اب تو آپ تشریف لے جاوین پھر ملاقات ہوگی اس دوستانہ گفتگو سے اجیت سنگھ کی طبیعت نرم ہوئی اور پھر

سلام کرکے لوٹ گیا مگر چند قدم چلا کہ پشیمانی غالب آئی اور وہ کل قوا انتقام کو جمع کرکے یکبارگی بھالا لیکر دوڑا اور ایسے زور سے وار کیا کہ بھالے کا پھل رانا کے جسم مین سے گذر کر گھوڑے کی گردن مین غرق ہو گیا رانا صرف یہی کہنے پایا تھا کہ او ہاڑا تونے کیا کیا کہ سردار اندر گھس نے تلوار سے اُسکا کام تمام کیا ہاڑا راؤ اس فعل سے نہایت خوش ہوکے طلائی چترچنگی کہ میواڑ کا حکومتی نشان ہے لے گیا اور بوندی کے محل مین اسکو کھدیا یہ قابل تحریر ہے کہ رانا اور راؤ دونون ہمزلف تھے یعنی راجہ کشن گڑھ کی دو بیٹیان ان دونو نکو بیاہی گئی تھین اگرچہ رانا نے راؤ کی کمینہ وری سے اسکو آگاہ کردیا تھا مگر رانا نے رشتہ داری کی وجہ سے کچھ خوف و اشتباہ نہ کیا اور قدیم عداوت طرفین کے رئیسون کی ہلاکت سے سیر ہوکے رفع ہوگئی تھی اور اب کچھ و بخصومت نرہی تھی اس بڑے معرکہ واقعہ سے پہلے روز اودیپور کے دیوان نے دعوت کی تھی اور دونون رئیس مع اپنے سرداورنکے شریک ہوئے تھے اور بجز دوستی و اتفاق کے کچھ ظہور مین نہ آیا تھا مگر اس حادثے کے وقوع سے لوگون کا خیال صحیح ثابت ہوا کہ سرداران میواڑ نے اپنے ظالم آقا سے رنجیدہ ہوکے اس فعل کی تحریک کی تھی۔ اور دیوان کا سخت کلامی سے راؤ کو افروختہ کرنا اُسکی تصدیق کرتا ہے جسوقت حربہ مہلک ہوا صرف ایک چوہدار نے اپنے آقا کے بچانے مین کوشش کی ورنہ اُسکے سرداورن مین سے کسی نے حربہ روکنے یا قاتل کے تعاقب کرنے کا بالکل ارادہ نہ کیا بلکہ برعکس اسکے کل بہادران میواڑ اپنے آقا کی لاش اور لشکر کو چھوڑکر بھاگ گئے اور کسی نے عوض لینے پر توجہ نہ کی۔

صرف ایک کنور ستی ہونے کے واسطے تیار ہوئی بڑے سامان سے لیردرخت چتا تیار کرا کے لاش کے ساتھ چلنے لگی۔ تھوڑی دیر مین بلا بینہ کا میدان مہارانا اور ستی کی راکھ سے سفید ہو گیا۔

دو مہینے کے اندر مرض جذام کے سبب ہاڑا راؤ کا گوشت استخوان سے علیحدہ ہو گیا اور بہت تکلیف اور اذیت سے مرگیا پہلی سیر سیر ہو چکے تھے یہ انتک بلا انتقام باقی ہو اور اس سے یقین ہوتا ہو کہ سرداران میواڑ کی تحریک سے وقوع مین آیا تھا

۶۷۔ مہارانا ہمیر سنگھ دوم

اپنے والد کے مارے جانے کے بعد سنہ ۱۸۲۹ء مطابق سنہ ۱۷۷۳ء مین مسند نشین ہوا بقول وقایع راجپوتانہ یہ بھی ایسا ہی بدنصیب ہوا۔ اسکے عہد مین میواڑ کی تباہی کمال کو پہونچی کل سرزمین مرکز خونریزی ہونی اور ہر ایک خفیف حملہ آور شور و شر کرنے لگا مفسدہ اور حملہ آوری متواتر ہوتی رہی اور اگرچہ دیوان مرچند کی کوشش سے اُسکی حیات مین فسادون کا تھوڑا بہت انسداد ہوتا رہا۔ مگر اُسکے انتقال پر بدنظمی انتہا کو پہونچی اور زوال رسیدہ ریاست مین سے سات اضلاع اور بھی جاتے رہے۔

امر چند کی نسبت ایسا لکھا ہے کہ اگرچہ سالہا سال میواڑ کا اصلی مالک وہی رہا مگر وقت وفات اُسکی تجہیز و تکفین کے واسطے بھی روپیہ میسر نہ آیا۔

مہارانا کی کم عمری کے باعث اُسکی والدہ ریاست کے اکثر کاروبار سنبھالتی رہی لیکن امر چند کا مدار کے

زیادہ اختیارات سے مہارانی کو ناراضگی رہی اور وہ آخر بمقدری کے ساتھ مرگیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ کفن کو بھی روپیہ پاس نہ نکلا سمبت ۱۸۲۱ مطابق ۱۷۶۵ء مین عام سرکشی کے ساتھ جاگیردار بیگون نے بغاوت کرکے بہت سے گانون خالصے مین دبالیے رانا ہمیر کی والدہ نے باوجودیکہ سلف کے حالات سے کامل تجربہ پا چکی تھی اُسپر مطلق خیال نہ کرکے بیگون کی سرکوبی کے واسطے سیندھیا سے مدد طلب کی جس نے دبائے ہوئے گانون واپس دلاکر بارہ لاکھ روپیہ باغی سردارسے جرمانے کے طور پر وصول کیا اور خالصہ سے فوج خرچ مین چھ لاکھ سالانہ آمدنی کے پرگنے رتن گڑھ اور سنگولی اور کھیڑی اپنے قبضے مین کرلیے اور ارنیا اور بھیجپور اور جھتھار اور دیدی ہلکر کو دیدیے۔ اس طرح کئی بار جو علاقے میواڑ سے نکلکر غیرون کے قبضے مین گیا اسکی سالانہ آمدنی اٹھائیس لاکھ روپیہ کی تھی اور اسوقت تک مرہٹون نے میواڑ سے ایک کروڑ اکیاسی لاکھ روپیہ نقد لیا تھا۔

سب خانگی فساد اور مرہٹون کے دخل کا طفیل ہے بادشاہی فوج کے مقابلے پر تمام سردار ریاست کے شریک حال رہتے تھے اور صلح ہوجانے پر کھویا ہوا ملک بھی واپس مل جاتا تھا اسوقت مین بقول کرنل ٹاڈ وزیر ان نے بدخواہی سے فتور اُٹھاکر خود غیرون کو بلایا اور ہر معاملے مین اپنا سر پنچ بنایا۔ مرہٹون نے اپنی غارت گری کی عادت کے موافق رعایا کو ستایا اور جا تنگ ہوسکا خالصے کا ملک دبایا اس ابتری کی حالت مین مہارانا ہمیر سنگھ نے نام کے لیے چھ برس حکومت کرکے سترہ برس کی عمر مین انتقال کیا اور اپنے چھوٹے بھائی بھیم سنگھ کو وارث چھوڑا۔

۶۸ - مہارانا بھیم سنگھ دوم

سمبت ۱۸۲۴ مطابق ۱۷۶۸ء مین جبکہ اُسکی نو برس کی عمر تھی گدی پر بیٹھا اسکے پچاس سال عہد مین بڑے تغیرات اور خرابیان پیش آئین سردارون کے بگاڑ اور مرہٹون کی لوٹ مار کے سوا ایک نئی جماعت پنڈارون کی پیدا ہوئی اور ہندوستان کی سلطنت مغلون کی تباہی کے بعد ایک نئی فرنگستانی قوم یعنی انگریزون کے قبضے مین آنے سے کچھ امن کی صورت ظاہر ہوئی۔

سمبت ۱۸۴۴ مطابق ۱۷۸۸ء مین مرہٹون کو پریشان پاکر میواڑ کے عام راجپوتون نے ریاست کی خیرخواہی پر کمر ہمت باندھی جاؤد وغیرہ مقامات سے مرہٹون کو نکال دیا اور سردار بیگون نے بھی اُنکے تحت سے اپنا علاقہ خلاص کیا لیکن جب راجپوتونکی بھیڑ نیمچ کے قریب ٹرکیا کھال ندی پر بڑھی تو ہلکر کی فوج جو اہلیہ بائی کے حکم مین تھی سیندھیا سے ملکر راجپوتونکے مقابل ہوئی مہارانا کی فوج پر سخت حملہ ہوا اور اُسنے شکست پائی بہت سے راجپوت قید و قتل ہوئے اور واپس لیے ہوئے مقامات ہاتھ سے جاتے رہے۔ چوہڑاوت گگ اپنی سرکشی کے سبب اس لڑائی مین شریک نہ تھے اُن مین اور سکتاوتون مین جو فساد ہوتا رہا اس سے ملک اور بھی تباہ ہوا۔ رعایا اور سوداگرون نے امن نہ رہنے کے سبب اپنے کام چھوڑ دیے مہارانا کو کسی کی حمایت کی قوت ہونیکے سبب دوسرون سے مدد مانگنی پڑی چونڈاوتونکی بغاوت کا زور توڑنے کے لیے مہارانا نے ظالم سنگھ جھالا کی صلاح سے

ہوسکتا وقون کی موافقت کے سبب میواڑ مین آیا تھا سیندھیا کو مدد پر بلایا وہ خوشی کے ساتھ حاضر ہوگیا چتوڑ سے اودیپور تک تمام عمدہ علاقہ جو چوندا وقون یعنی سلومبر والون وغیرہ نے دبا کر اکثر اُسمین سے سندھی سپاہیون کو جاگیر مین دیدیا تھا مرہٹون کی مدد سے واپس لیا گیا لیکن سلومبر کے راوت بھیم سنگھ نے سیندھیا سے ملکر اپنے دشمن ظالم سنگھ کو میواڑ سے نکلوا دیا اسطرح تھوڑے دن امن رہکر پھر ملک تباہی آئی کیونکہ مرہٹے روپے کے لالچی اور لوٹ مار کے عادی تھے جدھر پلہ بھاری پایا اُدھر ہی جھک گئے کبھی چوندا وقون کا صدر مقام سلومبر دبا لیا۔ کوڑا بڑھین لیا اور کبھی بھینڈر کے سکتا وقون سے کئی لاکھ جرمانہ وصول کیا ٹیرون کے زور سے امیر و غریب تمام لوگون مین مفلسی پھیل گئی اخیر مین مہارانا اودیپور سرگروہ راجگان ہنود کے افلاس دیکھ کسی کی یہ نوبت پہونچی کہ ظالم سنگھ منتظم کوٹہ دس ہزار روپیہ ماہوار دیتا تھا تب دفع الوقتی ہوتی تھی اس ذلت پر خود اُسی کے سردار و جاگیردار طعن و تشنیع کرتے تھے اُنمین سے جو زیادہ زبردست تھے اپنے اپنے قلعون کو چلے گئے اور اپنی جاگیرون کی حفاظت مین مصروف ہوئے۔ جیسا کہ وقایع راجپوتانہ مین مذکور ہے۔

اتفاق سے سیندھیا اور ہلکر مین جو مرہٹون کے ہاتھ پانون تھے لڑائی ہوگئی ہلکر شکست کھا کر رعایا کی بدقسمتی سے میواڑ مین آیا اُسے جلدی کے سبب اودے پور مین پہونچنا تو نصیب نہ ہوا لیکن اُسنے ناتھدوارے کے مقام پر بچاریون سے پچاس ہزار روپے لیے گوسوامی تو ناتھدوارے سے بھاگ گیا تھا دوسرے بچاریون سے یہ روپیہ وصول کیا اور کانکڑولی سے ۳۶ ہزار روپے لیے جیسا کہ فارسی زبان کے امیر نامہ مؤلفہ بساول لال متخلص بہ شادان سے ثابت ہے اور تحفۂ راجستان مین لکھا ہے کہ تین لاکھ روپیہ ناتھدوارے کے بچاریون وغیرہ سے اس حیلے کے ساتھ کہ کرشن دیوتا کی کم توجہی سے مجھے شکست ملی ہے ڈنڈ کے طور وصول کرلیا۔ مقام کوٹھاریہ کا چوہان جاگیردار شری کرشن کی مورت کو لوٹ مار کے اندیشے سے اودے پور پہونچا کر واپس جاتا ہوا ہلکر کے آدمیون کے مقابلے پر مارا گیا۔ ہلکر نیڑہ اور شاہ پورہ سے روپیہ لیتا ہوا اجمیر پہونچا جہان اُسنے ناتھدوارے سے وصول کیا ہوا سامان حضرت خواجہ معین الدین علیہ الرحمۃ کی درگاہ مین نذر کردیا۔ اسکے بعد سیندھیا نے اودیپور کے پاس ڈیرہ آجمایا مہارانا کا خانگی اسباب و زیور بلوا کر تین لاکھ روپیہ نقد لیا اور سردار و رعایا سے مال و سامان جو کچھ ہوسکا وصول کیا۔ جب سیندھیا اپنا مطلب نکالکر علیحدہ ہوا تو ہلکر بھی دوبارہ میواڑ مین آیا بھینڈر کو تباہ کرکے دو لاکھ روپیہ جرمانہ اور بدنور اور لاوہ سے کچھ کم لیکر ریاست سے چالیس لاکھ کا مطالبہ کیا جسمین سے محل اور شہر والونکے زیور بیچکر بارہ لاکھ روپیہ نقد حوالے کیا گیا اور باقی کے لیے ضمانت دیکر ٹالا۔ ایکبار اینا جی وزیر سیندھیا نے ملک میواڑ کو مرہٹون مین بانٹ لینے کی صلاح دی لیکن ہلکر اس بات پر رضامند نہ ہوا کہ ایک قدیم اور شریف خاندان کا بگاڑنا جسکی شاخ مین ہونے کو مرہٹون نے فخر جانا ہرگز مناسب نہین ہے۔

اُسکے بعد سیندھیا اور ہلکر نے اتفاق کرکے انگریزون سے مقابلہ کیا اور شکست پانے سے اُنکا زور کم ہوگیا اور امید تھی کہ اُسکے بعد اودیپور کے حق مین کچھ بہتری ہو مگر لارڈ کارن والس کی تدبیر علم الاخلاق سے اودیپور اور راجپوتانہ کی دیگر ریاستون پر بدستور سیندھیا - ہلکر - امیر خان اور پنڈارونکی جو لان گاہ تاخت و تاراج رہین -

مہارانا کی دختر کشن کمار کی نسبت کا ہولناک واقعہ جسنے راجپوتانے پر آفت برپا کردی

مہارانا کی دختر کشن کمار عین مین مشہور تھی مہاراجہ بھیم سنگھ والی جودھپور اسپر عاشق ہوا اور اُسکے ساتھ اُسکی نسبت بھی ہوگئی مگر ۱۸۰۰ء مین مہاراجہ بھیم سنگھ مرگیا اور بجاے اُسکے مان سنگھ جودھپور کا مالک ہوا مثل ریاست کے اُسنے کشن کمار کے ازدواج مین بھی وراثت کا دعوے کیا اور ابھی سوال وجواب جاری تھے اور مہارانا نے مان سنگھ کے ساتھ نسبت کو منظور کرلیا تھا کہ اسی عرصے مین گھانے راؤ کے جاگیردار کشور سنگھ کو مان سنگھ نے نکالدیا یہ شخص مہارانا سے رشتہ داری رکھتا تھا اور اگلے زمانے مین مقام مذکور کو مہارانا کے بزرگون نے علاقہ اودیپور مین سے علیحدہ کرکے بطور جہیز کے کشور سنگھ کے بزرگون کو دیا تھا - مان سنگھ اور کشور سنگھ مین منازعت پیدا ہوگئی تھی اسلئے اُسنے کشور سنگھ کو اُس جگہ سے نکالدیا - مہارانا بھیم سنگھ مان سنگھ سے بہت آزردہ ہوا اور اپنی بیٹی کی نسبت کی بات چیت راجہ جگت سنگھ والی جیپور سے شروع کردی اور بیان کیا کہ مان سنگھ کے ساتھ ہمکو رشتہ داری منظور نہین ہے تم اپنے آدمیونکو بھیجکر گھانے کا انتظام کرلو تاکہ حریف دخل نہ حاصل کرلے مہارانا نے اس لڑکی کی تصویر بھی بھیجی تھی جگت سنگھ اس لڑکی کے حسن وجمال اور تناسب اعضا کی تعریف تو یون ہی سن رہا تھا تصویر دیکھکر اور بھی والہ وشیدا ہوگیا اور اپنے داروغہ خوش حال سنگھ کو اس کام کے انتظام کے لیے تھوڑی سی سپاہ کے ساتھ بھیجا جسنے گھانے کا بندوبست کرلیا جب مان سنگھ کو یہ حال معلوم ہوا تو اُسنے دولت راؤ سیندھیا کو جو اُس زمانے مین اودے پور کے علاقے مین مقیم تھا اس ماجرے سے اطلاع دی اور مدد چاہی چنانچہ سیندھیا نے اودیپور کو کوچ کیا اور خوشحال سنگھ داروغہ کو یہانسے نکالدیا اور گھانے کو جیپور والونکے ہاتھ سے خالی کرالیا - جگت سنگھ اس لڑکی کی موا صلت کا دل سے خواہان تھا اُسنے اس ارادے سے دست برداری نکی اور اپنے مصاحب رتن لال کو دوبارہ ایک جماعت کے ساتھ سیندھیا کی روانگی کے بعد اودیپور کو بھیجا مان سنگھ کو یہ حال معلوم ہوا تو اُسنے نیمران علاقہ جودھپور کے ایک سردار سوائی سنگھ کو جو اُسکا رشتہ دار تھا طلب کرکے اس امر مین مشورہ کیا سوائی سنگھ در پردہ مان سنگھ سے عناد رکھتا تھا اور اُسکی بربادی کے درپے تھا اُسنے خیال کیا کہ مان سنگھ کو بھڑکاکر لڑادو مارا جائے تو اپنی امید بر آے اسلیے صلاح دی کہ ایسے معاملات مین رئیسون کو جنگ کرکے عزت و ناموس کی حفاظت کرنا چاہئے کیونکہ نہایت بدنامی کی بات ہے کہ ایک ریاست کی مٹھی بھر دوسری ریاست مین چلی

اور اُسکو اتنا آمادہ کیا اور اپنی رفاقت اور مدد کا بھروسا دلایا کہ وہ لشکر کشی پر تیار ہوگیا اور لشکر کے ساتھ تیزی سے کوچ کرکے بچاس کوس چلکر لشکر کے پاس مقام کیا اور اپنے بخشی امیرالملک کو ایک جماعت کے ساتھ بھیجا کہ وہ جے پور کے آدمیون کو روکے چنانچہ بخشی مذکور شاہ پورہ پہونچکر جے پور کے آدمیون سے معترض ہوا اور کہا کہ اودے پور کا ارادہ ترک کرکے جے پور کو لوٹ جاؤ اسی مین بہتری ہے ورنہ لڑائی کے لیے آمادہ ہوجاؤ جے پور والونمین راے رتن لال دانا آدمی تھا اُسنے یہان لڑنا مناسب نہ جانا اور اپنی جمعیت کو لیکر جے پور کو الٹا چلاگیا اور آپ واسطے مداخلت ہلکر کے کہ جو نواب امیر خان کے اتفاق سے مالپورہ علاقہ جے پور مین پہنچگیا تھا اور اپنی فوج کو ہرسہ کے مقام پر جو وہان سے ایک منزل ہے چھوڑکر آپ جریدہ ہزار دو ہزار سوارون کے ساتھ اپنے متعلقین کو جو دھیورے بلانے کے ارادے سے جنھین وہان لاہور جاتے وقت چھوڑ گیا تھا لشکر مین آیا ہلکر نے راجہ مان سنگھ سے ملاقات کرکے اپنے اہل وعیال کو جو دھیور سے بلالیا اس عرصے مین راے رتن لال شاہ پورے سے وہان پہونچ گیا اور ہلکر اور مان سنگھ سے ملا اور اُسنے یہ مناسب سمجھا کہ دونون ریاستون کا معاملہ اغیار کے ذریعہ سے فیصل ہونے سے یہ بہتر ہے کہ باہمی سمجھوتہ ہوجائے چنانچہ مان سنگھ سے تحریک موافقت کی اور یہ بات قرار پائی کہ اودے پور کی منگنی سے دونون راجے دست بردار ہوجائین اور راجہ مان سنگھ کی بیٹی تو جگت سنگھ سے منسوب ہو اور راجہ جگت سنگھ کی ہمشیرہ مان سنگھ سے منسوب ہوجاے اس عرصے مین نواب امیر خان جے پور پہونچ گیا تھا اور وہان کے معاملے کے سوال و جواب درست کرکے اور اپنی سپاہ کو وہان چھوڑکر جریدہ ہزار سوار کے ساتھ خود لشکر کی طرف چلا اور جلد یہان پہنچگیا اور ہلکر سے ملاقات کی مان سنگھ وہان مقیم تھا اُسنے نواب امیر خان کی آمد کا حال سنکر استدعا کی کہ نواب اپ سے میری ملاقات کرادیجاے ہلکر نے مان سنگھ کا اشتیاق ملاقات نواب امیر خان سے بیان کیا نواب نے کہا کہ اگر مان سنگھ میرا استقبال کرکے تعظیم کا کوئی دقیقہ باقی نہ رکھے تو مضائقہ نہین ورنہ تمھاری ملاقات کو ملتوی رکھو نہین کہ ملاقات کے وقت آدمیون کے ہجوم کے سبب سے پگڑی بھی تمھارے سر سے گرگئی تھی اور تعظیم کے مراسم اچھی طرح ادا نہ ہوئے ہلکر نے خیال کیا کہ اگر ملاقات امیر خان کی مان سنگھ سے مجھ سے بڑھکر تعظیم و توقیر کے ساتھ ہوئی تو اس مین میرا ہتک ہوا اسلیے دونون کا ملنا اسکو گوارا نہ ہوا اور حکمت عملی کے ساتھ مان سنگھ سے تو یہ کہدیا کہ نواب امیر خان کی سپاہ کو تنخواہ وصول نہ ہونے کی وجہ سے ہمیشہ اُسمین جھگڑا رہتا ہے اور چونکہ لوگ کسی کے حکم کے تابع رہتے نہین مبادا ملاقات کے وقت کوئی ایسا جھگڑا کھڑا ہوجاے جسکا دفع کرنا دشوار ہو اس وجہ سے بالفعل ملاقات ضرور نہین آگے کو دیکھا جائے گا جب کہ مین تم سے ملا رہتا ہون اور مجھ مین اور امیر خان مین مغائرت نہین تو امیر خان کے نہ ملنے مین کوئی مضائقہ نہین اور امیر خان سے یہ بات بنائی کہ مان سنگھ کو تمھاری استدعا کے موافق منظور نہین امیر خان نے کہا کہ مین فضل الٰہی سے سلطنت کا ارادہ رکھتا ہون پس جسطرح مین چاہتا ہون اُسی طرح تلوار کے زور سے ملاقات کرلونگا

ہلکر نے راے رتن لال سے معاملہ بقایا ہر دس لاکھ روپے پر فیصل کیا اور راجہ مان سنگھ کی اعانت کرنے پر
در پردہ دس لاکھ نذرانہ مقرر کرکے کہا جب مین ضلع جیپور سے نکلکر کوٹے جاؤنگا نذرانہ لونگا اور نواب
امیر خان سے کہا کہ تم روپیہ وصول کرنے کو جیپور کو جاؤ امیر خان نے آکر جیپور کے قریب ڈیرہ کیا
مصاحبان راج سہرہ یاب ملاقات ہوئے اپنے آقا سے ملنے کے پیام دئے امیر خان نے کہا کہ اگر استقبال
و تعظیم اچھی طرح کرین تو مضائقہ نہین جگت سنگھ نے پہلے کچھ عذر و انکار کیا آخر راضی ہوا گھاٹ دروازے تک
استقبال کرکے بکمال تعظیم نواب سے ملا نواب نے چند روز قیام کرکے نشان دہی زر کی بختگی کی اور پر گنہ
ٹونک دو لاکھ کے عوض ایک سال کو سپرد کار پردازان جے پور کیا اور روپیہ وصول کرنے کے لیے
راے ہمت راے کو چھوڑا ادھر جیپور سے نواب پیشکر آیا اور ہلکر کو ماجرا سے معاملہ سنا کر اجمیر چلا گیا چند روز
کے بعد متعلقون کو شیر گڑھ پہونچانے کے لیے ہلکر سے رخصت لینے گیا اور صلاحاً ہلکر سے کہا کہ بعد وصول معاملہ جیپور
کھانڈے راؤ کو سپاہ سے چھڑا کر مان سنگھ کے شامل حال رہو اُسنے وقت روانگی لاہور انگریزون سے
اندیشہ نہ کیا تمھارے متعلقون کو پناہ دی ہلکر بشرط ترک معاونت مان سنگھ رتن لال سے نذرانہ مقرر کر چکا
تھا گھبرایا اقبال صلاح سے پہلوتہی کرکے بولا سپاہ کے ہاتھون تنگ ہون میرا ایک دن یہان ٹھہرنا دشوار ہے
نواب امیر خان نے بہت سمجھایا ہلکر نے نہ مانا آخر ہلکر نے رتن لال سے معاملے کے دس لاکھ کی نشان دہی لیکر
نذرانے کے دس لاکھ وصول کرنے کو کوچ کرنے کا عزم کیا کھانڈے راؤ کو چھڑانے کے لیے سپاہ کے مواجب
دینے مین مصروف ہوا لاکھ روپے دیکر امیر خان کو رخصت کیا مان سنگھ اپنے پاس سوار باستدعاے ہلکر
اسکے پاس چھوڑ کر کہ فساد اہل فوج سے امن مین رہے لشکر سے جودھپور چلا گیا ہلکر مع سواران مذکور ہر سہ
آیا زر معاملہ جیپور اہل لشکر کو دیکر کھانڈے راؤ کو چھڑا لیا کارپردازان جیپور نے جو دیکھا کہ مان سنگھ کے سوار
ہلکر کے ساتھ ہین غلط فہمی سے سمجھے کہ ہلکر اودیپور جاتا ہے تاکہ مہارانا کی بیٹی کو بزور لیکر سوارونکے ساتھ مان سنگھ
کے پاس بھیجدے اسلئے بدظن ہوکر میر مخدوم حیدر آبادی - واحد خان - فتح خدا بخش - میر صدر الدین
سارنگپوری - میر مردان علی - نواب جہان خان وغیرہ سرداران فوج ہلکر کو کہ وقت مصالحت ہلکر و انگریزان
آزردہ خاطر ہوگئے تھے اور اپنے مواجب پاکر ہلکر سے جدا ہو چکے تھے کارپردازان جیپور نے اپنا شریک
حال کرلیا ادھر سوائی سنگھ رئیس لوہارن اور صورت سنگھ رئیس بیکانیر موقع پاکر فرط عناد سے مان سنگھ کے
درپے ہوئے بولے مصالحت مین مساوات ہوگی اسمین تمھاری کسرشان ہے منسوب کا چھوڑ دینا راجپوتون
کی مرجات کے خلاف ہے آخران دونون نے لکھا کہ مان سنگھ کا بھتیجا دھونکل سنگھ ہم سے موافق ہے اُسے
مسند نشین اور مان سنگھ کو معزول کرین -
اب جگت سنگھ نے جودھپور پر لشکر کشی کا ارادہ کیا مہتاب راے اور محمد غفور خان کو باستدعاے معاونت
نواب امیر خان کے پاس بھیجا وکلاے جیپور شیوپوری مین آکر نواب سے ملے نواب نے اُنسے مقدمہ معاونت فیصل

کیا کہ جگت سنگھ سے دستی کر لینے کے لیے سخت رائے کو اُنکے ہمراہ کر دیا خود نواب امیر خان وہان سے کوچ کر کے
مع متعلقان شیر گڈھ آیا راج جرانا خالم سنگھ سے لاڈ ڈیڑھ مہینہ وہان رہا نواب نے متعلقون کو شیر گڈھ مین
چھوڑکر کوچ کیا کوٹے سے ایک کوس دے خیمہ زن ہوا اس مقام مین جمنا بھاؤ سردار علاقہ ہلکر نواب امیر خان
سے بمبالغہ مساحبت اعانت خواہ مان سنگھ ہوا جیت مل نشی راجہ مذکور بھی آیا اور کہا کہ اگر آپ جگت سنگھ کی
کمک سے پہلوتہی کر کے مان سنگھ کی مدد کرین تو بہت سا نقد روپیہ اور کئی لاکھ کا ملک آپکو فوج خرچ مین دیگا جما بدیا
کہ مین وکلاے جگت سنگھ سے اقرار مدد کر چکا ہون نقض عہد نکرونگا وکیل جودھپور مایوس لوٹے ہلکر نے بھی
سمجھایا مگر امیر خان نے سنا مارا سے چند دیوان راج جیپور نے جگت سنگھ کو بافسون و افسانہ فریفتہ کر کے شادی
کے لیے اودیپور چلنے اور مان سنگھ کو مغلوب کرنے پر آمادہ کر لیا یہ سوچ کر کہ جگت سنگھ ابھی طفل ناتجربہ کار ہے اسکے
ہان مجھے ہر طرح کا اختیار رہے مان سنگھ کے عزل اور دھونکل سنگھ خرد سال کے نصب سے جس حال مین کہ رئیس
بیکا نیر و پوکرن مجھ سے موافق ہین اس ریاست مین بھی میرا اقتدار ہو جاے گا اودیپور مین جگت سنگھ کی شادی
ہو جانے سے میوار کا بھی مختار ہو جاؤنگا چنانچہ راجہ جیپور نے با لشکر عظیم بعزم جودھپور نصف کی فوج خاص
و سرداران علاقہ جیپور و سواری سنگھ و صورت سنگھ و بالارا و سردار سیندھیا۔ سواران حیدر آبادی ہمراہی ہلکر اور
فوج نواب امیر خان سب تین لاکھ سوار و پیادہ ہمرکاب تھے امیر خان بھی سانبھر سے اپنے لشکر مین آ گیا دانا
رام گڑھ سے کہ قریب معسکر جیپور تھا سوال و جواب ملاقات ہوئے آخر دونون امرا سوار ہوے دو کوس رفاقت
اسی قدر یہ گئے اور بیچ مین ہاتھیون پر ملاقات ہوئی۔ جگت سنگھ نے امیر خان کو اپنے ساتھ لیجا کر بہ تکریم و تواضع
اپنے ڈیرے کے پاس ایک ڈیرے مین اُتارا شب کو رقص و سرود کی مجلس مین بلایا اعزاز و تواضع کے
بعد مستعدی امداد ہوا امیر خان نے کہا کہ مین تمھاری نوکری تو کرتا نہین ہان اس شرط سے کہ جنگ و صلح
کچھ میری صلاح لیے بغیر نکرو مین تمھارا شریک حال ہون جگت سنگھ نے مان لیا۔ امیر خان رخصت ہو کر
اپنے ڈیرے مین آیا مان سنگھ بھی ملازمان و سرداران جودھپور سے ساٹھ ہزار سوار و پیادہ لیے ہوئے
پرپت سر پر آ گیا جگت سنگھ نے اس مقام سے کوچ کیا نواب امیر خان کو بھی کوچ کے لیے کہا لیکن
محمد شیر خان۔ عمر خان۔ کریم علی خان رسالدار جو اسوقت امیر خان پر دھرنا رکھتے تھے کوچ پر راضی نہ ہوے
امیر خان کو بھی نہ چھوڑا امیر خان نے ناچار رامپوری رسالدارون کو جگت سنگھ کے ساتھ کر دیا تمام لشکر
پرپت سر پہونچا ہنوز مقابلہ نہوا تھا کہ امیر خان بھی دھرنے والونکو راضی کر کے جا پہونچا مقابلہ ہوا سرن کھرا و
کھانکیہ جگت سنگھ کی طرف سے پیشتر جودھپور گیا ہوا تھا جب اُسنے پالی وغیرہ اضلاع جودھپور کو غارت کیا
مان سنگھ نے رسالہ چانوری اپنے دلسوز رفیقون کو کھانکیہ کے تدارک پر بھیجا عین جنگ مین رئیس بیکانیر و پوکرن
کے شاہ سے سانٹھوڑون نے طرح دی کھانکیہ سے ملگئے مان سنگھ کو پرپت سر مین یہ خبر پہونچی تاب جنگ
نہی وہ چار ہزار آدمیون سے جودھپور کو لوٹ گیا جگت سنگھ نے فتحیاب ہو کر خیمہ و خرگاہ و سامان پر

قبضہ کرلیا۔ ماہی مراتب نقرئی ہودج پالکی خاص سواری مان سنگھ یہ چیزین نواب امیر خان کے ہاتھ لگین
امیر خان پایا ہے جگت سنگھ متعاقب گیا بکھری مین کہ مامین پر بہت سرو میرتہ ہے ہرکارے نے خبر دی کہ
کہ مان سنگھ میرتہ مین مقیم ہے مگر جلدی عازم جودھپور ہے نواب نے کہا کہ مان سنگھ رئیس معزز ہے اسکو ذلیل
دہانے مین عار ہے مرفتی ہم پر عائد ہوتی ہے جانے دو جگت سنگھ کو لکھا کہ مان سنگھ میرتہ مین آمادہ کوچ ہے
مین یہانتک متعاقب آیا گھوڑے تھک گئے ہین مین آگے نہین جاسکتا اب کیا صلاح ہے میرے نزدیک
مناسب یہ ہے کہ تم فوج خاص وراجہ بیکانیر ویہکرن کے سوار سب کو جدا کرو تاکہ خرچ کم ہو جودھپور کے
بندوبست کو اتنی فوج کافی ہے پھر یا خود جودھپور جاؤ اور مجھے معاملہ شادی کی درستی کو آودیپور بھیجو یا تم اودیپور جاؤ
قصد کرو جگت سنگھ کو یہ صلاح پسند نہ آئی کہا مین نے جو یہ فوج جمع کی ہے اور روپیہ صرف کرتا ہون کچھ
تماشے دیکھنا چاہتا ہون تم لوٹ کر میرے پاس آجاؤ امیر خان لوٹ آیا بخشی شیو لال جو مقدمۃ الجیش کے
چالیس پچاس ہزار آدمی لیکر بنسل پور تک گیا تھا راٹھوڑون کا زعفرانی پوشاک پہن کر جانبازی پر آمادہ
ہونا سنکر ڈرا اپنے آقا سے کمک خواہ ہوا جگت سنگھ نے امیر خان کو مدد کے لیے بھیجا جو بخشی سے مل کر
کوچ کر کے جودھپور پہونچا مان سنگھ محصور ہوا جگت سنگھ ضلع مارواڑ مین تھانے بٹھاتا ہوا جودھپور پر آیا شہر کا
محاصرہ کیا باغ مین میرتہ دروازے فوج خاص کو اتارا اور تالاب اکھے راج کیطرف لشکر امیر خان کو۔
شجاعتوان اور سوای سنگھ کی فوج کو اور جانب۔ غرض کہ ناگور میرتہ اور پربت سر مارواڑ کے ان مقامات
پر جگت سنگھ نے قبضہ کیا۔ بخشی شیو لال کو چالیس پچاس ہزار سوار و پیادہ سے تحصیل پر مقرر کیا جب شہر
جودھپور و جالور و قلعہ سیتا کے سوا مان سنگھ کے قبضے مین کچھ باقی نہ رہا آٹھ دن محصور ہوے گذرے۔ بخشی
اندر راج سنگھی۔ فیدو ناتھ سنگھ رئیس کیچا دن۔ سردار ان میرتہ۔ سلطان سنگھ ٹھاکر نیماج۔ کیسری سنگھ۔
بخاور سنگھ اہوہ والا وغیرہ رفیقان مان سنگھ نے کہا کہ اسوقت مین دشمن زبردست ہے ایک دو دن
مین شہر فتح کرے گا ہر طرح کے نقصان کے ساتھ ہمیشہ بدنامی رہے گی ہم جگت سنگھ سے گرگ آشتی کرتے ہین
شاید کچھ کام نکلے تم قلعہ مین جمع رہو مان سنگھ نے اس خیال سے کہ مبادا نہ ماننے کی صورت مین اور راٹھوڑون کی طرح
یہ بھی دشمن ہو جائین جواب دیا کہ تم جو مناسب سمجھو کرو۔ سنگی اندر راج وغیرہ نے پیام دیا کہ اگر ہم سے کچھ تعرض
نہ کرو تو ہم نکل جائین جگت سنگھ نے قبول کیا اندر راج وغیرہ نے شہر سے نکلکر متصل فوج جگت سنگھ ڈیرہ کوچ مان سنگھ
شہر چھوڑ کر قلعہ بند ہوا جگت سنگھ نے شہر پر قبضہ کر کے قلعہ پر مورچے جمائے اکثر مکانات شہر کو گولون سے مسمار
کر کے قلعہ کو نقب سے اوڑانا چاہا لیکن قلعہ کے استحکام نے یہ تدبیر چلنے نہ دی بخشی اندر راج نے دو ہزار
آدمیون سے اجمیر کی جانب پہاڑ مین جاکر آمد و رفت اہل لشکر جے پور قریب پہنچکر بند کی۔ مان سنگھ
نے غلامی خان کو جو پہلے امیر خان کی طرف سے وکالۃً ہلکر کے پاس رہتا تھا اور اندرون کسی معاملہ کی گفتگو
مین ہلکر کیطرف سے جودھپور آیا ہوا تھا امیر خان کے پاس بھیجا اور مدد چاہی امیر خان نے صاف انکار کیا

اس عرصے مین باپو سیندھیا۔ ابناجی انگلیہ اور جان بتیس فرنگی سرداران علاقۂ سیندھیا کو جگت سنگھ کے بلاے آئے تھے مالوے سے سیرتے مین آگئے۔ ابناجی کے سوا سب حسب ایماے جگت سنگھ تحصیل سیرتے مین مصروف ہوے وہ جودھپور آکر شیرون مین داخل ہوا دولت راؤ سیندھیا نے ابناجی سے کہدیا تھا کہ نواب امیر خان عالی ہمت آدمی ہے راجستان مین اسکا دخل اچھا نہین تو اسے اکھیڑ دینا اس لیے ابناجی نے آتے ہی راے چند دیوان جے پور سے کہا کہ تم نے امیر خان کو رفیق بنایا ہے یہ عالی ہمت آدمی نہین ہے کر تمھاری ریاست برباد کردے گا لیکن مان سنگھ کا کب ساتھ دیا باوجودیکہ اسکے متعلقون کو سخت وقت مین پناہ دی تھی تم امیر خان سے احسان کرکے کیا فائدہ پاؤگے یہ اور ہلکر ایک ہین رئیس ہو سکتے ہین اور دیوان وغیرہ نے جواب دیا کہ امیر خان لڑنے کے ہین ہم سے عہدہ برآ نہین ہو سکتے۔ امیر خان نے یہ ماجرا سنکر ہمت راے اور مہتاب راے کو راے چند دیوان کے پاس بھیجا کہ تم اور ابناجی اور سوائی سنگھ اپنے کو دانا سمجھتے ہو۔ سوائی سنگھ نے تو بہت آدمیونکو تباہ کیا ہے تم یا خود تباہ ہو جاؤگے یا اس غرے مین اور ونکو تباہ کروگے مگر یاد رکھو کہ زبردست کے سامنے عقل بیکار ہے دیوان نے خجل ہوکر کہا کہ مین نے وہ بات ہنسی مین کہی تھی راے مذکور نے کہا کہ نواب نے بھی دل لگی کی ہے دیوان چپ ہو رہا۔ ابناجی کے آتے ہی امیر خان کا پانچلاکھ روپیہ یومیہ بند ہو گیا ہمراہیان امیر خان تنخواہ خواہ ہوے۔ دھرنا دیا امیر خان نے یومیہ طلب کیا نہ ملا چند روز ادھر اُدھر پھرا یا ایک ماہہ مواجب کسی سے وصول کرنے کو تباکر در پردہ اسے منع کر دیا ہمراہیان امیر خان نے فساد کیا اور سخت تقاضے کے بعد امیر خان کو کوٹھے سے گرا دیا اوپر سے پتھر مارے ایک پتھر سے امیر خان کا پاؤن زخمی ہوا بڑی تکلیف ہوئی ناچار امیر خان نے راے مہتاب راے کو دیوان کے پاس بھیجا پیغام دیا کہ اسوقت فوج کے دھرنے سے مین بہت تنگ ہون جو کچھ ہو سکے مجھے دو اس شورش سے نجات پاؤن کوئی شنوا بھی نہ ہوا ابناجی حاسد اپنے ضروری کام مین مصروف تھا اسنے یہانتک دیوان کو بہکایا کہ امیر خان کا دلی دشمن بنایا امیر خان تنگ ہوکر جلدیا معسکر سے کوچ کرکے بسواری پالکی مع فوج منسل پور کو جانب جیپور ایک منزل ہو آیا راجہ جگت سنگھ نے لالہ مہتاب راے کو بھیجا کہ امیر خان کا اطمینان کرکے لوٹا لائے کہدیا کہ اسکے لوٹ کر آتے ہی خرچ کا بندوبست ہو جائے گا امیر خان فوج کو وہین چھوڑ کر تین سو سواردن سے زخم پاکے سبب پالکی مین جودھپور لوٹ آیا معسکر جگت سنگھ سے دو کوس پر ڈیرا کیا مگر دھرنے والون سے معرفہ طلب دھرنے والون نے سختی مفسدہ نہ بھی ہمام پوریہ اور آفریدی دونون گروہون نے اپنے اپنے دو دو آدمی دھرنے پر مقرر کرکے پیچھا چھڑایا یہ کہدیا کہ جو کچھ پاؤگے باہم صاف تقسیم کر لینگے امیر خان پالکی پر سوار ہوکر راجہ سے ملنے چلا جگت سنگھ نے اپنے ڈیرے کے پاس ایک راوتی امیر خان کے لیے کھڑی کروائی جسطرح پہلے بڑا خیمہ نصب ہوا تھا ویسا ہی سروسامان خوشی موجود تھے اب اس طرح سے کچھ نہ تھا امیر خان راوتی مین آیا ہمراہیون نے کہا کہ تمھاری عنایت سے ہم اس درجے کو پہونچے سامعین منفعل ہوئے ہوے ہم دھرنے سے سیندھیا ہزار

ہوتے ہین حضور کا ہتک عزت ہمکو گوارا نہین جب تک کوئی آمدنہ دیکھینگے ہم تنخواہ طلب نہ کرینگے اب
ہمارا جینا مرنا سب سرکار کی خوشی کے ساتھ ہے امیر خان نے رائے ہمت راے کی زبانی راے چندیدان
وغیرہ کو کہلا بھیجا کہ ان دنون کچھ تھوڑا ہی روپیہ دیدو تو دفع الوقتی ہو جاے کسی نے نہ سنا بدفعات امیر خان
کیطرف سے یہی پیام پہونچا ایک دن چار پانسو روپے ہی مانگے اُنھون نے جواب تک نہ دیا ایک روز
سب ہمراہیون کو فاقہ ہوا اتفاقاً یہ معاملہ مان سنگھ نے سنا اُسنے غلامی خان کو رقعہ خاص دیکر الچی کیا پیام دیا
کہ جگت سنگھ اور سوائی سنگھ کے ہاتھون جو میری خرابی ہوئی ہے اور ہو رہی ہے آپ سے مخفی نہین ملک میرے
قبضے سے نکل گیا حریف نے قلعے پر مورچے جمائے ہین اگر اس وقت آپ کوئی سلوک دوستانہ میرے ساتھ
کرین تو مین ہمیشہ ممنون احسان رہونگا امیر خان چونکہ جگت سنگھ سے بجد کبیدہ ہو گیا تھا اسلیے غلامی خان
کے ساتھ اپنے ہرکارون کے جماعۃ الرمان سنگھ کو راجہ مان سنگھ کے پاس بھیجا پوچھا کہ اسوقت مین ساتھ
دینے پر تم کیا عوض کروگے والی مارواڑ سخت مضطر تھا اس پیام سے خوش ہوا اُسنے اپنے ہاتھ سے
امیر خان کو لکھا کہ چار لاکھ پچاس ہزار روپیہ ماہوار حق اعانت سوائے تنخواہ کمبو اندنون دیتا رہون گا
اور سالانہ چار لاکھ روپے آمدنی کی جاگیر باور چیخانے کے مصارف کے لیے دیکر تانبے کے پتر پر سند لکھدیا
دونگا - امیر خان نے یہ رقعہ اپنے پاس رکھا اور یہ کہلا بھیجا کہ اچھا اب مین یہان سے علیحدہ ہوتا ہون
جو کرونگا تم دیکھ لوگے تم سنگی اندر راج کو جو اجمیر کیطرف پہاڑون مین ہے لکھ بھیجو کہ فلان شخص آتا ہے
اُسے رفاقت مین لو راجہ نے قبول کیا - سنگی کو لکھ بھیجا اتفاقاً سرجے راو کھاتکیہ دولت راؤ سیندھیا
کا سسر جسکو اپنا جی کے نفاق سے جگت سنگھ برطرف کر چکا تھا اپنی فوج میواڑ مین چھوڑ کر سوال وجواب کیلیے
وہان آیا یہ شخص اپنا جی کا دشمن جانی تھا امیر خان نے دشمن کے دشمن کو دوست جانکر اپنی رفاقت مین لیا اور پالکی
مین بیٹھکر چلا اور جگت سنگھ کے ڈیرے کے مقابل کھڑے ہو کر کہلا بھیجا کہ مین حق معاہدہ ادا کر چکا ہون اسوقت
تک امداد مین مجھ سے تقصیر و تقاعد نہوا تنے نقض عہد مین کوشش کی ہمیردتی کی داد دی خبردار اب تم مجھ سے
کچھ سروکار نہین نہ بیان درمیان اور یہ جو تم میری جان کے دشمن ہو گئے ہو بفضل آلہی میرا کچھ نہین کر سکتے اگر کچھ
حوصلہ ہو اسوقت مین تین سو آدمیون سے تمھارے لشکر مین ہون تمھارے ساتھ تین لاکھ آدمی ہین آؤ حوصلے
نکالو دیکھون کتنے ہو اور تو مین چلا جگت سنگھ یہ بات سنکر گھبرایا برسر عذر آیا خوشحال سنگھ داروغہ کو بھیجکر
سمجھایا بلایا امیر خان نے اُسکی بات کو معتبر نہ جانا نہ ملایا تفاق سرجے راو کو کوچ کر کے اپنے لشکر مین بنسل پور
کو آگیا آگے کو کوچ کیا سنگی اندراج بھی یہ حکم آقا مع دو ہزار سوار آملا امیر خان میرتے کے قریب پہونچ گیا
شیولال چالیس پچاس ہزار سوار و پیادہ فوج سے امیر خان کے لشکر سے دس کوس پر آگیا اپنا جی نے پانسو سیندھیا
اور جان تبیس کو لکھا کہ امیر خان کے تدارک کے لیے بخشی کا ساتھ دین باپو سیندھیا امیر خان سے خائف
لگتا تھا اور اُسے سنگی اندراج نے بھی تسلی دیکر امیر خان کا جانب دار کر لیا تھا یہ قرار پایا کہ صبح کو ملکر

یہان سے کوچ کرکے شیولال سے مقابل ہون یہ خبر ڈاک کے ہرکارون نے جگت سنگھ تک پہونچائی راے چند وغیرہ مفسد آگاہ ہوے گھبرائے ابناجی نے سوائی سنگھ کو بلا کر مطلع کیا پھر دونون سانڈنی پر سوار ہوے صبح سے پہلے باپو سیندھیا کے پاس آگئے اور اسکو سمجھایا اور دولت راو سیندھیا کی خفگی سے ڈرایا آخروہ امیر خان کے معاہدے سے منحرف ہوکر ان کا ہمنوا ہوگیا امیر خان صبح کو یہ سنکر باپو سیندھیا کے پاس آیا اُسنے اپنی ناچاری ظاہر کی بہرحال امیر خان نے وہان سے اٹھکر سنگی کے ہمراہیون سے کہا کہ تم مین سے جو مرد ہو میرا ساتھ دے اور جو ساتھ نہ دے اپنی راہ لے مین ہر حال مین مان سنگھ کا معاون ہون تم میرے شریک حال رہو یا نہ رہو سنگی نے کہا مین کوہستان سے اور لشکر جمع کرکے لاتا ہون امیر خان یہ سنکر ناچار اپنے لشکر مین آگیا ٹھاکر شیوناتھ سنگھ کچاون والا کہ فہمیدہ آدمی تھا اور کئی سردار با نسو سوار ساتھ لیکر سنگی سے جدا ہوے اور امیر خان سے آملے سلطان سنگھ نیلج والا کیسری سنگھ آسوپ والا بجنا ور سنگھ اہوے والا یہ سب راٹھوڑ اپنے اپنے خیالات کی خامی سے شریک امیر خان نہ ہوے امیر خان صبح کو مع ٹھاکر شیوناتھ سنگھ وہانسے کوچ کرکے لشکر آیا بخشی شیولال متعاقب تھا گوبند گڑھ پر جو لشکر سے دس کوس ہے آگیا دوسرے دن امیر خان ہرسولی کی راہ سے ہرسولی علاقہ کشن گڑھ مین آیا ہرسولی سے کوچ کرکے دو کوس چلا تھا کہ فوج متعاقب نے سحر کے وقت آلیا قراولی جنگ ہونے لگی اور یون ہی جنگ قراولی کرتے دونون لشکر چار کوس آگے بڑھے علاقہ جے پور کے ایک گانو نیر پہونچے فوج جے پور غالب تھی اور امیر خان مغلوب پانی برس رہا تھا گھوڑے کیچڑ مین دھسے جاتے تھے بہرصورت امیر خان نے خود گھوڑے پر سوار ہوکر برچھی دو توپون سے جو ساتھ تھین دشمن پر گولے پھکوائے حریف توپون کے سر ہونے سے رکے کیچڑ بھی پیش قدمی کو مانع ہوئی بخشی نے اخوندزادہ محمد الیاس خان ساکن جیپور امیر خان کے سسر کو امیر خان کے پاس بھیجا کہ ہمین تم سے کچھ غرض نہین بجز اسکے کہ تم علاقہ جیپور سے نکل جاؤ نواب نے باقتضاے وقت قبول کیا بہزار تکلیف و دشواری کوچ کرکے بنگاہ مین کہ وہان سے چھ کوس تھی داخل ہوا علاقہ کشن گڑھ مین مقام ہوا بارش کے سبب خیمے نصب نہ ہوسکے وہ رات بڑی صعوبتون مین گذاری فوج متعاقب پھاگی پہونچی تھی کہ امیر خان وہان سے نہضت کرکے اپنی عملداری علاقہ ٹونک مین آیا اور جابجا سے تمام اپنی سپاہ کو بلا کر اب بڑے لاؤ لشکر سے تودری علاقہ جیپور متصل مادھوراج پورہ مین فروکش ہوا یہانسے دو کوس پر فوج جے پور پڑی تھی صبح کو نواب امیر خان نے سبقت کی کوس بھر بڑھا جیپور والے بھی آمادہ جنگ ہوکر مقابل ہوے تا دن توپ و تفنگ سے جنگ ہوئی مگر بارش کی وجہ سے مقدمہ طے نہ ہوا یون ہی رات ہوگئی امیر خان نے آدھ کوس ہٹ کر مسلح و ہوشیار رات گذاری حریف بھی مقام کو لوٹ گیا صبح کو امیر خان نے نماز کے بعد لشکر کو برمحل پھکوے لال سنگھ کو مع نواب کلان اپنے فیل نشان کے سامنے جایا تو امیر خان سواران خاص سے پھکوا اور توپخانہ کے پیچھے صف آرا ہوا ہمنہ کو رسالداران آفریدی و امیر یہ و پھکوے نواب خان سے اور میسرہ کو جمعیت شیوناتھ سنگھ کچامن والا و غیرہ راٹھوڑون اور فوج سرجے راؤ اور پھکوے ہیلر سنگھ

آرا ستہ کیا توپ چلنے لگی دھاوے مین پٹھانون کو نقصان پہونچا اسلیے امیر خان نے جنسی کی بڑی توپون کے گولے دشمن کی بھیر پر پھکوائے دشمن گھبرایا۔ دشمن کی طرف سے مرزا صابر بیگ کی پلٹن باڑھین مارہی تھی نواب نے اسپر حملہ کرکے ٹھہرپائی اور ٹھاکر شیو ناتھ سنگھ کے ہمراہیون سے جو فریب تھے باآواز بلند کہا کہ مین تمھارے لیے یہ جانفشانیان کرون تم لڑے تماشا دیکھو راٹھوڑونکے ہان اسی کو جوانمردی ومروت کہتے ہین اس ملفنے سے وہ بھی بڑھے امیر خان نے سب کے ساتھ جیپور کی باقی فوج پر حملہ کیا تھوڑی دیر مین سب کو ہزیمت دی مگر خیرات مسیح نامی عیسائی جسکے ساتھ دو پلٹنین اور چار توپین تھین اور نواب شہامت خان و واحد خان و گرگین بیگ سوارون کچھواہہ کے ساتھ ایک میدان مین بچے ہوئے تھے اور کچھ سوار ایک چھوٹے سے گانون مین تھے جو دونون لشکرون کے وسط مین تھا اول اس گانو پر حملہ کیا اور دشمن کو گانون سے نکالدیا پھر دوسرے مخالفین امیر خان کو آمادۂ حملہ دیکھ کر خود بخود بھاگ نکلے۔ ساٹھ توپین سات ہاتھی بہت سے نیچے ڈیرے بیشمار اسپ وشتر امیر خان وہمراہیان امیر خان کے ہاتھ آے اور وہین مقام ہوا۔ اب امیر خان نے سنگی اندراج کو ماجرا لکھکر لکھا کہ مین حق معاہدہ ادا کرچکا اور ابتک کچھ عوض نہین لیا اب مجھے خرچ کی تکلیف ہے سپاہ کو تنخواہ دینا ہے عنقریب جگت سنگھ کے مقابلے مین کام لینا ہی کچھ روپیہ بھیجیے دو اور مجھ سے آن ملو۔ ہرکارے نے خبر دی کہ فوج مخالف ہزیمت پاکر جے پور کی باہر والے سانگانیر پر پڑے ہین شہر والے شہر مین داخل ہوئے امیر خان نے یہ سوچ کر کہ اسوقت شہر کو آسانی لوٹینگے بہت نقد و جنس پائینگے کوچ کیا جیپور سے پانچ کوس اور سانگانیر سے دو کوس پر آگئے جگت سنگھ کی بہن نے امیر خان کا عزم دریافت کرکے دستور کے موافق باظہار کمال عجز اپنا دوپٹہ امیر خان کے پاس بھیجا اور کہا کہ اسوقت مین کوئی میرا نگہبان نہین ہے جیسے جگت سنگھ کی بہن ہون یون ہی آپکی بنتی ہون میری آبرو کا پاس چاہیے کچھ نذرانہ لیکر اس وقت شہر کو نہ لوٹیے عالی ہمت نواب نے مان لیا کہا اچھا مین نے نذرانہ بھی معاف کیا مین اب دردونکے مقابلے کو جاتا ہون تم میری بہن ہو مطمئن رہو ازان بعد کوچ کرکے معظم آباد ہوتا ہوا سانبھر آیا اور اسے لوٹا پھر سنگی اندراج سے ملنے کو جودھپور کی سبیل کرنے کشن گڑھ آیا تھا علاقہ کشن گڑھ مین آیا اور وہان سے پانسو سوارون کے ساتھ کشن گڑھ پہونچا بخشی وغیرہ راٹھوڑون سے ملاقات کی روپیہ وصول کیا سپاہ کو تنخواہ دانعام دیا پھر بخشی اندراج سے کہا کہ مجھے جگت سنگھ سے لڑنا ضرور ہے میرے نزدیک صلاح یہ ہے کہ تم مع جمعیت سرجی راو دیپوے مختار الدولہ وغیرہ پرجت سر ہوتے ناگور چلو مین سوارون خاص کے ساتھ براہ راست جودھپور پہونچونگا وہ سب صلاح مانکر روانہ ہوے کام راٹھوڑ بھی بخشی کے ساتھ کردئے امیر خان پشکر آیا وہان سے جریدہ حضرت خواجہ صاحب کی زیارت کو اجمیر گیا اور وہان سے کوچ کرکے مقامات جودھپور سے جگت سنگھ کے تھانے اٹھاتا اور اپنے تھانے بٹھاتا میرتہ پہونچا سنگی اندراج وغیرہ راٹھوڑ بھی یون ہی میرتہ سے سات کوس پر ناگور کے راستے پہونچے سنگی نے تھانون کے تغیر کے سوا

اپنے ملک کے زمیندار و نکو یہ بھی حکم دیا کہ جیپور والے پر جہان قابو پاؤ ناک کان کاٹ لو غالباً ایسا ہوا بھی
اب راے چند و جگت سنگھ متردد ہوئے باہم کہا کہ بٹھانون سے عہد و برائی دشوار ہے اپنی عمدہ فوج شکست پاکر
بیدل ہوگئی امیر خان کا جی بڑھ گیا راٹھوڑ جو شریک ہین انسے امید وفا نہین باپو سیندھیا ابھی پھر گیا تھا
صلاح وقت یہی ہے کہ آبرو بچائین جیپور کو لوٹ چلین ابنا جی انگلیہ و سوائی سنگھ وغیرہ نے یہ حال دریافت
کرکے دل بڑھایا تاکید پیمان اعانت سے تسلی دی جگت سنگھ نے نہ مانا بعزم جیپور کوچ کرکے ناگور آیا وہان
سوائی سنگھ نے کہا تم تو چلے مین نے تمھارے خاطر اپنون کو بیگانہ اور دشمن کرلیا مجھے کس کے سپرد کرتے ہو
جگت سنگھ نے تسلی دی کہا سیندھیا اور جان تبیس وغیرہ سردارونکو تمھارے پاس چھوڑتا ہون ناگور سخت
جگہ ہے اپنے کام مین لگے رہو شجاعت دانی مین فوج کو چھوڑ کر مین بھی آتا ہون یون ہی سب کو مطمئن کرکے ناگور سے
چوبیس کھوٹو آیا بخشی اندرراج نے امیر خان کو لکھا یہ وقت ہے دشمن کو جانے نہ دو انتقام لو امیر خان بھی اپنی
فوج سے یلغار کرکے لشکر گاہ جگت سنگھ سے پانچ کوس پر آگیا جگت سنگھ اس وقت مین نہایت خوفناک تھا بہت ڈرا
رات کو ایک معتمد بھیجکر امیر خان کے ہرکارونکے جمعدار مان سنگھ کو کہلا بھیجا کہ اپنے آقا سے اجازت لیکر میری ایک
بات سن جا جمعدار اجازت لیکر حاضر ہوا جگت سنگھ نے کہا کہ مین نے امیر خان سے بہت عہدی کرکے بہت پشیمانی
و پریشانی پائی نواب میری زیادہ تر ذلت پسند نہ کرین میرے تعاقب سے باز رہین یہی مضمون ایک خاص رقعے
مین لکھدیا کہ مین نے جیسا کیا ویسا پایا تم اپنی مروت و فتوت سے فائدہ اٹھاؤ اب سختی سے حاصل کیا امیر خان
نے اس خیال سے کہ یہ بڑا رئیس ہے اسکو ممنون رکھنا انسب ہے کہلا بھیجا کہ اچھا مین نے درگذر کی بہ تعجیل
چلے جاؤ راجہ نے باتفاق راے چند اور ابنا جی انگلیہ کی فوج ہمراہی سے پہر رات رہے کوچ کردیا یہ خبر
سنکر بخشی اندرراج وغیرہ راٹھوڑون نے بھی نقارہ بجاکر ارادہ کوچ نواب امیر خان کو کہلا بھیجا چونکہ امیر خان
کو اسوقت باقتضاے زمانہ برابری راجہ مذکور منظور نہ تھی معرفت خدنگاروں کے عذر غلبۂ خواب کہلا بھیجا
اور باقی شب کو اسی حیلے مین تمام کیا اور خبر کے سرکارونکو خفیہ سمجھا دیا کہ صبح کے وقت جب سنگی اندرراج وغیرہ
میرے پاس آوین تو تم آکر عرض کرنا کہ جگت سنگھ شبانہ شب کوچ کرکے دس کوس نکل گیا غرض جب
صبح کو بخشی اندرراج وغیرہ سرداران راٹھوڑ بصلاح کوچ امیر خان کے پاس آئے تو ہرکارون نے حاضر ہوکر
راز مشیہ بہ برملا کہا کہ وہ دس کوس پہونچ گیا اسوقت امیر خان نے بخشی مذکور سے کہا کہ اب جگت سنگھ کے
تعاقب سے کچھ فائدہ نہین فاصلہ بہت ہوگیا کسی اور تدبیر پر کاربند ہونا چاہیئے بخشی نے کہا کہ سواران جرار
اپنے اسکے تعاقب پر مقرر کرنا چاہیئے امیر خان نے بہ پاس خاطر اسکے سواران پنڈارہ کو تعاقب کا حکم دیا
وہ جاکر اسباب پس ماندۂ لشکر جیپور کو غارت کرلائے انجام کار امیر خان ہمراہی بخشی اندرراج وغیرہ کوچ کرکے
میرٹھ آیا وہانسے بخشی مذکور کو راجہ مان سنگھ کے پاس جو دھپور روانہ کیا اور خود سیاہ کے دھرنے کی وجہ سے
میرٹھ مین توقف کیا جب بخشی جو دھپور پہونچا راجہ نے اسکو عمدہ خلعت عنایت کیا اور عمدۂ دیوانی سرفراز ہوئی بخشی

اور امیر خان کی طلب مین خریطہ بھیجا جب امیر خان قریب جودھپور آیا تو راجہ نے استقبال کرکے بہت تعظیم و تکریم کی بلغ مین آتارا اور سامان رقص و عشرت آمادہ کرکے امیر خان کو مسند پر اپنے برابر بٹھایا اور نواب کے احسان کی ممنونی و مشکوری ظاہر کرکے کلیدہاے قلعہ جودھپور دست بستہ روبرو رکھدین اور بکمال عجز کہا کہ یہ ریاست محض آپ کے طفیل سے بچی ہے اسکا شکریہ کس زبان سے ادا کرون کہ بجز قتلہ اور کوئی مقام میرے قبضے مین نرہا تھا امیر خان نے بخوبی اُسکی تسلی خاطر فرما کر کہا مین نے یہ کلیدہاے قلعہ اپنی جانب سے تمکو دین

مہاراناجیم سنگھ کا نواب امیر خان کے ساتھ پگڑی بدلنا

جب نواب امیر خان نے کچھو اہو نکو جودھپور سے نکالکر مان سنگھ کا تسلط اُسکے ملک پر کرادیا تو سنہ ۱۲۳۶ ہجری مطابق سنہ ۱۸۱۰ عیسوی اودیپور آیا اور مہاراناجیم سنگھ سے ملاقات کرکے اُس سے کہا کہ اگر تو کری ایک کپو کی چالانہ فی روپیہ تحصیل ملک میواڑ پر لینا منظور کرو تو انتظام اور محافظت تمھارے ملک کی کہ ہر فوج کے ورود سے خراب رہتا ہی میرے ذمے ہے ۔ مہاراناجیم سنگھ نے غنیمت جانا اور امیر خان سے واسطے استحکام رسوم برادری کے پگڑی بدلی اور امیر خان کی بات منظور کی ۔ نواب نے اُسکی ہر طرح دلجمعی کرکے صلاح دی کہ جب تک تمھاری بیٹی زندہ ہی جگت اُسکی نسبت کاراجہ مان سنگھ سے دور رہوگا بہتر ہے کہ تم اُسکو کسی حیلے سے مار ڈالو کہ فراغ حاصل ہو ورنہ مین بزور اُسکی شادی مان سنگھ سے کردونگا مہاراناجیم سنگھ نے کہا مجھ کو اُس سے شادی ہرگز منظور نہین اور بزور تمھارے شادی کرنے مین میری آبرو جاتی رہے گی لیکن اگر اقرار محکم کرو کہ موضع گھانے راؤ مان سنگھ سے مجھ کو دلوائے گے تو مین بعد تمھارے چلے جانے کے تدبیر سے جسمین بدنامی نہ ہو اپنی بیٹی کا کام تمام کردونگا امیر خان نے شرط کو قبول کیا

نواب امیر خان کے حکم سے کشن کمار کو مہاراناجیم سنگھ کا ہلاک کرانا

بعد روانگی نواب کے مہاراناجیم سنگھ نے دولت سنگھ سے کہ چار پشت کے فرق سے رانا کا بھائی تھا کشن کمار کی ہلاکت کیلئے کہا تو اُسنے حیرت زدہ ہوکر کہا راجس زبان سے یہ حکم ہوا ہو اُسپر لعنت ہی اور اگر مین اُسکی بجا آوری کرون تو میری نمکخواری پر خاک پڑے ۔ بعد ازان مہاراناجیم سنگھ کے خواص وال بھائی جوان داس کو ضرورت شدید سے آگاہ کرکے کہا گیا کہ ہر ایک شخص سے اس کام کا ہونا محال ہے اوس نے فعل قبیح کا ارتکاب منظور کیا اور خنجر لیکر گیا مگر جسوقت پیاری کشن کمار بچگانہ نازو انداز سے اُسکے سامنے آئی اُسکی رگ غیرت نے جنبش کی دل دھڑکنے لگا ہاتھ پاؤن پھول گئے نیمچہ گرگیا نادم و ذلیل ہوکر باہر چلا آیا ۔ اسطرح اقدام ہلاکت اُسکی مان کو ظاہر ہوگیا اُسنے صدائے آہ و نالہ بلند کرکے محل مین ہنگامۂ محشر برپا کیا کبھی بیرحم ہلاکون کو گالی دیتی تھی کبھی بیچارہ بیگناہ کی جان بخشی کے واسطے عجز و التجا کرتی تھی مگر تقدیر سے چارہ نہ تھا اُسکا مرنا لابد ہوا اس کام سے مردون کی حمیت و غیرت و سنکش اور فولاد کی سختی معذور ہوچکی تھی مجبور عورتونکے ذمے یہ کام پڑا اور افیم کا کام شربت کے پیالے سے لیا گیا ۔

مشاطۂ قصاب صورت نے باپ کی طرف سے پیالہ پیش کیا اُسنے کمال ادب و استقلال سے تسلیم کرکے نوش کیا

اور اسکو ترقی حشمت و اقبال کی دعا دی جب مان نے مہارانا کی نامردی اور سنگدلی پر لعنت ملامت کرکے کوسنا شروع کیا تو کشن کمار نے اسکی اسطرح تشفی اور اشک شوئی کی۔

تم میری منحوس وغم آلودہ حیات کے قطع ہونے پر کیون اتنا افسوس کرتی ہو مین مرنے سے نہین ڈرتی کیا مین لڑکی نہین ہون مجھے مرنے کا خوف کیون ہو ہم لڑکیان تو جنم سے مرنے کے واسطے ہی پیدا ہوتی ہین ہم دنیا مین اسی واسطے آتی ہین کہ جلد پھر رحلت کرین اسی پر اپنے باپ کی بدل شکر گذار ہون کہ اُسنے اتنے برسون مجھے زندہ رہنے دیا۔ تاوقتیکہ شرمت جگر خراش نے اُسکے خون مین مخلوط ہونے سے گریز کیا ایسی ہی تقریر کرتی رہی اب دوسرا جام تیار ہوا اُسنے اُسی ضبط سے اُسکو بھی نوش کیا اور پھر ڈالدیا۔ اسپر بھی گویا انسانی ہمت اور ضبط کا امتحان اُسی پر منحصر تھا تیسرا اور دیا گیا اس مرتبہ طبیعت نے سم قاتل کے مقابلے اور اُسکی اذیت کی طوالت سے کنارہ کیا۔ اتنی دیر تک اُسکی جان نہ نکلنے کیوجہ سے افیون کے کسومے کا ایک گھونٹ اور دیا گیا اُسنے تبسم کیا اور پی گئی اور پھر دنیا سے سفر کر گئی اسوقت عمر اُسکی سولہ برس کی تھی۔ سنگرام سنگھ سکتاوت اس حادثے سے چار روز کے بعد اودیپور مین آیا اور مہارانا کے سامنے پہونچکر اجیت سنگھ کو جو نواب امیر خان کی طرف سے اس کام پر مقرر تھا بہت ملامت کی یہانتک کہ مہارانا نے دونون ہاتھون سے اپنا منھ ڈھک لیا کیونکہ در پردہ اُسی کو سنانا تھا۔ لیکن سکتاوت صاحب کی اپنی بدُاعمالی سے تو ریاست ایسی کمزور ہو گئی تھی اور پھر اُدھر مرہٹے گھسنے لگے اگر خود مین اتنی طاقت تھی تو مرہٹون اور پنڈارون سے کیون ملک کو پامال ہونے دیا۔ نواب امیر خان نے یہ سنکر جو اقرار دلانے ضلع گھاٹے راؤ کا مہارانا سے کیا تھا اس بارے مین انوپ رام وکیل جو دھپور سے کہ ہمرکاب تھا گفتگو کی۔

نواب امیر خان کا میواڑ مین اپنی طرف سے انتظام قائم کرنا

نواب امیر خان نے میواڑ کا انتظام درست کرنے کے لیے جمشید خان عامل نیاہیڑہ کو اپنی طرف سے مقرر کیا اور میواڑ کی آمدنی سے گیارہ لاکھ روپیہ طلب کیا ملک کی پریشانی سے نہ ادا ہونے کے سبب جمشید خان نے اودیپور کا محاصرہ کرکے رعایا کو بڑی تکلیف دی دوسرے برس بابو سیندھیا بھی میواڑ کی صوبہ داری کے نام سے آکر شریک ہو گیا۔ یہ لوگ بمبئی ۱۸۰۷ء مطابق سنہ ۱۲۱۹ھ تک میواڑ کو ستاتے رہے سات لاکھ روپیہ سالانہ قرار پاکر آدھا سیندھیا اور آدھا جمشید خان کو ملتا تھا۔

بہت لڑائی جھگڑون کے بعد سرکار انگریزی نے راجپوتانہ سے غارت گرون کا دخل اُٹھایا اور نواب امیر خان کو بھی مرہٹون کی طرح کئی پرگنے اُسکے قبضے مین بحال رکھ کر جن پر اسکا قبضہ مستحکم تھا اور ہلکہ کیفیت سے فوج برخ کی جاگیر مین ملے تھے آرام سے بٹھایا۔ اس عرصے مین سرکار انگریزی نے دہلی کے شاہ عالم ثانی کے بعد ملک مین اپنا سکہ جاری کیا اور راجپوتانے کی ریاستون کے ساتھ عہدنامے تحریر ہوے۔

اودیپور ملک میواڑ کی ریاست پر سرکار انگریزی کی سرپرستی

۱۸۱۷ء مین سرکار انگریزی نے ریاست اودیپور کو اپنے ظل حمایت مین لیا - دیکھا تو ملک ویران اور شہر بے چراغ پڑے ہین مہاراناکا اختیار بالکل موقوف ہوگیا ہے انسری دماتحتی کے کل روابط فسخ ہوگئے اور راج معرض زوال مین ہے سرکاری افسر نے سرداروںکو جمع کرکے جو ملک اُنھون نے دبالیا تھا ازسرنو شامل خالصہ کیا اور سرداروں کے حقوق پر لحاظ رکھنے کا مہاراناسے اقرار کرایا - مہاراناسے سرکار کی سرپرستی اور اپنی ماتحتی قبول کرکے دیگر ریاستون سے ملکی معاملات مین خط وکتابت نکرنے اور تنازعات کو سرکار انگریزی کے فیصلے پر منحصر رکھنے کا اقرار کیا اور پانچ برس تک چہارم آمدنی ریاست اور بعدازان فی روپیہ چھ آنہ سالانہ بابت خراج ادا کرنے کا اقبال کیا - آخر مین رقم خراج میواڑ پر کم وزیادہ ہوکر دو لاکھ روپیہ سالانہ سکہ انگریزی قائم رہا -

جب سرکار انگریزی سے تعہد ہوا تو ریاست کے سب سردار مہاراناسے بالکل خود اختیار اور علٰحدہ ہورہے تھے صاحب پولیٹکل ایجنٹ نے جنکو ریاست کا اختیار کلی تھا مہاراناا ور اُنکے سردارونکے درمیان قول نامہ منضبط کرایا جسمین یہ مدات مقنن کہ کل جہات خالصہ جو زمانۂ فساد مین حاصل ہوئے ہین وہ جو ایک سردارنے دوسرے سے چھین لیے ہین واپس کئے جائینگے رکھوالڑہ بھوم وغیرہ کی جدید لاگین موقوف ہوجاوینگی - وان بسوہ کہ راج کا حق ہے اسی تاریخ سے بند ہوجائیگا کوئی سردار اپنی جاگیر مین چوری نہ ہونے دیگا اور نہ باوری - موگیا - تھوڑی وغیرہ چوردن کو پناہ دیگا - بموجب حکم کے خاص ریاست وسیرونجات مین نوکری کرینگے - سرداروںکے چار فریق ہونگے ہر ایک فریق تین مہینے دربار مین حاضر رہے گا اور پھر اپنے گھر کو رخصت ہوگا دسہرہ کے تہوار پر دس روز پیشتر سالتمام مین ایک دفعہ سب سردار جمع ہونگے اور بیس روز کے بعد سوائے اُن سردارونکے جنکی نوکری ہوگی سب اپنے گھرونکو واپس جاوینگے اوقات ضرورت پر جب اُنکی نوکری مطلوب ہوگی تعمیل حکم کرکے حاضر ہونگے - کل پٹایت اور رشتہ داراور خاندان کے سردار جو دربار کی سند کے بموجب جاگیرون پر قابض ہین علٰحدہ علٰحدہ نوکری کرینگے کسی دوسرے بڑے سردار کے ساتھ یا شامل ہوکر نوکری نہ کرینگے سردارونکے رشتہ دار اور جاگیردار جو انھین کے دیے ہوئے پٹون کے بموجب اپنی جاگیر پر قابض ہین اونکی نوکری کرینگے - یہ قول نامہ ۱۸۱۸ء مین مرمت ہوا تھا اس قولنامے پر عمل درآمد نہ ہونے کی شکایت ہونے پر ۱۸۲۷ء مین دوسرا قول نامہ انگریزی پولیٹکل ایجنٹ نے تیار کرایا جسکی رو سے یہ قرار پایا کہ سردار آمدنی کا چھٹا حصہ دیا کرین اور اُسکے عوض نصف نوکری سے معاف رہین یعنی سالتمام مین بحساب فی ہزار روپیہ ایک سوار اور دو پیادون سے تین مہینے تک نوکری کیا کرین - انضباط عہدنامہ کے بعد مرہٹہ اور دیگر غارتگرون کے گروہ جو مہاراناکے ملک مین مقیم تھے اُنکو وہانے نکالا گیا مگر بدنظمی ریاست اس حد کو پہونچ گئی تھی کہ کرنل ٹاڈ اول پولیٹکل ایجنٹ کو کل کاروبار ریاست کا اہتمام خود کرنا پڑا اُنکی تدبیرات ایسی مفید پڑین کہ تین برس کے عرصے مین رعایاے ملک فارغ البال ہوگئی اور ملک کی آمدنی بھی دوچند ہوگئی یعنی ۱۸۱۸ء مین چار لاکھ اکتالیس ہزار روپیہ تھی ۱۸۲۱ء مین

آٹھ لاکھ ستتر ہزار چھ سو چونتیس ہوگئی نظم و نسق امور ریاست کا طریقہ اپنے عمل سے دکھا کر کرنیل مسطور نے حسب الحکم گورنمنٹ اختیار ریاست اہالیان راج اودیپور کو سپرد کیا مگر اُنسے اچھی طرح کام نہ ہوسکا دو برس مین قرضہ بکثرت ہوگیا ملک کی آمدنی رہن ہوگئی اور سرکار انگریزی کا خراج بقدر سات لاکھ توے ہزار سات سو سینتالیس روپیہ چڑھ گیا۔ پھر راج کے اہلکار دنکو تاکید سے زیر نگرانی رکھا گیا اور کسیقدر اصلاح بھی ہوئی مگر انجا کار انتظام ریاست پولیٹکل ایجنٹ کے اہتمام مین کئے بغیر کار برآری نہ ہوئی۔

باقیات خراج و زمانۂ حال کے واسطے چند پرگنے علحدہ کئے گئے اور مہارانا کے مصارف کے واسطے ہزار روپیہ روز مقرر کرکے جمع و خرچ ریاست کا بندوبست قرار واقعی کیا گیا اگرچہ مہارانا کی یہ بے اختیاری خود اُسی کی نادانی کا نتیجہ تھا تاہم صرف بنظر اسلوبی امور ریاست دست اندازی ضروری متصور ہوکر بطور عارضی کی گئی اور ۱۸۳۶ء مین پھر مہارانا کو اختیار دیا گیا اور پولیٹکل ایجنٹ کی مداخلت برخاست کی گئی پھر ویسی ہی بدنظمی ہوگئی اور آمدنی ملک پھر اسیقدر کم ہوگئی جسقدر ۱۸۱۸ء مین تھی چند مہینون مین فضول خرچی اور ظلم انتہا درجے کو پہونچا راستو پر تنہا مسافرون کا گذر غیر ممکن ہوگیا اور ملک مین ہر طرف فتنہ و فساد ہوگیا۔

سمبت ۱۹۰۷ مطابق ۱۸۵۱ء مین مگرہ میواڑہ پہاڑی علاقہ جسکا صدر مقام اب ٹاڈگڈھ ہے اور جسمین زیادہ حصہ میواڑ کا ہے بدانتظامی رہنے کے سبب دس برس کی میعاد پر انگریزی قبضے مین رکھا گیا پھر کچھ بہتری دیکھکر سرکاری مرضی سے مہارانا نے آٹھ برس زیادہ کئے ۱۸۴۳ء مین مہارانا نے اُس علاقے کے بدستور انتظام انگریزی مین بلا تعین میعاد مگر تا خوشی سرکار انگریزی رہنے کا اقرار کیا ۱۸۴۷ء مین سرکار نے چاہا کہ عہدنامہ باضابطہ کے ذریعہ سے اس علاقے کو برائے دوام علاقۂ انگریزی مین شامل کیا جاے۔ مہارانا نے اسکے عوض مین اپنے پرانے پرگنون گوڈواڑ۔ نیمچ۔ جاؤد اور جیرن وغیرہ کی واپسی کا دعوے کیا چونکہ اُسکی حکومت ایسی بیوجہ اور ظالمانہ تھی کہ اُسکو اضلاع مذکور کا دینا مناسب معلوم نہ ہوا ایسلئے کچھ طے نہ ہوا اور بہانہ میواڑ علاقہ میرواڑہ غیرتعین صورت سے بدستور انگریزی انتظام مین رہے۔

سمبت ۱۸۸۴ مطابق ۱۸۲۸ء مین مہارانا بھیم سنگھ نے پچاس برس بتری کے ساتھ حکومت کرکے انتقال کیا اسکے پچاسوے لڑکے اور لڑکیون مین سے ایک کنور جوان سنگھ باقی رہا جو ریاست کا مالک ہوا۔

۶۹ - مہارانا جوان سنگھ

اپنے والد کے گذرنے کے بعد شروع سمبت ۱۸۸۵ مطابق ۱۸۲۹ء مین مسند نشین ہوا نحوست وقت سے اس مہارانا کی عادات ایسی خراب تھین کہ ہمیشہ عیش و عشرت مین مصروف رہتا تھا۔ اسنے سمبت ۱۸۸۸ مطابق ۱۸۳۲ء مین اجمیر جاکر لارڈ ولیم کیونڈش بینٹنگ صاحب گورنر جنرل ہندوستان سے خانگی طور پر ملاقات کی اُسمین ایسی لیاقت نہ تھی کہ اپنے والد کے عہد کی خرابیون کو امن کی حالت مین جو انگریزی سلطنت کے قائم ہوجانے سے حاصل تھا دور کرتا یہ بیان انگریزی افسر کی رپورٹون کے موافق ہے لیکن دیسی لوگ اسکے

فیاضی وغیرہ کے سبب ہر طرح اُسکی تعریف وتعظیم کا خیال رکھتے ہین ملکی انتظام کی ابتری سے آمدنی کم اور عیش وآرام کے اسباب مین خرچ زیادہ پڑنے سے بیس لاکھ کے قریب قرض ہوگیا اور آٹھ لاکھ سرکاری خراج چڑھ گیا بلطی اس غایت کو پہونچی کہ حساب محکمہ کورٹ آف ڈائرکٹرز نے اسکو ہدایت کرنی پڑی کہ اگر اپنے تعہد کا ایفا نکریگا یا توخراج کے عوض مین ملک یا کسی دیگر قابل اطمینان جائداد کو سرکار انگریزی کے قبضے مین لانا لازم آئے گا لیکن وہ اسکے تھوڑے دنونکے بعد سمبت ۱۹۰۵ مطابق ۱۸۴۹ء مین دس برس سے کچھ زیادہ راج کرکے بغیر اولاد کے گذر گیا جس سے گود لینے کی ضرورت پڑی۔

۷۰۔ مہاراناسردار سنگھ

یہ باگور مقام کا جاگیردار اور مہارانا سنگرام سنگھ سے چوتھی پشت مین ہونے کے سبب قریب رشتہ دار تھا اسلئے گود لیے جاکر ریاست کا مالک ہوا۔ اسکو ملک کے ساتھ بڑے قرض کا بار بھی وراثت مین ملا یہ مہاراناجب بدمزاج اور تندخو تھا اکثر سردار اُس سے بہت تنگ وناخوش ہوگئے اور مغربی جنوبی علاقے کے بھیلون وغیرہ نے جنکے بعض سردار بھی شریک خیال کئے جاتے تھے فساد اُٹھایا۔ مہاراناسے اپنی مدد کے واسطے سرکاری فوج طلب کی جو نہین ملی لیکن میجر آرٹس صاحب کی معرفت ماگھ بدی ۱۳ سمبت ۱۹۰۶ مطابق یکم فروری ۱۸۴۹ء کو سردارونکے ساتھ ایک پیمان نامہ لکھا جاکر صفائی ہوئی۔

مجملاً مضمون اُسکا یہ ہے کہ سردارونکے مع فوج تین مہینے تک دربار مین حاضر رہنے کا قاعدہ بدستور جاری رہے گا اگر میعاد مقررہ سے زیادہ کوئی سردار اودیپور مین نہین ٹھہرایا جائیگا مہاراناکو اختیار ہے کہ کسی سردار کو حاضر رہنے سے معاف کرے مگر قبل انقضاے اس میعاد کے کہ وہ سردار حاضر رہتا کسی اور سردار کو بجاے اُسکے طلب کرنے کا اختیار نہین ہے سردارونکو لازم ہے کہ اپنے ہمراہیونکی کامل تعداد رکھین۔

سرکار انگریزی کا خراج تو ملک کی آمدنی سے ہی دیا جاے گا اور اُسکی بابت سردارون سے کچھ مطالبہ نہ ہوگا مگر سردارون کے ذمے جسقدر فوج رکھنا بموجب نقشہ مرتبہ کے واجب ہے اُس سے نصف رکھا کرین بعوض معافی نصف کے چھٹوندر نقد یعنی فی روپیہ دو آنہ سات پائی ادا کیا کرین کہ اس آمدنی سے راج کی نوکری کے واسطے ایک فوج بھرتی کیجاے گی وقت ضرورت پر اگر مہاراناانکو مع کل فوج کے طلب کرے اور حد ود سیوڑے باہر بھیجے تو جس سردار کی فوج اسطرح بھیجی جائیگی اُسکی چھٹوند مین منہائی کیجائیگی اگر کوئی سردار وقت معہودہ سے دس روز بعد تک چھٹوند ادا کریگا اسکی اراضی ودیہات بقدر بقایا مستوجب ضبطی ہونگے اور پھر واگذاشت نہ کیے جاوینگے اور مہاراناے اقرار کیا کہ کسی سردار کے دیہات کو بلا سبب ضبط نہ کریگا اور نہ دوسرے کو دلوائے گا۔

اودیپور کے جنوبی علاقے کے کوہستانی اضلاع مین جنھین مگرہ کہتے ہین بھیل اور گراسیہ کہ غیر معتبر یعنی دوغلی نسل کے راجپوت جاگیردار ہین زیادہ آباد ہین یہ لوگ برائے نام اودیپور کے علاقے مین ہین مگر ایسا حق ملکیت رکھتے ہین کہ اُنمین مہاراناکا کچھ اختیار نہین ہے دیہات قرب وجوار سے خراج اور راستہ پر مال تجارت اور مسافروں کا

محصول لیتے ہین اور اُنکی حفاظت وامنیت کے جواب دہ متصور ہین۔ ان اقوام کے قدیم حقوق اور دیہات مقبوضہ مین ریاست سے اکثر خلاف مصلحت مداخلت کرنے کا تہیہ ہوا اس سبب سے اُنھون نے مفسدہ کیا اور اسکے دفعیہ اور اس قوم کو مغلوب رکھنے کے واسطے انگریزی فوج کے رکھنے کی ضرورت ہوئی اور یہ بھی دریافت ہوا کہ ایکلا انگریزی افسر کی دوامی نگرانی کے بغیر اس ملک مین امن وعافیت قائم نہین رہ سکتی اسلیے ۱۸۳۵ء مین اس ملک مین ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ سالانہ کے خرچ سے ایک پلٹن بھیلون کی حفاظت وانتظام کے واسطے سرکار کی طرف سے رکھی گئی اسکی بابت مہارانا نے بھی خراج کے علاوہ پچاس ہزار روپیہ سالانہ فوج خرچ کے نام سے دینا منظور کیا جو اب تک ادا کیا جاتا ہے۔

سمبت ۱۸۹۹ مطابق ۱۸۴۳ء مین چار برس راج کرکے مہاراناسردار سنگھ نے اس جہان سے کوچ کیا اور ریاست کو ایسی زیباری مین چھوڑا کہ جسکی درستی اُسکے وارث اور چھوٹے بھائی سروپ سنگھ کو کرنی پڑی۔

۱۷۔ مہاراناسروپ سنگھ

سمبت ۱۸۹۹ مطابق ۱۸۴۳ء مین اپنے بڑے بھائی کے بعد راج کا مالک ہوا اُس کے وقت مین ریاست کی پہلی زیباریون کے سبب پولیٹکل افسرون نے بہت بار خراج کم ہونے کے لیے سرکار انگریزی مین درخواستین بھیجین جن پر لحاظ ہوکر جون ۱۸۴۶ء مین تین لاکھ روپیہ اودیپور کے عوض دو لاکھ سکہ انگریزی کے حساب سے سالانہ خراج قرار پایا۔

اس مہاراناسے ماتحت سردارونکو جو کئی پشت سے ریاست کی بدانتظامی کے سبب خودسر بن رہے تھے دبانا چاہا بڑے جاگیرداران سلومبر اور دیوگڑھ وغیرہ نے جنکے بعض گانوُن ضبط کر لیے گئے تھے ریاست کی فوج سے کئی بار مقابلہ کیا۔ کرنل راٹنبس کی معرفت جو قول نامہ ۱۸۴۱ء مین تحریر ہوا تھا اُسپر کچھ عمل نہ ہوا تھا اسلیے سمبت ۱۹۱۰ مطابق ۱۸۵۴ء مین کرنل سرہنری لارنس کی معرفت جو بعد کو لکھنؤ کے بلوے مین مارا گیا مہاراناا اور سردارون کے درمیان ایک دوسرا اقرارنامہ تیار ہوا کہ ماتحت سردارون کو معمولی خراج ادا کرنا جو تین آنہ فی روپیہ سے بھی کم ہے منظور اور مقررہ میعاد پر خدمت مین حاضر ہونا ضرور رہے۔ ریاست سے بھی اُنکے درجہ وار لحاظ رکھنے کا اقرار کیا کیا جاگیردار دیوگڑھ پر ریاست کی فوج کو اُسکے ضبط کیے ہوے علاقے مین سے نکال دینے کے سبب پچیس ہزار روپیہ جرمانہ کیا گیا لیکن فساد پھر جاری ہوگیا جو آٹھ برس کے بعد مہاراناشنبھو سنگھ نے رفع کیا۔

مگر اس قولنامہ پر صرف مہاراناصاحب اور چار سردار ان مفصلۂ ذیل مہتا شیر سنگھ راؤ دیوگڑھ۔ راؤ بھیم گڑھ اور راؤ کانوڑ کے دستخط ہوئے اور کسی کی طرف سے اُسکی شرائط کا ایفا نہ ہوا اسواسطے سرکار نے اس کو منسوخ وکالعدم کردیا مگر جن سردارون نے دستخط کیے تھے اُنکی حفاظت کی سرکار کفیل ہوگئی چنانچہ اس کفالت کے ذریعہ سے مہتا شیر سنگھ کی جاگیر جو مہاراناسنے ۱۸۶۱ء مین ضبط کرلی تھی واپس دلائی گئی تھنہ راجستان مین

لکھا ہے کہ مہاراناسروپ سنگھ نے ایک ایسی ظالمانہ کارروائی کی جس سے تمام سردار اور کل رشتہ دار رنجیدہ ہوگئے۔ اُسنے اپنے بھتیجے اور متبنی کنور شاردول سنگھ کو جو رئیس بننے کا بہت خواہش مند تھا اور جسکی طرف سے زہر دلوانے وغیرہ کا شبہ ہوگیا تھا ایک تنگ و تاریک خشک کنوئیں مین جسکو یہان کی اصطلاح مین حمام کہتے ہین ڈلوادیا جو چند روز کے اندر بھوک اور پیاس وغیرہ کی تکلیف سے مرگیا۔

اپنے نام کا روپیہ جاری کیا جو پرانے اودیپوری روپے سے جسپر شاہ عالم کا نام ہوجہ چھوٹی تکیہ ہونیکے نیو رانام مسکوک ہوتا ہے اور نہ سنہ جلوس سمت مانوس صاف معلوم ہوتا ہے یہ شاہ عالم اورنگ زیب کا بیٹا ہی ایک نہ زیادہ پر چلایا نام اسکا سروپ شاہی روپیہ رکھا اسمین بجاے اُردو حروف کے ہندی مین ایک طرف چترکوٹ اودیپور اور دوسری جانب دوستی لندن مسکوک کرایا اٹھنی اور چونی بھی اسی سکے کی جاری کی دوانی بھی دیکھنے مین آئی مگر چلنی نہین البتہ موجودہ زمانے مین اس سکی دو انیون کا زیادہ رواج ہی جو اودیپوری آنے کی برابر چلتی ہے لیکن اس سکے مین سال وسمت درج نہین کیا جاتا۔

سمبت ۱۹۱۳ مطابق ۱۸۵۶ء مین جبکہ انگریزی فوج وغیرہ نے بغاوت کی تو مہاراناسروپ سنگھ نے جبکا پہاڑی ملک لٹیرون کے واسطے پناہ کی جگہ ہوسکتا تھا سرکار انگریزی کے ساتھ خیرخواہی کا برتاؤ رکھا۔ فرمانبردار لشکر کے جو سرکاری آدمی ضرورت سے اس ملک مین ہوکر گذرے اُنکو ہر طرح رسد وغیرہ کی مدد دی اور جو انگریز آس پاس سے جان کی حفاظت کو آئے انھین خاطرداری کے ساتھ راجدھانی مین مہمان کیا۔

غدر کے دنون مین پرگنہ نیماہیڑہ کے ایک جاگیردار نے جو بخشی کہلاتا تھا سرکشی کی جسپر کرنل شوئر پولیٹکل افسر نے نیماہیڑہ پر میواڑ والون کا قبضہ کرادیا لیکن فساد دور ہونے کے بعد اس عذر سے کہ یہ پرگنہ سرکاری عہدنامے کے موافق رئیس ٹونک کی ملکیت قرار پاچکا تھا اور ایک ماتحت جاگیردار کی برخلافی سے ریاست کو باغی نہین سمجھا جاسکتا پرگنہ مذکور مع وصول شدہ جمع کے ٹونک کو واپس دلایا گیا۔

آخر وقت مین مہاراناسروپ سنگھ کا کمر سے نیچے کا بدن بیماریون سے بیکار ہوگیا مگر اُسکا انتظام بدستور قائم تھا۔ اسی حالت مین مساجد مین اذانین بند کرادین جسکا قصہ ابتک وہان کے پرانے لوگ بیان کیا کرتے ہین تاہم نہایت جزرس اور منتظم مہاراناکہلاتا ہے اور اُسکی کارروائی سے ملک نے ترقی کی تھی۔ تحفۂ راجستان مین ہے کہ بے وجہ اُسکے مزاج مین مذہبی تعصب اور غیر قوم والون سے پرہیز زیادہ تھا اُسکے کاروبار سے رعایا کے سوا اکثر سردار اور اہلکار ناخوش تھے تاہم تدبرون سے ریاست مین بہت سا کارخانہ اور سامان درست ہوگیا۔

اُسنے ستمبر ۱۹۱۸ مطابق ۱۸۶۱ء مین ۷ نومبر کو اپنی حکومت کے بیسوین برس انتقال کیا۔

۷۲۔ مہاراناشنبھو سنگھ

یہ مہاراناسروپ سنگھ کے بھتیجے کا بیٹا ہے اِسکا باپ شاردول سنگھ قید مین مارا گیا تھا یہ گود لئے جاکر چودہ برس کی عمر مین مسند ریاست پر بٹھایا گیا اسکے باپ کی عداوت کی وجہ سے مہاراناسروپ سنگھ اسکو گود نہین لیتا تھا بلکہ کنور سنگھ شیوالی والے کو لینے کی مرضی تھی اپنی رانی کے سمجھانے سے شنبھو سنگھ کو منتخب کیا۔

انگریزی دستور کے موافق اٹھارہ برس سے کم عمر آدمی کو ملکی کام مین نابالغ سمجھا جاتا ہے اسلیے مہارانا کی کم عمری کے سبب ریاست مین کوئی آدمی باہمی دشمنی سے بے لاگ نظر نہ آنے سے تمام کاروبار پولیٹکل افسر کی نگرانی مین کیا جانا ضروری جانکر بحکمہ انجنسی جھادولی نیمچ کے عوض خاص اودیپور مین متعین ہوا سرکاری حکم سے دو پنچ اور ایک سرپنچ قرار دیکر کارروائی دیکھی گئی تو اُسمین بہت جلد آپس کی دشمنی اور ضد سے ابتری نظر آئی تب سرکاری ہدایت سے پولیٹکل افسر کو دو پنچ مددگار کے طور پر بلکہ تمام کام سپرد ہوا جسمین مہارانا بھی شریک رکھا جاتا تھا تاکہ اس کو ہر طرحسے کارروائی کی عادت اور لیاقت پیدا ہوجاے۔ اس تدبیر سے ملکی آمدنی بڑھی شہر سے نیمچ اور کھیرواڑھ تک پختہ سڑکین تیار کی گئین اور شفاخانہ و مدرسہ جاری ہوا۔ مہارانا کی نابالغی کے زمانے مین سرشتہ مال کی اصلاح شروع ہوئی تھی اور زمیندارون سے بندوبست کیا گیا تھا مگر یہ بندوبست اہلکاران راج کی معرفت ہوا اس سبب سے چھ لاکھ روپیہ جمع مین باقی رہ گیا پٹہ جات منسوخ ہوے اور بندوبست ازسرنو خام ہوا۔ دسمبر ۱۹۲۱ مطابق ۱۸۶۵ء ۱۷ نومبر کو مہارانا بالغ سمجھا گیا اور اُسکو حکومت کے اختیارات اور تیس لاکھ روپیہ نقد جو سرکاری خزانے مین تھا سونپا گیا۔

اُنکے مشیرون نے اسکو خود کام کرنے سے منع کیا مگر کرنل نکسن صاحب پولیٹکل ایجنٹ کی صلاح سے اُس نے مشیرون کی ممانعت پر مطلق خیال نہ کیا اور کام کرنے سے باز نہ آیا انتظام ریاست مین سے مہتا گوکل چند تو اپنے علاقہ مانڈل گڑھ چلا گیا پنڈت لچھمن راؤ راج کا کارکن اور ٹھاکر ظالم سنگھ بیبائی والا یہ دونون مہارانا کے اول مشیر رہے سروپ سنگھ کے آخر عہد مین راوت کیسری سنگھ والی سلومبر مرگیا اہلیان قبیلہ نے متوفی کے بعید رشتہ دار جودھ سنگھ نامی کو مسندنشینی کے واسطے تجویز کیا وہ خلاف حکم دربار و خلاف دستور مروجہ جاگیر پر قابض ہوگیا۔ ریاست کی خواہش یہ تھی کہ راو بھدیسر کو جو وارث جائز ہے مسندنشین کرے مگر بمقابلے جودھ سنگھ قابض جاگیر کے اُسکی امداد کی قابلیت نہ دیکھکر انگریزی فوج ملنے کی پولیٹکل ایجنٹ سے درخواست کی مگر گورنمنٹ ہندوستان نے فوج بھیجنا نامنظور کرکے ریاست اور مجمع سرداران کو اطلاع دی کہ سرکار انگریزی کو منظور نہین ہے کہ ریاست اودیپور کو مدد دیکر اُسکے فرائض سے سبکدوش کرے اور فوج انگریزی کی مدد سے مشیر سرداروں کو لازم ہے کہ بغور و تامل سمجھکر لکھین کہ سلومبر کی مسندنشینی کی بابت کل سردار متفق الرائے ہین یا نہین اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ جودھ سنگھ نے دو لاکھ روپیہ ریاست مین داخل کیا اس کا قبضہ بحال رہا اور راو بھیال سنگھ کی نسبت یہ حکم ہوا کہ وہ خود مواضع چاوند سے مبتنے لیا گیا ہے اسلیے دوبارہ مبتنے نہین ہوسکتا۔ اکتوبر ۱۸۶۶ء مہارانا سلومبر جاکر بعد ادائے رسم ماتم پرسی وہان کے سردار جودھ سنگھ کو لے آیا مہارانا سروپ سنگھ نے اس رسم کو ادا نہ کیا تھا اس سے چونڈاوت راجپوت بالاتفاق اس سے مخالف ہوگئے تھے اور اُسکے عہد مین بڑی خرابی رہی تھی۔

ستمبر ۱۸۶۶ء مین ٹھاکر نیمبھیڑہ اور راو دیوگڑھ کے درمیان فساد ہوا اُس مین ۱۳ آدمی مارے گئے اور ۲۲

زخمی ہوئے اور دیہ قتانہ قرار ہوا۔

۱۸۵۸ء مین آمیٹ کے سردار پرتھی سنگھ کے مرجانے کے بعد اسکی ٹھکرانی نے بیالی والے ظالم سنگھ کے بیٹے امر سنگھ کو گود لیا تھا لیکن ریاست کی تلوار بندی سے پہلے دوسرے قریبی رشتہ دار چتر سنگھ نے مہاراناسروپ سنگھ کی منشا کے موافق زبردستی آمیٹ پر قبضہ کرلیا تھا سلومر نے امر سنگھ کی طرفداری اور دیوگڈھ نے چتر سنگھ کی مددگاری اختیار کی۔ مہاراناشنبھو سنگھ نے فساد مٹانے کی نظر سے امر سنگھ کو آمیٹ کے موافق نشست اور ایک بڑا گاؤن دیکر کچھ روپیہ نقد آمیٹ سے ملنا مقرر کردیا جسکے بعد آمیٹ چتر سنگھ کے بیٹے راوت شیونا تھ سنگھ کے قبضے مین رہکر راوت امر سنگھ کے لیے میخچہ کا ٹھکانا علٰحدہ قائم ہوا۔

۱۸۶۴ء مین راوت رنجیت سنگھ جاگیردار دیوگڑھ کا انتقال ہوا اُسنے باعتبار پنج سرداری کوٹھاری کیسری سنگھ کی ذلت مین بہت کوشش کی تھی اُسکا بیٹا کشن سنگھ ۲۵ سال کی عمر مین جانشین ہوا مگر باوجود جاری ہونے دھونس کے تا وقت اطاعت وادائے نذراز جاری رہے گی وہ مدت تک مہاراناکو سلام کرنے کے واسطے حاضر نہ ہوا آخر کار مہاراناسے ایجنٹ گورنر جنرل کے ایماسے رسم جانشینی ادا کردی۔

حسب صلاح پولیٹکل ایجنٹ مہاراناسے ہولی پر نمش تصویر و فکاسر بازار رکھنا منع کردیا اور سواری کے وقت بکاراد نے کی جاہلانہ رسم بھی موقوف کردی۔

۱۸۶۷ء مین مہاراناسے تھمس رادکارکن کو برخاست کرکے کوٹھاری کیسری سنگھ کو دیوان ریاست مقرر کرنا چاہا مگر چونکہ مہاراناکی نابالغی کے زمانے مین کیسری سنگھ سے کہ پنج سردار تھا ایک ناپسندیدہ حرکت ظہور مین آگر اُسکی موقوفی بحکم گورنمنٹ ہوئی تھی اسواسطے اُسکی بحالی بھی بلا اجازت گورنمنٹ ناممکن متصور ہوکر درخواست اجازت کی گئی گورنمنٹ نے مہاراناکی درخواست کو منظور کیا کیسری سنگھ کے ازسرنو مقرر ہونے سے سب کو اطمینان ہوا اگرچہ یہ شخص کام تندہی سے کرتا تھا مگر چونکہ اُسکا میلان فراخ تدبیری پر نہ تھا اسوجہ سے بندوبست مال قدیم رواج پر رہا اور عملاً مفلس ہوتی رہی۔ افسران گورنمنٹ کی رپوٹ مین لکھا ہے کہ مہاراناکے مشیر باتدبیر نہونے سے بڑا نقصان تھا چند مصاحب جو صحبت مین رہتے تھے اس لائق نہ تھے یہ لوگ مہاراناکو عیاشی اور ناواجب حرکات پر آمادہ کرتے تھے اور ریاستی کاروبار سے غافل رکھتے تھے۔

مہاراناکل کام برائے نام خود کرتا تھا اسلیئے بڑی ابتری رہتی تھی اور گورنمنٹ سے بھی محکمہ جات مقرر کرنے کی فرمائش ہوئی اسپر مہاراناسے باقاعدہ محکمہ جات عدالت خوجداری و دیوانی مقرر کئے۔

۱۸۶۷ء مین بارش کم ہوئی تھی اس سبب سے جون ۱۸۶۸ء مین سواڑ کے جھیل اور تالابون مین پانی معمولی عمق سے پندرہ فٹ کم رہ گیا۔ کشش بارش سے پیداوار خریف کا بہت نقصان ہوا کہ بجز اضلاع جنوبی کل ملک مین اس فصل کی پیداوار بہت کم ہوئی اور شہر مین غلہ جمع نہ تھا اس سبب سے بازار مین گرانی ہوئی ستمبر و اکتوبر مین غلہ مشکل میسر آتا تھا اور شب و روز فکر و تردد رہتا تھا مگر معافی محصول و دنجوئی و خاطرداری رعایا

اور اُنکو خرید غلہ کے واسطے زر پیشگی دینے اور سرکاری غلے کے گھٹنے گھولنے کی فراخ تدبیروں سے ریاست میواڑ نے اس آفت کا بخوبی مقابلہ کیا اور ہر طرح کوشش کرکے بازار مین غلے کی رَو بہا دی۔ نرخ البتہ گران رہا یہ سمبت ۱۹۲۵ کا قحط راجپوتانے مین مشہور ہے اور پچیسے کے نام سے پکارا جاتا ہے شروع سمبت ۱۹۲۶ مطابق ۱۸۶۸ء مین لارڈ میو صاحب دیسرائے ہندوستان جس کی یادگار مین میو کالج قائم کیا گیا ہے اجمیر آیا راجپوتانے کے اکثر بڑے رئیس دربار مین طلب ہوئے بڑی بحث کے بعد مہاراناشمبھو سنگھ بھی اجمیر گیا جہان اُس کو سب رئیسون سے اول نشست دی گئی مہاراناصاحب کے بعد جیپور و جودھپور والون نے دوسری نشست کے لیے کوشش کی جسمین جودھپور کا مہاراجہ تخت سنگھ اپنی منشا کے خلاف کارروائی دیکھکر واپس چلا گیا۔ دربار کے دنون مین میواڑ کے پولیٹکل افسر کو بھالرا پاٹن کے مہاراجرانا پرتھوی سنگھ کی پیشوائی کے واسطے بھیجا گیا تھا راستے مین رئیس نے پولیٹکل افسر سے مہاراناکی ملاقات کے لیے خواہش ظاہر کی۔ میواڑ کے سردارون نے جو خود کو بعض دوسرے راجاؤن کی برابر خیال کرتے ہین اس ملاقات مین اس بنا پر اعتراض کیا کہ بھالرا پاٹن والو نکا بزرگ راج رانا خالم سنگھ کوٹے کا نوکر تھا جسکا درجہ میواڑ کے سردارون کی برابر بھی نہین ہو سکتا۔ گرنل نکسن پولیٹکل افسر نے جو مہاراناکے مزاج مین زیادہ دخیل تھا اُس سے کہا کہ انگریزی سرکار نے رئیس بھالرا پاٹن کو خود مختار راجہ بنایا ہے جسکو دوسرا کوئی نہین کر سکا اُسکو دوسرے راجاؤنکی برابر عزت ملنے کی امید آپ کی مدد کے سوا نہین کی جاتی جو سرکاری خاطر سے گوارا کرنی چاہیے۔ اس پر مہارانانے سردارونکی مرضی کے خلاف منظور فرماکر خانگی ملاقات مین مہاراج رانا کو اپنی بائین طرف مسند پر جگہ دی لیکن بڑے درجے کے سردار ناخوشی کے سبب اس موقع پر شریک نہ ہوئے۔

مہارانانے جاگیر باگور کی مسند نشینی کا مقدمہ کہ مدت دراز سے زیر تجویز تھا ۱۸۵۸ء مین فیصل کیا کہ باگور کے مہاراج سمرتھ سنگھ نے جو اپنے چھوٹے بھائی سوہن سنگھ کو مہاراناسروپ سنگھ کی منظوری سے گود لیکر مسند نشین کیا تھا وہ کسی طرح بے دخل نہین ہو سکتا۔ اُس سے بڑے بھائی سکت سنگھ کا دعوی ناجائز ہے مگر مہاراج سکت سنگھ کی معاش کے واسطے یہ تجویز ہوئی کہ اُسکو باگور کی جاگیر سے بارہ ہزار روپے کی جمع کے دیہات علیحدہ کردئے جاوین پانچہزار کے دیہات پہلے سے اُسکے قبضے مین تھے سات ہزار کے اور دئے جاوین دوسرے سال مہاراج سکت سنگھ نے فساد کے لیے سر اُٹھایا ریاست کی فوج اسپر بھیجنی پڑی جو اسکو قید کر لائی اُسکے ساتھ مین اُسکا کنور جین سنگھ بھی حراست مین آیا۔

۲ دسمبر ۱۸۷۰ء کو کرنل بروک ایجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ نے بڑے تکلف کے دربار مین بموجودگی صاحبان انگریز مقامات گرد و نواح و سرداران ریاست مہاراناکو سرکار کی طرف سے تمغاے ستارۂ ہند درجہ اول دیا اور مہاراناتے بہت خوش ہو کر شکریہ ادا کیا۔

فروری ۱۸۷۲ء مین کسی سے صلاح لیے بغیر بھینڈر کے سردار کے بیٹے کو دربار مین سردار گھاسنے راو علاقہ جودھپور کی نشست عطا کی کہ وہ عرصے سے غیر حاضر ہے اور سالہا سال سے اپنی نشست کھو بیٹھا تھا

بھینڈر کی اس ترقی پر جولیہ - دیوگڑھ بیگون - دیلواڑہ - آمیٹ - گوگوندا اور کانوڑ کے سرداروں کو رنج ہوا انھون نے بالاتفاق عہد کیا کہ نہ دربار مین جاوین اور نہ بھینڈر والے سے نیچے بیٹھین مگر دسہرہ پر بھینڈر والا سے کہدیا گیا کہ نہ آوے جب سب حاضر ہوئے -

جون ۱۸۶۲ء مین مہارانا نے ایسا مقدمہ فیصل کیا کہ ۱۸۵۶ء سے زیر تجویز تھا اور موضع تسوار یہ بطور خونبہا ٹھاکر لامہ کو دیکر فیصلہ مہارانا سروپ سنگھ کا بحال رکھا - لامہ اور روپا ہیلی کے سردارون مین سرحد کا اتنا زعمہ تھا روپا ہیلی والے نے یکایک حملہ کرکے سردار لامہ کے بیٹے اور دو بھائی اور ایک ٹھاکر اجمیر کو مار ڈالا اور پانچ آدمیونکو مجروح کیا جنرل لارنس نے کہ اُس زمانے مین پولیٹکل ایجنٹ تھا تسوار یہ موقع واردات کو ضبط کیا اور مہارانا سروپ سنگھ نے لامہ کو دئے جانیکا حکم دیا اس حکم کی تعمیل کے واسطے مارچ ۱۸۵۸ء مین ایک اہلکار مع فوج ریاست بھیجا گیا مگر دریافت ہوا کہ ملازمان ٹھاکر مقابلے پر آمادہ ہین اسپر کمک بھیجی گئی اور کل سرداران گردوپیش کو ہدایت ہوئی کہ اپنی اپنی جمعیت سے حکم راج کی تعمیل کرین چنانچہ سب ٹھاکرون نے تعمیل کی مگر سرداران دیوگڑھ و آمیٹ نے واجبیت حکم دربار پر اعتراض کرکے تعمیل نہ کی آخرکار روپا ہیلی والون نے کہ ٹھاکر صغیر سن اور اول دم درجے کا سردار ہے تسویہ خالی کردیا -

سمبت ۱۹۲۱ مطابق ۱۷ اکتوبر ۱۸۶۴ء کو مہارانا شنبھو سنگھ نے ستائیس برس کی عمر مین بارہ برس دس مہینہ بیس روز راج کرنے کے بعد تین مہینہ سخت بیمار رہکر ناسور جگر کی تکلیف سے وفات پائی - اُسکے عہد مین ہائی اسکول طیار ہوا اور ایک شنبھو نواس مکان محلون کی جنوبی طرف بچھولہ تالاب کے کنارے پر پرانی عمارت توڑوا کر بنایا گیا جس سے بہتر گرم موسم مین آرام کے لیے کوئی جگہ نہین ہے -

کرنیل رٹنٹ پولیٹکل افسر نے بیدلہ راؤ بخت سنگھ کی مدد سے زنانہ ڈیوڑھی کا عمدہ بندوبست رکھا جو عورتین پرانے رواج کے موافق اپنے مالک کے ساتھ جان ضائع کرنی چاہتی تھین اُنکو بغیر کسی فساد کے روکدیا - یہ پہلا موقع تھا کہ سیوارڑ مین رئیس کے انتقال پر ستی ہونے کی ناقص رسم بند کی گئی -

بھیلون کا فساد ۱۸۶۷ء

شروع ۱۸۶۶ء مین خالصے کے بھیل ایسے سرکش ہوگئے کہ مگرے کے حاکم نے ریاست کو لکھا کہ تا وقتیکہ ان مین سے دو ایک نہایت شریر و سرکش بالون کو سزا نہ دیجاے اس ملک مین امن رکھنا اور تعمیل حکم کرانا غیر ممکن ہے اسپر ریاست کو چند مفسد و سرکش بالونکی سرکوبی کرکے اپنی حکومت قائم کرنی لازم آئی مگر راج کمزور ہو رہا تھا بجاے اسکے کہ فی الفور سزا دیجاتی سامان نہ ہونے کے سبب سے فوج کی تیاری اور روانگی مین توقف ہوا بھیلون نے حکام کی یہ سستی اور غفلت دیکھکر اور بھی وارداتین کین - ستمبر مین اُنکی شورش انتہائی درجہ کو پہونچی مہارانا کو حکام انگریزی کی طرف سے صلاح دیگئی کہ پہاڑی اضلاع مین مناسب مقامات پر فوجین متعین کرکے سزا دہی کا بندوبست کرے مگر قبل عمل درآمد اس تجویز کے سرغنہ بالون کو طلب کرکے ہدایت کی کہ مجرمونکو فوراً گرفتار کرادو اور اگر مفرور ہون

ورنہ بصورت خلاف ورزی سزاے سخت دیجائے گی مگر چونکہ یہ ہدایت بلا سزا تھی اسپر کچھ عمل نہوا - مہاراناکو اس قوم کی سزادہی وتربیت وانسداد فساد کا بہت فکر ہوا اور چاہا کہ ایک دفعہ حکومت قائم کرکے اس ضلع کو تحت انتظام خاص مین رکھے مگر یہ امر مشکل معلوم ہوا کیونکہ ان مفسدون کو ضبط مین لانے کے واسطے جو تحمل وحبتی ودیانت ولیاقت چاہیئے راج کی حکومت مین کہان تھی - اہالیان راج علی العموم یہ سمجھتے ہین کہ بھیلونمین عقل وتمیز ودیگر قواے انسانی نہین ہین اور اس سبب سے انکو صرف ظلم وتشدد کے ذریعہ سے مغلوب رکھا چاہتے ہین - بھیلونکی سزادہی کے لیے ریاست کی فوج اور جاگیردارونکی جمعیت بہ تعداد دوہزار کس اودیپور مین جمع ہوکر ۱۹- اپریل ۱۸۶۹ء کو بہ سرداری ظالم سنگھ بالی والا پہاڑی اضلاع مین آئی اور نتھارا سڑاڑا - کریرا اور بھورائی کی پالونپر متواتر حملہ آور ہوئی طرفین سے کشت وخون بہت کم ہوا مہاراناکی فوج سے صرف چار آدمی مارے گئے اور بارہ زخمی ہوئے اور بھیلون کی طرف ۲۱ مقتول و ۴۹ مجروح سنے گئے حسب دستور بھیل پہاڑون مین بھاگ گئے مگر قحط وبیماری کی وجہ سے انھون نے جلد اطاعت قبول کرلی اسکا نتیجہ بہت اچھا ہوا -

۱۸۶۲ء و ۱۸۶۳ء مین بھیلون نے پھر شورش کی اور کئی وارداتون کے مرتکب ہوئے راج کی فوج کا دھنک واڑہ پال کے بھیلون سے مقابلہ ہوا اگرچہ راج کی فوج قواعد وہتیار مین بہت ناقص تھی اور کسی غیر فوج کا مقابلہ کرنے کے واسطے بالکل کارآمد نہ تھی مگر بھیلونکی سزادہی مین کہ انکے پاس سواے تیر وکمان اور پہاڑونکی پناہ کے اور کوئی ذریعہ نہین ہے بخوبی کارگر ہوئی یہ بیان انگریزی افسرونکی رپوٹون سے مقتبس ہے اور مین نے راج میواڑکی بدنظمی اور ابتری کی باتون کو کچھ رقم کرکے لکھا ہے - یہان کی سپاہ کے حال پر مزید روشنی دوسری رپوٹون سے انھین افسرونکی ڈالتا ہون راج کی سپاہ کے آدمی نہایت شکستہ حال ومحتاج ہین سوارونکے گھوڑے بالکل ناکارہ ہین انمین زیادہ ترسندھی اور میواڑکے ہندو مسلمان ہین اور کچھ پردیسی بھی ہین سرنبدی پیادگان بے قواعد وبداسلحہ ہے سوارون کی تنخواہ پندرہ سو روپیہ سکہ اودیپوری ہے اسمین وہ گھوڑے اور ہتھیار رکھتے ہین اور اسی مین خوردونوش وپوشش کا بندوبست کرتے ہین اور سیطرح سپاہی پیادے اودیپوری چھ روپے ماہوار پر دفع الوقتی کرتے ہین جسکی قیمت انگریزی چھ روپے سے ۱۲ کو اور کبھی اس سے بھی کم ہوتی تھی اور ان چھ روپے مین سے بیڑہ خرچ وغیرہ کے دام کٹ کر پورے چھ ملتے ہین اور تنخواہ دو مہینے کے بعد یعنی سال بھر مین چھ بار ملتی ہے اسلیے سپاہی بنیون سے قرض سخت سود پر لیکر زیر بار رہتے اور ایڈیان رگرے لکھتے ہین

ستمبر ۱۸۷۰ء مین بدریافت اس امر کے کہ باغی مینون کا گروہ رعایاے علاقہ گوڈواڑ سے سرحد جورہ کے پہاڑونمین آکر پناہ پذیر ہوا اُسکی سزادہی کے واسطے فوج کا بھیجنا ضرور پڑا اُس مین کھیرواڑہ اور کوٹڑہ کی مختلف جمعیتین اودے پور سے راج کی فوج اور راو جورہ کے ملازم شامل ہوے راؤ کے بھائی ٹھاکر بھیم سنگھ نے ایک گروہ کو اُنکی جاے پناہ مین جا پکڑا لڑائی مین اُنکو شکست دی اور اُسکے سرگروہ تیلا دبیاے معروف کو

مار ڈالا اور دوسرے چاروں کو زخمی کیا مگر درختوں کی کثرت سے کل گروہ بھاگ گیا کوئی گرفتار نہ ہوا اس فوج کشی اور ٹھاکر بھیم سنگھ کی مقابلہ آرائی سے گوڈواڑ اور سروہی کے مینوں اور بھیلوں نے فی الفور میواڑ کے پہاڑوں کو چھوڑ دیا۔

۷۳۔ مہاراناسجن سنگھ

یہ مہاراناشمبھو سنگھ کا عزادبھائی اور مہاراج سکت سنگھ کا بیٹا تھا باپ کے ساتھ حراست مین آیا اور مہاراناشمبھو سنگھ کی وفات کے بعد بڑی مہارانی اور سردارون وغیرہ کے اتفاق سے مسند نشین ہوکر آسوج بدی ۳ سمبت ۱۹۳۱ مطابق ۷ اکتوبر ۱۸۷۴ء کو مسند ریاست پر بیٹھا۔ اسوقت اسکی عمر بیس برس کی تھی کسی قدر انگریزی۔ اردو اور ہندی سیکھنے پایا تھا کہ سمبت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۵ء مین مہاراناکو سردارونکی تجویز سے مہاراجہ ایڈورڈ کی بہن کے ساتھ شادی کرنے کو وہان جانا پڑا۔ اس سفر کے تھوڑے دنون کے بعد انگلستان و ہندوستان کے ولیعہد شاہزادہ بہادر ویلز کی پیشوائی کے واسطے پولیٹکل افسر وغیرہ کے ساتھ بمبئی جانے کا اتفاق ہوا۔ ان اسباب سے پڑھنے لکھنے مین حرج ہوتا گیا سمبت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۵ء ماہ ستمبر مین دیوان مہتاپنالال جو مہاراناشمبھو سنگھ کے انتقال پر بعض لوگونکی مخالفت سے اجمیر جلاوطن کردیا گیا تھا محکمہ خاص کی ابتری کے سبب واپس بلایا گیا۔

اسی سال مین مہاراناکے چچا باگور کے مہاراج سوہن سنگھ نے جو خود کو اودیپور کی مسند نشینی کا حقدار خیال کرتا تھا زیادہ سرکشی کی۔ اسپر کھیرواڑے کی انگریزی بھیل پلٹن مع ریاست کی فوج و توپخانہ کے میجر کننگ کمانڈر کھیرواڑہ کی ماتحتی مین باگور کے محاصرے کو بھیجی گئی اگرچہ بسبب کثرت بارش وطغیانی پانی کے روانگی مین توقف ہوا مگر میجر صاحب نے اپنا کام بلا خونریزی انجام دیا اور مہاراج سوہن سنگھ کو گرفتار کرکے ۸ اکتوبر کو اودے پور لے آیا اسکے کام دار اور دیگر متوسلین جیلخانہ مین بھیجے گئے اور وہ خود پانسو روپے ماہوار تنخواہ پر بنارس بھیجدیا گیا جہانسے کئی برس کے بعد اسکو میجر اڈور ڈیراڈ فڈ ایجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ کی سفارش پر مہاراناکے حکم سے مختصر جاگیر ملکر اودیپور مین رہنے کی اجازت ہوئی جنوبی کوہستان کے مقامات منڈوہ اور بگھیل مین ڈاکن کشی کے دو مقدمات شروع سال ۱۸۷۵ء مین وقوع مین آے اور منڈوہ مین نوبت بہ ہلاکت پہونچگئی اور راؤ جورہ سے اُس کا انسداد بالکل نہ ہوسکا اور باشندگان قرب وجوار بہت خائف و مترددہوئے اس صورت مین سپرنٹنڈنٹ اضلاع کوہی کی تحریک کے بموجب پولیٹکل ایجنٹ نے فوج بھیجنے کی تیاری کی اگر یہ فوج فی الفور روانہ ہوجاتی تو یقین تھا کہ فوج کے پہونچتے ہی یا حملہ شروع ہوتے ہی بھیل اطاعت پذیر ہوجاتے مگر بخوست اتفاق سے اسی زمانہ مین باگور پر فوج کشی ہوگئی اور یہ کام التوا مین رہا جب وہ مہم ختم ہوئی تو صدر مین اتنا جلد دوسری طرف فوج کشی کرنے کی نسبت بحث ہوئی اس سے توقف ہوا آخر کار بھیل پلٹن اور راج کی متفق فوج بہ تحت میجر کننگ ۱۱ مارچ کو اودے پور سے روانہ ہوئی اس توقف سے بھیلون کو مستعد مقابلہ ہونے کی فرصت مل گئی کہ لڑائی کے واسطے تیار ہوگئے اور اپنے موئیثی ومال قرب وجوار کی پاونمین دوست آشناؤنکے پاس بھیجدیے اور پہاڑونمین

چھپنے کی غرض سے غلہ جمع کرلیا تاہم فوج کشی کا نتیجہ اچھا ہوا یعنی دونون سرگردہ مع اُنکے بڑے آدمیونکے گرفتار ہوئے صدہا مویشی اور غلہ ناتیار پر ریاست کا قبضہ ہوگیا اور بھیلون کو بخوبی ثابت ہوگیا کہ بندوقین خواہ کیسی ہی ناقص ہون اُنکے تیروکمان سے ہر طرح بہتر ہین آخر کار ایک مضبوط تھانہ قائم کرکے راج کی فوج واپس آئی اور بھیلون کو بعد اقرار نیک چلنی آئندہ کے آباد ہونے کی ہدایت ہوئی تھوڑے عرصے کے بعد لارڈ نارتھبروک گورنر جنرل ہندوستان راجپوتانہ کا دورہ کرتا ہوا اودیپور آکر یہان کی مہمانی سے بہت خوش واپس آگیا۔

مندر ناتھ دوارہ کے گوشائین دگوسوامی گردھاری لال نے سرداروں کا طریقہ اختیار کرکے دربارے سرکشی کی ۱۸۷۱ء مین اُسپر فوج بھیجی گئی مگر ریاست کی حکومت قائم کئے بغیر برخاست ہوگئی اور گوشائین کے دیہات علاقہ میواڑ عرصے تک قرق رہے تاہم شرارت سے باز نہین آیا پھر یہ حکم ہوا کہ گشائین کا وکیل پولیٹکل ایجنٹ کے پاس نہ رہنے پائے اس امر سے امید تھی کہ وہ اطاعت پذیر ہوکر اپنے ظلم و تعدی کے طریقے کو چھوڑدے مگر دریافت ہوا کہ زنانہ ڈیوڑھی سے اُسکی رعایت ہوتی ہے اسلئے وہ بدستور خودسری وعدم تعمیل کئے جاتا ہے اور اسکو دیکھ کر دیگر سرداران خراج گذار ریاست کو حوصلہ شرارت و منحرفی ہوتا ہے آخر کار ۱۸۷۵ء مین تحقیق ہوا کہ جب تک گشائین حال کو بیدخل و خارج نہ کرے۔ اسکے بیٹے کو قائم مقام نہ کیا جائے رفع نزاع نہ ہوگا۔ دسمبر ۱۸۷۵ء مین اوسکی تنبیہ کے واسطے فوج تیار ہوئی تب سے پولیٹکل ایجنٹ کو لکھا کہ معاملات ملکی مین ریاست کا ماتحت رہکر احکام کی تعمیل کرو لگا جیلخانہ کے قیدیون کو چھوڑدو نگا دہات متعلقہ مندر مین رعایا کو تکلیف نہ دونگا ریاست سے مقدمات دیوانی و فوجداری کی تشلین طلب ہونگی تو بھیجتا رہونگا اور جو پردیسی آدمی نوکر مین انکو موقوف کردونگا چنانچہ اُسنے اکثر پردیسی آدمی موقوف کردئے اور قیدی بھی بہت سے رہا کردئے مگر امثلہ مطلوبہ نہین بھیجین اور اختیارات دیوانی و فوجداری مین ریاست کی مداخلت نہ ہونے دی اور اطاعت کرنے سے صاف انکار کردیا تب سنہ ۱۸۷۶ء مین گرفتار ہوکر میواڑ سے باہر رہنے پر مجبور کیا گیا وہ پہلے متھرا اور پھر بمبئی کو چلا گیا اُسکے کم عمر بیٹے گووردھن لال کے ہوشیار ہونے تک ریاست نے انتظامی کارروائی اپنے ہاتھ مین لے لی۔

اسکے دوسرے برس ہمارا نا بڑی بحث کے بعد دہلی کے دربار قیصری مین جو لارڈ لٹن وایسرائے کی حکومت مین قرار پایا تھا شریک ہوا اس موقع پر ہمارانا کی ذاتی سلامی اکیس کے عوض اکیس توپ مقرر ہوئی اور ریاست کے دو عزت دار اہلکار دیوان مہتا پنالال اور کوٹھاری چھگن لال کو راے کا خطاب عطا ہوا۔

دسمبر ۱۹۳۴ مطابق ۱۸۷۶ء مین ہمارانا کو ریاست کے کامل اختیارات حاصل ہوئے اور اُس نے اکثر باتونکا نیا انتظام شروع کیا اول ایک کونسل اجلاس خاص نام سے عدالت اپیل کے عوض مقرر ہوئی جسمین کیپٹن سپیقدر سردار اور عزت دار اہلکار داخل کئے گئے کئی برس کے بعد بعض لوگون نے اس نام کو بدلکر مہدراج سبھا مشہور کیا اس برس علاقے مین نئے حاکم بھیجے گئے جنکو دیوانی و فوجداری اور مال کے یک جائی اختیارات عطا ہوئے اسوجہ سے رعایا پر حاکمون کا بڑا دباؤ پڑا حالانکہ ارباب دانش صیغہ مال اور عدالتی کام ایک ہاتھ مین ہونے کو

برُا جانتے ہین اور سرکار انگریزی مین انکے الگ کئے جانے کی تدبیر ہو رہی ہے ۔
خاص فوج کی تنخواہ مین کچھ اضافہ ہوکر انگریزی قواعد سکھانا جاری کیا گیا شہر کے انتظام اور صفائی کے لیے محکمہ پولس قائم ہوا ۔ گلی کوچہ مین گائے بیل وغیرہ جانور جو بے قید پھرا کرتے تھے ایک علیحدہ مکان مین رکھ دیے گئے ۔ آوارہ کتے بھنگیون کے ذریعہ سے پکڑوا کر ایک مکان مین بند کر دئے گئے اور کچھ عرصے کے بعد جنگل مین چھوڑ دئے جانے لگے ۔ جانورونکی گرفتاری پر شہر کے مہاجن دوکاندارون نے جنکا یہان بڑا زور ہے ایک روز ہڑتال کر دی تھی چونکہ سرغنہ مگر سیٹھ وغیرہ کو تنبیہ کرنے سے رفع ہوئی ۔ اسی برس کرنل امبی پولیٹکل افسر کی سفارش سے مہارانا نے پہاڑی ڈاکٹر شپرڈ کو شہر کے شمالی طرف پچھولہ تالاب کے کنارے پر مشن کے واسطے ایک مختصر زمین بخشی مشنریون نے ریاست کی اجازت سے اپنا ایک شفاخانہ اور مدرسہ بھی شہر کے اندر قائم کیا اور بعد کو شہر کے باہر ایک گرجا بھی بنایا اور لاوارثون ومحتاجون کو عیسائی بنانے مین بہت ترقی ہوئی ۔
سمت ۱۹۳۷ مطابق ۱۸۸۱ء مین جنوبی علاقے کے پہاڑی بھیلون نے بلوہ کرکے ریاست کے تھانہ دار اور سوار وغیرہ لوگو کو قتل کر ڈالا اخبار ہونے پر اودے پور سے فوج کا ایک گروہ کرب دیو کی طرف بھیجا گیا اگرچہ بھیلون نے جو کسی غریب مسافر کو لوٹ لینے کے سوا ہتیارہ والون سے لڑائی کی جرات نہین رکھتے کوئی مقابلہ نہ کیا لیکن دوسرے علاقون ڈونگرپور اور بانسواڑہ وغیرہ کی طرف فساد پھیل جانے کے اندیشے سے پولیٹکل افسر نے ریاست کی فوج کو حملہ کرنے کی صلاح نہ دی جو لٹیرون کے واسطے مفید ہوگئی یہ پہلا موقع ہے کہ بھیلون کے علاقے سے بغیر کافی سزا دئے فوج لوٹ آئی ۔ مہارانا شنبھو سنگھ وغیرہ کے عہد مین گئی باران وحشیون کا سخت تدارک کیا گیا تھا جس سے بہت عرصے کے لیے امن ہوگیا تھا اس فساد کا بڑا سبب بعض لوگونکے بہکانے کے سوا یہ ہے کہ قدیم سے بھیل ذیل قوم کے لوگ ریاست کے آدمیون کا اسباب سر پر اٹھا کر بیگار کے طور پر پہنچایا کرتے تھے ۔ اور غیر مسافر سے اس خدمت کی اجرت لیکر لوٹ مار سے بچانے کے ذمہ دار ہوتے تھے ۔ کسیقدر افغانی لوگ جنکو اس ملک مین ولائتی کہتے ہین اور جو مدت سے راجپوتانے کے بعض علاقون مین نوکری سے گذر کرتے ہین سیواڑ کے پہاڑی ضلع مین مقرر تھے بھیل ان مضبوط اور سخت آدمیون سے ڈر کر سرکاری حکمون کی تعمیل جلد کیا کرتے تھے ۔ ریاست کے ایک دو بڑے اہلکارون نے علاقے مین جاکر بھیلون کی بیگار وغیرہ موقوف کر دی اور ولائتی لوگون کو ظالم قرار دیکر سیواڑ سے نکلوا دیا نتیجہ یہ نکلا کہ بھیلون نے جنمین دفعۃً ایسی رعایت کی سمائی نہ تھی جان مال کا ایسا نقصان کیا جس کا کچھ بھی عوض حاصل نہ ہوسکا ۔ فسادی لوگ رعایت کی حالت مین اس غلط خیال سے کہ ہمین کوئی سزا نہین دے سکتا زیادہ بدی کرنے لگتے ہین ۔ محض وحشی اور بیرحم لٹیرونکو زیادہ نرمی کے مقابل ایکدم بے لگام چھوڑنا کب مناسب سمجھا جاسکتا ہے یہ لوگ شور وفساد سے عام امن مین بعض دفعہ خلل ڈالتے ہین جنکو سزا دینے کی بابت بعض افسر درگذر کر جاتے ہین لیکن جنگلی رعایا کو جسکے پاس روپیہ کم ہوتا ہے جرمانہ وغیرہ سے تنگ کرنا البتہ بیجا ہے اور لوٹ مار دور کرنے کی غرض سے جسمین اکثر غریبون مسافر اور محنتی بیوپاریون کی جان ومال کا نقصان ہوا کرتا ہے فسادیون کو

فوجی تنبیہ اور جسمانی سزا دینا نہایت ضرور اور بیشک مفید ہے۔

سمبت ۱۹۳۸ مطابق ۱۸۸۲ء نومبر کے مہینے مین لارڈ رپن وایسرائے ہند نے چیتوڑ کے مقام پر آکر مہاراناکو اول درجے کا تمغا ستارہ ہند بلکہ قیصر ہند کی طرف سے دیا۔ مہاراناے اس موقع پر چیتوڑ کے راستے اور مکانون کی درستی مین چار لاکھ روپیہ صرف کرکے نائب سلطنت کو دور و زبڑی خاطرداری کے ساتھ مہمان رکھا۔

اس سال مین مہاراج سکت سنگھ کو جو مہاراناکا اصلی والد ہے اور جسکو جاگیر کے عوض بھیتر ہزار روپیہ سالانہ نقد ملتا تھا۔ باگور کی جاگیر جو پہلے اُسکے حقیقی بھائی سوہن سنگھ سے ضبط ہو چکی تھی عطا کی گئی۔

سمبت ۱۹۳۹ مطابق ۱۸۸۳ء مین راوت کوٹھاریہ پرجو اول درجہ کے سردارون مین سے ہے قرضے کی فریاد اور سرحدی فیصلے کی تعمیل نکرنے کے سبب کسیقدر فوج بھیجی گئی جو کامیابی کے بعد جلد واپس بلائی گئی۔

اسی سال مہاراناکے محل مین ایڈروالی چھوٹی مہارانی سے ایک کنور پیدا ہوا یہ بڑی خوشی کی بات تھی جو چارپشت سے مہاراناکو بھیم سنگھ کے بعد کسی رئیس کو حاصل نہوئی تھی۔ لیکن سر دسوم مین غفلت اور بے احتیاطی کے سبب پیدائش سے چار پہر کے بعد بچہ کی جان ضایع ہوگئی اور کل راگ ورنگ ماتم وغم سے بدل گیا۔

سمبت ۱۹۴۰ مطابق ۱۸۸۴ء مارچ کے مہینے مین جودھپور کا مہاراجہ جسونت سنگھ اور کشن گڑھ والا نارد ول سنگھ دوستانہ طور پر اودیپور آئے جو تین ہفتہ کے قریب قیام رکھنے کے بعد اپنی ریاستون کو واپس گئے۔

اس برس بوہیڑہ مقام کی جاگیر پر جو دوسرے درجے کے سردارونمین زیادہ آمدنی کی جگہ ہے جھگڑا ہوا۔ بوہیڑہ کے راوت اُدیوت سنگھ نے ایک دور کے رشتہ دار کیسری سنگھ کو اپنے مرنے سے چند روز پہلے ریاست کی منظوری بغیر وارث بنا دیا تھا جسپر ڈر کے جاگیردار مدن سنگھ نے قریب رشتہ داری کے سبب اپنے چھوٹے بھائی کو بوہیڑہ کی جاگیر ملنے کے لیئے مدد مانگ کر انصاف چاہا مہاراناکے حکم سے راج کی فوج نے اُس مقام کا محاصرہ کر لیا جسکی کارروائی سے گانون مین آگ لگی اور کیسری سنگھ نے پچھلی رات مین کچھ سامان لیکر بوہیڑہ سے نکل جانا چاہا فوج والون نے پیچھا کیا جس سے کچھ آدمی ہلاک اور زخمی ہوے اور کیسری سنگھ کو فوج مع کامدار وغیرہ گرفتار کرکے اودے پور لائی ریاست کے نوکرون مین سے رسالدار بہادر کلشیر خان گولی لگنے سے مارا گیا اُسکے بیٹے کے نام معقول تنخواہ مقرر کی گئی۔ بھیم لال مہتا حاکم جاورپور کو فوج کی افسری پر جانے کے سبب پانچون مین سونا عطا ہوا جو اس ملک مین عزت کی نشانی ہے اور فوج خرچ کے طور پر ایک گانون منگلواڑ نام خالصہ مین رکھا جاکر بوہیڑہ کی باقی جاگیر سردار مذکور کے چھوٹے بھائی ارجن سنگھ کو دی گئی۔ اسی عرصے مین مہاراناے چیتوڑ سے اودیپور تک ریل نبوانے کا ارادہ کیا تھا جو تجویز اسکے مرنے کے بعد عمل مین آئی۔

سمبت ۱۹۴۱ مطابق ۱۸۸۴ء ۲۲ دسمبر کو مہاراناے جودھپور کے سفر سے واپس آکر جان وہ اپنی بیماری کے باعث آب وہوا بدلنے کو گیا تھا ایک دم ضعف بڑھ جانے سے دس برس ڈھائی مہینہ ریاست کرکے پچیس برس کی جوان عمر مین انتقال کیا۔ موت کی تقریب پر بہت سی رسمی خیرات ہوکر دو لاکھ روپیہ میواڑ کے علاقے مین مدرسے

اور شفاخانے بننے کے لیے والٹر صاحب رزیڈنٹ کی صلاح سے امانت رہا جواب اُن کا مون مین صرف ہو رہا ہے
اس مہاراناکی طبیعت مین کسی قوم یا مذہب اور غیر جگہ کے لوگون سے کچھ تعصب نہ تھا ملکی انتظام کے سوا اُس نے
بہت سے رونق و آرام کے سامان جمع کئے۔ شہر مین صفائی کی تاکید رہکر مناسب مقامات پر روشنی کا بندوبست ہوا
سڑک اور محلون مین درستی ہوکر جا بجا میوے اور پھولون کے درخت لگائے گئے۔ شکارگاہ ناہر مگمرہ مین تیار کرائی
اور باغ تیار کرایا گیا شہر کے باہر مغربی شمالی طرف ایک قلعہ سجن گڑھ اور شہر کے مغربی جنوبی طرف ایک بڑے عمدہ
سجن نواس باغ کی بناڈالی جسمین ہر طرح کے پھول پھل۔ میوے اور خشکی و تری کے جانور موجود کئے گئے اور اب
یہ مقام گلاب باغ کے نام سے شہرت پذیر ہے اُسکے حکم سے راجدھانی مین اخبار جاری ہوا۔ غیر ریاستون جیپور اور
جودھپور وغیرہ کے مہاراجہ رام سنگھ اور جسونت سنگھ سے میل ملاپ کے ساتھ دوستی و موافقت کا سلسلہ مضبوط کیا۔
تحفۂ راجستان مین لکھا ہے کہ بعض لوگ اس مہاراناکو سخت مزاج اور بخیل طبیعت خیال کرتے ہین لیکن اصل یہ ہے
کہ وہ لازمۂ ریاست تھا تیز مزاج اور صاف دل رئیس اگر ظالم بھی ہو تو اس سے ملک کو نقصان نہین ہوتا ماتحت
لوگ اپنا کام ڈر کر محنت اور درستی سے انجام دیتے ہین۔

۴۷۔ مہاراناً فتح سنگھ جی

موجودہ مہاراناصاحب جو شیوورتی مہاراج جگت سنگھ کے چھوٹے بھائی اور متبنے تھے اور مہاراناسنگرام سنگھ کی اولاد مین
سے مہاراناسجن سنگھ کے قریب رشتہ دار ہین مہاراتیون۔ سردارون اور کرنل والٹر رزیڈنٹ کے اتفاق سے سمبت ۱۹۴۱
مطابق ۱۸۸۴ء ۲۴ دسمبر کی شام کو مسندنشین ہوئے یہ جسکے چند روز کے بعد پہلے مہاراناکی ماتم پرسی کے واسطے مہاراجگان
جیپور۔ جودھپور۔ کشن گڑھ اور ایڈر علاحدہ علاحدہ طور پر آئے اور تھوڑے دن قیام کے بعد اپنی اپنی ریاستواپہ کو چلے گئے
سمبت ۱۹۴۲ مطابق ۱۸۸۵ء ۲۳ اگست کو مہاراناصاحب کے پورے اختیارات ملنے کی رسم ادا ہوئی یہ نئی سال
۸ دسمبر کی شام کو لارڈ ڈفرن صاحب ویسرائے ہند دورہ اور ملاقات کے طور اودے پور مین داخل ہوئے اور
دو روز قیام کے بعد ۱۱ نومبر کو صبح کے ۹ بجے واپس چلے گئے۔ پھر اپنے اپنے عہد حکومت مین لارڈ کرزن و منٹو و ہارڈنگ
و چلمس فورڈ و ریڈنگ و ویسرایان ہند اودیپور مین آتے رہے۔
سمبت ۱۹۴۳ مطابق ۱۸۸۶ء ۱۶ فروری کو جشن جوبلی یعنی فرمانروائے ہند و انگلینڈ کی پچاس سال حکمرانی کی تقریب پر مہاراناصاحب
کو خطاب ستارۂ ہند درجۂ اول ملا۔
سمبت ۱۹۴۴ مطابق ۱۸۸۷ء ۲۶ نومبر کو مہاراناصاحب کے دوسرا کنور پیدا ہوا جسکی خوشی مین بہت سی خیرات و انعام
کے علاوہ ریاست کی بقایا کا سوا سات لاکھ روپیہ ماتحتون کو معاف کیا گیا۔ مگر وہ زندہ نہ رہا۔
ذاتی طور پر مہاراناصاحب نہایت مستعد۔ رحمدل اور پابند وضع قدیم رئیس ہین شکار وغیرہ مین اُنکو چلنے پھرنے کی بہت
مشق ہے چال چلن سادہ اور نیک ہے یہانتک کہ لارڈ کرزن جب اودے پور مین آئے تو اُنکے سادہ چلن کو
قابل تقلید والیان ملک بتا گئے۔

مہاراناؤں لارڈ کرزن وایسرائے اور جارج پنجم شہنشاہ ہندوستان کے دہلی دربار مین شرکت کی دعوت پر گئے تھے۔ اکیبار مہاراناشلے کو وایسرائے سے ملنے کی غرض سے گئے تھے ۱۹۱۸ء کے سال فتح تقریب پر مہاراناجی۔ سی۔ وی۔ او بناے گئے ۱۹۲۴ء مین جبکہ مہاراناؤں دہلی مین ایوان رؤسا مین شرکت کی غرض سے آئے تو بعض اخبارات نے اُنکے دہلی مین آنے اور پرانے خاندانی اس عہد کو کہ پایۂ تخت دہلی مین کوئی اودیپور کا مہاراناؤں داخل نہو توڑنے کے متعلق رائے زنی کی لیکن یہ خیال نہین کیا کہ اگر کوئی والی ریاست گدی سے اُترنے کو پسند نہ کرے اور ضرورت ہو کہ وایسرائے کے دربار مین حاضر ہو کر ایجنٹ گورنر جنرل کو خوش کیا جائے تو فرمایئے کہ اور صورت ہی اس الجھن کو سلجھانے کی کیا ہو سکتی ہے اسی سال اخبارات مین یہ بات گشت کرتی رہی کہ ایجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ نے مہاراناؤں کو لکھا کہ چونکہ آپ ریاست کے تمام اختیارات اپنے ہاتھ مین رکھنا چاہتے ہین ایسلیے وایسرائے کی مرضی ہے کہ آپ ریاست سے دست بردار ہو جایئے مہاراناؤں کی سواری جس راہ سے گذرتی ہے سر راہ بہت سی عورتین جمع ہو جاتی ہین کیونکہ سب کو ایک ایک اٹنی جو یہان کا سکہ ہے دیجاتی ہے اور یہ اٹنیان اودیپوری روپیے مین سولہ آتی ہین۔

ولیعہد بھوپال سنگھ جی کے ہاتھ مین اختیارات کا آنا

منصرم (منیجر) بیگون ملک میواڑ نے ایک پمفلٹ برخلاف بجے سنگھ پنچھک پریسیڈنٹ سیوا سنگھ راجپوتانہ اجمیر ۱۹۲۳ء مین شائع کیا ہے اُسمین لکھا ہے کہ چند سال پہلے اس شخص نے بجولیا مین لڑکے پڑھانے کا کام شروع کیا لیکن جبکہ اُسنے قوم دھاکڑ کو جو کاشتکار رعیت مین ایک قوم ہے اپنے فائدے کے لیے موزون پایا اُنکو اس بہانے سے اپنی طرف مخاطب کیا کہ وہ جاگیر بجولیا کے خلاف لاگتون اور کمی حاصل کا عذر پیدا کرین چونکہ یہ بات دھاکڑون کے فائدے کی تھی لہذا وہ اس امر مین کامیاب ہو گیا اور اثر بزرگی مضبوط کرنے اور ترقی دینے کو پنچایت قائم کرا کر مذہبی قسمین دین تاکہ اُسکے اثر اور بزرگی مٹنے کا اندیشہ ہی نہ رہے اور دعوے اور پیروی دعوے وغیرہ کی کل کارروائی اپنی ہی راے پر رکھنے کے لیے بظاہر پنچایت کے نام سے جاری کی گئی بعد اسکے اُسنے جاگیر بیگون مین ہی ترکیب شروع کی اور سب سے پہلے مسمی کالو دھاکڑ ساکن بیری سال نو اس جاگیر بجولیا کو موضع رائتہ جاگیر بیگون مین آباد کیا اور رفتہ رفتہ دھاکڑون کو موافق بنا لیا اور یہان بھی ظاہرنام کے لیے پنچایت قائم کردی اور دھاکڑون نے محصول دینا بند کر دیا جس سے جاگیر مین انتظامی نقصان پیدا ہو گیا اور اس سے فائدہ اُٹھا کر دھاکڑون نے وقتاً فوقتاً جرائم از قسم نقصان رسانی استحصال ناجائز ضرب شدید اور حبس بیجا کیے اور کوئی دھاکڑ پنچایت کے اثر سے باقی نہین رہا کیونکہ عام طور پر یہ خوف دلایا کہ جو کوئی پنچایت کے حکم کے خلاف کام کریگا ایسا شخص ذات مین عمر بھر شریک نہین کیا جائے گا دھاکڑون نے ڈھائی سال تک جاگیردار کو محاصل نہ دیا لیکن اس بچت کا روپیہ چند ہی گھرون مین محفوظ رہا باقی گھرون سے کسی نہ کسی حیلے سے نکلوا لیا کاشتکار بجے سنگھ پنچھک کے اس چکمے مین آگئے تھے کہ مہاتما جی حاصل معاف کرا دینگے اسلیے چندے دل کھول کر دیے اور اُسنے بڑے بڑے مضامین اخبارات مین ریاست کی شکایت اور رعایا کی بربادی کے بیان مین لکھوائے اور بجے سنگھ نے طرح طرح کے دباؤ سے کاشتکارونکو فوج شیطانی کی شکل مین کر لیا حالانکہ اصل معاملہ

کاشتکار رعنکے نام سے صرف لاگتون کا ہی پیدا کیا گیا تھا لیکن آگے کو اُسنے اصل مقصد مٹا کر رعایا کو بہانتکہ ظلم کر وہ فساد و بغاوت پر آمادہ ہوئی اور ۱۹۲۱ء مین پانچ چھ ہزار آدمی انتظامات کی شکایتین لیکر علاقے سے آکر شہر مین جمع ہوئے جو افسر مہاراناصاحب سے دل مین کبیدہ رہتے تھے یہ موقع اُنکو اچھا ہاتھ آیا اور آخری نتیجہ یہ ہوا کہ ولیعہد کے ہاتھ مین ملکی کارروائی کی باگ آگئی ولیعہد کی خوش انتظامی کو مضبوط کرنے کے لیے احکام تہ دل سے کوشش کرنے لگے جسے کہ راجپوتانے کے ایجنٹ گورنر جنرل نے ۱۹۲۲ء کو خود مقام متنازعہ پر پہونچکر نمایش کی لیکن رعایا پر کچھ اثر نہ ہوا اور ناواجب باتین جاری رکھین یہانتک کہ ریاست کو فوجی تہدید سے کام لینا پڑا کہتے ہین کہ بچے سنگھ کے بھیجے ہوئے آدمیون کے بہکانے سے جو بنتا کہلاتے ہین دھاکڑون نے دوسری رعایا کو اسلیئے سخت تکلیف دی کہ وہ اُسکے بتائے ہوئے رستے پر نہین چلتے تھے بچے سنگھ کے اثر کا یہ حال تھا کہ جب دھاکڑون سے مالگذاری کروادی تو بڑے جاگیردار کے ماتحت جاگیردارون کو سخت تکلیف ہونے لگی یہانتک کہ اُنہین سے جاگیردار نند داس نے جیپور جاکر بچے سنگھ کی بہت منت و سماجت کی اُسنے پنچایت کے نام چٹھی لکھی کہ اس کا حاصل دیدیجو مگر پردہ منع کردیا آخر کار ریاست کی جدوجہد سے بچے سنگھ گرفتار ہوگیا اور اسوقت وہ علیل تھا اور رعایا کی بغاوت و سرکشی ریاست نے بڑی کوشش سے دور کی۔

دھاکڑون کی دیکھا دیکھی جنوبی کوہستان کے بھیل بھی منحرف ہوئے اور یہان ایک بنیے نے جو موتی لال کوٹھاری کہلاتا ہے انکی سرغنائی اختیار کی اور یہ فساد سروہی اور گجرات تک پھیل گیا اسلیے سرکاری سپاہ نے انکی گوشمالی کی موتی لال تو ہاتھ نہ آیا مگر بھیلون کا خون بٹوا گیا۔

یہ سوچنے کی بات ہے کہ اس پہاڑی ملک مین جاگیردارون اور بھومیہ سردارونکے علاقون کے بھیلون کی شامل خالصے کی پالونکے ہر تیسری یا چوتھے سال سزا دہی نہین ہوتی اسکا سبب مین تمکو بتاؤن کہ ان جاگیرون مین منتظم واہلکار نہین بدلتے ہین اور بھیلون کو اُنکا اختیار ہے بلکہ اہلکاران مذکور انتظام آئندہ کی ذمہ داری سے خالف رہتے ہین اور ریاست کے اہل کار وقتہ وار انتظام آئندہ پر کچھ نظر نہین رکھتے۔ اور نہ بھیلون کو اُن کا مدارون کا کچھ اعتبار ہوتا ہے کیونکہ یہ کامدار بدلتے رہتے ہین اور جب تک اپنی ڈیوٹی پر رہتے ہین اُنکی یہ خواہش رہتی ہے کہ جب تک وہ کام پر ہین روپیہ پیدا کرلین (یہ بیان ہم نے انگریزی افسرون کی رپوٹون سے چُن چُن کر اخذ کیا ہے) ولیعہد کے حکم سے خاص اودیپور مین ایک کالج کھولا گیا۔ اور کچھ کچھ ملازمان فوج وغیرہ کی تنخواہون مین اضافہ ہوا۔ اور شہر مین روشنی کے لیے لالٹینین زیادہ لگائی گئین۔

ولیعہد برسون سے مرض مین گرفتار ہے اور تلے کا دھڑ تقریباً بیکار رہے اپنے آپ بغیر دوسرے شخصون کے سہارے کے ایک قدم نہین چل سکتا۔ اور ہر ممکن طریقے سے روپے کو ریاست کے کامون مین زیادہ لگانا چاہتا ہے۔

فصل ۔ جاگیرداران و سرداران درجۂ اول

نمبر شمار	نام جاگیر	خطاب	قوم	تعداد جاگیر	سالانہ آمدنی	پیشکش	کیفیت
۱	بڑی سادڑی	راج	جھالا	۸۴	۴۰۰۰۰	۱۰۰۰	
۲	بیدلہ	راؤ	پوربیہ چوہان	۶۱	۵۰۰۰۰	۴۵۰۰	
۳	کوٹھاریہ	راوت	ایضاً	۶۰	۲۵۰۰۰	۱۵۰۰	
۴	سلومبر	راوت	چنڈاوت سیسودیہ	۱۰۸	۱۱۰۰۰۰	معاف	سب سے پرانا ٹھکانا ہے ۔
۵	بجولیا	راؤ سوائی	پنوار	۷۶	۵۰۰۰۰	۳۵۰۰	
۶	دیوگڑھ	راوت	سانگاوت سیسودیہ	۸۱	۱۵۰۰۰۰	۷۰۰۰	آمیٹ کی شاخ ہے
۷	مگنون یا مگن	راوت سوائی	مگھاوت سیسودیہ	۱۶۲	۵۰۰۰۰	۶۴۰۰	دیوگڑھ سے نشست پر ٹکرا رہی
۸	دیلواڑھ	راج	جھالا	۱۴۷	۶۰۰۰۰	۶۰۰۰	
۹	میجہ	راوت	جگاوت سیسودیہ	۶	۲۰۰۰۰		مہارانا شمبھو سنگھ کے عہد میں ٹھکانہ قائم ہوا
۱۰	آمیٹ	راوت	ایضاً	۵۰	۴۰۰۰۰	۴۴۰۰	سلومبر کی شاخ ہے
۱۱	گوگوندہ	راج	جھالا	۱۰۳	۴۰۰۰۰	۲۵۰۰	
۱۲	کانوڑ	راوت	سارنگدیو سیسودیہ	۸۳	۴۵۰۰۰	۳۱۰۰	سلومبر کے سوا سب سے پرانا ہے
۱۳	بھینڈر	مہاراج	سکتاوت سیسودیہ	۸۹	۶۴۰۰۰	۴۰۰۰	مہارانا اودے سنگھ کے بیٹے سکت سنگھ کی اولاد ہے
۱۴	بدھنور	ٹھاکر	راٹھور جیتاوت	۶۰	۶۰۰۰۰	۴۰۰۰	جیمل میرتیا کی اولاد
۱۵	بھینسرو ڈ	راوت	کشناوت سیسودیہ	۱۲۱	۹۰۰۰۰	۷۵۰۰	مہارانا بھیم سنگھ نے اول درجہ میں لیا ۔
۱۶	بان سی	راوت	سکتاوت سیسودیہ	۵۵	۲۰۰۰۰	۶۰۰	سکت سنگھ کی اولاد
۱۷	کوڑاوڑ	راوت	کشناوت سیسودیہ	۵۳	۳۰۰۰۰	معاف	مہارانا بھیم سنگھ نے اول درجہ میں لیا ۔
۱۸	پارسولی	راو	پوربیہ چوہان	۴۱	۲۰۰۰۰	۶۰۰	بیدلہ کی شاخ
۱۹	آسیند	راوت	سیسودیہ	۳۸	۶۰۰۰۰	۱۳۰۰	مہارانا جوان سنگھ نے اول درجہ میں لیا ٹھیکانا ضبط ہے

مہارانا کے قریبی رشتہ دار

۲۰	باگور	مہاراج	سیسودیہ	۳۵	۴۵۰۰۰	۱۵۰۰	مہارانا سنگرام سنگھ کی اولاد قابض تھی اب خالصہ ہے
۲۱	کرجالی	مہاراج	ایضاً	۱۱	۱۸۰۰۰	۲۵۰	مہارانا سنگرام سنگھ کی اولاد قابض ہے
۲۲	شیورتی	مہاراج	ایضاً	۲۰	۲۵۰۰۰		ایضاً

مسند کے سامنے بیٹھنے والے

نمبر شمار	بہر جہ	خطاب	نعمہ	دستار بندی	سالانہ بخشش	خرچ رسد	کیفیت
۲۳	نیٹرو	راجہ	سیسودیہ	۷۴	۶۰۰۰۰	۶۰۰۰	مہاراناراج سنگھ اول کی اولاد
۲۴	شاہ پورہ	راجہ دھراج	ایضاً	۶۵	۴۰۰۰۰	۳۲۰۰	مہارانا امر سنگھ اول کی اولاد
۲۵	سردارگڑھ	ٹھاکر	ڈوڈیہ راجپوت	۱۶	۲۵۰۰۰	۱۲۵۰	غیر نسل
۲۶		جمعدار	سندھی مسلمان	۴	۶۰۰۰		غیر قوم
۲۷		پروہت	برہمن	۶	۱۵۰۰۰		غیر ذات

سرداران درجہ دوم جو بتیس کہلاتے ہین

۱	ہمیرگڑھ	راوت		۱۱	۱۵۱۴۱	۱۹۴۰	
۲	چاونڈ	راوت		۱۱	۵۶۵۹	۷۰۰	
۳	بھدیسر	راوت		۳۹	۲۱۶۰۰	۹۰۰	
۴	بوہیڑہ	راوت		۲	۲۰۷۰	۲۵۰	وقایع راجوتانہ مین اسی طرح لکھا ہے لیکن آمدنی اس سے بہت زیادہ مشہور ہے۔
۵	بھونا واسی	راوت					
۶	پی پلیا	راوت		۱۶	۳۵۲۶۰	۱۶۰۰	
۷	بیمالی	راوت		۱	۳۹۴۵	۸۰۰	
۸	رامپورہ	ٹھاکر		۲	۳۸۵۰	۴۵۰	
۹	خیرآباد	مہاراج		۴	۵۳۶۸	۳۸۰	
۱۰	مہوہ	مہاراج		۵	۵۳۰۰	۷۰۰	
۱۱	ٹونڈہ	راوت		۵	۲۵۶۹	۲۵۰	
۱۲	تھانہ	راوت		۵	۲۰۱		سالتمام نوکری کرتا ہو جھونڈ معاف ہو
۱۳	کیلوہ	مہاراج		۱	۶۰۰		ایضاً
۱۴	تانہ	راج		۱۷	۶۹۹۰	۷۰۰	
۱۵	کیلوہ دوسرا	راٹھوڑ		۲۲	۱۳۷۷۰	۱۶۰۰	
۱۶	روپاہیلی کلان	راٹھوڑ		۱۱	۱۴۵۶۷	۱۵۰۰	
۱۷	بھگوان پورہ	راوت		۳	۳۴۵۱		سالتمام نوکری کرتا ہو جھونڈ معاف ہو
۱۸	نتاول	مہاراج		۱	۱۸۰۰		ایضاً

نمبر شمار	نام جاگیر	خطاب	رینک	سالانہ خرچ	پیش کش	کیفیت
۱۹	نبھیڑہ	راٹھوڑ	۷	۶۵۷۱	۱۳۰۰	
۲۰	بمبوری	پوار	۲	۳۵۲۰۰	۶۵۰۰	
۲۱	سنتواڑ	مہاراج	۴	۷۵۱۰	۱۲۰۰	
۲۲	کراوا	راجہ بہادر	۷	۱۱۷۰۰	۲۰۰۰	
۲۳	امرگڑھ	راوت	۳۰	۸۳۲۶	۱۵۰	
۲۴	لسانی	چوندلوت	۹	۱۷۸۰	۱۲۰۰	
۲۵	اٹھانہ	راوت				ماتحت مہاراجہ سیندھیا
۲۶	سنگرام پورہ	راوت	۸	۸۰۰۰	۹۵۰	
۲۷	دھریاوہ	راوت	۱۱۹	۱۳۹۲۲	۲۰۰۰	
۲۸	پھولیچہ	چوہان	۴	۱۷۶۸	۲۰۰	
۲۹	بجے پور	سکتاوت	۷۴	۲۵۷۷۵	۴۰۰۰	
۳۰	بمبورہ	راوت	۱۴	۷۸۰۰	۱۳۰۰	
۳۱	روپ نگر	سولنکی	۳۰	۱۲۰۶۸	۱۶۰۰	
۳۲	باٹھیرا					

چھوٹے درجے کے جاگیردار ونکی تعداد تین سو تیس ہے جنکے پاس ۱۵۷ دیہات ہین کہ سالانہ آمدنی آنکی ۴ لاکھ، ۹ ہزار ۶ سو اکاون روپیہ ہے اسمین سے ۵۹۰۲۱ چھٹوند کا داخل ہوتا ہے۔

فصل شاہ پورہ

پرگنہ شاہ پور کا رقبہ چار سو میل اور کا چھولہ تین سو میل مربع کے قریب ہے۔ ڈیڑھ لاکھ روپیہ سالانہ خالصہ کے سوا اسی قدر آمدنی کی زمین جاگیر انعام اور خیرات وغیرہ مین بٹی ہوئی ہے۔

یہان ایک مدرسہ ہے جسمین ہندی اردو اور کسی قدر انگریزی پڑھائی جاتی ہے سرکار کی طرف سے یہان ڈاکخانہ بھی قائم ہے اور شفاخانہ بھی مقرر ہے یہان کے رئیس راج میواڑ اور سرکار انگریزی دونون کے خراج گذار ہین یعنی بابت پرگنہ کا کاچھولہ ماتحت راج میواڑ اور بابت پرگنہ پھولیہ ماتحت سرکار انگریزی ہین۔

شاہ پورے والے سیسودیہ خاندان مین رانا امرسنگھ اول کے تیسرے بیٹے سورج مل کی اولاد مین ہین۔

نسب نامہ خاندان شاہ پورہ

(۱) سورج مل ولد رانا امرسنگھ اول والی میواڑ (۲) سجان سنگھ (۳) دولت سنگھ (۴) راجہ بھارت سنگھ (۵) راجہ امید سنگھ (۶) اودت سنگھ (۷) راجہ رن سنگھ (۸) راجہ بھیم سنگھ (۹) راجہ دھراج امر سنگھ

(۱۰) راجہ دھراج مادھوسنگھ (۱۱) راجہ دھراج جگت سنگھ (۱۲) راجہ دھراج لچھمن سنگھ (۱۳) راجہ دھراج ناہر سنگھ (۱۴) ولیعہد امید سنگھ۔

احوال تاریخی

راجہ دھراج شاہ پورہ کے بزرگ خاندان شروع مین میواڑ کے ماتحت جاگیردار تھے کچھ عرصے کے بعد میواڑ سے رنجیدگی کے سبب شاہ جہان بادشاہ کے پاس جاکر وہان سے پرگنہ پھولیا حاصل کیا۔ دہلی کی سلطنت مین خلل آنے لگا تو ان کا بغیر کسی سہارے کے علاقے پر قابض رہنا مشکل تھا اسلیے انھون نے پھر میواڑ مین ماتحتی کا سلسلا قائم کیا اور کارگذاری کے عوض اول پرگنہ کا چھولا اور پھر راجہ دھراج خطاب پاکر وہان کی خراج گذاری اختیار کی۔ جس کا بیان اسطرح پر ہے۔

مہاراج سورج مل کے تین بیٹون سجان سنگھ۔ بھاو سنگھ اور بیرم دیو مین سے پہلا پانہ کے ٹھکانے پر ولیعہد رہا دوسرے کو میواڑ سے ناریا کی جاگیر ملی جسکی اولاد ابتک وہان موجود ہے تیسرے نے بادشاہی نوکری مین ڈھائی ہزاری منصب پاکر انتقال کیا۔ بڑا سجان سنگھ سمبت ۱۶۸۲ مطابق ۱۶۲۶ء سے اپنے والد کیطرح میواڑ مین نوکری دیتا رہا۔ ایک بار شکار مین مہارانا جگت سنگھ سے رنجش ہوگئی۔ جسپر وہ میواڑ چھوڑ کر اپنے رشتہ دار بھائی راجہ راے سنگھ کی معرفت جو ٹوڈہ کے راجہ بھیم سنگھ کا بیٹا تھا شاہجہان بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور وہان سے اُس کو سمبت ۱۶۸۶ مطابق ۱۶۳۰ء مین پرگنہ پھولیا جو میواڑ سے تغیر ہوا تھا اور جس کی آمدنی لاکھ روپیہ سے زیادہ ہے عنایت ہوا۔ راجہ سجان سنگھ کی اولاد کا بیان ہے کہ اس پرگنے مین اُسنے شاہجہان بادشاہ کے نام پر شاہ پورہ آباد کیا۔ اور راسٹر کے جاگیردار جو ساہجی سیسودیہ کی اولاد مین ہین یہ کہتے ہین کہ رانا اودے سنگھ کے بیٹے اور راوت سنگھ کے بھائی ساہجی کے نام پر شاہ پورہ بسایا گیا تھا جسکو راجہ سجان سنگھ نے کسی وقت دبا لیا۔ لیکن اسمین کوئی شک نہین کہ موجودہ بڑی آبادی سجان سنگھ کے سبب ہوئی جس نے سمبت ۱۶۸۸ مطابق ۱۶۳۲ء مین اپنے رہنے کو عمدہ مکانات وغیرہ بنوائے۔

سجان سنگھ

سورج مل سیسودیہ کا بیٹا اور رانا امر سنگھ کا پوتا تھا سنہ ۱۰ جلوس شاہجہانی مین منصب ہشت صدی ذات سہ صد سوار پر سرفراز تھا سنہ ۱۷ جلوس مین شاہزادہ مراد بخش کے ساتھ مہم بلخ و بدخشان پر متعین ہوا سنہ ۲۲ جلوس مین منصب ہزار و پانصدی ذات ہفت صد سوار پر مفتخر ہوکر شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ مہم قندہار مین مامور ہوا سنہ ۲۵ جلوس مین منصب دو ہزاری ذات ہشت صد سوار پر ترقی پاکر دوسری مرتبہ اور سنہ جلوس مین تیسری مرتبہ مہم قندہار مین شریک ہوا سنہ ۲۹ جلوس مین اپنی بھتیجی کی شادی مین شرکت کے واسطے جبقام متھرا مہاراجہ جسونت سنگھ سے قرار پائی تھی رخصت لیکر متھرا روانہ ہوا۔ سنہ جلوس مین معظم خان کے ساتھ اورنگ زیب کی کمک کے واسطے دکن کو روانہ ہوا جب شاہجہان کی بیماری کی تحقیق دارا شکوہ نے جملہ امراے دکن کو

دربار مین طلب کیا یہ بھی حاضر دربار ہوا۔

سمبت ۱۷۱۵ مطابق ۱۶۵۹ء مین جبکہ شاہجہان کے بیٹون نے تخت کے لیے لڑائی مچائی راجہ سجان سنگھ بڑے شاہزادہ داراشکوہ کی طرف سے مہاراجہ جسونت سنگھ اور نواب قاسم خان وغیرہ کے ہمراہ مالوہ مین اورنگ زیب کے مقابلے پر گیا اور توپ خانہ پر حملہ کرتے ہوئے مع اپنے پانچ بیٹون فتح سنگھ۔ سہری سنگھ۔ مٹھی سنگھ۔ جگمال۔ انوپ سنگھ اور دوسرے ماتحت لوگون کے کام آیا۔

دولت سنگھ

راجہ سجان سنگھ کا دوسرا بیٹا ہے اسنے اپنے باپ کے بعد سمبت ۱۷۲۱ مطابق ۱۶۶۵ء مین علاقے کی حکومت پائی اور وہ سمبت ۱۷۴۲ مطابق ۱۶۸۶ء مین جبکہ عالمگیر بادشاہ دکن کی لڑائیون مین مصروف تھا اپنی موت سے گذر گیا

راجہ بھارت سنگھ

دولت سنگھ کے بعد اُسکے بڑے بیٹے بھارت سنگھ کو شاہ پورہ حاصل ہوا اور وہ سمبت ۱۷۶۷ مطابق ۱۷۱۰ء مین شاہ عالم بہادر شاہ کی طرف سے راجہ کا خطاب اور ساڑھے تین ہزاری منصب پاکر سمبت ۱۷۸۶ مطابق ۱۷۳۰ء مین جسکے کئی برس پہلے اُسکے بیٹے نے گدی دبالی تھی مرگیا۔

راجہ امید سنگھ

راجہ بھارت سنگھ کے بیٹے امید سنگھ نے مہاراناے اودے پور کی خدمت مین رہکر بہت سے کام انجام دئے اور عمدہ کارگذاری کے عوض بیرگنہ کا چھولہ خراج پر جاگیر مین پایا وہ سمبت ۱۸۲۵ مطابق ۱۷۶۹ء مین مہاراناکی فوج کے شامل رہکر اجین مقام کے پاس مرہٹون کے مقابلے پر مارا گیا۔

راجہ ران سنگھ

راجہ امید سنگھ کے بعد اسکا پوتا اور اودت سنگھ کا بیٹا ران سنگھ پانچ برس راجہ رہکر گذر گیا۔

راجہ بھیم سنگھ

سمبت ۱۸۳۱ مطابق ۱۷۷۵ء مین یہ شخص مسند نشین ہوکر تیئیس برس کے بعد انتقال کرگیا۔

راجہ دھراج امر سنگھ

بھیم سنگھ کے بعد اُسکا بیٹا امر سنگھ سمبت ۱۸۵۳ مطابق ۱۷۹۷ء مین وارث بنا جسنے مہاراناے اودیپور کے حکم سے بعض لٹیرون کو پوری سزا دینے کے عوض راجہ دھراج خطاب پایا۔ پھر کسی رنج کے سبب مہاراناے اُس سے اگرچہ جہاز پور کا پرگنہ ضبط کرلیا مگر کاچھولہ باقی رہا اور وہ سمبت ۱۸۸۴ مطابق ۱۸۲۸ء مین انتقال کرگیا۔

راجہ دھراج مادھو سنگھ

یہ راجہ دھراج امر سنگھ کے بعد راجہ ہوا جس سے سرکار انگریزی نے پرگنہ شاہ پورہ ضبط کرکے تین برس کے بعد بادشاہی سند سے حق ثابت ہونے پر واپس دیا۔ وہ سمبت ۱۹۰۲ مطابق ۱۸۴۶ء مین مرگیا۔

راجہ دھراج جگت سنگھ

مادھو سنگھ کے بعد جگت سنگھ نے علاقے پر قبضہ حاصل کیا جس سے سمبت ۱۹۰۴ مطابق ۱۸۴۸ء مین سرکاری بعہدنامہ ہوکر شاہ پورکی بابت دس ہزار روپیہ سالانہ علاوہ اس رقم تین ہزار دو سو روپیہ سالانہ کے جو گاھیولہ کی بابت مہاراناادودیپور کو دیجاتی ہے سرکاری قرار پایا آٹھ برس کے عرصے مین راجہ دھراج جگت سنگھ مرگیا اور لچھمن سنگھ وارث رہا۔

راجہ دھراج لچھمن سنگھ

سمبت ۱۹۱۰ مطابق ۱۸۵۴ء مین علاقے پر قابض ہوا سمبت ۱۹۲۵ مطابق ۱۸۶۹ء کو پرگنہ شاہ پورہ کی نگرانی کمشنری اجمیر سے علیحدہ ہوکر ایجنسی ہاڑوتی کے متعلق کی گئی۔ اس کے وقت مین ناقص کاروائی سے رقمہ بڑھگیا کئی بار سرکاری ہدایتین ہونے پر بھی کچھ عمل نہ کیا گیا تو پولیٹکل ایجنٹ انتظام کے واسطے شاہ پورہ کو روانہ ہوا راستے مین خبر ملی کہ انھین دنون مین سمبت ۱۹۲۶ مطابق ۱۸۶۹ء ۲ نومبر کو راجہ دھراج گذرگیا۔ ایجنٹ کو ایک خریطہ پیش کیا گیا کہ راجہ صاحب نے اپنی بیماری مین ٹھاکر بشنیا گمبھیر سنگھ کے بیٹے رام سنگھ کو گود لیا تھا لیکن دھائے بائی کا مدار کے سوا کوئی اور شخص اس بات سے واقف نہ تھا اسلئے تحقیقات ہوکر ٹھاکر دھنوب کے بیٹے ناہر سنگھ کو جو راجہ امید سنگھ کے چھوٹے بیٹے ظالم سنگھ کی اولاد مین ہے وارث ٹھہرایا گیا اور سات مہینہ کے بعد بشنیا کے کنور رام سنگھ کو گدی چھوڑنی پڑی۔

راجہ دھراج ناہر سنگھ جی

یہ سمبت ۱۹۲۷ مطابق ۱۸۷۰ء جون مہینہ مین شاہ پورہ کے مالک قرار دئے گئے انکی کم عمری اور ناتجربہ کاری کے سبب ایک سرکاری اہلکار منشی سالگ رام مختار کیا گیا لیکن وہ کچھ عرصے کے بعد مرگیا۔ سمبت ۱۹۲۸ مطابق ۱۸۷۱ء جنوری مہینہ مین سرکاری طرف سے راجہ صاحب مسند نشین کئے گئے اور آٹھ مہینے کے بعد انھین دسہرہ کے تیوہار اور تلوار بندھانے کے واسطے اودیپور جانا ضرور ہوا جہان سے واپس آکر شوق کے ساتھ کچھ اردو اور مہندی پڑھنا سیکھا۔ لیکن سمبت ۱۹۲۹ مطابق ۱۸۷۳ء مین چار مہینہ تک دوبارہ اودیپور کی حاضری سے یہ شغل چھوٹ گیا دوسرے سال مہاراناشنبھو سنگھ کے انتقال اور مہاراناسجن سنگھ کے مسند نشین ہونے پر راجہ دھراج کو پھر اودیپور جانا پڑا اور کھوڑے دنون کے بعد دہلی کے دربار مین جانے کا اتفاق ہوا۔

سمبت ۱۹۳۳ مطابق ۱۸۷۶ء مارچ مہینہ مین راجہ صاحب کو حکومت کے پورے اختیارات ملے دو تین برس کے اندر جو کئی لاکھ روپیہ قرض ہوگیا تھا ادا کردیا گیا۔

سمبت ۱۹۴۰ مطابق ۱۸۸۳ء مین ماتحت جاگیردارونکی فریاد ایجنسی ہاڑوتی اور زیڈلنسی آبو پر پہونچی کہ ٹھاکر بشنیا کی طرح جو اپنی جاگیر ضبط ہوجانے سے مختصر تنخواہ مین تکلیفین اٹھاتا ہے ہر ایک پر سختی کی جاتی ہے پنڈت موہن کشن ورنے کامداری سے استعفا دیا اور سرکاری منشا سے بابو رام جیون لال سکول ماسٹر

اجمیر کی تقرری بطور کارپرداز کے عمل مین آئی - اس سال راجہ دھراج نے آریہ سماج کے بانی مبانی سوامی دیانند کی پیروی کے سبب جو مورت پرستی وغیرہ کو ناجائز ٹھہراتے تھے انکی یادگار کمیٹی کو اپنا اجمیر کا باغ جسکی قیمت دس ہزار روپیہ سمجھی گئی تھی عنایت کیا - اسی برس کے آخر مین مہاراناسجن سنگھ کے انتقال اور مہاراناپھتح سنگھ کے مسند نشین ہونے پر راجہ دھراج اودیپور گئے - سنہ ۱۹۴۲ء مطابق سنہ ۱۸۸۵ء مین اُنکی رانی گذر گئی اور وہ خود بہت بیمار ہوکر جانبر ہوئے راجہ دھراج نے تھہرکے مقام پر فروری سنہ ۱۹۳۵ء مین آریہ سمیلن کے ایک جلسے مین کہا ہے کہ مین چھوٹی عمر مین گانون مین رہتا تھا ۱۴ سال کی عمر مین شاہ پورہ کی گدی پر بیٹھا مین اپنے عیسائی اتالیق کے اثر سے ناستک بنگیا پھر سوامی دیانندجی کی صحبت سے اُنکے خیالات کا پابند ہوگیا اور شاہ پورے مین جب وہ آئے تو منوسمرتی وغیرہ کئی کتابین اُن سے پڑھین یہ غلط ہے کہ سوامی جی کو زہر دیا گیا سری کرشن برہمن اور کلوبرہمن جن پر زہر دینے کا شبہ تھا سب میرے بیان نوکر ہین -

فصل اودیپور کے اضلاع کوہی

اودیپور کا وہ حصہ جو بنام مگرہ (کوہستان) مشہور ہے اور اُسکا انتظام سپرنٹنڈنٹ کھیرواڑہ کو مفوض ہے اودیپور سے جنوب مین سرحد مہی کانٹہ تک اور شرق مین سرحد ڈونگرپور سے سرڑہی تک قریب ستر میل شمال وجنوب اور سو میل مشرق ومغرب ہے - یہ ملک چھوٹی جاگیر ونمین جنکے سردار اصیل راجپوت اور دوغلے راجپوت ہین منقسم ہے سرداران مذکور ریاست اودیپور کے خراج گذار ہین سرکار انگریزی کو خراج نہین دیتے ان سردارون کے دو فریق ہین -

اوّل فریق - سلومبر کا راؤ - اور گوگوندے کا راج ہین -

دوم فریق - کوڑاوڑ کا راؤ - جھاڑول کا راج - چامنڈ کا راؤ - تھانہ کا ٹھاکر - جاداسی کا راؤ - پاڑہ کا ٹھاکر - چانی کا ٹھاکر - پاڑہ تھانہ کا ٹھاکر - ماڑی کا راؤ - اور گھنہ کا راؤ - پنروا کا رانا - جُورہ کا راؤ ہین -

سابقاً اس ملک مین بھیلون کی آبادی تھی جب راجپوتون نے فتح کیا اُنھون نے عمدہ زرخیز قطعات اراضی اُنسے چھین لئے اور بھیل پہاڑونکے قرب وجوار کے جنگل مین رہنے لگے اب اس ملک مین بھیل راجپوت اور گراسیون کی آبادی ہے -

گراسیہ ایک قوم ہے جسکی حالت یہ ہے کہ راجپوتون نے کسی وقت بھیل اور مینہ وغیرہ ذات کی عورتون کو خانہ انداز کرلیا تھا جنکی اولاد ایک علیحدہ دوغلی نسل قرار پاکر گراسیہ کہلانے لگی -

یہ لوگ موسم بارش مین بقدر مصارف سالیانہ باجرہ ومکا وجوار وغیرہ غلہ کاشت کرلیتے ہین - اسکے سوا سن وانل - اڑد - چاول اور کہین کہین ہلدی اور ادرک بھی کاشت کرتے ہین - راجپوت اور کسی قدر بھیل بھی بیج مین گیہون - جو - تخود - سرسون اور مینشکر کی کاشت کرتے ہین اور بہت اچھی فصل پیدا ہوتی ہے - ان اضلاع مین زیادہ تر پہاڑ اور پہاڑی زمینین ہین انمین کچھ زراعت نہین ہوسکتی ہے اور کل ملک سے ایک ثلث بلکہ چارم پر بھی

کبھی زراعت نہین ہوئی ہے اور رقبہ کثیر ہین اور جھاڑی سے بھرا ہے کہ بحسب ضرورت باشندگان ملک مزروعہ ہوسکتا ہے
ان اضلاع مین چھوٹی ندیون کی دھارون مین لوہے اور تانبے کے ریزے ملتے ہین اس سے ظاہر ہے کہ ان اضلاع
مین کئی قسم کی معدنی پیداوار ہوسکتی ہے اور کہین کہین سونا بھی ملتا ہے مگر یہ امر مشتبہ ہے کہ اُس سے محنت و خرچ
کا معاوضہ کافی ہوسکتا ہے یا نہین بالفعل صرف ایک کان جاور مین ہے کہ سابق مین آباد تھا اب ویران ہے اور
اودے پور سے بجانب سڑک کھیرواڑہ بچیس میل کے فاصلے پر واقع ہے کسی زمانے مین یہ کانین مشہور تھین اور
فرمانروایان میواڑ کو اُنسے آمدنی کثیر ہوتی تھی اُن مین جست اور چاندی و دیگر دھاتونکے کارخانے سنہ اٹھارہ سو بارہ
وتیرہ عیسوی کی قحط سالی تک بکثرت جاری تھے اُسوقت سے رعیت تباہ ہوکر دیہات ویران ہوگئے اور جاور بھی انمین سے ہے
بھیل لوگ قدیم سے بہ پیشہ مشہور ہین کہ چوری و غارتگری بیخوف و خطر کمال بیرحمی سے کرتے ہین مگر جب سے
کھیرواڑھ و کوڑہ مین چھاؤنیان ہوئی ہین علے العموم کسیقدر بھیلون نے اور علے الخصوص بھوسیہ جاگیردار و لکے
بھیلون نے عادات غارت گری کو کچھ کچھ چھوڑکر نیک چلنی و شائستگی اختیار کی ہے انسداد غارتگری کی غرض سے
پیلیہ اور پرشاد کے درمیان جھاڑی کٹ گئی ہے اور اودیپور و کھیرواڑہ کی سڑک پر رکب دیو کے جاتریون
کی آمد و رفت بکثرت جاری ہے۔

ان اضلاع مین انتظام عدالت کا اختیار ریاست اودیپور کو ہے اور سپرنٹنڈنٹ اُسکا نگران حال
ہے مگر اسے کا حاکم کل مقدمات فوجداری مین سپرنٹنڈنٹ کو رپورٹ کرتا ہے مگر تحقیقات و تجویز اُنکی ریاست کے
اختیار مین ہے اس دوہرے حکومت کی وجہ سے ہمیشہ ابتری اور نزاع رہتی ہے۔

چونکہ ریاست کی حکومت قوی نہین ہے اسلیے بھیل لوگ جبر و تعدی کے بغیر اُسکو مطلق خیال مین نہین لاتے اور جمعرات
بلا روز رعایت و عادلانہ سماعت سے بآسانی فیصل ہوجاوین اُنکے واسطے سرکشی و فساد کرتے ہین۔

ان اضلاع کی جمع مع آمدنی جاگیرات خراج گذاران چار پانچ لاکھ روپیہ سالانہ کی ہے مگر ریاست مین صرف
ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ سکہ اودے پوری وصول ہوتا ہے۔

بھیل لوگ بے سبب ارتکاب جرائم کا ارادہ نہین کرتے اور بذاتہ نیت ہین اچھے ہین مگر جہل اور سریع الاعتقادی
سے سیانہ و بھولپا کی باتون پر گمراہ ہوکر باتمام ڈاکن آدمیونکو اذیت پہونچانے اور ہلاک کرنے پر آمادہ ہوجاتے ہین اور
اکثر جرائم اُنکے باہمی فساد سے ظہور مین آتے ہین اکثر صورتون مین سبب نزاع زمین و عورت کے جھگڑونسے
پیدا ہوتا ہے اور زیادہ تر شراب خواری کی حالت مین قدیم عداوتونکو یاد کرکے باہم فساد کرتے ہین۔

دستور جو لاوہ کا یعنی بہ اخذ اجرت غارتگری سے محفوظ رکھنے کی کفالت کا کل پہاڑی ملک مین جاری ہے
ہر ایک گاؤن مسافر و بیوپاری وغیرہ کو اجرت پر چوکیدار دیتا ہے اور جو کوئی یہ اجرت نہ دیوے تو بشرطیکہ مسلح جمعیت
سے اپنی حفاظت نکرے ضرور نقصان اُٹھاویگا۔

سرحد میواڑ و گجرات پر سُرجے نامی بھیلون کا گرو اپنی قوم کے لوگون کو تلقین کرتا پھرتا تھا ایک خدا کی پرستش

اور صلح پیشہ اور خیر طلبی کی ہدایت کرتا تھا اُسکے پیرو کل حرام و گناہ و شراب خواری و ہلاکت جاندار سے پرہیز کرنے کی قسم کھاتے اور پیداوار زمین سے حیات بسر کرنے اور غسل کرکے کھانا کھانے کا عہد کرتے۔

فصل۔ تاریخ ڈونگر پور

جغرافیہ

ریاست ڈونگر پور جسکو باگڑ بھی کہتے ہین ایک مختصر ریاست میواڑ کے جنوبی حصے مین واقع ہے۔ اُسکے شمال مین مقام سلومبر اور رکھب دیو علاقہ اودے پور مغرب مین ہی کانٹہ جنوب مین ویاکانٹہ اور بانسواڑہ مشرق مین بانسواڑہ کا علاقہ اور دھریاوڈ وغیرہ علاقہ اودیپور ہے۔ لمبائی مشرق سے مغرب کو چالیس میل چوڑائی جنوب سے شمال کو پینتیس ۳۵ میل رقبہ ۱۴۴۷ میل مربع آبادی ۱۵۹۱۹۲ آدمی سے کچھ زیادہ آمنی خالصہ ڈیڑھ لاکھ روپیہ سالانہ سمجھی جاتی تھی لیکن اجتو آمدنی ۴۲۴۰۰ روپیہ سالانہ کو پہونچ گئی ہے فوج مین ایک سو سوار اور تین سو پیدل خیال کئے جاتے ہین۔

خطوط عرض بلد شمالی ۲۳ درجہ ۳۵ دقیقہ اور ۲۴ درجہ ۳ دقیقہ اور طول بلد مشرقی ۷۳ درجہ ۴۰ دقیقہ اور ۷۴ درجہ ۱۸ دقیقہ کے درمیان واقع ہے۔

دارالریاست ڈونگر پور کہ بڑا شہر اور قلعہ ہے دامن کوہ پر چھاؤنی کھیرواڑہ سے ۱۴ میل جنوب مشرق مین اثناے راہ بیچ وڈیسہ بیچ سے ۱۳۹ میل جنوب مغرب مین اور ۱۲ میل جنوب مشرق مین ڈیسہ سے خطوط عرض بلد شمالی ۲۳ درجہ ۵۰ دقیقہ اور طول بلد مشرقی ۷۳ درجہ ۵۰ دقیقہ پر واقع ہے۔ یہ شہر گیپ ساگر تالاب کے کنارے بسا ہوا ہے۔ علاقے مین مالگذاری کے حساب سے چھ پرگنے اور فوجداری کے انتظام نو تھانے رکھے گئے ہین ملک مین ہر طرف جھاڑی اور پہاڑی پھیلی ہوئی ہے۔ بعض میدانون مین گیہون اور جاؤل وغیرہ غلہ پیدا ہوتا ہے۔ عام باشندون مین بھیلون کا ایک بڑا گروہ ہے دسوین حصے کے قریب بھیل اور باقی برہمن راجپوت اور مہاجن وغیرہ دوسری قوم کے لوگ آباد ہین۔

قوم

رئیسان ڈونگر پور جنکو راول کہا جاتا ہے اور انگریزون کے عہد سے مہاراول لکھے جاتے ہین اودیپور کے سورج بنسی خاندان کی بڑی شاخ مین ہین جسطرح ایک خاص سبب سے مہارانا لاکھا کے بڑے بیٹے چونڈا نے جسکی اولاد اب سلومبر کی جاگیر پر قابض ہے ریاست کی ولیعہدی سے علیحدگی اختیار کی تھی اور چھوٹے بھائی موکل جی کو راج حاصل ہوا اسی طرح مہارانا کرن سنگھ اول کے دو بیٹون ماہپ اور راہپ مین سے پہلے نے دشمنون کے مقابلہ سے تنگ آکر نا امیدی کے ساتھ میواڑ کے جنوبی ویران حصے مین جہان اب ڈونگر پور آباد ہے پناہ لیکر ریاست کا دعوے چھوڑ دیا تھا اور دوسرے بھائی راہپ نے سیسودگا ٹوٹن بساکر منڈور کے رانا موکل کو گرفتار کیا جس سے وہ پہلا سیسودیہ رانا کہلایا اور سیسودیہ خاندان اور رانا خطاب اودیپور والون کے لیے خاص قرار پایا کچھ عرصے کے بعد راہپ کی اولاد نے قدیم راجدھانی قلعہ چتوڑ کو بھی دشمنون کے قبضے سے نکالکر تمام ملک میواڑ پر حکومت جمائی راہپ کے بڑے بھائی

ماہپ نے میواڑ کے جنوب مین یعنی ڈونگر پور وغیرہ کیطرف رہنا اختیار کیا اور بزور بازو پر مارنسل کے موری راجپوتون سے ڈونگر پور حاصل کیا - چیتوڑ کے رئیسون کا قدیم خطاب راول اُسی کے گھرانے مین رہا جو ڈونگر پور اور بانسواڑہ والون کے نام پر اب تک بولا جاتا ہے اور ڈونگر پور والے اہاڑیہ سیسودیہ کہلاتے ہین -

مختصر تاریخی احوال

ڈونگر پور کی ریاست بادشاہ علاء الدین محمد شاہ خلجی کے حملے تک جو اُسنے سمبت ۱۳۵۸ مطابق ۱۳۰۲ء کو چیتوڑ پر کیا تھا علیحدہ قائم نہ ہوئی تھی - راول رتن سی اول کے قتل ہونے کے بعد اُسکا بیٹا راول کرن سی مغربی پہاڑون مین جا رہا جہان دشمنون کے ہاتھ سے اُسکو تکلیف پہونچتی رہی شروع چودھوین صدی عیسوی مین کرن سنگھ کے بڑے بیٹے ماہپ سے میواڑ کی حقیت چھوٹ کر ریاست ڈونگر پور کی بنا پڑی - بنن سی مہتا جو عالمگیر کے عہد مین بیکانیر کا ایک معتبر شخص تھا اپنی کتاب تاریخ راجپوتانہ مین بیان کرتا ہے کہ سوبرس کے قریب ماہپ اور اُسکے بیٹے پوتے میواڑ کے جنوبی علاقے مین پریشان پھرتے رہے - چوتھی پشت مین ڈونگا بھیل کو جو جنگلی لوگون کا سردار تھا ماہپ کی اولاد نے دھوکے سے مار کر ڈونگر پور پر قبضہ کر لیا اور کچھ عرصہ کے بعد گلیا کوٹ کو ٹاٹل راجپوتون کے قبضے سے جبکہ وہ کسی شادی مین گئے ہوئے تھے نکالکر حاصل کیا -

بعض کتابون اور اکثر پرانے کاغذات سے ایسا پایا جاتا ہے کہ ڈونگر پور کبھی آزاد اور کبھی چیتوڑ و اودیپور والونکے ماتحت رہا - سمبت ۱۵۸۴ مطابق ۱۵۲۸ء مین ڈونگر پور کا راول اودے سنگھ باگڑی چیتوڑ کے رانا سانگا کے ہمراہ اُس لڑائی مین گیا تھا جو بابر بادشاہ سے بیانہ کے قریب ہوئی تھی - رانا کے طرفدارون مین راول اودے سنگھ بھی مارا گیا جسکے دو بیٹون پر تھوی راج اور جگمال مین جھگڑا ہو کر رانا ترسی ہوئی کی سفارش اور بہادر شاہ گجراتی کے حکم سے ریاست دو ٹکڑے ہوئی پہلے کے قبضے مین ڈونگر پور رہا اور دوسرے کے حصے مین مشرقی جنوبی علاقہ یعنی بانسواڑہ آیا جو اب تک علیحدہ ریاست کے طور اُسکی اولاد کے تحت مین ہے (دیکھو تاریخ فرشتہ احوال بہادر شاہ گجراتی)

رانا سانگا اور اُسکے بڑے بیٹے رتن سی دوم کے گذر جانے کے بعد میواڑ مین بہت سی ابتری پھیلی اور مغل بادشاہونکی سلطنت زور پا گئی - اُنمین سے اکبر بادشاہ نے سمبت ۱۶۲۴ مطابق ۱۵۶۸ء مین قلعہ چیتوڑ فتح کیا اور اُسکے نو برس کے بعد وہ اجمیر سے نکلکر میواڑ کے علاقے مین گشت کرتا ہوا مالوہ کو چلا تو راستہ مین بانسواڑے کے قریب ٹھیرا - اُسوقت بانسواڑہ کے راول پرتاپ سنگھ اور ڈونگر پور کے راول آسکرن نے جو راول اودے سنگھ کا پوتا تھا حاضر ہو کر بادشاہی اطاعت قبول کی اور مثل دوسرے رئیسون کے کارگذاری دکھلانے پر منصب اور خطاب حاصل کئے - اکبر کی اولاد مین سے محمد شاہ بادشاہ کے شروع عہد سمبت ۱۷۷۷ مطابق ۱۷۲۱ء تک جبکہ مہاراناسنگرام سنگھ میواڑ مین حکومت کرتا تھا ڈونگر پور کے رئیس اکثر دہلی والونکے ماتحت رہے اور کبھی کبھی اودیپور والونکے دباؤ سے اُنکو بھی تھنے اور نذر وغیرہ دیدیا کرتے تھے -

سمبت ۱۸۰۶ مطابق ۱۷۵۰ء کے بعد جب دہلی کی سلطنت ابتر ہو کر میواڑ بھی خانگی جھگڑون سے پریشانی

بڑا اور مرہٹے طاقت پاکر ہر طرف پھیلنے لگے تو ڈونگر پور کی ریاست مثل اور مقامات کے اُنکے پنجے مین آگئی اور اُنھون نے رئیس کا ناک مین دم کردیا اور مبلغ پینتیس ہزار روپیہ سالانہ خراج مقرر کیا کہ اول سیندھیا دہلکر اور دھار مین باہم تقسیم ہونا ٹھہرا تھا مگر اخیر مین صرف دھار کے حصے مین بلا شرکت غیرے رہا۔

جب مرہٹے کئی جگہ سرکار انگریزی سے شکست پاکر لاچار ہوئے اور اُنکا دخل راجپوتانہ کی ریاستون سے اُٹھا دیا تو سمبت ۱۸۷۴ مطابق ۱۸۱۸ء مین جبکہ مہاراول جسونت سنگھ دوم راج کرتا تھا ڈونگر پور کی ریاست سرکاری فرمانبردار بنکر حفاظت مین آئی اور اسوقت مین عہدنامہ ہوکر مبلغ ۳۵ ہزار روپیہ سالم شاہی بحساب فی روپیہ چھ آنہ آمدنی کل ریاست پر بابت خراج سالانہ دینا قبول کرکے مرہٹون کے چنگل سے رہائی پائی ریاست کے ذمے مرہٹون کا اُسوقت تک خراج بتعداد کثیر باقی تھا اُسکے عوض بذریعہ عہدنامہ صرف ۳۵ ہزار روپیہ لیا ہونا قرار پایا اور تین سال کے خراج مین تخفیف ہوکر آئندہ کے واسطے اٹھائیس ہزار تین سو سترہ سی روپیہ سکہ انگریزی سالانہ مقرر ہوا

جلال الدین اکبر سے رشتہ داری کے تعلقات

سنہ ۹۸۴ ہجری مین اکبر نے راے لون کرن چھوہا شیخاوت زمیندار پرگنہ سانبھر اور راجہ بیربر کو ڈونگر پور کے راول کے پاس روانہ کیا راول مذکور اپنی بیٹی کو حرم سراے شاہی مین داخل کرنا چاہتا تھا مگر بعض آدمیونکی وجہ سے رکا ہوا تھا انھون نے منصب سفارت کو اس عمدگی سے انجام دیا کہ راول نے انھین کے ساتھ اپنی لڑکی کو حرم سراے شاہی مین بھیجدیا۔ امراے ہنود مین اسیطرح مذکور ہے۔

اکبرنامہ مین ۲۲ سنہ جلوس کے واقعات مین لکھا ہے کہ "این دو موتمن بارگاہ اقبال را بسرفرازی راے ڈونگر پور راے لون کرن رخصت فرمودہ بودند" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ڈونگر پور کے راول کا نام بھی لون کرن تھا اور میرے نزدیک آسکرن ہونا چاہئے اس ریاست مین لون کرن کسی راول کا نام نہین ہوا ہے۔ آس کرن ہی وہ شخص ہے جس نے خاندان مغلیہ کے بادشاہون مین سب سے پہلے اکبر کی اطاعت کی ہے۔ اس مقام پر مصنف نے پرگنہ سانبھر کے زمیندار کچھواہہ شیخاوت کا نام بھی لون کرن لکھا ہے اور ڈونگر پور کے راول کا نام بھی یہی بتایا ہے جیسا کہ صفحہ جلد سوم اکبرنامہ مطبوعہ مطبع منشی نولکشور مین مندرج ہے لیکن کتب خانہ ریاست رام پور کے ایک قلمی نسخے مین صرف یہ ہے "بسرفرازی راے ڈونگر پور رخصت فرمودہ بودند" اور دوسرے قلمی نسخے مین راے کا لفظ بھی محذوف ہے۔

نسب نامہ والیان ڈونگر پور

(۱) ماہپ (۲) سہڑدیو (۳) دوداجی (۴) راول بیرسنگھ (۵) بھرتنڈ (۶) ڈونگرسی (۷) کرم سنگھ اول۔ (۸) کانٹرديو (۹) پتاجی (۱۰) گیباجی (۱۱) سوم داس (۱۲) گنگ جی (۱۳) راول اودے سنگھ اول (۱۴) راول پرتھوی راج (۱۵) راول آسکرن (۱۶) راول سہنس مل (۱۷) راول کرم سنگھ دوم (۱۸) راول پونجا

(۱۹) راول گردھر (۲۰) راول جسونت سنگھ اول (۲۱) راول کھمان سنگھ (۲۲) راول رام سنگھ (۲۳) راول شیو سنگھ (۲۴) راول ہری شال (۲۵) راول فتح سنگھ (۲۶) مہاراول جسونت سنگھ دوم (۲۷) مہاراول دلیپ سنگھ (۲۸) مہاراول اودے سنگھ دوم (۲۹) مہاراول بجے سنگھ۔

انمین سے جسکا حال کچھ معلوم نہین ہوا اُسکا نام قلم انداز کر دیا جائے گا۔

۱۔ راول ماہپ بانی ڈونگر پور

یہ میواڑ کے رانا کرن سنگھ اول کا بڑا بیٹا تھا جس نے شروع چودھوین صدی عیسوی مین مسلمان بادشاہونکی حملہ آوری کے سبب چتوڑ کی حکومت سے ناامید ہوکر میواڑ کے جنوبی ویران علاقے مین ڈونگر پور کی طرف رہنا اختیار کیا تھا اور کچھ عرصے کے بعد علیحدہ ریاست قائم کی۔

۲۔ سیہڑ دیو

اسنے درمیانی چودھوین صدی عیسوی مین گجرات کے لوگون سے کچھ لڑائیان کین۔

۳۔ دوواجی

اسنے گدی پر بیٹھکر اپنے علاقے کو کسیقدر بڑھایا۔

۴۔ راول بیر سنگھ

اُسنے ڈونگا بھیل کو جو ایک لٹیرا تھا ایسے موقع پر قتل کیا جبکہ وہ ایک مہاجن کی لڑکی سے زبردستی شادی کرنے مین مصروف تھا۔ کہتے ہین اسنے ڈونگر پور شہر آباد کرکے اپنی راجدھانی قرار دیا۔ لیکن نین سی متنا کا بیان ہے کہ ڈونگا بھیل کو اُسکے ساتھیون سمیت راول نے اپنی بیٹی کی شادی مین مہمان کے طور پر بلاکر بھیلون کو خوراک کے شامل دھتورہ کھلا دیا اور بیہوش ہوجانے پر مکان مین آگ لگاکر سب کو جلا دیا۔

۶۔ ڈونگر سی ؒ

خیال کیا جاتا ہے کہ راجدھانی کا نام اسکے نام پر ہی ڈونگر پور پڑا کہا گیا۔

۸۔ کانڑ دیو ؒ

اسکے وقت مین شہر نے زیادہ رونق پائی۔

۹۔ پیتا جی

اسنے پاتیرہ تالاب اور شہر کا پاتیرو دروازہ بنوایا۔

۱۰۔ گیبا یا غیبی جی

اُسنے شہر ڈونگر پور کے شمالی طرف غیب ساگر تالاب بنوایا جو ابتک موجود ہے اس تالاب کے اندر ایک مکان بھی تعمیر کرایا گیا تھا جسکو باول محل کہتے ہین۔

۱۳ - راول اودے سنگھ اول

یہ سمبت ۱۵۸۴ مطابق ۱۵۲۸ء مین بارہ ہزار سوار لیکر چتوڑ کے رانا سانگا کے ہمراہ بابر بادشاہ سے لڑنے کو بیانہ کے قریب گیا اور مقابلے مین مارا گیا اسکا بحال معلوم نہین (دیکھو تزک بابری)

۱۴ - راول پرتھوی راج

یہ اپنے باپ کے مارے جانے کے بعد گدی پر بیٹھا - اسکے وقت مین بانسواڑے کی ریاست ڈونگرپور سے علحدہ قائم ہوئی جسکا حال اسطرح پر ہے کہ اسکی حکومت کے تین برس گذرنے پر سمبت ۱۵۸۷ مطابق ۱۵۳۱ء مین سلطان بہادر شاہ گجراتی نے ایڈر ہوکر باگڑ یعنی ڈونگرپور کے علاقے پر چڑھائی کی کسی قدر لوٹ مار ہونے کے بعد راول پرتھوی راج نے بہادر شاہ کے پاس حاضر ہوکر اسکی اطاعت قبول کی اور راول کے چھوٹے بھائی جگمال نے جان بچاکر رانا ترمی دم کے پاس چتوڑ مین پناہ لی رانا نے اس خیال سے کہ باگڑ کے دو حصے ہو جانے پر طاقت گھٹ کر ہمارے مقابل سرکشی کا موقع نہ ملے گا جگمال کی سفارش کرکے اسکو بہادر شاہ کے پاس بھیجدیا بہادر شاہ نے باگڑ علاقے کے دو برابر حصے کرکے ڈونگرپور راول پرتھوی راج کے قبضے مین چھوڑا اور جگمال کو بانسواڑہ حوالے کرکے جدا ریس بنا دیا جہان اب تک اُس کی اولاد حکومت کرتی ہے -

۱۵ - راول آسکرن

اسنے سمبت ۱۶۳۳ مطابق ۱۵۷۶ء مین بانسواڑے کے قریب وہانکے رئیس پرتاپ سنگھ سمیت میواڑ سے علحدگی کی امید پر اکبر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوکر اطاعت اختیار کی اور ہمیشہ بادشاہی نوکری کرتا رہا -

۱۶ - راول سہس مل

اسنے سورپور کی ندی کے کنارے پر مادھو رائے کا مندر تعمیر کرایا -

۱۸ - راول پونجا

یہ سمبت ۱۶۶۶ مطابق ۱۶۱۰ء مین مسند نشین ہوا اسنے پنچ پور گاؤن بساکر ایک مندر بنوایا اور شاہجہان کے عہد مین عمدہ کارگذاری کے عوض ڈیڑھ ہزاری ذات و سوار کا منصب پایا (دیکھو بادشاہ نامہ) دکن مین خان جہان لودی کی تباہی مین یہ بھی شریک تھا جو شاہجہان سے باغی ہوکر اُدھر بھاگا تھا -

۱۹ - راول گردھر

اس کو شاہ جہان کی طرف سے ایک ہزاری منصب ملا تھا -

۲۰ - راول جسونت سنگھ اول

یہ عالمگیر کے عہد مین تھا زیادہ حال معلوم نہین -

۲۱ - راول کھمان سنگھ

اسنے سمبت ۱۷۵۵ مطابق ۱۶۹۸ء مین عالمگیر بادشاہ سے چوڑہ وغیرہ کی مرمت ہونے کے سبب میواڑ والونکی

شکایت کی کیونکہ چتوڑ کا رانا امر سنگھ دوم ڈونگر پور اور بانسواڑہ دونوں کو تکلیفیں دیتا تھا اور ایک بار ڈونگر پور کا علاقہ لوٹ کر قدیمی دستور کے موافق زبردستی نذرانہ بھی وصول کر لیا لیکن اسد خان وزیر کے بھائی نے جو موقع پر بادشاہ کی طرف سے تحقیقات کو آیا تھا الٹی ڈونگر پور والوں کی پیش قدمی ظاہر کر کے اُنکی شکایت رد کرا دی۔

۲۲۔ راول رام سنگھ

اسنے بھیلوں کو سزا دیکر لونا واڑہ کی طرف کئی گانوں دیائے اور کئی قلعے بھی بنوائے تھے۔

۲۳۔ راول شیو سنگھ

اُسنے ڈونگر پور کی شہر پناہ تیار کرائی اسکی تجویز سے ایک خاص تول اور ناپ جاری ہو کر اُسکے نام پر پرتی بندش کی شیو شاہی پگڑی سرداروں وغیرہ کے واسطے مقرر ہوئی۔

۲۴۔ راول بیری شال

اس کے وقت میں مرہٹوں نے بہت لوٹ مار مچائی۔

۲۵۔ راول فتح سنگھ

اس کے وقت میں مرہٹوں اور پنڈاروں کا بہت زور ہو گیا۔

۲۶ راول جسونت سنگھ دوم

اس سے سندھیوں نے ڈونگر پور چھین لیا جو سرکار انگریزی کی مدد سے واپس ملا یہ فتح سنگھ کا بیٹا ہے یہ مذہبی باتوں میں زیادہ مصروف رہتا تھا۔ اس کے وقت میں سرکار انگریزی سے عہدنامہ ہو کر ۳۵ ہزار روپیہ سالم شاہی جسکے سائیس ہزار تین سو سا سی روپے سکہ انگریزی ہوتے ہیں ریاست دھار کو دینا موقوف ہو کر سرکار انگریزی کو ملنا قرار پایا۔ اس عہدنامے پر ماہ سدی ۱۵ سمبت ۱۸۷۶ مطابق ۲۹ جنوری ۱۸۲۰ء کو مہاراول جسونت سنگھ اور جنرل سر جان میلکم انگریزی مختار کے اول اسسٹنٹ الگزنڈر میگڈونلڈ نے دستخط کئے۔ اسکے علاوہ ۱۸۲۴ء میں آٹھ ہزار چار سو روپیہ سالانہ فوج خرچ کی بابت دوسرا اقرارنامہ لکھا گیا تھا لیکن ریاست کی زیر باری اور کم آمدنی پر لحاظ کر کے منسوخ یعنی رد سمجھا گیا۔

سمت ۱۸۸۰ مطابق ۱۸۲۴ء میں بعض سرکش جاگیر داروں کے بہکانے سے علاقے کے بھیلوں نے فساد کیا مہاراول نے کمزوری کے سبب انگریزی سرکار سے مدد مانگی بھیلوں نے سرکاری فوج جانے پر بغیر مقابلے کے اطاعت قبول کی اور مئی ۱۸۲۵ء میں ایک اقرارنامہ کیپٹن میگڈونلڈ نے سرکاری طور پر لکھوا کر فوج کھیراڑ کو واپس بھیجدی جسکا مضمون یہ ہے۔

(۱) ہم اپنے تیر و کمان اور کل ہتیار دیدینگے۔

(۲) مفسدہ گذشتہ میں جو کچھ لوٹا ہے اُسکا عوض دینگے۔

(۳) آئندہ کو ہم شہر و دیہات اور سڑک پر غارتگری نہ کرینگے۔

(۴) کسی سارق و قاتل گرو سے یا ٹھاکر یا کسی اور دشمن سرکار انگریزی کو خواہ ہمارے ملک کا ہو یا پردیسی اپنے گاؤن مین پناہ نہین دینگے۔
(۵) سرکار کمپنی کے احکام کی تعمیل کرینگے اور عند الضرورت حاضر ہونگے۔
(۶) علاوہ اپنے جائز اور قدیمی حقوق کے ہم راول صاحب اور ٹھاکرون کے دیہات سے کچھ نہین لینگے۔
(۷) راول صاحب والی ڈونگرپور کو خراج سالانہ دینے مین کبھی انکار نہ کرینگے۔
(۸) اگر کوئی رعایا سرکار کمپنی مین سے ہمارے گاؤن مین ٹھہرے گا تو اُسکی حفاظت کرینگے۔
(۹) اگر ہم حسب اقرار اپنے عمل نہ کرین تو سرکار انگریزی کے مجرم متصور ہونگے۔

دوسری برس سرکار مین شکایت ہوئی کہ مہاراول خود نیک چلن اور منصف مزاج نہین ہے اُسکی ناقص عادتون سے ہمیشہ ظلم و فساد رہنے کا اندیشہ ہے۔ اسلیے ایک اقرارنامہ انگریزی سرکار نے لکھوا کر اسکو ریاست سے بیدخل کیا اور اُسکے گود لیے ہوئے بیٹے دیپت سنگھ کو جو پرتاپ گڑھ کے مہاراوت ساونت سنگھ کا پوتا تھا راج کی حکمرانی کا اختیار دیا۔

۲۷- مہاراول دیپت سنگھ

سمبت ۱۸۸۱ مطابق ۱۸۲۵ء مین ڈونگرپور پر قابض ہوا اسکے وقت مین ملکی آمدنی کم ہو کر ہر طرف سے ٹھاکرون کا فساد شروع ہوا جسپر اُسنے سرکار انگریزی سے مدد کی درخواست کی سرکار سے ہدایت ہوئی کہ بھیل وغیرہ لٹیرے لوگون کے فساد مین جسکا اثر عام رعیت پر پہونچتا ہے مدد مل سکتی ہے لیکن جاگیردارونکی سرکشی مین خود رئیس کو جو اُن کا بزرگ اور ریاست کا ذمہ دار ہے اپنی حکومت کے قیام کے لیے ہر طرح کا بندوبست رکھنا چاہیے۔
دیپت سنگھ ڈونگرپور مین انیس برس راج کرنے پایا تھا کہ سمبت ۱۹ مطابق ۱۸۴۳ء مین اُسکے دادا پرداد ا پرتاپ گڑھ کے مہاراوت ساونت سنگھ کے بغیر اولاد مر جانے پر وہان کے لوگون نے اپنے رئیس زادے کو واپس لینا چاہا اگرچہ دھرم شاستر کے قاعدے سے ڈونگرپور مین گود آنے کے سبب دیپت سنگھ کا حق پرتاپگڑھ سے جاتا رہا تھا لیکن ڈونگرپور کے سردارونکی برخلافی اور اپنے وطن کے جاگیردارونکی وفاداری سے اُسنے پرتاپ گڑھ کو پسند کر کے دونون ریاستون کے شامل کر لینے کا ارادہ چھوڑا آخرمین یہ تجویز قرار پائی کہ مہاراول دیپت سنگھ کوئی لڑکا گود لیکر ڈونگرپور کی گدی پر بٹھادے اور خود پرتاپ گڑھ جاکر اپنے دادا کی ریاست کا مالک رہے۔

۲۸- مہاراول اودے سنگھ

سمبت ۱۹۰۳ مطابق ۱۸۴۶ء مین مہاراول دیپت سنگھ نے ٹھاکر سابلی کے بیٹے اودے سنگھ کو گود لیکر ڈونگرپور کی ریاست پر قائم کیا لیکن اُسکی کم عمری کے سبب سرکار انگریزی سے اجازت دی گئی کہ مہاراوت دیپت سنگھ پرتاپ گڑھ کا راجہ رہکر ڈونگرپور کا انتظام بھی رشتہ دارونکے طور پر کرتا رہے۔ یہ سب کارروائی جسونت سنگھ معزول مہاراول کو ناپسند ہوئی اور اُسنے خود دوبارہ حکومت حاصل کرنے اور ٹھاکر منگلا کے بیٹے کو گود لینے کی

کوشش کی لیکن یہ تدبیر پوری نہ ہونے پائی کہ سرکار انگریزی نے اُسکو سرکشی کے الزام مین بارہ سو روپیہ ہوا تنخواہ مقرر کرکے ریاست سے علیحدہ و مستقل مقام پر ہمیشہ رہنے کے واسطے بھیجدیا - آٹھ برس تک ڈونگرپور اور پرتاپ گڑھ کی حکومت ایک جگہ مہاراوت دلیپت سنگھ کو حاصل رہی لیکن پھر انتظامی دشواری اور سردار ونکی عدم وفاداری سے سمت ۱۹۰۸ مطابق ۱۸۵۲ء مین سرکار انگریزی کے حکم کے موافق مہاراوت دلیپت سنگھ پرتاپ گڑھ کے سوا ڈونگرپور کی ریاست سے بیدخل ہوا - اور مہاراول اودے سنگھ کے ہوشیار ہونے تک ایک سرکاری کارگذار شخص منشی صفدر حسین انتظام پر رکھا گیا چند سال کے بعد مہاراول اودے سنگھ جوان اور ہوشیار ہوگیا اور اپنا کام خود کرنے لگا -

سابق مین سرکار انگریزی نے ڈونگرپور سے بندوبست حفاظت راستہ اور بھیلون کی وارداتون کا انسداد کرادیا تھا وہ موقوف ہوگیا اور بھیل از سر نو سرکش و بداطوار ہوگئے تا بحدیکہ مہاراول خود دورے کے واسطے گیا تب مدڈپال کے بھیلون نے اُس کا مال و اسباب لوٹ لیا اور ظروف نقرئی لے گئے اسیطرح پولیٹکل ایجنٹ کے لشکر کا اسباب لیگئے تھے ۱۸۶۷ء مین دیول پال نے باغی ہوکر کھیرواڑہ اور ڈونگرپور کی سڑک پر ایسی شرارت کی کہ تاوقتیکہ کھیرواڑے کی بھیل پلٹن کی جمعیت نے اسکی سرکوبی نہ کی حرکات ناشایستہ سے باز نہ آئے جہان سوم اور میہی ندیان ملی ہین مہیشر مہادیو کا مندر ہے اس مقام کی بابت ڈونگرپور اور بانسواڑہ کی ریاستون مین باہم سو برس تک سخت تنازعہ رہا اس سبب سے میلہ بند ہوگیا تھا تاہم مہیشر مہادیو اور موہی بھگت کی زیارت کے واسطے ماہ سدی ۱۵ کو جاتری بکثرت آتے تھے سرکاری افسرونکی تحقیقات کے بعد وہ زمین ڈونگرپور کو مل گئی اور اسکے بعد مہاراول کی کوشش سے پھر میلہ جاری ہوگیا - یہ میلہ دو ہفتہ رہتا ہے اور قریب بیس پچیس ہزار کے آدمی جمع ہوتے ہین -

سمبت ۱۹۲۵ مین اور اُسکے دوسرے برس مہاراول نے قحط سالی کے سبب سائر کا سرحدی محصول رعایا کے آرام کی نظر سے معاف رکھکر کئی گانو نکے اندر تالاب اور ڈونگرپور بیلی شہر پناہ وغیرہ کا کام شروع کردیا جس سے محتاج گانکے گذارے کی صورت نکل آئی جو محنت کرنے سے لاچار تھے اُنکو خیرات خانون سے غلہ اور کھانا دیا گیا اسطرح تیئس ہزار روپیہ غیر معمولی کا مون مین صرف ہوا اور خوش انتظامی کے سبب کسیطرح ناگوار نہ گذرا -

سمبت ۱۹۲۷ مطابق ۱۸۷۱ء مین مہاراول کو اپنی اولاد کے بیاہ شادی کے لیے فکر پیش آئی - دختر کی شادی ریاست جودھپور کے دیسعد کے ساتھ قرار پاکر ملتوی رہی اور سمبت ۱۹۲۹ مطابق ۱۸۷۳ء مین مہاراول جیسلمیر کے ساتھ جبکہ وہ ڈونگرپور آیا ۴۵ ہزار روپے کا سامان جمع کئے جانے پر ہوگئی - کنور کھمان سنگھ کی شادی سمبت ۱۹۳۱ مطابق ۱۸۷۵ء مین جبکہ وہ بیس سال کی عمر مین تھا مہاراجہ رتلام کی دختر کے ساتھ کی گئی کنور کی شادی مین بدھوا یعنی ماتحت لوگون سے جو روپیہ بطور چندہ لیا جاتا ہے کسی سے وصول نہ کیا گیا کیونکہ وہ ایک برس پہلے لڑکی کے بیاہ مین لے لیا گیا تھا - بدھوا مین بقدر ایک لاکھ سولہ ہزار تین سو چالیس روپیہ ملازمان

ور علمائے ریاست سے لیا گیا تھا۔

سمبت ۱۹۳۸ مطابق ۱۸۸۱ء مین مہاراول نے بعض ماتحتون کی صلاح سے اپنے کنبہ کے زادہ رشتہ دار ٹھاکر گنبھیر سنگھ کے ناتھ دوارہ مقام مین بندوق سے خودکشی کرنے کے بعد اُسکی بیس ہزار روپیہ سالانہ آمدنی کی جاگیر لاولد ہونے کے سبب ضبط کرلی جسپر گنبھیر سنگھ کی عورتون نے گود لینے کے ارادے پر سرکار انگریزی مین کئی جگہ نالش وفریاد کی لیکن مہاراول کی طرف سے اُنکو خرچ اور گذر کے لائق زمین دینے کا وعدہ کئے جانے کے سبب کمین شنوائی نہوئی اسپر بھی اُن عورتون نے اپنے ساتھ بدسلوکی کے اندیشے سے ڈونگرپور آنا گوارا نہین کیا

۲۹- مہاراول بجے سنگھ

۷ جولائی ۱۸۸۲ء کو پیدا ہوئے اور اپنے دادا اودے سنگھ کے انتقال کے بعد ۱۳ فروری ۱۸۹۸ء کو مسند نشین ہوئے اور بالغ ہونے کے بعد انکو ۱۹۰۹ء مین اختیارات کامل ملے انھون نے میو کالج اجمیر مین تعلیم پائی اُنکی صغرسنی کے زمانے مین پولیٹیکل اجنٹ ایک خاص انتظامی افسر (چیف ایکزیکیوٹو آفیسر) اور دو ممبرون کی امداد سے انتظام کرتے تھے ۱۹۰۲ء مین وہ خراج جو ریاست گورنمنٹ انگریزی کو دیتی ہے ۱۷۵۰۰ روپیہ سالانہ مقرر ہوا انکی سلامی ۱۵ ضرب توپ ہے ۱۹۰۷ء مین اُنکی شادی راجہ سیلانہ کی لڑکی سے ہوئی جس سے تین اولاد یعنی ایک لڑکا اور دو لڑکیان ہوئین لڑکا دیسمد ہے ہز ہائنس کو زبان انگریزی اور صیغۂ تاریخ سے خاص شوق ہے انکے عہد مین فیس معاف ہونیکے علاوہ طلبا کو کتب بھی دیجانے لگین جس سے تعلیم مین خاص ترقی ہوئی چنانچہ ڈونگرپور مین دو مذہبی سکولون کے علاوہ ایک زنانہ سکول بھی ہے آب پاشی تجارت وزراعت مین بھی خاصی ترقی ہے کئی مفید قانون جاری کئے گئے چنانچہ فوجداری مقدمات مین اسیسرون کا دستور بھی قائم رکھا ہے میونسپلٹی بھی ہے۔ انکو جون ۱۹۱۲ء مین کے سی آئی - ای کا خطاب دیا گیا۔

ڈونگرپور کے جاگیردارونکے قبضے مین ڈیڑھ لاکھ روپیہ سالانہ کے قریب آمدنی کے دیہات ہین۔

ڈونگرپور کے اول نمبر کے تعظیمی سردارونکی فہرست

نمبر	نام جاگیر	خاندان جاگیردار	سالانہ آمدنی	تعداد خراج	کیفیت
۱	بنکوڑہ	چوہان	۱۴۰۲۵	۳۶۰۲	پہلا خراج ۲۵۰۰ تھا۔
۲	بیچیوارہ	چوہان	۲۸۱۰	۴۲۵	
۳	پیٹ	چوہان	۵۷۱۵	۱۵۴۷	پہلا خراج ۲۲۰۱ تھا۔
۴	کوان	میرتیہ راٹھوڑ	۶۴۴۸	۳۰۳	
۵	موڈرنہ	چوہان	۵۷۵	۱۲۷۵	
۶	چیتڑی	چوہان	۵۴۰۵	۶۰۱	یہ علاقہ بانسواڑہ مین گڑھی کا جاگیردار ہے
۷	ٹھاکردہ	چوہان	۶۴۴۴	۱۴۰۸	یہ بانسواڑہ کے ماتحت کمیشر کا جاگیردار ہے

نمبر شمار	نام جاگیر	قوم جاگیردار	سالانہ آمدنی	تعداد خراج	کیفیت
۸	بماسہ	چوہان	۱۶۰۵	۲ ۸ ۵ / ۲	
۹	سیلج	سیسودیہ	۱۷۶۵	۱۱۰	یہ سیسودیہ چونڈاوت ہے۔
۱۰	ماڈھ	سونلکھی	۲۳۴۵	۵ ۳ ۱ / ۴	
۱۱	سابلی	اہاڑیہ	۷۰۴	معاف	مہاراول کا بھائی ہونیکی وجہ سے مسند نشینی کے سوا خراج نہیں دیتا
۱۲	نانلی	اہاڑیہ	۱۶۳۲	ایضاً	ایضاً
۱۳	راگھڑھ	چونڈاوت	۲۴۶۵	ایضاً	خراج نہیں دیتا مگر نذرانہ مسند نشینی لیا جاتا ہے
۱۴	ڈوادل	چوہان	۱۴۵۰	ایضاً	ایضاً

درجۂ دوم کے بھی تعلیمی ۲۰ سردار ہیں انکے سوا درجہ دوم وسوم میں ایسے خراج گذار سردار ہیں جن کو تعظیم نہیں دی جاتی۔

فصل۔ تاریخ بانسواڑہ ۵

جغرافیہ

راج بانسواڑہ میواڑ کے انتہائے جنوب میں ایک چھوٹی ریاست ہے اُسکے شمال میں دھریاوَد علاقہ میواڑ اور ڈونگرپور۔ مغرب میں ریواکانٹہ علاقہ گجرات جنوب میں جھابوہ اور ترلام مشرق میں پرتاپ گڑھ کا علاقہ پھیلا ہوا ہے طول شمال سے جنوب کو پچاس میل اور عرض مشرق سے مغرب کو چونتیس میل۔ رقبہ ایک ہزار نو سو چھیالیس میل مربع۔ آبادی ۱۸۷۴۶۸ آدمی آمنی خالصہ دو لاکھ روپیہ سالانہ تھی لیکن اسوقت ۴۲۰۰ ۶۰ روپیہ سالانہ رئیس کی سلامی ۱۵ ضرب توپ ہے یہ ریاست خطوط عرض بلد شمالی ۲۳ درجہ ۱۰ دقیقہ اور ۲۳ درجہ ۴۸ دقیقہ اور خطوط طول بلد مشرقی ۷۴ درجہ ۵۰ دقیقہ اور ۷۴ درجہ ۴۱ دقیقہ کے درمیان میں ہے۔

اس ریاست کے درمیانی علاقے میں ہی ندی سے پیداوار اچھی ہوتی ہے اور آبادی بھی زیادہ ہے لیکن سرحد میں ہر طرف اُجاڑ ہے۔ جہاں فسادی بھیل کثرت سے رہتے ہیں وہ ریاست سے سزا ملنے پر بھی جب موقع ملتا ہے لوٹ مار سے باز نہیں رہتے۔

شہر بانسواڑہ مَو اور ڈیسی کی سڑک پر مَو سے ۱۲ میل شمال مغرب میں اور مہی ندی کے کنارہ چپ سے آٹھ میل مغرب میں واقع ہے اُسکی بہت وسیع شہر پناہ ہے مگر اس احاطہ کے اندر زیادہ تر رقبے پر باغات ہیں آبادی صرف ایک جزیرہ ہے۔ مہاراول صاحب کا محل شہر سے بلندی پر مضبوط اور قلعہ کے ہمشکل عمارت ہے اُسکے قریب ایک تالاب ہے جسکے گھاٹ پختہ بنے ہوئے ہیں اور درختوں کی سرسبزی سے رونق معلوم ہوتی ہے شہر میں ہنود کے چند عمدہ مندر ہیں اور بازار بہت وسیع ہے زیادہ تر برہمنوں کی آبادی ہے اور کچھ مسلمان اور مہاجن وغیرہ بھی آباد ہیں۔ یہ شہر عرض بلد شمالی ۲۳ درجہ ۳۰ دقیقہ اور طول بلد مشرقی ۷۴ درجہ اور ۲۴ دقیقہ پر

واقع ہے۔ مگر قدیم شہر بانسواڑہ جسکو جگمال نے بونگر بوا و معروف دنون غنہ نامی بھیل سے یہ ملک فتح کرکے آباد کیا تھا اس دارالریاست حال سے کسی قدر فاصلے پر واقع ہے۔ بانسواڑہ کے سوا اس راج مین مین قصبے حوضحال گڑھ۔ کالنجرہ اور سنگواڑہ بھی بڑے سمجھے جاتے ہین ان مین سے کالنجرہ جسے کنجرہ بھی کہتے ہین بہت پرانا قصبہ ہو وہان ایک قدیم مندر ہو کہ آج کل متروک پڑا ہے۔ بشپ ہیبر نے لکھا ہے کہ یہ عظیم الشان عمارت جینیون کا مندر ہے اسمین گنبد اور منارے بہت ہین کل عمارت چند حصون مین منقسم ہے جنمین سنگین ہین اور کل در و دیوار بار یک اور عمدہ نقش و نگار سے منقوش ہین۔ سابقاً جینی لوگ بہت دولت مند اور تجارت پیشہ تھے مگر مرہٹون کے ظلم و زیادتی سے سب چھوڑ کر چلے گئے۔

قوم

بانسواڑہ کے رئیس ڈونگر پور کیطرح سورج بنسی گھلوت نسل سے اہاڑیہ شاخ مین ہین جو قدیم نام میواڑ کے راجپوتون کا ہے۔ یہ ریاست اسوقت سے تقریباً چار سو برس پہلے ڈونگر پور مین شامل تھی جسکی بنیاد چیتوڑ سے علیحدہ ہو کر تقریباً چھ سو برس پہلے پڑی ہے۔

نسب نامہ ریاست بانسواڑہ

(۱) جگمال بانی بانسواڑہ ولد اول اودے سنگھ اول والی ڈونگر پور (۲) پرتاپ سنگھ (۳) کلیان سنگھ (۴) اگر سین (۵) اودے بھان (۶) سمر سنگھ (۷) کشل سنگھ (۸) مجب سنگھ (۹) بھیم سنگھ (۱۰) بشن سنگھ (۱۱) پرتھوی سنگھ (۱۲) بجے سنگھ (۱۳) امید سنگھ (۱۴) بھوانی سنگھ (۱۵) بہادر سنگھ (۱۶) مہاراول لچھمن سنگھ (۱۷) مہاراول شنبھو سنگھ (۱۸) مہاراول پرتھی سنگھ۔

مختصر تاریخی احوال

بانسواڑے کا راج ڈونگر پور کی چھوٹی شاخ مین ہے جسکے علیحدہ ہونے کی بابت مختلف بیانات پائے جاتے ہین بانسواڑے والے دعوے کرتے ہین کہ ہمارے بزرگ جگمال نے تلوار کے زور سے ملک دبایا۔ ڈونگر پور والے کہتے ہین کہ ہمارے بزرگ پرتھوی راج نے خوشی کے ساتھ آدھا علاقہ چھوٹے بھائی جگمال کو دیدیا۔ اودیپور والون کا بیان ہے کہ ہم نے دونون بھائیون پرتھوی راج اور جگمال مین جھگڑا دیکھ کر ڈونگر پور کی طاقت کم کرنے کے لیے علاقے کے دو حصے کر دیے لیکن تاریخ فرشتہ کی تحریر سے اصل حقیقت اسطرح معلوم ہوتی ہے کہ جب ڈونگر پور کا راول اودے سنگھ اول سنہ ۱۵۴۸ء مطابق سنہ ۹۵۵ھ مین رانا سانگا کے ہمراہ جاکر بابر بادشاہ کے مقابلے پر بیانے کی لڑائی مین مارا گیا تو راج کے موافق اُسکا بڑا بیٹا پرتھوی راج راول بنا اُسکے تین برس راج کرنے کے بعد سلطان بہادر شاہ نے جو گجرات کا زبردست بادشاہ تھا ڈونگر پور پر چڑھائی کی اور چیتوڑ کے رانا رتن سنگھ کی سفارش سے باگڑ کا علاقہ راول پرتھوی راج اور اُسکے چھوٹے بھائی جگمال کو دو برابر حصون مین تقسیم کر لیا اس معاملے کی بابت تاریخ فرشتہ کا بیان جو اسوقت سے تین سو سے زیادہ برس پہلے کی تصنیف ہے اور جسکو کسی ریاست کی رعایت منظور نہ تھی بیان لکھا جاتا ہے۔

سنہ ۹۳۷ ہجری مطابق سمبت ۱۵۸۷ و سنہ ۱۵۳۱ء مین سلطان بہادر شاہ ڈونگر پور اور بانسواڑہ کی طرف آیا جہان اُسنے بہت لوٹ مار مچائی۔ اس علاقے (باگڑ) کا راجہ پرتھوی راج لاچار ہوکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوگیا اور اُسکے ایک بیٹے نے مذہب اسلام اختیار کیا۔ پرتھوی راج کا چھوٹا بھائی جگمال (جگمال جو پہاڑون مین بھاگا پھرتا تھا کر فتاری کے خوف سے رانا رتن سی کے پاس چلا گیا تاکہ اُسکی معرفت قصور معاف کراکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوسکے۔ بہادر شاہ شکار کیواسطے قصبہ بانسواڑہ مین آکر ٹھہرا۔ اسوقت رانا سانگا کے بیٹے رتن سی نے قاصد بھیجکر عاجزی کے ساتھ جگمال کے قصورونکی معافی چاہی بادشاہ نے اُسکی درخواست کو منظور فرماکر جگمال کو اپنی خدمت مین بلالیا۔ سلطان نے کھاٹ کرگا نو مین ایک بڑی مسجد بنواکر وہ مقام پرتھوی راج کو دیدیا۔ باقی باگڑ کا تمام علاقہ پرتھوی راج اور اُس کے بھائی جگمال کو برابر دو حصون مین بانٹ دیا اور بہادر شاہ کچھ روز شکار کھیل کر مالوے کی طرف چلا گیا (تاریخ فرشتہ۔ چوتھا مقالہ۔ بہادر شاہ گجراتی کا بیان)

یہ ریاست کبھی میواڑ والونکی زیر دست بنی۔ کبھی وقت گجرات والونکو اسنے تحفے اور پیش کش دئے اور ایک عرصے تک دہلی کے بادشاہونکی ماتحت رہی۔ آخر کار سرکار انگریزی نے مرہٹون کے پنجے سے چھوڑا کر اپنا خراج گذار بنایا۔

اکبرنامے کا بیان ہے کہ سنہ ۲۱ جلوس مطابق سمبت ۱۶۳۳ و سنہ ۱۵۷۶ء مین جبکہ اکبر بادشاہ اجمیر سے چلکر میواڑ کا علاقہ دیکھتا ہوا مالوے کو جاتا تھا اسوقت جگمال کے بیٹے پرتاب سنگھ نے اُسکی اطاعت قبول کی اور مثل دوسرے رئیسون کے منصب اور خطاب پاکر فوجی کام انجام دئے۔ سمبت ۱۶۵۰ مطابق سنہ ۱۵۹۴ء مین راول پرتاپ سنگھ کے پوتے راول اُگرسین نے سرکشی کرکے بادشاہی علاقہ لوٹنا شروع کیا۔ مالوے کے صوبہ دار مرزا شاہرخ نے جو اکبر کیطرف سے مقرر تھا۔ چڑھائی کرکے بانسواڑہ دبالیا لیکن راول نے پہاڑون مین رہکر مالوے کے گاؤن لوٹنا نہ چھوڑا یہ حال دیکھکر مرزا شاہرخ بانسواڑے سے اپنے صوبے کو سنبھالنے کے لئے واپس گیا اور راول نے میدان خالی پاکر بانسواڑے پر قبضہ کرلیا۔ دوسرے سال مرزا دوبارہ بانسواڑے پر فوج لایا لیکن اسوقت راول نے مقابلہ نہ کیا بلکہ بادشاہ کے واسطے کچھ تحفے اور نذر کا سامان مرزا کو دیکر صلح کرلی۔ اور پھر کبھی اطاعت کے سوا بادشاہی آدمیون سے لڑائی کا اتفاق نہ ہوا۔ سمبت ۱۶۹۵ مطابق سنہ ۱۶۳۹ء مین راول اُگرسین کے پوتے راول سمرسی نے پہلی مین جہانگیر بادشاہ کے پاس حاضر ہوکر تیس ہزار روپیہ پیش کئے۔ ایک پاذان اور ایک خنجر نذر کے طور پیش کیا اور شاہجہان کے عہد مین اُسنے اپنی کارگذاری سے ایک ہزاری ذات و سوار کا منصب حاصل کیا۔ راول سمرسی کے پوتے راول جگت سنگھ نے عالمگیر بادشاہ کے عہد مین اودیپور کی سرحد پر جھگڑا کیا جسپر اودے پور کے مہارانا امر سنگھ دوم نے زبردستی عوض لینا چاہا لیکن بادشاہی وزیر نواب اسد خان نے نرمی کے ساتھ فیصلہ کرادیا۔ دہلی وغیرہ سے تعلق چھوٹ جانے کے بعد سمبت ۱۸۰۵ مطابق سنہ ۱۷۴۸ء مین اودیپور کے مہارانا بھیم سنگھ نے جبکہ وہ شادی کرنے کے لیے اپڈر کوٹ جاتا تھا راول جگت سنگھ سے نذر کے طور کئی ہزار روپیہ لیا جانا مقرر کیا تھا۔

راول امید سنگھ

دہلی کی سلطنت ضعیف ہو جانے پر راجپوتانے کی اکثر ریاستین خود سر ہو گئی تھین لیکن مرہٹون نے انکو مغلوب کر کے بہت تکلیف پہونچائی اور یہانکے رئیس ورعایا کو یہانتک تنگ و تباہ کیا کہ سرکار انگریزی کی فتح ہونے پر راول نے صرف اس شرط پر کہ مرہٹون کو ملک سے نکالدیا جاے سرکار کا خراج گذار ہونیکی درخواست کی اور سیندھیا۔ ہلکر اور دھار کی افواج کو خارج کرنے کی غرض سے ملک کی آمدنی مین سے فی روپیہ چھ آنہ خراج دینا منظور کیا۔ اس مراد سے سمبت ۱۸۶۸ مطابق ۱۸۱۱ء مین راول امید سنگھ نے وکیل کو مع مسودہ عہدنامہ زریعہ ایجنٹ برڑودہ کے پاس بھیجا اُسنے ہدایت کی کہ رزیڈنٹ دہلی سے درخواست کرین اسپر وکیل اُسکے پاس گیا اور اگرچہ اسوقت تعہد پختہ نہوا مگر پانچ برس کے بعد وکیل نے انھین کاغذات کے ذریعہ اور انھین شرائط پر ۱۹ دسمبر ۱۸۱۷ء کو عہدنامہ منضبط کیا مگر راول امید سنگھ نے شاید اس خیال سے کہ خوف کا وقت گذر گیا یا شرائط کو جو خود اُسی کی درخواست کے بموجب تجویز ہوئی تھین بہت سخت اور خلاف مطلب اپنے تصور کر کے عہدنامے کو تصدیق نہ کیا اور اُسپر عمل کرنے سے انکار کیا اول تو سرکار انگریزی نے اُسی عہدنامے کو واجب التعمیل قرار دیکر اُسپر عمل درآمد رکھنے کی ہدایت کی تھی مگر اُنھین ایام مین ریاست دھار سے عہدنامہ سرکاری منضبط ہوا اور اُسکے بموجب جو خراج کہ ڈونگرپور و بانسواڑہ سے اُس ریاست مین لیا جاتا تھا سرکار انگریزی مین منتقل ہوا۔

اس پہلے عہدنامے کے بعد راول امید سنگھ نے انتقال کیا اور اُسکا بیٹا بھوانی سنگھ گدی پر بیٹھا۔

مہاراول بھوانی سنگھ

سمبت ۱۸۷۵ مطابق ۱۸۱۹ء مین گدی پر بیٹھا۔ جسکے ساتھ جاگن سدی ۱۳ سمبت ۱۸۷۶ مطابق ۱۵ فروری ۱۸۲۰ء کو کیپٹین الگزنڈر میگلڈونلڈ نے جنرل سرجان مالکم صاحب انگریزی مختار کی طرف سے بانسواڑے جاکر ایک دوسرا عہدنامہ تحریر کیا۔ جسکے مطابق ۳۵ ہزار روپیہ سکہ سالم شاہی جو مرہٹون کو بطور خراج دیا جاتا تھا سرکار انگریزی کے لیے مقرر ہوا۔ سمبت ۱۸۸۰ مطابق ۱۸۲۳ء مین آٹھ ہزار سالانہ فوج خرچ ریاست پر تجویز ہو کر کم آمدنی کے سبب ڈونگرپور کیطرح معاف ہو گیا۔

بانسواڑے مین بھیل اور دوسرے غارت گردن کی شرارت سے بہت فساد رہا اسکے اسداد اور مفسدون کو سزا دینے مین محنت و کوشش عمل مین آئی اسوقت سے اس ملک مین امن۔ امان ہو گیا رفع بدنظمی کے بعد آمدنی ملک مین بہت اضافہ ہوا مہاراول اور اُسکا دیوان کہ دوست بھی تھا دونون عیش و عشرت مین مبتلا اور کاروبار ریاست سے بے پروا ہو جاتے تو اُس سے زیادہ اضافہ ہوتا انکی زیادتی کا نتیجہ روز بروز قرضدار ہونے لگا جو روپیہ سرکاری خراج مین دیا جاتا تھا مہاراول بھوانی سنگھ اُسکے مختار نے عیش و عشرت مین خرچ کر دیا عرصہ دراز کا خراج باقی رہگیا تب پولیٹکل ایجنٹ کو جہد بلیغ کرنی پڑی مہاراول نے بمشکل تمام دیوان کو موقوف کرنا قبول کیا اور کسیقدر زر خراج واجب الطلب مین سے بھی ادا کیا۔ اور غارتگری کی وارداتین

بکثرت ہونے لگین اُنکے انسداد کا ریاست پرتاپ گڈھ کی مدد سے بندوبست کرایا گیا دیوان کی موقوفی کے بعد مہاراول تھوڑے عرصے تک زندہ رہا اور لاولد مرگیا۔

مہاراول بہادر سنگھ

سمبت ۱۸۹۴ مطابق ۱۸۳۸ء مین بہادر سنگھ جو مہاراول بھوانی سنگھ کا قریب رشتہ دار اور زیادہ حقدار تھا۔ اکثر جاگیردار و ملکی صلاح اور پولیٹکل افسر کے اتفاق سے مسندنشین ہوکر کئی برس کے بعد بغیر اولاد گذر گیا۔

مہاراول لچھمن سنگھ

درمیانی (انیسوین صدی عیسوی (شاید ۱۸۴۲ء) مین یہ مہاراول بنے کیا کیا اسکے بننے کے جانے پر ٹھاکر مان سنگھ نے جو قریب رشتہ دار ریاست مین تھا اپنے بیٹے کے مسندنشین ہونے کے واسطے دعوے کیا۔ جھگڑا دور ہونے کی غرض سے تیرہ سو روپیہ سالانہ اُسکے معمولی خراج مین کم کیا گیا جس سے وہ خاموش ہو بیٹھا یہ مہاراول مسندنشینی کے وقت دس برس کی عمر مین تھا اسلئے کئی سال تک نشی شہامت علی وغیرہ نے سرکاری حکم سے راج کا کام انجام دیا۔

اس ریاست کے وسط کی زمین ہی ندی سے دارالحکومت تک سیراب اور آباد ان ہے مگر گردونواح کے جنگلون مین بھیل بکثرت اور نہایت سرکش و بدپیشہ ہین ۱۸۵۷ء کے غدر مین اُنکو ہندوستین نے بہت ہاتھ آگئی ہین جب سے نہایت مفسد ہوگئے ہین مہاراجہ سیندھیا کے علاقہ مالوہ کے زمیندار یا نسواڑہ و پرتاپ گڑھ کے بھیلون کو چوتھ یعنی چہارم پیداوار بطور حفاظت و امداد وقت ضرورت کے دیتے ہین مگر فی زمانہ ملک مین ترقی ہونے سے زمیندارون نے ادائے زرچوتھ مین انکار کیا اسپر بھیلون نے فساد کیا اور ۱۸۵۵ء مین بانسواڑہ کے بھیلون نے بافسری گنگا راول موضع کھیری پر حملہ کیا مگر انکو شکست ہوئی اور گنگا راول کا بھائی بچہا راول (یہ بھی معروف) مارا گیا اس سے خون کا جھگڑا پیدا ہوگیا کہ مدت تک چلتا رہا اور اس وجہ سے کہ مہاراجگان بلکہ سیندھیا کے ممالک سے بھی بندوبست کامل نہ ہوا اس فساد کے انسداد کی صورت ظہور مین نہ آئی۔ انھین ایام مین ریاست سونتھ (بواؤ معروف) تحت گورنمنٹ بمبئی کے بھیلون سے لڑائی ہورہی تھی اور پولیٹیز (بواؤ دیا ے مجہول) واقع گجرات ماتحت ایجنسی ہی کانٹہ مین فساد تھا اور علاقہ سروہی کے بھاکر بھیل باغی ہورہے تھے اسلئے بنظر انسداد فساد بھیلون کے ریاست بانسواڑہ کی طرف سے وکیل پولیٹکل ایجنٹ مغربی مالوہ کے پاس مقرر کرایا گیا اور اُسیوقت مین بانسواڑے کے دیوان نے بھیلون کو انتخاب والدات سے باز رکھا مگر یہ بندوبست بطور عارضی کارآمد ہوا کوئی تدبیر کہ ہمیشہ کو فساد رفع کرنے کے واسطے کافی ہو عمل مین نہ آئی۔

بانسواڑے کے بھیل ہندو ہین مسلمانون کا کھانا کھانے سے پرہیز کرتے ہین برہمنون کو بزرگ سمجھتے ہین مگر انکو مارتے ہین کثرت سے شراب خوار اور ایفونی ہین اور مہوے کی شراب پیتے ہین انکی شادی وغمی اور ولادت کی رسمیات وہی ہین جو ہنود مین جاری ہین مگر جو لوگ مرض ہیضہ سے مرین انکو داغ نہین دیتے دفن کرتے ہین۔

۱۸۶۷ء مین کرنل میکین سپرنٹنڈنٹ چھاؤنی کھیرواڑہ نے بانسواڑے کی سخت بدانتظامی کی رپوٹ کی۔ راؤ کشل گڑھ جو لاکھ روپیہ سالانہ سے زیادہ آمدنی کا جاگیردار ہے اور جسکے ۶۵ گاؤن رتلام کی ماتحتی مین علیحدہ ہین بانسواڑہ سے خودسری کا دعوے کرنے لگا۔ ریاست مین زبردست سردارون کے دبانے کی طاقت تھی۔ اسکے فیصلے کے واسطے سرکار انگریزی نے مداخلت کی اسنے یہانتک سرکشی و عدول حکمی کی کہ عندالطلب پولیٹکل ایجنٹ کو اسنے صاف جواب دیا کہ میری ریاست بانسواڑہ سے بالکل علحدہ ہے اگر بانسواڑہ کی صرف مجھکو تھرآدیگی تو انکار ہرگز جو اب نہ دونگا بارہا فہمائش ہوئی کہ سرکار کا عہدنامہ بانسواڑے سے ہے تم بانسواڑے کے ماتحت ہو مگر اسپر مطلق اثر نہوا اسکو رایہ رتلام کا ہم قوت و ماتحت ہونے سے بانسواڑے کے ساتھ دعوے ہمسری کی جرات ہوئی کہ عندالطلب پولیٹکل ایجنٹ بانسواڑے مین آیا مگر مہاراول سے ملاقات کرنے کے واسطے نہ گیا تحقیقات سے اُس کا دعوی خودسری محض بے اصل ثابت ہوا اور یہ بھی دریافت ہوا کہ ۱۸۵۸ء مین راؤ کشل گڑھ اور راجہ رتلام کے نزاع کی تحقیقات ہوئی تب فیصلہ ہو چکا ہے کہ راؤ کشل گڑھ ریاست بانسواڑہ کا ماتحت ہے رتلام سے تعلق نہین رکھتا۔ سرکار نے اُس سے صاف طور پر کہدیا کہ تم بانسواڑے کی تابعداری اختیار کرو تم خود مختار نہین مانے جاسکتے۔ ریاست کا باقی خراج ادا نہ کرنے اور ایک مجرم کو بھگا لیجانے کی تہمت مین کشل گڑھ پر کئی مہینے تک سرکاری ضابطہ رکھا جاکر کوٹھاری کیسری سنگھ کا مدار کی تجسری اور تحقیقات کی رو سے بانسواڑے کی طرف سے پیش کئے ہوئے دعوے کے کاغذات جعلی ثابت ہونے پر سرکار انگریزی کو ریاست سے سخت ناراضی پیدا ہوئی جس سے ہمیشہ کیواسطے ایک سرکاری افسر اسسٹنٹ پولیٹکل ایجنٹ کے نام سے ۱۹۲۶ء مطابق ۱۸۶۹ء شروع جنوری مین میواڑ ریزیڈنسی کے ماتحت بانسواڑے مین رہنا تجویز ہوا تاکہ بانسواڑے کے اندرونی پیچیدہ جھگڑے اور پرتاپ گڑھ کے سرحدی معاملے۔ موقعہ کی نگرانی اور تحقیقات سے طے ہوا کرین چونکہ یہ محکمہ بانسواڑے کی تکرار اور بے اعتباری کے سبب جو دراصل مہاجن کا مار دنکی شرارت سے پیدا ہوئی قائم کرنا پڑا اسلیئے بخلاف دوسرے مقامات کے افسر و عملہ وغیرہ کا تمام خرچ جسکی تعداد پندرہ ہزار روپیہ سالانہ ہے راج بانسواڑہ پر جرمانے کے طور ڈالا جاکر پرتاپ گڑھ کو اُس سے بری رکھا گیا۔

کالنگڑہ کے مقدمے مین زک اُٹھانے سے مہاراول پست ہوگیا اور بعض خودغرض اہلکارونکی شکایت کرنے لگا کہ اُنھون نے اس مقدمے مین بیوجہ اُسکا نام شامل کرکے بدنام کردیا اُسکا بیان ہے کہ جس جرم مین مجھکو سزا ہوئی ہے اسکا بانی کوٹھاری کیسری سنگھ تھا گورنمنٹ نے اُسکو بےقصور سمجھا ہے اقبال تحریری صرف بنظر ترحم اہلکارونکو عتاب گورنمنٹ سے بچانے کے واسطے کیا تھا اور اسمین بھی کوٹھاری کیسری سنگھ نے دبایا تھا کہ اگر نہ کروگے تو ریاست ضبط ہو جائے گی۔

جب سے کالنگڑہ کے مقدمے مین حکم اخیر ہوا کوشل گڑھ کے راؤ نے اپنی جاگیر کو ریاست سے علیحدہ سمجھ لیا سرکاری متواتر ہدایت و تاکید پر کہ ریاست بانسواڑے مین خراج ادا کرے اور رئیس کی اطاعت کرے عرصے تک تعمیل نہ کی آخرکار جنوری ۱۸۷۳ء مین خراج داخل کیا مگر غرضہ خودسری سے باز نہ آیا۔ نذرانہ تلوار بندی یعنی

مسند نشینی جسکی بابت ریاست سے متواتر تاکید تھی اور راؤ کو اُسکے ادا کرنے مین مطلق انکار تھا سب سفارش بو لیٹکل ایجنٹ بجگ گورنمنٹ معاف ہوگیا۔

۱۸۱۸ء مین کوشل گڑھ مین مسماۃ چندو بھیلنی عرف شادسارہ کو بحکم کامدار راؤ ڈاکن ہونے کی علت مین لشکا کیا۔ ڈالا تحقیقات کے بعد جرم ثابت ہوکر سرکار کے حکم سے قادر بوہرہ کامدار کوشل گڑھ جو بجید مرتشی تھا اور دست بھوپا ڈاکن پکڑنے والے کو سزائے قید پانچ پانچ سال اور علی کو توال کوشل گڑھ کو قید ایک سال ہوکر مجلس اجمیر مین بھیجے گئے اور راؤ کوشل گڑھ پر دو ہزار روپیہ جرمانہ ہوا اُسمین سے ایک ہزار روپیہ مسماۃ چندو متوفیہ کے دو بیٹون کو بطور خونبہا دلوایا گیا۔ بھیلون اور دوسری راجپوتانے کی ذلیل قومون کا ڈاکن پر بہت اعتقاد ہے اور اُنکا مارنا اور لشکانا مروج عوام تھا صرف زمانہ حال مین کم ہوگیا ہے۔

سمبت ۱۹۲۷ مطابق ۱۸۷۰ء مین گڑھی کے تھاکر رتن سنگھ نے جو نو سو ہزار روپے سالانہ کا جاگیر دار ہے مہاراناے اودیپور کو اپنی بیٹی بیاہ کر وہانسے راؤ کا خطاب پایا اسپر بانسواڑے مہاراول کو خاص اسوجہ سے کہ خطاب لینے کی اجازت کیون نہین لی رشک و حسد ہوا دوسرے رتن سنگھ نے بلا استمزاج مہاراول بیٹیا مبتنے الیا تیسرے عند الطلب حکام انگریزی مجرمان مرتکب واردات کو سپرد نہین کیا۔ مہاراول نے اُسکے باغ واقع بانسواڑہ کا ایک حصہ سڑک بنانے کے حیلے سے لے لیا دوسرے اُسکے علاقے مین محصول راہداری کہ حسب بیان اُس کے ہمیشہ معاف رہا ہے وصول کرنا شروع کیا عرصہ تک طرفین سے بہت شکایت رہی مگر چونکہ یہ سردار یہان کے معزز و زبردست ٹھاکرون مین سے تھا اور بخلاف راؤ کشل گڑھ کے کہ وہ مزور نامعقول تھا صاف طبیعت درست بات تھا اور ہر ایک کی صلاح پر عمل کرتا تھا اور ریاست کے سب آدمی اُسکی عزت و توقیر کرتے تھے لوگون نے متوسط ہوکر صلح کرادی کہ مہاراول نے خطاب راؤ عطیہ مہاراناصاحب قبول کرلیا۔ اور باغ کے عوض اور زمین دیدی اور محصول راہداری کی نسبت بھی مناسب تجویز کردی۔

اسی سال گوڑہ کا ٹھاکر باغی ہوگیا اُسنے بانسواڑہ مین بہت طرح سے فساد کئے مدت تک ریاست کی فوج اسکو گرفتار نہ کرسکی وقت تعاقب اودیپور اور ڈونگرپور کے علاقے مین چلا جاتا تھا اور وہان اُسکو پناہ ملتی تھی ۱۸۷۱ء کو اُسکا ریاست کے سپاہیون سے مقابلہ ہوا اور اُنکے ہاتھ سے مارا گیا مہاراول نے کئی جاگیر دار و بیز بغیر دریافت گود لیے جانے کے باعث سزا تجویز کی جسکی بابت پولیٹکل افسر نے فیصلہ کرکر ہدایت کی کہ ریاست کو ملکی معاملات کے سوا قومی کارروائی مین دخل دینے کا اختیار نہین ہے اسی عرصے مین مہاراول نے دارالضرب یعنی ٹکسال کھولکر اپنا نیا روپیہ چلانا چاہا۔ لیکن یہ کارروائی سرکار انگریزی کے حکم سے بند کی گئی کیونکہ جس ریاست مین بادشاہی عہد سے پرانی ٹکسال جاری نہین ہے وہان کا نیا سکہ چلانے کا جاز نہین ہو سکتا۔

سمبت ۱۹۳۱ مطابق ۱۸۷۵ء مین گاوہری ریپیڑی کی ملکیت کی بابت پرتاب گڑھ اور بانسواڑہ کی ریاستون مین تنازعہ اور سخت مقاتلہ ہوا اس مین پرتاب گڑھ کے ۲۹ آدمی مقتول

اور ۵۴ آدمی مجروح ہوئے اور بانسواڑہ کے دو آدمی مقتول اور چار مجروح ہوئے اور پرتاب گڑھ کا ۱۴ ہزار سات سو نو روپیہ اور چار آنے کا مال و اسباب غارت ہوا تحقیقات سرکاری سے بانسواڑے کی زیادتی پائی جانے پر سرکاری حکم سے بانسواڑیکا کامدار جمن لال کوٹھاری ایک ہزار روپیہ جرمانہ دینے جانے کے بعد دس برس کیواسطے ملک سے نکالا گیا اور اُسکے پانچ شریک اہلکار پانچ پانچ برس کے واسطے قید کئے گئے دوسرے برس گانواجندہ جو پندرہ برس سے بیجا طور پر بانسواڑے نے دبا رکھا تھا پرتاپ گڑھ کو دلایا گیا اور گانوا نتیارے سے بھی بانسواڑے کا دعوے خارج اور پرتاپ گڑھ کا قبضہ بحال رکھا گیا۔ کماری علاقہ اودیپور سو بیانہ علاقہ بانسواڑہ اور انتیار علاقہ پرتاپ گڑھ کی سرحد ایک جگہ ملنے کے سبب سرکاری تجویز سے سرحد کے پختہ مینارے تعمیر کرائے گئے جن کو تینوں ریاستوں نے قبول کر لیا یہ مہاراول پرانی باتوں کا زیادہ پابند اور نئے طور و طریق کو ملکی و خانگی کارروائی مین ناپسند کرنے والا تھا۔ آخر مین مذہبی تعصب کم ہونے لگا۔ اس مہاراول نے باقاعدہ بہت سی رانیون سے شادی کی چنانچہ ۱۸۸۵ء تک نو پر شمار ہو پہنچ چکا تھا اور کنیزین اُنکے علاوہ تھین اور اُن سے بہت سی اولاد پیدا ہوئی مہاراول لچھمن سنگھ نے عرصہ دراز تک حکومت کے بعد ۱۹۰۵ء مین انتقال کیا۔

مہاراول شنبھو سنگھ

یہ مہاراول لچھمن سنگھ کا بڑا بیٹا تھا اور ۱۴۔ اکتوبر ۱۸۶۸ء مین پیدا ہوا تھا اس سے باپ کو کسی خانگی اندرونی معاملے پر عداوت ہوگئی تھی یہانتک کہ شنبھو سنگھ کو بانسواڑہ چھوڑنا پڑا اور کچھ دنون ہیچ کی چھاؤنی مین اور کچھ عرصے تک اودیپور مین رہا۔ سرکار ریاست سے اسکو تنخواہ دلائی تھی لچھمن سنگھ کے انتقال پر سرکار نے اسکو حقدار مانکر تیسرا اپریل ۱۹۰۶ء کو مسند نشین کیا اور اُسکے انتقال کے بعد اُسکا بیٹا والی ریاست ہوا۔

مہاراول پرتھی سنگھ

پرتھی سنگھ اپنے باپ مہاراول شنبھو سنگھ کا دسمبر ۱۹۱۳ء مین جانشین ہوا اور ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو اُسے پورے اختیارات ملے۔ مہاراول کی سلامی ۱۵ ضرب توپ ہے۔

جاگیرات

ریاست بانسواڑہ مین کل گیارہ سو اٹھاسی گانوٹن سمجھے جاتے ہین اسمین سے پانسو ۳۳ گانوٹن خالصے کے ہین جنکی آمدنی اب ۴۲۰۰۰ روپیہ سالانہ ہے ایک سو بارہ گانوٹن خیرات انعام اور موکری کے طور پر برہمن۔ چارن اور اہلکارون کی جاگیر مین ہین جنکی آمدنی پچیس ہزار روپیہ سالانہ ہے اور پانچسو ۴۳ گانوٹن راجپوت لوگونکے قبضے مین ہین جن کی آمدنی تین لاکھ روپیہ سالانہ کے قریب ہے اس ریاست مین چھ سردار اول درجے کے ہین اور اٹھارہ جاگیردار دوسرے درجے کے سمجھے جاتے ہین۔

بانسواڑے کے اول درجے کے تعظیمی سردار

نمبر شمار	نام سردار	قوم و خطاب	گھوڑوں کی تعداد	سالانہ آمدنی	خراج	کیفیت
۱	موٹا گانو	چوہان	۷	۸۰۰۰	۵۷۱	اول درجہ تعظیمی
۲	بیتوالہ	چوہان	۷	۸۰۰۰	۸۷۵	ایضاً
۳	ارنھوڑہ	چوہان	۲۴	۱۶۰۰۰	۹۵۱	ایضا
۴	گھڑھی	چوہان مخاطب براؤ	۱۵۱	۸۴۰۰۰	۳۰۰۰	ایضا
۵	سنورپور	بھائی	۵	۴۰۰۰	۲۶۱	مہاراول صاحب کا رشتہ دار بھائی۔
۶	کھانڈو	بھائی	۴۰	۳۲۰۰۰	۴۰۰	ایضاً
۷	گنورا	چوہان	۱۱	۱۰۰۰۰	۶۲۶	اول درجہ تعظیمی
۸	گشنگڑھ	راٹھوڑ مخاطب براؤ	۱۶۹	۷۰۰۰۰	۱۱۰۰	اسکی کچھ جاگیر تلام کے ماتحت بھی ہے۔
۹	لوارا	برتبہ راٹھوڑ	۷	۲۰۰۰	۳۶۸	
۱۰	آریواڑہ	راٹھوڑ	۱	۱۰۰۰	۱۷۲	
۱۱	خوشحال گڑھ	سکتاوت	۱۶	۴۰۰۰	معاف	صرف مسند نشینی کا نذرانہ دیتا ہے۔
۱۲	نواگانو	چوہان	۱	۱۰۰۰	۴۶۳	
۱۳	سنور	چوہان	۵	۲۰۰۰	۷۹۱	
۱۴	کھیڑار دھینہ	چوہان	۲	۱۰۰۰	۷۰	

بانسواڑے کے دوسرے درجے کے سردار

۱	امجہ	بھائی	۵	۶۰۰۰	۸۲۵	
۲	لسڑی	چوہان	۲	۳۰۰۰	۶۲۸ ۴	
۳	چھاج	چوہان	۸	۳۰۰۰	۶۴۰ ۶	
۴	بھوکھیہ	چوہان	۱۹	۴۰۰۰	۷۷۴	
۵	بھیم سنور	اودھ	۵	۳۵۰۰	۹۳۲ ۹ آنہ	
۶	گگلیہ	چونڈاوت	۴	۳۵۰۰	۱۳۱ ۱۲ آنہ	
۷	اُمارا	چوہان	۱	۱۰۰۰	۱۵۱ ۱۱ آنہ	
۸	بیجو اڑہ	چوہان	۴	۳۵۰۰	۴۲۵	
۹	بھواسہ	چوہان	۳	۴۴۰۰	۱۸۸ ۱۱ آنہ	

نمبر	نام جاگیر	درجہ نشست	تعداد توپ سلامی	سالانہ آمدنی	سند	کیفیت
۱۰	موئی واسہ	چوہان	۱	۱۰۰۰	۱۵۲ ۱۱-آنہ	
۱۱	کمانیسہ	اودھ	۳	۲۰۰۰	۲۴۵ ۱۳-آنہ	
۱۲	دیودہ	اودھ	۱	۱۵۰۰	۲۳۳ ۰۲-آنہ	
۱۳	دیولاڑہ	چوہان	۲	۱۰۰۰	۲۲۵ ۴-آنہ	
۱۴	نکڑ مالی	سکناوت	۵	۴۰۰۰	۲۴۸ ۱۰-آنہ	
۱۵	کوندلہ	کومہاوت	۸	۲۵۰۰	۲۶۰ ۵-آنہ	
۱۶	سنگیہ	سکناوت	۴	۲۰۰۰	معاف	صرف تندانہ سند نشینی دیتا ہے۔
۱۷	تولیہ بیل	راٹھوڑ	۱	۵۰۰	۲۵۰	
۱۸	رئے سر	سرتیہ	۲۰	۸۰۰۰	معاف	راد کوشل گڑھ کا رشتہ دار ہے۔

فصل۔ تاریخ پرتاپ گڑھ

جغرافیہ

پرتاپ گڑھ کا علاقہ جسکو کانٹھل کہتے ہین میواڑ کے جنوبی مشرقی گوشے مین ہے اسکے شمال و مغرب مین اودیپور جنوب مین بانسواڑہ۔ مشرق مین مالوہ یعنی رتلام۔ ہولکر اور سیندھیا کا علاقہ پھیلا ہوا ہے۔ اس کا طول شمال سے جنوب کو پچاس میل۔ عرض مشرق سے مغرب کو پچیس میل۔ رقبہ آٹھ سو چھیاسی میل مربع ہے آبادی ۱۲۷۰۴۴ نفر اس کا موقع خطوط عرض بلد شمالی ۲۳ درجہ ۱۴ دقیقہ اور ۲۴ درجہ ۱۴ دقیقہ اور خطوط طول بلد مشرقی ۷۴ درجہ ۲۷ دقیقہ و ۷۵ درجہ کے درمیان ہے۔

آمدنی خالصہ ساڑھے تین لاکھ روپیہ سالانہ تھی لیکن موجودہ زمانے مین ۱۳۲۰۰۵ روپیہ سالانہ کی نوبت پہونچگئی ہے ضلع ناگڑ کا ایک حصہ اور کل ضلع جو کانٹھل نام سے معروف ہے اس ریاست مین داخل ہے۔ سرزمین کوہستانی اور کم مزروعہ ہے۔ بلندی کی وجہ سے پالا بہت پڑتا ہے وہ زمین جسکو کانٹھل کہتے ہین پست ہے اسمین زراعت کم ہوتی ہے بھیلونکی آبادی زیادہ ہے اور ین مین عمارتی درخت بہت عمدہ اور بکثرت ہوتے ہین ان درختون کی لکڑی بہت موٹی اور بڑی نہین ہوتی ہے مگر مضبوطی مین ڈونگرپور اور بانسواڑہ کی لکڑی سے بہتر ہوتی ہے۔ عمارتی درختون کے سوا بانس بھی عمدہ ہوتا ہے جو ڈونگرپور اور بانسواڑہ کے علاقے مین نہین ملتا۔

شہر پرتاپگڑھ بلند زمین پر مالوہ یعنی کانٹھل مین سطح سمندر سے ۱۶۵۸ فٹ بلند ہے اشنا راہ راہ نیچ دیرودو نیچ ۳۳ میل جنوب مین عرض بلد شمال ۲۴ درجہ ۵ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۴ درجہ ۵۸ دقیقہ پر واقع ہے یہان کے رئیس آبادی سے آدھ میل فاصلے پر اکثر اپنا قیام رکھتے ہین دسہرہ وغیرہ پر دیولیہ کو جاتے ہین جو ریاست کا پرانا دارالحکومت ہے اس ملک مین سے قریب دو لاکھ روپے سالانہ آمدنی کا ملک جاگیرداروں کے قبضے مین ہے پرتاپ گڑھ کی آب و ہوا

عمدہ سمجھی گئی ہے لیکن وہان کے باشندے باوجود مالداری کے بہت بے احتیاطی سے رہتے ہین۔

قوم

پرتاپ گڑھ والے جو میواڑ کے خاص سیسودیہ سورج بنسی خاندان کی چھوٹی شاخ ہین ہین پہلے راوت کہلاتے تھے گورنمنٹ انگریزی کی فرمانبرداری کے بعد سے مہاراوت کہلاتے ہین اسوقت سے چارسو برس سے کچھ پہلے چتوڑ کی دوسری نامی لڑائی مین دیولیہ والون کا ایک بزرگ راوت باگھ سنگھ بہادر شاہ گجراتی کے مقابل رانا بکرماجیت کا قائم مقام بنکر مارا گیا تھا اس سبب سے میواڑ والونکی طرح جونکو ایکلنگ دیوتا کا دیوان یعنی نائب کہتے ہین پرتاپگڈھ والے بھی اپنے نام پر دیوان کا لفظ بول چال مین شامل کرتے ہین۔

پرتاپ گڑھ والونکے بزرگ شہنشاہ دہلی کے امرا مین سے تھے راوت پرتھوی سنگھ پر فرخ سیر بادشاہ کی ایسی مہربانی تھی کہ اُسکو اپنے شہر مین ٹکسال کھولنے کی اجازت دی اور عالمگیر ثانی کے عہد سے سالم سنگھ کو دوبارہ ٹکسال کھولنے کی اجازت ملی جس نے اس سکے کو اپنے نام سے منسوب کیا لیکن نام اسپر بدستور شاہ عالم کا رہا جو اورنگ عالمگیر کا بیٹا تھا اُسوقت سے وہان دارالضرب مین اٹھارہوین صدی کے آخر تک سالم شاہی روپیہ بنتا رہا پھلے ریکسون مین سے بعض نے دارالضرب مین غیر خالص وکم وزن روپیہ تیار کراکے کاسدبازاری کی کہ اس پر سرکار انگریزی کو تاکید وتنبیہ کرنی پڑی۔

نسب نامۂ ریاست پرتاپ گڑھ

(۱) کھیم کرن ولد رانا موکل مالی اودیپور (۲) سورج مل (۳) باگھ سنگھ (۴) راج سنگھ (۵) بیکاجی (۶) تیج سنگھ (۷) بھان سنگھ (۸) سنگھاجی (۹) جسونت سنگھ (۱۰) ہری سنگھ (۱۱) پرتاپ سنگھ (۱۲) پرتھوی سنگھ (۱۳) رام سنگھ (۱۴) امید سنگھ (۱۵) گوپال سنگھ (۱۶) سالم سنگھ (۱۷) سانونت سنگھ (۱۸) دلیپت سنگھ (۱۹) اودے سنگھ (۲۰) مہاراوت رگھوناتھ سنگھ۔

سلسلہ وار تاریخی احوال

ریاست پرتاپ گڑھ اسوقت سے تقریباً پانسو برس پہلے چتوڑ کے ملک مین سے نکلی ہے اور وہ اس حساب سے بانسواڑہ کی بہ نسبت جو تقریباً چارسو برس پہلے ڈونگرپور سے علیحدہ قائم ہوا سو برس پرانی ہے۔ یہان کے رئیس اگرچہ بہت عرصے تک اودیپور کے ماتحت رہے لیکن دوسرے سرداروں سے اُنکی نشست اور عزت بڑھکر رکھی گئی تھی پھر ڈونگرپور وغیرہ کی طرح پرتاپ گڑھ نے شاہجہان کے عہد مین مغلونکی اطاعت قبول کی تھی اور عالمگیر ثانی کے وقت مین راوت سالم سنگھ کو اپنے نام کا سالم شاہی سکہ جاری کرنے کی بھی اجازت مل گئی جسکا موقع ڈونگرپور اور بانسواڑے کو حاصل نہین ہوسکا سالم شاہی روپیہ جو انگریزی ۱۳ آنے کے قریب اور کبھی اس سے بھی کم ہوتا تھا باگڑ اور مالوے کے علاقے مین کثرت سے چلتا تھا جسکی جگہ اب انگریزی روپے نے لے لی ہے۔ محمد شاہ کے بعد اس ریاست کو مرہٹون نے بہت ستایا تھا جن کی ماتحتی سے سرکار انگریزی نے

علٰحدہ کر کے ایک عہدنامے کے ساتھ خراجگذار بنایا۔

۱۔ راوت کھیم کرن

سمبت ۱۴۹۰ مطابق ۱۴۳۴ء مین جبکہ چیتوڑ کا رانا موکل اپنے ایک رشتہ دار کے ہاتھ سے مارا گیا تو اُسکے دو بیٹون کو بنھا اور کھیم کرن یا کھیم سنگھ مین سے پہلا چیتوڑ کی گدی پر بیٹھا اور دوسرے کو بڑی ساوڑی اور دھریاوَد وغیرہ کا علاقہ جاگیر مین ملا۔ کھیم کرن کی اولاد کچھ عرصے تک وہان قائم رہنے کے بعد پرتابگڈھ کو ترقی کر کے بدل آئی اور اُسنے وہان نئی حکومت جمائی

۲۔ راوت سورج مل

کھیم کرن کا بیٹا سورج مل سمبت ۱۵۵۰ مطابق ۱۴۹۴ء مین بڑی ساوڑی کا مالک بنا کرنل ٹاڈ کا بیان ہے کہ سورج مل سے چیتوڑ کے ولیعہد پرتھوی راج اور سانگا کی جو رشتے مین اسکے بھتیجے ہوتے تھے اکثر ملک کے واسطے لڑائیان ہوتی رہین۔ لیکن آخر مین سورج مل نے رانا رائے مل کے عہد مین چیتوڑ کے راج سے علٰحدہ ہو کر جنوبی مشرقی ویران علاقے مین جہان جنگلی لوگ رہتے تھے ایک دیولیہ نام قلعہ بنا کر ریاست پرتاپ گڑھ کی بنا ڈالی لیکن پرتاپ گڑھ والے خیال کرتے ہین کہ دیولیہ کی آبادی دو پشت بعد بیکاجی کے عہد مین ہوئی ہے۔ سورج مل کے بیٹون مین سے راجدھر۔ رندھیر۔ اور سہس مل تو رانا کی طرف سے بادشاہی فوج کے مقابلے مین مارے گئے اور باگھ سنگھ ولیعہد رہا۔ سہس مل کے بیٹے کانہل کی اولاد مین سے دھموتر کاٹھاکر وغیرہ سہاوت کہلاتے ہین۔

۳۔ راوت باگھ سنگھ

سمبت ۱۵۸۷ مطابق ۱۵۳۱ء مین سندنشین ہوا یہ راوت چیتوڑ کے رانا بکرماجیت کی بدمزاجی اور اپنی جاگیر ضبط ہونے کے سبب رنجیدہ ہو کر بادشاہ مالوہ کے پاس چلا گیا جہان اُسنے ڈیڑھ لاکھ سالانہ آمدنی کی جاگیر پا کر باگھواڑہ مقام بسایا۔

سمبت ۱۵۹۲ مطابق ۱۵۳۶ء مین جبکہ سلطان بہادر شاہ گجراتی نے چیتوڑ پر دوسری چڑھائی کی تو اُسوقت بوندی۔ جالور۔ سروہی وغیرہ کے راؤ اپنی فوجون سمیت چیتوڑ مین آموجود ہوئے تھے ان سب سردارون نے رانا بکرماجیت اور اُسکے چھوٹے بھائی اودے سنگھ کو جو کچھ عرصے کے بعد رانا ہوا نسل قائم رکھنے کی غرض سے بچا کر نکالدیا اور اسکے قریبی رشتہ دار راوت باگھ سنگھ کو جو اپنے بزرگون کے ملک کی مدد کے واسطے مالوے سے چلا آیا تھا اپنا افسر بنا کر ریاست کا جھنڈا اور چتر اُسکے سر پر قائم کیا راوت نے تمام راجپوتون سمیت قلعہ سے نکلکر دشمنون پر حملہ کرنے کے بعد جان دی کیونکہ اُسوقت دشمنون کے ہاتھ سے جان سلامت لیکر بھاگ سکنا تھا۔ اسیوقت سے دیولیہ کے راوت خود کو رانا کا قائم مقام بننے کے سبب ایکلنگ کا دیوان کہنے لگے ہین۔

۴۔ راوت رائے سنگھ

سمبت ۱۵۹۲ مطابق ۱۵۳۶ء مین چیتوڑ مقام پر سندنشین ہوا جبکہ گجراتی لوگ دہلی کے بادشاہ ہمایون کے خوف سے قلعہ چھوڑ کر چلے گئے تھے۔

یہ راوت قلعہ چتوڑ گڑھ کو چھوڑ کر بڑی سادڑی چلا آیا اسکے چھوٹے بھائی خان سنگھ کی اولاد خانا وت کہلاتی ہے۔ راوت کے بعد اُسکے چار بیٹوں بیکا۔ اُدے کرن۔ آس کرن اور پورن مل میں سے پہلا سیسودیہ

۵۔ راوت بیکا

سمبت ۱۶۰۹ مطابق ۱۵۵۳ء میں مسند نشین ہوا۔ اُسنے میواڑ چھوڑ کر مندسور کے بادشاہی حاکم سے ملاقات کی۔ اسکے ساتھ سورج مل کا پوتا کانھل بھی نما ہیڑے کی جاگیر چھوڑ گیا تھا۔ تھوڑے دنوں کے بعد راوت نے غیاث پور اور بسار میں رہکر سونگرے راجپوتوں سے سہاگ پور چھین لیا اور اسیطرح دوسرے پرگنے کھیروٹ کو ٹری اور نتور وغیرہ دبائے اور اپنے چچا کانھل کو دھمونر جاگیر میں دیا۔

سمبت ۱۶۱۷ مطابق ۱۵۶۱ء میں راوت نے دیومینی کے خاندان اور اُسکے مددگار بھیلوں کو مار کر کانٹھل کا ویران علاقہ قبضے میں کیا اور دیومینی کے ستی ہونے سے اُسکی درخواست پر دیوگڑھ کو آباد کر کے راجدھانی قرار دیا۔ پندرہ برس کے بعد جبکہ رانا پرتاپ سنگھ اول سے بادشاہی فوج کے افسر کنور مان سنگھ کچھواہہ کا مقابلہ ہلدی گھاٹ پر ہوا تو راوت کی طرف سے اُسکا چچا کانھل رانا کی ماتحتی میں لڑکر مارا گیا اور کئی برس پیچھے راوت کا دوسرا بیٹا کرشن داس بھی اسیطرح کام آیا جسکے خونبہا میں رانا نے گانون اگراں عنایت کیا۔ راوت نے کرشن داس کے بیٹے سمرسی کو دہلی کے بادشاہ کی خدمت میں روانہ کیا جہاں سے وہ بادشاہی فوج کے ساتھ بیکانیر جا کر فتح کے بعد واپس آگیا۔ راوت کے تیسرے بیٹے سرجن داس کے پوتے محکم سنگھ نے گانون محکم پورہ بسایا تھا جو تھوڑے دنوں سے کیسرح باسواڑے والوں کے قبضے میں چلا گیا ہے۔ راوت کے وفات پانے کے بعد اُسکا بڑا بیٹا بیج سنگھ قائم مقام ہوا۔

۶۔ راوت بیج سنگھ

اس نے سمبت ۱۶۳۵ مطابق ۱۵۷۹ء میں مسند نشین ہو کر بیج ساگر تالاب بنوایا اور پندرہ برس راج کر کے اپنے بعد کنور بھان سنگھ کو وارث چھوڑا۔

۷۔ راوت بھان سنگھ

سمبت ۱۶۵۰ مطابق ۱۵۹۴ء میں مسند نشین ہوا اسکے نو برس کے بعد رانا کے ماتحت جاگیردار جودھ سنگھ سیسودیہ نے مندسور میں فساد کیا۔ مقابلے میں جیرن مقام پر راوت بھان سنگھ اور مندسور کا حاکم کھن خان وغیرہ جودھ سنگھ کو قتل کر کے مارے گئے۔ راوت کی چھتری جیرن میں موجود ہے۔ اُسنے کوئی اولاد نہیں چھوڑی تھی اسلئے اُسکا چھوٹا بھائی سنگھا دیہد مانا گیا۔

۸۔ راوت سنگھا

سمبت ۱۶۶۰ مطابق ۱۶۰۴ء میں مسند نشین ہو کر انیس برس کے بعد گذر گیا۔ اُسکا بڑا بیٹا جسونت سنگھ دیہد رہا اور چھوٹے بیٹے جگناتھ کی اولاد سنگھاوت کہلاتی ہے

۹ - راوت جسونت سنگھ

سمبت ۱۶۷۹ مطابق ۱۶۲۳ء مین مسند نشین ہوا - اسکے مہا سنگھ - ہری سنگھ - کیسری سنگھ اور اودے سنگھ چار بیٹے تھے سمبت ۱۶۸۹ مطابق ۱۶۳۳ء مین اودے پور کے رانا جگت سنگھ اول کے بلانے پر راوت مع ولیعہد مہا سنگھ کے چنیابالغ مین جاکر ٹھہرا جو ادیپور کے باہر مشرقی طرف ہے - رانا راوت سے اودیپور کے عوض بادشاہی اطاعت اختیار کر لینے کے سبب بہت رنجیدہ تھا اسلئے اُس نے دھوکے سے رام سنگھ راٹھوڑ کو بڑی فوج دیکر باغ مین بھیجا - راوت جسونت سنگھ رات مین حملہ ہونے کے بعد اپنے بڑے بیٹے اور ایک ہزار سا تھیون سمیت بہادری سے لڑکر مارا گیا دیولیہ مین دوسرا کنور ولیعہد ہوا اور تیسرے کیسری سنگھ سے جسونت سنگھ شاخ چلی -

۱۰ - راوت ہری سنگھ

اُسنے سمبت ۱۶۹۰ مطابق ۱۶۳۴ء مین مسند نشین ہونے کے بعد دہلی جاکر بادشاہ کے حضور مین رانا کے ظلم اور اپنے باپ وغیرہ کے قتل کا حال عرض کیا - وہان سے اسکو خلعت انعام اور منصب ملکر حاکم مندسور کے نام فرمان جاری ہوا کہ دیولیہ کی زمین سے اودیپور والون کا دخل اُٹھا دیا جاے - دہلی سے واپس آکر ہری سنگھ نے اپنے علاقے پر قبضہ حاصل کیا اور ستیس گاؤن پردان اور چھاتا پر گنے کے اودیپور مین سے دبالئے جن کی بابت عالمگیر بادشاہ ناخوش ہوا - راوت نے چالیس برس راج کرکے وفات پائی اُسکے چار بیٹون پرتاپ سنگھ - امر سنگھ محکم سنگھ اور مادھو سنگھ مین سے بڑا ولیعہد ہوا اور باقی کو علیحدہ جاگیرین ملین -

۱۱ - راوت پرتاپ سنگھ

سمبت ۱۷۳۰ مطابق ۱۶۷۴ء مین مسند نشین ہوا اسنے ایک بیاہ بیکانیر اور دوسرا ایڈر مین کیا تھا - سفر مین سلومبر کے مقام پر ٹھہر کر وہان کے راوت کشن سنگھ کے ایک پوتے منوہر داس کو اپنے ہمراہ لے آیا جسے سمبت ۱۷۳۵ مطابق ۱۶۷۹ء مین بڑ لیا وغیرہ دیا اُسکی اولاد یعنی چونڈاوتون کی جاگیر مین دو ٹھکانے سیلار پورہ اور بڑ لیا اب تک اس راج مین چلے آتے ہین -

راوت پرتاپ سنگھ نے سمبت ۱۷۵۴ مطابق ۱۶۹۸ء مین اپنے نام سے پرتاپ گڑھ بسا کر قلعہ بھی تیار کرایا اسکے وقت مین اودیپور کے رانا نے بادشاہی اطاعت کی ناراضگی سے جودھپور سے کنور رام سنگھ کو کاٹھل یعنی پرتاپ گڑھ کا علاقہ جیز مین دینا چاہا لیکن کنور مذکور دیوگڑھ کے پاس ہیونچکرپی باڑہ راجپوتون کے ہاتھ سے جو سیسودیون کی ایک شاخ ہے قتل ہوا -

راوت پرتاپ سنگھ چونتیس برس راج کرنے کے بعد فوت ہوا اور اُسکے دو بیٹون پرتھوی سنگھ اور کیرتی سنگھ مین سے پہلا ولیعہد ہوا اور دوسرے کے نام سے کیرتی گڑھ بسایا گیا -

۱۲ - راوت پرتھوی سنگھ

سمبت ۱۷۶۴ مطابق ۱۷۰۸ء مین مسند نشین ہوا یہ سمبت ۱۷۷۰ مطابق ۱۷۱۴ء مین فرخ سیر بادشاہ کے

پاس دہلی گیا جہان سے اسکو راوت کے سوار اور کا خطاب عنایت ہوا اور پرتاپ گڑھ مین ٹکسال کھولنے کی اجازت ملی۔

اس کے وقت مین رتلام والون نے پرتاپ گڑھ پر چڑھائی کی لیکن وہ کامیاب واپس گئے اور انکا کسیقدر علاقہ لوٹ لیا گیا راوت اپنے راج کے نوین برس گذر گیا اُس کے پانچ بیٹون مین سے بڑا بہادر سنگھ اودے پور کے رانا مہاسنگھ کے پاس بھیجا گیا تھا جسکے لیے دھریاوَد جاگیر کے طور پر تجویز ہوا تھا لیکن وہ اودیپور مین گذر گیا اور اُسکا بیٹا رام سنگھ پرتاپ گڑھ مین ولیعہد کیا گیا۔

۱۳۔ راوت رام سنگھ

سمبت ۱۸۷۳ مطابق ۱۷۱۶ء مین مسند نشین ہو کر چھ مہینہ راج کرنے کے بعد لاولد انتقال کر گیا جس سے اُس کا چچا امید سنگھ جانشین کیا گیا۔

۱۴۔ راوت امید سنگھ

سمبت ۱۸۷۴ مطابق ۱۷۱۷ء مین مسند نشین ہو کر پانچ برس کے بعد بغیر اولاد مر گیا اور اُسکا چھوٹا بھائی گوپال سنگھ راوت مانا گیا۔

۱۵۔ راوت گوپال سنگھ

سمبت ۱۸۷۹ مطابق ۱۷۲۳ء مین مسند نشین ہوا۔ اسوقت محمد شاہ بادشاہ کے ضعیف عہد مین مرہٹون نے راجپوتانہ مالوہ مین زور پکڑا۔ سمبت ۱۷۸۸ مطابق ۱۷۳۲ء مین باجے راؤ پیشوا۔ مہاراراؤ ہلکر اور رانا نے ڈونگر پور کا محاصرہ کیا۔ راول شیو سنگھ کے بلانے سے راوت گوپال سنگھ ڈونگر پور گیا اس کی فہمائش سے ڈونگر پور اور بانسواڑہ کا خراج پیشوا کو ملنا قرار پاکر محاصرہ اُٹھایا گیا۔ پھر مرہٹے راوت کے ہمراہ پرتاپ گڑھ آکر چند روز مہمان رہنے کے بعد چلے گئے۔ راوت نے شہر مین اپنے نام پر بازار گوپال گنج بنوایا اور کچھ دنون کیلئے اپنے ولیعہد سالم سنگھ کو اودیپور بھیجا جہان سے خوشی کے ساتھ وہ واپس آگیا۔ اس راوت نے چونتیس برس راج کرکے وفات پائی۔

۱۶۔ راوت سالم سنگھ

سمبت ۱۸۱۴ مطابق ۱۷۵۸ء مین مسند نشین ہوا اُسنے پرتاپ گڑھ کی نئی شہر پناہ بنوا کر سالم پورہ گاؤن بسایا اور بادشاہ عالمگیر ثانی کی خدمت مین دہلی جاکر وہان سے دوبارہ ٹکسال کا حکم لانے کے بعد سالم شاہی روپیہ جاری کیا وقایع راجپوتانہ مین لکھا ہے کہ سالم سنگھ پر محمد شاہ کی ایسی مہربانی تھی کہ اسکو اپنے نام سے سکہ جاری کرنے کی اجازت دی لیکن محمد شاہ ۱۷۴۸ء مین مسند نشین ہوا تھا اور ۱۷۳۹ء مین عالم بقا کو سدھارا تھا پس وہ ۱۷۵۸ء یا اُس کے بعد مین کب موجود تھا اگرچہ انگریزی روپے نے اسکی جگہ لیلی ہے پھر بھی ابتک باگڑ اور مالوہ وغیرہ کے علاقے مین اکثر چلتا ہے۔

سمبت ۱۸۱۸ مطابق ۱۷۶۲ء مین ملہار راؤ ہلکر نے تین مہینہ تک پرتاپگڑھ کا محاصرہ کرکے ناکام واپس گیا اور وہ برس کے بعد ملہار راؤ ہلکر نے کچھ روپیہ لینے پر صلح کی۔ اودیپور مین مہاصورت سنگھ نے مہارانا سے جو بغاوت کی تھی اُسکو

اس راوت نے رفع کیا۔ سمبت ۱۸۲۴ مطابق ۱۷۶۸ء مین ایک شادی کے موقع پر سالم سنگھ مہمان ہوکر اندور گیا جہان خاطرداری کے ساتھ پیشوائی ہوکر مہاراجہ ہلکر نے برابر نشست دی۔

سمبت ۱۸۲۶ مطابق ۱۷۷۰ء مین جبکہ رانا ارسی سوم کے برخلاف ایک دعوے دار رتن سنگھ نے سردارون کی سازش سے فساد اُٹھایا اور راوھوا اُوسیندھیا کو ساتھ لاکر اودیپور کا محاصرہ کرایا تو راوت سالم سنگھ مدد کیواسطے مہارانا کے پاس گیا جس سے راوت راؤ کا خطاب جو بادشاہی طرف سے عنایت ہوا تھا مہارانا نے بھی تسلیم کیا اور دھریاوڈ کا پرگنہ قدیمی حق سمجھکر راوت کو دیدیا۔ صلح ہوجانے کے بعد سالم سنگھ واپس چلا آیا اور دربار کا مین ایک خیرات مقرر کی جو اب تک جاری ہے۔ یہ راوت ستر برس راج کرکے فوت ہوا اُسکے دو بیٹون سانونت سنگھ اور لال سنگھ مین سے پہلا ولیعہد ہوا اور دوسرے کو ارکوٹ جاگیر مین ملا جسکی اولاد سالم سنگھوت کہلاتی ہے۔

۱۷۔ راوت سانونت سنگھ

سمبت ۱۸۳۱ مطابق ۱۷۷۵ء مین مسند نشین ہوا۔ پرگنہ دھریاوڈ کی جاگیر کے عوض پرتاپگڈھ کے بعض ماتحت سردار اودیپور مین حاضری دیا کرتے تھے۔ کم عمر راوت کی والدہ نے اُسکے ہوشیار ہونے تک جاگیردار دیکھا اودے پور جانا ملتوی رکھا۔ مہارانا بھیم سنگھ کے عہد مین دھریاوڈ کا پرگنہ میواڑ کے خالصے مین شامل ہوکر پھر کبھی واپس نہین ملا اس راوت کے وقت مین مرہٹون کے ہاتھ سے ملک نے بہت نقصان اُٹھایا۔ ان دنون شاہ عالم ثانی دہلی مین نام کو بادشاہ تھا۔ اسلیے وہان کی مدد سے ناامید ہوکر پندرہ ہزار روپیہ سالانہ خراج جو بادشاہی سرکار مین ادا کیا جاتا تھا ہلکر کو دینا منظور کیا لیکن اُسنے زبردستی بہتر ہزار روپیہ مقرر کیا جو ریاست برقرار رہنے کے سبب قبول کیا گیا راج مین یہ سب روپیہ نقد ادا کرنے کی گنجائش نہ ہونے سے کچھ گھوڑے وغیرہ جانور اور ہتیار اور سامان روپے کی کمی کے موافق دیا جاتا تھا۔ سمبت ۱۸۴۶ مطابق ۱۷۸۹ء مین راوت نے مرہٹون کے ظلم سے نکلنے کی امید پر سرکار انگریزی کا خراجگذار ہونا پسند کیا۔ لیکن لارڈ کارن والس کی تجویزون سے ریاست کی دستگیری نہ ہوسکی جس سے چودہ برس اور بھی مرہٹون کے ہاتھ سے تکلیفین اُٹھانی پڑین۔ سمبت ۱۸۷۵ مطابق ۱۸۱۸ء ۹۔ اکتوبر کو کیپٹن میگڈانلڈ کی معرفت پرتاپگڈھ سے بھی دوسری ریاستون کی طرح حفاظتی حق کا عہدنامہ ہزار سات سو روپیہ سالم شاہی سالانہ خراج مہاراجہ ہلکر کے عوض سرکار انگریزی کو دیا جانا قرار پایا۔ لیکن ہلکر کو مندسور کے عہدنامے سے ملکی نقصان اُٹھانے کے عوض سرکار انگریزی نے اس خراج کی برابر روپیہ اپنے خزانے سے دینا منظور کیا۔

پرتاپگڑھ پر خراج کے علاوہ بارہ ہزار سالانہ کا فوج خرچ بھی رکھا گیا تھا جو دو برس کے بعد جو بیس ہزار ہوکر ڈونگرپور وغیرہ کی طرح بالکل معاف کیا گیا۔ اول اول رئیس پرتاپگڑھ نے پچاس سوار اور دو سو پیادونکی فوج سرکار انگریزی کی نوکری مین رکھنے کا اقرار کیا تھا جب اُسکا ایفا نہ ہوسکا تو نقد روپیہ قبول کیا مگر اُس پر کبھی عمل نہ ہونے سے یہ اقرار منسوخ ہوگیا۔

راوت سانونت سنگھ اور اُسکے کنور دیپ سنگھ کی نااتفاقی سے بارہ برس تک ریاست مین بڑی خرابی

بربا رہی۔ راوت نے راج کا انتظام کنور کو سونپ دیا تھا لیکن اُسنے چند لوگونکو جو اُسکے کام مین خلل انداز تھے ہلاک کرڈالا سرکار انگریزی نے اسکو ریاست سے بید خل کرکے دیولیہ مین رہنے کا حکم دیا۔ کنور نے دوبارہ پتاگڑھ آکر فساد کیا اور سرکار نے اسکو قید کرکے قلعہ گرنار مین بھیجدیا۔ سمبت ۱۸۸۲ مطابق ۱۸۳۳ء ۲۱ مئی کو دیپ سنگھ کا اُسی قلعہ مین انتقال ہوگیا اور راوت سانونت سنگھ جسنے چند سال پیشتر کاروبار ریاست ترک کردیا تھا ازسرنو انصرام کرنے لگا کنور کے انتقال سے پیشتر راوت نے اُسکا قصور معاف کرویا اور سرکار انگریزی مین بھی اُسکی رہائی کی درخواست کی تھی یقین ہے کہ منظور ہوجاتی مگر تا وقتیکہ حکم منظوری صادر ہوا اُسکی عمر نے وفا نہ کی کنور دیپ سنگھ بڑا بہادر لیکن بدمزاج تھا وہ اپنے ملک کے لیے مرہٹون سے لڑا تھا اور اُنکی فوج مین شامل بھی رہا تھا جسکے سبب غارتگرون کی سی بیرحمی اُسکی طبیعت مین جم گئی تھی۔

کنور کے دو بیٹون کیسری سنگھ اور دلیپت سنگھ مین سے راوت نے بڑے کو اپنا ولیعہد بناکر دوسرا ڈونگرپور کے رئیس جیونت سنگھ کو جو سندھیون سے لڑکر دوبارہ اپنے راج پر قائم ہوا تھا گود دیا تھا۔ راوت کا بڑا پوتا کیسری سنگھ سمبت ۱۸۹۰ مطابق ۱۸۳۳ء مین فوت ہوگیا اور اُسکے دس برس کے بعد سمبت ۱۹۰۰ مطابق ۱۸۴۳ء مین راوت سانونت سنگھ نے ساٹھ برس کے قریب راج کرکے وفات پائی جس سے اُسکے دوسرے پوتے کو ڈونگرپور بھیجکر واپس آنا پڑا۔

۱۸۔ مہاراوت دلیپت سنگھ

سمبت ۱۹۰۰ مطابق ۱۸۴۳ء مین پرتاپ گڑھ کی گدی کا کوئی وارث نہ رہنے سے اپنے دادا کی جگہ ڈونگرپور سے واپس آیا جہان کہ وہ انیس برس پہلے گود لیے جاکر راج کرچکا تھا۔ ڈونگرپور کے سردارونکی نااتفاقی کے سبب سرکاری حکم سے یہ بجوز ذرا بائی کہ دلیپت سنگھ ایک لڑکا گود لیکر ڈونگرپور کی گدی پر بٹھادے اور آپ پرتاپگڑھ کا مالک رہکر دونون جگہ کا کام سنبھالتا رہے۔ اُسنے سمبت ۱۹۰۳ مطابق ۱۸۴۶ء مین سابلی کے کنور اودے سنگھ کو اپنی پسند کے موافق ڈونگرپور مین رکھدیا۔ اودے سنگھ کی کم عمری کے سبب دلیپت سنگھ آٹھ برس اور ڈونگرپور کا کام کرتا رہا پھر دو جگہ کے کام مین مشکل پڑنے کے سبب پرتاپ گڑھ آرہا اور ڈونگرپور سے کچھ واسطہ نہ رکھا۔

سمبت ۱۹۱۳ مطابق ۱۸۵۶ء کے غدر مین مہاراوت نے اپنی فوج بھیجکر سرکار کو مدد دی اپنے علاقہ مین باغیون کا جماؤ نہ ہونے دیا اس خیرخواہی کے عوض سرکار سے نیکنامی کا خریطہ حاصل ہوا۔

یہ مہاراوت علاوہ اٹھیس برس ڈونگرپور مین راج کرنے کے پرتاپ گڑھ مین اپنی حکومت کے بیسوین برس سمبت ۱۹۲۰ مطابق ۱۸۶۳ء مین انتقال کرگیا اور اُسکا کنور اودے سنگھ وارث ہوا۔

۱۹۔ مہاراوت اودے سنگھ

سمبت ۱۹۲۰ مطابق ۱۸۶۳ء مین اپنے والد کے بعد پرتاپ گڑھ کا مالک ہوا۔ یہ اس وقت سترہ برس کی

عمر مین تھا لیکن اسکی ہوشیاری سے ریاست مین جلد امن پیدا ہوا کہ اُسنے علاقے کے تمام فسادی بھیلون وغیرہ کو سخت سزائین دیکر لوٹ مار سے باز رکھا۔ سمبت ۱۹۲۲ مطابق ۱۸۶۵ء، ادسمبر کو کرنل ایڈن گورنر جنرل راجپوتانہ نے مع کرنل رنکسن پولیٹکل ایجنٹ اودیپور پرتاپ گڑھ آکر سرکاری طرف سے مہاراوت کو پورے اختیارات کا خلعت دیا۔ اس کے دوسرے برس مہاراوت آگرے کے مقام پر گورنر جنرل کے دربار مین شامل ہوا۔ اس سفر سے اُسکی طبیعت مین آب و ہوا کی قدر بڑھ گئی اور اس خیال سے شہر پرتاپ گڑھ کے شرقی طرف ایک نئی چھاؤنی اپنے رہنے کو آباد کی۔

سمبت ۱۹۲۴ مطابق ۱۸۶۸ء مین رپوٹ ہوئی کہ مہاراوت عیش و آرام کی طرف زیادہ مائل ہوگیا ہے اور دو اہلکار لورا لدین و نظام الدین ریاست مین ظلم و خرابی پیدا کرتے ہین اسلئے پولیٹکل افسر کی تحریر پر دونون اہلکار موقوف کئے گئے۔ لیکن اُن کا قصور معاف ہوکر بیاس اہلکار باشندۂ رتلام کا مدار مقرر کیا گیا جو سات برس کے بعد ایک سرکش سپاہی کے ہاتھ سے سخت زخمی ہوکر جسکو عوض مین سزاے موت دیگئی مرگیا۔

سمبت ۱۹۲۵ مطابق ۱۸۶۹ء کے قحط مین مہاراوت نے محتاجون کی بہت پرورش کی غلہ وغیرہ کا محصول بالکل معاف کرکے غیر علاقے کے مویشی وغیرہ کو اپنے علاقے مین چرائی کی اجازت دی۔ اسکے علاوہ عام طور پر مہاراوت اپنے زیادہ خرچ کے سبب قرضدار ہوگیا۔ لیکن اُسکے ادا ہونے کا قسطوار عمدہ بندوبست کر دیا۔ عام رعایا ٹھاکر اور ساہوکار وغیرہ اُس سے ہر طرح خوش تھے۔ ظاہر یا پوشیدہ کسی کو اُسکی طرف سے شکایت نہین تھی اکثر موقع پر مہاراوت نے مجرمون کا پیچھا کرکے اُنکو سزا دی۔ جسپر اجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ نے پرتاپ گڑھ کا فوجداری انتظام کل راجپوتانہ خصوصاً میواڑ کے پہاڑی حصے مین نہایت پسند کیا ہے۔

سمبت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۵ء نومبر کے مہینے مین مہاراوت نے بیچ جاکر گورنر جنرل بہادر سے ملاقات اور ایک مہینہ بعد راجہ سیلانہ کی بیٹی سے شادی کی۔ سمبت ۱۹۳۹ مطابق ۱۸۸۳ء مین مہاراوت نے بیچ کے مقام پر مہاراجہ تکوجی راو ہلکر والی اندور سے ملاقات کی پہلے دستور کے موافق برابری کا برتاؤ عمل مین آیا۔ مہاراوت نے کئی بار مہاراناسجن سنگھ والی اودیپور سے بھی ملنے کے لئے شوق ظاہر کیا لیکن بعض تسلیم و تکریم کی شرطین طے نہ ہونے کے سبب یہ بات ملتوی رہ گئی۔

مہاراوت کے ایک غیر اصیل بیٹے کے سوا کوئی اولاد ارنی سے نہ تھی لیکن بڑی امید بکہ امیدی کے بعد سمبت ۱۹۴۲ مطابق ۱۸۸۶ء ماہ مارچ مین اُسکے کنور پیدا ہوا۔ سمبت ۱۹۴۳ مطابق ۱۸۸۶ء سے مہاراوت نے سیٹھ فرامجی بمبکاجی پارسی کو اپنا قائم مقام بنادیا اور اُسکی صلاح و تدبیر سے سب معاملات طے ہونے لگے۔ مہاراوت کا ولیعہد کنور گذر گیا اور خود بھی ۱۸۹۰ء مین انتقال کیا چونکہ رانی سے کوئی بیٹا نہ چھوڑا اسلئے گود لینے کی ضرورت پڑی۔

۲۰۔ مہاراوت رگھوناتھ سنگھ

یہ ۱۸۵۹ء مین پیدا ہوئے اور بیٹے کی حیثیت سے فروری ۱۸۹۰ء مین مسند نشین ہوئے اور چونکہ وہ بالغ تھے

سنہ ۱۸۹۱ء مین انکو اختیارات کامل ملے۔ دربار دہلی سنہ ۱۹۱۱ء مین مہاراوت کو کے سی آئی ای کا خطاب ملا انھون نے ریاست کی کمزور حالت کو دیکھکر ترقی تجارت کے خیال سے انگریزی سکہ رائج کیا۔

انکی تین شادیان ہوئین پہلی مہاراجہ بن گن کی دختر سے جس سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئی لڑکی کی شادی مہاراجہ بیکانیر سے ہوئی لڑکا یعنی کنور ہنومان سنگھ ویعہد ریاست ہے جسکی شادی جون سنہ ۱۹۱۲ء مین مہاراج دیپ شمشیر جنگ بہادر رانا سابق وزیر اور کمانڈر انچیف نیپال کی بیٹی سے ہوئی دوسری شادی مہاراج سوایا کی دختر سے ہوئی اور تیسری شادی راجہ لیبان گن واقع اجمیر کی چھوٹی لڑکی سے چنانچہ اس رانی سے بھی ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے لڑکی کی شادی کنور سیالنا سے ہوئی۔

جاگیرداران پرتاپ گڑھ کا

اس ریاست کے چھوٹے بڑے ماتحت جاگیردار پچاس سے زیادہ سمجھے جاتے ہین جن مین سے اکثر کو مہاراوت نے گاؤن بھی عطا کئے ہین۔ کل ریاست کی پیداوار سات لاکھ روپے سالانہ کے قریب خیال کی جاتی تھی جسمین آدھے سے کچھ زیادہ خالصہ اور قریب آدھی آمدنی کے گاؤن ماتحت سرداران۔ چارغون اور اہلکاران وغیرہ کی جاگیر مین تقسیم ہین اب ریاست کی آمدنی تو ۵۱۳۲۰۰ روپے کو پہونچگئی لیکن جاگیرداران کی ترقی آمدنی کا حال کھلا

پرتاپ گڑھ کے اول درجے کے سیسودیہ سرداران کا نقشہ

نمبر شمار	نام ٹھکانہ	خطاب سردار	تعداد دیہات	حدود رقبہ	سالانہ آمدنی	سالانہ خراج	کیفیت
۱	دھمونر	سہاوت	۱۱	۳۲۳۳	۶۰۰۰۰	۶۱۰۰	
۲	جھانتلا	سیسودیہ	۵	۸۴۷	۱۱۰۰۰	۱۴۱۶	
۳	برلیا	چونڈاوت	۲	۷۸۲	۸۰۰۰	۱۳۲۲	
۴	کلیان پور	رغلوت	۲	۵۷۶	۷۰۰۰	۲۱۹۵	
۵	راے پور	خاناوت	۸	۱۴۷۷	۳۵۰۰۰	۴۳۶۲	
۶	انبیرامہ	خاناوت	۴	۳۸۹	۹۰۰۰	۱۹۲۹	
۷	اچلودا	سیسودیہ	۷	۹۷۶	۷۰۰۰	۱۸۳۳	
۸	ارنود	سیسودیہ	۶	۲۸۹۶	۳۰۰۰۰	۲۰۲۵	
۹	سالم پور	سیسودیہ	۴	۱۰۴۳	۱۱۰۰۰	۱۷۶۹	
میزان			۴۹	۱۲۲۱۹	۱۷۸۰۰۰	۲۲۹۵۱	

باب دوم ڈھونڈھار کے بیان مین

احسن السیر مین محمد اکبر شگفتہ نے لکھا ہے کہ اجمیر کا راجہ بیسلدیو سلطان محمود غزنوی سے لڑا اور آٹھ دن تک

جنگ جاری رکھنے کے بعد اسکو شکست فاش ہوئی سلطانی فوج قلعہ تاراگڑھ پر چڑھ گئی بسیلدیو گرفتار ہوا سلطان نے اُسکے قتل کا حکم دیا راجہ نے اُسوقت مذہب اسلام قبول کرکے نجات پائی سلطان نے بوجہ قبول کرنے دین اسلام کے اسکو ملک مفتوحہ بھی عطا کیا مگر اُسنے منظور نہ کیا اور سلطان سے کہا کہ سوائے ایزد پرستی کے اب اور کچھ آرزو نہیں ہے اور بہ نیت گوشہ نشینی مقام بلند یعنی ڈھونڈھ پر اُسنے بود و باش اختیار کی فوت ہونے کے بعد اسی مقام پر مدفون ہوا وجہ تسمیہ ڈھونڈھار کی یہ ہے بسیلدیو کا ڈھونڈھ جیپور سے قریب بیس میل کے فاصلے پر سمت اجمیر ہے۔

اس باب مین ریاستہاے جے پور اور الور اور قرولی کا بیان ہے

فصل - جے پور کے حال مین

راج جیپور مع شیخاوائی خطوط عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۴۰ دقیقہ و ۲۷ درجہ ۴۰ دقیقہ اور خطوط طول بلد مشرقی ۷۵ درجہ ۴۰ دقیقہ و ۷۷ درجہ ۲۰ دقیقہ کے درمیان واقع ہے۔ اُسکے شمال مین راج بیکانیر اور اضلاع انگریزی حصار فیروزہ و گورگانوہ اور راج پٹیالہ کے پرگنات نارنول و کانونڈ کی سرحدیں ہے مشرق مین بھرتپور اور الور کا علاقہ پھیلا ہوا ہے جنوب مین جہازپور علاقہ اودیپور۔ ٹونک۔ بوندی۔ گوالیار۔ قرولی اور اجمیر ہین مغرب مین بیکانیر۔ راج جودھپور کشن گڈھ و سرکاری ضلع اجمیر ہین۔ یہ ریاست طول مین قریب ۱۵۰ میل اور عرض مین ۱۴۰ میل ہے اور رقبہ پندرہ ہزار پانچسو اسی میل مربع آبادی ۱۹۱۱ء مین ۲۶۴۴۰۷۲ نفر آمدنی جیپور کی اسوقت قریب اسی لاکھ روپیہ سالانہ ہے ملک کی ہیئت بہت مختلف ہے وسط مین زمین بلند ہے اُسکا ارتفاع سطح سمندر سے ۱۴۰۰ فٹ سے ۱۶۰۰ فٹ تک ہے اس بلند زمین کا اعلے ترین حصہ کہ جنوب مغرب سے شمال مشرق کی طرف یعنی جھیل سانبھر جہان کوہ اربلی مسلسل ہوا ہے کھیتڑی اور تواوائی کے کوہستان تک واقع ہے اور میدان ریگ مین اکثر مقامات مخصوص پونک پر دو ہزار فٹ بلند اور کھڑا ہوا ہے اس ملک کا قطع کرتا ہے یہی بلند دھار ملک کی سیلابی کا باعث ہے اور شمال مغرب مین شیخاوائی و بیکانیر وغیرہ کے ریگستان اور جنوب مشرق مین علاقہ جیپور کی سرسبز زمین کے درمیان قدرتی حد ہے۔ اس حد سے جیپور کی طرف ہر مقام پر کنوون مین پانی سطح زمین کے قریب ہے مگر شیخاوائی کی طرف اس دھار سے جسقدر زیادہ فاصلہ ہوگا اُسی قدر کنوون مین پانی زیادہ عمق پر ملیگا اور طرفہ یہ ہے کہ جسطرف پانی زیادہ عمق پر ملتا ہے اُسطرف کی زمین نشیب کی ہے اس سے ثابت ہوا کہ جتنا شمال و مغرب کیطرف بڑھتے ہین زمین پر ریت زیادہ ہوتی جاتی ہے اس سلسلے مین جہان جہان گھاٹے ہین وہین موسم گرما کی تند ہوا سے کوسون تک ریت کے ٹیلے جمع ہین۔

شہر جیپور کے قریب بھی بالو ریت کی یہی کیفیت ہے مگر اسکا سبب اور ہے پہاڑون کے مقاطع سلسلون کی وجہ سے تین چار مربع میل زمین پر اُن سے مغرب مین ریت جمع ہو گئی ہے یہ عجیب قطع ملک ریگستان کا مختصر نمونہ ہے۔ ریت کے ٹیلے ہوا کے زور سے ایک مقام سے دوسرے مقام کو بدل جاتے ہین مگر حد معینہ سے باہر نہین جاتے جنوب اور مشرق کی سرسبز زمین دائی اور بناس دو ندیون سے سیراب ہوتی ہے اُسمین کہین کہین

چھوٹی پہاڑیون کے سوا سب جگہ چکنی مٹی اور میدان نظر آتے ہین جہان افیم۔ گنا اور گیہون وغیرہ قیمتی چیزین پیدا ہوتی ہین اور دیہات بہت آباد ہین یہین سے بیشتر کھنگار دت راجپوتون کے قبضے مین ہین کہ یہ لوگ کچھوا ہو نکی بارہ کوٹھری مین سے ہین۔

شمالی طرف ڈھلاؤ کے سبب جدھر پہاڑونکا پانی بہتا ہے کاٹلی ندی شیخاوائی کے ملک مین گذرتی ہے وہ کسی جگہ برساتی پانی سے بڑے زور کے ساتھ بہتی ہے جسکا کہین ایک میل سے بھی زیادہ پھیلاؤ ہوجاتا ہے لیکن شیخاوائی کے میدان مین بہتے بہتے کم قوت ہوکر پیکانیر کی سرحد پر ساکھو مقام کے قریب ریت مین جذب ہوجاتی ہے کاٹلی ندی مین خربوزے اور تربوز بہت پیدا ہوتے ہین۔

جیپور کے مشرقی حصے مین چھوٹے چھوٹے بہت پہاڑ ہین اور سرحد قرولی کے قریب میدانین بہت نالے ہین یہ پہاڑاور کے سلسلے کی شاخین ہین جو مشرقی کا ملک ہنڈون کے قریب ریت کا ہے مگر سیر حاصل ہے اس ملک مین روئی اور افیم بکثرت پیدا ہوتی ہے جیپور سے مشرق مین زمین پست ہے شہر سے آگرے کی طرف پہاڑ سے نکلتے ہی مسافر کو معلوم ہوتا ہے کہ گویا آسمان سے زمین مین نزول کرتا ہے اور دو میل مین تین سو چار سو فٹ اترنا ثابت ہوتا ہے یان گنگاندی کے بلند چکلہ بھرتپور کے علاقے مین پہونچتا ہے کہ وہ سمندر سے صرف سات سو فٹ بلند ہے وہانکی زمین چکنی اور زرخیز ہے اور ریت بہت کم مقامات پر ہے۔

آب و ہوا

آب و ہوا نہایت صحت بخش ہے ریت اور بلندی کے سبب سے ایسے مقامات کہ ہین جہان پانی ٹھہرتا ہو اس سے عفونت کا بخار بالکل نہین ہوتا ہے موسم سرما مین خصوص شیخاوائی مین سردی بہت سخت ہوتی ہے بعض اوقات سفید پالہ جورات کے وقت گرتا ہے دوپہر تک رہتا ہے۔ شمال مین لُو بہت سخت چلتی ہے مگر ریت مین گرمی نہین رہتی اس سبب سے راتین خوشگوار ہوتی ہین اور صبح کو سردی ہوجاتی ہے۔

بارش

بجز شیخاوائی کے کل ملک مین بارش بافراط ہوتی ہے جیپور و شیخاوائی کے کل متقاطع خط سے جنوب مشرق مین مثل دیگر اضلاع کے خط کم ہوتا ہے زمین کے جنوب مغربی اور جنوب مشرقی دونون حرکات بارش آور کنارے پر واقع ہونے سے دونون موسمون مین بارش ہوتی ہے اگر ایک موسم مین کمی رہے تو دوسرے کی بیشی سے اسکا معاوضہ آجاتا ہے جیپور مین خاص بارش کا اوسط علے العموم ۲۲ سے ۲۸ انچ تک ہے۔

سانبھر کی جھیل

یہ جھیل جیپور اور مارواڑ کی سرحد پر واقع ہے برسات کے موسم مین اسکا طول ۴ ۲ میل اور عرض آٹھ میل ہوجاتا ہے مگر ایسا بارہا ہوتا ہے کہ آدمی ہر جگہ پھر سکے اسکے جنوب مشرقی کنارے پر قصبہ سانبھر آباد ہے اسکے سامنے گرمی کے موسم مین جھیل کا حصہ سیاہ گدلے پانی کا دو میل طویل اور ایک میل عریض عمیق ترین

مقام ہوتا ہے یہ جھیل مع ساٹھ دیہات متعلقہ کے جے پور اور جودھپور کی مشترک ملکیت تھی وقتاً فوقتاً انقلاب زمانہ سے موقع پاکر دیہات علیحدہ کرلئے گئے آخر کار علاوہ سانبھر کے صرف بارہ گاؤن مشترک رہ گئے یہ جھیل اب سرکار انگریزی کے قبضے مین ہے۔

تعجب ہے کہ جھیل مین اسقدر نمک کہانسے آتا ہے کوئی شور ندی اُس مین شامل نہین ہوتی ہے اور اُسکے کنارہ پر جو شمال مین نوحہ اور جنوب مین سانبھر نام کی آبادیان ہین اُنکے کنوؤن مین بالکل شیرین پانی ہے نہ اُسکے گرد مین کوئی نمکین پہاڑ ہے غالباً یہ مادہ جھیل کے کسی مختصر حصے مین موجود ہے کہ نمکین چشمے کے سبب سے کبھی خشک نہین ہوتا یا اُسی کے اندر نمکین پہاڑ ہے کہ کسی اور مقام پر زمین سے نہین نکلا ہے دلدل مین غرق ہوجانیکے خوف سے کسی نے اس جھیل کا امتحان نہین کیا ہے۔

کھانین

لوہا۔ تانبا۔ سیسہ۔ پھٹکری اور نیلا تھوتھا بھی کھیتڑی وغیرہ کی طرف پیدا ہوتا ہے اور اجور کی طرف سرحدی پہاڑونمین سنگ مرمر کیطرح کا ایک سفید پتھر نکلتا ہے جو عمارت کے کام مین بہت خرچ ہوتا ہے لیکن کمزنہ علاقہ جودھپور کے سنگ مرمر کے مقابل جو ہمیشہ صاف رہتا ہے اور جسمین سرد و گرم ہوا کم اثر کرتی ہے جیسو رکا پتھر کم درجہ ہے وہ کچھ مدت کے بعد زرد پڑ جاتا ہے۔

باگور کے پہاڑ مین کھیتڑی کے قریب اور قلعہ کھیتڑی سے بلندی پر واقع ہے تانبے کی دھات مین سیسہ (ربیاے مجہول) نکلتا ہے اُسکا مینا کاری مین بہت خرچ ہے کہ دہلی و جیپور و حیدرآباد کو بکثرت بھیجا جاتا ہے راج محل مین لاٹری بھی نکلتی ہے مگر اُس کا رنگ سیاہ اور چمک کم ہوتی ہے۔

تعداد دیہات وغیرہ

جیپور کے اندر نو ۹ قصبے یا پرگنے گنے جاتے ہین جن مین کل چھ ہزار گاؤن ہین اُنمین سے دو ہزار کے قریب خالصے مین۔ ڈیڑھ ہزار کے قریب سرداروں کی جاگیر مین اور ڈھائی ہزار سے کچھ زیادہ انعام و خیرات وغیرہ مین سمجھے جاتے ہین۔ اس ریاست مین قلعہ رنتھنبور۔ قصبہ آنبیر اور شہر جیپور مشہور اور عمدہ مقامات ہین۔

رنتھنبور

راج جیپور کے جنوبی سرحد پر جیپور سے پچیس میل بوندی کی طرف ایک مضبوط قلعہ ہے کہ ایک پہاڑ پر جسکے ہر طرف عمیق اور پیچیدار نالے ہین اور صرف ایک تنگ راستے سے اُس کی بلندی پر پہونچ سکتے ہین اور ہر طرف سے بلند کھڑے ہوئے پہاڑون سے محروس ہے واقع ہے۔

اوپر جاکر پہاڑ کی بلندی ایسی سیدھی ہوگئی ہے کہ صرف زینون سے اُسپر چڑھتے ہین اور راستے مین متواتر چار دروازے آتے ہین پہاڑ کی چوٹی پر کہ ایک میل طویل اور اسی قدر عریض ہے بڑے آثار کی سنگین فصیل بنی ہوئی ہے جو پہاڑ کی بلندی و پستی کے موافق بلند و پست ہوگئی ہے اور بنظر استحکام و حفاظت جابجا برج اور

مورچے ہین احاطے کے اندر حاکم یعنی قلعدار کی سکونت کے واسطے محل ہے اور ایک مسلمان پیر کا مزار ہے اور مسجد ہے اور قلعہ کی سپاہ کے واسطے مکانات ہین برساتی چشمون اور تالابون سے کہ قلعہ کے اندر ہین پانی آتا ہے قلعہ سے مشرق کی طرف بذریعہ تنگ و سنگین زینے کے ملا ہوا قصبہ ہے یہ قلعہ جیسا کہ توپونکی ایجاد سے پیشتر ناممکن التسخیر سمجھا جاتا تھا ویسا ہی زمانہ حال کے سامان جنگ کے مقابلے مین اسوجہ سے کہ ہر طرف بلند پہاڑون سے لگاؤ ہے کارآمد نہین ہوسکتا -

رَن پہاڑ کو کہتے ہین تھنبور جو تھن پوش کے معنے مین ہے یعنی جو شن پوش پہاڑ ٹرٹ رُن تھنبر نے لکھا ہے کہ اس قلعہ کو رانا ہمیر نامی راجپوت رئیس نے تعمیر کرایا تھا یہ قلعہ چوڑے دوسرے درجے پر راجپوتانے مین سمجھا جاتا ہے شمس الدین التمش نے اس قلعہ کو فتح کیا تھا ہفت گلشن محمد شاہی مین بیان کیا ہے کہ سلطان رضیہ نے اسپر لشکر قطب الدین حسین کی سرکردگی مین اُن مسلمان محصورین کی رہائی کے لیے بھیجا تھا جو سلطان رکن الدین بن فیروز شاہ کے وقت سے محصور تھے اور وہ اسکے چھڑانے مین کامیاب ہوا ۶۳۸ ہجری مطابق ۱۲۴۰ء مین دہلی کے بادشاہ سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی نے قلعہ رنتھنبور کا محاصرہ کیا جب دیکھا کہ غیر خونریزی مسلمانون کی جماعت کثیر کے قلعہ ہاتھ نہین آسکتا تو وہان سے ہٹ گیا احمد جب نے عرض کیا کہ بادشاہ اور جہان کشا جب کسی کام کا ارادہ کرتے ہین تو اُسکے سخت اور دشوار ہونے کا اندیشہ اور آدمیون کے مارے جانے کا خیال نہین کرتے اور غیرت اُنکو اُس کام سے پیچھے قدم رکھنے پر مانع آتی ہے خداوندعالم نے قلعہ بغیر فتح کئے مراجعت کی آدمی کیا کہتے ہونگے بادشاہ نے جواب دیا کہ ایسے قلعہ کے مقابلے مین مسلمانونکے ایک روئین کے ضایع ہونیکا روادار نہین ہوسکتا کفار کی جو کچھ بربادی ہوسکتی تھی کر چکا ایک رنتھنبور نہ ٹوٹ سکا تو کیا مضائقہ یہ منظور نہین کہ اپنے نام ونمود کے لیے مسلمانون کو ضائع کراؤن جلال الدین کے جانشین علاء الدین خلجی کے عہد مین اسپر راجہ ہمیر دیو چوہان جو پرتھی راج کا رشتہ دار تھا اور ہٹیلا ہمیر کے نام سے مشہور ہے قابض تھا اُسنے ۱۲۹۱ء ہجری مطابق ۱۲۹۱ء مین ایک امیر شاہی موسوم بہ میر محمد شاہ اور جماعت باغی کو جو اپنے آقا کے غضب سے جالور سے مفرور ہوکر آئے تھے اس قلعہ مین پناہ دی تھی علاء الدین کے وزیر نصرت خان نے اس قلعہ کا محاصرہ کیا مگر قلعہ والون نے منجنیق کے ذریعہ ایسا پتھر پھینکا کہ اتفاقاً نصرت خان کے لگا اور وہ مرگیا بے سری فوج واپس چلی گئی ۶۹۹ ہجری مطابق ۱۲۹۹ء مین علاء الدین نے بذات خود آکر حملہ کیا خزائن الفتوح مین امیر خسرو نے لکھا ہے کہ مسلمانون نے تھیلون مین مٹی بھر کر قلعہ کی فصیل کے گرد پشتہ بنانا شروع کیا جب یہ پشتہ قلعہ کی دیوار کے مغربی برج سے مل گیا تو یکبارگی حملہ کرکے قابض ہوگئے اور راجہ کو مع اہل قبیلہ و سپاہ کے قتل کیا میر محمد شاہ اور دوسرے باغی مسلمان بھی قتل کرائے گئے جب میر محمد شاہ زخمی بادشاہ کے سامنے لایا گیا تو بادشاہ نے فرمایا کہ اگر تیرا معالجہ کرا کے تندرست کرادون تو اُسوقت تو میرے ساتھ کیا سلوک کرے گا اُسنے جواب دیا کہ آپ کو قتل کرکے ہمیر دیو کے بیٹے کو بادشاہ بنادونگا بادشاہ نے اُسکو ہاتھی کے پاؤن سے کچلوادیا - اور ج

ہمیر کے ساتھ کے ہندو اُس سے مخالف ہوکر بادشاہ کے پاس چلے آئے تھے یہ کہکر کہ جب اپنے ولی نعمت سے دغا کی تو مجھ کو وفاداری کی ان سے کیا امید ہوسکتی ہے اُن سبکو قتل کرا دیا اُن مین راجہ کا دیوان رنمل بھی شامل تھا جو مارا گیا۔

اس راجہ کی اولاد قصبہ نیمرانہ علاقۂ اَلوَر ملک راجپوتانہ مین ہے ۱۳۹۸ء مطابق سنہ ۸۰۰ ہجری مین امیر تیمور اپنے تاتاریون کا ٹڈی دل لئے ہوے ہندوستان مین داخل ہوا اور تغلق خاندان کے بادشاہ محمود کو عین شہر دہلی کی فصیل کے نیچے شکست دیکر دارالسلطنت مین داخل ہوا اور اس سے ہندوستان مین شورش پیدا ہوئی تو یہ قلعہ مسلمانون کے قبضے سے جاتا رہا لودھیون کے عہد مین سلطنت کی ابتری کے موقع پر سلطان محمود خلجی اول مالوے کا بادشاہ نہایت زور پکڑ گیا یہانتک کہ بہلول لودی اسکو بہت سا روپیہ بطور پیش کش بھیجنے لگا اس سلطان نے ۸۵۴ سنہ ہجری مطابق ۱۴۵۰ء مین بیانے تک ملک کو مسخر کرکے یہان کے حاکم کو مطیع کرلیا اور واپسی مین قصبہ بنور کو کہ رنتھنبور کے پاس واقع تھا فتح کرلیا اور ۸۵۵ ہجری سابق ۱۴۵۱ء مین ہاڑوتی کی فتح کے بعد سلطان نے اپنے شہزادہ غیاث الدین کو فتح رنتھنبور کیلئے مقرر کرکے اُسے بھیجدیا اسوقت یہ تحت دہلی پر بہلول لودی فائز تھا میواڑ کی تاریخ مین لکھا ہے کہ کچھ مدت کے بعد میواڑ کے رانا سانگا کا یہان دخل ہوگیا بابر کے ہاتھ سے اُسکے مغلوب ہونے کے بعد شیر شاہ نے اس قلعہ کو لیا اور اُسکی اولاد مین ابتری ہونے اور دوبارہ مغلون کے زور پانے کے سبب ۱۵۵۳ء مین جھجھار خان بدایونی قلعدار نے بوندی کے راو سرجن ہاڑا کو کچھ روپے کے عوض مین یہ قلعہ حوالے کردیا ۱۵۶۸ء مین مغل بادشاہ اکبر کے چڑھائی کرنے پر راو سرجن نے یہ قلعہ بادشاہ کو سونپ دینے کے بعد بادشاہی اطاعت اختیار کی جو وجہ تسمیہ اوپر لکھی ہے یہ اکبرنامے سے لی ہے جہانگیر نے ۱۰۲۷ کے واقعات مین اپنی توزک مین لکھا ہے کہ سلطان علاءالدین خلجی نے جب فوج کشی کی تو مہینے کے محاصرے مین بڑی مشقتون اور کوشش سے فتح پائی تھی میرے والد نے ایک مہینہ بارہ دن مین فتح کرلیا مین نے قلعہ مذکور کو دیکھا دو پہاڑ برابر برابر ہین ایک کا نام رن ہے دوسرے کا تھنبور قلعہ تھنبور پر ہے دو لفظ ملاکر تھنبور مشہور ہوگیا اگرچہ قلعہ نہایت مضبوط ہے اور پانی بھی بہت ہے مگر رن بڑی مضبوط فصیل ہے اور حصار کی فتح اسی پر منحصر ہے چنانچہ والد بزرگوار نے فرمایا کہ توپین رن پر چڑھا دو اور قلعہ کے اندر کی عمارتون کو سامنے دھر لو پہلی ہی توپ کو آگ دی تو اسے سرجن کی چوٹھنڈی پر گولہ لگا اسکی ہمت کی بنیاد اکھڑ گئی اور قلعہ حوالے کردیا۔ صوبہ اجمیر مین تراسی محالات کی سرکار ہوجانے سے اُسکی عظمت قائم ہوگئی تھی اور نہ فقط بوندی وکوٹہ مع ممالک متعلقہ کے بلکہ شیوپور کی کل ریاست اور جنوب بان گنگا کی سب چھوٹی جاگیرین جو اب ریاست جیپور مین داخل ہین اُسی مین شامل تھین الغرض کل سلطنت مین بجز محمدآباد واقع بنگالہ کے رنتھنبور سب سے بڑی سرکار تھا کتب خانہ ریاست مین ایک قلمی رسالہ دستورالعمل راجہ ٹوڈرمل کے نام سے رکھا ہوا ہے اُسمین لکھا ہے کہ سرکار رنتھنبور مین ۵۷ محال تھے شاہجہان کے عہد مین یہ قلعہ راجہ بھلا اس گوڑ کو عنایت ہوکر کچھ مدت کے بعد پھر بادشاہی خالصے مین آگیا۔

جب محمد شاہ اور احمد شاہ کے بعد دہلی کی سلطنت ابتری کو پہونچی اور مرہٹون کے زور سے قلعدار کو اسکے سنبھالنے کی طاقت نرہی تو اُس نے اس نظر سے کہ مرہٹون کے ہاتھ آنے سے ہمیشہ کو سلطنت سے علحدہ نہ ہو جائے اُس نے کسی راجپوت رئیس کو سپرد کرنا چاہا اول اُسنے بوندی سے درخواست کی مگر ہاڑا نے اس خوف سے کہ اگر اسکو محفوظ نہ رکھ سکا تو بادشاہ کا معتوب ہونا پڑیگا انکار کیا مجبوراً اُس نے ۱۷۵۸ء مین یہ قلعہ راج جیپور کی حفاظت مین دیدیا جو سلطنت دہلی کے برباد ہو جانے سے ابتک مہاراجہ جیپور کے قبضے مین چلا آتا ہے۔

آمیر

یہ قصبہ جو پہلے راجدھانی تھا جیپور سے چار میل شمال مین پہاڑون کے اندر ایک مختصر تالاب کے کنارے پر واقع ہے اُسکے مندر و مکانات اور گلیان پہاڑون کے نالو پر کر تالاب سے ملے ہین متفرق ہین ان گلیون مین کہ بہت پیچدار ہین اور درختون کی کثرت سے تاریک نظر آتی ہین بہت کم آبادی رہگئی ہے اور اب بجز برہنہ خاک آلودہ لٹادھاری سیرا گیون کے کہ ویران مکانات اور مندرون مین رہتے ہین کوئی بود و باش نہین کرتا ہے۔ تالاب کے مغربی کنارے اور پہاڑ کے دامن پر آمیر کا عظیم الشان محل اور سلاّ دیوی کا مندر ہے اوسکی تعمیر بہت مضبوط اور عریض آثار و نکی اور کاشیر کی ابتدائی تعمیرات سے بہت مشابہ ہے۔ تالاب کے مغربی کنارے پر پہاڑ کے دامن مین مردانہ و زنانہ محلات اور بلندی پر ایک قلعہ بنا ہوا ہے اس قصبے اور قلعے کو راجہ مان سنگھ اور مرزا راجہ جے سنگھ اول نے بہت آراستہ کیا تھا لیکن نیا شہر جیپور آباد ہو جانے کے بعد یہ مقام راج کے خاص خزانے اور قید خانے کا کام دیتا ہے کہتے ہین کہ سلاّ دیبی کے مندر مین ہنود کے زیادہ جاہلانہ اور بیرحم زمانے مین ہر روز آدمی مارا جاتا تھا جسکے عوض اب بکرا مارا جاتا ہے جیسا کہ اودیپور مین انبا ماتا کے مندر مین روزانہ بکرے کی جان لیجاتی ہے امبا بمعنی جگ ماتا کے نام سے امبیر نامزد ہوا ہے جسکا آمبیر اور پھر آمیر ہو گیا انسانی قربانی کا نام پرس میدھ ہے۔

ٹہن ڈون

راہ آگرہ و سیوپر آگرے سے ۱۰ میل جنوب مغرب مین ہے سابق مین یہ بڑا قصبہ تھا مرہٹون کی ظلم و تعدی سے تباہ ہو گیا مگر اب بھی بہت آبادی ہے۔

پاٹن

یہ مقام تورا والی کی تہسیل کا صدر ہے۔ اس علاقے مین پہاڑ بکثرت ہین اور اُنکے درمیان کی زمین بہت سیراب ہے یہان کا رئیس جیپور کا خراجگذار ہے مینون کی آبادی بہت ہے جو زیادہ تر چوری مویشی اور غارتگری کے عادی ہین اور اکثر یہ پیشہ چھوڑ کر کاشتکاری کرنے لگے ہین قصبۂ پاٹن پہاڑ کے قلب مین دامن کوہ پر آباد ہے اور پہاڑ پر قلعہ ہے قلعہ اور آبادی کے درمیان وسط بلندی کوہ پر رئیس کا محل ہے دہلی سے سو میل جنوب مغرب مین ہے۔

سانگانیر

جیپور سے ۹ میل جنوب میں ایک قصبہ ہے یہاں کپڑے کی رنگت کا بڑا کارخانہ ہے اور عمدہ چھینٹیں اور رومال تیار ہوتے ہیں

پالی

جھیل کے کنارہ چپہ پر واقع ہے جیپور سے ۸۸ میل جنوب مشرق ہیں۔

شہر جے پور یا جے نگر

یہ نئی راجدھانی جنوب کے سوا ہر طرف پہاڑوں سے گھری ہوئی ہے اور اس میں ۱۹۰۱ء کی مردم شماری کی رو سے ایک لاکھ بیس ہزار ۱۲۰۰۰ آدمی بستے ہیں جسکی لمبائی مشرق سے مغرب کی طرف دو میل کے قریب اور چوڑائی شمال سے جنوب کو تخمیناً ایک میل ہے۔ پختہ شہر پناہ جسمیں خوبصورت برج اور دروازے بنے ہوئے ہیں آٹھ میل اتنی کم چوڑی ہے کہ ادنے توپخانے کے مقابلہ کو بھی کافی نہیں سمجھی جاتی اور ایسی نیچی ہے کہ اکثر طرف ریتلا اونچا فصیل اور گنگوروں تک جمع ہوگیا ہے دروازوں کے آگے جو تعداد میں سات ہیں گھوگس یعنی پچیدار پردے کی دیواریں ہیں ان میں توپوں کے واسطے دمدمے اور بندوقوں کے مورچے بنے ہوئے ہیں اگرچہ کبھی فصیل شہر پناہ کے گرد خندق تھی تو اسکا نشان مٹا دیا ہے۔ راجاؤں کے بنائے ہوئے شہروں میں جیپور کی خوبصورت قطع کو کوئی مقام نہیں پہونچتا صدر بازار جو مشرق سے مغرب کو چلا گیا ہے اسکا راستہ چوبیس گز چوڑا ہے یہ بازار دو میل طویل ہے اور اسپر شمال سے جنوب کو جو ایک میل تک آڑی لائن گئی ہے وہ بھی اسی قدر چوڑی ہے دوسرے درجے کے بازاروں کی چوڑائی بیس گز اور تیسرے نمبر والے کو چونکی چوڑائی نو گز رکھی گئی ہے ہر ایک سیدھی اور آڑی لائن یعنی شہر کی لمبائی اور چوڑائی والی سڑک جہاں ملتی ہے اس مقام پر ایک چوک نظر آتا ہے جسکو بہانہ چوپڑ کہتے ہیں۔

قاعدے کے ساتھ مکان اور راستے بنا جانے کے سبب کل شہر برابر حصوں میں تقسیم ہوسکتا ہے اور بڑے بازار و نین تمام دوکانیں پختہ اور مشکل بنی ہوئی ہیں جنپر بلند بالا خانے ایک رنگ میں نہایت دلفریب و دلکش نظر آتے ہیں حقیقت میں درست قطع پر آباد ہونے کے لحاظ سے شہر جیپور کا جواب تمام ہندوستان میں نہیں پایا جاتا۔ کلکتہ اور بمبئی میں جو اول درجے کے بڑے شہر ہیں آدمیوں کی کثرت اور انگریزی سوداگروں وغیرہ کی حالی شان کوٹھیاں اور ہر قسم کا قیمتی سامان موجود ہونے کے سوا سب مکانوں کی ایک سی کیفیت نہیں ہے۔

مہاراجہ کے محلات اور اُس کا باغ وغیرہ شہر کے بڑے درمیانی چوپڑ میں جو آدھ میل لمبا ہے بنے ہوئے ہیں محل کا اول مکان یعنی ہوا محل بازار کے کنارے پر آٹھ منزل بلند ہے جس کے گرد برج اور چھتریاں تعمیر کی گئی ہیں احاطے کے اندر سنگین ستونوں کے کئی بڑے اور چھوٹے دیوان خانے ہیں۔ باغ جسکے گرد مورچہ دار فصیل اور اندر فوارے اور سرو و شمشاد وغیرہ کے درخت ہیں نہایت خوش وضع ہیں کل محلات بارہ گنے جاتے ہیں اور ہر ایک سے دوسرے کو جانے کے لئے باغ یا نال میں ہوکر راستہ ہے۔ سب سے عمدہ مکان دیوان خاص سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے اسی سفید پتھر کے بازار و کوچوں میں اکثر مندروں اور کئی مسجدوں سے شہر کی خوبصورتی بڑھا دی ہے تحفۂ راجستھان میں لکھا ہے کہ

یہان کے آدمی جن مین بقول یک تجربہ کار کے غیرت کم اور مروت زیادہ ہے بہت عیش طلب اور بے تعصب سمجھے جاتے ہین سیر محتشم مین کہ نواب غوث محمد خان والی جاورہ کا سفرنامہ ہے اس شہر والونکے متعلق ایک فقرہ درج کیا ہے کہ جس گھر مین عورت عیاش نہین وہ صاحب خانہ لشاش نہین لیکن اب تہذیبی زمانے مین یہ فقرہ کتاب کے لیے بدنمائی کا ثبوت دیتا ہے۔ مہاراجہ جے سنگھ کی عظیم الشان رصدگاہ ابتک صحیح وسالم درست ہے گو فی زمانہ یہان کوئی پنڈت اُسکا استعمال نہین کرسکتا علاوہ بڑے بڑے دوائر درجہ نما وارتفاع محرف وسمت الراس وستون وغیرہ کے کہ پختہ مسالے سے تعمیر ہوے ہین پیتل کے بڑے اور بہت وزنی دائرے لگے ہوے ہین اگر کوئی سمجھنے والا ہو تو یہ چیزین تحقیقات علم نجوم اور گردش اجرام فلکی کے واسطے نہایت کارآمد ہین۔

مہاراجہ سوائی جے سنگھ والی آمیر ڈھونڈھار نے اٹھارھوین صدی عیسوی کے شروع مین کہ ۱۷۲۸ء مین اس شہر کو آباد کرکے اپنے نام سے نامزد کیا تھا اور اپنی بود وباش اور کل راج کا کارخانہ قدیم شہر آمیر سے یہان کو منتقل کیا تھا کہ جب سے روز بروز آبادی کم ہوکر آمیر ویران ہوگیا ہے۔

شہر کی تمام خوبیون پر ریت مین پانی کا نکلنا ایک بڑی مصیبت تھا اسلئے مہاراجہ رام سنگھ دوم نے آبادی سے تین کوس کے فاصلے پر ایک ندی کو روک کر نلونکے ذریعہ سے شہر مین پانی پہونچایا۔ اور تمام شہر مین گیس کی روشنی بھی کرائی ہے شہر کے باہر اجمیری دروازے کے قریب اسی مہاراجہ کا لگایا ہوا رام نواس باغ بھی بڑی رونق اور سیر کی جگہ ہے جسکے گرد زیادہ خوشنمائی کے لیے دیوار کے عوض لوہے کا جنگلہ قائم کیا گیا ہے۔ اُسکے اندر کئی مکان اور حوض بنے ہوئے ہین مختلف جانور چوپائے درند اور پرند گھر دن مین بند نظر آتے ہین اور بہت سی عجیب وغریب چیزین جابہ جا موقع اور قرینے سے سجائی گئی ہین۔ ہر طرف صاف ستھرے پانی کے نل اور فوارے عجیب بہار دیتے ہین۔

کچھواہہ قوم

اس نسل کے راجپوتون کو دعوے ہے کہ ہم راجہ رام چندر والی اجودھیا عرف اودھ کے دوسرے بیٹے کش کی اولاد مین ہین اسلیے وہ گھلوت اور راٹھوڑ وغیرہ کی طرح سورج بنسی نسل مین سمجھے جاتے ہین انکو کشواہہ کش کی اولاد مین ہونے کی وجہ سے کہتے ہین بسکو کچھواہہ بھی لکھتے ہین ٹاڈ نے کچھواہا کو کچھواسے ماخوذ سمجھکر کہا ہے کہ یہ قوم اس ملک مین ایسی پھیل گئی تھی جیسے جانور کچھوا پانی مین ہوتا ہے اور یہ بالکل لغوبات ہے تاریخ مالوہ مین سید کریم علی نے لکھا ہے کہ کچھواہا راجپوت کے متعلق کئی کہانیان مشہور ہین اگرچہ ایسی کہانیان لکھنا داب تاریخ نویسی سے بعید ہے لیکن سبب اسکے کہ راجپوت ایسی باتون کو بہت صحیح مانتے ہین جو یہ باتین نظرانداز کردی جائین تو کتاب کو صحیح نہین سمجھتے اور مجھے منظور ہے کہ کتاب سربدلعزیز ہو اسلئے اُنکی تفصیل کرتا ہون (۱) راجہ اجمیدھی کی رانی ایک دن اشنان کرنے کو ندی پر گئی اور اپنے بیٹے کو ایک درخت کے پاس جو ندی کے کنارے پر رہتا تھا بٹھا گئی نہانے کی حالت مین رانی نے دیکھا کہ ایک بندریا اپنے بچے کو پیٹ سے چپٹائے درخت پر کودتی پھرتی ہے رانی نے بندریا سے مخاطب ہوکر کہا کیا احمق ہے آخر حیوان مطلق ہے اگر کود پھاند کے وقت بچہ چھاتی سے چھوٹ جائے زمین پر گر کر مرجائے مجھے تیرے بچے پر رحم آتا ہے

کیسی تو مان ہے اور کیا تیرا کلیجا ہے بندریا کو خدا نے قوت گویائی دی وہ بولی کہ رانی مین تو احمق ہو یا مین احمق ہون یا ضعیف اسکے کہ حیوان مطلق ہون میری محبت مادری اس سے ہویدا ہے کہ میرا بچہ ہر دم میری چھاتی سے لگا رہتا ہے تیری بیدردی مین کیا شک ہے کہ تو نور نظر کو آنکھون کے اوجھل چھوڑ آئی بندریا کی بات سنکر رانی کے دلپر چوٹ لگی لڑکے کو اپنے جلدی سے اٹھا لائی وہ رشی لڑکا اٹھالانے سے آگاہ نہوا معبود کے دھیان مین آنکھ بند تھی رانی کے آنے اور لڑکے کو بچانے سے تھوڑی دیر کے بعد جب چونکا لڑکے کو نہ پایا بہت گھبرایا ندامت سے سر جھکایا اور دل مین کہا رانی جب لڑکے کو نپائے گی سر پیٹیگی چلاسگی مجھ سے لڑکے کو پوچھے گی مجھے شرمندگی ہوگی سوچ کر اٹھا گھانس لایا اور پتلا بنایا اور اُس پتلے مین جان پڑنے کی جناب کبریا مین دعا کی اُسکی دعا قبول ہوئی وہ پتلا مثل رانی کے لڑکے کے ہوگیا کھیلنے لگا جب رانی غسل کرچکی اپنے لڑکے کو گود مین لے رشی کے پاس آئی وہان دوسرا لڑکا اپنے بیٹے کے ہمشکل پایا رہا نہ گیا پوچھا یہ کس کا نور چشم ہے جو میرے بیٹے کے ہمشکل ہے رشی نے کہا اسے لیجا یہ بھی تیرا بیٹا ہے الغرض رانی سب حال سے آگاہ ہوئی اُس لڑکے کو اپنے گھر لیگئی دونو کو پرورش کیا ایک کا نام لو اور دوسرے کا نام کش رکھا زبان سنسکرت مین کش دبھ گھانس کو کہتے ہین کش کی اولاد جو گھانس کے پتلے سے جاندار ہوا کچھوا ہہ راجپوت ہوئے (۲) دوسری روایت یہ ہے کہ سورسنگھ عرف ستلدھل دیوکش پسر اجمیدر کی اولاد مین بہت پشتون بعد ایک آدمی تھا سمت ۱۰۲۳ مین ڈھونڈھار کے ملک مین آیا اس ملک مین کوئی رئیس نہ تھا یہان کا راجہ ہوا جب یہ مریگا دلارائے عرف دل راے راجہ ہوا سمت ۱۰۸۳ مین گدی پر بیٹھا گوجرون سے لڑا دو ساہا ندا فتح کیا جب یہ بھی مریگا گوگل جی عرف گاگل دل سمت ۱۰۹۳ مین گدی پر بیٹھا اس نے جنگل مین گھانس کٹوائی اور وہان باجی نام شہر بسایا بسبب گھانس کاٹنے اور شہر بسانے کے اسکا لقب کچھوا ہہ ہوا (۳) تیسری روایت یہ ہے کہ اس گوگل جی کا بیٹا ہنونت تھا گوگل جی نے اپنے بیٹے کا بیاہ موڑا مین چوہانون کے خاندان مین کیا ایکبار گوگل جی اپنے سمدھی کے گھر گیا اُسنے کہا کہ بڑگوجرو کے سبب میرا ناک مین دم ہے اسوجہ سے بیحد رنج وغم ہے اگر تم مدد کرو تو یہ فساد مٹتا ہے گوگل جی نے یہ سنکر بڑگوجرو پر چڑھائی کی بہت بڑی لڑائی ہوئی اکیس ہزار آدمی طرفین کے مارے گئے بڑگوجر لڑائی جیتے گوگل جی بھاگا جھوا پا کے گھاٹ پر پہونچا وہان دیبی کا مندر تھا اُسکی پوجا کرنے لگا ایک دن دیبی مٹی کے کھلونے بنا رہی تھی بہت خوش بیٹھی تھی گوگل جی نے من اولاے آخو سب حال کہہ سنایا دیبی نے ایک لکڑی گوگل جی کو دی اور یہ بات کہی کہ اس لکڑی کو لیجا جو لوگ لڑائی مین مارے گئے ہین انھین لکڑی چھوا وہ سب زندہ ہو جائینگے اور تیری مدد کرینگے تو راجہ ہوگا مدت تک تیرا راج بنا رہیگا گوگل جی وہ لکڑی لیکر گئے لکڑی سے مردون کو جلایا اور دیبی کی مہربانی کا حال اُنسے کہا اور پھر جوائی دیبی کے پاس گیا دیبی نے مہربان ہوکے فرمایا گھاٹ سے اگر بچ جائے گا اپنا مطلب پائے گا گوگل جی گھاٹ اُتر کے راج گڑھ گیا وہ ملک اُسکے ہاتھ آیا راج کرنے لگا جوائی دیبی کا مندر بنایا اُسکی پوجا کرتا تھا اس دیبی کا نام کھیرائی تھا اس دیبی کی پوجا مین مصروف رہنے کی وجہ سے گوگل جی کچھوا مشہور ہوا۔

ابو الفضل نے کچھواہہ قوم کو چند راوت مین سے بتایا ہے جسکی کتاب آئین اکبری کی اصل عبارت یہ ہے چندر اوت بفتح جیم فارسی وکون مخفی و دال ورا و الف وفتح واو و تاے فوقانی روشناس امین الوس کچھواہہ بفتح کاف وسکون جیم فارسی وہاے مخفی وراو و الف وفتح ہا و ہاے مکتوب۔

کچھواہون کی تاریخ

کش یا اُسکے بیٹے پوتون مین سے کسی نے اپنی موروثی دار الریاست سے نقل وطن کرکے سون ندی کے کنارے پر روہتاس مشہور قلعہ تعمیر کیا تھا اور چند پشتون کے بعد ایک مشہور شخص راجہ نل نے جسکے عشق کا قصہ دمنتی رانی کے ساتھ مشہور ہے اس قصے کو مثنوی نل ومن کے نام سے فیضی برادر ابو الفضل نے فارسی مین نظم کیا ہے سنہ ۳۵۱ مطابق ۹۶۲ء مین مغرب کی طرف چل کر نروربن جسکو قدیم لوگ نئے رشدھ کہتے تھے قلعہ اور سلطنت بنائی بعض یہ بھی روایت کرتے ہین کہ نروربپور بچھے سے پیشتر اُسنے لاہور واقع کچھواہاگار اور گوالیار بھی آباد کئے تھے مگر اسکی تصدیق اچھی طرح نہین ہوتی ہے تیسوین پشت مین سورا سنگھ ہوا اُسکے پسر دُلہا راے نے جسکو عام لوگ ڈھولا راے بولتے ہین باپ کے مرنے کے بعد موروثی ریاست سے مخروج ہوکر سنہ ۱۰۲۳ مطابق ۹۶۶ء مین ڈھونڈھاڑ راج قائم کیا جو مشرقی شمالی راجپوتانہ مین ہے کہتے ہین کہ سورا سنگھ رئیس نروربن کا انتقال ہوا تو اُسکے بھائی نے راج چھین کر صغیر سن ڈھولا راے کو اُسکے موروثی حق سے محروم کیا اُسکی والدہ مفلسون کا لباس پہنکر اور لڑکے کو ٹوکرے مین اپنے سر پر لیکر مغرب کی طرف روانہ ہوئی اور قصبہ کھوگنگ مین جو شہر جیپور کے موقع سے پہاڑون مین پانچ میل کے اندر تھا اور اُسمین مینونکی آبادی تھی پہونچی اور مینہ رئیس کی کنیز سے ملکر دیٹون کے عوض مزدوری کرنیکی التجا کی مینہ کی رانی نے اُسکو کنیزون مین لوکر رکھا ایک روز اُسنے کھانا پکایا اور مینہ رئیس نے جسکا نام رائن سی تھا کھایا تو اُسکو اپنے معمولی کھانے سے ایسا خوشگوار معلوم ہوا۔ پکانے والی کو طلب کرکے اسکی کل سرگذشت دریافت کی اور جب اُسکو اس آفت زدہ عورت کے خاندان کی عظمت کا حال معلوم ہوا تو اسکو اپنی بہن اور ڈھولا راے کو بھانجا قرار دیکر بہت عزت وتوقیر سے رکھا اور کچھ زمین گذارے کے لیے دیدی ایک قدیم تواریخی شعر ہندی سے اس مینا رئیس کی قوت کا اندازہ ہوسکتا ہے ؎ باون کوٹ چھپن دروازہ + مینا مردنائن کا راجہ یعنی باون قلعے اور چھپن دروازے مینا راجہ کے ہین۔ جب یہ لڑکا چودہ برس کا ہوگیا تو اُسکو کھوگنگ کا خراج ادا کرنے کے واسطے دہلی کو کروہان تنور راجہ حکمران تھا بھیجا وہان اُسکو پانچ برس رہنے کا اتفاق ہوا اور یہ خیال پیدا ہوا کہ مینہ رئیس کی ریاست کو لینا چاہیئے اس باب مین اُسنے مینون کے ڈھولی یعنی ڈوم یا بھیشر سے مشورہ کیا اُسنے صلاح دی کہ ہولی کے تیوہار پر کل مینے جمع ہوکر ایک تالاب مین غسل کرتے ہین اُسوقت یہ کام کرنا چاہیئے چنانچہ اُسنے ایسا ہی کیا کہ دہلی سے اپنے ہم قوم راجپوتون کا گروہ ہمراہ لاکر جس تالاب مین مینے نہاتے تھے اُسی کو اُنکی نعشون سے بھر دیا اور اُنکے ساتھ تمام ڈھولی کو بھی قتل کیا کیونکہ جس نے ایک آقا سے دغا کی اُسپر دوسرا کیونکر اعتبار کرسکتا ہے۔ ایک فارسی کی قلمی تاریخ مین لکھا ہے کہ چونکہ قدیم سے اسکے خاندان کا

معمول دغاوفریب پر تھا سب کچھوا ہون کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ آدمیون کو مار ڈالین اور ملک کے ہم مالک بنجائین ایک دن مینون کی دعوت کی اور خوب شراب پلائی جب سب بدمست ہوگئے تو اُنکو قتل کر ڈالا اور اُس دن سے ملک پر قبضہ کر لیا (یہ نسخہ لارد ولشن راے سے منقول ہے) گھوگنگ پر قبضہ کر کے وہ دوسہ کو گیا وہان بڑگوجر نسل کا راجپوت راجہ تھا اُسکی دختر کو اپنے ازدواج مین لانا چاہا اُسنے کہا کہ یہ امر کیونکر ہو سکتا ہے کہ ہم تم دونون سورج بنسی ہین اور اب تک سو پشت کا تفاوت نہین ہوا ہے مگر جب یقین ہوا کہ یہ تعداد معینہ پشتین گذر گئی ہین تو شادی کر دی اس بڑگوجر راجہ کے اولاد نتھی اسلیے اُسنے اپنے داماد کو راج کا اختیار دیا اسطرح اضافہ ملک سے زور پاکر سیسرہ قوم کے مینون کو جن کا سردار راج کا رئیس راؤ تھا فتح کرنا چاہا کہ اسمیں بھی کامیاب ہوا اور مقام مفتوحہ جدید کو اپنی بود و باش کے واسطے بہتر سمجھکر وہان دارالحکومت بنایا اور اپنے بزرگون کے نام سے بیچ کا نام رام گڑھ رکھا بعد ازان ڈھولا نے ماروی دختر رئیس امبیر سے شادی کی جسپر وہ عاشق ہوگیا تھا ڈھولا مارو کا قصہ راجپوتانے مین بابا لوگ گاتے پھرتے ہین یہ ہندو فقیرون کا ایک گروہ ہے ڈھولا مارو کا سانگ بھی ہولی پر بنایا جاتا ہے ایک دفعہ جمبوا سے دیبی کے مندر سے مع ماروی رانی کے واپس آتا تھا کہ اثنا سے راہ مین مینون نے یہ تعداد گیارہ ہزار فراہم ہوکر اُسپر حملہ کیا ڈھولا نے اُنسے لڑائی کی اور اکثر آدمیون کو مارا مگر خود بھی مارا گیا اور اُسکے ساتھی بھاگ گئے۔

ماروی رانی حاملہ تھی ڈھولا راے کے بعد اُس سے ایک لڑکا پیدا ہوا جسکا نام کنکل رکھا۔

کنکل

اُسنے اپنے باپ کا ملک دشمنون کے قبضے سے نکالا اس نام کی جگہ کا نکل بھی لکھا ہے۔

میئل راو

یہ کنکل کا بیٹا ہے اُسنے سوساوت مینون سے شہر آنبیر کہ اُسکے سردار بھاٹو راؤ کا دارالریاست تھا فتح کیا اور نامزد مینو کو مغلوب کر کے گتر گھٹی کا ضلع اپنے علاقے مین شامل کیا اور خاص قصبہ آنبیر کو جو انبا ماتا کے نام پر آباد ہوا تھا اپنی راجدھانی بنایا۔ اور بھاٹون کے مار ڈالنے کے بعد راؤ کہلانے لگا۔

ہمون دیو یا ہنوجی

یہ شخص میدل راؤ کے بعد راجہ ہوا اور اسکے وقت مین بھی مینون سے لڑائیان ہوتی رہین۔

کون تل

ہمون دیو کے بعد کون تل قائم مقام ہوا اُسکی حکومت گردونواح کی کل پہاڑی قوم پر پھیل گئی جسوقت وہ بھٹوار کے جوہان رئیس کی دختر سے شادی کرنے کے واسطے چلنے لگا تو مینون نے اُسکی پہلی خونریزیو کو یاد کر کے اور ہر طرف سے جمع ہوکے اُس سے کہا کہ اگر سرحد سے باہر جاتا ہے تو راج کے نقارے اور نشان کو ہماری حفاظت مین چھوڑ جا اُسنے انکار کیا اسپر لڑائی ہوئی مینون نے شکست کھائی اور اُسکی حکومت ڈھونڈھار مین اور بھی استقلال پکڑ گئی نوٹ نسبنامہ راجگان جیپور مین اس نام کی جگہ جاتر کا دیو نام تاریخون مین مندرج ہے۔

پچھون

کوک تل کے بعد پچھون ہوا اس نام کی جگہ پر چون اور پوچن اور پچھ بھی لکھا ہوا ہے چند شاعر نے پرتھی راج راسا مین جو ایک قصے کی کتاب ہے جہان اور لوگون کے حالات کو مبالغے کا رنگ دیا ہے وہان اسکی بھی تعریف لکھکر شاعرانہ بہادری مین مشہور کردیا ہے اور اسکو پرتھی راج کا بہنوئی قرار دیا ہے چند کا قول ہے کہ عظمت خاندان اور پرچھن کی ذاتی لیاقت سے اُسکی شادی پرتھی راج چوہان راجہ دہلی کی ہمشیرہ سے ہوئی تھی۔ پرتھی راج نے ہندوستان کے ایک سو آٹھ چھوٹے بڑے زمینداروں اور راجون کو طلب کیا اُسمین پرچھن کو عمدہ مقام پر جگہ دی اور اپنی فوج کے ایک گروہ کا افسر مقرر کیا اور یہانتک مبالغہ کیا اور اُسکی بہادری کا راگ گایا کہ ایک دفعہ جس زمانے مین وہ سرحد کا حاکم تھا شہاب الدین غوری کو درخیبر پر اُسکے ہاتھ سے شکست دلاکر اوسکا غزنی تک تعاقب کرایا ہے فارسی کی تاریخین جنمین ہر ایک کلی اور جزی واقعہ کو شرح وبسط سے لکھا ہے اس بات سے خالی ہین۔

پچھون نے چندیلہ راجپوتون سے مہابر فتح کیا اور وہان کا حاکم مقرر ہوا۔

فارسی کی قلمی تاریخ جیپور جو کتب خانۂ ریاست مین موجود ہے اور اسکو ۱۱۲۶ھ ہجری مین مقام لکھنؤ مین لالہ روشن راے سے نقل کیا ہے اُسمین مندرج ہے کہ پرتھی راج نے پچھون کے ساتھ اپنی بیٹی کا بیاہ کرکے آسام کے ملک کے انتظام کے لیے بھیجدیا وہ مدت تک وہان رہا اور پھر دہلی کو واپس آگیا اور پرتھی راج سے معاہدہ کرلیا کہ جب اوسکی لڑائی جے چندر والی قنوج سے ہوگی تو وہ اس جنگ مین پرتھی راج کے ساتھ جانفشانی کرے گا چنانچہ ۵۸۰ ہجری مین پرتھی راج جے چندر کی لڑکی کو جسپر وہ عاشق تھا اُڑانے کے لیے قنوج کو جانے لگا تو اپنی فوج مین سے ایک سو سولہ کے قریب جودھا جوان اور نامی سردار جنمین پرچھون بھی تھا چن کر ساتھ لیے اور منزل بمنزل چلکر قنوج کے پاس ایک باغ مین مخفی طور پر قیام کیا اور اپنے آنے کی خبر جے چندر کی بیٹی کو بھیجدی دونون مین طلب صادق تھی اسلیے شب مین پرتھی راج اُسکو اڑاکر گھوڑے پر بٹھاکر دہلی کیطرف لے چلا۔ اور سردارون سے کہدیا کہ اگر راجہ جے چندر کی فوج تعاقب کرے تو اُسکو اتنا لڑائی مین لگا لینا چاہئے کہ مین صحیح سلامت دہلی پہونچ جاؤن۔ جب جے چندر کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو غصے سے آگ ہوگیا اور پرتھی راج کے خون کا پیاسا بن گیا اور اپنے سردارونکو حکم دیا کہ پرتھی راج کو کمان کے گوشے مین باندھ لاؤ۔ چنانچہ جے چندر کے آدمیون نے تعاقب کیا لیکن پرتھی راج کے سردارون نے اپنے آقا کے پاس نمک کی وجہ سے اُنکو راستے مین مصروف کرلیا اسلیے ایک ایک سردار صف سے نکلکر لڑنے لگا اور گڑھ مکتیسر تک اسی طرح لڑائی ہوتی رہی پرچھون اسی مقام پر کام آیا اور دوسرے سردار بھی مارے گئے صرف سولہ سردار بچکر دہلی تک نکل گئے راجہ جے چندر کے آدمی مجبور ہوکر ناکام لوٹ گئے۔

مالے رسی یا سلے رسی

پچھون کے مارے جانیکے وقت اُسکا بیٹا مالے رسی بھی قنوج کی لڑائی مین موجود تھا جسنے بہت سے دشمنون کو

قتل کرکے پرتھی راج کے معتبر سردار ونین درجہ پایا اور ریاست آمیر مین اپنے باپ کا جانشین ہوا۔ اُسنے بھی اکثر نمایان کام کئے اُنمین سے رُتر اہی کی فتح تھی کہ منڈور کے رئیس پر حاصل کی تھی مالے سی کے بعد بی جل اور راج دیو اور کُوکن (بواو مجہول) یہ تین راجے ہوئے اُنکے عہد مین کوئی امر قابل تحریر وقوع مین نہ آیا۔

کُنتل یا کُوکن تل

(بواو معروف)

یہ کُوکن کے بعد جانشین ہوا اسکے تین بیٹے تھے (۱) جونسی ولیعہد (۲) ہمیر جسکی اولاد مین دونی کے گوگاوت ہین (۳) لکھوجی جسکی اولاد بانسری مین ہے۔

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY HYDERABAD-7

جون سی

(واو معروف ونون موقوف سے

اسکے دو بیٹے تھے ایک اُدے کرن ولیعہد دوسرے کی اولاد کُھم بانی بانس کھوہ مین ہے ٹاڈ صاحب نے کُھم بانی قائم کی اولاد بتائی ہے اور بعض کتابون مین کُھم بانی خود اس دوسرے لڑکے کا نام بتایا ہے جسکی اولاد بانس کھوہ مین ہے

اُدے کرن

جون سی کے بعد اُدے کرن مالک ہوا۔ اسکے پسر بالوجی نے ڈھونڈھار سے علیحدہ ہو کر پنجاب کے ضلع امرتسر مین رہنا اختیار کیا اور اُسکے پوتے شیخ جی نے جو موکل کا بیٹا تھا راجستان کے شمالی ریگستان مین قیام کیا جسکی شیخاوت اولاد کے پھیلنے سے اس علاقے کا نام شیخاوائی ہوگیا۔ سیکر۔ کھیتڑی۔ اور لسادہ وغیرہ کے شیخاوتون کے سوا الور اور اونیارہ کے نروکے راجپوت راجہ اُدے کرن کے ایک پڑپوتے نروناگ کی اولاد مین سے ہین اسکی باقی اولاد مین سے بتیل پوتہ اور پنل پوتہ اور شیوبرن پوتہ شمار کئے جاتے ہین۔ نرسنگھ اسکا ولیعہد تھا۔

نرسنگھ

اپنے باپ اُدے کرن کے بعد راجہ بنا۔ بنبیر اسکا ولیعہد تھا۔

بَن بیر

نرسنگھ کے بعد ملک کا مالک ہوا اسکے اتنے بیٹے تھے (۱) اُدھرن یا دوسرا اُودے کرن ولیعہد (۲) برن جی (۳) جروجی (۴) ملک (۵) دیت (۶) برودجی۔ ان سب کی اولاد بنبیر پوتہ کہلاتی ہے۔

اودے کرن دوم

اسکا ولیعہد چندرسین تھا زیادہ حال معلوم نہ ہوا۔

چندرسین

اسکی اولاد مین سے پرتھی راج ولیعہد (۲) دوسرے کی اولاد کم باوت مہار مین ہے اور ٹاڈ راجستان مین کھوہ کی اولاد کھمباوت مہار مین تحریر کی ہے۔

پرتھی راج

راجہ پرتھی راج دہلی راے سے اٹھارھوین پشت مین تھا اور جنھون نے میدل راؤ کا نام نہین لکھا اُنکے نزدیک سترھوین پشت مین تھا اسکے سترہ بیٹے ہوئے جن مین سے بارہ جوان ہوکر بچے جن کو اُسنے بارہ جاگیرین دین اسی سبب سے جے پور کے ماتحت کچھواہونکی بارہ کوٹھریان یعنی بڑی جاگیرین سمجھی جاتی ہین جن مین اب ترقی و تبدیلی ہوکر تعداد بڑھ گئی ہے اور کوٹھری کا لفظ بھی موقوف ہوکر ٹھکانہ کہتے ہین ان بارہ کوٹھریون کے نام یہ ہین (۱) بگرو۔ باے موحدہ کے فتحہ اور واو معروف سے (۲) رتوار بفتح راے مہملہ اول وسکون تاے فوقانی (۳) چوملون بفتح جیم فارسی وواو دوم معروف (۴) اچرول بفتح الف وسکون جیم فارسی (۵) ڈگی بکسر ال ثقیل (۶) سنوت براؤ معروف (۷) لانبر۔ لا۔ نون غنہ سے (۸) دونی ضم دال مہملہ وواو معروف سے (۹) بانس کھوہ (۱۰) مہار بفتح میم (۱۱) نینندز۔ بکسر نون اول ویاے معروف ونون دوم غنہ سے (۱۲) پاٹ کوہ تاے ثقیل وواو مجہول سے انمین سے بعض کوٹھریان اب معدوم ہوگئی ہین اور بعض علیحدہ جاگیرین پہلے رئیسون کے وقت سے کوٹھری مشہور ہوگئین۔

راجہ پرتھی راج سندھ ندی پار دیول کی زیارت کو جاتے ہوے اپنے ایک بیٹے بھیم کے ہاتھ سے جو دیوانہ خیال کیا جاتا تھا مارا گیا۔ لیکن بھیم کو بھی اُسکے بیٹے اُسکرن نے بھائیون کے اغوا سے مار ڈالا اور کفارے کے طور پر تیرتھ یاترا کرکے نرور مین گودگیا۔ پرتھی راج کے مرنے کے بعد اُسکے بیٹون مین سے لڑائی جھگڑے کرکے بھارمل نے آنبیر کا راج پایا جو ہمایون اور اکبر بادشاہ کا ہمعصر تھا۔

راجہ بھارمل

راجہ بھارمل پہلا شخص ہے جو راجپوتانے کے تمام راجاؤن سے اول مغل بادشاہون کا فرمانبردار بنا۔ اسوقت سے مسلمانونکے ساتھ زیادہ سابقہ پڑنے کے سبب ہر ایک رئیس کا سال وسمبت اور تاریخی احوال صاف طور پر ملتا ہے جسکے پہلے ڈھونڈھار کا راج قائم ہونے کے سوا کسی راجہ یا کسی معاملے کا ٹھیک زمانہ معلوم نہین ہوسکتا اس نام کو ہندی کی کتابون مین بھارمل لکھا ہے اور فارسی واردو کی کتابون مین بھارامل۔ سب سے پہلے اُس نے ملازمت اکبری مین شامل ہونے کا فخر حاصل کیا ۹۲۳ھ ہجری یعنی پہلی سال جلوس اکبری مین مجنون خان قاقشال نارنول کی حکومت پر سرفراز ہوا جب وہان پہونچا حاجی خان شیرشاہ سور کا غلام اُسپر چڑھ دوڑا اس حملے مین راجہ بھارمل حاجی خان کے ساتھ تھا جب مجنون خانکی حالت محاصرے مین تنگ ہوئی تو تین سال راجہ نے نہایت مروت وانسانیت سے صلح کراکر اسکو محاصرے سے نکلوادیا مجنون خان دربار مین پہونچا راجہ کی مجست ومروت عالی خاندانی اور عالی ہمتی کی اکبر کے سامنے تعریف کی کمال کے جوہری نے اُسی وقت فرمان طلب لکھا کر ایک امیر کے ہاتھ روانہ کیا راجہ فرمان کے پہونچتے ہی معقول ساز وسامان کے ساتھ آنبیر سے روانہ ہوا اور اُس حالت خوشی مین جبکہ اکبر میمون کی مہم سے فتحیاب ہوکر چتن منار ہا تھا دربار مین حاضر ہوا بادشاہ نے راجہ اور اُسکے

ساتھیون کی بہت عزت وخاطر کی اور خلعت اور انعام واکرام سے مالا مال کیا۔

راجہ کی رخصت کے وقت بادشاہ ایک مست ہاتھی پر سوار ہوکر شکار وغیرہ کو جانا چاہتا تھا اتفاق سے ہاتھی بگڑ گیا بادشاہی توکر دوڑ کر بھاگنے لگے لیکن راجہ کے آدمی اپنی جگہ سے نہ ہٹے اسپر بادشاہ نے خوش ہوکر راجپوتوں کی پرورش کا خیال اپنے دل مین رکھا اور راجہ کو جلد واپسی کی تاکید۔

اکبر نے مرزا اشرف الدین حسین کو میوات کا صوبہ دار مقرر کرکے بھیجا تھا اُسنے وہان پہونچکر قرب وجوار کے علاقون پر بھی ہاتھ پھیلنا شروع اور آنبیر کو لینا چاہا۔ بھارمل کا بھتیجا سوجا اسپر پورش شرکت ریاست کیوجہ سے مرزا سے ملگیا اور ساتھ ہوکر لشکر لے گیا چونکہ گھر کی پھوٹ تھی مرزا غالب آیا اور راجہ پر خرچ مقرر کرکے جگناتھ اُسکے چھوٹے بیٹے اور راج سنگھ اسپر آسن کرن اور کھنگار اسپر جگمل اسکے بھتیجونکو بطور یرغمال اپنے ساتھ لے گیا۔

۹۶۸ھ ہجری مین بادشاہ حضرت خواجہ معین الدین کے مزار کی زیارت کے لیے اجمیر جارہا تھا جب قصبہ دیوسہ مین مقام ہوا تمام قصبہ خالی نظر آیا بادشاہ نے سبب دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ لشکر شاہی کی آمد سنکر تمام قصبے کے لوگ اپنے عیال واطفال کو لیکر پہاڑونمین جا چھپے داوگر بادشاہ کو یہ حال معلوم کرکے سخت تعجب اور افسوس ہوا اور فرمایا کہ ہماری ہمیشہ خواہش رہتی ہے کہ رعایا کو ہم سے فیض پہونچے پھر اس خوف کی کیا وجہ چغتی خان نے کہا کہ مرزا شرف الدین حسین حاکم میوات نے بھارمل وغیرہ پر بڑی زیادتی کی ہے اسکے خوف سے بیچارے پہاڑونمین گھس کر گذارہ کررہے ہین اب بادشاہ کی آمد سنکر رعایا بھی ڈر کے مارے قصبہ چھوڑکر بھاگ گئی ہے اکبر نے اس قصبے کے زمیندار کے بلائے جانے کا حکم دیا اور چغتی خان کو راجہ بھارمل کے لانے کے واسطے روانہ کیا راجہ کا بھائی روپ سی اس قصبے کا زمیندار تھا وہ ڈر کے مارے خود تو نہ آیا اپنے بڑے بیٹے جے مل کو دربار مین روانہ کیا بادشاہ نے کہا کہ یہ ٹھیک نہین ہے وہ خود آئے آخرکار روپ سی دربار مین خود حاضر ہوا اکبر نے بہت خاطر کی اور نوازشہائے شاہانہ سے مسرور کیا اکبر کی اس عنایت کو دیکھکر قرب وجوار کے زمینارون کے دل سے خوف جاتا رہا اور وہ دربار مین حاضر ہونے لگے سانگانیر کے مقام پر چغتی خان نے راجہ بھارمل کو بھی لاکر پیش کیا بادشاہ نے بڑی محبت اور دلداری سے اُسکی تشفی کی اُسکے عہدے کے سب سے بڑے منصب پنجہزاری پر سرفراز کرکے امرائے خاص مین داخل کیا۔ ٹاڈ کا یہ کہنا کہ ہمایون نے بٹھانونکے ہاتھ سے شکست پانے سے پہلے اُسکو پنجہزاری منصب اور آنبیر کا راج دیا تھا درست نہین منصب اُسوقت مین تھا جب راجہ کے دل مین بادشاہ کے اس فیاضانہ برتاؤ سے محبت والفت کا ایسا جوش پیدا ہوا کہ رفتہ رفتہ اپنے بگانون اور اُسمین کچھ فرق نہ رہا چند روز کے بعد بھگوانداس راجہ کا بیٹا اور مان سنگھ پوتا بھی آگئے اکبر نے ان دونون کو ساتھ لیا اور راجہ بھارمل کو رخصت کیا مگر دل ملگئے تھے چلتے وقت کہدیا کہ جلد چلے آنا اور سامان کرکے آنا تاکہ پھر جانے کی تکلیف نہ کرنا پڑے

۹۶۹ھ ہجری مطابق ۱۵۶۱ء مین اکبر کے اجمیر سے لوٹتے وقت قصبۂ سانبھر مین بھارمل کی بیٹی مان سنگھ کی پھوپھی سیلمات اکبری مین شامل ہوکر محل کا سنگار ہوگئی اور یہ سب سے پہلی راجپوت لڑکی تھی جسے خاندان

مغلیہ کی حرم سرا میں داخل ہونے کا فخر حاصل ہوا اسکا نام شنتلی یا جیارانی تھا اور عارف النسا بیگم خطاب تھا ابو الفضل اکبر نامے میں کہتا ہے کہ خود راجہ نے استدعا کی تھی کہ میں اپنی لڑکی محلات شاہی میں داخل کرنا چاہتا ہوں اور منتخب التواریخ و مخزن التواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا اکبر کیطرف سے ہوئی تھی اور پہلے تو راجہ نے دین کی مخالفت سے نہ مانا آخر لاچار ہو کر راضی ہو گیا شرف الدین حسین مرزا بھی سانبھر میں سلام کو حاضر ہوا بادشاہ نے اس سے جگناتھ اور راج سنگھ اور کھنگار کو طلب کر لیا تا کہ بھارمل کی دلجمعی میں کسیطرح کا دغدغہ نہ رہے اجمیر سے واپسی پر بھارمل نے بہت چاہا کہ بادشاہ اسکی راجدھانی میں چلکر مہمان بنجائے مگر اگرے کو پہونچنے کی جلدی تھی جو اپدیا کہ پھر کبھی دیکھا جائیگا اور اسکو رخصت کر کے اسکے بیٹے بھگوانداس اور پوتے مان سنگھ اور دوسرے رشتہ داروں اور جاگیرداروں کو ہمراہ لے کر اگرے میں آ گیا۔

راجہ بھارمل اپنی آخر عمر تک نہایت ذمہ داری اور اعتبار کی خدمتوں پر مامور ہوتا رہا جب اکبر نے ۹۷۹ھ ہجری میں ابراہیم حسین مرزا کی تنبیہ کے واسطے گجرات کی طرف کوچ کیا راجہ کو اپنے بجائے وکیل مطلق بنا کر فتح پور میں چھوڑا ابراہیم حسین مرزا وہان سے بھاگ کر اگرے کی طرف آ گیا اور ارادہ کیا کہ بادشاہ گجرات اور سورت کے علاقوں میں فوج لئے پھرتا ہے اگرہ دہلی اور لاہور مشہور شہر ہیں سب جگہ میدان خالی ہے دھاوے مار و نگا بادشاہی خزانے ہیں شہر آباد ہیں لوٹ مار سے سامان لیتا جاؤنگا جہان قدم تھمگئے جم جاؤنگا کچھ نہ ہوا تو ملتان سے سندھ ہو کر پھر گجرات میں آ جاؤنگا راجہ بھارمل مرزا کا رخ دیکھکر فوراً ٹاڑ گیا اسیوقت دہلی وغیرہ مقامات میں فوجیں بھیجدیں اور امرائے اطراف کے پاس خطوط دوڑا دئے اور ایسا انتظام کیا کہ مرزا جان بچا نامرادی نے سامنے سے نشان ہلا دیا وحشت کے عالم میں پنجاب کا رخ کیا لیکن بھارمل کا خط حسین خان ٹکریہ کے پاس پہونچ چکا تھا کہ ابراہیم دو جگہ شکست کھا کر دہلی کے اطراف میں پہونچا ہے اور یہ پایہ تخت کا مقام ہے خالی پڑا ہے اُس فرزند کو چاہئے کہ جلد اپنے تئیں وہان پہونچائے یہ بہادر ایسے معرکوں کا عاشق زار تھا خط دیکھتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا کانگڑہ سے حسین قلی خان روانہ ہوا غرض کسی جگہ مرزا کو ٹھہرنا نصیب نہ ہوا اور لاہور و ملتان کے راستے میں اُسکا کام تمام ہو گیا بادشاہ بھارمل کی خوش انتظامی سے بہت خوش ہوا اور روز بروز اعزاز و اکرام زیادہ کرنے لگا اس راجہ کے مرنے کا وقت معلوم نہیں اسکے چار بیٹے تھے (۱) بھگوانداس ولی عہد (۲) مادھو سنگھ (۳) سورسنگھ (۴) جگناتھ۔

راجہ بھگوانداس

راجہ مذکور اپنے باپ کے ساتھ ۹۶۴ھ ہجری میں دربار اکبری میں حاضر ہوا۔ اس نام کو بھگونت داس بھی لکھدیتے ہیں ۹۸۱ھ ہجری میں جب خان اعظم گجرات میں گھر گیا اور حسین مرزا وغیرہ چغتائی باغی شاہزادے افواج دکن کو ساتھ لیکر اسکے گرد جا گئے اکبر ایکدن فتح پور سیکری میں دربار کر رہا تھا کہ فوراً سوانح نگار کا پرچہ لگا اور یہ حال معلوم کر کے اُسی وقت کوچ کر دیا اور ۲۷ دن کی راہ سات دن میں طے کر کے احمد آباد

جا پہونچا راجہ بھگوانداس مع اپنے ولیعہد کنور مان سنگھ کے اس یلغار مین بادشاہ کے ساتھہ تھا اکبر کے خاصہ گھوڑون مین ایک سفید براق بادرفتار گھوڑا تھا جسکا نام پیدار کھا تھا جس وقت لڑائی کے واسطے بادشاہ اسپر سوار ہوا گھوڑا بیٹھ گیا سب ایک دوسرے کا منھ تکنے لگے کہ شگون اچھا نہ ہوا یہ حال دیکھکر راجہ بھگوانداس آگے بڑھا اور کہا حضور فتح مبارک اکبر نے جواب دیا سلامت باشید لیکن کیونکر راجہ نے جواب دیا کہ اس رستے مین تین شگون برابر دیکھتا چلا آیا ہون -

(۱) ہمارے شاستر مین لکھا ہے کہ جب فوج مقابلے کو تیار ہو اور سینا پتی کا گھوڑا سواری کے وقت بیٹھ جائے تو فتح اُسی کی ہوگی -

(۲) ہوا کا رخ حضور ملاحظہ فرمائین کہ کسطرح بدل گیا بزرگون نے لکھدیا ہے کہ جب ایسی صورت ہو سمجھ لیجیے کہ ہم اپنی ہی

(۳) راستے مین برابر دیکھتا آیا ہون کہ گدھ چیلین اور کوے برابر لشکر کے ساتھ چلے آتے ہین اسے بھی بزرگون نے فتح کی نشانی لکھا ہے -

راجہ بھگوانداس کی اس تقریر سے اکبر اور کل ساتھیون کو بہت خوشی حاصل ہوئی آخرکار میدان مین جاکر پرے جمائے اکبر راجہ بھگوانداس کو ساتھ لیکر ایک بلندی پر کھڑا ہوا میدان جنگ کا اندازہ دیکھ رہا تھا تھوڑی دیر کے بعد راجہ بھگوانداس سے کہا کہ ہراول پر زور زیادہ ہے اور طور بے طور ہوا چاہتا ہے اپنی فوجین تھوڑی اور غنیم کا ہجوم زیادہ ہے چلو ہم تم ملکر جا پڑین کہ پنچے سے مشت کا صدمہ زبردست پڑتا ہے یہ کہکر دونون نے گھوڑے کی باگین اُٹھائین اور دھاوا کرتے ہوئے ۹۷۹ھ ہجری کی جنگ گجرات مین اکبر ایک مقام پر کھڑا ہوا تیر مار رہا تھا راجہ بھگوانداس اور مان سنگھ اکبر کے پہلو مین تھے غنیم کے تین سپاہی انھین تاڑ کر آئے ایک کار خراجہ بھگوانداس پر اور دو کا اکبر پر تھا راجہ بھگوانداس نے گھوڑا بڑھایا سوار نے نیزہ مارا راجہ نے وار بچاکر برچھا مارا وہ گھائل ہوکر بھاگا جو دو سوار اکبر پر آتے تھے انپر مان سنگھ چلا اکبر نے للکارا کہ خبردار قدم نہ اُٹھانا اور ہاتھ سے گھوڑا اُڑاکر آپ انپر چلا - قرب وجوار مین اور سردار بھی لڑ رہے تھے کسیکو خیال نہوا - راجہ بھگوانداس چلایا کہ کنور جی (مان سنگھ) کیا ہوا دیکھتے ہو اور کھڑے ہو اُسنے کہا کیا کرون مہابلی خفا ہوتے ہین راجہ نے خفا ہوکر کہا کہ وقت خفگی دیکھنے کا نہین ہے اسی عرصے مین دونون سوار جس زور سے آئے تھے اسی زور سے بھاگ گئے - ایک مقام پر بادشاہ گھر گیا اُسوقت راجپوتون کا یہ عالم تھا کہ بادشاہ کے گرد پھرتے تھے اور اسطرح مرمر کر گرتے تھے جیسے پتنگے چراغ کے آس پاس تڑپتے ہین اور زمین ٹلتے راجہ بھگوانداس کا بھتیجا راجہ بھگونت کمال دلاوری سے لڑا اور مارا گیا غرض کہ یہ ہم اکبر کے اقبال خداداد اور جان نثار و نمک جان نثاری و بہادری سے اول سے آخر تک خوشی کے ساتھ ختم ہوئی ۹۹۳ھ ہجری مین اکبر نے حال و استقبال کی مصلحتون پر نظر کرکے سوچا کہ ولیعہد سلطنت (شاہزادہ سلیم) کا تعلق خاندان کچھواہہ سے زیادہ کیا جاے بعد گفت و شنید کے راجہ بھگوانداس کی بیٹی سے شادی قرار پائی بادشاہ مع امراے دربار کے راجہ کے گھر گیا اہل ہنود کی ساری رسمین مثل پھیرے اور ہون وغیرہ کے عمل مین آئین ۹۹۴ھ ہجری مین شاہزادی سلطان النسا

اور ۹۹۵ھ ہجری مین شاہزادہ خسرو اس رانی کے بطن سے پیدا ہوئے اور شاہ بیگم اور دوسری روایت کے مطابق آرام جان اسکو خطاب دیا گیا۔

۲۳ھ جلوس مین راجہ بھگواندا س صوبہ پنجاب کا صوبہ دار مقرر ہوا۔

۹۹۴ھ ہجری مین راجہ بھگواندا س صوبہ کابل کی حکومت سے سرفراز ہوا وہان اُسکو خاندانی مرض نے دبوایا کہ دیا جب حکیم نے نبض پر ہاتھ رکھا راجہ نے جھٹ کھینچ کر اپنے ماریا شاہی طبیبون کے معالجے سے تھوڑے دنون مین شفا پائی اور کنور مان سنگھ کو کابل کی صوبہ داری پر جانا پڑا۔ ۹۹۵ھ ہجری مین حرم سرا اور محلون کا انتظام اسکے سپرد کیا گیا اور یہ خدمت پہلے بھی اکثر اُسکے سپرد ہوا کرتی تھی سفر مین حرم سرا کی سواریون کا انتظام بھی کیا کرتا تھا اس سال اسکی اور کل خاندان کچھواہہ کے امرا کی جاگیرین صوبہ پنجاب سے صوبہ بہار مین منتقل کی گئین اور راجہ بھگواندا س کو قلعہ رہتاس جاگیر مین ملا۔ ۹۹۶ھ ہجری مین جب اکبر کشمیر کی سیر کو جانے لگا اسے لاہور کا انتظام سپرد کر گیا۔ راجہ ٹوڈرمل بھی یہین رہا۔ بادشاہ روز جمعرات غرۂ شعبان سنہ مذکور کو سری نگر مین پہونچا اور یہان سے ۲۷ رمضان کو سیر کابل کا عزم کیا کابل مین خبر پہونچی کہ راجہ ٹوڈرمل اور بھگواندا س مر گئے اول راجہ ٹوڈرمل کا انتقال ہوا راجہ بھگواندا س اُسکے جنازے کے ساتھ گیا ٹھاکر پیٹ مین درد اُٹھنے کی اور پیشاب بند ہو گیا پانچ دن اسی حالت مین مبتلا رہا سفر آخرت اختیار کیا بادشاہ کشمیر سے واپس آرہا تھا راستے مین یہ حال معلوم ہو کر بہت افسوس کیا کنور مان سنگھ کے پاس فرمان تعزیت ارسال کر کے منصب پنجہزاری پر سربلند کیا اور خطاب راجگی سے موصوف کر کے خلعت و اسپ ارسال فرمایا۔ ۲۰ محرم ۹۹۸ھ ہجری کو بادشاہ نے کابل سے ہندوستان کو مراجعت کی۔

اُس زمانے مین مسلمان بادشاہون کی وجہ سے ہندو مسلمانون سے بڑی تالیف کے ساتھ پیش آتے تھے چنانچہ بھگواندا س نے لاہور مین مسلمانون کے واسطے ایک جامع مسجد تعمیر کرائی تھی جسمین اکثر آدمی نماز جمعہ ادا کرتے تھے اسکی نسبت صاحب مآثر الامرا لکھتا ہے "از اعمال خیر او در لاہور مسجد جامع بود کہ اکثر مردم بہ ادائے نماز جمعہ قیام داشتند" طبقات اکبری مولانا نظام الدین احمد سے مستفاد ہوتا ہے کہ بھگواندا س امیر الامرا تھا چنانچہ اُسکی عبارت یہ ہے "راجہ ٹوڈرمل کہ وکیل السلطنت و مشرف دیوان و راجہ بھگواندا س کہ امیر الامرا بود در لاہور ودیعت حیات سپردند"

راجہ مان سنگھ ۱

لالہ روشن رائے سے منقول شدہ تاریخ مین مذکور ہے کہ اسکا باپ اکبر کے حکم سے جب لاہور کے سرکشون کا فساد مٹانے کے لئے گیا اور اس مہم کو سرانجام دیکر لوٹتے وقت ایک گاؤنین ہاوس کا مقام ہوا اُسکی فوج کا ایک راجپوت تھکا ہوا کھیتو کی طرف نکل گیا ایک کھیت کے پاس ایک نوجوان بدشکل عورت حفاظت کر رہی تھی اُسنے گوپھن مین پتھر رکھ کر پرند کی طرف پھینکا تاکہ اُڑجائین یہ پتھر اتفاقیہ اُس راجپوت کی پیشانی مین لگ گیا جسکے صدمہ سے وہ مر گیا دوسرے آدمی اُس لڑکی کو پکڑ کر بھگواندا س کے پاس لے گئے اُسوقت چندچوتشی راجہ کے پاس بیٹھے تھے

وہ راجہ سے کہنے لگے کہ مہاراج یہ لڑکی صاحب طالع ہے اسکے بطن سے ایسا صاحب نصیب اور شجاع اور نامور لڑکا پیدا ہوگا کہ اُسکو بادشاہ کے حضور مین بڑا عروج حاصل ہوگا اور اپنے وقت مین راجپوتون مین اپنا نظیر نہ رکھے گا اپنی تلوار کو سمندر کے کھاری پانی سے دھونے گا راجہ کو منجمون کے قول پر اعتماد تھا اسلیے اُسکے مان باپ کو کہلا بھیجا کہ مین اس سے عقد کرنا چاہتا ہون اُنھون نے کہا کہ ہمکو برضا و رغبت منظور نہین زبردستی آپکو اختیار ہے مگر ہان ہمارے مکان پر آپ آکر بیاہ باقاعدہ کرین اور ہماری دعوت کھاوین تو مضائقہ نہین راجہ نے قبول کر لیا اور اُس سے شادی کی ہم بستری سے نو ماہ کے بعد ایک لڑکا پیدا ہوا جسکا مان سنگھ ہے۔

سنہ ۹۶۲ ہجری مین رتن پور کے مقام پر اپنے باپ بھگوان داس کے ساتھ دربار اکبری مین حاضر ہوا اکبر نے دونون باپ بیٹون کو ساتھ لیا اور دار السلطنت کو روانہ ہوا اور اُسکے دادا بھارمل کو رخصت کرکے حکم دیا کہ سامان کرکے جلد چلے آنا۔ اکبر نامے مین لکھا ہے کہ مان سنگھ کو اکبر نے فرزند کا خطاب دیا تھا۔

جب اکبر گجرات کو خود فوج لیکر گیا راجہ مان سنگھ اس مہم مین باپ کے ساتھ شریک تھا جب بادشاہ ڈیسہ مین کہ پٹن سے بیس کوس کے فاصلے پر ہے پہونچا تو یہان مان سنگھ آیا اور پس ماندہ بیٹھا نون کا بہت سا مال غنیمت لوٹ کر ساتھ لایا دونون باپ بیٹے قلعہ سورت کے محاصرے کیلئے امرا کے ساتھ بھیجے گئے اس مہم مین مان سنگھ نے کارہائے نمایان انجام دیے باوجود اسکے کہ فوجوانی کا عالم تھا مگر جب اکبر سرنال کے قریب پہونچا اور لڑائی کے واسطے سب ہمراہیون کو سنبھالا تو مان سنگھ آگے بڑھکر بولا "اول غلام باشد" اکبر نے جوابدیا "اگر بدم لشکر قسم افواج توان کرد وقت ست کہ ہم یک دل یک رو کار کنند" مان سنگھ نے پھر کہا "در ہر صورت قدے پیشتر جان نثار شدن فرض عقیدت و اخلاص ست" اکبر کو اُسکی خاطر عزیز تھی چند بہادرونکے ساتھ آگے روانہ کر دیا کامیابی کے بعد بادشاہ خان اعظم مرزا عزیز کو گجرات کی حکومت سپرد کرکے ماہ ذیحجہ سنہ ۹۸۰ ہجری مین دار السلطنت کو لوٹ آیا ابھی پورے تین ماہ بھی واپسی کو نہ گذرے تھے کہ گجرات مین پھر فسادات شروع ہو گئے اور محمد حسین مرزا اختیار الملک دکھنی کے ساتھ ملگیا دکن کے اور بھی کئی سردار آن ملے اور تمام احمد نگر وغیرہ کے اطراف مین پھیل گئے۔ انجام یہ ہوا کہ خان اعظم بھاگ کر احمد آباد مین گھس بیٹھا غنیم نے چودہ ہزار لشکر جمع کرکے احمد آباد کا محاصرہ کیا خان اعظم نے اکبر کو لکھا کہ اگر حضور تشریف لائین تو جانین بچینگی ورنہ کام تمام ہے اکبر فتح پور مین دربار کر رہا تھا دفعۃً یہ پرچہ پہونچا اُسیوقت راجہ بھگوانداس کنور مان سنگھ اور عمدہ عمدہ سردارون اور سپاہیون کو لیکر سانڈنیون پر سوار ہوا اور ۴ ربیع الثانی سنہ ۹۸۱ ہجری کو جانب گجرات روانہ ہوا ۲۷ دن کا راستہ ۷ دن مین لپیٹ کر ساتوین دن احمد آباد سے تین کوس پر دم لیا غنیم لشکر بڑا سمجھکر ہوا مان سنگھ اور بھگوانداس اور بہت سے راجپوتون نے جانفشانی و جان بازی کو مد سے گذار دیا محمد حسین مرزا قید ہوا اختیار الملک محمد حسین مرزا کی قید اور لشکر کی تباہی کا حال سنکر بے اختیار ہو گیا اور محاصرہ چھوڑ کر بھاگا راستے مین سہراب بیگ نام ایک امیر نے جا پکڑا اور سرکاٹ کر بادشاہ کے پاس لے آیا دو دن کے بعد بادشاہ وہان سے روانہ ہو کر دار السلطنت کو واپس آیا ایکبار گجرات سے لوٹتے ہوے مان سنگھ نے اودے ساگر تالاب پر قیام کیا جہان اودے پور کے رانا نے پیشوائی کے ساتھ

اُسکی دعوت کی لیکن کھانے کے وقت مان سنگھ کے ساتھ شریک ہونے کی بابت رانا نے کچھ عذر کہلا بھیجا جس سے وہ ناراض ہوکر چلا گیا ۹۸۳ھ ہجری مطابق ۱۵۷۶ء مین اکبر مقام اجمیر مین تھا کہ مان سنگھ کو درگاہ حضرت خواجہ صاحب مین سے گیا غلوت کرکے مدد چاہی خلعت اور گھوڑا اور تمام لوازم سپہ سالاری دیکر رانا کی مہم کو گوگندہ کو مل بیسکور وانہ کیا بڑے بڑے بہادر سردار اور پانچہزار رقمی سوار بادشاہی خاصہ ملک کو ساتھ کئے اور اُسکی اپنی فوج الگ تھی اجمیر سے تین کوس تک برابر امیرونکے سراپردے لگے تھے دریاے لشکر طوفان کی طرح حدود میواڑ مین داخل ہوکر ہلدی گھاٹ مین رانا سے سخت مقابلہ ہوا اور آخرکار اُسے شکست ہوئی رام پرشاد ایک بڑا اونچا جنگی ہاتھی رانا کے پاس تھا بادشاہ نے کئی دفعہ مانگا تھا اُسنے نہ دیا تھا وہ بھی لوٹ مین آیا بادشاہ نے اُسکا نام پیر پرشاد رکھا مجمع الملوک کا یہ بیان غلط معلوم ہوتا ہے کہ رانا بغیر لڑے بھڑے بھاگ کر پہاڑونمین گھس گیا اور عفو تقصیر کی درخواست کی۔

۹۸۹ھ ہجری مین اکبر نے کنور مان سنگھ کو محمد حکیم مرزا کی فوج کے مقابلے کے واسطے پنجاب کو روانہ کیا محمد حکیم مرزا اکبر کا سوتیلا بھائی اور کابل کا حاکم تھا جو لشکر لیکر چلا تھا اکبر کا حکم راجہ مان سنگھ کے پاس پہونچا کہ ہم خود آتے ہین مرزا کو آگے بڑھنے دو اور رد کومت مان سنگھ حسب الحکم پیچھے ہٹتا گیا اور مرزا بڑھتا ہوا لاہور تک بڑھ آیا راجہ بھگوا نداس اور مان سنگھ مع دوسرے سردارونکے شہر کے دروازے بندکرکے بیٹھ رہے جب اکبر سرہند تک آپہونچا تو مرزا خواب غفلت سے بیدار ہوکر بھاگا راجہ مان سنگھ حسب الحکم پیشا در روانہ ہوا اور وہان سے شاہزادۂ مراد کے ساتھ آگے بڑھا اور کئی خونریز معرکے مارکر مرزا کو شکست دی پشاور اور سرحدی ملک کا انتظام اور اختیار راجہ مان سنگھ کے سپرد ہوے راجہ نے اٹک کے کنارے پر ایک قلعہ تعمیر کرایا اور افغانون مین بہت اچھی رسائی پیدا کی ۹۹۲ھ ہجری مین محمد حکیم مرزا نے انتقال کیا بادشاہ نے راجہ مان سنگھ کے نام حکم بھیجا کہ فوراً کابل پہونچکر ملک پر قبضہ کرلو جب مان سنگھ نے دریاے اٹک کو عبور کیا بڑے بڑے سرحدی پٹھان اور سردار سلام کو حاضر ہونے لگے کابل مین پہونچکر اپنی حسن تدبیر اور لطف اخلاق سے سب کے دلونکو مسخر کرلیا جو لوگ خیالات فاسدہ سے گمراہ ہورہے تھے سب کو رسائی سے راہ راست پر لاکر حکمت عملی کی قید مین مسلسل کرلیا اور اپنے بیٹے جگت سنگھ کو وہان چھوڑکر بہت سے امیرون اور سردارونکے ساتھ راولپنڈی کے مقام پر اکبر کے پایۂ تخت کو بوسہ دیا اکبر بہت دلداری سے پیش آیا پچین لاکھ چھیاسٹھ ہزار روپے انعام مین دئے وظیفے اور جاگیرین مرحمت کین یوسف زئی وغیرہ کا سرحدی علاقہ مرحمت ہوا کابل کی حکومت پر اول راجہ بھگوانداس سرفراز ہوا اور جب وہ بیمار پڑا تو مان سنگھ اُسکی جگہ روانہ کیا گیا۔

۹۹۵ھ ہجری مین دربار افغانستان سے شکایتین پہونچین کہ راجپوت اہل ملک پر زیادتیان کرتے ہین اکبر نے مان سنگھ کو صوبۂ بہار مین تبدیل کردیا وہان پہونچکر اُسنے راجہ پورن مل کندھوریہ اور سنگرام سنگھ وغیرہ سرکشونکو تدبیر اور شمشیر کے زور سے زیر کیا اور اُسنے اطاعت کے ساتھ تحائف گران بہا لیکر ۵۴ ہاتھیون کے ساتھ دربار مین روانہ کئے۔

سنہ ۹۹۷ ہجری (بمطابق ۱۵۸۸ء) مین راجہ بھگوانداس نے لاہور مین انتقال کیا بادشاہ نے خلعت تعزیت کے ساتھ خطاب راجگی اسپ بازین زرین اور پنجہزاری منصب ارسال کیا اس سال راجہ نے اڑیسہ پر چڑھائی کی قتلو خان وہان کا حاکم مارا گیا افغانون مین پھوٹ پڑگئی بہت سے سردار ٹوٹ کر راجہ سے آن ملے جو باقی رہے اُن سے آخر مین اس شرط پر صلح ہوگئی کہ ملک مین اکبری خطبہ پڑھا جائے گا خراج اور تحائف سالانہ پیش کیا کرینگے جب حکم ہوگا ادائے خدمت کو حاضر ہونگے غرضکہ راجہ نے ۵۰ ہاتھی اور بہت سے تحفہ تحائف اُسنے لیکر دربار مین ارسال کئے جب تک عیسے خان زندہ رہا عہد و پیمان کا سلسلہ درست رہا چند سال کے بعد جوان افغانون نے پھر مخالفت کی اُنھون نے اول جگناتھ کا علاقہ مارا پھر بادشاہی ملک پر ہاتھ ڈالنے لگے مان سنگھ خود عہد شکنی کے لیے بہانہ ڈھونڈھتا تھا فوج جرار لیکر مقابلے پر آمادہ ہوا بڑی بڑی لڑائیان ہوئین آخرکار مان سنگھ نے فتح پائی اور ملک کو بڑھاتے بڑھاتے دریاے شور تک پہونچا دیا جگناتھ کا ملک مع بندر کے قبضے مین آگیا۔

سنہ ۱۰۰۲ ہجری مین جشن سالانہ کے موقع پر اکبر نے شاہ زادہ خسرو کو جہانگیر کا بیٹا اور مان سنگھ کا بھانجا تھا منصب پنجہزاری پر سرفراز کرکے صوبہ اڑیسہ کو جاگیر مین مرحمت کیا راجہ مان سنگھ کو اُسکا اتالیق مقرر کیا۔ اور راجہ مان سنگھ کو بنگالے کی صوبہ داری پر مفتخر کرکے اُدھر روانہ کیا اور اُسی ملک پر اُسکی تنخواہ مجرا کردی اسی سال کوچ بہار کے راجہ نے مان سنگھ کے پاس حاضر ہوکر اکبری اطاعت اختیار کی بادشاہ نے اس صلے مین راجہ مان سنگھ کو پرگنہ جوندانعام مین مرحمت فرمایا۔

لالہ روشن راے سے نقل شدہ نسخے مین ذکر کیا ہے کہ مان سنگھ بڑے مرتبے کو پہونچ گیا کوٹے اور بوندی کے راجون کے معاملات وسوال وجواب اُسکی راے پر موقوف ہوگئے ستارا کا قلعدار بادشاہ کی اطاعت نہین کرتا تھا بادشاہ کے حکم سے مان سنگھ نے اُسپر چڑھائی کی اور وہان پہونچکر کہلا بھیجا کہ اطاعت شاہی کرنی چاہیئے اسی مین خیر ہے ورنہ مین تمھارا مدارک ذرا واقعی کرونگا اُسکے قلعے مستحکم تھے ایسلے سر اطاعت و انقیاد نہ جھکایا مان سنگھ نے مینون کو حکم دیا کہ آج رات مین جاکر اُسکی پگڑی لے آؤ پھر اگر غفلت سے ہوش مین نہ آیا تو سرکاٹ لائیو بیٹے اس فن مین کمال رکھتے تھے رات مین قلعہ پر چڑھ گئے اور قلعدار کے سونے کی جگہ پہونچکر پگڑی لاکر مان سنگھ کے سامنے رکھدی قلعدار جب بیدار ہوا تو پگڑی نہ پائی بیحد متحیر ہوا اسی فکر مین تھا کہ راجہ مان سنگھ کا قاصد پگڑی لیکر پہونچا اور راجہ کی طرف سے پیام دیا کہ بادشاہ سلامت کی اطاعت کر لینی چاہیے ورنہ کل کو وہ پگڑی سر نہوگا۔ قلعدار ڈر گیا اور اطاعت کا پیام دیا اور مان سنگھ کے ساتھ بادشاہ کے حضور مین چلا آیا۔

مان سنگھ بادشاہ سے رخصت حاصل کرکے اجمیر مین ٹھہرا ہوا تھا اسوقت ایران کا ایلچی ہندوستان کا حال دریافت کرنے کو آیا تھا وہ مان سنگھ سے بھی اجمیر مین ملا جس وقت ایلچی مان سنگھ کے پاس گیا تو وہ آنا ساگر تالاب پر بیٹھا ہوا تھا سفیر سے ملاقات ہونے کے بعد مان سنگھ نے اپنا رومال تالاب مین ڈال کر

ابرو کا اشارہ کیا مسلح راجپوت جو اُسکے پاس کھڑے ہوئے تھے انمین سے ہزار دو ہزار آدمی تالاب مین رومال نکالنے کو دوڑے اور جنکو یہ نہ آتا تھا وہ بھی کود ے ڈوبنے سے بیڑہی اور رومال دست بدست نکال لائے اس موقع پر بہت سے ڈوب بھی گئے سفیر سخت حیران ہوا کہ اس سردار نے اس قدر آدمی ایک سہل بات پر تلف کرادیے اور اُس نے سمجھ لیا کہ ہندوستان کا فتح کرنا محال ہے جب سفیر اکبر کی خدمت مین پہونچا اور مان سنگھ کا یہ قصہ عرض کیا تو بادشاہ نے خوش ہوکر اس جان فشانی کے صلے مین خلعت فاخرہ اُسکے پاس روانہ کیا نوٹ کیا یہ حکایت بادشاہ اور مان سنگھ دونون کی جہالت ظاہر کرنے کو قلمبند کی گئی ہے اور اس (فرضی) سفیر مین اگر دانشمندی ہوتی تو وہ ضرور اس طفلانہ کام سے یہ بات استنباط کرلیتا کہ جس سلطنت مین کامون کے بست کشاد کی عنان ایسے ناعاقبت اندیش اور چھچھورے ہاتھون مین ہے وہ شجاع اور مدبرین کے مقابل میدان کارزار مین دم بھر بھی نہین ٹھہر سکتے اور ایسے لوگون سے حکومت چھین لینا کوئی مشکل کام نہین کیونکہ ایسے آدمی کاموں کے موقعون کی اہمیت کا اندازہ نہین کرسکتے پس ان سے جہان بانی اور جہان گیری امور سرانجام پانا مشکل ہین ۔ غرضکہ یہ حکایت محض فرضی اور خیالی افسانہ ہے ۔

سنہ ۱۰۱۰ ہجری مین اکبر نے جہانگیر کو مہم رانا پر روانہ کیا مان سنگھ کو بڑے بڑے امیرونکے ساتھ سپہ سالار کرکے ہمراہ کیا بنگالے کی حکومت جگت سنگھ اُسکے بیٹے کو مرحمت کی افغانون نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور بغاوت کرکے بھدرک کے مقام پر بادشاہی فوج کو شکست دی اور چارو نطرف پھیلکر بنگالے کا بہت سا حصہ دبا بیٹھے جہانگیر اس مہم پر جانا نہ چاہتا تھا جب یہ حال سنا رانا کی مہم ملتوی کرکے مان سنگھ کو بنگالے روانہ کردیا اور خود الہ آباد پہونچکر عیش کی بہار لوٹنے لگا اکبر اسوقت قلعہ آسیر کے محاصرے مین مصروف تھا جب یہ حال سُنا خیال کیا کہ شاہزادہ کا رانا کی مہم سے واپس آنا مان سنگھ کی ترغیب سے ہوا ہے اس خیال سے اُسے بہت رنج ہوا مگر کچھ نہ بولا ۔ مان سنگھ نے بنگالے پہونچکر جابجا فوجین روانہ کین اور تدبیر و شمشیر کے زور سے ایک عرصہ کے بعد بغاوت کی آگ بجھائی اور ڈھاکہ مین آکر خاطر جمع سے حکمرانی کرنے لگا ۔

سنہ ۱۰۱۳ ہجری مین شاہزادہ خسرو کو دہ ہزاری منصب ملا مان سنگھ بدستور اتالیقی کی خدمت پر سرفراز رہکر منصب ہفت ہزاری ذات شش ہزار سوار مفتخر ہوا اتبک کوئی ہندو اور مسلمان امیر پنجہزاری منصب سے آگے نہین بڑھا تھا پہلے پہلے یہ اعزاز اسی راجہ کو حاصل ہوا ۔

امرائے اکبری مین راجہ مان سنگھ اور خان اعظم مرزا عزیز کوکلتاش کو اکبر کے بعد شاہزادہ خسرو کی بادشاہت کا بڑا ارمان تھا خسرو راجہ مان سنگھ کا بھانجا اور خان اعظم کا داماد تھا ۔ خان اعظم تو اس آرزو مین ایسا مست تھا کہ اپنے رازداروں سے اکثر کہا کرتا تھا کہ کاش ایک کان مین کوئی کہے کہ خسرو بادشاہ ہوگیا اور دوسرے کان مین حضرت عزرائیل موت کا پیغام دین اگر ایک مرتبہ خسرو کی بادشاہت کی خبر سن لون تو مجھے مرنے کا افسوس نہ ہوگا راجہ مان سنگھ کا اگرچہ یہ حال نہ تھا مگر درپردہ وہ بھی اسی کوشش مین مصروف تھا اکبر کو بھی یہ سب

خبر نہ تھین مگر جہانگیر کے ساتھ اُسے محبت نہین بلکہ عشق تھا سنہ ۱۰۱۴ھ جوی مین ہیار پٹا مان سنگھ اور خان اعظم دونون دربار مین موجود تھے اور دونون کے آدمی ہتیار بند چارونطرف پھیلے ہوئے تھے اکبر نے بعض خیر خواہان سلطنت سے مشورہ کرکے یہی مناسب سمجھا کہ مان سنگھ کو بنگالے بھیجدینا چاہیے چنانچہ اُسی حالت مین راجہ مان سنگھ کو خلعت رخصت مرحمت کرکے حکم دیا کہ بنگالے پہنچ جاؤ اسکے پاس بیس ہزار لشکر خاص اسکا ذکر تھا خسرو کو لیکر بنگالہ کو روانہ ہوگیا خان اعظم نے جب سنا کہ مان سنگھ مع خسرو کے بنگالے جاتا ہے اُسیوقت اپنے قبائل کو اسکے گھر بھیجدیا اور کہلا بھیجا کہ اب میرا بھی یہان رہنا مناسب نہین راجہ نے جواب دیا کہ دل تو میرا بھی یہی چاہتا ہے کہ اس وقت مین تم سے جدا نہوؤن مگر مجبور ہون پس تاریخ راجستان مین جو لکھا ہے کہ اکبر نے راجہ مان سنگھ والی آمیر کو زہر دیکر مارنا چاہا اس غرض سے اُسنے شیرین گولیان بنوائین چند گولیون مین زہر ملایا اور باقی ماندہ اُسکا شبہ رفع کرنے کو بلا زہر رکھین یہ چاہتا تھا کہ زہر کی گولیان راجہ کو دیکر بلا زہر کی خود کھائے مگر اتفاق سے اسکے برعکس ہوا یعنی زہر آلودہ گولیان کھاکر مرگیا یہ نہایت غلط قصہ ہے راجہ اُسوقت دارالسلطنت مین تھا کہان ۔ پدھے کے دن ۱۲ جمادی الآخر سنہ ۱۰۱۴ ہجری مطابق سنہ ۱۶۰۵ء کو اکبر نے ۶۴ برس کی عمر مین دنیا سے انتقال کیا ۔ اور شاہزادہ سلیم بادشاہ بنکر جہانگیر کے لقب سے مشہور ہوا جشن تخت نشینی کے موقع پر سب امرا دربار مین طلب ہوے مان سنگھ بھی بنگالے سے آیا جہانگیر کی یہ بات قابل تعریف ہے کہ پہلی باتونکو دل سے بھلا دیا خود لکھتا ہے کہ راجہ مان سنگھ کو جو میرے باپ کا وفادار اور معتبر امیرون مین سے تھا بدستور سابق صوبہ بنگالہ کی حکومت پر سرفراز کیا اُسنے بعض باتین ایسی کی تھین کہ اپنے حق مین اس عنایت کی امید نہ رکھتا تھا پھر بھی خلعت چارقب شمشیر مرصع اسپ خاصہ بازین زرین مرحمت فرماکر بنگالے کو جو پچاس ہزار سوارونکی جگہ ہے روانہ کیا ۔

چند مہینے کے بعد شاہزادہ خسرو باغی ہوگیا جو پنجاب کو بھاگتا ہوا گرفتار کرلیا گیا ۔ یہ بغاوت راجہ مان سنگھ اور خان اعظم کے بہکانے سے خیال کی گئی مگر عالی حوصلہ بادشاہ نے مان سنگھ کے کاروبار مین کوئی تغیر ظاہر نہ کیا ۔ آخر سال سنہ ۱ جلوس مین مان سنگھ بنگالے سے طلب ہوکر دربار مین حاضر ہوا اس موقع پر جہانگیر نے تزک جہانگیری مین لکھا ہے راجہ مان سنگھ نے قلعہ رہتاس سے جو ولایت پٹنہ اور بہار مین واقع ہے آکر ملازمت حاصل کی چھ سات فرسخ گئے جب آیا وہ بھی خان اعظم (مرزا عزیز) کی طرح میری بزرگ سلطنت کے بدخواہ اور مکار لوگونمین سے ہے جو انھون نے مجھ سے کیا اور جو مجھ سے انکے ساتھ ہوا خدا سے راز دان بخوبی جانتا ہے کہ کوئی کسی سے اسطرح گذرہ نہین کرسکتا ۔ اس (راجہ) نے سو ہاتھی نزر و ہدیہ نذر مین پیش کش کئے جن مین سے ایک بھی اس قابل نہ تھا کہ فیلان خاصہ مین داخل ہوسکے چونکہ یہ میرے باپ کے بنائے ہوئے نوجا نونمین سے ہے اسلئے مین انکی خطائین اُنکے منھ پر نہ لایا اور عنایت بادشاہانہ سے سرفراز کیا ۔

سمبت ۱۶۶۵ مطابق سنہ ۱۶۰۹ء مین راجہ مان سنگھ کے بڑے بیٹے جگت سنگھ کی بیٹی جہانگیر کو بیاہی گئی چار لاکھ کا جواہر اور ساٹھ ہاتھی مان سنگھ نے جہیز مین دیے جیسا کہ مجمع الملوک مین ہے ۔ وہ رخصت حاصل کرکے وطن گیا

پھر جہانگیر کے حکم سے دکن پہونچا اور وہان خدمتین بجالایا۔ بادشاہ نے اپنی رنجش کے سبب راجہ مان سنگھ کو چھ برس تک دکن کی مہم سے نہ بلایا اور پچیس برس راجہ کہلانے کے بعد اُسکا وہین انتقال ہوگیا مان سنگھ نے اپنی جنگی مہمات اور خوش چلنی سے اپنی نسل کو بڑی فوقیت دی تھی اس سبب سے اُسکی اولاد مان سنگوت کہلاتی ہے۔ راجہ مان سنگھ کے پندرہ سو رانیان اور پاسبانین تھین جب مرا تو ساٹھ رانیون نے ستی ہوکر اُسکی ساتھ رفاقت کا حق ادا کیا ہر ایک رانی سے ایک ایک دو دو بچے ہوئے مگر بچپن ہی مین مرتے گئے۔

جگت سنگھ۔ ہمت سنگھ۔ درجن سنگھ۔ سُبل سنگھ۔ سکت سنگھ۔ سگت سنگھ۔ بھاؤ سنگھ جوانی کو پہونچے مگر سب اسکو داغ مفارقت دے دے کر اُسکے سامنے ہی چل بسے صرف بھاؤ سنگھ جیتا چھوڑا۔

جگت سنگھ لالہ روشن رائے سے منقول نسخے مین لکھا ہے کہ اسکی مان اپنے شوہر سے خفا ہوکر محل سے نکلکر باہر رہنے لگی ایک دن جگت سنگھ نے مان سے دریافت کیا کہ تمکو ہمارے باپ نے کس قصور پر محل سے نکالدیا ہے مجھ سے صاف صاف بیان کرو ورنہ تمھین مار ڈالونگا مان نے جواب دیا کہ میرا کوئی قصور نہین ہے ایک دن تیرے باپ نے مجھ سے سخت کلامی کی تھی مجھے بات کی برداشت نہ ہوئی اسلئے خود خفا ہوکر باہر چلی آئی ہون جگت سنگھ باپ کے پاس گیا اور کہا کہ مجھے بادشاہ کی خدمت مین جانے کی اجازت دیجیے راجہ نے کہا کیا ناگور کا پٹہ میرے واسطے لائے گا کس قسم کی بہتری وہان جاکر میرے لئے کرے گا جگت سنگھ نے باپ کو سلام کیا اور چلا گیا اور جہانگیر بادشاہ کی خدمت مین پہونچکر سلام و مجرے سے مشرف ہوا بادشاہ نے اسپر نظر شفقت مبذول کی جگت سنگھ کی خواہش یہ تھی کہ کوئی اہم خدمت شاہی میرے ہاتھ سے ظہور مین آجاے تاکہ بادشاہ کی نظر وںمین زیادہ وقار پیدا ہو اُس زمانے مین ایک مفسد نے بغاوت پر کمر باندھی تھی جگت سنگھ نے حضور مین عرض کرایا کہ تا بعدار کو اس مہم پر مامور کیا جاے گو بادشاہ کی مرضی اُسکے بھیجنے کی نہ تھی مگر اُسنے یہانتک اصرار سے عرض کرایا کہ بادشاہ نے اجازت دیدی جگت سنگھ نزل مقصود کو روانہ ہوا اور اُس مفسد کا قلع قمع کرکے فتحمند واپس دار السلطنت کو ہوا بادشاہ اُسکی اس کارگذاری سے بہت خوش ہوا اور فرمایا کہ کچھ آرزو ہو تو بیان کر دست بستہ عرض کیا کہ حضور کی مرحمت خسروانہ نے کوئی ہوس باقی نہین رکھی ہے اگر ناگور کا پٹہ مرحمت ہو جاے تو توجہات خداوندی سے بھینوگا بادشاہ نے ناگور کی سند اُسکو مرحمت کی اور بھی دوسری بہت سی عطیات سے مالا مال کیا اور وطن کو رخصت کردیا جب یہ خبر اُسکے باپ مان سنگھ کو پہونچی تو دو منزل تک استقبال کرکے اپنے ہمراہ شہر مین لے گیا اور تمام ریاست کا کاروبار اُسکے سپرد کردیا اُسنے جہانگیر کی خوب خوب خدمتین کین چنانچہ صوبہ اجمین کا انتظام اسکے اختیار مین دیدیا گیا اکبر بھی اُسکی خدمات سے خوش تھا لیکن اُسنے جہانگیر کا عہد کب پایا تھا اسلئے جہانگیر کا لفظ اکبر کی جگہ غلطی سے لکھا گیا ہوگا یہ باپ کے ساتھ ملازمت اکبری مین داخل ہوکر منصب نہ صدی سے سرفراز ہوا تھا اکبر کی اسپر خاص عنایت تھی اسوجہ سے دربار مین زیادہ حاضر رہتا تھا ۱۰۰۲ھ مین مرزا جعفر (آصف خان) کے ساتھ راجہ باسو کی تنبیہ پر مامور ہوا۔

اکبر نے ۱۰۰۹ھ مین مان سنگھ کو رانا کی تنبیہ پر مامور کیا تو بنگالے کی حکومت پر کنور جگت سنگھ کو سرفراز کیا

نوجوان کنور خوشی خوشی آگرے مین تہیہ سفر مین مصروف تھا کہ موت کے فرشتے نے آپکارا اور عین جوانی کے عالم یعنی ۲۳ برس کی عمر مین شراب خانہ خراب کا شکار ہو گیا۔ جگت سنگھ کے بڑے بیٹے مہاسنگھ اور بقولے مہان سنگھ نے جہانگیر کے عہد مین باندھو کے راجہ بکرماجیت کی بغاوت دور کی تھی جسکے عوض سنہ ۱۰۶۶ھ مطابق ۱۶۱۲ء مین اسکو تین ہزاری ذات اور دو ہزار سوار کا منصب ملا مہاسنگھ کی اولاد مین جھلاے والے ہین جو رئیس کے اولاد نہ ہونے پر راج کے مستحق سمجھے جاتے ہین جگت سنگھ ولیعہد کے دوسرے بیٹون مین سے ارجن سنگھ کی اولاد ہولیس مین سکت سنگھ کی پھاولی مین کلیان سنگھ کی چاندلاے ہین اور ہمت سنگھ کے راجاوت کہلاتے ہین۔

ہمت سنگھ بنگالے مین باپ کے ساتھ تھا ۱۰۵۵ھ ہجری مین استلاے اسہال اور اسہال سے بدحال ہو کر انتقال کیا شیخ ابوالفضل اکبرنامے مین لکھتا ہے جو امرد تھا انتظام اور سربراہی کی لیاقت سرشت مین تھی موقع وقت پر چوکنا تھا اُسکے مرنے سے تمام فوج کچواہا مین کہرام مچ گیا بادشاہ کی دلداری نے زخمونپر مرہم رکھا سب کو تسلی ہو گئی۔

درجن سنگھ شاہی ملازمت مین منصب پانصدی پر سرفراز تھا بنگالے مین باپ کے ساتھ متعین تھا ۱۰۵۵ھ ہجری مین عیسے خان افغان نے بغاوت کی مان سنگھ نے درجن سنگھ کو بغاوت فرو کرنے کے واسطے روانہ کیا سردار دونون ایک ٹکڑہ غنیم سے مل گیا اور خبر دیتا رہا دشمن ایک جگہ بیخبر آن پڑا سخت لڑائی ہوئی درجن سنگھ بہت سے ہمراہیونکے ساتھ مارا گیا۔

سبل سنگھ سنہ ۱۰۴۰ھ جلوس اکبری تک منصب پانصدی پر سرفراز تھا۔

سکت سنگھ ملازمت شاہی مین منسلک اور سنہ ۱۰۴۰ھ جلوس تک منصب چارصدی پر سرفراز تھا۔

سگت سنگھ بھی شاہی ملازمت مین داخل تھا اور سنہ ۱۰۴۰ھ جلوس تک منصب دوصدی سے مفتخر ہوا۔

اڑیسہ فتح ہونے کے بعد مشرقی حصہ سندربن مین اس پرگنہ مقام آکر محل مین جسے شیر شاہ نے اپنی گلگشت اور تفریح کے واسطے نامزد کیا تھا راجہ مان سنگھ نے ایک شہر کا بنیادی پتھر رکھا شہر کو بسا کر اکبر نگر اور قلعہ تعمیر کرا کر سلیم نگر نام رکھا جو راج محل کے نام سے مشہور ہو گیا اور اسوقت تک موجود ہے لیکن مرآت آفتاب نما مین یون لکھا ہے کہ سنہ ۲۹ جلوس اکبری مین راج محل تیار ہوا اور راجہ مان سنگھ جب بنگالے کو گیا تو اُسکو حاکم نشین مقام مقرر کر کے اکبر نگر نام رکھا بنگالہ، کشمیر اور آگرے مین اُسنے بہت نفیس عمارتین اور باغات تیار کرائے تھے کشمیر کی عمارت کی تعریف جہانگیر نے تزک جہانگیری مین اور آگرے کے کٹرہ راجہ مان وغیرہ کی تعریف منشی سبل چند نے اپنی تاریخ آگرہ مین کی ہے مگر افسوس کہ اب اُنکے نشانات اور فرق تاریخ ہی پر باقی رہگئے راجہ کی زندگی مین ولیعہد کنور جگت سنگھ کے مرجانے سے اُسکا بیٹا مہاسنگھ راجپوتانہ کے دستور کے موافق راج پانے کا حق دار تھا کیونکہ اُسکا باپ بڑا بیٹا تھا اور باپ کے سامنے مرگیا تھا جہانگیر کی مان سنگھ کے دوسرے بیٹے بھاؤ سنگھ پر خاص نظر عنایت تھی لہذا بھاؤ سنگھ کو راجہ مان سنگھ کا جانشین مقرر کیا اور مہاسنگھ کی دلداری کے لئے اُسکے منصب مین اضافہ کر کے گڑھ کا ملک انعام مین مرحمت کیا اور پھر خطاب راجگی کے ساتھ علم و نقارہ عطا ہوا ۱۰۲۱ھ جلوس مین منصب سہ ہزار و پانصدی سے مفتخر ہو کر مہم دکن مین متعین ہوا ۱۰۲۶ھ ہجری مین بالاپور کے مقام پر کثرت شراب نوشی سے بیمار ہو کر ۳۲ برس کی عمر مین عدم آباد کو

راہی ہوا جے سنگھ اول اسی مہاسنگھ کا بیٹا تھا۔
اکبر نے کچھوا ہو نکو بڑے اوج پر پہونچایا تھا لیکن جہانگیر کی رنجش سے مان سنگھ کے بعد راٹھوڑ لوگ بادشاہی دربار مین زیادہ عزت دار ہوگئے۔
لیکن مرزا کے خطاب سے یہی خاندان مخصوص رہا چنانچہ خاندان مین عام طور پر شاہزادے مرزا کے خطاب سے موسوم ہوتے تھے چونکہ اکبر خانگی امورات اور کل کاروبار مین راجہ مان سنگھ کے ساتھ بیٹوں کی طرح برتاؤ کرتا تھا اسوجہ سے پیار سے جسطرح خانان کو مرزا خان اور خان اعظم کو مرزا عزیز کہتا تھا اسی طرح مان سنگھ کو مرزا راجہ کہکر پکارتا تھا اکبر کے بعد جہانگیر نے بھاؤ سنگھ کو اور شاہ جہان نے جے سنگھ اول کو اس خطاب سے موصوف کیا۔

مرزا راجہ بھاؤ سنگھ

راجہ مان سنگھ کا چھوٹا بیٹا اور امراے عمدہ اکبری مین منصب ہزاری پر سرفراز تھا جہانگیر نے تخت نشین ہوکر پہلے سال جلوس منصب ہزار و پانصدی اور تیسرے سال منصب دو ہزاری ذات دو ہزار سوار سے سرفراز کیا اسکو سنہ ۱۰۱۶ مطابق ۱۶۰۷ء (۱۰۲۳ھ ہجری) مین جہانگیر کی مہربانی سے راج ملا اور میرزا کا لفظ جو شاہی خاندان والون کے نام پر بولا جاتا تھا میرزا راجہ مان سنگھ کی طرح اسکے واسطے بھی تجویز ہوا اور منصب بھی چار ہزاری ذات وسہ ہزار سوار کردیا اس موقع پر جہانگیر نے اپنے تزک مین لکھا ہے۔
مرزا بھاؤ سنگھ اسکا مان سنگھ کا خلف رشید تھا شاہزادگی کے ایام مین میری خدمت زیادہ سے بھی زیادہ کرتا تھا ہندو ونکے رسم و رواج کے بموجب جہان سنگھ (مہاسنگھ) پسر جگت سنگھ راجہ مان سنگھ کے پوتے کو ریاست پہونچتی تھی کہ سب بھائیون مین بڑا تھا (یعنی جگت سنگھ اور وہ راجہ کی زندگی ہی مین مرگیا ہے۔ اس بات کی رعایت نہ کی بھاؤ سنگھ کو مرزا راجہ کا خطاب دیکر چار ہزاری ذات تین ہزار سوار کے منصب پر ممتاز کیا اور آنبیر کا علاقہ کہ اسکے باپ دادا کا وطن تھا مرحمت کیا اور اس خیال سے کہ مہان سنگھ بھی راضی رہے اسکے منصب مین پانصدی کا اضافہ کرکے گڑھ کا ملک اسے انعام مین عطا کیا۔
بھاؤ سنگھ نشے کا استعمال زیادہ کرتا تھا اور بادشاہ کے کام سے پہلو بچاتا تھا اور بادشاہ کے حضور مین اکثر رہتا تھا۔
۲۲ محرم سنہ ۱۰۲۴ ہجری کو راجہ بھاؤ سنگھ رخصت لیکر اپنے وطن آنبیر کو روانہ ہوا چلتے وقت بادشاہ نے بھیڑ کشمیری کا خلعت مرحمت کیا۔ سنہ ۱۲ جلوس مین منصب پنجہزاری کے سرفراز ہوا اور شاہزادہ خرم کے ساتھ دکن بھیجا گیا اور سنہ ۱۰۷۷ مطابق ۱۶۱۸ء مین زیادہ شراب خواری سے اسکے جوان بھتیجے مہاسنگھ کا دہین انتقال ہوگیا
سنہ ۱۰۷۶ مطابق ۱۶۲۷ء مین راجہ بھاؤ سنگھ کو خلعت ملنے کے بعد دوبارہ دکن کی لڑائی پر بھیجا گیا اور وہ دو برس کے بعد آٹھ برس راجہ رہکر وہین لاولد گذر گیا جس سے اسکا بھتیجا مہاسنگھ کا بیٹا جے سنگھ اول گدی کا حقدار مانا گیا یہ بیان جہانگیر بادشاہ نے اپنی کتاب مین اسطرح لکھا ہے۔
صفر سنہ ۱۰۳۱ ہجری (مطابق سنہ ۱۶۲۱ و سنہ ۱۶۲۲ء) ان دنون مین عرض ہوا کہ مرزا راجہ بھاؤ سنگھ دکن کے صوبے

مین مرگیا۔ وہ زیادہ شراب پینے کے سبب نہایت کمزور اور دبلا ہو گیا تھا۔ ایک بار بیہوشی کے وقت حکیمون نے بڑی تدبیرون کے بعد اُسکے سر پر داغ لگائے لیکن وہ ہوش مین نہ آیا ایک رات دن بخیر پڑا رہکر دوسرے دن گذر گیا دو عورتین اور آٹھ لونڈیان اُسکے ساتھ جل مرین اسکے بڑے بھائی جگت سنگھ اور بھتیجے مہان سنگھ نے بھی زیادہ شراب سے جان کھوئی تھی لیکن بھاؤ سنگھ نے اُنکے احوال سے کچھ عبرت نہ پائی اور اپنی قیمتی جان تباہ کی وہ بہادر نیک ارادہ اور ہوشیار تھا۔ شاہزادگی کے دونین برس خدمت مین رہکر پانچہزاری منصب تک پہونچا تھا اُسکے کوئی اولاد نتھی اسلیے اُسکے بڑے بھائی جگت سنگھ کے پوتے (جے سنگھ) کو جھوٹی عمر مین راجہ کا خطاب اور دو ہزاری ذات وسوار کا منصب عنایت کرکے بینے حکم دیا کہ آنبیر کا علاقہ قدیمی دستور کے موافق اُس کی جاگیر رکھا جاے تاکہ اُسکا کارخانہ خراب نہ ہو۔

مرزا راجہ جے سنگھ اول

راجہ مہاسنگھ کا بیٹا اور مرزا راجہ مان سنگھ کا پڑپوتا تھا نو دس برس ہی کا تھا کہ باپ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا جہانگیر کا عہد تھا اُسنے نوجوان کنور کو دیکھنے کے واسطے بلایا ۱۰۲۶ھ ہجری مین بارہ برس کی عمر مین دربار مین آیا اور ایک ہاتھی نذر کیا قدردان بادشاہ نے اس عمر مین منصب ہزاری ذات یانصد سوار پر سرفراز کردیا اور ازراہ مراحم خسروانہ ایک ہاتھی بخشا ۱۰۳۱ھ ہجری مین مرزا راجہ بھاؤ سنگھ کی وفات کے بعد منصب دوہزاری ذات و یانصد سوار پر مفتخر ہوا اور خطاب راجگی سے سربلند ہوا اور آنبیر کی سوردثی گدی کا جانشین ہوا ۱۰۳۲ھ مین منصب سہ ہزاری ذات و یانصد سوار سے ممتاز ہوا اسکے بعد مہمات دکن مین مامور ہوا۔ شاہ جہان کے بادشاہ ہونے کے بعد جب خان جہان لودی ناظم صوبہ دکن نے علم بغاوت بلند کیا اُسوقت راجہ اُسکی ماتحتی مین متعین تھا اول اُسنے مجبوری اُسکا ساتھ دیا اور موقع ملتے ہی وہان سے بھاگ کر دربار شاہجہانی مین حاضر ہوا بادشاد [illegible] خلعت۔ جمدھر مرصع۔ علم و نقارہ مرحمت فرماکر منصب چارہزاری ذات سہزار سوار پر سرفراز فرمایا اور قاسم خان جوینی کے ساتھ سرکشان مہابن کی تادیب کے واسطے مامور کیا اور اس مہم کے بعد خان خانان مہابت خان کے ساتھ نذر محمد خان والی بلخ کے مقابلے کے واسطے جسنے کابل پر حملہ کیا تھا روانہ ہوا ۱۰۳۸ھ جلوس شاہجہانی مین خواجہ ابوالحسن ترتبی کے ساتھ خان جہان لودی کے تعاقب پر مامور ہوا۔ اور اُسکو دھولپور کے مقام پر شکست دیکر دکن کی طرف بھگا دیا جہان وہ دوبرس کے بعد بادشاہی سردار ارادت خان۔ جود ھپور کے راجہ گج سنگھ۔ آنبیر کے راجہ جے سنگھ۔ بیکانیر کے راؤ سورسنگھ ڈونگرپور کے راول پونجا اور رانا جگت سنگھ اول کے رشتہ دار مہاراج ارجن سنگھ وغیرہ سیسودیہ کی کوشش سے اپنے ساتھیون سمیت مارا گیا ۱۰۳۹ھ جلوس مین منصب چارہزاری ذات چارہزار سوار پر سربلند ہوکر امیر الامرا شایستہ خان کے ساتھ نظام الملک والی حیدرآباد کی سرکوبی کے واسطے روانہ ہوا ۱۰۴۰ھ جلوس مین یمین الدولہ آصف خان کے ساتھ مہم بیجاپور مین شریک ہوکر ہمت مردانہ کے جوہر دکھائے اور اس مہم سے فارغ ہوکر رخصت حاصل کرکے وطن کو روانہ ہوا ۱۰۴۲ھ جلوس مین بارگاہ شاہجہانی مین

حاضر ہوا اسی سال بادشاہ کے سامنے سندر ہاتھی اور سدھکر ہاتھی لڑ رہے تھے انمین سے سدھکر ہاتھی لڑتے لڑتے شاہزادہ اورنگ زیب کی طرف جھپٹا شاہزادے نے نہایت استقلال سے گھوڑے کی دونون رکابون پر کھڑے ہوکر ایسا برچھا پیشانی پر مارا کہ چار انگل گھس گیا ہاتھی نے غصے مین بھر کر گھوڑے کے پیٹھے پر دانت مارا گھوڑا لڑ کر گر گیا اور شاہزادہ تلے آپڑا فوراً کھڑے ہوکر تلوار ماری کہ اس عرصے مین راجہ جے سنگھ نے سیدھی طرف سے آکر چاہا کہ گھوڑے سے اُتر کر ہاتھی کو بھگائے مگر اُسوقت اتنی مہلت نہ تھی اسلیے گھوڑے ہی پر سے آکر ہاتھی کے برچھا مارا اس عرصے مین ہاتھی اپنے مقابل ہاتھی کو دیکھکر اُسکے پیچھے دوڑ پڑا سید آل محمد صاحب وغیرونے اسیطرح لکھا ہے اسی سال جے سنگھ کو خلعت واسپ مع طلائی زین کے مرحمت ہوکر شاہزادہ محمد شجاع کے ساتھ مہم دکن پر متعین ہوا شہ جلوس مین مہم کے خاتمے پر خان زمان کے ساتھ دولت آباد مین تعینات ہوا اور منصب پنجہزاری ذات چار ہزار سوار پر ترقی پائی اور ۱۴ ربیع الثانی ۱۰۴۵ھ ہجری کو دربار مین حاضر ہوا ۹ سنہ جلوس مین خان دوران خان کے ساتھ ساہوجی بھوسلا کی تادیب پر مامور ہوا بادشاہی فوج نے دکن پہونچکر قلعہ دیوگڑھ کا محاصرہ کیا تو سرنگ اُڑنے پر سب سے پہلے بہادر خان اور راجہ جے سنگھ نے دھاوا کرکے قلعہ پر قبضہ حاصل کیا۔ ۸ رجب ۱۰۴۶ھ ہجری کو جب بادشاہ اجمیر سے اکبرآباد جاتا ہوا قصبۂ معزآباد سے جو راجہ جے سنگھ کی جاگیر مین تھا گذرا راجہ کے اہلکارون نے چند عمدہ گھوڑے ایک ہاتھی اور بیس ہزار روپیہ نقد بطور نذرانہ پیش کیا بادشاہ نے گھوڑے اور ہاتھی قبول فرمائے اور زر نقد واپس کیا اسی سال ۲۵ شوال کو راجہ دربار مین حاضر ہوا بادشاہ نے خدمات دکن کے صلے مین کھپوۂ مرصع مع پھول کٹارہ اسپ مع زین طلا کے عنایت فرماکر پنجہزاری ذات پنجہزار سوار سے مفتخر کیا اور پرگنہ چاٹسو جو صوبۂ اجمیر مین راجہ کے قریب واقع اور محالات خالصہ مین شامل تھا جاگیر مین مرحمت کیا اور چونکہ راجہ مہمات دکن مین لگاتار خدمتین انجام دے چکا تھا لہذا ۱۴ ذی الحجہ ۱۰۴۷ھ ہجری کو بادشاہ نے خلعت ایک ہاتھی بیس گھوڑیان عنایت کرکے راجہ کو وطن کو رخصت کیا کہ کچھ مدت تک آرام حاصل کرے ۲۴ شوال ۱۰۴۸ھ ہجری کو وطن سے واپس آیا اور خلعت اور اسپ مع زین مطلا اور فیل عطا ہوکر شاہزادہ محمد شجاع کے ساتھ صوبہ کابل کو روانہ کیا گیا ۱۰۴۸ھ ہجری مین دہانے طلب ہوا اور راول پنڈی کے مقام پر ۲۲ ذیقعدہ ۱۰۴۸ھ ہجری کو بادشاہی ملازمت مین پہونچا بادشاہ نے ایک ہاتھی اور موتیون کی مالا مرحمت فرمائی۔ ۱۲ ذی الحجہ ۱۰۴۸ھ ہجری کو قندہار مین بادشاہ نے راجہ کے حسن خدمات کا لحاظ فرماکر مورد عنایت خطاب مرزا راجہ سے مفتخر فرمایا ۲ رجب ۱۰۴۹ھ ہجری کو رخصت لیکر بوطن کو روانہ ہوا جہان سے ۲۲ ذیقعدہ ۱۰۵۰ھ ہجری کو واپس آیا اور ۹ ذی الحجہ ۱۰۵۰ھ کو خلعت جمدھر مینا کار مع پھول کٹارہ اسپ مع زین مطلا مرحمت ہوکر شاہزادۂ مراد بخش کے ساتھ صوبہ کابل مین تعینات ہوا واہنے سمبت ۱۶۹۹ مطابق ۱۶۴۳ء مین نور پور علاقہ پنجاب کے باغی راجہ جگت سنگھ تنور کی تادیب پر مامور ہوا مہم مذکور الصدر مین نہایت شجاعت و بہادری اور عرق ریزی سے قلعہ مؤ کو فتح کیا اُسکے انعام مین منصب ایک ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ مقرر ہوکر منصب پنجہزاری ذات پنجہزار سوار سے سرفراز ہوا اور قلعہ مذکور کی محافظت اُسکے سپرد ہوئی اور جب راجہ جگت سنگھ کا قصور معاف

ہوگیا یہ اسکو اپنے ساتھ لیکر ۲۵ ذی الحجہ ۱۰۵۱ھ ہجری کو دربار مین حاضر ہوا اور محرم ۱۰۵۲ھ ہجری مین خلعت و جوہر مرصع مع پھول کلغی اور اسپ و فیل سے سربلند ہوکر شاہزادہ دارا شکوہ کے ساتھ مہم قندہار پر روانہ کیا گیا۔ ۲ رجب ۱۰۵۲ھ کو قندہار سے واپس آیا اور ۲۲ شعبان ۱۰۵۳ھ کو رخصت لیکر آنیر کو روانہ ہوا۔ ۱۰۵۳ھ ہجری مین بادشاہ اجمیر گیا جو اثنای برگنہ چاٹسو مین یکم رمضان ۱۰۵۳ھ کو راجہ بادشاہ کی ملازمت مین حاضر ہوا اور تیسرے دن نو گھوڑے ایک ہاتھی پیش کش کیا۔ ۸ رمضان کو اجمیر کے مقام پر راجہ نے اپنے سوار و نکو بادشاہ کے ملاحظے مین پیش کیا پانچہزار سوار شمار مین آئے ۱۵ رمضان کو بادشاہ نے راجہ کو خلعت و رتمت فرماکر آنیر کو رخصت کیا یکم ربیع الثانی ۱۰۵۴ھ ہجری کو دربار مین حاضر ہوا اور ایک ہاتھی پیش کش کیا۔ اسی سال دکن کی حکومت پر سرفراز ہوا ۱۰۵۶ھ مین وہانسے طلب ہوا اور ۱۴ ربیع الثانی کو کابل کے مقام پر بادشاہ کی ملازمت مین حاضر ہوا۔ ۱۱ جمادی الاولے ۱۰۵۷ھ کو خلعت و جمدھر اسپ و فیل عنایت ہوکر منصب پنجہزاری ذات پنجہزار سوار اور دوہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ سے ممتاز ہوا اور بادشاہ نے دو لاکھ روپیہ نقد عطا فرماکر اورنگ زیب کے پاس مہم بلخ پر رخصت کیا ۱۰۵۸ھ مین منصب کے اور ایک ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ مقرر ہوئے اور شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ مہم قندہار پر مامور ہوا اور وہان سے واپس آکر منصب پنجہزاری ذات پنجہزار سوار اور چارہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ سے سرفراز ہوا اور راجہ کے بیٹے کیرت سنگھ کو میوات (اور وغیرہ) کا علاقہ جسکی مالگذاری ستر لاکھ دام (۴۰ دام = ایک روپیہ) تھی جاگیر مین مرحمت ہوا۔ ۱۰۶۱ھ ہجری مین شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ دوبارہ مہم قندہار پر روانہ ہوا اور ۱۰۶۲ھ مین شاہزادہ سلیمان شکوہ کے ساتھ صوبہ کابل مین متعین ہوا اور وہین سے دارا شکوہ کے ساتھ تیسری مرتبہ مہم قندہار مین شریک ہوا ۱۰۶۴ھ مین رخصت لیکر اپنے وطن آنیر کو روانہ ہوا۔

۱۰۶۴ھ مین وہانسے واپس آکر نواب سعد اللہ خان وزیر اعظم کے ساتھ قلعہ چیتوڑ کی مہندی کے واسطے روانہ ہوا۔

۱۰۶۷ھ ہجری و سنہ ۱۶۵۷ء مطابق ۱۰۶۵ھ مین شاہجہان ایسا بیمار ہوا کہ زیست کی امید نہ رہی ایام بیماری مین دارا شکوہ کا جو ولیعہد سلطنت اور باپ کے پاس موجود تھا ایسا اقتدار بڑھا کہ تمام مالی و ملکی انتظامات اسکی رائے سے انجام پانے لگے دوسرے شاہزادون محمد شجاع و اورنگ زیب اور مراد بخش نے اس اختیار و اقتدار کو رشک و حسد کی نگاہ سے دیکھا اور اپنی اپنی حصول سلطنت کے منصوبون کے خلاف تصور کرکے درپردہ جنگی تیاریان شروع کردین دارا شکوہ نے بادشاہ کی بیماری کو مخفی رکھنا چاہا۔ راستے بند کردئے مسافرون کو چلنے سے روکا مگر اس طرز عمل نے الٹا نتیجہ پیدا کیا اور شاہزادون نے مردہ یا قریب المرگ سمجھ کر خود مختاری کا ڈنکہ بجا دیا اور اپنی اپنی فوجین لیکر دارالسلطنت کی طرف کوچ کیا جب انکے کوچ کی خبرین دارالسلطنت مین پہنچین ایک تہلکہ پڑگیا اگرچہ شاہجہان نے جسے اس عرصے مین بہت کچھ صحت ہوچکی تھی اور اسکی لائق بیٹی جہان آرا بیگم نے اپنی آب سے اس آگ کو بجھانا چاہا شاہزادونکے پاس قاصد پر قاصد دوڑائے کہ ما بدولت کو اب آرام ہے اگر تم اپنے صوبونکو لوٹ جاؤگے تو تمھاری اس حرکت سے چشم پوشی کی جائے گی لیکن شاہزادے یہی کہتے اور سمجھتے رہے کہ جو خطوط

دربار سے شاہی مہرین لگ کر آتے ہین وہ جعلی اور بالکل دارا شکوہ کی بناوٹ اور ایجاد ہین حضرت یا تو مر گئے یا قریب مرگ ہین اگر بالفرض ہماری خوش نصیبی سے وہ زندہ ہین تو ہم انکی قدمبوسی کے مشتاق ہین غرضکہ شجاع بھگا لے سے اورنگ زیب اور مراد بخش متفق ہوکر دکھن سے چل کھڑے ہوئے اور جب باوجود فہمائش کے یہ اپنے صوبونکو واپس نہ ہوے تو بادشاہ یا دارا شکوہ نے انکے رد کنے اور تنبیہ کے واسطے بجاے کاغذی گھوڑونکے فوجی طاقت سے کام لینا چاہا جسونت سنگھ والی جودھپور کو اورنگ زیب اور مراد بخش کے مقابلے پر مالوے کو رخصت کیا راجہ جے سنگھ منصب شش ہزاری ذات شش ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ پر مفتخر ہوکر شاہزادۂ سلیمان شکوہ کے ساتھ شجاع کے مقابلے کے واسطے روانہ کیا گیا مرآت عالم مین لکھا ہے کہ جے سنگھ کے منصب مین ہزاری ذات اور ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ کا اضافہ ہوکر کل منصب شش ہزاری ذات اور پنجہزار سوار کا مقرر ہوا تھا اور ایک لاکھ روپے نقد بھی اسکے ساتھ گئے تھے ڈاکٹر برنیر لکھتا ہے کہ شاہ جہان نے راجہ جے سنگھ کو جو اسوقت کے راجاؤنمین سب سے زیادہ قابل شخص تھا بطور شیر خاص پوتے کے ساتھ کیا اور اسکو پوشیدہ یہ ہدایت کی کہ حتے الامکان جنگ نہ ہونے دینا اور شجاع کو اس امر کی فہمائش مین کہ وہ اپنے متعلقہ صوبے کو واپس چلا جاے کوئی دقیقہ اٹھا نرکھا لیکن سلیمان شکوہ کی بلند حوصلگی اور نوجوانی سے راجہ کی کوششین انسداد جنگ کے باب مین بے سود رہین اور دونون فوجین ایک دوسرے سے ملتے ہی (بنارس کے قریب) برسر پیکار ہوگئین دونون طرف سے بڑی سختی اور سرگرمی سے حملے ہوے اور ایک بڑی کوشش کے بعد شاہزادۂ محمد شجاع کو مغلوب ہونا پڑا کہ آخر سراسیمہ ہوکر بھاگ نکلا اور اگر قصداً راجہ جے سنگھ اور دلیر خان پیچھے نہ ہٹے رہتے تو صرف شجاع کی فوج ہی نہ تباہ ہوجاتی بلکہ خود بھی گرفتار ہوجاتا لیکن دور اندیش راجہ نے ازراہ دانائی مناسب نہ جانا کہ شاہی خاندان کے شاہزادے اور اپنے آقا کے بیٹے پر ہاتھ ڈالے اور شجاع کو بھاگ جانے کی مہلت دینے مین بادشاہی ہدایتونپر عمل کیا اس لڑائی کے بعد راجہ جے سنگھ منصب ہفت ہزاری ذات ہفت ہزار سوار پنجہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ سے سربلند ہوا اور حسب الطلب شاہزادۂ دارا شکوہ آگرے کی طرف روانہ ہوا۔ اب اُدھر کی سنو اس عرصے مین اورنگ زیب اور مراد بخش کی متفقہ فوجین اُجین مین جسونت سے اور ساموگڑھ مین دارا شکوہ سے میدان مارچکی تھین اور خاص دارالسلطنت مین عالمگیری اقبال کا پھریرا اُڑنے لگا تھا جب راجہ جے سنگھ اور دلیر خان سلیمان شکوہ کے ساتھ آگرہ آباد سے تین منزل اور آگے بڑھ آے یہ حال سنا اور عالمگیری اقبال کے طلسم کو دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ عالمگیر نے ساموگڑھ کی فتح پاکر راجہ جے سنگھ کو سلیمان شکوہ کی رفاقت سے توڑنا چاہا کاغذی گھوڑون کے ذریعہ سے منتر چلنے لگے جے سنگھ اور دلیر خان اول تو متردد اور متامل رہے لیکن آخرکار عالمگیر کے حسن عمل سے تسخیر ہوگئے باوجود اسکے اس دور اندیش راجہ نے سلیمان شکوہ پر ہاتھ ڈالنے سے پرہیز کیا اور اسکو کل واقعات سے مطلع کرکے یہ نیک صلاح دی کہ اول تو جسطرح ممکن ہو دہلی پہونچکر اپنے باپ کے ساتھ شامل ہوجاے اور اگر یہ نہ ہوسکے تو آپ سری نگر کے پہاڑون مین چلے جائیے وہان کا راجہ آپکو بہت خاطر سے رکھے گا اور اُس محفوظ جگہ مین کچھ دن ٹھہر کر آپ حالات اور واقعات پر

نظر رکھئے اور حسب مقتضائے وقت کارروائی ہوجیے۔ لیکن بعض تاریخون سے معلوم ہوتا ہے کہ راجہ نے کچھ سپاہی بھیجکر سلیمان شکوہ کا مال و اسباب لوٹ لیا جب کہ وہ سری نگر بھاگ کر جارہا تھا اور خود متھرا کے مقام پر بارگاہ عالمگیری مین حاضر ہوگیا۔ اور ایک کروڑ دام (ڈھائی لاکھ روپیہ) سالانہ آمدنی کے محالات سے مفتخر ہوکر دریائے ستلج کے پار سے خلیل اللہ خان کے ساتھ دارا شکوہ کے تعاقب پر مامور ہوا۔

لیکن ڈاکٹر برنیر اپنے سفرنامے مین لکھتا ہے کہ جب اورنگ زیب دارا شکوہ کے تعاقب سے ملتان سے لوٹکر اپنی معمولی سرعت کے ساتھ کوچ کرتا ہوا چلا آتا تھا راجہ جے سنگھ کو جو پانچ ہزار جرار راجپوتون کے ساتھ اپنی طرف آتا دیکھکر حیرت مین آگیا اُسوقت حسب معمول تھوڑے سے آدمیون کے ساتھ اپنی فوج سے آگے آگے تھا اور اُسکو پہلے خبر لگ چکی تھی کہ راجہ دہلی مین ہے مگر اُسنے ایسی عجیب سرعت سے ایسی بعید مسافت طے کی کہ لاہور اور ملتان کے راستے مین آملا لیکن اورنگ زیب کی ہوشیاری متانت اور اُسکی اُس عام لیاقت نے کہ وہ کسی ناگہانی مشکل کے پیش آجانے پر نہایت چستی سے اُسکا فی الفور انتظام کرلینے کی لیاقت رکھتا تھا اُسے بڑی مصیبت سے بچا لیا چنانچہ اُسنے مطلق کچھ خوف و اضطراب ظاہر نہ کیا بلکہ یہ دکھانے کو کہ اُسکا آنا اسکی بڑی خوشی کا باعث ہے گھوڑا بڑھا کر نہایت کشادہ پیشانی کے ساتھ ہاتھ سے جلد آئیے جلد آئیے کا اشارہ کرتا ہوا آگے بڑھا اور پکار کر سلامت باشید راجہ جی سلامت باشید باباجی اور جب دونون ذرا نزدیک ہوے تو پھر کہا کہ خوش آمدید خوش آمدید بیان نہین کرسکتا کہ مجھے آپکے آنے کا کسقدر انتظار تھا بہت ہی خوب ہوا کہ آپ آگئے مگر لڑائی ختم ہوگئی اور دارا شکوہ تباہ و برباد خاک چھانتا پھرتا ہے مینے میر بابا کو اُسکے پیچھے بھیجدیا ہے امید کہ جلد گرفتار ہوجائے گا اسکے بعد نہایت مہربانی اور التفات کے اظہار کی غرض سے موتیونکی مالا جو خود پہنے ہوئے تھا راجہ کے گلے مین ڈالدی اور کہا کہ ہماری فوج بہت تھکی ہوئی ہے اسلیئے آپ کو بہت جلد لاہور پہونچ جانا چاہئے مبادا وہان کچھ بدانتظامی اور شورش ہوجائے اور مین آپکو لاہور کا صوبہ دار مقرر کرکے کل نظم و نسق کا اختیار دیتا ہون اور مین بھی آپکے پاس پہونچتا ہون۔ لیکن رخصت کرنے سے پہلے مجھکو واجب ہے کہ سلیمان شکوہ کے معاملے مین جو آپنے کارگذاری کی ہے اُسکا شکریہ ادا کرون مگر آپنے دلیر خان کو کہان چھوڑا مین اُسکو خوب سزا دونگا آپ جلد لاہور تشریف لے جائیے اچھا خدا حافظ۔

جب دارا شکوہ لاہور سے ملتان کی طرف بھاگا راجہ جے سنگھ کے نام حکم پہونچا کہ ہمارے آنے تک لاہور مین مقیم رہو جب بادشاہ لاہور پہونچا نہ معلوم کسی مصلحت یا خود راجہ کی خواہش سے راجہ کو وطن جانے کی رخصت مرحمت فرمائی اور خود شجاع کے مقابلے کے واسطے بنگالے کیطرف روانہ ہوا جب جسونت سنگھ نے کھیوہ کی لڑائی مین اورنگ زیب سے بیوفائی کی اور لشکر کا مال و اسباب لوٹ کر بھاگا تو فوج بھرتی کرکے دارا شکوہ کا ساتھ دینا چاہا راجہ جے سنگھ نے اس موقع پر اُسکو ایک خط لکھا جو شاہی فرمان کے ساتھ جسمین قصور کی معافی اور انعام کا وعدہ کیا گیا تھا ایک خاص آدمی کے ساتھ اُسکے پاس روانہ کیا جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ وہ جودھپور سے میرتے تک آکر لوٹ گیا۔

۲۹ جمادی الاخری ۱۰۶۹ھ ہجری کو اجمیر کے قریب موضع دیورائی مین داراشکوہ اور اورنگ زیب سے لڑائی ہوئی اس لڑائی مین راجہ جے سنگھ عالمگیر کے ساتھ تھا بیچارے داراشکوہ کی قسمت نے مطلق یاوری نہ کی اگرچہ اُسنے میدان ہمت مین بہت قدم جمایا لیکن بدقسمتی نے ایسا دھکا دیا کہ پھر بھاگنا پڑا عین حالت جنگ مین راجہ جے سنگھ ایسے مقام پر پہونچ گیا تھا کہ داراشکوہ بالکل اُسکے قابو مین تھا لیکن اس نامور اور عالی ہمت راجہ نے اُسکا بہت ادب کیا اور کہلا بھیجا کہ اگر گرفتاری سے بچنا منظور ہے تو فوراً میدان جنگ سے علیحدہ ہو جاؤ شاہ زادے نے راجہ کا شکریہ ادا کیا اور اہل وعیال کو لیکر فوراً چلتا ہوا داراشکوہ کے بھاگنے کے بعد بادشاہ نے راجہ جے سنگھ اور بہادر خان کو اُس کے تعاقب پر مامور کیا اورنگ زیب نے جے سنگھ کو گجرات کی طرف جانے کے وقت یہ فرمان لکھا تھا۔

اللہ
بہادر
اورنگ زیب
ابن شاہجہان
بادشاہ غازی
۱۰۶۹ھ

زبدۂ دلاوران تہور دستگاہ خلاصۂ جانبازان ہواخواہ نقاوۂ مخلصان ارادت کیش قدوۂ خیرطلبان عقیدت اندیش عمدۂ راجگان اخلاص شعار مطیع الاسلام مرزا راجہ جے سنگھ بہ توجہات خاص اختصاص یافتہ بداند عرضداشتے کہ درین ہنگام فیض ارتسام از سمت پور ارسال داشتہ بود در فتح پور از نظر انور گذشت یقین کہ تا حال از احمد آباد روانہ پیش شدہ باشد باید کہ از راہے کہ مناسب داند بہ سرعت تمام رفتہ در دستگیر ساختن آن آوارۂ دشت ادبار (داراشکوہ) مساعی جمیلہ بتقدیم رساند و موجب مجرائے عظیم خویش داند۔ ماہ ہشتم شوال بنواحی دارالخلافت شاہجہان آباد خواہیم رسید

درشعبان ۱۰۶۹ھ ہجری تحریر یافت

اب بادشاہ کو صرف سلیمان شکوہ کی فکر باقی رہ گئی سلیمان شکوہ سری نگر کے پہاڑون مین پہونچ گیا تھا راجہ جے سنگھ کی معرفت راجہ سری نگر کو خط لکھا گیا کہ اگر سلیمان شکوہ کو پکڑ کر بھیجدوگے تو بڑے بڑے انعام ملینگے ورنہ تمھارے حق مین بہت برا ہوگا اول تو راجہ سری نگر نے یہی جواب دیا کہ خواہ میرا تمام ملک چھن جائے مگر کبھی ایسی

بیغیرتی اور نامردی کی حرکت کا مرتکب نہونگا لیکن جب بادشاہ نے تربیت خان اور رعدانداز خان وغیرہ کئی امیرونکو سری نگر کی تسخیر کے واسطے بھیجا اور راجہ جے سنگھ نے پھر خط لکھا تو وہ راجہ جے سنگھ کی معرفت سلیمان شکوہ کے سپرد کردینے کا وعدہ کرکے معافی کا خواستگار ہوا اور جے سنگھ کا بیٹا رام سنگھ سری نگر جاکر سلیمان شکوہ کو لایا جب سب جھگڑے طے ہوگئے تو بادشاہ نے کمال مرحمت سے اول ایک لاکھ نقد اور سنہ ۱۰۷۰ ہجری مین پانچ لاکھ روپے سالانہ کی جاگیر راجہ جے سنگھ کو انعام مین مرحمت فرمائی اور اسکا اعزاز و اکرام کرنے لگا اور اسکے بیٹے کیرت سنگھ کی بیٹی اپنے بیٹے محمد اعظم سے منسلک کی جس سے ایک بیٹا پیدا ہوا بادشاہ نے اسکا نام محمد کریم رکھا۔

راجہ جے سنگھ کی عالمگیر کے حکم سے سیوا مرہٹے پر چڑھائی

سیوا عجب بہادر اور چالاک آدمی تھا مسلمانون سے سخت تعصب رکھتا تھا اسکی اصلیت یہ ہے کہ بھوسلہ ایک خاندان کا لقب تھا باپ جی اس قوم کا ایک شخص تھا جو دیوگڑھ عرف دولت آباد مین رہتا تھا اس کے بیٹے مالوجی کے کوئی اولاد نہ تھی احمدنگر مین ایک فقیر شاہ شریف تھا اسکی دعا سے مالوجی کے بیٹا پیدا ہوا جسکا نام فقیر کی وجہ سے شاہ جی رکھا گیا مالوجی ایک چالاک سلحدار تھا جس نے حسن خدمت گذاری سے جادو راے کی بیٹی سے اپنے بیٹے کی شادی کرلی اس بیبی سے شاہ جی کے گھر سیوا پیدا ہوا جب سیوا کی مال شاہ جی سے ناراض ہوکر اُسنے دوسری شادی کرلی تھی پونہ مین اپنے میکے کو چلی آئی تو سیوا ساتھ تھا سیوا کی پیدائش کا زمانہ ۱۶۲۷ء ہے اسوقت مین تین سلاطین کا تخت دکن مین ڈگمگا رہا تھا اور مغلون کے ہاتھ سے اُسکی مان ایک قلعہ سے دوسرے قلعہ مین بے پھرتی تھی آخرکار وہ گرفتار ہوگئی سیوا کو سپاہ گری کے فن کی تعلیم ایک برہمن نے دی تھی پہلے سیوا جی بڑا شکاری تھا اسکے بعد لٹیرون کی صحبت سے وہ لوٹ مار کرنے لگا اسکے بعد ایک جماعت پیدا کرکے شہر اور قلعونپر حملہ کرنا شروع کیا مرہٹون کی ترقی کا زمانہ عالمگیر کے عہد سے شروع ہوا ہے پہلے سلاطین دکن مرہٹون کو بطور نمک کے ملازم رکھ لیا کرتے تھے اور بطور بے قاعدہ فوج کے انسے مدد لیتے تھے جب سیوا نے بیجاپور کی سلطنت مین جو پہاڑی قلعے تھے اور وہ دار السلطنت سے دور ہونے کی وجہ سے اکثر قلعدار کے فوج سے خالی رہتے تھے اُنکو اپنے قبضے مین کیا اسپر والی بیجاپور نے سیوا کے باپ شاہ جی کو قید کردیا باپ کے قید کے زمانے تک یہ لوٹ مار چھوڑکر خاموش بیٹھا رہا باپ کی رہائی کے بعد اُسنے افضل خان میر لشکر بیجاپور کو دھوکے سے مار لیا اور راج گڑھ کو اپنی راجدھانی بنایا اُس وقت علی عادل شاہ فوج لیکر آیا اور اُسنے اسکے قلعے اور بہت سا ملک مفتوح چھین لیا سیوا اُسکے مقابلے کی تاب نہ لایا اور نگ زیب اس عہد مین دکن کا ناظم تھا سیوا سلطنت مغلیہ کا ادب کرتا تھا جب شاہ جہان کی علالت سے شاہزادون مین باہمی جنگ و جدال ہوا اور اورنگ زیب دکن سے دار السلطنت دہلی مین چلا آیا تو سیوا نے مہلت پاکر شاہی حدود مین دست اندازی شروع کی اور رات کے وقت قلعہ جنیر کو جو بادشاہی سرحد پر تھا حملہ کرکے لوٹ لیا تو عالمگیر نے اپنے ماموں شایستہ خان امیر الامرا کو سیوا کی تنبیہ کے لیے بھیجا چنانچہ سنہ ۱۰۷۳ ہجری مین امیر الامرا نے

قصبہ سوپہ اور قلعہ چاکندہ کو فتح کرلیا اور سیوا امیر الامرا کے خوف سے بھاگتا پھرا امیر الامرا قصبہ پونہ مین اُس حویلی مین جو سیوا کی بنائی ہوئی تھی مقیم تھا مگر ایک رات کو سیوا ایک مصنوعی برات بنا کر لایا اور امیر الامرا پر چھاپہ مارا امیر الامرا زخمی ہوا اور اُس کا فرزند ابو الفتح ہلاک ہوا سیوا نے شہر سورت کو جسے اُس زمانے مین بابلچ کہتے تھے خوب لوٹا سلاطین دکن پر ضعف سلطنت کے اُسکے مقابلے سے عاجز آگئے وہ اپنے ملک کے حدود وسیع کرکے اور بہت سے قلعے چھین کر راجہ بن بیٹھا ایک بڑی جماعت اُس کے پاس ہوگئی ڈف صاحب کی تاریخ مرہٹہ مین لکھا ہے کہ سیواجی نے حرفت جہازسازی اور ہندوستان کی بحری سرگرمیون کی خوب ہمت افزائی کی تھی کئی ایک گودیان تعمیر کیگئی تھین جہان جنگی جہاز بنتے تھے ۱۶۹۰ء مین بمبئی سے لیکر گوا تک تمام ساحل بحری مرہٹی جنگی بیڑے کے کمانڈر انگریہ کے قبضے مین تھا اور چونکہ اُسکے قبضے مین ایسے مسلح جہاز و کنار یہ بست بیڑہ تھا جسکی جہاز مین تیس یا چالیس توپین ہوتی تھین اسلیئے وہ یوروپین تجارت کے لیے ایک خطرہ بنگیا یہ تو پچھلے زمانے کی بات ہے عالمگیر کے عروج کے وقت کی بات بیان کیجاتی ہے کہ چونکہ اُس کا ملک کنارۂ سمندر پر واقع تھا اسلیئے بعض بندرگاہین جو اسکے قریب اور تصرف مین تھین وہان جو جہاز مل جاتا اُسکو موقع پاکر لوٹ لیتا ایک مرتبہ ایک عظیم الشان جہاز طوفان مین پڑجانے سے کنارے پر آگیا سیوا نے اُسکا کل مال لوٹ لیا اور اسمین جو لوگ تھے وہ اکثر مسلمان تھے سیوا نے ان سب کو قید کرلیا اور طرح طرح ان کو ایذائین پہونچائین چونکہ اس جہاز کی غارتگری سے اُسکو بہت بڑی دولت حاصل ہوگئی تھی اسلیے اُسکی قوت بہت بڑھ گئی اسلیے اُسنے ظاہری طور پر اسلامی سلطنت کی توہین شروع کی اور بعد غارتگری شہر سورت کے حاجیون کے جہازونکو جو بندرگاہ سورت سے روانہ ہوا کرتے تھے غارت کیا یہ ایسی بات نہ تھی کہ عالمگیر کے غصے کی آگ کو مشتعل نہ کردیتی اسلیے اُسنے ایک بڑی فوج مہاراجہ جسونت سنگھ کے زیر فرمان سیوا کے استیصال کو بھیجی جب اس سے خاطر خواہ یہ مہم سرنہ ہوسکی تو راجہ جے سنگھ کے ساتھ سپاہ کثیر اور زبردست توپخانہ مقرر کرکے اُدھر بھیجا اُسکی امداد کیلیے جلال خان المخاطب بہ دلیر خان ۔ داؤد خان ۔ راجہ رائے سنگھ سیسودیہ ۔ احتشام خان شیخ زادہ ۔ راجہ سجان سنگھ بندیلہ ۔ کیسری سنگھ ۔ راجہ فرسنگھ گوڑ ۔ پورنمل بندیلہ زبردست خان ۔ بادل خان بختیار ۔ برق انداز خان اور دوسرے سردارونکو متعین کیا جے سنگھ کے ساتھ چودہ ہزار سپاہ تھی ۔ ۱۹ ربیع الاول ۱۰۷۵ھ ہجری مطابق ۱۶۶۵ء کو راجہ بادشاہ سے رخصت ہوکر بہم شعبان کو اورنگ آباد پہونچا اور وہان شاہزادہ محمد معظم سے شرف نیاز حاصل کرکے دسوین ماہ مذکور کو شاہزادے سے رخصت ہوکر منزل مقصود کیطرف روانہ ہوکر ۲۵ شعبان کو قصبہ پونہ مین جہان مہاراجہ جسونت سنگھ شاہی افواج کے ساتھ مقیم تھا جا پہونچا اور جسونت سنگھ سے افسری مہم کا چارج لیکر اسے سبکدوش کردیا جسونت سنگھ بادشاہ کے پاس روانہ ہوگیا جے سنگھ نے پونا مین رہکر اُسکے تمام اطراف کا انتظام شروع کردیا قطب الدین خان کو سات ہزار سوار کے ساتھ چیری کی طرف بھیجا کہ وہان رہکر غنیم سے باخبر رہے اور حکم دیا کہ قلعہ لوہ گڑھ کے مناسب مقام پر تین ہزار سوار کا تھانہ مقرر کردے اور ایک تھانہ قلعۂ نارد رک کے سامنے قائم کرے اور ہر ایک تھانہ مین زبردست فوج رکھے اور خود تمام لشکر کے ساتھ ملک کا دورہ کرکے

ہوشیاری اور ہوشیاری رکھے اسیطرح جہان جہان مرہٹون کے زور کا مقتضہ تھا وہان وہان سپاہ متعین کردی اور بے سنگھ نے خود قلعہ پورندھر اور رودرمال کے فتح کرنے کا ارادہ کیا یہ دونون قلعہ بہت مستحکم تھے سات شوال کو ساسوری کی طرف کوچ کیا جسکے نزدیک وہ دونون قلعے پہاڑی پر واقع تھے اور احتشام خان کو پونکی حراست کے لیے چھوڑ دیا اسکے ساتھ رندولہ خان و بیرم دیو سیسودیہ وزاہر خان و جان نثار خان و خواجہ ابوالمکارم اور ایک دوسری جماعت جسمین چار ہزار سوار تھے مقرر کی۔ خود موضع لونی مین پہونچا جو پونہ سے پانچ کوس پر ساسور کی طرف واقع ہے یہان سے دو راستے ملک بادشاہی کی طرف جاتے تھے اور باغی ان دونون راستون سے ملک بادشاہی پر یورش کرتے تھے یہان ایک تھانہ مقرر کیا اور راؤ بھوبت سنگھ کو تین سو سوار اور تین سو پیادہ بندوقچی کے ساتھ اس تھانے کا افسر بنایا۔ بے سنگھ ۲۰ رمضان کو ساسور سے ایک منزل پر جا پہونچا دلیر خان کو کہ لشکر کے ہراول مین تھا فوج ہراول اور توپخانے کے ساتھ آگے سے روانہ کردیا کیونکہ راستے مین ایک سخت پہاڑی کو عبور کرکے ساسور مین پہونچنے تھے پس فوج ہراولی سے اس پہاڑی کا انتظام اور دشمن کی دیکھ بھال مقصود تھی اور صبح کو خود بھی تمام سپاہ کے ساتھ جنگ نے کوچ کیا جب اس پہاڑی کے سامنے پہونچا تو داؤد خان کو کہا کہ تم اپنی سپاہ کے ساتھ یہان اسوقت تک ٹھہرو جو تمام لشکر اس ٹیکری اور زمین بلند سے گذر جاے اور بعد اسکے محو دروانہ ہونا غرض کہ اس ٹیکری سے گذر کر دو کوس آگے پڑاؤ کیا۔ دلیر خان جو پہلے سے آگے گیا ہوا تھا اور ساسور کے پاس پہونچ چکا تھا اس بات کی تلاش مین سوار کھڑا تھا کہ کسی اچھی جگہ اترے کہ یکایک دشمن کی فوج نمودار ہوئی دلیر خان نے اپنی سپاہ کو لڑائی کے لیے حکم دیکر آمادہ کارزار کیا آخر کار مرہٹے تاب مقابلہ نہ لاکر بھاگ نکلے اور قلعہ پورندھر و قلعہ رودرمال کی طرف جو ایک دوسرے کے مقابل دو گڈی کے ٹیلے سے واقع تھے چلے گئے خان مذکور نے پیچھا کیا مرہٹے لڑتے اور بھاگتے جاتے تھے یہانتک کہ اس پہاڑ کے دامن مین پہونچ گیا اور بہت سے مرہٹون کا کام تمام کردیا بعض مرہٹے قلعہ مین گھس گئے اور بعض جنگل کی طرف بھاگ گئے۔ دلیر خان کی سپاہ نے قلعہ پر دھاوا بولدیا اور پہاڑ پر چڑھ گئی اور پہاڑ کی کمر مین جو آبادی تھی اسکو جلا کر برباد کردیا۔ قلعہ کے محاصرے کے لیے سپاہ کچھ اور اوپر چڑھی دونون قلعون کے آدمیون نے توپ کے گولے اور بندوقین اور باں مارنا شروع کئے دلیر خان نے قدم پیچھے نہ ہٹایا اور جلد قلعہ پورندھر کے پاس چڑھکر مورچہ بنا لیا اور بے سنگھ کو تمام حال لکھ بھیجا اسنے اپنی فوج مین سے فوراً ایک افسر کو تین ہزار سپاہ کے ساتھ روانہ کیا اور اسکے ساتھ راجہ راے سنگھ اور قباد خان اور ترسین اور اندرمن بوندیلہ اور بادل بختیار اور ایک جماعت کو اسکے ہمراہ کیا۔ دلیر خان اور اسکے معاونون نے دونون قلعون کا خوب محاصرہ کرلیا بے سنگھ نے بیدار اون کی جماعت اور بہشتی اور سیسہ اور بارود اور دوسرا لڑائی کا سامان اور توپخانہ اور مورچہ بندی کا اسباب بھی بھیجا داؤد خان جو ٹیکری کے پاس کھڑا تھا وہ بھی دلیر خان کے پاس چلا آیا۔ اب شاہی سپاہ نے مورچے درست کرکے دونون قلعون کو فتح کرنے کا ارادہ محکم کرلیا دلیر خان کے دونون بھتیجے فیرت و مظفر اور دوسرے افغان اور دیسری بھان گوڑ بھی قلعہ پورندھر و رودرمال کے تلے تک پہونچ گئے اور مورچے تیار کرلیے۔ آتش خان کو

توپخانے کے ساتھ اور ترکتاز خان وغیرہ کو جے سنگھ نے اپنے سامنے مقرر کیا کیرت سنگھ تین ہزار سوار کے ساتھ اور چند دوسرے منصبدار قلعہ پورندھر کے دروازے کے سامنے مقرر ہوئے اور سید ہے ہاتھ کو راجہ نرسنگھ گوڑ اور کرن راٹھوڑ اور جگت سنگھ اور سید مقبول عالم نے اپنے اپنے مورچے جمائے اور راجہ رائے سنگھ راٹھوڑ دراج سنگھ اور کچھ اور بادشاہی افسروں نے قلعہ پورندھر کے پیچھے کھڑکی کے سامنے مورچے قائم کر کے مستعد جنگ ہوئے اور رسول بیگ اور روزبہان مع ایک سپاہ کے داؤد خان کے سیدھے بازو پر کھڑے ہوئے اور پیتر بھوج چوہان کچھ سپاہ کے ساتھ قلعہ رودرمال کے سامنے متعین ہوا شہر میں اور اندر من بوندیلہ اور دوسرے سپاہی و سردار اس قلعہ کے پیچھے مورچے جما کر مستعد جنگ ہوئے دوسرے دن جے سنگھ کوچ کر کے سامور کے پاس آیا اور قلعہ سے دو کوس پر لشکرگاہ بنائی اور خود سوار ہو کر قلعہ کے پاس آکر اہتمام سپاہ کا ملاحظہ کیا اور پھر لوٹ گیا۔ جاسوسوں نے خبر دی کہ نیتاجی سیوا کا ایک قریبی رشتہ دار ایک بڑی سپاہ لیکر پرینڈہ کی طرف گیا ہے جے سنگھ نے سید منور خان بارہ و شرزہ خان وحسن خان وجوہر خان و جگت سنگھ وغیرہ کو جو تھانہ سوتہ میں تھے اسکے تعاقب اور لڑائی کیلئے بھیجا جب یہ لوگ پرینڈہ تک پہونچے تو دشمن یہ حال سنکر بھاگ کر لوٹ گیا۔ اسکے بعد جے سنگھ نے اپنا لشکر بھی اٹھا کر پہاڑ کے دامن میں موچی کے پاس مقام کر دیا۔ اکثر اہل لشکر کے ڈیرے پہاڑ کی کمر میں واقع تھے خلاصہ یہ ہے کہ شب و روز شاہی آدمی قلعہ پر گولے اور گولیاں برساتے تھے دونوں قلعوں کے پناہ گزین بھی مدافعت میں کوتاہی نہیں کرتے تھے جے سنگھ روز موچی میں جا کر دیکھ بھال کرتا ایک برج قلعہ رودرماں کا متواتر توپوں کے گولوں سے ٹوٹ گیا دلیر خان کے آدمی جرات کر کے اسپر چڑھ گئے اور وہاں جو لوگ متحصن تھے وہ دوسری پناہ گاہ میں گھس گئے اب مسلمان اس برج پر چڑھ کر اسکی مضبوطی میں مصروف ہو گئے اس یورش میں چار آدمی دلیر خان کے ہمراہیوں میں سے مارے گئے اور سات آدمی قلعہ نشینوں کے کام آئے اور چار زخمی ہوئے جب جے سنگھ کو یہ حال معلوم ہوا تو اپنے راجپوت بھی شرکت کو بھیجے محاصرین نے اتنی کوشش کی کہ محصورین اسکی تاب نہ لا سکے اور وہ اب قلعہ کو روک نہ سکتے تھے آخر کار انھوں نے جے سنگھ کے پاس پیغام بھیجا اور امان طلب کی راجہ نے انکو امان دی پس محصورین قلعہ سے نکلکر دلیر خان کے پاس آگئے اور وہ قلعہ عالمگیری سپاہ کے سپرد ہو گیا قلعہ نشینوں کے دو سردار و نکو دلیر خان نے خلعت دیکر باقی اور لوگونکو اپنے آدمیوں کے ساتھ جے سنگھ کے پاس بھیجدیا راجہ نے کئی شخصونکو خلعت دئے اور جب انھوں نے دکھنیوں کو جانے کی اجازت چاہی تو سب کے ہمراہ لیکر رخصت کر دیا۔ جے سنگھ کے ساتھیوں میں سے قلعہ کی تسخیر کے وقت پچاس سوار اور تیس پیادے کام آئے اور ۳۲ سوار اور ۷ پیادے زخمی ہوئے اس قلعہ کی فتح کے بعد جے سنگھ نے داؤد خان اور راجہ رائے سنگھ کچھواہہ اور شرزہ خان اور امر سنگھ بوندا وت و محمد صالح تر خان و سید نورین العابدین بخاری و اچل سنگھ اور اپنے چند سردارون و سپاہیون اور دوسرے شاہی سپاہیون کو جنکی تعداد سات ہزار سوار کے قریب تھی حکم دیا کہ دو طرف سے سیوا کے ملک میں گھس کر لوٹ مار کریں اور اسکو مجبور کر دیں اس سپاہ کو رخصت کر کے قطب الدین خان کو جو ایک شایستہ لشکر کے ساتھ جنیر کی طرف مقرر تھا اور دی خان کے

لشکر کو کہ تلوکن کی طرف متعین تھا لکھا کہ وہ لوگ بھی ہر طرف سے سیوا کے ملک مین گھس کر اُسکو تباہ کرین اور شریر رعایا سے ملک کے قتل و غارت مین کوتاہی نہ کرین قطب الدین خان اور لودی خان نے ملکر ہر طرف ان ڈاکوون کو دبایا اور اُنکے مویشی گرفتار کئے تاکہ سیوا ہر طرف سے عاجز آکر پناہ مانگے وہ رعایا کے نام پرگنون اور بہ طریقہ تھی گوشمالی پاے بندگان خدا کو اہنرنی اور غارتگری سے نہ ستاے ایک شب مخالفین کا گروہ شب خون کے ارادے سے کیرت سنگھ کے مورچون مین گھس گیا چونکہ ادھر کے سب لوگ ہوشیار تھے اسلئے دشمن ناکام واپس چلا گیا پھر ایک شب دشمن کا ایک سردار روز بہان نام شب خون کے ارادے سے رسول بیگ کے موچہ پر حملہ آور ہوا چونکہ اسکے آدمی غافل سو رہے تھے دشمن نے مورچے مین گھسکر ایک توپ کے پیالے مین کیل ٹھونک دی اور ایک سپاہی کو قتل اور چودہ کو زخمی کیا جب اس ہنگامے کا شور زبردست خان کے مورچے مین پہونچا تو وہ اور دیسر خان کا نوکر محمود ایک جماعت کے ساتھ دشمن کی سر کوبی کو جا پہونچے اور اُسکو مارنے لگے چار آدمیون کو قتل کیا اور بہت سے زخمی کئے اور باقی خراب و خستہ ہوکر بھاگ کر اُس قلعہ مین جو دشمن کی پناہ گاہ تھا داخل ہو گئے دوسرے دن ایک گروہ قلعہ کی کھڑکی سے نکلا تاکہ اپنے ساتھیون کی لاشین اُٹھا لیجاے اودھر رُپدل خان اور سوبھکرن بوندیلہ اور دوسرے شاہی نوکر موجود تھے اُنھون نے دشمن پر حملہ کردیا اسلئے بغیر حصول مقصود کے بھاگ نکلا آٹھ آدمی ادھر کے مارے گئے اور چار دشمن کے مقتول ہوئے اور زخمی بھی بہت سے ہوے۔

اب داؤد خان اور راجہ راے سنگھ کا حال سنیئے کہ وہ ۲۱ شوال کو روہیرہ کے نواحی مین قلعہ راجگڑھ کے پہاڑ کے دامن مین پہونچکر ناخت و تاراج مین مصروف ہوئے اور پچاس کے قریب گانون کو جلاکر برباد کردیا چار گانون پہاڑ ونکی گھاٹیون مین تھے اور وہان دشمن کا جماؤ تھا جو مغل لشکر کی تراولی مین تھے اُنھون نے وہان پہونچکر لڑائی شروع کردی اب داؤد خان کو خبر دی اُسنے راجہ راے سنگھ کو فوج ہراولی کے ساتھ اور اچل سنگھ کچھواہے کو جے سنگھ کے راجپوتون کے ساتھ اُنکی مدد کے لیے بھیجا تمام مخالف بھاگ نکلے اور چار گانون برباد کردیے گئے اور تمام رعایا قید ہوئی اور چوپاے پکڑ لیے گئے اور سب دوسرا مال و اسباب بھی لوٹ لیا گیا۔ دوسرے دن اور رات اس سرزمین مین مقام کرکے صبح کو راجگڑھ کی طرف کوچ ہوا راستے مین بہت سے گانون اور بستیان جلاکر برباد کردین یہانتک کہ اُس قلعہ کے تلے جا پہونچے اور اطراف کے گانونکو برباد کرنا شروع کیا۔ قلعہ کی جماعت مین سے بہت سے آدمی قلعہ مین سے نکلکر پہاڑی کی کمر پر صف باندھکر لڑنے کو کھڑے تھے لیکن شاہی فوج کے خوف سے نیچے اُترنے کی تاب نہ تھی زمین یہان کی پہاڑی تھی جابجا خشیب و فراز تھے جے سنگھ کی بھیجی ہوئی سپاہ نے لوٹ مار خوب کرکے دو کوس پلٹ کر کوچن کیوڑے کی ٹیکری کے پاس مقام کیا رات کو خوب ہوشیاری رکھی دوسرے دن سیوا پور مین سپاہ پہونچی داؤد خان یہان سے قلعہ گندانہ کی طرف چلا گیا اور اُدھر کے گانون کو برباد کرنے لگا اور قطب الدین خان اپنے ہمراہیون کے ساتھ درۂ بورکھیورا اور نامی کھورہ اور قلعہ کنواری کی طرف جاکر اس طرف کا علاقہ برباد کرنے لگا اور ادھر کے بہت سے آدمی اور مال و مویشی پکڑ لئے۔

ہوا۔ سوال گیا کہ دھان اور قطب الدین خان پھر باہم ملگئے اور قلعہ لوہ گڑھ کی طرف روانہ ہوگئے جب یہ فوج قلعہ کے تلے پہونچی تو پانسو سوار اور ہزار پیادے قلعہ میں سے نکلکر لشکر کے قراول سے لڑنے لگے جب یہ خبر دھان کو پہونچی تو اجرا سنگھ اور اچل سنگھ کو کچھ سپاہ کے ساتھ مدد کے لیے بھیجا انکے پہونچنے کے بعد مخالفین مغلوب ہوکر بھاگ نکلے۔ سپاہ شاہی نے قلعہ کے پاس کی تمام آبادیوں کو ویرانہ بنادیا۔ بہت سے آدمی اور مویشی پکڑلئے اور رات کو وہیں ٹھہری دوسرے دن پھر سوار ہوکر دامن قلعہ لوہ گڑھ ویسا گڑھ و پنکی ونکوٹہ کو جلاکر خراب و ویران کردیا اور پھر جاے قیام میں سپاہ لوٹ آئی۔ سیسوا کا ادھر کا تمام علاقہ تاخت و تاراج ہوچکا تھا اسلیے دوسرے دن معاودت کے ارادے سے کوچ کیا اور قصبہ پونہ کے پاس مقام کیا جے سنگھ نے قرار دیا تھا کہ قطب الدین خان اپنی سپاہ کے ساتھ پونا میں تھانہ جماے اسلئے وہ وہاں رہ گیا داؤد خان اور راجہ راے سنگھ اور دوسرے آدمی چودہ روز کے بعد چوتھی ذیقعدہ کو بڑے لشکر میں پہونچ گئے۔ قطب الدین خان جو پونا کے پاس تھا اسے خبر ملی کہ مخالفوں کی ایک بھاری جماعت قلعہ ناروگ کے پاس قیام گزین ہے اسلیے قطب الدین خان نے اس قلعہ کی تاخت کے ارادے سے کوچ کیا اور اس طرف کا علاقہ برباد کردیا اور مخالفین کا گروہ جہان سامنے آیا اسے سزا کو پہونچایا قطب الدین خان اس دن لوہ گڑھ کے نیچے ٹھہر گیا جب یہ معلوم ہوا کہ مخالفین کا گروہ پہاڑ پر چڑھ گیا ہے تو ان سے لڑنے کو اپنی سپاہ کا ایک حصہ بھیجا جو سامنے آیا اسے قضا کے گھاٹ اتارا بہت سے بھاگ بھی گئے اور تین سو کے قریب آدمی قید ہوئے اور تین ہزار کے قریب مویشی پکڑے گئے۔

اب قلعہ پر رندھر کے سامنے ایک بڑا دمدمہ لکڑی اور تختوں سے بنوا کر گولہ انداز اور برق انداز تمام آلات کے ساتھ اسپر چڑھا کر قلعہ پر آتش باری کرائی اور یہ دمدمہ اس برج کے مقابل تھا جو سیوا نے قلعہ کی مضبوطی کے لیے بنوایا تھا جب مخالفوں کو اسکا حال معلوم ہوا تو انھوں نے گولیاں پتھر اور دوسری جلانے والی چیزیں پھینکنا شروع کیں اس حصے میں اور دوسرے راجپوت دلیر خان کے آدمیوں کے ساتھ مدد کو آگئے اور زبردست جان اور آتش خان کا بھی توپخانہ آپہنچا لڑائی خوب ہونے لگی۔ بھگونت سنگھ جے سنگھ کا ایک سردار اور پانسو آدمیوں کا افسر تھا وہ اور دلیر خان کا ایک آدمی اور دوسرے راجپوت مارے گئے اور مخالف بھی بہت سے کام آے۔ جے سنگھ نے سبھگرن بندیلہ اور ترکمان خان اور ایک دوسری جماعت کو بھی مدد کے لیے بھیجا۔ دلیر خان اور کیرت سنگھ حصے کے پاس کھڑے ہوگئے اور لڑائی کے لیے تاکید کرتے تھے۔ سیوا کا بنایا ہوا برج سفید توپ کے صدمے سے ٹوٹ پھوٹ گیا اور اسمیں بڑا سوراخ ہوگیا۔ سپاہی مکرر یورش کرکے برج سفید کے تلے تک پہونچ گئے۔ دشمن نے برج سفید اور پرن برج دو برج سیاہ کہلاتا تھا کے درمیان کی زمین میں بہت سی بارود بچھا دی تھی اس گمان سے کہ اسلامی سپاہ برج سفید پر قبضہ کرلینے کے بعد برج سیاہ کی طرف آسے تو اڑجاے مگر دشمن نے بے وقت بارود کو آگ دی جس سے خود ہی اسکے اتنی آدمی اسمیں جلکر خاکستر ہوگئے۔ برج سفید پر قبضہ ہوچکنے کے بعد لشکر شاہی چاہتا تھا کہ برج سیاہ پر بھی قبضہ کرلے کہ جے سنگھ نے اس خیال سے روکدیا کہ ایک تو شب قریب

آگئی تھی اور دوسرے دشمن نے دونون برجون کے درمیان کے نشیب مین آگ لگادی تھی جے سنگھ نے حکم دیا کہ آج برج سیاہ پر حملہ بند کرکے برج سفید کے پاس مورچے بنالئے جائین۔ شب کے وقت مخالف کی سیاہ برج سفید سے نکلکر برج سیاہ مین چلی گئی یہ برج اور اسکے پاس کا برج جو سیوا کے بنائے ہوئے تھے اسلامی سپاہ کے قبضے مین آگئے تو مین برج سیاہ کی طرف لگا دین اور دونون برجون کے مابین جو نشیب تھا اسے پٹوانا شروع کیا پانچ چھ دن مین اُسے مٹی اور پتھرون سے بٹوا دیا اور اسی زمین پر ایک اونچا مورچہ بنواکر برج سیاہ کے مقابل رکھا اور دو توپین اسپر چڑھا کر علے الاتصال اتنے گولے گروائے کہ برج سیاہ مین سوراخ پڑ گئے جا بجا سے ٹوٹ گیا بہت سے برج نشین مارے گئے اور زخمی بھی ہوے اب دشمن نے اس برج اور اسکے پاس والے برج دونون کو خالی کرکے دیوار کی آڑ مین پناہ لی اور برج سفید و سیاہ شاہی سپاہ کے قبضے مین آگئے۔

اس زمانے مین قباد خان تھانہ دار پونہ کو معلوم ہوا کہ دشمن کی ایک جماعت موضع برگوب مین جمع ہے اوسنے عبداللہ اور ابوالقاسم اپنے دونون بیٹون کو ایک گروہ کے ساتھ اور رندولہ خان وخواجہ ابوالمکارم وراجی وبھائی پسران افضل بیجاپوری اور دوسرے بادشاہی سپاہیون کو اُدھر بھیجا وہان دشمن کے تین سو سوار تھے وہ تو بھاگ گئے مگر رعایا مین سے بہت سے آدمی اور مویشی پکڑ کر سپاہی اپنے ساتھ لے آے۔

اب سیوا سمجھا کہ اگر اسیطرح سپاہ شاہی سے مقابلہ کرتا رہا تو بالکل کمزور ہوجائے گا اور قلعہ پورندھر حسین عزیز و اقربا پناہ گزین ہین عنقریب مغلوب و مسخر ہوا چاہتا ہے اور اُسکی تسخیر کے بعد قلعہ راج گڑھ پر حملہ ہوگا جہان وہ خود تمام مال واسباب وخزانہ واہل وعیال کے ساتھ متحصن تھا اور اُسکو بھی اسیر ہونا پڑے گا اسلئے اُسنے جے سنگھ کے پاس سفیر بھیجکر معذرت کی راجہ نے جواب دیا کہ اگر صدق نیت سے یہ بات منظور ہے تو جریدہ بغیر ہتیار ونکے مجھسے آکر ملے اُسکی ذات کو کچھ نقصان نہ پہونچے گا۔ آخرکار ذیحجہ کو تھوڑے سے آدمیون کے ساتھ راجگڑھ سے روانہ ہوا رات ہی مین اُسکی روانگی کا حال جے سنگھ کو معلوم ہوگیا تھا جب دن نکلا تو دلیر خان اور کیرت سنگھ کو جنکا مورچہ پورندھر کے حصارسے بہت نزدیک جا پہونچا تھا پیغام دیا کہ مورچے اور آگے بڑھاکر یورش کا انتظام کرین دشمنون نے حصار سے نکلکر مدافعت کا ارادہ کیا لیکن محاصرین نے پے در پے حملون سے اُنکو بھگا دیا اور اُنکے سات آدمی کھیت رہے اور بہت سے مجروح ہوے جے سنگھ اور دلیر خان اور کیرت سنگھ کے بھی چند ساتھی کام آئے ابھی لڑائی گرم تھی کہ جاسوس خبر لائے کہ سیوا قریب سیوا پور کے آپہونچا ہے اور وہانکے تھانے دار سردار خان کی رفاقت مین ملاقات کے لیے آرہا ہے جے سنگھ نے اپنے منشی اودے راج اور اُگرسین کچھواہہ کو استقبال کے لیے بھیجا اور کہلایا کہ اگر آنے سے یہ مقصود ہے کہ بادشاہ کی تابعداری کی جائے اور تمام قلعون کو شاہی افسرونکے حوالے کردیا جاے تو شوق سے چلے آوین کہ بادشاہ کے مورد تفضلات ہونگے اور اگر یہ ارادہ نہین ہے تو آنا ضرور نہین کیونکہ عنقریب زور و قوت کے ساتھ شاہی سپاہ تمام قلعون اور ملک پر قابض ہونے والی ہے اودے راج کو سیوا نے یہ جواب دیا کہ مین آپکے پاس آپہونچا ہون جو کچھ بندگی دولت خواہی کے مناسب ہوگا عمل کرونگا اور اودے راج کے پہونچنے کے

تھوڑی دیر بعد ہی لشکر مین خود پہونچ گیا۔ جے سنگھ نے جانی بیگ بخشی کو بھیجا کہ سیوا کو لے آئے جب وہ خیمے مین داخل ہوکر جے سنگھ سے ملا تو اجرنے اس سے معانقہ کیا اور اپنے پاس بٹھالیا۔ سیوا نے معذرت کے بعد کہا کہ قلعہ پورندھر اور دوسرے بہت سے قلعون کو امید فضل شاہی پر نذر کرتا ہون اور آیندہ سے بادشاہ کا مطیع رہون گا جے سنگھ نے اسکا عذر قبول کرکے جان و مال سے امان دی اور غازی بیگ میر توزک کو اشارہ کیا کہ سیوا کے ایک آدمی کو ساتھ لیجا کر دلیر خان اور کیرت سنگھ سے کہے کہ چونکہ سیوا نے اطاعت قبول کرلی ہے اور ہم نے اسکی خاطر سے اہل قلعہ کو امان دی ہے اسلیے اب انکو تباہ نہ کیا جاے بلکہ جان بخشی کی جائے اور وہان سے سیوا کے اہلکار سپاہیونکو رخصت کرکے اپنے آدمیون کے قبضے مین لے لین سیوا کے آدمی نے قلعہ کے دروازے پر پہونچکر سارا حال کہدیا اور کہا کہ بے چون وچرا قلعہ خالی کردو اور اب تم سے سپاہ شاہی تعرض نہ کرے گی انھون نے قبول کیا۔ سیوا جریدہ آیا تھا جے سنگھ نے اُسے اپنے لشکر مین ٹھیرایا اور اسکی بہت خاطر کی۔ دوسرے دن قرارداد کے موافق قلعہ کے تمام آدمی کیا عورت اور کیا مرد جن مین چار ہزار جنگ جو سپاہی تھے قلعہ سے نکلے اور بادشاہی ملازم اُس قلعہ مین داخل ہوگئے اور اپنا تصرف کرلیا جے سنگھ نے سید محمد جواد کو جو بیوتات لشکر کا دیوان تھا حکم دیا کہ جاکر ہتیار اور ذخیرہ رسد و توپخانہ اور دوسری اشیا ضبط کرلے۔ سیوا نے آج اور دوسرے پانچ قلعے جنکے نام یہ ہین لوہ گڑھ۔ ایسا گڑھ۔ پنکی۔ تکونہ اور روہیڑہ پیش کش کئے۔ جے سنگھ نے راجہ سجان سنگھ پوندیر کو جو قلعہ پورندھر کے پیچھے راجگڑھ کے راستے مین سپاہ لیے ہوے پڑا تھا حکم دیا کہ اپنے چھوٹے بھائی اندرمن کو کچھ سپاہ کے ساتھ قلعہ روہیڑہ پر قبضہ کرنے کے لیے بھیجدے اور قیاد خان تھانہ دار پونہ کو لکھا کہ ڈیڑھ ہزار سوار و تنگ کے ساتھ جاکر دوسرے قلعون پر قبضہ جمالے۔

سیوا نے اپنے آنے سے قبل ہے سنگھ کے پاس آدمیون کو بھیجنا شروع کردیا تھا اور اُنکے ذریعہ سے راجہ نے اُسکو بار بار کہلایا تھا کہ بادشاہ کی اطاعت کے بغیر فائدہ نہ ہوگا ادھر راجہ نے عالمگیر کو عرضداشت لکھکر اُسکے قصورات کی معافی کی درخواست کی تھی اور ایک فرمان معافی و خلعت عنایتی اوسکے لیے چاہا تھا چنانچہ جے سنگھ کی خاطر سے بادشاہ نے یہ چیزین بھیجدی تھین جسدن یہ چیزین راجہ کے پاس پہونچین اوسی دن سیوا حاضر ہوا تھا چنانچہ پچھلے دن مین بادشاہ کے حکم اور خلعت کا جے سنگھ نے استقبال کیا۔ اور اُس نے جب سیوا کو یہ خبر پہونچائی تو فی الجملہ اُسکے دل کو اطمینان ہوگیا اب جے سنگھ نے سیوا سے کہا کہ اس ملک کے تمام قلعے جو اُسکے قبضے مین ہین بادشاہ کے سپرد کردے بہت سی گفت وشنید کے بعد یہ قرار پایا کہ ۳۵ قلعون مین سے جو زمان حکومت نظام الملک سے اُس سرزمین مین ہین اور سیوا کا اوسپر قبضہ ہے اُن مین سے ۲۳ قلعے جن مین پورندھر اور رودرمال جیسے بڑے بڑے قلعے بھی شامل تھے اور اُنکے متعلق کا سارا ملک جسکی آمدنی دس لاکھ ہُن تھی خزانۂ عامرہ مین لکھا ہے کہ ہُن طلائے مسکوک کا نام ہے یعنی وہ ایک قسم کی اشرفی جو دکن مین رائج تھی سیوا نے بادشاہ کے ملازمون کو دینا چاہے اور کہا کہ بارہ قلعے جنکے متعلقہ ملک کی آمدنی ایک لاکھ ہُن ہے بدستور سابق اُسکے پاس رہین اور سیوا اپنے

ملک کو لوٹ جاے اور اپنی بجاے اپنے بیٹے سنبھا کو جو آٹھ برس کا تھا جے سنگھ کے پاس بھیجدے اور وہ بادشاہی چاکروں مین شمار ہو کر راجہ کے ساتھ رہے اور جب کوئی مہم اس ملک مین پیش آئے تو سیوا اُسکے سرانجام مین کوشش کرے اس قرارداد کے بعد جے سنگھ نے دو گھوڑے ساز طلائی کے ساتھ اور ایک ہاتھی دیکر رخصت کیا اور کیرت سنگھ کو سیوا کے ساتھ کر دیا کہ وہ جاکر قلعونپر قبضہ کرے اور قلعہ کندانہ کی قلعداری زاہد خان کے ہاتھ مین دیدی یہ قلعہ بہت زبردست تھا اور اسیطرح قلعہ پورندھر زبردست تھا دونون ایک سا استحکام رکھتے تھے جو قلعے بادشاہی ملازمون کو دینا ٹھہرے اُنکے اسما یہ ہین۔ یہ نام مختلف کتابون مین مختلف حروف سے لکھے ہوئے ہین مین نامہ منظوری مؤلفہ منشی محمد مظفر حسین سے صحیح کرکے لکھتا ہون۔

(۱) پورندھر (۲) رودرمال (۳) کندانہ (۴) کھندکلہ (۵) لوہ گڑھ (۶) ایسا گڑھ (۷) تیکی (۸) نکودہ (۹) روہیڑہ (۱۰) نارودرک (۱۱) ماہولی (۱۲) بھندارورک (۱۳) پس کھول (۱۴) روپ گڑھ (۱۵) بگلگڑھ (۱۶) مورنجن (۱۷) مانک گڑھ (۱۸) سروپ گڑھ (۱۹) ساکر گڑھ (۲۰) ہرک گڑھ (۲۱) انکولہ۔ (۲۲) سون گڑھ (۲۳) مان گڑھ۔

۱۴ ذیقعدہ کو سیوا نے اپنے بیٹے سنبھا کو جے سنگھ کے پاس بھیجدیا اور راجہ نے بادشاہ سے استدعا کرکے سنبھا کے لئے منصب کی درخواست کی تھی بادشاہ نے اُسکے لیے پنجہزاری ذات وسوار کا منصب بھیجا اور ایک فرمان بھی اُسکے ساتھ بھیجا جسمین مہربانی کا مضمون تھا ۲ ربیع الاول کو یہ فرمان وغیرہ راجہ کے پاس پہونچے۔ راجہ نے سنبھا کو ایک دربار کرکے جانی بیگ بخشی کے ہاتھ سے دلوادیا اور اپنی طرف سے خلعت اور ایک ہاتھی ساز نقرئی کے ساتھ دیا۔ چند روز کے بعد سیوا بھی راجگڑھ سے آگیا۔

عادل خان حاکم بیجاپور سے اس سے قبل بعض تقصیرات سرزد ہوئی تھین اور اُسنے پیش کش نہ بھیجا تھا اس زمانے مین اس امر کی درستی اور اصلاح کے لیے اپنے ایک سردار ملا احمد نائیر کو بھیجا ۲۶ ربیع الاول کو یہ غیر لشکر سے ۶ کوس پر پہونچا تھا جے سنگھ نے اپنے منشی ہاوے رائج کو اُسکے استقبال کے لیے بھیجا اور تین دن کے بعد جے سنگھ نے راجہ رائے سنگھ اور کیرت سنگھ کو ملا احمد کے لانے کے لیے بھیجا انھون نے لاکر راجہ سے ملاقات کرائی جسنے بہت عزت سے ملاقات کرکے دو عربی گھوڑے ساز طلائی کے ساتھ اور ایک ہاتھی چاندی کے حوضے کے ساتھ اور زر نقد اور کپڑا دیکر رخصت کردیا عادل خان نے بھی راجہ کے لیے دو ہاتھی اور تھوڑے سے جڑاؤ ہتیار اور جواہر ملا احمد کے ہاتھ بھیجے تھے وہ اُس نے پیش کردئے اسوقت سیوا جے سنگھ کے دربار مین بیٹھا ہوا تھا جبکہ اسکو اجازت نہ تھی کہ ہتیار لگا کر آئے جے سنگھ نے سیوا کو ایک تلوار اور ایک جمدھر ساز مرصع کے ساتھ دیکر لگانے کی اجازت دی جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا کہ جے سنگھ نے سیوا کو مغلوب کر لیا تو خلعت خاص اور شمشیر خاصہ سازینا کار کے ساتھ اور ایک ہاتھی نقرئی سامان اور زربفت کی جھول کے ساتھ بھیجا اور اُسکے منصب مین دو ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ مقرر کئے یہانتک کہ منصب اُسکا اصل اور اضافہ ملاکر بہتر ہزاری ذات و بہشت ہزار سوار

دو اسپہ وسہ اسپہ کا ہوگیا اور جے سنگھ کے بیٹے رام سنگھ کو جو بادشاہ کے پاس موجود تھا خلعت اور کچھ مرصع زیور اور ایک ہتنی بخشی ۔ دلیر خان و داؤد خان وراجہ رائے سنگھ سیسودیہ کو بھی خلعت بھیجے دلیر خان کے ایک ہزار سو اردو سہ اسپہ وسہ اسپہ ہوئے جسکا منصب اصل و اضافہ ملاکر پنجہزاری ذات و پنجہزار سوار کا ہوگیا جنمین سے دو ہزار سوار دو اسپہ سو اسپہ تھے اور راجہ سجان سنگھ بوندیہ کا منصب سہزاری ذات و سہ ہزار سوار دو پا نصد سوار دو اسپہ وسہ اسپہ کا ہوا اور کیرت سنگھ دو ہزار دو پا نصد ذات و دو ہزار سوار کو سو پنجا اور ترکتاز خان منصب سہ ہزاری ذات و چھ سو سوار سے سربلند ہوا۔

عالمگیر کے حلم سے جے سنگھ کی عادل شاہ والی بیجاپور کے ملک پر یورش

والی بیجاپور کے بادشاہ کی مخالفت کی یہ وجہ تھی کہ اُسنے حسب معاہدہ ایک کروڑ روپیہ پیش کش کا جو اسپر چاہیئے تھا ادا نہین کیا شاہجہان بادشاہ کے عہد سلطنت مین جب اورنگ زیب صوبہ دکن کا نائم تھا اور ملک بیجاپور مین طوائف الملوکی سے نہایت ہنظمی پھیلی ہوئی تھی تو اورنگ زیب نے بیجاپور پر لشکر کشی کرکے قلعہ بیدر اور قلعہ کلیان فتح کرلئے تھے اور قریب تھا کہ ملک بیجاپور پر بھی قبضہ کرلیتا کہ عادل شاہ نے منت و عاجزی کرکے ایک کروڑ روپیہ دینے کا وعدہ کیا اورنگ زیب نے جان و مال اور نام و ناموس کا احسان رکھکر اپنا لشکر اُسکے ملک سے ہٹالیا اور خود اورنگ آباد چلا آیا ۔ اُسکے بعد شاہجہان بادشاہ کی علالت کا واقعہ پیش آیا اور اورنگ زیب تخت و تاج کے لیے دکن سے دارالسلطنت کو چلا آیا اور ایک عرصہ دراز تک مدعیان سلطنت کے ساتھ جنگ و جدل کرتا رہا اسلیے والی بیجاپور کو عرصے تک آزادی کا موقع مل گیا اور زر معاہدہ کے ادا کرنے مین تساہل و بے پروائی کرنے لگا جب بادشاہی فرمان تاکید کا جانا وہ بیجا بہانے بنانا حالانکہ سلاطین سلف کے اندوختہ اُسکے پاس جمع تھے مگر وہ اپنی ناداری کے عذرات لکھتا تھا ان سب باتوں کے ساتھ جب سیوا نے اُسکے ملک پر غلبہ پایا اور چند قلعے چھین لیے جنمین کہ قلعہ نیالہ کہ بہت بڑا قلعہ اس ملک کا تھا وہ بھی لیا تو عادل شاہ بہت گھبرایا اور اُسنے اورنگ زیب کو عرضی نہایت خوشامد و عاجزی سے لکھی اور سابق و حال کے پیش کش کے ادا کرنے کا وعدہ کیا چنانچہ اورنگ زیب نے سیوا کی تنبیہ و تادیب کیلیے فوج قاہرہ بھیجی اور اُسکی ایسی گوشمالی کی کہ اُسنے پناہ مانگی اور والی بیجاپور اُسکے پنجہ ظلم سے محفوظ رہا ان سب احسانات کے باوجود والی بیجاپور نے مکر و شرارت سے ہاتھ کوتاہ نہ کیا سیوا کی لڑائی کے وقت جب اورنگ زیب نے عادل شاہ کو لکھا کہ ایک طرف سے بادشاہی لشکر سیوا کے استیصال مین کوشش کرے اور دوسری طرف سے بیجاپور کا لشکر اُسکا قلع و قمع کرے عادل شاہ نے بظاہر بادشاہ کے حکم سے کچھ اپنا لشکر سیوا کی حدود مین متعین کیا جس سے بادشاہ کی اطاعت ثابت ہو لیکن باطن مین وہ یہی سمجھتا تھا کہ سیوا کے فساد کا مٹنا میری خرابی حال کا مقدمہ بنے گا وہ یہی چاہتا تھا کہ لشکر شاہی اور اہل بیجاپور کے درمیان مین سیوا حائل رہے اسلیے مصلحت کار کے لیے سیوا کے پاس دلی موافقت کے نامہ و پیام بھیجے اور اُسکے ساتھ ہمداستان ہوکر اُسکی مدد کی زر نقد اور رسد اُسکے پاس بھیجی اور قطب الملک والی گولکنڈہ حیدرآباد کو اُسکی کمک کے لیے آمادہ کیا لیکن ان سب جوڑ توڑ

کے ساتھ عالمگیر کو عرضیان برابر بھیجتا رہا اور اپنا رسوخ جتاتا رہا جب بادشاہ کو اُسکے مکر کا یہ سب حال معلوم ہوا اور سیوا کی مہم سے لشکر فارغ ہوا تو راجہ جے سنگھ کو عالمگیر کا حکم پہونچا کہ وہ تمام ملک جو سیوا سے فتح کیا ہے اُسکا انتظام کرکے ولایت بیجاپور پر حملہ کرے اور تمام ملک مین ہل چل ڈالدے اور قلعۂ بیجاپور کے تلے تک نہ جائے اور اُسکے محاصرے کا ارادہ نہ کرے جسقدر ممکن ہو اُس ملک کو لوٹ مارسے برباد کردے اور جہان دشمن کی سپاہ پائے اُسے تباہ کرے تاکہ عادل خان نادان کو غفلت سے تنبیہ ہو جاے چنانچہ ۷۲ سنہ ہجری مین جےسنگھ مع اُس فوج کے جو اُسکے ساتھ سیوا کی مہم سے فارغ ہوئی تھی ۲۲ جمادی الاولے سال مذکور کو قطب الدین خان و دلیر خان و داؤد خان و راجہ راے سنگھ اور سیوا کے ساتھ قلعہ پورندھر سے کوچ کرکے منزل مقصود کی طرف روانہ ہوا ترتیب اُسنے اپنی سپاہ کی یہ رکھی کہ میان مین اپنی رکاب کی سپاہ خاص کو رکھا اور دائنی طرف پردل خان و جگت سنگھ ہاڈہ و مانکوجی ونارو جی و سید علی بیجاپوری و بھوجراج کچھواہہ و اودے بھان ٹھوڑ سید منور خان بارہ وزیردست خان و رام سنگھ و برق انداز خان و یادل بختیار و جانی خان بخشی و محمد لطیف دیوان لشکر شاہی و خواجہ عبدالصمد خان بسرعالی خان اور جے سنگھ کی چیدہ سپاہ جو سب ملکر بارہ ہزار آدمی کا مجموعہ تھا مقرر ہوئی انکے علاوہ سرفراز خان و غالب خان و تاجی ورستم زادہ و پردل خان و سید بنگاہ بارہ و پورنمل بوندیلہ و نرسنگھ گوڑ و لودی خان و چتر بھوج چوہان و آتش خان داروغہ توپخانۂ شاہی مع پانسو بندوقچیون کے اور راناے اودیپور کے ہزار سوار کہ سب ملکر ساڑھے سات ہزار آدمی تھے اس جانب متعین ہوئے اور سیدھے ہاتھ کی افسری داؤد خان کو ملی اور راجہ سجان سنگھ اور شرزہ خان دکھنی و جوہر خان حبشی و راؤ امر سنگھ چندراوت و محمد صالح ترخان و مسعود خان و سرنگجی بھوسلا اور افضل بیجاپوری کا بیٹا و اندرمن بوندیلہ و سید زین الدین خان بخاری و سید مقبول حالی مع ایک جماعت لشکر کے دو ہزار آدمی تھے اُسکے ساتھ متعین ہوئے اور میسرہ کی افسری راجہ راے سنگھ سیسودیہ کے سپرد ہوئی۔ جادون راے رہٹہ و مانا جی و شرزہ نرسنگجی و بھوجی و دولت مند خان اور ایک دوسرا گروہ مرہٹون کا اور سوبھر کرن و نرسین بوندیلہ و نرسنگھ گوڑ و تیز و اسماعیل نیازی اور ایک جماعت جو سب چھ ہزار آدمی تھے یہ سب اُسکے ساتھ متعین ہوئے اور قطب الدین خان و بلال خان و دلاور خان و داؤد خان و چرام و چوجی اور ایک جماعت مرہٹون کی و سید علی اکبر بارہ و خداوند جبشی و شیخ عبدالمجید شیرازی و عمر یزدی اور دوسرا گروہ مرہٹون کا لشکر کے عقب کی حفاظت کے لیے مقرر ہوا اور کیسری سنگھ مع ایک سپاہ کے قلب لشکر اور ہراول کے درمیان متعین ہوا اور فتح جنگ خان و حسن خان و عبدالرسول اور ایک دوسری جماعت الٹی طرف کے لشکر کی امداد و حفاظت کے لیے مقرر کی اور مغلونکی دو فوجین کہ ایک مسور خان کی ماتحتی مین تھی اور دوسری ترکتاز خان کی افسری مین اسواسطے مقرر ہوئین کہ سیدھی اور الٹی طرف بطور قراولی کے کام کرین (یہ رسالہ کامل معروف بہ عالمگیر نامہ قلمی مولفہ منشی محمد کاظم مین آدمیون اور مقامون اور دریاؤن کے نامون کو کاتب نے مختلف مقامونپر ایکسا مضبطہ لکھا ہے کہ اُنکی نسبت یہ نہین کہہ سکتے کہ صحیح ہین یا غلط)

ابھی یہ تمام لشکر جے سنگھ کے ساتھ دو منزل چلا تھا کہ ابو محمد نبیرہ بھوپال خان جو عادل خان کا سردار تھا راجہ جے سنگھ کے پاس اپنے مالک سے باغی ہو کر چلا آیا راجہ نے اُسکی خاطر داری کی اور ایک مرصع تلوار اور دو گھوڑے اور کچھ کپڑے اپنی طرف سے دئے جب بادشاہ کو اسکے آنے کا حال معلوم ہوا تو منصب پنجہزاری ذات اور پنجہزار سوار کا عطا کیا اور حکم دیا کہ راجہ جے سنگھ کے ساتھ شریک مہم رہے۔ راجہ نے اسکو سیدھی طرف کی سپاہ مین مقرر کر دیا یہ تمام لشکر بجادی الاخری کو قلعہ پٹن (یا پھلتن) سے دس کوس کے فاصلے پر ہو بچا قلعہ ولایت بیجاپور کی سرحد پر واقع تھا جے سنگھ نے سیوا اور اُسکی فوج کے ایک حصے کو اس قلعہ کو فتح کرنے کے لیے بھیجا اور آپ مقام کر دیا تین دن کے بعد معلوم ہوا کہ مخالف کی فوج تاب مقابلہ لاکر بے لڑے بھڑے اُس قلعہ کو خالی کر گئی جے سنگھ نے نارو جی (یا مارو جی) اور بھلاجی کو کچھ فوج کے ساتھ اُس کی حفاظت کے لیے مامور کیا اور خود ۱۱ تاریخ ماہ مذکور کو دریاے نیرا (یا ہیرا) کے کنارے مقام کیا۔ اور نیتاجی کو اُسکی سپاہ کے ساتھ قلعہ منگل بیدھ کی فتح کے لیے مقرر کیا جہان سے بیجاپور سولہ کوس پر واقع تھا۔ سیوا نے اپنی ایک دوسری سپاہ قلعہ مابھورہ کی تسخیر کے لیے جو پھلتن سے سات کوس پر واقع تھا بھیجی تھی آج خبر آئی کہ اسکی سپاہ نے قلعہ مابھورہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ جے سنگھ مع تمام سپاہ کے دریاے نیرا سے کوچ کر کے آگے کو روانہ ہو کر اور ہر روز فوج کو ترتیب دیکر آگے چلتا۔ چند منزل پر خبر پہونچی کہ قلعہ کھاون کے آدمی بادشاہی سپاہ کی آمد کا حال سنکر قلعہ کو خالی کر کے بھاگ گئے ہین راجہ نے مسعود خان کے ساتھ تین سو بندوقچی اور چند منصبدار کر کے اس قلعے پر قبضہ کرنے کو روانہ کیا۔ ۲۱ ماہ مذکور کو راجہ مقیم تھا کہ جاسوسون نے خبر دی کہ نیتاجی اپنے ہمراہیون کے ساتھ قلعہ منگل بیدھ کے پاس پہونچا قلعہ نشین ڈر کر قلعہ خالی کر کے بھاگ گئے ہے سنگھ نے اودے سنگھ بھدوریہ کو قلعہ کی حفاظت کے لیے بھیجدیا اور سرفراز خان کے سپرد علاقے کی حکومت کی دوسرے دن کوچ ہوا قلعہ منگل بیدھ یہان سے دو کوس پر تھا اسلیے جے سنگھ خود اُسکے ملاحظے کو گیا دیکھا تو قلعہ نہایت عالیشان اور مضبوط پایا پتھر کا بنا ہوا تھا چار طرف گہری خندق تھی دو توپین دس زنبورک اور تین سو بان اُس مین موجود تھے۔ راجہ نے اپنی طرف سے توپچی اور بان انداز اور دوسرے آدمی مقرر کئے اور تھوڑا غلہ بھی رکھا نیکو بھیجدیا۔ ۲۵ ماہ مذکور کو اثنائے راہ مین فتیم کے قراول دور سے نمایان ہوئے اور رات کو اُنھون نے اُس لشکر کے پاس آکر چند بان پھینکے راجہ کے حکم سے موچیون سے سپاہی بڑھے اور مار بھگایا۔ بعد اسکے جاسوس خبر لاے کہ سپاہ دشمن کا ایک انبوہ یہانسے پانچ کوس پر مقیم ہے راجہ نے دوسرے دن یہان مقام کیا۔ اور دلیر خان و راجہ رائے سنگھ و فضل الدین خان و قباد خان و کیرت سنگھ و فتح جنگ خان و ابو المحمد و سیوا وغیرہ کو اُنسے لڑنے کے لیے بھیجا۔ دشمن کی سپاہ انکی آمد کا حال سنکر اپنے کیمپ کو چھوڑ کر ذرا پیچھے ہٹ کر جم گئی جب ادھر کی فوج کیمپ مین پہونچی تو اُسے خالی پایا یہان سے بڑھی تو اب آگے بڑھی تو اب دشمن کی سپاہ نظر آئی یہ کوئی بارہ ہزار کے قریب سوار تھے جنکے افسر جادون کلیانی و انکوی بھوسلہ وغیرہ تھے یہ تمام سپاہ مدافعت کو

صف آرا تھی ادھر سے دلیر خان وراجہ راے سنگھ وکیرت سنگھ نے حملہ شروع کیا۔ دشمن نے اپنی سپاہ کے چار حصے کئے ایک حصہ شاہی سپاہ کے میمنہ پر حملہ آور ہوا اور دوسرے نے میسرہ کی طرف حملہ کیا اور تیسرا سپاہ شاہی کے درمیانی حصے کے پیچھے گیا اور ایک حصے نے قراول کی فوج پر دھاوا کیا راجہ راے سنگھ میمنہ کی سپاہ پر حکمران تھا اس پر نہایت سختی سے حملہ ہوا سو بکرن اور ترسین راے سنگھ کے آگے تھے خوب لڑے یہانتک کہ اپنے مقابلوں کو بھگا دیا قوت مبشی جوان ہین کا سردار تھا اور بندرہ دوسرے نامی آدمی کام آئے اور جھنڈے اور گھوڑے اور بہت سا سامان ان کا چھوٹ گیا دلیر خان دشمن کے دوسرے حصون سے لڑتا رہا بہت سی لڑائی کے بعد مخالف وہانسے چلے گئے جب شام کا وقت ہوا اور لشکر جھپکوس پر مقیم تھا تو سردارون نے مناسب نہ سمجھا اور لشکر گاہ کو لوٹ گئے جب دشمن کو معلوم ہوا کہ بڑھی ہوئی سپاہ لوٹ گئی تو واپس ہوکر لشکر کے دونون طرف سے بان مارنے لگے جے سنگھ کے لشکر مین سے آدمی اسکی لڑائی کے لیے نکلے تو بھاگ گیا سپاہ جب لشکر مین لوٹنے لگی تو پھر غنیم کے آدمی نمودار ہوکر حملہ کرنے لگے۔ غرض دشمن نے اس طرح لڑائی شروع کی کہ جب جے سنگھ کے سپاہی جواب دہی کو آمادہ ہوتے تو بھاگ نکلتا اور جو کمرین کھولڈالتے تو پھر لڑائی شروع کردیتا اس عرصے مین مخالف کے ایک جتھے نے بنیاجی پر جو جے سنگھ کی سپاہ کے پچھلے حصے کی محافظت پر مع فوج کے مقرر تھا ہلّہ بول دیا تاجی لڑنے لگا کہ ایک اور حصہ مخالفون کا اُسپر ٹوٹ پڑا اسپر کیسری سنگھ وفتح جنگ خان اسکی اعانت کو پہونچ گئے اور مخالفین بھاگ نکلے اسوقت ایک گولہ جزائل کا جادون گلیانی کے مجمع مین سے گرا اور اس سے کئی آدمی مارے گئے۔ پھر دشمن کے ایک اور گروہ نے راجہ راے سنگھ پر حملہ کیا لیکن کیسری سنگھ اور قطب الدین خان کے اُسکی کمک کو پہونچ جانے پر بھاگ گیا۔ دلیر خان شام کے وقت اپنی سپاہ کے ساتھ لشکر گاہ مین پہونچ گیا اسی تاریخ اودے سنگھ قلعدار منگل بیدھ کی تحریر پہونچی کہ اگلے دن صبح کے وقت دشمن کی تین فوجین جو تقریباً چھ ہزار آدمیون پر مشتمل تھین اس قصبے مین آئین اور قلعے کے دروازے کے قریب صف بندی کرکے کھڑی ہوگئین باوجودیکہ جے سنگھ نے احتیاطاً سر فراز خان سے کہدیا تھا کہ اگر دشمن کی بھاری فوج ادھر آئے تو اُس سے جنگ کا ارادہ نکرے کیونکہ اُسکے ساتھ آدمی کم تھے لیکن اُسنے ہدایت پر عمل نہ کیا اور اپنی شجاعت کے گھمنڈ پر اپنے تھوڑے سے ساتھیون کے ساتھ دشمن سے لڑنے لگا خود بھی مارا گیا ساتھی بھی بہت سے کام آئے اس واقعہ کے بعد اُسکے بیٹے بقیہ سپاہ اور ہاتھیونکے ساتھ قلعے مین چلے گئے مخالفین دروازے تک آئے مگر قلعہ پر سے مار مار ہونے کے سبب لوٹ گئے جے سنگھ نے دو دن تک وہان قیام کرکے ۲۹ کو کوچ کیا منزل کے قریب یکم رجب کو جاسوس خبر لائے کہ دشمن کا ایک بھاری لشکر آرہا ہے جے سنگھ نے مقصود علی النشمندی کو قراول کے طور پر بھیجا کہ معلوم کرے کہ کل کتنی سپاہ ہوگی اُس نے واپس ہوکر کل حال بیان کیا اور کہا کہ دشمن بہ عجلت کے ساتھ ادھر آرہا ہے راجہ نے قباد خان اور آتش خان داروغہ توپخانہ کو لشکر کی محافظت کے لیے مقرر کرکے راے سنگھ اور قطب الدین خان کو حکم دیا کہ اپنی اپنی سپاہ کے ساتھ لشکر گاہ [illegible] کھڑے ہوجائین اور خبردار رہین اور

آپ سارے سپاہ کے ساتھ منزل کے قریب سے اوٹکر غنیم سے مقابلہ کے لیے روانہ ہوا آدھ کوس چلا تھا کہ غنیم کی سپاہ
نمودار ہوئی اور ابوالمحمد پسر بہرہ اور سید یاس دیدی حسن پسر شرزہ خان وخواص خان وبہلول خان ومحمد اخلاص خان
وشیدی مسعود وشیدی عبدالعزیز نواب عبدالکریم تمام فوج کے ساتھ مرتب ہوے اور اپنے قاعدے کے موافق ایک
ٹکڑا سیدھی طرف اور ایک الٹی طرف مصروف ہوا۔ لڑائی ہونے لگی جے سنگھ نے دلیر خان کو فوج ہراول کے ساتھ
آگے فوج پر حملہ کرنے کا حکم دیا جو الٹی جانب سے آرہی تھی اور آپ دشمن کے قلب پر حملہ کردیا کیرت سنگھ و فتح جنگ خان
اور سیوا کو اپنے آگے آگے بھیجا اجل سنگھ کچھواہہ راجپوتوں کی ایک جماعت کے ساتھ اس جماعت سے پیشتر دو ٹکڑوں پر
جو ہلا آور ہوا۔ غنیم نے اپنی عادت کے موافق پسپائی اختیار کی جے سنگھ کی سپاہ نے اسکا تعاقب کیا اور اتنی نزدیک
پہونچگئی کہ اب اسکو بھاگنا مشکل ہوگیا اسلیے دشمن پلٹ پڑا اور تمام آدمی اسکے تلواریں لے کر لڑنے لگے اجل سنگھ اور اسکے
آدمیوں نے داد شجاعت دی دشمن کے سو کے قریب آدمی کام آے اور بہت سے زخمی ہوے آخرکار غنیم کی سپاہ
بھاگ نکلی جے سنگھ کی سپاہ نے تین کوس تک تعاقب کیا داؤد خان نے اس فوج سے لڑائی شروع کی جو اس کے
مقابل تھی اور اسکو مار بھگایا۔ راجہ سجان سنگھ نے کہراول مین تھا خوب کام کیا دلیر خان اسنے ہاتھ کی فوج پر حملہ آور ہوا
جب نوبت تیر وبندوق سے گذر کر تلوار پر پہونچی تو دشمن بھاگ نکلا رجب کی دوسری تاریخ جے سنگھ کی سرکردگی مین لشکر
بیجاپور سے پانچ کوس کے فاصلے پر پہونچکر ٹھہر گیا اور سات دن تک یہان مقیم رہا۔ عادل شاہ نے بیجاپور کے مضبوط قلعہ کو
نہایت مستحکم کرکے بہت سی توپین۔ رہکلے اور دو سو لے تعداد سامان مدافعت جمع کرلیا اور مقررہ آدمیون کے
سوا تیس ہزار کرناٹکی سپاہ اور رکھلی اور اچھی طرح رسد جمع کرلی اور نورس پور اور رشاپور کے تالابونکو توڑ ڈالا اور
قلعہ کے آس پاس دور تک باوڑیون اور کنوون مین سیندھ کے درخت اور کوڑا اور مٹی بھروا دی اور تمام آبادی
کو جو قلعہ کے باہر تھی اجڑوا دیا بادشاہ خود قلعہ مین متحصن ہوگیا اور شرزہ خان مہدوی وشیدی مسعود وشیدی
عبدالعزیز دیکوجی راجہ پرشاہ بھوسلا اور چند دوسرے سردارونکو سپاہ کے ساتھ حکم دیا کہ عالمگیر کے ملک مین پھیل کر
اسکو تاخت وتاراج کرین۔ غرض اسکی یہی تھی کہ عالمگیری سپاہ یہ خبر سنکر خود اپنے ملک کی حفاظت کے لیے اسلٹے پاؤن
لوٹ جائے گی اور کچھ سپاہ کو حکم دیا کہ جے سنگھ کی سپاہ سے اور دور رہکر اسے ستاتی رہے۔ جے سنگھ نے اپنی
سپاہ مین سے بعض کو اسکے بازو پر مقرر کیا اور بعض کو سیدھے بازو پر اور بعض کو لشکر کے سامنے رکھا اور مرہٹونمین
سے بعض کو اسکے ہاتھ کی طرف کی سپاہ کو مدد پہونچانے کے لیے مامور کیا اور بعض کو عقب کی خبرداری کے لیے
مقرر کیا۔ کبھی اس طرف کی جماعت دوسری طرف کی حفاظت کو بھیجدی جاتی اور کبھی دوسری طرف کی اس طرف کی مدد کیلیے
روانہ کیجاتی۔ ایکدن جادون راے اور دوسرے دکھنی قاعدے کے موافق اسکے بازو کی طرف آگے کو گئے تھے
کہ خبر پہنچی کہ غنیم کے قراول نمایان ہوے ہین راجہ راے سنگھ اور قطب الدین خان جے سنگھ کے ایما سے آدھ
کوس بڑھے۔ دو کوس کے فاصلے پر عادل خان کے قراولون سے مقابلہ ہوگیا طرفین مین سے ایک نے دوسرے
پر چند بان پھینکے بقیہ دن ایک سپاہ دوسری سپاہ کے مقابل یون ہی کھڑی رہی جب شام ہوگئی تو راجہ کی

مرسلہ سپاہ لشکر گاہ کی طرف لوٹی عادل خان کے آدمیون نے تیز دستی کی اور گردہ گروہ راجہ کے لشکر کی طرف بڑھے ادھر سے بھی سپاہ تیار ہوکر مقابل ہوئی ناناجی بھوسلہ اور دوسرے مرہٹے جو راجہ رائے سنگھ کے دہنے بازو کی طرف تھے اگر رائے سنگھ کی جماعت پر حملہ آور ہوے رائے سنگھ نے انکا مقابلہ کیا کچھ مارے گئے کچھ زخمی ہوے باقی پسپا ہوگئے اسیطرح عادل شاہ کی سپاہ کے ایک گروہ نے قطب الدین خانکی سپاہ پر حملہ کیا قطب الدین خان کے دو سوار بڑھکر جواب دینے لگے جے سنگھ کو اس لڑائی کا حال معلوم ہوا مورچون سے دلیر خان وداؤد خان وکیرت سنگھ کو مدد کے لیے بھیجا اور آپ بھی سوار ہوکر لشکر گاہ سے دور جاکر لڑنے کو کھڑا ہوگیا داؤد خان اور کیرت سنگھ کچھ دور نکلے تھے کہ رستے مین رائے سنگھ اور قطب الدین خان مع اپنی اپنی سپاہ کے لوٹے ہوئے ملے جو دشمن کو بھگا کر واپس آرہے تھے یہ سب شامل ہوکر پہر رات گذرنے کے قریب جے سنگھ کے پاس پہونچ گئے۔ اسکا یہ ارادہ نہ تھا کہ قلعہ بیجاپور کا محاصرہ کرے کیونکہ نہ کوئی بڑا توپخانہ جو ایسے قلعہ کے فتح کرنے کے لیے درکار ہے ساتھ تھا اور نہ دوسرے قلعہ شکن آلات ہمراہ تھے اسلئے بیجاپور کے علاقے کی بربادی پیش نظر رکھی بیجاپور کے پاس نہ کوئی رسد پہونچنے کا ذریعہ بیجاپوریون نے باقی بھوڑا تھا نہ پانی کا ذریعہ باقی رکھا تھا اسلیے راجہ اور اسکے ساتھیون نے قرار دیا کہ جو لوگ اہل بیجاپور کی سپاہ سے نکلکر بادشاہی ملک کی تاخت وتاراج کے لیے اسمین گھس گئے ہین انکو نکالنے کے لیے لوٹ چلنا چاہیے اسلیئے رجب کی نوین تاریخ کو بیجاپور کے پاس سے کوچ کرکے منگل بیدھ کی طرف آئے اور وہانسے چل کر ۱۵ تاریخ کو دریاے بھیونرہ (یا بھیونرہ) کے پاس مقام ہوا جے سنگھ لشکر گاہ کے قریب پہونچا تو سپاہ کی صف بندی کرکے کھڑا ہوگیا دشمن کی سپاہ اپنی عادت کے موافق عالمگیری سپاہ کے پچھلے حصے کے پیچھے پیچھے لگی چلی آتی تھی سیدھی اور الٹی جانب سے نمودار ہوئی آئین سے ایک حصے نے دلیر خان کی طرف رخ کیا اور ایک حصے نے داؤد خان پر حملہ کیا اور ایک حصے نے راجہ سجان سنگھ سے معرکہ کیا لیکن ادھر سے ایسا جواب دیا گیا کہ تمام مخالف شکست پاکر لوٹ گئے جب دشمن کی سب سپاہ بھاگ گئی تو جے سنگھ کے ساتھیون نے آرام وقیام کیا۔ لیکن رات پڑنے کے بعد پھر دشمن کے سپاہی حملہ کرنے لگے اور ادھر سے سپاہ شاہی جواب دیکر بھگانے لگی۔ ان دنون جے سنگھ نے سیوا کو قلعہ پنالہ کی طرف بھیجدیا تاکہ وہ ادھر متوجہ رہے اور اگر ممکن ہو تو قلعہ مسخر کرے اب معلوم ہوا کہ شرزہ مہدوی اور دوسرے بیجاپوریون کے سردار جو بادشاہی علاقے مین پھیل پڑے تھے وہ یہ سنکر کہ سپاہ شاہی جے سنگھ کی ماتحتی مین ہماری سرکوبی کو ادھر آرہی ہے بادشاہی ملک سے نکل آئے اور بیجاپور کے وہ سردار جو سپاہ لیکر جے سنگھ کے پیچھے پیچھے آرہے تھے یہ سب ملگئے جاسوسون نے پرینڈہ کی طرف سے پہونچکر خبر دی کہ سکندر برادر فتح جنگ خان بیجاپوریون سے مخالفت کرکے جے سنگھ کے لشکر مین آرہا تھا اور پرینڈہ سے چار کوس پر ٹھہرا ہوا تھا کہ شرزہ مہدوی اور بیجاپوریون کے دوسرے سردارون نے جو اس سے قریب تھے یہ حال سنکر اسکو پیام دیا کہ ہم سے ملاقات کرے اُسنے صدق نیت کی وجہ سے جواب دیا کہ اب میرا اور تمہارا ملنے کا مقام جنگ کا میدان ہے بیجاپوریونکے چھ ہزار سوار اُسپر حملہ آور ہوئے اُسکے ساتھ صرف سو سوار تھے چالیس سوار تو

خود اُسکے ذاتی تھے اور ساٹھ پیندہ سے اُسکے ساتھ ہوئے تھے جب دشمن کے سوار اُسکے سر پر آگئے تو اُسکے ذاتی سوار تو بوجہ تنکھواہی کے رفاقت مین نہ رہے اور دوسرے بھاگ نکلے سکندر نے غایت جوانمردی و غیرت سے گھوڑے سے اُتر کر مقابلہ کیا اور کام آیا اُسکا بیٹا اور دو سردار زخمی ہوکر رہ گئے تھے دشمنون نے انکو پکڑ کر شولاپور پہونچا دیا۔ دشمن کی تمام سپاہ متفق ہوکر جے سنگھ کے پیچھے پیچھے سائے کی طرح لگی چلی آتی تھی راجہ نے اس ارادے سے کہ اُنپر قابو پاکر سرادے دریاے بھونرہ (یا بھیونرہ) کے کنارے تین مقام کئے بیجاپوریونکی یہ عادت تھی کہ ہر جگہ تین لڑتے تھے بلکہ اِدھر اُدھر دوڑتے اور حملہ کرکے بھاگ جاتے تھے اس جگہ دشمن قابو مین نہ آسکا اسلیے یہان سے کوچ کرکے دوسرے مقام پر دریا کے کنارے پڑاو کیا چند روز تک یہان ٹھہرے۔ دیانتدای کہ عادل شاہ کا ایک معتمد تھا اپنے آقا کی طرف سے جے سنگھ کے لشکر مین آیا اور اُسکی طرف سے پیام عذر اور اظہار عجز و ندامت کا لایا اور تھوڑے سے مرصع ہتیار بھی بطریق تحفے کے پیش کئے اس زمانے مین جے سنگھ نے سید جلال العزیز بخاری کو منگل بیدھ کی قلعداری پر تعین کیا اور پہلے قلعدار اودے سنگھ کو اُسکی امداد مین رکھا اور قلعہ کی حفاظت و حراست کا بھاری سامان اُسکے ساتھ کیا اور خود ایک زبردست سپاہ کے ساتھ شولاپور اور پیندہ کے درمیان رہنے کی تجویز کی اور یہان بھاری بھاری سامان چھوڑکر ہلکے سامان کے ساتھ دوبارہ بیجاپور کے ملک پر چڑھائی کا مصمم ارادہ کیا چنانچہ ۲۴ ماہ مذکور کو سپاہ کے ساتھ دریا کو عبور کیا جاسوس خبر لائے کہ سیوا جو تپالہ (یا تپالہ) کی تسخیر کے لیے مقرر ہوا تھا اُس قلعے کے پاس پہونچا اور پچھلی رات کے وقت حملہ کیا محصورین کو خبر ملگئی تھی جان توڑ کر مدافعت کی سخت لڑائی واقع ہوئی ایک جماعت مقتول و مجروح ہوئی سیوا غالب نہ آسکا اسلیے اپنے قلعہ کھلسہ کو جو اُسکے ملک مین شامل ہے اور قلعہ تپالہ سے بیس کوس پر واقع ہے چلا گیا اور اپنی سپاہ کے ایک حصے کو دشمن کے ملک کو لوٹنے اور تباہ کرنے کے لیے بھیج دیا ہے اسوقت اُس کا سپہ سالار نیتاجی اُس سے مخالفت کرکے بیجاپور یون سے جا ملا ہے۔ ۲۶ ماہ مذکور کو پیندہ کے مواضعات مین سے موضع لوہری مین ٹھہرنے کی غرض سے جے سنگھ نے کوچ کیا اور دوپہر کے قریب ایک نالے کے کنارے جو لوہری کے پاس تھا پہونچا تو بچانے کے عبور کرانے اور بہیر کی حفاظت کے لیے لشکر کی الٹی طرف آپ ٹھہر گیا اور قراولو کو لوہری طرف بھیجا کہ دشمن کی خبر لائین اور دلیر خان نے فوج ہراول کے ساتھ قاعدے کے موافق آگے سے پہونچکر لشکرگاہ کے سامنے اپنی سپاہ کی صف بندی کرلی تھی اسوقت دشمن کی سپاہ کا ایک حصہ ظاہر ہوا داؤد خان نے جے سنگھ کے اشارے سے نالے کو عبور کرکے دوسرے کنارے پر فوج کی صف بندی کرکے کھڑا ہوگیا اور دلیر خان اپنی جگہ سے اور بھی ہٹ گیا اور اُس جگہ ٹھہرا جہان مخالف کا بان پہونچ سکے جے سنگھ قطب الدین خان کو لشکر کے پیچھے اور رائے سنگھ کو الٹی طرف اپنی جگہ مقرر کرکے خود جلد نالے کو عبور کرکے دلیر خان اور داؤد خان کی سپاہ کے درمیان ٹھہر گیا سات ہزار کے قریب آدمی تھنیم کے بڑے لشکر سے لشکر راجہ اور داؤد خان کے سامنے صف باندھ کر کھڑے ہوگئے افغین سے بعض نے دلیر خان کی طرف رخ کیا جے سنگھ نے کیرت سنگھ اور فتح جنگ خان کو کچھ سپاہ کے ساتھ دلیر خان کی مدد کو بھیجا تھوڑے عرصے کے بعد اُن سات ہزار سواروں مین سے کرناٹک اور

داؤد خان کے مقابل تھے ایک حصے نے نکلکر دلیر خان کی طرف تیزی سے بڑھکر اُسپر حملہ کیا جے سنگھ یہ حال دیکھکر اپنے ساتھ کی سپاہ کے ساتھ خان مذکور کے پاس پہونچ گیا اور پہر دن رہے دشمن کے سوار دلیر خان سے لڑنے لگے خوب تیغ زنی ہوئی جہان جہان دشمن کا حملہ جے سنگھ کی سپاہ پر ہوتا دلیر خان وہان وہان مدد کو پہونچتا آخرکار دشمن کے سوار بغیر کسی کامیابی کے بھاگ نکلے اور اُس سپاہ سے مل گئے جو راجہ اودا داؤد خان کے مقابل کھڑی تھی جے سنگھ نے دلیر خان کو بلا کر اپنے بازو پر کھڑا کر لیا اور کیرت سنگھ و فتح جنگ خان کو اپنے ساتھ بھیج کر لڑائی شروع کرائی۔ کیرت سنگھ اور راجہ کے راجپوت اور فتح جنگ خان اور دوسرے نامجو آدمی خوب لڑے اس لڑائی مین ہرناتھ نے ۱۴ زخم کھاکر وفات پائی۔ جے سنگھ کے بہت سے راجپوت زخمی اور قتل ہوے سید مظفر خان بارہ دام سنگھ رشتہ اور اُسکا بھائی قلب لشکر سے نکلکر دشمن پر مردانہ حملے کرنے لگے جے سنگھ نے بھی بذات خود قدم بڑھایا آخرکار دشمن مغلوب ہوکر بھاگ نکلے دو کوس تک اُن کا تعاقب ہوا جے سنگھ اب فوج کو مرتب کرکے اور کیرت سنگھ کو اپنے پچھلے حصے کی حفاظت کے لئے متعین کرکے قیام گاہ کو روانہ ہوا ایک پہر اور تین گھڑی رات گئے منزل گاہ مین داخل ہوگیا ایک سو نوے آدمی جے سنگھ کے ساتھیون مین سے کام آئے اور ڈھائی سو کے قریب زخمی ہوئے اور بہت سے گھوڑے زخمی و قتل ہوئے اور بیجاپوریون کے چار سو سے زیادہ آدمی قتل و زخمی ہوے۔ جے سنگھ نے تمام لشکر کے ساتھ ایک مقام کیا اور تین کوچ و مقام کے بعد پہلی شعبان کو قلعہ پرینڈہ سے بیس کوس پر پہونچے۔ ۲۴ روز وہان مقام ہوا۔ یہان خبر پہونچی کہ قطب الملک نے عادل شاہ کی مدد کے لیے سپاہ بھیجی ہے قبل اس سے شرزہ نام اپنے ایک سردار کو چار ہزار سوار اور دو ہزار پیادوں کے ساتھ اُسکی مدد کو بھیجا تھا اب اپنے خواجہ سرا رضا قلی کو کہ جسکا خطاب نیک نام ہے چھ ہزار سوار اور ۱۵ ہزار پیادون کے ساتھ مدد کو روانہ کیا ہے اور بیجاپور سے ۶ کوس پر یہ سپاہ پہونچ گئی ہے اور رضا قلی بیجاپور کے قلعہ مین داخل ہوگیا ہے اور کتھاون کے قلعہ از مسعود خان کی تحریر سے معلوم ہوا کہ عادل خان کا ایک افسر شیدی جو بہت سی سپاہ کے ساتھ قلعہ کے پاس آیا تھا کہ قلعہ والونکی ایک گولی کا نشانہ بنگیا اور اُسکے ساتھی پریشان ہوکر چلے گئے آٹھوین ماہ مذکور کو اودے سنگھ کی تحریر قلعہ منگل بیدہ سے آئی اُسکا یہ مطلب تھا کہ بیجاپور کی سپاہ کثیر نے اُس قلعہ کا محاصرہ کر رکھا ہے اسلیے جے سنگھ نے داؤد خان راجہ رائے سنگھ اور قطب الدین خان کو ایک جماعت کے ساتھ اُدھر بھیجکر حکم دیا کہ دشمنون کو قلعہ کے پاس سے بھگا دین جب محاصرین کو اس سپاہ کے قریب پہونچنے کی خبر معلوم ہوئی تو محاصرہ اُٹھاکر چلے گئے۔ ۲۴ تاریخ شعبان کو داؤد خان اور راجہ رائے سنگھ اور قطب الدین خان واپس آگئے قلعہ داران ظفر آباد وکلیان و ادسہ واودگ کی تحریرین اس مضمون کی پہونچین کہ چند بیجاپوری افسر بادشاہی ملک مین گھس کر تاخت و تاراج کر رہے ہین اور سیوا کا وہ افسر جو قلعہ تپالہ کے پاس سے اُسکا خلاف کرکے بیجاپور والونکے پاس چلا گیا تھا وہ شورش مچا رہا ہے۔ جے سنگھ نے ۲۵ ماہ مذکور کو پرینڈہ کے اطراف سے کوچ کرکے دھاراسون اور تلجاپور کے راستے سے روانہ ہوکر ارادہ کیا کہ دشمن کے ملک کو لوٹے

کھسوٹے اور دشمن کی جمعفدر سپاہ اُدھر سے اُسے کچل ڈالے نارو جی لبھونت راے (یا نارو جی لبھونت راے) قلعہ بیلتن
مین تھا اُسنے وہانسے لکھا کہ قلعہ مذکور مین پانی بہت کم ہے اگر یہان کا محاصرہ کر لیا جاے تو پانی کی قلت کیوجہ
سے محصورین تنگ ہو جاوینگے جے سنگھ نے مقتضاے وقت کے موافق بیلتن کو مہداجی کی جاگیر مین مقرر کر دیا
یہ شخص سیوا کا داماد تھا اور بادشاہی ملازمت مین داخل ہو گیا تھا اور کہدیا کہ وہان جاکر دشمن سے خالی کرا لے
اور نارو جی لبھونت راے کو اپنے پاس بلا لیا۔ پرگنہ دھوکی علاقہ بیجاپور مین قلعہ کلنی تھا اور وہان بیجاپوریونکی ایک
جماعت متحصن تھی غالب خان و نارو جی راگھو و آتش خان کو تھوڑے سے توپخانے کے ساتھ اُسکے فتح کرنیکے
لیے جے سنگھ نے بھیجا جب سپاہ قلعہ کے تلے پہونچی تو اہل قلعہ نے ڈر کر امان چاہی اسمین صرف سو سپاہی اور دو سو
آدمی رعایا مین سے تھے۔ شزدہ راؤ کے سپرد اس قلعہ کی حفاظت ہوئی ساتوین رمضان ۱۰۷۴ ہجری کو نجاپور
مین سپاہ عالمگیری پہونچی چھ روز یہان مقام رہا۔ معلوم ہوا کہ ساہو وغیرہ بیجاپور کے کئی افسر اٹھائیس ہزار
قلعہ کلیان کے پاس پہونچکر قلعہ پر حملہ آور ہوئے تھے بادشاہ کی سپاہ کے آدمیون نے جو جے سنگھ کے حکم سے قلعہ مین
متعین تھے توپین اور بندوقین اور بان اُنپر مارنا شروع کئے ساٹھ آدمی اُن مین سے کام آئے اور بہت سے زخمی
ہوئے اور باقی ماندہ مجبور ہو کر ہٹ گئے۔ جاسوس خبر لاے کہ بیجاپوریون کا بڑا لشکر کلیان و اوسہ کی طرف خاصہ
ظفرآباد کی طرف چلا گیا ہے ۱۴ ماہ رمضان کو جے سنگھ تمام سپاہ کے ساتھ تلجاپور سے کوچ کر کے قلعہ تلارک سے تین
کوس پر پہونچا ۱۵ کو مقام کیا اور دوسرے دن کنجولی کے قلعہ کی طرف کوچ کیا اور جو کہ پہلے سے تنک راو کو ایک بڑے
گروہ کے ساتھ کنجولی کی تسخیر کے لیے بھیجا تھا خبر آئی کہ وہ مع ساتھیون کے وہان پہونچ گیا اور مخالفونکی جو فوج قلعے
اور قصبے مین تھی لڑنے لگی چند آدمی طرفین کے کام آے تلوار کا زخم تنک راو کے ہاتھ مین آیا لیکن رات کے وقت
سب مخالف بھاگ نکلے اور قصبے و قلعے پر تنک راو کا قبضہ ہو گیا۔ رمضان کی بیس تاریخ کو کنجولی کے پاس لشکر
عالمگیری جا پہونچا اور قلعہ کو گرد دیا دوسرے دن ساڑھے سات کوس کوچ ہوا۔ غالب خان و دیا جی (یا دتا جی)
و راگھو و کھلوجی (یا کھیلوجی) اور ایک حصہ فوج کا اور تھوڑا سا توپخانہ و آتش خان سلیکہ کی تسخیر کے لیے متعین ہوے
اور جے سنگھ چند روز مع لشکر کے یہین مقیم رہا جب سلیکہ کے پاس سپاہ پہونچی تو قلعہ نشینون نے مقابلہ نہ کیا بلکہ اطاعت
کر لی راجہ نے سلیمان بیجاپوری کو اسپ و خلعت دیکر قلعہ کی حراست کے لیے مقرر کیا۔ اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ سیوا کی
سپاہ کا افسر اعلے جو اُس سے مخالفت کر کے بیجاپوریون سے جا ملا تھا جے سنگھ نے اُسکی تالیف قلب کی اور سمجھایا
تو وہ بیجاپوریون کی رفاقت ترک کر کے عالمگیری ہواخواہون مین شامل ہونے کو راجہ کے پاس چلا آیا۔
سیوا نے راجہ سے کہا تھا کہ مین شہنشاہ کے حضور مین جانا چاہتا ہون جے سنگھ نے اُسکی استدعا کا حال بادشاہ
کی خدمت مین لکھ بھیجا تھا وہان سے حکم آیا کہ وہ تنہا یہان آجاے چنانچہ سیوا اپنے بیٹے سنبھا اور تھوڑے سے
نوکرون کے جے سنگھ سے رخصت ہو کر بادشاہ کی ملازمت کے ارادے سے چلا گیا۔
جے سنگھ نے دتا اور اُسکے ہمراہیون کو فوج ہراول مین سے منتخب کر کے اور ترکتاز خان کو اُس فوج مین

جوہر اول اور خود راجہ کے درمیان مین تھی چھانٹ کے ایک جماعت کے ساتھ اپنے لشکر کے طلایہ پر مقرر کیا دنا سلیکہ سے دو کوس آگے بڑھکر کہی کے آدمیون کی حراست مین مصروف ہوگیا اسی اثنا مین شرزہ ہندی نے جو سیجاپور کی سپاہ کے وہان سے قریب مقیم تھا ترکتاز کے مقابلے کے لیے فوج بھیجی خان مذکور اس فوج سے مدافعانہ جنگ کرنے لگا اسکے چند آدمی زخمی ہوگئے اور خود شرزہ تین چار ہزار سوارو نکے ساتھ دنا پر ٹوٹ پڑا اور اسکو چارون طرف سے گھیرکر مع ساتھیون کے ہلاک کردیا اُسکے ساتھ رستم زادھاوہ زخمی ہوکر گرپڑا جسے بیجاپوری پکڑکر لے گئے بسونت رائے اور راگھو دتا کے کچھ آدمیونکے ساتھ وہان سے بھاگ نکلے جب یہ سنگھ کے لشکر مین پہونچے تو بسونت رائے زخمون کے صدمات سے مرگیا۔ اسی دن ابوالقاسم خان پسر قباد خان قراولی کے طور پر لشکر گاہ سے نکلا دشمنون کا ایک گروہ وہان آیا اور اُس سے لڑنے لگا اُسکے ساتھ اتنی سپاہ نہ تھی کہ مدافعت کرسکتا اسلیے لڑتا بھڑتا وہانسے نکل گیا پچھلے دن مین دیرخان کو اس بات کی اطلاع دی دیرخان فوراً فوج ہراول کے ساتھ ادھر روانہ ہوگیا اور وہان ابوالقاسم خان سے جنگ واقع ہوئی تھی وہان پہونچا رات کو مقام کیا۔ دیر پہر سو کے قریب [illegible] کے آدمی کام آئے تھے اُنمین سے مسلمانونکو تو دفن کرادیا اور ہندوونکو جلوادیا راجہ رائے سنگھ بھی بے سنگھ سے صبح سے پچھلی رات کو پہونچ کر دیرخان سے جاملا۔ دیرخان دوسرے دن دشمنون کو دفع کرنے کے لیے کوچ کرکے تین کوس پر مقیم تھے سوار ہوا دشمن بسیار سپاہ عالمگیری کے پہونچ جانے سے خائف ہوکر فرار ہوگئے ۵ شوال کو جے سنگھ کی سپاہ سلیکہ سے اور سکو روانہ ہوئی ساتوین شوال کو مقام ہوا جے سنگھ نے قطب الدین خان اور داؤد خان کو اُنکی جمعیتون کے ساتھ کہی کی حراست کے لیے روانہ کیا۔

یہ خبر آئی کہ بیجاپور اور گولکنڈہ کا لشکر تین حصون مین منقسم ہوگیا ہے ایک لشکر اُسمین سے شرزہ خان ہندی کی سرکردگی مین ہے اور دوسرا خواص خان حبشی کی ماتحتی مین اور تیسرا ابہلول خان کی سرداری مین۔ جے سنگھ اس انتظار مین رہا کہ یہ سپاہ کدھر کا رخ کرتی ہے اسی دن دوپہر کے قریب خبر آئی کہ شرزہ خان اپنی سپاہ کو لیکر کہی کی طرف چلا گیا ہے اور آتے سپاہ شاہی کے تھوڑے سے اونٹ جو اُس طرف تھے پکڑ لئے ہین اور باقی دونوجون نے داؤد خان اور قطب الدین خان کے مقابلے کا ارادہ کیا ہے جے سنگھ نے یہ خبر سنتے ہی دیرخان کو سپاہ ہراول کے ساتھ [illegible] بھیجا خان مذکور اُسی طرف جدھر داؤد خان و قطب الدین خان مصروف پیکار تھے روانہ ہوا تھوڑی دور چلا تھا کہ اُسکا مقابلہ اُس سپاہ سے ہوگیا جو دشمن کی [illegible] داؤد خان اور قطب الدین خان کی سپاہ کے عقب پر حملے کی غرض سے آرہی تھی دیرخان نے ان دشمنون پر بے درپے دھاوے کرکے بھگا دیا اور انسے فارغ ہوکر آگے بڑھا اور ایسے وقت مین قطب الدین خان اور داؤد خان کی سپاہ کے قریب جا پہونچا کہ وہ کہی کی مویشیون کو دشمن کے دست برد سے بچاکر جے سنگھ کے لشکر مین روانہ کرکے اطمینان سے دشمن سے برسرپیکار تھے اسوقت لودی خان اور نعمت خان و غیرت خان و دیرخان کے دونون بھتیجے اُسکے آگے آگے تھے ان لوگون نے دشمنون پر حملہ کیا اور بہت سے آدمی اُنکے ہلاک کئے کہ اُس

عرصے مین سپاہ دشمن کا دوسرا حصہ اپنے ساتھیون کی کمک کے لیے آموجود ہوا دلیر خان ہاتھی سے اتر کر گھوڑے پر سوار ہو گیا اور تیزی سے دشمن کی کمکی فوج پر جا پڑا بہت سے دشمن مارے گئے اور باقی بھاگ نکلے دور تک اُنکا تعاقب کیا گیا ۔ جے سنگھ نے دلیر خان کے جانے کے بعد ملانجی و نتاجی و شیدی کو دوسرے حبشیون اور چندل مبارزون اور تھوڑے سے بندوقچیون کے ساتھ لشکر کی حفاظت کے لیے چھوڑا باقی سپاہ کو لیکر اپنے آدمیون کی مدد کے لیے روانہ ہوا جب یہ میدان معرکہ کے قریب پہونچا تو اُس وقت دشمن کی سپاہ سیدی کی جانب سے نمودار ہوئی جے سنگھ نے اُسپر حملہ کیا فتح جنگ خان اور کیرت سنگھ نے سامنے کی سپاہ کے ساتھ خوب کام کئے پھر ایک ٹکڑا دشمن کا الٹی طرف سے نمودار ہوا جے سنگھ نے اپنی سپاہ میسرہ کو لیکر خود اُسکا مقابلہ کیا اور اُسکو نقصان پہونچایا ۔ سبھکرن و ستر سین بوندیلہ جو جے سنگھ کے سامنے تھے دلیرانہ لڑے آخرکار دشمن کی سپاہ پیچھے ہٹ گئی اور جے سنگھ نے دور تک تعاقب کیا تعاقب کے بعد اُس طرف روانہ ہوا جدھر داؤد خان اور قطب الدین خان مصروف حملہ تھے راستے مین خبر ملی کہ اُنھون نے بھی اپنے سامنے سے دشمن کو پسپا کردیا ہے سنگھ اُدھر کا قصد ترک کرکے لشکرگاہ مین آگیا اس معرکے مین عالمگیری سپاہ کے دو سو آدمی کام آئے اور ۶۵ مجروح ہوے دشمن کا بھی نقصان کثیر ہوا دوسرے دن جے سنگھ کو خبر ملی کہ الیاس مہدوی مخاطب بہ شرزہ خان جو دکھن کے مشہور بہادرون مین سے تھا بندوق کی گولی موذی سے کھاکر زخمی ہو کر گر گیا تھا اُسکے آدمی اُسکو اُٹھا کر لے گئے اور اُسکا چھوٹا بیٹا سخت زخمی ہوا ہے اور اس لڑائی مین بیجاپور اور گولکنڈہ کی سپاہ بارہ ہزار سے زیادہ تھی ۔ تاریخ بیجاپور موسوم بہ بساتین السلاطین مولفہ مرزا ابراہیم زبیری مین مرقوم ہے کہ بیجاپوری شرزہ خان اور اُسکے بیٹے کو دشمن کے ہجوم مین سے نکال لے گئے مگر شرزہ خان اپنے لشکر کیطرف جاتے ہوے رستے مین گھوڑے سے گر گیا دیکھا تو مردہ پایا ۔

نوین شوال کو سپاہ عالمگیری کوچ کرکے موضع سات شورہ ضلع اوسہ مین پہونچکر ٹھہری اور آٹھ دن وہان مقام کرکے آذون کو چلی گئی اکیسوین شوال کو دریاے نیرہ کے کنارے جو اوسہ کے متعلقات سے ہے مقام ہوا جہان سے تلجاپور آٹھ کوس کے فاصلے پر ہے یہان بھی چند روز قیام رہا تیسری ذیقعدہ کو رات کے وقت دشمن کی سپاہ نے دریا کے دوسرے کنارے پر ٹھہرے ہو کر تین ہزار کے قریب بان مارے ان مین سے بعض آدمیون کے لگے بعض چوپایون کے لگے پانچوین ذیقعدہ کو یہان سے کوچ ہو کر اسی ندی کے کنارے ایک اور بستی مین مقام ہوا دسوین ذیقعدہ کو ایک گڑھی کے پاس جسکا نام تیرکی تھا اور پرگنہ دھوکی سے متعلق تھی اور بیجاپور کے محال مین شمار ہوتی تھی لشکر پہونچا جے سنگھ نے وہان احتیاطاً یہ کیا کہ فوج کو جا بجا بانٹ دیا اور اکثر سپاہ کیمپ مین داخل ہوگئی پچھلا حصہ سپاہ کا ابھی نہ پہونچا تھا کہ اس عرصے مین جاسوس خبر لاے کہ بیجاپور اور گولکنڈے کا سارا لشکر مجتمعاً پچھلے حصے کی سپاہ پر حملہ آور ہوا ہے ۔ جے سنگھ نے سپاہ قلب اور اوس فوج کو جو کہ ہراول اور جے سنگھ کے لشکر کے درمیان مین متعین تھی اور اس فوج کو جو کہ چاروں طرف کی فوج کو کمک پہونچانے کے لیے مقرر تھی دشمن کی طرف بھیجا دلیر خان اور دوسرے سردارونکو بھی کہا کہ جلد اپنی اپنی

سپاہ کے ساتھ اُدھر چلے جائین جب دشمن کے قریب پہونچے دیر خان جے سنگھ کے لشکر کے سامنے گیا اور راجہ رائے سنگھ خان مذکور کے بازو پر کھڑا ہوا۔ دشمن کی سپاہ سے خواص خان اور شرزہ خان مہدوی کا بیٹا اور دوسرے بیجاپوری اور حیدر قطب الملک کے آدمی سات ہزار کے قریب داؤد خان اور قطب الدین خان کے سامنے صف آرا ہوئے اور جہلول خان تمام بیجاپوری افغانون کے ساتھ اور انکوئی بھوسلہ اور مانک جی کھڑے ہوئے اور دوسرے بیجاپوری مرہٹے کہ سپاہ زبردست تھی دیر خان کے مقابل ہوئے اور چند بان مارے دیر خان توپخانے کی لڑائی کا مقید نہ رہ کر تلوار کی لڑائی پر آمادہ ہوا اور دلیرانہ گھوڑا دشمنون کی طرف بڑھایا اور دشمنون کے مقابل پہونچکر تلوار اور تبر اور برچھے کی لڑائی شروع کرائی سخت لڑائی کے بعد دشمن پسپا ہوگئے غیرت اور نعمت جو دیر خان کے بھتیجے تھے خوب لڑے اور اُسکا تیسرا بھتیجا رحمداد سخت زخمی ہوکر گھوڑے سے گر گیا اور ابو محمد نبیرہ پھول خان نے بھی کارہائے نمایان کئے کرن راٹھوڑ اور اُسکا بھائی بھی اچھی طرح لڑا۔ آتش خان داروغہ توپخانہ اور حسن بیگ منک باشی اور دوسری جماعت برق اندازون کی بھی جو اُس لشکر کا مقدمہ تھی دیر کے زرزم آرا ہوئی۔ دیر خان جدھر دشمن کا غلبہ دیکھتا اُدھر پہونچکر مردانہ کام کرتا۔ جے سنگھ جو دیر خان کی سیدھی جانب تھا خوب معرکہ آرا ہوا۔ دشمنون نے راجہ جادون پر یکایک حملہ کردیا جو جے سنگھ کے دہنے بازو پر اور لشکر سے دور تھا اس حملے مین اُسکے ساتھ کے بہت سے آدمی مارے گئے اور کچھ زخمی ہوے راجہ رائے سنگھ اُسکی مدد کو پہونچ گیا اور دشمنون کو بھگا دیا اور سات کوس تک اُنکا تعاقب کیا۔ جے سنگھ داؤد خان و قطب الدین خان کو خواص خان اور شرزہ مہدوی کے بیٹے کے مقابلے کیلئے چھوڑکر خود دیر خان کی کمک کو بڑھا معلوم ہوا کہ دیر خان کے ہراہی دشمنون کو اپنے سامنے سے بھگاکر اُنکے تعاقب مین چلے گئے ہین اور خان مذکور صرف تین سو آدمیون کے ساتھ میدان جنگ مین موجود ہے جے سنگھ نے جلدی اُس پہاڑی کو جو اُسکے اور دیر خانکے درمیان حائل تھی طے کیا اور خان مذکور کے پاس جاپہونچا کیرت سنگھ اور فتح جنگ خان جو جے سنگھ کی فوج کے مقدمے مین تھے جلد دیر خان سے ملگئے دشمن کی بڑی فوج ہارکر بھاگ گئی تھی اور دن ڈھل گیا تھا جے سنگھ نے یہ بہتر سمجھا کہ دشمن کا تعاقب بند کرکے لشکر گاہ مین لوٹ چلین اسلئے دیر خان کو اکیلا بھیجا کہ متفرق شدہ سپاہیونکو جمع کرکے لشکر گاہ مین چلا آے فتح جنگ خان کے ہاتھی کو بان کا صدمہ پہونچا تھا اسلئے سرگشتگی کرتا تھا اور جے سنگھ کے دیر خان کی طرف روانہ ہوتے وقت پیچھے ہگیا تھا اسوقت شرزہ خان کے بیٹے اور خواص خان وغیرہ نے پہاڑی کے دامن مین اُس ہاتھی کو گھیر لیا جب جے سنگھ کو یہ حال معلوم ہوا تو اپنے تھوڑے سے ساتھیونکو پہاڑی پر پہنچا دیا جب مخالفون نے دیکھا کہ یہ لوگ بہت کم ہین تو ہاتھی کو چھوڑکر ان لوگون سے لڑنے کو مصروف ہوے اسوقت فتح جنگ خان اور کیرت سنگھ پہونچکر ان سے مقابل ہوئے اور بہت سے مخالفون کو مارا اور زخمی کیا اور باقی کو بھگا دیا جے سنگھ ہر طرف اپنے آپکو پہونچاتا تھا شام کے قریب دشمنون سے میدان صاف ہوگیا اس لڑائی مین قطب الملک کا سردار حیدر کامل تیر کا زخم ران پر کھاکر مجروح ہوا اور پانسو سے زیادہ آدمی بیجاپور اور گولکنڈہ کے کام آے جنمین موسے خان افغان سردار لشکر پھلول خان کا تھا اور

تانکوئی پسر نائک کھرارہ وغیرہ چند سردار بھی راہی عدم ہوئے اور ہزار کے قریب آدمی زخمی ہوئے اور جے سنگھ کے ساتھیوں سے ایک سو ۳۵ آدمی مارے گئے اور سات سو چراتوے زخمی ہوئے جے سنگھ تین دن تک یہاں ٹھہرا رہا پھر کوچ کرکے دو دن میں ۱۵ ذیقعدہ کو دریاے مانجرہ کے کنارے پہونچا جو فتح آباد معروف بہ دھارور سے دو کوس پر واقع ہے۔ دشمن قزاقی کے طور پر لڑتا تھا کبھی جگر مقابلہ نہیں کرتا تھا اور جے سنگھ کے ساتھ ساز و سامان زیادہ تھا دشمن کا تعاقب نہ ہو سکتا تھا کیونکہ وہ صرف سوار ہوتے تھے کہ اڑتے لڑتے جب کمزور ہونے لگے بھاگ نکلے اسلیے جے سنگھ نے تمام بھاری سامانوں کو چھوڑ دیا اور سرداروں کو بھی حکم دیکر سامان کم کرایا اور تھوڑا سا سامان لیکر جریدہ طور پر دشمن کے تعاقب کا ارادہ کیا بھاری سامانوں کو فتح آباد میں بھیجدیا اور برم دیو سیسودیہ و جگت سنگھ ہاڈھو وغیرہ کو دو ہزار اور ساٹھ آدمیوں کے ساتھ حفاظت کو چھوڑا اور ۲۲ ذیقعدہ کو دریاے مانجرہ کے کنارے سے کوچ کرکے دھارور کی طرف جہاں بیجاپوریوں کا جاؤ تھا روانہ ہوا ساڑھے سات میل طے کئے تھے کہ جاسوسوں نے خبر پہونچائی کہ غنیم لشکر عالمگیری کی آمد کی خبر سنکر سیانے تلجاپور کی طرف چلا گیا، ۲۲ ذیقعدہ کو سپاہ نے دریاے سین کو عبور کیا اور موضع لہری علاقہ پرینڈہ میں نزول ہوا کیونکہ یہاں سے تین کوس پر شولاپور میں دشمن کی موجودگی کی خبر ملی تھی چونکہ عادل شاہ کو یہ حال معلوم ہوا کہ میری سپاہ لشکر عالمگیری کا کچھ بگاڑ نہ سکی تو اُسنے ابوالمحمد کو اُس لشکر کے ساتھ جو دکھن میں خاص خیل کے نام سے شہرت پذیر تھا اپنے پاس بلالیا اور اپنے سرداروں کو لکھا کہ لشکر عالمگیری کے مقابل ہوکر نہ لڑیں اور جب تک وہ لشکر اودھر رہے میرا تمام لشکر شولاپور میں مقیم رہے قطب الملک نے بھی اپنے لشکر کو کہ بیجاپور کی مدد کیلئے بھیجا تھا واپس حیدرآباد کو بلالیا عالمگیری سپاہ نے بیجاپور کے علاقے کو کئی بار اتنا لوٹا کھسوٹا اور برباد کیا کہ تمام ملک بے چراغ ہوگیا لیکن یہ سپاہ بھی لڑتے لڑتے تھک گئی تھی گھوڑے اور دواب بہت تلف ہوگئے تھے سو اب اسکا برسات کا موسم آگیا تھا آمدورفت کی مجال نہ تھی اسلیے جے سنگھ اور دلیر خان نے مصلحت یہ جانا کہ چند روز زخمیوں کے علاج کے لیے اور سیسہ و بارود کے جمع کرنیکے واسطے اور لشکر کے آرام کرنے کی غرض سے قصبہ دھارور کے متصل جاکر ٹھہرنا چاہیے کہ وہاں کاہ و دانہ کے جمع ہونے کی امید ہے بادشاہ کو عرضداشت بھیجی اس ضمن میں دکھنیوں کا حال یہ ہوگیا کہ قلعہ کے اندر جنگ کا سامان آخر ہوا آذوقہ تمام ہوا کمانیں بے کار تیر و نکے پر اُڑ گئے تلواروں کی دھاریں کند ہوئیں ان سببوں سے جان سے عاجز ہوئے دونوں طرف کے سردار مصالحت کے لیے بیتاب تھے جو ہوے اہل بیجاپور افلس فی امان اللہ کا اظہار کرکے امان طلب ہوئے اور فی الواقع عادل شاہ کے خزانہ اور کارخانوں میں صاحب لاف و گزاف راوتوں اور بن دھار کی تلواروں اور گھوڑوں کے گوشت اور استخوان کے سوا کچھ چیز باقی نہیں رہی تھی ملک پامال ہو چکا تھا جب عالمگیر سے حقیقت حال عرض ہوئی تو اُسنے حکم بھیجدیا کہ جے سنگھ محاصرہ چھوڑ کر اور لشکر کو ساتھ لیکر اورنگ آباد چلا جاے اور برسات یہاں گذارے اور بجوڑیسے اپنے سرداروں اور سپاہ کو اپنی جاگیر میں بھیجدے تاکہ برسات وہاں بسر کرکے آرام حاصل کریں اور خود اورنگ آباد میں مقیم رہے مرزا ابراہیم زبیری بساتین السلاطین میں جے سنگھ وغیرہ سرداران عالمگیری کے مہم کے ناتمام چھوڑ جانے کو

بیجاپور یون کی قوت مدافعت پر حمل کر کے لکھتا ہے جو غنیم قوی و خصم صعب راکہ از پیشگاہ بادشاہ ہندوستان قہرمند و خنیدہ دکن بروز نہ خود گرفتہ با فواج بحر امواج آمدہ بود قرین مذلت و خواری و مہد بش تباہی دنگون سازی گردنہ از ولایت خویش بدر کردند۔

چونکہ قلعہ منگل بیدھ مین سامان کثیر تھا اُسکی حفاظت بہانے چلے جانے کے بعد دشوار تھی اسلیے جے سنگھ نے دلیر خان اور راجہ راے سنگھ کو بھیجا کہ وہان کا تمام توپخانہ اور گولا بارود اُٹھا لاوین اور غلے کے ذخائر بھی ساتھ لے آوین اور جو کچھ نہ لاسکے اوسے برباد کردین اور جہان تک ممکن ہو قلعہ کے برجون وغیرہ کو بھی مسمار کردین اور یہ کام کرنے کے بعد لوٹ آئین ساتوین ذیحجہ ۱۰۷۶ھ ہجری کو جے سنگھ مع تمام لاو لشکر اور دلیر خان وغیرہ کے دریاے بھیوزہ (یا بھیوزہ) کے کنارے سے روانہ ہوا اور پرمندہ کی طرف کوچ کیا۔ نوین ذیحجہ کو دریاے سین کو عبور کیا اور پھر موضع بھوم مین پہونچکر ساتوین ربیع الثانی ۱۰۷۷ھ ہجری تک یہان مقام کیا۔

عالمگیر بادشاہ آگرے کے پاس مقیم تھا سیوا یہان بادشاہ کے حضور مین پیشکاری منصب والونکے شامل کثرت جانے سے رنجیدہ ہوکر چالاکی سے پھر دکن کو بھاگ گیا بادشاہ نے جے سنگھ کے پاس اس مضمون کا فرمان بھیجا کہ سیوا کے داماد کو پکڑکر دلیر خان کے سپرد کردے اور دلیر خان اُسکو گرفتاری کی حالت مین یہان لے آئے۔ سیوا کا داماد فتح آباد (دھارور) مین متعین تھا ۲۰ جمادی الاولے کو اُسے راجہ کے پاس پکڑ لائے اور دلیر خان کے سپرد کردیا چنانچہ وہ جے سنگھ سے رخصت ہوکر بادشاہ کے پاس روانہ ہوگیا اور جے سنگھ ۲۹ جمادی الاولے ۱۰۷۷ھ ہجری کو اورنگ آباد پہونچ گیا۔

تین برس کے بعد بہت سی لڑائیان کرکے راجہ جے سنگھ دکن سے واپس آتا ہوا برہان پور کے مقام پر ساون بدی چودس سمت ۱۷۲۴ مطابق ۱۶۶۷ء (۲ محرم ۱۰۷۸ھ ہجری) کو گذر گیا اس راجہ نے جو مان سنگھ کے بعد دوسرا نامی شخص کچھواہونمین تھا چھیالیس برس راج کیا۔ تذکرہ عالم مین لکھا ہے کہ جے سنگھ جو دکن مین عالمگیر کیطرف سے دادمردانگی دے رہا تھا اُسکو شاہزادہ معظم نے ملانا چاہا شاہزادے کی چٹھیان جے سنگھ کے نام پکڑی گئین جب عالمگیر کو پورے طور پر ثابت ہوگیا کہ معظم سلطنت لینا چاہتا ہے تو اُسنے اُسے قید کردیا سات برس تک قید مین رہا۔

کرنل ٹاڈ وغیرہ نے دیسی لوگون کے بیان سے لکھا ہے کہ بادشاہ نے جے سنگھ کو سیوا کے بھاگنے مین صلاح کار جانکر اُسکے چھوٹے بیٹے کیرت سنگھ سے افیون مین زہر دلوا دیا جس سے راجہ نے انتقال کیا اور وقایع راجوتانہ مین یہ لکھا ہے کہ جے سنگھ کے تحت حکومت بائیس ہزار راجپوت سوار تھے اور بائیس زبردست سردار اُسکے محکوم تھے اس سے اُسکو کمال غرور تھا اُسکی عادت ہوگئی تھی کہ اپنے سرداروں کو جمع کرکے اور دو فنجان ہاتھ مین دوہ پیالے لیکر کہتا کہ ایک دہلی یعنی عالمگیر اور دوسرا ستارہ یعنی سیوا ہے پھر ایک کو دست چپ سے پھینک کر کہتا کہ ستارہ تو یہ جاتا ہے اور دہلی میرے دست راست مین ہے جب چاہونگا اسیطرح اُسکو بھی توڑ دونگا

یہ خبر اورنگ زیب کے بھی کان مین پہونچی اُسنے اسکے غرور و سرکشی سے رنجیدہ ہوکر کیرت سنگھ سے ایفیم مین ہر دلوا کر مروا ڈالا اور کیرت سنگھ کی اولاد ہمیشہ کو گودے جانے سے محروم رہی بڑا بیٹا رام سنگھ پہلے سے ولیعہد تھا صرف یہی دو بیٹے تھے مجمع الملوک سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک بیٹا کشن سنگھ نامی اور بھی تھا یہ کشن سنگھ شاہجہان کے عہد مین سورت مین متعین تھا پھر دہلی کی حکومت اُسکے سپرد ہوئی سیوا کی مہمات مین بھی کارہائے نمایان اُس سے ظہور مین آئے برہان رمین مرا اسکی جگہ کیرت سنگھ مقرر ہوکر دکن کو گیا یہ واقعہ شاہجہان کے عہد کا ہے۔

راجہ جے سنگھ کی یادگار سے اورنگ آباد مین چاردیواری کے باہر غرب رویہ اوس کا آباد کیا ہوا پورہ جے سنگھ پورہ کے نام سے مشہور ہے اگرے مین بھی اُسنے اکثر نفیس عمارتین تعمیر کرائی تھین اور اُسی مقام پر ایک محلہ آباد کرکے اسکو جے سنگھ پورہ کے نام سے موسوم کیا تھا۔

راجہ رام سنگھ اول

۵ ذی الحجہ ۱۰۵۰ھ ہجری کو باپ کے ساتھ دربار شاہ جہانی مین حاضر ہوا بادشاہ نے ایک ہاتھی مرحمت کیا ۱۵ رمضان ۱۰۵۳ھ ہجری کو خلعت و اسپ مرحمت ہوا ۲۴ صفر ۱۰۵۶ھ کو مع پانسو سوارونکے آنبیر سے آکر لاہور اور کابل کے درمیان مین بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا بادشاہ نے منصب ہزاری ذات ہزار سوار پر سرفراز کیا اسکے بعد منصب مین متواتر اضافہ ہوکر ۲۷ جلوس تک منصب سہ ہزاری پر مفتخر ہوا اور باپ کے ساتھ خدمات شاہی بجالاتا رہا جنگ سامو گڑھ مین داراشکوہ کے ساتھ تھا جب باپ نے عالمگیر کی رفاقت اختیار کی یہ بھی باپ کے ساتھ دربار عالمگیری مین حاضر ہوکر مورد نوازش ہوا ۳ سنہ جلوس عالمگیری مین سلیمان شکوہ کے لانے کیواسطے سری نگر بھیجا گیا اور وہان سے سلیمان شکوہ کو لیکر دربار مین حاضر ہوا اور خلعت و انعام سے مفتخر ہوا ۸ سنہ جلوس مین سیوا مرہٹہ سے صلح ہونے کے بعد جب وہ دربار عالمگیری مین آیا اور کھڑے ہونے کی جگہ اور رسوم دربار سے کچھ ایسا ناراض ہوا کہ اُسنے رام سنگھ سے علیحدہ لیجاکر سخت شکایت کی بادشاہ کو یہ حرکت ناگوار گذری اور اسکو رام سنگھ کی نگرانی مین دیدیا تو رام سنگھ کی غفلت یا سازش سے نگرانی مین کوتاہی کرنے سے ۲۷ صفر ۱۰۷۶ھ ہجری کو بھیس بدلکر آگرے سے ایسا بھاگا کہ پھر قابو مین نہ آیا عالمگیر کو سیوا کے اسطرح بھاگ جانے سے رام سنگھ پر سازش کا شبہ ہوا اور اسکو منصب سے معطل کرکے دربار مین آنے کی ممانعت کردی ۲ محرم ۱۰۷۷ھ کو راجہ جے سنگھ نے برہانپور مین انتقال کیا جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا رام سنگھ کا قصور معاف کرکے خلعت مع جمدھر مرصع شمشیر مع ساز مرصع اسپ عربی مع ساز طلائی مع جُل زربفت و ساز نقرہ مرحمت کیا اور خطاب راجگی سے موصوف کرکے منصب چار ہزاری ذات چار ہزار سوار سے مفتخر کیا اور باپ کی کل جاگیر اُسکو عطا کی راجا جُونکو بادشاہ کے ہاتھ سے راج تلک ملا کرتا تھا جسے عالمگیر نے بدلکر اپنے وزیر اسد خان سے رام سنگھ کو تلک دلوایا اور کچھ ماہ کے بعد یہ بھی ملتوی رکھکر سلام و آداب ہی کافی سمجھا گیا اسی سال بنگلے کی سرحد پر گوہاٹی مین آسامیون نے فساد برپا کیا۔ بادشاہ نے راجہ کو منصب پنجہزاری ذات پنجہزار سوار سے سربلند کرکے اس مہم پر مامور

اور رخصت کے وقت خلعت واسپ مع ساز طلا جڑاؤ مرصع مع علاقۂ مروارید کے مرحمت کیا اور اُسکے ساتھ نصرت خان۔ کیرت سنگھ بکانیری رگھناتھ سنگھ نیرتیہ اور بیربر دیو سیسودیہ بھی بھیجے گئے جہان کا انتظام ہوجانے کے بعد آٹھ برس پیچھے واپس آیا۔ ۱۲ سنہ جلوس مین منصب کے ایک ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ مقرر ہوئے ۱۳ سنہ جلوس مین منصب پنجہزاری ذات پنجہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ پر ترقی ہوئی ۱۰۸۶ھ ہجری مین خلعت واسپ کے ساتھ بیش قیمت جواہرات انعام مین مرحمت ہوئے اور اسی سال وفات پائی کہ سمبت ۱۷۴۶ مطابق ۱۶۹۰ء ع تھے۔

اس کا کنور کرشن سنگھ دکن کے علاقے مین کسی بادشاہی سردار کے ساتھ تکرار مین سخت زخمی ہوکر ایک ہفتے کے اندر ۱۰ ربیع الثانی ۱۰۹۵ھ ہجری (سمبت ۱۷۳۹ مطابق ۱۶۸۳ء مین مرچکا تھا اسلیے کنور مذکور کا بیٹا بشن سنگھ راجہ ہوا۔

راجہ بشن سنگھ

اسکو سمبت ۱۷۴۶ مطابق ۱۶۹۰ء سے راج پانے کے بعد عالمگیر بادشاہ کی فوج کے ساتھ دکن کی لڑائیون مین رہنا پڑا لالہ روشن رائے سے منقول شدہ تاریخ مین لکھا ہے کہ اسکو عالمگیر نے دکن مین ایک سال تک رکھا جو کہ بادشاہ کو ہندوستانیون مفسدہ پیدا ہوجانے کا کھٹکا تھا اسلیے راجہ بشن سنگھ کو ادھر بھیجدیا تاکہ ناظمون کے ساتھ ملکر حفاظت ملک مین کوشش کرے بشن سنگھ اکثر تھانہ مین رہتا تھا اور جسطرح ناظم کہتا تھا کام کرتا تھا۔

دوسری کتابون مین لکھا ہے کہ باپ کے مرنے کے بعد ۱۵ ربیع الثانی ۱۰۸۶ھ ہجری کو منصب ہزاری ذات چارصد سوار پر سربلند ہوا اور خطاب راجگی سے موصوف ہوکر اول راٹھوڑونکی تنبیہ پر مامور ہوا اسکے بعد اسلام آباد عرف چاکنہ کی فوجداری پر مامور ہوا۔ اور سمبت ۱۷۴۳ مطابق ۱۶۹۳ء مین اُسنے گڑھی سکھر فتح کی جہان کی قلعداری چار برس تک اُسکے نام رہی۔ وہ سمبت ۱۷۶۲ مطابق ۱۷۰۶ء مین دس برس راج کرکے مرگیا کسی نے اُسکی وفات کی تاریخ مین ۱۱۱۷ھ ہجری اور کسی نے ۱۱۱۴ھ لکھے ہین۔ اسکے دو بیٹے تھے بڑا بجے سنگھ۔ چھوٹا جیمون بادشاہ نے بڑے بیٹے بجے سنگھ کو خطاب راجہ جے سنگھ کا عطا فرمایا جو راجہ جے سنگھ سوائی کے نام سے مشہور ہوا اور جیمون کو بجے سنگھ نام دیا بعض کتابون مین اسکا عرف جمن جی بتایا ہے۔

راجہ دھراج سوائی جے سنگھ دوم

یہ مہاراجہ جسکا اصلی نام بجے سنگھ تھا اور جو کچھ اوپر تاریخ مین راجہ مان سنگھ اور جے سنگھ اول کے بعد تیسرا نامور شخص ہے عالمگیر کے عہد مین سمبت ۱۷۵۶ مطابق ۱۷۰۰ء مین راج کا مالک ہوا جس کا مختصر ذکر آثر عالمگیری مین اس طرح لکھا ہے۔

رمضان ۱۱۱۱ھ ہجری (مطابق ۱۷۰۰ء) مین آنبیر کا زمیندار بجے سنگھ اپنے باپ کے مرنے سے راجہ مطاب پاکر جے سنگھ نام سے مشہور کیا گیا اور اُسکے چھوٹے بھائی کو بجے سنگھ نام دیا گیا۔ راجہ کو اسوقت ڈیڑھ ہزاری ذات

اور ایک ہزار سوار کا منصب عنایت ہوا۔

فالہ روشن راے سے منقول نسخے مین لکھا ہے کہ جے سنگھ دوم مسند پر بیٹھا تو اُسکے بھائی جیسون نے جسے بجے سنگھ عالمگیر نے نام دیا تھا حسد و بغض سے بہکا کہ عالمگیر کے پاس دکن مین جاکر مسلمان ہو جاے اور اپنی بہن شاہ بیگم نکاح مین دیدے چنانچہ اول اپنا معتمد بادشاہ کے پاس بھیجا پھر خود دکن کا عزم کیا جے سنگھ کو تشویش پیدا ہوئی اپنے صلاح کار شیرون سے مشورہ کیا تو پ سنگھ سردار پلیل کھیڑہ نے راجہ سے کہا کہ مین آپکے کام کی درستی کیلیے بادشاہ کے پاس جاتا ہون اگر بادشاہ نے میری عرض پر توجہ کی تو بہادر نہ راجپوتی جوہر دکھاؤنگا جیسون نے سمجھ لیا کہ بڑا سردار جاتا ہے میری بات سرسبز نہ ہوگی اور بادشاہ راجہ کا بھی پاس کرے گا اسواسطے ارادہ ملتوی کیا اور جو جاگیر اوملی اُسپر صبر کیا۔

راجہ کا عالمگیری خطاب ایسا چمکا کہ اصل نام سے زیادہ مشہور چلا آتا ہے۔

سنہ ۱۱۱۸ ہجری دسمبر ۱۷۰۶ مطابق سنہ ۱۸ جلوس عالمگیر کے پوتے بیدار بخت اور جملۃ الملک اسد خان کے ساتھ قلعہ کھیلنا کی تسخیر پر مامور ہوا تھا اور باوجود نوجوانی اور ناتجربہ کاری کے کہ اُس وقت تک حد بلوغ پر بھی نہ پہونچا تھا قلعہ کے فتح کرنے مین عمدہ کارگذاری دکھلاکر دوہزاری ذات و سوار کا منصب پایا تھا۔ راجہ جے سنگھ کا چھوٹا بھائی جو اپنے باپ کے مرنے کے بعد دربار عالمگیری سے خطاب بجے سنگھ سے موصوف ہوکر شاہزادۂ محمد معظم بہادر شاہ کے ساتھ صوبہ کابل مین متعین تھا اب شاہزادے کی رفاقت مین منصب سہ ہزاری پر سرفراز تھا۔

عالمگیر کے انتقال کے بعد محمد معظم بہادر شاہ نے تخت پر بیٹھکر اس سبب سے کہ اجیت سنگھ جودھپور والے نے شاہزادہ کی لڑائی کے وقت زبردستی جودھپور پر قبضہ کرلیا تھا اور راجہ جے سنگھ نے بدسلوکی شاہزادۂ اعظم شاہ کا ساتھ بہادر شاہ کے مقابلے مین دیا تھا سنہ ۱۷۰۷ء مطابق سنہ ۱۱۱۹ھ مین راجپوتانے پر چڑھائی کی اجمیر مین دونون راجے اُسکے پاس حاضر ہوگئے لیکن بادشاہی فوج نے آنبیر اور جودھپور کو دبالیا۔

دوسرے سال بہادر شاہ اپنے تیسرے بھائی کامبخش کے مقابلے کو دونون راجاؤن کے ساتھ جو دہلی مین اُسکے پاس حاضر تھے دکن کو روانہ ہوا تو راجہ جے سنگھ اور اجیت سنگھ اپنی ریاستین ضبط ہونے کے سبب مقام اجمین سے رات مین علیحدہ ہوکر صلاح و مشورے کے لیے مہاراناامرسنگھ کے پاس اودیپور پہنچے جانے کچھ عرصے کے بعد دونون راجاؤن نے فوج درست کرکے جودھپور کو لیا اجیت سنگھ نے جے سنگھ کو اپنی بیٹی بیاہنے کے بعد کچھ فوج ساتھ دیکر آنبیر پر قبضہ کرادیا۔

سنہ ۱۷۰۶ء مطابق سنہ ۱۱۱۸ھ مین بہادر شاہ دکن سے فارغ ہوکر پھر اجمیر آیا۔ اور ان دونون راجون کی تنبیہ کے واسطے فوجین مامور کین اسی اثنا مین پنجاب سے سکھون کے تاخت و تاراج کی خبر آئی اور بادشاہ کو وہان جانا ضرور معلوم ہوا ادھر راجپوتون نے بھی خان خانان معظم خان اور مہابت خان کے [illegible] اپنے عفو تقصیر کی خواستگاری کی اور جے سنگھ اور اجیت سنگھ بادشاہ کے پاس حاضر ہوئے بادشاہ نے مصلحت وقت کا

خیال کرکے محض زبانی وعدہ اطاعت پر سب کا قصور معاف کرکے راجاؤن کا قبضہ اُنکے علاقے پر بحال رکھکر
کے بعد دہلی کو چلا گیا جسدن بادشاہ نے اجیت سنگھ کی نسبت حکم دیا کہ اسکو بجاے راجہ کے مہاراجہ لکھا جایا کرے
اُسدن جے سنگھ نے جمدھر انگوٹھی اور گلاب پاش مرصع نذر کئے تھے اور خلعت خاص پایا تھا۔

سنہ ۱۷۱۸ء مطابق سنہ ۱۱۳۰ھ مین بہادر شاہ کے مرجانے سے بادشاہی انتظام وزیر اور سرداروں کی خودسری
اور نا اتفاقی سے روز بروز بگڑتا گیا جس سے راجپوتانے والونپر بھی وہان کا دباؤ کم ہوگیا۔ بہادر شاہ کا بڑا بیٹا
جہاندار شاہ گیارہ مہینے بادشاہ رہکر اپنے بھتیجے فرخ سیر سے شکست کھانے کے بعد مارا گیا فرخ سیر نے مسند نشین
سلطنت ہوکر سوائی جے سنگھ کو راجہ دھراج خطاب دیا لیکن یہ بادشاہ ایسا کمزور تھا کہ اُسکے وقت مین عبداللہ خان
قطب الملک وزیر اعظم اور اُسکے بھائی امیر الامرا حسین علی خان کا دور دورہ ہوگیا بادشاہ کی کوئی حقیقت نہ رہی یہی
دونون بھائی اُسکو بادشاہی پر پہونچانے والے تھے۔

فرخ سیر نے جے سنگھ کو خلعت شش پارچہ وجیغہ مرصع اور ایک ہاتھی اور دو گھوڑے عراقی و عربی اور مالا سے مرواید
قیمتی چالیس ہزار روپے کی اور نقد کئی لاکھ روپے دیکر اوائل ماہ شوال سنہ ۱۱۲۹ھ ہجری مین چورامن جاٹ کی
سرکوبی کے لیے بھیجا آٹھ مہینے تک طرفین سے لڑائی جاری رہی چورامن آخر کار تنگ ہوگیا تو اُسنے قطب الملک
عبداللہ خان سے اُسکے مدار المہام کے ذریعہ سے صلح کی سلسلہ جنبانی کی اور پیام دیا کہ پچاس لاکھ روپے قطب الملک
کو دونگا اور تیس لاکھ روپیہ بادشاہ کے حضور مین پیش کرونگا اگر سیری تقصیرات کو معاف کرادیا جاے عبداللہ خان
نے یہ بات منظور کرکے بادشاہ سے عرض کیا کہ اس مہم کو آٹھ ماہ کا عرصہ گذر چکا اور ابھی تک چورامن مغلوب نہوا
خدا جانے معاملہ کہانتک طول کھینچے چالیس لاکھ روپیہ اس مہم کے سرانجام کے لیے راجہ جے سنگھ کو دیا گیا ہے
اور پچاس ہزار روپیہ ماہانہ سنجر خان اور شمشیر خان کو راستے کی حفاظت کے لیے دیا جاتا ہے راجہ کو جو کچھ روپیہ
دیا گیا تھا وہ سب خرچ ہوچکا ہے اور دوسرے روپے کی ضرورت ہے۔ چورامن کے وکلا آئے ہین اُسکی جانب
سے پیغام اطاعت لائے ہین اگر قصور اُسکا معاف ہوجاے تو اپنے بیٹے اور بھائی بھتیجے کے ساتھ حاضر حضور ہو اور
تیس لاکھ روپے پیش کش کے طور پر نذر کرنے کو کہتا ہے بادشاہ نے عبداللہ خانکی سفارش منظور کرلی۔ وزیر نے اسکے
بعد راجہ جے سنگھ کو اپنی مہر سے ایک خط لکھا کہ تم چوچورامن کی تنبیہ کو بھیجے گئے اسکی تخریب و بربادی مین کتنے پوری
کوشش کی جسکا حال معلوم ہونے پر بادشاہ کے حضور مین بالتفصیل عرض کیا گیا اور صبی تمنے جانفشانی کی ہے
اور چورامن کو عاجز کیا یہ کام تمھارا ہی تھا اب اُس مفسد نے عجز و الحاح کے ساتھ تقصیرات کی معافی چاہی ہے اور
عفو تقصیرات اور حفظ جان و مال کا خواستگار ہوا ہے اسلیئے پنجہ وقول اُسکے پاس بھیجدیا گیا ہے تم کو چاہیے کہ خود بھی
اسکی نسلی وولاسا کرکے حضور مین روانہ کرو اگرچہ اُسکی تقصیرات ایسی عنایات کی مقتضی نہ تھین لیکن چونکہ حضور والا
سے کہ سراپا احسان و کرم ہین زمان جان چاہی اور سایہ عالی مین پناہ لی اسلیے اُسکی تقصیرات معاف کی گئین
اور قول و پنجہ اُسکو دیا گیا اسلیئے تم اُسکے حال سے اب مزاحمت نہ کیجیو اور اُسکی تنبیہ و تادیب کی کارروائی کو

موقوف کردیکو جب بادشاہ کی طرف سے معافی کا زمان جلد شان کی مہر سے راجہ جے سنگھ کے پاس پہونچا تو اُسنے تعمیل کی اور اپنے آدمی مہر چون سے واپس بلائے اور راجہ مع فوج کے دہلی کو چلا گیا بادشاہ کے حکم سے عصمت الدولہ خان دوران خان جیہ سنگ استقبال کرکے بادشاہ کے حضور مین لے گیا جے سنگھ نے ہزار اشرفی نذر دکھائی خلعت شش پارچہ اور ایک ہاتھی اور ایک گھوڑے اور کنٹھی اور سرپیچ مرصع سے سرفراز ہوا یہ بیان فرخ سیر کی فارسی کی تاریخ مین مندرج ہے سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ چونکہ چورامن کا پیام و سلام جے سنگھ سے بالا بالا ہوا تھا اسلئے اسنکا اعتبار عامہ قبول ہوگئی جے سنگھ کو بہت رنج ہوا اور غمزدہ بادشاہ کے حضور مین آیا بادشاہ بھی اس کارروائی سے آزردہ خاطر ہوا۔ شاید یہی وجہ ہے کہ پھر آگے کو اُسنے سلطنت کے مقابلے مین بھرت پور والو کی ترقی مین زیادہ کوشش کی چنانچہ لالہ روشن رائے سے منقول شدہ تاریخ جے پور مین لکھا ہے کہ خاندان سورج مل جاٹ کی ترقی کا باعث جے سنگھ تھا خود جے سنگھ نے دوبارہ ڈیگ مین جو بھرت پور کی قلعہ اور ڈیگ کے قلعہ کی تیاری کا اُسکو مشورہ دیا اور جاٹ لوگ جتنی ہنگامہ آرائی اور فتنہ و فساد کرتے اور جے سنگھ کو اونکے تدارک کے لیے حکم ہوتا راجہ عذر لکھ بھیجتا اور جاٹو نکے تدارک پر متوجہ نہ ہوتا لیکن اس مین کلام ہے کیونکہ جاٹون کا طاقت پانا اُسکے ملک کے لیے مضر تھا قطب الملک عبد اللہ خان فرخ سیر بادشاہ کے پاس دہلی مین موجود تھا اور اُسکا بھائی حسین علیخان انتظام کے لیے دکن کو گیا ہوا تھا کیہان قطب الملک سے بادشاہ کا بگاڑ ہوگیا حسین علیخان اپنے بھائی کے لکھنے سے دہلی کی طرف چلا اور یہ بات برملا ہوگئی کہ امیر الامرا کے آتے ہی بادشاہ کی خیر نہین راجہ جے سنگھ بادشاہ کے پاس موجود تھا اُسنے کہا کہ اب بھی موقع ہے کچھ کرلے ورنہ امیر الامرا کے پہونچ جانے کے بعد کوئی تدبیر کارگر نہ ہوگی مگر کم ہمت بادشاہ سے کچھ نہین ہوا یہانتک کہ امیر الامرا نے دہلی کے قریب پہونچکر شہر سے دو تین کوس پر ڈیرے ڈالے بادشاہ سادہ لوح باوجودیکہ دیکھتا تھا کہ مخالفت کا فقارہ اور صدم اطاعت کا دہل بے باکانہ کیسا دھوان دھون بج رہا ہے مگر وہ ہوش مین نہ آیا کبھی غضب مین آکر آستین چڑھاتا دونون بھائیون کو زجر و تہدید کرتا کبھی آشتی پر وہ اتفاق کرتا برابر دھرا جے سنگھ جو کہ لڑنے کے واسطے سرکشون کی گوشمالی کے لیے کربستہ ہوکر مصلحت بتاتا تو اس سے فائدہ نہ ہوتا امیر الامرا کے آنے پر چار پانچ روز گذر گئے جو اُسکے بھائی سید عبد اللہ نے اپنے بھائی کی زبانی بادشاہ سے بیان کیا کہ اگر بادشاہ راجہ جے سنگھ برہم کار کو وطن کو رخصت کرے اور تو بخانے کی خدمات اور دیوان خاص کی اور خواصون کی داروغگی ہمارے متوسلون کو عنایت فرماتے اور قلعہ مین ہمارا بندوبست ہونے دے تو بلا دقت امیر الامرا آکر ملازمت کرے گا غرضکہ اُس کی بات منظور کرلی اور جے سنگھ کو خلعت و سرپیچ مرصع اُس کے مکان پر رخصتانہ کے طور پر بھیجدیا اور بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے خفقہ لکھا۔

امارت و ایالت پناہا وقت کی بعض مصلحت اس بات کی مقتضی ہے کہ وہ امدت مرتبت کل کو کہ نیک ساعت ہے اپنے وطن کو روانہ ہو جائین تاکہ اپنے محالات کے انتظام مین مشغول ہون ما بدولت نے تمکو رخصت وطن کی دی ہے خلعت خاصہ اور سرپیچ مرصع رخصت کے لیے تمکو بھیجا جاتا ہے اب انتظار رخصت حضور ہرگز نہ کرین کل ضرور روانہ

ہو جائین گو راجہ نے مبالغے کے ساتھ عرض کرایا کہ دشمنو نکے قول پر اسقدر اعتماد نہ کرنا چاہئے محض دھوکا و فریب ہے مصلحت یہین ہے کہ فدوی یہان سے جاے اور حضور کو دشمنون مین چھوڑ دے بلکہ اصلاح دولت یہ ہے کہ حضور قلعہ سے باہر تشریف لے آئین اور خیمون مین ٹھہر جائین جان نثار رکاب سعادت مین حاضر ہے کسی کو مجال و طاقت نہین کہ دم مار سکے بادشاہ نے اُسکی عرض پر کان نہ دھرا مجبوراً سے سنگھ سوم ماہ ربیع الاول ۱۱۳۱ھ ہجری کو علی الصباح اپنے وطن آنبیر کو روانہ ہوا اور ادھر فرخ سیر ان دونون بھائیون کے ہاتھ سے قتل ہوا وہ دونون بھائیون کو جے سنگھ سے دلی عداوت پیدا ہو گئی کیونکہ اُسنے فرخ سیر کی مادہ کرنا چاہا تھا کہ وہ ان سیدون کا استیصال کرے پس فرخ سیر کے مارے جانے اور رفیع الدرجات کے مسند نشین ہونے کے بعد یہ دونون بھائی بادشاہ کو ساتھ لیکر اگرہ سے راجہ جے سنگھ کی مہم کے لیے روانہ ہوئے اور فتح پور سیکری مین ایک ماہ تک مقیم رہے اور اب ارادہ کیا کہ اجمیر جاکر حضرت خواجہ صاحب کی زیارت سے مشرف ہون اگر وہان راجہ جے سنگھ سوائی بادشاہ کے سلام کو حاضر ہوا تو خیر ورنہ اُسکو سزا دین مہاراجہ اجیت سنگھ راٹھوڑ بادشاہ کے ساتھ تھا اور وہ اپنے وطن کو رخصت ملنے کے لیے بہانے ڈھونڈھتا تھا اُسنے کہا اگر مجھکو رخصت کردین تو راجہ جے سنگھ کو مطیع و منقاد کرون چونکہ راجپوتونکے فتنہ و فساد کا دفع کرنا مقصود تھا اُسکو صوبہ داری اجمیر آبا دیکر خلعت اور ہاتھی اور گھوڑا بادشاہ سے دلوا کر رخصت کیا مگر سیدسیکری سے بادشاہ کو پیچھے ہوئے آگرے واپس آگئے اور اسی عرصے مین بادشاہ کا انتقال ہو گیا جیسا کہ تاریخ فرخ سیر مین مرقوم ہے مجمع الملوک سے معلوم ہوتا ہے کہ نیکو سیر نے جو بغاوت کرکے اکبرآباد عرف آگرہ مین قدم جمایا تھا اسکی اعانت کے لیے جے سنگھ بھی اکبرآباد پہونچا یہ واقعہ رفیع الدولہ ملقب بہ شاہجہان ثانی کی تخت نشینی کے بعد کا ہے امیرالامرا حسین علی خان بخشی لشکر لیکر مدارک کو روانہ ہوا اُسکے ہراول مین حیدر قلی خان تھا جسنے اول سے پہونچکر اکبرآباد کا محاصرہ کر لیا اور قطب الملک بادشاہ کو ساتھ لیے ہوئے آپہونچا قلعہ کی طرف توپون کا منھ کرکے اسنے گولے مارے کہ عمارتین خراب ہو گئین آخر کار جے سنگھ نے وکالا بھیجکر قطب الملک سے عفو قصور کرایا اور نیکو سیر کی جایداد سے دست کشی کی اور اعانت افسدین کی حقیقت یون لکھی ہے کہ فرخ سیر کے بعد صفی خان رضوی صوبہ دار اکبرآباد نے اس خیال سے کہ شاید زمانہ ہمکی موافقت کرے نیکو سیر پسر سلطان اکبر بن عالمگیر کو اکبرآباد مین تخت پر بٹھا دیا اور اعانت کے لیے نظام الملک اور راجہ جے سنگھ کو خط لکھے امیرالامرا اور قطب الملک کے کانون مین یہ خبر پہونچی تو دونون نے شاہجہان آباد سے اکبرآباد کی طرف ارادہ کیا لیکن اس ضمن مین رفیع الدرجات کی وفات کا واقعہ پیش آگیا بعد تخت نشینی رفیع الدولہ کے اُس طرف فوج ہوا جب محمد شاہ کے عہد مین دونون بھائیون کی ترکی تمام ہوئی راجہ جے سنگھ حسب الطلب دربار مین حاضر ہوا بادشاہ نے بہت اعزاز و اکرام کیا اور اُسنے اپنے رسوخ سے محصول جزیہ کو معاف کرایا ایک کتاب مین لکھا ہے کہ راجہ جے سنگھ و گوپی ناتھ نے اس بات پر نظر کرکے کہ افواج کی آمد و رفت اور گرانی سے اکثر برگنون کے باشندے بڑے پریشان حال ہو رہے ہین محمد شاہ سے عرض کیا کہ جبتک رعایا بحال ہو اور ملک کا بندوبست ہو جزیہ معاف

کردیا جاے بادشاہ نے معاف کردیا مگر یہ بات درست نہین معلوم ہوتی اسلیے کہ اجیت سنگھ والی جودھپور نے سادات بارہہ کو قتل کرکے اپنے داماد فرخ سیر کو معزول و نابینا کرایا اور ابوالبرکات رفیع الدرجات کو اسکی جگہ تخت نشین کردیا تو پہلے ہی دن کے دربار مین اسکی درخواست پر جزیے کی معافی کا حکم دیا جسکی بابت کل ہندوون نے مارواڑ کے مالک کا احسان مانا اور راجہ جے سنگھ تو اسوقت معتوب تھا اور نہ ابھی محمد شاہ تخت پر بیٹھا۔

آرون صاحب کی تاریخ فرخ آباد کے ترجمے مین لکھا ہے کہ صمصام الدولہ نے ۱۱۳۵ ہجری مین صوبہ آگرہ جے سنگھ سوائی کو دلوادیا کچھ دنون کے بعد جے سنگھ چورامن جاٹ کی سرکوبی کو روانہ کیا گیا کیونکہ اُسنے عبداللہ خان کے دیوان کی مدد کی تھی بدن سنگھ برادر زادہ چورامن سے سنگھ کا مددگار ہوگیا راجہ نے غنیم کو تدبیر و شمشیر کے زور سے سیدھا کیا اور ۹ صفر ۱۱۳۵ ہجری مطابق ۸ نومبر ۱۷۲۲ع کو تھون کا قلعہ فتح کرلیا اور جاٹون کی روز افزون طاقت کو جو خصوص آنبیر کے حق مین مضر تھی پست کیا۔ ۱۱۴۵ ہجری مین راجہ جے سنگھ صوبۂ مالوہ کی حکومت پر ممتاز ہوا جب مرہٹون نے مالوے مین لوٹ کھسوٹ مچائی تو راجہ نے اپنے دوست نواب محمد خان والی فرخ آباد سے مدد چاہی اُسکا حال شکستہ ہو رہا تھا اُسنے جواب مین لکھا کہ آپکے پاس علاوہ اپنے موروثی وطن کی ریاست کے جسکی آمدنی ایک صوبے کی آمدنی کی برابر ہے ایک ثلث صوبہ مالوہ اور ایک چہارم صوبۂ دہلی اور نظامت اکبرآباد کی ہے مرہٹے اسوقت راجپوتونکے ساتھ موافقت ظاہر کرتے ہین لیکن یہ صرف اُنکی فیلسوفی ہے خدا جانے وہ کہانتک کی خبر لینگے ایک ہندوستان مین کیا وہ تمام بنگالے مین پھیلے ہوئے ہین اس امر کا غالباً آپکو یقین واثق ہوگا کہ جب کبھی اُنھون نے کمین محفوظ مقام پالیا تو وہ آپکو بھی گدی سے اُتار دینگے اور جن مقامات کی وہ حفاظت کا اقرار کرتے ہین انھین پر قبضہ کرنے کا قصد کرینگے۔ اسکے بعد راجہ نے بہت اصرار سے محمد خان کو بلا یا زر نقد بطور امداد کے بھیجا، رمضان ۱۱۴۳ھ کو محمد خان نے مع اپنی فوج کے کوچ کیا لیکن اس عرصے مین مرہٹون کا مالوے مین ایسا قدم جم چکا تھا کہ اُنکا نکالنا مشکل ہوگیا آخر کار بہت سے پیغام و سلام اور خط و کتابت کے بعد اُسپر تصفیہ ہوا کہ باجی راؤ بادشاہ کی اطاعت قبول کرے اور بادشاہ کی طرف سے صوبہ مالوہ کی حکومت اسکو عطا کی جاے چنانچہ اس قرارداد کے بموجب ۸ ربیع الاول ۱۱۴۹ھ ہجری کو راجہ نے صوبۂ مالوہ کی حکومت کا چارج باجی راؤ کو دیدیا اور وہان سے رخصت ہوکر اپنے وطن جاپہونچا مورخ کہتے ہین کہ اس کا باعث صرف دونون کی ہم مذہبی تھی مگر غالباً باعث ترغیب اسکے سوا کچھ اور بھی ہوگا اس فعل کی نسبت خود اُسی کے ہم وطن کہتے ہین کہ جے سنگھ نے دکھنیون کو ہندوستان کی کنجی سپرد کردی لارڈ روش رائے والے نسخے مین مذکور ہے کہ محمد شاہ کے عہد مین صوبہ اجین و صوبہ آگرہ اُس سے متعلق تھے امراے بادشاہ کو یہ بات ناگوار تھی جے سنگھ بھی امرا کی ان باتون سے ناخوش تھا مخفی باجی راؤ سے سازش کرکے اسکو بلالیا اور مرہٹون نے صوبہ اجین کو جے سنگھ سے چوتھ کے عوض لے لیا ۱۷۳۹ع مین نادر شاہ حملہ آور ہوا جے سنگھ بنظر حفظ فوائد خود اس لڑائی سے کنارہ کش رہا لیکن صحیح یہ ہے کہ اس محاربے مین جے سنگھ نے اپنی طرف سے کرپارام کو سات ہزار سوار کے ساتھ مدد کو بھیجا کرپارام ہمیشہ محمد شاہ کے ساتھ رہتا تھا۔

جے سنگھ کے سوتیلے بھائی بجے سنگھ کو اُسکی مان نے جان کا خطرہ سمجھ کر اپنے میکے کچھی واڑہ مین بھیجدیا تھا جب وہ جوان ہوا تو دربار مین بھیجا گیا بدرلیہ تحفہ تحائف خصوص زیور و جواہرات کے جو اُسکی مان نے دئے تھے اُس نے قمرالدین خان وزیر سے موافقت پیدا کی اول تو اُسنے صرف بگنہ لسوہ کہ راج جے پور کے بہترین پرگنات مین سے ہے لینا چاہا تھا مگر جب یہ جے سنگھ نے دینا منظور کیا تو اپنی مان کی تحریک سے اُسنے اور بھی پانوں پھیلائے اور ریاست حاصل کرنے کی غرض سے پانچ کروڑ روپیہ اور پانچہزار سوار کی نوکری دینا منظور کیا بادشاہ نے ضمانت مانگی تو وزیر خود ضامن ہوگیا اُسکو آنیر مٹنے اور جے سنگھ کے بیدخل ہونے کی سند تیار ہوتی تھی کہ خان دوران خان نے جو جے سنگھ کا پگڑی بدل بھائی تھا کرپارام وکیل جیپور حاضر باش دربار کو اِس حال سے مطلع کیا اُسنے جے سنگھ کو اطلاع دی خط کے پہنچتے ہی جیپور مین غور ہوگیا اور ہر ایک کو جے سنگھ کی بیدخلی صریح نظر آنے لگی کیونکہ قمرالدین خان با اختیار مطلق تھا جے سنگھ نے خط معتمد ناظر کو حوالے کیا اُسنے کہا کہ اس معاملے مین زور کر نہین سکتے دولت سے کاربرآری غیر ممکن ہے پس فقط فریب سے عقدہ کشائی ہوسکتی ہے۔ حسب صلاح ناظر سرداروں سے مشورہ کیا موہن سنگھ ناتھاوت جاگیردار چومون کہ رئیس کامور وٹی سپہ سالار اور آنیر کا بیٹیل تھا اور دیپ سنگھ کھو بہانی جاگیردار بانس کھوہ اور زور آور سنگھ شیوبرن پوتہ اور ہمت سنگھ نروکا اور کشل سنگھ بھلاے والا اور بھوج راج موج آبادوالا اور فتح سنگھ مادلی والا یہ سب سردار جمع ہوئے اُن سے کہا کہ تنے مجھکو آنیر کی گدی پر بٹھایا ہے میرے بھائی کو جو لسوہ لینے پر رضامند ہے تو اب قمرالدین خان وزیر زبردستی آنیر دیتا ہے اُنھون نے کہا کہ آپ اطمینان رکھین بشرطیکہ آپ اپنے بھائی کو لسوہ دیدین ہم امکان بندوبست کردینگے راجہ نے اُسیوقت لسوے کا پٹہ لکھوا کر اور سب طرح مرتب کرکے سرداروں کو سپرد کیا اور اپنی طرف سے اُنکو مختار کیا آنیر کے بچن یعنی سرداروں نے بجے سنگھ کے پاس اپنے وکیل بھیجے اُسنے جو ابدیا کہ مجھکو بھائی کا اعتبار نہین ہے اسپر اُنھون نے اپنے اور بچھوا ہونکی بارہ کوٹھری کی سپتارامی یعنی کفالت دی اور کہلا بھیجا کہ اگر جے سنگھ اپنے قول پر ثابت قدم نرہے گا تو ہم تمھاری طرف ہونگے اور خود تنکو آنیر کی گدی پر بٹھا دینگے اُسنے اونکی تاشی اور لسوے کا عطیہ منظور کیا مگر جب قمرالدین خان سے یہ حال کہا گیا اُسکی تسلی نہ ہوئی آخر الامر وزیر نے خان دوران خان اور کرپارام کو متعین کیا کہ اُسکو لسوہ پر قابض کرا آوین سرداروں نے اس غرض سے کہ دونون بھائیون مین سلوک ہوجاے بجے سنگھ کو ملاقات پر آمادہ کیا مگر اُسنے آنیر جانے سے انکار کیا اسواسطے ملاقات کے واسطے چومون کا مقام مقرر ہوا اور اخیر مین سانگانیر کہ جیپور سے چھ میل جنوب مغرب مین ہے قرار پایا۔ بجے سنگھ نے وہان ڈیرا کیا جب جے سنگھ بھائی سے ملاقات کرنے کے واسطے چلنے لگا ناظر ماجی کی طرف سے پیغام لایا کہ دونون لاجی کی ملاقات اور راضی نامہ مین بھی اپنی آنکھ سے دیکھون تو کیا ہرج ہے راجہ نے سردارون سے پوچھا اُنھون نے کہا کچھ ہرج نہین ہے۔ ناظر نے زنانہ سواری کے واسطے چھاڈول اور تین سو رتھ تیار کئے مگر بجاے ماجی کے سواری کے چھاڈول مین اگرسین بھائی بیٹھا اور ایک ایک رتھ مین دو دو صلاح پوش سوار ہوئے اس دغا سے راجہ اور ناظر کے سوا کوئی آگاہ نہ تھا شہر سے سواری روانہ ہوئی جو لوگ ملے اُنکو اس رفع نزاع کی خوشی مین فرضی ماجی کے ہمراہی زرکثیر بخشتے چلے گئے۔ سانگانیر مین سواری پہونچی

دونون بھائی ملاقی ہوئے جے سنگھ نے بسوے کا پٹہ دیکر براہ محبت کہا کہ اگر تمکو آمیر لینی ہو تو مین اسکو چھوڑ دونگا اور بسوے پر قناعت کرونگا بجے سنگھ نے فرط شقاوت سے مغلوب ہو کر جواب دیا کہ میری مراد پوری ہوئی اہتمام ملاقات کے وقت ناظر ماجی کی طرف سے پیغام لایا کہ اگر سردار علیحدہ ہو جاوین تو مین وہان آکر اپنے بچون کو دیکھون ورنہ وہ دونون میرے پاس آجاوین بجے سنگھ نے سرداردن سے پوچھا کہ جیسا تم کہو ویسا کیا جاوے سردارون نے صلاح دی کہ ماجی سے ملنے جاکر ماجی سے ملنے جانے کے اندر کے دروازے پر پہونچکر بجے سنگھ نے اپنی تلوار مرسے کھولکر ناظر کو سپرد کردی اور کہا کہ یہان اسکی کیا ضرورت ہے بجے سنگھ نے بھی اس نظر سے کہ میری طرف سے اعتبارین کوتاہی نہو اسیطرح تلوار کھولکر دیدی ناظر نے دروازہ بند کیا اور امد قدم رکھتے ہی بجے سنگھ ماجی کی ہیبت سے آغوش کے بھالی کے فولادی پنجے مین گرفتار ہوگیا اُسنے فوراً ہاتھ پاؤن باندھکر اور ہاتھ دل مین رکھکر فرضی زنانہ سواری کو روانہ کیا ایک گھنٹے کے بعد بجے سنگھ کے پاس خبر پہونچی کہ قیدی بحفاظت تمام پہونچکر محل مین قید کردیا گیا ہے تب وہ اپنے سردارون کے پاس آیا اُنھون نے دیکھا کہ صرف راجہ مع چند آدمیون کے آتا ہے ایک دوسرے کی طرف تکنے لگے اور پوچھا بجے سنگھ کیا ہوا راجہ نے جواب دیا میرے پیٹ مین ہے ہم دونون بشن سنگھ کے بیٹے ہین ہم مین بڑا ہوں اگر تمھاری یہ خواہش ہے کہ وہ راج کرے تو مجھکو مار ڈالو اور اُسکو نکال لو مین نے تو تمھارے واسطے اپنا ایمان کھویا ہے اگر بجے سنگھ حسب ارادہ اپنے ہمارے اور تمھارے دشمنون کو لے آتا تو تم ضرور مارے جاتے یہ سنکر سردار حیرت مین آگئے اور خاموش محل سے نکل گئے چھ ہزار سوار شاہی جو بجے سنگھ کی حفاظت کے لیے متعین ہوئے تھے باہر کھڑے تھے اُنھون نے پوچھا کہ بجے سنگھ کہان ہے جے سنگھ نے جواب دیا تمھین کچھ کام نہین ہے یا تو چلے جاؤ ورنہ تمھارے گھوڑے مانگ لے جائینگے اُنکو بجز اسکے کہ چلے جائین کچھ چارہ نہ ہوا مجبور چلے گئے اور اسطرح بجے سنگھ فرالدین خان کی صلاح سے نانکر ایک ایمان فراموش بھائی کے ہاتھ مین جان پھنسائی ۔ بجے سنگھ کی موت و زندگی کا پتہ نہ لگا

نانکا کا بیان ہے کہ بجے سنگھ کے عیبون مین سے ایک شراب خواری تھی یہانتک کہ ایک دفعہ نشے کی حالت مین بیکا نیر افتخار سنگھ راجہ بیکانیر کی تحریک سے ابھے سنگھ والی مارواڑ سے نااتفاقی پیدا کرکے اور جودھپور پر فوج کشی کرکے شکست فاش کھائی ۔

لیکن لالہ روشن رائے کے نسخے سے اسکا فتحیاب ہونا پایا جاتا ہے اور لڑائی کی تفصیل اُسمین یون دی ہے کہ ابھے سنگھ کا بیاہ جے سنگھ کی بیٹی کے ساتھ ہوا تھا ابھے سنگھ اس رانی کی قدر و منزلت کم کرنا تھا رانی نے اپنے باپ اس پر تاؤ کی شکایت لکھی جے سنگھ نے معتمدون کو بھیجکر فہمائش کرائی ابھے سنگھ نے نہ مانا اسلیے جے سنگھ نے جودھپور پر لشکر کشی کی ابھے سنگھ نے بھی مقابلے کو سپاہ جمع کی اور اپنے بھائی بخت سنگھ ناگور کے مہاراج کو لکھا کہ اسوقت مین میری مدد کرنی چاہئے بخت سنگھ بھائی کا شریک ہوگیا اور جودھپور کے پاس ہزار سوار ساتھ لیکر اور شہر سے دو کوس نکلکر جے سنگھ کا مقابلہ ہوا اور گھوڑے پر سوار ہو کر جے سنگھ کی فوج مین سے ہوکر ایک سرے سے دوسرے سرے تک نکل گیا جے سنگھ نے اپنے لشکر یون کو تاکید کردی تھی کہ بخت سنگھ ہلاک نہ ہوجاے اور جو اسکے گھوڑے سنگھ

کے ساتھ صرف پانسو سوار رہ گئے اور باقی مارے گئے یا بھاگ گئے راجہ جے سنگھ کو فتح حاصل ہوئی اب سنگھ مغلوب ہوکر مدارات سے پیش آیا اسلئے جے سنگھ جیپور کو لوٹ گیا کیونکہ اسکا ارادہ اس سے زیادہ نہ تھا۔

کہتے ہین کہ عالمگیر نے اسکو سوائی کا خطاب دیا تھا جسکا یہ مطلب ہے کہ راول جے سنگھ سے سوا یعنی کچھ زیادہ ہے لیکن یاد رہے کہ عالمگیر بہت بڑے تدبر اور دل و دماغ کا شہنشاہ تھا وہ ایسے خطاب دیتا یہ محل تعجب ہے ایسے الفاظ تو محمد شاہ کے منہ سے موزون معلوم ہوتے ہین اس جے سنگھ نے کون سے ایسے کام عالمگیر کے سامنے کئے تھے کہ وہ اسکو جے سنگھ اول سے سوا یا سمجھتا عالمگیر نے تو منصب دوہزاری ذات دوہزار سوار سے بھی زیادہ نہ کیا۔

جے سنگھ نے سنہ ۱۷۸۴ء مطابق سنہ ۱۱۹۸ھ مین اپنے نام پر عمدہ شہر جیپور بساکر اسکو آنبیر کے عوض راجدھانی قرار دیا راجور کا علاقہ جو الور کی طرف ہے بڑگوجر راجپوتون سے چھین لیا۔ شیخاوائی کے سردار جو بادشاہی نوکری خود مختار راجاؤن کی طرح دیا کرتے تھے آپس کے جھگڑون سے جے سنگھ کے خراج گذار بنگئے۔

جے سنگھ کو منظور خاطر یہ تھا کہ چھوٹے راجون کو ماتحت حکومت کرے اور جس کام کی انجام دہی کا صوبہ دار مالوہ و اجمیر و اگرہ ہوجانے سے اُسکو قابو تھا سلطنت مغلیہ کے فتنہ و فساد مین اُسنے بہت عقل مندی سے اپنا مطلب حاصل کیا اور فرخ سیر کے اخراج پر اسکو امید ہوئی کہ اب میری تدبیر و لگا کھل ملیگا۔ اُسنے اپنے ملک مین آکر اضلاع واقع حدود پر جو اُسکی رسائی کے اندر تھے قبضہ کرنا چاہا مگر جو ئیں اُسکے تحت مین بطور حکام فوج شاہی نوکری کرتے تھے انکو بھی اپنا مطیع کرنے کا ارادہ کیا اس زمانے مین حدود آمیر کے اندر اکثر اطاعت گزین سردار تھے مثلاً لال سوٹ (بلوا و مہول) و گدہ و نہر اندہ بیلے معروف) کے بچھواہ چوہان کہ نہ جے پور مین نوکری کرتے تھے اور نہ کچھ خراج دیتے تھے مگر بطور امرائے سلطنت آمیر کے جھنڈے کے ساتھ اپنی اپنی فوج سے بادشاہ کی نوکری کرتے تھے تا بھیکے کچھواہون مین سے شیخاوت بھی والی آمیر کو اپنا سرپرست نہین سمجھتے تھے۔

راجور کے بڑگوجر اور ریانہ کے جادون (بلوا و مہول و نون عنہ) اور چند دیگر خاندانون کا یہی حال تھا سلطنت کے زوال پر انکو اتنی طاقت نہ تھی کہ اپنی حفاظت کرسکین اسواسطے اُنھون نے بطور جاگیرداران تخت آمیر اپنی اپنی فوج سے نوکری کرنا اور ریاستون پر قابض رہنا منظور کیا لیکن اُنکے ساتھ مین ہاڑونکو بھی جے سنگھ نے اپنا مطیع کرنا چاہا یہ اُسکی کمال نادانی اور سینہ زوری تھی لیکن جے سنگھ کو بہت نقصان اور ٹھاکر بوندی پر کامیابی حاصل ہوئی اور بعد اسنے اپنے بہنوئی راؤ بدھ سنگھ کو نکالنے مین کامیاب ہوگیا اور اُسکے سرداران ماتحت مین سے والی اندرگڑھ کو مستقل کرنا چاہا مگر دیوسنگھ نے براہ نمک حلالی اس عطیے کو منظور نہ کیا تب اُسنے سردار کرورُ سے وہی سوال کیا وہ طمع سے باز نہ رہسکا اسکی بے وفائی مین دو طرح کی بے ایمانی ہوئی کیونکہ ماتحت سردار ہونے کے علاوہ وہ قلعہ تارا گڑھ واقع بالائے شہر بوندہ کا معتمد افسر تھا۔

پھر جو دھپور والون کی طرح جنھون نے سلطنت کی ابتری سے گجرات کا کسی قدر علاقہ مارواڑ مین شامل کیا آگرہ اور دہلی کے سرحدی گانون دبالیے اگر میواڑ کی قدیم

ریاست اور مارواڑ کے زبردست مہاراجہ اجیت سنگھ اور انبھے سنگھ اُس وقت موجود نہ ہوتے تو سوائی جے سنگھ ہاڑوتی یعنی کوٹہ و بوندی کی طرح جہان کئی بار اُس نے دباؤ ڈالا تھا تمام راجپوتانے کو اپنے تحت مین لانے کی کوشش کرتا اسی خیال سے اُس نے خود کو سب راجاؤن سے بڑا جتانے کے لیے قدیم دستور کے موافق اشومیدھ جگ (پرستش قربانی اسپ) کی نظر سے ایک گھوڑا خاص شہر مین پھرواکر (ایک ماتحت ٹھاکر کے لڑکر مارے جانے کے بعد جس نے گھوڑے کو پکڑ لیا) اپنا دل خوش کیا۔

سوائی جے سنگھ اُس اتفاق مین بھی شریک تھا جو مغلون کے بر خلاف اودے پور، جے پور اور جودھ پور والون مین اس مطلب سے ہوا تھا کہ راٹھوڑ اور کچھواہے دہلی والون کو بیٹیان دینا چھوڑ کر میواڑ سے رشتہ داری کرین تو وہان کی لڑکی سے جو بیٹا پیدا ہووہ بغیر لحاظ عمر کے راج کا وارث مانا جائے گا اسی بنا پر سوائی جے سنگھ کی شادی اودے پور مین ہوئی جس سے مادھو سنگھ پیدا ہوا۔ لیکن اُس نے اس تہد کے خلاف انصاف و مصلحت ہونے سے آگاہ اور اپنے فعل سے پشیمان ہوکر اُس کے نتائج بد کے انسداد کی تدبیر کی یعنی ایشری سنگھ پسر کلان کی شادی دختر ناگیر وارسلونبر کے ساتھ کردی وہ آج اودے پور کا زبردست سردار اور وہان کی فوج کا موروثی سپہ سالار تھا اور مادھو سنگھ کو چار پرگنے ٹونک۔ رامپورہ بھاگی اور مالپورہ دیکر علیحدہ جائداد مقرر کردی بلکہ بعوض پرگنات رام پورہ و بھان پورہ کہ اس کو راج اودے پور سے ملے تھے بجمیعت ایک ہزار سوار اور دو ہزار پیادون کے اُس راج مین بطور جاگیردار نوکری کرنے کی اجازت دی تھی۔

سوائی جے سنگھ علم نجوم سے دلچسپی رکھتا تھا بدھیادھر متوطن بنگالہ سے تحقیقات نجوم مین اُس کو مشورہ تھا جس کی تجویز سے شہر جے پور آباد ہوا ہے اور وہ جین مذہب رکھتا تھا اسی وجہ سے راجہ جینیون سے بہت اُنس رکھتا تھا محمد شاہ نے پنچانگ نجوم کی اصلاح کا کام جے سنگھ کو تفویض کیا تھا ابتدا مین اُسنے الغ بیگ سمرقند کے آلات کا استعمال کیا تھا مگر اُن سے اُس کی کاربرآری نہ ہوسکی۔ مختلف مقامات کے مناظرون سے سات برس مین اُس نے نقشہ حرکات اجرام فلکی مرتب کرایا اور اُس کا زیج محمد شاہی نام رکھا اُس کے ذریعہ سے اب تک نجوم کے کل حساب اور

خرچ ہوا تھا ہے مرزا خیر اللہ بیگ کے ذریعے سے جو علوم ریاضی مین بے نظیر عالم تھا مقامات اجین سے جے پور اور دہلی مین مین لاکھ روپے کے صرف سے اجرام فلکی کے مشاہدے کے واسطے رصدگاہین بنوا کر انکو زیج محمد شاہی کے نام سے موسوم کیا لیکن چونکہ عمل رصدی کی تکمیل کے واسطے تیس برس کی مدت کی جو کہ مدت تمام دورۂ زحل کی ہے ضرورت تھی اور جے سنگھ قبل اختتام اس مدت کے انتقال کر گیا لہذا یہ عظیم الشان علمی کام ناتمام رہا اور آئندہ پھر کسی نے اسکی طرف توجہ نہ کی اجین وغیرہ مین ان رصدگاہون کی عمارت کے نشانات ابتک موجود ہین پرتگال کے ڈیلالیر صاحب کے نقشے مین بدھیادھر کی تقویم دے جے سنگھ نے نصف درجے کی غلمی چاند کی گردش مین اور اس سے کم دوسرے سیارون کی حرکت مین ثابت کی اور یہ بھی کہ اسکے بموجب گرہن پندرہ پل یعنی چوتھائی گھڑی پہلے یا پیچھے نکلتا ہے اسکو علوم و فنون کی ترویج کا بڑا شوق تھا۔

جے سنگھ کے مسند نشین ہونے پر آنبیر کے راج مین صرف تین پرگنات یعنی آنبیر۔ دیوسا اور لسوہ تھے مغربی پرگنات ضبط ہوکر اجمیر کے بادشاہی ضلع مین داخل ہوگئے تھے تھاکران شیخاوتی اپنے مربی راج سے قوی تر اور خود سر ہوگئے تھے راج کی حدود یہ تھین جنوب مین چاٹسو کا تھانہ۔ مغرب مین سانبھر کا تھانہ شمال مغرب مین ہمسنہ کا تھانہ اور مشرق مین دیوسہ و لسوہ تھے اور بارہ کوٹھری بندجاگیرداروں کے قبضے مین بہت قلیل ملک تھا اور میواڑ کے زبردست سرداروں سے مغلوب ہورہے تھے چنانچہ پیشوا اسلونبر کے سردار کو رئیس جیپور کی برابر سمجھتا تھا۔

جے سنگھ نے اپنی دانشمندی اور چالاکی سے جیپور کی ریاست اپنی اولاد کے لیے ایسے اوج پر چھوڑی کہ اسکے بعد کئی بار فساد و نقصان ہونے پر بھی راجپوتانے مین آمدنی اور آسودگی کے لحاظ سے بہتر حالت مین ہے۔ راجہ دھرم سوائی جے سنگھ دسہرہ کے دن شعبان اور بقول ۱۳ تاریخ سنہ ۱۱۵۶ ہجری مطابق کنوار سدی چودس سمنت ۱۸۰۰ بکری روز چہارشنبہ کو چند روز کی علالت کے بعد ۵۷ سال کی عمر مین وفات پائی نہایت سخت عارضے مین مبتلا تھا اسے مدت سے بادہ خماری اور غذائے لحمی کی کثرت کی تھی اور بہت فربہ ہوگیا تھا آخر کار فربہی سے ورم کی نوبت پہونچی اعضا پھٹ گئے انگلیان وغیرہ گل گل کر گر گئین جیسا کہ تاریخ فرخ سیر وغیرہ مین لکھا ہے اس کے ساتھ تین رانیان اور چند کنیزین ستی ہوئین۔

راجہ ایشوری سنگھ راایشری سنگھ یا ایسری سنگھ

اپنے باپ کے بعد سمنت ۱۸۰۰ مطابق ۱۷۴۳ء مین جیپور کی گدی پر بیٹھا اور اسکے چھوٹے بھائی مادھو سنگھ کے قبضے مین ٹونک اور رامپورہ رہا۔ ٹونک کو زبردستی دبا لیا تھا اور رام پورہ میواڑ سے ماتحتی کے اقرار پر لیا۔

ایسری سنگھ والی جیپور نے اپنے باپ کی تدبیرون کی پیروی کرکے چاہا کہ کوٹہ اور بوندی پر مطیع رہین مگر کوٹے والے نے اسکی پروا نہ کرکے امید سنگھ راجہ بوندی کی مدد کی اسپر ایسری سنگھ نے فوج کشی کرکے کوٹے کا محاصرہ کیا اور اس ہم مین سورج مل والی بھرتپور اور مرہٹون کو مدد کے لیے بلایا تین مہینے تک ہر طرح کوشش کی مگر کچھ نہ ہوسکا آخر دونو نے شہر کے دروازے توڑ ڈالے قلعے اور باغات کو ملحق کرکے مجبور بدست بدئے آپا سید صیاحاکم فوج کا ایک ہاتھ

ریاست اور ماڑواڑ کے زبردست مہاراجہ اجیت سنگھ اور انھے سنگھ اُس وقت موجود نہ ہوتے تو سوائی جے سنگھ ہاڑوتی یعنی کوٹہ و بوندی کی طرح جہان کئی بار اُس نے دباؤ ڈالا تھا تمام راجپوتانے کو اپنے تحت مین لانے کی کوشش کرتا اسی خیال سے اُس نے خود کو سب راجاؤن سے بڑا جتانے کے لیے قدیم دستور کے موافق اشومیدھ جگ (پرستش قربانی اسپ) کی نظر سے ایک گھوڑا خاص شہر مین پھرواکر (ایک ماتحت ٹھاکر کے لڑکر مارے جانے کے بعد جس نے گھوڑے کو پکڑ لیا) اپنا دل خوش کیا۔

سوائی جے سنگھ اُس اتفاق مین بھی شریک تھا جو مغلون کے برخلاف اودے پور، جے پور اور جودھ پور والون مین اس مطلب سے ہوا تھا کہ راٹھوڑ اور کچھواہے دہلی والون کو بیٹیان دینا چھوڑ کر میواڑ سے رشتہ داری کرین تو وہان کی لڑکی سے جو بیٹا پیدا ہو وہ بغیر لحاظ عمر کے راج کا وارث مانا جائے گا اسی بنا پر سوائی جے سنگھ کی شادی اودے پور مین ہوئی جس سے مادھو سنگھ پیدا ہوا۔ لیکن اُس نے اس تعہد کے خلاف انصاف و مصلحت ہونے سے آگاہ اور اپنے فعل سے پشیمان ہوکر اُس کے نتائج بد کے انسداد کی تدبیر کی یعنی ایشری سنگھ پسر کلان کی شادی دختر ناگیردار سلومبر کے ساتھ کردی وہ آج اودے پور کا زبردست سردار اور وہان کی فوج کا موروثی سپہ سالار تھا اور مادھو سنگھ کو چار پرگنے ٹونک۔ رامپورہ بھاگی اور مال پورہ دیکر علیحدہ جائداد مقرر کردی بلکہ بعوض پرگنات رام پورہ و بھان پورہ کہ اس کو راج اودے پور سے ملے تھے بجمعیت ایک ہزار سوار اور دو ہزار پیادون کے اُس راج مین بطور جاگیردار نوکری کرنے کی اجازت دی تھی۔

سوائی جے سنگھ علم نجوم سے دلچسپی رکھتا تھا بدھیادھر متوطن بنگالہ سے تحقیقات نجوم مین اُس کو مشورہ تھا جس کی تجویز سے شہر جے پور آباد ہوا ہے اور وہ جین مذہب رکھتا تھا اسی وجہ سے راجہ جینیون سے بہت اُنس رکھتا تھا محمد شاہ نے پنڑہ نجوم کی اصلاح کا کام جے سنگھ کو تفویض کیا تھا ابتدا مین اُسنے الغ بیگ سمرقندی کے آلات کا استعمال کیا تھا مگر اُن سے اُس کی کاربرآری نہ ہوسکی۔ مختلف مقامات کے مناظرون سے سات برس مین اُس نے نقشہ حرکات اجرام فلکی مرتب کرایا اور اُس کا زیج محمد شاہی نام رکھا اُس کے ذریعہ سے اتیک نجوم کے کل حساب اور

قرتمب پیرہ ہوتی ہے مرزا خیر اللہ بیگ کے ذریعے سے جو علوم ریاضی مین بے نظیر عالم تھا مقامات اجین سے پور اور دہلی مین بیس لاکھ روپے کے صرف سے اجرام فلکی کے مشاہدے کے واسطے رصدگاہین بنوا کر انکو زیج محمد شاہی کے نام سے موسوم کیا لیکن چونکہ عمل رصدی کی تکمیل کے واسطے تیس برس کی مدت کی جو کہ مدت تمام دورۂ زحل کی ہے ضرورت تھی اور جے سنگھ قبل اختتام اس مدت کے انتقال کر گیا لہذا یہ عظیم الشان علمی کام ناتمام رہا اور آئندہ پھر کسی نے اسکی طرف توجہ نہ کی اجین وغیرہ مین ان رصدگاہون کی عمارت کے نشانات ابتک موجود ہین پرتگال کے ڈیلالیر صاحب کے تقشے مین بدھادھر کی تقویم سے جے سنگھ نے نصف درجے کی غلطی چاند کی گردش مین اور اس سے کم دوسرے سیارون کی حرکت مین ثابت کی اور یہ بھی کہ اسکے بموجب گرہن پندرہ پل یعنی چوتھائی گھڑی پہلے یا پیچھے نکلتا ہے اسکو علوم و فنون کی ترویج کا بڑا شوق تھا۔

جے سنگھ کے مسند نشین ہونے پر آنبیر کے راج مین صرف تین پرگنات یعنی آنبیر، دیوسا اور بسوہ تھے مغربی پرگنات ضبط ہوکر اجمیر کے بادشاہی ضلع مین داخل ہوگئے تھے ٹھاکران خیخاوالی اپنے مربی راج سے قوی تر اور خود سر ہوگئے تھے راج کی حدود یہ تھین جنوب مین چاٹسو کا تھانہ۔ مغرب مین سانبھر کا تھا نہ شمال مغرب مین ہمسنہ کا تھانہ اور مشرق مین دیوسا و بسوہ تھے اور بارہ کوٹھری بندجاگیرداروں کے قبضے مین بہت قلیل ملک تھا اور میواڑ کے زبردست سردارون سے مغلوب ہورہے تھے چنانچہ پیشوا سلونبر کے سردار کو رئیس جیپور کی برابر سمجھتا تھا۔

جے سنگھ نے اپنی دانشمندی اور چالاکی سے جیپور کی ریاست اپنی اولاد کے لیے ایسے اوج پر چھوڑی کہ اسکے بعد کئی بار فساد و نقصان ہونے پر بھی راجپوتانے مین آمدنی اور آسودگی کے لحاظ سے بہتر حالت مین ہے۔ راجہ مدھو سنگھ جے سنگھ دوئم سہ شنبہ کے دن شعبان اور بقول ۱۳ تاریخ سنہ ۱۱۵۶ ہجری مطابق کنوار سدی چودس سمنت ۱۸۰۰ بکری روز چہارشنبہ کو چند روز کی علالت کے بعد ۵۷ سال کی عمر مین وفات پائی نہایت سخت عارضے مین مبتلا تھا اسے مدت سے بادہ خماری اور غذائے لحمی کی کثرت کی تھی اور بہت قریہ ہوگیا تھا آخر کار ذہبی سے مدم کی نوبت پہونچی اعضا پھٹ گئے انگلیان وغیرہ گل گل کر گر گئین جیسا کہ تاریخ فرخ سیر وغیرہ مین لکھا ہے اس کے ساتھ تین رانیان اور چند کنیزین ستی ہوئین۔

راجہ ایشوری سنگھ راایشری سنگھ یا ایسری سنگھ

اپنے باپ کے بعد سمنت ۱۸۰۰ مطابق ۱۷۴۳ء مین جیپور کی گدی پر بیٹھا اور اسکے چھوٹے بھائی مادھو سنگھ کے قبضے مین ٹونک اور رامپورہ رہا۔ ٹونک کو زبردستی دبا لیا تھا اور رام پورہ میواڑ سے ماتحتی کے اقرار پر لیا۔

ایسری سنگھ والی جیپور نے اپنے باپ کی تدبیرون کی پیروی کرکے چاہا کہ ٹونک اور بوندی پر مطیع رہین مگر کوٹے والے نے اسکی پروا نہ کرکے امید سنگھ راجہ بوندی کی مدد کی اسپر ایسری سنگھ نے فوج کشی کرکے کوٹے کا محاصرہ کیا اور اس مہم مین سورج مل والی بھرتپور اور مرہٹون کو مدد کے لیے بلایا تین مہینے تک ہر طرح کوشش کی مگر کچھ نہ ہوسکا گردونواح شہر کے دیہات کو قطع اور باغات کو ملف کرکے مجبور ہوکر بندوبست ہدے آپا سنید حیا حاکم فوج کا ایک ہاتھ

توپ کے گولے سے اُڑکر رہن رہا مگر نا کامیابی کے بعد لوٹنا پڑا کوٹے سے واپس آکر ایشری سنگھ نے امید سنگھ پسر اوبید سنگھ والی بوندی پر حملہ کرنے کے واسطے نانک پتیھون کی معیت متعین کی امید سنگھ نے اس فوج کو شکست دی ایشری سنگھ نے پھر جیپور سے اٹھارہ ہزار آدمیون کی فوج نارائن داس کچھواہہ کی ماتحتی مین بھیجی اسکو شکست فاش ہوئی اور دیوا نگر کے کنگرہ رونیر جیپور کا پھریرا اڑنے لگا۔

ایشری سنگھ کو محمد شاہ کی ملازمت کو گیا تھا خبر پہونچی کہ اودیپور کے مہارانا جگت سنگھ نے فوج کشی کی ہے راجپوتانہ کے کچھواہون نے اودیپور والون کی بیٹی سے اولاد ہونے نیز لحاظ عمر کے جو ولیعہد ماننے کا عہد کیا تھا اُسکے موافق مادھو سنگھ نے راج کا دعوے کرکے مہارانا جگت سنگھ دوم کو جو اُسکا رشتہ دار تھا اپنی مدد پر بلایا تا کہ مادھو سنگھ کو جے پور کی ریاست مل جائے اور ایشری سنگھ معزول کیا جائے جبلا ایشری سنگھ کو یہ حال معلوم ہوا تو راجہ آیا مل کو مہیتان کے پاس بھیجکر سیندھیا کو اپنی مدد کے لیے روپے کے عوض بلایا محمد شاہ بادشاہ سے بھی مدد چاہی بادشاہ کی طرف سے معین الملک پسر قمر الدین خان امداد کے لیے متعین ہوا ایشری سنگھ کی مدد کو ایک لاکھ سوار جمع ہو گئے مہاراؤ کی فوج کو جو راجا جگت سنگھ کی ماتحتی مین تھی محمد میواڑ کے سردارون کی سازش سے کیونکہ راوت سلومبر کی بیٹی ایشوری سنگھ کو بیاہی تھی راج محل کے مقام پر شکست دی اور مہارانا دب کر مغرور ہوا۔

ریاست جیپور کا نقش استقلام بدستور سابق قائم ہو گیا۔ ایشری سنگھ کے مصاحب خراب تھے اُنکے مسلط ہو جانے سے بڑے بڑے راجپوت جاگیردار دل مین ناخوش رہنے لگے۔

رام سنگھ پسر اے سنگھ والی جیپور کا بیاہ ایشری سنگھ کی بیٹی کے ساتھ ہوا تھا جو جیپور کے سرداروں نے رام سنگھ کو بوجہ بدمزاج ہونے کے جو جیپور کی حکومت سے معزول کرکے اُسکے چچا بجت سنگھ کو مسند نشین کرنا رام سنگھ جیپور سے چلا گیا اور ایشری سنگھ کو لکھا کہ آپ میری مدد کرین اور یہ بھی لکھا کہ سانبھر کا حصہ اس امداد کے عوض مین آپ کو دیدونگا ایشری سنگھ نے سانبھر کے لینے سے انکار کر دیا اور رام سنگھ کی امداد پر آمادہ ہو کر کیسو داس پسر آپا کو مرہٹون کے پاس بھیجکر اُنکی مدد کن سے بلائی جسکو مدد خرچ مین پچاس لاکھ روپیہ دینا ٹھہرا جب مرہٹون کی فوج آگئی تو اپنی فوج بھی بھیجکر ایشری سنگھ جیپور کی طرف روانہ ہوا اور قریب تھا کہ بجت سنگھ پکڑا جائے یا مارا جائے اس موقعے مین مرہٹون نے کیسو داس سے روپے مانگے اُسنے رام سنگھ سے کہا رام سنگھ نے جواب دیا کہ فی الحال روپیہ میسا نہین ہے کام پورا ہو جانے پر دیکھا جائے گا کیسو داس نے اسکے مقابلے مین سخت کلامی کی رام سنگھ نے ایشری سنگھ کے پاس ہو بھیجکر شکایت کی ایشری سنگھ کیسو داس پر بہت خفا ہوا اور اُسکو سامنے بلاکر زہر کا پیالہ آگے رکھوا دیا اور حکم دیا کہ اسکو پی جا اُسنے عرض کیا کہ اگر مین نے کفران نعمت کیا ہو تو اس سزا کا سزاوار ہو سکتا ہون اور جبکہ اتنک آپکا نمک کھایا ہے تو یہ سزا کیون دی جاتی ہے ایشری سنگھ نے کہا کہ تمھاری جبرت اسی مین ہے کہ مجھ پر وفا کرو یہ کہکر زہر کا پیالہ اُسکے ہاتھ مین دیا اُسکے پاس ایک گولی تھی جسکے نگلنے کو چوسنے سے زہر اثر نہین کرتا تھا اُسنے یہ تدبیر کی ایشری سنگھ کو پہونچا دی اُسنے حکم دیا کہ پیش قبض سکا کام تمام کر دو چنانچہ وہ مارا گیا جب مرہٹون کو یہ حال معلوم ہوا

امداد سے دست بردار ہو کر لوٹ گئے اور ایشری سنگھ کو یہ کہلا بھیجا کہ دو سال کے بعد تمہارے ساتھ بھی یہی سلوک کیا جائے گا غافل مت رہیو۔ ایشری سنگھ ناکامیابی کے ساتھ جیپور کو لوٹ گیا۔

سمبت ۱۸۰۳ مطابق ۱۷۴۶ء مین قندہار کے بادشاہ احمد شاہ ابدالی نے ہندوستان پر حملہ کیا تو محمد شاہ کی طرف سے قمرالدین خان وزیر کے ساتھ ایشوری سنگھ اپنی فوج سمیت مقابلے کو بھیجا گیا حسین شاہی معروف بورانی نام اور تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ ایسری سنگھ نے اس لڑائی مین اپنے اسلاف کی شجاعت کے مگر ٹڈی پہ بارہ ہزار راجپوت سوار و ننگے ساتھ زعفرانی کپڑے پہن لیے اور یہ اس قوم کے بہادرونمین لڑکر مارے جانے کیلیے مقرر ہے لیکن اس نے اس لباس کا پاس نہ کیا اور وزیر کے مارے جاتے ہی جان بچا کر اور اپنے نام و ننگ کو بٹہ لگا کر بغیر لڑے بھڑے میدان جنگ سے بھاگ نکلا اس معاملے مین ایک روایت یہ ہے کہ اسکے ننگ پر مرہٹون نے حملہ کر کے فساد پھیلا دیا تھا اسلیئے وہ جیپور کو سیدھا بھاگ گیا دوسری یہ ہے کہ سمبت ۱۸۰۶ مطابق ۱۷۴۹ء مین دوبارہ مہاراجا مادھو سنگھ دوم نے ٹونک رام پورہ وغیرہ پرگنے اور چوسٹھ لاکھ روپیہ نقد دینا قبول کر کے ہلکر کو اپنے رشتہ دار مادھو سنگھ کی حمایت پر بلایا اور راو بدھ سنگھ کی بیوہ رانی نے بھی جو سوائی جے سنگھ کی سوتیلی بہن تھی ہلکر کے پاس جا کر دستگیری کی التجا کی کہ بوندی کو ایشری سنگھ کے قبضے سے نکالے ایشری سنگھ نے اپنی بدمزاجی سے سرداروں کو اپنا دشمن بنا لیا تھا انھون نے رؤساے بوندی و میواڑ سے خفیہ سازش کر کے انکی تدبیر و فوج کی کامیابی مین بہت کوشش کی جیپور کا رئیس مرہٹون کی آمد سنتے ہی انکے مقابلے کے واسطے اپنی وارالحکومتہ سے روانہ ہوا اسکو مرہٹون کی فوج کی تعداد کی غلط خبر دی گئی تھی اور عین اسوقت مین اسکو معلوم ہوا کہ دغا ہوئی اور جس دیوان کو قتل کیا تھا اسکے مرہٹون پر غلبہ کرنے کا نتیجہ جو ہونا چاہیے تھا وہی ظہور مین آیا اسپر کسی ہندی شاعر نے حسب حال دوہا کہا ہے ؎

جب ہی چھوڑی ایسر راج کرن کی آس ۔ منتری موٹا مارے کھتری کیشو داس

یعنی جسوقت ایشری سنگھ نے کیشو داس کھتری زبردست وزیر کو قتل کیا اُسی وقت سے اُسکے راج کرنے کی امید قطع ہو گئی ہر سہاے نوگھر سہاے پسران وزیر مقتول نے مرہٹون سے سازش کر کے انکی فوج کی تعداد اپنے آقا کے روبرو بہت کم ظاہر کی اور اسکو نہایت قلیل جمعیت سے مقابلے کے واسطے لائے اس فوج کثیر کا مقابلہ کرنا سہل دیکھا لیکن ہوئی بھیڑ بھاگ کر بگرو مین پناہ لی وہان سے دس روز کے محاصرے کے بعد اقرار نامہ واگذاشت بوندی لکھدیا بعض کتابون مین لکھا ہے کہ اس فوج کثیر کے مقابلے کے لیے ایشری سنگھ نے اپنے جاگیردار و کو حکم دیا کہ شرکت اور مدد کرو اُنھون نے جواب دیا کہ ہم سے آپکو کیا سروکار آپکے مصاحب کافی ہین تاہم اب مقابلے کو نکلینگے تو دیکھ ہم سے ہو سکیگا وقت پر عمل مین آئے گا ایشری سنگھ سمجھ گیا کہ سب مجھ سے کنارہ کرتے ہین کوئی مدد نہین کرے گا اسلیے بہتک عزت کے اندیشے سے آٹھ پہر اس ہم کر کے لہر کھا کر مر گیا ملہار راؤ نے ایشری سنگھ کی خونخواہی کی خبر سنکر مادھو سنگھ کو اودیپور سے بلا بھیجا وہ دون ایک ہاتھی پر بیٹھکر داخل شہر جیپور ہوے اور مادھو سنگھ کو آسانی کے ساتھ جے پور کا راج اور ہلکر کو مفت مین کئی پرگنے بہت سے روپے بمیت مہاراناسے ملگئے اور مادھو سنگھ سے بھی روپیہ لیکر جیپور سے

واپس چلا گیا اور باقی روپے کی جے پور سے وصولی کے لیے اپنا ایک سردار چھ سات ہزار سوار دن کے ساتھ نواح جے پور مین چھوڑ گیا۔

راجہ مادھو سنگھ اول

یہ راجہ سمت ۱۸۰۵ مطابق ۱۷۵۲ء مین اپنے بڑے بھائی کے بعد راج پاکر انتظام مین مصروف ہوا ملکر جن مرہٹون کو چھوڑ گیا تھا وہ روز سوار ہوکر شہر مین آتے تھے اور طرح طرح سے رعایا کو دق کرتے تھے مجبور ہوکر راجپوتون نے تین چار سو سوار و نکو قتل کر دیا۔

پھر مادھو سنگھ دہلی کو احمد شاہ بادشاہ کے سلام کے لیے گیا اور شرف باریابی حاصل کرکے امرائے حضور جو باہم منافشہ رکھتے تھے آئین صفائی کرادی اور جیپور کو لوٹ آیا۔

قلعہ رنتھنبور جو اپنی مضبوطی اور ناقابل التسخیر ہونے کی وجہ سے مشہور تھا بے کسی قسم کی دردسری کے مادھو سنگھ کے قبضے مین آگیا جسکی تفصیل یہ ہے کہ سلطنت کی کمزوری کی وجہ سے کئی سال سے مہاراؤ نے اسکا محاصرہ کر رکھا تھا اور فتح کرنے کے لیے بہت زور لگاتا تھا قلعدار بادشاہی نے سمجھ لیا کہ اب غلہ اور سامان ضروری ختم ہونے کو آیا ایک نہ ایک دن دشمن کے قبضے مین اسکا چلا جانا ضرور ہے مجبوراً اُسنے مادھو سنگھ کے حوالے کر دیا جانا کہ راجہ جے سنگھ برسون تک اسکی فکر مین رہا مگر نہ لے سکا۔ مادھوپورہ متصل قلعہ رنتھنبور اُسنے آباد کیا و مادھو سنگھ نے جاکر دورسے اس قلعہ کو دیکھون چنانچہ درے کیطرف پہاڑ پر ایک مکان مادھو بلاس نام بنایا اور لاکھون روپیہ لگایا مگر وہان سے قلعہ نہ دیکھ سکا مادھو سنگھ کو قلعہ رنتھنبور پر قابض ہونے سے کوٹہ و بوندی کو ماتحت جیپور کرنے کی فضیلت کا حیلہ ہاتھ آگیا اور اس ذریعہ سے ہاڑوتی کی کوٹڑیو پر راج جے پور کی تحصیل خراج کا دعوے قائم ہوگیا ورنہ کبھی اس کا استحقاق نہ تھا۔ مگر اس دعوے سے کہ بجز سرپرستی اور تخفیف سالانہ آمدنی کے کچھ مقصود نہین ہے بہت رنج و عناد پیدا ہوا۔ جیپور کے اس دعوے سرپرستی سے کوٹے اور بوندی پر ظلم سنگھ کوٹے والے کی شہرت و ناموری شروع ہوئی ہے اس زمانے مین مالک ریاست راو درجن سال تھا اسکی ہمت و جوانمردی کب مقتضی ہوسکتی تھی کہ جیپور کے ہم سر رئیس کے دعوے کو کہ اتفاقاً رنتھنبور پر قابض ہوجانے سے اور حیثیت صوبہ بادشاہی اپنی ذات مین رتبہ شاہی حاصل کرنے سے کیا گیا تھا قبول کرے سمت ۱۸۱۸ مطابق ۱۷۶۱ء کی جنگ بٹوارہ نے اس دعوے کو ہمیشہ کے واسطے رد کر دیا۔ اگر بوندی کی فوج بھی اس لڑائی مین کوٹے والو نکے شامل ہوجاتی تو اپنے تحت برادر و نکو جیپور کی خراجگذاری سے کہ مجبوراً اب تک ادا کرنا پڑتا ہے بچا لیتی بٹوارہ کی جنگ کی کیفیت یہ ہے کہ مادھو سنگھ نے ہاڑون سے خراج لینے کا ارادہ کیا اور اس کام کے لیے اپنی کل فوج مجمع کی سمت ۱۸۱۷ مطابق ۱۷۶۱ء مین ہاڑون سے اقبال خراجگذاری کرانے کی مہم آغاز کی حسن شاہ بالی کے حملے سے مرہٹے شکستہ حال ہوکے دعوے سلطنت سے باز رہے تھے اور راجپوت خود مختار ہوگئے تھے مادھو سنگھ نے اثنائے راہ ہاڑوتی مین اونیارہ پر حملہ کرکے اسکو اپنے راج مین شامل کر لیا وہان سے لاکھاریہ کو لیا اور دکھنیون کو ہکا کر اسپر بھی

قبضہ کیا اس فتوحات سے اُسے بار اور چیبل ندیون کے موقع اتصال پر چھتام پانی گھاٹ عبور کیا سلطان پور کے ہاڑا سردار پر جسکے ذمے اس گھاٹ کی حفاظت تھی ناگہانی حملہ ہوا مگر اُسنے بھی اپنے بھائیون کو جمع کرکے مقابلہ کیا گرتے وقت وہ دونون ہاتھ پھیلا کے زمین کو چپٹا جیپور والون سے بعض لوگ خوش ہوئے مگر جو دور اندیش تھے اُنھون نے اسکو شگون بد سمجھا کہ مرنے کے وقت بھی ہاڑا دین کو نہین چھوڑتا ہے اس فتح سے خوش ہوکے نصرت مند براہ خاص کوٹہ کے بھٹورہ تک پہونچے وہان اُنکو پانچہزار ہاڑے ایک باپ کی اولاد مقابلے کے واسطے تیار ملے اگرچہ تعداد مین جیپور کی فوج زیادہ تھی مگر ہاڑے اپنی زمین وعزت بچانے کے واسطے جان دینے کو مستعد تھے کل کچھوا ہے سوار ون نے یکبارگی حملہ کیا مگر فتح کے یقین سے اُنھون نے اپنے گھوڑون کو پہونچنے سے پیشتر تھکا دیا تھا۔ ہاڑون نے استقلال اور متانت سے مقابلہ کیا اور اُنکے حملے سے منتشر و شگفتہ نہ ہوے اُنکی کمک اور آئی پیادہ و سوار شامل ہوگئے اور کشت و خون ہونے لگا اسوقت کوٹے کے فوجدار ظالم سنگھ جھالا نے عجیب بات کی کہ عین لڑائی کے وقت گھوڑے سے اترکے مع اپنے ہمراہیون کے پیادہ پا لڑنے لگا اور جس دانائی نے اُسکو مشہور زمانہ کیا ہے اول مرتبہ ثابت کرکے فتح حاصل کی۔ ہمارا مطلب کہ اپنی بقیہ فوج سے اسی نواح مین مقیم تھا مگر شکست پائی پت سے ایسا پست ہمت ہوگیا تھا کہ فریقین سے کسی کے شریک ہونے کی جرأت نکر سکا۔ ظالم سنگھ نے اُس سے جاکر التجا کی کہ اگر تم لڑ نہین سکتے ہو تو صرف جیپور کی فوج کے گرد پھر کے لشکر کو لوٹ لو اُسے یہ اشارہ کافی تھا فوراً پھونچا غارتگری لشکر کی خبر سنتے ہی کوٹہ والون نے جوش و خروش سے حملہ کیا اور جیپور کی فوج ششدر رہوکے بھاگی ہاڑون کی تلوار نے اُنکے تعاقب مین خون کا سیلاب جاری کردیا سرداران ماچھیڑی والیسر دہ دوالکہ وبارول واچرول اور امیر کے کل اُدت (بوا) مجھول اور آوت کوٹے کے پانچہزار ہاڑون کو پشت دیکر بھاگے بوندی والے اگرچہ جمع ہوئے تھے مگر شریک جنگ نہ ہوئے سے اپنی کوٹریو نکو خراج سے بچانے کا عمدہ موقع کھو بیٹھے مفرور رہنمن سے اکثر لوگ قید ہوے آنبیر کا پنچر نگا چھند ہاڑون کے ہاتھ آیا۔ جنگ بھٹورہ نے دھوے خراج کا کچارگی فیصلہ کردیا کہ اُسوقت سے کچھواہون نے کبھی نام نہین لیا ہے اس فتح کی یادگار مین ہاڑے ہر سال دسہرہ کے اجتماع مین مصنوعی آمیر بناکر اُسکو فتح کرتے ہین راجہ مادھو سنگھ نے زور کا پرتاپ سنگھ جاگیردار ماچھیڑی کو کسی قصور پر جلاوطن کردیا تھا جو بھرتپور کے راجہ جواہر سنگھ کے پاس جارہا تھا اور وہان سے اُسکی جاگیر مقرر ہوگئی۔ جواہر سنگھ نے جیپور کے معاملات مین ابتری دیکھکر ضلع کمانا طلب کیا اور نہ پایا تو وہ ناراض ہوا جواہر سنگھ کی روز افزون ترقی سے جیپور کے رئیس اور سردار رونگو گونہ حسد تھا اور وہ اسی ناراضی کی وجہ سے لشکر لیکر بغیر اطلاع کئے جیپور کے علاقے مین ہوکر پٹکر اشنان کے واسطے گیا اور وہان راجہ بنجے سنگھ والی مارواڑ سے بتبادلہ دستار را بطہ اتحاد و اتفاق مستحکم کیا یہ امر باشتعالک ہر سہلے وگور سہلے مشیران ریاست راجہ مادھو سنگھ والی جیپور کو ناگوار ہوا کہ اُنکی صلاح سے اُسنے ایک خط بھیجکر لکھا کہ میری ریاست مین سے معاوضہ نہ کرین اور سرداران ریاست کو بھی مقابلے کے واسطے جمع کیا راجہ جواہر سنگھ نے راجہ جیپور کی اس تحریر پر کہ بیوجہ اور بے معنی تھی لحاظ نہ کرکے اسی راستے سے راجہت کی انتہاے راہ مین جیپور کی فوج سیدراہ ہوئی اُسنے بھی نوکر بھی

اپنے ملک والون یعنی جیپور کی فوج مین آملا اور بشمول دیگر کچھواہون کے بھرتپور والون سے برسر مقابلہ ہوا اور اپنی پناہ دہی اور مہمان نوازی کا حق فراموش کیا مانوڈہ کے مقام پر دونون افواج مین سخت مجادلہ و خونریزی وقوع مین آئی جو اہر سنگھ باوصف نقصان کثیر ملازمون کے صحت و سلامتی سے داخل بھرت پور ہوا مگر راج جیپور وہانکے فقریباً ۱۱ ہزار ون کے مارے جانے سے تباہ و برباد ہوگیا ماچھیری یعنی الور کی علیحدہ ریاست ہونیکا باعث یہی لڑائی تھی کیونکہ مادھوسنگھ نے لڑائی کے بعد پرتاب سنگھ کے قصور معاف کرکے اسکو ماچھیڑی کی جاگیر واپس دیدی جسکو اُسنے کچھ عرصے کے بعد قبضہ دیکر دہلی کے آخری بادشاہ شاہ عالم ثانی کی سند سے خود مختار ریاست بنا لیا۔ مادھوسنگھ نے اس جنگ کے ختم ہونے سے چوتھے دن سخت کے عارضے سے سمبت ۱۸۲۵ مطابق ۱۷۶۸ء مین سترہ برس راج کرکے وفات پائی۔ مولوی محمد مخدوم نے تاریخ الور و تجارامین وفات کا سمبت ۱۸۲۴ لکھا ہے جسکے بعد رئیسون کی کم عمری اور کم عقلی اور کامدارونکی شرارت اور خود مطلبی سے ریاست نے بہت نقصان اٹھایا اسکے دو بیٹے تھے (۱) پرتھوی سنگھ ولیعہد (۲) پرتاپ سنگھ۔

راجہ پرتھوی سنگھ

یہ چھ سات برس کی عمر مین اپنے والد کے بعد راجہ ہوا اور اسکے چھوٹے بھائی پرتاپ سنگھ کی مان چوندا وتنی راج کا انتظام کرنے لگی ٹاڈ صاحب کہتے ہین کہ یہ رانی بڑی بلند نظر اور مستقل مزاج تھی مگر اُسکے منظور نظر فیروز نامی فیلبان نے اُسکو بدنام کر رکھا تھا رانی نے زیادہ مہربانی سے فیلبان مذکور کو مصاحب کا درجہ دیدیا تھا اور ہیایت سرداران راج مین مقرر کیا تھا جس سے اکثر سردار ناراض ہوکر اپنی جاگیرونکو چلے گئے۔ رانی نے بلا امداد سرداران اجرائے کار ریاست کرنا چاہا اور اس غرض سے ابنا جی نامی پردیسی کے تحت مین فوج نوکر رکھکر اُسکی معرفت ملک کی جمع وصول کی۔ آنرھت رام دیوان اور غوشالی رام بوہرہ مصاحب تھے اگرچہ یہ دونون شخص بہت ہوشیار تھے مگر فیلبان رانی کے مزاج پر ایسا حاوی تھا کہ اُسکے روبرو کسیکی پیش نہین جاتی تھی اور بے پر کی ریاست مین بنائی ہوئی تاریخ مین ہے کہ پرتھوی سنگھ مسند نشینی سے نو برس کے بعد سمبت ۱۸۳۴ مطابق ۱۷۷۷ء مین گذر گیا جسکی موت گھوڑے سے گر کر بیان کیجاتی ہے لیکن پرتاپ سنگھ کی مان چوندا وت رانی پر اُسکے بیٹے کو راج سے ہٹانے کی غرض سے زہر دینے کا بھی الزام لگایا جاتا ہے اور روشن راے سے جو نسخہ منقول ہے اسمین لکھا ہے کہ اُسنے کشتے کا استعمال کیا اُسمین غلطی ہونے سے خرابی پیدا ہوگئی جس سے مرگیا۔

پرتھوی سنگھ کی باوجودیکہ ہنوز سن تمیز کو نہین پہونچا تھا اور مانی چوندا وتنی کے پاس رہا کرتا تھا دو شادیان ہوگئی تھین ایک بیکانیر مین دوسری کشن گڑھ مین کشن گڑھ والی رانی سے مان سنگھ نام لڑکا پیدا ہوگیا تھا اسکو بخوف ہلاکت اول کشن گڑھ لے گئے اور جب وہان بھی صورت امن کی نظر نہ آئی تو گوالیار کے لشکر مین بھیجا گیا جہان مدت تک سندھیا کی حفاظت مین رہکر ریاست کی امید دوسرے جہان کو اپنے ساتھ لے گیا جیسا کہ تحفہ راجستان مین بیان کیا ہے۔

راجہ پرتاب سنگھ

اسکو اپنے بڑے بھائی کے بعد سمبت ۱۸۲۴ مطابق ۱۷۶۷ء مین راج ملا دہلی کا آخری بادشاہ شاہ عالم ثانی اپنے سال نوین جلوس مین سردارون کا فساد دور کرنے کو فوج لیکر جیپور آیا راجہ بادشاہ کی سندکے لیے شہر سے نکلا عبدالاحد خان نے بہت چاہا کہ میرے ذریعہ سے ملازمت کرے مگر اُسنے مرزا نجف خان کے آنے تک سلام ملتوی رکھا اور مرزا کے آنے کے بعد بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہوا راجہ نے ایک ہزار اشرفی اور دو لاکھ روپیہ نذر مین پیش کیا بادشاہ نے بھی خلعت اور راج تلک دیکر نارنول وغیرہ کا علاقہ جو ضبطی مین آگیا تھا جیپور والون کو واپس دیا اور آپ دہلی کو لوٹ گیا تھوڑے دنون کے بعد اچھیڑی والے پرتاپ سنگھ نروکا کو جسکی اولاد مین ہمیشہ اور ہین مغلوب کرنے کے لیے راج گڑھ پر چڑھائی کی اتنا زور سے حملہ کیا کہ نزدیک تھا کہ قلعہ خالی ہوجاے اور راؤ قید ہو گرفتار ہوجاے خوشحالی رام دیوان نے سفارش کرکے صفائی کرادی اور راجہ جے پور کو لوٹ گیا اسکے بعد پرتاپ سنگھ نرکا نے بادشاہی سردار نجف خان کو اگرے سے جاٹون کی بیدخلی اور بھرت پور کی ضبطی مین بہت مدد دی جس سے بادشاہ نے اُسکو راؤ راجہ خطاب اور جاگیر کی سند بلاد ساطت جیپور عنایت کی اس ذریعہ سے پرتاپ سنگھ کو خود مختار ریاست اور قائم کرنے کا حوصلہ ہوا چوندلوجی رانی نے بھی اپنی طرف سے فیروز فیلبان کو بادشاہی دربار مین سپہ سالار افواج جیپور بنا کر روانہ کیا اور اُسنے افسر فوج شاہی کے لشکر مین راؤ راجہ پرتاپ سنگھ سے مساوی درجے کی ملاقات کی راؤ نے دل مین حسد اور بظاہر دوستی کرکے ایک دعوت کے موقع پر کھانے مین زہر دلوا کر مروا ڈالا جب فیلبان مرگیا تو راؤ راجہ بھی انتظام جیپور مین خوشحالی رام کا شریک ہوگیا اسی اثنا مین راجہ جے پور کی والدہ غازی کا بھی انتقال ہوگیا اور اب خوشحالی رام خود آنچی جو پہلے راؤ راجہ کا نوکر تھا جیپور مین بہت زور پکڑ گیا۔ ابھی مادھو پرتاپ سنگھ ایسا ہوشیار نہین ہوا تھا کہ بلا اعانت انتظام راج کرسکتا راؤ راجہ اور بوہو خوشحالی رام دونون حریص تھے انمین بہت جلد نااتفاقی پیدا ہوگئی خوشحالی رام نے فوج شاہی کا ایک دستہ بافسری ہمدان خان طلب کیا اس پر وہ نزاع و فساد پیدا ہوا کہ جسکے سبب سے مرہٹون کی مداخلت ہوئی۔

سمبت ۱۸۴۳ مطابق ۱۷۸۶ء مین مادھو پرتاپ سنگھ نے ہوشیار ہوکر مرہٹون کو راجپوتانے سے نکالنے کے لیے جودھپور کے راجہ بجے سنگھ سے مدد چاہی جسنے اپنے ماتحت جاگیردار دیسکھ فوج کو دیکر اُسکے پاس بھیجدیا۔ راجہ اپنے مددگارون کے ساتھ جن مین بادشاہی افسر اسماعیل بیگ اور ہمدانی وغیرہ بھی شامل تھے مقام تونگہ پر لال سوٹ کے قریب مقابلے کو پہونچا۔ لڑائی مین راٹھوڑون نے سیندھیا کے توپخانے پر بہادرانہ حملہ کیا اور سیندھیا کی فوج کو جسمین جنرل ڈیبائنی کی پلٹن بھی تھی شکست فاش دی سیندھیا میدان جنگ سے بھاگ کر تھرا کو گیا اور کئی سال تک اس شکست کے نقصان کی تلافی نہ کرسکا راجپوتون کو فتح کامل حاصل ہوئی راٹھوڑون نے دھابھائی کو بھگاکر اجمیر پر قبضہ کرلیا اور عبدالرحمن خان کو مع فوج اجگذاری منسوخ کردیا جنرل کوٹی ڈیبائنی کو اس شکست سے بڑی خفگی آئی اسنے بامداد جوانموی سیندھیا کے عمدہ قواعدان فوج تیار کی اور یہ سپاہ راجپوتانہ کو روانہ ہوئی راٹھوڑ بھی

دو پارہ کچھوا ہو نکی مدد کو آپہونچے لیکن اُنکے کسی خوشامدی بھاٹ نے ایک دوہا اس مضمون کا بنایا کہ۔

راٹھوڑون نے جیپور والونکی ڈولی ہوئی عزت کی ناؤ کو بچایا ہے۔

اس پر کچھواہون نے رنجیدہ ہوکر سیندھیا کے ساتھ خفیہ عہدنامہ کرلیا کہ ہم لڑائی سے علٰحدہ رہینگے راٹھوڑون نے دشمن کے اپنے علاقے تک پہونچنے اور حملہ کرنیکا انتظار نہ کرکے مقام پاٹن واقع تورا والی پر کہ جیپور سے شمال مین ہے کچھواہونکے شامل ہوکر سیندھیا کی فوج کا مقابلہ کیا اپنی عادت معہودہ کے موافق راٹھوڑون نے ڈِپا ئنی کی توپ پر حملہ کیا اور جو مقابل مین آیا اُسے تہ تیغ کیا مگر مدد نہ پہونچنے پر توپچی گراب گولونکی مار مارسے ہزارون طعمۂ اجل ہوکر مجبور میدان جنگ سے بھاگے راستے مین عام زمینداروں نے اُنکی سواری وکل سامان چھین لیا جیپور کے بھاگون نے جواب مین اس مضمون کا کبت بنایا کہ راٹھوڑ لوگ گھوڑا جوڑا۔ پگڑی۔ موچھین اور تلوار بھاری سمجھ کر میدان مین چھوڑ بھاگے اس فضول نااتفاقی سے جو راجپوتانے کی خرابی کا باعث ہوئی مرہٹون نے راٹھوڑونکو دوسری بار مقام میر تہر پر شکست دیکر ساٹھ لاکھ روپیہ بطور جرمانہ لیا اور جسقدر روپیہ پیر نہ آیا اُسکے عوض مین مال واسباب فروخت کرایا۔

سمبت ۱۸۴۷ مطابق ۱۷۹۱ء مین پاٹن کی لڑائی اور راٹھوڑون سے اتحاد فسخ ہونے کے بعد نگاجی راؤ بلکر نے جیپور پر حملہ کرکے سالانہ خراج مقرر کیا جو کچھ عرصے تک فوج خرچ کے طور نواب امیر خان کو اور آخرکار مہاراجہ جگت سنگھ کے وقت مین سرکار انگریزی کو دیا جانا قرار پایا۔ جیپور کے جاگیردار باوجودیکہ سیر حاصل زمینون پر قابض تھے مگر راجہ کی اطاعت مین دریغ کرتے تھے کیونکہ راجہ آرام طلب اور عیاش آدمی تھا اور مصاحب بھی ایسے ہی تھے یہی وجہ ہے کہ نروکا راؤ راجہ پرتاپ سنگھ جو تین چار ہزار سوار کی نوکری کی جاگیر رکھتا تھا رفتہ رفتہ جے پور کا بہت سا علاقہ دبا کر ایک والی ملک بنگیا اسیطرح دوسرے جاگیردارون نے بھی زور پیدا کرلیا۔

راجہ پرتاپ سنگھ کے عہد مین خانگی جھگڑون اور مرہٹون کی لوٹ مار سے راج جیپور نہایت تباہ حالت کو پہونچا اور غارتگرونکو متواتر روپیہ دیا گیا اس سے خزانہ خالی ہوگیا مگر جیپور کے خزانے مین اس کثرت سے روپیہ تھا کہ باوجودیکہ مادھو سنگھ نے حصول ریاست کے واسطے زر کثیر برباد کیا اور ایام نابالغی پرتھی سنگھ و پرتاپ سنگھ مین مصارف عظیم ہوتے رہے اور ۱۸۰۹ء مین ٹونگ کی فتح پر راجہ پرتاپ سنگھ نے صرف خیرات مین چوبیس لاکھ روپیہ تقسیم کیا لیکن پھر بھی مالی حالت خراب نہ ہوئی راجہ پرتاپ سنگھ کے وقت سمبت ۱۸۵۹ مطابق ۱۸۰۳ء مین پچیس برس راج کرکے مرگیا۔ اور اُسکا بیٹا جگت سنگھ وارث رہا۔

راجہ جگت سنگھ

سمبت ۱۸۵۹ مطابق ۱۸۰۳ء مین اپنے والد کے مرنے سے راج پانے کے بعد سرکار انگریزی کے ساتھ عہدنامہ قبول کیا اس عہدنامے کا اول نتیجہ یہ ہوا کہ ریاست جیپور نے نواب وزیر علیخان کو جو لکھنؤ کی حکومت سے خارج ہوکے بعد بنارس کے رزیڈنٹ چیری صاحب اور دوسرے افسر کو قتل کرکے جیپور مین پناہ پذیر ہوا تھا گرفتار کرادیا باوجودیکہ راجہ نے اُس سے پگڑی بدلی تھی اور راجہ کی ماں نے اُسکو بیٹا بنایا تھا۔ فقیر ذکاء اللہ صاحب

تاریخ ہندوستان مین لکھتے ہین کہ جب وزیر علیخان کے جیپور مین پناہ پذیر ہونے کی خبر گورنمنٹ مین پہونچی تو کپتان کولنس رزیڈنٹ مہاراجہ سیندھیا نے راجہ جے پور کو لکھا کہ تم وزیر علی کو ہمارے حوالے کردو تو ہم تمکو بہت روپیہ دینگے راجپوتون کا دھرم ہے کہ جو شخص اُنکی پناہ مین آئے خواہ وہ قاتل ہی کیون نہو اُسکو بھی دشمن کے حوالے نہین کرتے مگر یہ وقت تو انقلاب کا تھا سارے دھرم کرم اپنی جگہ پر چھوڑے راجہ نے دیکھا کہ مزہ بدنامی مین زر و جواہر ہاتھ لگتے ہین اسلیے اُسنے کچھ اسکا دھیان نہین کیا کہ ہمیشہ کو کلنگ کا ٹیکہ لگے گا سرکار انگریزی سے روپیہ اور وزیر علی سے جواہر لیکر سرکار کے حوالے اس شرط کے ساتھ کردیا کہ وہ جان سے نہ مارا جاے نہ اُسکے پانو نہین بیڑیان پڑین مہمان کی مہمانداری کا یہ حق ادا کردیا کہ اُسکی جان بچادی ہر صورت جس منشاسے سرکار نے عہدنامہ کیا تھا وہ اُسکو حاصل ہوگئی۔

اگرچہ اس گرفتاری سے راج جے پور کی ہندوستانیون مین بدنامی ہوئی مگر یہی ثبوت کامل اس بات کا ہے کہ ریاست جے پور اپنے عہد و پیمان پر ثابت قدم رہی۔ لیکن اُس زمانے کے مدبرون نے اس وفاداری کا احسان نہ مانا اس سے جیپور کی عافیت اور سرکار انگریزی کی نیک نامی مین خلل واقع ہوا یعنی ۱۸۰۵ء مین بعد رخصت لارڈ کارن والس گورنر جنرل جنکو ریاستون سے عہد و پیمان کرنا قرین مصلحت نہ معلوم ہوا عہدنامہ فسخ ہوکر جیپور کو بے مدد چھوڑا گیا کہ مرہٹون نے سرکار انگریزی کا رفیق ہونے کی وجہ سے زیادہ تر بیباکانہ تاخت و تاراج کیا تاہم جگت سنگھ نے بشمول لارڈ لیک ہلکر سے بدل و جان مقابلہ کرکے اپنی طرف سے تعہد کو قائم رکھا اور لیک صاحب نے سرکار انگریزی کی حفاظت بدستور جاری رکھنے کا اقرار کیا مگر سر جارج بارلو صاحب کو بھی اپنے متقدم لارڈ کارن والس صاحب کی راے پسند ہوئی اور لارڈ لیک کے عذرات پر مطلق التفات نہ کیا اسی موقع پر جیپور کے وکیل نے لارڈ لیک سے کہا تھا کہ ہندوستان مین انگریزی عملداری ہونے کے وقت سے صرف اسی مرتبہ سرکار انگریزی نے اپنے ایمان کو آسائش پر موقوف رکھا ہے اس عہدشکنی پر حکام انگلستان نے بہت اعتراض کیا اور ۱۸۱۰ء مین حکم صادر ہوا کہ جب موقع ہو جے پور کو از سر نو حفاظت انگریزی مین لیا جائے مگر بسبب درمیانی جنگ نیپال بہتر متصور ہوا کہ جبتک بشمول تدبیر عام استیصال پنڈاڑون کے پیش نظر نہ ہو اس حکم کی تعمیل ملتوی رہے ریاست کو سرکاری عہدنامے پر وثوق نہ رہا تھا باوجودیکہ اُسنے ابتداءً عہدنامے کی پابندی مین راجپوتی آن توڑی اور اپنے سرنا یعنی پناہ دئے ہوئے مفرور کو سپرد کردیا حالانکہ پناہ دہی مفرور کے استحقاق کی برابر کسی امر کو راجپوت رئیس باعث عزت و ناموس نہین سمجھتے ہین اور جو شخص ریاست مین پناہ پذیر ہوا سکو سپرد کرنا باعث ننگ و ذلت بلکہ موجب معصیت سمجھا جاتا ہے۔

ریاست نے انگریزی سرکار سے طلب کا پابند خیال کرکے ۱۸۱۷ء کے عام عہدنامے سے انکار کیا لیکن جب سرکار نے دہانکے ماتحت تھاکر دنکو خود مختار بنادینا چاہا تو لاچار راجہ کی طرف سے ٹھاکر بیری سال نے سر چارلس مٹکاف رزیڈنٹ کی معرفت عہدنامہ تحریر کیا جس کی رو سے خراج سرکار کو دینا اس طرح طے پایا۔ سال اول

جو جزیرہ باری معاف۔ سال دوم چار لاکھ سکۂ دہلی۔ سال سوم پانچ لاکھ۔ سال چہارم چھ لاکھ۔ سال پنجم سات لاکھ سال ششم آٹھ لاکھ روپیہ سالانہ جب تک آمدنی ریاست چالیس لاکھ سے تجاوز نہ کرے اور چالیس لاکھ روپے سالانہ سے زیادہ خالصے کی آمدنی ہونے پر خراج بھی قاعدے کے ساتھ بڑھایا جانا قرار پایا ٹاڈ صاحب کہتے ہیں کہ جگت سنگھ کی طرح بد وضع اور بدمزاج کوئی راجہ اُسکے خاندان میں نہیں ہوا۔

ایک ہندو مورخ جو ریاست کا طرفدار ہے لکھتا ہے کہ جگت سنگھ اپنی قوم اور زمانے میں سب سے زیادہ عیاش اور بدچلن رئیس ہوا ہے اگر اُسکے عہد کے واقعات لکھنے کے قابل ہوتے تو اُسکی تاریخ ایک علحدہ جلد ہوتی مگر وہ ایسے لغو اور فحش ہیں کہ اُنکے لکھنے میں اپنے وقت کا ضایع کرنا اور ناظرین کے دلوں میں مطالعہ کتاب سے نفرت پیدا کرنا ہے مگر مختصر یہ ہے کہ اُسکے عہد میں غیر ریاستوں کی حملہ آوری شہروں کا محاصرہ غارتگروں کی تاخت و تاراج ملک کی خرابی رعایا کی تباہی متواتر جاری رہی۔ رسکپور نامی ایک ادنی کسبی نے وہ فروغ پایا کہ اُسکے مقابلے میں عمدہ خاندان کی رانیاں گرد ہوگئیں اسپر بہانگ عنانیں ہوئیں کہ اُسکو راج کے نصف ممالک کی رانی کر دیا اور راج کا کل سامان ملکہ راجہ سوائی جے سنگھ کا کتب خانہ تک نصف اسکو تقسیم کر دیا جسے سندر کا خزانہ جسکی حفاظت میں کالی کھوہ کے مینے دل و جان تصدق کرتے تھے مفت فضول خرچی میں تلف کر دیا۔ تجارت میں خلل واقع ہوا زراعت جلد موقوف ہوگئی کسی روز روڑا رام خیاط مختار ہوا دوسرے روز کوئی بقال ہوا تیسرے روز برہمن مقرر ہوا اور ہر ایک باری باری سے ناہر گڑھ کے جیل خانے میں بھیجا جاتا تھا۔

رسکپور کا نام سکے میں درج کرا دیا۔ راجہ کے ساتھ ہاتھی پر سوار ہو کر نکلتی تھی سرداروں کو حکم تھا کہ مثل رانیوں کے اُس کا ادب و تعظیم کریں مصر شیونرائن برہمن اُسکو بائی جی کہکر پوتا تھا مگر چاند سنگھ سردار دوندی نے جب اُس جلسے میں جسمیں وہ کسبی موجود ہوتی شریک ہونے سے انکار کیا اس علت میں اسپر دو لاکھ روپیہ کہ اُسکی چار سال کی آمدنی تھی جرمانہ ہوا سرداران ریاست راجہ اور اُسکی حکومت سے ایسے تنگ ہوگئے تھے کہ ایک دفعہ اُسکو گدی سے اُتارنے کی تجویز کی اور اگر رسکپور کو ناہر گڑھ میں قید نہ کر دیا جاتا تو یقین ہے اس تجویز پر ضرور عمل کرتے۔

سمبت ۱۸۷۵ مطابق ۱۸۱۸ء۔ ۲۱ دسمبر کو راجہ جگت سنگھ نے سترہ برس راج کر کے اپنی بدنام زندگی اختتام کو پہونچائی اُسکی وفات پر کسی کو افسوس نہ ہوا بلکہ کل راجپوتوں نے بالاتفاق کہا کہ آج بکھیڑے کا دروازہ کھلا ہے منشی جوالا سہائے نے وقائع راجپوتانہ میں انھیں الفاظ سے لکھا ہے۔ راجہ جگت سنگھ لاولد تھا مسند نشینی کے واسطے کسی کو گود لینا ضرور ہوا اور یکجہتیوں میں کوئی ایسا نہ تھا جو بلا اعتراض راجہ ہو سکے اس واسطے بعض لوگوں نے زور کے نکالے ہوئے راجہ موہن سنگھ کچھواہہ کو جسکا علاقہ سیندھیا نے چھین لیا تھا گدی پر بٹھا دیا لیکن وہ رانیوں اور بڑے سرداروں کی ناراضگی کے سبب علحدہ کر دیا گیا اور ایک بھٹیانی رانی کے آٹھ مہینے کا حمل تصدیق کئے جانے کے بعد ۱۸۱۹ء مطابق ۱۸۷۵ء ۲۵۔ اپریل کو ایک لڑکا پیدا ہوا جسنے تیسرے سے سنگھ کے نام سے شہرت پائی باشندگان جیپور کو اس وقت جو خوف تھا کہ رفع فساد کے حیلے سے سرکار انگریزی مداخلت کر کے ملک ضبط کر لیگی وہ جاتا رہا۔

اس جگت سنگھ نے راجپوتانے مین ایک اور طرح بھی فساد عظیم پیدا کرایا جسکی تفصیل یون ہے کہ مہارانا بھیم سنگھ کی دختر جسکی منگنی پہلے جودھپور کے مان سنگھ سے ہوکر بھیم سنگھ نے چھڑالی تھی مہارانا کے ایما سے جگت سنگھ کو تحریک کی گئی اور اُس کے عشق باز مزاج کو کشن کمار کے حسن وجمال نے اپنی طرف ایسا کھینچا کہ اُس نے شادی کرنے کی درخواست کی۔ دونون رقیبون یعنی راجہ مان سنگھ والی جودھپور اور راجہ جگت سنگھ والی جیپور کے درمیان سوائی سنگھ سردار جودھپور کی شرارت اور فتنہ پردازی سے فساد عظیم برپا ہوا نواب امیر خان نے جسکو اول راجہ جیپور نے بلایا تھا اور پھر راجہ کے نقض عہد کرکے اس سے مخالفت کرلی ایسلیے والی جودھپور نے خرچۂ جنگ مقرر کرکے اپنی طرف کرلیا جیپور والونکو خوب تباہ کیا بلکہ قریب قریب سارا راجپوتانہ تباہی مین مبتلا ہوگیا کسی قسم کی بدنامی تھی جو ان دونون راجون اور اُنکے ہمراہیون نے حاصل کی۔ قتل غارت کا بازار برابر گرم رہا مگر دونون رئیسون مین سے کوئی اپنے دعوے سے دست بردار نہ ہوا اور ملک مین سیلاب خون جاری ہوا انجام کار نواب کے مشورے سے قرار پایا کہ سبب فساد گم ہوجائے کشن کمار کہ جو راجستان مین بربادی پھیلنے کے باعث وبال راجستان سمجھی گئی مار دیا جائے۔

راجہ جے سنگھ سوم

یہ سمبت ۱۸۷۵ مطابق ۱۸۱۹ء مین پیدا ہونے پر سر ڈیوڈ اکٹرلونی انگریز ایجنٹ سفیر دہلی کی صلاح و منظوری سے راج کا مستحق مانا گیا اور جوگا نون سردارون نے خاصے گے دیا لے تھے وہ اُنکے قبضے سے نکالے جاکر قدیم دستور کے موافق راج اور جاگیر دارونکے معمولی برتاؤ کی ہدایت کردیگئی۔ دوسری سال رانی مہارکی ناقص اور بدنام کارروائی سے فساد ہوکر محل کے اندر فوجی رام وغیرہ کئی اہلکار مارے گئے جس پر وکیل نے نگرانی کے خیال سے ایک پولیٹکل انسپکٹنگ سٹوارٹ کو حاص جیپور مین مقرر کیا۔ رانی نے اول بہیری نامی دیوان کے برخلاف ایک نکھرام جھوتارام کو مصاحب بنالیا۔ لیکن پولیٹکل افسر نے سرکاری منشا سے بدصلاح کارون کو بیدخل اور راول کو بااختیار کردیا۔ تین برس کے بعد راول دیوان جان کے خوف سے انگریزی مین جا چھپا جسکو سر ڈیوڈ اکٹرلونی نے دیوانی سے موقوف کرکے رانی کو اختیار سونپ دیا لیکن جھوتارام پھر سخت نالائق ثابت ہونے پر نگی برس کے لیے جلاوطن کیا گیا۔ سمبت ۱۸۸۲ مطابق ۱۸۲۶ء مین میجر پولیٹکل اجنٹ نے انتظام کی نظر سے سردارونکو جمع کرکے رائے لینی چاہی جنمین سے کسی نے بھی راجپوتانے کی عادت کے موافق سب کے سامنے اپنا منشا ظاہر نہ کیا تب میجر صاحب نے ایک ایک کو علیحدہ کمرے مین بلاکر اونکی رائے کا اندازہ لیا تو معلوم ہوا کہ اکثر بڑے درجے کے سردار راول کے برخلاف اور رانی سے رضامند ہین اسپر سر چارلس متکاف نے راول کو دوبارہ بے اختیار کرکے جھوتارام کو واپس آنے کا حکم دیدیا فوج نے باقی تنخواہ نہ ملنے کی فریاد مین شہر پر توپخانہ آجمایا یہ بغاوت پولیٹکل اجنٹ کے سمجھانے اور تنخواہ ملجانے سے دور ہوئی۔

سمبت ۱۸۸۸ مطابق ۱۸۳۲ء مین لارڈ ولیم بینٹنگ گورنر جنرل نے اجمیر آکر راجپوتانے کی عام افسری

دہلی سے علیحدہ کرکے کرنل لاکٹ کو اول بار اجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ مقرر کیا۔ اسی برس شیخاوٹی مین زیادہ لوٹ مار ہونے کے سبب نمک کی سانبھر جھیل پر کچھ عرصے تک انگریزی فوج رکھی جاکر اُسکا چودہ لاکھ روپیہ سالانہ خرچ جیپور کے ذمے ڈالا گیا۔ راج پر بارہ لاکھ روپیہ سرکاری خراج باقی رہنے اور بہت سی خرابیون کے وقت راجہ کی والدہ اسی سال کے اندر انتقال کرگئی جس سے جھوتارام نمک حرام کو اپنے مختار رہنے کی غرض سے نوجوان رئیس کے ہلاک کرنے اور ایک بچے کو وارث بنا کے کے سوا کوئی تدبیر نہ سوجھی۔

سمبت ۱۸۹۰ مطابق شروع ۱۸۳۵ء مین راجہ جے سنگھ تیسرے کو ستروہ برس کی عمر مین محل کے اندر دفعتہً مرنے پر جلد داغ دیا گیا جس سے جھوتارام پر زہر دینے کا الزام قائم ہوا۔ کرنل اَکوس اجنٹ گورنر جنرل کے جلد جیپور آنے کے بعد قتل کا کوئی پختہ ثبوت نہ ملنے سے جھوتارام قلعۂ دیوسہ مین دائم الحبس کیا گیا اور کنور رام سنگھ کی والدہ چندر اودت مختار ہوئی۔ جس سے پھر ثابت ہوا کہ عورتون کے کامل اختیار اور اُنکے نالائق مددگارون سے تباہی کے سوا کوئی اچھا نتیجہ نہین نکلتا۔

مہاراجہ رام سنگھ دوم

یہ سمبت ۱۸۹۰ مطابق ۱۸۳۵ء مین جبکہ سوا برس کی عمر کا تھا رئیس مانا گیا اور اُسکی والدہ محافظ اور مختار قرار دیگئی کئی مہینہ کے بعد پولیٹکل اجنٹ نے جھوتارام کے طرفدارونکو برطرف اور راول کو دیوان بنانا چاہا اُس موقع پر اجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ جب اپنے اسسٹنٹ مسٹر بلیک وغیرہ کے ساتھ راول کے اختیار ملنے کا حکم سناکر محلون سے واپس چلا تو فسادیون مین سے ایک شخص نے اجنٹ گورنر جنرل کو تلوار سے زخمی کیا مسٹر بلیک نے فوراً مجرم کو پکڑکر قید خانے مین بھجوایا اور اجنٹ گورنر جنرل پالکی مین پڑکر ایجنسی پہونچا شہر والون نے بلیک صاحب کے کپڑے خون سے بھرے ہوئے دیکھکر شور مچا دیا کہ یہ صاحب کم عمر مہاراجہ کو مار کر جاتا ہے اس غلط افواہ سے سیکڑون آدمی اُسپر دوڑ پڑے اور وہ شہر کا دروازہ بند پاکر ہاتھی پر سے ایک مندر کی چھت پر کود گیا۔ جہان اُسکو پہرے والے مینون نے بیرحمی سے قتل کرڈالا۔ تین چپراسی۔ ایک چیتردار اور ایک فیلبان بھی اس بلوے مین مارے گئے۔ راول نے قاتل مینون کو پھانسی دلواکر سرکاری کمیشن کو بہت مدد دی جسکی تحقیقات سے جھوتارام کا دوست دیوان امرچند وہابت اسد وغیرہ قتل اور خود جھوتارام وحکم چند ہمشیرہ کو قلعہ چناڑ مین قید کئے گئے۔

اس بہبودہ فساد کے سبب راول اور رانی مختار کو راج کی ضبطی کا خوف ہوا لیکن انگریزی سرکار نے رئیس کی کم عمری کے لحاظ سے فسادی اور قاتل مجرمون کو معمولی سزائین دینے کے سوا کسیطرح کا نقصان ریاست کو نہین پہونچایا۔

سمبت ۱۸۹۵ مطابق ۱۸۳۹ء مین کرنل سرجان صدر لینڈا اجنٹ گورنر جنرل نے فضول جھگڑون کے سبب پولیٹکل احنٹ کے ماتحت ریاستی کاروبار انجام پانے کے لیے ایک کونسل قائم کرکے دیوانی

و فوجداری وغیرہ کی کچہریاں بھی مقرر کردین مہارانی نے اپنی بے اعتباری سے ناراض ہوکر کئی بار فساد کرایا جو سرکاری فوج کے ذریعہ سے دور کیا گیا۔ پولیٹکل اجنٹ نے ریاست کی زبوں حالی اور خرچ کو زیادہ دیکھ کر سالانہ خراج کی کمی اور باقی خراج کی رقم معاف ہونے کے واسطے اجنٹ گورنر جنرل کی معرفت سرکار مین رپوٹ کی جسپر کامل غور ہوکر سمبت ۱۹۰۳ مطابق ۱۸۴۶ء سے معمولی خراج یعنی چار لاکھ روپے سالانہ کے حساب سے لینا قرار پایا اور سمبت ۱۹۰۵ مطابق ۱۸۴۸ء مین گورنر جنرل کے حکم سے چالیس لاکھ روپیہ بقایا کا بالکل معاف ہوگیا اسکے سوا سانبھر پرسے قبضہ اٹھاکر سرکار نے شیخاوٹی برگینڈ کا تمام خرچ اپنے ذمے لیا۔ اسی سال پولیٹکل اجنٹ کی راے سے ریاستی سردارون نے ستی ہونا اور لونڈی غلام بیچنا قانونی جرم ٹھہرا کر چارا ون وغیرہ کو بیاہ شادی کے موقع پر بہت سا روپیہ دینا بیجا قرار دیا اور ان باتونکی روک کے واسطے علاقے مین تاکیدی اشتہار جاری کردئے۔ لیکن کونسل کے ممبران اودیشو سنگھ و اسکے بھائی بھیرون سنگھ نے سوا لاکھ آمدنی کی جاگیرین اپنے رشتہ دارونکو دیکر تین لاکھ روپے سے زیادہ کا غبن کیا اسپر اجنٹ گورنر جنرل کے حکم سے کچھ جاگیرین ضبط اور بعض کا روپیہ وصول ہوکر بھیرون سنگھ وغیرہ سے نکالدیے گئے۔ پولیٹکل افسر کی کوشش سے ریاست مین سڑکین۔ شفاخانے اور کئی باغ طیار کئے گئے جسمیں ہمیشہ ترقی ہوتی رہی۔

سمبت ۱۹۰۶ مطابق ۱۸۵۰ء مین پنچایت پر سے پولیٹکل افسر کی نگرانی رفع ہوکر مہاراجہ کو ریاستی انتظام سپرد کردئے گئے۔ راول اپنی ذی اختیاری اور فضولخرچی سے راج کو زیربار اور مہاراجہ کو غافل از کار رکھنا چاہتا تھا۔ لیکن اجنٹ گورنر جنرل کی نیک صلاح سے مہاراجہ نے راول کو برطرف کردیا۔

سمبت ۱۹۱۳ مطابق ۱۸۵۶ء کے غدر مین مہاراجہ نے ڈھائی ہزار آدمی شہر کی حفاظت کو رکھ کر چھ ہزار فوج پولیٹکل افسر کے ہمراہ کردی۔ جو گوڑگانوہ وغیرہ کی طرف سے بہت سے انگریز و نکو امن کے ساتھ قلعہ آگرہ مین پہونچا آئی اور پولیٹکل اجنٹ کی عورت اور بچونکو مہاراجہ نے محل مین پناہ دیکر [illegible] تھا اس خیرخواہی کے عوض گورنر جنرل نے پرگنہ کوٹ قاسم جو دہلی کے آخری وظیفہ خوار بادشاہ سے ضبط ہوا راج کو عطا کیا۔ سمبت ۱۹۲۰ مطابق ۱۸۶۳ء مین مہاراجہ نے جودھپور جاکر دو شادیا نکین اور اسی برس اسکو حضور ملکہ معظمہ کی طرف سے اول درجے کا تمغاے ستارۂ ہند (جی۔ سی۔ ایس۔ آئی) حاصل ہوا۔ اسی سال پڑ[illegible] شیو دین مصاحب کے مرجانے سے مہاراجہ نے نواب فیض علیخان فوج بخشی کو مصاحب علے بناکر اسکے ماتحت اول چاشنیون اور پھر آٹھ شخصونکی کونسل مقرر کی۔

سمبت ۱۹۲۲ مطابق ۱۸۶۶ء مین مہاراجہ نے چھوٹے مدرسے کے عوض بڑا کالج قائم کیا سمبت ۱۹۲۵ کے قحط مین مہاراجہ نے غریبون کی پرورش کرکے علاقے مین غلے کا محصول معاف کردیا جسپر گورنمنٹ سرکار نے اسکی ذاتی سلامی سترہ کے عوض انیس توپ کردی۔ اسی سال یعنی ۱۸۶۷ء مین انگریزی سرکار کے ہرقسم محصول کا روپیہ دینا منظور کرنے کے بعد جیپور اور جودھپور سے سانبھر کو لیکر نمک پر اپنا بندوبست کرلیا

سمبت ۱۹۲۷ مطابق ۱۸۷۱ء مین انگریزی سرکار نواب فیض علیخان کو ممتاز الدولہ خطاب اور سی۔ ایس۔ آئی کا تفاعطا ہوا اور وہ دو برس کے بعد راج کوٹہ کی خرابی کے سبب سرکاری طرف سے وہان کا پولیٹکل سپرنٹنڈنٹ مقرر ہوکر گیا اور کئی سال تک عمدگی سے انتظام کرتا رہا۔ لارڈ میو گورنر جنرل کے جزیرۂ انڈمان مین جسکو عام لوگ کالا پانی کہتے ہین ایک قیدی شیر خان کے ہاتھ سے مارے جانے پر مہاراجہ کو جو انکا بڑا دوست تھا سخت رنج ہوا اسلیئے اُس نے دلی محبت سے میو صاحب کی قدآدم برنجی تصویر میو ہاسپٹل کے سامنے بلند چبوترے پر نصب کی جو رام نواس باغ کے اندر قائم ہونے سے زیادہ خوشنما نظر آتی ہے اسی سال مہاراجہ نے آنکھ کی تکلیف سے فیملے جاکر مشہور ڈاکٹر مگنا مارا سے قدح (عمل جراحی) کرایا اور تندرست ہوکر واپس آیا

سمبت ۱۹۲۹ مطابق ۱۸۷۳ء مین نواب فیض علی خان دیوان نے جو چند روز کے بعد سر۔ کے۔ سی ایس۔ آئی۔ کا تفاپا کر کوے کا انتظام ہوا اپنے عہدے سے استعفا دیا اور فتح سنگھ راٹھوڑ اُسکی جگہ مقرر ہوا

سمبت ۱۹۳۱ مطابق ۱۸۷۵ء مین مہاراجہ جو ایک برس پہلے نواب گورنر جنرل کی کونسل مین ممبر کے طور شریک رہ چکا تھا بڑودے کے مہاراجہ گا ئکواڑ کی تحقیقات کرنے والی کمیشن مین ممبر کیا گیا جسکے نتیجے مین گا ئکواڑ سرکاری رزیڈنٹ کو زہر دلوانے کے الزام سے معزول کیا جاکر پونا بھیجا گیا۔ اسی سال اول لارڈ نارتھ بروک گورنر جنرل اور پھر شاہزادہ ایڈورڈ البرٹ صاحب یعنے انگلستان و ہندوستان جیپور مین تشریف لائے جسکی یادگار مین مہاراجہ نے ایک عالیشان مکان البرٹ ہال تعمیر کرایا۔ سمبت ۱۹۳۳ مطابق ۱۸۷۷ء جنوری مین مہاراجہ کو ملکۂ معظمہ کے شاہنشاہی لقب اختیار کرنے پر خطاب مشیر خاص ملکہ اُس کی ذاتی سلامی اکیس توپ کردی گئی۔

سمبت ۱۹۳۷ مطابق ۱۸۸۰ء مین مہاراجہ رام سنگھ دوسرے نے دسنون کی بیماری سے انتقال کیا وہ نہایت سادہ مزاج رحمدل فیاض۔ اپنے قول کا پابند اور بے تعصب رئیس تھا۔ انگریز افسر اور ہندوستانی رئیس ہمیشہ اُسکی ملاقات سے خوش دل اور شکرگذار رہتے تھے۔ دراصل سوائی جے سنگھ کے بعد راج جیپور مین اُس سے بہتر شخص کوئی نہین گذرا اس مہاراجہ کے کوئی اولاد نہ تھی [illegible] جاگیردار کا چھوٹا بیٹا جو کچھ مدت سے آپس کی رنجیدگی کے سبب نواب ٹونک کے پاس جا رہا تھا۔ مختصر جاگیر پر گذر کرتا تھا جیپور مین بلائے جانے کے بعد مادھو سنگھ دوم کے نام سے راج کا مالک بنایا گیا۔

مہاراجہ مادھو سنگھ دوم

یہ مہاراجہ سمبت ۱۸۶۶ء مین پیدا ہوا تھا اور سمبت [illegible] مطابق ۱۸۸۰ء مین گود لیے جاکر گدی پر بٹھایا گیا شروع مین کونسل کی نگرانی پر ایک خاص پولیٹکل افسر کپتان ٹائیٹ مقرر ہوا اس کونسل مین دس ارکان تھے کونسل کے زمانے مین ریاست کے کاروبار نے نمایان ترقی کی۔ کچھ عرصے کے بعد سرکاری نگرانی ریاست کے

کام سے اُٹھالی گئی۔ سمبت ۱۹۴۲ مطابق ۱۸۸۶ء مین مہاراجہ کے لیے اختیارات کا خریطہ اور خلعت سرکار سے آگیا جسکے کئی مہینہ پہلے لارڈ ڈفرن گورنر جنرل دورہ مین جیپور کا احوال ملاحظہ فرماگئے تھے۔ دوسرے برس مہاراجہ نے لیڈی ڈفرن فنڈ یعنی زنانہ اسپتالون کے چندے مین ایک لاکھ روپیہ اور ملکہ معظمہ کی جوبلی یعنی پچاس سالہ حکمرانی کے یادگاری مکان کی تعمیر مین پچاس ہزار روپیہ دیا۔ سمبت ۱۹۴۵ مطابق ۱۸۸۸ء مین مہاراجہ کو انگریزی سرکار سے خطاب وتمغاے ستارۂ ہند درجۂ اول ملا اور ۱۸۹۰ء مین خطاب جی سی آئی ای مرحمت ہوا جنوبی افریقہ کے فنڈ مین ایک معتدبہ رقم مہاراجہ نے دی۔ ۱۸۹۶ء و ۱۸۹۹ء کے قحط مین مہاراجہ نے اپنی رعایا کو کافی مدد دی اور بطور افتتاحی اور ابتدائی امداد کے سولہ لاکھ روپیہ خرچ کیا۔ اور شہنشاہی گورنمنٹ کی اعانت کے لیے اٹرینسپورٹ کور جسمین ایک سپرنٹنڈنٹ آٹھ افسر جمعہ سو بچانوے نان کمیشنڈ افسر اور جوان ایک ہزار ایک سو چھتیس ٹٹو چار سو نوے گاڑیان اور توانگے شامل ہین قائم کیا رسالہ ایک انگریز افسر کی زیر نگرانی ہے اور ہمیشہ اپنے کام کے لیے آمادہ رہتا ہے چنانچہ دو مرتبہ اسکو میدان جنگ مین بھی جانے کا اتفاق ہوا۔ مہاراجہ کی اجدائی مسند نشینی سے آخر تک ریاست نے انتظام تعمیرات عامہ مین ایک کرور تراسی لاکھ بانوے ہزار نوسو تیس روپیہ صرف کیا ہے جس سے ملک مین جابجا پختہ خام سڑکین بنگائی گئی ہین آبپاشی کا انتظام نہایت وسعت سے کیا گیا ہے ریاست کی تعمیرات مین ایک قابل دید عمارت البرٹ ہال ہے جسکا بنیادی پتھر پرنس آف ویلز نے جواب شہنشاہ معظم ہین اُس زمانے مین اپنے ہاتھ سے رکھا تھا جب وہ ہندوستان کی سیر و سیاحت کے لیے تشریف لائے تھے یہ ہال اس ریاست کا عجائب خانہ ہے۔ جیپور سوائی مادھوپور ریلوے کی بھی ایک شاخ ہے جسکا طول تہتر میل ہے۔ تعلیمات کا انتظام بھی قابل تعریف ہے خاص جیپور مین تین کالج ہین مہاراجہ کالج۔ سنسکرت کالج۔ اورنٹل کالج۔ تعلیم نسوان کی غرض سے تین اسکول ہین سالانہ خرچ تعلیمات کا ترانوے ہزار آٹھ سو اسی روپیہ ہے علاوہ میو ہسپتال کے جابجا ملک مین متعدد شفاخانے ہین اس مد مین چھیاسی ہزار سات سو اکتالیس روپے صرف ہوتے ہین۔ مہاراجہ مرنے سے کچھ عرصے پہلے علیل تھا مگر چند ہفتے سے طبیعت بہت زیادہ خراب ہوگئی تھی آخرکار نمونیا سے انتقال ہوگیا ساٹھ سال کی عمر تھی۔

افسوس ہے کہ مہاراجہ کی وفات سے ایک ایسا ہندو رئیس اُٹھ گیا جو پرانی وضع کا پابند تھا اور اُس کے وقت مین نائبان ریاست مطلق العنان رہتے تھے خود مہاراجہ زیادہ تر کار ریاست مین اسلیے مداخلت نہین کرتا تھا کہ مصاحب اعلے کا کام نائب کرتا تھا اور دیوانی و فوجداری اور محکمہ مال وغیرہ جن مین تمام علاقے کا اپیل ہوتا ہے کونسل کے ماتحت ہین اور راج کے ہر پرگنے مین ایک ناظم اور اُس کے ماتحت چند تھانہ دار رہتے ہین۔

مہاراجہ مان سنگھ دوم

۸ ستمبر کو جیپور مین آنجہانی مہاراجہ کی جگہ مسند نشین ہوے انکی عمر ۱۳ سال کی ہے انکو مہاراجہ متوفی نے اپنی وفات سے ایک سال قبل متبنےٰ کیا تھا۔

استحقاق مسند نشینی جیپور

راج جیپور کی مسند نشینی کا استحقاق راجاوت نسل مین ہے کیونکہ راجاؤن کا خاندان بڑا ہے اور پسند کرنیکے واسطے اشخاص بکثرت موجود ہین اگرچہ راجاوت کا لقب پرتھی راج کے خلف کلان کی اولاد کو مخصوص ہے اور چھوٹے بیٹون کی اولاد کو ٹھری دار ہے مگر بعض اوقات یہ سب راجاوت کہلاتے ہین بھلاے کا رئیس راجاوت سردار ہے جو مہاراجہ جیپور کے خاندان مین بہت قریبی رشتہ دار ہے بھلاے ایک قصبہ ہے اور یہان قلعہ بھی ہے اور یہ مقام راستہ نصیر آباد و گوالیار پر نصیر آباد سے ۸۲ میل مشرق مین ہے۔

اول متبنےٰ ہونے کا حق بھلاے والون کو ہے کہ یہ جگت سنگھ خلف مان سنگھ اول کی اولاد مین ہین دوم اولاد مان سنگھ کے مساوی بالدرجہ سردار انکو ہے جنمین چندلاے وہمت سنگوت وڈھولیہ وبھارمل داخل ہین تیسرے سورسنگھ و مادھوسنگھ کی اولاد سمجھی جاتی ہے اور پسلن پرتھی راج کی اولاد اُس سے بہت دور مانی جاتی ہے۔

فصل شیخاوائی کے بیان مین

یہ جیپور کا شمالی مغربی علاقہ بالکل ریگستان ہے جہان سال بھر مین ایک فصل بارش کے ذریعہ سے ہوتی ہے اور کنوین بہت کم ہین اور پانی اتنے عمق پر ہے کہ اُسنے آبپاشی نہین ہوسکتی ہے تعمیر چاہ کا خرچ پانچہزار روپے سے آٹھ ہزار روپے تک ہے کنوون کو بڑے عمق پر فرق کرنا پڑتا ہے اور چونکہ اُنکے اندر پانی سوت سے نہین نکلتا ہے بلکہ ریت مین چھنکر آتا ہے اسواسطے یہ بھی ضرور ہے کہ حوض نما ہونے کی غرض سے اُنکا محیط وسیع تر ہو علاوہ اسکے ریت نکلنے کا بھی خطرہ رہتا ہے جس کنوین مین ریت نکلتا ہے وہ چھوڑدیا جاتا ہے چنانچہ قصبون اور دیہات کے قریب اکثر کنوؤن کی کوٹھان بکثرت مینار موجود ہین۔ جب کنوان ہمہ وجہ تیار ہوجاتا ہے اس سے فائدہ بھی بہت ہوتا ہے گردوپیش کے دیہات کے مویشی پانی پینے کو آتے ہین اون پر محصول لیا جاتا ہے خشک موسمون مین مویشی ان کے قرب وجوار مین رکھے جاتے ہین اور وہان کی چراگاہون کی بھی قدر زیادہ ہوجاتی ہے جہان کنوان ہوتا ہے وہان ہی آبادی زیادہ ہوتی ہے اسی وجہ سے دیہات بڑھے فاصلے پر ہین جہان زمین مین کنکر کی تہ نکلتی ہے وہان گانون آباد ہوجاتا ہے شیخاوائی زراعت کا ملک نہین ہے سالنامہ مین ایک فصل ہوتی ہے اور کبھی کبھی وہ بھی نہین ہوتی کل ملک ریت کے ٹیلون سے بھرا ہے اُسمین صرف آک اور پھوک پیدا ہوتے ہین پھوک ایک بے برگ درخت ہوتا ہے اُسکے پھولون کو آدمی کھاتے ہین اونٹ اُنکو عمدہ چارہ ملتا ہے اور اُسکی جڑ سے کہ زمین مین دور تک پھیلتی ہے جلاکر کوئلے بناتے ہین کہ جلانے کے کام آتے ہین مقدم پیداوار جوار۔ باجرہ۔ مونگ اور موٹھ کی ہے ریت کے

ٹیلون کو بڑے ہلون سے بذریعہ اونٹوں کے کاشت کرتے ہین جس سال بارش کثرت سے ہوتی ہے اس قدر پیداوار ہوتا ہے کہ زمیندار اچھی طرح خرچ کرلین تب بھی مویشیون کے واسطے بہت بچ رہتا ہے مگر اچھی بارش کم ہوتی ہے تخفیف بارش زراعت کی بالیدگی اور ریت کو اڑنے سے باز رکھنے کے واسطے کافی نہین ہوتی اور بارش کثرت سے ہوتی ہے تب ریت اڑکر زراعت کو دبا لیتا ہے۔

آنبیر کے یا رھوین راجہ اُدے کرن کے پوتے یعنی موکل جی کے بیٹے شیخ جی کچھواہہ کے نام سے یہ ملک شیخاوٹی کہلاتا ہے۔ کیونکہ اُسکی اولاد یہان بڑی تعداد مین آباد ہے۔ شیخاوتون سے پہلے اس علاقے پر قائم خانیون کا قبضہ تھا جو جوہان نسل مین سے مسلمان ہوگئے ہین۔ راجہ اودے کرن جس نے قائم خانیون کو تابع کیا تھا اُسکے پوتے موکل جی نے اولاد ہونے کیلیے ایک مسلمان فقیر شیخ برہان الدین کی بہت خدمت کی جو خراسان وغیرہ کی طرف سے اس ویرانے مین آرہا تھا۔ جب موکل جی کے ایک بیٹا پیدا ہوا اور اُسکی پیدائش شیخ برہان کی دعا سے خیال کی گئی تو لڑکے کا نام شیخا یا شیخ جی رکھا گیا اور شیخ کی ہدایتون کے موافق بہت سی اسلامی رسمین اختیار کرلی گئین جن پر ابتک عمل چلا آتا ہے۔ شیخاوت ہندو دیوتاؤن کی طرح مسلمانون کے پیغمبر اور پیرون کی پوجا کرتے ہین۔ بچہ پیدا ہونے پر کلمہ پڑھاتے ہین کھانے کے لیے بکرے اسلامی طور پر ذبح کراتے ہین۔ سور کا گوشت بالکل نہین کھاتے۔ شیخ برہان کے مرنے کے بعد اُسکی قبر پر عمدہ عمارت بنائی گئی جسکی تعظیم و زیارت کا رواج ہوگیا۔ شیخاوت لوگ کچھوا ہونیکی ہر ایک شاخ سے تعداد مین زیادہ اور حشمت کشی مین بڑھکر ہین۔ کھیتڑی۔ سیکر۔ اور کھنڈیلہ کے راجہ اور منوہرپور وغیرہ کے جاگیردار شیخ جی کی نامور اولاد مین سے مانے جاتے ہین۔ شیخاوت جو اپنی ریگستانی خاصیت کے سبب کل کچھوا ہونمین زبردست ہین انہین سے بادشاہ اکبر اور جہانگیر وغیرہ کے عہد مین راجہ گردھر۔ راؤ منوہر داس اور راو رائے شال درباری نے بڑی عزت اور ناموری حاصل کی تھی۔

شیخاوتون مین راجگان کھنڈیلہ اپنے مورث اعلے راجہ گردھر کے نام سے گردھرچی کہلاتے ہین اگرچہ وہان پانہ یعنی حصص صرف دو ہین اور ہر ایک مین علیحدہ راجہ ہے مگر اس خاندان مین جتنے آدمی غریب یا امیر ہین سب بلقب راجہ معروف ہین تاہجدیکہ جو افلاس و کم استعدادی سے مزدوری کرتے ہین وہ بھی راجہ کہلاتے ہین اور اس نواح مین ایک عام مقولہ ہے کہ گردھرچی کے سب راجہ۔

منوہرپور کا راؤ قدیم سردار اور ذی رتبہ ہے مگر بخلاف کل شیخاوتون کے کہ خراج گذار ہین راؤ منوہرپور جاگیردار ہے کہ اُنکے سوائے راج مین نوکری کرتا ہے سیکر کا سردار بلقب راؤ راجہ مشہور ہے اُسکے علاقے مین خاص سیکر اور رام گڑھ و لچھمن گڑھ و فتح پور وغیرہ قصبات دولتمند و سا ہوکار و مکی آبادی کے ہین اور اُس کے بھائی بیٹون مین سے چند بٹھا کر جیسے بجھوٹھ۔ باٹودہ اور شیام گڑھ وغیرہ کے بہت زبردست ہین جنمین باٹھا کرڈہ ڈنگر سنگھ عرف ڈونگ جی جس نے بار و بٹھیہ یعنی باغی ہوکر چند سنگین وارداتون کا ارتکاب کیا تھا اور گرفتار ہوکر

آگرے کے جیل خانے مین قید ہوا اور اسکا بھتیجا جواہر سنگھ جیل خانہ توڑکر اسے نکالکر لایا موضع پٹھولہ علاقہ سیکر کا رہنے والا تھا اس دونگ جی کا قصہ یا یا لوگ راجہ تانے مین گاتے پھرتے ہین شیخ جی کے وقت سے ابتک شیخاوت بہت بڑھ گئے ہین - محمد شاہ کے وقت مین دہلی کی سلطنت ضعیف ہوجانے سے راجہ سوائی جے سنگھ نے شیخاوتونکی قوت کم کرنے کے لیے اُنکے خانگی نزاع کو موقع غنیمت سمجھکر ہر ٹھاکر کے مرجانے کے بعد یہ دستور جاری کیا کہ جب کوئی ٹھاکر مرتا اُسکی اولاد جائداد کو برابر حصونمین تقسیم کرلیتی صرف سیکر اور کھیتڑی کی ریاستین اس غلط اندازِ تقسیم سے بچ رہین سیکر مین جس چھوٹے بھائی نے دعوی کیا اُسی کو مار ڈالا اور کھیتڑی مین کسی راجہ کے ایک سے زیادہ لڑکا پیدا نہ ہوا - اس تقسیم سے شیخاوتون کی خود مختاری جاتی رہی اور اُنکی طاقت ٹوٹ گئی اور آپس کے جھگڑون مین مدد اور فریاد کے لیے جیپور کے دوسرے سردارونکی طرح وہان کا ماتحت ہونا پڑا ہر ایک قصبہ ہر ایک گانون ہر ایک گھر ہر ایک کھیت برابر تقسیم ہوتا جاتا ہے - سلطانہ - گانگیاسر - کھیالی اور ٹامکین غیرہ دیہات مین اتنے ٹھاکر ہین کہ ہر ایک کے حصے مین صرف چند بیگہ اراضی ہے -

شیخاوتون مین سب سے بڑا گروہ شیخاوٹی کے بڑے حصے پر تعداد کثیر پھیلا ہوا ہے سادول سنگھ والون کا ہے اسکے بزرگون نے قائم خانی نواب سے فتح کرکے جھونجھنون پر قبضہ کیا تھا اس خاندان مین اول نامور شخص اور کل ٹھاکرون کا مورث اعلے سادول سنگھ تھا اُسکے پانچ بیٹے ہوئے کشن سنگھ - نول سنگھ - زور آور سنگھ گیری سنگھ اور راکھے سنگھ ان مین سے اکھے سنگھ ولد رہاباقی چارون نے اور اسیطرح اُنکی اولاد نے ملک موروثی مساوی حصون مین تقسیم کیا کہ اسطرح اوقات مختلفہ پر بسا - سورج گڑھ - نولگڑھ - منڈاوہ - ڈوندلود - آل - سیسر - مل - سیسر - نمڈریلہ - اسماعیل پور - جھکھوڑہ - پرسرام پورہ - دیوراوا - س - چنداوہ - سیسرہ - بدن گڑھ - ڈومرہ گانگھا - ٹامکین اور سلطانہ بیسون جائداد ہوگئین اور ان مین سے بھی اکثر مین دو - چار اور بعض بعض مین بیس تیس حصے دار ہوگئے ہر ایک کی مختلف آمدنی ہے - ڈوندلود - سورج گڑھ - نول گڑھ اور منڈاوہ وغیرہ کی بیس بیس تیس تیس ہزار اور غایت درجہ بسا کی ساٹھ ہزار روپیہ سالانہ آمدنی ہے اس مین سے ہر ایک حسب حصہ و حیثیت اپنے خراج دیتا ہے - پرانی تواریخ کے مطابق سیکر اور کھیتڑی کی آمدنی چار چار لاکھ اور کل شیخاوٹی کی پندرہ لاکھ روپیہ سمجھی جاتی ہے جسمین سے تین لاکھ روپیہ سالانہ کے قریب راج جیپور کو خراج وصول ہوتا ہے - اس علاقے کا صدر مقام قصبہ جھونجھنون پندرہ ہزار آدمیونکی آبادی ہے جسمین سب کا حصہ ہے اور راج کا نائم بھی وہین قیام رکھتا ہے - علاوہ صاحب جائداد شیخاوتون کے اُنکی چند شاخین ایسی ہین کہ کچھ آمدنی نہین رکھتین صرف چند دیہات مین بکثرت آباد ہین ان مین بڑا گروہ سلہدی والون کا ہے کہ اُنکا اول بزرگ سلہدی سنگھ ٹھاکر سادول سنگھ کا بھائی تھا مگر اپنی کوتہ اندیشی اور کند مزاجی سے شریک جائداد نہ ہوسکا اُسکی اولاد کھی رُوڈ - جاکھل - نگلی - مہین - واٹری کھرب - دیوتہ - اور بھاروڑہ وغیرہ چھ سات دیہات مین رہتی ہے اور راج جیپور یا ٹھاکران سادول سنگھ کی نوکری کرکے وجہ معیشت پیدا کرتی ہے -

کل شیخاوت جو کچھ اہون کی ایک شاخ ہین اور راجاوت جو سمارا جہ جیپور کے ہم قوم برادر ہین خراج کے سوا نوکری دینے کے پابند نہین ہین دوسرے جاگیردار جن سے خراج نہین لیا جاتا اُنکو چاکری مین حاضر رہنا ضروری سمجھا جاتا ہے۔

راجپوتونکے سوا شیخاوائی مین اور خصوصاً کھیتڑی و شمال مشرقی حصے مین ایک اور قوم بہ تعداد کثیر مینون کی ہے راج جیپور مین قلعہ اور خزانون کے محافظ ہونے کے سبب سے مینون کا بہت زور ہے۔ اُنکی شاخین کل ملک مین پھیلی ہوئی ہین۔ البتہ یہ لوگ بہت دجوانمردی مین بوندی و میواڑ کے کھیراڑ کے میونون سے کمتر ہین مگر چوری اور دردور کی ڈاکہ زنی و غارتگری کی عمات و تدبیرون مین اُن سے فائق ہین۔

کھیتڑی

اس مختصر ریاست کا تعلق سرکار انگریزی سے بہت مدت رہا ہے۔ ۱۸۰۳ء مین راجہ ابے سنگھ والی کھیتڑی لارڈ لیک کے شامل ہوا تھا اور کھیتڑی خود اختیار ریاست متصور ہوکر اُس سے معاہدہ ہوا کہ اگر سرکار انگریزی اور جیپور کے درمیان نااتفاقی رہی تو کھیتڑی سرکار انگریزی کی طرف متصور ہو جنگ مرہٹہ کے زمانے مین راجہ نے اپنا ملک اور فوج سرکار کو سپرد کردی اور اپنے بھائی کو مع راجپوت سوارونکے جنرل مُون سَین کے ساتھ مہم گجرات پر بھیجا اور یہ تمام راجپوت جنرل کی ضرورت کے وقت دریاے چمبل کے کنارے پر لڑکر مع اپنے افسر کے مارے گئے اس حسن خدمت کے جلدہ مین لارڈ لیک نے راجہ کھیتڑی کو پرگنہ کوٹ پتلی نوّے ہزار روپیہ سالانہ جمع کا عطا کیا راجہ کھیتڑی کے پاس اس پرگنے کے علاوہ اور ملک بھی ہے جسکی بابت ریاست جیپور کو خراج دیتا ہے راجہ کے تمام علاقے کی آمدنی چھ لاکھ روپیہ سالانہ کی ہے ریاست کھیتڑی باعتبار پرگنہ کوٹ پتلی عنایہ سرکار انگریزی رزیڈنسی جیپور سے متعلق ہے اور وہیں سے یہ ریاست ماتحت راج جیپور ہے۔ کھیتڑی مین تانبے کی کانین بہت ہین مگر بدنظمی سے کانین اور کھوالی خراب ہورہے ہین سابق مین اُنکے تین گھر تھے اب ایک بھی نہین رہا ہے انمین باہم تزاح ہوا تھا اور راجہ کی عدم موجودگی سے فیصلے کی امید نہ تھی اور کانون مین محنت کرنے سے کچھ ثمرہ نہ ملا مجبور چھوڑ کر چلے گئے بڑی کان کا اجرا مین سب سے زیادہ پانی نکالنے کی مشکل ہے اول تو دھات کی صفائی کے واسطے جلانے کی لکڑیون کی کمی اور گرانی ہے دوسرے اُسکے گلانے کی دیگر مشکلات ہین۔

کوٹ پتلی دراصل نوراوائی مین ہے مگر کھیتڑی سے متعلق ہونے کی وجہ سے شیخاوائی مین سمجھا جاتا ہے کوٹ پتلی قلعہ اور اُسکے قریب موضع پتلی ہر دو لفظون سے کوٹ پتلی مرکب ہوا ہے انیسوین صدی کے شروع مین یہ قلعہ بہت مستحکم تھا اُسپر مرہٹے قابض تھے لارڈ لیک نے اوکو بیدخل کرکے قلعہ مع پرگنہ راج کھیتڑی کو دیا

سی کر

شیخاوائی کی ایک ریاست کا صدر ہے ٹاڈ صاحب نے راؤ راجہ سیکر کی آمدنی بقدر آٹھ لاکھ روپیہ

سالانہ کی لکھی ہو مگر یہ اندازہ اسکا صحیح نہین ہے رئیس کی آمدنی چار پانچ لاکھ روپیہ سالانہ ہے اور چالیس ہزار روپیہ راج جیپور مین خراج دیتا ہے ۱۸۳۵ء مین انگریزی فوج گئی تب سی کر بلا مقابلہ خالی ہوگیا تھا۔

۱۸۴۴ء مین سیکر مین بہت پرخطر فساد برپا ہوا راو پرتاپ سنگھ والد راو راجہ لچھمن سنگھ نے قبل وفات اپنے دسی ہزار روپے سالانہ کی جاگیر مین اپنے تین کنیز ک زادلڑکون اور ایک نے بالک رام سنگھ کو دی تھین جو وہ برس تک وہ قابض رہے جب ۱۸۳۴ء مین سرکار نے اُس ملک کا انتظام کیا تب بھی کسی نے اعتراض نہین کیا لچھمن سنگھ کے بعد اُسکے بیٹے راو راجہ پرتاپ سنگھ نے ریاست سی کر مین اتنا ملک کم ہونے کی کرنل سدرلینڈ سے شکایت کی حسب اجازت کرنیل مذکور پنچایت نے انکو بیدخل کرنے کا حکم دیا جیپور کی فوج پولیٹکل ایجنٹ کے ساتھ سنگراوت کے حلے مین فوج سیکر کی مدد کے واسطے گئی عرصے تک سنگراوت کا محاصرہ رہا آخر کار فتح ہوا راو راجہ نے پانوڈہ و بھٹھوڑہ پرجو مسکن ڈونگر سنگھ و جواہر سنگھ و بھوپال سنگھ مین فوج کشی کی ٹھاکران مذکور راو راجہ کے بھائی ہین مگر انھون نے کنیز ک زادبھائیون کی مدد کی تھی۔ ڈونگر سنگھ جو فوج شیخاوائی مین رسالہ دار رہا تھا سا ہوکار متھا کی لڑکی کو لیجانیکی غرض سے اُسکے گھر پر حملہ کرنے کے جرم مین اول آگرے کے جیل خانے مین قید ہوا تھا جواہر سنگھ و بھوپال سنگھ کو بھٹھوڑہ چھوٹ جانے کی وجہ سے بار بار تعین ہوگئے تھے آگرے کے جیلخانے پر یکایک حملہ کرکے ڈونگر سنگھ کو نکال لے گئے ان سرکش لوگون نے ملک کو تاخت تاراج کیا اور نصیرآباد کے خزانے مین پہرہ والو نکو مار کر ۵۲ ہزار روپیہ کہ پہلے روز تقسیم تنخواہ کے واسطے آیا تھا لوٹ لے گئے انجام کار ڈونگر سنگھ علاقہ جودھپور مین گرفتار ہوکر مین کی ریاست کے سپرد ہوا جواہر سنگھ کی تشفی ہوئی مگر تشفی دت کامل نہ ہونے کی وجہ سے رہائی پاکر علاقہ بیکانیر مین پناہ پذیر ہوا اور ۱۸۵۵ء مین مع بھوپال سنگھ اور کنیز ک زادبھائیون کے سیکر مین مسکن گزین ہوا۔

۱۸۵۰ء مین راو راجہ پرتاپ سنگھ سیکر والا لاولد مرگیا بھیرون سنگھ نامی پسر عم سولہ سال دعویدار مسند پیدا ہوا۔ راو راجہ لچھمن سنگھ کے انتقال پر اُسکی رانی میرتنی جی حاملہ تھی اُسکے میکے مین بمقام گھانے راو مین بھیرون سنگھ پیدا ہوا تھا حمل کی نسبت سبکو اعتراض تھا اور راجہ پرتاپ سنگھ نے اپنی حیات مین بھیرون سنگھ کو کبھی اپنا بھائی قبول نہین کیا تھا اسکا سبب فریق ثانی نے یہ بیان کیا کہ اگر راجہ پرتاپ سنگھ قبول کرلیتا تو حسب رواج شیخاوائی سیکر کا آدھا علاقہ دینا پڑتا سرداران شیخاوائی سیکر مین جمع ہوئے اور سب نے ملکر بھیرون سنگھ کے حق مین رائے دی کہ وہ مسند نشین ہو اگر اُسکی اصلیت مین مدت تک سب کو شبہ رہا۔

۱۱ مارچ ۱۸۶۷ء کو سیکر مین راو راجہ بھیرون سنگھ کا انتقال ہوا چند مہینون سے بیمار تھا اسواسطے راج جیپور نے پیشتر سے انتظام عدم ارتکاب واردات کردیا تھا ٹھاکر بدھ سنگھ سروری کا لڑکا مادھو سنگھ بیٹھا ہوا مسند نشین ہوا سیکر کے سب لوگ اُس سے رضامند تھے اور کل رشتہ داران و برادران و اہلکاران راج جیپور کی موجودگی مین پگڑی بندھی مسند نشینی کے وقت اُسکی عمر پانچ سال کی تھی ٹھاکر شیام سنگھ

ایک جدی خاندان سیکر نے دعوے مسند نشینی کیا تھا مگر پیش نہ گیا مہاراجہ جیپور کا اس ریاست پر عرصہ تک عتاب رہا اور راج سے رئیس کی مسند نشینی منظور نہین ہوئی وجہ یہ کہ اگرچہ باوصف عذرات و اشتباہ اکثر غرض مند اور دھوپاڑ لوگون کے مہاراجہ نے مادھو سنگھ کے بیٹے ہونے پر کچھ اعتراض نہین کیا تھا مگر بوجہ سرپرست ہونے کے نذرانہ مسند نشینی لینا چاہتا تھا سیکر والون نے اول بحوالہ دستور قدیم اپنی ریاست و رواج ملک کے اُسکے ادا کرنے مین عذر کیا تھا مگر آخرکار جب مہاراجہ نے باجرائے اشتہار عام اپنے کل توابعین رئیس و جاگیردارون سے نذرانہ مسند نشینی لینے کا عام قاعدہ جاری کردیا تو مکند سنگھ منتظم سیکر نے بھی منظور کرلیا اور پونے دو لاکھ روپیہ نذرانہ تین قسطون مین ادا ہونا قرار پاکر اپریل ۱۸۶۹ء مین رئیس کی مسند نشینی منظور ہوئی۔

بساؤ

یہ ٹھکانہ جھنجھنون سے ۲۲ میل شمال مغرب مین ہے یہان نذرانہ مسند نشینی چندر سنگھ کی مسند نشینی و تبنیت پر بقدر چالیس ہزار روپیہ قرار پایا تھا یہان کا جاگیردار ٹھاکر کہلاتا ہے۔

راج جیپور کے کچھواہہ سردارون کا نقشہ
مع تعداد جاگیر بموجب ریکھ و تعداد اسپان
و معافی و ماتحت سرداران وغیرہ

بموجب نقشہ مرتبہ کرنل بروک						دوسرے نقشون سے		
نمبر شمار	نام شاخ	کس کی اولاد ہے	نام جاگیردار	اول جاگیر کی سالانہ آمدنی	تعداد سرداران ماتحت	کل سرداران کی آمدنی	تعداد اسپان بموجب ریکھ	تعداد اسپان بموجب نقشہ	معافی	باقی آمدنی بعد معافی
۱	چوروان پوت		نیمڑی	۱۰۰۰۰۰	۱	۱۰۰۰۰	۲۱۲۰۰	۳۵	۴	۳۱
۲	بچاونوت	بچاین	لاسبو	۱۸۰۰۰	۳	۲۵۰۰۰	۴۳۲۷۰	۶۲	۸	۵۴
۳	ناتھاوت	ناتھو	چومون	۷۰۰۰۰	۱۰	۲۲۰۰۰۰	۴۱۷۴۵۲	۷۸۳	۲۰۰	۵۸۳
۴	ستاوت	ستان	سورت	۲۲۰۰۰		۲۲۰۰۰	۵۶۲۰۲	۱۲۴	۱۵	۱۰۹
۵	کھنگارپوت	کھنگار رنجیل	رڈگی	۵۰۰۰۰	۲۲	۶۰۰۰۰۰	۵۲۱۴۳۸	۱۰۳۳	۱۷۰	۸۶۳
۶	راجاوت	—	چندلائے	۲۰۰۰۰	۱۶	۱۹۸۱۳۷	۳۲۱۴۲۵	۶۱۲	۱۱۳	۴۹۹
۷	نکنیٹھ اوت	نکبھدر	اچرول	۴۹۰۰۰	۲۱	۱۳۰۰۰۰	۱۳۶۰۰	۱۹	۱۷	۸۲
۸	کلیاناوت	کلیان	رتوار	۲۵۰۰۰	۱۹	۳۴۵۰۰۰	۱۹۶۴۹۷	۳۳۷	۳۶	۳۰۱
۹	چترجھوت	چترجھج	نگرو	۴۰۰۰۰	۶	۱۰۰۰۰۰	۸۳۷۰۲	۱۴۹	۲۰	۱۲۹
۱۰	گوگاوت	؟؟	دُوتی	۷۰۰۰۰	۱۳	۱۶۸۰۰۰	۷۱۱۶۱	۱۲۱	۴۰	۸۱

نمبر شمار	نام شرف	کس کے علاقے	جاگیرداروں کی تعداد	آمدنی کل سرداروں کی	تعداد گاؤں	تعداد سوار	تعداد پیادہ	سانی	باقی نوکری والے
۱۱	کچھواہا		بالنکھو	۲۱۰۰۰	۲	۲۴۰۰۰	۳۸۵۳۲	۵۰	۱۳	۳۷
۱۲	کم پاوت		چہار	۲۸۰۰۰	۶	۴۱۰۰۰	۲۹۵۶۲	۴۳	۸	۳۶
۱۳	شیخاوت	سیکرہ	ریندرہ	۱۰۰۰۰	۳	۵۰۰۰۰	۱۵۵۱۰۶	۲۷۲	۶۲	۲۱۴
۱۴	بھوجی بیرگوت	بن بیر	پاٹ کرہ	۱۹۰۰۰	۳	۲۶۶۰۰	۲۴۲۷۵	۵۲	۸	۴۴
۱۵	کریکا	—	اون پارہ	۲۰۰۰۰۰	۶	۳۰۰۰۰۰	۴۴۴۴۶	۲۶۰	۳۶	۲۳۰
۱۶	باکلاوت		نوان	۱۵۰۰۰	۴	۳۵۰۰۰	۳۵۰۴۰	۶۵	۴	۶۱
میزان				۱۳۶		۲۱۹۴۸۳۷				

دوسرے جاگیرداران راج جیپور

نمبر شمار	نام شرف	تعداد جاگیر بہ حساب جیپور	تعداد سواران بہ حساب جیپور	معاش	باقی نوکری والے
۱	کچھواہہ	۳۱۰۰	۶	۱	۵
۲	راٹھوڑ	۲۲۳۵۶	۳۳۲	۶۰	۲۷۳
۳	شیخاوت	۱۱۰۳۸۹	۲۵۵	۳۲	۲۲۳
۴	سوما سریوتہ	۱۲۸۰۰	۲۴	۲	۲۲
۵	بڑگوجر	۳۰۴۸۰	۵۹	۸	۵۱
۶	گوڑ	۱۶۰۰۰	۲	۲	
۷	چندراوت	۱۲۲۹۱	۲۴	۹	۱۵
۸	جادون	۴۵۰۰	۹	۱	۸
۹	دھیراوت	۲۵۷۲۱	۴۶	۱	۴۵
۱۰	پنوار	۸۱	۲	۲	۰
۱۱	راناوت	۱۹۲۰۰	۱۷	۱۷	۰
۱۲	چوہان	۲۱۹۲۰	۳۷	۳	۳۴
۱۳	بالاپوتہ	۵۴۲۰۰	۹۷	۷	۹۰
۱۴	سیکروال	۴۹۰۰	۹	۱	۸
۱۵	راج گڑھکا	۸۴۱	۱	۱	۰

نمبر شمار	نام شاخ	تعداد جاگیر و جبریکم	تعداد اسپان ہوجیکم	معافی	باقی نوکری دائے
۱۶	ہمیرودے کا	۵۳۵۳۵	۳۹	۱۵	۱۲۴
۱۷	ہاڈہ	۴۴۲۵	۴	۴	۰
۱۸	لوگراوت	۲۲۰۰	۲	۲	۰

نوٹ۔ آج کل کوٹھری کا لفظ جیپور کی کسی جاگیر پر استعمال نہین پاتا سب ٹھکانے کہلاتے ہین کوٹھری کا لفظ الور کے جاگیردارون پر اطلاق پاتا ہے جیسا کہ نواب امیر الدین احمد خان والی لوہارو نے بھی زبانی بیان کیا ہے۔

فصل - تاریخ الور

جغرافیہ

الور گوشۂ مشرقی شمالی راجپوتانہ مین آمدنی کے لحاظ سے دوسرے درجے کی ریاست ہے کہ درمیان خطوط عرض بلد شمالی ۲۷ درجہ ۴ دقیقہ اور ۲۸ درجہ ۱۳ دقیقہ اور خطوط طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ۷ دقیقہ اور ۷۷ درجہ ۱۴ دقیقہ واقع ہے اسکے شمال مین سرکاری ضلع گوڑگانوہ اور کوٹ قاسم علاقۂ جیپور۔ مغرب مین نابھہ۔ پٹیالہ اور جیپور کا علاقہ۔ جنوب مین راج جیپور اور مشرق مین بھرتپور کا علاقہ پھیلا ہوا ہے۔ اسکی لمبائی شمال سے جنوب کو اسّی میل اور چوڑائی پورب سے پچھم کو پینسٹھ میل رقبہ تین ہزار ایک سو اکتالیس میل مربع۔ آبادی ۹۰۰۰۰۰ آدمی سالانہ آمدنی بیس لاکھ روپیہ اور فوج سوار و پیدل چار ہزار بیان کی جاتی تھی لیکن اسوقت آمدنی مین اضافہ ہوکر ۹۹۴۷۹ ۲۲ روپیہ کی نوبت پہونچگئی ہے

اس ریاست کا علاقہ پوربی حصے کے سوا اکثر پہاڑی ہے جسمین زراعت کے لائق ہر جگہ میدان اور ہموار زمین بھی پائی جاتی ہے۔ تمام علاقے مین دو مندیون مونگا نہ اور ساجی نام مین سے پہلی ہمیشہ کم زیادہ جاری رہتی ہے اور دوسری برسات کے سوا اور موسم مین نہین بہتی۔ یہان کا علاقہ اگرچہ عام طور پر ڈھونڈھار کی شاخ کہلاتا ہے۔ لیکن اس زمانے مین چار ملحدہ نامون سے مشہور ہے ایک ڈھونڈھار جسمین مالاکھیڑہ راجگڑھ۔ راج پور اور ٹہلہ پرگنے ہین دوسرا نیہڑہ جسمین تھانۂ غازی۔ پرتاپگڑھ عجب گڑھ اور بلدیوگڑھ پرگنے ہین۔ تیسرا راٹھ جسمین مانڈن۔ ویڑود۔ بھوڑ۔ منڈاور۔ کرنی کوٹ۔ نیمرانہ ہرسورہ جیندولی۔ تمانپور۔ حاجی پور۔ ہمیر پور۔ بانسور۔ اور رام نگر پرگنے ہین۔ چوتھا میوات جسمین خاص الور۔ رام گڑھ۔ بہادر پور۔ گوبندگڑھ۔ پیل کھیڑہ۔ کشن گڑھ۔ اسماعیل پور۔ تجارہ اور ٹپوکرہ پرگنے ہین۔ سب علاقے مین انتظامی غرض سے بارہ تحصیلین مقرر کی گئی ہین۔

قوم میو۔ اور خانزادہ وغیرہ

میوات کے علاقے مین ایک قوم میو کے لوگ زیادہ رہتے ہین۔ جو کسی تفصیل وغیرہ بادشاہ کے عہد مین ہندو سے مسلمان بنائے گئے ہین۔ انکی نسبت خیال کیا جاتا ہے کہ وہ راجپوت اور میتون سے ملکر پیدا ہوئے ہین۔ جاٹ اور گوجرون کی طرح وہ بھی اکثر چوری۔ غارتگری اور کھیتی سے گذر کرتے ہین۔ میوات کے پرگنہ تجہارا مین جو الور سے تیس ۳۰ میل شمال مین ہے ایک قوم خانزادہ نام قدیم سے آباد ہے جسکی چند نسبی سرپرخن کی جادُون مین سے بیان کیا جاتا ہے سری کرشن کی بارھوین پشت مین ایک شخص لھن پال تھا جسنے شہر بیانہ کے قریب قلعہ لھن گڑھ بنایا ۵۹۲ھ ہجری مین شہاب الدین غوری نے یہ قلعہ فتح کرکے بہاء الدین طغرل کو دیدیا لھن پال کا بیٹا پاندپال مدت تک ادھر اُدھر مارا مارا پھرا آخر کار اُسنے ۱۱۷۳ء مین اجان گڑھ آباد کیا اسکے بعد بیٹا اسکا انتی پال جانشین ہوا انتی پال کا بیٹا اُدھان پال ہوا اور اُدھان پال کا بیٹا انسراج ہوا۔ انسراج کے چند بیٹے تھے اُنمین سے لکھن پال پسر انسراج کے دو بیٹے سانپر پال اور شیوبر پال ہوئے یہ دونون فیروز شاہ کے عہد مین جو ۷۵۲ھ ہجری مطابق ۱۳۵۱ء مین تخت نشین ہوکر ۷۹۰ھ ہجری مطابق ۱۳۸۸ء مین فوت ہوا مسلمان ہوگئے انکے مسلمان ہونے کے باب مین دو قول ہین ایک یہ کہ رغبت دلی سے اسلام مین داخل ہوئے تھے اور بعض کہتے ہین کہ غارتگری کی سزا مین قتل کے مستحق ہوئے پر مسلمان ہوکر جانبری ہوئی خان زادون کا بیان ہے کہ ہمارے بزرگون کو خان جادُو کا خطاب ملا تھا عوام غلطی سے خان زادہ کہنے لگے۔ لیکن محققین کا گروہ اسپر ہے کہ اسلام کے بعد بادشاہ نے خانہ زاد کا خطاب دیا تھا جو عزت کی نشانی سمجھا جاتا تھا اور جو کوئی معزز ہندو مسلمان ہوتا تھا وہ خانہ زاد شاہی کہلاتا تھا بہرصورت سانپر پال ایک شیر کو مارنے کی وجہ سے ناہر بہادر کے خطاب سے مخاطب ہوا اور شیوبر پال میجو خان کہلایا شیوبر پال کے نو بیٹون مین سے ملک علاء الدین نامی کی اولاد زیادہ پھیلی اور ان خانزادون کا کنبہ مین سلسلہ زیادہ مذکور رہے۔ ان دونون صورتون مین وہ تو مسلم چندربنسی راجپوت ثابت ہوتے ہین جن کی رشتہ داری اکثر شریف لوگون اور اُن تو مسلمون سے ہوتی ہے جو چوہان وغیرہ قوم مین سے مسلمان ہونے کے بعد الور اور بہرپالنے کے علاقے مین راانگڑ کہلاتے ہین۔ خانزادے لوگ چار یا کسوبرس سے اکثر نامور چلے آتے ہین نواب حسن خان جو میوات کی حکومت کے سبب فارسی کی تاریخون مین حسن خان میواتی کے نام سے مشہور ہے جو بابر بادشاہ کے مقابلے پر رانا سانگا کے ہمراہ دس ہزار سوار لیکر مارا گیا تھا اور جسکی بیٹی سے اکبر کے وزیر نواب بیرم خان کا بیٹا عبدالرحیم خان خانان سپاہ سالار پیدا ہوا تھا اسی خان زادہ قوم مین سے مانا جاتا ہے عہد شاہجہان مین فیروز خان خان زادے نے رسوخ حاصل کرکے خطاب نوابی پایا اور شاہ آباد کو آباد کیا۔ سو ڈیڑھ سو برس کے قریب سے جاگیر حکومت جاتی رہنے کے سبب خانزادے انگریزی سوارون وغیرہ مین نوکری یا تجارت وغیرہ مقام مین زمینداری کرتے ہین۔

میو اور خانزادون کے سوائے الور کے علاقہ مین مختلف برہمن، بنیے، راجپوت، کایستھ جاٹ۔ گوجر اور اہیر رہتے ہین جن مین سے راجپوت جاگیرداری اور کھیتی سے برہمن اور بنیے کھیتی اور سوداگری سے۔ کایستھ نوکری سے۔ جاٹ۔ گوجر اور اہیر کھیتی اور نوکری سے اپنا گذر کرتے ہین دوسری ریاستون کی طرح میوون کے سوا الور کے جاٹ اور گوجر لوٹ مار کے بہت کم عادی ہین۔

علاقہ اور آبادی

علاقہ الور اور الور کے پہاڑ جن کو اراولی پربت کا شروع کنارہ سمجھنا چاہیئے برسائی موسم مین درست اور گھاس سے سرسبز رہتے ہین ان مین کان کی کوئی کارآمد چیز پیدا نہین ہوتی۔ جھری گانٹھ کے پاس کسی قدر سفید پتھر نکلتا ہے پہاڑ اور جنگل مین شیر۔ چیتے۔ سانبھر۔ نیل گاے۔ ہرن اور سور وغیرہ جانور کثرت سے رہتے ہین۔ جنگلی راجہ کے سوا کوئی شکار نہین کرسکتا۔ سوروں سے کھیتی کا زیادہ نقصان نظر آیا تو انتظام ایجنسی مین بہت سے مارے جاکر پہاڑون کے سوا دوسری جگہ کم رہگئے ہین۔

شہر الور جو عرض بلد شمالی ۲۷ درجہ ۳۴ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ۳۴ دقیقہ پر آباد ہے پچاس ہزار آدمی کی آبادی ہے اپنے تمام علاقے کے وسط مین ایک پہاڑ کے نیچے بسا ہوا ہی پہاڑ پر مضبوط قلعہ کے اندر ایک محل چار کنڈ ایک تالاب سلیم ساگر اور ایک باوڑی بنی ہوئی ہے۔ مغرب کے ڈھلاؤ کی طرف ایک اندھیری دروازہ طویل راستے کے ذریعہ سے ضرورت کے لیئے شہر کے قریب رکھا گیا ہے اور شہر پناہ کی پختہ دیوار اس دروازے تک پہونچائی گئی ہے اور یہ دروازہ بہت نشیب مین ہے کہ سات سو سیڑھی چڑھکر قلعے کے ڈنڈے پر پہونچتے ہین اور درمیان بالا قلعہ اور شہر الور فراز کوہ پر دو برجین بنی ہوئی ہین ایک کا نام چھینگی اور دوسری کا کابل خرد ہے شہر پناہ کی دیوار سے بالا قلعہ تک ان برجون سے طرفین کو پختہ دیوار بنی ہوئی ہے۔ آبادی کے گرد کی شہر پناہ اور خندق خام ہے شہر کے پانچ دروازے گھسیس سمیت پختہ بنے ہوئے ہین قلعے کے اندر چار کنڈ اور ایک تالاب ہے شہر پناہ سنہ ۱۸۳۲ء مطابق سنہ ۱۲۴۸ھ مین راو راجہ رتن سنگھ نے تیار کرایا تھا شہر کے کنارے پر ایک بڑے پختہ تالاب مین نہر کے ذریعے سے پانی کی آمد رکھی گئی ہے۔ اور اسکے مشرقی طرف ریاست کے خوبصورت محلات قائم ہین جنکے شمال کی طرف کمپنی باغ مین مختلف قسم کے جانور پلے ہوے ہین شہر کے باہر دروازے کی طرف کیڈل گنج بازار۔ مدرسہ۔ شفاخانہ۔ کوتوالی اور سرائے ہے جو میجر طامس کیڈل پولیٹکل ایجنٹ کے انتظام مین بنائے گئے اور کمپنی باغ ہے جو۔ راو راجہ شیو دان سنگھ نے تیار کرایا تھا بہت رونق ہوگئی ہے۔ شہر سے دو میل فاصلے پر جنوبی مشرقی طرف موتی ڈونگری نام ایک بلند مکان بنا ہوا ہے جسکے گرد پانچسو بیگھہ خام زمین مین بنے بلاس باغ ہر قسم کے درختون سے بھرا ہوا ہے۔ انکے سوا راج اور سردارون کے کئی باغ دور تک شہر کے گرد چلے گئے ہین جو عمدہ نظر آتے ہین۔ الور کے جنوب مین مالاکھیڑہ دروازے باہر ایک وسیع احاطہ پختہ چاردیواری کا بنام اکھاڑہ گھوڑا بھیر مشہور ہے۔

تاریخ

الور کے نروکے راجپوت کچھتری وغیرہ کے شیخاوتون کی طرح کچھواہونکی شاخ مین ہین وہ آنبیر کے باشندون راجہ اُدے کرن کی اولاد مین گنے جاتے ہین اور اسکے پوتے نروچی کی نسل مین ہونے کے سبب نروکے کہلاتے ہین جنکا نسب نامہ اسطرح ہے۔

(۱) بیر سنگھ ولد راجہ اُدے کرن رئیس آنبیر (۲) مہراج (۳) نروجی (۴) لالہ جی (۵) اودا جی (۶) لاڈ خان (۷) فتح سنگھ (۸) کلیان سنگھ (۹) اگر سنگھ (۱۰) تیج سنگھ (۱۱) زور آور سنگھ (۱۲) جمت سنگھ (۱۳) راؤ راجہ پرتاب سنگھ اول رئیس الور۔

یہ دعوے کیا جاتا ہے کہ اُدے کرن کا بڑا بیٹا بیر سنگھ ایک قرار نامے کے سبب جو کھنڈیلہ کے راجہ نے اکبر بادشاہ کے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کرنے کے وقت اس مضمون کا لکھا لیا تھا کہ میری بیٹی سے لڑکا پیدا ہونے پر بلحاظ عمر کے ولیعہد مانا جائے آنبیر کی گدی سے محروم رہکر کسی گانون کا جاگیردار بنا اسکے بعد مہراج۔ اور نروجی جس سے نروکے کہلاے۔ لالہ جی۔ اودا جی۔ لاڈ خان اور فتح سنگھ نے بھی وہین دن کاٹے۔

فتح سنگھ کے بعد کلیان سنگھ نے آنبیر کے مزار راجہ جے سنگھ کے دوسرے بیٹے کیرت سنگھ کے ماتحت جسکو شاہ جہان بادشاہ کی طرف سے پرگنہ کامہ جاگیر مین ملا تھا فسادی میوون کا خوب انتظام کیا تھا۔ سمبت ۱۷۳۰ مطابق ۱۶۷۳ء مین کیرت سنگھ کے مرجانے پر اُسکے ساتھی لوگ ہر طرف پریشان ہوئے تو انمین سے کلیان سنگھ نروکا جیپور کے علاقے مین آرہا جسکو وہان ماچھیڑی اور رام پورہ دوگانون کچھ زمین سمیت جاگیر مین ملے۔ اُسکی اولاد مین سے اگر سنگھ۔ تیج سنگھ۔ زور آور سنگھ اور مجمت سنگھ چار شخص معمولی جاگیر پر قابض رہے۔ پانچوین ہمادر اور چالاک پرتاپ سنگھ نے بھرتپور اور جیپور کے راج مین سے علاقہ دبا کر سمبت ۱۸۳۲ مطابق ۱۷۷۵ء مین علحدہ ریاست الور کی بنیاد ڈالی جسکی خود مختاری قائم رہنے کے لیے اُسنے آخری بادشاہ شاہ عالم ثانی سے سند مع منصب حاصل کی اور اپنی زندگی مین ہر طرح مضبوطی کرکے اپنی اولاد کے لیے قابض رہنے کے سوا کوئی کام باقی نہ چھوڑا۔ اس وقت سے تقریباً ڈیڑھ سو سال پہلے اس ریاست کی بنا پڑکر وہان چھ رئیس راو راجہ پرتاپ سنگھ۔ راؤ راجہ بختاور سنگھ۔ راو راجہ بنے سنگھ۔ راؤ راجہ شیو دان سنگھ۔ مہاراجہ منگل سنگھ اور مہاراجہ بنے سنگھ مسند نشین ہوئے جن مین سے راجہ شیو دان سنگھ کے سوا کوئی راج کی گدی پر پیدا نہین ہوا۔

راؤ راجہ پرتاپ سنگھ

جیٹھ بدی تیج سمت ۱۷۹۶ بکرمی مین پیدا ہوا تھا وہ جیپور سے مادھو سنگھ اول کے عہد مین گرفتار کیے جانے کے خوف سے بھرتپور کو بھاگ گیا تھا اور جیپور و بھرتپور والون کی لڑائی کے وقت اپنے رشتہ دارون کا شریک ہوگیا جس سے اُس کو قدیمی جاگیر واپس مل گئی۔ سمبت ۱۸۳۲ مین مہاراجہ مادھو سنگھ کے مرنیکے بعد

جیپور مین بستی پھیلنے سے اُسنے دہان کا پرگنہ راجگڈھ اور تھانہ غازی اور بھرتپور کے میواتی تگاؤن دبالیے راؤراجہ پرتاپ سنگھ
سنہ ۱۷۵۰ء سے سنہ ۱۷۵۵ء تک بادشاہی سرداروں نجف خان کو بھرتپور اور آگرے کا قبضہ دلانے مین اسکا مددگار رہا جس سے نواب
نے اُدکو اجیہیڑی کی سندر اُدے راجپوت خطاب اور پانچہزاری منصب ماہی مراتب سمیت شاہ عالم ثانی سے دلادیا اس سے
جیپور کو اولوالعزمی یعنی حکومت کا دعوے نہا سمبت ۱۸۲۷ مین پرتاپ سنگھ نے قلعہ ٹہلہ راجپور تعمیر کرائے اور سمبت ۱۸۳۰
مین براج گڈھ قدیم آباد کردہ راجہ باگ سنگھ پرگنہ جرسے مغرب مین رقبہ موضع کربی باس و محمد پور مین شہر راج گڈھ بسایا
اور بنیاد قلعہ ڈالی اور مدورنی مین ایک بند ہے جسے رام ساگر کہتے ہین اور راجہ سوائی جے سنگھ نے سمبت ۱۷۸۴ مین بنایا
تھا جل محل تیار کیا اور تالاب کی پال کے نیچے باغ لگایا اور مکسر سدی تیج سمبت ۱۸۳۲ مطابق ۲۵ نومبر ۱۷۷۵ء کو قلعہ
الور پر دخل پایا پہلے اس مین مہ جہان راجپوت رہتے تھے جو نکمپ کے لقب سے مشہور تھے سمبت ۱۵۴۹ مین علاول خان
خانزادے نے نکمپون کو قتل کرکے یہ قلعہ تیار کیا تھا پہلے یہان ایک وسیع احاطہ کورہ پارہ یعنی صرف پتھرون کا
بغیر چونے کے چنا ہوا تھا اُس مین نکمپ رہتے تھے جب حسن خان پسر علاول خان بابر کے مقابلے مین مارا گیا تو
مغلون نے اُسپر قبضہ کرلیا جب سلطنت دہلی کو ضعف حاصل ہوا تو اسپر جاٹ قابض ہوگئے جو نکہ جاٹ یہان کے
سپاہیون کو تنخواہ نہ دیتے تھے اُنھون نے پرتاپ سنگھ سے گیارہ ماہ کی تنخواہ وصول کرکے قلعہ اُسکے حوالے کردیا جیساکہ
تاریخ الور و تجاد مین مولوی محمد مخدوم ساکن تھانہ بھون ضلع مظفر نگر نے لکھا ہے اور بعض کہتے ہین کہ بھرتپور کے تحت
قلعہ دار نول سنگھ اور اُسکی فوج سے زبردستی قلعہ چھین لیا تھا۔ راؤ راجہ نے قابض ہوکر شہر لور کی شہر پناہ اور خندق تمام
بنوائی اور وسط بازار مین ترپولیہ تعمیر کرالیا اور ہر چہار جانب چوپڑ کا بازار ترتیب دیا اور قلعے مین محل بنایا اور زیر قلعہ
پرتاب بند تالاب تیار کرایا۔ سمبت ۱۸۲۹ مین قلعہ مالاکھیڑہ اور سمبت ۱۸۳۳ مین قلعہ بہادر پور بنوایا راؤ راجہ کے قبض و
تصرف مین سے تھل۔ میڑ۔ بے راٹھ۔ آنبیلہ۔ بھابھرہ۔ تالہ دھور۔ پراک پورہ۔ ڈبی عرف ہردیو گڑھ۔ اور
باڈی کھیڑہ بھی آگئے مگر کچھ مدت کے بعد شامل راج جیپور ہوئے۔ مرآت آفتاب نما مین بیان کیا ہے کہ شاہ عالم
ثانی کے سنہ ۱۹ جلوس مین جو سنہ ۱۱۷۳ ہجری مطابق سنہ ۱۷۵۹ء مین مسند نشین ہوا تھا بادشاہ کو اطلاع ہوئی کہ مہادجی
کا زمیندار پرتاپ سنگھ مرہٹون اور جاٹون سے ملکر آگرے کے ضلع مین شورش کررہا ہے اور وہان کا حاکم
محمد خان انسداد فساد مین مصروف ہے بادشاہ نے امیر الامرا نجف خان کو انتظام کے لیے روانہ کیا اسنے اول گڑھی
ساتھرک مین پہونچکر چالیس پچاس ہزار کشون کو کہ وہان جمع تھے کچل کر گڑھی کو فتح کیا بہت سے بھاگ گئے اور
تین چار ہزار مارے گئے زن و فرزند گئے گرفتار ہوئے اسکے بعد مفسدون نے اطاعت کرلی امیر الامرا گڑھی کو
فتح کرکے آگرے پہونچا اور راؤ راجہ وغیرہ متمردون کی تباہی کے درپے ہوا نجف خان نے راؤ راجہ کو پے در پے
شکستین دیکر مغلوب کردیا اور وہ وہانسے بھاگ کر دشوار گذار قلعون مین چھپ گیا اور وہان بیٹھکر نہایت عاجزی
کے ساتھ اطاعت شعاری کے پیام دینے لگا لیکن امیر الامرا نے اوسکی چاپلوسی کی باتونپر التفات نہ کرکے بالکل
اُسکے قلع و قمع کا ارادہ کرلیا جب راؤ راجہ امیر الامرا کو راضی نکرسکا تو عبد الاحد کی معرفت بادشاہ سے عفو تقصیر کا

خواستگار ہوا اور پیش کش میں بہت سا روپیہ نذر کرنے کا اقرار کیا بادشاہ نے افراسیاب خان کی سفارش پر راؤ راجہ کے کام کی درستی کے لئے خود اُدھر روانگی کا ارادہ کیا کہ اس بہانے میں ذوالفقار الدولہ نجف خان کی عرضی پہونچی کہ پرتاب سنگھ کے التماس پر لوبہ بھیجا جائے اسلئے بادشاہ نے روانگی ملتوی کی پرتاپ سنگھ مجد الدولہ کے توسط سے بار بار بادشاہ کے حضور میں عرض کرتا تھا میری صفائی نجف خان سے کرادی جائے اول تو بادشاہ نے توجہ نہ کی مگر پے در پے عرضیاں آنے سے اُسکا خیال ہوگیا اور اب یہ ارادہ کیا کہ خود جاکر نجف خان کو سمجھائیں اور راؤ راجہ کی طرف سے اُسکا دل صاف کردیں مگر آخر میں پتہ لگا کہ راجہ جو کچھ عرض کرتا ہے وہ فریب سے خالی نہیں تو بادشاہ نے اُسکی درخواست کو بالکل رد کردیا۔

نقل ہے کہ پرتاب سنگھ نجف خان کی ملاقات کو آیا نجف خان نے چاہا کہ اُسے گرفتار کرلے یہ حال کسی ذریعے سے پرتاپ سنگھ پر مُتَجَلّی ہوگیا اُسنے فوراً رخصت مانگی اور بھاگ جانے کا ارادہ کیا۔ جب اُسکی عزیمت کا حال نجف خان کو معلوم ہوا تو لشکریوں کو حکم دیا کہ اُسکا راستہ روک لیں اور پکڑ کرلے آئیں لیکن وہ فوراً تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہوکر ہوا ہوگیا نجف خان کے آدمی اُس تک نہ پہونچ سکے یہاں اُسکا لشکر تمام لٹ گیا ہاتھی گھوڑے اور بیس لاکھ روپے ضبط ہوکر نجف خان کی سرکار میں آئے اور اُسکے سوا بہت سا سامان لشکریوں کے ہاتھ لگا۔ لیکن راؤ راجہ نے جلد اس نقصان کا عوض نکالنے کو جیپور کا پرگنہ لسوہ لوٹ کر بیس لاکھ روپے کا مال حاصل کیا۔ اور ۱۱۸۳ھ مطابق ۱۷۶۹ء تک کچھ جیپور کے گانوں اور زیادہ بھرتپور کے پرگنے دباکر اُن کو اتنا بڑھایا کہ بغیر کسی کی مدد کے دوسرے رئیسوں کے مقابلے کے لائق بنگیا جن دور یاستوں کا علاقہ دبایا گیا اُنھیں سے راؤ راجہ کو فائدہ اُٹھانے کا سبق ملا تھا جیسے کہ جیپور والوں نے بادشاہی خالصے کی زمین دبائی اور بھرتپور والوں نے اُسمیں سے علیحدہ اپنی ریاست جمائی ویسے ہی رئیس الور نے ان دونوں کے پرگنے چھین کر حکومت پائی۔ ایسی حالت میں جبکہ مرہٹے ملک کو لوٹا کرتے تھے راؤ راجہ نے وہ ہمت اور دلیری کا کام کیا جسکو راجپوت لوگ سیکڑوں برس سے چھوڑ چکے تھے۔ راؤ راجہ کے ساتھ مسلمان راجپوت ہوشدار خان و نبی بخش خان و الٰہی بخش خان نے کارنمایاں کئے تھے۔ راؤ راجہ پوس بدی ۵ سمبت ۱۸۰۴ بکرمی مطابق ۲۶ دسمبر ۱۷۹۱ء کو پچاس سال کی عمر میں مرگیا اُسکے بعد مقام تھانہ کا بیٹا بختاور سنگھ جو قریب رشتہ داری کے سبب گود لیا گیا تھا مالک بنا۔

راؤ راجہ بختاور سنگھ

اُسکے گود لئے جانے کی نقل اسطرح ہے کہ راؤ راجہ پرتاب سنگھ نے اپنے ہم قوم ٹھاکروں کو اُنکے لڑکوں سمیت ایک دربار میں جمع کیا سب لڑکے علیحدہ علیحدہ کھسل کی جیز دن میں مصروف ہوئے اور بختاور سنگھ ڈھال تلوار کا کھلونا راؤ راجہ کے پاس گدی پر جا بیٹھا جسکو اُسنے قدرتی پسند (انتخاب) سمجھکر اپنا وارث قرار دیا بختاور سنگھ نے بھی ملک کو خوب توسیع دی اور دوسروں کا ایک دبایا چنانچہ ہر پاڑہ تک اُسکی حکومت جا پہونچی کہ بعد میں اکثر پرگنے متل ریٹسر۔ آنبیلہ بھاجھرہ۔ پراگ پورہ باوڑی کھیڑہ وغیرہ قبض و تصرف سے نکلکر شامل راج جیپور رہے۔

بختاور سنگھ سمت ۱۸۵۰ مطابق سنہ ۱۷۹۴ء مین کچھ دن علاقہ مارواڑ سے شادی کرکے واپس آتا تھا تو راستے مین مہاراجہ جے پور اسکے باپ کی تعزیت کے طور پر ملنے کو آیا اور یہ بھی اُسکے پاس گیا اور راجہ نے اسکی بڑی عزت کی مین دوسہ اور لسوہ وغیرہ پرگنے جیپور کو چھوڑ دئے لیکن مولوی محمد مخدوم وغیرہ کی تاریخ مین لکھا ہے کہ راؤ راجہ نے مہاراجہ جے پور کو پرگنہ دوسہ ولسوہ وگوڑہ دئے مثل و تالد مطول دیئے راٹھاوتی کھیڑہ ۔ ذکر اسکے کہ اسوقت اور مین داخل تھے نذر کرکے خلعت مالی حاصل کیا۔ اگرچہ ملک زیادہ تھا مگر خطاب راجگی سے اسوقت تک سرفراز نہ تھا اسکے حصول کے لئے سرگرم کوشش ہوا اور بنی بخش خان وغیرہ کی پیروی سے خطاب مہاراؤ راجہ مع ماہی مراتب سرکار شاہی سے حاصل کرکے رئیسون مین شمار پانے لگا۔ بنی بخش خان و ہوشدار خان وغیرہ جو عہد پرتاپ سنگھ مین مختار کاروبار ریاست تھے انمین اپنی بااختیاری و کارگذاری سے نہایت تکبر آگیا اپنے زعم مین مہاراؤ راجہ کا کچھ وجود نہ سمجھتے تھے بلکہ ایک روز آپس مین بخش خان نے گفتگوے بے ادبانہ سے ارتکاب گستاخی بھی کیا اسوجہ سے بختاور سنگھ اُن لوگون سے مکدر ہو گیا اور اُنکو زہر سے مروا ڈالا ان لوگونکے بعد نواب محمد بخش خان خلعت وکالت ریاست سے سرفراز ہوا۔ جو کہ اسوقت سرکار انگلشیہ کا دہلی پر قبض و تصرف ہو گیا تھا نواب محمد بخش خان نے اطاعت سے حکام انگریزی مین رسوخ حاصل کرکے باہر راؤ راجہ اور سرکار انگریزی مین طرفین اتحاد جاری کیا۔ نومبر سنہ ۱۸۰۳ء مطابق ۱۲۱۸ ہجری کو عہدنامہ لکھا گیا۔ اس سال مرہٹون سے راؤ راجہ کی لڑائی مقام کٹھومر پر ہوئی۔

تفصیل اسکی یہ ہے کہ مرہٹون نے دانا فوجدار سکنہ پڈیرہ وماہی برہمن ساکن کٹھومر کو بلا وجہ قتل کر ڈالا تھا اُسکی اولاد بختاور سنگھ کے پاس فریادی ہوئی۔ بختاور سنگھ نے بھگوانداس توگرہ کو فوج دے مرہٹون کے آدمیون کی سرکوبی کے لیے تعین کیا جنھون نے مرہٹون کے آدمیون کو جو اُس قلعے مین متعین تھے مار ڈالا اور اپنے پانسو آدمی قلعے مین رکھ کر الور کو واپس چلا گیا۔ یہ خبر مہاراجہ سیندھیا کو ہوئی اُسنے فوج کا ایک کمبو انتقام کے لیے بھیجا یہ فوج کٹھومر مین پہونچکر قلعے کی خاستگاہ ہوئی الور کے آدمی اگرچہ کم تھے مگر غیرت سے دشمن کی کثرت کو خیال مین نہ لائے اور لڑکے دادمردانگی دی لیکن آخرکار سب مارے گئے۔ قلعے پر مرہٹون کا قبضہ ہو گیا۔ اس عرصے مین ان مرہٹون کو خبر ملی کہ جنرل لارڈ لیک الور کی فوج کو بھی ساتھ لئے ہوئے ادھر آرہا ہے فوراً گھبراکر قلعہ چھوڑ بھاگے اور دوسرے قلعہ کشن گڈھ کی طرف چلے گئے اور رام گڑھ کے پرگنے مین سین تھری مین جو دریاے روپا ریل کے کنارے پر ہے ڈیرے اور رکھا پکانے اور خورد و نوش مین مشغول ہوے کہ اتنے مین لارڈ لیک نے لاسواڑی اور سین تھری کے میدان مین اُنکے سر پر پہونچکر آگ برسانی شروع کی بہت سے مرہٹے مارے گئے اور بھاگ بھی گئے۔ لارڈ لیک نے انکے لشکر کو تہ و بالا کر دیا اور بھاگے ہوئے مرہٹون کا نواب امیر خان اور بھاکر سمپت سنگھ کلیانت نے پیچھا کرکے بہت نقصان پہونچایا اس خبرخواہی کے صلے مین راؤ راجہ بختاور سنگھ کو کوٹی پرگنہ جاگیر مین عنایت ہوا۔ اسمعیل بیگ منڈلور دربار پر رہنے لگا۔ رتلائے۔ مانڈھنی۔ کھیلوٹ۔ بیجواڑ۔ سیرائے۔ ہادری۔ ناہرجھوا۔ اور ہوگئے اور اسکی آمدنی کے حساب نواب محمد بخش کو سرکار انگریزی کی طرف سے پرگنہ فیروزپور انعام مین ملا اور راؤ راجہ نے اپنی طرف سے جن خدمات کے عوض مین نواب محمد بخش خان کو تنخواہ مین سے

پرگنہ لوہارو جاگیر مین عنایت کیا نواب احمد بخش خان کے بیٹے شمس الدین خان سے جو لیفٹیننٹ فریزر رزیڈنٹ دہلی کے قتل کرنے کے جرم مین مارا گیا پرگنہ فیروز پور ضبط ہوکر ضلع گڑگانوہ مین شامل کیا گیا۔ اور لوہارو اسکی اولاد کے قبضے مین صوبہ پنجاب کے ماتحت چلا آتا ہے لاسوارڑی کی لڑائی یکم نومبر ۱۸۰۳ء کو واقع ہوئی اور گیارہ روز کے بعد ۱۲ نومبر ۱۸۰۳ء مطابق ۲۶ رجب ۱۲۱۸ھ واگھن بدی ۱۹ سمت ۱۸۶۰ کو لارڈ لیک نے راج الور سے عہدنامہ کیا راؤ راجہ کو پرگنہ داوری اور بدعوانہ کے دور ہونے کے سبب عوض مین کشن گڑھ اور تجارا دئے گئے۔ راجا جے کے پاس اتنے پرگنے رہے مالاکھیڑہ۔ بہادر پور۔ راجگڑھ۔ ریتی۔ ٹہلہ۔ بلدیو گڑھ۔ عجیب گڑھ۔ پرتاپ گڑھ۔ نرائن پور۔ تھانہ غازی۔ بالمنور۔ حاجی پور۔ بہروڑ۔ بہرونڈ۔ نیمرانہ۔ مانڈن۔ کرنی کوٹ منٹھاور۔ کشن گڑھ۔ فتح آباد۔ بلوہرہ۔ اسماعیل پور۔ جیندولی۔ باگھوڑہ۔ تجارا۔ ٹپو گڑھ۔ مدام گڑھ۔ مبارک پور گوبند گڑھ۔ پیپل کھیڑہ۔ ٹھومر سونکھر۔ لچھمن گڑھ۔ بڑودہ میو۔ موج پور اور کیڑہ یہ نام مولوی محمد مخدوم نے لکھے ہین اور کتاب کاتب نے غلط نقل کی ہے۔

میوون نے مہاراو راجہ کے وقت مین مفسدہ برپا کیا اُسنے اُنکی سرکوبی کے لیے فوج بھیجی جبکا افسر اول کشن گڑھ کا انتظام کرکے تجارا مین آیا اور قلعہ اندور کو مفسدون سے فتح کرلیا جسکی تاریخ یون موزون کی ہے۔

چو دیوان میو در میوات بودند — ہمے کردند با مردم بے جور
خدا از شر نمودہ خلق میوان — بہر کس حملہ ے کردند چون تور
بغر بابس مظالم ہا نمودند — خدا فریاد رس شد اندرین دور
بامرش راؤ راجہ گشت مالک — ازان ہم کس نیاوردہ بدل غور
چو آمد فوج شیران بہر تنبیہ — ز شر دیوان تہی گشتند فی الفور
بگوشم گفت ہاتف کو براجہ — مبارکباد فتح قلعہ اندور

اندور کا قلعہ جو ہانون کی اُس شاخ نے بنایا تھا جسکا لقب نکمپ تھا انقلاب زمانہ سے سب نیست و نابود ہوگئے پھر خانزادے اُسپر قابض رہے خانزادونکے بعد پٹھانون کے قبضے مین آیا پٹھانون کے بعد مغلونکے ہاتھ مین پہونچا شدہ شدہ راؤ راجہ کے قبضے مین آگیا ٹوٹ پھوٹ رہا تھا اُسنے مرمت کرائی۔

سمبت ۱۸۴۳ مین قلعہ پیپل کھیڑہ فتح ہوا اور سمبت ۱۸۶۲ مین قلعہ گوبند گڑھ تعمیر کرایا اور سمبت ۱۸۶۵ مین زنانہ محل جو پرانا محل کہلاتا ہے مع مندر واقع الور بنایا قلعہ سمونجی و لچھمن گڑھ و کھیڑہ و رام گڑھ بھی اسی نے بنوائے تالاب ساگر سمبت وسیع پختہ تعمیر کا سمبت ۱۸۶۹ مین بنوایا اُسمین برسا کی بارش کا پانی پختہ نہرون سے جمع ہوتا ہے اور وقت ضرورت پختہ نہر کے ذریعے سے نکالا جاتا ہے سمبت ۱۸۷۰ مطابق ۱۸۱۳ء مین راؤ راجہ نے علاقہ جیپور مین سے دو قلعے دبی عرف ہردیو گڑھ بہ کرائے اور ملک قرب و جوار دبالیا جسکو خلاف عہدنامہ ہونے کی وجہ سے انگریزی رزیڈنٹ دہلی نے والسی کے لیے لکھا اور تاکید کی لیکن راو راجہ نے انکار کیا جو کہ یہ موقع شکستگی

عہد نامہ تھی گورنمنٹ نے جبراً جیپور کو واپس دلانے کے لئے فوج بھیجی جب سپاہ آلور سے ایک منزل پر پہونچی تو نجاوت سنگھ نے ذکر کر ملک واپس دیا اور تین لاکھ روپیہ بابت خرچہ فوج کشی ادا کیا سرکار کا ارادہ تھا کہ اگر شمولیت بالکل ہو جاتی تو جو اضلاع لارڈ لیک نے اسکو دیے تھے واپس لے لیے جاتے اور اگر اُسکے روپے سے لازم آتا تو اُسکی کل ریاست ضبط کی جاتی راؤ راجہ نے نیا محصول جاری کرکے رعایا سے چھ لاکھ روپیہ وصول کیا ۱۲۳۵ھ ہجری مین راو راجہ نے شکار کے لیے الور سے عزم کیا شکار کھیلتا ہوا موضع علاول پور مین جو الور کے پاس ہے مقیم ہوا اور پہلوانون کو کشتی لڑانے کے لیے اکھاڑہ بنانے کا حکم دیا۔ جہان اکھاڑہ بنا تھا وہان کسی بزرگ کا مزار تھا پاس والون نے راؤ راجہ سے کہا کہ اکھاڑے کے پاس مسلمانون کی قبرون کا ہونا مناسب نہین فوراً حکم دیا کہ مزار کو اکھیڑ ڈالو چنانچہ قبر اکھیڑ دی گئی اسی شب راؤ راجہ نے متوحش خواب دیکھی صبح کو بیمار ہو گیا درد کی تکلیف اسے طاقت طاق ہو گئی ایسی حالتمین الور واپس آیا اور میان فداحسین فقیر رسول شاہی کے پاس جنکا بہت معتقد تھا حاضر ہوا اور دعا کے لیے استدعا کی میان صاحب نے تسلی دلاسا دیکر کہا کہ محل مین چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ محل مین آیا لیکن درد کی شدت سے بیتاب و بیحواس تھا بھیرا آدمی کو میان صاحب کے پاس بھیجا وہ میان صاحب سے راجہ کا حال بیان کر رہا تھا کہ اتنے مین میان فداحسین کا ایک خادم نام نشہ بھنگ کی ترنگ مین بول اُٹھا کہ راجہم سے کیا کہتا ہے وہ ہمیشہ شکار ہرن اور گیدڑ کا کرتا تھا اس مرتبہ اُس نے شیر کا شکار کیا ہے جو کچھ ہونا ہوگا ظہور مین آئے گا ہم کو طاقت نہین کہ مدد کرین جس مزار کو راجہ نے توڑا ہے اگر تو اُسکو بنائے اور نذر و نیاز سے معذرت خواہ ہو تاکہ وہ خطا معاف کرین یہ سنکر فرستادہ واپس آیا اور تمام حال راؤ راجہ سے بیان کیا اس بیہودہ کا نصیب حق سے وہ بھنگیا۔ اور رسول شاہیون کی تباہی کا حکم دیا میان فداحسین یہ خبر سنکر کوٹ قاسم کو بھاگ گئے۔ راو بھاربھم اور بچل ناتھ جوگی اور پرتامینہ نے کوراج مین اختیار رکھتے تھے راؤ راجہ کے ایما سے بڑے بڑے ظلم کیے جسکا نمونہ یہ ہے رسول شاہ کی قبر کو جو رسول شاہیون کا پیشوا تھا اور ۱۱۱۱ھ ہجری مین راہی عالم آخرت ہوا تھا مع گورمولوی محمد حنیف مرید رسول صاحب کے کہ اُسکی تاریخ وفات چراغ احمد ہے کھدوا کر اُن مین سوروں کا خون چھڑکا اور اُس جگہ بت رکھے اور اُنکی ہڈیون کو گدھے پر بار کرکے عملداری سے باہر بھیجدیا کہ ابتک تکیہ نگ علی شاہ واقع فیروز پور مین دفن ہین اور رسول شاہی ہاتھ آیا اُس بیگناہ کے ناک کان کٹوا ڈالے کیونکہ اُسکو انکی طرف سے اپنے اوپر جادو کرنے کا شبہ ہو گیا تھا اور ایک مٹکا اُن ناک کانون سے بھر کر نواب احمد بخش خان کے پاس جو ناراض ہو کر اپنی جاگیر کو چلا گیا تھا بھیجدیا اور الور و بہادر پور کے ہر ایک مزار پر سے نقارہ۔ شامیانہ اور چادر اُٹھا منگائی۔ اور مزار غالب شہید و خالقاہ مخدوم کمال چشتی ہمشیرہ زادہ سلیم چشتی کو اور انکے سوا الور کے دوسرے مزارات کو اور مزار سید جلال الدین واقع بہادر پور کو منہدم کرایا۔ اور مسجدون اور کنوون مین سور کا خون ڈلوایا اور اذان و نماز و فرج کی قطعی ممانعت کردی۔ مسلمانون کو نماز عید اضحے اور قربانی نصیب نہ ہوئی۔ البتہ بھارامین مرزا بیگ رسالدار نے اپنی دلاوری و سپہ گری سے نماز عید قریب درگاہ غازی گدن (جو اکبر کے عہد مین ایک مقدس درویش تھا) ادا کی اور قربانی بھی کرائی اُس سے مزاحمت کی کسیکو جرأت نہ ہوئی

میان فداحسین کا بھائی دہلی کے بے اختیار بادشاہ کا وزیر تھا اسکے ذریعہ سے میان فداحسین نے بادشاہ سے الور کے مسلمانوں کی مظلومی کا حال عرض کرایا اور بادشاہ نے انگریز دن سے سفارش کرکے الور پر فوج کشی کرائی جب فوج بہادر پور تک پہونچی تو راجہ کچھ دیا نواب احمدبخش خان نے اُس سے کئی لاکھ روپیہ لیکر فوج کو بہادر پور سے حکمت عملی کے ساتھ واپس کرایا۔ الور و تجارا کی تاریخ میں مولوی محمد مخدوم نے اسیطرح لکھا ہے اور دوسرے مصنف کہتے ہیں کہ اُس ظالمانہ کارروائی کی تحقیقات کے لیے ایک انگریزی افسر مقرر ہوا تھا لیکن اسی برس راؤ راجہ کے انتقال کی وجہ سے سرکاری طرف سے دئے ہوئے پرگنے ضبط کر لینے کی تجویز ملتوی رکھی گئی۔ ۵ رمضان ۱۲۳۶ھ ہجری کو کولانی کی لڑائی میں مرزا منا بیگ رسالدار مجروح ہوا اور شروع ۱۲۳۹ھ میں میوون نے سرکشی اختیار کی اور دیہات کو لوٹنے لگے مچل صاحب ملازم ریاست فوج لیکر تجارے میں آیا مفسدوں کو منتشر کرکے امن قائم کیا ماگھ سدی ۲ سمت ۱۸۱۰ مطابق ۱۵ صفر ۱۲۳۰ ہجری کو چوبیس برس راج کرنے کے بعد راؤ راجہ نے چالیس سال کی عمر میں دہرنا پانڈے سے انتقال کیا۔ اُسکے مرنے کے بعد موتی نام طوائف سے جو اُسکے ساتھ ستی ہوگئی ایک بیٹا بلونت سنگھ اور ایک لڑکی چاند کنور (جسکا بیاہ کان سنگھ ٹھاکر تتارپور سے ہوا تھا) باقی رہی اور بھتیجا بینے سنگھ راجپوتانے کے قاعدے سے بیٹے سمجھا گیا جس سے کچھ مدت تک راج کے دو حصے ہوگئے

راؤ راجہ بینے سنگھ اور بلونت سنگھ

بختاور سنگھ کے انتقال کے بعد ٹھاکروں نے بلونت سنگھ کی مسند نشینی ناجائز قرار دیکر بینے سنگھ برادرزادہ بختاور سنگھ کو مسند نشین کرنا چاہا لیکن سلمان اور چیلے اس بارے میں اُنسے متفق نہ ہوئے اور بلونت سنگھ کے جانبدار ہوگئے اسلیے رفع فساد ضرور ہوا اور دونوں کی مسند نشینی پر اتفاق کیا گیا چنانچہ ماہ سدی تیج سمت ۱۸۱۱ کو دونوں مسند نشین ہوئے نواب احمدبخش خان نے سب سے اقرار نامہ تحریر کرایا کہ بعد بلوغ نصف نصف مال وملک اُنکو تقسیم کیا جاوے اس سے تین برس کے بعد پرگنہ تجارا و ٹپوکڑہ کا نواب احمدبخش خان نے ٹھیکہ لیا تاریخ ۱۲ ربیع الاول ۱۲۳۶ ہجری کو نواب کا دخل پرگنہ تجارا و ٹپوکڑہ میں ہوگیا کالے خان فتحلم مقرر ہوا جسجگہ ریاست کا محل ہے وہاں سابق میں مسجد تھی جسکو ٹھاکروں نے اپنے عہد میں بنوایا تھا اُسی جگہ کالے خان نے اپنے رہنے کو بنگلہ بنوایا جب دونوں راجے سن بلوغت کو پہونچے آپسمیں اختلاف کرنے لگے اب ریاست کے اہلکار دو فریق ہوگئے۔ نواب احمدبخش خان کو اجداد سے بلونت سنگھ کی جانبداری ملحوظ تھی اسوجہ سے بینے سنگھ کے جانبدار نواب کے دشمن ہوگئے اور ملاوخوشحال وجہاز جیلوں اور نندرام دیوان نے ایک میو سے کہا اگر تو نواب کو مروڈالے تو چھ ہزار روپیہ نقد اور ایک گانوں تجھکو دیا جائیگا اُس نے اس کام پر آمادگی ظاہر کی۔ آٹھ ماہ تک داؤں گھات میں رہا مگر موقع نہ پایا آخر کار ۲۰ شعبان ۱۲۳۸ ہجری کو دہلی میں قابو پاکر رات کو خواب گاہ میں جا گھسا اور سوتے نواب پر تلوار کے تین وار کئے تیسری ضرب میں تلوار ٹوٹ گئی تب وہاں سے نکلکر بھاگا اپنی دانست میں وہ کام تمام کرچکا تھا لیکن نواب کی زندگی باقی تھی کوئی زخم کاری نہ لگا اور پنجۂ قصاص سے نجات پائی جراحت خفیفہ کا

ڈاکٹری علاج ہونے لگا تھوڑے عرصہ مین شفائے کلی پاکر غسل صحت کیا بیوجہ فرار ہوکر الور پہونچا اور انعام مقررہ کا خواستگار ہوا تر غیب دینے پر اسنے انعام مین حیلہ وحوالہ کرنے لگے اسکے باہم نزاع پیدا ہوکر لڑائی آشکارا ہوگیا میو کو بلونت سنگھ نے گرفتار کرلیا اور اب اسنے مفصل ماجرا بیان کیا اسکے بیان پر بلا و خوشحال وجاز چیلے اور نندرام دیوان قید کئے گئے رامون خواص فرار ہوکر دہلی کو چلا آیا اور اول نواب احمد بخش خان کی فرودگاہ پر حاضر ہوا نواب نے اسیر توجہ نہ کی اسنے منشی کرم احمد سررشتہ دار جنرل اکٹرلونی رزیڈنٹ کو کئی لاکھ روپیہ دینا کرکے اپنا مدد ومعاون بنایا اور جنرل صاحب سے درستی معاملہ کی شکل نکالی اور وہ اسپر توجہ کرنے لگا یہانتک کہ ایک دن ملاقات کے وقت نواب احمد بخش خان کو الور کے معاملے اور بلونت سنگھ کے کام مین سفارش کرنے سے منع کردیا جب رامون خواص نے اپنے تدبیر کو لشانے کے سر پر پایا تو جنرل صاحب سے کہا کہ بعض مفسدون نے بلونت سنگھ کو اغوا کرکے الور مین فساد کا نقش جمانا چاہا ہے اگر حکم ہو تو اسکا انسداد عمل مین آوے انھون نے اسکو اجازت دیدی رامون خواص نے اتنا سہارا پاتے ہی بنے سنگھ کو لکھ بھیجا کہ بجز بلونت سنگھ کے اسکے دوسرے مددگارون کا جلد کام تمام کردین - یہ شہ پاکر بنے سنگھ کے طرفدار راجپوتون نے جمع ہوکر شہر کے دروازون کا بندوبست کرلیا اور محل پر یورش کی بنے سنگھ کو اکیلے سنگھ کی حویلی مین پہونچا دیا اور نصف شب سے جنگ وجدال شروع کردی پہر دن چڑھے بلونت سنگھ زنانے مکان مین چلا گیا اسکے جانب دارون مین سے دس آدمی مارے گئے اور باقی نے ہتیار ڈالکر امان چاہی خود تو صحیح وسالم چھوڑ دئے گئے مگر اسباب سارا چھین لیا گیا ٹھاکر بلی جی - کپتان فاسٹ اور ٹامی صاحب قید ہوئے اور بلونت سنگھ نظر بند رہا یہ لڑائی الور مین محل راسہ کے نام سے مشہور ہے محل کے اندر واقع ہوئی تھی یہ خبر سنکر جنرل اکٹرلونی نے بنے سنگھ کی طرفداری کی اور اسکی حق داری پانکر صدر کو رپورٹ کی اور نواب احمد بخش خان نے اسکے برخلاف بلونت سنگھ کی جانب داری مین گورنر جنرل کی خدمت مین تحریر بھیجی جہان سے رزیڈنٹ کو الور کے معاملات مین نواب کی راے کے ساتھ کام کرنے کی ہدایت ہوی اسپر مجبوراً رزیڈنٹ کو نواب سے اتفاق کرنا پڑا چونکہ اس زمانے مین کلکتے کی طرف کچھ خرخشہ تھا فوج اُس جانب بھاتی تھی اس سبب سے الور کے فیصلے مین تعویق ہوئی نواب احمد بخش خان نے فیروز پور اگر اجارہ تجارا اور پٹوکڑہ سے دست کشی اختیار کی ۲۰ محرم ۱۲۳۵ ہجری کو بھوانی بخش عامل تجارا پر رامون خواص کی طرف سے مقرر ہوکر گیا اور تجارے کے انتظام نے راج سے پھر تعلق پکڑا تھوڑے دنون کے بعد جنرل اکٹرلونی جیپور دالور کی طرف چلا رامون خواص اور نواب احمد بخش خان ہمراہ تھے - خواص مذکور رخصت لیکر الور کو آیا تھا کہ اثناے راہ مین معلوم ہوا کہ قتل نواب کے محرک وساعی بلا و خوشحال وغیرہ قید سے رہا ہوئے یہ سنتے ہی طائر ہوش نے پرواز کیا اور الور پہونچکر اہلکار وکو زجر وتوبیخ کرکے بدستور سابق رہائی یافتون کو قید مین ڈالا جنرل اکٹرلونی جیپور سے کوچ کرکے الور کو آرہا تھا قیدیون کی رہائی کا حال سنکر برہم وافسردہ ہوا رامون خواص اور اسکے سنگھ ٹھاکر استقبال کی غرض سے الور سے راہی ہوکر راج گڑھ پہونچے خواص مذکور تو وہین رہا اسکے سنگھ نے مقام

دو سہ مین جرنیل کے لشکر مین پہنچ کر رامون خواص کا سلام و پیام پہنچایا جرنیل نے کہا کہ ہمکو خواص بدعہد سے سروکار نہین الور کا جانا ہم نے موقوف کیا ہمارے لشکر کا کوچ بھرتپور کی طرف ہوگا اکھے سنگھ نے اس معاملے سے خواص کو مطلع کیا وہ گھبرایا اور دوڑا ہوا گیا جب جرنیل سے ملا اُسنے کہا کہ قیدیون کی رہائی سے تمنے بدعہدی کی اور ہم سے سروکار نہ رکھا اگر اب بھی تمکو ہماری خوشنودی منظور ہے تو قیدیون اور اُنکے رہا کرنے والونکو دہلی پہونچادو اور نصف ملک وہ مال بلونت سنگھ کو دیدو ورنہ لڑائی کے لیے آمادہ رہو خواص آرے بلے کرکے چلا گیا اور کچھ تعمیل حکم نہ کی ہنگامہ راجت دہلی جرنیل اکٹرلونی نے مقام فیروز پور سے پھر الور کو تحریر کیا کہ اس مرتبہ اتمام حجت کی جاتی ہے کہ حسب الحکم تعمیل کرو ورنہ فوج کشی ہوگی جب اس کا کچھ جواب نہ آیا تو اُنکی سرکشی کی رپورٹ گورنر جنرل کو کرکے فوجی دباؤ دینے کی منظوری منگالی اور بھرتپور کی فتح کے بعد الور کی طرف کوچ کیا ابھی الور کی حد مین فوج نہ پہونچی تھی کہ تزلزل پیدا ہوگیا جب کچھ چارہ نہ ہوا تو مجبوراً بلونت سنگھ کو رہا کرکے ساز و سامان اور نشان تجمل کے ساتھ رزیڈنٹ کے پاس بھیجدیا موضع کنک رائے کا مع علاقہ بھرتپور مین ہونیکے سوا اوس سے بلونت سنگھ ملا۔ اب احمد بخش خان ساعی تھا کہ نصف ملک بلونت سنگھ کو دیا جاے لیکن بہت سی بحث و گفتگو کے بعد علاقۂ الور مین سے چار لاکھ روپیہ سالانہ کی جاگیر جو اسوقت الور کی تہائی آمدنی تھی بلونت سنگھ کو مدد معاش کے لیے دی جانی تجویز ہوئی اسلئے دو لاکھ آمدنی کا پرگنہ تجارا ٹیکڑہ و ماتڈن و کرنے کوٹ و سنڈاور دیا گیا اور دو لاکھ روپیہ سالانہ نقد بوجھ کشن گڑھ و کٹھومر مقرر ہوکر اقرار نامے مین یہ شرط لکھی گئی کہ اُس کے بعد خاص اولاد جاگیر کی حقدار رہیگی اور لاولد ہونے کی صورت مین جاگیر واپس راج الور کے شامل ہوجاے گی چنانچہ معاہدہ تحریر ہوکر ۱۸ شعبان ۱۲۴۱ھ ہجری مین بلونت سنگھ تجارے آگیا اور کالے خان کے تیار کرائے ہوئے بنگلے مین سکونت اختیار کی اور بنیاد مسجد پر محل کی تعمیر شروع کرائی اور محل کے قریب باغ مع بنگلہ کے تعمیر کرایا اس سے فارغ ہوکر اندھیری باغ کالی ندی پر لگایا اور اُسکی رانی نے موضع خلیل پور کے متصل الور کی سرحد کے کنارے پر تبارہ بنوا کر خیرات جاری کی اور شاہ راہ فیروز پور پر اپنا باغ علیحدہ بنوایا جب نیا کال پڑا غرباکی پرورش کی نظر سے شاہزادۂ علاء الدین کے بند خام کے پختہ بنانے کو مدد لگائی گئی اُسکی تعمیر ہوکر پہاڑی پر قلعہ بنانے کی تجویز ہوئی وہان ایک مسجد قلندری اور ایک مزار کسی بزرگ کا تھا اُسکو منہدم کرکے ربیع سنہ ۱۸۹۲ مین مہورت تیاری قلعہ عمل مین آئی شب و روز اُسکی تیاری کی تاکید تھی اکثر بلونت سنگھ آپ جاکر اُسکی تعمیر مین تمام روز پہاڑ پر بسر کرتا تھا اور پہاڑی کے دامن مین ایک شہر کی آبادی کی تجویز کی گئی چنانچہ امرا کے مکانات بننے لگے اسی اثنا مین ایک بیٹا پیدا ہوا بلونت سنگھ اس سے بہت خوش ہوا کہ یکایک دلالت سے تیرہ کے بعد وہ لڑکا مرگیا۔ رانی کو اتنا غم ہوا کہ لڑکے کی وفات سے ایک سال کے بعد رنج واندوہ مین گھل گھل کر قابض ارواح کے سپرد جان کی بلونت سنگھ پر غم کے دو پہاڑ ٹوٹ پڑے اور اب اُسکے جنون مین کیا کسر رہی رات دن تڑپتا تھا نہ سدھ قلعے کے بنوانے کی رہی نہ خورد و نوش کا ہوش تھا اسیطرح غم مین گھٹ گھٹ بمشکل ایک سال جیا اور قلعے کی تعمیر کے تمام ہونے سے قبل بنگلے مین بیمار ہوکر بنگلا باغ مین آیا اور ۱۳ محرم ۱۲۶۱ھ ہجری کو خود مختار

جاگیر پانے سے بیس برس کے بعد بغیر اولاد کے گذر گیا جس سے اُسکا تمام علاقہ پھر الور مین داخل ہوگیا۔

مہاراؤ راجہ بنے سنگھ بلونت سنگھ کے قید ہونے کے دن سے بلا مشارکت دوسرے کے حکمرانی کرتا تھا چونکہ اُسنے نواب پر حملہ کرانے والون کو سزا دینے کے عوض بڑے بڑے عہدے دیدیے تھے اس لئے رزیڈنٹ نے اُس سے ملاقات نہ کی اور اُسکے سفیر کو گورنر جنرل کی حضوری نصیب نہ ہوئی اسپر سرکاری مہربانی سے ناامید ہوکر مہاراؤ راجہ نے راج جیپور کا ماتحت بننا چاہا لیکن سرکار انگریزی سے اس خلاف عہد نامہ کارروائی کے سبب اُسپر کچھ جرمانہ ہوکر ممانعت کی گئی۔

ابتداے عہد مین اہلکار بالکل محیط تھے کارخانہ راج کا زمیندارانہ طور کا تھا ملازم اپنی اپنی فلاح کے خواہان تھے کسیکو راج کی بہبود کا خیال نہ تھا بنے سنگھ یہ حال دیکھتا اور کسی سے کچھ نہ کہتا اور وقت کا منتظر تھا آخر قابو پاکر بلا حیلے کا اسیطرح استیصال کیا کہ اُسکے مارے جانے کا حال کسی پر نہ کھلا۔ اور اکثر دخیل کارون کو حسن تدبیر سے بیدخل کردیا کہ وہ جلسہ باقی نہ رہا اسپر بھی بہتری کی شکل نظر نہ آئی خسارے کا عالم بدستور رہا چنانچہ عہد دیوانی جگناتھ بیجناتھ مین بعض اوقات کارخانون مین نوبت فاقے کی گذرتی تھی۔ ۱۸۳۵ء مطابق سمبت ۱۸۹۲ مین راؤ راجہ نے انتظام کی ابتری سے تنگ آکر آغا صاحب خوشنویس کی معرفت رزیڈنسی دہلی کے منشی انوجان کو سات سو روپیہ ماہوار تنخواہ پر دیوان ریاست اور نواب فیروزپور کے فوجدار مرزا اسفندیار بیگ کو تین سو روپیہ تنخواہ پر نائب خان مقرر کیا ان اہلکارون نے شہر اور پرگنون مین عدالتین قائم کرکے تمام قرضہ بیباق ادا کرکے ملک کا رونق ٹھیکہ اور سیجا دبا علاقے سے اُٹھا دیا۔ اُنکے ہاتھ سے ملک کے انتظام نے رونق پائی سرشتہ فوجداری کا قائم ہوا تھانے مقرر کئے گئے۔ بندوبست مال بخوبی کیا گیا سوجہ سے راج نے ترقی کی پھر تو راؤ راجہ نے فراغ دلی سے کارخانون کی درستی مین توجہ دی۔ اور بلونت سنگھ کے مرنے سے ریاست مین سامان اور بھی بڑھ گیا اور علاقے کے اضافے سے آمدنی زیادہ ہوگئی اور اُسکی تنخواہ کی بحیثیت سے بڑی آسودگی پیدا ہوئی اسلئے جلوس ریاست کا سامان مہیا کیا عمارات عالی اور خوشنما تیار کرائین شیش محل۔ سی تل نواس۔ موتی ڈونگری کا محل بنوایا گیا اور سے دس میل کے فاصلے پر جنوب و مغرب مین پہاڑونکے درمیان بند سی لی سیڈھ تیار کرایا کہ چند کوس کے احاطے مین عمیق پانی بھرا رہتا ہے اور کنارے پر عمدہ محل اور باغات ہین اور وہان سے شہر الور تک سمبت ۱۹۰۲ مین پختہ نہر بنوائی ہے کہ اُسکی آبپاشی سے زراعت اور باغات گرد و نواح شہر کو بہت فائدہ پہونچتا ہے اور خوب رونق و سوہی ہے باغ پنے پلاس۔ اور تعمیر گھوکس لال۔ دروازہ و حضوری دروازہ و احاطۂ گھوڑا پھیر و جھیری لب ساگر و فیل خانہ و توپ خانہ و اصطبل سے اور کورونق دی اور بہت سے اہل کمال کو جمع کیا جیسے مولانا فضل حق خیرآبادی نامور منطقی اور پنڈت روپ نرائن و دوارکا رام شاستری اور ممن اور میان جان چابک سوار اور تان رس خان کلانوت وامرت و رحیم سین ستاریہ و سکھدیو و صدیق پہلوان و میر باقر علی نیچے باز و میان میر و آغا صاحب خوشنویس شاگرد رشید میان میر بیچہ کش و شیخ ابراہیم شمشیر ساز و عبداللہ کتک کہ ہر ایک

انمین سے اپنے اپنے فن مین وحید عصر و یکتاے روزگار تھا آغا صاحب خوشنویس سے پچاس ہزار روپے کے مصارف مین کتاب گلستان لکھوائی تھی بٹیوار گری کا سلسلہ اس ہمارا ؤراجہ کے وقت سے جاری ہوا - بڑا ارہ سمبت ۱۹۰۶ مین مقرر کیا قلعہ جو فحال گڑھ بھی اسی نے بنوایا گھوڑے بھی عمدہ عمدہ جمع کئے تھے اسکے عہد حکومت مین انتظام کی یہ کیفیت تھی پرگنات جنوبی منشی اموجان کے سپرد تھے اور پرگنات شمالی دیوان مانک چند کے تفویض تھے اور اسکی پانسو روپے ماہوار تنخواہ تھی اور مرزا اسفند یار بیگ دیوان حضور کا تھا اور پرگنہ بھین گرلھ جو کوٹھارے متعلق تھا وہ خواجہ فرحت اللہ خان کے سپرد تھا اور ایک کچہری کا اجلاس خاص نام تھا اسمین چند عہدہ دار اور سردار مقرر تھے مثل مرزا محمد وبیگ منصرم میونارہ اور منشی اموجان اور پنڈت روپ نرائن اور ٹھاکر بلدیو سنگھ تلعدار بالا حصار اور راجہ بدھ سنگھ معروف بہ راجہ جی اور بخشی راؤ ہرنجش وغیرہ اور سرپنچ اس محکمہ مین دیوان مرزا اسفند یار بیگ تھا اسمین مقدمات تنازعات سرحدات یا ریاست غیر وغیرہ اور جملہ محکمون کا مرافعہ اور تقلب کے مقدمات اور فوجداری مقدمات لائق تجویز کمشن طے ہوتے تھے پس تین شخص ہمیشہ اجلاس کرتے تھے بصورت اختلاف راے مہاراجہ کے سامنے پیش ہوکر فیصل ہوتے تھے مولوی محمد مخدوم کا بیان ہے کہ راجہ اپنی ذات سے ریاست کے کامون کی نگرانی کرتا تھا کسی ملازم کا محتاج و دست نگر نہ تھا -

کئی برس کے بعد منشی نے رشوت کے ذریعہ سے بدنیتی پھیلائی اور مرزا نے دیانت داری سے اس کی مخالفت اختیار کی اول تو منشی نے مرزا کو ملکی کام سے علیحدہ کراکے مدرسے کی نگرانی پر رکھدیا - لیکن آخر مین مرزا نے منشی پر رشوت لینا ثابت کرکے اسکو قید کرایا جو سات لاکھ روپیہ ڈنڈ دیکر رہا ہوا - مرزا نے دیوانی کا عہدہ پانچ برس تک عمدگی سے کام کیا - لیکن سمبت ۱۹۱۳ مطابق ۱۸۵۶ء مین راؤراجہ فالج کی بیماری سے ضعیف ہوکر پھر منشی اموجان اور اسکے بھائی فضل اللہ خان و انعام اللہ خان کے دم مین آگیا اور انکو دوبارہ مختار بنا دیا - ۱۸۵۷ء کے غدر مین جبکہ راؤراجہ بیمار تھا اسنے قلعہ گوگاگڑہ تیار کرایا اور بارہ سو آدمیون کی جمعیت باغی فوج کے مقابلے کو آگرے کی طرف روانہ کی کراچھنیرہ پر باغیون کے بریگیڈیر نیج و نصیر آباد نے اسپر حملہ کرکے تباہ کر دیا اسمین راج کا بہت نقصان ہوا - اور انتظام پرگنہ فیروز پور کے لیے منشی اموجان بھیجا گیا لیکن میو و نکی سرکشی سے انتظام نہ ہوسکا اور بہت صرف پڑا -

آخر وقت مین مہاراؤراجہ نے مرض فالج سے بہت اذیت اٹھائی اور میدا چیلہ وغیرہ نے مرزا کے اشارے سے کئی آدمیونکو جادو کرنے کے الزام سے بیگناہ مروالا اس سخت ظلم کے بعد جو کم علمی اور ضعیف الاعتقادی سے ریاستون مین ہوجایا کرتا ہے راؤراجہ کی جان نہ بچی اور صلاح کارون نے بھی بدنتیجہ دیکھا - میدا چیلہ جیسزہ مین قتل ہوا مرزا کچھ مدت کے بعد اندھا ہوکر ریاست سے نکالا گیا -

اور ساون بدی ۹ سمبت ۱۹۱۴ مطابق ۱۸۵۷ کو راؤراجہ بنے سنگھ بیالیس سال راج کرنیکے بعد باسٹھ برس کی عمر مین مرگیا -

مہاراؤ راجہ شیودان سنگھ

یہ تیرہ برس کی عمر کے اندر اگست ۱۸۵۸ء مطابق ۱۲۷۴ھ مین اپنے والد کے بعد مسند نشین ہوا اسکی کم عمری سے کئی سال تک سرکاری نگرانی لازم تھی لیکن ہندوستان مین غدر و فساد کے باعث اور منشی امو جان کی کارگذاری کے اعتبار سے کوئی مداخلت نہ کی گئی منشی امو جان نے لکھدیر سنگھ کو اپنے سے موافق کر لیا اسواسطے کہ ٹھاکر مذکور حقوق قدیم کے سبب سے حفاظت و انتظام کے لیے محل مین رہتا تھا اور ٹھاکر کو ایک جدید گانون پرگنہ تھانۂ غازیپور مین دلوا دیا اور کچھ سپاہ پیدل و سوار کی تنخواہ کرا دی اور ٹھاکر سے یہ قرار پایا کہ جو کچھ شوت مین پیدا ہو اُسمین سے نصف نصف تقسیم کر لین جو کہ طمع مین نزاع پیدا ہوتا ہے ٹھاکر لکھدیر سنگھ کو چند ماہ مین بیدخل کر دیا اور مرزا اسفندیار بیگ کو بیکار کر کے امو جان راؤ راجہ کا نائب بنا اور فضل اللہ خان دیوان کل ہوا اور انعام اللہ خان بخشی ہوا اور یہ چاہا کہ دیوان مرزا اسفندیار بیگ کو قید کر کے محاسبہ لیا جاے اور ٹھاکر کے نام حکم جاری کر دیا کہ اپنے گانون بیجواڑہ کو چلا جاے اور راو راجہ کو بھنگ اور شراب کی طرف راغب کیا اور راجہ اس قدر بے قید و بے تکلف ہو گیا کہ راجپوتی تہذیب کی پابندی بھی باقی نہ رکھی ۔ اقرار حسین اور حکیم محمود علی اپنے اپنے خاصدان لاتے تھے راو راجہ اکثر ان کا بنایا ہوا پان نوش کرتا تھا امو جان بجز احمق لوگونکے ریاست مین اور کا دخیل ہونا نہین چاہتا تھا اور راو راجہ کو اُسکی خاطرداری ملحوظ تھی اُسنے امو جان کی راے کے مطابق لکھدیر سنگھ ٹھاکر کو بھی خارج کیا کم عمر مین لکھنا پڑھنا چھوڑ کر ایکدم تاج و رنگ اور فضول باتون مین مصروف ہو گیا اور امو جان کے رشتہ داروں کی صحبت مین رہکر جنھون نے اُسپر مصیبت ڈالی راجپوتون کو بالکل بیقدر اور چاکرون کی برابر سمجھنے لگا ۔ امو جان مرزا اسفندیار کی بیع کی کا موقع دیکھتا تھا ایک دن موقع پاکر اُسنے اگلے سکھ والے مکان کو جسمین مرزا رہتا تھا اپنی سکونت کے لیے مانگا راو راجہ نے اُسکی استدعا قبول کی اور مرزا کو مکان کے خالی کر دینے کا حکم دیا چند عرصے تک مرزا ایت و لعل کرتا رہا جب منشی امو جان بہت متقاضی ہوا تو مرزا نے شعبدہ اُٹھایا کہ راجپوتونکو جتلایا کہ امو جان اور اُسکے بھائی راو راجہ کو مسلمان کرنا چاہتے ہین اور ٹھاکرون کو ایسا اغوا کیا کہ وہ بلا تحقیق و تصدیق کے اگست ۱۸۵۹ء مطابق ۱۲۷۵ھ مین رات کے وقت امو جان اور فضل اللہ خان و انعام اللہ خان کے مکانپر چڑھ گئے اور محمد نصیر پسر فضل اللہ خان و عارف علی خدمت گار امو جان کو قتل کیا اور بدر الدین چوبدار کو مجروح کیا منشی امو جان اور اُسکے بھائیون نے بھاگ کر اپنی جانین بچائین تمام رات ہنگامہ بپا رہا صبح کے وقت راو راجہ نے ٹھاکر بھوت سنگھ جاگیردار لاوا دی کی معرفت مفسدون کو اس امر پر رضامند کیا کہ امو جان اور اُسکے بھائیون اور دوسرے متعلقین کو دلی کی طرف چلا جانے مین معرض نہون چنانچہ ٹھاکرون نے مان لیا اور وہ نکل گئے اس معاملے کی خبر سنکر کپتان نکسن پولیٹکل اجنٹ بھرتپور سے جلد الور مین آیا اور اُس نے راو راجہ کو راجپوتونکی تباہی پر مستعد اور ملکی کام سے بیخبر دیکھکر پنچایت اودیچنسی قائم ہونے کی صدر مین رپورٹ کر دی جو منظور ہو کر دسمبر ۱۸۵۹ء مین کپتان اپی کی تقرری عمل مین آئی اور راو راجہ ایک برس تک خود مختار رہنے کے بعد کام سے بیدخل کیا گیا پولیٹکل ایجنٹ نے ٹھاکر لکھدیر سنگھ کو صدر پنچایت کا افسر بنا کر گویا یہ شخص راجپوتون کا سرغنہ اور

راؤ راجہ بنے سنگھ کا ہمعصر تھا کہ اوسکی کسر دی والی رانی اُسکی سانی تھی۔ رئیس نے دوسرے برس ٹھاکر لکھدیر سنگھ کو قتل اور ایجنسی کو زبردستی خارج کرانا چاہا لیکن پولیٹکل افسر نے خبر پاکر صلاح کاروں کو قید کی سزا دی۔ اخیر زمانہ نکالا گیا۔ کپتان اپبی نے نہایت اچھا انتظام کیا ابتدائے سمبت ۱۹۱۶ سے سمبت ۱۹۱۸ تک بندوبست سہ سالہ مقرر کیا بعد اختتام اس میعاد کے سمبت ۱۹۱۹ سے سمبت ۱۹۲۰ تک بندوبست دہ سالہ کیا زمینداروں کو بندوبست سے آسودہ ہوگئے زر محاصل بلا وقت عین وقت پر داخل خزانہ ہونے لگا کئی لاکھ روپیہ پیش انداز ہوکر خزانہ قلعہ میں بھیجا گیا اور کچہریات کے لیے مکان محل کے دروازے کے باہر بنا اور بازار اور کوچہ فرش بندی ہوئی اور شفاخانہ تیار ہوا اور سڑک الور و تجارا کے درمیان تعمیر ہوئی اور راؤ راجہ کی شادی جھالرا پاٹن میں ہوئی۔ کپتان اپبی کے بعد کپتان ہملٹن آیا اجنٹی کی کوٹھی اسنے بنوائی۔ ایجنٹی کے انتظام میں مالگذاری کا نیا بندوبست ہونے سے راج کی سالانہ آمدنی پندرہ لاکھ تک پہونچگئی۔

اور نیمرانہ کا تصفیہ بھی طے پایا جسکی تفصیل یہ ہو کہ یہاں کے ٹھاکر نے چند سال تک الور سے خودسر ہونے کا دعوے کیا جو ہرگز نامنظور ہوا ۱۸۶۲ء میں پھر دعوے ہوا تحقیقات کامل کی گئی تو یہ ثابت ہوا کہ یہ ضلع رئیس الور نے چندربھان نیمرانہ کے جاگیردار کو بمقررہ ۸۶۴۸ روپیہ خراج کہ جو مرہٹوں نے نیمرانہ پر لگایا تھا دیا تھا اور بباعث مفسدہ چندربھان کے سرکار انگریزی کی منظوری سے یہ اراضی پھر الور میں ۱۸۱۵ء تک ضبط رہی لیکن سنہ مذکور میں ایک حصہ واپس دیا گیا تھا اور جب جاگیردار نیمرانہ نے باقی ماندہ کی واپسی کا دعوے کیا تو سرکار انگریزی نے مداخلت سے انکار کیا اسواسطے ۱۸۶۲ء میں آخر کار یہ فیصلہ ہوا کہ نیمرانہ جاگیردار ہے۔

دوبارہ اختیارات

مایخ برس بیدخل رہنے کے بعد ۴ دسمبر ۱۸۶۳ء مطابق سمبت ۱۹۲۰ میں راؤ راجہ کو دوبارہ حکومت کے اختیارات ملے۔ اُس نے دوبارہ اختیار پاتے ہی ٹھاکر لکھدیر سنگھ افسر پنچایت کو اُسکی جاگیر پر بھیجکر نکلکے میں گورنر جنرل سے ملاقات کی پنڈت روپ نرائن کو کہ محکمہ پنچایت کا ممبر تھا گردار مقرر کیا گیا اور پنڈت رام نرائن ڈپٹی کلکٹر مقرر ہوا اور منشی رشک لال بدستور منصرمی فوجداری پر رہا۔ یکم جون ۱۸۶۴ء کو میان جان چابک سوار مارا گیا جسپر اسکے وارث گورنمنٹ انگریزی میں نالشی ہوئے اور کہا اصل قاتل خود راؤ راجہ ہو اور کوئی نہیں سرکار نے کئی انگریز بھیج کر تحقیقات کرائی انجام کو مقدمہ تو خارج ہوا مگر اجنٹی اور اجنٹ عہدہ سے برخاست ہوئے اور تحقیقات ہوکر جو حکم اس باب میں سرکار سے آیا وہ قابل عبرت تھا اور راؤ راجہ کی اُس سے برات قرار پائی وجہ قتل راؤ راجہ کی ذاتی عداوت تھی۔ اور سبب عداوت تین طرح بیان کیا گیا تھا

(۱) وجہ قتل زوجہ مقتول نے اس طرح بیان کی کہ راو راجہ بنے سنگھ نے بچپن میں راؤ راجہ شیودان سنگھ کی تادیب و تالیقی کے لیے میان جان مقتول کو مامور کیا تھا پس جیسا کہ دستور ادب و تالیق کا ہوتا ہے مقتول بلا لحاظ مراتب راؤ راجہ کے ساتھ ادا کرتا تھا اگرچہ اُسکو ایسی ادب آموزی تعلیم ناگوار گذرتی تھی مگر بوجہ خوف اپنے والد کے دم نہیں مار سکتا تھا جب شیودان سنگھ خود مختار ہوا تو میان جان بمشکل تمام بچھا چھڑا کر

جے پور آبیٹھا تھا وہان سے گھوڑی کی سواری سیکھنے کے بہانے سے طلب کرکے صلہ وحق اُس ادب آموزی خردسالی کا اپنے ادیب باوفا کے ساتھ یہ ادا کیا کہ جان سے مار ڈالا۔

(۲) دوسری روایت یہ ہے کہ راؤ راجہ کی رانی بدخوری کے واسطے جاتی تھی اور محل سے پالکی مین سوار ہوکر گاڈی کے قریب جو پھاٹک پر کھڑی تھی آئی اُس کی پالکی کے ساتھ میان جان جو اُسوقت شراب کے نشے مین سرشار اور غرور مین بھرا ہوا تھا آکر کہنے لگا کہ مجھکو حکم ہوا ہے کہ پالکی کے ہمراہ جاؤن بُرے خلط ملط سے رانی سے بات چیت کرنے لگا یہانتک کہ رانی ناراض ہوکر چلائی راؤ راجہ فوراً دوڑا یا اور اُسکے گھوسے مارا یہمراہی نوکرون نے اُسے ٹکڑے کرڈالا راجپوتون نے جو اُسوقت موجود تھے دیکھا تو چلاتے آئے کہ راجہ صاحب یہ آپنے کیا کیا آپکی عزت مین خلل آجائیگا لاش فوراً اٹھوا کے راجگڈھ کی سرحد مین دفن کرادی گئی اور راؤ راجہ اور واپس آیا پھاٹک پر شہر مین میجر ہملٹن ایجنٹ سے ملاقات ہوئی اور تین گھنٹے تک تخلیے مین گفتگو کی۔

(۳) تیسری روایت یہ ہے۔

کہ راؤ راجہ شادی کے لیے شاہ پورے گیا اس شادی مین مہاراجہ رام سنگھ والی جیپور شریک ہونے والا تھا لیکن نہین آیا مہاراجہ جے پور کے شریک شادی نہ ہونے کی یہ وجہ فرض کی گئی کہ میان جان نے جیپور مہاراجہ رام سنگھ بہت مہربانی رکھتا تھا اُسکے روبرو حلفیہ بیان کیا تھا کہ راؤ راجہ مسلمان ہے یہ شخص اپنے فن مین کامل تھا اسلئے اسکی خاطر جیپور مین بھی ہوتی رہتی تھی اور اُسکے جورو بچے وہین رہتے تھے جب میان جان جیپور سے راج اور مین پہونچا تو اُسکو غالباً معلوم ہوگیا کہ راؤ راجہ صاحب کو اُس سے کچھ رنجش ہے اسواسطے رخصت جیپور جانے کی مانگی لیکن راؤ راجہ نے رخصت منظور نہ کی اور ناچار اُسکو راجگڈھ جانا پڑا جو الور سے چھ کوس پر ہے ایکدن راؤ راجہ نے اسکو کھانا کھانے کے لیے محل راجگڈھ مین بلایا اور وہان اُس نے میان جان پر ایک ہاتھ تلوار کا مارا پھر غلامون اور خدمت گارون نے اُسکے ٹکڑے کرڈالے بعد اسکے لاش اُسکی خفیہ پائی محل مین دفنائی گئی راؤ راجہ نے اپنی بریت کے لیے ایک معزز ٹھاکر کو باشتباہ قتل قید کردیا اور برادران مقتول کو جو الور مین تھے اُسیوقت قید کرنیکا حکم دیا جو آخر کار راضی نامہ دیکر چھوٹ گئے۔

جسکی تحقیقات مین کپتان ہملٹن پولیٹکل افسر کی سستی معلوم ہوکر محکمہ ایجنسی بالکل توڑ دیا اور کپتان مذکور فوجی صیغہ مین تبدیل کردیا گیا۔ میجر نکسن اسکی تحقیقات کے لیے خود آیا اور اُسنے لاش زمین سے نکلوائی جو سفید چادر مین لپٹی ہوی تھی اور سر تن سے جدا بائین ہاتھ کے نیچے پڑا تھا۔ جرنل دہلی کے ماہ ستمبر ۱۸۲۶ء کے پرچے مین اسیطرح چھپا تھا اور اخبار کوہ نور نے تو یہانتک لکھدیا تھا کہ اس چابک سوار کو راؤ راجہ نے خود اپنے ہاتھ سے قتل کیا تھا ایک روایت اور بھی زبانی مجھ سے بیان کی گئی مگر مین نے وجوہ ارتکاب قتل کے باب مین اخبارات کی پر اعتماد کیا جنکو اودھ اخبار کے دفتر مین ایک رسالے کی شکل مین جمع کردیا گیا ہے اور دوسرے زبانی اقوال کو کم سمجھا مولوی محمد مخدوم کہتا ہے کہ راؤ راجہ نے سنبھل کر بہت عمدہ انتظام کیا لیکن حضرات دہلی کی کچھ روک ٹوک نہ ہوئی

اُنھون نے اُسکے مزاج کو لہو ولعب کی طرف راغب کر دیا کئی رنڈی بھڑوے لکھنو جیپور سے اپنے ہان بلوا لیا جنمین ایک رنڈی مہاراجہ رام سنگھ کی بھی منظور نظر بتائی جاتی ہے اسلیے وہ بہت رنجیدہ ہوا جیسا کہ تختہ راجستھان مین ذکر کیا ہے ۔ ٹھاکر لکھدیر کی وجہ سے بھی حکام گورنمنٹ راور اجہ سے آزردہ ہوگئے اسکی خیر خواہی گورنمنٹ مین مشہور تھی راؤراجہ سے اُسکے بگاڑ کی وجہ یہ تھی کہ جب کپتان امبی نے اپنی اجنٹی کے زمانے مین اُسکو محکمۂ پنچایت کا افسر اعلےٰ کر دیا تو اُسنے بوجہ اگلے جھگڑے فساد کے منشی اموجان کو الور سے نکلوا دیا اور منشی کے ہنگامے مین مرزا اسفندیار بیگ کا شریک تھا جو نکہ راؤراجہ منشی اموجان کو بہت چاہتا تھا اور دیگر ارکان ریاست سے زیادہ عزیز رکھتا تھا اس وجہ سے وہ ٹھاکر سے رنجیدہ ہوا اور دوبارہ اختیارات حاصل ہوے تو آہستہ آہستہ اُسکے سب گانوں جاگیر کے ضبط کر کے الور سے باہر کر دیا وہ جیپور جا کر رہنے لگا جب اُسکے علاقے کی ضبطی کی خبر گورنر جنرل کو ہوئی تو اُسنے افسوس کیا اور راؤراجہ کو لکھ بھیجا کہ اگرچہ ہم آپکے علاقے کے انتظام مین دست اندازی نہین کیا چاہتے تاہم اسطرح کا امر ہمین ناپسند وناگوار ہے آپ آیندہ کے لیے بہت ہوشیار رہین ۱۸۶۲ء مین راؤراجہ شاہ پورہ سے جاتے ہوئے اثنائے راہ مین جیپور کے علاقے مین ایڈن صاحب اجنٹ گورنر جنرل سے ملنا چاہا اور ۳۰ جنوری سنہ مذکور کو موضع کانوتہ مین جو جے پور سے سات آٹھ کوس ہے ملاقات کی غرض سے گیا اور حصول ملاقات کے لیے اُسکو خریطہ بھیجا رزیڈنٹ نے جواب دیا کہ راؤراجہ جے پور مین آکر مجھ سے ملاقات کرے اُسنے جواب لکھا کہ مین چند شہ طلون سے جیپور مین آسکتا ہون اول یہ کہ کوئی بھائی بیٹا مہاراجہ جیپور میرے استقبال کو آے دوسرے توپخانۂ جیپور سے میری سلامی کی توپین سر ہون تیسرے جیپور مین میرا نقارہ بجے اگر یہ شرائط نامنظور ہین تو آپ موضع کانوتہ مین مجھسے ملاقات کرین اسکے جواب مین مہاراجہ جیپور کی منشا معلوم کر کے رزیڈنٹ نے لکھا کہ نہ توپخانۂ جیپور سے سلامی مل سکتی ہے نہ راؤراجہ کا نقارہ بج سکتا ہے البتہ بھوائی کے لئے کوئی بھائی بیٹا چلا جاے گا اسوجہ سے راوراجہ جیپور مین نہ گیا اور یکم فروری کی صبح کو اجنٹ گورنر جنرل و پولیٹکل اجنٹ بگھی مین سوار ہو کر مع ٹھاکر لکھدیر سنگھ کے موضع کانوتہ مین آے اور بلا کسی طرح کے تکلف کے رسمی ملاقات ہوئی اور ملاقات کے وقت ٹھاکر لکھدیر سنگھ کے بارے مین کہا کہ حسب دستور سابق اسکو چار گانون الور سے ملنے چاہئین اور پہلے کے موافق اسکی عزت و توقیر کیجائے راوراجہ نے جواب دیا کہ مین لکھدیر سنگھ کو اپنی ریاست مین ایک انچ زمین بھی ہرگز نہ دونگا یہ ریاست آپ کی نذر ہے لیجیے مین لندن جاتا ہون اور لکھدیر کا وکیل جو ملاقات کا پیام لیکر گیا تھا اُسکو جھڑک کر نکالدیا اس سبب سے اجنٹ گورنر جنرل ناراض ہوا اور جیپور کو چلا گیا جب کوئی صورت لکھدیر کے واسطے نکلی تو وہ ہنگامہ پرداز ہوا پنڈت روپ نرائن بندوبست مین سرگرم تھا جب تک انتظام ہوا اُسنے ۲۸ مئی ۱۸۶۲ء کو گڑھی لال پارہ پر یورش کی ریاست کی سپاہ سے جنگ ہوئی قلعدار اور سپاہی مارے گئے لکھدیر کی فتح ہوئی ۔ ۳۰ مئی کی جنگ مین ۳۵ نوکر لکھدیر کے مع دو افسرون کے کام آے اور دیہات مین بلوا ہوا تجارہ اور بچھمن گڑھ مین بھی

فساد تھا زائن پور غارت ہوا - لال پورہ کے قلعے کی مرمت لکھدیر نے کرائی اور قلعہ کنڈہ کو بھی لے لیا لیکن راج کی فوج نے اُسکو شکست دیکر قلعہ لال پورہ چھین لیا لکھدیر سنگھ کے بھتیجے نے ریاست کے شرقی حصے مین بلوہ کردیا طرفین کے سوار مارے گئے ۱۰ جون کو ماندل کے گھاٹ پر جنگ ہوئی لکھدیر کا ایک رشتہ دار کام آیا ۱۵ جون کو ٹھاکر بلونت سنگھ و بہادر سنگھ قلعدار نے حملہ کیا لکھدیر سنگھ نے لال پورہ پر پھر تاخت کی اور طرفین کے آدمی مجروح و مقتول ہوے اور وہ شہر راہی بھالا پاٹن لٹ گئے گڑھی لال پورہ لکھدیر نے پھر لے لی - ۲۴ جون کو جنگ ہوئی جسمین بچاس سپاہی بلدیو پلٹن کے مارے گئے ۲۵ جون کو بھی طرفین کا نقصان ہوا اور ۲ گاؤن علاقہ بھرت پور کے خاک سیاہ ہوئے موضع کروری لوٹ کر اُسکے موروثی مخالف لے گیے - گولا کے پاس لکھدیر سنگھ نے مردانہ جنگ کی جسمین ریاست کی فوج ہتیار چھوڑ کر بھاگ آئی اس اثنا مین راؤ راجہ الور مین آگیا اُسنے دو مہینے لکھدیر کو قتل کرنے کے لیے بھیجے جنھین لکھدیر نے مروا ڈالا اور قبل جولائی جنگ بلدیو گڑھ مین ریاست کے ۹ رہے مکلے چھن گئے ۱۴ جولائی کو موضع بگو غارت ہوا اور ۱۵ جولائی کو خبر آئی کہ طرفین مین بمقام راجگڑھ جنگ ہوئی سو پیادے ریاست کے مارے گئے اور دس زنبورک ٹھاکر کے آدمی لے گئے یہ فساد آخر جولائی مین موقوف ہوا - صاحب اشرف الاخبار نے ۱۸۹۰ء کے ایک نمبر مین لکھا تھا کہ ایک معتبر نے الور کی خبر دی کہ راؤ راجہ نے کئی خریطے ٹھاکر لکھدیر کی شکایت مین گورنر جنرل اور اجنٹ گورنر جنرل کو بھیجے وہانسے جواب آیا کہ آپکو جو سوقت اختیار دیا گیا تھا کہا تھا کہ اہل دہلی سے پرہیز کیجیے آنکو اپنے یہان دخل نہ دیجیے آپنے سراسر اسکے برخلاف کام کیا اُنھین کو شیر تدبیر اُنھین کو مصاحب اُنھین کو تھانہ دار اُنھین کو پیشکار اُنھین کو تحصیلدار کیا پس یہ امر صاف منشاء گورنمنٹ کے خلاف ہے اگر رضامندی چاہتے ہو تو یک قلم اُنکو اپنے حضور سے دور کرو چنانچہ فوراً راؤ راجہ نے دہلی کے آدمیون کو چار ناچار رخصت کردیا ٹھاکر لکھدیر کے جھگڑے مین بہت روپیہ اُٹھا - اور کچھ راجہ کی فضول خرچی سے مصارف آمدنی سے بڑھ گئے خزانہ قلعہ کا روپیہ صرف مین آنے لگا آخرکار قرض پر نوبت پہونچی - سمبت ۱۹۲۵ مطابق ۱۸۶۹ء مین کفایت خرچ کے لیے تخفیف شروع کی گئی نوکرون کی تنخواہین گھٹائین جنھین جندہ بند کیا گیا خیرات یک قلم موقوف ہوئی جاگیرین ضبط ہوئین مگر اس سے کیا ہوتا تھا کہ مصارف بیجا برسرترقی تھے چنانچہ پاڈمی گاردار رجمنٹ کی بھرتی ہونے سے اور بھی صرف رہ گیا پنڈت روپ نرائن یہ حال دیکھکر کنارہ کش ہوا - عہدہ گرداوری پر منشی رنشک لال اور فوجداری پر شیخ جلال رحیم اور ڈپٹی کلکٹری پر منشا دعلی سرفراز کیے گئے - منشی رنشک لال نے بڑے جوڑ توڑ سے انصرام خراجات انجام دیا - اسی سال مین راؤ راجہ نے ہر قصبے اور گانون مین مدرسے مقرر کیے جنھین سولہ ہزار روپیہ سالانہ کے خرچ سے پانچہزار لڑکے تعلیم پاتے تھے - اور اسی عرصے مین راؤ راجہ کے بھالا پاٹن والی رانی سے کنور پیدا ہوا - اس خوشی مین راؤ راجہ نے بہت روپیہ خرچ کیا - عام طور پر شہر کے باشندونکو دعوت دی گئی جسمین ہندو نکو کئی قسم کی مٹھائی بانٹی اور مسلمانون مین کئی قسم کے کھانے تقسیم کیے درمحل مین چار جگہ رقص و سرود کی محفلین برپا ہوئین صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک ناچ گانے کا

جو چاہتا تھا عام اجازت تھی کہ جسکا جی چاہے شریک ہو۔ روشنی کے لیے محل سے موتی ڈونگری تک ٹٹیاں نصب ہوئیں۔ موتی ڈونگری کے مقابل اور کمپنی باغ کے برابر لقارخانہ جوبی کپڑے سے منڈھے گئے یہ تیاری ہو رہی تھی کہ حضور ملکہ معظمہ کے دوسرے بیٹے شاہزادے صاحب اوٹمبرا کی آمد پر راؤ راجہ حسب الطلب کلکتے کو گیا اور وہاں شاہزادے سے ملکر سیر و شکار تواح الور کی دعوت دی۔ کلکتے سے واپسی کے بعد اس کی مہمانی کا انتظام ہونے لگا۔ اسیلئے کنور کی ولادت کی تقریب کی تمام محفلیں اور جلسے ملتوی ہو گئے شاہزادے ڈنگ کی سیر کرکے اور آگرے پہلے دن روشنی مین تیل کی بو سے متنفر ہو کر روشنی بند کرا دی۔ لیکن دوسرے دن موتی ڈونگری کا محل اور تعلے پر خوب روشنی ہوئی۔ شاہزادے صاحب محل مین شب کی دعوت مین شریک ہوئے راؤ راجہ نے تحائف مین ایک تلوار بھی دی جسکو شیخ ابراہیم شمشیر ساز نے بنایا تھا اسمین دورہ یہ گلکاری تھی اور کمر مین موج دریا کی طرح موتی رواں تھے۔

شاہزادے کی روانگی کے بعد کنور کی ولادت کی خوشی کے جلسے ہونے لگے فوج کی تنخواہ چڑھ گئی اور ملازمان جنگی تکلیف پانے لگے۔ ایک رسالے والون نے تنخواہ کے لیے عرض کیا راؤ راجہ نے انکی سرکشی پر حمل کرکے سب رسالو کو توڑ دیا۔ بھاگ کر منگل سنگھ جاگیردار لگدھی اور دوسرے ٹھاکر کئی جاگیرین ضبط ہو چکی تھین پہلے ہی سے کشیدہ خاطر ہو رہے تھے انھون نے اہل فوج سے اتفاق کر لیا۔ جواہر سنگھ جاگیردار کھیڑلی کی جاگیر کے ضبط ہونے کی وجہ سے تمام جاگیردار دغدغے مین تھے اور متفکر تھے کہ کہین راؤ راجہ ہم پر بھی ہاتھ نہ ڈالین خلاصہ یہ کہ سب بلوے کے لئے آمادہ ہوئے۔

یہ خبر سنکر کپتان جیمس بلیر پولیٹکل اجنٹ اجنٹی راجپوتانہ شرقی الور کے ملک مین آیا اور راجگڈھ مین ٹھاکرون کو جمع کرکے صلح کے لیے فہمائش کی لیکن راؤ راجہ نے نہ مانا وہ مجبور ہو کر واپس چلا گیا۔ ادھر جاگیردار لوٹ مار اور فتنہ و فساد کرنے لگے ایک طرف اُن کی دست درازی سے ملک تباہی مین تھا دوسری طرف جلسے ہوتے تھے موتی ڈونگر مین ارباب نشاط جمع تھے رات دن راؤ رنگ کا مشغلہ تھا یار روشنی اور آتشبازی کا تماشا ہوتا تھا آخر کار کپتان طامس کیڈل اجنٹ مقرر ہو کر شر و فساد کے انسداد کے لیے آیا اُس نے آتے ہی راؤ راجہ کو سمجھایا جب مصاحبون نے فہمائش کا اثر نہ ہونے دیا تو اُس نے ابتری کے سبب رئیس کے دوبارہ بیدخل ہونے کی رپورٹ کمپنی اور بذات خود انتظام کے انصرام کی طرف مصروف ہوا سال بھر سے جو جلسے جاری تھے بند کئے پرنٹ توڑی سپاہی گارڈ کو موقوف کیا۔ اخراجات غیر واجب روکے۔ فضول اور تنخواہ ملازمان ادا کرنے کی تدبیر کی۔ یہ حال دیکھ کر شیخ عبدالرحیم و ابراہیم سوداگر و شمشاد علی بیگ خوف و اندوہ سے گھبرائے ابراہیم سوداگر نکل گیا۔ شیخ عبدالرحیم اور شمشاد علی مستعفی ہو جانے کو تھے کہ یہ حال معلوم ہو گیا مگر اور اچھی حرمت و چشم پوشی قابل ناز ہے کہ انکے اعمال پر ذرا خیال نہ کیا اور موقوفی سے انکو بری کر کے چلا جانے دیا اور انکی وجہ سے اپنی بے اختیاری کو انکی۔ اب ٹھاکرون نے راؤ راجہ کی معزولی اور اسکی جگہ کنور شیو پرتاپ سنگھ کی مصنوعی تدبیر کی

ابھی نہیں راؤ آرزو کے نشانے پر نہ پہونچا تھا کہ مذکور مرگیا اور رانی جھالی بھی بیماری سے انتقال کر گئی ابھی اس سانحہ ہوش ربا دواقعہ روح فرسا سے راو راجہ کو افاقہ نہ ہوا تھا کہ اجنٹی کے تقرر اور اسکی بے اختیاری کا حکم آگیا۔ جس سے اسکو زیادہ پریشانی ہوئی۔

دوبارہ بے اختیاری

اکتوبر سنہ ۱۸۱۸ء مطابق سمبت ۱۹۲۷ میں سات برس حکومت کے بعد راو راجہ دوبارہ بے اختیار کیا گیا جسپر اُسنے بیخ سے نقیری جتلانے کو گیروا کپڑے رنگ لیے اسکے سات برس کے اندر ساڑھے بیس لاکھ کا خزانہ اور سوا لاکھ قرض لیکر ساڑھے چھبیس لاکھ روپیہ راج کی سالانہ آمدنی کے علاوہ خرچ کر ڈالا۔ صرف کمپنی باغ اس مہاراو راجہ کی تعمیر کی یادگار ہے کہ چندے سے بنایا اور بندسی لی سیڈھ کے جل محل اور مندر بنارس کی تعمیر شروع کرائی تھی مگر یہ دونوں مقام ناتمام رہے راو راجہ بے اختیاری میں بھی سواری وسامان کے سوا جیب خرچ کا پندرہ ہزار روپیہ ماہوار وقت سے پہلے خرچ کرکے تکلیف اٹھاتا تھا تنخواہ کے علاوہ اُسنے ستانوے ہزار روپیہ قرض لیکر خرچ کر ڈالا جیسپر عام ساہوکاروں اور سوداگروں کو قرض دینے کی ممانعت کی گئی رئیس نے طیش میں آکر پولیٹکل افسر اور کھاہیہ کو مروا ڈالنا چاہا لیکن خبر ہونے سے اسکے مصلحا کار پھر قید کئے گئے ضمیمہ اودھ اخبار نمبر ۱۱ مطبوعہ ۱۹ مارچ ۱۸۶۲ء میں لکھا ہے کہ جمیں سے وہ ایسے لوگوں کے ہاتھ میں رہنے کہ آج افسوس کرنا پڑتا ہے بعد نے اُن کے والد کے اُنکی تربیت ابتر ہوگئی اسکا الزام اُنپر اسلیئے نہیں کہ وہ نا سمجھ تھے مگر اُنکے اتالیق اور قدیم کارکنوں پر ہے جنکے وہ اختیار اور صحبت میں تھے بعد اختیار پانے کے خیر سے اب ۲۲ سال کے ہوئے اور چار بار ان ہیں اور صاحب اولاد ہیں اور صحبت حکام سے ملے اور انقلاب عدد دیکھا اور دربار عام شاہی دیکھے اور اکثر والیان ملک کو دیکھا سنا اور تکلفہ بھی ہو آئے تو اب جو نقص خواہ عادت دارستگی سابق سے ہو یا صحبت سے ان سب حالات کا اعتراض خود صاحب پر اسلیئے ہے کہ گو ایسا علم نہیں مگر وہ اپنے نیک و بد کو خوب سمجھتے ہیں گو اپنے رویے وتہذیب کو کامل نہیں کرتے جسکے وہ شایان ہیں سنہ ۱۸۶۲ء کے پانیر کے ایک پرچے میں لکھا ہے کہ راجہ اور اپنے چال چلن اور عقل سے ملاؤ نہیں مبتلا ہیں جسکو وہ آسانی سے دفعہ کر سکینگے اگرچہ اُن کا چال چلن بیجا ہے تاہم فکک ہے کہ آیا گل صاحبان اردو اخبار جیسا کہ اُنکو مذہم ٹھہراتے ہیں وہ ویسے ہی ہیں۔ اموجان کو گورنر جنرل نے اجازت دی کہ جہاں چاہے وہاں رہے مگر کن کی طرف دانے کا سکا تعلق اور سے جاتا رہا اور وہاں سے پنشن بھی بند ہوگئی۔

راو راجہ اپنے نام کے ساتھ سوائی کا لفظ تحریر کرتا تھا اور اپنی مہر میں بھی یہ لفظ لکھوا لیا تھا وہ کہتا تھا کہ میں راجہ سوائی جے سنگھ کے دودمان سے ہوں کپتان کیڈل کے آتے ہی مقدمہ پر اوزمی کا دروازہ بند ہوگیا اور ریاست کو زیر باری سے نکالنے اور خرچ بجائے بچانے کے لیے تحصیل اور صدر کے خزانوں کو ممانعت قطعی کی کہ بغیر اجازت پولیٹکل افسر کے کسیکو ایک جیتل نہ دیا جاے اور دس لاکھ روپیہ اگر پہلی سرکار سے پانچ سال

سیکڑہ سود پر اور ڈیڑھ لاکھ روپیہ مہاجنوں کے سیٹھوں سے قرض لیا جا کر سات لاکھ روپے مین فوجی نوکرون اور رنڈی بھڑوون کو بے باق کیا گیا کئی اخراجات کی کلہاڑی اپنا کام کرنے لگی - خود ان ہلپن جوتی بھرتی کی تھی موقوف کی رنڈی بھڑوون اور فضول آدمیون کو علیحدہ کیا اور سی رعایا پر توجہ کی پرگنات بانسور و تھانہ غازی دیر تاپ گڑھ و راج گڑھ دیچھمن گڑھ و کٹھور مین جس جس کی غارت گری ہوئی تھی مفسدون سے انکے راضی نامے کرائے سمبت ۱۹۳۰ مطابق ۱۸۷۳ء مین مالگذاری کا نیا بندوبست ہونے سے آمدنی مین سات لاکھ کی ترقی ہو کر بیس لاکھ روپے سالانہ خالصے کی جمع وصول ہونے لگی - اسی سال دلی سے الور تک ریل جاری ہونے پر رئیس نے بڑی دھوم سے انگریزی افسرون کی دعوت کی -

افسوس ہے کہ وہ خود مختاری کی امید و بیم مین آٹھ برس ذی اختیار اور آٹھ برس معزول رہکر سمبت ۱۹۳۱ مطابق ۱۸۷۴ء ۱۱ - اکتوبر کو ضعف دماغ کی بیماری سے اپنی انتیسوین سالگرہ کے بعد انتقال کر گیا اسکے بعد ایک لڑکا جسونت سنگھ رہا جنکو ان کی طرف سے شریف نہ سمجھا جا کر نروکرا جپوتونکی بارہ کوٹھریون مین سے گود لینے کی ضرورت پڑی - انگریزی سرکار سے منگل سنگھ ٹھاکر تھانہ اور لکھدیر جاگیردار بیجواڑہ کی بابت بڑے سردارون سے رائے لینے کا حکم آیا زیادہ لوگون نے پولیٹکل افسر کی صلاح سے کہ عمر منگل سنگھ کو پسند کر کے گدی پر بٹھایا -

مہاراجہ منگل سنگھ

یہ گود لیے جا کر سمبت ۱۹۳۱ مطابق ۱۸۷۴ء ۱۴ دسمبر کو چودہ برس ایک مہینے کی عمر مین مسند نشین کیا گیا اور ٹھاکر لکھدیر جی یعنی لکھدیر سنگھ اور اسکے ساتھیون نے سرکشی کی جسپر قدر جاگیرین ضبط کیے جانے سے دور ہوئی لکھدیر سنگھ نے اگلے رئیس کو ہر طرح دق کیا تھا لیکن اب وہ انگریزی منشا کے خلاف کارروائی سے فائدہ نہ اٹھا سکا اور اسنے ہدایت کے موافق آخری عمر اجمیر و جیپور مین رہکر پوری کی - دوسرے دعوے دار کنور جسونت سنگھ نے ابراہیم سوداگر وغیرہ کی مدد سے کئی برس تک راجہ بلونت سنگھ کی طرح تجارا وغیرہ ملجانے کی کوشش کی مگر سرکاری طرف سے کچھ توجہ نہ ہوئی اسلیئے اسکو گذارے کے لائق تنخواہ پر جو رئیس نے مقرر کردی صبر کرنا پڑا -

سمبت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۵ء ۲۲ اکتوبر کو راو راجہ میو کالج اجمیر مین تعلیم کے لیے سب رئیس زادون سے پہلے داخل ہوا - ایک برس تک اسنے پڑھنے لکھنے پر خوب دل لگایا لیکن پھر سیر و شکار کا شوق زیادہ ہونے سے پنڈت مین پھول - سی - ایس - آئی - اتالیق نے استعفا دیا اور کپتان این - سی - میٹلی اس کے عوض مقرر ہوا - کپتان نے سمبت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۵ء کی رپوٹ مین جس سال کہ راؤ راجہ کی شادی مہاراجہ کشن گڑھ کی بیٹی کے ساتھ ہوئی لکھا ہے کہ وہ (راو راجہ) انگریزی زبان لکھنے پڑھنے کی بہ نسبت اچھی طرح بول سکتا ہے فارسی کسی قدر سیکھی ہے اور اردو سے خوب واقف ہے - اسی سال پنچایت کے ممبرون مین سے پنڈت روپ نارائن دیوان اور ٹھاکر منگل سنگھ گڑھی والے کو انگریزی سرکار سے راے بہادر خطاب عطا ہوا -

سمبت ۱۹۳۴ مطابق ۱۸۷۷ء نومبر کے مہینے مین راؤ راجہ کو سرکاری طرف سے حکمرانی کے کامل اختیارات ملے جسکی خوشی مین اُسنے کسان رعایا کو باقیات کا دس لاکھ روپیہ چھوڑ دیا اور سمبت ۱۹۴۲ مطابق ۱۹۵۹ء مین اُسکو انگریزی سرکار سے تمغاے ستارۂ ہند درجۂ اول حاصل ہوا۔ سمبت ۱۹۴۳ مطابق ۱۸۸۶ء مین راؤ راجہ نے پچاس ہزار روپیہ ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند کی جوبلی کے یادگاری مکان کے چندے مین دے کر خیر خواہی ثابت کی۔

سمبت ۲۴۵ مطابق ۱۸۸۹ء کے شروع پر انگریزی سرکار سے راؤ راجہ کو خطاب مہاراجہ موروثی طور پر عنایت ہوا۔ شمالی ہندوستان کے قریب کے اثر سے الور کا سرشتۂ تعلیم ترقی پر ہے۔ انگریزی و فارسی مدرسے ہر پرگنے مین قائم ہین اور دارالریاست کے ہائی اسکول مین انٹرنس تک تعلیم دی جاتی ہے۔ مہاراجہ منگل سنگھ نے ۱۸۹۲ء مین انتقال کیا۔

مہاراجہ جے سنگھ

مہاراجہ جے سنگھ اپنے باپ منگل سنگھ کے بعد مسند نشین ہوے انکو پورے اختیارات ۱۹۰۳ء مین ملے۔

فصل ۔ قرولی کی تاریخ مین

جغرافیہ

قرولی مشرقی راجپوتانہ مین ایک چھوٹی ٹیکن پرانی ریاست ہے جو خطوط عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۵۲ دقیقہ اور ۲۶ درجہ ۴۸ دقیقہ اور خطوط طول مشرقی ۷۶ درجہ ۴۷ دقیقہ اور ۷۷ درجہ ۳۰ دقیقہ کے درمیان واقع ہے اسکے شمال مین بھرتپور اور جے پور۔ مغرب مین جیپور۔ جنوب مین جیپور اور گوالیار۔ مشرق مین گوالیار اور دھولپور ہے رقبہ ۱۲۴۲ میل مربع آبادی ۱۴۶۵۵۸ خالصہ کی آمدنی ۶۲،۷۷،۶۲ روپیہ سالانہ سے قریب اور فوج سوار و پیدل کا تخمینہ دو ہزار ہے

اس ریاست کا اکثر علاقہ سخت پہاڑی ہے اور برساتی نالون سے جنوب مشرقی طرف چنبل دریا کے پاس بڑے غار پھیلے ہوئے ہین۔ بارش کے موسم مین شمالی مغربی پہاڑ نہایت سرسبز ہوکر اونٹ وغیرہ جانورونکے لئے چارے کا بڑا ذریعہ ہو جاتے ہین کہ جسکے واسطے انگریزی علاقے کے اونٹ بھی وہان چرانے کو آتے ہین۔ آبادی مین جادو راجپوتونکے سوا اکثر گوجر اور کسی قدر جاٹ۔ مالی۔ کاچھی۔ مینہ وغیرہ شامل ہین کھیتی سے اپنا گذر کرتے ہین اور جاگیردارونکے دباؤ سے لوٹ مار کرتے ہین۔

سردارون مین سے **ہاڑوتی**۔ امرگڑھ۔ **رانوندہ** اور **عنایتی** مقام کے سردار اول درجے مین شمار ہوتے ہین جنکا رئیس سے کچھ جھگڑا نہین ہے۔ کم درجے کے ٹھاکرون مین سے اکثر راج کے برخلاف اور شاکی رہتے ہین انتظام کی نظر سے علاقہ چار تحصیلون قرولی۔ منڈرایل۔ اودت گڑھ اور ماچلپور مین تقسیم کیا گیا ہے اور ان مقامات کے علاوہ بہادرپور۔ گرلہ اور جیرتہ کل سات جگہ پر تھانے مقرر ہین۔

قصبۂ قرولی جو گوالیار سے نو اسی میل مغربی طرف اور اگرے سے ۸۰ میل جنوب مغرب میں اور دہلی سے ڈیڑھ سو میل جنوب میں عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ ۲۸ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۷ درجہ ۱۰ دقیقہ پر واقع ہے اسکے گرد پختہ شہر پناہ بنی ہوئی ہے اور دو میل کے قریب تک ہر طرف ناہموار زمین اور سخت ندی نالے پھیلے ہوئے ہیں جس سے دشمنوں کی رسائی وہاں دشوار معلوم ہوتی ہے آبادی کے گرد درختوں وغیرہ سے ہر قسم کی سرسبزی ہے مکانات اینٹ اور پتھر دونوں کے پختہ بنے ہوئے ہیں لیکن گلی کوچے اکثر تنگ اور میلے رہتے ہیں۔ شہر پناہ کے باہر دو پہاڑ ہیں نیچے قلعے موجود ہیں جنمیں سے رئیس کے رہنے کا قلعہ بہت عمدہ ہے جسکے اندر بلند برجوں اور محل کے علاوہ کئی باغ بھی لگے ہوئے ہیں۔

راج قرولی میں کل گانوں چار سو پانچ ہیں جنمیں سے خالصے کے ڈھائی سو گانوں کی سالانہ آمدنی چھ لاکھ ۲ ہزار روپیہ ہے باقی ڈیڑھ لاکھ سالانہ آمدنی کے گانوں جاگیر خیرات اور نوکری وغیرہ میں تقسیم ہیں اور ریاست کے تمام چھوٹے بڑے ماتحت جاگیردار ونکی تعداد چالیس ہے۔

قوم

راج قرولی کی قدیم تاریخ کچھ نہیں ملتی لیکن اس ملک میں انکا وطن بہت پرانا خیال کیا جاتا ہے۔ راجگان قرولی خاص جادو نسل سے چندربنسی راجپوت ہیں۔

تاریخ

یہ لوگ علاقہ برج یعنی متھرا کے آس پاس سے کبھی دور نہیں گئے۔ ایک بار انھوں نے بیانے پر قبضہ کر لیا تھا جہاں سے وہ مسلمان بادشاہ ہنگامہ میں بیدخل کئے گئے اور پھر انھوں نے چنبل دریا کے کنارے سرقرولی اور سبل گڑھ کو آباد کیا۔ سمبت ۱۵۱۰ مطابق ۱۴۵۳ء میں مالوے کے بادشاہ محمود خلجی قرولی فتح کر کے اپنے خالصے میں شامل کر لی اور جادو راجپوت پہاڑوں وغیرہ میں گذر کرتے رہے۔ شاہنشاہ اکبر کے وقت میں جبکہ گجرات و مارواڑ کے سوا راجپوتانے کے بھی مضبوط مقامات اُسکے عمل میں آگئے تو اسنے اپنی بلند ہمتی سے جیسا کہ وہ خاندانی لوگونکے ساتھ مہربانی کا برتاؤ کیا کرتا تھا قرولی والونکو بھی کچھ جاگیر اور منصب دیا راجہ گوپال جادو اجمیر میں بادشاہی قلعدار رہکر سمبت ۱۶۴۶ مطابق ۱۵۹۰ء میں مرگیا جسنے کئی سال پہلے بادشاہی فوج کے ہمراہ رہکر بنگالہ وغیرہ کا فساد دبانے میں عمدہ بہادری دکھلائی تھی اور جسکا بیٹا کلیان داس سمبت ۱۶۶۰ مطابق ۱۶۰۳ء میں بادشاہی منصب دار سردار تھا۔ دہلی کی سلطنت ضعیف ہونے پر مرہٹون نے راجپوتانے کی دوسری ریاستوکی طرح قرولی کو بھی اپنا زیردست بنایا۔ سمبت ۱۸۵۲ مطابق ۱۷۹۶ء میں مہاراجہ سندھیا نے سبل گڑھ چھین کر قرولی کو قدیم رئیس کے قبضے میں چھوڑ دیا۔ راجہ قرولی پچیس ہزار روپیہ سالانہ خراج کے طور پر پیشوا کو دیتا تھا جسکے عوض ماچلپور کا پرگنہ سونپ رکھا تھا سمبت ۱۸۷۳ مطابق ۱۸۱۶ء میں انگریزی سرکار نے راجپوتانہ وغیرہ سے مرہٹون کا دخل اٹھایا تو سب سے اول راجہ قرولی نے عہدنامے کے ساتھ سرکاری اطاعت قبول کی اور اُسکا خراج بالکل معاف ہوکر پرگنہ ماچلپور چھوڑ دیا گیا۔ راجہ نے درخواست کی تھی کہ چنبل کے جنوبی طرف والے پرگنے جو سندھیا نے دبالئے ہیں سرکاری خراج قائم ہوکر اُسکو دلائے جائیں لیکن

انگریزی سرکار نے سندھیا کے ساتھ عہدنامہ طے ہوجانے کے سبب یہ نئی کارروائی منظور نہ کی۔ اس رنجش کے سبب ۱۸۱۸ء مطابق ۱۸۲۹ء میں راجہ ہرنبخش پال نے عہدنامے کے برخلاف بھرت پور کی لڑائی میں سرکار کے مخالف راؤ در جن سال کو فوج بھیجکر مدد دی لیکن کچھ عرصے کے بعد سرکاری اطاعت کے سوا کوئی حرکت اُس سے ظاہر نہ ہوئی

راجہ ہرنبخش پال دیو

اس راجہ نے عہدنامے کے بعد جیپور اور قرولی کی سرحدی تکرارون مین انگریزی سرکار کے منشا کے موافق عمل کیا وہ سمبت ۱۸۹۴ مطابق ۱۸۳۸ء مین لاولد مرگیا اور اُسکا رشتہ دار بھنیجا پرتاپ پال اس شرط پر رئیس قرار پایا کہ اگر راجہ کے اصلی لڑکا پیدا ہوگا تو وہ گدی چھوڑ دیگا۔

راجہ پرتاپ پال ۷

اسکے متبنے ہونے کے بعد ایک رانی نے اپنا حاملہ ہونا بیان کیا تھا جسکے غلط ثابت ہونے پر اسکو سمبت ۱۸۹۵ مطابق ۱۸۳۹ء مین اجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ نے رئیس مقرر کیا اگلے راجہ کی رانی اور والدہ ناراض ہوکر بھرتپور چلی گئین راجہ پرتاپ پال سمبت ۱۹۰۴ مطابق ۱۸۴۸ء مین لاولد مرگیا جسکے عہد مین فساد اور قرضے کی زیرباری کے سوا کوئی عمدہ کام نہ ہوا۔

راجہ رنجیت سنگھ پال ۸

اس کو ریاستی سرداروں نے رئیس بنایا لیکن انگریزی سرکار نے قرضے کا بندوبست ہونے تک یہ بات منظور نہ کی اور قرضہ اندرونی فساد دور کرنے کے لیے ایک پولیٹکل اجنٹ مقرر ہوا۔ سمبت ۱۹۰۸ مطابق ۱۸۵۲ء ۱۰ جون کو راجہ مرگیا جسنے دور کے رشتہ دار بھرت پال کو گود لینے کی منشا ظاہر کی تھی۔

راجہ بھرت پال

اسکے لیے سمبت ۱۹۰۸ مطابق ۱۸۵۱ء مین کرنل منرو ایجنس نے گورنمنٹ سے سفارش کی درخواست کی لیکن لارڈ ڈلہوزی صاحب نے جو گود لینے کی سخت مخالفت رکھتے تھے اطلاع پہونچنے پر قرولی کی ضبطی کا حکم بھیجا یا تو بھی پارلیمنٹ انگلستان نے خلاف رواج قرولی کی ضبطی کو رجیوتانے کے دوسرے رئیسون کی رنجیدگی کا سبب خیال کرکے گورنر جنرل کی تجویز نامنظور کی اور بھرت پال کو تابعی تک پولیٹکل افسر کی انتظار رکھنے کی ہدایت ہوئی۔ ریاستی سرداروں نے کامیابی کے بعد بھرت پال کی سفارشی بجا سمجھکر مدن پال نامی کو زیادہ حقدار مانا یہ بات راجپوتانے کے اکثر رئیسون کی طرفداری اور تحقیقات سے صحیح معلوم ہوکر بھرت پال تین برس بعد لاحاصل امیدواری سے علیحدہ ہوا۔

ہمارا راجہ مدن پال

اسکے سمبت ۱۹۱۰ مطابق ۱۸۵۴ء مین سرکاری منظوری سے مسند نشین ہونے پر انجمنی کا انتظام جو تین برس سے خالصے کے طور پر تھا اُٹھا لیا گیا اور دوسرے سال محکمۂ انجمنی بالکل برخاست ہوکر رئیس کو قرضہ ادا کرنے کی ہدایت کیگئی ۱۸۵۷ء کے غدر مین ہمارا راجہ مدن پال نے انگریزی افسرونکو مدد دیکر بڑی خیرخواہی ظاہر کی جسکی عوض ایک لاکھ نقد ہزار روپیہ سرکاری قرضہ معاف ہوکر سرریاست کے لیے پندرہ کی تجدستہ توپ کی سلامی اور ہمارا راجہ کو نیک نامی کا خلعت عطا ہوا انھین دنون مین دہلی سے پریشان ہوکر حکیم احسان اللہ خان

قرولی مین آیا جسکو مہاراجہ نے پانچ سو روپے ماہوار پر بڑی خاطر سے رکھا کچھ عرصے کے بعد صیغہ مال کی درستی کے لے ایک پولیٹکل افسر مقرر ہوا جو منشاپوری ہوتے بعد سمبت ۱۹۱۷ مطابق ۱۸۶۰ء مین واپس لیا گیا۔

سمبت ۱۹۲۲ مطابق ۱۸۶۶ء مین مہاراجہ کو تمغاے ستارۂ ہند درجہ اول سرکار سے ملا۔ ۱۸۶۹ء مین مہاراجہ نے راو سروہی کی بہن کے ساتھ شادی کی اور قحط کے سبب سرکار سے دو لاکھ روپے قرض لیکر رعایا کی پرورش مین صرف کئے۔

یہ مہاراجہ سمبت ۱۹۲۶ مطابق ۱۸۶۹ء ۱۷۔ اگست کو پندرہ برس راج کرکے مرگیا اسکا بھتیجا لچھمن پال راؤ ہاڑوتی راج کا وارث تھا لیکن ایک رانی کے حاملہ بیان کئے جانے سے اسکو گدی نصیب نہ ہوئی اور وہ ایک مہینے کے اندر مرگیا۔ جس سے جے سنگھ پال جو راؤ ہاڑوتی ہوگیا تھا گدی پر بیٹھا۔

مہاراجہ جے سنگھ پال

اسنے سمبت ۱۹۲۶ مطابق ۱۸۶۹ء کے اندر قرولی مین گود آکر میجر والٹر پولیٹکل اجنٹ کی صلاح سے فضول مصارف تخفیف کئے جس سے بہت سا قرضہ جلد ادا ہوگیا یہ مہاراجہ چھ برس راج کرنے کے بعد سمبت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۵ء ۱۹۔ نومبر کو انتقال کرگیا اور اسکا بھتیجا ارجن پال جسکے لیے وہ پولیٹکل افسر سے کہہ گیا تھا راج کا وارث مانا گیا۔

مہاراجہ ارجن پال

سمبت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۶ء یکم جنوری کو کرنل رائٹ پولیٹکل افسر اور ٹھاکرون کی تجویز سے مسند نشین ہوا راج کے ماتحت ٹھاکر عنایتی اور بھورتن والے کوجن مین سے ایک کی آمدنی چھ ہزار اور دوسرے کی دس ہزار سالانہ ہے اور جو سرکشی سے غارت گرون کو پناہ دیتے تھے رئیس نے فوجی دباؤ اور جرمانے کی سزا سے درست کیا

سمبت ۱۹۳۸ مطابق ۱۸۸۲ء مین قرولی کے جاگیردارون اور زمیندارون نے سخت سرکشی اور فریادگی جسپر مہاراجہ کے ملکی اختیارات سرکاری حکم سے ضبط ہوکر پولیٹکل ایجنسی کو ملے اول کپتان مالبٹ اور پھر کرنل یوٹن سمتھ نے نیا انتظام کیا صدر مین اپیل کے واسطے ایک پنچایت قائم ہوئی۔

سمبت ۱۹۴۴ مطابق ۱۸۸۷ء ستمبر کے مہینے مین مہاراجہ ارجن پال نے دس برس اور آٹھ مہینے راج کرکے وفات پائی اور مہاراجہ کا نوجوان بھتیجا بھنور پال راج کا وارث مانا گیا۔

مہاراجہ بھنور پال

یہ بیس فروری ۱۸۷۸ء کو پیدا ہوئے اور ۱۴ اگست ۱۸۹۶ء کو مسند نشین ہوئے انکی تعلیم میو کالج اجمیر مین ہوئی جہان انھین کے۔ سی۔ آئی۔ ای کا خطاب ملا اور ۲۲ جون ۱۸۹۷ء کو جی۔ سی۔ آئی۔ ای کا۔ انھون نے ہندون کی سڑک پر جو نز دیک ترین ریلوے اسٹیشن کو جاتی ہے دھرم سالہ بنوایا کرائے اور مدن پور اور ندکا پور کے تالاب پر ایک لاکھ روپیہ صرف کرکے تیار کرائے۔

وہ اعلے درجے کے نشانہ باز اور شکار کے بہت شائق ہین۔

تیسرا باب ۳

مارواڑ یعنی مغربی شمالی راجپوتانے کے بیانمین

اس مین ریاستہاے جودھپور - بیکانیر - جیسلمیر - سروہی اور کرشن گڑھ کا حال ہے

فصل جودھپور کی تاریخ مین

جغرافیہ

ملک جودھپور جو مارواڑ کے نام سے مشہور ہے راجپوتانے مین اول درجے کی ریاست ہے اور وسعت یعنی زمین کے حساب سے بہت بڑا علاقہ ہے مارواڑ کا نام مارو یا مارودیس بھی ہے دراصل سنسکرت مین مرو دیگ کے معنی ہین ہے اس کو مارو کہنے لگے بہرصورت مارواڑ کے ریگستان مین جو شمالی طرف پنجاب اور مغربی طرف سندھ تک چلا گیا ہے اس وقت تین ریاستین جودھپور - بیکانیر اور جیسلمیر واقع ہین جو راٹھور نسلون کے راجپوتون کے تحت حکومت ہین لیکن سروہی و کرشن گڑھ کو بھی قریب ہونے کے سبب انھین کے شامل ایک باب مین ہم نے بیان کیا ہے -

چونکہ اس ملک کا سب سے بڑا اور عمدہ حصہ جودھپور والون کے قبضے مین ہے اس لئے عام طور پر راج جودھپور کو ہی مارواڑ کہا جاتا ہے - اور باقی ریاستین اپنی اپنی ریاست کے نام سے معروف ہین علاقہ جودھپور کے شمال مین شیخاواٹی - بیکانیر اور جیسلمیر مغرب مین جیسلمیر کچھ کی کھاڑی اور سندھ جنوب مین گجرات سروہی اور اودے پور مشرق مین اودیپور - اجمیر اور کرشن گڑھ اور جیپور ہے - طول شمال و مشرق یعنی سانبھر اور مارو ٹھ سے جنوب و مغرب یعنی سندھ کی سرحد تک تین سو تیس میل - عرض اودیپور سے جیسلمیر تک ایک سو ساٹھ میل کل رقبہ ۳۴ ہزار ۹ سو تریسٹھ میل مربع آبادی ۲۰۵۰۱۳۱ آدمی اور فوج سوار و پیدل چھ ہزار سے کچھ زیادہ شمار کی جاتی ہے یہ ملک درمیان خطوط عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۳۶ دقیقہ و ۲۷ درجہ ۴۰ دقیقہ اور طول بلد شرقی ۷۰ درجہ ۴۰ دقیقہ و ۷۵ درجہ ۲۳ دقیقہ کے واقع ہے اب آمدنی جودھپور کی اٹھاسی لاکھ روپیہ سالانہ ہے جودھپور کے مشرقی جنوبی علاقہ گوڈواڑ کے سوا جو ہر طرح سرسبز و آباد ہے باقی ہر طرف اکثر جنگل اور ریگستان نظر آتا ہے - جنوب مین جالور و سوانہ کی طرف پہاڑی سلسلے پھیلے ہوئے ہین اور بعض

اور جگہ بھی ٹیکریان ہین لیکن کوئی بڑا پہاڑ نہین ہے۔ علاقے مین اکثر گانوں ایسے ہین کہ جہان بارش بغیر دوسرے ذریعہ سے کچھ پیدا نہین ہوسکتا اور پینے کے واسطے بھی چار پانچ کوس سے گاڑیون پر لاد کر پانی لایا جاتا ہے کیونکہ ریت کی زمین مین کنوان کھودنے کا مقدور سب گانوں والون کو نہین ہے۔ اس ریگستانی ملک مین لونی ندی جو مشرقی طرف پشکر کے قریب سے نکلکر جنوبی مغربی سرحد پر جا گزرتی ہے بڑی قدر کے لائق ہے۔ اس ندی کے شمالی مغربی طرف ریت اور خشک ملک زیادہ ہے اور جنوبی مشرقی طرف پہاڑیان اور برساتی ندی نالے اکثر نظر آتے ہین جہان پیداوار بھی اچھی ہوتی ہے اور ٹھیرے لوگ بھی کسی قدر رہتے ہین قحط اگرچہ ایسی بلا ہے کہ ہر ملک مین اُسکی مصیبتین قدرتی فیض یعنی عام بارش کے بغیر کسی کی مدد سے رفع نہین ہوسکتین لیکن مارواڑ کے ریگستان مین جہان کافی بارش سے بھی بخوبی حاجت روائی نہین ہوتی اُس کی سختی نہایت مشکل درجے کو پہونچ جاتی ہے۔

جو شخص اجمیر سے مغربی سمت کو جودھپور کے لئے روانہ ہو اُسے تین کوس پر پشکر مقام سے ریت کا سمندر طے کرنا پڑتا ہے اور اسی قدر فاصلے پر جودھپور کی سرحد شروع ہوتی ہے۔ جہان نشان کے واسطے منارے کھڑے ہوے ہین۔ آگے بڑھکر اجمیر سے بیس کوس فاصلے پر خالصے کا پرگنہ میرتہ آتا ہے جس کے نام کی اصلیت زیادہ ریتے مین آباد ہونے کے سبب مہار یتہ معلوم ہوتی ہے اس کے گرد رُخ پتھر کی شہر پناہ کہین درست اور کہین ٹوٹی ہوئی موجود ہے عام مکانات بھی پختہ اور خوبصورت نظر آتے ہین ایک بڑی مسجد اور تکیہ بھی یہان بنا ہوا ہے۔ قصبے کی آبادی دس ہزار کے قریب سمجھی جاتی ہے اس مقام کے نام سے راٹھور راجپوتون کی ایک شاخ میرتیہ بھی کہلاتی ہے جو بہادر مشہور ہے۔ جے مل میرتیہ نامی یہین کا جاگیردار تھا جس سے یہ مقام چھین کر راو مالدیو نے اپنے دوست ماتحت سردار جگمل میرتیہ کو دیدیا تھا اکبر بادشاہ کے حکم سے ناگور و جیپور کے صوبہ دار شرف الدین حسین مرزا نے تین دن سخت لڑائی کے بعد یہ قصبہ جگ مل سے چھین کر جے مل کے حوالے کیا لیکن جب شرف الدین نے بادشاہ سے بغاوت کی تو اُس کی دوستی کے سبب جے مل کو بھی یہان سے علحدہ ہونا پڑا اور وہ اکبر اور مالدیو دونون کے برخلاف کامیابی کی امید نہ دیکھ کر میواڑ مین رانا اودے سنگھ کے پاس پہونچا جہان اُس کو بدنور کی بڑی جاگیر ملی جو کئی بار ضبط و بحال ہوکر اب تک اُسکی اولاد کے قبضے مین چلی آتی ہے۔ جے مل میرتیہ جب اکبر نے چتوڑ پر حملہ کیا وہان لڑکر مارا گیا اور اُسکی اولاد اب تک میواڑ کے اول درجے کے سردارون مین داخل ہے۔

میرتیہ سے بیس کوس مغربی طرف کسی قدر سیاہ کنکریلی اور خشک زمین طے کرکے ٹھاکر نیماج کی جاگیر کا پیپاڑ مقام آتا ہے اس قصبے کی شہر پناہ درست نہین ہے اور آبادی بھی بے رونق معلوم ہوتی ہے یہان سے نکل کر پھر ریت شروع ہوتا ہے اور پیپاڑ سے بیس کوس پر ریت کے سمندر مین شہر جودھپور اور قلعہ ایک ٹاپو کی طرح نظر آتا ہے شہر کے تین کوس شمالی طرف پرانی راجدھانی منڈور ہے جہان

کچھ مدت سے رئیسون کے مرنے کے بعد چھتریان (ہندوؤن کے مقبرے) بنائے جاتے ہین اب اُس جگہ ایک مختصر باغ اور مکان کے سوا کچھ آبادی نہین ہے صرف برساتی ندی کو روک کر ایک بند تیار کرایا ہے جس سے کھیتی کو بہت فائدہ متصور ہے یہ مقام عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ ۲۱ دقیقہ وطول بلد مشرقی ۷۳ درجہ ۸ دقیقہ کے درمیان واقع ہے

جودھپور سے مشرقی شمالی طرف پچھتر میل کے فاصلے پر مشہور شہر اور قلعہ **ناگور** ویران جنگل مین آباد ہے جہان گائے بیل عمدہ ہوتے ہین - آبادی کی شہر پناہ کے اندر خوبصورت قلعہ بنا ہوا ہے جس پر بڑے معرکے گذرے ہین ہندوستان مین مسلمانون کے شروع عہد سے اجمیر کی طرح ناگور بھی اُنکے قبضے مین اکثر رہا اور وہان اُنکے بڑے مکان اور مقبرے موجود تھے جن کو پچھلے زمانے مین توڑ کر بخت سنگھ نے اپنے محل وغیرہ تیار کرائے قوم راٹھور نے ناگور کو قوم موہل سے فتح کیا جنکے قبضے مین چودہ سو چالیس گانون تا یہ آخر پندرہ صدی تھے تعلق بادشاہون کے آخر عہد مین جبکہ دہلی کی سلطنت کمزور ہوئی ہے اور دکھن - گجرات اور مالوے کے حاکم خود مختار بن کر بادشاہ کہلانے لگے تو اجمیر وغیرہ مالوے والون کے قبضے مین گیا اور ناگور مقام گجرات والون کے حصے مین آیا جہان اُنکے رشتہ دار فیروز خان اور شمس خان وغیرہ بہت عرصے تک قابض رہے اور اُنکے ساتھ میواڑ کے رانا کو نبھا اور موکل کی کئی بار لڑائیان ہوئین جن کے صدمے اس شہر و قلعہ کو اُٹھانے پڑے لیکن وہ فتح نہوا - ہمایون بادشاہ کے زور سے گجراتیون وغیرہ کے کمزور ہونے پر اور پھر خود ہمایون کی تباہی سے اجمیر و ناگور دونون مقام جودھپور کے راو مالدیو نے دبالئے - نئے پٹھان بادشاہ شیر خان نے ماروا ڑ کی سرحد پر آکر لڑائی مین راٹھورون پر فتح پائی اور مالدیو نے ان مقامات سے ہاتھ اُٹھایا لیکن شیر شاہ کے مرنے کے بعد اُسکی اولاد کو ضعیف پاکر راو مالدیو نے دوبارہ ناگور وغیرہ کو دبالیا جب دہلی مین پھر مغلون کا دور ہوا تو اُنھین سے اکبر بادشاہ کے ماتحت سردار حسین قلی خان نے اجمیر کو حاجی خان سے اور ناگور کو راو مالدیو سے چھین کر خالصے مین داخل کیا مالدیو کے مرنے کے بعد اُسکے بیٹے چندرسین نے ایک بار موقع پاکر ناگور کو دبالیا لیکن اکبر کے فوجی بخشی شہباز خان نے اُسکو دوبارہ فتح کرلیا - جب مالدیو کے پرپوتے اور راجہ اودے سنگھ کے پوتے راجہ جگمل سنگھ نے اپنے بڑے بیٹے امر سنگھ کے عوض دوسرے کنور جسونت سنگھ کو دلی عہد بنایا تو شاہ جہان بادشاہ نے جگمل سنگھ کے باپ کا بھانجا تھا مہربانی کے ساتھ امر سنگھ کو راد کا خطاب اور خالصے مین سے قلعہ ناگور مع علاقہ کے جاگیر مین دیدیا جس کی اولاد کئی پشت تک وہان قابض رہی - محمد شاہ کے عہد مین دہلی کی سلطنت کمزور ہوجانے پر جودھپور کے مہاراجہ اجیے سنگھ اور اُسکے چھوٹے بھائی بخت سنگھ نے راو امر سنگھ کی اولاد سے ناگور چھین کر اُنکو مختصر جاگیر دیدی بخت سنگھ ناگور کا مالک بنا اور اُس نے بڑے بھائی سے مخالفت ہونے پر یہ قلعہ کبھی نہین چھوڑا یہانتک کہ مہاراجہ اجیے سنگھ کے مرنے کے بعد بخت سنگھ نے اپنے بھتیجے مہاراجہ رام سنگھ سے جودھپور بھی چھین کر ماروا ڑ کی مہاراجگی حاصل کی اُس وقت سے ابتک یہ مقام جودھپور کے خالصے مین چلا آتا ہے

مشرقی شمالی گوشے مین جودھپور سے ستر کوس پر پرگنہ **ماروٹ** ہے جس کے اس جنوبی طرف

نمک کی سانبھر جھیل پھیلی ہوئی ہے جو بادشاہی خالصے مین سے مہاراجہ سوائی جے سنگھ اور اجیت سنگھ نے دبا کر نصفا نصف بانٹ لی تھی - اب اُس پر انگریزی انتظام ہے - اسی طرف جودھپور سے ۶۵ کوس پر ٹھاکر کو **جامن** کی بڑی جاگیر ہے جہان ایک بلند قلعہ - خوبصورت آبادی اور عمدہ باغ بنا ہوا ہے خاص شمال مین جودھپور سے ساٹھ کوس پر خالصے کا پرگنہ **پھلودی** جو بیکانیر والون سے چھین لیا گیا ہے اور بڑی جاگیر کا قصبہ **پوکرن** آباد ہے - مغربی جنوبی طرف جودھپور سے تیس کوس پر **پچپدرہ** مقام ہے جہان عمدہ سفید نمک پیدا ہوتا ہے جودھپور سے چونتیس ۳۴ کوس پر جنوب و مغرب کو **سوانہ** کا مشہور قلعہ ہے جس کے قریب کچھ پہاڑی سلسلے پائے جاتے ہین - اکبر بادشاہ کے وقت مین اس قلعہ پر کئی بار فوجین آئین جن کے افسر سید قاسم بارہ اور بیکانیر کے راو رائے سنگھ وغیرہ تھے - راو چندرسین نے مقابلہ کر کے کئی سال تک اس قلعہ پر جاؤر کھا آخر مین شہباز خان نے اس کو فتح کیا اور راجہ اودے سنگھ راٹھور کو بادشاہی اطاعت کے سبب جودھپور کے ساتھ واپس ملا -

مارواڑ کے جنوبی مغرب طرف ضلع **ملانی** جہان کے گھوڑے وغیرہ عمدہ گنے جاتے ہین پھیلا ہوا ہے یہان کے راٹھور راجپوت نہایت سرکش ہین کسی کو پاٹوی نہین مانتے راج کی اطاعت نکرنے اور غیر علاقون مین غارتگری کرنے کے سبب مہاراجہ مان سنگھ کے وقت سے سرکار انگریزی نے یہان اپنا انتظام رکھا ہے - خراج کی بابت چار ہزار روپیہ سالانہ پولیٹکل افسر کی معرفت جودھپور کو دیا جاتا ہے - لیکن اس سے چوگنا انتظامی خرچ قدیمی حق قائم رکھنے کے لئے ریاست کو دینا پڑتا ہے - **جالور** جہان کا قلعہ عمدہ گنا جاتا ہے جودھپور سے جنوبی مغربی طرف اڑتیس کوس سوگری ندی کے کنارے پر آباد ہے یہ مقام بھی مدت تک اجمیر و ناگور کی طرح گجراتی بادشاہون کے ماتحت پٹھان سردارون کے قبضے مین تھا اور مغلون کے عہد مین بھی عمدہ کارگذاری کے سبب وہ لوگ یہان قائم رہے - مہاراجہ جسونت سنگھ کے افغانستان مین مر جانے کے بعد جب عالمگیر بادشاہ کے حکم سے اٹھائیس برس تک جودھپور ضبط رہا تو اجیت سنگھ پندرہ برس تک علاقے مین خانی لڑائی جھگڑے کرتا پھرا - آخر اُس کا وفادار راٹھور درگداس بادشاہی خدمت مین حاضر ہو گیا اور عالمگیر نے جو اُس وقت دکن کی لڑائیون مین پھنسا ہوا تھا قلعہ جالور مین مع سانچور دہان کے پٹھان سردار مجاہد خان سے لیکر اجیت سنگھ کو جاگیر مین دیدیا - اس کے تیرہ برس کے بعد بادشاہ کے اقبال ہونے پر مہاراجہ نے جودھپور وغیرہ کو بھی دبا لیا - جالور اُس وقت سے اب تک مارواڑ کے خالصے مین داخل چلا آتا ہے - مجاہد خان کو بادشاہ نے جالور کے عوض پرگنہ پالن پور جاگیر مین عنایت کیا تھا جہان پر اب تک اُس کی اولاد نواب کے خطاب سے سرکار انگریزی کے ماتحت پانچ لاکھ روپیہ سالانہ آمد کے علاقے پر حکومت کرتی ہے -

پرگنہ **گوڈواڑ** جودھپور کی جنوبی سرحد پر واقع ہے جسکی برابر سرسبز و آباد زمین تمام مارواڑ مین

نہین ہے یہ پرگنہ میواڑ کے تحت مین تھا سمت ۱۸۲۴ مطابق ۱۷۶۸ء مین میواڑ کے اکثر ماتحت سردارون نے ناراضی سے بغاوت کی تھی جس کے سبب کچھ عرصے کے بعد فسادیون کے قبضے مین آجانے کے خیال سے یہ پرگنہ جودھپور کے مہاراجہ بجے سنگھ کی حفاظت مین تین ہزار سوار مدد کے طور پر حاضر رکھنے کے عوض دیا گیا۔ لیکن فوجی مدد یا علاقے کی واپسی دونون چیزون مین سے ایک بات بھی حاصل نہوئی یہ ڈیڑھ سو برس کے عرصے سے جودھپور کے تحت مین چلا آتا ہے اس کے مغربی طرف **ایرن پورہ** گانون پر انگریزی چھاونی ہے جہان پر ایک بے قواعد پیادہ پلٹن اور کچھ بنگال احاطے کے سوار رہتے ہین اس کا خرچ ایک لاکھ پندرہ ہزار روپیہ سالانہ جودھپور سے لیا جاتا ہے گوڈواڑ کے علاقے مین **ٹھاکر گھانے راؤ** کی ساٹھ ہزار روپیہ سالانہ کی بڑی جاگیر ہے جس کا ماتحتی تعلق مارواڑ مین پرگنہ جانے کے پہلے میواڑ سے تھا۔ پرگنہ خالصہ کا صدر مقام **دیسوری گانون** کچی شہر پناہ کے اندر دو ہزار آدمیون کی بستی جودھپور سے چالیس کوس کے فاصلے پر ہے۔ گانون سے ڈیڑھ کوس پر سرحد کے طور **دیسوری کی نال** یعنی گھاٹ شروع ہوتا ہے جس مین سے میواڑ کا راستہ ہے۔ اس گھاٹے مین سے جسکے دونون بازو پر تین کوس تک بلند پہاڑ کھڑا ہوا ہے گاڑی وغیرہ اچھی طرح گذر سکتی ہے۔ ایک کنارے پر جودھپور کی طرف سے چند سوار اور دوسرے سرے پر کوٹ پولہ کی طرف سے ماتحت ٹھاکر جھیلواڑہ کے کچھ راجپوت حفاظت کے لئے رہتے ہین جنکی موجودگی سے گھاٹے کے اندر کوئی خطرہ نہین سمجھا جاتا۔

دیسوری سے اٹھارہ کوس شمالی طرف اور جودھپور سے بائیس کوس جنوب کو قصبۂ **پالی** آٹھ ہزار آدمی کی آبادی ہے یہ مقام آستھان راٹھورنے جو مارواڑ مین پہلا شخص راٹھورون کی ریاست جمانے والا گذرا ہے شروع تیرھوین صدی عیسوی مین برہمن لوگون سے جو اس مقام کے قیام کے باعث **پلی وال** (پالی والے) کہلاتے ہین چھین لیا تھا اب یہ خالصے مین ایک پرگنے کا صدر ہے اور اس طرف سے اجمیر والی سڑک احمد آباد کو جاتی ہے جس پر اب سرکاری ریل جاری ہوگئی ہے اور جس مین سے ایک ساٹھ میل کی شاخ مہاراجہ نے جودھپور تک تیار کرائی ہے۔ پالی سے اجمیر کو جاتے ہوئے جودھپور سے اٹھائیس کوس جنوب و مشرقی طرف سڑک سے کئی کوس فاصلے پر **سوجت** مقام آباد ہے جس مین سرخ پتھر کے پختہ مکانات نہایت خوبصورت معلوم ہوتے ہین قصبے کے مغربی طرف سرخ پتھر کی ایک پرانی گڑھی لڑائی یا بے مرمت رہنے کے سبب ٹوٹی پڑی ہے جو رانا کونبھا کی بنائی ہوئی بیان کی جاتی ہے۔ مارواڑ کا تمام علاقہ بائیس ۲۲ پرگنون مین تقسیم کیا گیا ہے جن پر ایک حاکم اور تھانہ دار رہتا ہے۔ تعلیم کے لئے کالج اور ہائی اسکول شہر مین ہین اور علاقے مین بھی بعض جگہ مدرسے جاری کئے گئے ہین۔

شہر جودھپور

اجمیر سے مغربی جنوبی طرف ساٹھ کوس کے فاصلے پر عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ ۱۹ دقیقہ طول بلد مشرقی

۷۳ درجہ ۲۱ دقیقہ پر آباد ہے۔ اُس کے شمالی طرف دیوار کی طرح کئی میل تک پہاڑ چلا گیا ہے اور باقی تین طرف ریت کا میدان پڑا ہے شہر پناہ پانچ میل گھیر کی ہے جس کے اندر ساٹھ ہزار آدمی بستے ہین اور ابھی کچھ اور بھی آبادی کی گنجائش نظر آتی ہے۔ مکانات یہان اکثر سرخ پتھر کے خوبصورت بنے ہوے ہین۔ بازار وغیرہ زیادہ کشادہ نہین ہے شہر مین پانی کم نصیب ہونے سے کئی تالاب بھی بنائے گئے ہین جن مین سے مشرقی طرف گلاب ساگر عمدہ ہے اس مین ایک پختہ نہر کے ذریعہ سے جس کے دونون کنارے بلند ہونے کے سبب شہر کی گندگی اور بدرو داخل نہین ہوسکتی جنگل سے برساتی پانی لایا جاتا ہے جو چھ مہینے تک پینے کے کام مین آتا ہے تالاب کے قریب ایک مختصر باغ بھی ہے جہان ریاست کی اکثر کچہریان بنی ہوئی ہین شہر کے شمالی مغربی بلند حصے پر مہاراجہ صاحب کا مضبوط قلعہ ہے جو بیس کوس تک کے فاصلے سے صاف نظر آتا ہے اور جس کی جنوبی مشرقی طرف بڑی بڑی توپین جمی ہوئی ہین۔ قلعہ کی لمبائی پانسو گز اور چوڑائی ڈھائی سو گز بیان کی جاتی ہے جسکے مغربی شمالی حصے پر ریاست کے زنانہ و مردانہ بلند محلات تعمیر کئے گئے ہین۔ قلعہ کی باقی زمین ہموار ہے جسپر سے شہر اور دور تک جنگل کی سیر ہوسکتی ہے۔ قلعہ کے مغربی دامن مین ایک مختصر تالاب رانی ساگر نام فصیل کے اندر قلعہ والون کی ضرورت کے لئے بنا ہوا ہے جس مین سے پانی کی سخت تکلیف معلوم ہونے پر شہر والون کو بھی سیراب ہونے کی اجازت ملجاتی ہے۔

اس شہر کو راو جودھا راٹھور نے سمت ۱۵۱۵ مطابق ۱۴۵۹ء مین آباد کرکے منڈور کے عوض اپنا دارالریاست قرار دیا۔ سمت ۱۵۴۸ مطابق ۱۴۹۲ء مین راو کے بیٹے سوجا پر دوسرے بیٹے بیکا نیر والے بیکا نے چڑھائی کرکے جودھپور کا محاصرہ کیا لیکن توپ گولہ اُس زمانے مین نہونے سے فتح کرنا آسان نہ تھا اس لئے بیکا کچھ ہتھیار وغیرہ سامان لینے پر لوٹ گیا۔ راو مالدیو کے بعد اُس کے جانشین بیٹے راو چندرسین سے اجمیر کے صوبہ دار حسین قلی خان اکبر شاہی نے قلعہ جودھپور چھین لیا جو چندرسین کے بعد اُس کے بھائی اودے سنگھ کو اطاعت مین رہنے سے اکیس برس کا عرصہ گذرنے پر مع علاقہ (سواے ناگور) واپس ملا مہاراجہ جسونت سنگھ اول کے مرجانے پر عالمگیر نے جودھپور وغیرہ ناگور کے راؤ اندر سنگھ کو عنایت کیا لیکن وہ کم طاقتی سے نکالدیا گیا اس پر بادشاہ نے جودھپور اور کل علاقہ ضبط کرکے خالصے کے طور پر صوبۂ گجرات کے متعلق کردیا۔ راٹھورون نے کئی بار زور مارا لیکن کامیاب نہوے۔ اٹھائیس برس ضبطی رہنے کے بعد عالمگیر کے انتقال پر سمت ۱۷۶۳ مطابق ۱۷۰۶ء مین مہاراجہ اجیت سنگھ نے جودھپور وغیرہ دبالیا۔ شاہ عالم بہادر شاہ نے فوج بھیج کر پھر ایک برس کے قریب ضبط رکھا لیکن دوبارہ مہاراجہ نے اودیپور اور جیپور والون کی فوجی مدد سے اپنا وطن مع سانبھر وغیرہ کے حاصل کرلیا۔ محمد شاہ کے وقت ۱۷۱۹ء مین بادشاہی فوج شہر کے پاس لوٹ مار کرکے واپس چلی گئی اور مہاراجہ ابھے سنگھ نے بادشاہی رضامندی حاصل کرلی مہاراجہ مان سنگھ کے وقت ۱۸۰۸ء مین نواب امیر خان نے جیپور والون کی طرفداری مین شہر کو لوٹنے کے بعد شمالی

پہاڑی سے گولے مارنے کے سبب قلعہ کے بعض مقامات کو نقصان پہونچا پھر انگریزی عہد ۱۸۳۹ء مین بھی اس مہاراجہ کے ظلم کی شکایت ہونے پر کئی مہینے تک سرکاری فوج قلعہ کے اندر رکھی گئی اور اُس کے خیر خواہ ثابت ہونے پر واپس لے لی گئی اس کے بعد یہان کبھی کسی غیر کا قبضہ یا حملہ نہین ہوا شہر کے باہر جنوبی مشرقی طرف مہاراجہ جسونت سنگھ دوسرے نے قلعہ کے محلون مین رہنا ناپسند ہونے کے سبب اپنے قیام کے لئے ایک مختصر باغ اور انگریزی قطع کے کئی بنگلے و مکان تیار کراکر اُنکو عمدہ سامان سے سجایا۔ اُس جگہ کو عام لوگ راعی باغ یعنی اونٹون کے چرواہے کا باغ کہتے ہین۔

قوم

راٹھور لوگ خود کو سورج بنسی نسل مین سے بیان کرتے ہین مگر اُنکے بھاٹ اس بات کو قبول نہین کرتے اور مان کی طرف سے اُن مین نقص نکالتے ہین۔

اُنکی تعداد راجپوتانے مین اس وقت اتنی زیادہ ہے کہ کچھواہون کے سوا کوئی دوسرا گروہ اُنکی برابر لاکھون کی تعداد مین نہین ہے ڈیڑھ سو برس کے قریب اُن کا راج قنوج مین رہا جہان کے راجہ صحیح کہلاتے تھے اور جہان سے اُنکی تیرہ شاخین علٰحدہ ہوئین راجپوتانے مین آنے کے بعد اُنکی بہت سی شاخین ہوگئی ہین کیونکہ ہر ایک نامور آدمی کے نام سے اُسکی اولاد علٰحدہ گوتر سے مشہور ہوتی ہے جیسے چونڈا کی اولاد چونڈاوت اور کونپا کی نسل کونپاوت کہلاتی ہے کبھی کسی ملک اور خاص مقام سے بھی نام پڑجاتا ہے جس طرح مارواڑ مین رہنے والے مارورا ٹھور اور میریہ والے میریہ کہلاتے ہین قنوج مین ان لوگون کا بڑا راج تھا وہان سے تباہی کے بعد جے چندر کا پرپوتا شیوجی مارواڑ مین پناہ پذیر ہوا اور یہان جماؤ کرنے پر راو مالدیو کے عہد تک ترقی کرتے رہے اور اُن کا خطاب راؤ مشہور رہا اکبر بادشاہ نے اودے سنگھ کو راجہ کہنے کا حکم دیا شاہ جہان نے اپنے آخر وقت مین راجہ جسونت سنگھ کو سات ہزاری ذات و سوار کا منصب جو شاہزادون کے بعد گنا جاتا تھا اور مہاراجہ کا خطاب جو کسی دوسرے کو نہ ملا تھا عنایت کیا بادشاہی دربار مین محمد شاہ اور احمد شاہ کے عہد تک وہ جاتے رہے اور اُن کا درجہ اول راجاؤن مین گنا جاتا تھا۔

تاریخی احوال

قنوج مین راٹھورون کی چھ پیڑھی یعنی (۱) شری چندر (۲) مہی چندر (۳) چندر دیو (۴) پنالدیو (۵) گوبند چندر (۶) بجے چندر کے حکومت کرنے کے بعد سے چندر پردہان کی حکومت کا خاتمہ ہوا۔

کرنل ٹاڈ نے قنوج مین راجہ جین پال راٹھور کا قبضہ آخر پانچوین صدی عیسوی مین لکھا ہے کہا ہے کہ اُس نے سمت ۵۲۶ مطابق سنہ ۴۷۰ء مین قنوج کو فتح کرکے راجہ اجے پال والی قنوج کو قتل کیا اُسوقت سے یہ قوم قنوجیہ راٹھور مشہور ہوئی لیکن یہ بات غلط ہے کیونکہ ایک چینی سیاح ہیون تسانگ وہان ساتوین صدی عیسوی تک بتیس راجپوتون کا راج لکھتا ہے دسوین صدی عیسوی کے ایک کتبے سے اُس جگہ ایک غیر قوم کی

حکومت کا ثبوت ملتا ہے راجہ بجے چندر کے ایک کتبے سے سمت ۱۱۶۱ مطابق سنہ ۱۰۵۰ء مین قنوج لینا پایا جاتا ہے اور سنہ ۵۸۹ھ مطابق سنہ ۱۱۹۳ء مین جے چندر پر وہان کی حکومت ختم ہوئی اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ ڈیڑھ سو برس کے قریب راٹھور وہان راجہ رہے بہرحال اُنکو یہ عزت حاصل ہے کہ راجپوتانے مین آنے سے پہلے وہ ہندوستان کے ایک عمدہ حصے پر خودمختاری کے ساتھ راج کرچکے ہین اور اس وقت بھی بڑے راجاؤن مین اُنکا شمار ہے - قنوج کے آخری راجہ جے چندر کے پرپوتے شیوجی کی اولاد کئی جگہ رئیس بنی ہوئی ہے - راجپوتانے مین جودھپور - بیکانیر اور کرشن گڑھ - مالوے مین رتلام وسیتامؤ وغیرہ اور گجرات مین ایڈر کے راجہ اُسی کی اولاد مین ہونے کا فخر کرتے ہین - ان چھ ریاستون مین سے جودھپور کا درجہ بڑا ہے - کیونکہ باقی دوسری ریاستین چھوٹی ہونے کے علاوہ یہین کے خاندان مین سے علحدہ ہوکر لوگون نے پیدا کی ہین جس کا بیان آگے موقع پر آوے گا -

شروع تیرھوین صدی عیسوی مین راٹھور لوگ مارواڑ مین آئے اور آخر چودھوین صدی عیسوی مین اُنھون نے مارواڑ کا صدر مقام منڈور حاصل کیا - اس حساب سے اُنکو راجپوتانے مین رہتے ہوے سات سو برس اور راج کرتے ہوے پانچ سو سے کچھ زیادہ سال کے قریب گذرے -

شروع گیارھوین صدی عیسوی مین سلطان محمود غزنوی نے ہندوستان پر حملے کرکے پنجاب کا علاقہ دبالیا تھا جہان دوسو برس تک اُس کی اولاد حکومت کرتی رہی پھر ایک بہادر قوم غوری نے غزنویون کے عوض عروج پاکر پنجاب کو اپنے تحت مین لیا جس مین سے معزالدین محمد سام عرف شہاب الدین غوری نے دہلی و اجمیر کے راجہ پرتھوی راج چوہان سے ایک بار شکست کھانے کے بعد سنہ ۵۸۸ ہجری مطابق سنہ ۱۱۹۲ء مین سرہند کے قریب لڑائی ہونے پر پرتھوی راج کو قتل کرکے اُس کا تمام ملک دبالیا دوسرے برس شہاب الدین اور اُسکے نائب قطب الدین ایبک نے قنوج کے راجہ جے چندر راٹھور پر چڑھائی کی راجہ بھی بہت سی فوج ساتھ لیکر مقابلہ کو بڑھا - چندواما مقام پر لڑائی مین جے چندر شکست پاکر بھاگتے ہوے دریاے گنگا مین ڈوب گیا یا دشمنون کے ہاتھ سے قتل ہوا اُس کا سامان تین سو ہاتھی اور کل ملک دشمنون کے قبضے مین آیا اگرچہ راٹھورون کا نام کنارۂ دریاے گنگا سے معدوم ہوگیا لیکن شیوجی کی اولاد نے راجپوتانے مین اپنے قدم جمالئے اور اُسکی آنکھ بند ہونے کے بعد اُسکے جانشینون نے اپنی قوم مین ایسی استواری اور ایسا استحکام پیدا کردیا کہ آج تک ایک بڑی ریاست پر قابض ہین - خدا کی شان تو دیکھئے کہ پرتھوی راج نے جے چندر کی بیٹی سنجوگنی کو چھیننے کے بعد ایک سال پورا ہوتے ہی اُسکی ہتک عزت کی سزا شہاب الدین سے پائی اور پھر خود جے چندر دوسرے سال اُسی شہاب الدین کے ہاتھ برباد ہوا کیونکہ دونون کی قوت باہمی عناد سے کمزور ہوکر سلطان غوری کا شکار ہوگئی دونون قریبی رشتہ دار تھے اگر باہم اتحاد و امداد کا سلوک روا رکھتے تو افغانستانی قومین اپنے غالب نہ آتین -

شہاب الدین نے اپنے معتبر نوکر قطب الدین کو ہندوستانی علاقے سپرد کرکے یہان کا مالک بنا دیا جس نے تھوڑے عرصے کے بعد بنگالہ وغیرہ بھی اپنے عمل مین کرلیا اس طرح پنجاب سے لیکر دلی۔ قنوج اور بنارس یعنی روہیلکھنڈ اور بنگالے کی شرقی سرحد تک تمام شمالی ہندوستان مسلمانون کے قبضے مین آگیا جو چھ سو برس تک کسی دوسرے کو نہین مل سکا۔ اور راجپوت قومین دیران مقامات راجپوتانہ اور دکن کی طرف پریشان ہوئین جن مین سے پرتھوی راج چوہان اور جے چندر راٹھور کی اولاد کو راجپوتانے مین پناہ ڈھونڈھنی پڑی مرہٹہ روارٹ مین آنے کے بعد راٹھورون کا زمانہ تین حالتون مین تقسیم ہوسکتا ہے **پہلا** قنوج چھوٹنے پر شیوجی سے بھم دیو تک جس مین وہ زمینداروں کی طرح کچھ زمین اور گانون پر قابض رہے اس ایک سو ستر برس کے عرصے مین دس پشتین گذرین **دوسرا** زمانہ راو چنڈا کے منڈور لینے سے راؤ مالدیو تک جس مین وہ ترقی کرکے خود مختار رئیس رہے **تیسرا** دور موٹا راجہ اودے سنگھ سے اس وقت تک جس مین کچھ مغل بادشاہون کی مہربانی اور کسی قدر اپنی طاقت سے اُنھون نے بڑے بڑے مقامات پر اپنا راج پھیلایا دوسرے دور مین راٹھورون کے بزرگ (سردار) راو کہلاتے تھے جب اودے سنگھ شہنشاہ اکبر کی خدمت مین حاضر ہوکر فرمان بردار بنا تو شہنشاہ نے اُس کو راجہ کا خطاب عنایت کرکے حکم دیا کہ اب جو کوئی اس گروہ (راٹھور) کا سردار بنے اُس کو راجہ خطاب سے پکارا جائے اور اگر چھوٹا بھی بھائی راجہ بن جائے تو بڑے کو راو کہا جائے اس راٹھوڑ فرقے کا حال دوسرے راجپوتون کے برخلاف ہے کیونکہ دوسرون مین بڑا بیٹا ولی عہد کیا جاتا ہے اور راٹھورون مین جسکی مان سے راجہ کو زیادہ محبت ہوتی ہے وہ جانشین کردیا جاتا ہے موٹا راجہ سے دو پشت کے بعد یہان کے والیان ملک کا خطاب مہاراجہ مقرر ہوا۔

۱۔ شیوجی راٹھور

راجہ جے چندر کے بعد بردئی سین اور سیت رام نے کچھ نام حاصل نہین کیا۔ لیکن جے چندر کے پوتے سیت رام کا بیٹا شیوجی دوسرے آدمی ساتھ لیکر راجپوتانے کے مغربی ریگستان مین پہونچا۔ بیکانیر کے موقع سے جو اُس وقت آباد نہ ہوا تھا دس کوس **کولومد** مقام کے سولنکھی رئیس نے اُس کو خاندانی سمجھکر اپنے پاس رکھا اور اپنے دشمن جاڑیچہ رئیس کے مقابلے پر اچھی کارگذاری دکھلانے کے سبب جس مین شیوجی کے بہت سے ساتھی قتل ہوئے سولنکھی نے اپنی بہن کے ساتھ اُسکی شادی کردی اس کے بعد شیوجی نے گجرات پہونچ کر لاکھا جاڑیچہ کو قتل کیا اور واپس آکر مارواڑ مین لونی ندی کے کنارے پر **میہوہ** مقام کے راجپوتونکو ایک دعوت مین قتل کیا۔ تھوڑے دنون پیچھے اُس نے گوہل راجپوتون کو بھی جو اب گجرات مین آباد ہین خارج کرکے اُنکے کھیڑ مقام پر قبضہ کرلیا۔ شیوجی کے مرنے کے بعد اُس کا بڑا بیٹا آستھان قائم مقام ہوا۔

۲۔ آستھان

پالی مقام کے پالی وال برہمنون نے میرا ور مینہ وغیرہ لٹیرون کے ظلم سے بچنے کے لئے شیوجی کو بہادر سمجھکر

اپنے علاقے مین لایسا یا تھا اور آستھان اسی مقام پر سونکھنی سے پیدا ہوا تھا ٹاڈ کہتا ہے آستھان سے ایک کام ایسا ظہور مین آیا جس سے پایا گیا کہ راجپوتان سابق چندان پابند قول وقرار کے نہ تھے یعنی آستھان نے جو ہمیشہ ملک گیری کی فکر مین رہتا تھا ہولی کے تیوہار پر برہمنون کے سردار وغیرہ کو نشہ وغفلت کی حالت مین قتل کرکے پالی کا تمام علاقہ دبا لیا اس کے بعد آستھان نے اپنے دوسرے بھائی سوننگ کو ایڈر کے رئیس بھیل وغیرہ سے ایسے موقع پر راج وغیرہ دلایا جبکہ وہ ایک شادی مین نشہ پیکر غافل تھا تیسرے بھائی اجل نے کاٹھیاوار مین اوک منڈلہ مقام دبا لیا جسکی نسل بھدیل مشہور ہے۔

۳- دھوہڑ

آستھان کے آٹھ بیٹون مین سے بڑا دھوہڑ باپ کا جانشین ہوا اُس نے قنوج پر حملہ آوری کا ارادہ کیا تھا لیکن اس بات سے نا اُمید ہوکر منڈور لینے کی کوشش مین جان کھوئی۔

۴- راے پال

دھوہڑ کے سات بیٹون مین سے بڑا راے پال باپ کا قائم مقام ہوا اُس نے مینڈور کے پرہار رئیس کو مار کر اپنے باپ کا عوض لیا۔ اگرچہ منڈور تو جلد اُسکے قبضے سے نکل گیا لیکن اور علاقے مین ہر طرف اُسکے تیرہ بیٹون نے جماؤ کر لیا۔

راے پال کے بعد چھ شخص (۵) کانہل (۶) جانجھن یا جالن سی (۷) چھاڈا (۸) ہیڈا (۹) شلکھا (۱۰) بیرم دیو۔ ایک دوسرے کے بعد جانشین ہوے۔ جنھون نے بھاٹی راجپوتون وغیرہ کو دبا کر علاقہ بڑھایا انمین پچھلا بیرم دیو جسکی اولاد ملک مین بہت ہے جو ئیہ راجپوتون کے ہاتھ سے مقابلے مین مارا گیا۔

شیوجی سے بیرم دیو تک دوسو برس کے زمانے مین جو راٹھوڑ سردار گذرے اُنکے احوال مین صحیح سال وسمت نہین ملے اسلئے قیاسی اور غلط سنہ چھوڑ دیے گئے۔

۱۱- راوچونڈا راٹھوڑ

راوچونڈا راٹھورون مین بڑا نامی شخص گذرا ہے جس سے تاریخ ہاروا ڑمین نیا دور شروع ہوکر راومالدیو تک پونے دوسو برس کے عرصے مین وہ ترقی کے ساتھ خود مختار رئیس بنے۔ چونکہ ہر ایک قسمت آزمانے والی قوم کو کبھی تکلیف اور کبھی آرام کی صورت پیش آتی ہے اسی طرح چونڈا نے بھی اپنے شروع زمانے مین ایسی مصیبت اُٹھائی کہ ایک بار اُسکو کالو مقام کے کسی چارن سے پناہ مانگنی پڑی تھوڑے دنون کے بعد اُس کی ہمت بڑی شہرت کا سبب ہوئی اُس نے اپنی قوم کے تمام آدمیون کو جو علاقے مین پھیلے ہوئے تھے جمع کرکے سمت ۱۴۵۱ مطابق ۱۳۹۵ء مین قنوج کی تباہی سے پورے دوسو برس کے بعد منڈور پر حملہ کیا اور

وہان کے پرہار رئیس کو جو راؤ کے خطاب سے مشہور تھا قتل کرکے مارواڑ کی راجدھانی پر اپنا جھنڈا کھڑا کیا جس سے وہ منڈور کا راؤ بن گیا۔ یہ پہلا موقع ہے کہ مارواڑ کی تاریخ مین صحیح سال لکھا گیا۔

چونڈا نے حکومت پاکر بھی اکثر دشمنون سے لڑائی جاری رکھی اُس نے ایک دفعہ ناگور والے حاکم کی فوج پر جو گجراتی بادشاہون کے ماتحت تھا فتح پائی لیکن قلعہ پر قبضہ حاصل نہو سکا۔ اسی طرح بھاٹیون سے بھی وہ اکثر لڑتا رہا یہان تک کہ سمت ۱۴۶۵ مطابق سنہ ۱۴۰۹ء مین ناگور کے پاس دشمنون سے مقابلہ کرکے ایک ہزار راجپوتون سمیت مارا گیا۔ اور اُس کے چودہ بیٹون مین سے بڑا رن مل کئی برس کے بعد اپنے بھائی کانہ کے لڑائی مین مارے جانے پر وارث بنا۔

۱۲۔ راؤ رنمل

راؤ رنمل سمت ۱۴۷۴ مطابق سنہ ۱۴۱۸ء مین گدی پر بیٹھا۔ اس کی بہن ہنس بائی نام میواڑ کے بوڑھے رانا لاکھا کو بیاہی گئی تھی جس سے موکل جی کے پیدا ہونے پر بڑے بھائی چونڈا نے راج کا دعوے چھوڑ کر ماوے مین رہنا اختیار کیا تھا۔ موکل جی کے مارے جانے کے بعد کونبھا کی کم عمری کے سبب راؤ رنمل مع اپنے بیٹے جودھا کے ملکی کام سنبھالنے کی خاطر چیتوڑ مین رہتا تھا لیکن میواڑ کے سردارون کو راٹھوڑون کا تمام ریاست مین حاوی ہونا ناپسند ہوا اس لئے اس خوف سے کہ راٹھوڑ میواڑ مین اپنی حکومت نہ جمالین وہان کے سب لوگون نے رانا کونبھا کے چچا چونڈا کو جو ناراض ہوکر بادشاہ مالوہ کے پاس جا رہا تھا مدد کے واسطے بلایا۔ سمت ۱۵۰۰ مطابق سنہ ۱۴۴۳ء مین چونڈا نے آتے ہی یکایک رات کے وقت قلعہ پر دخل کرلیا راؤ رنمل جسکو نشے کی حالت مین ایک عورت نے چارپائی سے باندھ دیا تھا ہمت کے ساتھ کئی مخالفون کو مارکر کام آیا اور اُس کا بیٹا جودھا جان بچاکر اپنے ساتھیون سمیت بھاگ کر وطن پہونچا لیکن چونڈا نے راٹھورون کا پیچھا نہ چھوڑا اور اُن کا خاص دارالحکومت منڈور والیا جو سات برس تک سیسودیون کے قبضے مین رہنے کے بعد راؤ جودھا نے واپس لیا۔ رن مل کے قتل ہونے کے بعد اُسکے چوبیس بیٹون مین سے جودھا ولی عہد بنا اور دوسرون نے علیحدہ جاگیرین پائین

۱۳۔ راؤ جودھا

راؤ جودھا اپنے باپ کے بعد سات برس تک اپنی راجدھانی سے بے دخل رہا اُس نے سمت ۱۵۰۶ مطابق سنہ ۱۴۵۰ء مین سوچت لیکر دوسرے برس بڑی جمعیت کے ساتھ منڈور پر حملہ کیا۔ چونڈا سیسودیہ کے دو بیٹے کونتل اور مانجا اس لڑائی مین کام آئے اور منڈور مقام راٹھورون نے واپس لیا سمت ۱۵۱۵ مطابق سنہ ۱۴۵۹ء مین راؤ جودھا نے منڈور کے عوض ایک پہاڑی کے پاس اپنے نام پر شہر جودھپور کی بنیاد ڈالکر پہاڑی کے ایک بلند حصے پر مضبوط قلعہ طیار کرایا جس سے دور تک ملک کی نگرانی ہوکر دشمنون سے بچاؤ کیا جائے۔ یہ شہر منڈور سے جنوب مین پانچ میل کے فاصلے پر واقع ہے اور پرانے شہر کی فصیل کا مال

نئے شہر کی تعمیر مین بہت کچھ خرچ ہوا ہے نئی راجدھانی آباد کرنے سے تیس برس کے بعد سمت ۱۵۴۵ مطابق ۱۴۸۹ء مین ۶۱ سال کی عمر پاکر راؤ جودھا انتقال کر گیا۔ جودھپور کو بسے ہوئے اس وقت ساڑھے چار سو برس سے کچھ زیادہ عرصہ گذرتا ہے۔

۱۴۔ راؤ سانتل

راؤ جودھا کے بیٹون مین سے اکثر نامور ہوے بڑا **سانتل** جس نے پوکرن مقام سے پانچ کوس پر سانتلسر بسایا تھا تین برس راج کرکے ایک لڑائی مین پٹھانون کے ہاتھ سے مارا گیا اُسکے بعد دوسرا بیٹا **سوجا** یعنی سورج مل جودھپور کی گدی پر بیٹھا تیسرے کا حال معلوم نہین۔ چوتھے **دودا** نے سانبھر پر قبضہ حاصل کیا تھا جس کی اولاد میرتے مین رہنے سے میرتیہ راٹھوڑ کہلاتی ہے۔ جمیل میرتیہ جو چتوڑ پر اکبر بادشاہ کے مقابلے مین مارا گیا اور جس کی اولاد میواڑ مین اب بدھنور کی جاگیردار ہے اسی دودا کا پوتا تھا جودھا کے چھٹے بیٹے **بیکا** نے مارواڑ مین شمالی طرف جاٹون وغیرہ کا ملک دبا کر شہر بیکانیر آباد کیا جہان پر ابتک اُسکی اولاد راج کرتی ہے۔ بیکانیر والون کا بیان ہے کہ بیکا سوجا سے بڑا تھا اسی لئے اُس نے سانتل کے بعد جودھپور کا دعوے کیا۔

۱۵۔ راؤ سورجمل عرف سوجا

یہ اپنے بڑے بھائی سانتل کے بعد جودھپور کی گدی پر بیٹھا۔ بیکانیر کی تاریخ مین لکھا ہے کہ اسوقت بیکانیر کے راؤ بیکا نے جو راؤ جودھا کے بیٹون مین سانتل سے چھوٹا اور سوجا سے بڑا تھا کل مارواڑ کا دعویدار بنکر جودھپور پر چڑھائی کی اور سورجمل نے راؤ جودھا کی ڈھال تلوار اور چترو وغیرہ چیزین جو قابل عزت گنی جاتی تھین بیکا کو دیکر صلح کر لی۔ سمت ۱۵۷۲ مطابق سنہ ۱۵۱۶ء مین بیاپار مقام پر سے بعض غارتگر پٹھان ایک سو چالیس عورتین پکڑ کر لے چلے اور راؤ سوجا نے اُن کا پیچھا کیا سخت مقابلہ ہونے کے بعد عورتین تو اُنکے پنجے سے چھڑا لی گئین لیکن اس ہنگامے مین راو سوجا کی جان گئی۔ راؤ کے پانچ بیٹون مین سے بڑا باگھا جوانی مین مر چکا تھا اس لئے اُس کا بیٹا اور راؤ کا پوتا گانگا ولی عہد مانا گیا راؤ کے دوسرے بیٹے اودا کی اولاد مین نیماج۔ جیتاران اور راے پور وغیرہ کے ٹھاکر ہین جو اودا وت کہلاتے ہین۔

۱۶۔ راؤ گانگا

اس نے سمت ۱۵۷۲ مطابق سنہ ۱۵۱۶ء مین اپنے دادا کے بعد راج پایا اسکے ایک چچا سانگا نے گدی کا دعوی کیا تھا لیکن وہ مقابلے مین قتل ہوا اور اُس کے مددگار پٹھانون نے جو ناگور پر قابض تھے شکست پائی سمت ۱۵۸۴ مطابق سنہ ۱۵۲۸ء مین جب میواڑ کا رانا سانگا مقام بیانہ کی طرف بابر بادشاہ سے مقابلے کو گیا تو اس موقع پر مارواڑ کے راے مل اور رتن سنگھ میرتیہ وغیرہ بھی اُس کے ہمراہ تھے جو وہان لڑائی مین کام آئے۔ اس

لڑائی کے چار برس کے بعد اور مسند نشینی کے سولھوین برس راؤ گانگا کو اُسکے بے رحم بیٹے مالدیو نے حکومت کی حرص مین جھروکے سے گرا کر مار دیا جبکہ وہ افیون کی پینک مین غافل بیٹھا تھا۔

۱۷۔ راؤ مالدیو

سمت ۱۵۸۸ مطابق ۱۵۳۲ء مین اپنے بے گناہ باپ کی جان کھوکر راج کا مالک ہوا یہ راٹھور ونمین بڑا زبردست و نامی رئیس گنا جاتا ہے جس کے وقت کا سا عروج قنوج چھوٹنے کے بعد کبھی حاصل نہین ہوا سیسودیے سانگاسے۔ راٹھور مالدیو سے اور کچھوا ہے سوائے جے سنگھ کے نام سے ہمیشہ فخر کرتے ہین یہ راؤ سمت ۱۵۶۸ مین پیدا ہوا تھا۔

ان دنون مین ہمایون تو اپنے بھائیون کی بغاوت کے سبب راجپوتانے کی طرف توجہ نہ کر سکا اور میواڑ مین رانا سانگا کے بعد کئی ایسے کم عقل رئیس قائم ہوئے جنھون نے فضول خانگی جھگڑون سے اپنی طاقت کو نقصان پہونچایا اس لئے راؤ مالدیو کی ہمت کے آگے اُسکو ترقی کرنے مین کوئی روکنے والا نظر نہ آیا۔ اُسنے ہر طرف بغیر خیال دوست و دشمن کے قدم بڑھانا شروع کیا۔ بہت جلد ناگور و اجمیر جو گجراتی حاکمون کے قبضے مین تھے دیالیے سمت ۱۵۹۶ مطابق ۱۵۴۰ء مین جنوبی طرف جالور و رسوانہ اور بھادر راجون فتح کرکے لونی ندی کے کنارے پر میہوہ وغیرہ مقامون کے خود سر جاگیردارون کو تابع کیا۔ اس کے دو برس کے بعد راو بیکا کی اولاد مین سے راؤ کلیان مل کو بیکانیر سے بے دخل کیا۔ مغربی طرف جیسلمیر کے بھاٹیون سے بیگم پور وغیرہ چھین کر اپنے آدمیون کو بسا دیا جہان اب تک وہ مالدوت لیڑے مشہور ہین اس طرح چارون طرف علاقہ بڑھا کر حفاظت کے خیال سے راونے جودھپور کی پختہ شہر پناہ بنوائی۔ میرتہ۔ پیپاڑ۔ پھلودی اور پوکرن وغیرہ مقامات پر مضبوط قلعے اور مکان تیار کرائے۔ ماتحت سردارون کے زور نہ پکڑنے اور خالصہ کم نہونے کی غرض سے زیادہ جاگیرین جو ہر پشت مین راٹھوڑون کو مل جایا کرتی تھین دینا موقوف کیا اور راؤ رنمل اور راؤ جودھا کی اولاد مین خاص جاگیرین قائم رکھکر ایسا انتظام کیا جس سے وہ زیادہ نہ بڑھ سکین۔

سمت ۱۵۹۹ مطابق ۱۵۴۳ء مین ہمایون بادشاہ اپنے بھائیون کی بغاوت اور شیر خان پٹھان کے ملک دبا لینے سے سندھ وغیرہ کی طرف پریشان پھرتا ہوا امداد کی اُمید پر پھلودی مقام تک راو مالدیو کے ملک مین آیا جس نے بادشاہ کو بہت دفعہ بلایا تھا اثنائے راہ مین جو بادشاہ کے ساتھ دور بین تھے وہ مالدیو کے مکر و غدر سے اندیشہ مند تھے اور حزم و احتیاط کی باتون سے بادشاہ کو آگاہ کرتے تھے بادشاہ کے حکم سے میر سمندر جو نہایت ہوشمند تھا مالدیو کے پاس گیا اور اُسکے دل کی تمام باتون کو دریافت کرکے بادشاہ کے پاس لوٹ آیا اور عرض کیا کہ راو نے جو اخلاص کی تمہیدین کی تھین وہ سچی نہ تھین اس وقت راو نے کچھ میوہ بادشاہ کے پاس بھیجدیا اب مالدیو کی بے وفائی اور باتون مین بھی ظاہر ہونے لگی جب بادشاہ کا لشکر مالدیو کی راجدھانی کے پاس آیا تو سنگا ناگوری کہ مالدیو کے معتمدون مین سے تھا بادشاہ کے لشکر مین بطور سوداگرون کے آیا اور بہت تجسس مین رہا

کہ کوئی الماس گران بہا ہو تو اُسکو خریدے اُسکی اوضاع سے خبر نہین معلوم ہوتی تھی بادشاہ نے فرمایا کہ اس مشتری کے خاطر نشان یہ بات کردو کہ ایسے جواہر گران بہا خریدنے سے میسر نہین ہوتے جوہر شمشیر آبدار سے ہاتھ آتے ہین جبکہ اُسکے ساتھ کسی بادشاہ کی رائے بھی ہو یا بادشاہون کی عنایت سے میسر ہوتے ہین اس مُزَوّر کے آنے سے اندیشہ زیادہ تر ہوگیا اور سمندر کی دریافت پر بادشاہ نے تحسین کی - یہ بھی معلوم ہوا کہ بادشاہ کے نمک حرام دو نوکر راجہ کے پاس گئے اور انھون نے راجہ کو سمجھایا کہ بادشاہ کے پاس لعل و گوہر بڑے بیش قیمت ہین وہ بادشاہ سے طلب کرے شاید اسکی تصدیق کے لئے اُس نے سندگا کو بھیجا ہو تنگدستی کے وقت بادشاہون مین حزم و احتیاط زیادہ ہوجاتی ہے اس لئے ہمایون نے شمس الدین اتکہ کو راجہ کے پاس بھیجا اور راے مل سونی کو بھی بھیجا کہ بہت جلد وہان جائے اور اپنی فراست سے وہان کا حال دریافت کرکے اطلاع دے اگر وہان سے لکھکا اطلاع نہ دے سکے تو اشارت معہود مین آگاہ کرے مالدیو کی وفاد وفاق کی علامت یہ ٹھہری کہ وہ اپنے قاصد کو کہدے کہ بادشاہ کے پاس جاکر اپنی پانچون انگلیون کو ملاکر پکڑے اور خلاف ونفاق کی اشارت یہ کہ فقط چھوٹی اُنگلی کو ہاتھ مین پکڑے اب بادشاہ کا لشکر قصبہ پھلودی سے کہ راجہ کے موطن جودھپور سے ساٹھ کوس پر تھا دو تین منزلین طے کرکے جوگی ندی کے کنارے پر فرو کش ہوا راے مل سونی کا قاصد آیا اور اُس نے چھوٹی اُنگلی کو پکڑا اس اشارے کی حقیقت معلوم ہوگئی کہ راجہ کا ارادہ مکر و دغا کا ہے اُس نے ایک جماعت کثیر کو بادشاہ کے استقبال کے لئے بھیجا جس کا ارادہ کچھ اور ہی تھا اُسے مالدیو پر دغا بازی کا شبہہ اس سے اور بھی زیادہ ہوگیا کہ بادشاہ کا ایک کتابدار ہندوستان مین کسی شکست مین بھاگ گیا تھا اور وہ مالدیو کے پاس جاکر اُس کا نوکر ہوگیا تھا اُس نے بادشاہ کو لکھا کہ خدا کے واسطے آپ یہان سے جس قدر جلد ممکن ہو تشریف لے جائیے مالدیو کا یہ فاسد ارادہ ہے کہ حضور کو گرفتار کرکے شیر شاہ کے حوالے کرے - شمس الدین اتکہ مالدیو کے پاس تھا مالدیو نے اُسکے لیے ایسا انتظام کر رکھا تھا کہ وہ بادشاہ سے کسی طرح خط و کتابت نکر سکے گویا اُسکو آزاد قیدی بنا رکھا تھا مگر یہ اتکہ اُسکے اٹکانے سے نہ اٹکا جب مالدیو کی نیت مین اُس نے فساد دیکھا تو وہ چھپ کر بادشاہ کے پاس چلا آیا اور اُس نے وہان کا سارا حال عرض کیا جس سے بادشاہ کو یقین ہوگیا کہ مین خطرناک حالت مین ہون اُس نے بے تامل پھلودی کی طرف کوچ کردیا جیسلمیر کی راہ سے امرکوٹ جانے کا ارادہ کیا -

ابو الفضل نے لکھا ہے کہ ایک گروہ تو آدمیون کا یہ کہتا ہے کہ مالدیو ابتدا مین بادشاہ کا خیر اندیش تھا مگر آخر کو جب اُس نے بادشاہ کی بے سامانی اور قلت جمعیت دیکھی تو اُسکی نیت مین فساد آگیا یا شیر خان نے مواعید فریب آمیز اُس سے کئے اور اُس نے شیر شاہ کا غلبہ دیکھا یا شیر شاہ نے اُسکو ہمایون کی خدمت و اعانت کرنے سے ڈرایا بہر تقدیر وہ راہ ہدایت و سعادت سے پھرا اور ورق اخلاص کو اُلٹ دیا

ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ ابتدا سے انتہا تک اظہار بندگی کرنا اور عرائض عبودیت بھیجنا بالکل نفاق پر مبنی تھا
نظام الدین احمد نے تاریخ طبقات اکبری مین مالدیو کی نسبت لکھا ہے کہ جب ہندوستان سے ہمایون
خارج ہوا اور شیر شاہ کی فتح نے چارون طرف اپنے پانؤن پھیلائے تو افغانون اور راجپوتون کے درمیان بڈھیڑ
ہونے لگی مالدیو نے ہمایون کو اس لئے بُلایا تھا کہ اُس کے سہارے سے وہ اپنے قوی دشمن شیر شاہ کا مقابلہ
کر سکے مگر جب اُسکے ملک مین بادشاہ آگیا اور اُسکو معلوم ہو گیا کہ بادشاہ کے پاس سپاہ نہایت قلیل ہے
اور وہ بھی خستہ حال اور پریشان ہے اور اُس مین کوئی قابلیت مالدیو کی امداد کی نہین ہے اور شیر شاہ
کی سپاہ ضلع ناگور مین جو اُس کے ملک کی سرحد پر ہے دھمکیان دے رہی ہے اور شیر شاہ نے ایلچی بھیجکر بہت سے
وعدے وعید کئے تو اُس نے کمال بے مروتی سے یہ امر قرار دیا کہ جس طرح ہو سکے بادشاہ کو گرفتار کر کے شیر شاہ
کے حوالے کرے خلاصہ یہ ہے کہ راجہ سمجھتا تھا کہ بادشاہ کے ساتھ ہونا شیر شاہ سے جھگڑا مول لینا ہے شیر شاہ کو
وہ ایسا زبردست جانتا تھا کہ اپنی ہستی اُس کے سامنے نہ گنتا تھا۔ بادشاہ کے آنے سے اُسکو یہ اندیشہ بھی تھا
کہ کہین اُسکے پکڑنے کو شیر شاہ سارا لشکر لیکر اُس کے ملک پر نہ چڑھ آئے غرض ایسے ایسے اندیشون سے
اُس نے شیر شاہ سے وعدہ کر لیا کہ ہمایون کو پکڑ کر اُسکے حوالے کر دے گا۔

بادشاہ نے مراجعت کی یہان تک کہ وہ پھلودی سے چلکر ساتلمیر مین پہونچا جو جیسلمیر کے ملک مین تھا
بادشاہ چلا جاتا تھا کہ صبح کو کیا دیکھتا ہے کہ لشکر کے پیچھے سے تین فوجین سوارون کی چلی آتی ہین مورخ
قیاساً ہر فوج کی تعداد پانچ سو آدمیون کی بتاتے ہین تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ یہ سپاہ مالدیو کی تھی بادشاہ
کے ساتھیون مین سے شیخ علی بیگ اور درویش کوکہ اور روشن بیگ اور ایک اور جماعت کل بائیس آدمی
دشمنون کی طرف روانہ ہوے یہ حسن اتفاق ہے کہ جس وقت وہ پہونچے تو سوار ایک تنگ راہ مین آگئے تھے
اور شیخ علی نے اول ہی تیر مین مخالفون کے سردار کو ہلاک کیا ادھر سے جو تیر شست سے نکلا مخالفون
مین سے ایک معتبر کو اُس نے خاک پر گرایا دشمنون مین طاقت مقاومت نرہی اور تھوڑے لشکر نے بڑے
لشکر کو بھگا دیا اور بہت سے آدمیون کو قید کیا۔

یہان سے بادشاہ فتحیاب ہو کر جیسلمیر مین راول لون کرن کے آدمیون سے لڑتا ہوا بڑی تکلیف کے
ساتھ امرکوٹ پہونچا جہان اُس کے اکبر شاہزادہ پیدا ہوا۔ پھر وہ ہندوستان سے ایران کو شاہ طہماسپ
اوّل کے پاس چلا گیا۔

سمت ۱۶۰۰ مطابق ۱۵۴۴ء مین پٹھان بادشاہ شیر شاہ سور نے مالدیو پر چڑھائی کی جس کی
تفصیل یہ ہے کہ شیر شاہ کو جب یہ حال معلوم ہوا کہ مالدیو راجہ مارواڑ نے مسلمانون پر بڑا ظلم ڈھا رکھا ہے
اور ملک ناگور و اجمیر کو تعدی اور ظلم سے لے لیا ہے تو بادشاہ نے اُس پر چڑھائی کا ارادہ کیا اور ۹۵۱ھ ہجری
مین حکم دیا کہ اُس کا لشکر ناگور۔ اجمیر اور جودھپور کی طرف کوچ کرے کوئی مورخ لکھتا ہے کہ اُس کا لشکر

انسی ہزار تھا کوئی اُسکو بے شمار بتاتا ہے جب یہ لشکر آگرے سے سفر کرکے فتح پور سیکری مین پہونچا تو شیر شاہ نے حکم دیا کہ سارا لشکر تیار ہوکر اسی ترتیب و مسلح چلے جیسے جنگ کے واسطے چلتا ہے ہر منزل مین قلعہ و خندق بنائی جائے اثنائے راہ مین ایک منزل ریگستان مین ہوئی وہان ہر چند سعی کی ریگ سے قلعہ نہ بن سکا تو بادشاہ کے پوتے محمد خان پسر عادل خان نے یہ تجویز ایجاد کی کہ ٹاٹ کے تھیلون مین ریت بھر کر قلعہ بنایا جائے شیر شاہ نے اس حسن تدبیر پر پوتے کو شاباشی دی جب مالدیو کو شیر شاہ کی چڑھائی کا حال معلوم ہوا تو وہ بھی پچاس ہزار راٹھور دکے ساتھ اجمیر کے قریب مقابلے کو پہونچا شیر شاہ جب غنیم کے نزدیک آیا تو یہ حکمت چلا کہ ہندی خط مین خطوط مالدیو کے امرا کی طرف سے اس مضمون کے لکھوائے کہ ہم اس راجہ کے قہر و ستم کے خوف سے سرتابی کرکے برسون کے بغض نکالینگے وہ جنگ مین اُسکو گرفتار کرکے حضور کے پاس لائینگے حضرت بادشاہ کچھ فکر و اندیشہ نکریں ان خطوط کو ایک خریطے مین بندکر کے ایک اپنے آدمی کو دیا کہ مالدیو کے خیمے کے نزدیک جا کھڑا ہو اور جب وہ سوار ہو تو اس خریطے کو اُسکی راہ مین ڈالکر چھپ جائے اس آدمی نے ہدایت کے موافق کام کیا جب مالدیو کے وکیل نے راہ مین پڑا ہوا خریطہ دیکھا تو اُسے اُٹھایا اور اُن خطون کو مالدیو کے پاس لے گیا مالدیو نے چونکہ بہت سے راجون اور زمیندارون کو تہ و بالا مغلوب کرکے ملک بڑھایا تھا اور باپ کو مار کر راج پایا تھا وہ پہلے ہی سے زمیندارون اور سردارون سے اندیشہ مند تھا ان خطون نے اس اندیشے کو بڑھایا اور واپس جانے کا ارادہ کیا ہر چند راجپوتون نے سمجھایا کہ آپ کیا کرتے ہین مگر اُس نے کچھ نہ سُنا جب ان راجپوتون کو اُن خطون کے مضامین پر علم ہوا تو اُن کو اس بے وفائی و تہمت بے جا کا بڑا قلق ہوا اُنھون نے راو سے کہا کہ اب ہم اس تہمت کے مٹانے کے واسطے اپنی ہمت دکھاتے ہین حیف ہے کہ ہم راجپوتون پر بے وفائی کا نام آئے غرض کہ چند سردار جن مین جے چندل اور گوہا بڑے سورما تھے دس بارہ ہزار سوار لیکر شیر شاہ کے لشکر پر حملہ آور ہوے اور راو اُس شک کے سبب جو اُسکے دل مین جما ہوا تھا جودھپور کو بھاگ آیا۔ راجپوتون نے وہ ہنگامہ کارزار گرم کیا کہ قریب تھا کہ مسلمانون کو شکست ہو جائے شیر شاہ اس وقت درود و وظائف مین بیٹھا ہوا تھا کہ ایک سپاہی اُس کو بُرا بھلا کہتا ہوا آیا کہ تو یہان پڑھ رہا ہے وہان لشکر کو شکست ہوتی ہے مگر اُس نے سپاہی کو جواب کچھ نہ دیا اشارے سے گھوڑا منگایا اور جب گھوڑا آیا تو سوار ہوا کہ فتح کی خبر آئی خواص خان نے جے چندل اور گوہا کو مع اُنکی سپاہ کے مار ڈالا جب شیر شاہ کو ان راجپوت سردارون کی جانفروشی کا حال معلوم ہوا تو اُس نے لطیفہ کہا کہ ایک مٹھی باجرے پر سلطنت دہلی ہاتھ سے چلی تھی اس لطیفے مین لطف یہ تھا کہ مارواڑ کا مُلک ریگستانی ہے اُس مین سوائے باجرے کے اور پیداوار اچھا نہین ہوتا۔

شیر شاہ نے خواص خان اور عیسےٰ خان نیازی اور بعض اور اُمرا کو مُلک ناگور مین متعین کیا اور خود اجمیر کی طرف متوجہ ہوا خواص خان نے قلعہ جودھپور کے قریب ایک شہر آباد کیا اور اپنے نام پر خواص پورہ اُس کا نام رکھا۔ اور کل مُلک ناگور۔ اجمیر اور قلعہ جودھپور اور مارواڑ کے اضلاع کو اپنے قبض و تصرف مین لایا۔ مالدیو کو جب ان خطوط کا اصل حال معلوم ہوا کہ وہ جعلی تھے تو اُس کے دل پر بڑا صدمہ ہوا اور بکرات کی سرحد پر قلعہ سوانہ مین وہ بھاگ گیا۔

شیر شاہ کے مرنے کے بعد سمت ۱۶۰۵ مطابق سنہ ۱۵۴۹ء مین راو مالدیو نے دوبارہ اپنے ملک کے ساتھ اجمیر و ناگور کو دبالیا لیکن سمت ۱۶۱۳ مطابق سنہ ۱۵۵۷ء مین پٹھانون کے سردار حاجی خان نے اجمیر واپس لیا۔ ہمایون کے مرجانے کے بعد جس نے کہ افغانستان سے آکر پنجاب وغیرہ پر قبضہ کرلیا تھا اُس کے مونہار بیٹے اکبر نے باپ کے ارادون سے زیادہ کام کیا بہت جلد دہلی و آگرہ وغیرہ لیکر آنبیر کے راجہ بھارمل کو فرمان بردار بنانے کے بعد راجپوتانہ کی طرف توجہ کی۔ سمت ۱۶۱۴ مطابق سنہ ۱۵۵۸ء مین اُس کے ماتحت سردار شاہ قلی خان محرم نے حاجی خان کو نکالکر اول اجمیر و جیتارن اور پھر ناگور و سانبھر کو آسانی سے دبالیا۔ اکبر کی زبردست سلطنت سے راو مالدیو کو بہت نقصان پہونچا مشرقی علاقے اکثر مارواڑ سے نکلکر بادشاہی خالصے مین شامل ہوتے گئے چنانچہ سمت ۱۶۱۹ مطابق سنہ ۱۵۶۲ء مین ناگور کے صوبہ دار شرف الدین حسین مرزا نے تین دن تک سخت لڑائی کے بعد راو کے ماتحت سردار دیوید اس اور جگمال راٹھور سے میرتہ بھی لے لیا بلکہ بقول محرر مجمع الملوک کے جودھپور کے قلعہ کا بھی محاصرہ ہوا اور مالدیو نے عورتون اور بچون کا جوہر کیا اور قلعہ فتح ہوگیا ٹاڈ نے لکھا ہے کہ سمت ۱۶۲۵ مطابق سنہ ۱۵۶۹ء مین مالدیو نے اپنے پسر چندرسین کو مع تحائف اکبر کے پاس بھیجا جو اُس وقت اجمیر مین تھا لیکن اکبر بوجہ بے پروائی راجہ کے کہ خود حاضر نہوا نہایت ناراض تھا اور اُسے جنگلی راجہ کہتا تھا اسی سال مین اس لڑائی کے تھوڑے دن کے بعد تینتیس برس راج کرکے راو مالدیو نے وفات پائی۔

اُس نے دستور کے خلاف اپنے تیسرے بیٹے چندرسین کو راج کا مالک بنایا تھا باقی گیارہ بیٹون مین سے بڑا رام سنگھ پہلے اکبر کے پاس اور پھر میواڑ مین جارہا دوسرے اودے سنگھ کو اکبر کی خدمت مین رہنے سے چندرسین کے بعد راج ملا۔ چوتھے کا نام راے مل تھا۔ دسویں آسکرن کی اولاد نے ضلع اجمیر مین جونیان وغیرہ کی جاگیر پائی۔ انکے سوا اورون کی نسل مارواڑ مین کئی جگہ پھیلی ہوئی ہے۔

۱۸۔ راو چندرسین

سمت ۱۶۱۹ مطابق سنہ ۱۵۶۲ء مین راج کا مالک ہوا۔ اس کا ارادہ تھا کہ اپنے نامور باپ کی طرح آزادی سے راج کرے لیکن اسی سال مین اجمیر کے صوبہ دار حسین قلی خان نے جودھپور کو آگھیرا جس سے راو چندرسین جان بچاکر سوانہ کی طرف چلدیا اور رام سنگھ پسر کلان مالدیو اکبر کے پاس چلا گیا اور شہر و قلعہ بادشاہی قبضے مین جاکر کئی برس کے بعد اُس کے بڑے بھائی اودے سنگھ کو ملا۔ آٹھ برس کے بعد سمت ۱۶۲۷ مطابق سنہ ۱۵۷۱ء مین جب اکبر بادشاہ اجمیر ہوکر ناگور آیا تو وہان جودھپور ملنے کی اُمید پر چندرسین کو حاضر ہونا پڑا کیونکہ اُس کا ہم قوم دشمن راو کلیان مل بیکانیری اپنے بیٹے راے سنگھ کو لیکر بادشاہ کے پاس جودھپور لینے کی فکر مین آموجود ہوا تھا لیکن بادشاہ نے جودھپور کسی کو نہدیا۔ راو چندرسین اس کے بعد سوانہ مین رہکر لوٹ مار کرتا رہا جس مین بادشاہی آدمیون کے ہاتھ سے اُس کے مددگار راول مگھیراج کا بھائی مان سنگھ سوجا اور دیوید اس راٹھور وغیرہ مارے گئے۔ شاہ قلی خان صوبہ دار اور اودے سنگھ بیکانیری نے سوانہ کو آگھیرا

تو چندر سین گرفتاری کے خوف سے پتار اٹھور کو قلعہ مین رکھکر پہاڑون کی طرف چلدیا جب انکی کوششون سے قلعہ مسخر نہو سکا تو بادشاہ نے سید احمد و سید قاسم و سید ہاشم و جلال خان وغیرہ کو تسخیر کے لئے مقرر کیا اور اگلا لشکر واپس بلالیا۔ بادشاہی سردارون کو سوانہ کی مہم پر زیادہ مصروف دیکھکر چندر سین کے بھتیجے کلار اٹھوڑنے ناگور کو بالیا اس لئے سادات بارہ اور بڑے بڑے سردار اُدھر مصروف ہو گئے اور سوانہ کی تسخیر کا کام تعویق مین پڑا جب بادشاہ نے دیکھا کہ پانچ برس سے سوانہ فتح نہوا اور ناگور بھی ہاتھ سے گیا تو بخشی شاہ باز خان کو بڑی فوج کے ساتھ مارواڑ پر بھیجا شاہ باز خان سوانہ کے سات کوس قریب پہونچا تھا کہ راٹھوڑون نے ایک مضبوط قلعہ مین جس کا نام دونارہ ہے اپنے اہل و عیال کو جمع کر کے مقابلے کا سامان کیا شاہ باز خان نے انکو بادشاہ کی اطاعت گذاری کا پیام دیا لیکن سرکشی سے باز نہ آئے اس لئے شاہ باز خان نے سلامت کوچ کھڑا کر قلعے کو مفتوح کر لیا اور یہان سے آگے بڑھکر سوانہ کو جا گھیرا اور یہان بھی سلامت کوچ کھڑا کر قلعے کی بربادی کی تدبیر کی تھی کہ اہل قلعہ نے اطاعت اختیار کر کے قلعہ حوالے کر دیا شاہ باز خان نے اسکی حفاظت راٹھوڑون کے سپرد کر دی اسی طرح اُس نے سنہ ۲۱ جلوس مطابق سمت ۱۶۲۳ و سنہ ۱۵۷۷ء مین ناگور اور دوسرے چھوٹے بڑے قلعے راٹھوڑونسے چھین لئے شہباز خان مضبوط مقامات پر تھانے بٹھا گیا تو چار برس تک چندر سین نے پہاڑون مین پریشانی اٹھائی اگرچہ ایکبار پھر ہمت کر کے اُس نے ضلع اجمیر کے کئی گانوٗن لوٹ لئے لیکن واپسی کے وقت جبکہ پائندہ خان مغل اور قاسم بارہ وغیرہ نے پیچھا کیا تو چندر سین پر بڑی مصیبت اور تکلیف گذری جس سے وہ پہاڑونکے پاس پہونچنے تک سمت ۱۶۲۷ مطابق سنہ ۱۵۸۱ء مین اپنے باپ سے اُنیس ۱۹ برس کے بعد انتقال کر گیا۔ اور کچھ عرصے کے بعد اسکی اولاد کو بادشاہی اطاعت کرنے سے ضلع اجمیر مین بھنال کی جاگیر ملی۔

۱۹۔ موٹا راجہ اودے سنگھ

یہ جب اکبر کی خدمت مین حاضر ہو کر فرمانبردار بنا تو شہنشاہ نے اس کو سمت ۱۶۴۰ مطابق سنہ ۱۵۸۴ء مین موروثی مقام جودھپور وغیرہ سونپ دیا اس راجہ نے اپنی بہن کو اکبر کی زوجیت مین دیدیا یہ وہی لڑکی ہے جو جودھا بائی کے نام سے مشہور ہے اور شاہزادہ سلیم کی ماں ہے اور بادشاہ نے راحت خان خطاب دیا تھا ٹاڈ اس بات سے بہت ناراض ہے اور اس کو بھی اودے پور کے رانا اودے سنگھ کی طرح منحوس خیال کرتا ہے اس شادی کے بعد راجہ اودے سنگھ منصب ہزاری پر سرفراز ہوا اور وطن کی حکومت بطور جاگیر کے قرار پائی وقائع راجپوتانہ مین ذکر کیا ہے کہ جب اکبر کی جودھا بائی کے ساتھ شادی ہو کر جودھپور کے خاندان شاہی سے رشتہ داری ہو گئی تب بادشاہ نے بجز اجمیر کے صرف ممالک مضبطہ ہی کو واگذاشت نہین کیا بلکہ مالوے کے اکثر الاموال اضلاع عطا کئے اُنسے مارواڑ کی آمدنی دوچند ہو گئی اپنے بہنوئی بادشاہ کی دستگیری سے اودے سنگھ نے اپنے بھائی بیٹون کی طاقت کو کم کیا دوسرے بڑے سردارون کے بازو جھاڑے اور اکثر قدیم جاگیرداروں کی جاگیرین ضبط کین کہ اس طرح ضبطی و بندوبست جدید سے چودہ سو گانوٗن خالصے مین

شامل ہوے راجہ دس برس پہلے یعنی ۲۳ سنہ جلوس اکبری مین صادق خان کے ہمراہ اوڑچھہ کے راجہ مدھکر بندیلہ پر بھیجا گیا جس کی بغاوت دور کرکے قلعہ گوالیار چھین لیا ۲۸ سنہ جلوس رسمل ۱۶۴۱ مطابق سنہ ۱۵۸۵ء مین وہ مرزا عبدالرحیم خان خانان کے ساتھ گجرات کے آخری بادشاہ مظفر پر روانہ کیا گیا تھا جہان فتحیابی ہوئی اور ۳۸ سنہ جلوس مین زمیندار سروہی کی تادیب پر مامور ہوا آخر عمر مین راجہ اودے سنگھ اس قدر بھاری ہو گیا تھا کہ گھوڑے وغیرہ کی سواری نہین کرسکتا تھا اس سبب سے اُسکو بادشاہ نے موٹا راجہ خطاب دیا جس کے بعد مارواڑ کے رئیس راؤ کے عوض راجہ کہلانے لگے - اکبر ابتدا مین اس کو جنکی راجہ کہتا تھا جس لفظ سے اُس کے باپ کو ہمیشہ یاد کیا کرتا تھا اس نے اپنی بیٹی کو جس کا نام بعض نے مان متی لکھا ہے اور بعض نے روپی اور بعض نے دیدکماری ولی عہد سلطنت جہانگیر سے بیاہ دیا تھا یہ لڑکی بوجہ اپنے علم و فضل کے جگت گوسائین کے خطاب سے موصوف تھی یہ شاہزادہ خرم یعنی شاہ جہان کی مان ہے اور حیات آلنسا خطاب ہے -

یہ راجہ بارہ برس راج کرکے سمت ۱۶۵۲ مطابق سنہ ۱۵۹۶ء مین دمے کی بیماری سے انتقال کر گیا اور چار رانیان اسکے ساتھ ستی ہوئین - موٹا راجہ کی اولاد مین سترہ بیٹے اور سترہ بیٹیان تھین جن مین سے تیسرا بیٹا سورج سنگھ باپ کی وصیت سے راج کا مالک ہوا - ساتوین دلیپت بادشاہی خدمت سے بہت عزت حاصل کی تھی جس کے پوتے رتن سنگھ نے شاہ جہان کے حکم سے صوبۂ مالوہ مین جاگیر پاکر اپنے نام پر قصبہ رتلام آباد کیا اور وہ ابتک اُسکی اولاد کی راجدھانی ہے - نوین کرشن سنگھ نے اپنی کارگذاری کے عوض جہانگیر بادشاہ سے ضلع جھبر مین جاگیر پاکر اپنے نام پر کرشن گڑھ بسایا جو ابتک اُسکی نسل والون کے قبضے مین چلا آتا ہے -

۲۰ - راجہ سورج سنگھ یا سورسنگھ

راجہ اودے سنگھ راٹھور کا بیٹا اور راجہ مالدیو کا پوتا تھا - سمت ۱۶۵۲ مطابق سنہ ۱۵۹۶ء مین راجہ ہوکر منصب ہزاری پر سرفراز ہوا اور شاہزادۂ مراد کے ساتھ صوبہ گجرات مین متعین ہوا - جب شاہزادہ مہم گجرات سے مہم دکن پر مامور ہوا راجہ بھی اُسکے ساتھ روانہ ہوا اور وہان پر شاہزادے اور ابوالفضل کے ماتحت رہ کر ناسک وغیرہ مقام کے لینے مین جنگ مین شریک رہا - ۴۴ سنہ جلوس اکبری مین بہادر پسر مظفر گجراتی نے فساد برپا کیا راجہ فوج لیکر اُس کی تنبیہ کے واسطے روانہ ہوا بہادر بغیر لڑے مارا گیا - سنہ ۱۰۰۰ ہجری مین مراد نامراد دنیا سے سدھارا بجاے اُس کے شاہزادہ دانیال مہم دکن پر مامور ہوا راجہ شاہزادۂ موصوف کے ساتھ متعین ہوا - ۴۵ سنہ جلوس اکبری مین میان راجو دکھنی اور ۴۷ سنہ جلوس مین خداوندخان حبشی نظام شاہی کے مقابلے مین مصدر خدمات پسندیدہ ہوکر ۴۸ سنہ جلوس مین شاہزادۂ دانیال کی سفارش سے نوبت و نقارہ کے اعزاز سے مفتخر ہوا اور مارواڑ کے آنے کی رخصت ملی اور اُس کا مصاحب گوبندداس بھائی جمعیت کے ساتھ دکن مین متعین رہا - سمت ۱۶۶۵ مطابق سنہ ۱۶۰۹ء مین اکبر کے انتقال کر جانے کے بعد راجہ سورسنگھ جہانگیر کے حکم سے منصب چار ہزاری ذات و ہزار سوار پر سرفراز ہوکر خانخانان مرزا عبدالرحیم کی کمک پر مہم دکن مین متعین ہوا وہان سے

کئی برس کے بعد واپس آیا اور سمت ۱۶۷۱ مطابق سنہ ۱۶۱۵ء مین شاہزادہ خرم (شاہجہان) کے ساتھ دکھن راپار مامور ہوا اور مہم کے بعد شاہزادۂ موصوف کے ساتھ دکن مین تعینات ہوا سنہ ۱۰ جلوس مین حسب الطلب دربار مین حاضر ہوا۔ جہانگیر نے منصب پنجہزاری ذات تین ہزار سوار پر سربلند کیا اسی سال رین راوت اور سنگارنام دو ہاتھی پیش کش کئے جہانگیر کو رن راوت بہت پسند آیا اور بیس ہزار روپیہ اسکی قیمت تخصیص کی۔

اسی سال اجمیر مین جبکہ بادشاہ پشکر تالاب کی سیر کو گیا ہوا تھا راجہ کے چھوٹے بھائی کرشن گڑھ کے رئیس کرشن سنگھ نے مارواڑ کے دیوان گوبند داس بھاٹی کی جاے قیام پر دشمنی کے سبب حملہ کیا راجہ سورج سنگھ لڑائی کا حال سنتے ہی جمعیت اسمیت بھائی کی مدد کو تیار ہوا اُس جگہ سے نکلتے ہی کرشن سنگھ کے ساتھ مقابلہ ہوگیا جو گوبند داس کو مار کر فارغ ہو چکا تھا اس موقع پر کرشن سنگھ اپنے بھتیجے کرن سنگھ اور ۳۶ راجپوتون کے ساتھ مارا گیا اور راجہ کے تیس آدمی قتل ہوئے بادشاہ نے یہ خبر سُنکر افسوس کے سوا کسی کو سزا دینے کے قابل نہ سمجھا۔

اسی برس راجہ سورج سنگھ دو مہینے کی رخصت پر وطن آیا جہان سے اپنے کنور گج سنگھ کو ساتھ لیکر دہلی پہونچا اور تیسری بار دکن جاکر چار برس کے بعد سنہ ۱۰۲۸ ہجری (سمت ۱۶۷۶ مطابق سنہ ۱۶۱۹ء مین راج پانے سے پچیسوین سال دہین اُس کا انتقال ہوگیا اُس نے بہت سا وقت بادشاہی نوکری مین صرف ہونے پر اپنے ملک کو ترقی پر پہونچا کر راجدھانی کو زیادہ رونق دار بنایا۔ اُس کا تیار کرایا ہوا سورساگر تالاب شہر جودھپور سے باہر شمال مغربی طرف اب تک موجود ہے جسکے کنارے پر مکانات اور ایک باغ لگا ہوا ہے۔

راجہ کے بیٹے گج سنگھ کو جہانگیر بادشاہ نے راج تلک (قشقۂ ریاست) دیا جس کا ذکر وہ اپنی توزک مین اس طرح تحریر کرتا ہے۔

سنہ ۱۰۲۸ ہجری (سمت ۱۶۷۶ مطابق سنہ ۱۶۱۹ء مین راجہ سورج سنگھ کے مرنے کی خبر مجھکو ملی جو دکن مین اپنی موت سے گذر گیا۔ وہ راو مالدیو کا پوتا ہے اور یہ ایسا شخص تھا جو رانا کے ساتھ برابری کا دعوے کرتا تھا۔ راجہ سورج سنگھ میرے بزرگ باپ (اکبر) کی اور میری مہربانیون سے بڑی عزت اور منصب پر پہونچا۔ اُس کا ملک اُس کے باپ اور دادا کے وقت سے بھی بڑھ گیا ہے اُس کے بیٹے کا نام گج سنگھ ہے جسکو اُس نے اپنی زندگی مین مُلکی کام سونپ دیے تھے گج سنگھ کو مین نے ہوشیار دیکھکر تین ہزاری ذات دو ہزار سوار کا منصب۔ راجہ کا خطاب۔ اور خلعت عنایت کیا اور اُسکے چھوٹے بھائی (سبل سنگھ) کو پانچسو ذات اور ڈھائی سو سوار کا منصب اور وطن مین جاگیر دی۔

۲۱- راجہ گج سنگھ

اپنے باپ راجہ سورج سنگھ کے ساتھ سنہ ۱۰ جلوس جہانگیری مین دربار مین حاضر ہوا سنہ ۱۴ جلوس سمت ۱۶۷۶ مطابق سنہ ۱۶۲۱ء مین جودھپور کا مالک ہوکر اور منصب تین ہزار ذات دو ہزار سوار سے مفتخر ہوکر

دکن بھیجا گیا جہان عمدہ کارگذاری دکھانے کے سبب دو برس کے بعد اُسکو بادشاہی طرف سے نوبت و نقارہ ملکر چارہزاری ذات و تین ہزار سوار کا منصب عطا ہوا۔

سمت ۱۶۸۰ مطابق سنہ ۱۶۲۴ء مین شاہزادۂ شاہ جہان کے بغاوت کرنے پر بادشاہ زادہ پرویز اور مہابت خان کے ہمراہ گج سنگھ کو بھی لڑائی پر جانا پڑا۔ جہانگیر نے اس خیال سے کہ شاہ جہان جودھپور کے راجہ اودے سنگھ کی بیٹی سے پیدا ہوا ہے اور راٹھوڑ اُسکے طرفدار نہ بنین راجہ گج سنگھ کی بہن کے ساتھ بادشاہ زادۂ پرویز کا بیاہ کرادیا (یہ لڑکی سورج سنگھ والی جودھپور کی بیٹی ہے) اور راجہ کا منصب پانچہزاری تک بڑھادیا مقابلہ ہونے پر شاہ جہان شکست کھاکر بنگالہ و دکن کی طرف بھاگتا پھرا اور سمت ۱۶۸۴ مطابق سنہ ۱۶۲۸ء مین جہانگیر و پرویز کے مرجانے سے آگرے مین آکر بادشاہ بن گیا۔ اس موقع پر راجہ گج سنگھ جو خانجہان لودی صوبہ دار مالوہ کا ساتھ چھوڑکر دو مہینے سے اپنے وطن آرہا تھا جلوسی دربار مین گیا جہان اُس کو نیزہ۔ نقارہ۔ ہاتھی۔ گھوڑا۔ تلوار خلعت ملا۔ دوسرے برس خان جہان لودی صوبہدار خاندیس کے باغی ہونے پر ارادت خان کے ساتھ راجہ گج سنگھ اور بیکانیر و بوندی وغیرہ کے رئیس مقابلے کو بھیجے گئے لڑائی مین راو چندرسین کا بیٹا کرمسی جیمل میرتیہ کا پوتا راجہ گردھر اور بلبھدر وغیرہ مارے گئے اور دو برس کے بعد خانجہان مع تمام ساتھیون کے قتل ہوا۔

سنہ ۳ جلوس مین مہم نظام الملک اور اُسکے بعد مہم بیجاپور مین متعین ہو کر کارہاے نمایان انجام دیے سنہ ۶ جلوس مین دربار مین حاضر ہوا اور خلعت و اسپ سے سرفراز ہوا اس کے بعد راجہ گج سنگھ کسی مہم پر نہ بھیجا گیا اُس کا بڑا بیٹا امر سنگھ فوجی کام انجام دیتا رہا۔ سنہ ۱۰ جلوس مین ایک برس کی مرخصت لیکر جودھپور روانہ ہوا سنہ ۱۱ جلوس مطابق سمت ۱۶۹۴ مین راجہ گج سنگھ اپنے دوسرے بیٹے جسونت سنگھ کو ساتھ لیکر اُسکی ولیعہدی منظور کرانے کے لئے شاہ جہان کے دربار مین گیا جہان چند روز کے بعد آگرے کے مقام پر تاریخ جیٹھ سدی ۴ سمت ۱۶۹۵ مطابق سنہ ۱۶۳۹ء ۲ محرم سنہ ۱۰۴۸ ہجری مین انیس ۱۹ برس راج کرکے گذر گیا۔ اُسکے مرنے پر بڑے بیٹے کا مخدوم رہکر دوسرے کو راج ملنے کا سبب پرانے بیانات کے ساتھ بادشاہ نامہ شاہ جہانی مین مولوی عبدالحمید لاہوری نے اس طرح پر لکھا ہے۔

۲ محرم سنہ ۱۰۴۸ ہجری کو راجہ گج سنگھ نے جو بادشاہی رشتہ داری۔ بڑی کارگذاری بہت طاقتوری اور زیادہ صاحب لشکری سے ہندوستان بھر کے راجاؤن مین بڑا تھا زندگی کا سامان طے کیا (مر گیا) قدردان شاہنشاہ نے راجہ کے بیٹے جسونت سنگھ کو خلعت۔ جمدھر۔ چارہزاری ذات و تین ہزار سوار کا منصب اور راجہ کا خطاب اُس کے باپ کی وصیت کے موافق دیا۔ اس راجہ نے ایک ہزار اشرفی۔ بارہ ہاتھی اور کسی قدر جڑاؤ ہتھیار نذر کے طور پیش کئے۔ راجہ جسونت کے بڑے بھائی امر سنگھ کو جو بادشاہی حکم سے بادشاہزادۂ شجاع کی خدمت مین کابل گیا ہوا تھا ہزار سوار کی ترقی سے تین ہزاری ذات و سوار کا منصب اور راؤ کا خطاب بخشا گیا۔ پہلے زمانے مین راٹھوڑون کے بزرگ (سردار) راؤ کہلاتے تھے جب سورج سنگھ کا باپ

راجہ اودے سنگھ شہنشاہ اکبر کی خدمت مین حاضر ہوکر فرمانبردار بنا تو شہنشاہ نے اُس کو راجہ کا خطاب عنایت کرکے حکم دیا کہ اب جو کوئی اس گروہ (راٹھوڑ) کا سردار بنے اُس کو راجہ کے خطاب سے پکارا جائے اور اگر چھوٹا بھائی راجہ بن جائے تو بڑے کو راؤ کہا جائے۔ اس راٹھوڑ فرقے کا حال دوسرے راجپوتون کے برخلاف ہے کیونکہ دوسرون مین بڑا بیٹا ولی عہد کیا جاتا ہے اور راٹھوڑون مین جس کی مان سے راجہ کو زیادہ محبت ہوتی ہے وہ جانشین کردیا جاتا ہے جیسے راجہ اودے سنگھ کا بیٹا سورج سنگھ جو تین بھائیون سے چھوٹا تھا باپ کی اُس کی مان پر زیادہ مہربان ہونے کے سبب راجہ بن گیا اور بڑا سگت سنگھ راؤ کہلایا۔

۲۲۔ مہاراجہ جسونت سنگھ اوّل

راجہ گج سنگھ کا چھوٹا بیٹا تھا اُس زمانے مین راٹھوڑون مین عام راجپوتون کے رواج جانشینی کے خلاف یہ دستور تھا کہ راجہ کو اپنی جس رانی سے محبت زیادہ ہوتی تھی اُس کے بیٹے کو وہ اپنا ولی عہد کرکے جانشینی کے واسطے وصیت کرتا تھا اسی رسم کے مطابق راجہ گج سنگھ نے جسونت سنگھ کو اپنا ولی عہد مقرر کرکے بادشاہ سے اُس کی جانشینی کے واسطے عرض کردیا تھا چنانچہ جب ۲ محرم سنہ ۱۰۴۸ ہجری کو گج سنگھ نے انتقال کیا تو شاہ جہان نے جسونت سنگھ کو اُس کا جانشین مقرر کرکے خلعت اور جمدھر مرصع علم ونقارہ اسپ مع زین طلا اور فیل مرحمت فرماکر خطاب راجگی سے مفتخر کیا جسونت سنگھ نے ہزار اشرفیان بارہ ہاتھی اور چند مرصع آلات پیش کش کئے اُس پر شاہ جہان کی بڑی مہربانی تھی کہ راج ملنے کے تھوڑے دنون کے بعد وہ اُس کو پنجہزاری ذات پنجہزار سوار کا منصب دیکر اپنے ساتھ کابل لے گیا اور اُس کی کم عمری کے سبب راج کے انتظام پر بادشاہی منصب دار راج سنگھ راٹھوڑ کو مارواڑ مین مدار المہام کرکے بھیجدیا اور منصب اس کا ہزاری ذات چارصد سوار مقرر کیا۔ ۹ ذیقعدہ سنہ ۱۰۴۹ ہجری کو رخصت وطن حاصل کرکے اپنے وطن جودھپور کو روانہ ہوا۔ ۶ ذیحجہ سنہ ۱۰۵۰ ہجری کو دربار مین واپس آیا۔ دو برس کے بعد راج سنگھ کے مرجانے پر مہیش داس راٹھور کو جو راجہ اودے سنگھ کا پوتا اور رتلام کے آباد کرنے والے رتن سنگھ کا باپ تھا دوہزاری ذات وسوار کا منصب اور جاگیر مین دیکر مارواڑ کا دیوان بنایا۔ ۱۱ محرم سنہ ۱۰۵۱ ہجری کو جسونت سنگھ کے منصب کے ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ قرار پائے سنہ ۱۰۵۲ ہجری مین خلعت جمدھر مرصع مع پھول کٹارہ علم ونقارہ اسپ وفیل عطا ہوکر شاہزادۂ دارا شکوہ کے ساتھ مہم قندھار پر متعین ہوا اور وہان سے واپس آکر ۱۲ ربیع الثانی سنہ ۱۰۵۳ ہجری کو رخصت لیکر جودھپور روانہ ہوا۔ ۸ رمضان سنہ ۱۰۵۳ ہجری کو بمقام اجمیر ملازمت شاہی مین حاضر ہوا۔ سمت ۱۷۰۱ مطابق سنہ ۱۶۴۵ء مین راجہ جسونت سنگھ کے بڑے بھائی امر سنگھ نے جس کو بادشاہی طرف سے ناگور جاگیر مین ملا تھا شاہ جہان کے سامنے صلابت خان درباری بخشی کے سینے مین دوڑ کر کٹار ماری جس سے وہ مرگیا اُسی وقت خلیل اللہ خان اور ارجن سنگھ گوڑ نے امر سنگھ کو تلوارون سے قتل کیا امر سنگھ کی لاش باہر لائے جانے پر اُس کے راجپوتون نے کئی پہرہ دار گرز برداروں کو

جان سے مارا اور خود بھی سب لڑکر ہلاک ہوئے تحقیقات سے معلوم ہوا کہ راؤ امر سنگھ کے آدمیون نے جو ناگور مین رہتے تھے بیکانیر کی سرحد پر کچھ زمین دبالی تھی جس کا حال بیکانیر کے راجہ کرن سنگھ کے لکھنے کے موافق صلابت خان نے بادشاہ سے عرض کرکے ایسن بھیجنے کی تجویز ٹھہرائی تھی اس بات کو امر سنگھ نے بیکانیر والون کی طرفداری خیال کرکے ناحق صلابت خان کی اور اپنی جان کھوئی۔ ناگور کی جاگیر بادشاہ نے امر سنگھ کے بیٹے راتے سنگھ کے نام پر بحال رکھی تھی جو چار پشت کے بعد جودھپور کے مہاراجہ ابھے سنگھ نے ضبط کرلی۔ یکم ذی الحجہ ۱۰۵۴ ہجری کو جسونت سنگھ کو مارضی طور سے صوبہ دار السلطنت آگرہ کی حکومت عطا ہوئی۔ ۴ ربیع الثانی ۱۰۵۶ھ کو جمدھر مع پھول کٹارہ عربی گھوڑا مع سنہری ساز کے مرحمت ہوکر عزت افزائی ہوئی ۸ ربیع الثانی ۱۰۵۶ھ کو منصب پنجہزاری ذات پنجہزار سوار دوہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ سے ممتاز ہوا۔ ۴ ذی الحجہ ۱۰۵۶ھ کو منصب کے پانصد سوار اور دو اسپہ سہ اسپہ اضافہ ہوے۔ ۲۱ سنہ جلوس مین منصب پنجہزاری ذات پنجہزار سوار وسہ ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ پر مفتخر ہوا۔ ۲۲ سنہ جلوس مین شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ مہم قندھار پر روانہ ہوا۔ ۲۸ سنہ جلوس مین منصب شش ہزاری ذات شش ہزار سوار وپنجہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ پر سربلند ہوکر خطاب مہاراجہ سے مفتخر ہوا جو اس وقت تک راجپوتانے مین کسی کو نہ ملا تھا اور اسی سال رخصت حاصل کرکے وطن کو روانہ ہوا۔ ۲۲ سنہ جلوس مطابق ۱۰۶۸ سنہ ہجری وسمت ۱۷۱۴ مطابق ۱۶۵۸ع مین شاہجہان ایسا بیمار ہوا کہ عام طور سے مرنے کی خبر اڑگئی شجاع بنگالے سے اورنگ زیب اور مرادبخش دکن وگجرات سے اپنی اپنی فوجین لیکر دار السلطنت کو روانہ ہوئے ولی عہد سلطنت دارا شکوہ نے انکے مقابلے اور روکنے کے واسطے فوجین روانہ کین چنانچہ جو فوج اورنگ زیب اور مرادبخش کے روکنے کے واسطے روانہ کی گئی اُس کی سپہ سالاری مہاراجہ جسونت سنگھ کو سپرد ہوئی رخصت کے وقت بادشاہ یا دارا شکوہ نے ۲۵ ہزار فوج کے سوا ایک لاکھ روپیہ نقد سو گھوڑے ایک ہاتھی اور حکومت صوبہ مالوہ مہاراجہ کو عطا فرماکر منصب ہفت ہزاری ذات ہفت ہزار سوار پنجہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ سے سرفراز فرمایا جو شاہزادون کے بعد وزیر وغیرہ کو ملتا تھا۔

مہاراجہ یوم ولادت سے ناز ونعم اور چوچلون مین پلا تھا عمر بھر کبھی ایک دن بھی تکلیف ومصیبت مین بسر نہوا تھا اور مسند نشینی کے بعد شاہجہان کی مصاحبت مین آرام سے رہنے کے سوا اب تک کہین لڑائی پر جانے کا کام نہ پڑا تھا اور اس وقت اُس کو بڑا افسر ہونے کے ساتھ ہی پہلی بار ایسی لڑائی پیش آئی جس مین ایک جوان بخت وجوان سال اور زبردست وہوشیار دشمن یعنی اورنگ زیب سے مقابلہ تھا مہاراجہ اُجین مین آیا جب اُس نے سُنا گجرات سے مالوے کی طرف مرادبخش آتا ہے تو وہ قاسم خان اور سارے لشکر کو لیکر بانس برکی راہ سے لڑنے کے قصد سے مراد کی سر راہ پر آگیا اور کاچرودہ سے تین کوس پر آنکر ٹھہرا جس سے مرادبخش اٹھارہ کوس پر تھا اور جاسوسون کو بھیجا کہ مرادبخش کی عزیمت کی خبر سے محقق طور پر

اطلاع دین اورنگ زیب نے دریاے نربدا کے گذرون اور راستون کا بندوبست ایسا کر رکھا تھا کہ صوبۂ دکن اور خاندیس کی کوئی خبر راجہ کے پاس نہین پہونچ سکتی تھی اس کو یہ خبر ہی نہین ہوئی کہ اورنگ زیب برہان پور سے مالوے کی طرف چلا ہے وہ صرف مرادبخش سے لڑنے کے لئے آمادہ وتیار رتھا جب مرادبخش کو راجہ کی اور اُس کے ساتھ لشکر شاہی کے آنے کی خبر ہوئی اور اُس نے دیکھا کہ مجد مین اس لشکر کے مقابلے کی تاب وتوان نہین ہے تو مرادبخش نے اورنگ زیب کی ہدایت وارشاد سے جو اُسنے اپنے مراسلات مین کی تھی کاچرودہ سے اٹھارہ کوس کے فاصلے پر اُس راہ کی سمت بدلی جس پر آتا تھا اور دیبال پور کے نواحی مین اورنگ زیب سے آن ملا راجہ جسونت سنگھ نے کاچرودہ مین چار مقامون کے بعد سُنا کہ مرادبخش جس راہ پر آتا تھا اُسے بدل کر دوسری راہ پر چلا گیا اب وہ اُس راہ کی تفتیش مین ہوا اور ابتک اُسکو خبر نہوئی کہ اورنگ زیب کا لشکر دریاے نربدا سے پار آگیا ہے اس عرصے مین راجہ شیورام گوڑ نے جو مانڈو مین تھا راجہ کے پاس نوشتہ بھیجا جس مین اورنگ زیب کے نربدا سے پار ہونے کا حال مجمل لکھا تھا اور یہ بھی ہوا کہ قلعہ دھار مین جو داراشکوہ کے نوکر تھے وہ اورنگ زیب کے لشکر کے قریب آنے سے ڈر کر قلعہ کو چھوڑ کر بھاگے اور راجہ سے جا کر ملے راجہ نے یہ خبر سُنکر کاچرودہ مین جس راہ سے آیا تھا اُسی راہ سے بازگشت کی اور جنگ کے ارادے سے دھرمات پور سے ایک کوس پر آیا کہ اورنگ زیب کے لشکر کا سدراہ ہو اورنگ زیب یہ نہین چاہتا تھا کہ لڑائی ہو اور مسلمانون کا خون ہو دھرمات پور مین آنے سے پانچ چھ روز پہلے کب راے کو کہ ایک برہمن فہمیدہ تھا مہاراجہ جسونت سنگھ کے پاس بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ ہمارا ارادہ جنگ کا نہین ہے صرف باپ کی ملازمت کی نیت ہے ہمارے ساتھ تم بادشاہ کی خدمت مین چلو یا ہمارے سرراہ سے ہٹ کر جودھپور اپنے وطن چلے جاؤ نہین تو لڑائی مین تمھارا بڑا نقصان ہوگا مہاراجہ نے اس پیغام کو کچھ نہ سُنا اور جنگ و پیکار کے لئے آمادہ ہوا کب راے کو اُلٹا بھیجدیا جب اورنگ زیب کو یقین ہوگیا کہ لڑنا ضرور پڑے گا تو وہ تدبیر جنگ اور توزک سپاہ مین مصروف ہوا - روز جمعہ ۲۲ رجب ۱۰۶۸ھ ہجری مطابق ۱۶۵۸ء کو سپاہ کے ساتھ اُس سے لڑنے کا ارادہ کر لیا بہت سے ہاتھی اور توپخانہ آراستہ کر کے جنگ کی تیاری کی اپنے لشکر کے ہراول پر شاہزادۂ محمد سلطان اور نجابت خان کو مقرر کیا اور انکے ساتھ شجاعت خان خلف نجابت خان وسید مظفر خان بارہ و احمد خان خویشکی دلودی خان و پردل خان و کمال خان لودی و سید نصیر الدین دکھنی و جمال بجاپوری والہام اللہ و عبدالباری انصاری و میر ابوالفضل مامور ی وقادر داد انصاری وغیرہ کو امداد کر رکھا اور ذوالفقار خان و بہادر خان و ہادی داد خان و سید دلاور خان وزبردست خان و سادات خان و حمید کا کرد وغیرہ کو تھوڑے سے توپخانے کے ساتھ شاہزادے کے ہراول مین مقرر کیا اور توپخانے کا اہتمام مرشد قلی خان کے سپرد کر دیا اور مرادبخش کو فوج

میمنہ مین متعین کیا - اور میسرہ کی طرف شاہ زادۂ محمد اعظم کو ایک سپاہ کے ساتھ مقرر کیا ملتفت خان اور ہمت خان اور رکاب طلب خان وسپہدار خان وراجہ اندر امن دھندھیرہ وہوشدار خان وبختیار خان ومیر بہادر دل ومنعم خان وشیخ عبدالعزیز وسید یوسف واسمٰعیل نیازی ویعقوب ودلاور ازبک خان ونعمت اللہ ولد حسام الدین خان وسید حسن وکھرن کچھی راجہ سارنگدہ وغیرت بیگ وممریز مہند اور ایک اور جماعت کو اس طرف مقرر کر دیا اور شیخ مرزا اور اُس کا بھائی سید میر وعبدالرحمن وغازی بیجاپوری وفتح خان روہیلہ واسمٰعیل محمد شکی وکیسری سنگھ بھورتیہ ورگناتھ راٹھور ومسعود منگلی وسید منصور وبادل بختیار وسیف الدین بیجاپوری وغیرہ کو سیدھے بازو پر مقرر کیا - صف شکن خان وخواص خان وسکندر روہیلہ اور دوسرے امرائے دکھنی مثل جادون راو ورستم راو ودولت مند خان ودماجی وباماجی ومنوجی وبسونت راو کو اُلٹے ہاتھ کی طرف بھیجا - قراولی مین عبداللہ خان وقزلباش خان ودوست بیگ برادر زادہ محمد شریف توپکی ورعداندازبیگ وغیرہ کو رکھا اور خود عالمگیر قلب لشکر مین رہا اور اپنے ساتھ اصالت خان ومخلص خان وتہور خان وقلیچ خان وجوہر خان وعنبر ین خان وذوالقدر خان وغیرت خان ومیر ابراہیم قوربیگی وبھگونت سنگھ ولد راو شرسال ہاڑلا وسوبھکرن بندیلہ وآقا یار بیگ میر توزک وبیگ محمد خویشکی کو رکھا -

جب مہاراجہ جسونت سنگھ کو یہ حال معلوم ہوا کہ عالمگیر اس تیاری کے ساتھ میدان مین آیا ہے تو براہ مکاری دفع الوقتی کی غرض سے عالمگیر کی خدمت مین سفیر بھیج کر عرض کرایا کہ خانہ زاد کو مقابلے کا دعویہ نہین ہے حضور سے لڑنے کی طاقت نہین رکھتا اگر قصور معاف فرما دیا جائے تو سلام کو حاضر ہو جاؤن - عالمگیر نے سمجھ لیا کہ فرصت ڈھونڈھتا ہے اس لئے جواب دیا کہ اب ہم سوار ہو چکے تو قف کے کیا معنی اگر جسونت سنگھ اپنے قول مین سچا ہے تو اپنے لشکر سے نکلکر تنہا نجات خان کے پاس چلا آئے وہ شاہزادۂ محمد سلطان کے پاس اُسے لے جائے گا اور شاہ زادہ اُس کو اپنے ہمراہ ہمارے حضور مین لے آئے گا اور اُس کے قصورات کی معافی کرائے گا چونکہ جسونت سنگھ کی غرض فریب سے خالی نہ تھی پھر جواب نہ بھیجا اور لڑائی کے لئے سوار ہوا اور قاسم خان کو اپنے لشکر کے ہراول کا سردار بنایا اور بڑے بڑے سردار راجپوتون کو جیسے کمندسنگھ ہاڑلا اور شاہ پور کے سجان سنگھ سیسودیہ اور سجان سنگھ بوندیلہ اور امر سنگھ چندراوت ورتلام والے رتن سنگھ راٹھور وارجن گوڑ ودیالداس جھالا وموہن سنگھ ہاڑلا وخوشحال بیگ کاشغری وسلطان حسین ولد اصالت خان اور دوسرے بادشاہی معتبر آدمیون کو اُس سپاہ مین مقرر کیا اور اُس لشکر کے بخشی بہادر بیگ کو جو توپخانے کا افسر بھی تھا تمام توپخانے کے ساتھ لشکر کے سامنے رکھا اور جانی بیگ داماد قاسم خان اور دوسرے امرا کو بھی لشکر کے سامنے متعین کیا اور مخلص خان ومحمد بیگ ویادگار بیگ کو جو تورانی سپاہیون مین نامی تھے قراولی کو مقرر کیا نہین اس دگور دھن راٹھور راجپوتون کی نہایت چیدہ سپاہ کے ساتھ فوج کے اگلے حصے مین بھیجے گئے اور چیدہ چیدہ راجپوتون کا ایک گروہ جو قریب دو ہزار کے تھا اور بھیم داس ولد راجہ بیلداس گوڑ وغیرہ بادشاہی راجپوتو کو بھی

اپنے ہمراہ لیکر قلب لشکر مین ٹھہرا اور راجہ رائے سنگھ سیسودیہ کو عمدہ راجپوتون کی ایک جماعت کے ساتھ قلب لشکر کی معاونت پر رکھا۔ افتخار خان وسید ستیر خان بارہ اور سید سالار اور یادگار مسعود و محمد مقیم ولد شاہ بیگ خان منصب دارون کو اُنکی طرف متعین کیا بالوجی و پرسوجی و راجہ دیبی سنگھ بوندیلہ کو اس لشکر کی حفاظت کے لئے چھوڑا جو بنگاہ کے پاس تھا جسونت سنگھ ایسی زبردست تیاری اور بھاری لشکر کے ساتھ عالمگیر کی لڑائی کو مصروف ہوا پانچ چھ گھڑی دن چڑھے لڑائی شروع ہوئی بان اور گولے اور گولیان طرفین کیطرف سے برسنے لگے عالمگیر کا لشکر تھوڑا تھوڑا بڑھنے لگا اور تیر و بان و بندوق سے دشمن کو تنگ کرنے لگا یہان تک کہ جسونت سنگھ کی سپاہ مین سے مکند سنگھ ہاڑا اور رتن سنگھ راٹھور رتلام والا و دیا لداس جھالا و ارجن گوڑ اور شاہ پوری کا سجان سنگھ سیسودیہ اور دوسرے سردار پیش دستی کرکے دھاوا کرتے ہوئے عالمگیر کے توپخانے پر پہونچکر لڑنے لگے مرشد قلی خان وذوالفقار خان کے پاس باوجودیکہ دشمن کی سپاہ کی برابر سپاہ نہ تھی مگر یہ جگہ اُنکا مقابلہ کرنے لگے اس ہنگامے مین مرشد قلی خان مارا گیا اور ذوالفقار خان جان دینے پر آمادہ ہوکر گھوڑے سے اُتر پڑا اور لڑائی مین مصروف ہوا جو تھوڑے سے آدمی ساتھ تھے اُن ہی کی استعانت سے مردانہ جنگ کرنے لگا۔ یہانتک کہ راجپوت توپخانۂ عالمگیری کے پاس سے ہٹ گئے اگرچہ ذوالفقار خان کے ساتھی خستہ و شکستہ ہوگئے تھے مگر اپنے مقامون پر جمے رہے۔ اب جسونت سنگھ کے راجپوتون نے عالمگیر کے ہراول کو جا دبایا اور اُنکی مدد کو جسونت سنگھ کی اور سپاہ بھی آگئی اور خوب معرکہ پڑا شاہزادے اور نجابت خان وغیرہ نے بھی جگر اچھی طرح مقابلہ کیا اگرچہ راجپوت جان توڑکر کوشش کر رہے تھے مگر عالمگیر کے آدمیون کے پانوٗن بدستور جگہون پر جمے ہوئے تھے یہ حال دیکھکر مرتضےٰ خان سپاہ ہراولی کے ساتھ مدد کو پہونچ گیا اور صف شکن خان اُلٹے بازو کی فوج کو بڑھا لایا اب جم کر لڑائی ہونے لگی عالمگیر ہاتھی پر سوار یہ حال دیکھ رہا تھا فوراً اپنی رکاب کی سپاہ کو لیکر مدد کو پہونچ گیا اور اس طرح اپنی اگلی سپاہ کو قوت پہونچائی اس حملے سے راجپوت بہت خستہ اور مقتول ہوے مکند سنگھ ہاڑا و شاہپوری والا سجان سنگھ سیسودیہ و رتلام والا رتن سنگھ راٹھور و ارجن گوڑ و دیالداس جھالا و موہن سنگھ ہاڑا وغیرہ مہاراجہ کے حلقہ آور بڑے بڑے سردار کام آئے اور بے تعداد راجپوت سپاہی و سوار مقتول ہوئے اس سخت وقت مین ٹوڈہ کا راجہ رائے سنگھ سیسودیہ و راجہ سجان سنگھ بوندیلہ و امر سنگھ چندراوت جسونت سنگھ کی فوج مین سے بھاگ نکلے مراد بخش کہ سیدھے بازو پر تھا اُس نے دشمن کی سپاہ پر جدھر سے بھاگکر پڑگئی تھی ایسی ضرب لگائی کہ وہ تاب نہ لاسکی اس حملے سے بالوجی و پرسوجی بھی ڈرکر میدان سے بھاگ گئے اور دیبی سنگھ مراد بخش کے پاس آکر ادھر ملگیا اور اُس سے کہا کہ عالمگیر سے عفو قصور کرادے جب مراد بخش کی سپاہ مہاراجہ جسونت سنگھ کی اُلٹی طرف کی سپاہ کی طرف سے گذری تو افتخار خان اعزہ نے اُس پر حملہ کیا لیکن مارا گیا یہ حال دیکھکر جسونت سنگھ میدان جنگ سے بھاگ نکلا قاسم خان اور بقیہ سپاہ نے بھی

راہ فرار اختیار کی اور عالمگیر کو یہ عظیم الشان فتح حاصل ہوگئی تمام توپخانہ اور ہاتھی قبضے مین آگئے عالمگیر نے مفرورون کا تعاقب کرایا اور حکم دیا کہ دشمن کے لشکر کے مسلمانون سے تعرض نہ کیا جائے اور اُن کا مال واسباب نہ لوٹا جائے۔ عالمگیر کے ساتھیون مین سے سوائے مرشد قلی خان وذوالفقار خان و سکندر زمان و شیخ عبدالعزیز ورگناتھ سنگھ راٹھور کے اور کوئی سردار کام نہ آیا یہ لڑائی اُجین کے قریب بلوچپور گانون پر جس کا نام بعد کو فتح آباد ہوا واقع ہوئی۔

جسونت سنگھ کے ذاتی آٹھ ہزار راجپوتون مین سے لڑکر پانسو کے قریب باقی رہ گئے جو اُس کے ساتھ بھاگ آئے اس واقعہ کے بعد جسونت سنگھ نے آگرے جانا مناسب نہ جانا اور ان بچے کھچے سپاہیون کے ساتھ سیدھا اپنی راجدھانی کو چلا گیا اس شکست کو زیادہ راجہ کی سوءتدبیری اور ناواقفیت فن جنگ سے منسوب کیا جاتا ہے اور لکھا ہے کہ اُس نے اپنے لشکر کو ایسی اونچی نیچی جگہ پر قائم کیا تھا اور ندی سے کچھ پانی کاٹ کر لشکر کے ارد گرد کیچڑ کر دی تھی جس سے اُس کی سوار فوج لڑائی کے وقت اچھی طرح کام نہ دے سکی ڈاکٹر برنیر لکھتا ہے کہ جسونت سنگھ کی رانی نے جو راناے اودیپور کی بیٹی تھی جب سُنا کہ اُس کا شوہر پانسو سپاہیون کے ساتھ معرکے سے جان بچاکر نکل آیا ہے تو اُس نے بجاے اس کے کہ اس آفت سے بچنے کی مبارک باد دیتی اور تسلی کرتی فوراً حکم دیا کہ قلعے کے دروازے بند کر دو ایسے بے عزت نامرد کو مین قلعہ مین ہرگز نہ آنے دون گی ایسا شخص اور میرا شوہر۔ میرے باپ کا داماد اور ایسا بے عزت مین ہرگز اس کا مُنھ دیکھنا نہین چاہتی جو شخص ایسے نامور رانا کا رشتہ دار ہو چاہیے کہ اُس کی شجاعت اور نیک نامی کی تقلید کرے اور اگر فتح نہ پاسکے تو بہادری سے جان دیدے اور اس سے تھوڑی دیر کے بعد اُس کے دل مین کچھ اور خیالات گذرے اور کہا میرے لئے ابھی چتا تیار کرو مجھے دھوکا ہوا میرا شوہر حقیقت مین مارا گیا اور یہی سچ ہے پس اب مین زندہ رہنا نہین چاہتی اور تھوڑے عرصے کے بعد پھر غصے مین آکر لعن طعن کرنے لگی اور اسی حالت مین اُس کو آٹھ دن گذر گئے اور شوہر کا مُنھ نہ دیکھا لیکن آخر اُس کی ماں اُس کے پاس آئی تب کچھ تسلی وتشفی کرکے سمجھایا کہ گھبراؤ نہین مہاراجہ ذرا دم لیکر اور از سر نو فوج جمع کرکے اورنگ زیب پر پھر حملہ کر دے گا۔

ڈاکٹر برنیر کی یہ بات واہی معلوم ہوتی ہے اُس تاریک زمانے مین اس کو رانی کی باتین معلوم ہونے کی کیا سبیل تھی اور اس قصے کے غلط ہونے پر دلیل یہ ہے کہ رانی کو اپنے اسلاف کی شکست کا تجربہ پہلے سے تھا کیونکہ جسونت سنگھ کو رانا امر سنگھ کی پروتی بیاہی تھی اور امر سنگھ جہانگیر وشاہ جہان سے اور امر سنگھ کا باپ پرتاب سنگھ اور دادا اودے سنگھ اکبر سے لڑکر مغلوب ہوئے۔

دوسری بھاری لڑائی مین آگرے کے قریب ساموگڑھ مین دارا شکوہ کی طرف سے رستم خان بہادر بوندی کا راؤ شترسال ہاڑا۔ اور کرشن گڑھ کا روپ سنگھ راٹھور وغیرہ مقابلے مین کام آئے دارا شکوہ

بھاگ کر سندھ کی طرف چلا گیا اور اورنگ زیب نے فتح کے بعد چھوٹے بھائی مراد بخش کو قید کر کے آنبیر کے مرار راجہ جے سنگھ کی معرفت جونگڑھ کی طرف سے اُس کے پاس آگیا تھا مہاراجہ جسونت سنگھ کو قصورون کی معافی کے ساتھ دلی بُلالیا جہان سے بادشاہ زادۂ شجاع کے مقابلے کو الہ آباد کیطرف کوچ ہوا۔

۷ ربیع الاوّل سنہ ۱۰۶۹ ہجری کو بادشاہ مع مہاراجہ جسونت سنگھ کے شاہزادۂ محمد سلطان کے لشکر سے کوڑہ جہان آباد مین جاملا۔ ۱۹ ربیع الاوّل سنہ ۱۰۶۹ کو خیمہ گاہ اور کارخانجات شاہی کو اُسی جگہ چھوڑ کر فوے ہزار سوارون کے ساتھ لڑنے کو روانہ ہوا کھجوہ کے مقام پر جو کوڑہ اور جہان آباد سے پانچ کوس کے فاصلے پر اب ضلع فتحپور قسمت الہ آباد مین ہے میدان کارزار قائم ہوا چونکہ شجاع کی سپاہ اور توپخانے کے پیچھے ہٹ جانے سے اورنگ زیب کو شب خون کا اندیشہ ہوا گیا تھا اس لئے رات کو وہ اپنے لشکر گاہ کو واپس نہ گیا بلکہ اُس کی تمام فوج اور تمام امیر جس ترتیب سے میدان جنگ مین قائم تھے وہین اُتر پڑے اورنگ زیب کا حکم تھا کہ گھوڑون کی زین اور سپاہیون کی کمرین اُسی طرح بندھی رہین نماز عشا کے وقت تک وہ میر جملہ اور دیگر امیرون اور سردارون کو ہوشیار اور خبردار رہنے کی تاکید کرتا پھرا اور نماز سے فارغ ہو کر اپنے مختصر خیمہ گاہ مین جو میدان جنگ مین لگا دیا گیا تھا جا کر سو رہا آخر شب کو ایک عجیب ہنگامہ برپا ہوا مہاراجہ جسونت سنگھ نے جو اورنگ زیب کا بدخواہ ساتھا اور وقت کا متلاشی تھا اس موقع کو غنیمت سمجھا اور شجاع سے کہلا بھیجا کہ ادھر مین شور و فساد برپا کرتا ہون اُدھر سے آپ آئین اور اس تدبیر سے اورنگ زیب کو تباہ کر ڈالین غرضکہ اس قرارداد کے بموجب جسونت سنگھ جو اُسوقت لشکر کے دائین پرے پر متعین تھا ہٹے بڑے راجپوت امیرون کو ساتھ لیکر میدان جنگ سے پیچھے کو نکل بھاگا اور اول شاہزادہ محمد سلطان کے کیمپ کو جو راہ واقع تھا اور بعد ازان اورامیرون اور خود بادشاہ کے لشکر گاہ اور کارخانجات کو بے دھڑک لوٹتا ہوا چلا گیا اس حادثے سے اورنگ زیب کے لشکر مین عجیب پریشانی و ابتری پیدا ہوئی اور بہت سے لوگ رات ہی کو شجاع سے جاملے مگر ابھی کچھ رات باقی تھی کہ اورنگ زیب اس حال کی خبر پاکر تخت روان پر سوار ہوا اور کمال استقلال سے ہنس ہنسکر اپنے رفیقون اور امیرون کو تسلی دینے لگا کہ خوب ہوا کہ ہمارا لشکر منافقون کے خس و خاشاک سے پاک ہو گیا اگرچہ اس ناگہانی حادثے کی وجہ سے نصف فوج رہ گئی تھی مگر واہ رے اورنگ زیب تیرا اقبال اور استقلال آناً فاناً مین باقی ماندہ فوج کو ترتیب دیکر مناسب مقامات پر جما دیا اور صبح ہوتے ہی ایک بڑے ہاتھی پر سوار ہو کر میدان جنگ کو گرما دیا اور ایسا جی توڑ کر لڑا کہ شجاع ۱۴ توپین بہت سے ہاتھی اور دیگر مال و اسباب چھوڑ کر بھاگ نکلا بادشاہ نے میر جملہ اور شاہزادۂ محمد سلطان کو تو اُس کے تعاقب پر روانہ کیا اور خود نہایت چستی سے داراشکوہ اور جسونت سنگھ کی طرف پھرا اور آگرہ ہوتا ہوا اجمیر پہونچا جسونت سنگھ نے شجاع کی شکست کا حال سُنکر جب دیکھا کہ معاملہ برعکس ہو گیا تو لوٹ کا مال و اسباب لیکر جلد جلد کوچ کرتا ہوا جودھپور پہونچ گیا اور اس مال و دولت سے جو کھجوہ سے لوٹکر لایا تھا ایک مضبوط فوج بھرتی کرنی شروع کی اور داراشکوہ کو جب

اُس وقت گجرات مین تھا کہلا بھیجا کہ آپ بلا توقف آگرے چلے آئیے مین راستے مین اپنی تمام فوج سمیت آملون گا چونکہ گجرات مین دارا شکوہ کے پاس ابھی بائیس ہزار سوار اور ایک اچھا توپخانہ فراہم ہو گیا تھا لہذا وہ اس متلون مزاج راجہ کی عرضی پہونچنے پر احمد آباد سے چل کھڑا ہوا جسونت سنگھ بھی جودھپور سے بیس کوس آگے بڑھ آیا تھا جے سنگھ نے یہ خیال کرکے کہ لڑائی کے تمام رنگ ڈھنگ سے اورنگ زیب ہی کے غلبے کی اُمید ہوتی ہے اُس کی خوشنودی حاصل کرنے کی غرض سے دارا شکوہ کی طرفداری چھوڑ دینے کی صلاح مصلحت جانی اور جسونت سنگھ کو لکھا کہ تم نے اس مین کیا فائدہ سوچا ہے کہ ڈوبتے کے ساتھی بنتے ہو اگر تم اسی بات پر قائم رہوگے تو اس کا کچھ فائدہ ہونا تو معلوم مگر ہان تمھارا خاندان اور تم بے شک برباد ہو جاؤگے بیچارے راجپوتون کا خون کرانے سے باز آیئے اگر تم دارا شکوہ کو بجائے خود چھوڑ دوگے تو اورنگ زیب تمھاری پچھلی خطائین سب معاف کردے گا اور اُس شاہی خزانے کا بھی مطالبہ نکرے گا جو تم نے کھجوہ کی لڑائی مین لوٹ لیا تھا بلکہ فوراً گجرات کی صوبہ داری پر فائز کئے جاؤگے اور ایسے صوبے کی حکومت مین جو تمھارے علاقے سے متصل ہے جو فوائد ہین وہ تم بخوبی سمجھ سکتے ہو مرزا راجہ جے سنگھ کا خط اورنگ زیب کا فرمان جسونت سنگھ کو ملا اور اُس سے متنبہ ہو کر واپس لوٹ گیا اجمیر کے قریب دارا شکوہ اور اورنگ زیب سے لڑائی ہوئی اور دارا شکوہ شکست کھا کر بھاگا جسونت سنگھ نے دو قصور کئے تھے ایک دارا شکوہ کی حمایت دوسرے مقام کھجوہ پر غداری اور بغاوت اس لئے عالمگیر نے رائے سنگھ راٹھور کو راجگی کا خطاب دیا اور محمد امین خان کو اُس کی مدد پر مقرر کرکے مارواڑ کی طرف روانہ کیا اور اُس سے کہا جب جسونت سنگھ کا استیصال ہو جائے گا تو مارواڑ تجھے دیدیا جائے گا لیکن عورتون اور اہل قرابت نے جسونت سنگھ کو طعن و تشنیع کی تو اُس نے جے سنگھ کی معرفت عفو تقصیرات کی درخواست کی جیسا کہ مجمع الملوک مین کہا ہے بادشاہ نے مکرر اُسکے قصورون کو معاف کیا اس لئے چار و ناچار دربار مین حاضر ہو گیا۔ مآثر عالمگیری مین محمد ساقی مستعد خان نے لکھا ہے کہ مہاراجہ جسونت سنگھ از وطن آمدہ سر عجز و ندامت بر آستان دولت سود و خاقان مروت کیش ہمراحم خسروانہ امتیاز بخشیدہ از تشویر تقصیر برآورد یعنی بادشاہ نے اُسکی تقصیرات سے چشم پوشی کرکے خطاب و منصب بدستور قائم رکھا اور سمت ۱۷۱۶ مطابق سنہ ۱۶۶۰ء مین صوبۂ گجرات کی صوبہ داری پر سرفراز فرمایا اور اس کے بیٹے پرتھی سنگھ کو اپنے پاس بُلا لیا۔ جہان سے دو برس کے بعد سنہ ۱۰۷۱ ہجری مین نواب شایستہ خانکی نیابت مین سیواجی مرہٹہ کی سرکوبی کے واسطے دکن جانے کا حکم ہوا سیواجی نے اہل ہنود کے دلون مین ہندوستان کے آریہ ورت کو ملیچون سے پاک و صاف کرنے کا جذبہ اُبھار دیا تھا اور اُس نے منافرت کو اُبھار کر چھیڑ خانی پیدا کرنے کی تحریک مین منتقل کر دیا تھا اور اپنی زہر آلود تقریرون مین اہل ہنود کے دلون مین مظلوم ہونے کا غلط خیال جاگزین کرکے آتش انتقام کو اس درجہ بھڑکا دیا تھا کہ وہ ہر جگہ بدلہ لینے کے لئے تیار ہو گئے لیکن چونکہ جسونت سنگھ کے دل مین اورنگ زیب کی طرف سے کدورت تھی کوئی

کارفرمایان انجام ندیا بلکہ اُلٹا سیوا سے سازش کرگیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سیوا نے ایک رات دھوکے سے شائستہ خان کی حویلی مین گھسکر اُس کو زخمی کیا اور اس سے تھوڑے ہی دنون کے بعد اُس نے بندرگاہ سورت کو لوٹ لیا اور جسونت سنگھ نے اُس سے یہ بھی نہ پوچھا کہ تیرے مُنھ مین کے دانت ہین اس سے بادشاہ کو یہ شبہ پیدا ہوگیا کہ سیوا کے اور جسونت سنگھ کے باہم خفیہ سازش ہے اور شائستہ خان پر حملہ کرنا اور سورت کو لوٹنا یہ سب اُسکے علم و اشارے سے ہوا ہے اس لئے جسونت سنگھ کو دکن سے واپس بُلا لیا گیا مگر وہ دہلی آنے کی جگہ اپنی ریاست کو چلا گیا۔

اور دکن کی صوبہ داری پر باشاہ زادہ معظم اور نیابت مین راجہ جے سنگھ بھیجے گئے کچھواہہ راجہ نے خیر خواہی سے سیوا کو لڑائیون مین لاچار کرکے بادشاہی حضور مین بھیجدیا جہان سے وہ پانچہزاری منصب والون کے شامل کھڑا کئے جانے پر رنجیدہ ہوکر چالاکی سے بھاگ کر پھر دکن چلا گیا سنہ ۱۰۷۳ مطابق سنہ ۱۶۶۲ء مین بادشاہ زادہ معظم کے ہمراہ مہاراجہ جسونت سنگھ دوبارہ دکن بھیجا گیا جہان چار برس رہ کر اُس نے بادشاہ زادے کو بغاوت پر طیار کیا۔ عالمگیر نے کوئی واقعہ پیش آنے سے پہلے سنہ ۱۰۷۲ مطابق سنہ ۱۶۶۱ء مین بادشاہ زادے کی عوض مہابت خان کو دکن کا صوبہ دار بنایا اور مہاراجہ کو وطن کی رخصت ملی جہان سے تھوڑے دنون کے بعد وہ کنور پرتھی سنگھ سمیت بادشاہی دربار مین حاضر ہوا

جب عالمگیر کے ساتھ بارہ برس تک مہاراجہ نقصان رسانی کے ساتھ پیش آتا رہا اور باوجود اغماض بادشاہ کے در پردہ دق کرنے کے منصوبے باندھتا رہا تو بادشاہ نے اُس کو دکن کے عوض افغانستان کی طرف بھیجدیا جہان کوئی ہم قوم اور ہم مذہب اُس کو موافقت کے لئے نہین مل سکتا تھا۔ مہاراجہ جسونت سنگھ سمت ۱۷۲۸ مطابق سنہ ۱۶۷۱ء مین صوبہ دار کابل کا مددگار ہوکر جمرود کی تھانہ داری پر جو پشاور سے پانچ کوس مغربی طرف ہے گیا اور آٹھ برس وہان رہ کر پوس سدی ۸ سمت ۱۷۳۵ مطابق ۱۰ دسمبر سنہ ۱۶۷۹ء مین مرگیا پچاس برس کی عمر پائی راجہ رائے سنگھ راٹھور کے بیٹے اور راجہ امر سنگھ راٹھور کے پوتے اندر سنگھ ناگور والے نے ۳۶ لاکھ روپیہ دربار عالمگیری مین پیش کیا اور خطاب راجگی سے موصوف ہوکر سردار قوم راٹھور ہوا اور حکومت جودھپور پر سرفراز ہوا۔

جسونت سنگھ کی وفات سے اجیت سنگھ کی مسند نشینی تک واقعات

جسونت سنگھ کے کوئی اولاد نہ تھی لیکن اُس کے کارپردازون نے دربار مین اطلاع دی کہ اُسکی دو بیویون کو حمل ہے لاہور پہونچکر اُنھون نے دربار شاہی مین ریوٹ کی کہ دونون بیویون سے دو لڑکے پیدا ہوئے اُس کے ساتھ درخواست کی کہ ان لڑکون کو منصب اور ریاست اور خطاب عطا کیا جائے مآثر عالمگیری مین ہے حکم اقدس واعلے صادر شد کہ ہر دو پسر را بدرگاہ بیاورند وہرگاہ پسران بسن تمیز خواہند رسید بہ عنایت منصب وراج نوازش خواہند یافت تیمور کے دربار کا

یہ ایک عام آئین تھا کہ جب کوئی عہدہ دار چھوٹے بچے چھوڑکر مرجاتا تھا تو بادشاہ خود اُنکو طلب کرکے اپنے دامن تربیت مین پالتا تھا اور شاہزادون کی طرح اُنسے سلوک کیا جاتا تھا اسی اصول کے موافق عالمگیر نے جسونت سنگھ کے بچون کو طلب کیا تھا۔

جسونت سنگھ کا جو طرز عمل ہمیشہ رہا اُس کے افسرون پر بھی وہی رنگ چھا گیا تھا چنانچہ انھون نے شاہی حکم کے وصول ہونے کا انتظار بھی نہ کیا اور دلّی کی طرف روانہ ہوئے دریاے اٹک پر میر بحر نے اس بنا پر روک دیا کہ پروانۂ راہ داری دکھاؤ اسی پر آمادۂ جنگ ہوئے اور بہت سے آدمیون کو قتل کرکے بزور دریا کے پار اُترے دارالسلطنت کے قریب آئے تو اُنکی گستاخانہ اور باغیانہ حرکات کی بنا پر عالمگیر نے حکم دیا کہ شہر سے باہر مقام کرین اور کوتوال کے نام حکم صادر کیا کہ اُنکی فرودگاہ پر پہرے بٹھا دئے چند روز کے بعد راجپوتون نے اپنی ذاتی شجاعت کے سوا یہان فند و فریب کی قدرت دکھائی کہ بادشاہ کے درگداس اور چند سردارون نے جانے کی رخصت مانگی بادشاہ نے اس سبب سے کہ آدمیون کے کم ہوجانے سے رانی اور لڑکونکو بس مین رکھنا زیادہ آسان ہوجائے گا اُنکی درخواست منظور کرلی اُنھون نے راجہ کے لڑکون کو غلامون کے لڑکون کی صورت اور غلامون کے لڑکون کو راجہ کے لڑکون کے ہم شکل بنایا رانی کو مردانہ لباس اور لونڈی کو رانی کا زیور اور لباس پہنایا یہان عورتون کی پردہ نشینی کام کرگئی ورنہ اس کا ہونا مشکل تھا سورما راجپوتون کو خیمے کے اندر بٹھا کر اُنسے کہا کہ ہم رانی اور کنورون کو لیکر چلتے ہین اگر یہ راز کھل جائے تو تم ان جعلی لڑکون اور رانیون کی حراست مین اس قدر کوشش کرنا کہ پانچ چھ گھنٹے اُس مین لگ جائین اُنکے جانے کے بعد دو تین پہر گذر گئے تو بادشاہ کو اس کی خبر ہوئی اُس نے تحقیق کی تو کوتوال نے عرض کیا کہ لڑکے اور رانیان خیمے مین ہین بادشاہ نے جانے والون کے پیچھے آدمی دوڑائے اور خیمے کی رانی اور لڑکون کو قلعہ کے اندر بُلایا اس پر راجپوتون نے کہا کہ ہم رانی اور لڑکون کو نہین دینگے اُنکی عوض جان دینگے اس پر بادشاہ نے فوج بھیجی راجپوت اُنسے بمقابلہ پیش آئے بہت سے اُن مین سے مخالفون کو مار کر مرے جو بچے وہ بھاگے جعلی رانیان اور لڑکے بادشاہ کے پاس آئے اُس نے اُنکو حرم سرا مین بھیجا بیگمون نے اُنکو اپنا متبنےٰ بنایا رانی کو بیگمون کا پرستار بنایا اپنی غفلت چھپانے اور ہوشیاری دکھانے کے لئے بادشاہ کو یقین دلایا کہ اصلی لڑکے اور رانی یہی ہین جو بادشاہ کے محل مین ہین درگداس اور راجپوت تو اس معرکے سے زندہ بچ کر پراگندہ ہوگئے مگر پھر جمع ہوگئے اور وطن کو چلے جتھے پر لڑائی ہونے کے سبب سے رانی کو اتنی فرصت ملی کہ وہ جودھپور مین مع دونون بیٹون کے صحیح وسلامت داخل ہوئی۔

بادشاہ مدت تک اس شبہ مین رہا کہ اجیت سنگھ جس کو یہان سے لیکر بھاگے ہین وہ جسونت سنگھ کا اصلی بیٹا نہین ہے راجپوتون نے ہمارا راجہ کا نام باقی رہنے کے لئے اُس کو بیٹا بنایا ہے اور اصلی اولاد اُس کی میرے پاس ہے۔

مآثر عالمگیری مین واقعات سنہ ۲۲ جلوس مطابق سنہ ۱۰۹۰ ہجری مین لکھا ہے کہ جسونت سنگھ کابل مین مرگیا اُس کا کوئی بیٹا نہ تھا اُس کے معتبر نوکر سونگ اور رگناتھ داس بھاٹی اور رنچھور اور درگا داس (درگداس) وغیرہ نے بادشاہ سے عرض کیا کہ مہاراجہ کی دو رانیان حاملہ ہین جب اُس کے متعلقین لاہور مین آئے تو دونون رانیون سے بیٹے پیدا ہوئے نوکران مسطور نے دونون بیٹون کے پیدا ہونے کی اطلاع بادشاہ کو کی اور منصب وراج کے عطا کرنے کی درخواست کی بادشاہ نے حکم دیا کہ دونون بیٹونکو ہمارے پاس لائین جسوقت لڑکے سن تمیز کو پہونچین گے اُنکو منصب وراج عنایت ہوگا راجپوتون کا گروہ دلی مین آیا اور التماس مرقوم مین مبالغہ والحاح کیا اس اثنا مین ایک بیٹا باپ سے جاملا (مرگیا) جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ اس فرقے کا ارادہ یہ ہے کہ پسر دوم اور دونون رانیون کو جودھپور لے جاکر بغاوت کھڑی کرے تو ۱۶ جمادی الاخری سنہ ۱۰۹۱ ہجری کو حکم ہوا کہ روپ سنگھ راٹھور کی حویلی مین جو مہاراجہ کی دو رانیان ٹھہری ہوئی ہین اُنکو مع پسر کے نورگڑھ مین لے آئین فولاد خان کوتوال وسید حامد خان وغیرہ اس لئے مقرر ہوئے کہ اس فرقے کو ارادۂ فاسدسے باز رکھین اگر وہ لڑین تو اُنکی گوشمالی کی جائے حسب الحکم امراکار بند ہوئے لوازم نصیحت ترغیب وتخویف کے ساتھ بجالائے مگر راجپوتون نے نمانا اور وہ لڑے اور بہت مرے اور بادشاہی آدمی مارے گئے جب راجپوتون نے اپنا حال تنگ دیکھا تو اُنھون نے دونون رانیون کو جو مردانہ لباس پہنے ہوئے تھین مارڈالا اور پسر دوم کو کسی شیر فروش کے گھر مین چھپا دیا تھا اُس کو سراسیمگی مین چھوڑ کر فرار ہوئے فولاد خان کو پسر دوم کی حقیقت معلوم ہوئی تو وہ شیر فروش کے گھر سے اُس بیٹے کو بادشاہ کے حضور مین لایا بادشاہ نے حکم دیا کہ راجہ کی لونڈیان جو اسیر ہوکر آئی ہین اُنکے ہمراہ وہ زینت النسا بیگم کے سپرد ہو اور لڑکے کا نام محمدی رکھا جائے خان مذکور دو سے روز لڑکے کا زیور اور اشیا لایا اس آشوب مین راجہ کا اور دونون رانیون اور راجپوتون کا اسباب لوٹ لے گئے۔ جو بچا وہ بیت المال کے کوٹھے مین داخل ہوا دونون رانیون کی اور رنچھور اور تیس اور سردارون کی لاشین شمار مین آئین باقی ماندہ ۱۴ جمادی الاخری سنہ ۱۰۸۹ ہجری کو بھاگ کر جودھپور پہونچ گئے اور دُرگا داس (دُرگداس) کے بہکانے سے راجپوتون نے دو جعلی بیٹے رن مین (جو مرگیا تھا) اور اجیت سنگھ راجہ جسونت سنگھ سے منسوب کئے اور فتنہ انگیزی شروع کی۔ لیکن عالمگیر نے اُس کو جعلی قرار دیکر راٹھورون کی سرکشی کے سبب جودھپور کو خالصے مین داخل کیا لیکن راٹھورون سے طاہر خان فوجدار جودھپور عہدہ برآ نہو سکا اور ناگور کا راؤ اندر سنگھ بھی نظم نسق نکر سکا اس کو بادشاہ نے اپنے پاس بُلالیا بادشاہ نے جودھپور کی تسخیر کے لئے سربلند خان کو تازہ لشکر دیکر روانہ کیا ۲۶ رجب کو بادشاہ سے معروض ہوا کہ اجمیر کے فوجدار منور خان کی راٹھورون سے تین روز تک خوب لڑائی رہی اور منور خان کو فتح ہوئی اور راٹھورون کا سرغنہ راج سنگھ راٹھور بہت سے آدمیون کے ساتھ مارا گیا تو اُس نے متعلقہ

جودھپور کے معمورون کے سرکش راجپوتون کے پرگنات کے تاخت وتاراج کرنے کے لئے افواج مقرر کین سربلند خان کی ماتحتی مین سپاہ کے آجانے سے راٹھوڑ مارواڑ سے نکلکر میواڑ پہونچے جہان اُنکی اعانت مین راج سنگھ رانا ے اودیپور نے کمر ہمت چست کی تو اوائل ذی الحجہ سنہ ۱۰۸۹ ہجری مین بادشاہ اجمیر کو روانہ ہوا اور رانا ے اودیپور کو فرمان تہدید آمیز لکھا کہ وہ جزیہ دینا قبول کرے اور راجہ جسونت کے فرزند شخص کو جودھپور کے علاقے سے نکالے جب بادشاہ اجمیر مین آیا اُس نے ۶ محرم سنہ ۱۰۹۰ ہجری کو مہاراجہ جسونت سنگھ کے ملک کی ضبطی کے لئے خان جہان بہادر کو بھیجا وہ ۲۴ ربیع الثانی کو جودھپور سے واپس آیا اُس نے وہان تجانون کو ڈھایا اور کئی چھکڑے بتون سے بھرے ہوئے بادشاہ کے پاس لایا مورد تحسین وآفرین ہوا بادشاہ نے حکم دیا بتون کو کہ اکثر مرصع وطلائی ونقرئی وبرنجی ومسی وسنگی تھے دربار کے جلوخانے اور جام جہان نما کے زینون کے نیچے ڈالدین کہ وہ پامال ہون مدتون پڑے رہے اور پھر اُنکا نام ونشان باقی نہ رہا رانا راج سنگھ اول نے راٹھوڑون کی حمایت مین ایک سال تک لڑائی کی جب ملک اُس کا بالکل برباد ہوگیا اور تاب مقاومت نہ رہی تو سردارون نے اُس کو زہر دیکر مار دیا اور جے سنگھ نے اُسکی جگہ مسند نشین ہوکر بادشاہ سے معافی چاہی ۔

اب راٹھوڑ پھر اپنے وطن کی طرف پھیلے جہان سمت ۱۷۳۸ مطابق سنہ ۱۶۸۲ ع مین جبکہ بادشاہ دکن کو چلا گیا تھا میرتہ مقام پر ایک دوسری لڑائی وزیر اسد خان کے بیٹے اعتقاد خان سے جو بعد کو ذوالفقار خان کہلایا پیش آئی اس جنگ مین سونگ ۔ عجیب سنگھ ۔ سانول داس ۔ بہارسی داس اور گوکل داس وغیرہ راٹھوڑ کام آئے باقی لوگون نے میواڑ مین پُر اور مانڈل کا علاقہ جالوٹا جہان بادشاہی طرف سے کرشن گڑھ کا رئیس مان سنگھ فوجدار بنا ہوا تھا اس کے بعد راٹھوڑ لوگ سروہی کے پہاڑون مین چلے گئے جہان اُنکا کم عمر راجہ اجیت سنگھ پوشیدہ رکھا گیا تھا جس کی تفصیل یہ ہے کہ اجیت سنگھ کی سوتیلی مان ات سکھ دیوڑی سروہی والے اکھے راج کی بیٹی تھی راٹھوڑ درگداس اور مکندداس اجیت سنگھ کو سروہی مین لے گئے اور ات سکھ دیوڑی کی گود مین جو اُس وقت اپنے بھائی راوادے سنگھ کے پاس تھی ڈالکر یہ کہگئے کہ اس سے تمہارے خاوند کا نام چلے گا یہ خبر ادے سنگھ کو ہوگئی اور اُس نے محل مین اپنی بہن سے پوچھا کیا جودھپور کے دھنی کا لڑکا یہان ہے بہن نے جواب دیا کہ جودھپور کے دھنی کے ہی بیٹا ہوتا تو مین کیون تیرے گھر رہتی اور کیون تو طعنہ دینے کو آتا دو ایک روز کے بعد راؤ تو آبو کو چلا گیا اور آنند کنور بائی یعنی اجیت سنگھ کی مان نے بنظر احتیاط اجیت سنگھ کو پرورش کے واسطے پروہت جے دیو کے حوالے کیا راد مکند نے پروہت کو بلاکر بھی وہی سوال کیا اُس نے جواب دیا کہ مین تو دوکانداری کرکے اپنی روٹی پیدا کرتا ہون مجھے ایسی باتون سے کیا واسطہ ہے اور پھر وہ سروہی چھوڑکر گجرات کی طرف روانہ ہوا اور کالندری کے ٹھاکر نے اُسکو اپنے گانون مین رکھ لیا ۔ بعدہ کچھی مکندداس سروہی مین آنند کنور بائی کے پاس آیا اُس نے پروہت جی دیو کو رقعہ لکھدیا کہ یہ ہمارا معزز سردار ہے اور یہی ہمارا جہ کو لایا تھا اس کو

مہاراجہ کے درشن کرادینا اور اس کے سوا اور کسی کو بھید مت دینا کیھی مذکور اُس رقعہ کے ذریعہ سے مہاراجہ کے درشن کرکے نو برس تک پروہت جے دیو کے دروازے پر دھونی رمائے ہوئے بیٹھا رہا اجیت سنگھ کے چیچک وہین نکلی یہ خبر کیھی نے راٹھوڑون کو دی درگداس وغیرہ سردار بڑی دھوم دھام سے نقارہ - نشان - ہاتھی اور پالکی لیکر آئے اور اجیت سنگھ کے باہر آکر موضع پالڑی مین سب نے درشن کئے اور سروہی مین آکر بڑے جلوس سے سیتلا کی پوجا کی -

اعتقاد خان مارواڑ مین دورہ کرتا ہوا اُس کو صوبۂ گجرات کا ایک ماتحت ضلع مقرر کرکے دکن کو چلا گیا راٹھور جب موقع پاتے پہاڑون سے نکلکر بادشاہی تھانون پر حملہ کرتے سمت ۱۷۴۲ مطابق ۱۶۸۶ء مین اُنھون نے سوانہ کا قلعہ جاگیر اجہان کا تھانہ دار پردل خان میواتی مقابلہ کرکے مارا گیا اور راجپوتون نے کچھ روز کے بعد خوشی سے پہاڑون مین اپنے راجہ کے درشن کئے - سمت ۱۷۴۴ مطابق سنہ ۱۶۸۸ء مین درجن سنگھ ہاڑا جو بوندی سے نکالا گیا تھا پرمانڈل کی لوٹ مین راٹھوڑون کا شریک بنکر دشمنون کے ہاتھ سے مارا گیا - سمت ۱۷۴۶ مطابق سنہ ۱۶۹۰ء ہجری مین نواب شجاعت خان صوبہ دار گجرات و مارواڑ نے جب یہ خبر سُنی کہ اجیت سنگھ کے نائب درگداس اور دوسرے حامی راٹھوڑون نے تمام اضلاع مارواڑ مین لوٹ مار مچا رکھی ہے تو وہ عجلت کے ساتھ یلغار کرتا ہوا احمد آباد سے جودھپور پہونچا اور اس فتنہ و فساد کے فرو کرنے مین مصروف ہوگیا لیکن چونکہ وہ اچھی طرح سمجھتا تھا کہ جب تک ملک مارواڑ کے تمام سرحدی اضلاع کا قرار واقعی بندوبست نہ کیا جائے گا یہ آگ ٹھنڈی نہین ہوسکتی اجیت سنگھ اور درگداس کی شورش کی وجہ سے کوئی شخص مارواڑ کی حکومت کو قبول نہین کرتا تھا شجاعت خان نے براہ دور اندیشی کمال خان عرف کرن کمال رئیس پالن پور وجالور کو لکھ بھیجا کہ تم کوہ ارادی کے درون اور گھاٹیون کی ناکہ بندی کردو تاکہ راٹھوڑ علاقہ مارواڑ کو اپنی لوٹ مار سے تباہ و برباد نکر سکیں یہ حکم پاتے ہی کمال خان نے پالن پور کا انتظام اپنے ولی عہد فیروز خان کے سپرد کیا اور خود جودھپور پہونچ کر راٹھوڑون کی آمد و رفت کے عام راستے روک لئے اور سوندھا پہاڑ کی گھاٹیون کا محاصرہ کرکے ایسا بندوبست کیا کہ ایک متنفس کو بھی باہر نکلنے کا موقع نہ ملا یہ کمال خان مجاہد خان کا بیٹا تھا اور سمت ۱۷۶۲ مطابق سنہ ۱۷۰۶ء و ۱۱۱۸ھ ہجری مین فوت ہوا -

سمت ۱۷۵۱ مطابق سنہ ۱۶۹۵ء مین اجیت سنگھ کی شادی اودیپور کے رانا کی بھتیجی کے ساتھ ہوئی اور اس وقت بادشاہ کے دل سے وہ شبہ دور ہوا کہ جو اُس نے سمجھ رکھا تھا کہ راٹھوڑون نے ملک لینے کی فکر مین اجیت سنگھ نامی کو مہاراجہ جسونت سنگھ کا جعلی بیٹا بنا لیا ہے -

مرآت احمدی مین لکھا ہے کہ سنہ ۱۱۰۷ ہجری مطابق سمت ۱۷۵۱ مطابق سنہ ۱۶۹۵ء مین درگداس نے ہمیشہ کی آوارگی سے تنگ آکر گجرات کے صوبہ دار شجاعت خان کے کامدار آنیشور داس کے ذریعہ سے بادشاہ کے حضور مین عرض کیا اگر پیشگاہ سلطانی سے میرا قصور معاف ہو کر براہ پرورش جاگیرات منضبطہ

واگذاشت فرمائی جاوین تو فدوی شاہزادۂ اکبر کے فرزندون کو حضور مین بھیجدے اورنگ زیب نے درگداس کی درخواست منظور کرلی اور فوراً نواب شجاعت خان کے نام اس مضمون کا فرمان جاری کیا کہ جو فوج شاہی راٹھوڑون کے تعاقب مین متعین ہے واپس بُلالی جائے اور اجیت سنگھ اور اُس کے نائب درگداس کو ہر طرح مطمئن کرکے شاہزادہ اور شاہزادی کو حضور شاہی مین بھجوا دیا جائے درگداس نے صرف شاہزادی صفیۃ النسا کو ایسرداس کے ساتھ شجاعت خان کے پاس بھیجا اور شاہزادے بلند اختر کو اپنے پاس رکھا یہ دونون بچے راٹھورنی کے بطن سے تھے شجاعت خان نے صفیۃ النسا کو حفاظت کے ساتھ بادشاہ کے پاس پہونچا دیا بادشاہ نے لڑکی کو دیکھکر اس خیال سے کہ اس کو ایسی صحبت مین قرآن پڑھنا کب نصیب ہوا ہوگا ایک آتون اس کام کے لئے مقرر کی شاہزادی نے دادا سے کہا کہ درگداس نے ایک ملانی اجمیر سے بُلاکر اُس سے مجھے قرآن پڑھوا دیا ہے اور اُسکی تعلیم سے مین نے قرآن حفظ کرلیا ہے بادشاہ اس بات سے بہت خوش ہوا اور درگداس کی معافی کا حکم بھیجدیا اور شجاعت خان کو لکھا کہ اُس سے شاہزادۂ بلند اختر کو بھی لیکر ہمارے پاس پہونچادو اور شجاعت خان کو یہ بھی حکم دیا کہ درگداس کو ایک لاکھ روپیہ اس طرح دیدیا جائے کہ پچاس ہزار روپیہ اُس کے جودھپور مین پہونچ جانے کے بعد اور پچاس ہزار احمد آباد مین چلے آنے کے بعد دیا جائے اور اُس سے رسید لیکر ہمارے پاس بھیجدی جائے اور پرگنہ میرتہ اُس کی جاگیر مین مقرر کردیا جائے شجاعت خان خود احمد آباد سے مارواڑ مین آیا اور ایسرداس کو درگداس کے پاس بھیجا اور کئی بار آنے جانے اور عہد و پیمان مؤکد ہونے کے بعد درگداس شاہزادے کو لیکر شجاعت خان کے پاس آیا اور اُس نے دونون کو بادشاہ کے پاس پہونچا دیا بعض کتابون مین لکھا ہے کہ درگداس ۴۲ سنہ جلوس عالمگیری مین شجاعت خان صوبہ دار گجرات کے توسل سے ہاتھ باندھے ہوئے عالمگیر کے دربار مین حاضر ہوا بادشاہ نے خان موصوف کی سفارش سے قصور معاف کرکے ملازمت شاہی مین داخل کیا اور خلعت و جمدھر مرصع عطا کرکے منصب سہ ہزاری ذات دو ہزار سوار سے مفتخر کیا۔

دوسرے سال درگداس کی عرض پر اجیت سنگھ کو بادشاہ نے جالور کا علاقہ جو کسی زمانے مین راٹھورون کے قبضے مین تھا بہاری پٹھان نواب محابت خان کے بیٹے کمال خان سے لیکر جاگیر مین دیا اور نواب کمال خان کو پالن پور عوض مین حوالے کیا جہان اُس کی اولاد اب تک رئیس بنی ہوئی ہے۔ راجپوتانے والون کا قول ہے کہ اجیت سنگھ نے جالور خود بالیا تھا جسکو بادشاہ نے درگداس کی عرض پر بحال رکھا۔ اور پالن پور والون کا بیان ہے کہ پالن پور پہلے سے نواب کے قبضے مین تھا جالور کا معاوضہ کچھ نہ ہوا۔

تاریخ ٹاڈ راجستان مین مرقومۂ بالا واقعہ کو اس طرح لکھا ہے کہ سمت ۱۷۵۳ مطابق ۱۱۰۹ سنہ ہجری ۱۶۹۷ء مین جب درگداس کی وساطت سے اجیت سنگھ کو دوبارہ پیام صلح دیا گیا تو ضمناً بادشاہ نے اُس کو منصب پنجہزاری پر سرفراز فرمانے کا وعدہ بھی کیا مگر اُس نے تجویز سلطانی کا شکریہ ادا کرکے

عرض کیا کہ اگر بجاے اس منصب کے جالور۔ سورنجی اور سانچور مین سے ملک مین شامل فرمائے جائین تو عین عزت افزائی ہے چونکہ اورنگ زیب کے شاہ زادے کی اولاد کے ساتھ جو سلوک کیا گیا تھا وہ درحقیقت قابل قدر تھا اس لئے اُس کی یہ درخواست منظور فرمالی گئی سنہ ۱۱۱۲ ہجری مطابق سنہ ۱۷۰۰ء مین حاتم بیگ گرزبردار جالور آیا تاکہ اجیت سنگھ کو بادشاہ کے حضور مین بھیجے اور وہ لیت و لعل کرتا رہا۔ جیسا کہ مرآت احمدی مین آیا ہے اور ٹاڈ کے بیان مین یہ بات لغو ہے کہ بادشاہ نے خود اپنی طرف سے سلسلہ جنبانی کرکے اجیت سنگھ کو صلح کی طرف مائل کرنا چاہا اس کا ثبوت کسی تاریخ فارسی سے نہین ہوتا اور اجیت سنگھ کی عالمگیر کی زندگی تک حالت بھی ایسی طاقت کو نہ پہونچی تھی۔ ایسے موقعین کے قربان جائیے بڑون کی بڑی باتین ہوتی ہین سمت ۱۷۵۸ مطابق سنہ ۱۷۰۲ء مین شجاعت خان کے مرجانے پر گجرات کی صوبہ داری جس کے متعلق مارواڑ بھی تھا بادشاہ زادۂ محمد اعظم کے نام ہوئی اور جودھپور مین ناظم قلی فوجدار مقرر ہوکر آیا اسکے دوسرے برس چوہان رانی سے اجیت سنگھ کے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام ابھے سنگھ رکھا گیا اسی برس درگداس جو چار برس سے بادشاہ زادۂ اعظم کے پاس حاضر تھا مارواڑ مین بھاگ آیا اس کی اور اجیت سنگھ کی مفسدہ پردازی سے جودھپور کے علاقے مین اتنی بے چینی تھی کہ کوئی وہان کی حکومت قبول نہین کرتا تھا بادشاہ نے شاہ زادے کو لکھا کہ یا تو درگداس کو ہمارے پاس پہونچا دو یا اُس کا وہین کام تمام کردو درگداس شاہزادے کی طلب پر پٹن سے جہان اُس کی جاگیر تھی بادشاہ زادے کے پاس آیا اور دریاے سابرمتی کے پاس موضع ایچ مین اُترا جو دن ملاقات کا قرار پایا تھا اُس دن شاہ زادے نے تمام سپاہ کو مستعد رکھا اور یہ مشہور کیا کہ شکار کو سوار ہوگا آج گیارس تھی درگداس کا برت تھا اُس کو کہلایا کہ حاضر ہو اُسکا ارادہ تھا کہ کھانا کھاکر آئے لیکن جب لشکر برہم گیا اور فوج کی کمربندی کا شہرہ ہوا تو اُس کے دل مین دغدغہ پیدا ہوا اور اپنی تمام جماعت کو ہمراہ لیکر کھانا بغیر کھائے ڈیرون کو آگ لگاکر مارواڑ کیطرف بھاگ نکلا جب شاہزادے کو اُسکی مفروری کا حال معلوم ہوا تو بہت سے افسرون کو اُس کی گرفتاری کے لئے بھیجا۔ درگداس کا پوتا جوان تھا اُس نے دادا سے کہا کہ آپ برابر چلے جائین مین تعاقب کرنے والون سے سمجھ لون گا درگداس نے چاہا کہ کھڑا ہوکر خود بھی مقابلہ کرے لیکن پوتے کے مبالغہ کرنے اور تنگی وقت کی وجہ سے خود چلا گیا اُس کا پوتا اور دوسرے راجپوت لڑکر مارے گئے درگداس اُس رات مین پٹن پہونچ کر اور اپنے اہل وعیال کو لیکر وہان سے پہاڑون مین مارواڑ کے گھس گیا بادشاہی تعاقب کرنے والی فوج پٹن مین پہونچی اور اُس کے کوتوال کو پکڑکر مارڈالا مرآت احمدی مولفہ علی محمد خان مین اسی طرح ہے لیکن دوسے برس درگداس شاہی حکم سے پھر احمد آباد چلا گیا اور پرگنہ میرتہ جو بھاگ آنے کے سبب ضبط ہوگیا تھا اجیت سنگھ کو جاگیر مین دلوایا۔ سمت ۱۷۶۲ مطابق سنہ ۱۷۰۶ء مین گجرات کی صوبہ داری ابراہیم خان کے نام مقرر ہوئی اور دوسرے سال درگداس بادشاہی فوج مین سے مارواڑ چلا آیا۔ سمت ۱۷۶۳ پھاگن بدی چودس مطابق سنہ ۱۷۰۷ء مین

احمدنگر مقام پر عالمگیر بادشاہ کا انتقال ہوگیا۔ بڑا بادشاہ زادہ بہادر شاہ کابل سے اور دوسرا اعظم شاہ دکن سے تخت لینے کے واسطے آگرے کو چلا ایسی حالت مین جبکہ ہر ایک بادشاہی آدمی اپنی فکر مین پڑا راٹھوڑونکو اپنی کامیابی کا اچھا موقع ملا فوراً خبر پاتے ہی جالور سے بڑی تیاری ہوئی اور اجیت سنگھ نے درگداس وغیرہ راٹھوڑون کی مدد سے بادشاہی فوجدار ناظم قلی کو نکالکر جودھپور پر قبضہ کرلیا۔

۲۳۔ مہاراجہ اجیت سنگھ کی مسند نشینی

مہاراجہ اجیت سنگھ نے اپنے باپ کے انتقال سے اٹھائیس برس کے بعد اٹھائیس برس کی عمر مین عالم گیر کے مرجانے پر سمت ۱۷۶۳ مطابق ۱۷۰۷ء مین جودھپور دباکر مارواڑ کی مہاراجگی حاصل کی۔ اس وقت سوجت اور سوانہ اور پالی وغیرہ بھی جنکو بادشاہی نوکر چھوڑکر جلدیے تھے راٹھوڑون کے قبضے مین آگئے بہادر شاہ نے تخت پر بیٹھکر دوسرے برس راجپوتانے پر چڑھائی کی کیونکہ وہ اجیت سنگھ کے جودھپور دبالینے اور سوائی جے سنگھ کے اعظم کی ہمراہی کرنے کے سبب دونون سے ناراض تھا۔ علاوہ اسکے اخبار نویس کی تحریر سے بادشاہ کو یہ بھی معلوم ہوا کہ اجیت سنگھ نے مسلمانون پر نہایت سختی کی ہے گاؤکشی کو منع کیا ہے اذان دینے کی ممانعت کردی ہے اُن مساجد کو ڈھایا ہے جو اورنگ زیب کے عہد مین بتخانون کو مسمار کرکے بنی تھین اور اپنے نئے نئے مندر بنانے شروع کئے ہین راناے اودیپور کی فوج اور جے سنگھ راجہ کی رفاقت سے ایسا مغرور ہوا ہے اس لئے بادشاہ ۷ شعبان ۱۱۱۹ھ ہجری کو راجپوتون کی گوشمالی پر متوجہ ہوا اور آنبیر وطن جے سنگھ کی راہ سے منزل بمنزل ہوا اجمیر اور چیتوڑ کے درمیان خیمہ زن ہوا کہ رمضان آگیا مقامات کا حکم دیا راجپوتانہ پائمال وغارت کرنے کے لئے فوج بسرداری شاہزادہ عظیم الشان روانہ کی اور سرا ول مین جملۃ الملک خان خانان بہادر وصمصام الدولہ کو مقرر کیا جب لشکر شاہی نے ملک و مال و جان وعیال کی خرابی بہت کی راجپوتون اور رعایا کے زن وفرزند کو اسیر کیا اور آباد قصبات و دیہات کو جلایا لوٹا کھسوٹا تو راجپوتون کے صاحب فوج سردار مال وعیال و اطفال کے ساتھ دشوار گذار پہاڑون مین داخل ہوئے جو اشجار خاردار سے پُر تھے اجیت سنگھ اور اُس کے معاونون نے جانا کہ جان کی سلامتی اور مال وعیال کا امان انقیاد اور اطاعت مین ہے تو اُنھون نے خانخانان اور اُس کے بیٹے خان زمان کی طرف رجوع کی اپنی عاجزی ظاہر کرکے امان چاہی اور عبودیت قبول کی اور پیغام دیا کہ خان زمان و قاضی القضات قاضی خان جودھپور مین آنکر مساجد کی تعمیر اور بت خانون کی تخریب اور احکام شرعی کا اجرا کرین نمازین پڑھین اذانین دین گائین ذبح کرین اور باب عدالت کو مقرر کرین جزیے کے احکام نافذ کرین اور ہمارے اعمال کو معاف کرین اور جودھپور اور اُسکے اطراف کے معمورون مین ارباب عدالت قاضی ومفتی اور مساجد مین امام ومؤذن مقرر کرین اجیت سنگھ و جے سنگھ باتفاق درگداس اجمیر مقام پر قصورون کی معافی کے لئے بادشاہ کے پاس حاضر ہوگئے لیکن بہادر شاہ نے آنبیر و جودھپور کو ضبط کرکے وہان اپنی

فوج رکھدی۔ مہاراجہ اجیت سنگھ سواے جے سنگھ اور درگداس وغیرہ بادشاہ کے ہمراہ دکن گئے جہان سے جلد اُنکو بادشاہ کی اردلی مین دکن کی طرف کوچ کرنا پڑا لیکن دونون راجہ اپنے علاقون کی ضبطی کے رنج سے نربدا ندی پر اپنے ڈیرے کھڑے چھوڑکر شکار کے بہانے سے میواڑ کو چلے آئے مہارانا امر سنگھ نے اِن کو خاطرداری سے رکھکر بادشاہزادہ جہاندار شاہ کی معرفت آنبیر وجودھپور واپس بھیجانے کے واسطے بہت سفارش کی لیکن بادشاہ نے دونون راجاؤن کے حاضر ہوئے بغیر اُنکا ملک دینا منظور نہ کیا تب سمت ۱۷۶۵ مطابق ۱۷۰۹ء مین مہاراجہ اجیت سنگھ اور سواے جے سنگھ مہارانا کی مدد سے فوج جمع کرتے ہوئے مارواڑ پہونچے جہان بادشاہی فوجدار محراب خان نے جو دس گیارہ مہینے سے حاکم بنا ہوا تھا شہر جودھپور بغیر مقابلہ حوالے کردیا اور راٹھوڑون نے دوبارہ اپنی راجدھانی مین داخل ہوکر خوشی کی تھوڑے دن آرام لیکر راٹھوڑ لوگ مہاراجہ جے سنگھ کے ساتھ سانبھر کی طرف روانہ ہوئے جہان بادشاہی نوکر سید حسین خان وغیرہ کے مقابلے مین مارے جانے کے بعد راٹھوڑ اور کچھواہون نے سانبھر کو آپس مین بانٹ لیا۔

مجمع الملوک مین لکھا ہے کہ بادشاہ ان دنون دکن کی طرف متوجہ تھا اسد خان کو راجپوتونکی گوشمالی کے لئے حکم دیا جب وہ وہان پہونچا تو راجپوت پہاڑون مین گھس گئے سمت ۱۷۶۶ مطابق سنہ ۱۱۲۱ھ مین بہادر شاہ دکن سے لوٹ کر دوبارہ اجمیر مین آیا اور راجپوتون کی تنبیہ کی فکر مین تھا کہ پنجاب سے سکھون کے فساد کی خبر آئی بادشاہ نے مصلحت وقت پر نظر کرکے سختی منا سب نہ جانی اور خان خانان کے ذریعے سے راجپوتون کا قصور اس شرط پر معاف کردیا کہ ملازمت مین حاضر ہوکر اپنے اپنے وطن کو لوٹ جائین عرضکہ سنہ ۱۱۲۱ ہجری مین اجیت سنگھ اور جے سنگھ سوائی اور دوسرے راجپوت سردار تیس چالیس ہزار سوارون کے ساتھ اپنے اپنے ہاتھ رومالون سے باندھے ہوئے گھوڑون پر سوار شاہی لشکر مین حاضر ہوئے اور سب کا قصور معاف ہوکر ہر ایک کو خلعت اور اسپ وفیل مرحمت ہوئے اور سب اپنے اپنے وطن کو واپس ہوگئے بادشاہ نے اجیت سنگھ کو حکم دیا کہ درگداس مارواڑ مین نہ رہے۔

اجیت سنگھ نے بادشاہ کے خوش رکھنے کو یا اپنی مرضی سے قدیم مددگار وفادار کی علیحدگی قبول کی جو آخر عمر مین مہارانا کے پاس اودے پور جا رہا اور بے مروتی کا الزام اجیت سنگھ کے نام باقی رہ گیا۔

تاریخ بہادر شاہی مین لکھا ہے کہ بادشاہ نے اجیت سنگھ پر چڑھائی کے وقت رانا امر سنگھ کو لکھا کہ ہمارے لشکر کے اس طرف آنے سے تم کسی قسم کا خوف دل مین نہ لانا اپنے مقام پر بیٹھے رہو۔ رانا کی طرف سے گیارہ سردار بادشاہ کے سلام کو حاضر ہوئے اور اُس کا بھتیجا عجب سنگھ ملازمت سے سرفراز ہوا۔ بادشاہ نے کمند سنگھ اور بخت سنگھ معتمدان اجیت سنگھ کو اپنے حضور مین بُلاکر اُنسے کہا کہ ہم خود جودھپور اور میرتے کو جاتے ہین اسپر اُنھون نے عرض کیا کہ حکم ہو تو ہم دونون جودھپور جاکر راجہ مذکور کو حضور کے پاس لے آئین حکم ہوا کہ جاؤ پھر بادشاہ کو خبر ملی کہ محراب خان فوجدار جودھپور میرتے کے ساتھ کس

قریب پہونچ گیا تھا اجیت سنگھ کے آدمی اُس سے لڑے اور شکست کھاکر بھاگ گئے خان مذکور نے میرتے پر قبضہ کرلیا ہے اجیت سنگھ کو بادشاہ نے ایک فرمان لکھا تھا جس کے جواب مین اظہار اطاعت کے مطلب سے اُس نے عرضی بھیجی - اجمیر مین مرزا راجہ جے سنگھ کا ایک باغ تھا بادشاہ نے وہ شاہ زادۂ عظیم الشان کو بخشدیا ۲۹ ذیقعدہ کو بادشاہ میرتے کے پاس جا پہونچا - ۳ ذی حجہ سنہ ۱۱۲۱ ہجری مطابق سنہ جلوس کو بادشاہ سے عرض ہوا کہ بخشی الملک خان زمان اجیت سنگھ کو اپنے ساتھ لا رہا ہے جس کے واسطے لشکر شاہی مین آجانے کا حکم ہوجائے بادشاہ نے حکم دیا کہ خان زمان راجہ کو جملۃ الملک مدار المہام سپہ سالار خان خانان بہادر ظفر جنگ وفادار کے ڈیرے پر لیجائے جب وزیر کے مقام پر راجہ پہونچا تو اُس نے اپنی سرکار سے ایک خلعت اور دو گھوڑے نقرئی ساز کے ساتھ دیے ۴ ذیحجہ کو بادشاہ تخت روان پر سوار ہوا تھا کہ راجہ اجیت سنگھ گناہگار اور مجرمون کی طرح دستار سے اپنے ہاتھ باندھے سامنے آیا اور سر ادب جھکا کر رسم زمین بوس ادا کیا سو اشرفی اور ہزار روپے نذر زمین پیش کیے بادشاہ نے اُس کا قصور معاف کرکے قریب بلا کر اسلام خان داروغۂ دیوان خاص اور توشہ خانہ کو حکم دیا کہ اُس کو بارگاہ کے ایک مقام مین لیجا کر خلعت خاصہ اور تصویر و آویزۂ مرصع سے سرفراز کرے پانچوین تاریخ کو بادشاہ نے حکم دیا کہ اجیت سنگھ دیوان خاص مین باریاب نجرا کیا جائے اور اُس کو اگلی جانب کھڑے ہونے کا حکم ہوا اور موتی کے چار دانے اُسکو بخشے گئے ۱۸ ذیحجہ کو بادشاہ نے اجیت سنگھ کو خلعت دیا اور حکم کیا کہ اُسکو بجائے راجہ کے مہاراجہ لکھا کرین -

سمت ۱۷۶۸ مطابق سنہ ۱۷۱۲ء مین مہاراجہ نے بادشاہی حکم سے ہمالیہ کی پہاڑی ریاست ناہی وغیرہ کا فساد دور کرنے کے بعد وطن کی رخصت لی -

بہادر شاہ کے انتقال کے بعد اُس کا بڑا شاہ زادہ جہاندار شاہ تخت نشین ہوکر گیارہ مہینے کے اندر اپنے بھتیجے فرخ سیر اور سیدون کے ہاتھ سے قتل ہوا اور ذوالفقار خان وغیرہ نامی سردار بھی جو عالمگیر کا زمانہ دیکھے ہوئے تھے مروا دیے گئے اس سے رہی سہی مغلون کی طاقت اور رعب مین فرق آگیا ایسی طوائف الملوکی مین کسی کو اتنی فرصت نہوئی کہ راجپوتون کی طرف متوجہ ہوتا - فرخ سیر کے جلوس پر راجہ جے سنگھ نے دلی مین حاضری دی اور مہاراجہ اجیت سنگھ چپ بیٹھا رہا اس لئے سمت ۱۷۷۱ مطابق سنہ ۱۷۱۵ء مین سید حسین علی خان امیر الامرا اور شایستہ خان چندامرا اور بڑے لشکر کے ساتھ اُس کی تادیب کے لئے جودھپور روانہ ہوئے اس فوج کے خوف سے اجیت سنگھ مع اپنے مال و اسباب کے جودھپور کو چھوڑ کر نواح ارگذار پہاڑون مین جا چھپا اور اپنے وکیلون کو مع بہت سے تحفہ تحائف کے امیر الامرا کی خدمت مین بھیجکر جان کی امان اور تقصیرات کی معافی کا خواستگار ہوا اُدھر دربار مین امرا کے باہمی نفاق کا بازار گرم تھا اور امیر الامرا کے پاس بھائی کے متواتر خط آرہے تھے کہ مجھ مین اور بادشاہ مین روز بروز عداوت اور فساد بڑھتا جاتا ہے جسقدر جلد ممکن ہو یہان پہونچو ان حالات سے مجبور ہوکر قطب الملک عبداللہ خان کے ایما سے اجیت سنگھ سے ان شرائط پر

صلح کرلی کہ مہاراجہ اپنی بیٹی کی شادی فرخ سیر سے کرے اور پیش کش معتبر دینا قبول کرے اور بیٹے کو ملازمت کے لئے بھیجے امیر الامرا حسین علی خان شایستہ خان کو مہاراجہ کی لڑکی لانے کے لئے چھوڑ کر بادشاہ کے پاس آیا جس کے ساتھ مہاراجہ کو دہلی جاکر اپنی بیٹی فرخ سیر کے ساتھ بیاہ دینی پڑی اور ۲۲ ذی الحجہ ۱۱۲۷ھ ہجری کو نہایت دھوم دھام سے اجیت سنگھ کی لڑکی کی شادی فرخ سیر کے ساتھ ہوئی۔ اس لڑکی کا نام شنتی کماری اور خطاب گیتی آرا بیگم تھا جیسا کہ تذکرہ عالم مین ہے مہاراجہ اجیت سنگھ کو اس امر کے جلد دین چھ ہزاری ذات وسوار کا منصب اور گجرات کی صوبہ داری ملی جو چھ برس تک بحال رہی۔

سید حسین علی خان اور اُس کے بھائی قطب الملک عبداللہ خان کا اقتدار حد سے زیادہ گذر گیا اور سلطنت کا کل نظم ونسق انھین دونون بھائیون کے ہاتھ مین آگیا تو بعض ہواخواہان سلطنت مخلیہ اور خود فرخ سیر انکے استیصال کی تدبیرین سوچنے لگے انھین تدبیرون مین ایک یہ بھی تھی کہ اجیت سنگھ کو گجرات سے بلاکر نوازشات شاہی کا امیدوار کیا اور سیدون کے مقابلے پر آمادہ کرنا چاہا لیکن وہ بہت سیانا اور زمانے کا رنگ پہچانے ہوئے تھا یہان آکر اُلٹا سیدون سے مل گیا اور اُنکی عنایت سے فرخ سیر کی طرف سے بھی خطاب **مہاراجہ** سے موصوف ہوا۔ اور جبکہ امیر الامرا دکن کی مہم مین مصروف تھا تو مہاراجہ بادشاہ اور سید عبداللہ خان مین صلح کا واسطہ ہوا اور آخر ماہ شوال ۱۱۳۱ھ ہجری مین صلح ہوگئی دکن مین بادشاہ کی صلح کی خبر امیر الامرا حسین علی خان کو پہونچی تو اُس نے دلی کی طرف چلنے مین توقف کیا پھر خبر آئی کہ صلح باقی نہین رہی اور قطب الملک کا نوشتہ بھائی کے بلانے کے لئے گیا تو پھر وہ وہان سے بہت سے اُمرا اور پچیس ہزار سوار اور توپخانہ اور دس گیارہ ہزار برقنداز ہمراہ لیکر دلی کی طرف روانہ ہوا قطب الملک کے ساتھ اجیت سنگھ کی دوستی تھی اس لئے بادشاہ اُس سے بھی ناراض تھا ایک دن بادشاہ شکار کو سوار ہوا یہ قرار دیا کہ مراجعت کے وقت وہ قطب الملک کی ملاقات کو جائے گا مہاراجہ اجیت سنگھ کا داماد بادشاہ تھا مگر وہ عبداللہ خان کی دوستی کی وجہ سے قابو کا انتظار کر رہا تھا اس کا گھر سر راہ واقع تھا بادشاہ کو مرکوز خاطر یہ تھا کہ جب اُس کی سواری مہاراجہ کے گھر کے قریب پہونچے گی تو وہ نذر لیکر مجرے کے واسطے آئے گا تو وہ اہتمام کرکے اُس کو قید کرلے خواہ یہ بات بادشاہ کے دل کی راجہ کو معلوم ہوئی ہو یا نہ معلوم ہوئی ہو مگر اتفاقاً خائف فقط گمان وظن سے وسواس وہراس پیدا ہوکر بادشاہ کی مراجعت سے پہلے سید عبداللہ خان کے مکان مین پناہ کے لئے مہاراجہ چلا گیا بادشاہ اس خبر سے بد دماغ ہوا اور قطب الملک کی طرف بھی جو سلام کو منتظر کھڑا تھا متوجہ نہوا اور دولت خانے کو براہ راست چلا گیا جب یہ خبر مشہور ہوئی کہ امیر الامرا سپاہ کثیر کے ساتھ دلی کی طرف آرہا ہے تو بادشاہ قطب الملک کے مکان مین آیا اور اُس سے از سر نو عہد وپیمان کیا اور مہاراجہ اجیت سنگھ کو بلاکر نئے سر سے بھائی بنایا مگر یہ شخص سادات کا اتنا دوست تھا کہ جتنے شقے اسکو

بادشاہ نے حسین علی خان کو قتل کرنے کے لئے لکھے تھے وہ سب اس نے امیر الامرا کو دیدئے - امیر الامرا کے راستے مین جے سنگھ سوای کے جس قدر گانوں آتے تھے لٹوا دیتا تھا اور جو کوئی اُس کا سردار پیش گش لیکر حاضر ہوتا قبول نکرتا امیر الامرا نے دہلی کے پاس پہونچکر مقام کیا چونکہ فرخ سیر فطرتی طور پر شجاعت سے معرا تھا باوجود نہایت عداوت اور ارادہ استیصال سادات کے کچھ نکر سکا اور مجبور ہوکر قلعہ مین سادات کا انتظام ہوجانے کو راضی ہوگیا قطب الملک اور اجیت سنگھ نے داخل قلعہ ہوکر مرمم بادشاہی کو دروازون سے اُٹھا دیا اور جابجا اپنا بندوبست کرلیا بادشاہ کے پاس سوائے چند خواجہ سرا کے اور کوئی عمدہ امیر قلعہ مین نرہا اس کے بعد حسین علی خان تزک شاہانہ کے ساتھ بادشاہ کے پاس گیا اور چند کلمات ملال آمیز زبان پر لایا اور بادشاہ کے آداب ملوکانہ کی بجا آوری سے انکار کرکے لشکر مین لوٹ آیا اسپر بھی بادشاہ کو طلع خفتہ نے بیدار نہ کیا تیسرے دن پھر قطب الملک اور اجیت سنگھ قلعہ مین آئے اور اب بالکل بادشاہی آدمیون کو قلعہ سے نکال دیا اور اپنے آدمی دروازون پر مقرر کردیے دیوان خاص اور خواب گاہ اور عدالت حضور کی کنجیان اپنے پاس رکھ لین اس انتظام اور اطمینان کے بعد حسین علی خان تجمل اور کروفر کے ساتھ شہر مین آکر ٹھہرا اور قلعہ کے چارون طرف اپنی طرف سے پہرے لگا دیے قطب الملک اور اجیت سنگھ نے اُس کی طرف سے بادشاہ کے پاس پہونچکر عرض کیا کہ حضور نے ہماری تمام جان فشانیون کی کچھ قدر و منزلت نہ کی آئندہ کو کیا اُمید ہوسکتی ہے بادشاہ جاہل باوجود مشاہدہ کرنے حالات مذکورہ کے کچھ نہ سمجھا ایام جشن کا پوچ وعدہ کرتا رہا حتے کہ سخت کلامی کی نوبت پہونچی ایسی باتین بیان کین کہ بادشاہ کو برداشت نہوئی - اور محل کی راہ لی اسی گفتگو مین رات ہوگئی قلعہ کے دروازے بند ہوگئے امیر الامرا کی فوج تمام کوچہ و بازار مین مسلح استادہ رہی رات کے وقت شہر مین فتور کیا کوئی نہین جانتا تھا کہ قلعہ مین کیا گذرا مرہٹون نے جو شہر کے بازارون مین کھڑے تھے یہ ہنگامہ سُنا تو دُکانین لوٹنے لگے لیکن شہر والون کے مقابلہ کرنے پر بھاگ نکلے اُمرائے قدیم اس واقعہ کا حال سُنکر تیار ہوکر قلعہ تک آپہونچے جب معلوم ہوا کہ قلعہ پر سیدون کا قبضہ ہے تو لوٹ گئے اُس ہنگامے کے وقت طویلہ بادشاہی مین جس مین سات ہزار گھوڑے تھے آگ لگ گئی کچھ گھوڑے جل گئے اور باقی ماندہ سید عبداللہ خان و حسین علی خان نے باہم تقسیم کرلئے سید عبداللہ خان اور اجیت سنگھ اپنے اعیان کے ساتھ شورے اور اندیشے کررہے تھے کہ صبح ہوتے کیا ہوتا تاریخ فرخ سیر مین لکھا ہے کہ بادشاہ نے اجیت سنگھ کو اپنے ہاتھ سے اس مضمون کا رقعہ لکھا کہ دریاے جمنا کی طرف قلعہ کی مشرقی سمت خالی ہے اگر ہوسکے تو اپنی ایک جماعت مقرر کرو کہ مین اُدھر سے نکلکر تمہین چلا جاون اور ایک خواجہ سرا کے ہاتھ راجہ پاس بھیجا خواجہ سرا نے رقعہ جیب مین ڈالا اور بڑی تدبیرون سے سیدون کے آدمیون سے بچ کر راجہ کے پاس پہونچا اور رقعہ اُس کو دیدیا راجہ نے پڑھکر جواب مین لکھا کہ وقت ہاتھ سے نکل گیا اب مجھ سے کچھ نہین ہوسکتا اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ راجہ نے وہ رقعہ عبداللہ خان کو دکھا دیا جس نے پڑھکر چوراسی جاٹ کو بلا کر تاکید کردی کہ جمنا کی طرف قلعہ کی مشرقی سمت

محافظت رکھے تاکہ کوئی اُدھر سے نکل نہ جائے صبح کو سید عبداللہ خان و اجیت سنگھ نے افسانہ وافسون سے پیغام بادشاہ کے پاس بھیجا کہ وہ محل سے نکلے مگر فائدہ نہوا یہان تک کہ سید اور دوسرے آدمی زنانے مین گھس گئے جشنون اور ترکنون کو جو دروازے پر مدافعت کو آمادہ تھین دفع کرکے جستجو شروع کی بام محل کے گوشے مین چھپا ہوا پایا بڑی بے حرمتی سے کھینچ کر باہر لائے اُس کی مان بہنین - لڑکیان اور سب بیگمات نہایت الحاح وزاری کرنے لگین مگر ایسے وقت مین رحم کہان ملکہ اُن بے چارون کا زیور چھین لیا - اور بادشاہ کی آنکھون مین سلائیان پھیر واکر تر پولیا کے اوپر جائے تنگ و تاریک مین محبوس کردیا وہ اپنے مزاج سے مجبور تھا یہان بھی اُس سے نرہا گیا کبھی معافی کا خواستگار ہوتا کبھی راجہ جے سنگھ سے ملاقات کی خواہش ظاہر کرتا ان وجوہات سے دونون بھائیون نے خیال کیا کہ یہ جھگڑا اُس وقت تک طے نہوگا جب تک اس کا کام تمام نہوجائے اس لئے گلے مین پھانسی ڈالنے کا حکم دیا جس وقت گلے مین پھانسی ڈالی فرخ سیر نے دونون ہاتھ سے پکڑلی اور بے فائدہ ہاتھ پیر ٹپکنے لگا جلادون نے لکڑی سے ہاتھ پیر خوب سیدھے کئے تا آنکہ بصد حسرت و یاس دُنیاے فانی سے سفر کیا اُس کی خرابی کی تاریخ فاعتبروا یااولی الابصار سے نکلتی ہے سیدون کا جذبہ بجبر و ظلم فرخ سیر کو معزول و نابینا اور قتل کرنے کے بعد بھی ٹھنڈا نہین ہوا چنانچہ مرآت آفتاب نما مین لکھا ہے کہ فرخ سیر کو زہر سے مار کر احتیاطاً تلوے چروادئے -

فرخ سیر کی قید و معزولی کے بعد شمس الدین ابوالبرکات رفیع الدرجات پسر خرد رفیع الشان بہادر شاہ کے پوتے اور محمد اکبر خلف اورنگ زیب کے نواسے کو تخت سلطنت پر بیس برس کی عمر مین بٹھایا اول روزہ دیوان مین راجہ اجیت سنگھ اور راجہ رتن چند کی آرزو کے موافق جزیے کی معافی کا حکم دیا گیا مہاراجہ اجیت سنگھ نقد و جواہر سے مالا مال ہوکر احمد آباد کو چلا تھا کہ بازار کے دونون طرف کلمات لایعنی اور صریح دشنام بازار کے بچے اُسے سُناتے اور کہتے کہ داماد کا خون بہا سیدون سے لیکر اور اپنا مُنھ کالا کرکے اس شہر سے ماہر جا نظر چاہتا ہے راجہ ان باتون سے ایسا تنگ ہوا کہ ایک دو آدمیون کو جان سے مارا اور ایک دن چند کشمیریون کو اس تقصیر مین گرفتار کیا اور سادات کے حکم سے ان کو گدھے پر سوار کرکے تشہیر کی سنہ ۱۱۳۱ھ مین رفیع الدرجات کے عہد مین اُس نے اپنی بیٹی کو محل سراے شاہی سے مع تمام جواہرات اور بیش قیمت آلات کے جنکی قیمت ایک کرور روپے سے زیادہ تھی بُلالیا اور یہ موقع اُس کے ہاتھ آجانے کی حکایت مجمع الملوک مین یون لکھی ہے کہ جب امیر الامرا حسین علی خان رفیع الدولہ ملقب بہ شاہ جہان ثانی کی مسند نشینی کے بعد اکبر آباد کو روانہ ہوا اور پیچھے سے قلب الملک بھی رفیع الدولہ کو ساتھ لیکر اُدھر کو راہی ہوا تو شاہ جہان آباد خالی رہ گیا اب اجیت سنگھ کے آدمیون نے ناظر سے سازش کرکے اُس کی بیٹی کا لباس بدلوا کر محل سے نکال لیا اور جو جھور کو لے گئے بہت سا جواہرات جو اُس کے کپڑون مین تھا وہ بھی ساتھ چلا گیا غرضکہ فرخ سیر کے بعد دو شاہزادے رفیع الدولہ اور رفیع الدرجات تین تین مہینے نام کے لئے سلطنت کرکے مرگئے

اور سیّدون نے روشن اختر کو محمد شاہ کے لقب سے بادشاہ بنایا جس نے اُنکا دباؤ ناپسند کرکے سعادت خان برہان الملک اور نظام الملک وغیرہ کی مدد سے تباہ و برباد کردیا اجیت سنگھ کو محمد شاہ کی مسند نشینی سے پیشتر ہی گجرات کی حکومت اُسی رفاقت کے صلے مین عنایت ہوئی تھی جو اُس نے کسی زمانے مین سادات بارہ قاتلین فرخ سیر کے ساتھ کی تھی اور اجمیر کی حکومت خود محمد شاہ نے اس شرط پر دی تھی کہ اگر بادشاہ اور سیّدون کے درمیان لڑائی کا ہنگامہ برپا ہو تو اُس مین کسی کی طرفداری وہ نکرے اور اگر کسی کی اعانت کرے تو بادشاہ کی غرض اجمیر و احمد آباد کے دونون صوبے اجیت سنگھ کو محمد شاہ کے بقاے دولت تک حسب ضابطۂ بادشاہی ملے تھے اجیت سنگھ سادات کا شریک و رفیق تھا اُس کو اپنا رفیق و معین بنانے کے واسطے محمد شاہ کی ماں نے یہ تدبیر کی تھی کہ دونون صوبون کا فرمان مع پنجے کے نشان کے اُس کے پاس بھیجدیا تھا لیکن یہ مہاراجہ سلطنت کی بلکہ کُل مسلمانون کا آخر دم تک دشمن رہا اُس نے ان دونون صوبون کے آدمیون پر وہ ستم ڈھایا کہ خدا کی پناہ بہت سے باشندے وہان سے بادشاہ کے حضور مین استغاثے کے لئے آئے یہان اہل دربار کو اجیت سنگھ سے کینہ اس لئے چلا آتا تھا کہ وہ سادات کا رفیق پرلے درجے کا تھا اجیت سنگھ بھی مسلمانون کے ساتھ ناحق کا دشمن کرتا تھا بادشاہ نے دونون سے اُس کو خارج کیا گجرات کی صوبہ داری حیدر قلی خان کو اور اجمیر کی مظفر علی خان کو جو صمصام الدولہ و راجہ جے سنگھ والی جئیپور کے متوسلین مین سے تھا عنایت کی جب مہاراجہ اجیت سنگھ کی معزولی کی خبر اس صوبۂ گجرات مین منتشر ہوئی تو اُس کے نائب نے چاہا کہ حیدر قلی خان کے آنے تک شہر کو غارت اور تاجرون کو تاراج کرکے باہر چلا جائے مہر علی خان بخشی معزول جو اجیت سنگھ کی غیابت چندروز کرچکا تھا اور اُس کے محاسبے سے آزردہ تھا اور حیدر قلی خان بھی بخشی مذکور اور صفدر خان ثانی دیوانی سے ملول و مکدر تھا ان دونون نے اتفاق کرکے اس نظر سے کہ راجپوت کا ظلم دفع ہوگا اور حیدر قلی خان کی خوشنودی حاصل ہوگی اور حُسن خدمت کے حقوق اسپر متحق ہون گے ایک جماعت افاغنہ اور رعایا کی جمع کرکے اجیت سنگھ کے نائب کے سر پر جا چڑھے ایک جنگ ہوئی اور راجپوتون کی جماعت کثیر کشتہ و زخمی ہوئی نائب مغلوب و محصور اپنی حویلی مین ہوا اور صفدر علی خان کے خواہر زادے کی اعانت سے خفت و خواری کے ساتھ شہر بدر کیا گیا وہ اپنے وطن جودھپور کی راہ مین دست اندازی کرتا ہوا چلا گیا مظفر علی خان جو اجمیر کا صوبہ دار مقرر ہوا بسبب عُسرت و بے سرانجامی کے قصبۂ ریواڑی سے جو دلی سے تیس کوس یا پچاس میل ہے آگے نہ بڑھا تھا کہ یہ خبر آئی کہ اجیت سنگھ مہاراجہ جودھپور اجمیر مین آگیا اُس کے پاس تیس ہزار سوار اور اطراف کے زمیندار اور راجپوت ہمراہ ہین اس سبب سے بھی مظفر علی خان نے ریواڑی مین چند روز توقف کیا مہاراجہ اجیت سنگھ نے اجمیر مین داخل ہوکر اول منادی پھروائی کہ تمام قصاب اور سب دُکاندار و اہل حرفہ اپنے اپنے پیشے مین بے اندیشہ و خرخشہ مصروف ہون مُوذنون اور خادمون کو بُلاکر اپنی بدنامی دور کرنے کے لئے اور قواعد اسلام کی تبعیت کے اظہار کے لئے تاکید کی کہ

وہ اپنی مساجد کی تعمیر کرین اور تمام ارکان بادشاہی کو بلا کر اُس نے محمد شاہ کا وہ فرمان دکھایا کہ جس مین قول و قسم لکھے ہوئے تھے کہ محمد شاہ کے بقاے عمر و دولت تک اجمیر و احمد آباد کی صوبہ داری اجیت سنگھ کے پاس بحال رہے گی اب اُس نے اپنے عرائض اور اُس فرمان کی نقل دیوان بادشاہی کے ساتھ صمصام الدولہ و روشن الدولہ کے پاس بھجوائی اور عرضداشت مین یہ درخواست کی کہ احمد آباد کی صوبہ داری حضور کی مرضی کے لئے نذر کرتا ہون مگر اجمیر کی صوبہ داری کا اُمیدوار و خواستگار ہون اگر وہ بحال رہے گی تو ہم چشمون مین میری آبرو رہے گی اور جب آبرو نہ رہی تو جان لیکر کیا کرون گا اس لئے اُمیدوار ہون کہ دونون صوبون مین سے کوئی ایک صوبہ عنایت ہو ان دونون صوبون کے ساتھ میرا سر اور میری جان وابستہ ہے جب مہاراجہ اجیت سنگھ کے یہ نوشتے آئے تو صمصام الدولہ قلت زر اور دشواری جنگ پر نظر کرکے مصالحت اور ترک منازعت پر مائل ہوا اور کہا کہ صوبہ اجمیر مین اکثر بزرگون کے مزار ہین اور دارالخلافہ کے نزدیک ہے اس لئے صوبۂ گجرات اجیت سنگھ کے لئے بحال رکھنا مناسب ہے اور صوبۂ اجمیر بادشاہ کے کسی مخلص کو دینا چاہیئے مگر بادشاہ کا اور بعض ارکان دولت کا خصوص حیدر قلی خان کا ارادہ یہ ہوا کہ اجیت سنگھ کی تنبیہ و تادیب کرنی چاہیئے حیدر قلی خان کے ساتھ اور امرا شریک نہوے تو اُس نے برہان الملک نواب سعادت خان کو بلایا جو اس وقت آگرے کی صوبہ داری پر سرفراز تھا وہ فوراً آیا سامان کارزار درست ہوا مگر اور اُمرا اُسکے ساتھ متفق نہوے پھر بادشاہ نے بھی اعانت مین پہلوتہی کی اتنے مین یہ خبر آئی کہ مظفر علی خان کا تو سارا اسباب سپاہ نے اپنی تنخواہ مین لے لیا اور اُسنے صوبہ داری کا فرمان اور خلعت بادشاہ کی خدمت مین واپس کردیا اور خود جیپور چلا گیا اُس کے تعاقب مین بعض زمینداروں اور مفسدون نے بادشاہی ملک کو تاخت و تاراج کیا مہاراجہ اجیت سنگھ نے نارنول کو خوب لوٹا یہان کے فوجدار بازید خان سے اُس کا مقابلہ نہوسکا پھر اجیت سنگھ سے صمصام الدولہ نے لڑنے کا ارادہ کیا افواج مغلیہ نے اُس کے ساتھ اتفاق نہ کیا حیدر قلی اُس کے ساتھ متفق ہوا اور جمعے باہر نکلوائے خلوت مین صمصام الدولہ نے بادشاہ سے کہا کہ لڑنا مصلحت نہین ہے اگر اجیت سنگھ کی فتح ہوئی تو بادشاہی کا کیا ٹھکانا ہے اور اگر اُس کو شکست ہوئی تو وہ پہاڑون مین جا چھپے گا پس روپیہ اور لشکر کہان ہے جو اس کا علاج کرے گا پھر قمر الدین خان نے اس کا بیڑا اُٹھایا اور سید عبد اللہ خان اور نجم الدین علی خان کی رہائی کی درخواست کی تو وہ نامنظور ہوئی مہاراجہ اجیت سنگھ نارنول پر قبضہ کرکے نرنولہ آڑی مین آیا اُس کی روک تھام مین سپہ سالار کے نفاق و عدم اتفاق سے اور کام کرنے مین ناراضامندی ہونے سے سارے عزم اور ارادے بیکار رہے اور آخر الامر صمصام الدولہ شہر سے باہر نکلا اور اجیت سنگھ کی دل جوئی بار بار کی لیکن وہ اپنے ارادے سے باز نرہا اجیت سنگھ جو یہ چاہتا تھا کہ اگر اجمیر اُس کو ملجائے گا تو وہ گجرات کو چھوڑ دے گا اس کا متوقع وہ کیا گیا نظام الملک اورنگ آباد سے

بادشاہ کے پاس آتا تھا اُس کے آنے پر تمام تدابیر و انتظام ملکی موقوف رہا۔

تاریخ ہندی رستم علی مین سال پنجم جلوس محمد شاہ کے سوانح مین لکھا ہے کہ اجیت سنگھ کی تنبیہ کے لئے شرف الدولہ ارادت مند خان اُمرا کی جماعت کے ساتھ بھیجا گیا اُس نے علانیہ بغاوت اختیار کی تھی اور اجمیر وسانبھر پر قبضہ کرکے وہ نارنول مین آیا شرف الدولہ کے ساتھ راجہ جے سنگھ سوای والی جے پور اور نواب محمد خان بنگش والی فرخ آباد اور گوپال سنگھ راجہ بھدا ور تھے ایک لاکھ سوار اور دو لاکھ سے زیادہ پیادے ساتھ تھے اجیت سنگھ اس خبر کو سُنکر جو اس باختہ ہوا اور نارنول سے بھاگا اور گڑھ بینی کے قلعہ مین پناہ لی یہان وہ چند روز ٹھہرا پھر ایک سانڈنی پر سوار ہوکر جودھپور چلا گیا اور امرائے شاہی کی معرفت درخواست کی اور اپنے بیٹے دھونکل سنگھ کو امرائے شاہی کے حوالے کیا کہ وہ بادشاہ کے پاس اُس کو لے جائین خافی خان لکھتا ہے کہ مہاراجہ اجیت سنگھ کو نظام الملک کی آمد آمد کی خبر نے خواب غفلت سے بیدار کیا اور اُس نے پیغام دیا کہ مین صوبہ احمد آباد سے ہاتھ اُٹھاتا ہون اور صوبۂ اجمیر کے بحال رہنے کی درخواست کرتا ہون آرون کی تاریخ فرخ آباد کے ترجمے مین لکھا ہے کہ ۱۷۲۳ء مین شرف الدولہ ارادت مند خان کے زیر حکم ایک لشکر اجیت سنگھ والی مارواڑ کی تنبیہ کے لئے بھیجا گیا تھا قبل اس کے کہ سپاہ اُس کے ملک مین پہونچے اجیت سنگھ اپنے چھوٹے بیٹے بخت سنگھ کے ہاتھ سے ۱۷۲۴ء مطابق سمت ۱۷۸۰ مین) مارا گیا ابھے سنگھ عرف دھونکل سنگھ ولد اجیت سنگھ نے نواب محمد خان والی فرخ آباد کی وساطت سے غاشیۂ اطاعت بادشاہی دوش پر رکھا تاریخ فرخ سیر مین لکھا ہے کہ محمد شاہ نے بخت سنگھ کو ۹ سنہ جلوس مین پنجہزاری کے منصب پر اصل و اضافہ ملاکر پہونچا دیا تھا۔

مولوی ذکاء اللہ نے لکھا ہے کہ اُس کے بیٹے ابھے سنگھ نے قتل کیا تھا اس قتل کا سبب مورخون نے جدا جدا بیان کیا ہے ایک یہ کہ اجیت سنگھ نے بادشاہ سے مخالفت اختیار کی تھی اس لئے قمرالدین خان وزیر نے ابھے سنگھ سے وعدہ کیا کہ باپ کو مار ڈالے تو اُس کو جودھپور کی ریاست مل جائے گی اسلئے اُس نے باپ کے خون سے ہاتھ لال کئے دیپر کوئی لکھتا ہے کہ کسی راجپوت کی لڑکی سے ابھے سنگھ کی نسبت ٹھہری تھی مگر اُسکے باپ اجیت سنگھ نے اُس سے خود شادی کرنی چاہی اس لئے بیٹے نے غیرت مین آکر باپ کو مار ڈالا یہ عورت اجیت سنگھ کے ساتھ ستی ہوگئی۔

۲۴- راج راجیشر مہاراجہ ابھے سنگھ

مہاراجہ ابھے سنگھ کو سمت ۱۷۸۱ مطابق ۱۷۲۶ء مین محمد شاہ نے راج تلک دیکر راج راجیشر خطاب عنایت کیا بادشاہی فوج جو علاقہ لوٹتی ہوئی جودھپور تک پہونچی تھی دلی مین واپس بُلائی گئی اور ناگور کی سند بھی راؤ امر سنگھ کی اولاد کے عوض ابھے سنگھ کو ملی۔ اُس نے دہلی سے آکر ناگور کو جا گھیرا جہان کا آخری راو اندر سنگھ اُس کے پاس پناہ مانگنے کو حاضر ہوگیا لیکن ابھے سنگھ نے ناگور ضبط کرکے

وہان اپنے چھوٹے بھائی بخت سنگھ کو قائم کیا اور راؤ کو گذر کے لائق مختصر جاگیر حوالے کی۔ تھوڑے دنون کے بعد ابھے سنگھ نے سروہی پر چڑھائی کرکے وہان کے راؤ اور دوسرے سرکشون کو کچھ عرصے کے لئے فرمانبردار بنایا سمت ۱۷۸۳ مطابق ۱۷۲۶ء مین ابھے سنگھ کے دوبارہ دلّی جانے کے بعد جب گجرات کا صوبہ دار مبارز الملک سربلند خان بہادر دلاور جنگ مرہٹون کے مقابلے کو روانہ ہوا تو اُس کے ہمراہ مہاراجہ ابھے سنگھ۔ نروکا راجہ چترسنگھ کچھواہہ اور میواڑ کے مہارانا سنگرام سنگھ دوم کی فوج بھیجی گئی۔ سورت کے قریب مقابلہ ہونے پر مرہٹے دکن کو بھاگ گئے اور بادشاہی فوج واپس آئی۔

سمت ۱۷۸۷ مطابق سنہ ۱۷۳۲ء مین جبکہ اودھ اور دکن کے صوبہ دار خودمختار بن بیٹھے تھے گجرات کے صوبہ دار سربلند خان بہادر دلاور جنگ کی طرف سے بھی یہی شبہہ پیدا ہوا اس لئے ابھے سنگھ کے نام گجرات کی صوبہ داری مقرر ہوکر روانگی کے وقت اُس کو خاص خلعت۔ ہاتھی۔ گھوڑا۔ اٹھارہ لاکھ روپیہ نقد اور پنچ شش توپین دی گئین۔ ابھے سنگھ دلّی سے جودھپور ہوتا ہوا بیس ہزار سے زیادہ بادشاہی اور دیسی فوج لیکر احمد آباد کے پاس پہونچا اور سربلند خان بہادر بھی یہ خبر پاکر شہر سے باہر آ ٹھہرا۔ مہاراجہ نے شہر کے باہر ایک گانون مین مورچے جمائے شہر کے باہر دونون طرف سے دو دن تک توپین چلتی رہین۔ تیسرے اور چوتھے روز بندوق۔ تیر۔ اور تلوار وغیرہ سے خوب لڑائی ہوکر دونون فریق کے سیکڑون آدمی مارے گئے۔ پانچوین روز آپس مین صلح ہوکر ملاقات کے وقت مہاراجہ اور نواب پگڑی بدل بھائی بنے۔ اس لڑائی مین بخت سنگھ زخمی ہوا اور نواب کو رخصت کے وقت دوستانہ طور پر ایک لاکھ روپیہ اور باربرداری کے لئے اونٹ وغیرہ دیے گئے۔ نواب دلّی پہونچ کر اُس عُذر سے کہ میرے بغیر لڑائی روانہ ہونے پر فوج کے آدمی جو کئی برس سے تنخواہ نہ ملنے کے فریادی تھے مجھے مار ڈالتے کشمیر کے صوبے پر بھیجا گیا مہاراجہ کا عمل جم جانے کے بعد دوسرے سال باجی راؤ پیشوا مرہٹہ نے چوتھ کے حیلے سے قصبہ بڑودہ دبالیا اور مہاراجہ کی فوج شہر کو واپس نہ لے سکی لیکن نواب نظام الملک جس کی اولاد مین اب حیدرآباد والے نواب ہین دکن سے بادشاہی لوگون کی مدد کو سورت تک آئے تو مرہٹے بڑودہ چھوڑ کر بھاگے اور مہاراجہ نے قاصد و خط بھیجکر نواب کا شکریہ ادا کیا اس کے بعد کئی برس تک گجرات کی صوبہ داری مہاراجہ کے نام رہی جس کے متعلق ہونے کے سبب رئیس ایڈر۔ کچھ۔ ڈونگرپور۔ پالن پور اور سروہی وغیرہ مہاراجہ کو حاضری دیا کرتے تھے۔

پیلاجی گائیکواڑ اگرچہ سنہ ۱۷۳۰ء مین بڑودے سے خارج ہوگیا تھا مگر اب تک اُس مین اس قدر دم باقی تھا کہ مہاراجہ ابھے سنگھ نے اپنی حکومت کا استحکام اس مین سمجھا کہ کسی طرح اُسکو ٹھکانے لگائے چنانچہ ابھے سنگھ نے بظاہر پیلاجی راؤ کے ساتھ محبت اور دوستی کا سلسلہ پیدا کرکے سفارت کے بہانے سے اپنے ایک ملازم راجپوت کو اُس کے پاس ڈاکور مین جو احمد آباد سے گوشۂ جنوب و مغرب مین مہی ندی کے کنارے پر آباد ہے بھیجا اس راجپوت نے کان مین کچھ بات کہنے کے حیلے سے پیلاجی راؤ کے پیٹ مین خنجر

بجھی ہوئی کٹاری ایسی ماری کہ جس کے زخم سے بیلاجی تڑپ تڑپ کر نہایت تکلیف کے ساتھ ہلاک ہوگیا۔ اس پر اُس کے بھائی بندون کے ایسی آگ لگی کہ وہ گجرات پر چڑھ گئے اور اُس کو برباد کر دیا اور آس پاس کی قزاق قومون بھیل اور موگیون کو برانگیختہ کر دیا کہ وہ بھی مسلمانون کے مطیع نہوین غرض اِن جنگلی قومون اور گائیکواڑ کے خاندان نے ملک گجرات کو آپس مین تقسیم کر لیا بلکہ اُنھون نے جودھپور جا کر ہاتھ مارا جسکے سبب سے مہاراجہ ابھے سنگھ اپنی ریاست کے واسطے گجرات کو چھوڑ کر پھر آج بھنڈاری کو اپنی نیابت پر مقرر کر کے چلا آیا اور اس نائب سے کچھ نہو سکا۔ ساہوکارون اور زمیندارون پر روپے کے لالچ مین مارواڑیون نے بہت ظلم کیا جس کی زیادہ فریاد ہونے سے گجرات کا صوبہ ابھے سنگھ سے اُتار کر بادشاہ نے کسی اور سردار کو دیدیا تحفۂ راجستان مین ہے کہ مہاراجہ ابھے سنگھ ایک لڑاکو اور آوارہ مزاج رئیس تھا آرام سے بیٹھنا پسند نہین کرتا تھا اُس نے گجرات سے بے فکر ہو کر بیکانیر لینے کا ارادہ کیا جس پر اُس کا چھوٹا بھائی ناگور کا بخت سنگھ حسد کے سبب برخلاف ہو کر جیپور اور بیکانیر والون کا شریک بن گیا اور ان سب نے مہاراجہ ابھے سنگھ کو تنگ کر کے اکیس لاکھ روپیہ فوج خرچ کے نام سے وصول کیا۔ لیکن یہ بھی کہتے ہین کہ بخت سنگھ نے کچھ واپسی کے وقت لوٹ لیا۔ اس جھگڑے کے بعد مہاراناے اودیپور کی معرفت راجپوتون مین میل ملاپ ہوگیا۔

ابھے سنگھ کی زندگی مین نادر شاہ نے ہندوستان پر حملہ کیا تھا اور محمد شاہ جو آخری شہنشاہ کہلانے کا مستحق تھا سمت ۱۸۰۴ مطابق ۱۷۴۸ء مین ملک آخرت کو انتقال کر گیا جسکے بعد اُس کا بیٹا احمد شاہ تخت نشین ہوا اُس نے دوسرے برس گجرات کی صوبہ داری بخت سنگھ کو دی تھی جو مرہٹون کے زور سے زیادہ عرصے تک قائم نہ رہی۔

مہاراجہ ابھے سنگھ سمت ۱۸۰۶ مطابق سنہ ۱۷۵۰ء مین سینتالیس برس کی عمر پاکر سولہ برس راج کرنے کے بعد دُنیا سے سفر کر گیا اور اُس کے بیٹے رام سنگھ کے وقت مین بخت سنگھ کو کامیابی کا موقع ملا۔

۲۵۔ مہاراجہ رام سنگھ

سمت ۱۸۰۶ مطابق سنہ ۱۷۵۰ء مین اپنے باپ کے بعد گدی پر بیٹھا لیکن وہ ایسا سخت مزاج تھا کہ مارواڑ کے اکثر سردار علحدہ ہو کر اُسکے چچا بخت سنگھ سے جا ملے جو بہت دنون سے راج لینے کی فکر مین تھا ایک برس کے اندر بخت سنگھ نے مہاراجہ رام سنگھ کو میرتے کے قریب بھاری شکست دیکر اُس کا زور توڑ دیا اور سردارون کی مدد سے جودھپور دبا لیا۔

۲۶۔ مہاراجہ بخت سنگھ

سمت ۱۸۰۷ مطابق سنہ ۱۷۵۱ء مین اپنے بھتیجے کو خارج کر کے مارواڑ کا مالک بنا۔ اُس نے اپنی چالاک طبیعت سے سردارون وغیرہ کو ایسا راضی کر لیا کہ دوبارہ مُلک نکل جانے کا اندیشہ نہ رہا۔ لیکن رام سنگھ کا

وفادار پروہت جگو دکن سے مادھوراؤ سیندھیا کو مدد پر بلا لایا یہ پہلا موقع تھا کہ خانہ جنگی کے سبب مارواڑ مین مرہٹون کا قدم داخل ہوا۔ اس وقت مرہٹے جو لڑائی کم اور لوٹ زیادہ پسند کرتے ہین تمام ملک اور رعیت کو لڑا کر دیکھ کر واپس چلدیے۔ جیپور کی تاریخ مین جو لاله روشن راے سے منقول ہے اس واقعے کو اور طرح سے لکھا ہے جسکو ایشری سنگھ کے حالات مین دیکھنا چاہیئے۔

سمت ۱۸۰۹ مطابق ۱۷۵۳ع مین جبکہ مہاراجہ بخت سنگھ اجمیر کے قریب ٹھہرا ہوا تھا اُس کی بہن اودےپور کے راجہ مادھوسنگھ کی رانی نے کھانے مین زہر دلوا کر رام سنگھ کے دشمن کا کام تمام کیا۔ اور مہاراجہ کے بیٹے بجے سنگھ کو اُس کی گدی پر قائم رہنے کے واسطے تمام جھگڑون کا بار اُٹھانا پڑا۔ مہاراجہ بخت سنگھ ایک بہادر۔ چالاک اور خود مطلب شخص تھا۔ اُس نے بدبختی سے باپ کو قتل کیا اور بھائی کے ساتھ آخر مین بے وفائی برت کر بھتیجے سے زبردستی راج چھین لیا جس کے عوض مین وہ زیادہ آرام نہ پا کر تین برس کے اندر زہر سے ہلاک ہوا۔ اُس کی اولاد مین سے تین شخص بجے سنگھ۔ بھیم سنگھ اور مان سنگھ گدی پر بیٹھکر پھر نسل قطع ہو گئی اور ننوے برس کے اندر مہاراجہ اجیت سنگھ کے بیٹے آنند سنگھ کی اولاد مین سے جوجان بچا کر ایڈر چلا گیا تھا۔ گود لینے کی حاجت پڑی۔

۲۷۔ مہاراجہ بجے سنگھ

سمت ۱۸۰۹ مطابق ۱۷۵۳ع مین مارواڑ کی حکومت پر قائم ہوا۔ اُس کی مسند نشینی حمد شاہ نے منظور کی اور راجاؤن مین سے بیکانیر اور کرشن گڑھ والے جو راٹھوڑ خاندان مین سے ہین ماتم پرسی اور مبارکباد کے لئے جودھپور آئے دوسرے برس مہاراجہ ابھے سنگھ کے بیٹے رام سنگھ نے راجہ جیپور اور مرہٹون کی مدد سے مارواڑ پر چڑھائی کر کے پرتہ کی لڑائی مین مہاراجہ بجے سنگھ کو شکست دی اور پیچھا کر کے اُس کو ناگور مین جا گھیرا۔ مرہٹون کا افسر آپاجی سیندھیا ایک مارواڑی راجپوت کے ہاتھ سے مارا گیا اور اُنھون نے مہاراجہ بجے سنگھ سے فوج خرچ مین کئی لاکھ روپے نقد اور رام سنگھ سے اجمیر مقام جودلی کی سلطنت کے ضعف سے بخت سنگھ کے وقت مین مارواڑ کے شامل ہو گیا تھا لے کر رام سنگھ کو اُسکی قسمت پر چھوڑ دیا جو مدت کے بعد پریشانی کے ساتھ سمت ۱۸۲۹ مطابق ۱۷۷۲ع مین جے پور مین مر گیا۔ مرہٹون سے شکست پانے کے بعد سردارون نے ملک کو تباہ اور مہاراجہ کو بہت دق کیا جس سے مہاراجہ کے خیر خواہ دھائے بھائی نے باہر کی تنخواہ دار فوج نوکر رکھی جو اپنے مالک و افسر کے سوا دوسرون کی پروا نہ رکھے۔ لیکن پریشانی مین روپے کی کمی سے اس قدر آدمی جمع نہو سکے جس سے فسادی سردارون کی طاقت توڑی جاتی۔ لاچار مہاراجہ سردارون کو منانے کے لئے برسلپور مقام پر گیا اور واپس آکر اُنکے ساتھ شہر مین رہنا قبول کیا۔ اتفاق سے مہاراجہ کا گرو آتما رام مر گیا اور اُس کی میت کی رسمین ادا کرنے کے لئے مہاراجہ کو رانیون سمیت قلعہ پر جانے کا موقع ملا جس کی پیروی سے تمام سردارون کو بھی وہان جانا لازم آیا۔

مہاراجہ نے اپنی تکلیفون کا فوراً بدلا لیا۔ اہوہ۔ نیماج اور راس وغیرہ کے زبردست سردار مہاراجہ کی تنخواہ دار فوج کے ہاتھ سے لڑکر قتل ہوے اور ٹھاکر دیبی سنگھ جو مہاراجہ اجیت سنگھ کا بیٹا اور بجے سنگھ کا چچا مشہور ہو کر پوکرن مین گودجانے کے بعد فسادیون کا سرغنہ بنا تھا قید مین سر پھوڑ کر مر گیا اُسکے بیٹے سبل سنگھ نے باپ کا عوض لینے کو سر اُٹھایا لیکن وہ پال اور ایک دوسرے مقام پر چڑھائی کرنے مین مارا گیا۔

مہاراجہ بجے سنگھ نے سردارون کے تباہ کرتے ہی زور پکڑا۔ مارواڑ کی غارتگر قومون کو سزا دیکر عمرکوٹ مقام سندھ کے حاکم سے چھین لیا جو اب مارواڑ کی مغربی جنوبی سرحد سے بہت دور ہے۔ کچھ عرصے کے بعد جیسلمیر کا کسی قدر علاقہ دبا لیا اور سمت ۱۸۲۷ مطابق ۱۷۷۰ء مین ایک زرخیز پرگنہ گوڈواڑ فوجی مدد کے عوض اودیپور سے حاصل کیا جبکہ وہان خانگی فساد سے اس بات کی ضرورت تھی سمت ۱۸۴۳ مطابق ۱۷۸۷ء مین مرہٹون کا فساد دور کرنے کے لئے جے پور کے راجہ پرتاب سنگھ کی شرکت مہاراجہ بجے سنگھ نے بھی قبول کرکے اپنے راجپوت مدد کو بھیجدیے جن کی بہادری سے تونگہ مقام پر لال سوٹ کے قریب سیندھیا کو بڑی شکست ملی اور راجپوتانے کے تمام مقامات سے اُسکو ہاتھ اُٹھانا پڑا چنانچہ مقام اجمیر بھی ایکبار پھر مارواڑ مین شامل ہوا۔ اس لڑائی سے چار برس کے بعد مرہٹون نے بڑی فوج کے ساتھ عوض لیا اور اسوقت مین جیپور والون نے مارواڑ یوالون کی امداد مین ایک فضول بات پر نااتفاقی کرکے کوتاہی کی راٹھورون کو شکست عظیم ہوئی یہ لڑائی پاٹن کے مقام پر ہوئی تھی دوسری لڑائی میرتے کے مقام پر ہوئی اس مین بھی راٹھوڑون کو مرہٹون نے کچل ڈالا اور راجپوتانے کا صدر مقام اجمیر اور کچھ عرصے کے لئے ایک دفعہ مرہٹون کے قبضے مین جاکر مارواڑ سے ہمیشہ کو علحدہ ہوا مہاراجہ بجے سنگھ نے مرہٹون کو ساٹھ لاکھ روپے فوج خرچ مین سے کچھ نقد اور باقی سامان وغیرہ دیکر پیچھا چھوڑایا۔

آخر عمر مین مہاراجہ بجے سنگھ ایک پاسبان عورت کا بہت مطیع ہو گیا تھا جس کے بیٹے کو اُس نے وارث قرار دیکر ولی عہد ظالم سنگھ کو محروم رکھنا چاہا تھا جب خواص وال لڑکا مر گیا تو مہاراجہ نے اپنے ایک پوتے مان سنگھ کو جو چھوٹے کنور رگھوناتھ سنگھ کا بیٹا تھا خواص کے گود رکھدیا۔ سردارون نے ایسی کارروائیون سے رنجیدہ ہو کر مالکوٹی گانوں مین جاؤ کیا جہان اُنکے منانے کے واسطے مہاراجہ کو جانا پڑا۔ لیکن سردارون نے کچھ حیلہ کرکے پاسبان عورت کو مہاراجہ کے پاس آتے ہوئے مار ڈالا اور اُس کے پوتے بھیم سنگھ کو جو پانچویں کنور بھوم سنگھ کا بیٹا تھا گدی پر بٹھانے کے واسطے قلعہ سے بُلا لیا۔ مہاراجہ نے فوراً بھیم سنگھ کو سوجت کا پرگنہ اور سوانہ کا قلعہ جاگیر مین دیکر راضی کر لیا جہان وہ خوشی کے ساتھ چلا گیا۔

مہاراجہ بجے سنگھ نے بھیم سنگھ کی خرابی کے لئے اپنے بیٹے ظالم سنگھ کو عمدہ علاقہ گوڈواڑ جاگیر مین دیکر اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ اپنے بھتیجے کو مار کر اپنا ولی عہدی کا حق حاصل کرے ظالم سنگھ کے مقابل بھیم سنگھ شکست پاکر پوکرن ہوتا ہوا جیسلمیر جا رہا اور مہاراجہ بجے سنگھ خانگی جھگڑون اور اپنی پسندیدہ خواص کے

مارے جانے کے رنج سے اسلاڑھ سمبت ۱۸۵۰ مطابق سنہ ۱۷۹۳ جولائی مین اکیاون سال کی عمر کے اندر اکتالیس برس راج کر کے مر گیا۔ اُسکے بیٹے ظالم سنگھ اور پوتے بھیم سنگھ دو دعوے دارون مین سے پچھلا کامیاب ہوکر راج کا مالک بن گیا۔ مہاراجہ بجے سنگھ کی اولاد اس طرح پر تھی۔

مہاراجہ بجے سنگھ۔

فتح سنگھ کم عمری مین مرگیا	ظالم سنگھ	سانونت سنگھ سورسنگھ	شمشیر سنگھ	بھوم سنگھ بھیم سنگھ دھونکل سنگھ	گمان سنگھ مان سنگھ	سردار سنگھ	

۲۸۔ مہاراجہ بھیم سنگھ

سمبت ۱۸۵۰ مطابق سنہ ۱۷۹۳ء مین اپنے دادا کے مرنے کی خبر پاتے ہی جیسلمیر سے چار پہر مین جودھپور پہونچکر گدی پر بیٹھ گیا اور حقدار ظالم سنگھ جو سیسودیہ رانی سے پیدا ہوا تھا گھبراکر سوراکو بھاگ گیا جہان کچھ عرصے کے بعد مہاراناجی وغیرہ خواری مین رہ کر فصد لینے مین ایک بے موقع رگ کے کٹ جانے کے سبب سے مرگیا۔ مہاراجہ بھیم سنگھ نے راج پاکر چاہا کہ گدی کا کوئی دعوے دار زندہ نہ چھوڑا جائے اس لئے اُس نے اپنے دس برس حکومت کا زمانہ رشتہ دارون کی تباہی مین صرف کیا۔ مہاراجہ کا باپ بھوم سنگھ اور اُسکے چار چچا فتح سنگھ۔ ظالم سنگھ سانونت سنگھ اور گمان سنگھ تو پہلے سے مرچکے تھے۔ صرف دو چچا شیر سنگھ اور سردار سنگھ اور دو رشتہ دار بھائی یعنی سانونت سنگھ کا بیٹا سورسنگھ اور گمان سنگھ کا بیٹا مان سنگھ باقی تھے جن مین سے سردار سنگھ قتل کیا گیا شیر سنگھ آنکھین نکالے جانے کے بعد سر پھوڑ کر مرگیا اور سورسنگھ بھی گرفتاری کے بعد مار ڈالا گیا۔ مہاراجہ بجے سنگھ کی اولاد مین سے صرف ایک مان سنگھ ایسا شمشور نکلا جو بھیم سنگھ کے بعد راجہ بننے کو اُسکے ظلم سے بچ رہا۔

مہاراجہ بھیم سنگھ نے سب دعویداردن کو ٹھکانے لگانا گمان سنگھ کی گرفتاری کا ارادہ کیا جو قلعہ جالور مین رہ کر علاقے کو تباہ کیا کرتا تھا۔ ایک بار پالی کے دھاوے مین مان سنگھ کا پیچھا کیا گیا اور وہ گھوڑے سے گر کر دشمنون کے پنجے مین آنے ہی کو تھا کہ اہوہ کے ٹھاکر نے اپنے گھوڑے پر بٹھا کر جالور پہونچایا۔ مہاراجہ کی فوج جالور کے محاصرے کو گئی لیکن اُس کی بدمزاجی سے اکثر سردار مان سنگھ کے طرفدار بن گئے۔ اور جب ٹھاکردن چڑھنے کے ساتھ تاکید و سختی کی گئی تو وہ رنجیدگی سے غیر ریاستون مین چلے گئے۔ اُن مین سے اکثر کی جاگیرین تو آسانی سے ضبط ہوگئین لیکن نمباج مقام ایک برس مقابلے کے بعد فتح ہوا اور وہان کا قلعہ خاک مین ملایا گیا۔ اس کارروائی سے فرصت پاکر مہاراجہ اُنکی تنخواہ دار فوج جالور پہونچی جہان اُس نے مان سنگھ کو ایسا تنگ کیا کہ وہ رسد وغیرہ کے نہ پہنچنے سے حاضر ہوجانے کے لئے طیار ہی تھا کہ سمبت ۱۸۶۰ مطابق سنہ ۱۸۰۴ء مین مہاراجہ بھیم سنگھ

مر جانے سے فوج والون نے مان سنگھ کو قیدی بنانے کے عوض اپنا مالک مان کر قلعہ سے باہر آنے کی درخواست کی اور وہ اپنے گرو کی معرفت جس نے پہلے سے کسی طرح مہاراجہ کے مرنے کی خبر پانے کے بعد پیشین گوئی کا حیلہ کر کے مان سنگھ کو کامیاب ہونے کی اُمید دلائی تھی قلعہ سے نکلکر مارواڑ کا مالک بنا۔

۲۹- مہاراجہ مان سنگھ

اس نے سمت ۱۸۶۰ مطابق ۱۸۰۴ع مین ریاست پاکر سردارونکی برخلافی کے سبب اپنی تمام عمر فکر اور اندیشے مین کاٹی تھا کر دیسی سنگھ کا پوتا اور بسل سنگھ کا بیٹا سوای سنگھ جسکے باپ اور دادا سرکشی مین مارے گئے تھے اور جو شیخی سے مارواڑ کی حکومت اپنی کٹار کے میان مین بتلایا کرتے تھے تھوڑے ہی دنون مین مہاراجہ مان سنگھ کی مخالفت پر اُٹھا اُس نے اپنے ساتھی سردارون کی سازش سے مشہور کیا کہ مہاراجہ بھیم سنگھ کی ایک رانی حاملہ ہے اور لڑکا پیدا ہونے پر مُلک کا وارث سمجھا جائے گا اس بات پر سب کے اتفاق کر لینے سے مہاراجہ نے دیکر پیدائش کے بعد کنور کو ناگور وسوانہ جاگیر مین دینے کا وعدہ کر لیا۔ رانی سے جس لڑکے کا پیدا ہونا مانا گیا اُس کو حفاظت کی غرض سے پوکرن بھیجے جانے کے بعد دھونکل سنگھ نام سے شہرت دیکر ناگور وسوانہ ملنے کا تقاضا شروع ہوا لیکن مہاراجہ نے اُس کو جعلی قرار دیکر جاگیر دینے سے صاف انکار کر دیا اور مہاراجہ کے خوف سے رانی نے بھی دھونکل سنگھ کو اپنا بیٹا قبول نہ کیا جس سے سوای سنگھ اور اُس کے ساتھی کچھ عرصے کے لئے چُپ ہو رہے۔

جب سوای سنگھ کا زور دھونکل سنگھ کے معاملے مین نہ چلا تو اُس نے جیپور کے راجہ جگت سنگھ سے مہاراجہ مان سنگھ کو اودیپور کے مہارانا بھیم سنگھ کی بیٹی کے ساتھ شادی کرنے کی بابت لڑا دیا برکے گھاٹے پر جو بیلور سے کئی کوس فاصلے پر ہے کچھوا ہہ اور راٹھوڑ لڑنے کو تیار ہوئے مقابلے کے موقع پر مارواڑ کے میرتیہ اور چانپاوت وغیرہ سردار دشمنون سے جا ملے اور مہاراجہ نے کچامن۔ اہیوہ۔ جالور اور نیماج کے چار جاگیرداروں کے سوا کسی کو اپنے پاس نہ پایا ہولکر جس نے لارڈ لیک کے مقابلے پر شکست پاکر ایک بار مارواڑ مین پناہ لی تھی اور مہاراجہ نے وقت روانگی لاہور انگریزون سے اندیشہ کر کے اُس کے اہل وعیال کو اپنے پاس رکھا تھا اُس نے اس وقت مہاراجہ مان سنگھ کی امداد سے پہلوتہی کی جس کی وجہ نواب امیر خان کا مورخ تویہ بتاتا ہے کہ وہ مہاراجہ جیپور کے ایک معتمد ہلکارا رائے رتن لال سے بشرط ترک حاوت مان سنگھ نذرانہ مقرر کر چکا تھا اور دوسرے یہ کہتے ہین کہ ہلکر مہاراجہ مان سنگھ کی مدد کو اُٹھا کوس پر آ گیا تھا اُٹھا کر سوای سنگھ جاگیردار پوکرن نے دس لاکھ روپے کی ہنڈی کوٹے کے مقام پر وصول پانے کے قرار سے لوٹا دیا۔ مہاراجہ مان سنگھ اس حالت مین بھی حملہ کر کے جان کھونا چاہتا تھا لیکن چارون خیر خواہ سردار اُس کو سیرنہ اور پیالہ پر لے آئے جو دھپور لے آئے اور پیچھا کرنے والے اُنیارہ کے سردار کو مہاراجہ کے نوکر مہندال خان نے راستے مین روک لیا اٹھارہ توپین اور ڈیرے وہاتھی وماہی مراتب نقرئی ہودج و پالکی خاصہ مخالفون نے لے لئے سوای سنگھ نے

منظور کئے ہین امیر خان نے وام تزویر بچھانے کے لئے دوبارہ وکیل مذکور کو بھیجکر کہلایا کہ مجھکو تمھارا قول و قرار منظور ہے لیکن تفصیل اقساط و تقرری میعاد معین کر دینا چاہیئے سواے سنگھ نے جواب دیا کہ جس روز امیر خان میری ملاقات ہو اُس سے عرصۂ تیرہ یوم مین تیرہ لاکھ روپیہ دون گا اور ستائیس لاکھ روپیہ اُس وقت دونگا کہ مان سنگھ کو جودھپور سے نکالکر دھونکل سنگھ کو اُس کی جگہ مسند نشین کر دیا جائے گا اور کہا کہ اگر نواب محمد شاہ خان میری دلجمعی کر دین تو امیر خان سے ملنے کو چلون غرض امیر خان نے یہ بات منظور کر کے مختار الدولہ محمد شاہ خان کو سواے سنگھ کے پاس جانے کا حکم دیا مختار الدولہ سواے سنگھ سے ملکر امیر خان کے پاس لوٹ آیا اور عرض کیا کہ سواے سنگھ اپنی تسلی اور جمع خاطر کو مجھ سے قسم چاہتا ہے اس مین آپ کی کیا مرضی ہے امیر خان نے فرمایا کہ اس باب مین مجھ سے استفسار کی کیا حاجت تھی جو امر موجب نمک حلالی اور درستی لشکر اسلام کا ہو بلا تامل عمل مین لانا بجا تھا۔ ہر چند بباعث اُس کی دغا بازی کے کہ ترقیات نواب کا بدخواہ تھا اُس کی برباوی منظور تھی لیکن چونکہ مختار الدولہ نے یہ امر بطور مسئلہ دریافت کیا تھا اُس کی تسلی کو ثقات لشکر نے کہا کہ واسطے خیر خواہی سردار اسلام اور درستی لشکر مسلمین کے خون ایک کافر بدخواہ مفسد کا فریب و دغا سے رواو درست ہے۔

غرضکہ مختار الدولہ نے اُس کو مطمئن کر کے واسطے ملاقات نواب امیر خان کے مقام حضرت سلطان الکارکین پر کہ مابین ناگور و سونڈوہ ہے راضی کیا چنانچہ سواے سنگھ دل جمعی کر کے تقریباً دو ہزار سوار کے ساتھ وہان آیا اور اس طرف سے مختار الدولہ نے جا کر امیر خان کی جانب سے گفتگوے اصلاح امر کی اور سوگند سے اپنے کلام کو مؤکد کیا لیکن باوجود اس امر کے سواے سنگھ کو دغدغۂ خاطر تھا اور بالکل اطمینان نہ تھا اس لئے مختار الدولہ نے بہت اصرار کے ساتھ وہان امیر خان کو بلوایا نواب نے سواے سنگھ سے کہا کہ اگر تم اپنے وفاے عہد اور ایصال زر قرار داد مین ہم سے سچے رہوگے اور خلاف اتحاد و عمل مین نہ لاؤگے تو جملہ عہد و پیمان میرا تم سے درست و بجا ہے ورنہ درصورت خلاف و اختلاف برعکس اُس کا ظہور مین آئے گا۔ سواے سنگھ نے یہ بات سُنکر باظہار مصالحت اپنی جماعت کے ساتھ متصل لشکر امیر خان کے ڈیرہ کیا۔ لیکن چونکہ دل اُس کا غبار فریب سے صاف نہوا تھا نواب کو مطمئن کر کے دھوکا دینا چاہا اُسوقت مان سنگھ کے وکیل نے کہا امیر خان کے ہمراہ حاضر تھا احوال ملاقات امیر خان سے سواے سنگھ کے ساتھ اور ڈیرہ کرنا اُسکا قریب قیام گاہ نواب کے دیکھکر اپنے مہاراجہ کو خفیہ تحریر بھیجی کہ یہان امیر خان نے سواے سنگھ سے رابطۂ اتحاد محکم کر لیا ہے اور دھونکل سنگھ کی مسند نشینی کا ارادہ ریاست جودھپور پر کیا ہے آپ کو مطلع کرتا ہون ہمارا جو وکیل جودھپور نے کہ دانشمند اور امیر خان کی جانب سے مطمئن تھا جواب مین وکیل کو لکھ بھیجا کہ نواب کی جو مرضی ہو عمل مین لاوے تم فقط اُسے ہر حال سے ہمکو اطلاع دیتے رہو۔

چونکہ سواے سنگھ کے دل مین فریب و دغا تھی باوجود قسم اور اقرار محبت کے اُس نے خفیہ چار آدمی

مقرر کئے اور ہر ایک کو سو سو اشرفیان دیکر ایک ایک گانون دینے کا وعدہ کرکے کہا کہ تم امیر خان کے لشکر مین جاکر بامید نوکری شامل ہوؤ اور موقع پاکر اُس کو قتل کردو چارون اُس کام کا بیڑہ اُٹھاکر آئے اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرکے اخوند زادہ محمد ایاز کے ایک خیمے مین جو نواب کے خیمے کے متصل واسطے اُن مسافرون کے کہ نوکری کی طلب مین آیا کرتے تھے کھڑا ہوا کرتا تھا ٹھہرے - اتفاقاً ایک رفیق صادق مان سنگھ کا کہ بظاہر سوای سنگھ کے شامل ہوگیا تھا اس راز سے مطلع ہوکر مہاراجہ مان سنگھ کو اطلاع پرواز ہوا مہاراجہ نے اس تمام حال سے بہ تفصیل قوم و وطن اُن چارون کے نواب امیر خان کو اطلاع دی اور لکھ بھیجا کہ اخوند زادے کے خیمے مین ٹھہرے ہوئے ہین - امیر خان پیش قبض بغل مین لیکر دو تین خدمتگارون اور ایک مشعلچی کے ساتھ اُس خیمے کی طرف آیا اور سب کو باہر چھوڑ کر مُنھ رومال سے لپیٹ کر خیمے مین گھسا اور اُن چارون کو آہستہ جگاکر اُن مین بیٹھ گیا اور آہستہ اُنسے کہا کہ جس کام کو آئے ہو اُس کی کیا تدبیر ہے اُنھون نے ایک اجنبی آدمی دیکھ کر کہا کہ ہم نوکری کو آئے ہین اور کچھ یہان ہمارا کام نہین امیر خان نے کہا کہ تم نوکری کو نہین آئے ہو بلکہ بفریب واسطے قتل امیر خان کے آئے ہو وہ بولے صاحب یہ کیا بات ہے ہم کو کیا تم برباد کیا چاہتے ہو کہ اس بات کا الزام رکھ کر نوکری سے باز رکھو امیر خان نے کہا کہ تمھارا اخفا ہونا چاہیے مجھے بھی سوای سنگھ نے اسی کام کو بھیجا ہے اور تمھارا حال مجھ سے کہدیا ہے کہ سو سو اشرفیان نقد ہر ایک کو دیکر ایک ایک گانون جاگیر کی بعد برآمد کار تمکو دینا کیا ہے پھر تمھارا نام و نشان مجھکو بتاکر مجھکو بھی سو اشرفیان دی ہین چنانچہ یہ نام ہین اور سوای سنگھ نے کہدیا ہے کہ تمھارے اتفاق سے اس کام کو پورا کرون لہذا مشورے کو تمھارے پاس اس وقت مین آیا ہون وہ یہ سُنکر چُپ ہو رہے امیر خان نے بفراست جان لیا کہ خاموشی دلیل رضا ہے اُنسے آہستہ کہا کہ یہان سے الگ چل کر اپنی تدبیر مجھ سے کہو اور مین بھی اپنی قرارداد سے تمکو مطلع کرون وہ چارون امیر خان کے ساتھ خیمے سے نکلکر روانہ ہوئے خدمتگار و مشعلچی بھی کہ باہر پوشیدہ کھڑے تھے امیر خان کے اشارے پر پیچھے چلے اُن لوگون نے انکو دیکھکر امیر خان سے پوچھا یہ کون ہین امیر خان نے کہا یہ میرے رفقا ہین اس کام کے پورا کرنے کو ساتھ لایا ہون - غرض لشکر سے باہر ایک طرف بیٹھے امیر خان نے کہا کہ تدبیر قتل تمنے کیا سوچی ہے ہر ایک جداجدا اپنا منصوبہ بیان کیا امیر خان نے جب اُن کا بیان اُنکی زبان سے سُن لیا تو مشعلچی کو کہا کہ مشعل روشن کرے پھر مُنھ سے رومال کھولکر خدمتگارون کو قریب بُلاکر اُن چارون سے کہا کہ اے اہل فریب تم جس سے دغا کرنے آئے ہو وہ مین ہون اب کہو مجھ سے کس طرح دغا کروگے امیر خان کی اس تقریر سے وہ کانپنے لگے اور نادم و پشیمان ہوکر اُس کے قدمون پر گر پڑے امیر خان نے اُن مین سے ایک کو رخصت دی کہ جاکر سوای سنگھ سے یہ حال کہدے اور تین کو اخوند زادے کے پاس قید کیا اور کہا کہ اس قدر غفلت کرنا میرے خون کے تشنہ دشمنون کو اپنے پاس رکھنا تمھاری دانائی و دوربینی سے بعید ہے اُسنے عذر لاعلمی پیش کیا - امیر خان وہان سے اپنے خیمے مین آیا اور سوچا کہ سوای سنگھ باوجود قسم اور اقرار کے فکر دغا و خون ریزی مین ہے

جس کے حکم سے بخشی اور دیوناتھ کو اُس کے سپاہیون نے قلعہ پر جاکر مار ڈالا - گرو کے مارے جانے کے بعد امیر خان نے جودھپور کا تعلق چھوڑا اور مہاراجہ نے رنج و دیوانگی کے سبب ریاستی کاروبار اپنے بیٹے چترسنگھ کو سونپ دیے لیکن اُس کم عمر کو عیاشی مین پڑنے کے سبب دشمنون نے جلد زہر سے مار دیا پیٹے کے بے موقع مرجانے سے مہاراجہ پر زیادہ دیوانگی چھائی اُس نے ایک خدمت گار کے سوا جو کھانا پکا کر لاتا تھا سب کو بے اعتبار جانکر کسی کو پاس نہ آنے دیا یہانتک کہ ایک انگریزی اہلکار منشی برکت علی تنہا اُس کا حال پوچھنے کو گیا اور سرکاری عہدنامہ ہونے کے بعد اُس نے تکلیف سے رہائی پائی -

سمت ۱۸۷۳ مطابق سنہ ۱۸۱۷ء مین سرکار انگریزی نے ہندوستان کے اندر امن قائم ہونے کیواسطے راجپوتانے کے اکثر رئیسون کو غارتگرون سے علحدگی اختیار کرنے کی ہدایت کی - جودھپور سے بھی اس موقع پر ایک وکیل دہلی گیا اور جو عہدنامہ کنور چترسنگھ کے مرجانے سے ملتوی رہ گیا تھا دسمبر سنہ ۱۸۱۷ء مین طے پایا اس کے دوسرے برس مسٹر ویلڈر اور تیسرے سال کرنل ٹاڈ جودھپور گئے جنھون نے مہاراجہ کو تسلی اور نیک صلاحین دیکر ملکی انتظام پر مائل کیا - سرکاری توجہ کے خیال سے سرکش سردار مہاراجہ سے کسی قدر ڈرنے لگے - لیکن اہلکارون نے رعیت پر ظلم کرکے اکثر جاگیرین بے سبب ضبط کرلین - مہاراجہ نے اپنے مطلب کے واسطے ایک دم سنبھالا لیا - دیوان اکھے راج وغیرہ کو قید کرکے بہت سا روپیہ وصول کرنے کے بعد ان سب ظالمون کو بڑی بے رحمی سے مروا کر قلعہ کے پتے پھکوا دیا - پھر نئی فوج کے ذریعہ سے جاگیردارون پر سختی شروع کی جو تنگ ہوکر مارواڑ سے نکل گئے سمت ۱۸۷۹ مطابق سنہ ۱۸۲۳ء مین جلاوطن سردارون نے پولیٹیکل افسر سے اپنی جاگیرین بے ضبط ہونے کے سبب فریاد کی جس پر پولیٹیکل ایجنٹ نے بڑی مشکل سے صلح کرائی لیکن اس کا پورا اثر کئی برس کے بعد ہوا - سمت ۱۸۸۰ مطابق سنہ ۱۸۲۴ء مین علاقہ میواڑھ کے ایکس گانون مینے اور میر لوگون کا فساد دور کرنے کو آٹھ برس کے واسطے انگریزی انتظام مین دے گئے دوبارہ نو برس کی میعاد مقرر ہوئی پھر یہ گانون ہمیشہ کے واسطے سرکاری ضلع اجمیر کے متعلق رکھے گئے - اسی طرح زیادہ تکرار رہنے کے سبب ملانی کا علاقہ بھی پولیٹیکل افسر مارواڑ کی نگرانی مین لیا گیا جہان سے سرکاری معرفت چار ہزار روپیہ سالانہ خراج لینے اور کل انتظامی خرچ دینے کے سوا ریاست کو کچھ تعلق نہین ہے -

پوس بدی ۲ سمت ۱۸۹۲ مطابق دسمبر سنہ ۱۸۳۵ء مین ایک دوسرا عہدنامہ سرکار انگریزی اور مہاراجہ جودھپور کے درمیان طے پایا جس کی رو سے پہلے عہدنامے کی آٹھوین دفعہ جس مین ڈیڑھ ہزار سوار مدد کے طور پر سرکار کو دیے جانے کا ریاست نے ذمہ لیا تھا تبدیل ہوکر اُس کے عوض ایک لاکھ پندرہ ہزار روپیہ سالانہ نقد فوج خرچ کے نام سے سرکار انگریزی کو دیا جانا قرار پایا - اس کے چند روز بعد ریاست نے مقام عمرکوٹ پر قبضہ دلانے کا دعوے پیش کیا جو سمت ۱۸۶۳ مطابق سنہ ۱۸۰۷ء سے مارواڑ کے

شامل ہوگیا تھا اور پھر جس کو سمت ۱۸۶۹ مطابق سنہ ۱۸۱۳ء مین تالپور سندھ کے امیرون نے دبالیا تھا۔ سرکار انگریزی نے سندھ کے فتح ہونے کے بعد اس سرحدی مقام کو اپنے قبضے مین رکھنا مناسب سمجھ کر عمرکوٹ کی دس ہزار سالانہ آمدنی کے عوض ریاستی خراج ایک لاکھ آٹھ ہزار سالانہ مین کمی کرکے سمت ۱۸۸۱ مطابق سنہ ۱۸۲۷ء سے اٹھانوے ہزار خراج قائم رکھا جس کی تعداد فوج خرچ کے ملانے سے دو لاکھ تیرہ ہزار ہوتی ہے

آخر وقت مین مہاراجہ کے مزاج پر ناتھ لوگ یعنی جوگی جنھون نے جالور مین اُس کا ساتھ دیا تھا بڑے حاوی ہوگئے تھے اُنکی بے جا حرکتون (شہر کی عورتین پکڑ لینے اور ملکی کاروبار مین دخل دینے) سے عام رعیت اور جاگیرداروں کو نہایت شکایت تھی اس لئے سمت ۱۹۹۵ مطابق سنہ ۱۸۳۹ء مین کرنل سرجان سدرلینڈ ایجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ فوج کے ساتھ انتظام کی درستی کے واسطے جودھپور آکر ٹھہرا رہا۔ اس عرصے مین جاگیردارون اور رعایا کو رضامند کرکے انگریزی فوج بندوبست کے لئے خاص جودھپور مین رکھنی پڑی جو امن ہوجانے پر پانچ مہینے کے بعد اُٹھالی گئی لیکن اس وقت سے ایک پولٹیکل افسر کا قیام ہمیشہ کے واسطے جودھپور مین قرار پاگیا۔ پولٹیکل افسر نے ایکبار کئی جوگیون کو جنھون نے ایک برہمن کی لڑکی پکڑ لی تھی مارواڑ سے نکلوا دیا۔ اس غم مین مہاراجہ مان سنگھ نے کھانا پینا کم کرنے اور ضعف بڑھ جانے سے سمت ۱۸۹۹ مطابق سنہ ۱۸۴۳ء ۵ دسمبر کو چالیس سال کے قریب راج کرکے بغیر اولاد انتقال کیا جس پر مہاراجہ بخت سنگھ کی نسل کا خاتمہ ہوگیا اور مہاراجہ اجیت سنگھ کی دوسری اولاد مین سے گود لینے کی ضرورت پڑی اس موقع پر دھونکل سنگھ نے گدی کا دعوے کیا لیکن سرکار سے نامنظور ہوا اور ایڈروا احمد نگر کے رئیسون مین سے جو خاندان مارواڑ کے قریب رشتہ دار ہین گود لینے کی اجازت ہوئی۔

۳۰۔ مہاراجہ تخت سنگھ

تخت سنگھ رئیس احمد نگر جو مہاراجہ رنجیت سنگھ سے تیسری پشت مین ہے سمت ۱۸۹۹ مطابق شروع سنہ ۱۸۴۴ء مین رانیون۔ سردارون۔ اور اہلکارون کی مرضی سے جودھپور طلب کیا گیا اُس نے اپنے کنور جسونت سنگھ کو احمد نگر کی ریاست پر رکھنا چاہا تھا لیکن جودھپور چلے آنے سے وہان کا حق جاتا رہا اس لئے سمت ۱۹۰۴ مطابق سنہ ۱۸۴۸ء مین احمد نگر کا علاقہ انگریزی حکم سے ایڈر کے شامل کیا گیا۔ جس سے ساٹھ برس پہلے علیحدہ ہوا تھا۔

جب مہاراجہ مسند نشین ہوا زیادہ تر ملک ٹھاکرون اور کامدارون اور مہاراجہ مان سنگھ کے متوسلون کے قبضے مین تھا راج کی آمدنی مین ہر طرح سے کمی تھی اور وہ آمدنی ایسی بڑی ریاست کے مصارف اور فوج کے واسطے کافی نہ تھی اس زمانے مین راج مین ایک بھی ہاتھی نہ تھا اور نہ توشے خانے مین کوئی زیور تھا سوائے اس کے قرضہ کثیر تھا اور اُس کے ادا ہونے کی کوئی صورت نہ تھی اگرچہ مہاراجہ کے متوسل بھی احمد نگر سے اُس کے ساتھ آئے تھے مگر اُنکا کوئی اعتبار اور عزت نہین کرتا تھا مجبوراً اُس کو راج کے قدیم

اہلکارون کی معرفت انتظام کرانا پڑا موروثی عہدون پر مدت سے دولت مند آدمی مقرر تھے ان سب لوگون کا ساز و تعلق ٹھاکرون سے تھا اکثر انکے بوہرے تھے اور اکثر بدیانتی سے مہاراجہ کا روپیہ خرچ کرکے اور ملک کی آسودگی مین خلل ڈالکے اپنا ر سوخ زیادہ کرتے تھے ٹھاکران گولر۔ آسوپ۔ آلنیاواس اور باجاواس ملک مین غارت گری کر رہے تھے انکی چشم نمائی ۱۸۵۶ء مین بمنظوری سر رچمنڈ شکسپیر پولٹیکل اجنٹ شروع ہوئی کہ ۱۸۵۷ء مطابق سمت ۱۹۱۳ کا غدر پیش آگیا اور اس وقت کنٹجنٹ فوج جس کا نام جودھپور لیجن تھا باغی ہوگئی اور دوسرے ممالک کے باغی اور مارواڑکے وہ چارون سرکش جاگیردار اُس کے شامل ہوئے ٹھاکر گولر والے نے خصوصیت کے ساتھ شامل ہوکر مارواڑ کو تاخت و تاراج کیا میجر میشن پولٹیکل اجنٹ راج کی فوج لیکر اُن سے برسر مقابلہ ہوا مگر عہدہ برآ نہوسکا باغیون نے پولٹیکل اجنٹ کو مار ڈالا اور اُس کا سر ہوا کے قلعے پر لٹکا دیا لیکن مہاراجہ ہر طرح سرکاری خیرخواہ رہا جسکے صلے مین اُسکو تمغاے ستارۂ ہند درجہ اول ملا دوبارہ پیچھا کئے جانے پر فسادی ٹھاکرون نے علاقہ بیکانیر مین پناہ لیکر ملک کو لوٹ مار سے تباہ کردیا حسب الحکم کرنل ایڈن کپتان ایجنٹ نے مہاراجہ کو فہمائش کی کہ اُن لوگون کا قصور معاف کرکے اُنکو مردار مین آباد کرنا چاہئے مہاراجہ نے اُنسے صلح کرنا اور جاگیر دینا قبول کیا مگر اُنکی قدیم جاگیر دینے پر راضی نہوا چونکہ پولٹیکل اجنٹ کی راے مین بغاوت و سرکشی سے بیٹھا کر اپنی قدیم جاگیر کا استحقاق کھو چکے تھے اجنٹ نے مہاراجہ کی اس تجویز مین اعتراض نہ کیا اور ٹھاکرون نے بلاواگذاشت قدیم جاگیرون کے صلح منظور نہ کی اس وجہ سے بدستور باغی رہے اگرچہ سابق مین سمجھا گیا تھا کہ ٹھاکرون پر بڑی زیادتی ہوئی ہے مگر تحقیقات سے ثابت ہوا کہ اُنکی شکایتین جھوٹی تھین بلکہ وہ ایسے جرائم کے مرتکب ہوتے تھے کہ اگر انگریزی علاقہ مین ہوتے تو مستوجب سزاے سخت متصور ہوتے بجاے اس کے کہ مہاراجہ کو انتظام مین مدد دیتے ارتکاب جرائم مین چشم پوشی کرتے تھے اور انسداد جرائم و سزادہی مجرمان کو اپنی رنجش کا باعث سمجھتے تھے بلکہ چھوٹے ٹھاکر علانیہ غارتگری سے بسر اوقات کرتے تھے جس حالت مین مہاراجہ انتظام امن و عافیت مارواڑ کا ذمہ دار سمجھا جاتا تھا کم سے کم ایک ثلث ملک ٹھاکرون کے قبضے مین تھا جو تدبیرات انتظام مین مخل بلکہ مخالف تھے بجز میواڑ کے مارواڑ کی برابر زبردست سرداری ریاست مین نہین جیپور مین بجز کچھواہ وغیرہ خود مختار رئیسون دو تین جاگیردار ہین جو جودھپور کے دس بارہ جاگیردارون کے برابر متصور ہوسکین اور دوم و سوم درجے کے ماتحت ٹھاکر بہت کثرت سے ہین البتہ مہاراجہ نے جاگیرین ضبط کرنے مین بہت کوشش کی مگر اس مین اُس کو ایسا فایدہ نہوا جیسا کہ بشرط اختیار اور ذریعہ ہونے کے ٹھاکرون کو ارتکاب جرم پر انصافانہ سزا دینے مین ہوتا۔ آخر کار دس برس کے بعد سرکار انگریزی کی مداخلت سے ٹھاکرون کو قدیمی جاگیرین ملکر خالصے پر امن کے ساتھ راج کا قبضہ ہوا۔

وقائع راجپوتانہ مین لکھا ہے کہ مہاراجہ تخت سنگھ کو شراب خواری کی عادت بکثرت ہوگئی شبانہ روز

محلون مین رہنے لگا اُس کے پاس کسی کا گذر نہوتا تھا اس وجہ سے راج کا کُل کام اہلکارون پر منحصر تھا اور اُنکی یہ کیفیت تھی کہ مہاراجہ کی مزاج داری اور اپنی منفعت کے سوا کسی کام سے غرض نہین رکھتے تھے۔ مہاراجہ نے کالی مین اپنا آرام سمجھا سالہا سال اس کالی مین مبتلا رہنے سے چیتی پڑنا اور لوگون کے بیچ سے رہا ہونا مشکل ہوگیا۔ زنانہ ڈیوڑھی اور متوسلون کا گروہ کثیر اُسکے انصاف وتجویز مین خلل انداز ہوتا تھا۔

مہاراجہ نے ملکی انتظام کے واسطے کرنل ٹیلر کو جو سرکاری نوکری سے علیحدہ ہوگیا تھا نوکر رکھا لیکن چند روز کے بعد وہ یہان بھی نہ رہ سکا۔ پھر حاجی محمد خان جو راجپوتانہ رزیڈنسی کا زبردست میر منشی رہ چکا تھا ریاست مین دیوان کیا گیا اور سمت ۱۹۲۳ مطابق ۱۸۶۷ء مین اُس کے پیشکر کے مقام پر مارے جانے کے بعد مہاراجہ نے منشی مردان علی کو جس کا تخلص شعرون مین رعنا ہے انتظام سپرد کیا جس نے کئی برس تک اچھی کارروائی کی لیکن علاقے مین اُسکے پردیسی ماتحتون نے ظلم سے خرابی اور بدنامی پیدا کردی۔

سمت ۱۹۲۵ مطابق ۱۸۶۹ء کے قحط مین بدانتظامی کے علاوہ مارواڑ کی رعایا پریشان ہوکر غیر علاقون مین نکل گئی راستون مین وہ اور اُنکے مویشی کثرت سے تباہ ہوئے۔ مہاراجہ کے پاس تو اپنے ہی خرچ کو روپے کی فریاد رہنے سے کچھ نہ تھا وہ رعیت کی مطلق دستگیری نکرسکا۔ لیکن رانیون اور بعض ٹھاکرون نے مدت تک محتاجون کو کھانا دیا۔ کنور جسونت سنگھ کو گوڈواڑ کا پرگنہ ایک لاکھ جمع کے حساب سے دیا جاکر کمی وبیشی اپنی مبنی ٹھہری تھی اُس مین قحط کے سبب اسی ہزار سالانہ کی کمی ہونے سے کنور صاحب نے جودھپور آکر روپے کا مطالبہ کیا ریاست مین خود دس لاکھ روپیہ معمول سے کم وصول ہوا تھا اس لئے مردان علی خان دیوان کی مجرا دینا نہین چاہتا تھا لیکن فساد کی صورت قائم ہوجانے پر بڑی مشکل کے ساتھ روپیہ ادا کرنا پڑا باقی کنورون کو سوائے زور آور سنگھ کے جو پچاس ہزار لیتا رہا بیس بیس ہزار روپیہ سالانہ اور کنیرک زاد بیٹون کو سوائے موتی سنگھ کے جس کو بڑا ہونے کے لحاظ سے بارہ ہزار دیا گیا چھ چھ ہزار روپیہ سالانہ کی جاگیرین ملین اور اس کو سب نے منظور کرلیا۔

سمت ۱۹۲۶ مطابق ۱۸۷۰ء مین سرکار انگریزی اور راج جودھپور کے درمیان نمک کی بابت عہدنامہ ہوکر سانبھر کے آدھے حصے کے واسطے سرکار نے سوا لاکھ روپیہ دینا قبول کیا۔ اور ساڑھے آٹھ لاکھ من سے زیادہ نمک فروخت ہونے کی صورت مین بیس روپیہ سیکڑہ اور دینا منظور فرمایا۔ تین مہینے کے بعد نانوہ اور گوڈہ کے نمک کی بابت دوسرا عہدنامہ لکھا گیا جس کے موافق ۳۶ ہزار روپیہ سالانہ معمولی اور نو لاکھ من سے زیادہ نمک بکنے پر چالیس روپیہ سیکڑہ سرکار انگریزی کی طرف سے جودھپور کو ملنا قرار پایا۔ سانبھر پر جس مین آدھا حصہ جے پور کا تھا جلد سرکاری قبضہ ہوگیا۔ لیکن نانوہ اور گوڈ پر مدت کے بعد اس انتظام کی نوبت پہونچی۔

سمت ۱۹۲۸ مطابق ۱۸۷۲ء مین مہاراجہ نے جسمانی ضعف کے سبب اپنے بڑے کنور جسونت سنگھ کو

ملکی حکومت سپرد کردی لیکن دوسرے کنور زور آور سنگھ نے اس دعوے پر کہ جسونت سنگھ احمد نگر کی پیدائش ہے اور وہ خود مار واڑ مین پیدا ہونے کے سبب ولی عہدی کا حق دار ہے قلعہ اور شہر ناگور پر زبردستی قبضہ کر لیا میجر ای - سی - ایم پولٹیکل اجنٹ نے فوراً موقع پر پہونچ کر اپنی خوش تدبیری سے قلعہ خالی کرا کر فساد دور کیا - کنور جسونت سنگھ کا احمد نگر مین وارث رہنا بہت پہلے برس سرکاری حکم سے ملتوی رہ چکا تھا اور وہ ہر طرح ولی عہد مار واڑ مانا گیا تھا اس لئے زور آور سنگھ کی درخواستین جو وہ اجمیر مین رہ کر راج ملنے کے واسطے دو برس تک بھیجتا رہا سرکار سے ہمیشہ نامنظور ہوئین - آخر وہ سرکاری ہدایت سے اپنے بڑے بھائی کو بزرگ و مالک مانکر جودھپور گیا جہان اُسکو پچیس ہزار روپیہ سالانہ کی جاگیر ملی -

شروع سمت ۱۹۲۹ مین میجر والٹر پولٹیکل اجنٹ کو جودورے مین گیا ہوا تھا - ڈاکٹر ہنڈلی نے مہاراجہ کی سخت بیماری کا احوال لکھا اور وہ جلد واپس مہاراجہ کے دیکھنے کو گیا جس سے مہاراجہ کو خوشی اور اطمینان ہوا لیکن دس روز کے بعد ۱۲ فروری ۱۸۷۳ء کی رات مین تیس برس کے قریب راج کر کے مہاراجہ تخت سنگھ نے وفات پائی - پولٹیکل اجنٹ کی موجودگی سے کوئی رانی یا پروہت وغیرہ ستی نہ ہو سکی - یہ مہاراجہ اگرچہ رات دن عیش و آرام مین مشغول رہنے کے سبب ملکی کاروبار کی بہت کم خبر رکھتا تھا اور علاقے مین ٹھاکرون کی سرکشی سے اکثر ابتری پھیل رہی تھی لیکن خاص اُسکی طرف سے کسی پر ظلم نہ تھا اس لئے اُسکے انتقال پر عام رعیت کو بڑا رنج گذرا - سرکار انگریزی نے بھی ہمیشہ اُسکو خیرخواہ خیال کیا جو سرکاری افسر اُس سے ملا بہت خوش ہوا -

مہاراجہ کو پولٹیکل افسر سے اپنے اہلکارون کا ملنا ہرگز پسند نہ تھا اور جس شخص کی ایجنسی کی طرف سے سفارش کی جاتی اُس کو وہ ضرور غیر معتبر جانتا کیونکہ اُس کا یہ خیال تھا کہ خوشامدی جاہل اہلکار راج کے اندرونی حالات اور ٹھاکرون کے پیچیدہ معاملات ظاہر کر کے رضامندی حاصل کرتے ہین جس کے سبب غیرون کو مداخلت کا موقع مل جاتا ہے ان باتون سے اُس کی دانشمندی ثابت ہوتی ہے - اس مہاراجہ کے سات بیس رانیان - تیرہ پروہت اور سترہ کنیزک کل ستاون عورتین تھین جن سے دس کنور دس کنیزک زادلڑکے پانچ بیٹیان اور نو کنیزک زاد لڑکیان کل چونتیس ۳۴ اولاد پیدا ہوئی ان سب مین بڑا کنور جسونت سنگھ راج کا مالک ہوا -

۱۳۱ - مہاراجہ جسونت سنگھ دوم

سمت ۱۹۲۹ مطابق ۱۸۷۳ء یکم مارچ کو میجر چارلس والٹر پولٹیکل اجنٹ کے سامنے حسب دستور ٹھاکر پگڑی کے راج تلک کرنے پر مسند نشین ہوا - دوسرے برس مہاراجہ نے خاص جودھپور مین دیوانی - فوجداری اور اپیل وغیرہ کی عدالتین مقرر کر کے اُنکے ماتحت پرگنون مین حاکم اور تھانہ دار متعین کئے اور سب عدالتون کی اپیل وغیرہ کے لئے چند سردار اور عزت دار اہلکارون کی ایک کونسل

محکمہ خاص یا مصاحب نام قرار دی گئی اس کا نگران اور افسر اعلےٰ بھیا فیض اللہ خان کو کیا۔ جو تمام کاروبار مین مہاراجہ کا قائم مقام اور مختار عام سمجھا گیا مہاراجہ نے ڈکیتی اور جرائم کا سختی سے سدباب کیا اور ریلوے اور انہار کی تعمیر مین بڑا حصہ لیا اور جنگی کی اصلاح کی اور باقاعدہ بندوبست محاصل اراضی جاری کیا اُس نے دُور جمنٹین امپریل سروس سواروں کی قائم کین اُسکو ۱۸۷۵ء مین جی سی ایس آئی کا خطاب ملا اور اُسکی سلامی ۱۷ توپون سے ترقی پاکر ۲۱ ضرب توپ تک پہونچ گئی۔

اگلے مہاراجہ نے میو کالج کے چندے مین ایک لاکھ روپیہ دیا تھا اس مہاراجہ نے مارواڑ کی بورڈنگ ہوس (قیام گاہ طلبا) کے لئے چھتیس ہزار روپیہ عنایت کرکے اجازت دی کہ تمام کالج بننے کو کرانے کا جس قدر پتھر درکار ہو بغیر کسی قیمت و محصول کے اُسکے علاقے سے لیا جائے۔

اسی طرح کانپور مین غدر کے بعض بہادر مقتولون کی یادگار کے طور پر ایک گرجا تیار ہونے کے لئے پولیٹیکل اجنٹ کی معرفت سفید پتھر مانگا گیا جس کو مہاراجہ نے منظور کرکے بغیر قیمت کرایہ اپنے خرچ سے کانپور تک پتھر پہونچا دیا اور سمت ۱۹۳۱ مطابق ۱۸۷۵ء مین مہاراجہ اپنے والد کی خاک گنگا مین پہونچانے کو بنگالہ وغیرہ کی طرف گیا۔ مذہبی رسمون سے فارغ ہوکر کلکتے مین جناب وائسرائے سے ملاقات اور اگرہ مقامات کی سیر کرتا ہوا جیپور اور اجمیر کے رستے سے جودھپور داخل ہوگیا۔ اسی سال مین فوج کی تنخواہ چڑھ جانے اور بہت سی نذر کے سبب مہاراجہ نے علاوہ اُس بیس لاکھ روپے کے جو مختلف ساہوکارون سے لیکر خرچ کردیا تھا چوبیس لاکھ روپیہ انگریزی سرکار سے قرض لیا جس کے ادا ہونے کے لئے کئی برس کے بعد قسطین مقرر کی گئین۔

اس سال کے آخر مین لارڈ نارتھ بُرک وائسرائے راجپوتانے کا دورہ کرتے ہوئے مہاراجہ کی درخواست پر جودھپور آئے وائسرائے کا مارواڑ مین آنے کا یہ اول ہی موقع تھا اس لئے راج کی طرف سے کئی لاکھ روپیہ خرچ ہوکر روشنی اور دعوت بڑی دھوم دھام سے کی گئی۔ اس سے تھوڑے دنون کے بعد مہاراجہ نے شاہزادہ صاحب ویلز سے ملاقات کی جنھون نے اُسکو اول درجے کا تمغاے ستارۂ ہند عنایت کیا۔ سمت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۶ء مین زیادہ قرضداری کے سبب فوج خرچ وغیرہ مین تخفیف ہوکر بھیا فیض اللہ خان جو روپیہ زیادہ خرچ کرتا تھا مصاحب اعلےٰ کے منصب سے علحدہ کیا گیا مدت کے بعد اُسکے عوض مہاراجہ کا تیسرا بھائی مہاراج پرتاب سنگھ مقرر ہوا جس نے باوجود احتیاط سے کام کرنے کے مسلمانون سے نفرت رکھی۔ مہاراجہ کا چھوٹا بھائی مہاراج ظالم سنگھ مددگار مصاحب اعلےٰ قرار دیا گیا۔

سمت ۱۹۴۳ مطابق ۱۸۸۶ء مین مہاراجہ نے راجپوتانہ لائن سے جو اجمیر سے احمد آباد کو جاتی ہے ساٹھ میل کی ایک ریلوے شاخ اپنے خرچ سے جودھپور تک تیار کرائی جس کو بڑھاکر ناگور و بیکانیر کے راستے سے پنجاب تک ملا دیا ہے اسی سال انگریزی سرکار سے مہاراج پرتاب سنگھ کو تمغاے ستارۂ ہند درجۂ دوم ملا دوسرے برس ۱۸۸۷ء مئی مہینے مین مہاراج سر پرتاب سنگھ حضور قیصرۂ ہند کے جشن جوبلی یعنی پچاسوین سال

جلوس کی خوشی مین شریک ہونے کو ولایت گیا جہان اُسکو شاہزادے صاحب ویلز کی فوجی مصاحبت اور لفٹنٹ کرنل کا درجہ عطا ہوا۔

مہاراجہ کا انتقال ۱۸۹۵ء مین ہوا اور اُس کا اکلوتا خرد سال بیٹا سردار سنگھ مسند نشین ہوا۔

۳۲۔ مہاراجہ سردار سنگھ

مہاراجہ سردار سنگھ ۱۸۸۰ء مین پیدا ہوا اُس کی صغر سنی کے زمانے مین اُس کے چچا مہاراج سر پرتاب سنگھ نے باداد کونسل انتظام کیا۔

مہاراجہ کو ۱۸۹۸ء مین پورے اختیارات ملے جودھپور کے امپریل سروس سوارون نے ۱۸۹۸ء مین سرحد پر اور ۱۹۰۰ء مین چین مین خدمات جنگ انجام دین۔ ۱۹۰۰ء مین سکہ ریاست بند کرکے انگریزی سکہ جاری کیا مہاراجہ ۱۹۰۱ء مین انگلستان گیا۔ اور اس کی ایک شادی مہاراناں فتح سنگھجی والی اودیپور کی بیٹی سے ہوئی ۱۹۱۰ء کے سال نو پر مہاراجہ جی سی ایس آئی بنایا گیا۔

۱۲ مارچ ۱۹۱۱ء کو مہاراجہ کا انتقال ہوگیا اور اُس کا بیٹا سمیر سنگھ اُسکا جانشین ہوا۔

۳۳۔ مہاراجہ سمیر سنگھ

کم سن مہاراجہ جودھپور کی نابالغیت کے زمانے مین اُسکی ریاست کے کاروبار چلانے کا جو معاملہ گورنمنٹ ہند کے زیر غور تھا اس کے متعلق یہ فیصلہ صادر کیا گیا کہ میجر جنرل مہاراج سر پرتاب سنگھ جو اُس کا دادا ہوتا ہے اور راج ایڈر کا مسند نشین تھا اپنی ریاست ایڈر کا انتظام اپنے فرزند منجھلے کے سپرد کرکے خود ریاست جودھپور مین کونسل آف ریجنسی کے فرائض انجام دے مہاراجہ سردار سنگھ کے زمانۂ نابالغیت مین بھی پرتاب سنگھ ریجنٹ رہ چکا تھا اور کونسل کا وائس پریسیڈنٹ مہاراج ظالم سنگھ مقرر ہوا خرد سال مہاراجہ کپتان اسٹرونگ کی اتالیقی مین مع اپنے چھوٹے بھائی کے انگلستان مین تعلیم پاتا رہا اور آخر ۱۹۱۳ء مین وہ جودھپور واپس آیا۔

لارڈ ہارڈنگ وایسراے ہند نے جودھپور تشریف لیجاکر ۴ مارچ ۱۹۱۶ء کو وہان دربار منعقد کرکے نوجوان مہاراجہ کو اختیارات ریاست عطا کئے اور مہاراج پرتاب سنگھ ریجنٹ جو میدان جنگ مین برٹش افواج کے پہلو بہ پہلو جرمن کی فوج سے معرکہ آرا تھا اپنے عہدے سے مستعفی ہوگیا اور ۱۹۱۸ء مین مہاراجہ سمیر سنگھ گذر گیا۔

۳۴۔ مہاراجہ رنبھیر سنگھ

۲۴۔ اکتوبر ۱۹۱۸ء کو متوفی نوجوان مہاراجہ سمیر سنگھ کا سوگ اُٹھایا گیا اور دسہرہ منانے کے بعد شام کو آنجہانی مہاراجہ کے منجھلے بھائی مہاراجہ رنبھیر سنگھ مسند نشین ہوے جنکی عمر اُس وقت ۱۵ سال کی تھی اور اُنکے والد کے چچا مہاراج پرتاب سنگھ یورپ سے واپس آکر والی ریاست کی

کم سنی کے باعث ریجنٹ کے فرائض انجام دینے لگے ۴ ستمبر ۱۹۲۲ء کو مہاراجہ پرتاب سنگھ نے انتقال کیا۔
۱۹۲۳ء مین ملک معظم نے مہاراجہ کو فوج کا آنریری کپتان بنایا جانا منظور فرمایا۔
۱۷ جون ۱۹۲۳ء کو مہاراجہ کے شکوے مین ولی عہد پیدا ہوا۔
جودھپور کے تمام جاگیرداروں کے قبضے مین تخمیناً پچاس لاکھ روپے سالانہ آمدنی کی زمین ہے سندھی صاحبزادہ عباس علی خان کی عزت تمام سرداروں سے خاص طور پر زیادہ ہے۔
اوّل اور دوسرے درجے کے سرداروں کا نقشہ یہان درج کیا جاتا ہے یہ دونوں درجے کے سردار پانچسو روپیہ سالانہ آمدنی پر ایک سوار کے حساب سے نوکری اور حاضری دیتے ہین۔

نمبر شمار	نام ٹھکانا	قوم	تعداد گانون	سالانہ آمدنی	کیفیت
۱	پوکرن	چانپاوت راٹھوڑ	۱۰۰	۱۰۰۰۰۰	یہ ٹھکانا بہت زبردست ہے
۲	آسوپ	کونپاوت	۵	۴۰۰۰۰	راٹھوڑ
۳	کھیروہ	جودھا	۱۰	۳۰۰۰۰	ایضاً
۴	راس	اوداوت	۱۷	۴۰۰۰۰	ایضاً
۵	نیماج	〃	۱۰	۴۰۰۰۰	ایضاً
۶	اہوہ	چانپاوت	۱۶	۱۶۰۰۰	یہ جاگیر پہلے زیادہ تھی
۷	ریان	میرتیہ	۸	۳۶۱۰۰	راٹھوڑ
۸	بھادراجون	جودھا	۲۷	۳۲۰۰۰	راٹھوڑ
۹	راے پور	اوداوت	۳۸	۵۰۰۰۰	ایضاً
۱۰	گچاون	میرتیہ	۱۶	۴۸۰۰۰	ایضاً
۱۱	گھانے راو	ایضاً	۴۲	۴۵۰۰۰	یہ تقریباً سوا سو برس پہلے میواڑ کا ماتحت تھا
۱۲	آہور	چانپاوت	۱۰	۲۳۰۰۰	راٹھوڑ
۱۳	داسپہ	ایضاً	۱۳	۲۶۰۰۰	ایضاً
۱۴	رویٹ	ایضاً	۱۱	۱۷۰۰۰	ایضاً
۱۵	کنٹالیہ	کونپاوت	۱۲	۱۴۰۰۰	ایضاً
۱۶	لانبیا	اوداوت	۰	۱۹۰۰۰	ایضاً
۱۷	گولر	میرتیہ	۵	۲۳۵۰۰	ایضاً
۱۸	بھکھری	ایضاً	۵	۱۹۵۰۰	ایضاً

نمبر شمار	نام ٹھکانہ	قوم	تعداد گانون	سالانہ آمدنی	کیفیت
۱۹	بوڑھسو	میرتیہ	۲۴	۳۸۰۰۰	راٹھوڑ
۲۰	مینڈھا	ایضاً	۲۹	۳۷۰۰۰	ایضاً
۲۱	ہلوندا	ایضاً	۶	۲۰۵۰۰	ایضاً
۲۲	کھیم سر	کرمسوت	۳۲	۱۲۰۰۰	ایضاً
۲۳	راکھی	چوہان	۲۲	۲۲۰۰۰	غیر قوم جاگیردار
۲۴	کانانہ	کرنوت	۳	۱۲۰۰۰	راٹھوڑ
۲۵	منانا	میرتیہ	۷	۱۷۰۰۰	ایضاً
۲۶	پالاسنی	اوداوت	۲	۱۴۰۰۰	ایضاً
۲۷	کھینواڑا	چانپاوت	۱۷	۱۶۵۰۰	ایضاً
۲۸	باکرہ	ایضاً	۷	۱۷۵۰۰	ایضاً
۲۹	چنداول	کونپاوت	۸	۲۲۰۰۰	ایضاً
۳۰	اگیوہ	اوداوت	۳	۲۱۰۰۰	ایضاً
۳۱	آلنیاواس	میرتیہ	۴	۱۴۰۰۰	ایضاً
۳۲	چانوڈ	ایضاً	۲۴	۳۴۰۰۰	ایضاً
۳۳	جاولا	ایضاً	۸	۳۸۰۰۰	ایضاً
۳۴	برو	ایضاً	۱۲	۳۳۰۰۰	ایضاً
۳۵	میٹھڑی	ایضاً	۱۵	۲۸۰۰۰	ایضاً
۳۶	لاڈنو	جودھا	۷	۲۰۰۰۰	ایضاً
۳۷	بگڑی	جیتاوت	۷	۱۶۰۰۰	ایضاً
۳۸	کلیان پور	چوہان	۷	۱۰۰۰۰	غیر قوم
۳۹	کھجولہ	بھاٹی	۸	۱۵۰۰۰	چندر بنسی غیر قوم
۴۰	بھلامنڈ	راناوت	۸	۱۵۰۰۰	غیر قوم
۴۱	ڈوڈیانہ	میرتیہ	۹	۳۳۰۰۰	راٹھوڑ

فصل۔ تاریخ بیکانیر

جغرافیہ

راج بیکانیر جو راجپوتانے کے شمال مین پھیلا ہوا ہے وہ زمین کے حساب سے جودھپور کے سوا دوسری تمام ریاستون سے وسعت مین زیادہ ہے لیکن باوجود اس کے ریگستانی مُلک ہونے کی وجہ سے آمدنی تخمیناً ساڑھے آٹھ لاکھ روپیہ سالانہ سے کچھ زیادہ تھی جس کو آبپاشی کے ذریعہ بہم پہونچا کر چوراسی لاکھ روپیہ تک موجودہ والی مُلک کی بیداری نے پہونچا دیا۔ اُس کے شمال مین ہریانہ علاقہ ہانسی حصار۔ مغرب مین بھاولپور اور جیسلمیر کا علاقہ ہے۔ جنوب مین جودھپور کا راج اور مشرق مین شیخاوائی مُلک جیپور ہے۔ طول مشرق سے مغرب تک دو سو میل عرض شمال سے جنوب کو ایک سو ساٹھ میل۔ رقبہ سترہ ہزار چھ سو چھتیس مُیل مربع اور بقولے ۲۳۳۱۱ میل مربع آبادی قریباً چھ لاکھ آدمی ریاست بیکانیر خطوط عرض بلد شمالی ۲۷ درجہ ۳۰ دقیقہ اور ۲۹ درجہ ۵۵ دقیقہ اور طول بلد مشرقی ۷۲ درجہ ۳۰ دقیقہ اور ۷۵ درجہ ۴۰ دقیقہ کے مابین واقع ہے۔

اس ریگستانی مُلک مین تین حصہ جاٹون کے سوا صرف ایک چوتھائی مین راٹھوڑ۔ سارسوت برہمن اور جوئیہ۔ واہیہ۔ سنگولیا راجپوت جو مسلمان ہوگئے ہین۔ چارن۔ بھاٹ۔ مالی اور نائی قوم کے لوگ آباد ہین اور کسی قدر غار تگر چاوڑہ اور تھوری وغیرہ بھی بستے ہین۔ یہ سب گوشت کھاتے ہین اور راجپوتانے وغیرہ کے دوسرے لوگون کی طرح پرہیز کم رکھتے ہین۔ سارسوت برہمن بھی مثل اور ملک کے برہمنون کے پرہیز نہین رکھتے گوشت کھاتے اور تمباکو پیتے ہین کھانا کھانے کے وقت اس بات کی پروا نہین کی جاتی کہ وہ کس کے ہاتھ کا پکایا ہوا ہے یہان پر جانورون مین اونٹ بہت عمدہ اور قیمتی ہوتا ہے جس کارآمد ہونے کے سبب ریتے کی ناؤ کہنا چاہیے جنگل مین رہنے والے آدمی بھیڑ بکریان بہت پالتے ہین جن کی اون سے کمبل اور دوسرے باریک کپڑے پسند کے لائق بُنے جاتے ہین ان سب جانورون کو دو دو چار چار روز کے بعد پینے کے واسطے پانی نصیب ہوتا ہے اور وہ عادت کے موافق اُس پر صبر رکھتے ہین۔

درمیانی ملک کے سوا جس مین کہین گیہون چنا اور جَو بویا جاتا ہے عام پیداوار کی چیزین باجرا موٹھ۔ اور تل سمجھے جاتے ہین۔ شمال و مغربی علاقے مین اس قدر کثرت کے ساتھ ریت کا میدان پھیلا ہوا ہے کہ جس مین کہین کیر اور بیر وغیرہ کی جھاڑی کے سوا جو اکثر جانورون کے کھانے مین آتی ہے بالکل کوئی چیز گھانس تک پیدا نہین ہوتی۔ ہر طرف ریت کے ٹیلے پہاڑیون کی طرح نظر آتے ہین جن کے گرمی مین تیز ہوا کے سبب اُڑنے اور جگہ بدلنے سے اکثر خوف رہتا ہے۔ علی العموم کل ملک مین پانی تابا ہے اکثر سطح زمین سے دو سو چار سو فٹ عمق پر ہوتا ہے جہان قریب ہے زیادہ تر شور ہوتا ہے پانی جمع کرنے کے واسطے جو حوض جنکو ٹانکا کہتے ہین بنا لیتے ہین اُن مین برسات کا پانی فراہم کیا جاتا ہے جب وہ خرچ و خشک ہو جاتا ہے تو پھر

اُنھین عمیق کنوون کے پانی سے کام چلتا ہے بیکانیر مین ایک کنوان تین سو چار سو فٹ عمیق کھودا تھا اُسمین ایسے زور سے پانی نکلا کہ ساٹھ فٹ کے عمق تک بھر گیا اور دس فٹ سے زیادہ پانی کم نہوا اور یہ بھی دریافت ہوا کہ نو دس میل کے فاصلے پر کنوؤن مین جو چیز گر گئی تھی اُس کنوین مین سے نکلی اس تمام خرابی پر بعض قدرتی چیزین لکڑی اور تربوز جسے یہان متیرہ کہتے ہین بڑی غنیمت سمجھی جاتی ہین - تربوز کی قاشین کاٹ کر سکھا لیتے ہین جو پیداوار کی کمی اور قحط کے موقع پر جس کا ہمیشہ اندیشہ بنا رہتا ہے کام مین لائی جاتی ہین یہان کے جنگل کا تربوز ہندوستان کے تربوز سے بہت بڑا ہوتا ہے اس سبب سے اُس کی مقدار کی نسبت مبالغہ بھی بہت کرتے ہین مگر اس مین شک نہین کہ بعض تربوز تین یا چار فٹ محیط کا ہوتا ہے اور جس شاخ مین لگتے ہین وہ مثل عام تربوز کے باریک ہوتی ہے بعض جگہ نمک اور سجی بھی تیار کی جاتی ہے جو بکنے کے واسطے دوسرے ملکون تک پہونچتی ہے اس ملک مین چند کنوین ایسے ہین کہ اُنکے پانی سے روا خوب جمتا ہے روہیلکھنڈ اور ممالک متحدہ آگرہ و اودھ سے شکر لاکے مصری بناتے ہین مکسر رواجمتا ہے یہان کی مصری کل ہندوستان مین جاتی ہے سفیدی اور صفائی مین اس سے بہتر اور کہین کی نہین ہوتی اس ریگستانی ملک مین وقت پر باران رحمت کے نزول سے کچھ موٹا غلہ پیدا ہو جاتا ہے اگر بدقسمتی سے بارش نہو تو بس قیامت ہی آجاتی ہے ریاست نے گورنمنٹ کی مربیانہ توجہ سے احداث انہار کر کے ریاست کا معقول رقبہ سرسبز و شاداب کر کے بیکانیریون کو ہیروبجات مین جا کر گداگری و محنت و مزدوری سے دن کاٹنے کی وقت اور مصیبت سے بچا لیا شہر بیکانیر جس مین پچاس ہزار کے قریب آدمی بستے ہین کنکریلی اور غیر موزون زمین پر آباد ہے اُسکے گرد شہر پناہ اور برج وغیرہ بنے ہوئے ہین یہ شہر عرض بلد شمالی ۲۸ درجہ طول بلد مشرقی ۷۳ درجہ ۲۲ دقیقہ پر واقع ہے -

تاریخی احوال

بیکانیر والے جن کی ریاست اس وقت سے کچھ اوپر چار سو برس پہلے قائم ہوئی ہے جودھپور کے راٹھوڑ خاندان کی شاخ مین ہین جب کہ مارواڑ کے راؤ جودھا نے سمت ۱۵۱۵ مین پُرانی راج دھانی منڈور کے عوض شہر جودھپور آباد کیا تو اُس کا ایک بیٹا بیکا نام اپنے چچا کاندھل کی مدد سے تین سو راٹھوڑ لیکر شمالی ویران علاقے مین فتحمندی کے ساتھ بڑھتا چلا گیا جس نے جانگلو مقام کے سانکھلہ راجپوتون کو برباد اور پوگل کے بھاٹیون کو زیر کر کے وہان کے رئیس کی لڑکی سے شادی کی اور کورم دیسر مقام پر مضبوطی سے جماؤ کرنے کے بعد تمام جاٹون کو جو مدت سے علاقے مین پھیلے ہوئے تھے اور آپس کے جھگڑون سے ضعیف ہو رہے تھے اپنا تابع بنا لیا - جاٹون کے اطاعت قبول کرنے پر جن کے سردار شیخ سرا ور رانیہ مقام مین رہتے تھے بیکا نے بھی اُنکے ساتھ رعایت کا برتاؤ قائم رکھا اس اتفاق سے جاٹون نے بیکا کو ہر موقع پر مدد دی شمالی طرف جو یہ راجپوتون کو زیر کر کے مغربی سمت بھاٹی لوگون سے بھاگور مقام چھین لینے کے بعد اُس علاقے مین

بیساکھ بدی ۱۵ سمت ۱۵۴۵ مطابق سنہ ۱۴۸۹ء کو منڈور چھوٹنے سے تینتیس برس کے بعد بیکا نے اپنے نام پر شہر بیکانیر کی بنیاد ڈالی۔ یہ شہر عرض بلد شمالی ۲۸ درجہ اور طول بلد مشرقی ۷۳ درجہ ۲۲ دقیقہ پر واقع ہے جب بیکا نئے علاقے پر جم گیا تو اُس کے چچا کاندھل نے زیادہ شمالی طرف قدم بڑھا کر چاٹوں کی اور جاگیریں ضبط کین جہان اُس کی اولاد جو کاندھلوت کہلاتی ہے اور فتحمندی کے ٹھکنڈے سے بہت کم رئیس کی اطاعت کرتی ہے آباد ہے آخر کاندھل مقام حصار کے بادشاہی صوبہ دار کے مقابلے پر مارا گیا جس سے اُس کی ترقی کا سلسلہ رُک گیا۔ اور کاندھل کا نامور بھتیجا بیکا بھی اپنی راجدھانی کے بسانے سے چھ برس کے بعد چھیاسی برس کی عمر پا کر گذر گیا۔

۱۔ راؤ بیکا

(سال پیدائش) سمت ۱۴۹۵ مطابق سنہ ۱۴۳۹ء
(سال مسند نشینی) سمت ۱۵۴۵ مطابق سنہ ۱۴۸۹ء
(سال وفات) سمت ۱۵۵۱ مطابق سنہ ۱۴۹۵ء

یہ پہلا نامور شخص ہے جس نے اپنی ہمت سے علحدہ ریاست پیدا کر کے اپنے نام پر شہر بیکانیر بسایا مرنے کے بعد اُس نے تیرہ بیٹے چھوڑے تھے جن میں سے بڑا نا راجی مسند نشین ہوا۔ دو بیٹے بیکا کے بھائی رئیس پوگل کی دختر سے تھے انمیں سے ایک کا نام گرسی تھا جسکی اولاد اس کثرت سے ہوئی کہ وہ گرسوت بیکا کر کے مشہور ہین۔

۲۔ راؤ نا راجی

(سال پیدائش) سمت ۱۵۲۶ مطابق سنہ ۱۴۷۰ء
(سال مسند نشینی) سمت ۱۵۵۱ مطابق سنہ ۱۴۹۵ء
(سال وفات) ایضاً

یہ چند روز راج کر کے لاولد مر گیا۔ جس سے اس کا دوسرا بھائی لون کرن ریاست کا مالک بنا۔ یہ لڑکا دختر بھاٹی رئیس پوگل کے بطن سے تھا۔

۳۔ راؤ لون کرن

(سال پیدائش) سمت ۱۵۲۷ مطابق سنہ ۱۴۷۱ء
(سال مسند نشینی) سمت ۱۵۵۱ مطابق سنہ ۱۴۹۵ء
(سال وفات) سمت ۱۵۸۳ مطابق سنہ ۱۵۲۷ء

اس نے مغربی سرحد پر کچھ علاقہ بھاٹیون کا دبایا اسکے بڑے کنور رتن سنگھ نے ولی عہدی کا دعوے چھوڑ کر مہاجن مقام کی جاگیر جس کے متعلق (۱۴۰) گانوں تھے لینی قبول کی جس سے لون کرن کے

مرنے کے بعد اُس کا دوسرا بیٹا جیت سی راج کی گدی پر بیٹھا۔

۴۔ راؤ جیت سی

(سال پیدائش) سمت ۱۵۴۶ مطابق سنہ ۱۴۹۰ء
(سال مسند نشینی) سمت ۱۵۸۳ مطابق سنہ ۱۵۲۷ء
(سال وفات) سمت ۱۵۹۸ مطابق سنہ ۱۵۴۲ء

جیت سی نے سرکش سرداروں کو دبا کر بیدار اٹھوڑ کی اولاد پر جو مدت سے یہاں آکر آزادی کے ساتھ رہتی تھی خراج اور کئی قسم کا محصول قائم کیا۔ اس کے وقت مین جودھپور کے نامی راؤ مالدیو نے بیکانیر چھین لیا تھا جو کرنل ٹاڈ کے قول کے موافق اس کے بیٹے کلیان مل کو اکبر بادشاہ کی مدد سے واپس ملا۔

۵۔ راؤ کلیان مل

(سال پیدائش) سمت ۱۵۷۵ مطابق سنہ ۱۵۱۹ء
(سال مسند نشینی) سمت ۱۶۰۱ مطابق سنہ ۱۵۴۵ء
(سال وفات) سمت ۱۶۲۸ مطابق سنہ ۱۵۷۲ء

کلیان مل اپنے باپ کے بعد ڈوبرس تک بیکانیر سے علحدہ علاقے مین گذر کرتا رہا۔ سمت ۱۶۰۰ مطابق سنہ ۱۵۴۴ء مین جب شیر شاہ بادشاہ نے مارواڑ پر چڑھائی کی اور مالدیو کو اُس کے مقابلے کی فکر پڑی تو راؤ کلیانمل نے اپنے باپ دادا کی راجدھانی بیکانیر پر قبضہ کر لیا۔ کرنل ٹاڈ نے لکھا ہے کہ اس کو کچھ عرصہ کے بعد بیکانیر اکبر بادشاہ کی مدد سے ملا۔ ہمارے خیال سے پہلا بیان صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ سمت ۱۶۲۷ مطابق سنہ ۱۵۷۱ء مین جبکہ مالدیو مر چکا تھا کلیان مل نے اکبر بادشاہ کے ناگور آنے پر اپنے بیٹے راے سنگھ کے ساتھ پہلی بار حاضر ہو کر بادشاہی اطاعت قبول کی اور کسی سبب سے اپنے بھائی کان سنگھ کی بیٹی اکبر کو بیاہ دی۔ کچھ دنون کے بعد اُس کا انتقال ہو گیا۔

۶۔ راؤ راے سنگھ

(سال پیدائش) سمت ۱۵۹۸ مطابق سنہ ۱۵۴۲ء
(سال مسند نشینی) سمت ۱۶۲۸ مطابق سنہ ۱۵۷۲ء
(سال وفات) سمت ۱۶۶۸ مطابق سنہ ۱۶۱۲ء

راؤ کلیان مل راٹھوڑ والی بیکانیر کا بیٹا تھا۔ سنہ ۱۵ جلوس اکبری مین باپ کے ساتھ ملازمت اکبری مین منسلک ہوا۔ سنہ ۹۷۹ ہجری مین ابراہیم حسین مرزا کی تنبیہ کے واسطے گجرات پر بندات خاص بھیجا گیا تو سروہی پہونچ کر راے سنگھ کو جودھپور مین متعین کیا کہ وہ وہان کا انتظام رکھے اور گجرات کے راستے کی حفاظت کرے تاکہ رانا اودیپور کی شرارت سے کسی بادشاہی آدمی کو نقصان نہ پہونچے اور جا بجا اطراف

ممالک کے حکام کے نام حکم بھیجدیے گئے کہ وقت پر راے سنگھ کو مدد دین جب ابراہیم حسین مرزا سنبھل کی لڑائی مین شکست کھاکر نگاکور کی طرف آیا راے سنگھ نے خبر پاتے ہی اُسے دم لینے کی فرصت ندی اور مع فرخ خان وغیرہ امراے ہمراہی کے اُسپر جاگرا ابراہیم حسین مرزا شکست کھاکر بھاگ گیا۔

۹۸۱ھ ہجری کی اُس چڑھائی مین جو اکبر نے خان اعظم مرزا عزیز کو بچانے کے لئے گجرات پر بڑی تیزی اور دلیری کے ساتھ کی تھی راے سنگھ پہلے سے روانہ کردیا تھا اس مہم مین شریک ہوکر اُس نے اپنی ہمت مردانہ کے جوہر دکھائے اور مورد تحسین ہوا۔

کرنل ٹاڈ نے لکھا ہے کہ اُونے یہ بات خود اختیار کی کہ وہ اپنے باپ کے پھول گنگا کو لیجائے اس وقت دہلی کے تخت پر اکبر اعظم شہنشاہ تھا اور ودا اور راے سنگھ دونون ہمسن تھے اس لئے کہ دونون سے راول جیسلمیر کی بیٹیان کہ باہم بہنین تھین بیاہی ہوئی تھین۔ جب راے سنگھ آمیر والے مان سنگھ کے ذریعہ سے حاضر دربار ہوا تو شہنشاہ نے اُس کو چار ہزاری منصب اور راجہ کا خطاب اور صوبہ حصار عنایت کیا اسوقت جودھپور والا مالدیو معرض عتاب بادشاہی مین تھا اُس کا زرخیز ضلع ناگور بھی اُس سے چھین لیا تھا جو راے سنگھ کو مرحمت ہوا اس بیان مین بہت خلط وخبط ہے راو مالدیو اس وقت زندہ نہ تھا اور نہ ناگور کسی کو دیا گیا تھا۔

اس راو پر اکبر کی بڑی مہربانی تھی ۱۹ھ جلوس مین شاہ قلی خان کے ہمراہ چندرسین پسر راو مالدیو کی سرکوبی پر مامور ہوا اور اُس کو دباتا ہوا قلعہ سوانہ مین محصور کردیا جب مدت محاصرہ نے طول کھینچا فوج کو محاصرے پر چھوڑ کر دربار مین حاضر ہوا اور تازہ دم فوج ساتھ لیکر واپس گیا لیکن قلعہ بہت مضبوط تھا فتح نہو سکا تو ۲۱ھ جلوس مین اکبر نے شہباز خان کنبوہ کو اس مہم پر مامور کرکے اسے واپس بلالیا۔ اسی سال ترسون خان کے ہمراہ رکہر جالور کے رئیس تاج خان کو جس کی اولاد مین اب پالن پور کے نواب ہین اور سروہی کے راو سرتان دیوڑہ کو جس نے بغاوت کی تھی بادشاہی حضور مین حاضر کردیا اور کچھ عرصے تک آبو پر اُسکے راجپوتون کا قبضہ رہا بعض تواریخ مین اسی طرح لکھا ہے سروہی کی تاریخ مین راؤ سرتان کے بیان مین اس کی تفصیل دیکھو اس کے بعد سید ہاشم بارہ کے ساتھ قصبۂ نادوت سرحد اودیپور پر تعینات ہوا جب زمیندار سروہی دربار سے بلا اجازت اپنے وطن کو چلدیا یہ پھر اُس کی تادیب پر مامور ہوا اور قلعہ باگو گڑھ کو فتح کرکے حسب الحکم واپس آیا۔ ۹۸۹ھ ہجری مین محمد حکیم مرزا کے جو اکبر کا سوتیلا بھائی اور کابل کا حاکم تھا ہندوستان پر حملہ کرنے کی خبر گرم ہوئی اکبر نے خود پنجاب چلنے کا ارادہ کیا اول راے سنگھ کو بہت سے منصب داورون ہاتھیون اور بہت سے سامان جنگ کے ساتھ روانہ کیا پیچھے سے خود بھی روانہ ہوا محمد حکیم لاہور تک آکر پھر گیا اکبر نے راجہ مان سنگھ اور راؤ راے سنگھ کو شاہزادۂ مراد کے ساتھ آگے روانہ کیا اور انکے جانے کے بعد خود بھی کابل روانہ ہوا اس فوج نے کئی خون ریز معرکے مار کر مرزا محمد حکیم کو شکست پر شکست دی جب کابل مین بادشاہ پہونچا آخر بھائی ہی تھا خطا معاف کی اور دوبارہ ملک بخشی کرکے واپس چلا آیا

راستے مین راے سنگھ کو صوبہ پنجاب مین تعینات کردیا سنہ ۳۰ جلوس (سمت ۱۶۴۲ مطابق سنہ ۱۵۸۶ع) مین راے سنگھ نے ابوالقاسم کے ساتھ جاکر بلوچون کا فساد دور کیا۔ سنہ ۳۱ جلوس مین اکبر نے اس خاندان کے ساتھ بھی سلسلہ تقرابت قائم کرنا مناسب سمجھا راے سنگھ کی دختر کی خواستگاری شاہزادہ سلیم کے واسطے کی راے سنگھ نے بھی اکبر کی محبت مین کچھ عذر نہ کیا اور نہایت خوشی اور دھوم دھام کے ساتھ اپنی لڑکی کا عقد شاہزادہ سلیم کے ساتھ کردیا اور ساعت سعید مین یہ بیکانیری بیگم محل سراے شاہی مین داخل ہوئی۔ سنہ ۳۵ جلوس (سمت ۱۶۴۷ مطابق سنہ ۱۵۹۱ع) مین راے سنگھ رخصت لیکر بیکانیر گیا اور یہان پہونچ کر اُس نے فسادی جوئیہ اور جاٹون کی اکثر جاگیرین ضبط کرلین سنہ ۳۶ جلوس مین وطن سے واپس آکر خان خانان مرزا عبدالرحیم خان کی کمک پر مہم ٹھٹہ مین مامور ہوا۔ سنہ ۳۸ جلوس مین راجہ رام چندر بھگیلا مرگیا بادشاہ نے اُس کے بیٹے بیر بھدر کو جو راے سنگھ کا داماد تھا خلعت حکومت باندھو وغیرہ عطا کرکے دربار سے روانہ کیا بیچارہ سنگھاسن پر سوار جارہا تھا کہ راستے مین اُس پر سے گر پڑا اور خون ڈالکر ہزارون امیدین لیے ہوئے ملک عدم کو سدھارا اکبر کو بہت رنج ہوا تعزیت کے واسطے راے سنگھ کے مکان پر گیا بہت تسلی تشفی کی اور نوازشہاے شاہانہ سے سربلند کیا راے سنگھ کے ایک نوکر نے کسی غریب کو ستایا وہ روتا پیٹتا دربار شاہی مین آیا رحم دل بادشاہ کو یہ بات ناگوار گذری اُس نوکر کو راے سنگھ سے طلب کیا راٹھوڑون نے اُسے بھگا دیا اس قصور مین چند روز تک مورد عتاب رہا پھر قصور معاف ہوا۔ بعض کہتے ہین کہ سمت ۱۶۵۶ مطابق سنہ ۱۶۰۰ع مین راؤ کا بڑا بیٹا دلپت سنگھ دکن سے بیکانیر کو بھاگ آیا اور فوجی دباؤ سے واپس حاضر ہوا لیکن بادشاہ کو باپ بیٹون کی ملاوٹ معلوم ہوجانے سے کچھ دنون تک راؤ کا سلام بندر پر حاضری کی پھر اجازت ملی جب مہم دکن کی روانگی کا حکم ہوا آگرے سے چلکر راستے سے بیکانیر کو مڑ گیا بادشاہ نے کئی فرمان بھیجے صلاح الدین نے زبانی کہلا بھیجا کہ اگر دکن جانا منظور نہین ہے تو دربار مین حاضر ہو لیکن یہ نہ دکن گیا نہ دربار مین اکبر نا زبرداری کے اوصاف مین بے نظیر تھا کچھ نہ بولا آخر کار جب اکبر کی نازبرداری حد سے گذر گئی تو پشیمان ہوکر خود بخود دربار مین آموجود ہوا سنہ ۴۵ جلوس مین شیخ ابوالفضل کے ساتھ مہم ناسک پر متعین ہوا اسی عرصے مین اُس کے بیٹے دلپت سنگھ نے بیکانیر مین شورش برپا کی یہ بادشاہ سے اجازت لیکر بیکانیر روانہ ہوا اور بیٹے کو ساتھ لیکے سنہ ۴۶ جلوس مین واپس آیا۔

راے سنگھ اکبر کے آخر عہد یعنی سنہ ۱۰۱۴ ہجری مطابق سنہ ۱۶۰۵ع تک منصب چار ہزاری پر سرفراز تھا جہانگیر نے تخت سلطنت پر جلوس فرماکر اپنے اول سال جلوس پر راے سنگھ کو ہزاری ذات کی ترقی سے پانچہزاری ذات اور چار ہزار سوار کا منصب عنایت کیا جو اُس وقت تک جیپور اور جودھپور والون کے سوا دوسرون کو نہ ملا تھا۔

جب شاہزادۂ خسرو باپ سے باغی ہوکر پنجاب کی طرف بھاگا جہانگیر اُسکے تعاقب مین خود پنجاب روانہ ہوا رخصت کے وقت راے سنگھ کو حکم دیا کہ جس وقت بیگمات طلب کرون اُنکی سواری کے ہمراہ آنا جب بیگمات کی طلبی کا حکم آیا یہ سواری کے ہمراہ آگرے سے روانہ ہوا جب متھرا پہونچا مختلف افواہین سُنین اور بیکانیر کو سیدھا ہولیا اور نتیجہ دیکھنے کو اپنے وطن کو بھاگ آیا لیکن خسرو کے گرفتار ہو جانے کے بعد بادشاہ نے تنبیہ کے واسطے فوجین روانہ کین سنہ ۲ جلوس مین نہایت پشیمان اور شرمندہ ہوکر ہاتھ باندھے ہوئے دربار مین چلا آیا امیر الامرا شریف خان نے بہت سفارش کی باہمت بادشاہ نے قصور معاف کرکے پھر منصب پنجہزاری بحال کردیا۔ سنہ ۱۰۳۱ ہجری مین وفات پائی اور کنور دلپت سنگھ جو دکن کی مہم پر گیا ہوا تھا راج کا مالک ہوا

۷۔ راؤ دلپت سنگھ

(سال پیدائش) سمت ۱۶۲۱ مطابق سنہ ۱۵۶۵ء

(سال مسند نشینی) سمت ۱۶۶۸ مطابق سنہ ۱۶۱۲ء

(سال وفات) سمت ۱۶۷۰ مطابق سنہ ۱۶۱۴ء

راؤ راے سنگھ بیکانیری کا بیٹا تھا شہنشاہ اکبر کے عہد مین منصب پانصدی پر سرفراز تھا سنہ ۳۶ جلوس مین خان خانان عبدالرحیم خان کی کمک پر مہم ٹھٹہ مین مامور ہوا لڑائی کے دن باوجود اسکے کہ جمعیت معقول رکھتا تھا کچھ ہمت نہ دکھائی اور دور سے تماشا دیکھتا رہا سنہ ۴۵ جلوس مین بلا رخصت بیکانیر چلا گیا اور وہان جاکر شورش برپا کی باپ دربار مین موجود تھا یہ حال سنکر رخصت لیکر بیکانیر گیا اور بیٹے کو ساتھ لاکر بادشاہ کے قدمون پر گرادیا۔

جہانگیر کے عہد مین باپ کے ساتھ پھر بیکانیر چلا گیا جب شاہی فوجین باپ بیٹے کی سرکوبی پر مامور ہوئین یہ بیکانیر سے بھاگا زاہد خان اور شیخ عبدالرحمن نے ناگور کے قریب جا گھیرا یہ خوب جمکر لڑا لیکن شکست کھائی اور بہزار دشواری پہاڑ مین گھس کر جا بچا سنہ ۳ جلوس مین خان جہان کی خوشامد اور اُسکی سفارش سے قصور معاف ہوکر دربار مین طلب ہوا اور منصب پر بحال ہوکر صوبۂ دکن مین متعین ہوا۔

سنہ ۷ جلوس مین باپ کے مرنے کا حال سنکر دربار مین حاضر ہوا اُسکے راج ملنے کا احوال جہانگیر نے اپنے تزک مین اس طرح لکھا ہے سنہ ۱۰۲۱ ہجری (مطابق سمت ۱۶۶۸ و سنہ ۱۶۱۲ء) مین دلپت نے دکن سے آکر حاضری دی اُس کا باپ راے سنگھ مرگیا تھا جس سے اُسکو راؤ کا خطاب اور خلعت دیا گیا مرلے سنگھ کے ایک دوسرا بیٹا سورج سنگھ بھی تھا جسکو وہ ولی عہد کرنا چاہتا تھا کیونکہ اُسکی مان سے وہ زیادہ محبت رکھتا تھا جس وقت راے سنگھ کے گذرنے کا ذکر میرے سامنے کیا جاتا تھا سورج سنگھ کم عمری اور کم عقلی سے عرض کرنے لگا کہ باپ نے مجھے ولی عہد بناکر ٹیکہ دیا ہے یہ بات مجھکو بری معلوم ہوئی اور مین نے کہا کہ اگر تیرے باپ نے تجھے ٹیکہ دیا ہے تو ہم دلپت کو دیتے ہین۔ مین نے اپنے ہاتھ سے دلپت کے ٹیکہ لگا کر اُس کی موروثی

جاگیر بحال رکھی اور پٹنے کے ناظم مرزا رستم کے مددگارون مین مقرر کرکے اُس کو دوہزاری ذات اور ہزار سوار کا منصب عنایت کیا دلپت سنگھ کم عقل اور کوتاہ اندیش تھا اگر راہ راست پر چلتا تو بہت ترقی کرجاتا مگر اُسپر نخوست کی گھٹا چھارہی تھی بادشاہ نے منصب مین پانصدی کا اضافہ کرکے مرزا رستم صفوی کی کمک پر بھیجے جانے کا حکم دیا اُسکے دماغ مین خودی کا کیڑا زور مار رہا تھا راستے سے بیکانیر چلدیا بادشاہ نے ناراض ہوکر اُسکے چھوٹے بھائی سورج سنگھ کو فوج کے ساتھ اُس کی سرکوبی کے واسطے روانہ کیا بیکانیر کے پاس مقابلہ ہونے پر دلپت سنگھ شکست کھاکر حصار کی طرف بھاگا جہان کے بادشاہی فوجدار ہاشم خان خوستی نے اُسے گرفتار کرکے بادشاہ کے حضور مین بھیجدیا چونکہ کئی مرتبہ بغاوت کرچکا تھا بادشاہ نے قتل کرادیا۔

بیکانیر کی دیسی تاریخ کا بیان ہے کہ وہ اپنے ایک سردار وغیرہ کی مدد پاکر بادشاہی قید سے نکل جانے کے ارادے پر مقابلے مین مارا گیا۔

۸ - راؤ سورج سنگھ المعروف بہ سورجھوریہ

(سال پیدائش) سمت ۱۶۵۱ مطابق سنہ ۱۵۹۵ء
(سال مسند نشینی) سمت ۱۶۷۰ مطابق سنہ ۱۶۱۴ء
(سال وفات) سمت ۱۶۸۸ مطابق سنہ ۱۶۳۲ء

راو راے سنگھ بیکانیری کا چھوٹا بیٹا تھا باپ اسی کو اپنا جانشین مقرر کرنا چاہتا تھا مگر جہانگیر نے اس کے بڑے بھائی دلپت سنگھ کو جانشین مقرر کیا اور اس کو منصب مناسب پر سرفراز کیا جب سنہ سات جلوس مین دلپت سنگھ نے مخالفت پر کمر باندھکر بغاوت اختیار کی تو جہانگیر نے اُس کو اُسکی سرکوبی کے واسطے روانہ کیا اس نے بھائی کو شکست دیکر بھگا دیا اس نے اپنے بڑے بھائی کے قید و قتل ہونے کے بعد راج پاکر سمت ۱۶۸۶ مطابق سنہ ۱۶۲۰ء مین دوہزاری ذات ہزار سوار کا منصب حاصل کیا جہانگیر کے اخیر عہد تک سورج سنگھ منصب سہ ہزاری ذات دوہزار سوار تک پہونچا شاہ جہان نے پہلے سال جلوس مین علم و نقارہ دیکر چارہزاری ذات دوہزار سوار سے مفتخر کیا اور خان خانان مہابت خان کے ساتھ نذر محمد خان والی بلخ کے مقابلے پر جس نے کابل پر حملہ کیا تھا متعین کیا[۲] سنہ جلوس مین خان جہان لودی کے تعاقب پر مامور ہوا[۳] سنہ جلوس مین مہم دکن مین تعینات ہوا اور خدمات نمایان انجام دیکر [۴] سنہ جلوس مطابق سنہ ۱۰۴۰ ہجری مین انتقال کیا کرن اور ستر سال دو بیٹے تھے کرن باپ کا جانشین ہوا ستر سال کو بادشاہ نے منصب پانصدی پر سرفراز کیا سنہ جلوس تک منصب ہفت صدی ذات ششش صد سوار پر سرفراز تھا راو سورج سنگھ کے وقت مین بچھاوت مہتا جو اوسوالون کی ایک شاخ ہے اور جنھون نے ملکی کاروبار مین بہت اختیار پیدا کرکے راؤ راے سنگھ کے بعد اُس کے بیٹے دلپت کو راج دلانا چاہا تھا قتل کئے گئے تباہی کے بعد انکی نسل اودے پور پہونچکر پھیلی جہان اب ملکی

کاروبار مین دخیل پائی جاتی ہے۔

۹- راؤ کرن سنگھ

(سال پیدایش) سمت ۱۶۷۳ مطابق سنہ ۱۶۱۷ء
(سال مسند نشینی) سمت ۱۶۸۸ مطابق سنہ ۱۶۳۲ء
(سال وفات) سمت ۱۷۲۶ مطابق سنہ ۱۶۶۹ء

راؤ سورج سنگھ بیکانیری کا بیٹا تھا اپنے باپ کی وفات کے بعد ۲سنہ جلوس شاہ جہانی مین منصب دوہزاری ذات ہزار سوار پر سرفراز ہوکر خطاب راؤ سے مفتخر ہوا اور حسب قاعدہ سابق بیکانیر جاگیر مین مرحمت ہوا۔ ۵سنہ جلوس مین حاضر دربار ہوکر وزیر خان کے ساتھ قلعہ دولت آباد کی تسخیر پر مامور ہوا ۲۲سنہ جلوس مین منصب دوہزاری ذات دوہزار سوار پر سربلند ہوکر بجاے سیادت خان کے دولت آباد کا قلعدار مقرر ہوا۔ ۲۳سنہ جلوس مین منصب دوہزار و پانصدی ذات دوہزار سوار ۲۶سنہ جلوس مین منصب سہ ہزاری ذات دوہزار سوار پر مفتخر ہوا جب دولت آباد کی حکومت شاہزادۂ اورنگ زیب کو مرحمت ہوئی یہ شاہزادے کی ماتحتی مین دکن مین بدستور تعینات رہ کر وہان کی مہمات مین شریک ہوتا رہا۔ ۱۰۶۸ ہجری مین جب شاہ جہان کی بیماری کی حالت مین دارا شکوہ نے جملہ امراے متعینہ دکن کو دربار طلب کیا راؤ کرن وہان سے روانہ ہوکر بیکانیر چلا گیا شہنشاہ عالمگیر نے بھائیون کے جنگ کرنے سے فارغ ہوکر ۳سنہ جلوس مین امیر خان خوافی کو اس کی سرکوبی کے واسطے روانہ کیا اس سے سوے اس کے کچھ بن نہ پڑا کہ امیر خان کے ساتھ دربار مین چلا آیا اور نہایت عجز سے مقصود تقصیر کا خواستگار ہوا بادشاہ نے قصور معاف فرماکر منصب سہ ہزاری ذات دوہزار سوار پر سربلند کرکے دکن مین تعینات کیا۔ ۹سنہ جلوس مین دلیر خان داؤد زئی کے ساتھ زمیندار پیاندہ کی سرکوبی پر متعین ہوا وہان کچھ ایسا قصور سرزد ہوا کہ جاگیر بیکانیر اور سرداری قوم اور منصب سے برطرف کیا گیا اس حالت مین بیمار پڑ گیا اور ۱۰۷۶ھ مین بمقام اورنگ آباد انتقال کیا۔

اورنگ آباد مین چاردیواری کے باہر دکن اور پچھم کے گوشے مین راؤ کرن کا آباد کیا ہوا پورہ اُس کے نام سے آباد ہے۔

راؤ کرن کے چار بیٹے تھے۔ انوپ سنگھ۔ پدم سنگھ۔ کیسری سنگھ۔ موہن سنگھ۔ انوپ سنگھ مسند نشین ہوا۔ پدم سنگھ۔ کیسری سنگھ اور موہن سنگھ نے لاولد انتقال کیا موہن سنگھ پر شاہزادہ معظم کی خاص نظر عنایت تھی اس سبب سے شاہزادے کے سب نوکر اُس سے حسد رکھتے تھے ایک دن شاہزادے کے میر توزک محمد شاہ کا پالتو ہرن موہن سنگھ کے احاطے مین چلا گیا محمد شاہ نے سردربار موہن سنگھ سے تقاضا کیا دونون مین باتون باتون مین ایسی بات بڑھی کہ تلوارین کھینچ لین محمد شاہ کے کئی آدمی اُس وقت اور

موجود تھے سب نے حملہ کرکے موہن سنگھ کو زخمی کیا پدم سنگھ اور موہن سنگھ دونون بھائیون مین عرصے عداوت چلی آتی تھی جب اُس نے یہ حال سنا برادرانہ محبت نے جوش مارا فوراً تلوار ہاتھ مین لیکر موقع واردات پر جا پہونچا اور ایک ہی وار مین محمد شاہ کا کام تمام کردیا اور موہن سنگھ کو پالکی پر سوار کراکر اپنے قیام گاہ کو روانہ ہوا راستے مین موہن سنگھ بھی مرگیا جب شاہزادے کو یہ حال معلوم ہوا بہت افسوس کیا اور پدم سنگھ سے کچھ باز پرس نہ کی۔

۱۰- راجہ انوپ سنگھ

(سال پیدائش) سمت ۱۶۹۵ مطابق سنہ ۱۶۳۹ء
(سال مسند نشینی) سمت ۱۷۲۴ مطابق سنہ ۱۶۶۸ء
(سال وفات) سمت ۱۷۵۵ مطابق سنہ ۱۶۹۹ء

یہ اپنے باپ کی زندگی مین راج پا چکا تھا سمت ۱۷۳۵ مطابق سنہ ۱۶۷۹ء مین انوپ گڑھ کا قلعہ بنوایا اور سرکش سردارون سے ناراضی کے سبب غیر ملک کی تنخواہ دار فوج نوکر رکھی سنہ ۱۷ جلوس عالمگیری مین بہادر خان کوکہ اور عبدالکریم میانہ کی لڑائی مین خدمات نمایان انجام دین اور اُنکے صلے مین بہادر خان کی سفارش سے خطاب راجگی سے موصوف ہوا سنہ ۱۹ جلوس مین دلیر خان داؤد زئی کی ماتحتی مین دکھنیون کی لڑائی مین خاص نام پیدا کیا سنہ ۲۱ مین اورنگ آباد کا صوبہ دار مقرر ہوا۔ اسی عرصے مین سیوا نے آکر شورش کی وہ اپنی قلیل فوج لیکر نہایت شجاعت و بہادری سے شہر سے باہر نکلکر مقابلے پر آمادہ ہوگیا لڑائی شروع ہی ہوئی تھی کہ خان جہان بہادر ناظم دکن آپہونچا اور مرہٹے اُس کی صورت دیکھتے ہی بھاگ گئے سنہ ۳۰ جلوس (سمت ۱۷۴۳ مطابق سنہ ۱۶۸۶ء) مین عالمگیر نے اُسکو نصرت آباد سکھر علاقہ سندھ کی فوجداری و قلعداری دی۔ سنہ ۳۳ جلوس مین امتیاز گڑھ اودے پور کی حکومت سے سرفراز ہوا سنہ ۳۵ مین اُس مہم سے تبدیل ہوا سنہ ۴۱ جلوس (سمت ۱۷۵۵) مین دکن مین گذر گیا اور اُس کا بیٹا راجہ ہوا۔

۱۱- راجہ سروپ سنگھ

(سال پیدائش) سمت ۱۷۴۶ مطابق سنہ ۱۶۹۰ء
(سال مسند نشینی) سمت ۱۷۵۵ مطابق سنہ ۱۶۹۹ء
(سال وفات) سمت ۱۷۵۷ مطابق سنہ ۱۷۰۱ء

یہ پہلے سے ملازمت شاہی مین ہزاروپانصدی کا منصب دار تھا راج پاکر دکن مین بادشاہ عالمگیر کے پاس حاضر رہا اور ذوالفقار خان کی ماتحتی مین خدمات شاہی انجام دیتا رہا اور تین برس کے اندر کم عمری مین وہین مرگیا جس سے اُسکے چھوٹے بھائی سجان سنگھ کو گدی ملی۔

۱۲- راجہ سجان سنگھ

(سال پیدائش) سمت ۱۷۴۷ مطابق سنہ ۱۶۹۱ء
(سال مسند نشینی) سمت ۱۷۵۷ مطابق سنہ ۱۷۰۱ء
(سال وفات) سمت ۱۷۹۲ مطابق سنہ ۱۷۳۶ء

اُس نے ۳۵ سال راج کیا اور اس کے نام پر سجان گڑھ آباد ہوا جو اس زمانے مین مدت تک پولٹیکل افسر کا قیام گاہ رہا۔ اس کے وقت مین عالمگیر اور بہادر شاہ وغیرہ کے مرجانے سے دلی والون کا دباؤ نہ رہا تو جودھپور کے مہاراجہ اجیھے سنگھ اور اُس کے چھوٹے بھائی بخت سنگھ نے کئی بار بیکانیر لینے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہو سکے۔ محمد شاہ کے عہد سمت ۱۷۹۲ مین اس کا انتقال ہوا اور اس کا بیٹا زور آور سنگھ جو سرکشی کے سبب باپ کے سامنے ہی ریاستی اختیار پا چکا تھا راج کا مالک ہوا۔

۱۳- راجہ زور آور سنگھ

(سال پیدائش) سمت ۱۷۶۹ مطابق سنہ ۱۷۱۳ء
(سال مسند نشینی) سمت ۱۷۹۲ مطابق سنہ ۱۷۳۶ء
(سال وفات) سمت ۱۸۰۲ مطابق سنہ ۱۷۴۶ء

یہ دس برس راج کرکے لاولد فوت ہو گیا اس کے وقت مین بھی جودھپور کے مہاراجہ اجیھے سنگھ نے کئی دفعہ بیکانیر پر چڑھائی کی۔ سمت ۱۷۹۶ مطابق سنہ ۱۷۴۰ء مین جیپور کے راجہ سوائی جے سنگھ اور ناگور کے حاکم مہاراج بخت سنگھ نے بیکانیر کی مدد پر آکر اجیھے سنگھ کو رنج کیا جس سے وہ بیکانیر کا محاصرہ چھوڑ بھاگا۔ بیکانیر کی دیسی تاریخ مین لکھا ہے کہ مہاراجہ اجیھے سنگھ سے اکیس لاکھ روپیہ فوج خرچ لیا جاکر جودھپور کا محاصرہ اُٹھایا گیا۔

۱۴- راجہ گج سنگھ

(سال پیدائش) سمت ۱۷۸۰ مطابق سنہ ۱۷۲۴ء
(سال مسند نشینی) سمت ۱۸۰۲ مطابق سنہ ۱۷۴۶ء
(سال وفات) سمت ۱۸۴۴ مطابق سنہ ۱۷۸۸ء

گج سنگھ جو راؤ انوپ سنگھ کا پوتا اور آنند سنگھ کا بیٹا تھا اپنے رشتہ دار بھائی راجہ زور آور سنگھ کے لاولد مرجانے پر گود لے جاکر راجہ بنایا گیا۔ اس نے جیسلیر کے بھاٹیون سے کئی سرحدی مقام چھین لئے اور بھاولپور والون سے انوپ گڑھ کا قلعہ جو پہلے جاتا رہا تھا واپس حاصل کرکے اُن لوگون کی حملہ آوری روکنے کے لئے مغربی علاقہ بالکل اُجاڑ دیا سمت ۱۸۱۰ مطابق سنہ ۱۷۵۴ء مین راجہ کو دلی کے بادشاہ احمد شاہ نے فوجی مدد کے عوض سات ہزاری منصب اور حصار کا ضلع جاگیر مین دیا اس راجہ نے ناگور کے

مہاراج بخت سنگھ کو جودھپور کا راج ملنے کے واسطے مہاراجہ رام سنگھ کے مقابلے پر اچھی مدد دی اور بخت سنگھ کے بعد اُسکے بیٹے مہاراجہ بجے سنگھ کا ساتھ دینے مین بھی کوتاہی نہین کی جس سے کچھ عرصے تک جودھپور اور بیکانیر مین اتفاق رہا بیالیس برس راج کرنے کے بعد اس کا انتقال ہونے پر کنور راج سنگھ وارث رہا۔

۱۵- راجہ راج سنگھ

(سال پیدایش) سمت ۱۸۰۱ مطابق سنہ ۱۷۴۵ء
(سال مسند نشینی) سمت ۱۸۴۴ مطابق سنہ ۱۷۸۸ء
(سال وفات) ایضًا

اس راجہ کو اُسکے چھوٹے بھائی صورت سنگھ کی مان نے دو ہفتے کے اندر زہر دیکر مار ڈالا اور اُسکے دو بیٹون پرتاب سنگھ و جے سنگھ کا بھی صورت سنگھ نے اسی طرح کام تمام کیا۔

۱۶- راجہ پرتاب سنگھ

(سال پیدائش) معلوم نہین۔
(سال مسند نشینی) سمت ۱۸۴۴ مطابق سنہ ۱۷۸۸ء
(سال وفات) سمت ۱۸۴۵ مطابق سنہ ۱۷۸۹ء

کم عمر پرتاب سنگھ کو اُسکے چچا صورت سنگھ نے اٹھارہ مہینے تک نام کے لئے راجہ بنا رکھا پھر مقام مہاجن اور بھادراجون وغیرہ کے سردارون کی موافقت سے راجہ کے مارنے کا ارادہ کیا لیکن صورت سنگھ کی رحمدل بہن مانع ہوئی۔ تب اُس نے مقام نرور کے تنگدست راجہ کو تین لاکھ روپے کے جہیز کے لالچ سے بلا کر زبردستی بہن کی شادی اُسکے ساتھ کردی۔ بہن کے اطمینان کے لئے اگرچہ صورت سنگھ نے بچے راجہ کی حفاظت پر قسم کھائی مگر اُس کے چلے جانے کے بعد راجہ مرا ہوا پایا گیا۔ جس کو یقین کے ساتھ صورت سنگھ کے ہاتھ سے ہلاک ہونا سمجھتے ہین۔

۱۷- راجہ صورت سنگھ

(سال پیدائش) سمت ۱۸۲۲ مطابق سنہ ۱۷۶۶ء
(سال مسند نشینی) سمت ۱۸۴۵ مطابق سنہ ۱۷۸۹ء
(سال وفات) سمت ۱۸۸۵ مطابق سنہ ۱۸۲۹ء

راجہ صورت سنگھ جو راجہ بیج سنگھ کا دوسرا بیٹا تھا اپنے بھتیجے کو مار کر گدی پر بیٹھا اور اُس نے اپنی ظالم طبیعت سے بھائی بھتیجون کو قتل یا اپنے ملک سے خارج کرکے کوئی دعوے دار باقی نہ رکھا۔ سمت ۱۸۵۶ مطابق سنہ ۱۸۰۰ء مین راجہ نے کئی ہزار فوج بھاولپور کی طرف بھیجی جو وہان کا علاقہ

لوٹنے کے بعد شکست کھاکر واپس آئی۔ سمت ۱۸۶۱ مطابق سنہ ۱۸۰۵ء مین مسلمان بھاٹی راجپوتون کے قبضے سے قلعہ بھٹنیر چھین لیا گیا جواب تک بیکانیر کے متعلق چلا آتا ہے۔

کچھ عرصے کے بعد جودھپور کے مہاراجہ مان سنگھ کے برخلاف دھان کے دعویدار دھونکل سنگھ کا ساتھ دیکر صورت سنگھ نے چوبیس لاکھ روپیہ جو اُس وقت اس ویران وجنگلی ریاست کی پانچ برس کی آمدنی تھی خرچ کرڈالا۔ لیکن نواب امیرخان کے دباؤ سے جو مان سنگھ کی مدد پر تھا شکست کھاکر پھلودی مقام ہمیشہ کے واسطے جودھپور کے قبضے مین دیا اور دو لاکھ روپیہ فوج خرچ کے بابت نواب کو دینا پڑا۔

سمت ۱۸۷۴ مطابق سنہ ۱۸۱۸ء مین سرکار انگریزی نے دوسری ریاستون کی طرح راجہ صورت سنگھ کے ساتھ بھی عہدنامہ طے کرکے بیکانیر کو اپنی حفاظت مین لیا اور اس سبب سے کہ پہلے کسی بادشاہ یا مرہٹون نے اس ویران ملک پر خراج قائم نہ کیا تھا اس لئے سرکار انگریزی کو بھی اس وقت کوئی رقم دی جانی قرار نہ پائی۔ آخر عمر مین راجہ نے عام رعیت سے ظلم کے ساتھ بہت روپیہ وصول کیا جو پاپ دور ہونے کے خیال خام سے لالچی اور مکار برہمنون کو دیا جاتا تھا۔ کاشتکار لوگ تنگ آکر غیر علاقون مین جابسے اور ملکی خرابی کی حالت مین راجہ نے چالیس برس راج کرکے اس جہان سے کوچ کیا۔

۱۸- راجہ رتن سنگھ

(سال پیدائش) سمت ۱۸۴۷ مطابق سنہ ۱۷۹۱ء
(سال مسند نشینی) سمت ۱۸۸۵ مطابق سنہ ۱۸۲۹ء
(سال وفات) سمت ۱۹۰۸ مطابق سنہ ۱۸۵۲ء

یہ راجہ جبکہ ریاست کی تباہ حالت اور سردارون کی بغاوت سے ہرطرف لوٹ مار جاری تھی گدی پر بیٹھا اُس نے راج پاتے ہی جیسلیر پر چڑھائی کردی جہان کے لوگون نے اُس کی رعایا کو ستایا تھا جیسلیر کے قریب بڑی لڑائی ہونے کو تھی کہ سرکار انگریزی نے عہدنامے کے برخلاف راجپوتانے مین فساد کی صورت دیکھ کر مہاراناے اودیپور کے ذریعہ سے دونون ریاستون کو اُنکے نقصان کا عوض دلادیا۔

سمت ۱۸۸۶ مطابق سنہ ۱۸۳۰ء مین راجہ نے سردارون کے دبانے کو انگریزی فوج مانگی لیکن وہان سے اعتراض ہوکر انکار کردیا گیا۔ سمت ۱۸۹۱ مطابق سنہ ۱۸۳۵ء مین بیکانیر وجیسلیر کا سرحدی فساد جو مدت سے چلا آتا تھا اُس کو سرکار نے ایک انگریزی افسر کے ذریعہ سے دور کرایا۔ تھوڑے دنون کے بعد راجہ نے پرانے زمانے کے طور پر علاقہ بڑھانے کے خیال سے سرکاری ضلع حصار کی طرف بے ارادہ کیا جو فوجی دھمکی سے زبردستی روکدیا گیا۔ اس راجہ نے بائیس برس راج کرنے کے بعد وفات پاکر اپنے کنور سردار سنگھ کو چھوڑا جسکے آئندہ صحیح النسب اولاد ہونے سے راجہ صورت سنگھ کی اولاد کے قبضے سے راج جاتا رہا۔

۹- مہاراجہ سردار سنگھ

(سال پیدائش) سمت ۱۸۷۵ مطابق سنہ ۱۸۱۹ء
(سال مسند نشینی) سمت ۱۹۰۸ مطابق سنہ ۱۸۵۲ء
(سال وفات) سمت ۱۹۲۸ مطابق سنہ ۱۸۷۲ء

اس مہاراجہ نے سمت ۱۹۱۴ مطابق سنہ ۱۸۵۷ء کے غدر مین کئی انگریزون کو پناہ دے کر ہانسی حصار کی طرف باغیون کے مقابلے کو اپنی فوج بھیجدی جسکے عوض اجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ کی سفارش اور ویسرائے ہند کی منظوری سے مہاراجہ کو گود لینے کی سند کے علاوہ اکتالیس گانؤن جنکی سالانہ آمدنی چودہ ہزار تین سو روپیہ تھی ہمیشہ کے واسطے عنایت ہوکر سمت ۱۹۱۷ مطابق سنہ ۱۸۶۱ء مین اُن پر دخل دلادیا- ان گانؤن پر کئی برس کے بعد معمول سے زیادہ محصول لگانے کے سبب فریاد ہوئی - اس لئے ویسرائے کی طرف سے ہدایت ہوکر سمت ۱۹۲۴ مطابق سنہ ۱۸۶۸ء مین جبکہ محکمہ پولیٹیکل اسسٹنٹ اجنٹ گورنر جنرل بیکانیر کے لئے سجانگڑھ مین قائم ہوچکا تھا کپتان پاؤلٹ پولیٹیکل افسر کی معرفت اس شکایت کا مناسب فیصلہ ہوگیا-

مہاراجہ کے بیس سال عہد مین بیس سے زیادہ کامدار اُنکے لالچ اور اپنے ناقص انتظام کے سبب سے بدل گئے آخر مہاراجہ نے دیسی لوگون کو زیادہ بے وفا اور خود مطلب پاکر اول منشی لالہ حسین کو جو ڈپٹی مجسٹریٹ تھا اور پھر پنڈت من پھول کو جو اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر تھا انگریزی علاقے سے دیوان کے عہدے پر طلب کیا تیز مزاج منشی سے تو رعایا اور سردار برخلاف ہوگئے اور مسکین پنڈت کو مہاراجہ نے ناپسند کرکے ہمیشہ اپنے پاس نہ آنے دیا اس لئے انتہا درجے کی بدانتظامی کے سبب کپتان ایڈورڈ بریڈفورڈ پولیٹیکل اجنٹ جیپور سرکاری حکم سے بیکانیر گیا اور فضول خرچ کم کراکر مہاراجہ کو نیک صلاحین دین جس سے پنڈت من پھول سی- ایس- آئی- کی مدد کے واسطے ایک پنچایت مقرر ہوئی لیکن خود سررئیس کے آگے وہ محض بے کار رہی- ریاست کی ابتری کے وقت سمت ۱۹۲۸ مطابق سنہ ۱۸۷۲ء ۱۶ مئی کو صبح کے وقت مہاراجہ سردار سنگھ نے انتقال کیا- اُس نے ایک کنیز کی زاد بیٹے کے سوا جو راج کا مالک نہین ہوسکتا تھا کوئی اولاد نہین چھوڑی یہ مہاراجہ بلند حوصلہ اور فیاض شخص تھا- آخر عمر مین جوتشی وغیرہ لوگون کے بہکانے سے پرانی رسمون کا زیادہ پابند اور ملکی انتظام سے غافل رہ کر آرام طلب ہوگیا تھا- جس کے سبب اکثر شکایتین ہوئین-

۲۰- مہاراجہ ڈونگر سنگھ

(سال پیدائش) سمت ۱۹۱۱ مطابق سنہ ۱۸۵۵ء
(سال مسند نشینی) سمت ۱۹۲۹ مطابق سنہ ۱۸۷۳ء

(سال وفات) سمت ۱۹۴۴ مطابق ۱۸۸۷ء

ڈونگر سنگھ جو مہاراجہ گج سنگھ کی اولاد مین سے چھٹی پشت مین تھا بڑی رانی اور اہلکارون وغیرہ کی صلاح سے کپتان برڈ فورڈ اسسٹنٹ اجنٹ گورنر جنرل کے بیکانیر پہونچنے پر گود لئے جاکر راج کا مالک بنایا گیا اور ۲۲ جنوری ۱۸۷۳ء کو کرنل سولیوس بیلی اجنٹ گورنر جنرل نے اُس کو سرکاری خلعت۔ ریاستی اختیار۔ اور خزانہ وغیرہ حوالے کیا۔ دوسرے برس پنڈت من پھول دیوان جس نے اپنی آخر عمر کا حصہ راج بیکانیر کی بہتری مین صرف کیا تھا بیماری سے استعفا دیکر علٰحدہ ہوا۔ مہاراجہ نے اُس کو خلعت اور جاگیر دیکر اُس کی جگہ اپنے باپ لال سنگھ کو پنچایت کا افسر مقرر کیا۔

سمت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۶ء مین مہاراجہ مذہبی یاترا کے لئے بنگالہ والہ آباد وغیرہ کی طرف گیا جہانکی سرسبزی و آبادی سے جس کا نقشہ بیکانیر والون کی نظر سے اپنے ریگستانی اور ویران علاقے کے سوا نہ گذرا تھا اُنکو زیادہ تعجب ہوا۔ دوسرے سال مہاراجہ اپنی شادی کرنے کو مقام بھوج راجدھانی کچھ علاقہ کاٹھیاواڑ کو گیا جہان سے منڈوی مقام مین پہونچ کر کشتی کی سواری پر دوارکا کے درشن کو روانہ ہوا کچھ دنون کے بعد یہ سفر جلد طے کر لیا گیا۔ بیکانیر واپس آنے پر مہاراجہ کو ریاستی مشکلون نے گھیر لیا۔ ساہوکارون وغیرہ نے شکایتین کین کہ مہاراجہ روپیہ جمع کرنے کی فکر مین رعایا پر سختی کرتا ہے۔ روپیہ دورہ کرنے کے عوض دفن ہوتا ہے۔ علاقے مین واردات کی کثرت کے سوا سیرداروں نے ہمیشہ ریاست سے باغیانہ ظاہر کی لیکن وہ خود بھی اپنی رعیت پر ظلم اور غیر علاقون مین جرم کرتے تھے جس سے سارا ملک آفت و مصیبت مین مبتلا ہو گیا۔

سمت ۱۹۴۰ مطابق ۱۸۸۴ء مین جبکہ جاگیرداروں کا فساد انتہا درجے کو پہونچ گیا اور کئی بار سرکاری ہدایت اور ریاستی فوج کشی سے بھی رعایا کے آرام و ملکی انتظام کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو کرنل سر اڈورڈ برڈ فورڈ کے سی۔ ایس۔ آئی۔ اجنٹ گورنر جنرل سرکاری فوج لیکر ریاست مین گیا فسادی سردار اُسکے طلب کرنے پر حاضر ہو گئے جو قید کر کے اجمیر بھیجدیے گئے مہاراجہ ڈونگر سنگھ سے گیارہ برس حکومت کے بعد ریاستی اختیارات ضبط ہو کر کپتان ٹالبٹ پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کو سپرد کئے گئے اور اُسکے ماتحت منشی امین محمد دیوان اور کئی شخصون کی پنچایت تمام علاقے اور صدر کی کچہریون کا اپیل سُننے کو قائم ہوئی باہمی رنج و فساد نے وہ نتیجہ پیدا کیا جو ہر طرح افسوس کا باعث ہے۔ اب انگریزی رعب سے کسی کو سرکشی کی مجال نہین رہی۔ بے اختیاری سے تین برس کے بعد ۱۹۔ اگست ۱۸۸۷ء کو مہاراجہ ڈونگر سنگھ انتقال کر گیا اور اُس کا چھوٹا بھائی وارث مانا گیا۔

۲۱۔ مہاراجہ گنگا سنگھ جی

(سال پیدائش) سمت ۱۹۳۶ مطابق ۱۸۷۹ء

(سال مسند نشینی) سمت ۱۹۴۴ مطابق ۱۸۸۷ء

یہ مہاراجہ ۳۱- اگست ۱۸۸۷ء کو اپنے بڑے بھائی کی جگہ گدی پر بٹھائے گئے انھوں نے میو کالج اجمیر مین تعلیم پائی انکے جوان اور ہوشیار ہونے تک بدستور سرکاری انتظام رہا کئی فسادی ٹھاکر جو چار سال پہلے بلوے کے سبب گرفتار ہونے کے بعد اجمیر بھیجدیے گئے تھے سمت ۱۹۴۵ مطابق ۱۸۸۸ء کو اگست کے مہینے مین اُنکو انگریزی سرکار سے واپس بیکانیر آنے کی اجازت ملی - اسی سال ۱۱- اکتوبر کو خان بہادر منشی امین محمد دیوان نے انتقال کیا ریاست نے پرورش کے طور پر اُسکے بیٹے کے نام پر ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار مقرر فرمایا ۱۸۸۹ء اور ۱۸۹۳ء کے درمیان مین ایک امپیریل سروس کیمل کو ریالسو سپاہیوں قائم کی گئی اور اسے گنگا رسالہ کا نام دیا گیا اس رسالے نے پیدل رجمنٹ کے ہمراہ سنہ ۱۹۰۰ء مین چین مین خدمات انجام دین اور سنہ انیس سو تین و چار مسیحی مین اسکے دو سو سپاہیون نے دستے نے شمالی لینڈ کی جنگ مین حصہ لیا - اور گذشتہ جنگ جرمنی مین مصر مین خدمات انجام دین ۱۸۸۹ء اور سنہ ۱۹۰۲ء کے درمیان مین ریاست نے ۲۵۰ میل ریلوے لائن جنوب مین مارواڑ سے ہوئی شمال مشرق مین پنجاب کی سرحد تک ۵۱ لاکھ روپے کے صرف سے تیار کرائی سنہ ۱۸۹۶ء مین ستر ہزار کے صرف سے دریاے گھاگرہ سے نہر مین کھدوائین اور اسی سنہ مین کوئلے کی کان بیکانیر سے ۱۴ میل کے فاصلے پر پالانا مین دریافت ہوئی اور کہا جاتا ہے کہ اس مین بیس لاکھ ٹن کوئلہ ہے ۱۶ دسمبر ۱۸۹۸ء کو جمعہ کے روز نوجوان مہاراجہ کو مسٹر مارٹمینڈل ایجنٹ گورنر جنرل نے باضابطہ مسند نشین کیا ہز اکسلنسی نواب گورنر جنرل اور ولیسراے ہند نے ایک تہنیت آمیز خریطہ مہاراجہ کو بھیجا اور گورنمنٹ آف انڈیا کی طرف سے مہاراجہ کو ایک قیمتی مرصع ہار اور ایک شمشیر بطور نشان اعزاز بھیجی گئی صاحبزادہ حمید المظفر خان جو نواب نجیب الدولہ کے منتسبین سے ہین انکی نیابت مین مدار المہامی کا کام انجام دیتے تھے جو پہلے سے اس کام پر مامور تھے مہاراجہ کی چین کی عملی خدمات کے صلے مین گورنمنٹ نے قیصر ہند کا تمغا درجۂ اول اور جی سی آئی اے کا اعزاز عطا کیا۔

۱۸۹۹ء مین جو قحط پڑا تو بیکانیر اور جودھپور کی رعایا گھر بار اور شہر چھوڑ چھوڑ کر چارون طرف گئی مارواڑ اور بیکانیر مین پانی اور چارے کے قحط سے مویشی اور انسان دونون کا برا حال تھا ہزارہا مویشی مارے پیاس کے مر گئے اور اُنکے مالک جو خوش حال اور آسودہ تھے بھیکین مانگنے لگے مارواڑ مین دو پیسے کو بکری بکی چار چار روپے مین گھوڑے بکے چار آنے سے دو روپے تک گائے بیل بکتے رہے بیکانیر اور جودھپور کی رعایا کا بڑا حصہ ترک وطن کرکے دیگر علاقجات اجمیر مالوہ و ممالک شمال و مغرب اودھ اور پنجاب وغیرہ مین چلا گیا اور وہان ہر ایک شہر و قصبے کی گلی کوچون مین گروہ در گروہ بھیک مانگتا پھرتا تھا حکام ضلع اجمیر نے ایک خاص تدبیر کی کہ ہر ریاست کی رعایا کے لئے علحدہ علحدہ احاطے قائم کئے اور وہان

اُنکی رہائش کے لئے جھونپڑیاں وغیرہ بنوا کر رکھا اور ہر ایک ریاست کی رعایا کو علیحدہ علیحدہ امدادی کاموں پر لگایا اور ریاستوں کو اطلاع دی کہ اس قدر قحط زدہ آدمی ریاست کے یہاں کام پر لگائے ہوئے ہیں اور یہ کام محض ریاستوں کی رعایا کی جان بچانے کے لئے کھولے گئے ہیں یا تو اپنی رعایا کو لیجا کر ریاست میں اُنکے لئے کام کھولو ورنہ تمام ایسے کاموں کا خرچ ریاستوں سے لیا جائے گا اس کارروائی کا فوری اثر یہ ہوا کہ ہر ایک ریاست نے اپنے اپنے معتمد اجمیر میں بھیجکر اپنی رعایا کو واپس بلا لیا مہاراجہ نے اس قحط میں دریا دلی اور بیدار مغزی سے کام لیا ۔ سنہ ۱۹۰۵ء میں جب ملک معظم جارج پنجم اپنے زمانہ ولی عہدی میں ہندوستان میں آئے تو مہاراجہ اُنکے ایڈیکانگ تھے ۱۹۱۱ء میں یونی ورسٹی کمیشن نے اُنکو ایل ایل ڈی کی ڈگری عطا کی ۔

۱۹۱۱ء میں بتقریب دربار تاج پوشی جو دہلی میں منعقد ہوا تھا جی ۔ سی ۔ ایس ۔ آئی کا اُنکو خطاب ملا ۔ ابتداے جنگ عظیم ۱۹۱۴ء میں مہاراجہ نے بذات خود شریک جنگ ہونے کی سرکار میں درخواست دی جو منظور ہو گئی ۔ ۱۹۱۸ء کے سال نو پر مہاراجہ کی ذاتی سلامی ۱۹ توپ مقرر ہوئی اور کے سی وی بنائے گئے ۔

جنگ عظیم کی صلح کانفرنس جب پیرس میں منعقد ہوئی تو ہندوستان کی طرف سے جو سلح کے ڈیلیگیٹ شرکت کو بھیجے گئے اُن میں مہاراجہ بھی تھے اور اختتام کانفرنس مذکور کے بعد ۱۶ جولائی ۱۹۱۹ء کو ہندوستان کی واپسی پر بمبئی میں مراجعت کی ۔ باوجودیکہ اُنکی درخواست پر پبلک استقبال کی تجویز فسخ کر دی تھی تاہم اس پر بھی گھاٹ پر ان کا پرتپاک استقبال ہوا ۔

متعدد والیان ریاست بمبئی کے تا مورو سا اور بیکانیر کے اہلکار اور سرہاوردہ مارواڑی تجار معاودت وطن پر ویلکم کہنے کو موجود تھے مہاراجہ کو بکثرت پھولوں کے ہار پہنائے گئے وہ چند منٹ تک حاضرین سے گفتگو کر کے تاج محل ہوٹل میں گئے جہاں سے شب کو اسپیشل ٹرین میں سوار ہو کر بیکانیر پہونچ گئے ۔

آج کل مہاراجہ صاحب ایوان رؤسا کے چانسلر ہیں اور دیسی ریاستوں کے متعلق جملہ ابواب میں انسے مشورہ ہوتا ہے اور انکا قول فیصل مانا جاتا ہے ۔

فصل ۔ تاریخ جیسلمیر

جغرافیہ

جیسلمیر انتہاے مغربی راجپوتانہ میں ایک چھوٹی ریاست ہے جسکے شمال میں بیکانیر و بہاولپور ۔

مغرب مین ملک سندھ۔ جنوب مین جودھپور کا علاقہ۔ مشرق مین جودھپور اور بیکانیر کا راج ہے۔ پانچ سو برس پہلے یہ ریاست بڑی خیال کی جاتی تھی۔ لیکن رفتہ رفتہ دوسرے لوگون یعنی جودھپور۔ بیکانیر۔ بھاولپور اور سندھ والون نے ترقی پاکر چارون طرف سے یہان کا علاقہ دبالیا تو بھی اس ریگستانی ریاست کا رقبہ اب سولہ ہزار باسٹھ میل مربع رہ گیا ہے اور سرسبزی نہونے کے سبب اتنے بڑے علاقے مین ۸۸۲۷۸ آدمیون کی آبادی گنی جاتی ہے۔ راج کی فوج ایک ہزار ہے۔ خالصے کی آمدنی اگلے زمانے مین سوا لاکھ سالانہ تھی جس مین سے آدھا روپیہ زمین کی لاگت سے اور نصف بیکانیر کی طرح سائر سے علاوہ دھوان محصول اور انک محصول یعنی خالصہ شماری مردم شماری اور مویشی کے حساب سے وصول ہوتا تھا۔ لیکن اس وقت مین یہ آمدنی بڑھکر دو لاکھ چالیس ہزار روپے سالانہ کو پہونچ گئی ہے اور پہلے زمانے مین سوا لاکھ روپے سالانہ کے قریب سردارون کی جاگیر سمجھی جاتی تھی جس نے خالصے کی ترقی کے ساتھ ترقی کی ہوگی۔

جیسلمیر کے کل گانؤن ۴۶۱ ہین جن مین سے ۲۲۴ خالصے کے ہین اور دو سو سینتیس ۲۳۷ راجپوتون چارنون اور اہلکارون وغیرہ کے قبضے مین ہین بھاٹیون مین جاگیر اور زمین اکثر برابر تقسیم ہوجاتی ہے جسکو ریاست پسند نہین کرتی کیونکہ ایک دوسرے کی ماتحتی کا سلسلہ ٹوٹنے سے عام طور پر خودسری کے سبب جلد بے نظامی پھیل جاتی ہے۔ یہ ریاست اسی قطعہ ملک کا ایک جزو ہے جسے ہندوستان کے قدیم جغرافیہ مین مرستھل لکھا ہے یہ ریاست خطوط عرض بلد ۲۶ درجہ ۸ دقیقہ و ۲۷ درجہ ۴۸ دقیقہ اور خطوط اول بلد ۷۰ درجہ ۲ دقیقہ و ۷۲ درجہ ۵۱ دقیقہ کے درمیان واقع ہے علاقے مین ہر طرف ریت کا میدان ہے صرف جنوبی طرف کچھ پہاڑی اور جھاڑی پائی جاتی ہے جس مین جانورون کے چرنے کے لائق چارہ پیدا ہوتا ہے۔ ریگستانی ٹیبون کے پاس بھی اکثر خاردار جھاڑی اور بھورٹ وغیرہ گھاس ہوتی ہے جو یہان کے ریوڑ اور اونٹون کے واسطے بہت کارآمد ہے۔ پانی کی سخت ضرورت کے سبب ہر مقام پر تالاب کھودے گئے ہین جو بارش کے دنون مین بھر جانے سے کچھ عرصے تک آدمی اور جانورون کی زندگی قائم رکھنے کا سہارا سمجھے جاتے ہین غلہ جس مین اکثر جگہ باجرا اور کہین مونگ اور موٹھ بوئی جاتی ہے بارش کے بغیر کنوون کے ذریعہ سے جو تعداد مین کم اور گہرائی مین زیادہ ہین ہرگز پیدا نہین ہوسکتا۔ ملک مین اکثر بھاٹی راجپوت پنچلی وال برہمن۔ کسی قدر جاٹ اور گڈریے وغیرہ قومون کے لوگ بستے ہین۔ کھانے پینے کے برتاؤ مین نہایت سادگی برتی جاتی ہے یہان تک کہ غیر ذات کے لوگون سے پرہیز اور بچاؤ کا کچھ خیال نہین ہوتا۔

اس ریگستانی ملک کی راجدھانی یعنی شہر جیسلمیر جس کو راول جیسل نے دریائی بارھوین صدی عیسوی مین عرض بلد ۲۶ درجہ ۵۶ دقیقہ اور طول بلد ۷۰ درجہ ۵۸ دقیقہ پر آباد کیا کئی میل لمبی چوڑی پہاڑی کے جنوبی کنارے پر بسا ہوا ہے۔ شہر پناہ اور اس کے برج پتھرون سے چنے گئے تھے جو اب اکثر

جگہ سے گر گئے ہین - اس تین میل لمبے شہر مین صرف تین دروازے ہین اور آبادی کے جنوبی حصے مین پون میل مربع اور دو سو فٹ سے زیادہ بلند پہاڑی پر ریاست کا قلعہ بنا ہوا ہے جس مین مہاراول صاحب کا چترداری محل خوبصورت معلوم ہوتا ہے -

شہر مین اکثر مکان پختہ بنے ہوئے ہین اور مہاراول بھی وہین رہنا پسند کرتے ہین - لیکن قلعہ کے سامنے والی کسی قدر درست دو کانون کے سوا اور کسی طرف رونق دار بازار وغیرہ نہین ہے -

قوم

جیسلمیر کے مہاراول جو چندر بنسی سری کرشن کی اولاد مین سمجھے جاتے ہین اور سری کرشن ورانی رکمنی کے پسر اکبر پردمن (پردیومن) کے لڑکے بجر کی جو اوشا کے بطن سے تھا اولاد ہین - قومی لحاظ سے راجہ رام چندر کی سورج بنسی نسل سیسودیہ وغیرہ کے سوا تمام راجپوتون سے بہتر اور قابل تعظیم خیال کیے گئے ہین -

تاریخ

اس وقت سے تین ہزار برس پیشتر کے قریب چندر بنسی لوگ ہندوستان مین بڑے زبردست تھے لیکن جب رات دن لڑائی جھگڑون کے سبب سے کمزور ہو گئے تو وہ درمیانی ہندوستان سے پنجابی سرحد کی طرف ہٹائے گئے اور اُنپر بڑی مصیبت پڑی اور نہایت پریشانی اُٹھا کر راجہ رچ کے بیٹے شالباہن کو پنجاب مین رہنا پڑا اُسکے بیٹے بلند اور پوتے بھاٹی نے بھی یہین دن گذارے -

۱- بھاٹی

راو بھاٹی نے پنجاب مین اول شہرت حاصل کی جس سے حسب دستور راجپوتون کے اس کے نام پر اس کی اولاد بھاٹی راجپوت کہلانے لگی اور قدیم یادو کا لقب موقوف ہو گیا اس کے پاس بہت سا خزانہ اور ساٹھ ہزار سوار اور بے شمار پیادے تھے اس نے لاہور مین فوج کا اجتماع کر کے بیر بھان راجۂ لنک پور کے ساتھ جنگ کی بیر بھان اس جنگ مین مقتول ہوا جسکے ساتھ چالیس ہزار سپاہ تھی بھاٹی کے دو فرزند تھے منگل راؤ اور مسور راؤ -

۲- منگل راؤ

بھاٹی کے بعد گدی نشین ہوا اور اسپر غزنی کی طرف سے حملہ ہوا اور وہ بھاگ کر گاڑھا ندی کے جنگل مین چلا گیا دشمن نے شالباہن پور کا محاصرہ کیا مسور راؤ راجہ کے خاندان کو لیکر پہلے ہی وہان سے نکل گیا تھا اور کبھی جنگل مین جو کسی زمانے مین جنگلی گھوڑون کی نسل کے واسطے مشہور تھا اور وہ نسل اب معدوم ہے اور اب تک لکھی گھوڑون کا بعض روایتون مین خوبی اور قلعہ کی دیوارون پر کود کر پہونچ جانے کے متعلق نام سنا جاتا ہے بود باش اختیار کی مسور راؤ کے دو فرزند تھے انکے راؤ اور سارن راؤ انکے راؤنے کل لکھی جنگل کو اپنے زیر حکومت کیا اور اُس کی اولاد کثرت سے ہوئی اور وہ سب ابھور یا بھاٹی کہلاتی ہے سارن نے اپنے

بھائی سے تکرار کرکے علیحدگی اختیار کی اُسکی اولاد کا شتکار ہوگئی اور یہ سارن جٹ کے نام سے مشہور ہین
اسی سبب سے ہندوستان کے جاٹ کاشتکارون مین یہ قول چلا آتا ہے کہ وہ خاندان جادو کی اولاد ہین
اور اُنکا اصل وطن قندھار ہے منگل راؤ پسر بھائی ٹ کے جو اپنا ملک چھوڑکر بھاگ گیا تھا چھ بیٹے تھے محم راو
کلرائے یا کارسی - مونڈراج - شیوراج - پھول - کولرائے جب منگل راؤ شاہ غزنی سے بھاگا تھا تو
اُس کی اولاد خانہاے رعایا مین پھیلی تھی ایک بھومیہ ستی داس نوم تاک نے جسکے بزرگون کو بزرگان راجہ
بھاٹی نے خراب وتباہ کیا تھا ارادہ بدلہ لینے کا کرکے بادشاہ کو اطلاع دی کہ بھاٹی کی اولاد ایک ساہوکار کے
گھر مین مخفی ہے بادشاہ نے ساہوکار مذکور کو طلب کرکے قسم کھاکر کہا کہ اگر وہ پسران شالباہن کو حاضر نہین کریگا
تو اُس کے زن وبچہ قتل کئے جائین گے ساہوکار نے عذر کیا کہ اُس کے پاس راجہ کے لڑکے نہین ہین بلکہ
وہ لڑکے ایک بھومیہ کے ہین جو بروقت حملہ آوری فوج کے فرار ہوگیا ہے اور وہ میرا مقروض تھا بادشاہ نے
حکم دیا کہ اُنکو حاضر کرے اور اُنکے گاؤن کا نام دریافت کیا جو نام اُس نے بتایا اُس گاؤن کے بھومیہ کو
طلب کرکے بادشاہ نے اولاد شالباہن کو اُنکے ساتھ حکم صرف کھانے کا نہین دیا بلکہ اُنکی شادی اُن
بھومیہ لوگون کی دخترون کے ساتھ کرنے کا حکم دیا ساہوکار کو کوئی موقع بجز تسلیم کرنے اس امر کے باقی
نر ہا تھا لہذا وہ زمیندار کی پوشاک مین حاضر کئے گئے اُنھون نے اُن جاٹون کے ساتھ کھانا کھایا اور اُنکی
بیٹیون کے ساتھ شادی بھی کی لہذا اس طرح کارائے کی اولاد کٹوریا جاٹ ہوگئی اور مونڈراج اور شیوبنج کی
اولاد مونڈراجاٹ اور شیوراجاٹ ہوگئے اور پسران خرد پھول اور کیولا جوٹائی اور کمار مشہور کئے گئے وہ بھی
فرقے کے ہوگئے منگل راؤ جب نے پناہ صحراے دریاے گاڑھا مین پائی تھی دریاے مذکور کے پار رہا کیا جاتا
کے ریگستان مین اُس نے کچھ حکومت پیدا کرلی اُس وقت مین قوم بارا ہا کنارہ دریاے مذکور پر آباد تھی
اور اُنھے دوسری طرف بوٹا بان (بواو معروف) کے بوٹارا جپوت رہتے تھے اور پوگل (بواو معروف)
مین پرمار تھے - دھات مین سودا (بواو مجہول ودال مہملہ) نسل تھی اور لودرا مین لودرہ راجپوت تھے
یہان منگل راؤ کو پناہ ملی - منگل راؤنے باستر ضاے راجہ سودا اپنا مقام قیام آئندہ علاقہ لودرہ اور بارا ہا
اور سودا کے وسط مین اختیار کیا ادھر بوٹارا جپوت بھی رہتے تھے جواب معدوم ہوگئے ہین -

۳ - مجم راؤ

یہ اپنے باپ منگل راؤ کے ساتھ مقام شالباہن پور سے فراری ہوگیا تھا باپ کے مرنے پر اُس کا
جانشین ہوا اور قرب وجوار کے سب راجون نے اُس کی راجگی منظور کی اور امرکوٹ والے راجہ سودا نے
اپنی دختر کی شادی اُس کے ساتھ کی اُس کے تین فرزند پیدا ہوئے کیہر یا کیسر اور مولراج اور گوگلی -
الن سی دیوڑ نے مجم راؤ کے پچھلے دونون بیٹون کے واسطے ناریل بھیجے بہت تجمل سے شادیان ہوئین
وہان سے واپس آیا تب مجم راؤنے ایک قلعے کی بناڈالی اور اُس کا نام تنودیی کے نام سے تنوٹ رکھا

قبل ختم ہونے اس تعمیر کے اُس نے وفات پائی۔

۴۔ کیھر سنگھ اول

اپنے باپ کے بعد گدی نشین ہوا یہ اپنے باپ کے وقت مین تاخت و تاراج کرنے مین مشہور تھا یہ خبر پاکر کہ پانسو گھوڑون کا کاروان اُردو سے ملتان کو جاتا ہے اس نے چیدہ گروہ ساتھ لیکر اور شتر فروش سوداگر کا بھیس بھر کر اُس کا تعاقب کیا اور بمقام تیخ ندر (پنجاب) حملہ کرکے لوٹ کر اپنے گھر کو واپس آگیا اسکے وقت مین تنوٹ پر حسرت رئیس بارا اہانے فوج کشی کی تھی تو بمقام مذکور اُس کی سرحد پر ٹھیرا ہوا تھا مگر مولاراج نے اُس کی حفاظت کی اور حسرت کو مجبوری واپس جانا پڑا ماہ سدی ۱۵ روز شنبہ سمت ۱۲۸۷ مطابق ۱۲۳۱ھ مین قلعہ تنوٹ کی تعمیر ختم ہوئی جو راجپوتانے کی مغربی شمالی سرحد پر ہے اور تنوٹا تا کا مندرا وس مین تعمیر ہوا عرصۂ قلیل کے بعد ایک عہدنامہ قوم بارا اہا کے ساتھ قبل مین آیا اور اُس قوم کے رئیس کی بیٹی کی شادی مہاراج کے ساتھ ہوئی اس طرح ریاست ہوائی کی قائم ہوئی اس وقت سے پونے بارہ سو برس پہلے بھاٹی لوگ راجپوتانے کے ریگستانی حصے مین آنے کے بعد قیصر کی تکلیفین اُٹھا کر یہان آباد چلے آتے ہین بھاٹون نے جنگلی راجپوتون کو جو یہان معدوم ہین علاقہ فتح کیا مگر ان راجپوتون نے کیھر سے عوض لے لیا یعنی وہ یہان سے بھاگ گئے تھے انھون نے پھر حملہ کرکے قتل کر ڈالا اُسکے پانچ فرزند تھے سب سے بڑے کا نام تنوٹا تھا اُسی نے کیھر کو ولیعہد کا ہم حصہ بنایا ہے۔

۵۔ تنوٹ

اس نے گدی نشین ہوکر بارا بھٹیون اور ملتان کے لانگاہون کا علاقہ تباہ کیا مگر حسین شاہ لانگا پٹھانون کو اس نے زیر کرکے دردو (لولو اور مصروف) دکھی جی دکھوکر (لولو اور مہول) ومغل دجو مہیہ (یہ اب معدوم ہین) جنگلی راجپوت اقوام کے دس ہزار سوارون کو لیکر تنوٹ پر حملہ آور ہوا یہ سب علاقہ بالا مین پہونچے اور دامان قیام کیا سب بارا شریک اُنکے ہوگئے تنوٹ نے اپنے ہم قوم بھیجکے چار روز تک اُسنے قلعے مین محصور رکھکر لڑائی کی پانچوین دن حکم دیا کہ قلعے کے دروازے کھول دیے جائین اور اپنے فرزند بجرا کو ہمراہ لیکر شمشیر بدست باہر آیا اور حاضرین پر حملہ آور ہوا اول بارا اہا کی قوم بھاگی پھر سب سوارون نے اُسکی پیروی کی تخمیناً سات ہزار سوار مارے گئے خود اُس کو میدان جنگ مین بلا اپنے قبضے مین کیا اس فتح کے بعد شاہی کاغذ مین جیجو (یا وداد معروف سے) رئیس بڑا بان کی طرف سے اُس کے بیٹے کے واسطے آیا اور ایک عہدنامہ مشارکت بقا بلکہ رئیس بڑا بان آپس مین منعقد ہوا تنوٹ نے ایک قلعہ بجا سمی دیوی کے نام پر بنایا اور اُس کا نام بھی جوت رکھا اس قلعے مین اُس نے دیوی کی مورت مگر سدی ۱۳ سمت ۱۸۱۳ مطابق ۱۷۵۷ء کو تاہم کی اور اسّی برس راج کرکے اپنی موت سے مرگیا۔ تنوٹ کے پانچ بیٹے ہوئے تھے (۱) بجے راے ولی عہد (۲) ناگر (۳) جے سنگھ (۴) اُتن سی وغیرہ ناگر کی اولاد بڑھی ہوئی جو اب تک ناگر ساکر کے نام سے

مشہور ہین - جے تنگ کے بیٹے رتن سی نے بیگم پور شہر مسمار کی مرمت کی الن سی کے ایک بیٹے دیوسی کی اولاد ریساری یعنی شتربان ہوئی اور الن سی کے چوتھے بیٹے رک جو کی اولاد تجارت پیشہ ہوکر اوسوال مشہور ہوگئی نوٹ کرنل ٹاڈ نے اسی طرح لکھا ہے لیکن مجمع الملوک مین محمد رضا بن ابوالقاسم طبا طبا نے بیان کیا ہے کہ سلطان حسین لنگاہ سکندر لودھی کے عہد مین گذرا ہے جو ۱۴۸۸ء سے ۱۵۱۷ء تک ہوا ہے اس حساب سے تنو کا عہد سلطان حسین لانگھا والی ملتان سے صدہا سال پیشتر ہو چکا ہے -

۶ - بچے راے

تنو کے بعد اُس کا ولی عہد بچے راے سمت ۸۷۰ مطابق ۸۱۲ء مین باپ کا جانشین ہوا - اُس نے فوج کشی کرکے اپنی قدیم دشمن قوم بارا ہا کو شکست دیکر تاخت و تاراج کیا سمت ۸۹۲ مین رانی بوٹا بان سے لڑکا پیدا ہوا اُس کا نام دیوراج رکھا ایک مرتبہ پھر اقوام بارا ہا اور لانگھا نے بچے راے پر فوج کشی کے لئے اتفاق کیا مگر اُنکو شکست نصیب ہوئی اور بھاگ گئے جب ان قومون کو یقین ہوگیا کہ وہ مقابلے مین سر برنہین ہوتین تو دغا بازی کی فکر کی اور پیغام بھیجا کہ اس عناد قدیمی کے رفع کرنے کیلئے رئیس بارا ہا اپنی بیٹی بچے راے کو دیتا ہے اس پر بھاٹی وہان گئے بچے راے اور اُس کے آٹھ سو رشتہ دار ہم قوم قتل کئے گئے دیوراج بھاگ کر ایک پرہت کے گھر مین پہونچا وہان بھی اُس کا تعاقب ہوا جب کوئی امید تحفظ باقی نرہی تو برہمن مذکور نے زنار صغیر سن راجہ کے گلے مین ڈالدی اور اس غرض سے کہ تعاقب کرنے والون کو اُنکی غلطی کا اطمینان کرے کہ جس کی وہ تلاش کرتے ہین وہ نہین ہے برہمن اُنکے روبرو اُسکے ساتھ ایک برتن مین کھانا کھانے بیٹھا شہر تنوت کا محاصرہ کرکے فتح کیا اور جو شخص اُس مین ملا اُس کو قتل کیا پس عرصۂ قلیل کے واسطے نام بھاٹی کا معدوم ہوگیا -

۷ - دیوراج

یہ مدت تک ملک براہا مین مخفی رہا مگر آخر کار جرأت کرکے وہان سے بھاگ نکلا اور مقام بوٹابان مین جو اُس کے نانا کا شہر تھا پہونچا اُس کو نہایت خوشی ہوئی جب اُس نے دیکھا کہ اُس کی ماں قتل تنوت سے محفوظ آرہ کر وہان موجود ہے - دیوراج نے محتاجی کی زیست سے تنگ آکر ایک گانون کی درخواست کی رئیس نے دینے کا وعدہ کیا مگر رئیس بوٹابان کے رشتہ دارون نے اُس کو اس فعل سے ڈرایا اسلئے رئیس اپنے وعدے سے پھر گیا اور یہ کہا کہ اُس کو صحرا مین تھوڑی سی زمین دی جائے گی - دیوراج نے چپکے چپکے اُس زمین پر ایک قلعہ کی تعمیر شروع کی اور ماہ سدی ۵ روز دوشنبہ سمت ۹۰۹ مطابق ۸۵۳ء کو اپنے نام سے اُس ویران موضع پر قلعہ دیوراول جسے دے راول کہتے ہین بنوایا جب رئیس بوٹابان نے سنا کہ اُس کا نواسا بجاے مکان کے ایک قلعہ تعمیر کراتا ہے تو اُس نے ایک جمعیت قلعہ کو منہدم کرنے کے لئے بھیجی دیوراج نے اپنی مان کے ہاتھ قلعہ کی کنجی حملہ آورون کے پاس بھیجی اور پیام دیا کہ حملہ آوران

فوج آکر قلعہ کو اپنے قبضے مین لے آئین اور وہ اُنکی عزت اور آبرو کرے گا جب سردار جو ایک سو بیس تھے آئے اُنکو کہلا بھیجا کہ دس دس آدمی اُنسے کچھ مشورہ کرنا ہے جب وہ دس سردار آئے اُنکو قتل کرکے اُن کی لاشون کو دیوار کے باہر پھکوا دیا اسی طرح دس دس سردار آتے تھے اور قتل ہوتے تھے جب سب سردار آچکے اور قتل ہوئے تو یہ خبر منتشر ہوئی اور بے سردارون کی فوج بھاگ گئی - تھوڑے دنون کے بعد راؤ کے پاس وہ پرہت جس نے اُس کو بارا ہا مین بچایا تھا آیا اور اب وہ جوگی ہوگیا تھا دیوراج اُس کا چیلہ ہوگیا اور اُس جوگی کی صلاح سے اُس نے اپنے دشمن براہا کو غفلت کی حالت مین قتل کرکے اپنی حکومت کو دوبارہ جمایا اس وقت سے جاٹیون کا خطاب راؤ کے عوض راول قرار پایا جواب تک اُنکے رئیسون کے نام پر جاری ہے یہ راول اُس جوگی کا خطاب تھا جس کا دیوراج چیلہ بنا تھا - اس مہم کے بعد اُس نے لانگا راجپوتون پر فوج کشی کی اور وہ کیا لانگا راجہ علی پور مین شادی کرنے کے لئے جارہا تھا مقام مذکور مین دیوراج نے اُنپر حملہ کیا اور ایک ہزار آدمی اُنکے قتل کئے باقی ماندہ نے اُس کی اطاعت قبول کی -

دیراول سے مشرقی سمت کو لودرہ راجپوت رہتے تھے اُنکی دارالریاست مقام لودرہ تھی اس خاندان کا پرہت ناراض ہوکر دیوراج کے پاس پناہ لایا اور اُس نے دیوراج کو تحریک کی کہ اُنپر فوج کشی کرے دیوراج بارہ ہزار سوار لیکر روانہ ہوا اور شہر مین گھس کر قتل شروع کیا اور نربھان رئیس لودرہ کی بیٹی سے بیاہ کرکے اور فوج کا ایک دستہ قلعداری پر لودرہ مین چھوڑ کر آپ دیراول مین واپس آیا - اس عرصے مین اس کے شہر کا تاجر جس کا نام جیس کرن تھا آیا اور راول سے فریاد کی کہ دھارانگری کو گیا تھا وہان کے راجہ بھوج پنوار نے اُس کو گرفتار کیا اور ڈنڈ بین روپیہ لیکر رہائی دی راول اپنے سوداگر کی ذلت دیکھ کر آگ ہوگیا اور قسم کھا بیٹھا کہ بغیر دھارا کے تباہ کئے پانی نہ پیون گا - راول کا غصہ بیجا نہ تھا کسی ریاست کو یہ اختیار نہیں ہے کہ دوسری ریاست کے کسی بھی آدمی کو ذلیل کرے ہر ایک رعایا کے ساتھ اُس کے راجہ کی طاقت ہے رعایا کی ذلت مین راجہ کی ذلت ہے لیکن غصے مین بلا انجام سوچے کوئی عہد کرلینا بعید از دانشمندی ہے در اصل دھارا اُس برتاؤ کا سزاوار تھا جو دیوراج نے سوچا تھا لیکن بلا غور کئے کہ دھارا تک پہونچنے مین کتنے روز صرف ہون گے محاصرہ کب تک رہے گا اُس زمانے تک کوئی شخص پیاسا رہ سکتا ہے راول کو پانی نہ پینے کا عہد کرنا مناسب نہ تھا بہرحال عہد تو کرلیا قول مردان جان دارد راجپوت عہد کرکے اُسے توڑنا نہین جانتا اب بجز اسکے کہ کسی طرح عہد پورا ہو یا راجہ بلا آب و دانہ تڑپ تڑپ کر جان دیدے اور کوئی چارہ نہ تھا آخر کار یہ تدبیر نکالی گئی کہ ایک نقلی دھارا بنایا جائے اور راجہ اُس کو تباہ کرکے پانی پیے پھر اصل دھارا پر حملہ ہو چنانچہ کاسے کا دھارا تیار کیا گیا اور راجہ نے اُس کے توڑنے کو قدم بڑھایا دھارا پنوارون کا قدیم وطن ہے راول دیوراج کی فوج مین تقریباً ایک سو بیس پنوار ملازم تھے اُنکو جس وقت یہ حال معلوم ہوا وہ نقلی دھارا کی حفاظت پر آمادہ ہوگئے جس وقت راجہ نقلی دھارا کے قریب پہونچا ایک سو پنوار راجپوت اس کے مقابلے کو تیار تھے اور

نہایت جوش کے ساتھ گا رہے تھے "جان دھارتان پنوارین اور دھارتیہان پنوار دھار بنا پنوار ژنا ہین اور تا ہین پنوار بن دھارا" ان خدائیان وطن نے بسر کردگی تیج سی دسارنگ راجہ کو قلعے مین اُس وقت تک نہ گھسنے دیا جب تک انکے دم مین دم رہا جب تک ایک ایک پنوار نے اپنے خون کے قطرے قطرے سے وطن پر پوری ثابت نہ کردی راول کے بنائے کچھ نہ بنی ان شہیدان وطن کی یادگار مین راول نے اُنکے متعلقین کے گذارے مقرر کردئے بعد اس کے راول نے بہت سی سپاہ کے ساتھ دھار پر چڑھائی کی اور جس نے راستے مین اُسکا مقابلہ کیا اُس کو مغلوب کیا۔ برج بھان نے پانچ روز تک دھار کا تحفظ کیا آخر کار آٹھ سو آدمیون کے ساتھ مقتول ہوا دیوراج اس فتح کے بعد لوٹ آیا۔

ایک روز تھوڑے سے آدمی ساتھ لیکر شکار کو گیا چنانچہ راجپوتون کے ایک باغی گروہ نے اُس پر حملہ کر کے مع ۲۶ ہمراہیون کے قتل کر ڈالا دیوراج نے ۵۵ سال حکمرانی کی۔

۸۔ مونڈ

یہ راول اپنے باپ دیوراج کے مارے جانے سے جانشین ہوا اور اس نے اپنے باپ کے قاتلون پر انتقام کی غرض سے حملہ کیا اگرچہ اُنھون نے جمع ہوکر تحفظ کیا تاہم اُنکے آٹھ سو آدمی کام آئے اس کے فرزند بچھراج کی بعمر چودہ سال سولنکھی راجہ انہل واڑہ (پٹن) کی بیٹی کے ساتھ شادی ہوئی تھی مونڈ کچھ عرصے کے بعد موت سے مر گیا۔

۹۔ بچھراج

سمت ۱۰۳۵ مطابق سنہ ۹۷۹ء مین باپ کے بعد رئیس ہوا اس کے پانچ بیٹے تھے دوساج اور نگھ اور پاپی راؤ اور انکھو اور بال بسادیہ سب صاحب اولاد اور موروث ایک ایک فرقے کے ہوئے سنگھ کی اولاد سنگھ راجپوت کہلاتی ہے باپی کے بیٹے پاہو نے جو ہیبہ راجپوتون کا علاقہ تا بمقام دیبی چھال فتح کیا اور پوگل مین اپنا دارالریاست بنایا اُس ریگستان مین اکثر کنوین تیار کرائے جو ابتک پاہو کا کنوان کہلاتے ہین۔

۱۰۔ دوساج

سمت ۱۱۰۰ مطابق سنہ ۱۰۴۴ء مین باپ کے بعد رئیس ہوا۔

متصل کھا تو واقع ناگور ضلع مارواڑ کے ایک شخص جنگ جو قوم کھیچی جس کا نام جدبھان ہی رہتا تھا اُس نے غارتگری تا بدروازۂ پوگل کی تھی اور اکثر جے تنگ بھاٹیون کو قتل کیا تھا دوساج نے ایک قافلہ اس حیلے سے تیار کیا کہ وہ گنگا کے نہان کو جائے گا اور بے خبری مین علاقۂ کھیچی پر حملہ کیا اور شخص مذکور مع اپنے نوسو ہمراہیون کے قتل ہوا۔ دوساج اور اُسکے تین بھائی گھر مین گئے اور وہان پرتاب سنگھ بیس گہلوت کی بیٹیون سے شادی کی۔

دوساج کے وقت مین ہمیر راجۂ سودا نے اُس کے علاقے مین لوٹ مار کی دوساج نے بہت کچھ

صلح اور آشتی کے پیام دیے مگر بے سود ثابت ہوئے اُس نے مقام دھات مین کوچ کیا اور فتح حاصل کی۔ دوسال کے تین بیٹے تھے جیسل - بجے راج - اور لنگا بجے راے یہ پچھلا لڑکا اُس کی صغرسنی مین رانی راناوت خاندان میواڑ سے پیدا ہوا تھا جس کی شادی سدہ راج جے سنگھ سولنکھی کی دختر سے ہوئی تھی۔ یہی پچھلا بیٹا باپ کے بعد جانشین ہوا۔

۱۱- لنگا بجے راے

یہ سیسودیہ قوم کی رانی سے پیدا ہوا تھا اور اپنے باپ کے بعد گدی کا مالک سمجھا گیا لیکن جلد گذر گیا۔

۱۲- بھوج دیو

یہ اپنے باپ کے گذر جانے سے ۲۵ سال کی عمر مین جانشین بنا ابھی اس کی مسند نشینی کو زیادہ عرصہ نہین گذرا تھا کہ اُس کے چچا جیسل نے مخالفت کی لیکن اُسکے ساتھ ہمیشہ پانسو سولنکھی راجپوت موجود رہتے تھے اس لئے جیسل اُس کو نقصان نہین پہونچا سکتا تھا اس زمانے مین سلطان شہاب الدین غوری نے ملتان اور سندھ کو تاخت و تاراج کیا جیسل اپنے دوسو تیز اور رشتہ دار سواروں کو ساتھ لیکر بادشاہ کے پاس حاضر ہوا اور اپنا مافی الضمیر عرض کیا اور بادشاہ کے ساتھ رفاقت کی قسم کھائی بادشاہ کے حکم سے مسلمانون کی کمک سکو حاصل ہوئی مقام اودے پور کا محاصرہ کرکے اپنے بھتیجے کو قتل کیا دو روز تک اہل شہر کو اجازت دی کہ اپنا مال و اسباب جس قدر اُٹھا سکین لیکر باہر چلے جائین تیسرے روز مسلمانون کو لوٹنے کی اجازت دی گئی اُنھون نے پرانی راجدھانی کو دروا کو غارت کیا اور کریم خان مال مغرونہ لیکر بیکھ کو روانہ ہوا **نوٹ** ٹاڈ نے اسی طرح لکھا ہے مگر یاد رہے کہ اس وقت تک شہاب الدین کو غزنین و افغانستان کی حکومت بھی ہاتھ نہ آئی تھی ہندوستان پر حملہ کیا حیات افغانی مین محمد حیات خان لکھتا ہے کہ شہاب الدین محمد نے ۱۱۸۹ء مین خاندان غزنی کو تباہ کرکے سلطنت کی پھر افغانستان کو فتح کرکے ہندوستان پر حملہ کیا حبیب السیر مین غیاث الدین کہتا ہے کہ ۵۶۹ھ ہجری مطابق ۱۱۷۳ء مین غیاث الدین نے غزنی کو فتح کرکے اپنے چھوٹے بھائی معزالدین محمد معروف بہ شہاب الدین محمد کو سپرد کرکے سلطان محمود کے تخت پر بٹھایا شہاب الدین تین چار برس انتظام ملک مین مصروف رہا اور پھر مشورہ یا بحکم اپنے بھائی غیاث الدین محمد کے تسخیر ہندوستان پر جس پر عرصہ سے فریفتہ ہو رہا تھا متوجہ ہوا کوئی کہتا ہے کہ غیاث الدین ۵۵۲ھ ہجری مطابق ۱۱۵۷ء مین غور کے تخت پر بیٹھا اور اپنے بھائی شہاب الدین کے ساتھ ملکر سلطنت کرتا تھا خلاصہ کلام یہ ہے کہ جیسل کا سلطان شہاب الدین سے مدد لینا غلط ہے اُس کو اس وقت تک حکومت ہی حاصل نہوئی تھی منشی سجان راے بھنڈاری بٹالوی مولف خلاصۃ التواریخ کے قول کے مطابق سب سے پہلا حملہ ۵۷۴ھ ہجری مطابق ۱۱۷۸ء مین ملتان اور اچ پر ہوا تھا جہان اسے رگیستان کی راہ گجرات پر عزیمت کی اور وہان کے راجہ بھیم دیو کے ہاتھ سے ہزیمت پائی اور ۵۷۷ھ مطابق ۱۱۸۱ء مین دیول پر کہ ملک ٹھٹھہ مین واقع ہے

حملہ کرکے اُسے فتح کیا جیسل کا سلطان سے مدد لینا اُسی حالت مین تسلیم کے قابل ہوگا کہ اُسکی کارگذاری کے سالون مین اختلاف مانا جائے۔

۱۳- راول جیسل

اس نے اپنے بھتیجے سے راج لیکر دوارا جدھانی کے عوض جو صاف میدان مین تھی دس میل فاصلے سے ایک پہاڑی پر سمت ۱۲۱۲ کے ساون مہینے مطابق سنہ ۱۱۵۶ء مین شہر جیسلیر آباد کیا اس کے بارہ برس کے بعد وہ مرگیا اور اُسکے دو بیٹون کیلن اور شالباہن مین سے پچھلا جو چھوٹا تھا سردارون کی سازش سے راج کا مالک ہوگیا اور سر لیپل گریفن صاحب کی تاریخ راجگان پنجاب سے کچھ اور ہی معلوم ہوتا ہے اُس مین لکھا ہے کہ جیسل بانی شہر جیسلیر سنہ ۱۱۸۰ء مین ایک بغاوت کی وجہ سے اپنی مملکت چھوڑکر شمال کی جانب پرتھی راج چوہان والی دہلی واجمیر کے قلمرو مین چلا گیا تھا اور اسکے بیٹے چار تھے۔

۱۴- شالباہن دوسرا

سمت ۱۲۲۴ مطابق سنہ ۱۱۶۸ء مین مسند نشین ہوا اس کی اول مہم بجانب قوم کاٹھی کے تھی جو زیر حکومت اپنے حاکم جگ بھان کے درمیان شہر جھالورا اور اراولی کے رہتی تھی راو کاٹھی کا مقتول ہوا اور اُس کے گھوڑے جیسلیر پہونچائے گئے۔

کوہستان بدری ناگھ مین ایک ریاست تھی جہان کا راجا دوقہ سے شالباہن اول کی اولاد مین تھا جب وہ غزنی سے خارج ہوا تھا اس وقت مین اس ریاست کا راجہ لاولد فوت ہوا تو ایک پیام جیسلیر مین آیا کہ کوئی راجہ وہان کے واسطے بھیجدیا جائے تاکہ خالی گدی پر وہان بیٹھے شالباہن نے اپنے تیسرے بیٹے ہمسو کو وہان بھیجا مگر وہ اثنائے راہ مین فوت ہوگیا اُس کی رانی حاملہ تھی اُس کو رستے مین دردزہ پیدا ہوا اور زیر درخت پلاس کے اُس کے فرزند پیدا ہوا اس لئے اُس کا نام پلاسورکھا اور یہی لڑکا گدی نشین ہوا اور اُس کے نام سے اُس ریاست کا نام پلاسودہ مقرر ہوا۔

شالباہن سروہی کو شادی کرنے گیا تو اُس کے بیٹے بجل نے راج دبالیا۔ شالباہن نے بہت عاجزی کی مگر بیٹے نے نہ مانا اس لئے وہ مقام کھدال مین جس کی دارالریاست کا نام دیرا ول تھا چلا گیا۔ اور وہان بلوچون سے مقابلہ کرنے مین قتل ہوا۔

۱۵- بجل

جب اس کا باپ سروہی مین اپنی شادی کو گیا تھا تو بڑا بیٹا ہونے کی وجہ سے ریاست کا انتظام اس کے سپرد کرگیا تھا۔ شالباہن کی روانگی کے بعد بجل کے دھابھائی نے یہ خبر مشہور کی کہ راول ایک شیر کے شکار مین مارا گیا اور بجل کو ترغیب دی کہ راول کا خطاب لے لے لیکن یہ بھی زیادہ عرصے تک حکومت نکرسکا ایک روز غصے مین اس نے اپنے دھابھائی کو مارا اُس نے بھی پھر کر اس کو مارا اس پر

بجل کو غصہ اور شرم آئی اور خودکشی سے جان کھوئی۔

۱۶- کیلن

برادر کلان شالباہن دوم جسکو گادی سے محروم کرکے جیسل کے نائب نے نکالدیا تھا اب سمت ۱۲۵۲ مطابق سنہ ۱۱۹۶ء مین پھر طلب ہوکر پچاس سال کی عمر مین راول ہوا۔ خضرخان بلوچ نے پانچہزار سپاہ کے ساتھ دریاے مہران یعنی سندھ کا عبور کرکے علاقۂ کھدال پر حملہ کیا یہ حملہ اُس کا بعد قتل شالباہن دوم کے دوسری مرتبہ تھا کیلن نے سات ہزار راجپوتون کے ساتھ مقابلہ کیا سخت خونریزی کے بعد خضرخان اور اُسکے پندرہ سو ساتھی مارے گئے ۱۹ سال حکومت کرکے مرگیا۔

۱۷- چاچک دیو اول

سمت ۱۲۷۵ مطابق سنہ ۱۲۱۹ء مین راج پاکر چتار راجپوتون پر جواب معدوم ہین فوج کشی کی اُنکے دوہزار آدمی قتل کرکے چودہ ہزار مویشی پکڑ لایا اُنمین سے باقی ماندہ کو بجبوری قوم جوہیہ کے پاس پناہ لینی پڑی بعد اسکے رانا روم سی راجہ سودا پر فوج کشی کی اور اُسکے چار ہزار سوارون کو شکست دی اور وہ اپنی دارالریاست امرکوٹ مین پناہ گیر ہوا اور اپنی لڑکی زوجیت مین دیکر دشمن کو رخصت کیا۔ قوم راٹھور جو عرصہ قلیل سے علاقہ کیہر مین آباد ہوئی تھی ہم سایہ کو تکلیف دہ تھی چاچک نے فوج سودا سے مدد لیکر اُس پر حملہ کیا راٹھوڑون نے بھی ایک بیٹی دے کر صلح کر لی۔

بھاٹیون کے بڑے دشمن لانگھا قوم کے راجپوت تھے جو سولنگھیون کی ایک شاخ ہے ہمیشہ اُنکے اور بھاٹیون کے درمیان جنگ و جدل رہتی تھی سنہ ۱۲۳۱ء سے جب قلعہ تنوت سردار بھاٹی نے تعمیر کیا تھا چاچک دیو کے عہد تک ان دونون گروہون مین آتش جنگ مشتعل رہی آخر کار اُس وقت جنگ سرد ہوئی جو چاچک دیو کی افسری مین بھاٹیون اور لانگھا مین بغیر مداخلت تیسری قوم کے وقوع مین آئی فرشتہ اس قوم کے کل خاندان کو راجگان ملتان سے تعبیر کرتا ہے اور قوم لانگھا کو افغان قرار دیتا ہے اور ابوالفضل کی تحریر سے انکا قوم لومڑی سے ہونا پایا جاتا ہے یہ قوم فی الحقیقت بہت کثرت سے اقوام جٹ مین ہے تواریخ بھاٹی مین قوم لانگھا کو ایک صفحہ مین مسلمان اور دوسرے مین راجپوت لکھا ہے۔

بہرصورت رات دن کی تکرار و فساد سے یہ لوگ تنگ آکر سندھ وغیرہ کی طرف جا پھیلے اور وہان مسلمان ہوکر بلوچ کہلاتے ہین۔

چاچک دیو ۳۲ برس راج کرکے مرگیا اس کا بیٹا تیج راؤ جوانی مین بعمر بیالیس سال چیچک کے عارضے سے مرگیا تھا اسلئے دو پوتون جیت سی اور کرن سی مین سے چھوٹا لڑکا دادا کو زیادہ عزیز ہونے کے سبب راجہ بنایا گیا

۱۸- کرن سی

اس سے اسکے دادا کو بہت محبت تھی جب وہ قریب المرگ ہوا تو اُس نے اپنے رئیسون کو جمع کیا اور

اُنسے درخواست کی کہ وہ اُس کی یہ خواہش منظور کرین کہ اُس کا چھوٹا پوتا اُس کا جانشین ہو جب یہ جانشین ہوا تو اس کا بیٹا بھائی جیت سی ترک وطن کر کے گجرات مین چلا گیا اور وہان کے مسلمان بادشاہونکی ملازمت اختیار کی کرن سی اٹھائیس سال حکمرانی کر کے گذر گیا۔

۱۹- لاکھن سی

کرن کے مرنے پر سمت ۱۳۲۷ مطابق سنہ ۱۲۷۱ء مین یہ رئیس ہوا جو رات کے وقت گیدڑون کا بولنا ٹھنڈ کی تکلیف سے خیال کر کے اُنکے واسطے کپڑے بھجوانے کی تاکید کیا کرتا تھا اس پر بھی وہ بولتے تو اُنکے واسطے مکانات رسنۂ راج مین بنوا دئے اگثر وہ مکانات اب بھی موجود ہین لاکھن پر اس کی رانی جو قوم سوواسے تھی حاملہ تھی اُسنے اپنے بھائیون کو امرکوٹ سے طلب کیا مگر اُس کے دیوانے خاوند نے اُنکو قتل کر کے اُنکی لاشین دیوار سے باہر پھکوا دین چار برس کے بعد اہلکارون نے اس دیوانے راول کو خارج کر کے اُس کے بیٹے کو گدی پر بٹھا دیا۔

۲۰- پون پال

اپنے باپ کی معزولی کے بعد مسند نشین ہوا۔ لیکن پھر اسکو بھی بدمزاجی کے سبب نکالکر اس کے دادا کرن کے بڑے بھائی جیت سی کو گجرات سے بلا کر راج کا مالک بنا دیا۔

۲۱- جیت سی اول

اسکو سمت ۱۳۳۲ مطابق سنہ ۱۲۷۶ء مین گدی نصیب ہوئی۔ اس کے عہد مین رانا روپ سی پرہاروالی منڈور کے علاقے پر محمد بادشاہ (خونی) نے فوج کشی کی راجہ شکست کھا کر مع اپنے بارہ بیٹون کے فرار ہوا اور راول کے پاس آ کر پناہ لی راول نے اُسکو بارہ واسطے رہنے کے دیا علاء الدین محمد خلجی آماسا گر کے پاس اجمیر مین مقیم تھا اُسکے پاس ملتان اور ٹھٹہ سے خراج جا رہا تھا جب یہ خزانہ مقام بکھر مین پہونچا جو ایک جزیرہ سکھر کے قریب دریاے سندھ کے اُس موقع پر ہے جہان پنج ندیعنی پنجاب کے پانچون دریا اور دریاے سندھ ملکر بہتے ہین تو جیت سی نے داؤن لگا کر اُسکو لوٹ لیا بادشاہ کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو اُس نے راول کی سزادہی کا حکم دیا راول نے بنظر تحفظ تمام بوڑھے اور ضعیف مرد و عورت جنگل مین بھجوا دیے اور جیسلمیر مین مورچہ بندی کرائی اور دارالریاستہ کے گرد کئی کوس تک جنگل ویران کر دیا اور پانچہزار سپاہ آزمودہ کار قلعے کے اندر رکھی مسلمانون نے جیسلمیر کو آگھیرا راول کے پوتے دیوراج پسر مولراج اور پروتے ہمیر پسر دیوراج کی شجاعت سے قلعہ محصورین کے ہاتھ سے ابھی نہ نکلا تھا کہ جیت سی کے مرجانے پر لاش قلعے مین جلائی گئی اور اُس کا بڑا بیٹا مولراج راول ہوا جیت سی نے ۱۸ سال حکمرانی کی تاریخ ٹاڈ راجستان مین اسی طرح لکھا ہے۔ اس بیان مین محمد بادشاہ خونی سے بھی مراد علاء الدین خلجی ہے جسکا اصلی نام علی تھا اور سلطان جلال الدین کا داماد و قاتل تھا اُس کے حق مین تاریخ حقی مین، شیخ

عبدالحق دہلوی نے بھی لکھا ہے کہ "بادشاہ ہے جبار وقہار وکج رفتار وسخت گیر وزشت خوے بود" مگر ٹاڈ کا یہ سمجھنا کہ جیت سی کے عہد مین علاءالدین خلجی آنا ساگر کے پاس اجمیر مین مقیم تھا غلط ہے جیت سی کی حیات تک علاءالدین تخت نشین ہی نہوا تھا جیت سی ۱۲۹۴ء کی ابتدا یا ۱۲۹۳ء کی انتہا مین مرا ہے اور علاءالدین ۶۹۶ھ بحری مطابق ۱۲۹۵ء مین تخت نشین ہوا ہے چنانچہ تاریخ فرشتہ سے ثابت ہی کہ باکوکبہ ودبدبۂ عظیم در آخر سنہ ست وتسعین وست مأۃ داخل دہلی شدہ برتخت بادشاہی نشست میرے نزدیک سلطان جلال الدین خلجی ہونا چاہیے کیونکہ اُس نے رنتھنبور اور ڈھونڈھار ومارواڑ کے بہت سے مقامات کے راجپوتون پر حملہ کرکے اُنکی تباہی وبربادی کی تھی اور وہ ۶۸۸ھ بحری مطابق ۱۲۸۹ء مین تخت نشین ہوکر ۶۹۵ھ بحری مطابق ۱۲۹۵ء مین مرا ہے۔

بھاٹیون نے کچھ بادشاہی سامان ضرور لوٹ لیا تھا جس سے مسلمانون نے جیسلیر کو آگھیرا تھا۔

۲۲- مولراج اول

سمت ۱۳۵۰ مطابق ۱۲۹۴ء مین حالت محاصرہ مین راول ہوا دوسرے سال راجپوتون نے رسد نرہنے سے عورتون کو قتل کرکے دشمنون پر حملہ کیا راول ساتھیون سمیت مارا گیا اور مسلمانون نے دو برس تک قلعہ پر قبضہ رکھنے کے بعد اُس کو توڑ کر چھوڑ دیا اس تباہی سے بھاٹی لوگ کئی برس تک پریشان رہے جیت سی کے بیٹے رتن سی کی محبوب خان سردار بادشاہی کے ساتھ دوستی تھی اُس نے بروقت بربادی جیسلیر کے اپنے دونون بیٹون گرسی اور کینر کو محبوب خان کے حوالے کردیا تھا محبوب خان کی وفات کے بعد گرسی اجازت لیکر مغرب کی جانب علاقۂ محمود مین آگیا جہان اُس نے بمادیو جگمال کی ہمشیرہ سے شادی کی اور اسکا بھائی بھی مخفی طور پر وہان چلا آیا۔

۲۳- دُودُو

جیسلیر کی بربادی سے کئی سال کے بعد جگمال وغیرہ راٹھوڑون نے بھی بھاٹیون کا ویران قلعہ آدبایا جیسر جیسل کی اولاد مین سے دودو اور تلک سی نامی دو شخصون نے بے خبر حملہ کرکے دشمنون کو نکالدیا اس کامیابی سے دودو نے راول خطاب پاکر تلے کی مرمت کرائی اور تلک سی نے اجمیر کے بادشاہی علاقے مین لوٹ مار شروع کی اور اسپان فیروزشاہ کو جو آنا ساگر پر پانی پینے کو آتے تھے لے گیا جس سے دوبارہ سلمانون کی فوج نے جیسلیر کو آگھیرا اور راول دودو وغیرہ اپنی عورتون کو قتل کرنے کے بعد سمت ۱۳۶۲ مطابق ۱۳۰۶ء مین لڑکر مارے گئے دودو کے سترہ سو ہم قوم کام آئے اور وہ دس برس گدی نشین رہا تھا ٹاڈ نے اسی طرح لکھا ہے۔

لیکن تاریخ فیروزشاہی مین شمس سراج عفیف نے لکھا ہے کہ سلطان فیروزشاہ نے ۲۴ محرم ۷۵۲ھ بحری مطابق ۱۳۵۱ء کو تخت سلطنت پر جلوس کیا تھا اس سے سمجھ مین آتا ہی کہ گجرات کے مسلمان ہون گے۔

ای مارسڈن نے جو اپنی تاریخ ہند مین لکھا ہے کہ علاء الدین خلجی ۱۳۰۳ء چتوڑگڑھ کو فتح کرکے جیسلمیر پہونچا اور آٹھ مہینے کے محاصرے کے بعد جیسلمیر کا قلعہ فتح ہوا یہان ۴ ہزار راجپوتنیان زیور اور لباس پہنکر آگ مین کود پڑین اور جلکر خاک سیاہ ہوگئین اور مردون نے بڑھ بڑھکر تلوار کے ہاتھ مارے اور دشمنون کے ہاتھ سے کٹ کٹ کر مرے شاید یہ واقعہ علاء الدین کے وقت کا ہو۔

۲۴- گرسی

گرسی جو رتن سی بن جیت سی کا بیٹا تھا جب تیمور نے دہلی پر حملہ کیا تو اس نے ایسی خدمات کین کہ اس کا ملک موروثی عطا ہوا چنانچہ اس نے وہان پہونچ کر جیسلمیر کی ویرانی کی درستی کی اور آبادی بڑھائی سیاہ فراہم کی ٹاڈ نے اسی طرح لکھا ہے مگر مجھے گرسی کے امیر تیمور کے معرکون مین شریک ہونے مین کلام ہے کیونکہ تیمور نے ۸۰۱ھ ہجری مطابق ۱۳۹۸ء مین سلطان ناصرالدین محمود شاہ بن ناصرالدین محمد شاہ کے عہد مین ہندوستان مین قدم رکھا تھا جیسا کہ محمد بن خاوندشاہ بلخی کی کتاب روضۃ الصفا کی جلد ششم مین مذکور ہے اس بیان کو کسی اور معتبر کتاب مین مین نے نہین پایا بھلادیی سے کوئی اولاد نہ تھی اس لئے اسنے اپنی رانی کے مشورے سے کیہر کو جو دیوراج کا بیٹا دختر رودپ سنگھ رانا نے منڈور کے بطن سے تھا متبنے کیا تو ہم جیسر اس امر سے ناراض ہوئی کیونکہ وہ جیسلمیر کی گدی کو اپنا حق جانتی تھی اور اُس نے گھات سے گرسی کو مار ڈالا یہ سنکر بھلادیی نے اُنکے ارادون کے توڑنے کے لئے فوراً کیہر کو گدی پر بٹھادیا اور اس نظر سے کہ جو دو خواہشین اُس کے شوہر کی تھین یعنی ایک تو دیراکرنا گرسی سا گرکا اور دوسرے تحفظ قرار واقعی اُس کے متبنے فرزند کیہر کا جب تک یہ اچھی طرح مکمل نہو جائین اُس نے اپنا ستی ہونا ملتوی کیا چھ ماہ کے بعد جب یہ دونون کام پورے ہوگئے تو وہ چتا پر جاکر ستی ہوگئی بھلادیی نے یہ بھی کہدیا تھا کہ اگر کیہر لاولد رہے تو فرزندان ہمیر اُنکے جانشین کئے جائین۔

۲۵- کیہر دوسرا

اس کے آٹھ بیٹے ہوئے ان مین سے سوما کی اولاد سوما بھاٹی کہلاتی ہے اس کی جاگیر مین بیگم پور تھا جو زبردستی اس کے تیسرے بھائی کیلن نے چھین لیا سوما مع تمام آدمیون کے ترک وطن کرکے گروپ مین جاکر آباد ہوگیا اور پانچوین بیٹے ساتل نے ایک قدیم شہر کو بنام ساتل میر مشہور کیا کیہر کے اولاد ہونے کی وجہ سے فرزندان ہمیر کے مسند نشین ہونے کی نوبت نہ پہونچی ہمیر کے دو بیٹے تھے ایک کا نام جیتا تھا اور دوسرے کا لون کرن جیتا کے واسطے رانا کھبا والی میواڑ نے اپنی دختر کے ساتھ شادی کے لئے ناریل بھیجا تھا جو منظور ہوا دولہ بیاہ کے لئے روانہ ہوا اراولی پہاڑ مین پہونچا تو وہان دلھن کے متعلق ایک راز کی بات سُنکر خفیہ تحقیقات کرائی تو معلوم ہوا کہ وہ عیب دلھن مین ضرور ہے اس لئے جیتا نے شادی نہ کی رانا اس فعل سے نہایت غصے ہوا مگر شرم کی وجہ سے اُس نے معاوضے کا ہاتھ دراز نہین کیا اور بجاے اظہار کرنے اپنی آبروئی کے

اپنی دختر کی نسبت راجہ کھیچی اچلداس نامی گنگروں والے کے ساتھ کردی یہ دونوں بھائی مع ایک سو بیس ہمراہیوں کے مقام پوگل پر ایک ارادے کے انجام مین کام آئے۔

۲۶۔ کیلن دوسرا

کیہر کے بعد اُس کا تیسرا بیٹا کیلن قوم بھاٹی کا سردار بنا اور تمام علاقے پر قبضہ کرلیا اور مقام دیوراول کو جو بھاٹیون کے قدیم دشمن واہیار اجپوتون نے دبالیا تھا اُنسے چھین لیا کیلن کی مخالفت پر اقوام جوہیا اور لانگھا نے کمر باندھی بعض بھاٹی بھی انکی مدد کو آمادہ ہوئے لیکن کیلن کے ہاتھ سے ہزیمت پائی۔ کیلن نے اپنی شادی خاندان سما جام والا مین کی اور ان مین جو تکرار علاقے کی بابت باہم رہتی تھی اُسے رفع کیا شجاعت جام جس کی اُس نے مدد کی تھی کیلن کے ہمراہ ماروت مین آگیا بعد دو سال کے اُس نے وفات پائی اب کیلن نے سما کا سارا علاقہ اپنے قبضے مین کرلیا اور بہتر سال کی عمر پائی اُسکی حکومت پنجاب تک پہونچی تھی۔

۲۷۔ چاچک دیو دوسرا

کیلن کے بعد دوسرا چاچک دیو مسند نشین ہوا بعض کہتے ہین کہ رنمل مسند نشین ہوا لیکن یہ صرف علاقجات شمالی مین جو اُسکی جاگیر تھی حکمرانی کرتا تھا اور اسکے بعد صرف دو مہینے تک زندہ رہا۔

چاچک دیو نے اپنا قیام ماروت مین اس غرض سے قرار دیا کہ اپنے علاقے کو اہل ملتان کی تاخت وتاراج سے بچائے کہ رکھے رئیس ملتان نے بھاٹیون کے پرانے مخالفون مثل لانگھا۔ جوہیا اور کھیچی کو شریک کرکے چاچک دیو پر حملہ کیا اس نے بھی سترہ ہزار سوار اور چودہ ہزار پیادے مقابلے کو تیار کرکے دریائے بیاس کا عبور کیا لڑائی مین بھاٹی کامیاب ہوئے دوسرے سال پھر لڑائی ہوئی اس مین سات سو چالیس بھاٹی کام آئے اور تین ہزار ملتانی کمیت رہے ان فتوحات کے بعد چاچک کا ملک وسعت پذیر ہوا اور وہ ایک تھانہ زیر حکم اپنے فرزند کے بمقام اسنی کوٹ آنروے دریائے بیاس چھوڑ کر پوگل مین واپس آگیا بعد ازان اُس نے فوج کشی مہپال رئیس دوندی پر کی اور اُسے شکست دی۔

برجنگ راٹھور نے مشہور قلعہ ساتل جس مین صاحب دولت مہاجن رہتے تھے ایک بھاٹی رئیس سے چھین لیا تھا اور تاخت وتاراج کا ہاتھ صحرا مین پھیلایا تھا چاچک نے اُس کی رعیت مین سے بہت سے سیٹھ اور دوسرے اہل دولت گرفتار کرکے جیسلمیر کے متفرق شہر دن جیسے دیراول اور ماروت وغیرہ مین آباد کردیے اور اُس راٹھور کے بیٹے کو گرفتار کرکے اُدل مین اپنے پاس رکھا تاکہ اُس کا والد خوش رو یگی رکھے آخر عمر مین چاچک نے اپنے بڑے بیٹے (۲۸) برسل کو اپنا جانشین بنایا اور علاقہ کھدال جس کا دارالریاست دیراول تھا دوسرے بیٹے (۲۹) رندھیر کو دیا جو ایک چوہان رانی سے تھا اور خود ملتان وسندھ کی طرف چلا گیا جہان دشمنون کے مقابل لڑ کر کام آیا۔ برسل کے قدیم دشمن لانگھا نے بسرکردگی ہیبت خان الاسپر حملہ کیا مگر شکست کھاکر واپس گیا۔

اسی عرصے مین حسین خان بلوچ نے بیگم پور پر حملہ کیا اور شکست یاب ہوا۔
ریاست ٹجارا نے سنہ کچھ عرصے تک بھاٹیون کا ایک راجہ رہا۔ لیکن آخرکار (۳۰) برسی نے راول جنکر سمت ۱۵۳۱ مطابق ۱۴۷۴ء مین بیگم پور وغیرہ کی عمارت تیار کرائی۔ برسی کے مرنے پر (۳۱) جیت سی دوسرا راج کا مالک ہوا۔

جیت سی دوسرے تک جیسلمیر کا تاریخی احوال نہایت تاریکی مین ہے۔ اور اُس کے بعد بھی کرنل ٹاڈ کے بیان مین بہت فرق نظر آتا ہے۔ اس لئے یہان پر جیت سی کے بعد کئی پشت کا سلسلہ وار احوال تزکرۃ الواقعات ہمایونی۔ اکبرنامہ۔ توزک جہانگیری اور بادشاہ نامے سے صحیح کرکے لکھا جاتا ہے۔

۳۲۔ راول لون[1] کرن

اس کے وقت سمت ۱۵۹۹ مطابق ۱۵۴۳ء مین ہمایون بادشاہ جسکی سلطنت شیر شاہ نے دبالی تھی جودھپور کے راو مالدیو سے کچھ مدد نہ پانے کے سبب تکلیفین اُٹھاتا ہوا سندھ کو جاتے وقت جیسلمیر کے علاقے مین سے گذرا اور دہان کائین پکڑا ذبح کرائین تو راول جیسلمیر کے وکیل بادشاہ کے پاس آئے اور اُنھون نے یہ شکایت کی کہ بادشاہ مسلح سپاہ کے ساتھ اس ملک مین بغیر بلائے چلا آیا اس ملک مین گاے ذبح نہین ہوتی بادشاہ کے آدمیون نے اس مقدس جانور کو پکڑ کر حلال کیا اب بادشاہ کا لشکر راجہ کی رعایا کے ہاتھ سے بچ کر کہان جائے گا بادشاہ نے امراے مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیئے اُنھون نے کہا کہ ملائمت سے تو کام چلنے کا نہین لب تمنچہ سے حکم فرمائیے کہ ان ایلچیون کو مقید کیجئے بادشاہ نے اُنکو قید کردیا اور کچھ جواب ندیا راول لون کرن اور اُس کے بیٹے مالدیو نے اکثر کنوون مین ریت بھروادیا تاکہ ہمایون اور اُس کے آدمیون کو پانی نصیب نہو اور جب ہمایون جیسلمیر پہونچا تو راول جیسلمیر بادشاہ کے آنے سے پہلے ہی اہل و عیال شہر کے باہر جو تالاب تھا اُس کی محافظت کی تاکہ لشکر شاہی کہ خشت اُٹھا کر سراب سے اس مرحلہ بے آب مین آیا ہے پانی نہ ملنے سے آزار پائے مگر بادشاہ کے شیردل نے دست بردی کی اور گروہ کو تالاب کے کنارے پر شکست دی وہ بھاگ کر قلعہ مین چلے گئے اب پھر یہان سے صحراے بے آب مین سفر کیا چوتھے روز چار چاہ پر پہونچا تا ہم پانی اُن سے نکلنا دشوار تھا اور بہت سے آدمی پیاس کے مارے مرگئے پانی کی ایک بوند بھی مرتے وقت تک اُنکے حلق مین نہ پہونچی جبکہ ان مصیبت کے ماروں کی [illegible] اور بدبختیان غایت کو پہونچین اور راجپوتون نے جو اُنکی ہلاکت و تباہی کے خواہان وجویان تھے یہ دیکھا کہ موت اُنکے قریب آگئی اور اب کوئی آس اُنکو باقی نہین رہی تو راجہ کا بیٹا سفید علم ہاتھ مین لئے نمودار ہوا اُس نے بادشاہ کے پاس آدمی بھیجکر یہ عرض کیا کہ حضور اس ملک مین دشمنون کی طرح آئے اور گاے کشی کی جو ہندوون کے دھرم مین نہایت ممنوع ہے اگر حضرت یہان اطلاع کرکے آتے تو مہمان داری آپ کی راجہ کی طرف سے موافق اُس قاعدے کے ہوتی جو راجاؤن اور زمیندارون مین مروج ہے اگر چند روز قیام کا ارادہ یہان ہو تو مین بیل اور ڈول بھیجکر حوض کو پر کردون کہ بادشاہ کے لشکر کے آدمی اور

[1] اس مضمون اور روداد حروف سے جیسلمیر کے رجسٹر (فارسی) سے نکالا (جلد ۱ نمبر ۱) ۱۹۱۹ء مین پہنچا

مولیشی اچھی طرح پانی پئین میرے ایلچیون کو جو حضور سے بھیجے گئے ہین قصور وقیہ کرکے رخصت فرمائے بادشاہ نے نذر بیگ کی سفارش سے ان ایلچیون کو چھوڑ دیا غرض کہ ہمایون پھر پانی بھر کر امرکوٹ کی طرف جو تھر و پارکر کے اضلاع مین ہے روانہ ہوا جہان کا راجا پرشاد ہمایون کے ساتھ اس بے سامانی کے عالم مین ایسی تعظیم و تکریم کے ساتھ پیش آیا جیسا کہ کوئی بڑے بادشاہ کے ساتھ پیش آتا ہے اس وقت صرف سات سوار بادشاہ کے ساتھ باقی تھے اور دوسرے ایک ایک دو دو تین تین کرکے ملتے ہوئے سات ہفتے کے قریب امرکوٹ مین ہمایون رہا امرکوٹ ایک چھوٹا سا ضلع کہ حاصل تھا بادشاہ کی اقامت دراز کے لئے مناسب نہ تھا یہان ۵ رجب ۹۴۹ھ مطابق ۱۵ اکتوبر ۱۵۴۲ء کو حمیدہ بیگم بانو سے شاہزادۂ اکبر متولد ہوا۔

لون کرن کے مرنے کا خاص وقت معلوم نہین اسکے بیٹون مین سے ہرراج جیسلمیر کی گدی پر بیٹھا۔

۳۳ - راول ہرراج

اس وقت سمت ۱۶۲۷ مطابق ۱۵۷۱ء مین جب اکبر بادشاہ اجمیر ہوتا ہوا آگرہ پہونچا تو اس جگہ آنبیر کے راجہ بھگوانداس کی معرفت راول کی بیٹی بادشاہی محل مین داخل ہوئی اور اس وقت سے جیسلمیر والون نے بھی بادشاہی اطاعت قبول کی۔

۳۴ - راول بھیم سنگھ

اس نے اپنے باپ ہرراج کے بعد راج پاکر سمت ۱۶۴۷ مطابق ۱۵۹۱ء مین مرزا خان خانان کے ماتحت اڑیسہ و بنگالہ وغیرہ کی بغاوت دور کرنے مین کارگذاری دکھلائی۔ یہ اکبر کے عہد مین منصب پانصدی پر سرفراز تھا اور اس کی بیٹی کا جہانگیر سے ایام شاہزادگی مین بیاہ ہوا تھا شاہزادے نے اُسے ملکۂ جہان خطاب دیا تھا یہ پچیس برس کے قریب راج کرکے مرگیا اور اسکے چھوٹے بھائی کلیان نے گدی پائی۔

۳۵ - راول کلیان سنگھ

جب جہانگیر کے عہد مین راؤ بھیم ایک خرد سال بچہ دو مہینے کی عمر کا چھوڑ کر گیا اور وہ بھی تھوڑی دیر کے بعد مرگیا تو بادشاہ نے سنہ ۱۱ جلوس مین راجہ کشن داس کو جیسلمیر بھیج کر اسکے چھوٹے بھائی کلیان کو دربار مین طلب کیا اُس نے حاضر دربار ہوکر سو اشرفیان اور ہزار روپے بطریق نذر پیش کئے بادشاہ نے ٹیکہ راجگی اور خطاب اولی سے سرفراز کیا اس کے بعد اسی سال راول کلیان نے نو ہزار اشرفیان کے گھوڑے پچیس اونٹ اور ایک ہاتھی پیشکش مین پیش کئے بادشاہ نے منصب دو ہزاری ذات ہزار سوار مرحمت کرکے جیسلمیر کو اُسی کی جاگیر مین مرحمت کیا اور خلعت اور اسپ و فیل اور شمشیر مرصع اور کچھ نقد مرحمت کرکے وطن کو رخصت کیا۔

کرنل ٹاڈ نے کلیان کو بھیم سنگھ کا چچا لکھ کر اُس کے عوض مسند پر اس کا بیٹا ہونا بیان کیا ہے جس کو غلط ثابت کرنے کے لئے توزک جہانگیری کی عبارت یہان درج کی جاتی ہے۔

سنہ ۱۰۲۵ ہجری (مطابق سمت ۱۶۷۳ و سنہ ۱۶۱۶ء) مین کلیان جیسلمیر سے جس کے بلانے کو راجہ کشن داس

(کچھواہہ) گیا تھا حاضر ہوا - اُس نے سو مہرین اور ہزار روپیہ نذر مین پیش کیا - اُس کا بڑا بھائی راول بھیم جاگیر کا مالک تھا جب وہ مرا تو اُس نے ایک دو مہینے کا بچہ وارث چھوڑا - لیکن وہ بھی زیادہ نہ جیا - اُس (بھیم) کی بیٹی کو مین نے شاہزادگی مین بیاہ کر ملکہ جہان خطاب دیا تھا - چونکہ اس قوم کے لوگ پہلے سے سلطنت کے خیرخواہ چلے آئے ہین اور ایک رشتہ بھی ہوگیا تھا اس لئے راول بھیم کے بھائی کلیان کو طلب کرکے مین نے سرداری کا ٹیکہ اور راول خطاب عنایت کیا - دوبارہ راول کلیان کی طرف سے کچھ نذر کا سامان پیش ہوا اور اُس کو دوہزاری ذات ایک ہزار سوار کا منصب دیا گیا -

سمت ۱۶۸۵ مطابق سنہ ۱۶۲۹ع مین شاہ جہان نے تخت پر بیٹھ کر کلیان سنگھ کا منصب بحال رکھا لیکن راول کے مرنے پر اُسکے بیٹے منوہر داس سے راج چھین کر سبل سنگھ کو دیدیا جو راول لون کرن کے بیٹے مالدیو سے تیسری پشت مین تھا -

۳۶ - راول سبل کرن

سمت ۱۶۹۵ مطابق سنہ ۱۶۳۹ع کے بعد شاہ جہان کے حکم سے مہاراجہ جسونت سنگھ والی جودھپور نے مدد کرکے سبل سنگھ کو راج دلایا جس کے عوض جیسلمیر کا پرگنہ پوکرن ہمیشہ کے واسطے راٹھوڑون کے قبضے مین آیا - بادشاہ کی طرف سے سمت ۱۷۱۲ مطابق سنہ ۱۶۵۵ع مین سبل سنگھ کو ایک ہزاری منصب ملا - کرنل ٹاڈ افسوس کرتا ہے کہ بیکانیر کے راٹھوڑون نے شمالی علاقہ - اور جودھپور والون نے جنوبی پرگنے بارمیر وغیرہ جیسلمیر مین سے بے سبب دبالئے لیکن زمانے کی یہی چال ہے کہ زبردست لوگ جاوبےجا ملک دباتے ہین شروع مین یہ بات ناگوار گذرتی ہے اور عرصے تک قیام پالینے سے حقداری سمجھ لی جاتی ہے -

۳۷ - راول امر سنگھ

اس نے سمت ۱۷۱۵ مطابق سنہ ۱۶۵۹ع کے بعد عالمگیر کے عہد مین گدی پر بیٹھ کر بلوچون اور بیکانیر کے راٹھوڑون سے لڑائی مین بعض سرحدی مقام واپس لئے -

۳۸ - راول جسونت سنگھ

یہ سمت ۱۷۵۸ مطابق سنہ ۱۷۰۲ع مین راج کا مالک ہوا - اس کے وقت مین راٹھوڑون نے بارمیر - پوگل - اور بھلوڈی وغیرہ پرگنے دبالئے اور اس کے پانچ بیٹون مین سے بڑا جگت سنگھ گذر گیا تو اُس کا بیٹا اکھے سنگھ وارث رہا - لیکن اکھے سنگھ کے گدی پر بیٹھتے ہی اُسکے چچا تیج سنگھ نے راج چھین لیا -

۳۹ - راول تیج سنگھ

اس کے راج لینے پر اکھے سنگھ دلی جاکر اپنے باپ کے چچا ہری سنگھ کو مدد پر لایا تیج سنگھ لڑائی مین زخمی ہونے سے مرگیا اور اُس کا کم عمر بچہ وارث رہا -

۴۰ - راول سوائی سنگھ

اسکے تین برس کی عمر مین گدی پر بیٹھنے کے بعد دعویدار اکھے سنگھ نے بڑی جمعیت سے قلعہ پر حملہ کرکے اس بے گناہ کو قتل کرنے کے بعد راج حاصل کیا۔

۴۱ - راول اکھے سنگھ

یہ سمت ۱۷۷۸ مطابق سنہ ۱۷۲۱ء مین راول ہوا اسکے وقت مین بہادل خان نے جو داؤد خان کا پوتا اور مبارک خان کا بیٹا تھا مقام دیورا ول اور کھدال کا علاقہ دبا کر اپنی نئی ریاست بھاولپور مین داخل کیا۔

۴۲ - مہاراول مولراج

سمت ۱۸۱۸ مطابق سنہ ۱۷۶۲ء مین راج کا مالک ہوا اس کے اٹھاون سال عہد مین دیوان سروپ سنگھ اور اُسکے بیٹے سالم سنگھ نے بھاٹیون کے ملک اور خاندان کو نہایت تباہ کیا۔ جب راول کے ولی عہد رتن سنگھ نے سروپ سنگھ کو قتل کرنا چاہا تو دیوان نے اول کنور کو ملک سے خارج اور واپس آنے پر ایک قلعہ مین قید رکھ کر زہر سے مروا ڈالا اور اُسکے دو بیٹون انبھے سنگھ اور دھونکل سنگھ کا بھی اسی طرح کام تمام کیا راول کا دوسرا بیٹا جیت سی اندھا ہونے کے سبب جان سے بچا رہا تیسرے مان سنگھ نے گھوڑے سے گر کر وفات پائی اور اُسکے بیٹون کو بیکانیر مین پناہ لینی پڑی۔

سمت ۱۸۷۵ مطابق سنہ ۱۸۱۸ء ماہ دسمبر مین بڑی مشکل کے بعد سالم سنگھ نے سرکاری عہدنامہ ہونے دیا اس سے دو برس کے بعد مہاراول مولراج کے مرجانے سے اُس کا پوتا گج سنگھ جو مان سنگھ کا بیٹا تھا اور اپنے دوسرے بھاٹیون کے وطن سے نکل جانے پر کم عمری کے سبب ریاست مین رہ گیا تھا گدی پر بٹھایا گیا۔

۴۳ - مہاراول گج سنگھ

یہ سمت ۱۸۷۷ مطابق سنہ ۱۸۲۱ء مین راج کا مالک ہوا۔ اسکی شادی میواڑ کے مہارانا بھیم سنگھ کی بیٹی کے ساتھ اُس موقع پر ہوئی جبکہ بیکانیر اور کرشن گڑھ کے مہاراجہ بھی مہارانا کی دوسری بیٹیون کے ساتھ اپنے بیاہ کے لئے اودیپور گئے ہوئے تھے۔ اس رشتہ داری سے بیکانیر و جیسلیر کے سرحدی جھگڑون مین کچھ کمی ہوگئی۔ سمت ۱۸۸۰ مطابق سنہ ۱۸۲۴ء مین سالم سنگھ دیوان مرگیا۔ مہاراول کو اُس کے سجادباؤ اور رعیت کو ناروا سختی سے نجات ملی سالم سنگھ کے پیچھے اُسکے دو بیٹون مین سے بڑے نے چھوٹے کی مان کو کسی نوکر کے ساتھ آشنائی رکھنے کے خیال سے مار ڈالا جس سے مہاراول نے جواب ہوشیار ہوگیا تھا اُسے قید کرکے فسادیون کا بالکل زور توڑ دیا۔

سندھ کی لڑائی پر مہاراول نے سرکار انگریزی کو باربرداری کے لئے اونٹ جمع کرنے مین بہت مدد دی جس کے عوض سمت ۱۹۰۰ مطابق سنہ ۱۸۴۴ء مین سندھ کے فتح ہونے پر وہان کے نواب میر علی مراد خان سے شاہ گڑھ - گرسیہ اور کوٹڑہ کے قلعے جو کسی وقت دبالئے گئے تھے واپس دلائے گئے اس کے دو برس کے بعد

مہاراول کے لاولد انتقال کرنے سے رانی راناوت نے اُس کے چھوٹے بھائی کیسری سنگھ کے بیٹے رنجیت سنگھ کو گود لیا۔

۴۴۔ مہاراول رنجیت سنگھ

یہ سمت ۱۹۰۲ مطابق ۱۸۴۶ء مین گدی پر بیٹھا۔ جس کو دوسرے رئیسون کی طرح ۱۸۶۲ء مین سرکار انگریزی سے گود لینے کی سند حاصل ہوئی اور سمت ۱۹۲۰ مطابق ۱۸۶۴ء ۱۶ جون کو اس کے لاولد انتقال کرنے پر اسکے چھوٹے بھائی بیری سال کو راج ملا۔

۴۵۔ مہاراول بیری سال

سمت ۱۹۲۰ مطابق ۱۸۶۴ء جون کے مہینے مین جبکہ اُس کی پندرہ سال کی عمر تھی گدی پر بیٹھا اس نے فضول جھگڑون کے سبب مدت تک گدی نشینی سے انکار رکھا لیکن دو برس کے بعد کرنل ایٹن اجنٹ گورنر جنرل کے نیک صلاح دینے اور رضامندی کے ساتھ مسند نشین کرنے سے اُس کا رنج واندیشہ دور ہوا۔ سمت ۱۹۳۰ مطابق ۱۸۷۳ء مین مہاراول نے ڈونگرپور جاکر وہان کے مہاراول اودے سنگھ کی بیٹی سے شادی کی جس مین ڈیڑھ لاکھ روپے کے قریب خرچ پڑا اور پونے دو لاکھ کے قریب جہیز وغیرہ کی آمدنی ہوئی۔ سمت ۱۹۴۴ مطابق ۱۸۸۷ء مین مہاراول سخت بیمار ہوگیا جس سے رزیڈنٹ مارواڑ وہان گیا اور اطمینان کے بعد واپس جودھپور چلا آیا۔

بیری سال نے ۱۸۶۴ء سے ۱۸۹۱ء تک حکومت کی۔ اُس کی بیوہ نے ٹھاکر کوشل سنگھ جاگیردار لاٹھی کے بیٹے شیام سنگھ کو متبنے بنالیا۔

۴۶۔ مہاراول سالیواہن

گورنمنٹ کی منظوری سے شیام سنگھ مسند نشین ہوے اور اُنھون نے سالیواہن کا لقب اختیار کیا انھون نے میو کالج اجمیر مین تعلیم پائی اُنکی شادی سروہی کے مہاراؤ کیسری سنگھ کی دوسری بیٹی سے ہوئی ۱۸۹۸ء مین اُنکو پورے اختیارات ملے۔

فصل۔ تاریخ سروہی

جغرافیہ

ریاست سروہی مغربی راجپوتانہ مین ایک چھوٹی سی ریاست ہے جو درمیان خطوط عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۲۰ دقیقہ اور ۲۵ درجہ ۳۰ دقیقہ وطول بلد شرقی ۷۲ درجہ ۱۰ دقیقہ و ۷۳ درجہ ۱۰ دقیقہ کے واقع ہے

اس کے شمال و مغرب مین مارواڑ جنوب مین پالن پور ہے کانٹہ اور بڑودہ مشرق مین اودیپور و مارواڑ کا علاقہ ہے رقبۂ ریاست ۱۹۶۴ میل مربع آبادی ایک لاکھ نواسی ہزار ایک سو تہتر آدمی خالصے کی آمدنی ایک لاکھ روپیہ سالانہ اور اس سے کچھ زیادہ کی زمین ماتحت جاگیرداروں کے قبضے مین تھی - لیکن اسوقت خالصے کی آمدنی ۷۷۹۶۳۹ روپیہ سالانہ کی ہے یہ علاقہ اکثر غیر آباد ہے اور پہاڑیان زیادہ ہین جوار و ولی (اربلی) پہاڑ کی شاخین سمجھی جاتی ہین اُسکے پورب مین جو ملک کا حصہ ہے وہ بالکل پہاڑیون اور جنگل جھاڑیون سے بھرا پڑا ہے آبو کا پہاڑ اور اُس کے قریب کا پہاڑی ضلع جو بھاکر کہلاتا ہے اسی حصے مین ہے مگر بچھم کی طرف کا ملک البتہ کشادہ اور کسی قدر زیادہ آباد بھی ہے کہ جہان جا بجا زراعت ہوتی ہے - آبو کا پہاڑ بہت اکسر سبز و سیر حاصل ہے اجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ موسم گرما وہرسات مین یہان رہتے ہین ہندوؤن کا عقیدہ یہ ہے کہ کوہ آبو بوجہ بودو باش اچلیش کے مثل سُمیرو وکیلاش کے پہاڑون کا گرو سمجھا جاتا ہے آبو پر ایک روز برت کرنے سے انسان کے کل گناہ معاف ہوجاتے ہین اور ایک سال وہان رہنے سے نوع بشر کا گرد ہوجاتا ہے اُس کی اونچی سے اونچی چوٹی گرو شکھر کہلاتی ہے جو سمندر سے ۵۷۰۰ یا ۵۸۰۰ فٹ اونچی ہے وہ قدیم سے بہت متبرک اور عبادت گاہ عظیم ہندو اور جین دھرم کے ماننے والون کا خیال کیا جاتا ہے اُسکے اوپر بششٹ مُنی کا آشرم اور اچلیشور مہادیو کا مندر بہت مشہور ہے اور وہان سے ۲ تین کوس پر مقام دیلواڑہ مین جین دھرم کے کئی نہایت عمدہ اور قیمتی مندر ہین جنکی تعمیر صناعی اور سنگتراشی مین کروڑون روپیہ صرف ہوا ہے - ان مین سب سے بڑا مغرب کی طرف رکھبدیو کا مندر کہلاتا ہے بقول کرنل ٹاڈ یہ مکان ہندوستان کے کل مندرون سے بڑا ہے اور آگرے کے تاج گنج کے سوا کوئی عمارت اُس کی برابر نہین ہوسکتی کہتے ہین کہ اس مقام پر پیشتر شیو اور وشنو کے مندر تھے بیرونی عمارت کے بڑے کمرے مین ایک مٹھ کے مختلف دھاتون سے مرکب جینیون کے دیوتا کی مورت ہے اور مندر کے محاذی جمیل ساہو یعنی ساہوکار انمل واڑہ اس مندر کے بنانے والے کی پرتمان ہے کل مندر چودہ برس کے عرصے مین تیار ہوا تھا دوسرا نیمناتھ کا مندر اُس کے کتبے سے ۱۲۳۶ء کا بنا ہوا معلوم ہوتا ہے اور باقی ماندہ دو مندر صرف چار سو برس سے کچھ زیادہ کے بنے ہوئے اور اُس سے کمتر درجے کے ہین مگر اب سب خراب ہوتے جاتے ہین کوہ آبو کا اصلی نام ارُبدھ ہے اسپر پرستندگان شمس اور دیوتاؤن کی لڑائی ہوئی تھی پیروان مذہب بودھ تو اُس کو اپنے اول بودھ مسمی آدھ ناتھ سے منسوب کرتے ہین اور برہمن ایشور یا اچلیش مخصوص الموقع دیوتا سے جس اگنی کُنڈ سے برہمنون نے چار نسلون کو اچلیش اور معتقدان کثیر المعبود کی طرف سے بقابلے دیت یعنی دیوتاؤن کے (کہ عبارت بدھ مت والون سے ہے) لڑائی کرنے کے واسطے پیدا کیا تھا اُسکو آبو شکھر پراب بھی دکھلایا کرتے ہین ان پہاڑون مین اکثر مینا، بھیل کولی اور گراسیہ بہت عرصے سے اور کثرت سے آباد ہین - بھیل بچھم کے پہاڑون مین رہتے ہین یا اُنکے دامن مین - اُنکی آبادی متفرق ہوتی ہے وہ اپنے جھونپڑے

مہاراول کے لاولد انتقال کرنے سے رانی راناوت نے اُس کے چھوٹے بھائی کیسری سنگھ کے بیٹے رنجیت سنگھ کو گود لیا۔

۴۴۔ مہاراول رنجیت سنگھ

یہ سمت ۱۹۰۲ مطابق ۱۸۴۶ء مین گدی پر بیٹھا۔ جس کو دوسرے رئیسون کی طرح ۱۸۶۲ء مین سرکار انگریزی سے گود لینے کی سند حاصل ہوئی اور سمت ۱۹۲۰ مطابق ۱۸۶۴ء ۱۶ جون کو اس کے لاولد انتقال کرنے پر اسکے چھوٹے بھائی بیری سال کو راج ملا۔

۴۵۔ مہاراول بیری سال

سمت ۱۹۲۰ مطابق ۱۸۶۴ء جون کے مہینے مین جبکہ اُس کی پندرہ سال کی عمر تھی گدی پر بیٹھا اس نے فضول جھگڑون کے سبب مدت تک گدی نشینی سے انکار رکھا لیکن دو برس کے بعد کرنل ایڈن ایجنٹ گورنر جنرل کے نیک صلاح دینے اور ضابطے کے ساتھ مسند نشین کرنے سے اُس کا رنج واندیشہ دور ہوا۔ سمت ۱۹۳۰ مطابق ۱۸۷۳ء مین مہاراول نے ڈونگرپور جاکر دہان کے مہاراول اودے سنگھ کی بیٹی سے شادی کی جس مین ڈیڑھ لاکھ روپے کے قریب خرچ پڑا اور پونے دو لاکھ کے قریب جہیز وغیرہ کی آمدنی ہوئی۔ سمت ۱۹۴۴ مطابق ۱۸۸۷ء مین مہاراول سخت بیمار ہوگیا جس سے رزیڈنٹ مارواڑ ویان گیا اور اطمینان کے بعد واپس جودھپور چلا آیا۔

بیری سال نے ۱۸۶۴ء سے ۱۸۹۱ء تک حکومت کی۔ اُس کی بیوہ نے ٹھاکر کوشل سنگھ جاگیردار لاٹھی کے بیٹے شیام سنگھ کو متبنے بنالیا۔

۴۶۔ مہاراول سالیواہن

گورنمنٹ کی منظوری سے شیام سنگھ مسند نشین ہوے اور اُنھون نے سالیواہن کا لقب اختیار کیا انھون نے میو کالج اجمیر مین تعلیم پائی اُنکی شادی سروہی کے مہاراؤ کیسری سنگھ کی دوسری بیٹی سے ہوئی ۱۸۹۸ء مین اُنکو پورے اختیارات ملے۔

فصل۔ تاریخ سروہی

جغرافیہ

ریاست سروہی مغربی راجپوتانہ مین ایک چھوٹی سی ریاست ہے جو درمیان خطوط عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۲۰ دقیقہ اور ۲۵ درجہ ۲۰ دقیقہ وطول بلد شرقی ۷۲ درجہ ۱۰ دقیقہ و ۷۳ درجہ ۱۰ دقیقہ کے واقع ہے

اس کے شمال و مغرب مین مارواڑ جنوب مین پالن پور ہے کانٹہ اور بڑودہ مشرق مین اودیپور و مارواڑ کا علاقہ ہے رقبۂ ریاست ۱۹۶۴ میل مربع آبادی ایک لاکھ نواسی ہزار ایک سو تہتر آدمی خالصے کی آمدنی ایک لاکھ روپیہ سالانہ اور اس سے کچھ زیادہ کی زمین ماتحت جاگیرداروں کے قبضے مین تھی - لیکن اسوقت خالصے کی آمدنی ۷۷۹۶۳۹ روپیہ سالانہ کی ہے یہ علاقہ اکثر غیر آباد ہے اور پہاڑیان زیادہ ہین جوار و ولی (ارہلی) پہاڑ کی شاخین سمجھی جاتی ہین اُسکے پورب مین جو ملک کا حصہ ہے وہ بالکل پہاڑیون اور جنگل جھاڑیون سے بھرا پڑا ہے آبو کا پہاڑ اور اُس کے قریب کا پہاڑی ضلع جو بھاکر کہلاتا ہے اسی حصے مین ہے مگر پچھم کی طرف کا ملک البتہ کشادہ اور کسی قدر زیادہ آباد بھی ہے کہ جہان جا بجا زراعت ہوتی ہے - آبو کا پہاڑ بہت سرسبز و سیر حاصل ہے اجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ موسم گرما و برسات مین یہان رہتے ہین ہندوؤن کا عقیدہ یہ ہے کہ کوہ آبو بوجہ بودو باش جلیش کے مثل کیلاش و کیلاش کے پہاڑون کا گرو سمجھا جاتا ہے آبو پر ایک روز برت کرنے سے انسان کے کل گناہ معاف ہو جاتے ہین اور ایک سال وہان رہنے سے نوع بشر کا گرو ہو جاتا ہے اُس کی اونچی سے اونچی چوٹی گرو شکھر کہلاتی ہے جو سمندر سے ۵۷۰۰ یا ۵۸۰۰ فٹ اونچی ہے وہ قدیم سے بہت متبرک اور عبادت گاہ عظیم ہندو اور جین دھرم کے ماننے والون کا خیال کیا جاتا ہے اُسکے اوپر بششٹ مُنی کا آشرم اور اچلیشور مہادیو کا مندر بہت مشہور ہے اور وہان سے دو تین کوس پر مقام دیلواڑہ مین جین دھرم کے کئی نہایت عمدہ اور قیمتی مندر ہین جنکی تعمیر صناعی اور سنگتراشی مین کروڑون روپیہ صرف ہوا ہے - ان مین سب سے بڑا مغرب کی طرف رکھب دیو کا مندر کہلاتا ہے بقول کرنل ٹاڈ یہ مکان ہندوستان کے کل مندرون سے بڑا ہے اور آگرے کے تاج گنج کے سوا کوئی عمارت اُس کی برابر نہین ہو سکتی کہتے ہین کہ اس مقام پر پیشتر شیو اور وشنو کے مندر تھے بیرونی عمارت کے بڑے کمرے مین ایک مٹھ کے مختلف دھاتون سے مرکب جینیون کے دیوتا کی مورت ہے اور مندر کے مہاوتی ہیمل ساہ یعنی ساہوکار اہل واڑہ اس مندر کے بنانے والے کی پرتمان ہے کل مندر چودہ برس کے عرصے مین تیار ہوا تھا دوسرا نیمناتھ کا مندر اُس کے کتبے سے ۱۲۳۶ء کا بنا ہوا معلوم ہوتا ہے اور باقی مانده دو مندر صرف چار سو برس سے کچھ زیادہ کے بنے ہوئے اور اُس سے کمتر درجے کے ہین مگر اب سب خراب ہوتے جاتے ہین کوہ آبو کا اصلی نام اربُدھ ہے اسپر پرستندگان شمس اور دیوتاؤن کی لڑائی ہوئی تھی پیروان مذہب بودھ تو اُس کو اپنے اول بودھ مسمی آدھ ناتھ سے منسوب کرتے ہین اور برہمن ایشور یا جلیش مخصوص الموقع دیوتا سے جس اگنی کنڈ سے برہمنون نے چار نسلون کو اچلیش اور معتقدان کثیر المعبود کی طرف سے بقابلۂ ذیت یعنی دہریون کے (کہ عبارت بدھ مت والون سے ہے) لڑائی کرنے کے واسطے پیدا کیا تھا اُسکو آبو شکھر پر اب بھی دکھلایا کرتے ہین ان پہاڑون مین اکثر مینا، بھیل کولی اور گراسیہ بہت عرصے سے اور کثرت سے آباد ہین - بھیل پچھم کے پہاڑون مین رہتے ہین یا اُنکے دامن مین - اُنکی آبادی متفرق ہوتی ہے وہ اپنے جھونپڑے

گول اور دور دور بناتے ہین اور وقت پر ایک بھیل کی چیخ سُنکر اِدھر اُدھر سے صدہا جمع ہو جاتے ہین اُن کا خاص ہتھیار تیر اور کمان ہے اور لیٹ کر خوب تیر مارتے ہین پہلے تو اکثر اُنکا گذارہ لوٹ مار سے چلتا تھا مگر اب کھیتی بھی کرنے لگے ہین وہ کسی دھرم کے پابند نہین اور نہ اُنکا کوئی مذہب ہے یہان تک کہ مرے ہوئے چوپایون کو کھا جاتے ہین اور اسی سبب سے کوئی اُنکے ہاتھ کا پانی نہین پیتا ایسا خیال کیا جاتا ہے کہ یہ لوگ میواڑ سے اس طرف آئے ہین اور انکا زیادہ تر گروہ میواڑ مین ہے اور کہنے کو ہندوؤن مین داخل ہین اور اُنھین کی طرف جذب ہوتے جاتے ہین - اور قوم مینہ اُتر کی طرف زیادہ ہے چھ سو برس کے قریب ہوئے کہ یہ دیوڑہ چوہانون کے ساتھ گوڑواڑ سے آئے تھے اور اس علاقے مین بس گئے یہ بھی چوری اور غارتگری مین بھیلون سے کم نہین بلکہ بہادری اور مضبوطی مین اُنسے دو قدم بڑھے ہوئے ہین اور بہت جلد بدی اور خونخواری پر آمادہ ہو جاتے ہین اور ہمیشہ فساد کرتے رہتے ہین انکو پہاڑون مین دوڑنے اور گھاٹیون پر چڑھنے اترنے کی خوب مہارت ہوتی ہے -

اور گراسیہ ایک قوم بگڑی ہوئی راجپوتون کی ہے وہ ایڈر کی طرف سے آئی ہے اور اُنکی زیادہ تر آبادی بھی اُسی طرف کو سروہی کے مشرقی پہاڑیون اور گھاٹیون کے نیچے اور اوپر جھونپڑیون مین ہے اور جس علاقے کا نام بھاکر ہے وہ ان لوگون کا مسکن ہے یہ عجیب وحشی ہین اور کبھی اس بات کو گوارا نہین کرتے کہ کوئی آدمی بلا مرضی اُنکی اُنکے علاقے مین آجائے اُنکی زبان بہت ہی کم سمجھ مین آتی ہے اُنھون نے پہاڑون پر ڈھول رکھ چھوڑے ہین کہ جس کی آواز پر فوراً صدہا آدمی جمع ہو جاتے ہین اور راستہ بند کر دیتے ہین یہ بھاکر کا علاقہ آبو سے ۱۵ کوس لمبا اور بارہ کوس چوڑا ہے مگر گراسیہ ایک جگہ پر نہین رہتے ہین دوسرے تیسرے برس اپنے جھونپڑون کو دوسری جگہ لیجاتے ہین اور وہان ایسے ہی جنگل کاٹ کر زمین کو قابل زراعت کر لیتے ہین -

ان گراسیون مین سے اکثر کے پاس بڑی جاگیر ین ہین جو اپنی وحشت اور جنگلی مددگاردن کی اعانت سے ریاست کی بہت کم اطاعت کرتے ہین زمین کے مالک جو راجپوت ہین وہ بھی عادت اور طریقہ اپنی رعیت کا رکھتے ہین وحشت یہان کے باشندون مین یہانتک بڑھی ہوئی ہے کہ ذرا سی بات پر راج سے بغاوت کر کے بارو ٹھیہ ہو جاتے ہین اور لوٹ مار کرنے لگتے ہین اور آپس مین مدت دراز سے نااتفاقی چلی آتی ہے - یہ ریاست قوم چارن کے واسطے اچھی وجہ معیشت ہے یہان کے ٹھاکر اور راجپوت جو پشتہا پشت سے بغاوت کرنے اور بارو ٹھیہ ہو جانے کے عادی ہین اُن لوگون پر بہت کچھ اعتبار رکھتے ہین اور بغیر اُنکی ضمانت کے کسی شرط کے قبول کرنے پر راضی نہین ہوتے اُنکا کوئی راضی نامہ بغیر درمیان کی چارنون کے نہین ہوتا - جو بارو ٹھیہ اپنے ٹھکانے پر بیٹھتا ہے وہ جب تک کسی چارن کا بچن نہین لیتا ہے تب تک ایسا نہین کرتا ہے اور چارنون نے بھی اپنی شاعری سے دیوڑون کو خوب خوب بڑھایا ہے چارن کے معنے چارون طرف شہرت دینے والے کے بیان کئے گئے ہین شروع مین انکا تعلق رشتہ داری کا راجپوتون کے ساتھ رہا لیکن اگلے زمانے مین دان لینے کی وجہ سے انکی راجپوتون سے علیحدگی ہوئی اور دان دینے اور لینے والون مین فرق سمجھا گیا -

سروہی کے راج مین برسات مین پہاڑون سے کئی ندیان اُترتی ہین اور ماروا ڑکی ندی لونی سے ملکر کچھ کے خلیج مین گرتی ہین مگر بناس ندی جو آبو کے پہاڑ سے نکلی ہے ریاست ہاے میواڑ۔ ڈھونڈھار نوناد اور ہاڑوتی مین ہوکر چنبل ندی مین جاملتی ہے۔

سروہی کے پہاڑ ماروا ڑکے پہاڑون کی بہ نسبت سرسبز اور سیراب ہین اور میدانون مین جابجا نشیب ہے اور پانی سطح زمین سے بہت قریب ہے مگر اس پر بھی بند تالاب اور چاہات بہت ہی کم ہین کوہ آبو پر کچھی تالاب اور درختون کی تروتازگی سے بڑی رونق معلوم ہوتی ہے۔

پہلے اس علاقے مین پنوارون کا راج تھا اور اُس وقت چندراوتی نگری اُنکی راجدھانی تھی اُسکے کھنڈرات ابھی تک آبو کے نیچے اپنی پچھلی یادگار کا اظہار کرتے ہین اُنمین اکثر عمارتون کے ستون اور پتھر اُس اعلےٰ اور افضل سنگتراشی کی یادگار ہین جس سے اس ملک کی دولتمندی ثابت ہوتی ہے اب ان کھنڈرون مین گراسیون کے جھونپڑے نظر آتے ہین۔ ریاست سروہی مین گیارہ پرگنے اور ۳۱۵ گانوُن ہین اُن مین سے ۲۰۰ گانوُن بھائی بیٹون کی جاگیرات مین دیے ہوئے ہین اُنمین بارہ جاگیردار بڑے ہین۔

خاص شہر سروہی پانچہزار آدمی کی آبادی اجمیر سے دوسو میل جنوب و مغرب مین احمدآباد جاتے ہوئے ریلوے لائن سے قریب ہے یہ چھوٹا سا شہر اربلی پہاڑ کے نیچے آباد ہے یہ قصبہ پُرانی بستی سے علٰحدہ ہے جو اب اُجڑ گئی ہے شروع پندرھوین صدی عیسوی مین سرنواپہاڑ کے نام پر سرنوی نام سے آباد کیا گیا تھا جو بدلکر سروہی ہوگیا ہے مکان اکثر پتھر اور اینٹون سے پختہ بنے ہوئے ہین اور مہاراؤ کا محل ایک بلند جگہ پر مضبوط ہونے کے سوا کچھ بڑا یا خوبصورت نہین ہے۔

سروہی کی تلوار جو اکثر سیدھی ہوتی ہے اور سروہی یا کتی کہلاتی ہے تمام ہندوستان مین مشہور ہے وہ بہت کارآمد ہوتی ہے اور کاٹ بھی خوب کرتی ہے مگر اُس مین ایک بڑا عیب یہ ہے کہ بعض اوقات لگاتے ہی ٹوٹ کر دو ٹکڑے ہوجاتی ہے۔

قوم

سروہی والے دیوڑہ راجپوت ہین جو چوہانون مین سے نکلے ہین وہ یہ دعوے کرتے ہین کہ ہم مہاراجہ پرتھی راج چوہان کے چچا کن کی اولاد مین ہین مگر تحقیقات سے اُنکا لاکھن سی راجہ ناڈول علاقۂ ماروا ڑکی اولاد مین ہونا ثابت ہوا ہے ناڈول کے چوہان راجے بھی بڑے نامی ہوے ہین سمت ۱۰۰۰ سے سمت ۱۳۶۸ تک اُنکا بڑا عروج رہا ہے اول راجہ ناڈول کا لاکھن تھا جو سمت ۱۰۳۹ مین گجرات کے دارالحکومت انہل پورپٹن تک راہداری کا محصول لیتا تھا اور میواڑ کا راج اُسکو خراج دیتا تھا اس نام کو لکسمن بھی لکھتے ہین اور یہ ناڈول کا راجہ لاکھن مانک راج چوہان کی نسل سے تھا نہ کن کی۔ کن کی اولاد مین پوری علاقہ آگرہ کے راجہ ہین مانک راج چوہان کے دس بیٹون مین سے ایک کا نام نربان تھا اُس کی اولاد مین

غربان چوہان ہوئے وہ مارواڑ کے اُترمین رہا کرتے تھے اُن مین دیوٹ نام ایک بڑا بہادر شخص ہوا اُس نے آبو کے پاس راج کیا اور سروہی نام شہر بسایا اُس کی نسل والے دیوڑھ چوہان کہلائے لیکن زبانون کی تواریخ مین اس روایت کے برعکس یہ بات لکھی ہے کہ قوم زبان دیوڑون سے پیدا ہوئی ہے اُسکا مورث اعلیٰ جس کا نام راجہ جین تھا سروہی سے آیا تھا - دیوڑون کا نام پرتھی راج راسا مین بھی آیا ہی مگر اُس سے اُنکی پیدائش معلوم نہین ہوتی دیوراج دیوڑھ پرتھی راج کے ساونتون مین داخل اور قنوج کی لڑائی مین اُس کے ساتھ تھا بعض کہتے ہین کہ اس راؤ چوہان کی عورت دیوی تھی جس سے اُس کی اولاد دیوڑہ کہلائی بعض کہتے ہین کہ لاکھن چوہان والی ناڈول کی سترھوین پشت مین راد کیتو تھا اور اس کیتو کا پوتا مانی جی تھا اس کی رانی چند کا بھوانی تھی اُس سے دیوراج اور پاتا دو بیٹے پیدا ہوئے دیوراج کی اولاد دیوڑھ کہلائی ان روایتون سے ثابت ہے کہ قوم دیوڑہ ناڈول کے چوہانون سے نکلی ہے اور ناڈول کے چوہانون کو پرتھی راج چوہان کی اولاد سے کچھ تعلق نہین کیونکہ اُنکا مورث اعلیٰ راو لاکھن مانک راج چوہان کی نسل سے تھا کرنل ٹاڈ نے ایک لاکھن سی پرتھی راج کی اولاد مین لکھا ہے اور وہ اکثر فرقہائے قوم مہاجن کا بانی ہوا ہی مگر وہ ناڈول کا راجہ نہین تھا اور بہ نسبت مان کے باپ کے نام پر اُنکا نام دیوڑھ ہونا زیادہ تر موزون اور قرین قیاس معلوم ہوتا ہے اور راجوتون مین قوم باپ کے نام پر ہی مقرر ہوئی ہے اسی لئے محققین کا یہ قول ہے کہ دیوراج کے نام سے اُس کی قوم دیوڑہ کہلاتی ہے جس طرح دیوڑون نے اپنی طاقت سے سروہی کی ریاست حاصل کی تھی ویسے ہی غیرون کی اطاعت بھی مقابلہ اور مجبوری بغیر آسانی سے اختیار نہین کی اُنھون نے اودیپور کے رئیسون کو آپس کی تکرار سے فیصلے کے لئے اکثر بزرگ وسر پنچ قرار دیا تھا اور پھر گجرات کے صوبہ دار جو دہلی کے تعلق خاندان کی ماتحتی سے نکلکر خود مختار بادشاہ کہلانے لگے تھے کبھی کبھی تحفے لینے اور لوٹ مار کرنے کے سوا سروہی پر زیادہ دباؤ نہین رکھ سکے لیکن مغل شاہنشاہ اکبر نے جس کی تدبیرین ان معاملات مین کامل تھین دیوڑون کو آزاد نہین چھوڑا اور اُنکو اودیپور کے تعلق سے علٰحدہ کرکے اپنا تابع بنایا۔

تواریخ

سنہ ۱۱۹۲ء مین جبکہ شہاب الدین غوری نے پرتھوی راج چوہان کے قتل ہونے کے بعد دہلی اور اجمیر وغیرہ پر قبضہ کرلیا تو چوہان لوگون نے شمالی ہندوستان سے پریشان ہوکر راجپوتانے کے ویران علاقون مین جہان جنگل اور پہاڑ کے سبب بچاؤ ہوسکتا تھا سہارا ڈھونڈھا اُنمین سے دیوراج نامی شخص کی اولاد مین سے

(۱) راؤ لونبھا نے سمت ۱۳۷۸ مطابق سنہ ۱۳۲۱ء مین کمزور راجپوتون سے آبو کا قلعہ لے لیا اور یہ وہ عہد تھا کہ ترکون کی سلطنت بسبب انتقال سلطان علاء الدین خلجی کے کمزور ہوگئی تھی اور راجپوتون کو جابجا خروج کا موقع مل گیا تھا بعض کتابون مین لکھا ہے کہ لونبھا نے آبو کے پنوار راجہ کو مار کر اُس کے ہاتھ سے خود بھی جان دی لیکن اُس کا بھائی تیج سی آبو کی گدی پر بیٹھ گیا اور پنوار دب کر تیج سی کے نوکر ہوگئے

اور کچھ چلے گئے میرا نپوار کی بہن جو راجہ کی بیٹی تھی تیج سی کو بیاہی گئی اور تیج سی نے صرف چار پانچ گانون میرا کو جاگیر مین دئے لونبھا کا دوسرا نام لونگ ہے۔ راس مالا مین لکھا ہے کہ (۲) تیج سنگھ لونبھا کا بیٹا تھا (۳) تیج سنگھ کا بیٹا (۳) کانڑدیو اور کانڑدیو کا بیٹا (۴) سامنت دیو تھا بعض کتابون مین جو کرسی نامہ دیا اُس مین تیج سنگھ۔ کانڑدیو اور سامنت سنگھ کا نام ہی نہین آیا ہے وہ راؤ لونبھا کے بعد (۲) راؤ سلکھا اور سلکھا کے بعد (۳) راؤ رنمل اور راؤ رنمل کے بعد (۴) راؤ سوبھان اور راؤ سوبھان کے بعد (۵) راؤ سہس مل کو لکھتے ہین بعض کتابون مین یون لکھا ہے (۱) لونبھا (۲) سلکھا (۳) رنمل (۴) سوبھان (۵) سہس مل (۶) لاکھا (۷) جگمال (۸) اکھے راج اول (۹) راہ سنگھ (۱۰) اودا (۱۱) اودے سنگھ (۱۲) مان سنگھ اول (۱۳) سرتان (۱۴) راج سنگھ (۱۵) اکھے راج دوم (۱۶) اودے بھان اول (۱۷) ہیرسی شال (۱۸) سرتان دوسرا (۱۹) شرسال (۲۰) مان سنگھ دوسرا (۲۱) پرتھوی راج (۲۲) جگت سنگھ (۲۳) ہرسال (۲۴) اودے بھان دوسرا (۲۵) شیو سنگھ (۲۶) امید سنگھ (۲۷) ہمارا و کیسری سنگھ۔

بہر صورت ان مین رنمل تک آبو پر راج کرتے رہے اور راؤ سوبھان نے سمت ۱۴۶۲ مطابق سنہ ۱۴۰۶ء مین سرنواپہاڑ مین جہان اُس کے بزرگون نے پناہ لی تھی ایک شہر بسایا اور وہان رہنا اختیار کیا اور اُسکے بیس برس کے بعد سمت ۱۴۸۲ مطابق سنہ ۱۴۲۶ء مین راؤ سہس مل نے جو لونبھا کی پانچوین پشت مین تھا نئی سروہی کو جو اب تک موجود ہے اور جس کی نسبت تین سی بہتا سمت ۱۴۵۲ مین آبا دہونا بیان کرتا ہے بسایا اور قلعہ بنا یا کہتے ہین کہ اُس نے اپنی راجدھانی کا نام سارنیشو مہادیو کے نام شیو پوری رکھا تھا مگر کثرت استعمال سے سروہی مشہور ہوگیا سہس مل نے اپنا علاقہ بڑھایا اور ایک پہاڑ کے سولنکیون سے جو راج سروہی اور مارواڑ کی سرحد پر واقع ہے جنگ کی اور کچھ زمین اُنکی چھین لی۔ راؤ سہس مل چونڈاجی راٹھوڑ والی منڈور اور رانا موکل کو جو رانا میسان چتوڑ کا ہم عصر تھا اور ایک ایک بیٹی اُس کی ان دونون راجون اور ایک ایڈر کے راؤ پونجا کو بیاہی تھی اور اُسکا باپ سلکھا چتوڑ کے رانا لاکھا کا ہم عصر تھا اور اُسکی بیٹی بیران دیوڑی رانا مذکور کی رانی تھی۔

اس کے وقت مین گجرات کا بادشاہ قطب الدین تھا وہ بار بار سروہی کی طرف سے ہو اڑ پر حملہ کیا کرتا تھا جس مین ریاست سروہی بھی لٹ جاتی تھی۔ ایک بار رانا کو نبھا نے سروہی کو فوج بھیجی اور آبو کا پہاڑ دیوڑہ سے فتح کر لیا اور بعض کہتے ہین کہ سہس مل کے دوسرے بیٹے لاکھا کے کہنے سے بطور پناہ پذیری کے رانا کو نبھا بخوف افواج شاہی چند ماہ آبو کے اوپر اچل گڑھ مین ٹھہرا تھا اور جب اُسنے ایسے مضبوط مقام کو پا کر اُس کے چھوڑنے سے انکار کیا تو سہس مل کے بڑے بیٹے دھیراجی نے فوج جمع کر کے اور بزور حمایت بادشاہ گجرات کے پہاڑ کے اوپر جا کر رانا اور اُس کے آدمیون کو نکال دیا۔

۶۔ راؤ لاکھا

تاریخ فرشتہ مین راؤ لاکھا کو کنٹھا دیو لکھا ہے۔ کنٹھا دیو سوائے لاکھا کے اور کوئی راجہ سروہی کا نہین ہو سکتا ہے

سنہ ۸۹۲ ہجری مطابق ۱۴۸۶ء مین کئی سوداگر عربی اور عراقی گھوڑے اور کچھ اسباب لیکر گجرات کو جاتے تھے جب علاقہ سروہی مین پہونچے تو لاکھانے اُنکو لوٹ لیا اُنھون نے جاکر سلطان محمود بیگڑا سے فریاد کی سلطان نے اُنکو مال مغروبہ کی قیمت اپنے خزانے سے دلاکر راؤ کو لکھا کہ یا تو سوداگرون کا مال بھیجدے یا لڑائی کی تیاری کر کہ مین آتا ہون راؤ نے ڈر کر سب مال واپس کردیا سلطان محمود بیگڑہ کے وقت مین ملک نصرت نے سروہی پر یورش کر کے خراج لیا تھا۔ اس لاکھانے آبو پہاڑ پر اپنے نام سے لکھی تالاب گھدوایا جس کو اب عالم لوگ بگاڑ کر لکھی تالاب بولتے ہین

۷ - راؤ جگمال

راؤلاکھا کے چار بیٹے جگمال - ہمیر - شنگر اور اودا اتھے جگمال جب راؤ ہوا تو ہمیر نے اُس سے آدھون آدھ راج بٹوالیا جگمال آبو مین اور ہمیر سروہی مین رہا یہ بات جگمال کو بُری لگی اور اُس نے فوج کشی کر کے ہمیر کو مار ڈالا راو جگمال کی بیٹی جودھپور کے راؤ گنگا جی کو بیاہی تھی جس کے بطن سے راؤ مالدیو پیدا ہوا تھا۔

۸ - راؤ اکھے راج

جگمال کے بعد اُس کا بیٹا اکھے راج مسند نشین ہوا۔ پاٹن پور کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایکبار جالور کے رئیس مجاہد خان عرف موجھا کو شکارگاہ مین راؤ اکھا جی عرف اکھے راج نے پکڑ لیا جسکے بدلے مین جالور کے لشکر نے سروہی کا ملک لوٹ کر اُجاڑ دیا اور سروہی کے کنور مانڈن سنگھ کو جو دولہا بنا ہوا براتیون کے ساتھ جاتے ہوے اُن پہاڑیون کے سلسلے مین فروکش ہوا جو سرحد جالور کے قریب واقع ہے گرفتار کر لیا اور مسلمان کرنیکی دھمکی دی تب راؤنے خان جالور کو چھوڑ دیا۔ راؤ اکھے راج کے بعد اُسکا بڑا بیٹا رائے سنگھ گدی پر بیٹھا۔

۹ - راؤ رائے سنگھ

بھین مال کا پرگنہ اُس وقت جالور کے پٹھانون کے پاس تھا راؤنے اُس پر چڑھائی کر کے شہر بھین مال کو گھیرا اُس کے اندر سے ایک تیر آیا اور راؤ کا بکتر توڑ کر بغل مین لگا اُس سے راؤ کا کام تمام ہوگیا۔ اسکو جودھپور کے راؤ گانگا جی راٹھوڑ کی بیٹی چانپا بائی بیاہی تھی۔

۱۰ - راؤ دودا

رائے سنگھ نے مرتے وقت کہا تھا کہ میرا بیٹا اودے سنگھ بہت چھوٹا ہے پانچ راجپوت ملکر ملک میرے بھائی دُودا کو دیدین وہ اودے سنگھ کو بھی پال کر بڑا کرے گا اس سبب سے سب راجپوتون نے دُودا کو راؤ کی گدی پر تو بٹھالیا لیکن مالک اودے سنگھ کو سمجھتا تھا۔ اس نے باگھیلون سے جنگ کی اور مرتے وقت کہا کہ بیکا اودے سنگھ کو دینا میرے بیٹے مان سنگھ کو نہ دینا اور اودے سنگھ کو کہا جو تیری خوشی ہو تو موضع لوہاوٹ میرے بیٹے کو دیدینا۔

۱۱- راؤ اودے سنگھ

راؤ دودا کے انتقال کے بعد راجپوتون نے اودے سنگھ کو توسروہی کا مالک کیا اور موضع لویانہ مان سنگھ کو دیا ایک برس کے بعد اودے سنگھ نے مان سنگھ سے زبردستی لویانہ چھین لیا اور اُسکے باپ کے احسانات کا پاس نہ کیا وہ چیتوڑ مین رانا کے پاس چلا گیا جس نے اُس کو اٹھارہ گانون دیے۔

۱۲- راؤ مان سنگھ

مسند نشینی سے ایک برس کے بعد اودے سنگھ چیچک سے مر گیا تو اُس کو چیتوڑ سے بلا کر دیوڑون نے گدی پر بٹھا دیا۔ اس نے راج پاکر اپنے چچازاد بھائی اودے سنگھ کی بیوہ اور حاملہ رانی کو جس سے شاید کوئی ولی عہد پیدا ہوتا بے رحمی سے مار ڈالا کیونکہ راؤ سرا سنگھ کی بیوہ چانپا بائی نے کہا تھا کہ اودے سنگھ کی بیوہ کو حمل ہے جب میرے پوتا ہوگا تو مین مان سنگھ کو نکالدون گی۔

سروہی کے پاس ہی بہت سے گانون کولیون کے تھے وہ اب تک کسی راؤ کے مطیع نہ ہوئے تھے مان سنگھ نے ایک دن مین ۲۲ جگہ علیحدہ علیحدہ فوجین بھیجین جنھون نے ایک ساتھ ۲۲ جگہ حملہ کرکے کولیون کو نکال دیا اور اُنکے گانون مین چھ مہینے تک تھانہ رکھا بعد کو وہ کوئی عذر خواہ ہوئے اور جو حکم راؤ نے دیا وہ اُنھون نے منظور کرلیا تب راؤ نے خوش ہو کر اُنکی زمین اُنکو دیدی۔

اس راؤ کی ایک بیٹی رانا پرتاب سنگھ کو بیاہی تھی اور دوسری بیٹی راؤ چندرسین والی جودھپور کو۔

اُس کے ایک خدمتگار کلانے آبو کے اوپر برا بھلا کہنے سے غصے ہو کر کٹاری سے زخمی کیا اور خود صاف نکل گیا راؤ پہر بھر کے بعد مر گیا اور اُس کے کوئی اولاد نہونے کے سبب سے اُس کی وصیت کے موافق بھان سنگھ دیوڑہ کا بیٹا سرتان سنگھ جو موضع پامیرہ مین رہتا تھا راج کا مالک بنایا گیا جو راولاکھا کی پانچوین پشت مین تھا۔

۱۳- راؤ سرتان یا سلطان

راؤ سرتان دیوڑہ سمت ۱۶۲۲ مطابق سنہ ۱۵۶۶ع مین سروہی کی گدی پر بیٹھا لیکن دوجاجی دیوڑہ نے جو ریاست کا منتظم پہلے سے تھا سرتان کی خود بینی و نخوت سے آزردہ ہو کر سوجا دیوڑہ کو جو سرتان کی جان و مال کا محافظ تھا قتل کرکے سرتان کو مسند ریاست سے اُتار دیا اور رانا پرتاب والی میواڑ کی حمایت سے اپنی مسند نشینی کی کوشش کرنے لگا راؤ لاکھا کی نسل سے ایک شخص کلا تھا اُس نے جب یہ معاملہ دیکھا کہ ہر ایک مسند نشینی کے سودے مین مبتلا ہے تو اُس نے سروہی کی مسند نشینی کی سند شہنشاہ اکبر سے اپنے نام پر لکھوالی دوجاجی دیوڑہ یہ خبر سُنکر سروہی کے خزانے اور مہادیو کے شوالے سے جس قدر مال لے جا سکا لیکر ایڈر چلا گیا۔ کلا بادشاہی سند کے ذریعہ سے سروہی مین مسند نشین ریاست ہوا اور چونکہ قوم کے راجپوتون کو اپنی مدارالمہامی کا عہدہ دیا چونکہ قوم بھیما اور ان کے ونگراوت راجپوت جو سروہی کے رہنے والے تھے قدیم سے دشمنی چلی آتی تھی اسلیے یہ ڈونگراوت راجپوت راؤ کلا سے بھی ناراض ہو گئے اور اودا وت وغیرہ راجپوتان سروہی سے متفق ہو کر دوجاجی کو ایڈر سے بلا کر اُس کی وساطت سے راؤ سرتان مسند نشین سابق کو از سر نو مسند نشین

کرنے کے متعلق مشورہ کیا اور سب نے اتفاق کرکے اُس کو مقام رام سَن مین بلا کر ملک خان والی جالور سے جسکی اولاد اب پالن پور مین حکومت کرتی ہے مدد چاہی لڑائی مین کلا شکست فاش کھاکر میواڑ کی طرف بھاگ گیا اور ملک خان کی فوج نے سروہی آکر راؤ سرتان کو باردگر مسند نشین کیا اور اس امداد کے معاوضے مین راؤ اور اُسکے دیوان دجاجی نے علاقہ سروہی مین سے پرگنات ڈوڈیالی - سوانہ - لوہیانہ اور بڑگانون ملک خان کو دیے طبقات اکبری مین ملانظام الدین احمد کہتا ہے کہ اکبر نے میر محمد خان کو راؤ سروہی کی تنبیہ و سزا کے لئے مقرر کیا اکبر ۹۷۹ھ مین گجرات کی مہم پر بذات خاص جارہا تھا تو اُس کو میرتے کے مقام پر معلوم ہوا کہ میر محمد خان جب سروہی کے اطراف مین پہونچا تو راؤ نے اطاعت شعاری کا پیغام دیکر چند راجپوتون کو خان کے پاس بھیجا ان راجپوتون نے میر محمد خان کے پاس آکر راؤ کی طرف سے مدعا بیان کئے اور اُس نے مناسب جواب دیے اور اُنکو خلعت دیکر ہندوستان کے قاعدے کے موافق اپنے ہاتھ سے پان کے بیڑے دینے لگا اُن مین سے ایک نے کٹار نکالکر خان کے سینے مین ماری جو پُشت کی طرف نکل گئی میر محمد خان کا ایک نوکر بہادر خان نام پس پشت کھڑا تھا اُس نے بڑھکر راجپوت کا کام تمام کردیا بادشاہ نے یہ خبر سُنکر کمر خان میر بخشی کو میر محمد خان کی مزاج پُرسی کے لئے بھیجا اور اُس کی مرہم پٹی ہوکر پندھرہ دن صحت ہوگئی اس واقعے کے بعد بادشاہ خود سروہی کی طرف آیا اور ۸ جمادی الثانی سنہ ۹۷۹ ہجری کو وہان پہونچ گیا انبی راجپوت مندرین اور سُرتان راؤ سروہی کے مکان مین لڑنے مرنے کے لئے کھڑے تھے بادشاہ کے حکم سے سب مروا دیے گئے دوست محمد پسر تاتار خان راجہ کے مکان مین مارا گیا اکبرنامے مین لکھا ہے کہ سنہ ۹۸۴ ہجری مطابق سنہ ۱۵۷۶ء مین سرتان نے تاج خان رئیس جالور کے ساتھ اکبر سے سرکشی کی بادشاہ نے اپنے ایک ماتحت سردار توسون خان اور بیکانیر کے راؤ رائے سنگھ کو فوج کے ساتھ سروہی پر بھیجا مقابلے مین لاچار ہوکر تاج خان اور راؤ سرتان نے بادشاہی دربار مین حاضری دی کئی مہینے کے بعد راؤ نے بادشاہی حضور سے بھاگ کر پھر سرکشی پر کمر باندھی اور سید ہاشم خان بارہ اور راؤ رائے سنگھ اس کے تدارک کے لئے مامور ہوئے راؤ نے شکست کھاکر آبو پر چڑھکر پناہ لی ان امرانے آبو گڑھ کا محاصرہ کرنے کے بعد راؤ سرتان کو بادشاہی اطاعت پر مجبور کیا اور وہ رائے سنگھ کے ساتھ بادشاہ کے پاس حاضر ہوا لیکن اکبر نے دیوڑون کا زور توڑنے کی غرض سے میواڑ کے مہارانا اودے سنگھ کے بیٹے جگمال کو جواب کے بعد گدی نہ ملنے کے سبب اپنے بڑے بھائی رانا پرتاب سنگھ سے رنجیدہ ہوکر بادشاہی دربار مین چلا گیا تھا سروہی کا آدھا راج بانٹ دیا - اس پر دیوڑون نے سنہ ۱۵۸۳ء مین جگمال کو دغا سے مار کر اپنا تمام علاقہ واپس لے لیا نوطے یا تن یا جالور کے کسی رئیس کا نام تاج خان نہین البتہ تاج خان ہیتانی جالور والون کا ایک افسر تھا - ملک خان والی جالور نے سمت ۱۶۳۲ مطابق سنہ ۹۸۴ھ ۱۵۷۶ء مین انتقال کیا اور غزنی خان اس کی جگہ مسند نشین ہوا تو عبدالرحیم خان خان خانان بیرم خان کے بیٹے نے اس کو بوجہ اس کے تمرد کے گرفتار کرکے قید کردیا تو اُس کی ماں امران بائی نے جو راول بھیم دیورا ٹھوڑ جاگیردار ضلع باڑمیر کی لڑکی تھی رہائی کے لئے ایک قاصد کو خط دیکر

راے سنگھ والی بیکانیر کے پاس جو اُس وقت اکبر کے پاس حاضر تھا اور اُس کا ہم قوم تھا اور کلیان سنگھ راٹھور کا بھائی تھا بھیجا اور اُس نے راؤ مالدیو کی بیٹی جودھا بائی کے ذریعہ سے کوشش کی جو اکبر کی نہایت چہیتی بیگم تھی چنانچہ غزنی خان نے پانچ سال کے بعد رہائی پائی۔

سمت ۱۶۴۱ مطابق سنہ ۱۵۸۵ء میں راؤ سرتان کی طرف سے وجا دیوڑہ نے بادشاہی فوج کے شامل رہکر گجرات کا فساد دور کرنے مین بہت کارگذاری دکھلائی سرتان بنیں برس راج کرکے گذر گیا۔ راج سنگھ اُسکا بیٹا وارث ہوا

۱۴- راؤ راج سنگھ

سمت ۱۶۶۷ مطابق سنہ ۱۶۱۱ء مین راؤ سلطان کے بعد گدی پر بیٹھا اس کے وقت مین بھی باپ کے وقت کی طرح خانگی فساد ہوتا رہا۔ اس کے کئی بھائی تھے اُن مین سے سور سنگھ نے چند سردارون کی مدد سے حملہ کیا اور راج سنگھ سے سروہی کا راج لے لیا۔

۱۵- راؤ سور سنگھ

چونکہ جودھپور کے راجون اور نیز جہانگیر کو بوجہ مارڈالنے راؤ راے سنگھ اور جگمال سیسودیہ کے سروہی کی طرف سے بڑی ناراضی تھی اور اسی وجہ سے کئی دفعہ راؤ سرتان پر فوج کشی ہوچکی تھی اور اب پھر اُس کو احتمال تھا اس لئے راؤ سور سنگھ نے راجہ سورج سنگھ والی جودھپور سے اس شرط پر کہ راجہ سورج سنگھ اور کنور گج سنگھ کی شادی سروہی کے خاندان مین کی جائے گی اور جو ۲۹ راجپوت راے سنگھ کے ساتھ موضع دتانی مین مارے گئے تھے اُنکے بھائی بیٹون اور بھتیجون کے بیاہ بھی اُسی وقت کردیے جائین گے اور جو ہاتھی گھوڑے وغیرہ راؤ سرتان دینا کئے تھے دیے جاوینگے صفائی کرلی بعد اس کے پھر خانگی فساد شروع ہوا اس لئے کہ پرتھی راج سوجاوت جو راؤ سرتان کے چچازاد بھائی سوجا کا بیٹا تھا اور راج سنگھ سے ایک پشت رشتے مین بڑا ہونے کی وجہ سے بزرگی اور سرپرستی کا دعوےٰ رکھتا تھا وہ راؤ سور سنگھ سے ناراض ہوکر راؤ راج سنگھ سے جا ملا جس سے اُس کو دوبارہ مسند حاصل ہونے کا حوصلہ ہوا پس اب ایک لڑائی پھر درمیان دونون دعویداردن کے ہوئی جس مین راؤ سور سنگھ ہارا اور راج سنگھ بار دیگر ریاست کا مالک ہوا مگر بدقسمتی سے اُس کے اور پرتھی راج کے درمیان مین بھی ناچاقی ہوگئی اور پرتھی راج مع اپنے خاندان کے اُس سے باغی ہوگیا جس کی وجہ سے عرصے تک ملک مین بہت فساد رہا۔ رانا کرن سنگھ کی فہمائش سے بھی نااتفاقی دور نہوئی۔ راؤ راج سنگھ نے پرتھی راج کو جودھپور والونکی مدد سے ملک سے نکلوا دیا مگر اُس نے سال بھر کے بعد دفعۃً راؤ راج سنگھ پر حملہ کیا اور اُسکو آسانی سے مار لیا مگر اُسکا دو برس کا بچہ اکھے راج دائی کے چھپا دینے سے بچ گیا۔ اتنے مین راؤ کے آدمی جمع ہوگئے اور پرتھی راج بمشکل تمام اپنے آدمیون کی مدد سے جان بچاکر موضع پالڑی کی طرف نکل گیا۔

۱۶- راو اکھے راج

راؤ راج سنگھ کے مارے جانے کے بعد سمت ۱۶۷۵ مین اُس کے بیٹے اکھے راج کو جو صرف دو برس کا تھا

جانشین کیا گیا اور چتوڑ کے رانا امر سنگھ اور ایڈر کے راؤ کلیان مل نے راج سنگھ کے مارے جانے کا حال سنکر افسوس کیا اور اُس کے خرد سال بچے کی ہر ایک موقع پر مدد رکھی جس سے سیسودیہ پربت سنگھ وغیرہ سرداران سروہی نے زور پاکر پرتھی راج کو سروہی کی سرحد سے باہر نکال دیا۔ خود پرتھی راج تو دیول راجپوتوں کی امداد سے چکلان کے ایک نہایت دشوار گذار پہاڑ مین رہنے لگا اور اُس کا بیٹا چاندا سروہی کے علاقے مین لوٹ مار کیا کرتا تھا راؤ اکھے راج نے بہت جلدی ہوش سنبھالا اور بارہ برس کی عمر مین اپنے ملک اور مال کی خبر لینی شروع کر کے باغیون پر حملہ کرنا جاری کر دیا اس وقت رانا کرن سنگھ مر چکا تھا اور رانا جگت سنگھ اُس کی جگہ بیٹھ گیا چونکہ اکھے راج کبھی کبھی سرحد میواڑ مین بھی حملہ کیا کرتا تھا اس لئے رانا جگت سنگھ نے دوسرے برس اپنی مسند نشینی کے راؤ کے اوپر فوج بھیجی اُس نے سروہی کے راؤ کو شکست دی اور اُس کی نامی عمارتون کو ڈھوا دیا۔

سمت ۱۷۱۷ مین جودھپور کا مہاراجہ جسونت سنگھ گجرات جاتا ہوا سروہی پہونچا ایک دن مقام ہوکر دوسرے دن راؤ کی بیٹی انند کنور بائی سے مہاراجہ کی شادی ہوئی جس کو دیوڑی ات سکھ دی کا خطاب ملا۔ راؤ کا بڑا بیٹا اودے بھان اول تھا جو راؤ سے مخالفت رکھتا اور میواڑ کا رانا جگت سنگھ مر گیا تھا اور رانا راج سنگھ اُس کا جانشین ہوا تھا راؤ اکھے راج اور رانا راج سنگھ سے موافقت نہین تھی کنور اودے بھان اودے پور مین رانا کے پاس گیا اور اُس کی فوج کو سروہی پر چڑھا لایا۔ راؤ میواڑ کی فوج کے ہاتھ مین گرفتار ہوا سپہ سالار فوج میواڑ اودے بھان کو گدی پر بٹھا کر راؤ کو اُن کے حوالے کر کے چلا گیا اودے بھان باپ کو قید کر کے مالک ریاست ہوا لیکن کچھ عرصے کے بعد رام دیوڑا اور صاحب خان سیسودیہ نے راؤ کو قید سے چھڑا کر پھر مسند پر بٹھایا راؤنے اودے بھان کو مع اُس کے بیٹے کے مروا دیا۔ پرتھی راج دو دیوڑون کے ہاتھ سے پہلے مارا جا چکا تھا اور اُس کا بیٹا چاندا اپنی موت سے مرا اکھے راج نے چاندا کے بیٹے دیوڑہ امرا کو پالڑی۔ دیلواڑہ اور جیت واڑہ وغیرہ مواضعات مع حاصل راہداری کے دیکر منالیا اس تدبیر سے ریاست مین امن ہو گیا۔ ۵۵ سال راج کر کے سمت ۱۷۳۰ مین راؤ اکھے راج کا انتقال ہو گیا۔ اس نے شاہ جہان کی بہت خیر خواہی کی تھی اُس کو اُڑتا اکھے راج بھی کہتے تھے کیونکہ اسنے بڑے بڑے دھاوے کئے تھے اور ایک دن مین دور دور تک پہنچکر دشمنونسے لڑا تھا

۱۷- راؤ اودے سنگھ

یہ اکھے راج کا دوسرا بیٹا تھا جو باپ کے بعد سمت ۱۷۳۰ مین مسند نشین ہوا اس کے وقت مین مہاراجہ جسونت سنگھ والی جودھپور کا خرد سال بچہ اجیت سنگھ پوشیدہ طور پر سروہی مین رکھا گیا تھا اور جب اُس کے ہوشیار ہونے پر راٹھوڑون نے اُس کو آکر دیکھا اور ابھی اودے سنگھ کو اس کی خبر نہ تھی جب اُس کو خبر ہوئی تو ملنے کو گیا اور اجیت سنگھ کو نذر دی اور راٹھوڑ درگداس اور کھیچی مکندداس سے اجیت سنگھ کو زنانے مین پہنچانے کے واسطے بہت منت کی جب وہ زنانے مین گیا تو راؤ نے پانچہزار روپے کا چبوترہ بنا کر نظر سے گذرانا اور بہت بخشش کی سمت ۱۷۵۴ مین اودے سنگھ کا انتقال ہو گیا۔

۱۸- راؤ چھتر سال

راؤ اودے سنگھ کے بعد یہ مسند پر بیٹھا اس نے دس برس راج کیا۔

۱۹- راؤ امید سنگھ

یہ راؤ چھتر سال کا چچا تھا اور سمت ۱۷۶۴ مین اُس کی جانشینی اختیار کی۔ سمت ۱۷۷۲ مین مہاراجہ اجیت سنگھ گجرات کو جاتا ہوا سروہی مین آیا اور راؤ کی بیٹی سے اجیت سنگھ کی شادی ہوئی۔ اور اجیت سنگھ کی زندگی تک جودھپور اور سروہی کے درمیان صلح وصفائی رہی۔

سمت ۱۷۸۷ مین جودھپور کے مہاراجہ انبھے سنگھ نے گجرات جاتے ہوے ریواڑہ کے دیوڑون پر جو علاقہ جالور مین لوٹ مار کیا کرتے تھے جالور سے فوج کشی کی اور جنگل کٹوا کر ریواڑہ کو ویران کر دیا پھر موضع پوسالیہ علاقہ سروہی کو لوٹا جلایا امید سنگھ نے اپنے وکیلون کو بھیجکر پیش کش اور ایک ڈولہ بھیجا اور صفائی کرلی اور ملاقات کرکے دیوڑہ نرایندا س ٹھاکر پاڈیو کو مع اپنی فوج کے انبھے سنگھ کے ہمراہ کیا۔

۲۰- راؤ مان سنگھ

امید سنگھ کے بعد چھتر سال کا بیٹا مان سنگھ مسند نشین ہوا۔ سمت ۱۸۰۶ مین دنیا سے گذر گیا۔

۲۱- راؤ پرتھی راج

مان سنگھ کے بعد پرتھی راج جانشین ہوا اور سمت ۱۸۲۹ مین دُنیا سے اُٹھ گیا۔

۲۲- راؤ تخت سنگھ

اپنے باپ پرتھی راج کے بعد جانشین ہوا آخر یہ بھی دُنیا سے جاتا رہا لاولد تھا۔

۲۳- راؤ جگت سنگھ

یہ اپنے بھتیجے تخت سنگھ کے بعد گدی پر بیٹھا۔

۲۴- راؤ بیری شال

اپنے باپ کے بعد گدی پر بیٹھا۔ چونکہ ریاست سروہی سے اور جودھپور والون سے اچھا برتاؤ تھا اور مہاراجہ بھیم سنگھ والی جودھپور اور بیری شال سے بھی بخوبی دوستی اور صفائی تھی اس لئے اُس نے مان سنگھ کو جو قلعہ جالور مین مہاراجہ بھیم سنگھ کی فوج سے لڑ رہا تھا مدد نہین دی۔ مان سنگھ نے سمت ۱۸۵۸ مین بیری شال سے چاہا تھا کہ مثل مہاراجہ اجیت سنگھ کے اس کو بھی کوہستان سروہی مین کوئی جگہ پناہ کی ملے کہ جہان وہ اپنے قبائل کو رکھ کر بدلجمعی تمام مہاراجہ بھیم سنگھ والی جودھپور سے لڑائی جاری رکھے بلکہ اُس نے اپنے خرد سال کنور چھتر سنگھ کو بھی مع کسی قدر آدمیون کے بغرض پناہ جوئی جنگلات سروہی مین بھیجدیا تھا لیکن راؤ نے اس خیال سے کہ مہاراجہ بھیم سنگھ کے ساتھ بگاڑ ہو جائے گا انکار کردیا اور چھتر سنگھ کو پناہ ندی ناچار لوگ اُس کو میواڑ کی طرف لے گئے اور اس چقلش مین ایک آنکھ کنور مذکور کی کسی جھاڑی مین کانٹا لگ جانے سے جاتی رہی جس کا غصہ عمر بھر

مان سنگھ کو رہا۔ سمت ۱۸۶۰ مین راو بیری شال کا انتقال ہوگیا۔

۲۵- راؤ اودے بھان

یہ اپنے باپ کی طرح ہمیشہ جودھپور کے مہاراجہ بھیم سنگھ کی مرضی کا خیال رکھتا رہا اور مان سنگھ کو کچھ مدد ندی جب مہاراجہ بھیم سنگھ کی وفات کے بعد مان سنگھ جودھپور مین مہاراجہ بنا تو اُس نے راؤ اودے بھان کی ضد پر جاگیردار نیمج کو جو ریاست سروہی سے خلاف رکھنے کو اپنے اسلاف کی میراث سمجھتا تھا راؤ کی برابر تعظیم دیدی اور اُس کے خاندان کی ایک لڑکی بیاہ لی جس سے ٹھاکر مذکور کو اور بھی حوصلہ سرکشی کا ہوگیا ایسے ہی ٹھاکر مڈار کے خاندان کی دو لڑکیان لیکر اُس کو بھی مدد دی اور خود سروہی کے اوپر دس ہزار فوج بھیجی سروہی شہر پر راؤ نے تین دن مقابلہ کیا چوتھے روز مارواڑیون نے ہلّہ کر دیا شہر اُنکے قبضے مین آگیا۔ راو بھاگ کر پہاڑ دون مین چلا گیا جہان سے حملے کیا کرتا اور لوٹ مار کرکے پھر اپنے مقام پر پہونچ جاتا رعایا آباد ہونے نہین پاتی مارواڑیون کا خرچ آمدنی سے زیادہ لگتا اُنھون نے کچھ انتظام کرکے مینو ن کو نرادی اور راؤ کے ہمراہیون سے بھی جنگ کرکے اُنکی لوٹ کھسوٹ کو بند کیا۔

سمت ۱۸۶۲ مین مہاراناجیم سنگھ کی بیٹی کی شادی کی بابت لڑنے کے لئے جیپور والون کی جودھپور پر فوج کشی کرنے کی خبر مشہور ہوئی تو مہاراجہ مان سنگھ نے بطور پیش بندی میرتے مین جاکر اپنے افسران مقیم سروہی کو حکم لکھا کہ سروہی مین راؤ اودے بھان کو بٹھا کر مع فوج کے یہان چلے آؤ اُس وقت سروہی والون نے مارواڑیون کا تعاقب کیا اور کچھ سامان لوٹ لیا راؤ اودے بھان سروہی مین آبیٹھا مگر اُس کا رویہ اپنی رعیت کی نسبت بہت خراب تھا وہ لوگون کی ننگ وناموس پر دست درازی کرتا تھا اور سردارون کو زیادہ ستانی وغیرہ سے ستاتا رہتا تھا اور بات بات مین اُنکے اوپر فوج بھیجدیتا تھا جس سے رعیت اور سردار وغیرہ سب لوگ اُس سے ناراض رہتے تھے سردارون کی بغاوت سے ملک مین فساد پھیلا ہوا تھا خزانے مین کوڑی نہ تھی سپاہیون کی تنخواہ ادا نہوتی تھی بیوپاریون کے امن مین خلل تھا۔ اس پر طرہ یہ ہوا کہ سمت ۱۸۷۱ مین راؤ اپنے باپ کے پھول لیکر گنگا کو گیا واپس آتے ہوئے مہاراجہ مان سنگھ والی جودھپور نے فوج بھیج کر پالی سے اُس کو جودھپور پکڑوا منگوایا اور چالیس پچاس ہزار روپیہ نذرانہ داخل کرنے کا اقرارنامہ لکھوا کر چھوڑا راؤ نے اس رقم کے واسطے رعایا پر ڈنڈ ڈالا اور دولتمندون کو بہت ستایا آخر ان تمام خرابیون کا یہ نتیجہ ہوا کہ تمام سردار و متصدی راؤ سے بدل گئے اور اُنھون نے راؤ کے بھائی شیو سنگھ کو جسکے اخلاق اچھے تھے اپنے اور اپنے ملک کی حفاظت پر مستعد کیا وہ بھی اپنی جاگیر سے سروہی مین آیا اور بھائی کو قید کرکے سب کی صلاح سے آپ اُس کی جگہ بیٹھ گیا۔ یہ واقعہ سمت ۱۸۷۲ مین ہوا راؤ اودے بھان نے اپنے معتمد جودھپور مین بھیجے اور مہاراجہ مان سنگھ سے فریاد کی مہاراجہ نے سمت ۱۸۷۶ مین کچھ فوج اُس کے چھڑانے کو بھیجی ٹھاکر تیج بھی اُسکے شامل ہوا مگر سروہی کے تمام آدمیون نے متفق ہوکر مقابلہ کیا اور شکست دے کر اُس فوج کو اپنے علاقے سے ہٹادیا

راؤ معزول اٹھائیس برس قید رہکر سمت ۱۹۰۳ مطابق ۱۸۴۷ء مین لاولد مر گیا۔

۲۶- راؤ شیو سنگھ

سمت ۱۸۷۴ مطابق ۱۸۱۸ء مین سروہی کے انتظام پر قائم ہوا اور اُس نے امن رہنے کی اُمید پر سب رئیسون کے بعد سرکار انگریزی کے ساتھ سمت ۱۸۸۰ مطابق ۱۸۲۳ء ۱۱ دسمبر کو ماتحتی کا عہدنامہ تحریر کیا اس کے بارہ برس کے بعد سرکار انگریزی نے ریاست کی درستی کے لئے پچاس ہزار روپیہ راؤ کو بغیر سود قرض دیکر باغی تھاکرون کو ریاست کا ماتحت بنادیا۔ لیکن کئی سردار جو عام عہدنامون سے پہلے پالن پور کے متعلق ہوگئے تھے سروہی کے تحت مین نہ آسکے۔

سمت ۱۹۰۱ مطابق ۱۸۴۵ء مین راؤ نے اجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ کا قیام اپنے علاقہ آبو پہاڑ پر منظور کیا اُس کے متعلق گائے۔ کبوتر اور مور وغیرہ جانور نہ مارنے کی شرطین کی گئین جن پر اب تک عمل چلا آتا ہے۔ اقرارنامے کے اندر یہ بھی درج ہے کہ انگریزی فوج ریاستی رعایا پر ظلم کرکے کوئی چیز بغیر قیمت نہ لے اور اپنی حفاظت کا ہر ایک انگریز اور ہندوستانی مسافر خود انتظام کرے۔ یہ پہاڑ سطح سمندر سے ساڑھے پانچ ہزار فٹ تک بلند ہے یہان پر نکھی تالاب درختون کی تردتازگی اور پرانے جین مندرون کی باقیات سے بڑی رونق معلوم ہوتی ہے اور گرم موسم مین معتدل آب وہوا رہتی ہے۔

سمت ۱۹۱۰ مطابق ۱۸۵۴ء مین ریاست پر دو لاکھ روپیہ قرض ہوجانے سے راؤ نے اپنے معتمد سید نعمت علی کی معرفت سر ہنری لارنس صاحب کے۔ سی۔ بی۔ اجنٹ گورنر جنرل کے نام خریطہ رکھ کر اپنے راج کا انتظام انگریزی پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کے حوالے کیا جس کی نگرانی مین ریاست کی آمدنی ایک لاکھ روپے سالانہ سے بھی کم ثابت ہوکر سرکاری خراج تیس ہزار سے پندرہ ہزار روپے سالانہ رکھا گیا۔ ۱۸۵۷ء کے عام غدر مین سروہی کی طرف سے بڑی خیرخواہی ظاہر ہوئی جس کے عوض خراج اور بھی کم ہوکر ساڑھے سات ہزار روپے سالانہ رہ گیا۔ سات برس مین ریاست کی حالت درست ہوجانے پر سب کاروبار راؤ کو سونپ دیئے گئے اس راؤ کی چار بیٹیان تھین جن مین سے ایک بیٹی بڑی خوشامد کے ساتھ مہاراجہ تخت سنگھ والی جودھپور کے ساتھ اس طرح بیاہی کہ اُس کا ڈولہ اہلکاران راج مارواڑ کے ساتھ جوڈولہ لینے آئے تھے اور مہاراجہ خود پالڑی پر گنہ گوڈواڑ مین مقیم تھا بھیجدیا اس لڑکی سے مہاراجہ نے موضع سورپالی مین شادی کی اور سارا خرچ دربار مارواڑ نے اپنی طرف سے ادا کیا۔

راؤ نے سمت ۱۹۱۷ مطابق ۱۸۶۱ء مین بڑھاپے اور ضعف کے سبب راج کا اختیار اپنے کنور گمان سنگھ کو دیدیا یہ بہت ہوشیار اور منتظم تھا اور اپنے باپ کی نیابت مین راج کے تمام کامون کو انجام دیتا تھا مگر کچھ عرصے کے بعد اُس نے خودکشی کرکے اپنی جان دیدی بعد اس کے راؤ شیو سنگھ نے چاہا کہ اپنے دوسرے بیٹے جیت سنگھ کو نائب کرکے کام سونپ دے لیکن اجنٹ گورنر جنرل نے منظور نہ کیا اور اُس کے حکم سے بڑے کنور امید سنگھ کو

حکومت کا اختیار دیدیا اور راؤ سمت ۱۹۱۷ مطابق سنہ ۱۸۶۱ء مین مرگیا - کنور امید سنگھ کو اختیارات کی حاصلین ایک بار گولی کا نشانہ بنایا گیا ایکبار زہر دیا گیا ایک بار جس مکان مین وہ سوتا تھا اُس کی چھت کی پٹی اُسپر گرائی گئی مگر سروہی کا راج اُسکی قسمت مین لکھا تھا ہر بار بچ گیا -

۲۷ - راؤ امید سنگھ

یہ سمت ۱۹۱۷ مطابق سنہ ۱۸۶۱ء مین راج کا مالک ہوا تو اُس کے چھوٹے بھائیون نے تھوڑی جاگیر لینے سے انکار کرکے بہت دنون تک فساد اُٹھایا لیکن آخر لاچار ہوکر معمولی جاگیر قبول کرلی اس راؤ کو تین برس تک پولٹیکل سپرنٹنڈنٹ کی صلاح و مدد رہنے کے بعد کاروبار کے اختیارات حاصل ہوئے -

سمت ۱۹۲۱ مطابق سنہ ۱۸۶۵ء مین راؤ کی چھوٹی بہن سے شادی کرنے کو جودھپور کا مہاراجہ تخت سنگھ سروہی مین آیا حالانکہ اب تک کوئی رئیس وہان کا شہر مین نہین آتا تھا سروہی سے ۱۰ کوس پر موضع پوسالیہ ڈولہ جاتا تھا - راؤنے خاطرداری مین تیس ہزار روپیہ خرچ کیا اور تین کوس تک پیادہ پا پیشوائی کی لیکن علاقے سے لاگت بنولہ کے طور پر کچھ زیادہ وصول ہوگیا - اس کے دوسرے برس راؤنے منشی نعمت علی خان کو جولائیس صاحب کی سفارش سے بھرتپور چلا گیا تھا واپس طلب کرکے دیوان بنایا اور پھر تھوڑے دنون مین ناخوش ہوکر اُسے ایک گانوُن کی جاگیر پر بھیجدینے کے بعد ریاست کچھ کے اہلکار منشی امین محمد کو کامدار مقرر کیا - انھین دنون مین راؤ سرکاری تاکید سے پولٹیکل سپرنٹنڈنٹ اور بعض اہلکارون کے ساتھ پہاڑی علاقے کا دورہ کرکے گراسیہ وغیرہ لٹیرون سے اُس نقصان کے عوض جو اُنھون نے مہی کانٹہ پر کیا تھا اور جس کا ہرجانہ راج کو دینا پڑا تھا چار ہزار روپے کی قیمت کے جانور لینے کے بعد واپس آیا اور ایک دو مقامون پر زبردست تھانہ قائم کردیا -

سمت ۱۹۲۴ مطابق سنہ ۱۸۶۸ء مین منشی امین محمد نے کئی کچہریان مقرر کرکے اُنکے لئے قاعدے باندھے اور سائر کا محصول جو ہر جگہ علحدہ شرح سے لیا جاتا تھا ایک قرار دیا - دوسرے برس راؤنے قحط کے سبب نلی کا محصول معاف کیا اور تیسرے سال اُس کی بیٹی کی شادی کرشن گڑھ کے کنور کے ساتھ ہوئی سنہ ۱۸۶۸ و سنہ ۱۸۶۹ء کی قحط سالی اور ٹھاکر بٹھانا کے فسادات اور بھیلون کی لوٹ مار کی وجہ سے ریاست مین بڑی مصیبت تھی - سنہ ۱۸۷۰ء مین ریاست کا پولٹیکل چارج اجمیر پور کے ارریگولر فورس کے کمانڈنگ کو دیا گیا جسکو خاص اختیارات عطا ہوئے -

سمت ۱۹۳۲ مطابق سنہ ۱۸۷۵ء ۱۰ ستمبر کو راؤ امید سنگھ نے ۴۲ سال کی عمر مین بخار کی بیماری سے انتقال کیا - اُس نے اپنے پندرہ برس دور حکومت مین کسی پر ظلم نہین کیا اور ذاتی لحاظ و مروت سے کسی ماتحت کو نقصان نہین پہونچایا صرف جاگیردارون کو جو اپنا درجہ سب سے اول سمجھتے ہین - برہمن - چارن اور جاگیون وغیرہ کے زیادہ عزت پاجانے سے شکایت رہتی تھی -

۲۸ - مہاراؤ کیسری سنگھ

۲۰ جون ۱۸۵۷ء کو پیدا ہوئے اور انیس ۱۹ برس کی عمر مین سمت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۵ء ۲۴ نومبر کو مہورت کے دن مسند نشین ہوکر جلد انتظام پر توجہ کی اور قدیمی ملازم منشی نعمت علی خان کو جو میواڑ مین جاگر نوکر ہوگیا تھا دیوان ریاست پر واپس بلایا دوسرے برس مہاراؤ نے رئیس دانتہ کی بیٹی سے شادی کی اور غرضی نام رکھکر بنگالے و بمبئی وغیرہ کی طرف سفر کو گئے جس سے خرچ کم اور تجربہ زیادہ حاصل ہوا۔

سمت ۱۹۳۷ مطابق ۱۸۸۱ء مین منشی نعمت علی خان دیوان کو بوجہ نیک نامی کے گورنر جنرل کے حضور سے خان بہادر خطاب ملا۔ ٹھاکر ریواڑہ نے باغی ہوکر سروہی اور مارواڑ کی سرحد پر بڑا فساد برپا کیا جس سے دونون ریاستون کو فوج کشی کرنی پڑی اُس وقت وہ پہاڑون مین چلا گیا اور عرصے تک سروہی کے علاقے مین لوٹ مار کرتا رہا۔ آخر کار علاقہ مارواڑ مین پکڑا گیا اور ۱۸۸۲ء مین گولی مار دیا گیا یہ اول درجے کا ٹھاکر ریاست سروہی مین تھا اس کے مارے جانے سے غربی راجپوتانے مین امن ہوگیا۔ اسی سال مین راؤ نے اپنے چچا جامت سنگھ رئیس کھراڑی کی جاگیر جو ساڑھے بارہ ہزار روپے سالانہ کی تھی بوجہ حکم عدولی وغیرہ کے اجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ کی صلاح سے ضبط کرلی اور عوض مین اُس کے پانسو روپیہ ماہواری تنخواہ مقرر کردی۔ ۱۷ فروری ۱۸۸۷ء کو راؤ نے ملکہ معظمہ کے پچاس سالہ جلوس کی بڑی خوشی کی اور کئی قیدی رہا کئے سمت ۱۹۴۵ مطابق ۱۸۸۸ء کو راؤ کے کنور نے انتقال کیا مگر اسی سال کے اندر دوسرا کنور پیدا ہوگیا اور شروع ۱۸۸۹ء مین راؤ کو سرکار سے موروثی طور پر مہاراؤ کا خطاب ملا اور ۱۸۹۵ء مین کے سی ایس آئی کا خطاب ملا اور ۱۹۰۱ء مین جی۔ سی۔ آئی ای کا ۱۹۱۱ء کے دربار دہلی مین اُنھین مہاراج دھراج کا موروثی خطاب ملا۔

فصل تاریخ کشن گڑھ یا کرشن گڑھ

جغرافیہ

کرشن گڑھ وسط راجپوتانہ مین ایک چھوٹی ریاست ہے جس کے شمال و مغرب مین علاقہ جودھپور اور جنوب مین انگریزی ضلع اجمیر۔ مشرق مین جیپور کا ملک ہے یہ ریاست خطوط عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۵ دقیقہ اور ۲۶ درجہ ۵۰ دقیقہ اور خطوط طول بلد مشرقی ۷۴ درجہ ۵۰ دقیقہ اور ۷۵ درجہ ۱۵ دقیقہ کے درمیان واقع ہے اُس کا رقبہ ۸۵۴ میل مربع آبادی ۸۷۰۹۳ آدمی خالصے کی سالانہ آمدنی ساڑھے تین لاکھ روپیہ اور اس سے کچھ کم آمدنی کی زمین جاگیرداروں کے تحت مین تھی لیکن اب خالصے کی آمدنی بڑھکر ۸۳۸۴۹۹ روپیہ تک پہونچ گئی ہے اور اسی طرح جاگیرداروں کی آمدنی بھی بڑھ گئی ہوگی فوج سوار و پیدل چھ سو آدمی بیان کی جاتی ہے۔

اس ریاست کی زمین کم پیداوار کی ہے جس سے کھیتی وغیرہ کی مدد کے واسطے اکثر تالاب بنوائے گئے ہین

علاقے مین مشرقی حصے کے سوا ہر طرف پہاڑیان پھیلی ہوئی ہین جن مین خاردار سیندھ کے درخت جو کھیتونکی باڑ اور سوکھ جانے پر جلانے کے سوا کسی کام مین نہین آتے کثرت سے پیدا ہوتے ہین اس راج مین خالصے کے مین پرگنے کرشن گڑھ۔ روپ نگر۔ سروار اور جاگیر کا قصبہ فتح گڑھ مشہور گنے جاتے ہین جن مین حفاظت کیلئے قلعے اور مضبوط مکانات بنے ہوے ہین۔ خاص راجدھانی کرشن گڑھ ریلوے سڑک سے جو آگرہ و دہلی سے اجمیر کو جاتی ہے کچھ دور ایک بلند پہاڑی مقام پر آٹھ ہزار آدمی کی آبادی ہے اس کے اندر راجہ کا محل مضبوط اور عمدہ بنا ہوا ہے شہر پناہ چوڑی اور مکانات اکثر پختہ ہین ایک تالاب اور باغ بھی رونقدار معلوم ہوتا ہے۔

تاریخ

یہ راٹھوڑون کی ریاست اس وقت سے تین سو برس پہلے جہانگیر بادشاہ کے شروع عہد مین اُسکی عنایت سے قائم ہوئی۔ جہانگیر نے جودھپور کے موٹا راجہ اودے سنگھ کے ایک بیٹے کرشن سنگھ نام کو اُسکی خدمتگذاری کے عوض ضلع اجمیر مین سیٹھولا وغیرہ گانون کی جاگیر سمت ۱۶۶۶ مطابق سنہ ۱۶۱۰ء مین دی تھی جس کے دو برس کے بعد اُس نے اپنے نام پر کرشن گڑھ بسا کر راجدھانی کے طور پر وہان رہنا اختیار کیا اس شہر کا عرض بلد شمالی ۲۶-۲۳۔ طول بلد مشرقی ۷۴-۵۷ ہے۔ کرشن گڑھ والے اگرچہ مارواڑ والونکی چھوٹی شاخ مین ہین لیکن بزرگون کی جاگیر مین سے کچھ نہ ملنے اور اپنی کارگذاری سے ریاست پانے کے سبب وہ جودھپور والون کا احسان نہین مانتے۔ بادشاہی عہد مین اُنکا درجہ جے پور۔ جودھپور۔ بیکانیر۔ بوندی اور کوٹے کے بعد سمجھا جاتا تھا۔ اور اُنکو عالمگیر کے مرنے تک کوئی خطاب راجہ یا راؤ وغیرہ تین چار ہزاری منصب کے سوا نہین ملا تھا۔ شاید محمد شاہ وغیرہ نے بہادر سنگھ کو راجہ کے خطاب سے عزت دی ہو یہان تین سو برس کے اندر سولہ رئیس گدی پر بیٹھے جنکے نام نیچے لکھے جاتے ہین (۱) کرشن سنگھ ولد راجہ اودے سنگھ معروف بہ موٹا راجہ والی جودھپور (۲) سہس مل (۳) جگمال (۴) ہری سنگھ (۵) روپ سنگھ (۶) مان سنگھ (۷) راجہ راج سنگھ (۸) راجہ سانونت سنگھ (۹) راجہ بہادر سنگھ (۱۰) راجہ بڑد سنگھ (۱۱) راجہ پرتاب سنگھ (۱۲) مہاراجہ کلیان سنگھ (۱۳) مہاراجہ محکم سنگھ (۱۴) مہاراجہ پرتھوی سنگھ (۱۵) مہاراجہ شاردول سنگھ (۱۶) مہاراجہ مدن سنگھ۔

یہ ریاست بہت چھوٹی تھی بلکہ قلت ملک و نقص زمین ریاست کے واسطے بہت مفید ہوئی کیونکہ اسمین شک نہین کہ اس ریاست سے سلطنت مغلیہ اور مرہٹون نے جو مدت تک خراج نہین لیا اُسکا سبب صرف قلت ریاست تھی

(۱) کرشن سنگھ یا کشن سنگھ

اس کو سمت ۱۶۶۶ مین اس کے بہنوئی جہانگیر بادشاہ نے علاقۂ اجمیر مین سے جاگیر دیکر ایک ہزاری ذات اور پانسو سوار کا منصب عنایت کیا تھا وہ دسمبر سنہ مہابت خان کے ماتحت میواڑ پر بھیجا گیا جہان سے زخمی ہونے کے بعد بیس آدمی قتل اور تین ہزار قید کرلایا اور اپنی اس شجاعت و کارگذاری سے منصب داری کے درجے سے ترقی کرکے امارت کے درجے پر پہونچا یعنی منصب ۵ ہزاری ذات اور ہزار سوار سے سربلند ہوا

۹ سنہ جلوس مین منصب دو ہزاری ذات ہزار و پانصد سوار سے سرفراز ہوا۔ پھر شاہزادہ شاہجہان وغیرہ کے ہمرکاب رہ کر کئی بار بہادری دکھلانے پر سمت ۱۶۷۲ مطابق سنہ ۱۶۱۶ع مین اُس کا منصب تین ہزاری ذات اور ڈیڑھ ہزار سوار تک پہونچا تھا کہ وہ اسی سال ایک خانہ جنگی مین مارا گیا جس کا ذکر تزک جہانگیری مین بھی آیا ہے تفصیل اس کی یہ ہے کہ سنہ ۱۰۲۴ ہجری (مطابق سمت ۱۶۸۲ و سنہ ۱۶۱۶ع) مین بادشاہ جہانگیر اجمیر گیا کرشن سنگھ اور اُس کا علاتی بھائی راجہ سورج والی جودھپور ساتھ تھے ایک دن بادشاہ پشکر کے تالاب کی سیر کو گیا اور رات کو وہین رہ گیا دونون بھائیون مین عرصے سے رنج چلا آتا تھا وجہ یہ تھی کہ گوبند داس بھائی نے جو سورج سنگھ کی سرکار مین مختار کل تھا کسی خانگی معاملے مین گوپال داس اُس کے بھتیجے کو قتل کر ڈالا کرشن سنگھ کو اُمید تھی کہ راجہ اس قصور کی ضرور سزا دے گا لیکن جب اُس نے بے پروائی پائی تو کرشن سنگھ نے بھتیجے کا بدلا لینے پر زور دیا بھائی نے نہ مانا آخر کار دونون بھائیون کے دلون مین محبت کے بجاے عداوت پیدا ہو گئی اور بول چال کھانا پینا آنا جانا سب ترک ہو گیا کرشن سنگھ موقع اور وقت کا متلاشی تھا اس موقع کو غنیمت سمجھا اور کچھ رات رہے اپنے سپاہیون کو مسلح کر کے سورج سنگھ کے پڑاؤ پر جا پہونچا اور گوبند داس کے خیمے پر پہونچ کر سپاہیون کو جو پہرہ دے رہے تھے قتل کرنا شروع کیا گوبند داس اس شور و غل کو سُنکر خواب سے بیدار ہوا اور دریافت کے واسطے خیمے سے باہر نکلا ہی تھا کہ کرشن سنگھ کے آدمیون نے جو اُس کی تلاش مین تھے پکڑ کر اُس کا کام تمام کر دیا اسی عرصے مین راجہ سورج سنگھ بھی شور و غل سے بیدار ہوا اور شمشیر برہنہ لیکر خیمے سے باہر نکلا کچھ سپاہی بھی مدد کو آ گئے کرشن سنگھ کو گوبند داس کے مارے جانے کا حال معلوم نہ تھا وہ اُس کی تلاش مین سرگردان پھرتے پھرتے اُس کے خیمے مین گھسا اُسی وقت سورج سنگھ بھی آپہونچا دونون بھائیون اور اُنکے سپاہیون مین زور و شور سے تلوار چلنے لگی کرشن سنگھ مع اپنے بھتیجے کرن سنگھ کے مارا گیا صبح کو سورج نکلنے پر دیکھا گیا کہ کرشن سنگھ چھتیس ہمراہیون سمیت مقتول پڑا تھا اور راجہ کے تیس آدمی مارے گئے تھے بادشاہ کو اس معاملے کی خبر شکار کے مقام پر ملی لیکن کوئی ایسا قصور وار نظر نہ آیا جس کو سزا دی جائے اس لئے ان سب کی لاشین جلانے کا حکم دیا گیا۔

۲- سہس مل

کرشن سنگھ کے چار بیٹون سہس مل - جگمال - بھارمل اور بہری سنگھ مین سے بڑا کنور پانچ سو ذات دو سو سوار کا منصب پا کر گدی پر بیٹھا باقی بھائیون کو جہانگیر نے ملازمت شاہی مین منسلک کر کے منصب پر سرفراز کیا سہس مل بارہ برس کے بعد سمت ۱۶۸۵ مین کہ شاہ جہان کا شروع عہد تھا گذر گیا۔

۳- جگمال

کرشن سنگھ کا دوسرا بیٹا جگمال ڈیڑھ ہزاری ذات سات سو سوار کا منصب اور راج پا کر چھ سات مہینے کے بعد اپنے چھوٹے بھائی بھارمل سمیت جسکا منصب ایک ہزاری ذات پانچ سو سوار تھا کسی راجپوت کی حمایت پر رحمت خان کے بیٹے امان اللہ خان کے ماتحت لوگون سے لڑ کر مارا گیا۔

۴- ہری سنگھ

یہ کرشن سنگھ کا چوتھا بیٹا اپنے تین بڑے بھائیوں کے مر کھپنے کے بعد سمت ۱۶۸۵ مطابق ۱۶۲۹ء مین گدی پر بیٹھا ۵ سنہ جلوس شاہ جہانی مین منصب ہزاری ذات شش صد سوار پر سرفراز ہوا ۹ سنہ جلوس مین خان جہان بارہ کے ساتھ مہم بیجاپور مین متعین ہوا ۱۱ سنہ جلوس مین منصب ہزار و پانصدی ذات ہشت صد سوار سے مفتخر ہو کر شاہ زادۂ محمد شجاع کے ساتھ کابل مین تعینات ہوا اس کے بعد منصب ہزار و پانصدی ذات نہ صد سوار سے ممتاز ہوا ۱۴ سنہ جلوس مین شاہ زادۂ محمد مراد بخش کے ساتھ کابل مین مامور ہوا ۱۵ سنہ جلوس مین ۲۲ صفر ۱۰۵۲ ہجری کو پندرہ برس راج کر کے لاولد مر گیا جس کے بعد شاہ جہان بادشاہ نے اُس کے بھتیجے اور بھارمل کے بیٹے روپ سنگھ کو خلعت و اسپ دیکر کرشن گڑھ کی جاگیر پر قائم کیا۔

۵- روپ سنگھ

یہ سمت ۱۷۰۰ مطابق ۱۶۴۴ء مین اپنے چچا ہرمتی سنگھ کے بعد کشن گڑھ کی حکومت پر سرفراز ہوا اول اول شاہ جہان نے ۱۷ سنہ جلوس مین اس کو منصب ہزاری ذات اور ہفت صد سوار پر مفتخر کیا ۲۲ سنہ جلوس مین شاہ جہان نے منصب دو ہزار و پانصدی ذات و ہزار و دو صد سوار پر سربلند کر کے شاہ زادۂ اورنگ زیب کے ساتھ مہم قندھار پر مامور کیا ۲۳ سنہ جلوس مین منصب سہ ہزاری و ہزار و پانصد سوار پر ترقی پائی ۲۵ سنہ جلوس مین نقارہ عطا ہوا و منصب چار ہزاری ذات و ہزار و پانصد سوار سے ممتاز ہو کر دوسری مرتبہ مہم قندھار مین متعین ہوا ۲۶ سنہ جلوس مین منصب چار ہزاری ذات دو ہزار و پانصد سوار پر مفتخر ہو کر تیسری مرتبہ شاہزادہ دارا شکوہ کے ساتھ مہم قندھار مین شریک ہوا۔

سمت ۱۷۱۰ مطابق ۱۶۵۴ء مین یہ چار ہزاری ذات و تین ہزار سوار کا منصب حاصل کرنے کے بعد دوسرے سال قلعہ چیتوڑ کے گرانے مین جس کی درستی عہدنامے کے خلاف رانا نے کر لی تھی سعد اللہ خان وزیر کے ہمراہ تھا جس سے شاہ جہان نے اس کو پرگنہ مانڈل گڑھ دو لاکھ روپے سالانہ جمع پر اودیپور سے نکال کر دیا۔ جو چار برس کے بعد راناراج سنگھ اول نے شاہ جہان کی بیماری کے وقت چھین کر کرشن گڑھ والون کو وہان سے نکال دیا۔ سمت ۱۷۱۵ مطابق ۱۶۵۹ء مین شاہ جہان کے سخت بیمار ہو جانے پر اُس کے بیٹون دارا شکوہ اور اورنگ زیب نے آگرے کے قریب ساموگڑھ مین لڑائی کی تو سد جنگ مین دارا شکوہ نے روپ سنگھ کو اپنی فوج ہراول کا سردار مقرر کیا اس لڑائی مین اُس کی جرأت و شجاعت کا یہ عالم تھا کہ دلاوران زمانہ کے حوصلے سے بڑھ کر قدم مارتا تھا آخر کار اپنی بے نظیر شجاعت سے اورنگ زیب کے ہاتھی کے پاس جا پہونچا اور کمال دلیری کے ساتھ اپنی تلوار سے اُس ہاتھی کی عماری کے رسون کا کاٹنا شروع کیا اورنگ زیب اس جوانمرد اور پرجوش افسر کی اس جسارت اور بہادری کو دیکھ کر ایسا خوش ہوا کہ بے اختیار چلایا کہ خبردار اس بہادر کو نہ مارنا اور زندہ گرفتار کر لینا مگر لڑائی کے ہڑبونگ مین جب تک یہ فقرہ بادشاہ کے مُنھ سے نکلا آناً فاناً مین سیکڑون تلوارین

اُس پر پرگنہ جھون نے اُس کا نقش صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔

اس نے اپنے نام پر قصبہ روپ نگر آباد کیا جو اجمیر سے ۲۶ میل شمال مشرق مین ہے اور بیسور سے ۲۱ میل جنوب مغرب مین واقع ہے اسکے بعد اسکی ایک بیٹی بادشاہ زادۂ محمد معظم کو بیاہی گئی تھی جس کی تفصیل یہ ہے کہ عالمگیر نے روپ سنگھ کے جانشین کو حکم دیا کہ اُس لڑکی کو اپنے وطن سے محلات شاہی مین بھیج دے جب وہ بادشاہی محل مین داخل ہوگئی تو اول اُس کو مسلمان کیا اور چند روز تک بیگمات اور شاہی مستورات کے پاس ضروریات دینی کے سیکھنے کو رکھا وہ لڑکی تھوڑے عرصے مین احکام دین سے مطلع ہوگئی اب بادشاہ نے بیاہ کا جشن ترتیب دیا اور سامان مہیّا ہوا اور لاکھ روپے سے زیادہ کا جواہر اور سامان و اسباب اور مکانات اُس لڑکی کو عطا کئے اور علاوہ اس کے بہت سا امارت کا اور بھی سامان بخشا۔ بیگمات نے بھی بہت قیمتی جہیز اُس کے لئے بنایا۔ ۱۳ ربیع الثانی ۱۰۷۱ھ کو شب کے وقت عقد نکاح کی رسم قرار پائی اور جشن بادشاہانہ ترتیب دیا گیا۔ ناچ ورنگ ہوا اول شاہ زادہ اپنے مکان سے دریا کے رستے کشتی مین سوار ہوکر قلعہ کے پائے برج مین کشتی سے اُترا اُس وقت دریا کے دونون طرف ٹھاٹھ باندھکر روشنی ہو رہی تھی اور دریا کے اُس پار آتش بازی کی گاڑی گئی تھی۔ کشتی سے اُترکر شاہ زادہ گھوڑے پر سوار ہوا بادشاہ کے حکم سے اسد خان بخشی دوم و سیف خان و افتخار خان اختہ بیگی و لطف خان میر توزک ہمرکاب چلے طوائف امد گویے گھوڑے کے آگے آگے ناچتے گاتے جاتے تھے۔

دربار خاص مین بادشاہ بڑے تجمل سے مسند نشین تھے اور محفل راگ ورنگ منعقد تھی شاہ زادہ یہان پہونچا بادشاہ نے پچاس ہزار کی قیمت کے موتیون کا سہرا سر سے باندھا اور دو دانے موتیون کے ۵۵ ہزار کی قیمت کے بجتے اور بازو بند مرصع اور خنجر خاص موتیون کی حمائل کے ساتھ اور چرکسی خاصہ مروارید جڑی ہوئی اور جقۂ مرصع اور ایک خاص ہاتھی سُنہری حوضے کے ساتھ اور پانچ گھوڑے عربی و عراقی جن مین سے ایک پر ساز مرصع تھا اور ایک پر زین اور ساز طلائی تھا مرحمت کئے اور آتش بازی کے چھوٹنے کا حکم دیا بعد اس کے جب نکاح کا وقت آیا تو قاضی القضات عبدالوہاب نے بادشاہ کے سامنے نکاح پڑھا اور مبارکباد کے شادیانے ارباب نشاط نے گانا شروع کئے نوبت خانے سے نوبت بجنے لگی۔ اس جشن مین سلطنت بخارا کا سفیر بھی شریک تھا جس کو دو روپے اور دو اشرفیان عنایت ہوئین جن مین سے ایک روپے اور ایک اشرفی کا وزن تین تین سو تولہ کا تھا اور ایک روپے اور ایک اشرفی کا وزن دو دو سو تولہ کا۔

خوش حال خان کلانوت اور اُسکے بھائی بیرام خان کو چار ہزار روپے کے زیور مرصع اور نقد تین ہزار روپے مرحمت ہوئے اور جوہر خان کلانوت کو دو ہزار روپے بخشے۔

جام جہان نما مین مولوی قدرت اللہ نے لکھا ہے کہ محمد عظیم اسی لڑکی کے بطن سے تھا۔

۶ - مان سنگھ

یہ اپنے باپ کے بعد کم عمری مین مسند نشین ہوا اور ہوش سنبھالنے پر اس نے عالمگیر کو بہت خوش رکھا۔

سمت ۱۷۴۰ مطابق سنہ ۱۶۸۴ء مین اس کو پرگنہ مانڈل اور پور پر جو عالمگیر نے جزیے کے عوض اودیپور سے ضبط کیے تھے

فوجدار یعنی حاکم ضلع مقرر کیا گیا جہان کئی برس تک اس نے اچھا بندوبست رکھا پھر ۳۵ سنہ جلوس عالمگیری مین ذوالفقار خان کے ساتھ قلعہ جنجی کی تسخیر پر متعین ہوا اور نہایت بہادری سے قلعہ مذکور فتح کر لیا ۴۳ سنہ جلوس مین منصب سہ ہزاری سے مفتخر ہوا۔ دکن کے اندر سنہ ۱۷۰۱ء مطابق سنہ ۱۱۱۳ھ مین مر گیا اور اسکا بیٹا راج سنگھ وارث رہا جو اپنے باپ کی زندگی مین شاہ عالم بہادر شاہ کے حکم سے راج کشن گڑھ کا کام کرتا تھا۔

۷۔ راج سنگھ

اسکو گدی پر بیٹھنے کے بعد شاہ عالم بن عالمگیر نے تین ہزاری منصب یافتہ سید فرخ سیر کے عہد مین وہ سید وزیرون کا طرفدار گنا جاتا تھا سنہ ۱۸۰۵ مطابق سنہ ۱۷۲۹ء مین مر گیا تو اسکے دو بیٹون سانونت سنگھ اور بہادر سنگھ مین راج کے لئے جھگڑا پھیلا۔

۸۔ سانونت سنگھ
۹۔ راجہ بہادر سنگھ

سانونت سنگھ کی مسند نشینی جودھپور مین حاضر تھا محمد شاہ نے منظور کر لی تھی لیکن بہادر سنگھ نے کشن گڑھ دبا لیا جسکی بیدخلی کی فکر مین سانونت سنگھ بادشاہی کمزور ہونے کے سبب مرہٹون اور جودھپور والون سے مدد مانگتا پھرا۔ آخر اُسکے بیٹے سردار سنگھ نے روپ نگر علٰحدہ حاصل کیا۔

سانونت سنگھ اپنے وطن سے باہر سنہ ۱۸۲۱ مطابق سنہ ۱۷۶۴ء مین مر گیا اور دوسرے سال اُس کا بیٹا سردار سنگھ بھی روپ نگر کی گدی پر لاولد گذر گیا تو اس موقع پر کشن گڑھ والے بہادر سنگھ نے ہوشیاری سے اپنے بڑے بیٹے بڑھ سنگھ کو روپ نگر مین گود کے طور پر بھیجکر ریاست ایک کر لی لیکن اس خیال سے کہ بڑھ سنگھ کے روپ نگر مین گود مانے جانے کے سبب دوسرا بیٹا بلگھ سنگھ کشن گڑھ کا دعوے نکرے اُس کو راج مین سے دسوین حصے کے طور پر فتح گڑھ کا پرگنہ بغیر خراج جاگیر مین دیا۔

ایک تاریخ کی کتاب مین لکھا ہے کہ سنہ ۱۷۵۸ء مین جودھپور کے راٹھوڑ اور جیپور کے کچھواہون نے مرہٹون کے مقابلے کے واسطے اتفاق کیا اور تونرگڑھ کی لڑائی مین اُنکو شکست دی اس شکست کا عوض سنہ سترہ سو نوے واکانوے عیسوی مین پاٹن اور میرتہ کی لڑائی ہونے سے ہوا ان لڑائیون کے واسطے کشن گڑھ کا مہین بہادر سنگھ مرہٹون کو اپنے ملک پر چڑھا کر لایا تھا اُنکو لانے مین اُس کو کچھ اپنی بہبودی وبہتری کی خواہش نہ تھی بلکہ اپنے بزرگ مہاراجہ جودھپور سے انتقام لینا مقصود تھا کہ اُس نے بہادر سنگھ کو اپنے بھائی کے حقوق واجب غصب کر کے باز رکھا تھا میرتے کی لڑائی نے مرہٹون کو راجپوتانے پر مسلط کر دیا اور صرف کشن گڑھ دغا باز رہمیں اس عام مظلومی سے محفوظ رہا لیکن یہ بات اور وجوہ سے غلط ہونے کے علاوہ یون بھی غلط ہے کہ بہادر سنگھ سنہ ۱۷۸۲ء مین مر چکا تھا اور اُسکے مرنے پر بڑھ سنگھ نے راج پایا نہ کلیان سنگھ نے۔

۱۰- راجہ بڑد سنگھ

یہ سمہ ۱۷۳۸ مطابق سنہ ۱۷۸۲ء مین گدی پر بیٹھ کر سات برس کے بعد انتقال کر گیا اور کنور پرتاب سنگھ راجہ ہوا

۱۱- راجہ پرتاب سنگھ

اس نے سمہ ۱۸۴۵ مطابق سنہ ۱۷۸۸ء مین گدی پر بیٹھ کر جودھپور کے برخلاف کارروائی کرنی چاہی جس پر جودھپور کے مہاراجہ بجے سنگھ نے ٹھاکر امر سنگھ کو جو راجہ راج سنگھ کا پوتا اور بیر سنگھ کا بیٹا تھا فوج کے ذریعہ سے روپ نگر کا علاقہ دلا دیا راجہ پرتاب سنگھ کے بہت دنون تک جودھپور مین حاضر رہنے اور لاچاری ظاہر کرنے سے کرشن گڑھ واپس ملا اور جب مہاراجہ بجے سنگھ اپنے ماتحت سردارون کی جھگڑے مین پھنسا تو پرتاب سنگھ نے امر سنگھ سے روپ نگر چھین کر تمام علاقے پر قبضہ کر لیا یہ راجہ سمہ ۱۸۵۴ مطابق سنہ ۱۷۹۸ء مین فوت ہوگیا۔

۱۲- مہاراجہ کلیان سنگھ

اس نے سمہ ۱۸۵۴ مطابق سنہ ۱۷۹۹ء مین اپنے باپ کے بعد مسند نشین ہو کر سنہ ۱۸۱۸ء مین عہدنامے کے ساتھ بغیر خراج انگریزی سرکار کی اطاعت قبول کی۔ یہ ہوشیار مہاراجہ غیر ریاستون جیپور اور جودھپور کے جھگڑون مین صلاح کار رہتا رہا اور اس کے بیٹے محکم سنگھ کی ایک شادی سمہ ۱۸۷۷ مطابق سنہ ۱۸۲۱ء مین مہاراناؤدیپور کے یہان ہوئی۔ زمانے کا بڑا انقلاب دیکھنے سے اس کی طبیعت مین کچھ جنون پیدا ہوگیا تھا کہ اُس کے ذہن مین سمایا کہ سرکار انگریزی راج کے اندرونی کاروبار مین مداخلت کرے اور اس خیال سے سنہ ۱۸۲۵ء مین دہلی کے پنشن خوار بادشاہ اکبر ثانی کی خدمت مین استغاثہ کرنے کو چلا لیکن انگریزی افسرون کی ہدایت سے واپس چلا آیا پھر اُس نے سمجھا کہ سرداران ریاست کی نوکری براہ واجب نقد مطلب سے معطل ہو سکتی ہے مگر کوئی کفالت نہ تھی کہ زر نقد ادا کرنے پر بھی وہ نوکری کرنے سے معذور رہین گے اس واسطے انھون نے انکار کیا بلکہ ٹھاکر فتح گڑھ نے خودسری اختیار کی مگر سرکار انگریزی نے ریاست کا جاگیردار قرار دیکر مہاراجہ کا حکم ماننے کی ہدایت کی مہاراجہ نے اُنکی سزادہی کے ارادے سے فوج متعین کی مگر جوش دیوانگی مین یکایک خاندان تیموریہ کے لقبی بادشاہ کے روبرو استغاثہ کرنے کے واسطے پھر دہلی کو چلا گیا اور وہان خیالی منصب مثلاً دربار شاہی مین موزہ پہن کر جانے کا قیمتاً حاصل کرنے مین مصروف ہوا ایسی حالت مین بھی کشن گڑھ مین اُس کے بھرا ہی غافل نہ تھے انھون نے فوج بھرتی کی اور بوندی کی ریاست سے بھی مدد لی ٹھاکرون نے بھی کوٹے سے سر دیکر مقابلے مین کوتاہی نہ کی ان مین لڑائی ہونے لگی اور اس سبب سے قرب وجوار کے علاقہ انگریزی مین بھی شر پیدا ہوا اس واسطے مہاراجہ کو ہدایت ہوئی کہ خود اُس کی اور اُسکے ملازمین اور ٹھاکرون کی حرکات سے جو نقصان پیدا ہوگا اُس کی جوابدہی مہاراجہ کے ذمے ہے اور اگر فی الفور بندوبست نکرے گا تو اُس کا عہدنامہ منسوخ ہو کر ٹھاکرون سے عہد و پیمان کیا جائے گا اس ہدایت نے اُس کو ششدر کر دیا اور وہ یکایک دہلی سے واپس آیا اور اپنے سردارون کو جمع کر کے بذات خود مفسدون پر حملہ آور ہوا مگر سردارون کے رویے سے ثابت ہوا کہ اُنکو اپنے ہم قوم باغیون پر حملہ کرنا منظور نہ تھا ایکایک

کرکے سب علٰحدہ ہوگئے اور پھر سب نے متفق ہوکر راجدھانی کا محاصرہ کیا اور مہاراجہ کلیان سنگھ کو خارج کرکے اُس کے صغیر سن لڑکے کو مسند نشین کرنا چاہا کلیان سنگھ اجمیر کو بھاگ گیا اور سرکار انگریزی سے درخواست اعانت کی کہ اپنے ملک کا ٹھیکہ دینا چاہا مفسد ٹھاکروں نے بھی سرکار مین استغاثہ کیا سرکار نے کلیان سنگھ کی درخواست نامنظور کرکے ہدایت کی کہ اگر وہ دہلی کو چلا جاوے اور اُس کی غیر حاضری مین انتظام ملک بہ اہتمام پنچایت ہوتا ہے تو کچھ مضائقہ نہین اسپر مہاراجہ اور سردارون کے درمیان عہد و پیمان ہوا مگر شرائط مقررہ کی کفالت دینے مین سرکار نے انکار کیا وہ دہلی کو چلا گیا اور رزیڈنٹ نے فہمائش کرکے اُس کو واپس بھیجا بدرجۂ لاچاری سردارون نے حسب خواہش مہاراجہ یہ بھی منظور کیا کہ جودھپور کا مہاراجہ فیصلہ کردے مگر اُس مین سرکار انگریزی کی کفالت ہو یہ امر سرکار نے منظور نہ کیا سردارون نے ولی عہد کو مسند نشین کردیا اور کرشن گڑھ کا محاصرہ کرکے اُس مین داخل ہونے والے تھے کہ مہاراجہ نے پولیٹکل ایجنٹ کی درمیانجی منظور کی اُس کی وساطت سے شرطین قرار پائین اور کلیان سنگھ کرشن گڑھ مین آگیا مگر تھوڑے عرصے کے بعد ثابت ہوا کہ مہاراجہ اور سردارون کے درمیان صلح و اتفاق رہنا غیر ممکن ہے کیونکہ مہاراجہ اپنے قول پر ثابت قدم نہین ہے سردار پھر جمع ہوئے اور مہاراجہ کلیان سنگھ سمت ۱۸۸۸ مطابق ۱۸۳۲ء مین اپنے کنور محکم سنگھ کو راج سونپ کر ۳۶ ہزار روپے سالانہ پنشن پر انگریزی علاقے مین جارہا جہان چھ برس کے بعد انتقال کرگیا۔

۱۳۔ مہاراجہ محکم سنگھ

یہ نوجوان اور نیک مزاج مہاراجہ اپنے والد کے سامنے سردارون کے اتفاق سے راج پاکر نو برس کے بعد سمت ۱۸۹۷ مطابق ۱۸۴۰ء مین لاولد مرگیا جس سے پرتھوی سنگھ فتح گڑھ کی جاگیر سے گود آکر ریاست کا مالک ہوا

۱۴۔ مہاراجہ پرتھوی سنگھ

یہ سمت ۱۸۹۸ مطابق ۱۸۴۱ء ۲۵ - اپریل کو گود لئے جاکر چار برس کی عمر مین گدی پر بٹھایا گیا جوبن سنبھالنے پر لائن اور کارگذار نکلا اس کے وقت مین آگرے سے اجمیر کو ریل جاری ہونے کے سبب نمک وغیرہ کی راہداری چھوٹنے سے کرشن گڑھ کو ساٹھ ہزار روپیہ سالانہ محصول کا نقصان پہونچا سرکار نے بیس ہزار روپیہ سالانہ ہرجانہ دینا منظور کیا اور باقی کمی دور کرنے کو مہاراجہ نے تین لاکھ روپیہ لگاکر سمت ۱۹۲۷ مطابق ۱۸۷۱ء تک ۲۲ تالاب تیار کرائے جن سے چوبیس ہزار پانچسو بیگھہ زمین کھیتی اور آمدنی کے لائق ہوگئی۔ سمت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۶ء مین مہاراجہ کی بڑی بیٹی اودے پور کے مہاراناسجن سنگھ کو اور کچھ عرصے کے بعد دوسری بیٹی الور کے مہاراؤراجہ منگل سنگھ کو بیاہی گئی۔ سمت ۱۹۳۶ مطابق ۱۸۸۰ء مین اس مہاراجہ کا انتقال ہوگیا۔

۱۵۔ مہاراجہ شاردول سنگھ

اپنے والد کے بعد سمت ۱۹۳۶ مطابق ۱۸۸۰ء - ۸ جنوری کو گدی پر بیٹھا اور چار برس کے بعد سیر اور ملاقات کے لئے اودے پور جاکر خاطرداری سے دو ہفتے مہمان رہنے کے بعد واپس آیا۔ سمت ۱۹۴۳ مطابق ۱۸۸۶ء مین

مہاراجہ کی چھوٹی بہن جھالرا پاٹن کے مہاراج رانا ظالم سنگھ کو بیاہی گئی - یہ پہلا موقع ہے کہ جھالرا پاٹن والون کو پرانی خاندانی ریاست سے بیٹی ملی - سرکار نے اس کو کے سی آئی ای کا خطاب دیا تھا - اس نے سنہ ۱۹۰۰ء مین انتقال کیا اسکے بعد اسکے اکلوتے بیٹے مدن سنگھ کو مسند ریاست حاصل ہوئی -

۱۶ - مہاراجہ مدن سنگھ جی

یہ سنہ ۱۸۸۴ء مین پیدا ہوئے اور انکو سنہ ۱۹۰۵ء مین پورے اختیارات ملے سنہ ۱۹۰۸ء مین انھین کے سی آئی ای کا خطاب ملا اور سنہ ۱۹۱۱ء کے دربار دہلی مین کے سی ایس آئی کا وہ برٹش فوج مین آنریری میجر بھی ہین - ابتداے سنہ ۱۹۱۴ء مین جنگ عظیم مین شریک ہونے کی درخواست دی تھی جو گورنمنٹ نے منظور کی انکی سلامی ۱۵ ضرب توپ ہے -

چوتھا باب

ہاڑوتی کے بیان مین

اس مین بوندی - کوٹہ - اور جھالاوار کا بیان ہے -

فصل تاریخ بوندی

جغرافیہ

بوندی جنوبی مشرقی راجپوتانہ مین دوسرے درجے کی پرانی ریاست ہے - یہ راج درمیان خطوط عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۵۸ دقیقہ اور ۲۵ درجہ ۵۵ دقیقہ اور خطوط طول بلد مشرقی ۷۵ درجہ ۲۳ دقیقہ اور ۷۶ درجہ ۳۰ دقیقہ کے واقع ہے اس کے شمال مین جیپور - مغرب مین جہازپور وغیرہ علاقۂ اودیپور - جنوب مین علاقہ گوالیار - مشرق مین راج کوٹہ ہے طول پچاس میل عرض پچاس میل رقبہ ۲۲۲۰ میل مربع آبادی سنہ ۱۹۱۱ء مین ۲۱۸۷۳ آدمی تھی - خالصے کی آمدنی پانچ لاکھ روپے سالانہ کے علاوہ اسی قدر ماتحت جاگیردارون کی ہے اور فوج سوار و پیادہ ڈھائی ہزار سمجھی جاتی ہے - لیکن اب خالصے کی آمدنی ۹۴۵۴۰۸ روپیہ ہوگئی ہے -

راج بوندی مین پہاڑی سلسلہ شمال و مشرق سے جنوب و مغرب کی طرف چلا گیا ہے جس سے علاقے کے دو حصے ہوجاتے ہین دونون طرف کی زمین ہموار اور قابل پیداوار ہے مشرقی جنوبی علاقہ چنبل ندی پر ختم ہوتا ہے جو ریاست کوٹے کی سرحد ہے اور شمالی مغربی حصہ اجمیر کے پہاڑون سے جا ملا ہے - بوندی کی بیچ ندی جو مارواڑ کے علاقے سے آتی ہے چنبل دریا مین شامل ہوتی ہے دوسرے برساتی ندی نالے ہر طرف کچھ عرصے تک جاری رہتے ہین معمولی پیداوار کے علاوہ کئی جگہ لوہا بہت نکلتا ہے - ملک کی آب و ہوا تندرستی کے لئے بہتر نہین ہے - بخار - کھٹیا نیظر کی کمزوری اور بدہضمی وغیرہ بیماریان ہر موسم مین ہوتی رہتی ہین -

شہر بوندی جس مین چالیس ہزار آدمی بستے ہین ایک پہاڑ کے گھاٹے مین مناسب موقع پر آباد ہے شہر پناہ کے اندر تین دروازے آمد و رفت کے لیے بنے ہوئے ہین - دو بازار چوڑے ہین لیکن پانی کے بہاؤ کا کچھ بندوبست نہین کیا گیا جس سے صفائی نہین رہتی - مہاراؤ راجہ کا محل اونچی جگہ پہاڑ کے ڈھال پر تعمیر ہوا ہے جس کی عمارت راجپوتانے مین عمدہ قسم کی سمجھی جاتی ہے - محل کے سوا شہر بھر مین کوئی بڑا یا خوبصورت مکان نہین ہے - یہ شہر کوٹے سے بائیس میل شمال و مغرب مین اور آگرے سے ایک سو چھانوے میل جنوب و مغرب مین ہے - شہر کے دروازے پرانے زمانے کے خوف کی پابندی مین شام سے صبح تک بند رکھے جاتے ہین شہر بوندی عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۲۶ دقیقہ طول بلد شرقی ۷۵ درجہ ۱۳ دقیقہ پر واقع ہے -

قوم

بوندی والے چوہان قوم کی ہاڑا شاخ مین ہین - گوسندرام ہاڑا بھاٹ کی کتاب کے بموجب ہاڑا است پال پسر انوراج خلف ہیلدیو سے پیدا ہوئے ہین مگر موجی کھی چی بھاٹ لکھتا ہے کہ انوراج مانک راے ہانی سانبھر کا بیٹا اور کھی چیون کا بزرگ تھا - است پال کی پیدائش قصے کے طور پر ہڈیون سے قرار پاکر اُس کی نسل ہاڑا راجپوت مشہور ہوئی -

جس کی تفصیل حسب تحریر ہاڑا بھاٹ یہ ہے کہ انوراج مقام اسی یعنی ہانسی پر قابض تھا - اُس کے بیٹے است پال نے بہ اتفاق اگن راج خلف راؤ بانی کھیچ پور پاٹن واقع سندھ ساگر ندھیر چوہان راجہ گولکنڈہ کے پاس طالع آزمائی کرنے کی تیاری کی تھی مگر کلجی بن کے دیت یعنی وحشیون کی فوج نے ایک وقت مین ہانسی اور گولکنڈہ دونون پر حملہ کیا ندھیر سنگھ نے ساکھا کیا اور صرف اُس کی دختر سورابائی جانبر ہوکر بغرض شادی ہانسی کو گئی کہ وہان بھی اُسی وقت مین وہی خونخوار فوج حملہ آور ہوئی تھی انوراج نے بھاگنے کی تیاری کرلی مگر اُس کے بیٹے است پال نے انتظار حملہ نکر کے خود دشمن پر چڑھائی کی لڑائی مین حملہ آور مارا گیا اور است پال نے مجروح شدید ہوکر جہان تک وہ گرا اُس کا تعاقب کیا اُسی مقام پر سورابائی رخصت ہیبل کے تلے موت کی منتظر تھی کیونکہ زندگی کی اُمید نہ تھی اور خوف و اشتہا سے صرف پوست و استخوان باقی رہ گیا تھا مگر عین یاس کی حالت مین رخصت ہیبل جس کے سایے مین تھی یکایک پھٹا اور آسا پورنا کُل دیوی نکلی سورابائی نے اُس سے اپنے باپ اور بارہ بھائیون کے بمقابلہ وحشیان کلجی بن گولکنڈہ کی محافظت مین مرنے کا حال بیان کیا دیبی نے اُس سے کہا کہ طاعنیت رکھ تیرے حملہ آور کو مار ڈالا ہے اور قریب ہے چنانچہ اُسکو اُس مقام پر لے گئی جہان است پال زخمون سے بے ہوش پڑا تھا اُس کی مدد سے وہ بحال ہوا اور چوہانون کی قدیم وراثت یعنی قلعہ اسیر پر قابض ہوگیا -

اس روایت کو کپتان بروس پولیٹیکل ایجنٹ ہاڑوتی نے دوسرے طور پر لکھا ہے کہ ہانسی کے راجہ انوراج کی رانی دوداوتی پنوار نسل کی تھی اُس نے بارہ برس تک حاملہ رہ کر انڈا دیا پنڈتون نے انڈے کی پوجا کرائی اور مدت تک اُس کی پرستش ہوتی رہی آخر گہرا رم جس نے کوہ آبو پر برہما کو ستایا تھا گولکنڈہ واقع دکن مین فوج

لیکر گیا اور وہان کے چوہان راجہ سے لڑا اور اُس کو شکست دیکر بجز ایک لڑکی مسماۃ سوران بنت بندھیر چوہان کے سب کو ہلاک کیا بعد ازان گھرام ہانسی حصار کو گیا اُس کی آمد سُنکر انوراج مفرور ہوا اور متبرک سمجھکر بڑے کو اپنی رانی کے ڈولے مین رکھ کر لے چلا مگر وہ اس قدر وزنی ہو گیا کہ کہار نہ لے جا سکے پھر اُس مین سے آواز نکلی کہ بھائی گومت اِس انڈے مین سے نکلکر دیت سے مقابلہ کرون گا رانی نے یہ بات سُنکر راجہ کو اطلاع دی نصف شب پرانڈا پھوٹا اُس مین سے سات گز کا دیو نکلا اور گھرام سے لڑا دونون لڑائی مین مارے گئے ۔ اتفاقاً سوران لڑکی کہ گولکنڈہ کے خاندان مین سے بچ رہی تھی اسپلا درخت کے سائے مین بیٹھی تھی یکایک درخت پھٹا اُس مین سے آسا پورا دیوی نے نکلکر سوران سے کہا کہ جس دیت نے تیرے باپ کو مارا تھا وہ ہانسی حصار مین چوہان راجپوت کے ہاتھ سے مارا گیا اور وہ لڑکی کو اپنے ساتھ میدان جنگ مین لے گئی وہان لڑکی نے اُس دیو کی ہڈیون کو جو انڈے سے پیدا ہوا تھا جمع و زندہ کر کے اُس کا نام اُست پال رکھا کہ اس سے وہ اور اُس کی اولاد ہاڑا مشہور ہوئی ۔

تاریخ

یہ تو کبیشرون کی شاعری اور خیال بندی ہے ۔ اتنی روایت قرین قیاس معلوم ہوتی ہے کہ انوراج مقام اسی یعنی ہانسی پر قابض تھا جس کے بیٹے اُست پال کو وہان سے دشمنون نے نکال دیا وہ دکن کی طرف جا کر آسیر وغیرہ کا مالک ہو گیا اور اسی سے ہاڑا شاخ چلی ۔ چونکہ محمود غزنوی کا اخیر ہندوستان پر حملہ براہ ملتان اجمیر تک ۴۱۷ھ ہجری مطابق ۱۰۲۶ء مین ہوا تھا براہ واجب یقین کیا جا سکتا ہے کہ اُس کے باپ انوراج کی جان اور اُس کی دارالحکومت ہانسی کو اسی سلطان نے لیا تھا جس کے بعد ہاڑون کے مورث اُست پال نے سمت ۱۰۸۱ مطابق ۱۰۲۵ء مین آسیر پر قبضہ کیا اُسی زمانے مین فتح محمود نے اجمیر کو مسخر اور ملک کو تابع کیا اور ہندی شاعر نے اُس کو کلجی بن کا دیت لکھا ہوگا اس کی نظیر یہ ہے کہ جو نیک کام کرتا ہے ایرانی اُسے فرشتہ کہتے ہین اور جو بُرا کام کرتا ہے اُسے دیو بولتے ہین بہت سے بدکردار زبردست کو دیو کے نام سے یاد کیا ہے کیکاؤس شہنشاہ ایران کے عہد مین اُسکے ایک زبردست پہلوان و سردار نے بغاوت کی اُسے دیو سپید کہنے لگے ملک مازندران کے کوہستان دماوند کے آدمی بڑے نامور دب اور وحشی منش اور مردم آزار تھے ان مقامات مین گیومرز رہتا اور حکومت کرتا تھا اُس کے بیٹے سیامک کو وہان کے آدمیون نے مار ڈالا تھا تہمورس پدر جمشید نے اُن سے بدلا لیا اس لئے وہان کے آدمی دیو کہلائے اور تہمورس کو اُنکے مغلوب کرنے کی وجہ سے دیو بند لقب دیتے ہین اگرچہ اُس عاجز شوق فتح نے جس کے نزدیک سارا شتر کا کنارہ غزنین سے سراندیپ و پیگو کی فتح تک صرف درمیانی مقام تھا قیام پہلواڑہ کے زمانے مین محمود نے ایک فوج بھیج کر زندھیر کو گولکنڈہ سے نکالا ہوگا مسلمان مؤرخون کی تحریر سے فوج محمود کے جزیرہ نما مین داخل ہونے کا کچھ پتہ نہین لگتا مگر ان خفیف مراتب کی نسبت قیاس دوانی کرنا عبث ہے اُنسے صرف یہی ایک نیا امر ثابت ہوتا ہے کہ یہ ریاستین جنوب و شمال مین راجپوت رئیسون کے قبضے مین تھین اُنکی اولاد کے اصل باشندگان مین ملنے سے مرہٹون کی مشترک نسل پیدا ہوئی اس قوم مین اپنے بزرگون کے سے نام اور خواص ہین مگر بجاے جادو اور تنور اور پنوار وغیرہ کے القاب سے مشہور ہین مرہٹون کو گولکنڈہ ۔ بیجاپور اور احمدنگر کے مسلمان بادشاہون کے

وقت مین قلعون وغیرہ کے پیدل سپاہیون مین نوکریان ملا کرتی تھین مگر جب معلوم ہوا کہ جنگی سوارون مین بھی اچھی خدمت دے سکتے ہین تو رسالون مین بھی بھرتی ہونے لگے اور انمین ایسے لوگ جو پٹیل (چودھری) اور دیس مکھ (زمیندار) ہوتے تھے موروثی عزت کے باعث رسالدارون اور جمعدارون کے عہدون تک مامور ہوجاتے تھے سولھوین صدی عیسوی سے پہلے نہ تو ہتے بطور ایک قوم ہی کے مشہور تھے اور نہ اُن مین کوئی ایسا سردار تھا جو پولیٹیکل لحاظ سے نامور اور ذی اقتدار گنا جاتا ہو مگر اس صدی کے آغاز مین ملک عنبر نے جو احمد نگر کی نظام شاہی سلطنت کا ایک مشہور اور نہایت زبردست امیر تھا اور جو حبشی نسل سے تھا اور جو امارت کے نام سے درحقیقت حکمران کرتا تھا مرہٹون کو اپنی فوج مین سوارون کے زمرے مین زیادہ بھرتی کیا اور اُنکو سپاہ گری کا فن سکھایا اور زرخیز جاگیرین عطا کرکے امارت اور سپہ سالاری کے درجے تک پہونچایا۔

استپال کا بیٹا چاندکرن تھا اور اس کا پسر لوک پال ہوا اس کے دو بیٹے ہمیر اور گبھیر تھے جو چوہان راجپوتون کی لڑائیون مین بہت مشہور ہوئے ہین اور اُس کے ایک سو آٹھ سردارون مین داخل تھے اور اس سے مترشح ہے کہ اگرچہ آسیر بالکل خراج گذار نہ تھا مگر اُس کے رئیس راجہ اجمیر کو چوہانون کا بزرگ سمجھکر اطاعت کرتے تھے کتاب فتوح سمیں جو چندنے چوہانون کی اُس لڑائی پر لکھی ہے جس مین پرتھی راج فتوح کے راجہ کی دخترلے گیا تیسرے روز کی لڑائی مین ہاڑا رئیسون کی بہت تعریف لکھی ہے۔ ہمیر ۵۸۸ھ ہجری مطابق ۱۱۹۳ء مین راجہ پرتھی راج کے ہمراہ شہاب الدین کے مقابلے پر مارا گیا ہمیر کا بیٹا کال کرن ہوا۔ اور اُس کا بیٹا ماہ مگد اور اُسکا بیٹا راو بانچہ اور اُس کا بیٹا راو چندر یہ چار شخص آسیر کے راجہ ہوئے انمین سے پچھلے کو سمت ۱۳۵۱ مطابق ۱۲۹۵ء مین علاء الدین خلجی بادشاہ نے حملہ کرکے قتل کیا جس کا بیٹا رین سی ڈھائی برس کی عمر مین حفاظت کے لئے اپنے ماموں رانا کے پاس چتوڑ پہونچایا گیا اور وہ میواڑ والونکی پناہ مین رہکر راجپوتانے کے اندر ترقی کے ساتھ قدم جمانے والا ہوا۔

۱- رین سی

جب یہ جوان ہوا تو اس نے بھینسرو ڈرگڑھ کے مسمار قلعہ پر حملہ کرکے ڈونگا بھیل کو جس نے پہاڑی گروہ سے اس مقام کو جائے پناہ بنالیا تھا نکالدیا میواڑ کی اس قدیم جاگیر کو علاء الدین نے وقت حملہ چتوڑ کے شکست کیا تھا اور ہاڑا کنور کی پناہ پذیری کے وقت تک میواڑ مین شامل نہوئی تھی رین سی کے کولن اور کنکل دو لڑکے ہوئے۔

۲- کولن

رین سی کے بعد کولن ہوا لیکن یہ کسی مہلک بیماری مین مبتلا ہوکر کیدارناتھ واقع کناڑہ دریاے گنگا کی جاترا کو چلا گیا اور کل راستے کو اپنے قدمون سے طے کیا چھ مہینے مین وہ درۂ بندیا تک پہونچا اور وہان اُس چشمے مین جہان سے بان گنگا نکلتی ہے غسل کرنے سے اُسکا عارضہ رفع ہوگیا۔

۳- بانکو

یہ کولن کا پوتا تھا اس نے علاقے کو خوب بڑھایا اور ملک پتھار یعنی پہاڑی مسطح زمین پر قبضہ کرنا شروع کیا۔ یہ کل ملک والیان چتوڑ کے قبضے مین تھا مگر جب علاء الدین نے چتوڑ کو فتح کیا اور گہلوت بہت مارے گئے اُن کی

حکومت ایسی ضعیف ہوگئی کہ اصل باشندگان ملک قوم مینہ نے اپنے قدیم پہاڑون پر پھر قبضہ کر لیا یا چتوڑ کے ماتحت جاگیردارون کے شریک ہوگئے۔ بانگو قدیم مے نال پر قابض ہوا اور چھار کی مغربی سمت کی ایک بلندی پر بھاوجا کا قلعہ تعمیر کرایا بھینسرو ڑگڑھ واقع مشرق و باوده و مینال واقع مغرب تک پہاڑون نے کل چھار پر قبضہ کر لیا اُس کے علاوہ دوسرے علاقے بھی فتح کئے مانڈل گڑھ۔ بجولی۔ بیگون۔ رتنا گڑھ اور چورا ئتہ گڑھ ملکر وسیع ریاست ہوگئی۔ راؤ بانگو کے بارہ بیٹے تھے اُنکی اولاد چھار مین پھیل گئی اسکے بعد دیو مسند نشین ہوا۔

۴ - دیو

اس نے زور پاکر مینہ لوگون کو خوب زیر کیا اس کے تین بیٹے تھے ہرراج۔ بہٹ جی۔ سمرسی۔ پہاڑون کی طاقت کا حال سُنکر سکندر لودھی شہنشاہ اپنر متوجہ ہوا۔ اور دیو کو دربار مین طلب کیا اس واسطے باوده مین اُس نے اپنے بیٹے ہرراج کو مسند نشین کیا اور چھوٹے بیٹے سمرسی کو ساتھ لیکر دربار مین حاضر ہوا اور عرصے تک وہان رہا آخر کار بادشاہ نے اُس کی سواری کا گھوڑا لینا چاہا وہ اپنے وطن کے پہاڑون کو بھاگ آیا۔ بادشاہ کے اصطبل مین ایک بہت عمدہ نسل کا گھوڑا تھا کہ بغیر سم تر کرنے کے ندی کو عبور کر سکتا تھا دیو نے داروغۂ اصطبل سے سازکر کے اپنی گھوڑی سے اس گھوڑے کا بچہ لیا بادشاہ نے اس بچھیڑے کو لینا چاہا دیو نے بتدریج اول اپنے قائل کو روانہ کر دیا پھر ایک روز سوار ہوکر اور بھالا ہاتھ مین لیکر جہان بادشاہ بیٹھا تھا پہونچا اور کہا کہ مین رخصت ہوتا ہون مگر تم راجپوتون سے تین چیزین نہ مانگا کرو گھوڑا۔ جورو۔ شمشیر۔ یہ کہکر بھالا اُٹھائی اور بہت جلد چھار مین پہونچ گیا ٹاڈ صاحب نے یہان عجیب نقطۂ نظر سے کام لیا کیا ایک بھالے والے راجپوت کی گرفتاری یا قتل کا بھی تمام سلطنت مین سامان نہ تھا۔

علاوہ اس کے لودھیون کی اس وقت سلطنت کب شروع ہوئی تھی وہ لوگ ۱۴۵۱ء مین سلطنت کے مالک ہوئے ہین اور اس وقت بولندی مین ہرسنگھ راج کرتا تھا جو آٹھوین نمبر پر ہے دیوہاڑ نویں صدی عیسوی مین ہوا ہے اور سکندر لودھی جس کا نام نظام خان اور لقب علاء الدین سکندر شاہ غازی تھا اور مسماۃ رینا سناری کے بطن سے اور سلطان بہلول لودھی کے خلف سے تھا ۸۹۴ھ ہجری مطابق ۱۴۸۸ء مین تخت نشین ہوکر دو ایک شنبہ ۱۷ ذی قعدہ ۹۲۳ ہجری مطابق ۱۵۱۷ء کو عالم آخرت کو سدھارا جنات الفردوس نزلا (۹۲۳) تاریخ وفات ہے ۲۸ سال ۵ ماہ سلطنت کی جیسا کہ سلسلۃ الملوک مولفہ سید احمد خان اور حیات لودھی مصروف بہ شوکت افغانی مولفہ عبدالحکیم خان لودھی مین تصریح کی ہے شاہزادہ بیدار بخت کے حکم سے ایک مرقع سلاطین لودھی وسادات وافغان کا جو توشۂ خانۂ عامرہ مین محفوظ تھا ۹ ربیع الاول ۱۲۳۵ ہجری کو مصوروں اور خوشنویسون کے ہاتھ سے تیار ہوا ہے اُس مین لکھا ہے کہ سکندر لودھی ۲۲ شوال ۸۴۹ ہجری مطابق ۱۴۴۵ء کو تخت نشین ہوکر ۲۱ سال تین ماہ ایک دن سلطنت کرکے ۱۳ ذیقعدہ ۹۱۵ ہجری مطابق ۱۵۰۹ء کو گذر گیا اور اس مین غلطی ہے۔ دیو باوده کو ہرراج کے قبضے مین چھوڑ کر باندوگڑھ مین جہان اُس کے بزرگ کولن کو آرام ہوا تھا آیا یہان اُسارہ نسل کے سینے بہ تخت حکومت اپنے سردار جے جیسا بیٹھے تھے اُس زمانے مین وہان کوئی شہر آباد نہ تھا۔ گھاٹون کے دہانون پر پختہ دیوار اور دروازے بنا لئے تھے

اُس کے اندر ہر ایک مینہ مہمان طبیعت چاہتی تھی جھونپڑی بنا کر رہتا تھا اس زمانے مین وہ گروہ جنھون نے رانا کی تابعداری چیتوڑ کی تخریب کے بعد اختیار کی تھی راؤ گانگو کھی چی کی تاخت سے کہ رام گڑھ ریلاون کے قلعہ سے گردونواح کے ملک سے برچھی دُہائی کا محصول لیتا تھا بہت تنگ تھے گانگو سے بچنے کے واسطے مینون نے صلح کرکے ہر ایک دو سے مہینے کی پورن ماشی کو چوتھ کے خراج کا تھیلہ فیصل سے لٹکانا قبول کیا تاریخ معینہ پر راؤ آیا مگر اُس کو تھیلا نظر نہ آیا۔ گانگو نے کہا کہ کون ہمارے سامنے آتا ہے کہ اُسی وقت دلیو راجہ پتھار گھوڑے پر چڑھا ہوا آنکلا گانگو والی ریلاون کے پاس بھی اُس سے بہتر گھوڑا تھا جو بارہتی ندی کے دریائی گھوڑے اور کھی چی سردار کی گھوڑی سے کہ ندی کے کنارے چرتی تھی پیدا ہوا تھا اس گھوڑے کی سواری مین کوئی دریا اُس کو سدراہ نہین ہو سکتا تا بحد یکہ ہر موسم مین تینون سے خراج لینے کے واسطے دریاے چمبل مانع نہ تھا سخت محاربہ وقوع مین آیا ہاڑا کی فتح ہوئی اور گانگو بھاگا اور پتھارے راؤنے اُس کا چمبل تک تعاقب کرکے اُس کے گھوڑے کا امتحان کیا جس وقت گانگو کنارے سے کود اسوار اور گھوڑا دونون پانی مین غرق ہو گئے اور تھوڑی دیر کے بعد دوسرے کنارے پر جا نکلا دلیو کو بہت تعجب ہوا اور اُس نے یہ کہا کہ شاباش راجپوت تمھارا نام کیا ہے اُس نے جواب دیا گانگو کھی چی نام ہے راؤنے کہا میرا نام دلیو ہاڑا ہے۔ ہم تم آپس مین بھائی ہین ہمکو عداوت نہین رکھنی چاہیے آئندہ کو یہ ندی ہمارے اور تمھارے درمیان سرحد ہے

ٹاڈ کا یہ بیان کئی وجہ سے محل نظر ہے ایک یہ کہ رانا سے چیتوڑ کے علاقے مین راؤ کے آنے کا کیا کام تھا اور پچھلے بیان سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ملک دلیو کا تھا۔

دوسرے اگر ٹاڈ علم الحیوان سے واقف ہوتا تو ضرور دریائی گھوڑے سے گانگو کی گھوڑی کے جفتی ہونے کی بات پر اعتراض کرتا اور کہتا کہ اُس کو گھوڑے سے کوئی مشابہت نہین وہ تو دریائی گینڈا سمجھنے کے قابل ہے اور یہ جانور صرف اذیقہ مین ملتا ہے اور یہ بھی اعتراض کرتا کہ دریا مین غائب ہونے کے بعد گھوڑا تو زندہ رہ سکتا تھا مگر گانگو مر جاتا۔

سمت ۱۳۹۸ مطابق سنہ ۱۳۴۲ع مین جیتا اور اُسارا مینون نے دلیو راے کو اپنا آقا قبول کیا راؤنے باندو گھاٹ کے درمیان مین شہر بوندی بسایا کہ اُس وقت سے وہ ہاڑون کا دارالحکومت ہو گیا۔ تھوڑے دنون کے بعد تک چمبل ندی مشرقی سرحد رہی تھی آئندہ کو نرسہی اور بہادری کی وجہ سے اس قوم کے لوگون کا بادشاہ کے نائبون سے بہت واسطہ ہو گیا اور اُنھون نے بادشاہ کی عنایت حاصل کرکے بذریعہ فتح وحصول عطیات کے ملک کو بڑھایا جس مین ہاڑونکے زیادہ پھیل جانے سے علاقے کا نام ہاڑوتی ہو گیا۔

راؤ دیو کی مینہ رعایا ہاڑون سے تعداد مین زیادہ تھی اس سبب سے اُس نے بنظر استحکام اپنی حکومت کے وہی وحشیانہ عمل کیا جو راجپوتانے کی ریاستون مین اکثر ہوتا رہتا تھا۔

ناچپوت مولف نے اُس کا سبب یہ لکھا ہے کہ مینون کا سردار ایسا گستاخ ہو گیا تھا کہ اُس نے مالک پتھار کی دختر سے شادی کی درخواست کی راؤنے ہاوداکے ہاڑا اور تھوڑا کے سولنکیون کو مدد پر بلایا اور اُسارا

مینون کو بالکل قتل کر ڈالا۔

دیو نے اس واقعہ سے کسی قدر مدت کے بعد ریاست چھوڑ کر اپنے بیٹے کو مسند نشین کیا اول اُس نے ہرراج کو بمادواد یا تھا اور خود سکندر لودی کے پاس چلا گیا تھا اور اس مرتبہ سمرسی کو راج دیا اور لوندی اور پتھار کی شاخین خود مختار رہین اور بعد اسکے دیو کبھی بوندی اور بمادوہ کی فصیلون کے اندر نہ گیا اور وقت وفات تک بوندی سے پانچ کوس موضع اومرتھونہ مین رہا۔

۵- سمرسی

راؤ دیو کے بعد مسند نشین ہوا۔ اس کے تین بیٹے ہوئے اُنمین سے ناپوجی مسند نشین ہوا ہرپال نے بجاور حاصل کیا اُس کی اولاد ہرپال پوتہ کے نام سے مشہور ہوئی۔ جیت سی نے آنصوب چمبل اپنی حکومت بڑھائی۔ جب وہ ایک دفعہ کے تون تنور سے ملکر واپس آیا ندی کے قریب ایک گھاٹے مین وہ بھیلون کے مجمع مین ہوکر گذرا اور اُسپر یکایک حملہ آور ہوکر اُنکو مار ڈالا اور وہ ہاڑون کے ہاتھ سے تباہ ہوگئے اس گھاٹے کے دروازے پر جسکی حفاظت کے واسطے ایک برج بنا ہوا تھا جیت سی نے بھیلون کے سردار کو مار ڈالا اور بھیرون دیوتا کے نام کا جو جنگ گاہ کا سوامی ہے ہاتھی تعمیر کرایا وہ قلعہ کوٹہ کے بڑے دروازے کے قریب ایک مقام پر جسے چار جھونپڑہ کہتے ہین کھڑا ہے۔

۶- ناپوجی

اس نے دختر سولنکی رئیس تھوڑہ سے کہ راجگان انہل واڑہ کی اولاد مین سے تھا شادی کی تھوڑہ مین اُس نے بہت خوبصورت سنگ مرمر کی ایک پتلی دیکھ کر اپنی رانی سے کہا کہ اپنے باپ سے مانگ لے اس بات پر سولنکی بہت ناراض ہوا کہ شاید آئندہ کو ہاڑا میری عورت مانگنے لگے اور اُسکو رخصت کردیا ناپوجی نے اس خفگی کا انتقام اپنی رانی سے لیا کہ اُس کو ترک کردیا اُس نے اپنے باپ کے پاس جاکر شکایت کی بجلی تیج کے تہوار پر کہ ساون سدی تیج کو ہوتا ہے ہر ایک راجپوت پر فرض ہے کہ اپنی عورت سے ملے۔ بوندی سے کل سردارون کو اپنے گھر جانے کی رخصت ہوئی تھوڑہ کے رئیس نے بوندی کے غیر محفوظ رہنے کو موقع غنیمت سمجھ کر یکایک قلعہ مین مداخلت کی اور ہاڑا راؤ کے سر مین بھالا مارا اور اُس کو ہلاک کرکے خفیہ نکل گیا اثنائے راہ مین اپنے ہمراہیون سے کامیابی کی تعریف کرتا تھا کہ ایک مقام پر بوندی کا ایک سردار گوشے مین بیٹھا ہوا ملا کہ بوجہ بیمار ہونے اپنی زوجہ کے گھر جانے سے پریشان ہوکر بوندی کو واپس جاتا تھا اور امل پانی کر رہا تھا۔ یعنی افیون گھول کر پی رہا تھا اس مغموم حالت مین اُسے گھوڑون کے سمون کی آواز آئی اور یہ بھی سُنا کہ تھوڑہ کے راؤ کے ہمراہی ہاڑا راؤ کی اس غفلت پر کہ وہ اپنے سردارون کو رخصت کرکے تنہا رہ گیا تھا طعن کرتے جاتے تھے باقی ماندہ حال چوہان نے خود سمجھ لیا اور جس وقت تھوڑہ کا راؤ اُس کے قریب ہوکر نکلا ایک ایسا ہاتھ مارا کہ اُس کا سیدھا ہاتھ علیحدہ ہوگیا۔ اور وہ خود بھی گھوڑے سے گر گیا ہمراہیان سولنکی بھاگ گئے اور چوہان اُس کے کٹے ہوئے ہاتھ کو مع طلائی پہونچی کے چادر مین رکھ کر بوندی کو روانہ ہوا وہان غم والم کا ہنگامہ ہو رہا تھا سولنکی رانی راسخ الاعتقادی سے اپنے شوہر ناپوجی کی لاش کے ساتھ ستی ہوئی لیکن اُس

حالت مین بھی اپنے بھائی کے ہاتھ کی قوت کی تعریف کرتی تھی کہ اُس نے سر مین اس قدر مُکھ پیدا کر دیے ہین کہ ہر ایک مین پان دینے کے واسطے میرے ہاتھ نہین ہین جس وقت لاش کو جلنے کے واسطے آراستہ کرنے مین مصروف تھے سردار نے اُس کے بھائی کا ہاتھ پیش کیا کہ شاید یہ آپ کے کچھ کام آوے اُس نے پہونچی پہچان لی اور اگرچہ ستی ہونے پر اُس نے تعلقات دنیا سے علحدگی کر لی تھی مگر اُس خوفناک وقت پر بھی انتقام خون کو کل فرائض سے مقدم سمجھتے ہین کہ ہی نندی اور دوات قلم منگا کر چتا پر چڑھنے سے پیشتر اپنے بھائی کو لکھا کہ اگر تو اس ذلت کو رفع نہ کرے گا تو تیرا خاندان بک وست سولنکی کے نام سے مشہور ہو جائے گا جب اُس نے اپنی ستی ہمشیرہ کا خط پڑھا نہایت رنجیدہ ہوا اور بدلا لینے کی قابلیت نہونے سے مکان کے ستون سے سر پھوڑ کر مر گیا۔

ناپوجی کے تین بیٹے ہوئے ہامون جی۔ نورنگ۔ تھرد۔ نورنگ کی اولاد نورنگوت کہلاتی ہے اور تھرد کی تھروہاڑا

۷۔ راؤ ہامون

راؤ ہامون سمت ۱۴۴۰ مطابق ۱۳۸۳ء مین رئیس ہوا۔ سہراج کے بادوہ مین اور اُس کے باپ کے بوندی مین قابض رہنے کا حال تو پیشتر لکھا گیا ہے۔ اب الوہاڑا بادوہ مین مسند نشین ہوا مگر ملک پتھار کے رانا یعنی میواڑ والون سے عداوت ہو گئی کہ اُس کا ملک چھین لیا گیا شہر بادوہ مسمار ہوا اور کوئی وارث نرہا کہ بدلا لے رؤسا سے چتوڑ نے کہ علاء الدین کے حملے کے بعد اب از سر نو آباد ہو گئے تھے اول اپنے سرداروں کو کہ ایام مصیبت مین خود سر ہو گئے تھے سزا دینی چاہی اُنکے شمار مین ہاڑا بھی تھے مگر ہاڑا دن کا یہ قول ہے کہ ہم رانا کے مطیع نہین ہین اور اگرچہ میواڑ کی گدی کو بڑا سمجھتے ہین مگر ملک اپنی تلوار کے زور سے حاصل کیا ہے رانا کے پٹے سے نہین ملا ہے اور طرفین کا دعوے کسی قدر صحیح ہے۔ اس مین کچھ شک نہین کہ ہاڑا آسیر سے مغرور ہوا تب رانا کی عنایت سے کہ علاء الدین کے حملے سے پیشتر کل ملک پر قابض تھا اُس کی جان بچی اور وہان مقیم رہا مگر اسی زمانے مین سیسودیون کی طاقت کم ہو گئی تھی اور بھومیون اور ابتدائی اقوام نے اپنے قدیم مقامات کو چھین لیا تھا کہ اُنسے ہاڑدن نے فتح کیا مگر رانا نے چند روزہ قوت کم ہو جانے سے ملک پر دست اندازی جائز نہ سمجھکر ہامون کو بوندی سے نوکری کرنے کے واسطے کہا ہاڑا نے بذات خاص ہولی اور دسہرہ کے تہوارون پر سلام کرنا اور مسند نشینی پر ٹیکہ لگوانا منظور کیا مگر وہ امی بے حد نوکری سے انکار کیا۔ رانا کو بھی عقد ہوئی کہ یا تو نوکری کرین ورنہ دیوکی اولاد کو چھار مین سے نکال دون گا ہامون نے کچھ پروانہ کی اور مقابلے کے واسطے تیار ہوا میواڑ کا رانا کل سردارون کو لیکر بوندی پر چڑھا اور شہر سے پانچ میل بمقام نے رود (بواد مجہول) قیام کیا پانسو ہاڑا ایک باپ کی اولاد نے زعفرانی پوشاک پہنی اور اپنے سردار کے پاس جمع ہو کر مرنے پر آمادہ ہوئے بجز اس کے کہ بے باکانہ حملہ کرین اور کسی طرح اُمید بہتری نہ دیکھ کر نصف شب کے وقت رانا کے لشکر پر حملہ آور ہوے کہ وہ ایک بارگی درہم و برہم ہو گیا اور ہر ایک سیسودیہ کو بجز فرار کے اور کسی طرح صورت جان بخشی نظر نہ آئی ہامون سیدھا ہندوپتی کے خیمے پر گیا مگر سرگروہ سیسودیہ نے تاریکی اور ہجوم مین چتوڑ کو چلا جانا غنیمت سمجھا۔ اور اُس نے سردارون کو ہاڑدن نے مار ڈالا

قلیل جمعیت سے شکست کھانے پر از حد ذلیل وافروختہ ہوکر رانا نے زبردست فصیل چتوڑ اپنی فوج کو آراستہ کیا اور قسم کھائی کہ جب تک بوندی کو فتح نکر لون کھانا نہ کھاؤن گا اس جوش غضب کی قسم کا شہرہ ہوگیا مگر بوندی ساٹھ میل تھی اور بہادر لوگ اُس کے محافظ تھے سرداروں نے فہمائش کی کہ اس قسم کا ایفا غیر ممکن ہے مگر راجون کا کلام متبرک سمجھا جاتا ہے قبل اس سے کہ کہلوتون کا اَن داتا کھانا کھاوے بوندی کا فتح ہونا لازم آیا اسواسطے اُس کو قسم اور اشتہاے سبک دوش کرنے کے واسطے بچگانہ تدبیر کی گئی کہ ایک مقام بنام نہلا بوندی بنایا جائے اور اُس کو شکست کیا جائے فوراً چتوڑ کی فصیلون کے قریب ایک فرضی شہر بنایا گیا اور کھیل کی تکمیل کے واسطے ہر ایک مقام اُسی شہر کے مقامات کے نامون سے نامزد کیا گیا اتفاقاً پتھار کے ہاڑون کا ایک گروہ بہ تحت کمبے بیسی رانا کی فوج مین نوکر تھا اُس کا افسر شکار کھیل کر آیا اُس نے آدمیون کا اژدہام اور شہر جدید بنانے کا حال دریافت کیا چنانچہ کیفیت مفصل کہی گئی کہ رانا کو کھانا کھلانے کے واسطے یہ تدبیر کی گئی ہے کمبو نے اپنے پتھار کے بھائیون کو جمع کرکے کہا کہ بوندی کی خواہ اصلی ہو یا فرضی حمایت کرنا ہمارے ذمے فرض ہے اس طرح اپنی قوم کی طرفداری اور وطن کی محبت سے جوش خصوصت مین آکر فرضی بوندی کو بچانے کے واسطے مرنے مارنے پر آمادہ ہوگئے بروقت رانا کو اطلاع ہوئی کہ بوندی تیار ہے وہ حملے کے واسطے روانہ ہوا اور جب بجاے بندوقون کی خالی آواز کے گولیان چلنے لگین تو نہایت حیرت زدہ ہوا اور بہت سٹ پٹایا قاصد بھیجا گیا اُس کو بیرسی نے جواب دیا کہ فرضی بوندی کو بھی بلا مقابلہ شکست نہونے دینگے گارے کی بوندی کے دروازے پر اپنے خاندان کی عزت کے واسطے بیرسی اور کاؤنت لڑکر مرگئے رانا نے اسی ہتک پر قناعت کرکے جو ذلت اصلی بوندی مین ہوئی تھی اُس کے رفع کرنے کا ارادہ نہ کیا۔ کیونکہ جس بہادر قوم سے وقت ضرورت پر کوئی کام لیا جائے اُس کو دشمن بنانے سے بجز نقصان کے کچھ حاصل نہوگا۔ ہامون سولہ برس تک حکمران رہا اُسکے بیرسنگھ اور لالہ دو بیٹے ہوئے لالہ نے کھٹکر حاصل کیا اور اُسکے دو بیٹے کوورمہ اور رجے تاہوے کہ اُنکی اولاد لودارم پوتہ اور جیتاوت کہلاتی ہے۔

۸- بیرسنگھ

یہ سمت ۱۴۵۶ مطابق سنہ ۱۴۰۰ع مین راج پاکر سمت ۱۵۲۶ مطابق سنہ ۱۴۷۰ع مین انتقال کر گیا جن کتابون مین یہ لکھا ہے کہ اس نے پندرہ برس راج کیا یہ صحیح نہین تاہم وفات کے سال مین کچھ غلطی معلوم ہوتی ہے اسکے عہد مین مالوے کا پہلا سلطان محمود خلجی سنہ ۸۵۴ ہجری مطابق سنہ ۱۴۵۰ع مین بیانے اور تھنبور سے واپسی کے وقت ہاڑوتی مین آیا اور قلعہ کوٹہ پر پہونچکر راؤ سے ایک لاکھ پچیس ہزار تنکے (روپے) وصول کرکے مانڈو کی طرف چلا گیا دوبارہ سنہ ۸۵۸ ہجری مطابق سنہ ۱۴۵۴ع مین ہاڑوتی پر حملہ کیا کیونکہ یہان کے راجپوتون نے بڑی شورہ پشتی اختیار کرکے آفت برپا کر رکھی تھی سلطان نے ہاڑوتی مین پہونچکر ہاڑون کو بہت مغلوب کیا اور خدائی خان کو اجمیر اور ہاڑوتی کا حاکم مقرر کرکے لوٹ گیا اور بہت سے ہندوؤن کو ہاڑوتی سے گرفتار کرکے مانڈو مین لے آیا اس نے تین لڑکے چھوڑے اول بی رو (لوا ؤ معروف) دوم جسد و سوم فی نا۔ جب دو سے تین خاندان ہوئے کیونکہ

اسکے تین فرزند تھے اور ہر ایک مورث ایک جداگانہ فرقے کا ہوا۔ جیدو کے پسر کلان باچہ نامی کے دو فرزند تھے سیواجی اور سردنجی سیواجی کا لڑکا سیوجی تھا اور سرون جی کا ساونت انکی اولاد سیوا اور ساونت ہاڑا کہلاتی ہے اور بیر سنگھ کے بیٹے نی ماکی اولاد نیاوت کہلاتی ہے۔

۹۔ بی رو (راؤ معروف)

اس نے باپ کے بعد پندرہ برس راج کیا اور سمت ۱۵۲۶ مین وفات پائی یہ سال اس کے باپ کی وفات کا لکھا گیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ سمت ۱۵۱۱ مین مرا ہوگا۔ اس کے سات بیٹے ہوے (۱) راؤ باندو (۲) ساندو (۳) اکو (۴) اودو۔ چارون لفظون مین پچھلا راؤ مجہول ہے (۵) چند (۶) سمر سنگھ (۷) امر سنگھ۔ اول پانچون کی اولاد اکاوت۔ اودادت اور چاندادت ہوئی مگر سمر سنگھ اور امر سنگھ مسلمان ہوگئے۔

۱۰۔ راؤ باندو

اس نے گدی پر بیٹھ کر سمت ۱۵۴۲ مطابق ۱۴۸۴ع کے قحط مین رعایا و غیر رعایا کی خوب پرورش کی بھاٹ کا قول ہے کہ اسکو قحط کی اطلاع خواب مین پیشتر ہوگئی تھی کال یعنی قحط مجسم ہوکر لاغر بھینسے پر سوار نظر آیا۔ ہاڑا نے ڈھال تلوار لیکر اُس پر حملہ کیا اُس نے کہا شاباش باندو ہاڑا مین اکال ہون مجھ پر تیری تلوار کارگر نہوگی۔ اب سن لے مین بیا لیسا ہون زمین ویران ہوجائے گی تو اپنے غلے کے کوٹھار بھرلے وقت محتاجون کو تقسیم کیجیو اُن مین کمی نہ آئے گی یہ کہکر وہ غائب ہوا راؤ باندو نے اُس کی ہدایت کی تعمیل کی اور گردونواح کی ہر ایک ریاست سے غلہ فراہم کیا ایک سال گذرا اور دوسرے کے شروع ہوتے ہی بارش کا امساک ہوا اور ایسا قحط پڑا کہ تمام ملک تباہ ہوگیا نزدیک و دور کے رئیسون نے بوندی سے مدد کی درخواست کی اور دیس کے محتاجون کو ہر روز غلہ تقسیم ہونے لگا کہ باندو راؤ کی یادگار مین لنگر کا گوگری (راؤ معروف) کے نام سے خیرات خانہ ابتک جاری ہے۔ اس راؤ کے دو چھوٹے بھائیون سمر سنگھ و امر سنگھ نے مسلمان ہوکر بادشاہی مدد سے بوندی چھین لی اور سمر قندی و عمر قندی نام سے حکومت کرنے لگے باندو منڈہ (راؤ معروف) کے پہاڑون مین چلا گیا اور وہان گیارہ برس پریشان رہ کر اپنی حکومت سے اکیسوین برس مر گیا۔ کہ اب تک اُس کی چھتری موجود ہے۔ اس کے دو پسر ہوے۔ نارائن داس اور نر بودہ۔ پچھلا تو منڈہ مین رہا اور نارائن داس جوان ہوگیا اور خود مختار ہوتے ہی پہاڑون کو جمع کیا اور بوندی لینے یا اُسکے اقدام مین مرنے کا ارادہ ظاہر کیا اُنھون نے اُس کا ساتھ دینے کی قسم کھائی ایام ماتم گذرنے کے بعد اُس نے اپنے چچاؤن کے پاس شوقیہ پیغام بھیجا اور ادائے آداب کے واسطے حاضر ہونا چاہا اُسکے افلاس مین پرورش پانے سے کچھ شبہ نہوا اس واسطے اجازت ہوئی کہ آجائے۔

مختصر مگر دردمند جمعیت ساتھ لیکر وہ چوک مین پہونچا اور ہمراہیون کو باہر چھوڑ کر خود تنہا محل مین گیا

اور جس مقام پر دونون چچا تنہا بیٹھے تھے پہونچ گیا اُنکو اُس کے خوفناک چہرے سے اندیشہ ہوا چاہا کہ دوسرے کمرے مین چلے جائین بغور دریافت اس ارادے کے نارائن کے کھانڈے نے بڑے کو قتل کرکے زمین پر ڈالا اور دوسرے پر قبل اس کے کہ جاے پناہ مین پہونچے بھالا لگا اور ایک لمحے مین دونون کے سر علیحدہ کرکے بھوانی کو بھیٹ کئے اور پھر اپنے ہمراہیون کو آواز دی کہ اُنھون نے مسلمانون کو قتل کیا ہر ایک وفادار ہاڑا نے اُس کے واجب دعوے کی مدد کی اور مقتولون کی لاشین ذات سے دیوار پر لٹکائین اس مہم اور بوندی کی واگذاشت کی یادگار مین ایک سنگین پتھر کو جسپر عند القتل سمرقندی کے ہاڑا کی تلوار پڑی اور اُسپر اُسکی طاقت کی نشانی ابتک موجود ہے دسہرہ پر ہر ایک ہاڑا سالانہ پوجتا ہے۔

۱۱- نارائن داس

یہ طاقت و توانائی مین مشہور ہوا وہ اُن بہادر راجپوتون مین سے تھا جو خوف کے نام سے بھی واقف نہین ہوتے ہین مگر یہ وصف کثرت افیون سے کہ کسی اور شخص کے واسطے مہلک ہوتی جبلی ہوگیا تھا وہ ایک وقت مین سات پیسہ بھر افیم کھاتا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہمیشہ مخمور رہتا تھا کہ اس کی اکثر روایتین مشہور ہین ایک دفعہ رانا راے مل والی چتوڑ پر مانڈو کے مسلمان حملہ آور ہوئے تب وہ پانسو ہاڑا الیکر اُس کی مدد کے واسطے گیا تھا اول منزل مین اثناے راہ مین معمولی افیون کھا کر درخت کے سایے مین آرام کرتا تھا منھ کھلا ہوا تھا اور مکھیان اندر بھری ہوئی تھین ایک تیلن کنوین پر پانی بھرنے کے واسطے آئی جب اُسکو معلوم ہوا کہ یہ بوندی کا راجہ ہے اور رانا کی مدد کے واسطے جاتا ہے تو کہنے لگی کہ اگر اس کے سوار انا کی مدد پر اور کوئی نہین ہے تو بڑا افسوس ہے۔ راجپوتانے مین مشہور ہے کہ اُلدار (افیونی) کی آنکھین بند ہوتی ہین مگر کان تیز ہوتے ہین ہاڑا راؤ سنتے ہی تیلن کے پاس جاکر پکارا رانڈ (یہ کلمہ راجپوتانے مین عورتون کی تحقیر کے محل پر بولا جاتا ہے) کیا کہتی ہے اُس نے عذر کیا ہاڑا نے نہ مانا اور کہا مکہ ڈرے مت پھر کہہ اُسکے ہاتھ مین لوہے کا لٹھ تھا اُس کو راؤ نے ہاتھون سے موڑ کر تیلن کے گلے مین بطور ہنسلی کے پہنا دیا اور کہا کہ جب تک مین رانا کی مدد کے واپس آؤن بشرطیکہ اس عرصے مین کوئی تجھکو اس کے کھولنے کے لائق طاقتور نہ مل جائے پہنے رہ چتوڑ کا گھر محاصرہ ہو رہا تھا راؤ ملک پتھار کے بجاے راستون سے گیا بادشاہی لشکر پر یکایک حملہ کرکے سیدھا سپہ سالار کے خیمہ پر پہونچا اور رستہ مین جو آیا اُسکو قتل کیا مسلمان حیرت زدہ و شوش و ہوکر اطراف کو بھاگے بوندی کے نقارے بجنے لگے طلوع آفتاب پر میواڑیون نے دیکھا کہ فوج حملہ آور منتشر ہوئی اور مددگار آپہونچے یکبارگی فکر رفع ہوئی کل سردارون نے جمع ہوکر رئیس بوندی کی تعظیم و تواضع کی اور عورتین بھی پردے مین اُس کی جوانمردی سے ایسی محظوظ ہوئین کہ اُس کی کثرت افیون خوری پر کچھ پس و پیش نکرکے رانا کی بھتیجی کیتو کی ہاڑا کے ساتھ بہت حشمت و تجمل سے شادی ہوئی فتح اور عروس حاصل کرکے اُسنے گھاٹہ باندو کھراجت کی۔

ٹاڈ نے اس بیان مین بڑا مبالغہ کیا ہے اور اصل واقعہ کی اُس کو کچھ خبر نہین کہ کس طرح ظہور مین آیا چتوڑ پر یہ حملہ ناصر الدین مالوے کے بادشاہ کا ہوا تھا فرشتہ اس بادشاہ کے حال مین کہتا ہے کہ "در سنہ تسع و تسعماۃ بطرف

ولایت چتوڑ رفت راناراے مل وجمیع زمینداران دیگر پیش کش فرستادہ چھوندا سی کہ قرابت قریبہ براماد اشت دختر خودرا پیش کش کرد وسلطان اورا برانی چتوڑی نام کردہ عازم مراجعت گشت"۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ پتھار کا ہاڑا زمیندار بھی پیش کش نذر کرنے کے لئے گیا تھا راؤ کی افیون روز بروز زیادہ ہوتی گئی یہاں تک کہ ایک روز کثرت نشہ سے اُس نے میواڑ کی رانی کو ایسی خراش دی کہ اُس کے حسن مین کمی آگئی اُس روز سے وہ بہت پشیمان ہوا اور افیون کا ڈبہ رانی کو سپرد کردیا نارائن داس نے ۳۲ برس راج کیا اور امن وعافیت سے راج کا اضافہ کرکے اپنے بیٹے کو وارث چھوڑا۔

۱۲- راؤ سورج مل

سمت ۱۵۹۰ مطابق ۱۵۳۴ء مین سورج مل گدی پر بیٹھا مثل اپنے باپ کے وہ بھی جسم سے کاہل اور روح سے بے خطر تھا اور کہتے ہین کہ گھٹنون سے نیچے تک دراز ہاتھ ہونے کی علامت بہادری کی جو راجہ رامچند اور پرتھی راج چوہان مین تھی اُسکے جسم مین بھی تھی۔ خاندان چتوڑ سے پھر رشتہ داری ہوئی سورج مل کی بہن شیرمو جیانی رانا رتن سنگھ والی میواڑ کیاہی گئی تھی اور رانا کی ہمشیرہ سے راؤ کی شادی ہوئی راؤ سوجا (سورج مل) بھی اپنے باپ کی طرح مہم کھانیکا بہت عادی تھا۔

اس کو رانا سانگا کی طرف سے رنتھنبور کی قلعداری کنور بکرماجیت اور اودے سنگھ کی حفاظت کے لئے ملی تھی۔ رانا سانگا کے بڑے بیٹے رتن سی نے اپنے دونون بھائیون کو چتوڑ بلاکر رنتھنبور ضبط کرنا چاہا اور جب دونون کنور چتوڑ نہ گئے تو رانا نے یہ بات سورج مل کے بہکانے سے خیال کرکے اُسکو اپنے پاس بُلایا ایک روز شکار کے وقت پر رتن سی اور سورج مل ایک دوسرے پر حملہ کرکے مارے گئے یہ اودیپور کی تاریخ کی روایت ہے۔

صحیح یہ ہے کہ نہ راؤ سوجا کے پاس قلعہ رن تھنبور بطور ماتحتی کے تھا اور نہ بطور زور وزبردستی کے سانگا کے بابر جی کے ہاتھ سے مغلوب ہونے کے بعد شیر شاہ نے رنتھنبور کو لے لیا تھا اور اُس کی اولاد مین ابتری ہونے کے بعد ۱۵۵۳ء مین جھجھار خان قلعدار نے جو پٹھانون کی طرف سے مقرر تھا راؤ سرجن ہاڑا رئیس بوندی کو یہ قلعہ کچھ روپے لیکر حوالے کردیا تھا اور جب سے علاء الدین خلجی نے چتوڑ کی حکومت کو کچل دیا تھا رانا کا کوئی حکم ملک پتھار پر باقی نہین رہا تھا بھومیون اور ابتدائی اقوام نے اپنے اپنے علاقون کو دبا لیا تھا بوندی جو پہلے سے خود سر تھی آج تک ذی اختیار رہی رانا سے ماتحتی کا اُس کو کوئی تعلق نہ تھا۔ رانا لاکھا نے راؤ کو پتھار مین سے نکالنے کا عزم کیا اور نہایت سخت شکست کھاکر بوندی کے پاس سے بھاگا اور پھر کبھی اُدھر رخ کرنے کی ہمت نہ پڑی تو پھر کیسے یہ بات ماننے کے قابل ہوسکتی ہے کہ راؤ سورج مل کے پاس رنتھنبور کا قلعہ رانا سے چتوڑ کی جانب سے تھا۔ یا راؤ پر والیان چتوڑ کو حق حکومت حاصل تھا بلکہ رانا کو عداوت سورج مل سے اُس کے ایک سردار کے بہکانے سے پڑگئی جس نے راؤ کی اودیپور مین موجودگی کے وقت یہ کہدیا تھا کہ ہاڑا راؤ جو زنانے مین جاتا ہے اُس کا مطلب اپنی ہمشیرہ سوجا بائی سے ملنے کے سوا کچھ اور ہے بنائے فساد اس اشتباہ سے قائم ہوئی تھی کمان سے نکلا ہوا تیر اور زبان سے نکلی ہوئی بات ایک ہی حکم رکھتی ہے۔

۱۳- راؤ سُرتان یا سلطان

سمت ۱۵۹۱ مطابق سنہ ۱۵۳۵ء مین مسند نشین ہوا اُس نے مشہور سکتا باغی خاندان سکتاوتان میواڑ کی دختر سے شادی کی وہ خونخوار دیوتا کالی بھیرون کا ازحد معتقد تھا اور مثل دیگر بے رحم راجپوتون کے جو اُس کی نہیب رسمون کے پیرو ہین نہایت ظالم اور انجام مین دیوانہ ہوگیا اس وحشی دیوتا کو انسان کی قربانی چڑھائی جاتی ہے کو سرتان نے نہایت صرف رعایا کی آنکھون پر کی تھی کہ وہ نکلوا کر دیبی کو چڑھاتا تھا مگر یہ ظلم عرصے تک جاری نہین رہ سکا سردارون نے راج اُس کو حکومت سے بے دخل اور بوندی سے خارج کر کے چمبل کے کنارے پر ایک گانون بتا دیا کہ اُس نے اُس کا نام سرتان پور رکھا جو اب تک موجود ہے اُس کے کوئی اولاد نہ تھی اسواسطے سردارون نے راؤ باندو کے پوتے اور نربودہ کے بڑے بیٹے ارجن کو کہ اپنے باپ کی جاگیر موضع مونڈہ مین پرورش پائی تھی گدی پر بٹھایا۔

۱۴- راؤ ارجن

سمت ۱۵۹۲ مطابق سنہ ۱۵۳۶ء مین جانشین ہوا جس وقت بہادر شاہ گجراتی نے چتوڑ کا محاصرہ کیا رانا بکرماجیت کی مدد پر پانسو ہاڑون کے ساتھ گیا باوجودیکہ رانا کے باپ نے اُس کے متقدم کو مارا تھا اس سے معلوم ہوا کہ بہادر قومون مین بدلا لینے کے بعد عداوت بالکل رفع ہوجاتی ہے اس بات کا ثبوت اس سے بہتر اور کیا ہوسکتا ہے اور ایک برج مین سرنگ لگائے جانے سے جہان وہ متعین تھا اُڑ گیا جسوقت سرنگ کے ساتھ پہاڑ کے پتھر پر بیٹھا ہوا اُڑا ارجن کے ہاتھ مین برہنہ شمشیر تھی کل عالم نے حیرت سے اُس کا تماشا دیکھا اور اُس کے بعد سرجن وارث بنا۔

۱۵- راؤ سرجن

ارجن کے چار بیٹون مین سے سرجن نے سمت ۱۵۹۸ مطابق سنہ ۱۵۴۲ء مین بوندی کا راج پایا جیسا کہ بیر ہود غیرہ مین مذکور ہے ٹاڈ نے سمت ۱۵۸۹ مطابق سنہ ۱۵۳۳ء سال مسند نشینی لکھا ہے۔ اور واقعی بات یہ ہے کہ بہادر شاہ نے سنہ ۹۴۱ ہجری مطابق سنہ ۱۵۳۳ و سنہ ۱۵۳۴ء مین قلعہ چتوڑ کو تسخیر کیا تھا اسی معرکے مین سرجن کا باپ کام آیا تھا پس ٹاڈ کی تحریر قرین قیاس ہے راؤ سرجن کے ساتھ بوندی کا عہد جدید شروع ہوا اس وقت تک یہان کے رئیس خودمختار تھے اور بجز سلامی اور کبھی کبھی وقت ضرورت پر مدد کرنے کے کہ زیادہ تر وجہ بزرگی خاندان درشتہ داری میواڑ کے تھی کسی کے ماتحت نہ تھے مگر اب اُن کا وسیع تر میدان مین حرکت کرنا اور تاریخ ہندوستان کے صفحات مین نامور حاصل کرنا شروع ہوا۔

شیر شاہی خاندان کے اخراج پر سانونت سنگھ نامی خاندان بوندی کے برادر اصغر نے رنتھنبور کے افغان حاکم سے موافقت پیدا کی کہ اس ذریعہ سے اُس نے یہ مشہور قلعہ اُس کے بزرگ راؤ سرجن کو دیدیا اس کارنمایان کے جلد وہین کہ عمدہ قلعہ اور ملک بوندی کے قبضے مین آیا سانونت جی کو شہر کے قریب جاگیر ملی اُس کا نام مشہور ہوگیا اور سانونت ہاڑون کا خاندان اُس سے نامزد ہوا۔

اکبر کی بھی اول اُسی پر توجہ ہوئی کہ اُس نے خود آکر محاصرہ کیا مدت تک وہ مایوسی کے ساتھ فصیلون سے باہر

پڑا رہا آخر کار بھگوانداس والی آمبر اور اُس کے بیٹے راجہ مان نے سرجن ہاڑا کو اپنے اقرار سے بدعہد کرنے مین کوشش کی اُس مرد سے جو بہادر راجپوتون مین کبھی علٰحدہ نہین ہوئی راجہ مان کو قلعہ کے اندر آنے کی اجازت ہوئی اور بادشاہ بھی اُس کے ساتھ گیا اثنائے تقریر مین راؤ کے چچا نے بادشاہ کو پہچان لیا اور قلعہ کی گدی پر اُس کو بٹھا دیا مگر اکبر نے اپنے اوسان درست رکھ کر کہا اے سرجن راؤ اب کیا کروگے راجہ مان نے جواب دیا کہ رنتھنبور دیدو اور بادشاہ کے ملازم ہوکر عزت اور عہدہ حاصل کرو جس رشوت کی طمع دی گئی کم نہ تھی اول تو بائیس اضلاع کی حکومت کہ اُس کی مالگذاری کو صرف معمولی فوج تائیدی نوکری مین بھیج کر بلا بازپرس ومحاسبہ اپنے تصرف مین لانا دوسرے اس کے علاوہ جو شرائط منظور خاطر ہون پیش کرے کہ بادشاہ اقرار صالح سے اُنکا کفیل ہوجائے اُسیوقت بہ توسط رئیس آمبر عہدنامہ منضبط ہوا کہ اُسکی شر طونسے ہنود کے خیالات اور منشا کا بخوبی اظہار ہوتا ہے ۔

(۱) بوندی کے رئیس بادشاہی حرم مین ڈولہ بھیجنے کی رسم سے کہ راجپوتونکی ذلت کا باعث ہے مستثنےٰ رہین ۔

(۲) محصول جزیہ معاف رہے ۔

(۳) رؤساے بوندی کو اٹک کے عبور کرنے کا حکم نہو ۔

(۴) سرداران بوندی اپنی زوجگان ومستورات رشتہ دارون کو نوروز کے تہوار پر مینا بازار مین بھیجنے سے معاف رکھے جائین

(۵) اُنکے متبرک مقامات محفوظ رہین ۔

(۶) دیوان عام مین اُنکو بالکل مسلح جانے کی اجازت ہو ۔

(۷) وہ کسی ہندو افسر فوج کے محکوم نہ کئے جائین ۔

(۸) اُنکے گھوڑون کے بادشاہی داغ نہ لگایا جائے ۔

(۹) اُنکا نقارہ دارالسلطنت کے کوچون مین لال دروازے تک بجتا رہے اور حضور مین حاضر ہونے پر اُنکو سجدہ کرنا پڑے ۔ علاوہ شرائط مذکورہ کے جن کے ایفا کا بادشاہ نے حلفاً اقرار کیا راؤ کو کاشی مین بود وباش کیواسطے مکان اور اُس کے ساتھ استحقاق سرنا یعنی پناہ دہی کہ راجپوتون کے نزدیک بہت پسندیدہ ہے ملا ایسی بیش بہا رشوت اور اپنی کل شرائط کے مقبول ومنظور ہونے پر اگر راؤ سرجن سلطنت مغلیہ کے فخمند مددگار رہین ہوگیا تو عجب نہین ۔

نوٹ :- اگر اس ذلت آمیز بزدلی کے معاہدے کا کچھ بھی وجود ہوتا تو فارسی کے مورخ جنھون نے کوئی جزئی واقعہ بھی نہین چھوڑا وہ ضرور اس کا ذکر کرتے فارسی کی تمام تاریخین گواہی دیتی ہین کہ اکبر نے اس قلعے کو بزور غلبہ مسخر کیا ہے اکبر کے آگے راؤ کا مغلوب کرلینا مشکل کام نہ تھا اُس کا تمام ملک بادشاہی فوجین دبا لیتین تو آخردہ کے دن خالی قلعے مین بیٹھا رہتا یہ تمام باتین کہ کبیشرون کا تخیل اور اُنھین کا نقطۂ نظر ہین جنھون نے اپنی شاعرانہ بلند پروازی سے ان دروغ بیانی کی تصاویر مین عادت کے موافق رنگ وروغن بھر لیا ہے تاریخی حقیقت کے خلاف ہین اس عہدنامے مین بعض باتین ایسی ہین کہ اُنکو دیکھنے سے تمام وکمال کے ابطال پر استدلال ہوسکتا ہے ۔ کرنل ٹاڈ کے پاس تاریخ راجپوتانہ کے لکھنے کے لئے جس قدر ذخیرہ کتب کی ضرورت تھی جمع ہوتا

اور پھر وہ اُس مین غور کرتا تو ایسے مضامین کی تغلیط ضرور کر دیتا اور وہ یہ بھی نہ سمجھا کہ معاہدہ تو دو برابر کی قوتون مین باقی رہتا ہے زبردست اور زیردست کا کیا معاہدہ۔

(الف) محصول جزیہ کا حال یہ ہے کہ اکبر سے پہلے بھی بعض بادشاہ ہندوؤن سے جزیہ لیتے رہے سلطنت کے انقلاب مین کبھی موقوف ہوجاتا تھا کبھی مقرر ہوجاتا تھا جب اکبر کی سلطنت نے استقلال پکڑا تو ۹۸۴ھ ہجری مطابق ۱۵۷۶ء کے پس وپیش مین جزیہ معاف کر دیا اکبر نے خود فرمایا کہ عہد سلف مین جو یہ امر تجویز کیا گیا تھا سبب یہ تھا کہ اُن لوگون نے اپنے مخالفون کے قتل وغارت کو مصلحت سمجھا تھا چنانچہ اس لحاظ سے کہ ظاہری انتظام قائم رہے یعنی جو ہاتھ آئے ہین وہ دبے رہین جو باہر ہین اُنپر دباؤ پہونچے اور اپنی ضروریات کے لئے سامان ہاتھ آئے کچھ روپیہ قرار دیا اور اس کا نام جزیہ رکھا اب کہ ہماری خیر اندیشی اور کرم بخشی اور رحمت عام سے غیر مذہب اشخاص یک جہتان ہم دین کی طرح کامیاب رفاقت پرجان دیتے ہین اور خیر خواہی اور جان فشانی مین جان نثاری کی حد سے گذر گئے ہین کیونکر ہوسکتا ہے کہ اہل خلاف سمجھ کر اُنھین بے عزت اور قتل وغارت کیا جائے اور ان جان نثارون کو مخالف قیاس کیا جائے۔

(ب) رؤسائے بوندی کے حالات مین دیکھو کہ اکثر ہندو کے رئیس دریائے اٹک کو عبور کر کے افغانستان کی مہمات کو جاتے رہے فارسی کی کتابون مین اس دریا کا نام نیلاب لکھا ہے دریائے اٹک سے دریائے سندھ مراد ہے جس مقام پر یہ دریا پہاڑون سے گذر کر میدان مین داخل ہوا ہے وہان کچھ لوگ اس کو دریائے اٹک بھی کہتے ہین اٹک کا قصبہ اسکے کنارے اسی حصے مین آباد ہے یہ وہی مقام ہے جہان سکندر اعظم وغیرہ فاتحین نے شمال ومغربی درون سے آکر دریائے سندھ کو پار کیا ہے پنجاب کے پانچون دریاؤن مین دریائے سندھ داخل نہین کیونکہ وہ اس ملک کی مغربی سرحد پر واقع ہے اندرون ملک مین ہوکر نہین گذرتا۔

(ج) مینا بازار یا زنانہ بازار کا تو اُس وقت سان وگمان بھی نہ تھا وہ تو ۹۹۱ھ ہجری مطابق ۱۵۸۳ء سے مقرر ہوا تھا اور اس وقت راؤ سُرجن راج سے دست بردار ہوچکا تھا۔

(د) متبرک مقامات نام رجواڑون کے محفوظ رہتے تھے لڑائی کی بات دوسری ہے اگر بوندی والے بھی اکبر اعظم سے مقابلہ کرتے تو اُنکے متبرک مقامات بھی تباہی مین ضرور آتے وہ وقت ہی ایسے فساد وعناد اور تعصب کا ہوتا ہے اور اکبر تو آزاد مشرب شہنشاہ تھا اُسکے حکم سے دوسرے رجواڑون کے متبرک مقامات کب خراب ہوئے۔

(ر) دیوان عام بلکہ بادشاہ کے سامنے تک سردار ہتھیار باندھکر جاتے تھے۔

(س) بارہ کے اکثر جیپور والون کے ماتحت رہ کر خدمات فوجی انجام دیتے رہے ہین اسی فضیلت کی بنیاد پر جیپور والے بار بار بوندی کو تابو مین لانے کے لئے فوج کشی کرتے رہے ہین اور جودھپور والونکے ماتحت رہ کر بھی اُنھون نے نوکری کی ہے

(ص) کاشی مین دوسرے سرداران ہنود کو بھی بود وباش کے واسطے مکان بنانے کا ہمیشہ حق حاصل رہا ہے کسی مسلمان شہنشاہ نے ایسی باتون کے لئے کبھی روک ٹوک قائم نہین کی۔

(ط) سزا ایک ایسی چیز ہے کہ چھوٹے معاملے مین بھی راجپوت سردار اسے عمل مین لاتے رہے مگر بادشاہی مخالف اور

مغرور کو کبھی پناہ نہ دے سکتے تھے۔

(ع) کوئی انصاف دوست معاملہ فہم اکبر کے واقعات سے یہ مطلب نہین نکال سکتا کہ وہ ہندؤن کو رنج پہونچانا چاہتا تھا اُس نے بڑی کوشش سے حکومت کے استبداد کے چہرے سے نقاب اُٹھا دیا جس کے ذریعے سے وہ اپنے مکروہ خط وخال کو چھپائے رکھتی تھی اس طرح اُس نے ہندو قومی افسردگی کا دور ختم کر دیا اور اُنہین قومی کام کا جوش پیدا کر کے ہندوستان کے ہر گوشے کو ایک زندہ قوم کا مسکن ومرز بوم بنا دیا اکبر کی ہر ایک تجویز ہندوؤن مین طمانیت اور مسرت کے ساتھ دیکھی جاتی تھی۔

اب اصل اور صحیح حال رن تھنبور پر اکبری قبضے کا سناتا ہون کہ اس قلعے پر شیر شاہ کا غلام حاجی خان جسکو جھجھار خان بدایونی بھی لکھتے ہین، حاکم تھا اُس نے اکبری اقبال سے ڈر کر ۹۶۱ھ مطابق ۱۵۵۳ء کا سنہ ہجری مین بوندی کے سرجن ہاڑا کو کچھ روپے کے عوض مین یہ قلعہ حوالے کر دیا راؤ سرجن نے اُس مین بہت سے محل اور مکانات بنوائے باہر بھی دور تک عملداری پھیلائی جب اکبر چیتوڑ کی فتح سے فارغ ہوا تو ۹۷۵ھ مطابق ۱۵۶۸ء مطابق سنہ ہجری اور تاریخ عارف قندھاری کے بموجب رجب ۹۷۶ھ ہجری مین رن تھنبور کے قلعے پر فوج کشی کی اس پہاڑ پر بڑے بڑے پتھر ہین اور درخت چھائے ہوئے ہین محاصرے مین سخت دشواریان پیش آئین بے دمدمون کے کامیابی ممکن نہ تھی بادشاہ نے اس کا اہتمام راجہ ٹوڈرمل اور قاسم خان میر بحر کے سپرد کیا اُنھون نے کمال عرقریزی اور بڑے انتظام سے اُس کا بندوبست کیا بہادر دن نے دردن مین گھس کر اور پہاڑون پر چڑھ کر اونچے اونچے مقام پیدا کئے جن کی بلندی قلعے کی عمارتون کو قہر کی نظر سے گھورتی تھی اُنیر ساٹھ ساٹھ منی توپین چڑھائین ایک ایک توپ کو دو دو سو بیل دو سات سات آٹھ آٹھ کہار کھینچا اور اُن پہاڑون کی چوٹیون اور دھارون پر مورچون مین جما دیا کہ جہان چیونٹی کے پانوں پھسلتے تھے جب ان توپون کے فیر ہونا شروع ہوئے تمام قلعے کے مکانات فرش زمین ہو گئے راؤ چیتوڑ کا حال دیکھ چکا تھا گھبرا گیا حاجی محمد عارف تاریخ عارف قندھاری مین لکھتا ہے راے سرجن کہ رایت کفر وضلال افراختہ بود وباستواری قلعہ مغرور گشتہ چون صولت وسطوت لشکر اسلام مشاہدہ کرد در بحر تفکر غرق شد در مضیق تحیر عاجز ماند ورائے امید ورو بخت تیرہ وسیاہ شد بہر جانب کہ نظر انداخت دار قید بلا خلاصی جست از مخائل شمشیر تیز واطفاے سنان خون ریز راہ مفر بستہ دوست آویز پاے گریز شکستہ یافت وگناہ راجز عفو شامل وکرم کامل شاہ دستگیر نیافت بضرورت حال از اوج استبداد واصرار سر حضیض عجز وانکسار آمد وحلقہ اطاعت داری در فرمان برداری در گوش کرد وشرائط مراسم بندگی تقدیم رسانیدہ چنانکہ از محاسن عادات وسیر حضرت خاقان اکبر فائض رحمت معتاد ست لطف عفو وکرامت امان ارزانی داشت

اسی عرصے مین ایک دن جبکہ رمضان کی آخری تاریخ تھی بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر آج رات تک راؤ یا اُس کی جانب سے کوئی شخص حاضر دربار نہوا تو ہم کل صبح عید کا جشن قلعے کے اندر منائین گے یہ حال سنکر راؤ سرجن کے اور بھی چھکے چھوٹ گئے بعض ٹھاکرون اور سردارون کو بیچ مین ڈالا اور دودا اور بھوج اپنے دو بیٹون کو دربار مین بھیجا اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ کوئی امیر آکر مجھے بھی لے جائے تو مین خاضر ہون جب دودا اور بھوج بادشاہ کی خدمت مین

حاضر ہوئے بادشاہ نے بہت خاطرداری کی دونون کو خلعت مرحمت ہوئے جب لوگ خلعت پہنانے کے واسطے دربار سے باہر لائے اُنکے ایک ہمراہی نے اپنی جہالت سے یہ سمجھا کہ بادشاہ نے انکو قید کرنے کا حکم دیا ہے اور لوگ انھین قیدخانے مین لئے جاتے ہین فوراً تلوار میان سے سونت کر آگے بڑھا ہر چند راجہ بھگوانداس کے نوکر نے جو وہان کھڑا ہوا تھا سمجھایا مگر اُس کو یقین نہ آیا اور بجز ونا نہ حالت مین ننگی تلوار ہاتھ مین لئے ہوئے بارگاہ شاہی کی طرف دوڑا راستے مین راجہ پورنمل اور دو تین آدمیون کو زخمی کیا اور شیخ بہاء الدین مجذوب بدایونی کو قتل کر ڈالا یہ حال دیکھکر مظفرخان کے ایک نوکر نے اُسپر تلوار کا ایسا وار کیا کہ ایک ہی ہاتھ مین کام تمام ہوگیا اس ناگوار واقعہ کو دیکھ کر راے سرجن کے بیٹون کو بہت خجالت ہوئی اور خوف بھی پیدا ہوا انکو یہ گمان تھا کہ اُنکا کوئی قصور نہ تھا بادشاہ نے اُنکو نہایت اعزاز و اکرام سے رخصت کیا اور حسین قلی خان کو راؤ سرجن کے پاس بھیجا راؤ قلعہ کے باہر تک استقبال کو آیا بہت تعظیم و تکریم کی اور قلعہ مین لیجاکر اُتارا خان موصوف نے بھی راؤ کی بہت تشفی کی اور اپنے ساتھ دربار مین لاکر حضور مین پیش کیا اُس نے سونے کی کنجیان اور گرانبہا پیشکش نذر کیا اور تین دن کی مہلت لیکر تیسرے دن قلعہ سپرد کر دیا۔ اُس کا درجہ جیسپور وجودھپور کے بعد سیکانیر وغیرہ کی برابر رکھا گیا سرجن کو بادشاہی طرف سے راؤ خطاب کے سوا دو ہزاری منصب ملا۔

اب پھر ٹاڈ کی لفاظی کی طرف رجوع کرتا ہون۔ اکبر کی اطاعت مین آنے کے بعد راؤ سرجن کو جلد لڑائی پر جانا پڑا کہ گونڈوانہ کو جو گونڈ قوم کی قدیم آبادی کی وجہ سے اس نام سے مشہور ہے فوج کا افسر کرکے بھیجا گیا اُس نے حملہ کرکے دارالحکومتہ گڑھ کو فتح کیا اور اپنی فتح کی یادگار مین سرجن پول دروازہ تعمیر کرایا گونڈون کے سردارون کو قید کرکے بادشاہ کے پاس لے گیا اور پھر فیاضی سے سفارش کرکے اُنکا کسی قدر ملک دلوا کر چھوڑوا دیا اس خدمت کے جلدو مین بادشاہ نے اُس کو بنارس و چنار گڑھ وغیرہ کے سات ضلعے عطا کئے یہ واقعہ ۱۶۳۲ مطابق ۱۰۷۲ھ کا ہے۔

راؤ سرجن بنارس مین رہکر حکومت کرتا تھا اُس کی خدا پرستی و دانشوری و فیاضی سے ہندوؤن کو بہت فائدہ پہونچا چوراسی عمارتین مفید عام اور بیس گھاٹ تیار کرائے اُس کا دہین انتقال ہوا اور تین اصلی بیٹے سے (۱) راؤ بھوج (۲) دودا جس کا اکبر نے لکڑخان نام رکھ چھوڑا تھا (۳) راے مل جسکو پرگنہ پولیتہ ملا اور کوٹے مین داخل ہے اور وہان راے ملوت رہتے ہین۔

اب مین کہتا ہون کہ سرجن نے بادشاہی اطاعت قبول کرنے کے بعد بوندہی کا راج اپنے بڑے بیٹے دودا کو سونپ دیا تھا جو سمت ۱۶۳۴ مطابق ۱۵۷۸ء مین بادشاہ سے سرکشی کرکے بید خل ہوا اور سرجن کے دوسرے بیٹے بھوج نے حکومت پائی دودا بادشاہی حضور سے بھاگ کر رانا پرتاب سنگھ کے پاس پہونچا جہان سے واپس آکر دوبارہ مالوے کی طرف جاتا ہوا کسی آدمی کے زہر دینے سے مرگیا سمت ۱۶۴۱ مطابق ۱۵۸۵ء مین راؤ سرجن بھی بادشاہی فوجون کے شامل کارگذاری دکھلانے کے بعد گذر گیا۔

۱۶- راؤ بھوج

یہ سمت ۱۶۳۵ مطابق ۱۵۷۹ء مین اپنے باپ کے سامنے راج کا اختیار پا چکا تھا- مدتون کنور مان سنگھ آمیر والے کے ساتھ متعین رہا اور معرکہ اڑیسہ مین خاص نام پیدا کیا- اُس کے بعد شیخ ابوالفضل کے ساتھ دکھن پر مامور ہوا- سنہ ۴۰ جلوس اکبری تک منصب ہزاری سے سربلند تھا-

شہنشاہ جہانگیر نے تخت نشین ہوکر جگت سنگھ پسر راجہ مان سنگھ کی لڑکی سے جو راؤ بھوج کی نواسی تھی شادی کرنی چاہی- راؤ نے اس قرابت کی مخالفت کی بادشاہ کو اُس کی جانب سے ملال پیدا ہوا ارادہ کیا کہ کابل سے واپس ہونے پر گرفتار کیا جائے گا لیکن قبل واپسی بادشاہ کے اس نے سمت ۱۶۶۴ مطابق سنہ ۱۰۱۶ ہجری مین انتقال کیا-

۱۷- راؤ رتن

راؤ بھوج ہاڑا کا بیٹا تھا- جب راؤ بھوج پر جہانگیر کا عتاب نازل ہوا تو باپ کے ساتھ یہ بھی چند روز تک مورد عتاب رہا- سنہ ۱ جلوس مین حاضر دربار ہوکر تین ہاتھی پیش کش کیے کہ جن مین سے بادشاہ کو ایک بہت پسند آیا اور اُس کا نام رتن رکھا-

جہانگیر نے راؤ رتن کا تصور صاف کرکے سربلند راؤ خطاب اور ڈھائی ہزاری ذات ایک ہزار سوار کے منصب سے مفتخر کیا- سنہ ۱ جلوس مین شاہزادہ خرم (شاہجہان) کے ساتھ مہم رانا پر تعین ہوا اور سنہ ۲ جلوس مین بادشاہی فوج کے ساتھ دکن گیا جہان سے پانچ برس کے بعد کچھ دنون کے لئے واپس آکر دوبارہ وہین بھیجا گیا- اور برہان پور کی قلعہ داری ملی- سنہ ۱۷ جلوس مین جب شاہزادہ خرم (شاہجہان) اپنے باپ جہانگیر سے باغی ہوا تو اُس کی فوج نے قلعہ برہان پور کو لینا چاہا لیکن راؤ رتن نے قلعہ نہ چھوڑا اس پر جہانگیر نے راؤ کو راؤ رائے کا خطاب اور پنجہزاری ذات و پانچہزار سوار کا منصب عنایت کیا- بعض کا بیان یہ ہے رام راج کا خطاب دیا تھا جو دکن مین برابر حیثیت کے خطاب کی برابر معزز سمجھا جاتا تھا- مہابت خان اور امرا کو حکم ملا کہ شاہزادے کو گرفتار کرلا- راؤ رتن بھی اس مہم مین مقرر تھا- ٹاڈ کہتا ہے کہ خرم چونکہ آمیر کا بھانجا تھا اور راجپوت اُسکی حمایت پر تھے مفسدہ عظیم برپا ہوا- بجز راؤ رتن کے بائیس راجے باغی ہوگئے اپنے اخلاف مادھو سنگھ اور ہری سنگھ کو لیکر رتن برہان پور کو گیا اور باغیون پر فتح کلی حاصل کی اس محاربے مین کہ کاتک سدی ۵ سمت ۱۶۳۵ مطابق سنہ ۱۵۷۹ء روز سہ شنبہ کو واقع ہوا (لیکن ان سنون مین غلطی ہے) اُس کے دونون بیٹے سخت زخمی ہوئے اس حسن خدمت کے صلے مین راؤ رتن کو برہان پور کی حکومت جہانگیر نے عطا کی اور اُس کے خلف دوم مادھو سنگھ کو کوٹہ شہر مع علاقجات بادشاہی عطا ہوا- راؤ رتن نے بزمانۂ حکمرانی برہان پور کے ایک شہر آباد کرکے اُس کا نام رتن پور رکھا پھر اُس نے ایک ایسی خدمت کی جس سے بادشاہ بہت خوش ہوا- دریا خان نامی ایک مفسد سردار نے اُس کے ملک مین فساد و غارتگری کی ہاڑا نے اُس پر حملہ کرکے شکست دی اور گرفتار کرکے بادشاہ کے پاس لے گیا

اس مہم کے عوض مین بادشاہ نے اُس کو نوبت خانہ اور زردنشان سواری مین آگے چلنے کے واسطے اور سُرخ جھنڈا لشکر کے واسطے عطا کیا۔ ٹاڈ کا یہ کہنا بھی نہایت غلط ہے کہ خرم نے اپنے بھائی پرویز کو بھی ملا لیا تھا کیونکہ پرویز تو مہابت خان کے ساتھ اس مہم پر بھیجا گیا تھا یہ بیان صحت سے گرا ہوا ہے اس لئے کہ شاہ جہان کی طرفداری پر بائیس راجے ہرگز باغی نہین ہوئے اور وہ بائیس تھے کون سے ہندوستان بھر مین انگلیون پر گننے کے قابل چند نام ونمود کے ایسے راجے تھے جن پر جہانگیر کا پرتو التفات پڑتا اگر وہ باغی بھی ہوئے تو پھر اُنسے جہانگیر کو کیا نقصان پہونچا اُس کی سپاہ نے سب کو کچل ڈالا۔ ہاڑا مین تنہا اُنکے مغلوب کرنے کی قوت کہان سے آئی۔ اور راؤ ند کو پہلے ہی سے برہان پور کا حاکم تھا۔ اور بوندی کی تقسیم تو راؤ کے مرنے کے بعد شاہ جہان کے حکم سے وقوع مین آئی تھی۔

القصہ جب زمانے نے کروٹ بدلی اور شاہ جہانی اقبال آفتاب عالم تاب کی طرح چمکا راؤ رتن خوف کے مارے اپنے وطن بوندی کو چلدیا لیکن پھر کچھ سوچ سمجھ کر ۸ رجب ۱۰۳۷ھ ہجری کو مقام آگرہ پر دربار مین حاضر ہو گیا شاہ جہان نے نہایت عالی ہمتی سے پہلی باتون کو دل سے بھلا دیا اور خلعت وجمدھر مرصع علم ونقارہ اسپ وفیل مرحمت کر کے منصب پنجہزاری ذات وپنجہزار سوار بحال رکھا۔ پہلے سال جلوس مین خان خانان مہابت خان کے ساتھ مہم کابل پر متعین ہوا۔ ۳ سنہ جلوس مین بہت سے اور منصب دارون کے ساتھ مہم تلنگانہ پر مامور ہو کر روانہ ہوا۔ ۴ صفر ۱۰۴۰ھ ہجری مطابق ۱۶۳۰ء کو حسب الحکم حضور مین حاضر ہوا اور یمین الدولہ آصف خان کے ساتھ پھر دکن مین مامور کیا گیا بالاگھاٹ مین پہونچ کر ۱۶ جمادی الاولے ۱۰۴۱ھ ہجری (مطابق ۱۶۳۱ء و ۱۶۳۲ء) کو وفات پائی ولی عہد گوپی ناتھ اُسکے سامنے مر چکا تھا اس واسطے بادشاہ نے اُسکے پوتے شتر سال کو بوندی پر قائم رکھکر دوسرے بیٹے کو کوٹے کا علاقہ اور ایک دوسرا پرگنہ جاگیر مین دیدیا جس سے کوٹے کا راج اس وقت سے تقریباً تین سو برس پہلے علیحدہ ہوا۔ اسکی تفصیل بادشاہ نامے مین اس طرح لکھی ہے۔

۱۶ ربیع الاول ۱۰۴۱ھ ہجری (مطابق ۱۶۳۱ء) کو بالاگھاٹ کی عرضیون سے حضور مین معلوم ہوا کہ راؤ رتن کی زندگی کے دن پورے ہوئے قدردان بادشاہ نے اُس کے ولی عہد پوتے کو راؤ خطاب اور تین ہزاری ذات دوہزار سوار کا منصب عنایت کر کے بوندی اور کٹھر کا علاقہ جو راؤ رتن کا وطن تھا جاگیر مین دینے کے بعد فرمان کے ذریعہ سے حضور مین طلب کیا۔ راؤ رتن کے چھوٹے بیٹے مادھو سنگھ کو ڈھائی ہزاری ذات ڈیڑھ ہزار سوار کا منصب اور کوٹہ اور پھلاینہ کا پرگنہ علیحدہ جاگیر مین دیا راؤ شترسال کا باپ گوپی ناتھ (راؤ رتن کا بڑا بیٹا) دُبلے بدن پر بھی ایسا طاقتور تھا کہ درخت کی دو شاخین جو شامیانے کے ستون کی برابر ہون اُن مین سے ایک پر پانؤن رکھکر اور دوسری کو کمر لگا کر چیر ڈالتا تھا آخر وہ ایسے ہی بے فائدہ زور کرنے سے بیمار پڑکر جلد مر گیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ ٹاڈ نے جو گوپی ناتھ کے مارے جانے کو ایک زناکاری کے فعل کے ارتکاب کی بادشاہ سے منسوب کیا ہے سخت غلطی کی ہے۔ اُس کا بیان ہے کہ گوپی ناتھ ولی عہد بوندی کی بلدیہ نسل کے برہمن کی عورت سے آشنائی ہو گئی تھی وہ رات کے وقت کمند ڈال کر اُس کے گھر مین جایا کرتا تھا ایک شب برہمن نے اُسکو گرفتار کیا

ہاتھ یا نوں باندھ دیے اور سیدھا محل مین جاکر راؤ سے کہا کہ مین نے ایک سارق کو اپنی عزت چوراتا ہوا گرفتار کیا ہے اس جرم کی کیا سزا ہے راؤ نے جواب دیا کہ مار ڈالنا چاہیئے اُس نے گھر پر آکر بلا انتظار کسی اور امر کے ہتھوڑے سے اُس کا سر توڑ ڈالا اور لاش کو شارع عام مین پھینک دیا راؤ رتن کو خبر پہونچی کہ بیٹا مارا گیا اور اُسکی لاش ذلت سے راستے مین پڑی ہے مگر جب دریافت ہوا کہ حرکت ناشایستہ کا مرتکب ہوا تھا اور میرے حکم سے مارا گیا بجز سکوت کے کچھ جواب نہ دے سکا اس لغو قصے کے رد کرنے کی تکلیف کرنا اور ابطال پر وجوہات لانا بھی عبث ہے۔

۱۸- راؤ شترسال یا چترسال

راؤ رتن کے مرنے کے بعد سمت ۱۶۸۸ مطابق سنہ ۱۶۳۱ء مین شاہ جہان نے اس کو کہ گوپی ناتھ کا بڑا بیٹا تھا اُس کا جانشین مقرر کرکے منصب سہ ہزاری ذات دو ہزار سوار سے سرفراز کیا اور خطاب راؤ سے مفتخر کرکے بوندی اُکھٹھکر اور قرب وجوار کے پرگنات جاگیر مین مرحمت فرمائے جب راؤ شترسال بالاگھاٹ سے دربار مین حاضر ہوا چالیس ہاتھی پیش کش کئے بادشاہ نے اٹھارہ ہاتھی قیمتی مبلغ دو لاکھ پچاس ہزار روپیہ قبول کرکے بقیہ ہاتھی واپس کردیے اور خلعت فاخرہ اور علم ونقارہ اور اسپ مع ساز نقرہ کے عطا کیا ٹاڈ کا یہ کہنا کہ شاہ جہان نے شترسال کو دارالسلطنت کا حاکم مقرر کردیا تھا کہ اپنی کل عمر مین وہ اس عہدے پر مامور رہا صحیح نہین اس لئے کہ وہ اپنے دادا کے بعد راج پاکر سلسلہ وار دکن مین مامور رہا جہان سے پانچ برس کے بعد واپسی کی اجازت ملی تھی۔

سنہ ۶ جلوس شاہ جہان مین محاصرہ قلعہ دولت آباد مین اور اسکے بعد تسخیر قلعہ پرینڈہ مین شریک ہوکر شجاعت وبہادری کے خوب جوہر دکھائے اور اس کے صلے مین خان زمان خان صوبہ دار بالاگھاٹ کا نائب مقرر ہوکر بالاگھاٹ مین متعین ہوا سنہ ۱۸ جلوس مین مہم قندھار مین شریک ہوا سنہ ۱۹ جلوس مین مہم بلخ وبدخشان مین مامور ہوا سنہ ۲۱ جلوس مین وہان سے واپس آکر رخصت حاصل کرکے وطن کو روانہ ہوا سنہ ۱۲ جلوس مین واپس آکر منصب سہ ہزار و پانصدی ذات سہ ہزار و پانصد سوار پر سرفراز ہوا اور شاہ زادہ اورنگ زیب کے ساتھ مہم قندھار پر تعینات ہوا۔ اور رستم خان اور قلیچ خان کے ساتھ محاصرہ قلعہ کبست مین نہایت جہادری اور بے جگری سے خدمتین انجام دین سنہ ۲۵ جلوس مین شاہ زادہ اورنگ زیب کے ساتھ اور سنہ ۲۶ جلوس مین شاہ زادہ داراشکوہ کے ساتھ مہم قندھار مین شریک ہوا۔

سنہ ۲۹ جلوس مین شاہ زادہ اورنگ زیب کے ساتھ دکن مین متعین ہوا اُس نے کل معرکون علی الخصوص قلعہ دولت آباد کلیانی وبیدر کے حملون مین خدمات نمایان انجام دین قلعہ بیدر کے حملے مین چترسال خود حاکم تھا کہ اُس مقام کو فتح کیا سمت ۱۷۰۹ مطابق سنہ ۱۶۵۳ء کے معرکہ کالیرگ مین بھی چترسال بذات خود شریک حملہ تھا یہ مقام بھی سخت مقابلہ آرائی کے بعد مفتوح ہوا۔ آخر جاے پناہ دکن کی قلعہ ادھونی تھا جس نے جملہ جنگ کو موقوف کیا اور اُس کے فتح ہونے کے بعد دکن صاف ہوگیا اور پھر شور وفساد باقی نرہا۔ معاملات

دکن کے اس موقع پر شاہ جہان کی بیماری کی خبر پہونچی تو شجاع اور اورنگ زیب اور مراد بخش سنہ ۳۱ جلوس شاہ جہان (سمت ۱۷۱۵ مطابق سنہ ۱۶۵۹ ع) مین اپنی اپنی فوجون کے ساتھ دارالحکومۃ کی طرف روانہ ہوئے۔

بادشاہ نے اپنے بیٹون کے حملہ آور ہونے کی خبر سُنکر چترسال کو خفیہ لکھا کہ حضور مین حاضر ہوجائے فرمان پہونچتے ہی چترسال نے سوچا کہ مین تخت کا نوکر ہون بجز تعمیل کے مجھکو چارہ نہین فوراً دکن سے روانگی کی تیاری کی یہ خبر اورنگ زیب کے کان مین پہونچی اُس نے سبب دریافت کیا اور یہ بھی کہا کہ مین بھی عنقریب تمھارے ساتھ چلون گا جلدی کیون کرتے ہو رئیس بوندی نے فرمان دکھا کر جواب دیا کہ ہمارا فرض ہے کہ جو بادشاہ حکم دے اُسکی تعمیل کرین اورنگ زیب نے حکم دیا کہ جانے نہ پائے اور اُس کا لشکر گھیر لیا جائے مگر چترسال بھی بہت ہوشیار اور دوراندیش تھا اُس نے پیشتر سے اسباب روانہ کردیا تھا اب اپنے سردارون اور گل رؤسائے خیرخواہ سلطنت کو جمع کرکے یکبارگی کوچ کردیا اورنگ زیب کی فوج کی ہمت نہ پڑی کہ اُنھین روکے یا اُنسے لڑے اس طرح وہ دریاے نربدا پر پہونچے اور بہ امداد سولنگی رئیسون کے کہ دریاے نربدا کے کنارے پر رہتے تھے عین طغیانی مین عبور کیا چترسال کی شجاعت اور ہنروری سے تنگ آکر اورنگ زیب نے تعاقب چھوڑدیا کہ وہ بامن وعافیت بوندی مین پہونچ گیا اور اپنے گھر کا بندوبست کرکے ضعیف الحم بادشاہ کی دستگیری کے لئے دارالحکومۃ مین داخل ہوا۔

ٹاڈ نے چترسال کے متعلق مبالغے سے کام لیا ہے جب وہ عالمگیر پر اتنا بھاری تھا تو عالمگیر کے مقابلے پر دارا شکوہ کی معیت مین باوجود ایڑی چوٹی کا زور لگادینے کے کیون تباہ ہوا اصل یہ ہے کہ یہ شخص چھپ کر عالمگیر سے بھاگ نکلا اُس کو بڑے بڑے کام انجام دینا تھے۔ اک کمزور زمیندار کا کیا تعاقب کرتا جب یہ شاہزادے دارالسلطنت پر حملہ آور ہونے کے ارادے سے آگے کو بڑھنے لگے تو خاندان کے خیرخواہون نے ولی عہد سلطنت دارا شکوہ سے ہرچند عرض کیا کہ جو آگ بھڑک گئی ہے آب تدبیر کے بغیر بجھنی مشکل ہے اس مین بادشاہ کو ایک فریق بنانا مناسب نہین ہے اورنگ زیب اور مراد بخش وغیرہ کو آنے دینا چاہیے جب بادشاہ کے حکم سے شاہی اُمرا اُنسے علحدہ ہوجائین گے تو اُن مین خود ہی لڑنے کی طاقت نرہے گی بادشاہ نے بھی اس راے کو پسند کیا لیکن دارا شکوہ نے اپنی ناتجربہ کاری کی وجہ سے راؤ شترسال اور رام سنگھ کے انحواسے اس بات کو منظور نہ کیا بلکہ اس راے کو نفاق پر محمول کرکے علانیہ کہدیا کہ تمن عنقریب این کوتہ پاچہ ہا را (یعنی شرعی پائجون والے مسلمان امیرون کو) در حلیب (اردلی) شترسال خواہم دوانید۔ اس فقرے کے سنتے ہی سب امرا کیا تورانی کیا ایرانی بیدل ہوکر در پردہ فریق ثانی کے طرفدار ہوگئے جیسا کہ عاقل خان رازی نے اپنی تاریخ موسوم بہ ظفرنامۂ عالمگیری مین لکھا ہے۔

غرضکہ اورنگ زیب نے معرکۂ اجمین مین جسونت سنگھ سے میدان مار کر آگرے کے قریب موضع ساموگڑھ مین پڑاؤ ڈالکر مورچے جمائے اور دارا شکوہ سے یہان جنگ ہوئی دارا شکوہ کی فوج کو جب شکست ہوئی اور وہ بھاگنے لگی شترسال نے اس پر ملال موقع پر اپنے سردارون سے مخاطب ہوکے کہا جو بھاگے اُس پر لعنت ہے حق نمک کے زور سے اس میدان مین میرا قدم گڑا ہوا ہے بغیر فتح کے مین یہان سے زندہ نہ جاؤن گا اس طرح اپنے آدمیون کو آوازدے کر

وہ ہاتھی پر چڑھا اسی درمیان مین اُس کے ہاتھی کے گولہ لگا کہ وہ پیچھے پھر کر بھاگا شترسال کود اور گھوڑا طلب کر کے پکارا کہ ہاتھی نے پہلے ہی دشمن کو پشت دکھادی مگر مین نہ دکھاؤن گا گھوڑے پر سوار ہوکر اور اپنی فوج کا غول بنا کر شہزادہ مراد پر حملہ آور ہوا اور اُس کو نشانہ بنا کر بھالا چلایا تھا کہ اُسی دم اُس کی پیشانی مین گولی لگی اور مر گیا اور اُس کا چھوٹا بیٹا بھرت سنگھ کہ وقت وفات باپ کے ساتھ تھا وہ بھی مع عمدہ ترین اشخاص خاندان کے اُسی کھیت مین کام آیا محکم سنگھ برادر راؤ مع دو بیٹون کے اور اودے سنگھ دوسرا بھتیجا بھی کمال وفاداری سے جان بحق ہوئے اُس طرح اجین اور دھولپور کی دو لڑائیون مین کم سے کم بارہ رئیس ذی رتبہ نے مع شاخ ہر قوم کے جانین کھوئین ۔ بوندی کے محل مین اُس مکان کو جو راؤ کے نام سے چترمحل کہلاتا ہے زیادہ کر کے رونق دی اور پاٹن مین کیشورائے کا مندر اُس کے حکم سے تعمیر ہوا تھا ۔

۱۹ - راؤ بھاؤ سنگھ

سمت ۱۷۱۵ مطابق ۱۶۵۹ء مین اپنے باپ کی جگہ بوندی کا حاکم ہوا ۔ اورنگ زیب نے سلطنت حاصل کرنے کے بعد اپنا کل غضب جو چترسال پر تھا اُس کے جانشین راؤ بھاؤ سنگھ پر نازل کیا اور راجہ آتمارام گوڑ رئیس شیوپور کو متعین کیا کہ ہاڑون کی سرکش و باغی قوم کو مغلوب کر کے بوندی کو رنتھنبور کے علاقے مین شامل کرے راجہ آتمارام نے بجمعیت بارہ ہزار سپاہ کے ہاڑوتی مین جا کر قتل و آتش زنی سے ویرانی شروع کی اور قصبۂ کھتولی علاقۂ اندرگڑھ کا محاصرہ شروع کیا ہاڑون نے مخفیہ جمع ہو کے بمقام گوترہ لڑائی کی اور آتمارام کو شکست دے کر بھگا دیا بادشاہی نشان اور اُس کا اسباب لوٹ لیا اس پر بھی قناعت نکر کے اُس نے شیوپور کو جاگیر اراجہ آتمارام زدہ ہو کے دربار شاہی مین پہونچا اور ہاڑون کی تازہ شرارت کی کیفیت حضور مین عرض کی ۔

کرنل ٹاڈ بعض وقت رو مین کچھ کا کچھ لکھ جاتا ہے اور بے سوچے اور تحقیق کئے دیسی بھاٹون وغیرہ کی باتون کو قلم بند کر دیتا ہے ۔ عالمگیر کا فوج بھیجنا اور بھاؤ سنگھ کا لڑنا دونون باتین غلط ہین بلکہ راؤ پہلے سال جلوس عالمگیری مین دربار مین حاضر ہوگیا بادشاہ نے ازراہ مراحم خسروانہ علم و نقارہ اور خطاب راؤ مرحمت فرما کر منصب سہ ہزاری ذات دو ہزار سوار پر سرفراز فرمایا اور اُس کا وطن بوندی جاگیر مین عطا کیا اور اُس نے تمام عمر بادشاہی فوج کے شامل رہ کر خدمت کی ۔ شاہزادہ شجاع کی لڑائی مین تو پنچانہ شاہی کا اہتمام اس کے سپرد کیا گیا اور اس شاہزادے کی شکست کے بعد شاہزادہ سلطان کے ساتھ تعاقب پر مامور ہوا اور اس مہم سے فارغ ہو کر ۳ سنہ جلوس مین امیر الامرا شایستہ خان کے ساتھ محاصرہ قلعہ اسلام آباد عرف چاکنہ مین جان فشانی کا حق ادا کیا اسکے بعد مہاراجہ جسونت سنگھ کے ساتھ سیوا کی تنبیہ کے لئے دکن کو بھیجا گیا اور جب مہاراجہ جسونت سنگھ کی جگہ مرزا راجہ جے سنگھ مامور ہوا اُس کی ماتحتی مین خدمتین بجا لایا ۹ سنہ جلوس مین دلیر خان کے ساتھ زمیندار چاندہ کی تنبیہ پر مامور ہوا اسکے بعد اورنگ آباد مین متعین ہوا اور اُسی جگہ ۱۰۸۸ھ مین وفات پائی ۔

راؤ بھاؤ سنگھ کی بن کی شادی مہاراجہ جسونت سنگھ سے ہوئی تھی جب جسونت سنگھ نے اورنگ زیب سے بغاوت

کرنی چاہی اپنی اس رانی کو بلاکر اُس سے بھائی پر بہت دباؤ ڈلوایا کہ وہ بھی بادشاہ کے خلاف بغاوت کرنے میں اُس کا ساتھ دے لیکن بھاؤ سنگھ نے خاندانی تعلقات پر حق نمک کو مقدم سمجھا اور صاف انکار کرکے کہدیا کہ میں بادشاہ کا نمک حلال جاں نثار ہوں نمک حرامی کا داغ لیکر دُنیا سے جانا نہیں چاہتا بھاؤ سنگھ کے لاولد گذر جانے سے بادشاہ نے اُسکے بھائی بھیم سنگھ کے پوتے انردہ سنگھ پسر کشن سنگھ کو اُس کا جانشین مقرر کرکے حکومت پر سرفراز فرمایا۔ اس انردہ سنگھ کا عرف انوراؤ تھا۔

۲۰۔ راؤ انردہ سنگھ عرف انوراؤ

یہ سمت ۱۷۲۴ مطابق ۱۶۶۸ء مین راج کا مالک قرار پایا۔ بادشاہ نے اس کو خلعت کے ساتھ اپنی سواری کا گج گوڑ نامی ہاتھی بھیجا۔ انوراؤ دکن کی مہم مین اورنگ زیب کے ساتھ رہا اور ایک دفعہ حرم سرا کی بیگمات کو دشمنوں سے بچاکر بڑی خیر خواہی کی بادشاہ نے اُس کی بہادری سے خوش ہوکر پوچھا کیا انعام چاہتا ہے اُس نے درخواست کی بجاے لشکر کے پچھلے حصے کی نوکری کے مجھکو آگے کی فوج کی خدمت ملے بعد ازان بیجاپور کے محاصرے مین اُس نے بڑی نیک نامی حاصل کی۔ اتفاقاً درجن سنگھ نامی اپنے ہی ایک سردار سے اُس کی نااتفاقی ہوئی کہ اس باعث سے چند مشکلات واقع ہوئین ایک روز حالت افروختگی مین راؤ نے اُس سے کہا کہ مجھکو تم سے جو امید ہے مین بخوبی جانتا ہون وہ لشکر سے چلا گیا اور اپنے رشتہ دارون کو جمع کرکے ۲۶ سنہ جلوس عالمگیر مین بوندی کا محاصرہ کرکے اُس پر قبضہ کرلیا اُس وقت انردہ سنگھ بادشاہ کی خدمت مین حاضر تھا بادشاہ نے یہ خبر سُنکر خلعت خصت اور اسپ وفیل اور نقارہ اُسکو مرحمت فرمایا اور مغل خان کو مع فوج کے امداد کے واسطے ساتھ کیا درجن سنگھ نے اس فوج کا مقابلہ کیا لیکن شکست کھاکر پہاڑون مین جا چھپا اور بوندی پر انردہ سنگھ کا قبضہ ہوگیا اور درجن سنگھ کی جاگیر ضبط کی مگر قبیل اخراج درجن سنگھ نے اپنی جانشینی کا ٹیکہ اپنے بھائی بلون والہ کی پیشانی پر کردیا تھا بوندی کا معاملہ طے کرنے کے بعد انوراؤ بہ اتفاق راجہ بشن سنگھ والی آمبیر عالمگیر کے بڑے بادشاہ زادے محمد معظم کے ساتھ کابل جاکر سمت ۱۷۶۲ مطابق ۱۷۰۶ سنہ عیسوی مین گذر گیا اور اُسکے دو بیٹون بودھ سنگھ یا بدھ سنگھ اور جودھ سنگھ مین سے بڑا کنور جو کابل کی فوج مین موجود تھا راج کا مالک ہوا۔

۲۱۔ راؤ راجہ بدھ سنگھ

یہ راج پاکر کابل مین بادشاہ زادۂ بہادر شاہ (شاہ عالم) کے پاس رہا جس سے دوسرے بادشاہ زادہ اعظم نے جو دکن مین بادشاہ کے پاس تھا مئو میدانہ کا پرگنہ بوندی سے نکلوا کر کوٹے کے راؤ رام سنگھ کو دلوادیا اس سے بارون مین دشمنی کا بیج بویا گیا۔ سمت ۱۷۶۳ مطابق ۱۷۰۷ سنہ عیسوی مین عالمگیر کے گذرنے پر شاہزادون مین تخت کے لئے لڑائی ہوئی اور شاہ عالم بہادر شاہ پر اعظم شاہ نے چڑھائی کی تو بدھ سنگھ بادشاہ زادۂ شاہ عالم کے ساتھ اور کوٹہ والا رام سنگھ بادشاہ زادۂ اعظم شاہ کے ہمراہ تھا اس وقت بدھ سنگھ عین عالم جوانی مین تھا اور اُسی زمانے مین اپنے بھائی جودھ سنگھ کے مرنے کا صدمہ اُٹھا چکا تھا بادشاہ نے اُسکو حکم دیا کہ بوندی مین جاکر رسمیات ماتم ادا کرے اور اپنے عزیز واقارب کے

تشفی دے بُدھ سنگھ نے جواب دیا کہ بوندی جانے کی چنداں ضرورت نہیں ہے مگر اپنے آقا کے ساتھ میدان جنگ
مین جانا لابد ہے۔ شاہ عالم لاہور سے روانہ ہوا اور اعظم شاہ مع اپنے بیٹے بیدار بخت کے دکن سے چلا بمقام جاجو
قریب دھولپور دونون کی فوجون کا مقابلہ ہوا اس جنگ وجدل کے کشت وخون سے بدتر حال ہندوستان کی
تاریخ مین مسلمانون کے عہد کا درج نہیں ہوا ہے اگر یہ نزاع اُسی قسم کا ہوتا جیسے مسلمان مخالف فریقون کی مدد سے
تخت نشینی کے واسطے اکثر ہوتا تھا تو یقین ہے کہ اُسی طرح ایک دفعہ فساد برپا ہو کے فریقین کے مددگارون کی
درماندگی وکنارہ کشی سے ازخود رفع ہوجاتا مگر اس مرتبہ راجپوتانے کے بہادرون کے گروہ جمع ہوئے کہ خاندان کے
مقابلے مین خاندان اور شاخ کے مقابلے مین شاخ ہر ایک دوسرے کے خون کے تشنہ تھے رؤساے کوٹہ
ودنیا جو مدت تک بہ تحت شاہ زادۂ اعظم شاہ نوکری مین رہے تھے اور اُس کے اشفاق وعنایات کے مرہون تھے
اُس کے حامی ہوئے رؤساے بوندی ودنیا کے درمیان دکن کی مہمات مین بالاتفاق فتوحات عظیم حاصل کرنے سے
انتہا درجے کا اتحاد تھا۔ رام سنگھ والی کوٹہ شاہ عالم کا مقابلہ کرنے پر اس تمنا سے آمادہ ہوا تھا کہ خاندان ہاڑا کا
سرگروہ ہوجائے واقع مین اعظم شاہ نے فتح کی اُمید سے اُس کی عزت وتعظیم بوندی کی برابر کردی تھی طرفین
کی ایسی تحریک سے ہاڑون کی مخالف جمعیتین میدان جاجو مین برسر مقابلہ آئین اس غرض سے کہ نہ فقط
شاہزادون کے دعوے سلطنت کا بلکہ اپنے اپنے خاندانون کی فضیلت کا بھی یکبارگی فیصلہ کرین لڑائی شروع
ہونے سے پیشتر رام سنگھ نے راؤ بدھ سنگھ کے پاس پیغام بھیجا تھا کہ شاہ عالم کو چھوڑ کر اعظم شاہ کی طرف آجائے
مگر اُس نے نفرت سے جواب دیا کہ یہ میدان جس پر میرے بزرگ (شش سال) نے جان دے کر نیک نامی حاصل
کی ہے ایسا نہین ہے کہ اُس پر مین اپنے شاہزادے کا ساتھ چھوڑ کر ہمیشہ کے واسطے ذلیل ہون اس لڑائی
مین سخت صدمہ طرفین سے راجپوتون نے اُٹھایا کوٹے کا ہاڑا رئیس اور بندیلہ دلپت والی دنیا دونون توپ
کے گولون سے مارے گئے اعظم شاہ اور اُس کے بیٹے بیدار بخت نے ہلاک ہوکے اپنے دعوے کو ختم کیا۔

اس میدان کی خیرخواہی وجان فشانی کے جاگیر مین بُدھ سنگھ کو راؤ راجہ کا خطاب اور سہ ہزار وپانصدی
ذات وسوار کا منصب اور مؤمیدانہ کی زمینداری جو رام سنگھ سے متعلق تھی اور جو شاہ زادۂ اعظم شاہ کی رفاقت مین
مارا گیا تھا ملی۔ جاجو کے میدان مین رام سنگھ کے مارے جانے سے کوٹہ بوندی کے رئیسون مین جو عداوت
پیدا ہوئی تھی اُس کو بھیم سنگھ پسر رام سنگھ نے سرسبز رکھا وہ فرخ سیر کے وزیر سیدون کے فریق کا مددگار ہوگیا۔
عداوت کے جوش مین راجہ بھیم سنگھ راجپوتون کے طریق کو ایسا بھول گیا کہ اُس نے فصیل سے باہر اپنے دشمن پر
جس وقت وہ گھوڑا پھیرتا تھا حملہ کیا اُس کے چند ہمراہیون نے اپنے سردار کے گرد حلقہ کرکے بہت جوانمردی سے
مقابلہ کیا اور سخت نقصان اُٹھا کے جاے امن مین پہونچ گئے بُدھ سنگھ نے جب دیکھا کہ فرخ سیر بادشاہ کی مدد کی
قابلیت نہین ہے اور دشمن کے فریب سے شکستہ بال ہوگیا مجبوراً مفرور ہونے مین صورت امن دیکھی چند روز
کے بعد فرخ سیر مقتول ہوا۔

اس زمانے مین راجہ جے سنگھ سوای والی آمیر نے ارادہ کیا کہ راؤ بودھ سنگھ کو بوندی سے بے دخل کیا جائے بُدھ سنگھ دربار دہلی سے اُس کے ساتھ آمیر کو گیا تھا اور اُس کا مہمان تھا اس نزاع کا سبب یہ لکھا ہے کہ راجہ جے سنگھ کی بہن بدھ سنگھ سے بیاہی تھی اول اس لڑکی کی نسبت بہادر شاہ سے ہوئی تھی مگر اُس نے بعوض خیرخواہی فتح دھولپور کے اپنا دعوے چھوڑ کر بُدھ سنگھ کے ساتھ شادی ہونے کی اجازت دیدی تھی نحوست بخت سے اُس کے کوئی اولاد نہوئی اور دوسری رانی دختر سردار بیگون ماتحت اودیپور کے دو صغیر سن لڑکون سے حسد کرتی تھی اپنے شوہر کی غیر حاضری مین جعل مشہور کرکے کہین سے ایک بچہ منگا لیا اور اُس کو وارث ریاست قرار دیا۔ راؤ بُدھ سنگھ اپنی رانی کی کینہ وری اور اپنے اطفال کی خرابی سے واقف تھا آمیر مین آیا تب اُس نے اپنی رانی کے بھائی کو اُسکے طریقے سے آگاہ کرنے کا موقع مناسب سمجھا بھائی نے اُسی وقت اپنی بہن سے دریافت حال کیا اُس نے یا تو اپنی عصمت مشتبہ ہونے کے خیال سے یا فریب ظاہر ہوجانے کے خوف سے یکایک طیش مین آکے اپنے بھائی کی کمر سے خنجر کھینچ لیا اور درزی کے بچے کا طعنہ دیکر ایسا حملہ کیا کہ اگر وہ مغرور نہوجاتا تو ضرور ہلاک کر ڈالتی۔ یہ رانی بچے سنگھ عرف چمن جی برادر جے سنگھ کی حقیقی اور جے سنگھ کی سوتیلی ہمشیرہ تھی۔

اس ذلت کے انتقام کی غرض سے جے سنگھ نے مخفی طور پر بُدھ سنگھ کو مسند سے خارج کرکے اپنی طرف سے دوسرا راجہ مقرر کرنے کا ارادہ کیا اور حق یہ ہے کہ اُس کو یہ خیال تھا کہ چھوٹے راجون اور جاگیردارون کو ماتحت اپنی حکومت کا کرے۔

ہاڑا آمیر مین مہمان نوازی اور رشتہ داری کے اعتبار پر مقیم تھا جے سنگھ نے اپنے مقاصد حاصل کرنے کا یہ موقع اچھا سمجھا اور رئیس بوندی کو ایما کیا کہ تم آمیر مین رہو اور یا نسور و پیہ روز اپنے خرچ کے لئے لیتے رہو اُسکے چچا یعنی اُس اجیت سنگھ کے بھائی نے جو اپنے آقا کی خیرخواہی مین آگرے کے مقام پر مارا گیا تھا دانائی سے جے سنگھ کے مخفی ارادے کو سمجھ لیا اور فوراً بوندی کو لکھ بھیجا کہ بیگون کی رانی اپنے بچون کو لیکر اپنے باپ کے گھر چلی جائے اور کچھ تفحہ دیکر فصیل آمیر سے باہر خفیہ اپنا گردہ بنایا اور اپنے رئیس کو آگاہ کرکے اُس پر خطر مقام سے سب بھاگ گئے تین سو ہاڑون کی جمعیت ساتھ ہونے سے بُدھ سنگھ کو کسی طرح کا خوف نہ تھا سیدھا اپنی راجدھانی بوندی کو روانہ ہوا مگر مقام پانچولا اس واقع سرحد پر آمیر کے پانچ سردارون کی منتخب فوج نے جاگھیرا ہنگامۂ جدال و قتال برپا ہوا آمیر کے پانچون سردار ہمراہیون کے گروہ کثیر سمیت مارے گئے کہ سرداران اسرودہ و سردار اور بھوار (بواہ مہل کی چھتریان اب تک ہاڑون کی شجاعت کی شہادت دیتی ہین بُدھ سنگھ کا چچا مارا گیا اور بہادرون کی ایسی قلت ہوئی کہ بوندی کا جانا خلاف مصلحت متصور ہوا اس واسطے میواڑ کے علاقہ بیگون کو چلے گئے جہان بُدھ سنگھ کی دوسری سسرال تھی مہاراجہ سوای جے سنگھ نے کروڑ کے جاگیردار دلیل سنگھ کو بوندی کا راؤ راجہ بنا کر اپنے ماتحت کر لیا اور آمیر کی لڑکی سے اس کی شادی بھی ہوگئی۔

اپنے خاندان کی بڑی شاخ کی مصیبت زدگی کو غنیمت سمجھ کے راجہ بھیم سنگھ کوٹہ والہ نے اجیت سنگھ مہاراجہ

مارواڑ اور دہلی کے وزیر سیدون سے کامل رفاقت پیدا کی اور جمبل کو دریا ستون کی سرحد مقرر کرکے دریاے مذکور سے مشرق کی طرف کے کل ملک پر بجز کوٹڑیون کے اپنا قبضہ کرلیا اس طرح ہرطرف کے دشمنون سے تنگ ہو کے اور چندیر تبہ اپنا ملک حاصل کرنے مین عبث کوشش کرکے بدھ سنگھ حالت جلاوطنی مین بارہ برس کے بعد سمت ۱۷۹۶ مطابق سنہ ۱۷۴۰ ع مین بیگون مقام پر گذر گیا۔

اُس کے دو بیٹے امید سنگھ اور دیپ سنگھ رہے مگر انکو اپنے ماموں کی پناہ مین سے جلد بھاگنا پڑا کیونکہ اودیپور کے رانا نے جے سنگھ والی آمبیر کے ایما سے بیگون کو ضبط کیا ان مین سے بڑے نے ہوش سنبھال کر اپنا ملک واپس لیا اور دیپ سنگھ کوکا پرن کی جاگیر ملی

۲۲- اُمید سنگھ

اس نے مختصر گروہ ہمراہیون کا جمع کیا اور پچپل (پیاے مجہول) کے جنگل مین پناہ لی اور وہان سے درجن سال پسر راجہ بھیم سنگھ والی کوٹہ کو لکھا یہ شخص رحم دل تھا اُسکی دستگیری کی بلکہ ملکیتی روتی حاصل کرنے مین مدد دی سمت ۱۸۰۰ مطابق سنہ ۱۷۴۴ ع مین جب اس کا دشمن راجہ جے سنگھ سوای مرا تو اس وقت اُمید سنگھ کی عمر ۱۲ سال کی تھی یہ خبر سنتے ہی وہ اپنی مختصر جمعیت لیکر چڑھا اور پاٹن اور کے ٹولی (بواو مجہول) کو فتح کیا جس وقت مشہور ہوا کہ بدھ سنگھ کا بیٹا ہوشیار ہے قدیم ہاڑا اُس کے ساتھ فراہم ہوئے اور کوٹے کے راؤ درجن سنگھ کی مدد سے بوندی پر قبضہ حاصل کیا۔

لیکن جے سنگھ کے جانشین ایشری سنگھ نے فوج کشی کی اور اول کوٹے کا محاصرہ ہوا صرف نقصان پہونچا کر محاصرہ اُٹھا لیا کوٹے سے واپس ہوکر اُمید سنگھ پر حملہ کرنے کے واسطے نانک پنتھیون کی جمعیت متعین کی اُمید سنگھ دب کر لوہاری عرف بودن (بواو معروف) کے مینون کے پاس جو اس کو ہستان کے قدیم سے مالک تھے اور باوجودیکہ اُنکو ہاڑون نے ہی بے دخل کیا تھا اُنکے خیرخواہ رہے جاکر پناہ پذیر ہوا اُمید سنگھ کی بہادری اور مصیبت زدگی نے اُنکے دلون پر ایسا اثر کیا کہ پانچ ہزار تیرانداز جمع ہوکے اُس کے ساتھ دشمن پر حملہ آور ہوئے بی چوری کے مقام پر مقابلہ ہوا جس حالت مین چست و تیز رو بہاڑیون نے لشکر کو تاراج کیا امید سنگھ نے دست بقبضہ ہوکے کمال بیرحمی سے قتل کیا اور نقارہ و نشان چھین لیا اس شکست کی خبر پہونچتے ہی جیپور سے اٹھارہ ہزار آدمیون کی فوج بہ سرکردگی نارائن داس کھتری اُمید سنگھ کے مقابلے کے واسطے متعین ہوئی مگر بی چوری کی فتح سے ہاڑون کو ہمت و استقلال حاصل ہوگیا ہرطرف سے آکر اپنے نوجوان رئیس کے گرد جمع ہوئے اُس نے بے خوف و خطر دشمن سے مقابلہ کیا جیپور کی فوج ڈبلانہ مین پہونچ گئی اور حملہ کرنے کو تیار تھی اُس وقت اُمید سنگھ سی تون (بواو معروف) کی دیبی کے پوجنے کو گیا تھا اپنی گل دیبی آساپورنا کے روبرو عبادت مین تھا تب اُسکی نظر بوندی پر پڑی کہ نمک حرام کے قبضے مین ہے اُسی وقت قسم کھائی کہ یا تو بوندی فتح کرون گا ورنہ اسی جہد مین اپنی جان دونگا ایسے خیالات سے جوش مین آکر ہر قوم کے بہادر اُس زعفرانی نشان کے گرد جمع ہوئے جو جانگیر نے

راؤ رتن کو عطا کیا تھا اور جس وقت ڈبلانہ کے راستے پر گھاٹے سے نکلے دیکھا دشمن مقابلے کو تیار ہے اُمید سنگھ یک بارگی ہاڑون کا غول بنا کے حملہ آور ہوا دشمن نے بھی بہت زور سے مقابلہ کیا دو دفعہ غول متفرق ہوا اور دونوں دفعہ باوجود گولیوں کی بارش کے پھر بنایا۔ اول حملے مین اُمید سنگھ کا ماموں پرتھی سنگھ سولنکی اور مہاراج مرجاد راجہ رئیس موترہ کہ بہادر ہاڑا تھا اور اُس نے ٹھٹری سپہ سالار فوج جیپور پر چکر چلایا تھا مارے گئے پراگ سنگھ سورن کا سردار کرتھانہ کی جاگیر کی ایک شاخ مین تھا قتل ہوا اور کم درجے کے سردار بہت مارے گئے اُمید سنگھ کے گھوڑے کے توپ کا گولہ لگا کہ اُس کی آنتین نکل پڑین مگر نوجوان راؤ اور اُسکے رشتہ دارون کی بہادری کچھ کارآمد نہ ہوئی سردارون نے اس خوف سے کہ شاید مارا جائے التجا کی کہ لڑائی سے باز رہو اگر تم زندہ رہوگے تو انجام مین بوندی فتح کرلین گے لیکن اگر مرجاؤ گے تو امید بالکل قطع ہوجائے گی اُمید سنگھ نے بڑے افسوس سے اس صلاح کو قبول کیا جسوقت راہ اندر گڑھ پر گھاٹہ سودا والی مین پہونچ کر دم لینے کے واسطے گھوڑے سے اُترا تنگ کھولتے ہی گھوڑا مر گیا اُمید سنگھ بیٹھ کر بہت رویا اور واقعی یہ گھوڑا جس کا نام ہن جا تھا اسی قدر و منزلت کے لائق تھا اُس کی نسل عراقی تھی بادشاہ نے اُمید سنگھ کے باپ کو بخشا تھا اور چند لڑائیون مین اُس کی سواری مین رہا تھا اُمید سنگھ کا یہ غم فقط عارضی نہ تھا کیونکہ اُس نے ہن جا کو ایسا یاد رکھا کہ جیپور کی حاصل کی مہم اول ہن جا کا مزار بطور یادگار بنوایا جو اب تک شہر کے چوک مین موجود ہے اور ہر ایک ہاڑا اُس کی عمدہ تاریخ کی یادگار ہین بہت تعظیم کرتا ہے۔

اُمید سنگھ پیادہ پا اندر گڑھ مین پہونچا وہان کے ہاڑا جاگیردار نے کہ بے پور کا مطیع ہوگیا تھا اپنے آقا کو گھوڑا دینے سے انکار کیا بلکہ کہلا بھیجا کہ میرے علاقے سے نکل جاؤ ورنہ اندر گڑھ و بوندی دونون پر مصیبت آئے گی اس طعن و گستاخی سے رنجیدہ ہوکے نوجوان رئیس نے وہان کی سرحد مین پانی نہ پیا اور سیدھا کردین (بیاسے مجہول) کو چلا گیا وہان کے سردار نے استقبال و مہمانداری کرکے اور گھوڑا نذر کرکے اندر گڑھ والے کی گستاخی اور بے وفائی کی تلافی کی وہان سے راؤ نے اپنے ہمقومون کو رخصت کیا کہ بالفعل اپنے گھرون کو چلے جاوین اور جب میری تقدیر یاور ہو پھر آجاوین اور اپنی قدیم جاے پناہ شکستہ محل رام پورہ واقع نالہاے چنبل کو چلا گیا۔ درجن سنگھ والی کوٹہ جس نے ایشری سنگھ اور اُس کے رفیق آپا سیندھیا کے دعوے سرپرستی کا بڑی جوانمردی سے مقابلہ کیا تھا اُمید سنگھ کا شریک درد ہوا رئیس کوٹہ کا مشیر اور سپہ سالار ایک چارن (بھاٹ) تھا اُس نے اُمید سنگھ کی بہادری سے خوش ہوکے اُس کو اپنے باپ کی مسند حاصل کرنے مین ہر طرح مدد دی الغرض کوٹے کی کل فوج محکوم بھاٹ مذکور اُمید سنگھ کے دوست و رشتہ دارون کے شامل حال ہوئی اور بوندی پر پھر حملہ ہوا شہر کی فصیلین متواتر لڑائیون سے مسمار ہوگئی تھین اُس کے لینے مین کچھ دشواری نہوئی جس وقت تارا گڑھ پر چڑھائی شروع ہوئی بہادر بھاٹ اپنے ہمراہیون مین سے کسی نمک حرام کی گولی سے مارا گیا مگر لاش پر چادر ڈال کر اُس کی وفات کو مخفی رکھا حملہ آور بڑھتے چلے گئے دلیل سنگھ اور اُس کے ہمراہی نکل کر مفرور ہوئے اُمید سنگھ کی اُمید پوری ہوئی کہ اپنے باپ کی گدی پر جا بیٹھا۔ دلیل سنگھ بھاگ کر ایشری سنگھ کے پاس جیپور کو گیا اُس نے

اپنی کل موجودہ فوج بہ افسری کیشو داس کھتری بوندی سے ہاڑدن کو نکالنے کے واسطے متعین کی اُس نے جاکر ارہ گرد کھیر اڈال لیا اُمید سنگھ کو تیاری مقابلہ کی فرصت نہ ملی مجبوراً چھوڑ کر بھاگا اور دیولا بانگو کے کنگورون پر پھر ڈھونڈھار کا پرچم لہرانے لگا۔ اس وقت دلیل سنگھ نے البتہ شرافت کی یعنی اُس کو از سرنو راجہ جیپور نے مسند نشین کرنا چاہا تو اُس نے انکار کیا کہ دوبارہ داغ بدنامی اپنے نام پر نہ لگاؤن گا اُمید سنگھ پھر جلاوطن ہوکر کبھی مینواڑ مین اور کبھی مارواڑ مین سرگردان پھرتا رہا مگر اس حالت مین بھی اُس نے اپنے دشمن کو کبھی آرام سے نہ بیٹھنے دیا اپنے موروثی ملک پر متواتر حملہ کرتا رہا۔ ایک بار اُس کو مقام بُندیہ مین اپنے باپ کی کچھواہہ رانی سے کہ اس تمام تباہی وخرابی کا باعث تھی اور اب اپنی اور اپنے شوہر اور اُس خاندان کی ذلت تنگ آکر یہان گوشہ نشین ہوئی تھی ملنے کا اتفاق ہوا اُمید سنگھ کے ملنے سے اُس کا ریخ وغم تازہ ہوگیا اُسکی بہادری اور آفت زدگی اور اپنی پُر مذلت خواہش حق تلفی خلف اکبر کے خیالات نے اُس کے دل مین پشیمانی۔ دردمندی اور افسوس کا جوش پیدا کیا اس طرح تحریک پاکر وہ پسر بُدھ سنگھ کی دستگیری کی درخواست کرنے کے واسطے دکن کو روانہ ہوئی جب دریاے نربدا کے کنارے پر پہونچی تو ایک مینار دیکھا کہ اُس پر مثل دریاے اٹک کے اس ندی کا بھی عبور نکرنے کی راجپوتون کے واسطے قسم لکھی تھی اُس نے مثل خالص راجپوتون کے یہ کہکر کہ ایسی مصیبت مین کوئی قسم مانع نہین ہوسکتی مینار کو شکست کرا کے ندی مین ڈلوا دیا اور عبور دریا کرکے ملہار راؤ ہلکر کے لشکر مین گئی شان ایزدی ہے کہ ہندوستان کے نہایت زبردست راجہ سوائی جے سنگھ کی ہمشیرہ نے غارتگرون کے سرگروہ سے دستگیری کی التجا کی بلکہ اُمید سنگھ کو از سرنو بوندی دلوانے کی غرض سے اُس کو اپنا بھائی بنایا ملہار راؤ نے اُس کی درخواست منظور کی۔

یہ امر کہ اُس کو اس پر متوجہ کرنے مین رانا ے اودیپور کی تحریک سے جو خاندان اودیپور کی ایک رانی کی اولاد کو مسند جے پور پر بٹھانے کے واسطے چونسٹھ لاکھ روپیہ فوج خرچ دینا منظور کرکے ہلکر سے مدد کا مستدعی ہوا تھا کس قدر آمادگی ہوئی وقائع بوندی سے دریافت نہین ہوسکتا کیونکہ اُس مین صرف وہی حال جو اس ریاست سے متعلق ہے لکھا ہے لیکن صاف ظاہر ہے کہ اگر اُس کو رانا نے اخراج الیشری سنگھ اور اپنے رشتہ دار مادھو سنگھ کو مسند نشین کرنے کے عوض اس قدر روپے کی طمع نہ دی ہوتی تو ملہار راؤ کا صرف اس بیوہ کی التجا پر ملتفت ہونا نہایت مشتبہ تھا۔

خیر واقعی سبب اس کا خواہ کچھ ہو وقائع بوندی کے بموجب یہ رانی صرف اپنی ریاست کو چھوڑانے پر قناعت نکر کے مرہٹون کو جیپور پر چڑھا لائی اور اتفاقات اُسکی تدبیرون کے مؤید ہوئے۔

الیسری سنگھ نے اس فوج کثیر سے بھاگ کر بگرو مین پناہ لی وہان سے دس روز کے محاصرے کے بعد عجوراً اقرارنامہ واگذاشت بوندی اور اپنی اور اپنی اولاد کی طرف سے ہمیشہ کے واسطے اُس کا لادعوے لکھدیا بلکہ اُمید سنگھ کو مالک بوندی تسلیم کرکے اُس کی پیشانی پر اپنے ہاتھ سے ایک تلک کردیا جسوقت اُمید سنگھ کی

مسند نشینی کی تقریب مین بوندی مین جشن شادیانہ ہو رہا تھا جے پور مین اُس کے دشمن کی لاش کو جلانے کے واسطے چتا چنی گئی یعنی ایسری سنگھ نے اس ذلت کا متحمل ہونے کے تھوڑے سے زہر سے اپنی حیات وعداوت کو خاتمے پر پہونچایا اور اس ذریعہ سے بوندی اور اودیپور دونون کے مطالبے آسانی حاصل ہو گئے۔

چودہ برس تک جلاوطن رہ کے امید سنگھ نے سمت ۱۸۰۵ مطابق ۱۷۴۹ء مین اپنی موروثی ریاست حاصل کی لیکن بجاے ان سالون کے سمت ۱۸۰۷ اور ۱۷۵۱ء ہونا اصح ہین مگر اس نزاع مین ریاست کے عہدہ اجزا جاتے رہے کیونکہ ہلکر نے فوجی مدد کے عوض مین پرگنہ پاٹن واقع کنارہ چمبل دریاے چنبل طلب کیا جو بذریعہ اقرارنامہ تحریری اُس کے حوالے کیا گیا کیونکہ اُس نے بدھ سنگھ کی رانی کا برادر بنکر اس فرضی رشتے کے لحاظ سے دستگیری نہ کی تھی۔ اس چودہ برس کی جلاوطنی کا معاوضہ مستحکم مقام تارا گڑھ ہے جسکو دلیل سنگھ نے بنوایا تھا اور جس کی زد محلات اور شہر پر ہے۔

سمت ۱۸۱۲ مطابق ۱۷۵۶ء مین بادشاہی قلعدار نے مرہٹون کے خوف سے قلعہ رنتھنبور جیپور والون کو سونپ دیا اور اس سبب سے کہ ہاڑوتی کا علاقہ بادشاہی انتظام مین رنتھنبور کے ماتحت رہتا تھا راجا دھوسنگھ والی جیپور نے کوٹہ اور بوندی پر فوج بھیجکر وہان خراج قائم کر دیا مگر اس تدبیر کا بلا اعانت مرہٹون کے عمل مین آنا غیر ممکن تھا جو مددگار تھے جلد مالک ہو گئے اور سب کو ضرر پہونچایا۔

سمت ۱۸۱۷ مطابق ۱۷۶۱ء کی جنگ بٹوارہ نے جیپور کے اس دعوے کو ہمیشہ کے واسطے رد کر دیا اور تنہا کوٹے کی فوج نے جیپور کی فوج کو شکست پر شکست دی کہ کوٹے والون کا مقابلہ کرنا اُنکے بوتے سے باہر ہو گیا اس مہم کا ذکر جیپور کی تاریخ مین لکھا گیا ہے اور یہان صرف اس غرض سے لکھا گیا ہے کہ اگر بوندی کی فوج کوٹے والون کی جنگ مین جیپور والون کے ساتھ کوٹے کی سپاہ کے شامل ہو جاتی تو اپنے ماتحت برادرون کو جیپور کی خراجگذاری سے کہ مجبوراً اب تک ادا کرنا پڑتا ہے بچا لیتی کیونکہ قلعہ رنتھنبور کی افسری کی وجہ سے راج جیپور کا ہاڑوتی کی کوٹریون پر تحصیل خراج کا دعوے قائم ہو گیا ورنہ کسی طرح کا استحقاق نہ تھا۔

اُمید سنگھ کو ریاست مین وہی رونق وترقی پیدا کرنے کا شوق تھا جو پندرہ برس گذشتہ کی مصیبتون سے جاتی رہی تھی مگر جن مرہٹون کی اعانت سے اُس نے اپنا دارالحکومتہ ازسر نو حاصل کیا تھا اُنکی طمع وزر پرستی سے اُس کی ہمت شکست ہو گئی تھی۔

جیسی نمک حرامی شکست ڈبلانہ کے بعد اندر گڑھ کے سردار نے کی تھی انسان سے سہو نہین ہو سکتی۔ اور سردار مذکور کی طرف سے معذرت خواہی پیش ہونے کے بغیر آٹھ برس کا عرصہ گذر جانے پر سمجھا گیا کہ اُس کی علو حوصلگی وفیاضی نے باتفاق مصلحت وقت اُس کو انتقام جرم سے باز رکھا ممکن نہین ہے کہ کوئی اندیش راجپوت جس نے اپنے رئیس کی مصیبت کو دیکھ کر اُس کی ہمدردی سے انکار کیا اُس وقت کا خیال کرنے پر دل مین نادم وپشیمان نہوتا ہو مگر اُس کی دون ہمتی مقتضی ہوئی کہ اپنے طریقۂ مابعد سے پہلی تقصیر کا دفعیہ کرے بلکہ جس کو ضرر

پہونچایا تھا اُس کی دریادلی کو بزدلی پر حمل کرتا تھا اور اُس کے تحمل پر طعن کرتا تھا اور تازہ مضرت پہونچا کر اپنے اعمال سابقہ کو قبیح تر کیا۔

اُمید سنگھ نے مادھو سنگھ رئیس جیپور کو اپنی ہمشیرہ کی نسبت کا نا ریل بھیجا تھا کہ دربار عام مین بموجودگی سرداران اور عمدہ ترین خاندان راجپوتانہ کے شایان تعظیم و تکریم سے لیا گیا اتفاقاً دیوسنگھ اندر گڑھ والا بھی جیپور گیا ہوا تھا مادھو سنگھ نے اُس سے براہ عنایت دختر بوندی کی کیفیت پوچھی اُس نے جواب مین ایسا کلمہ کہا جس سے اصل مین خطا ہونے کا شبہ پیدا ہوا لیکن یہ بیان اُس کا سراپا لغو اور حسد پر مبنی تھا کیونکہ چند روز کے بعد راجہ بجے سنگھ والی مارواڑ نے از خود درخواست کی الغرض نا ریل جیپور سے واپس آیا اور بوندی کی وہ ہتک ہوئی کہ راجپوتون مین ہرگز معاف ہونے کے لائق نہین ہوتی ہے۔

سمت ۱۸۱۳ مطابق ۱۷۵۶ء مین اُمید سنگھ کرور کے قریب بجا سوانی ماتا کے درشن کے واسطے گیا وہان سے اندر گڑھ قریب تھا اس واسطے اُس نے بشمول دوسرے سردارون اور اُنکے رشتہ دارون کے سردار اندر گڑھ کو بھی طلب کیا اگرچہ متمکن تھا مگر تعمیل حکم کرکے دیوسنگھ مع اپنے بیٹے پوتے کے حاضر ہوا پہونچتے ہی سب یکبارگی قتل کئے گئے اور جاگیر اندر گڑھ اُسکے بھائی کو دیدی۔ چونکہ یہ قتل دھوکے سے بلوا کر عمل مین آیا تھا اس لئے اُمید سنگھ نے اپنے قابل نفرت کام سے پچھتا کر سمت ۱۸۲۷ مطابق ۱۷۷۰ء مین اپنے کنور اجیت سنگھ کو ریاستی کام سونپ دیے اور آپ بنظر کفارۂ گناہ حکومت کے کامون سے ترک تعلق کیا اور اپنا نام سری جی رکھ کے متبرک مقامات کو دیکھنے کے لئے ہم قومون کا گروہ مختصر ساتھ لیکر سیاحی اختیار کی۔ لیکن وہ فقیرانہ لباس مین نہین بلکہ ہر طرح مسلح ہوکے زیارات کے واسطے روانہ ہوا۔

۲۳۔ اجیت سنگھ

اجیت سنگھ نے سمت ۱۸۲۹ مطابق ۱۷۷۳ء مین اودے پور کے مہاراناارسی سوم کو بوندی کے رمنہ یعنی جنگل مین شکار کھیلنے کے لئے آیا تھا دغا کے ساتھ مارڈالا پھر مارواڑ کے تھوڑے آدمیون کے سوا جو مقابلے پر ملنے کے اکثر سردارون نے مہاراناسے عداوت کے سبب عوض لینے کی کوشش نہ کی یہ حرکت اودے پور اور بوندی والون کے درمیان آخری رنج کا سبب ہوئی ہے اجیت سنگھ اس کام کے دو مہینے بعد کوڑھ کی بیماری سے سخت تکلیف اُٹھا کر مرگیا اور اُس کا اکلوتا بیٹا بشن سنگھ کہ شیر خوار بچہ تھا مسند نشین ہوا۔

۲۴۔ بشن سنگھ

اس کم عمر بچے کی حفاظت کے لئے بڈھے اُمید سنگھ کو یاترا سے واپس بوندی آنا پڑا مگر اُس نے کاروبار ریاست کا انتظام کرکے اور ہوشیار دھابائی کو سپرد کرکے پھر سیاحی شروع کی اکثر چار برس کے بعد آتا تھا اخیر عمر مین جب ضعیفی سے چلنے پھرنے کی طاقت نرہی بوندی مین اقامت کے لئے آنے کا ارادہ کیا بشن سنگھ کو جو ہوش سنبھال چکا تھا اُس کی طرف سے بے اعتباری پیدا ہوئی اس لئے راج مین رہنا اُس کا پسند نہ کیا اور

حکم دیا کہ سری جی بوندی مین نہ آنے پائے بدافعال لوگون نے جو عقلمند آدمی کا ریاست مین رہنا نہین چاہتے تھے سوائے مین یہ بھی کہا کہ آپ شیہ بنی کھاد ین اور بنارس مین مالا پھیرین جب سری جی نیا شہر تک آگیا تھا قاصد نے پہونچ کر پیام سُنایا کہ تمھاری خاک بزرگون کی خاک سے نہ ملنے پائے گی مگر اُس کی قدر ایسی تھی اور زیارتون کے سبب سے اُس کو ایسا متبرک سمجھتے تھے کہ بغیر پہونچے اس پیام کے گرد و نواح کے رئیسون نے اُس کو بہت شوق سے طلب کیا اور پرتاب سنگھ نے بڑی احتیاط کے ساتھ اُس کو جیپور مین بلا کر نہایت عزت سے رکھا اور جب کوٹے کے دیوان ظالم سنگھ جھالا نے بشن سنگھ کو اس باب مین نصیحت کی تب سری جی کو بوندی مین بُلا یا گیا اور جوان رئیس سے خاطر خواہ ملاقات ہوئی سب کی آنکھون مین آنسو آگئے سری جی نے کہا کہ اے بچے اگر تم کو یقین ہے کہ مین تمھارا بدخواہ ہون تو یہ تلوار لو اور خود مجھے مارو ورنہ کمینہ لوگون سے میری ہتک نکراؤ نوجوان راؤنے باواز بلند گریہ کیا کہ عفو تقصیر چاہی سری جی نے اپنی حیات مین بوندی کے محل مین قدم رکھنے سے انکار کیا اس کے بعد وہ آٹھ برس زندہ رہا اخیر مین بشن سنگھ نے التجا کی کہ آپ کو بزرگون کی فصیل کے اندر آنکھ بھینچی چاہیے چنانچہ قریب المرگ اُمید سنگھ سکھپال مین بیٹھکر محل مین داخل ہوا اور اُسی شب زمانے کی رنج بھری ہوئی اُمیدون کے ساتھ گذر گیا یہ واقعہ ۲۵ - اگست ۱۸۰۴ء مطابق سمت ۱۸۶۱ کا ہے۔

اُمید سنگھ کے مرنے سے ڈیڑھ مہینہ پہلے بوندی کی ریاست نے انگریزی فوج کو جو ہلکر سے شکست پاکر یہان گذری رسد و ذخیرہ سامان کی عمدہ مدد دی جسکے سبب کچھ عرصے تک مرہٹون نے بوندی کو بہت تباہ کیا۔

بشن سنگھ اپنے دادا کی وفات کے وقت تینتس برس کی عمر مین تھا - اس نے اپنے ہم قوم گوٹھڑہ کے جاگیردار بلونت سنگھ کو سرکشی کے سبب فوج بھیجکر مروا ڈالا۔

سمت ۱۸۷۵ مطابق ۱۸۱۸ء ۱۰ فروری کو عہدنامے کے ذریعہ سے مہاراؤ نے انگریزی سرکار کی اطاعت قبول کی جس سے انگریزی سرکار نے وہ پرگنے جو کچھ مدت پہلے ہلکر نے دبالئے تھے لڑائی مین فتح کرکے بغیر خراج بوندی کو حوالے کئے اور کچھ علاقہ جو سندھیا کے تحت مین باقی رہ گیا تھا وہ بھی واپس دلاکر خراج پر اپنا حق قائم کیا لیکن اس موقع پر کوٹے کے نامی چالاک دیوان نے اندر گڑھ - بلون - انترودہ اور کھتولی کی جاگیرین اپنی طرف لے لین - سمت ۱۸۷۸ مطابق ۱۸۲۱ء ۱۴ جولائی کو مہاراؤ بشن سنگھ اڑتالیس سال کی عمر مین ہیضے کی بیماری سے مرگیا - اس کے وقت مین کم آمدنی کے سبب اگر کامدار سو روپیہ اور جیب خرچ کے لئے حاضر نہ کرتا تو ایک اندر جیت نام جوتے سے پٹوایا جاتا تھا۔

۲۵ - مہاراؤ رام سنگھ

یہ سمت ۱۸۷۸ مطابق ۱۸۲۱ء ۲۸ جولائی کو اپنے والد کے بعد دس برس کی عمر مین نامی کرنل ٹاڈ کے سامنے مسند نشین ہوا اس نے اپنے چھوٹے بھائی گوپال سنگھ کو خراب عادتون کے سبب قید کردیا جو اُسی حالت مین مرگیا - اسکے دعائے بھائی کشن رام نے محنت کے ساتھ خالصے کی آمدنی تین لاکھ روپے سے پانچ لاکھ

سالانہ تک پہونچائی۔ سمت ۱۸۸۱ مطابق ۱۸۲۵ء مین مہاراؤ کی شادی جودھپور کے مہاراجہ مان سنگھ کی بیٹی کے ساتھ ہوئی جس نے بوندی کا دو لاکھ روپیہ قرضہ اپنے پاس سے ادا کر دیا۔ لیکن مہارانی راٹھوڑی تعظیم و تکریم کشن رام دھائے بھائی کے بہکانے سے کم سمجھی جا کر اُس کو مارواڑ کے ایک راجپوت نے قتل کر ڈالا اسپر سمت ۱۸۸۶ مطابق ۱۸۳۰ء مین بوندی والون نے دو تین مارواڑی سردارون کو جو وہان موجود تھے مروا ڈالا جودھپور کا ماتحت سردار پوکرن والا بھوت سنگھ پانچ سو آدمیون کے ساتھ عوض لینے کو جودھپور سے چلا اور دوسری مدد بھی آنے کا خیال تھا اس واسطے پولیٹکل افسر نے درمیان مین پڑکر اس فساد کو روک دیا۔

سمت ۱۹۱۵ مطابق ۱۸۵۸ء مین مہاراؤ نے غارتگر مینون کو فوج کے ذریعہ سے کامل سزا دے کر گوٹھڑہ کی جاگیر سرکشی کے سبب ضبط کر لی۔

سمت ۱۹۲۲ مطابق ۱۸۶۵ء مین دوتھائی پرگنہ پاٹن جو مہاراجہ سیندھیا کے قبضے سے کئی برس پہلے انگریزی تحت مین آچکا تھا مہاراؤ کی درخواست پر کئی تحریری شرطون کے ساتھ بوندی مین شامل کیا گیا۔ جس کی بابت انیس ہزار روپیہ سالانہ خراج علاوہ چالیس ہزار پہلے خراج کے جو عہدنامے مین درج ہے مہاراجہ سیندھیا کے عوض انگریزی سرکار کو دیا جانا قرار پایا۔ دوسرے برس مہاراؤ کا ولی عہد کنور بھیم سنگھ تینتیس ۳۳ برس کی عمر مین گذر گیا۔ اور دس مہینے کے بعد ۲۷ ستمبر ۱۸۶۹ء کو کنور رگھوبیر سنگھ پیدا ہوا۔ مہاراؤ کے خاندان مین گوٹھڑہ اور دوگاڑی کے قریب رشتہ دار جاگیردار اولاد نہ ہونے کی صورت مین رئیس کے جانشین کئے جاتے ہین۔ سمت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۶ء کے شاہنشاہی دربار دہلی مین مہاراؤ کو اوّل درجے کا تمغائے ستارہ ہند اور خطاب مشیر قیصر ہند ملا۔ دلّی سے واپسی کے وقت جیپور کے مقام پر مہاراؤ کے ہم نام مہاراجہ رام سنگھ نے اُس کو خاطرداری کے ساتھ مہمان کیا جس سے دونون ریاستون کا قدیم رنج دور ہوا۔ سمت ۱۹۴۰ مطابق ۱۸۸۳ء مین مہاراؤ نے جودھپور جا کر اپنے کنور رگھوبیر سنگھ کا بیاہ مہاراجہ جسونت سنگھ دوم کی بہن کے ساتھ کیا۔ رئیس نے سمت ۱۹۴۵ مطابق ۱۸۸۸ء مین اپنے ہم قوم کاپرن کے زمیندار بریر سنگھ کی جاگیر اُس کی سرکشی کے سبب سے ضبط کی۔ یہ مہاراؤ انگریزی افسرون کی ملاقات اور سرکاری حکمون کی تعمیل سے پرہیز رکھنا چاہتا تھا لیکن کئی بار سخت تاکید ہونے سے اس مین کسی قدر درستی پیدا ہو گئی وہ پرانی رسمون کا نہایت پابند لیکن رعایا کے معاملات مین انصاف پسند سمجھا جاتا تھا مہاراؤ رام سنگھ نے ۱۸۸۹ء مین ۶۸ سال کی حکومت کے بعد انتقال کیا اُسکے بیٹے رگھبیر سنگھ نے جانشینی کی۔

۲۶۔ مہاراؤ رگھبیر سنگھ جی

۲۱ ستمبر ۱۸۶۹ء کو پیدا ہوئے تھے اور ۲۸ مارچ ۱۸۸۹ء کو مسند نشین ہوئے ۱۸۹۰ء مین اُنکو پورے اختیارات ملے ۱۸۹۹ء و ۱۹۰۰ء کی قحط سالی مین اُنھون نے چار لاکھ روپیہ کا رعیت مین صرف کیا اور

اسی قدر رقم محاصل کی معاف کردی۔ سنہ ۱۸۹۴ء مین مہاراؤ رگھبیر سنگھ کو کے سی۔ آئی۔ ای کا خطاب ملا اور سنہ ۱۸۹۷ء مین کے۔ سی۔ ایس۔ آئی کا اور سنہ ۱۹۰۱ء مین جی۔ سی۔ آئی۔ ای کے خطاب سے ممتاز کئے گئے ہم جنوری سنہ ۱۹۰۳ء کو ملک معظم نے اُنکو جی۔ سی وی او کا اعزاز عطا کیا اُنکی سلامی ۱۷ ضرب توپ ہے۔ ۲۴ دسمبر کو ملکہ معظمہ نے بوندی کو شرف قدوم بخشا۔

فصل۔ تاریخ کوٹہ

جغرافیہ

راج کوٹہ جنوبی مشرقی راجپوتانہ مین خطوط عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۳۰ دقیقہ اور ۲۵ درجہ ۵۰ دقیقہ اور خطوط طول بلد شرقی ۷۵ درجہ ۳۵ دقیقہ اور ۷۹ درجہ ۵۶ دقیقہ کے درمیان واقع ہے یہ ریاست آمدنی کے لحاظ سے اودیپور۔ جیپور اور جودھپور کے بعد دوسری ریاستون سے بڑی سمجھی جاتی تھی۔ اُس کے شمال مین بوندی مغربی طرف بھینسرو ڑ علاقہ اودیپور جنوب مین مکندرہ گھاٹہ سرحد ہولکر اور جھالاواڑ مشرق مین پرگنہ چھبڑہ متعلق ٹونک اور گوالیار کا علاقہ ہے طول مشرق سے مغرب کو نوے میل عرض اس کے خلاف اسّی میل رقبہ چار ہزار تین سو چالیس میل مربع آبادی ۵۷۲۷۵۱۔ فوج سوار و پیدل پانچہزار کے قریب اور آمدنی خالصہ اٹھائیس لاکھ روپیہ سالانہ جس مین سے تین لاکھ پچاس ہزار کے قریب روپیہ خراج اور دیولی فوج خرچ کی بابت انگریزی سرکار کو دیا جاتا ہے۔

اس ریاست کی زمین شمال و مشرقی پست ہے جدھر چنبل۔ کالی سندھ۔ نیوج اور کئی برساتی ندیان بہتی ہین۔ ایک متوسط بلند پہاڑون کا سلسلہ جنوب و مشرق سے شمال و مغرب کو چلا گیا ہے جو پہلے راج کوٹہ کے دو برابر حصے کرتا تھا اور اب جھالاواڑ کی علیحدہ ریاست قائم ہونے سے سرحد سمجھا گیا ہے۔ یہی پہاڑ راجپوتانے کو مالوے سے جدا کرتے ہین جن مین مکندرہ گھاٹہ بڑی گذرگاہ ہے۔ راج کوٹہ کا اکثر علاقہ سرسبز و آباد ہے جس مین ہر قسم کی پیداوار ہوتی ہے لیکن سخت گرمی کے بعد زیادہ بارش ہونے پر آب و ہوا کی خرابی سے ہمیشہ بیمارونکا زور رہتا ہے شہر کوٹہ دریاے چنبل کے کنارے پر آباد ہے جس کے مشرقی طرف ایک بڑے تالاب اور درختون کی کثرت سے رونق نظر آتی ہے۔ آبادی کی شہر پناہ جس مین جابجا برج بنے ہوئے ہین اور جس کے گرد خشک خندق کھدی ہوئی ہے پختہ اور مضبوط ہے شہر سے علیحدہ ایک گڑھی کے اندر محل چھتریان اور مینار بنے ہوئے ہین۔ جن کے شمال مین ایک برج سے دریا کے ہر طرف علاقے کی نگرانی ہو سکتی ہے۔ شہر کے مقابل چنبل کے اندر ایک ٹاپو مین گرم موسم کے لئے رئیس کے رہنے کا جل محل بنا ہوا ہے۔ خاص شہر بڑا ہے جس مین بہت سے مندر اور کئی مسجدین اچھی بنی ہوئی ہین یہان کے اکثر ساہوکار دولتمند اور عام پیشہ ور لوگ خوش حال ہین۔ لیکن آب و ہوا کی

خرابی سے شہر کے باشندون کو بیماریون کی شکایت ضرور رہتی ہے شہر کوٹہ عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۱۰ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۵ درجہ ۵۲ دقیقہ پر واقع ہے کوٹیہ (بواو مجہول) بھیلون کی آبادی کی وجہ سے کوٹہ شہر کا نام ہوا ہے بعض نوشتون مین ہے کہ راج کوٹہ مین چالیس لاکھ روپیہ سالانہ آمدنی کے کل ایک ہزار چار سو ترانوے (۱۴۹۳) گانوُن ہین جن مین سے ایک چہارم ماتحت جاگیردارون اور مذہبی خیرات وغیرہ مین بٹے ہوئے ہین اور باقی تمام خالصہ ہے ۔

تاریخ

کوٹے کے رئیس ہاڑہ نسل سے بوندی والون کی چھوٹی شاخ مین اُنکے ہم قوم ہین شاہ جہان بادشاہ کے شروع عہد مین یہ ریاست قائم ہوئی اور کشن گڑھ اور رتلام وغیرہ کی طرح مغل بادشاہون کی بخشش کا نشان ہے سمت ۱۶۸۸ مطابق سنہ ۱۶۳۲ء مین جبکہ بوندی کا راؤ رتن بادشاہی نوکری پر دکن مین مرگیا تو اُس کا ولی عہد پوتا شش سال جس کا باپ گوپی ناتھ مرچکا تھا کم عمری کے سبب نوکری پر نہ جاسکا اس لئے راؤ رتن کے دوسرے بیٹے اور شش سال کے چچا مادھوسنگھ کو جو پہلے سے بادشاہی منصب دار بنکر دکن کی لڑائیون مین عمدہ کارگذاریان دکھلا چکا تھا شاہ جہان کے حکم سے پرگنہ کوٹہ اور چھلائسہ علیحدہ جاگیر مین ملا جس کی پوری تفصیل بوندی کی تاریخ مین راؤ رتن کے مرنے پر لکھی گئی ہے اس وقت سے تقریباً پونے تین سو برس پہلے یہ ریاست علیحدہ قائم ہوکر اوّل درجے کی ریاستون جیپور اور جودھپور وغیرہ اور دوسرے درجے کی بیکانیر و بوندی کے بعد کشن گڑھ اور جیسلمیر وغیرہ کی طرح تیسرے درجے مین شمار کی گئی تھی ۔ لیکن سو برس کے بعد محمد شاہ بادشاہ کے عہد مین راؤ بھیم سنگھ نے جس کے پہلے تین رئیس بادشاہی نوکری مین کام آچکے تھے اور اُس کی جان بھی اسی قسم کی خیرخواہی مین گئی بوندی وغیرہ کے برخلاف سید وزیرون کی موافقت سے علاقہ بڑھاکر کوٹے کو دوسرے درجے پر پہونچایا اگر بھیم سنگھ وزیرون کی طرف سے نظام الملک کے مقابلے پر مارا نہ جاتا تو تمام ہاڑوتی کا ملک کوٹے مین داخل ہوکر اُس کے جیپور اور جودھپور کے برابر ہوجانے مین کوئی شبہ نہ رہتا ۔ دلی کی سلطنت تباہ ہونے پر بھی چالاک و ہوشیار دیوان ظالم سنگھ جھالا نے جس کی اولاد کے واسطے جھالرا پاٹن کی ریاست علیحدہ نکل گئی کوٹے کو اس طرح ترقی دیکر سنبھالا کہ اس وقت تک اودیپور ۔ جیپور اور جودھپور اور بیکانیر کے بعد باقی راجپوتانے کی سب ریاستون سے اُسکی مالی حالت بہتر ہے ۔

۱ ۔ راؤ مادھوسنگھ

راؤ رتن کا چھوٹا بیٹا تھا سنہ ۱ جلوس شاہ جہانی مین منصب ہزاری ذات شش صد سوار پر سرفراز ہوا ۔ سنہ ۲ جلوس مین خان جہان لودی کے تعاقب پر مامور ہوا ۔ سنہ ۳ جلوس مین شائستہ خان کی ماتحتی مین مہم دکن مین متعین ہوا اس کے بعد سید مظفر خان کے ساتھ خان جہان لودی کی سرکوبی پر تعینات ہوا اثنائے تعاقب مین ایک مرتبہ خان جہان کے برابر جا پہونچا اور گھوڑے سے اُترکر اُس پر برچھے کا

دار کیا دونون مین ایسا معرکہ ہوا کہ رستم و اسفندیار کے معرکے یاد آگئے شاہ جہان نے اس حسن خدمت کے صلے مین علم مرحمت کرکے منصب دو ہزاری دو ہزار سوار پر سرفراز کیا اسی سال باپ کے مرنے کے بعد منصب دو ہزار و پانصدی ذات دو ہزار سوار پر مفتخر ہوا اور بادشاہ نے پرگنہ کوٹہ اور بھلائتہ جاگیر مین مرحمت کیا اس نے راج پاکر چھوٹے جاگیرداروں اور بھیلون کو تابع کرنے سے اپنا علاقہ بڑھایا۔ سنہ ۶ جلوس مین شاہ زادۂ شجاع کے ساتھ مہم دکن پر مامور ہوا اور مہابت خان کی وفات کے بعد خان دوران بہادر صوبہ دار دکن کی نیابت مین برہان پور کا صوبہ دار مقرر ہوا۔ سنہ ۱۰ جلوس مین منصب سہ ہزاری ذات دو ہزار سوار پر ترقی پائی۔ سنہ ۱۱ جلوس مین شاہ زادۂ شجاع کے ساتھ کابل مین تعینات ہوا۔ سنہ ۱۳ جلوس مین منصب سہ ہزار و پانصدی اور سنہ ۱۶ مین منصب چہار ہزاری سے مفتخر ہوا۔ سنہ ۱۷ جلوس مین امیر الامرا صوبہ دار کابل کی ملک پر مامور ہوا اس کے بعد بلخ کی قلعداری پر سرفراز ہوا۔ سنہ ۲۱ جلوس مین بیمار ہوکر رخصت پر وطن گیا اور اسی سال کہ سمت ۱۷۰۰ مطابق سنہ ۱۶۴۴ع (وسنہ ۱۰۵۳ھ) تھے گذر گیا اُسکے پانچ بیٹون مین سے بڑا مکند سنگھ گدی پر بیٹھا۔ موہن سنگھ کو پھلائتہ۔ جھجھار سنگھ کو کوٹرہ۔ کھنی رام کو کوٹلہ اور کشور سنگھ کو سانگور جاگیر مین ملا انکی اولاد کوٹے کے عزت دار سردار اور مادھانی ہاڑا کہلاتی ہے۔

۲- راؤ مکند سنگھ

مادھو سنگھ کا بڑا بیٹا تھا۔ باپ کے مرنے کے بعد سنہ ۲۱ جلوس مین دربار شاہ جہانی مین حاضر ہوا۔ بادشاہ نے منصب دو ہزاری ذات پانصد سوار پر سرفراز کرکے کوٹہ وغیرہ بدستور جاگیر مین عطا کیا۔ اسی سال منصب ہزار و پانصدی پر ترقی ہوئی۔ سنہ ۲۲ جلوس مین شاہ زادہ اورنگ زیب کے ساتھ مہم قندھار پر متعین ہوا۔ سنہ ۲۵ جلوس مین علم و نقارہ مرحمت ہوکر منصب سہ ہزاری سے ممتاز ہوا اور شاہزادۂ اورنگ زیب کے ساتھ دوبارہ مہم قندھار پر روانہ ہوا۔ سنہ ۲۶ جلوس مین شاہ زادہ داراشکوہ کے ساتھ تیسری مرتبہ مہم قندھار مین شریک ہوا وہان سے واپس آکر منصب سہ ہزاری ذات دو ہزار سوار پر مفتخر ہوا۔ سنہ ۲۸ جلوس مین علامی سعداللہ خان کے ساتھ قلعہ جنجوٹی کی مہندی پر مامور ہوا۔ سنہ ۱۰۶۶ ہجری مین شاہ جہان کے بیمار پڑجانے پر اُس کے بیٹون نے تخت کے لئے لڑائیان کین تو راؤ اپنے تین بھائیون اور جمعیت سمیت داراشکوہ کی طرف سے مہاراجہ جسونت سنگھ کے ساتھ متعین ہوکر اجین کی لڑائی مین شریک ہوا اُس معرکے مین اس بہادر نے اپنی جان کو جان نہین سمجھا اور سب سے پہلے ہمت کرکے مع اپنے چھوٹے بھائی موہن سنگھ کے اورنگ زیب کے توپخانے پر جا گرا اور حملہ ہاے مردانہ سے ہراول کی صفون کو تہ و بالا کرتا ہوا خاصل و رنگ زیب کے ہاتھی کے پاس جا پہونچا اور نہایت بے نظیر شجاعت کے ساتھ لڑکر اپنی جان عزت پر قربان کرگیا اور کشور سنگھ کو سخت زخمی ہونے کے سبب ہمراہی لوگ بچا لائے۔ مکند سنگھ نے انتہ وغیرہ مقام کے محل بنوائے تھے۔ اور گھاٹہ مکندرہ جو ہاڑوتی اور مالوے کی سرحد ہے اُسی کے نام سے مشہور ہوا ہے۔

۳- راؤ جگت سنگھ

عالمگیر کے عہد مین مکند سنگھ کا بیٹا جگت سنگھ حاضر دربار ہوا باپ کا جانشین مقرر کیا گیا۔ دو ہزاری منصب پایا

بادشاہ کے حکم سے دکن مین نوکری دیتا رہا اور سمت ۱۷۴۶ مطابق سنہ ۱۶۷۰ع (سنہ ۱۰۹۲ھ) مین لاولد انتقال کر گیا۔
جگت سنگھ کے بعد اُس کے چچا کنور رام کا بیٹا بھیم سنگھ گدی پر بٹھایا گیا لیکن چند روز مین سرداروں نے اُسے بے وقوف جان کر کوٹلہ کی جاگیر پر واپس بھیجدیا۔ جہان اب تک اُس کی اولاد موجود ہے اور مکند سنگھ کے بھائی کشور سنگھ سانگودا والا کو راج ملا عالمگیر بادشاہ نے بھی اسکی مسند نشینی منظور کر لی۔

۴- راؤ کشور سنگھ

یہ اپنے بھتیجے کے بعد راج پاکر شاہزادہ محمد اعظم شاہ کے ساتھ مہم بیجاپور مین متعین ہوا اور اس مہم مین شجاعت و کارگذاری کے جوہر دکھا کر زخمی ہوا۔ سنہ ۳۰ جلوس عالمگیری مین شاہزادہ محمد معظم کے ساتھ مہم حیدرآباد مین مامور ہوا اور سنہ ۳۸ جلوس مین نقارہ مرحمت ہوا اور دکن مین سمت ۱۷۴۲ مطابق سنہ ۱۶۸۶ع مین بادشاہی دشمنون سے مقابلہ کر کے مارا گیا۔ اس کے تین بیٹون بشن سنگھ۔ رام سنگھ۔ اور ہرناتھ مین سے بڑا دکن کی لڑائی پر نہ جانے کے سبب راج سے محروم رہ کر انتہ کا جاگیردار بنا اور دوسرے رام سنگھ کو گدی حاصل ہوئی۔

۵- راؤ رام سنگھ

اپنے باپ کے مارے جانے کے وقت دکن مین متعین تھا ذوالفقار خان کی سفارش سے سنہ ۳۰ جلوس مین کوٹے کی جاگیر پر عالمگیر نے اسکو سرفراز کیا اور اُس کا منصب جو اس وقت تک شش صدی تھا ہزاری کر دیا رام سنگھ نے مرہٹون کی لڑائیون مین ذوالفقار خان کے ساتھ نہایت جان فشانی اور اخلاص سے خدمتین انجام دین اور اُنکے صلے مین سنہ ۴۲ جلوس مین نقارہ مرحمت ہو کر سنہ ۴۸ جلوس مین منصب دو ہزار و پانصدی ذات و سوار سے مفتخر ہوا اور مؤیدانہ پرگنہ بوندی کی جاگیر جس کی اُس کو بہت تمنا تھی مرحمت ہوئی۔ عالمگیر کے انتقال پر بہادر شاہ کابل سے اور اعظم شاہ دکن سے مقابلے کو چلے پہلے کے ساتھ بوندی کا راؤ بدھ سنگھ اور دوسرے کے ہمراہ رام سنگھ تھا جس کو اُس نے منصب چہار ہزاری سے سرفراز کیا تھا۔ لڑائی مین بہادر شاہ نے فتح پا کر راؤ بدھ سنگھ کو راؤ راجہ خطاب دیا اور راؤ رام سنگھ وغیرہ اعظم شاہ کے ساتھ مارے گئے اسی وقت سے کوٹہ بوندی والون کے آپس مین رنج پیدا ہوا۔

۶- راؤ بھیم سنگھ

اس نے سمت ۱۷۶۴ مطابق سنہ ۱۷۰۸ع مین اپنے والد کے مارے جانے کے بعد گدی پر بیٹھ کر کوٹے کو بڑے درجے پر پہونچایا۔ سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ بوندی کے راؤ بدھ سنگھ اور کوٹے کے راؤ بھیم سنگھ مین ملک محروثی کی بابت عداوت تھی بدھ سنگھ نے راج پر تسلط پاکر بھیم سنگھ کو نکال دیا بھیم سنگھ نے امیر الامرا حسین علیخان سے مدد چاہی حسین علی خان نے اپنے بخشی کو مع چھ ہزار سوار کے بھیم سنگھ کی مدد پر روانہ کیا اور حکم دیا کہ بدھ سنگھ کی تنبیہ کے بعد باتفاق بھیم سنگھ دوگ سنگھ صوبہ مالوہ کی سرحد پر جا کر دوسرے حکم کا منتظر رہے۔
اب مین اصل حال پر روشنی ڈالتا ہون کہ بہادر شاہ اور جاندار شاہ کے بعد راؤ راجہ بدھ سنگھ کو

مصیبتون کا سامنا ہوا اور راؤ بھیم سنگھ نے سید عبداللہ خان اور حسین علی خان وزیرون کی معرفت بادشاہی سند سے قلعہ گاگرون - اہیرواڑہ - شیرگڑھ - سنگرول - بڑود - اور منوہر تھانہ وغیرہ مقامات حاصل کرنے کے بعد بوندی پر حملہ کرکے ریاستی سامان رن سنگھ یعنی لڑائی کا نقارہ اور جھنڈا جو شاہجہان کی طرف سے راؤ رتن کو عطا ہوا تھا چھین لیا - انکو واپس لینے مین بوندی والون کو کئی بار فریب کرنے پر بھی ناکامی ہوئی -

محمد شاہ کے عہد مین سید وزیرون کا بڑا مخالف نواب آصف جاہ نظام الملک فتح جنگ تھا جسکی اولاد مین اب حیدرآباد والے ہین اس لئے وزیرون نے اُس کو مالوہ کی صوبہ داری سے معزول کرکے دلی بُلایا اور اُس نے بے آبروئی کے خیال سے اس حکم کی تعمیل نہ کی - سیدون نے خود دلی سے دور جانا مناسب نہ جان کر اپنے رشتہ دار عالم علی خان - دلاور علی خان کو بیٹے کے راؤ بھیم سنگھ اور نرور کے کچھواہہ راجہ گج سنگھ کو بیس ہزار عمدہ فوج دیکر نظام کی بیدخلی کے لئے روانہ کیا تجویز تھی کہ کامیابی کے بعد دلاور علی خان مالوے کا صوبہ دار ہو اور راؤ بھیم سنگھ کو جو اس وقت سات ہزاری منصب پر پہونچایا گیا تھا مہاراجہ خطاب اور تمام ہاڑوتی جاگیر مین ملکر جودھپور والے اجیت سنگھ کے سوا دوسرے راجاؤن سے بادشاہی دربار مین اونچی نشست دلائی جائے غرضکہ یہ لوگ سمت ۱۷۷۷ مطابق سنہ ۱۷۲۱ء مین بوندی کو تباہ کرتے ہوئے مالوے مین پہونچے جہان اُنکو برہانپور کے قریب سات ہزار فوج سے نظام الملک نے تباہ کردیا اور اُنکی سب اُمیدین خاک مین ملگئین - اس موقع پر اگرچہ راؤ بھیم سنگھ کامیاب نہوسکا لیکن جو کچھ وہ چھوڑ گیا اُس کے بزرگون کی جاگیر سے زیادہ تھا اسی اُمید پر ساٹھ برس کے عرصے مین کوٹے کے چار رئیس مکند سنگھ - کشور سنگھ - رام سنگھ - اور بھیم سنگھ خاص بادشاہی لڑائیون مین کام آئے - راؤ بھیم سنگھ کے بعد اُس کے تین بیٹون ارجن سنگھ - شیام سنگھ اور درجن سال مین سے بڑے نے گدی پائی -

۷ - راؤ ارجن سنگھ

سمت ۱۷۷۷ مطابق سنہ ۱۷۲۱ء جون مین اپنے والد کے مارے جانے کے بعد کوٹے کا مالک ہوا اسنے مادھو سنگھ جھالا کی بہن کے ساتھ شادی کی جس کے رشتہ دارون مین سے کچھ عرصے کے بعد ظالم سنگھ نامور شخص پیدا ہوا راؤ کے چار سال راج کرکے لاولد فوت ہوجانے پر اُس کے چھوٹے بھائیون مین سے شیام سنگھ کے مارے جانے کے بعد درجن سال نے راج پایا -

۸ - راؤ درجن سال

اس کو سمت ۱۷۸۱ مطابق سنہ ۱۷۲۵ء مین محمد شاہ کی طرف سے راج تلک اور خلعت ملا سمت ۱۷۹۵ مطابق سنہ ۱۷۳۹ء مین مرہٹون کو رسد وغیرہ کی مدد دینے کے عوض اسے قلعہ ناہرگڑھ حاصل ہوا اور اس کے دو بیٹے سال ہمت سنگھ جھالا قلعہ دار کا بھتیجا ظالم سنگھ پیدا ہوا جس کے نامۂ اعمال سے ہاڑون کی پچھلی تاریخ بھری ہوئی ہے اس راؤ کو میواڑ کے مہارانا جگت سنگھ دوم نے اپنی بیٹی بیاہ کر بائین طرف گدی پر بیٹھنے کی عزت دی اور اسکے نام دوسرے رئیسون کی طرح خریطہ لکھا جانا جاری کیا - سمت ۱۸۰۰ مطابق سنہ ۱۷۴۴ء مین جیپور کے راجہ ایشوری سنگھ نے

بوندی دبا کر کوٹے پر اپنی فوج بھیجی جس کو نقصان اُٹھا کر واپس جانا پڑا سمت ۱۸۰۵ مطابق سنہ ۱۷۴۹ء مین راؤ نے ہلکر کے ہمراہ مدد دے کر اُمید سنگھ کو بوندی واپس دلائی جس کے سبب کوٹے کو مرہٹون کا خراج گذار بننا پڑا۔ دوسرے سال راؤ نے قلعہ گوگور کے پیچھے چوہانون کو تابع کرنا چاہا لیکن اس مین ناکامی ہوئی سمت ۱۸۱۳ مطابق سنہ ۱۷۵۷ء مین راؤ دُرجن سال لاولد انتقال کر گیا اور راؤ کشور سنگھ کا پوتا اور رلبشن سنگھ جاگیردار انتہ کا بیٹا اجیت سنگھ اسّی برس کی عمر مین راج کا مالک کیا گیا

۹- راؤ اجیت سنگھ

یہ گدی پر بیٹھکر ڈھائی برس کے بعد فوت ہو گیا اور اس کے تین بیٹون پچیس سال (شتر سال) گمان سنگھ اور راج سنگھ مین سے بڑے کو ریاست ملی اسوقت ہمت سنگھ جھالا کے مرنے سے اُسکا بھتیجا ظالم سنگھ قلعہ دار تھا

۱۰- راؤ شتر سال اول

سمت ۱۸۱۶ مطابق سنہ ۱۷۶۰ء مین مسند نشین ہوا جس کے دوسرے سال جیپور کے راجہ مادھو سنگھ نے کوٹے پر فوج بھیجی لیکن وہ بھٹورہ مقام سے ظالم سنگھ کی دلیری کے سبب جس نے کہ ہلکر کو بھی مدد کیلئے بلایا تھا واپس گئی سمت ۱۸۲۲ مطابق سنہ ۱۷۶۶ء مین راؤ شتر سال کے لاولد فوت ہو جانے سے اُس کا چھوٹا بھائی گمان سنگھ راج کا وارث ہوا۔

۱۱- راؤ گمان سنگھ

اس نے راج پا کر ظالم سنگھ کی جاگیر ضبط کر لی تھی جس سے وہ اودیپور مین جا رہا لیکن جب اُسکی چالاکیان وہان کامیاب نہوئین تو وہ واپس کوٹے کو آ گیا راؤ نے کچھ عرصے تک اُس پر توجہ نہ کی مگر جب مرہٹون نے اڑا کر کے کوٹے کو بہت نقصان پہونچایا تو ظالم سنگھ کی معرفت چھ لاکھ روپیہ فوج خرچ دیے جانے پر صلح ہوئی اس کارگذاری کے عوض راؤ نے ظالم سنگھ کو نامدتہ کی قدیم جاگیر بحال کر دی۔

سمت ۱۸۲۷ مطابق سنہ ۱۷۷۱ء مین راؤ گمان سنگھ نے اپنی سخت بیماری کے سبب زندگی سے نا اُمید ہو کر اپنے دس برس کے بیٹے اُمید سنگھ کو حفاظت کی غرض سے ظالم سنگھ کی گود مین بٹھایا جس سے راؤ کے مرنے کے بعد اُس کو کم عمر رئیس اور کم طاقت ریاست پر ہر طرح کا دخل حاصل ہو گیا۔

۱۲- راؤ امید سنگھ

اس کے پچاس برس عہد مین دیوان ظالم سنگھ کو سیاہ و سفید کرنے کا بالکل اختیار تھا جس کسی نے اُس کو روکنا چاہا وہ جلاوطن یا قید و قتل کیا گیا۔ اکثر سردارون کی جاگیر مین بالکل ضبط یا بہت کم باقی رہ گئین سمت ۱۸۶۰ مطابق سنہ ۱۸۰۴ء مین ظالم سنگھ نے علاقے کا دورہ کر کے پچیس لاکھ سالانہ کی عوض ۳۵ لاکھ جمع قائم کی جس سے کسان غیر علاقون مین بھاگ گئے اور اُنکی جگہ جاگیردارون کو زمینین ضبط ہونے سے کھیتی کرنی پڑی۔ پانچ برس کے بعد دیوان نے مالگذاری اور راہ داری کے سوا کئی قسم کے واہیات محصول

جاری کئے۔ بیوہ عورتوں سے دوسری شادی کرنے کا محصول فقیر اور جوگیوں سے تونبہ برار اور بھنگیوں سے جھاڑو برار لیا جانا قرار پایا۔ چودہ برس کے بعد چارنوں اور بھاٹوں کی ہجو سے تنگ آکر اُس کے بیٹے مادھوسنگھ نے معاف کرایا لیکن ہجو کرنے والوں سے رنج کے سبب دیوان نے تاکیدی حکم جاری کیا کہ بھاٹ اور برہمن وغیرہ کسی محصول سے بری نہ سمجھے جائیں۔

سنہ ۱۸۰۴ء مین کرنل مون سن کو جبکہ وہ ہلکر سے شکست پاکر کوٹے مین آیا رسد وغیرہ پہونچانے کے سوا دیوان نے کوئی مدد نہ دی جس سے سرکار کو ناراضی ہوئی دوسری طرف ہلکر نے چڑھائی کرکے دس لاکھ روپیہ طلب کیا لیکن امیر خان وغیرہ ظالم سنگھ کے دوستون نے ملاقات پر فیصلہ ٹھہرایا۔ ظالم سنگھ خود فربہ تھا اور فربہون کو خوب پہچانتا تھا اس لئے اُس نے چنبل دریا کے اندر کشتیون کے ذریعہ سے ملاقات منظور کی دونون نوجین مقابل کنارون پر ٹھہری رہین ایک طرف سے ظالم سنگھ جو بالکل نہ جانا گیا تھا اور دوسری طرف سے ہلکر جو کانا تھا دو کشتیون مین بیٹھ کر ملے ہلکر اپنی ضرورت اور ظالم سنگھ کی مروت سے تین لاکھ روپے لیکر چلا گیا۔ ظالم سنگھ کے تحت مین بیس ہزار جرار فوج تھی۔ اُس نے فوجی عہدون پر مسلمان پٹھان اور ہلکی کامون پر برہمن پنڈت نوکر رکھے تھے دلیل خان اور محراب خان اُس کے بڑے اعتباری مصاحب تھے جنکی تجویزون سے کوٹے کا مضبوط قلعہ اور نیا شہر جھالاواڑ پاٹن نام بن کر تیار ہوا۔

سمت ۱۸۷۴ مطابق سنہ ۱۸۱۷ء مین دیوان ظالم سنگھ نے انگریزی پولیٹکل افسر کرنل جیمز ٹاڈ کو جو ہاڑوتی مین مقرر ہوا اور جنرل سر جان مالکم کو جو پرشیا مین دکن سے آرہا تھا عمدہ مدد دی اس لئے سرکاری طرف سے چار پرگنے دیگ سینچ پہاڑ۔ اہوہ۔ اور گنگرار جو ہلکر کی طرف سے اُس کے قبضے مین تھے انعام کے طور پر اُس کو دیے گئے۔ لیکن اُس نے ایک بڑی ریاست کا مختار رہنے کے عوض مختصر علاقے کا جاگیردار بننا پسند نہ کرکے چارون پرگنون کی سندراؤ اُمید سنگھ کے نام جو نام کے لئے راج کا مالک تھا۔ گورنر جنرل سے حاصل کی۔ اسی سال سرکاری عہد نامہ کوٹے کے ساتھ ہوا جس مین خیمہ کے طور پر سر چارلس مٹکاف رزیڈنٹ نے کسی سبب سے راج رانا ظالم سنگھ اور اُس کی اولاد کا حقیقہ کو عہدہ دیوانی پر مختار رہنا درج کرادیا۔ اسی مدت کے بعد ریاست جھالاواڑ پاٹن کے علیحدہ ہونے کی بنا ہوئی۔

سمت ۱۸۷۶ مطابق سنہ ۱۸۱۹ء ماہ نومبر مین راؤ اُمید سنگھ کے انتقال پر اُس کے تین بیٹون کشور سنگھ۔ بشن سنگھ اور پرتھوی سنگھ مین سے بڑا کنور ۴۴ سال کی عمر مین گدی پر بیٹھا۔

۱۳- راؤ کشور سنگھ دوم

سمت ۱۸۷۶ مطابق سنہ ۱۸۱۹ء مین نام کے لئے راج کا مالک ہوا۔ اس نے ظالم سنگھ کے بے حد اختیارات ضبط کرنے چاہے جس مین اُس کو ناکامی ہوئی۔ کیونکہ پولیٹکل افسر دیوان کا مددگار رہا کئی بار صفائی اور رنجش ہونے پر راؤ سمت ۱۸۷۸ مطابق سنہ ۱۸۲۱ء مین تنگ ہوکر اول بوندی اور پھر بندرابن کو چلا گیا۔ لیکن کئی مہینے کے بعد

خرچ نہ رہنے سے واپس کوٹے مین آیا اس وقت دیوان یعنی نوکر کی سختی اور راؤ کی تنگدستی پر راجپوتانے کے ہر ایک رئیس کو افسوس تھا اگر انگریزی سلطنت کا قیام اور عہدنامہ طے نہ پاجاتا تو ظالم سنگھ بے شک راج دبا کر کوٹے کا راجہ بن جاتا۔ مجبوراً اُس نے عہدنامے کے موافق اپنا عہدہ قائم رہنے کے واسطے سرکار سے مدد مانگی۔

ظالم سنگھ اپنی سفید داڑھی کو مالک کے ساتھ مقابلہ کرکے بدنامی کا داغ لگانے سے بچنے کی فکر مین تھا لیکن شوق حکومت نے سب باتین بھلا دین یکم اکتوبر ۱۸۲۱ء کو لڑائی کا سامان ہوگیا۔ دیوان آٹھ پلٹنین چودہ رسالے اور تیس توپین لیکر تیار ہوا اور انگریزی فوج جس مین دو پلٹنین چھ رسالے اور ایک توپخانہ تھا اُس کی مدد کو دہنی طرف جمائی گئی اشارہ ہوتے ہی دیوان کی فوج نے حملہ کیا جس کو راؤ صاحب کے بہادر راجپوتون نے روکا رئیس ساتھیون سمیت دبکر ندی پار اُتر گیا جہان دوبارہ دھاوہ کئے جانے پر اُس کے ہمراہیون نے دو انگریزی رسالون کو ہٹا دیا جس مین کرنل برج سخت زخمی ہوا اور لفٹنٹ کلارک اور ریڈر جان سے مارے گئے آخر تمام فوج اور انگریزی توپخانے کی مار سے راؤ جوار کے گنجان کھیتون مین ہوکر نکل گیا اور اُس کا چھوٹا بھائی پرتھوی سنگھ لڑکر مارا گیا۔ ہاڑوتی کی سرحد سے پولٹیکل افسر نے فوج کو روک لیا کیونکہ دیوان کا عہدہ بحال رکھنے کے سوا غیر علاقون مین فساد پھیلانے کی اجازت نہ تھی۔

راؤ ہاڑوتی سے نکل کر میواڑ مین ناتھ دوارہ مقام کو چلا گیا۔ جہان سے اُس کے اکثر ساتھی علٰحدہ ہوگئے اور اُس نے مذہبی اعتقاد سے کوٹے کو شری کرشن کے نام پر نذر کردیا۔ جس کے سبب قلعۂ کوٹہ کا پانچہزار روپیہ سالانہ پہلی دی ہوئی جاگیر کے سوا کرایے کے طور پر اب تک ادا کیا جاتا ہے۔ کچھ دنون کے بعد مہاراناہیم سنگھ کی صلاح سے میجر ٹاڈ کی معرفت صفائی ہوکر راؤ کے کوٹہ جانے پر دیوان نے اُس کو خاطرداری سے رکھا۔

جیٹھ سدی ۸ سمت ۱۸۸۰ مطابق ۵ جون ۱۸۲۴ء کو چوراسی برس کی عمر مین ظالم سنگھ کے مرنے پر اُس کا بیٹا مادھو سنگھ دیوان مقرر ہوا جس نے رئیس کو خوش رکھا۔ سمت ۱۸۸۴ مطابق ۱۸۲۸ء مین راؤ کشور سنگھ اور تھوڑے دنون کے بعد مادھو سنگھ مرگیا۔ رئیس کا کنور رام سنگھ اور دیوان کا بیٹا مدن سنگھ اپنے حق اور عہدے پر قائم ہوئے جنکے آپس مین کبھی اتفاق نہونے سے کوٹے کا تہائی حصہ نکل کر دیوان کے لئے ایک علٰحدہ ریاست جھالرا پاٹن پیدا ہوئی۔

۱۴- مہاراؤ رام سنگھ دوم

اس نے گدی پر بیٹھکر دیوان مدن سنگھ سے کبھی رضامندی اور اطمینان ظاہر نہ کیا اور سمت ۱۸۹۰ مطابق ۱۸۳۴ء مین بڑے فساد کا اندیشہ پیدا ہوا اس لئے سمت ۱۸۹۴ مطابق ۱۸۳۸ء مین مہاراؤ کی منظوری سے جو کسی دباؤ یا فریب سے حاصل کی گئی دیوانی اور مختاری کے عہدے سے مدن سنگھ کا استعفا منظور ہوکر سرکاری حکم کے موافق راج کوٹہ کی چھتیس لاکھ روپیہ سالانہ آمدنی مین سے ایک تہائی یعنی بارہ لاکھ آمدنی کے سترہ پرگنے دیوان کو علٰحدہ جاگیر کے طور پر دیے گئے اور نئی ریاست جھالرا پاٹن نام قائم ہوکر وہان کے رئیس کو

میواڑ کے جھالا سردارون کی طرح راج رانا کے عوض مہاراج رانا خطاب انگریزی سرکار سے ملا۔ اس کی بابت ایک نیا عہدنامہ ایک طرف مہاراؤ رام سنگھ دوم اور دوسری طرف کپتان لڈلو پولیٹیکل اجنٹ اور کرنل آبوس رزیڈنٹ راجپوتانہ کے دستخط سے تحریر ہوکر کوٹہ کا ایک تہائی خراج یعنی اسّی ہزار روپیہ سالانہ جھالرا پاٹن کے ذمے قرار پایا اور ایک کنٹنجنٹ فوج بھرتی ہوکر اُس کے خرچ کو تین لاکھ روپے سالانہ کوٹے سے لیا جانا مقرر ہوا جو مہاراؤ صاحب کی ہمیشہ تکرار رہنے کے سبب سمت ۱۹۰۰ مطابق ۱۸۴۴ء سے دو لاکھ رہ گیا۔ اس موقع پر خلاف دستور ایک تہائی راج دیوان کے لئے تقسیم ہوجانے پر بھی تمام فوج خرچ تنہا کوٹے کے ذمے قائم کرکے جھالرا پاٹن کو اُس سے بالکل بری رکھنا غیر مناسب ہوا۔

۱۸۵۷ء کے غدر میں کنٹنجنٹ فوج نے باغی ہوکر میجر برٹن پولیٹیکل اجنٹ اور اُس کے دو بیٹوں کو قتل کر ڈالا مہاراؤ نے اپنے رنج و غم یا کم طاقتی کے سبب فسادیوں کو سزا دینے کی کوشش نہ کی جس پر انگریزی سرکار سے اُس کی سلامی سترہ توپ کے عوض تیرہ توپ کردی گئی لیکن کچھ عرصے کے بعد دوسرے رئیسوں کی طرح کوٹے کو بھی گود لینے کی سند ملکر کنٹنجنٹ کے عوض دیولی کی بے قواعد پلٹن بھرتی کی گئی جسکی بابت کوٹے کو دو لاکھ روپیہ سالانہ دینا پڑتا ہے۔ ۲۷ مارچ ۱۸۶۶ء کو مہاراؤ رام سنگھ دوم کے چونسٹھ برس کی عمر میں انتقال کرنے پر اُس کے بیٹے شرسال دوسرے کو راج ملکر کچھ آرام نہ ملا۔

۱۵۔ مہاراؤ شرسال دوم

سمت ۱۹۲۲ مطابق ۱۸۶۶ء میں اس کے مسند نشین ہونے کے بعد جناب وایسرائے بہادر نے کوٹے کی معمولی سلامی سترہ توپ بحال کردی۔ مہاراؤ نے شروع میں کسی قدر قرضہ وغیرہ کا بندوبست کیا لیکن پھر وہ ناتجربہ کاری کے سبب زیادہ شراب پینے کا عادی ہوکر غفلت میں پڑا جس کا انجام بے دخلی تھا سمت ۱۹۲۶ مطابق ۱۸۷۰ء میں پولیٹیکل اجنٹ نے بدانتظامی کی رپوٹ کی کہ رشوت اور سفارش سے مقدمات طے پاتے ہیں۔ زبردست لوگ احکام کی تعمیل نہیں کرتے علاقے میں معمول سے زیادہ ہر جگہ محصول لے لیا جاتا ہے ہر ایک عہدے پر جس نے زیادہ نذرانہ دیا مقرر ہوگیا اور رعایا پر ظلم کرکے کسر نکالنی چاہی سالانہ جمع کا اکثر حصہ ٹھیکے دار کھا جاتے ہیں اور طلبی پر رشوت دیکر بچا چھڑاتے ہیں سرکاری خراج وقت پر کبھی ادا نہیں ہوتا۔ قرضہ روز بروز بڑھتا جاتا ہے۔ لوٹ مار کی واردات کثرت سے ہوتی ہیں۔ مینہ وغیرہ بدمعاشوں سے راج کے اہلکار ملے رہتے ہیں۔ کوٹری کے خاص سردارون سے رنج رہتا ہے۔ یہ کوٹری کی جاگیر میں شروع میں بوندی سے ملی تھیں۔ جب اکبر کے وقت میں قلعہ رنتھنبور دلی کی سلطنت میں شامل ہوا تو یہ لوگ بھی خالصے کے جاگیردار بن گئے۔ محمد شاہ کے مرنے کے بعد قلعہ دار نے رنتھنبور حفاظت کے لئے جیپور والون کو سونپ دیا تو انھوں نے کوٹری والون پر اپنا خراج قائم کیا لیکن آپس میں کبھی اتفاق نہوتا تھا اس لئے راج رانا ظالم سنگھ نے کوٹری والون کو کوٹے کے متعلق کرکے سالانہ خراج ادا کرنے کا ذمہ لیا۔ اُس وقت سے برابر یہی عمل چلا آیا۔ علاقۂ کوٹری کے سات سردار مہاراج کملاتے ہیں

جن مین (۱) اندر گڑھ کی جاگیر تین لاکھ اور (۲) کھتولی کی ایک لاکھ روپیہ سالانہ کے قریب ہے باقی (۳) گینتا (۴) پیلدہ (۵) کرور (۶) بلون اور (۷) انتر وده کی کم تعداد مین ہے ان جاگیردارون سے جیپور کی دست اندازی دور کرا کر خراج کا تعلق کوٹے کے ساتھ کرایا گیا لیکن پھر برخلافی اور عام شکایت پیدا ہوئی جس کے باعث سرکاری طرف سے دوسرے انتظام کی ضرورت لازم آئی۔

سرکاری انتظام

کئی پشت سے کوٹے والون کی قسمت مین یہی لکھا تھا کہ وہ نام کے لئے مالک کہلا کر راج سے بے اختیار رہین راؤ اُمید سنگھ اور کشور سنگھ دوم کے سامنے ظالم سنگھ کا دور دورہ رہا۔ مہاراؤ رام سنگھ نے تہائی راج بانٹ دیا اور اب مہاراؤ شترسال دوم کو سات برس حکومت کرنے کے بعد بدانتظامی کے سبب بے اختیاری مین دن کاٹنے پڑے۔ مہاراؤ نے ریاستی مشکلون سے تنگ آکر پولیٹیکل اجنٹ کی صلاح کے موافق سرکاری انتظام ہونے کی درخواست کردی جس پر سمت ۱۹۲۹ مطابق ۱۸۷۳ء ماہ اکتوبر مین ممتاز الدولہ نواب حاجی شریف علیخان بہادر کے۔ سی۔ ایس۔ آئی جو انگریزی علاقے کا عہدت دار جاگیردار ہونے کے علاوہ جیپور مین بخشی اور وزیر رہ چکا تھا کوٹے کا سپرنٹنڈنٹ مقرر کیا گیا اور ریاست کے اندر اُس کی توپ کی سلامی قرار پائی۔

نواب مختار نے اگلے سو پرگون کے عوض تمام علاقہ آٹھ نظامتون مین تقسیم کرکے صدر مین دیوانی۔ فوجداری مال اور کونسل ایبل اپنے ماتحت قائم کی۔ قرض خواہون نے سود پر سود لگانے اور وصول رقم کا سود مجرا نہ دینے سے نوّے لاکھ کا دعوے پیش کیا جو سرکاری حکم کے موافق تحقیقات ہوکر فی روپیہ نو دس آنے کے حساب سے بیالیس لاکھ اُنتیس ہزار تسلیم کیا گیا۔ رئیس کے ذاتی۔ ملکی اور فوجی مصارف مین نو لاکھ سالانہ کے قریب کمی ہوکر ساڑھے اٹھارہ لاکھ کل سالانہ خرچ قائم رکھا گیا۔ تھوڑے عرصے مین نواب مختار نے بہت سے نقص دور کیے تھے کہ بعض خوشامدی لوگون نے رئیس کو نواب سے رنجیدہ کردیا اور خوف دلایا کہ جھالا دیوان کی طرح نواب مختار کے لئے بھی کوئی ملکی حصہ تقسیم ہوجائے گا۔

سمت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۶ء ماہ ستمبر مین نواب سر فیض علی خان نے تین سال انتظام کے بعد کارِ مین استعفا دیکر علحدگی اختیار کی جس کے بعد کپتان ایبٹ اور پھر میجر پاولٹ منتظم ہوئے۔ سمت ۱۹۳۶ مطابق ۱۸۸۰ء سے میجر بیلی کا تقرر ہوا یہ انتظام مہاراؤ شترسال ثانی کی وفات تک ۱۸۸۹ء تک رہا۔

۱۶- مہاراؤ اُمید سنگھ دوم

مہاراؤ شترسال دوم کی وفات کے بعد موجودہ والی ریاست مہاراؤ اُمید سنگھ ثانی کہ ۵ ستمبر ۱۸۷۳ء کو پیدا ہوئے تھے اور جو کہ مہاراج چھگن سنگھ جاگیردار کوٹرا کے جو کوٹے کے نزدیک ایک جاگیر ہے بیٹے اور شترسال دوم کے متبنے تھے ۱۱ جون ۱۸۸۹ء کو مسند نشین ہوئے اُنھون نے میو کالج اجمیر مین تعلیم پائی اور اُنکو کچھ تعلقات ۱۸۹۲ء مین ملے جب ظالم سنگھ ثانی والی جھالاواڑ معزول ہوا تو ریاست کوٹہ کو ۱۵ اضلاع اُن اضلاع مین سے ملے

جو ۱۸۳۸ء مین کوٹے سے ریاست جھالاواڑ قائم کرنے کو علحدہ کئے گئے تھے۔ اور آمدنی ریاست کی ۴۱۴۰۳۰۶ روپیہ سالانہ کی ہوگئی۔

مہاراؤ امید سنگھ ثانی کو ۱۹۰۰ء مین کے۔ سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب ملا۔ اور ۱۹۰۳ء مین آنریری میجر ۴۲ ویں لی رجمنٹ کے بنائے گئے۔ اور ۱۹۰۶ء مین جی۔ سی۔ آئی۔ ای کا خطاب عطا ہوا اور ۱۹۱۲ء مین دہلی دربار کے موقع پر ملک معظم جارج پنجم نے اُنکو جی۔ سی۔ ایس آئی کا خطاب دیا۔ بعد دربار دہلی ملکہ معظمہ نے ۲۵ دسمبر سے ۲۸ دسمبر تک کوٹے کو شرف قدوم بخشا شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کی تاج پوشی پر اس ریاست نے بقایا لگان زمین کی بابت زمینداروں کو پچاس لاکھ روپیہ معاف کرکے برٹش گورنمنٹ کی خیر اندیشی کا ثبوت دیا۔

فصل ۔ تاریخ جھالاواڑ

جغرافیہ

جھالاواڑ جس کی راجدھانی کا نام جھالرا پاٹن ہے مشرقی جنوبی راجپوتانے مین سب سے پچھلی اور آمدنی کے لحاظ سے دوسرے درجے کی ریاست ہے۔ جس کے شمال مین کوٹہ اور درہ مکندرہ مغرب مین علاقہ ہلکر جنوب مین پرگنہ پڑاوہ علاقہ ٹونک و ملک ہلکر و سیندھیا وغیرہ مشرق مین پرگنہ چھپڑہ علاقہ ٹونک اور ملک گوالیار سے رقبہ دو ہزار پانسو میل مربع کے قریب آبادی تین لاکھ چالیس ہزار پانچسو آدمی فوج سوار و پیدل چار ہزار آمدنی خالصہ اُنیس لاکھ روپیہ سالانہ اور صرف ایک لاکھ سالانہ کی زمین چھوٹے جاگیرداروں وغیرہ کے قبضے مین ہے یہ ریاست عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۶ دقیقہ اور ۲۴ درجہ ۴۰ دقیقہ اور طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ۳۰ دقیقہ اور ۷۶ درجہ ۵۸ دقیقہ کے درمیان واقع ہے اور خاص دارالریاستہ کے شہر کا موقع عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۳۲ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ۱۳ دقیقہ پر ہے چونکہ اس ریاست کے راجگان قبیلۂ جھالا سے تعلق رکھتے ہین اس سبب سے یہ ریاست جھالاواڑ کہلاتی ہے لیکن ۱۸۹۶ء مین مہاراج رانا ظالم سنگھ دوم کی معزولی کے وقت پھر بہت سا علاقہ اس ریاست کا کٹ کر کوٹے کی ریاست مین شامل ہوکر یہ ریاست چھوٹی رہ گئی جس کی تفصیل آگے آتی ہے اور کوٹے کے بیان مین گزر چکی۔

علاقے مین اکثر جگہ پہاڑ اور جھاڑی پھیلی ہوئی ہے لیکن بناے ریاست کے وقت کوٹے مین سے سرسبز مقامات چھانٹ لینے کے باعث علاقۂ ہاڑوتی مین جھالرا پاٹن کی زمین سب سے زیادہ عمدہ اور آباد گنی جاتی ہے اسی لئے بارہ لاکھ جمع کے جو پرگنے لئے گئے تھے اُنسے بیس لاکھ روپیہ سالانہ کے قریب آمدنی ہونے لگی شہر جھالرا پاٹن بقول کرنل ایڈن رونق اور خوبصورتی مین جیپور سے دوسرے درجے پر اُسی کے نقشے کے موافق راج رانا ظالم سنگھ دیوان کوٹہ کا بسایا ہوا ہے۔ وہان ساہوکارون کی زیادہ آبادی سے سوداگری وغیرہ کو بہت ترقی ہے۔ جھالرا پاٹن کی

چھاؤنی سے تین میل کوٹے والون کا قلعہ گاگرون ہے جس کو رئیس جھالرا پاٹن اپنے قلعہ شاہ آباد سے جو زیادہ فاصلے پر ہے بدلنے کی ہمیشہ آرزو رکھتے ہین لیکن کوٹے والے جو تہائی ملک نکلجانے کے رنج کو کبھی نہین بھول سکتے یہ بات ہرگز نہین منظور کرتے اگرچہ انتظام مین کیسی ہی مشکلین پیش آتی رہین۔

قوم اور تاریخ

جھالرا پاٹن کے رئیس جھالا قوم کے راجپوت ہین جس کی زیادہ تفصیل قومی بیان مین کی گئی ہے انکا قدیم وطن ہندوستان مین علاقہ کاٹھیاواڑ ہے۔ اور راجپوتانہ مین یہ لوگ میواڑ والون کی بدولت عمدہ کارگذاری کے سبب قیام پذیر ہوئے جن مین کے کئی سردار اب تک اودیپور کے ماتحت جاگیردار ہین **ظالم سنگھ** مقام ہلود علاقہ کاٹھیاواڑ کے سردار کی اولاد مین سے تھا۔ کاٹھیاواڑ کا نام کاٹھی راجپوتون کے زیادہ قیام کے سبب پیدا ہوا تھا جہان اب چند نسبی جاڑیچہ قوم کی حکومت ہے اور جھالا اُنکے ماتحتون مین ہین۔ ہلود والونکی چھوٹی شاخ مین سے ایک شخص **بھاؤ سنگھ** نام نے عالمگیر بادشاہ کے مرنے کے بعد اس وقت سے ایک سو بیس برس تخمیناً پہلے نوکری کی تلاش مین اپنا وطن چھوڑا تھا۔ بھاؤ سنگھ کا بیٹا **مادھو سنگھ جھالا** کوٹے کے راؤ بھیم سنگھ کے پاس آکر نوکر ہوا اور اُس کی بہن کے ساتھ راؤ کے بیٹے درجن شال کی شادی ہوئی اس رشتہ داری کے سبب **ناندتہ گانون** کی جاگیر اور فوجداری کا عہدہ جس مین فوج کی افسری اور قلعہ کی حفاظت شامل تھی اُس کو ملا کوٹے مین اُس کا خطاب **مامان** یعنی مامون مشہور ہوا۔ مادھو سنگھ کے بعد **مدن سنگھ** فوجدار ہوا اور اُس کے مرنے کے بعد **ہمت سنگھ** نے باپ کی جگہ سنبھالی۔ ہمت سنگھ جھالا کے مرنے کے بعد اُس کے بھتیجے **ظالم سنگھ** نے جو سمت ۱۷۹۶ مطابق سنہ ۱۷۴۰ء مین پیدا ہوا تھا ۱۸ سال کی عمر مین سنہ ۱۷۵۸ء مین فوجداری کا عہدہ پاکر اپنے بزرگون کے نام کو زیادہ مشہور کیا جس کا مفصل احوال کوٹے کی تاریخ مین درج کئے جانے کے سبب یہان پر مختصر لکھا جاتا ہے

ظالم سنگھ جھالا کوٹے کے آٹھوین راؤ درجن شال کے عہد مین پیدا ہوا۔ نوین راؤ اجیت سنگھ کے وقت مین وہ کوٹے کا فوجدار مقرر ہوا دسوین راؤ شتر سال کے سامنے بمقام بھٹوا راجپور کی فوج پر فتح پانے کے سبب اُس کی زیادہ ناموری ہوئی لیکن گیارھوین راؤ گمان سنگھ کے وقت مین رنجش کے سبب جھالا نے کوٹہ چھوڑکر اودیپور مین دہان کے ماتحت جاگیردار دیلواڑہ کی معرفت نوکری کرلی اور یہان راج رانا کا خطاب مہارانا سے حاصل کیا اور جب وہان اُس کی تدبیرین پیش نہ گئین تو اُس نے واپس کوٹے مین آکر موقع کا انتظار کیا آخر راؤ گمان سنگھ اور مرہٹون کی برخلافی اُس نے صلح کے ذریعہ سے دورکرادی جس سے رئیس کوٹہ اُس پر پھر مہربان ہوا اور مرنے سے پہلے اپنے کم عمر بیٹے اور راج کی حفاظت اُس کے سپرد کی۔ بارھوین راؤ اُمید سنگھ کے پچاس برس عہد مین جھالا دیوان بڑی قوت پاکر خود مختاری سے کام کیا اور تیرھوین راؤ کشور سنگھ کے شروع عہد مین اُس نے سرکار انگریزی کی مدد سے اپنے بے قید اختیار و حکومت کو جس کی ضبطی کا داجی ارادہ رئیس نے کیا تھا لڑائی کرکے قائم رکھا۔ پھر باہم صلح ہونے کے بعد سمت ۱۸۸۰ مطابق سنہ ۱۸۲۴ء ۵ جون کو چوراسی

سال کی عمر پاکر راج رانا ظالم سنگھ کا انتقال ہوگیا۔ راج رانا ظالم سنگھ کے بعد اُس کا بیٹا مادھو سنگھ دیوانی کے عہدے پر مختار ہوا جس نے اپنی ہوشیاری سے رئیس کو خوش رکھ کر چار برس کے اندر سمت ۱۸۸۴ مطابق ۱۸۲۸ء مین وفات پائی۔ مادھو سنگھ کے مرنے کے بعد اُس کے بیٹے مدن سنگھ نے دیوانی پر قائم ہوکر کوٹے کے چودھوین مہاراؤ رام سنگھ سے بھی اتفاق حاصل نہ کیا جس کے سبب کسی طرح رئیس کی رضامندی لیکر سرکار انگریزی نے رعایت کے ساتھ کوٹے کا تہائی حصہ دیوان کے لئے نکالکر سمت ۱۸۹۵ مطابق ۱۸۳۸ء مین ریاست جھالرا پاٹن نام علحدہ قائم کی یہان کا راجہ مہاراج رانا کہلاتا ہے اور ۱۵ ضرب توپ سلامی اُس کے لئے مقرر ہین عرصہ اس وقت سے کُل چوراسی برس پہلے سرکاری عنایت سے سب سے اس آخری ریاست کی بنا راجپوتانے مین پڑی۔ جہان کے رئیسون کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ مہاراج رانا مدن سنگھ

اس کو سمت ۱۸۹۵ مطابق ۱۸۳۸ء مین کوٹے کی دیوانی سے استعفا دینے کے بعد مہاراؤ رام سنگھ کی منظوری سے ایک عہدنامہ کرکے سرکار انگریزی نے جھالرا پاٹن کا اول رئیس بنایا کوٹے کے تہائی علاقے کے حساب سے تہائی قرضہ اور تہائی خراج اسی ہزار روپیہ سالانہ جھالرا پاٹن کے ذمے قرار پاکر راج رانا کے عوض جو اودیپور کے ماتحت جھالا سردارون کا خطاب ہے مدن سنگھ اور اُس کی قائم مقام اولاد کے لئے مہاراج رانا خطاب تجویز ہوا اور دوسرے خود مختار رئیسون کی طرح گود لینے کی سند بھی اس شرط سے کہ ریاست راج رانا ظالم سنگھ کے خاندان سے نکلنے نہ پاوے عطا ہوئی۔ سمت ۱۹۰۱ مطابق ۱۸۴۵ء مین سات برس کے قریب راج کرنے کے بعد مہاراج رانا مدن سنگھ نے انتقال کرکے اپنے بیٹے پرتھوی سنگھ کو وارث چھوڑا۔

۲۔ مہاراج رانا پرتھوی سنگھ

اس نے اپنے والد کے بعد سمت ۱۹۰۱ مطابق ۱۸۴۵ء مین راج پاکر ۱۸۵۷ء کے غدر مین کئی یورپین افسرون کی حفاظت سے عمدہ طور پر سرکاری خیرخواہی ثابت کی کپتان بردس نے اُس کی تعریف مین لکھا کہ ہاڑوتی کے علاقے مین جس قدر رئیس بوندی کو تعصب ہے اُس کے خلاف جھالرا پاٹن سے سرکاری حکمون کی تعمیل بہت جلد ہوتی ہے۔ لیکن یہ نسبتی مقابلہ صحیح نہ تھا کیونکہ ہاڑوتی مین ریاست بوندی سب سے زیادہ پُرانی اور عزت دار ہے اور جھالرا پاٹن صرف کوٹے کے طفیل بالکل نئی انگریزی عملداری سے قائم ہوئی ہے۔ سمت ۱۹۲۲ مطابق ۱۸۶۶ء مین مہاراج رانا آگرے کے مقام پر گورنر جنرل بہادر کے دربار مین شریک ہونے کے بعد بنارس وکلکتہ وغیرہ مقامات کی یاترا اور سیر کرکے ایک برس مین راجدھانی کو واپس آیا جب سے یہ ریاست قائم ہوئی اُس وقت سے راجپوتانے کے دوسرے رئیسون کو اس کے خودمختار اور اپنی برابر ماننے مین عذر تھا اس لئے پولٹیکل افسرون نے راجپوت قوم کے بزرگ و معتبر رئیس مہاراناشنبھو سنگھ والی اودیپور سے اس معاملے مین مدد چاہی جنھون نے باوجود اپنے ماتحت سردارون کی برخلافی کے پولٹیکل اجنٹ کے کہنے کے موافق اپنی بلند حوصلگی اور خوش اخلاقی سے مہاراج رانا کو

اپنے بائین طرف برابر بیٹھنے کی عزت دی۔

سمت ۱۹۲۹ مطابق ۱۸۷۳ء مین مہاراج رانا آبو۔ ناتھ دوارہ اور اودیپور جاکر خوشی کے ساتھ واپس آیا اس کے انتظام مین راج کی سالانہ آمدنی بیس لاکھ روپے تک پہونچی تھی لیکن فضول خرچی سے چودہ لاکھ روپیہ قرض ہوگیا تھا تاہم اُس نے محل درست کرانے کے بعد چھاؤنی مین رونقدار بازار وغیرہ بنوایا۔ مہاراج رانا پرتھوی سنگھ سمت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۵ء ۲۸۔ اگست کو بخار اور احتراق مثانہ کی بیماری سے چالیس برس کی عمر کے اندر تیس سال راج کرکے فوت ہوگیا۔ اُس کے بعد کنور بخت سنگھ جس کا نام بعد کو ظالم سنگھ ہوا اور جو بڑی کوشش کے ساتھ سرکاری منظوری پر پروں علاقہ کا ٹھاواڑ سے گود لیا گیا تھا راج کا وارث مانا گیا۔ لیکن ایک رانی کے حمل بیان کئے جانے سے کچھ عرصے تک مسند نشینی کی رسم ملتوی رہی۔ حمل کی بابت شک ہونے پر پولیٹیکل افسر کی منشا سے سخت بندوبست کیا گیا کہ چالاکی سے کوئی فریب نہونے پائے آخر معمولی میعاد گذرنے پر یہ بات غلط ثابت ہوکر متبنّے حقدار رہا۔

۳۔ مہاراج رانا ظالم سنگھ

سمت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۵ء مین گود لئے جانے سے مدت کے بعد مسند نشین ہوا جبکہ اُس کی عمر بارہ سال کی بیان کی جاتی تھی وہ میو کالج اجمیر مین تعلیم پاتا رہا اور دس برس تک راج کے انتظام پر کپتان ایبٹ پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ رکھا گیا جس نے محل۔ باغ اور سراکین وغیرہ درست کراکر قرضے کے لئے قسط بندی کردی۔

سمت ۱۹۴۳ مطابق ۱۸۸۶ء مین مہاراج رانا کو سرکاری حاف سے پورے اختیارات ملکر احتیاط کیلئے سپرنٹنڈنٹی کے عوض جھالرا پاٹن مین ایک غیر معمولی ایجنسی قائم رکھی گئی جس کا خرچ بھی راج کے ذمے رہا یہ جوان رئیس بائیس برس کی عمر مین ایک سال کے قریب خود مختاری سے حکومت کرنے پایا تھا کہ ماتحتوں کی فریاد اور انگریزی افسرون کی ناراضی کے سبب سمت ۱۹۴۴ مطابق ۱۸۸۷ء ۲۴ ستمبر کو میجر ایبٹ پولیٹیکل اجنٹ نے سرکاری حکم سے اُسکے اختیارات سلب کرکے خزانہ اور تمام ملکی نگرانی اپنے ہاتھ مین لی۔

چونکہ مہاراج رانا ظالم سنگھ کی قسمت مین ریاست کی حکومت لکھی ہی نہ تھی اس لئے اُس کی حرکات نے بدنظمی پیدا کی اور اس امر نے اُسے ۱۸۹۶ء مین معزول ہی کرادیا۔ اور اُس کو بنارس بھیجدیا گیا اُسکے اخراجات کی ۳ ہزار سالانہ کی ایک رقم مقرر ہوگئی مہاراو رانا ظالم سنگھ ثانی کی معزولی کے ساتھ راج کے پندرہ اضلاع بھی (اُن اضلاع مین سے جو کوٹے سے کٹ کر جھالاواڑ کی ریاست قائم کی گئی تھی) کوٹے کو دیدیے گئے۔ اس وجہ سے اب راج جھالاواڑ کا رقبہ ۸۱۰ میل مربع اور آبادی ۹۶۲۱۵ نفوس رہ گئی جس مین ۱۰۳۱ قصبے اور گانوں ہین اور آمدنی ۹۰۶۸۱۵ روپیہ سالانہ ہے اور یادگار دربار تاج پوشی مین آمدنی پانچ لاکھ اور سلامی ۱۱ ضرب لکھی ہے چونکہ لاولد تھا اس لئے مسند بھوانی سنگھ ولد ٹھاکر چیرسال فتح پور والا کو جو ادھو سنگھ فوجدار کوٹہ دمورث خاندان جھالا کی اولاد سے ہے دی گئی ہے۔

۴۔ مہاراج رانا بھوانی سنگھ

یہ مہاراج رانا ۴ ستمبر ۱۸۷۴ء کو پیدا ہوئے اُنکی تعلیم میو کالج اجمیر مین ہوئی۔ انکو ۶ فروری ۱۸۹۹ء کو سر آرتھر مارٹنڈل اجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ نے پورے اختیارات دیے۔ اپریل ۱۹۰۴ء مین وہ یورپ گئے اور نومبر مین واپس آئے مئی ۱۹۰۸ء مین اُنکو کے۔ سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب ملا۔ ۱۹۱۲ء مین وہ دوبارہ انگلستان جاکر ملک معظم کے شرف باریابی سے کئی بار مفتخر ہوئے۔ مہاراج رانا ایک علم دوست شخص ہین اُن کا سفرنامہ یورپ ۱۹۰۴ء مین میسرز لونگمین گرین اینڈ کو نے چھاپا ہے اُنھون نے ۱۸۹۹ء و ۱۹۰۰ء کے قحط مین رعایا کی بڑی پرورش کی کیونکہ وہ غلہ بڑی مقدار مین خرید کر بازاری نرخ سے کہین کم نرخ پر فروخت کرتے تھے اور اُنھون نے چار لاکھ روپیہ بقایاے محاصل معاف کردیا۔ یورپ کے پہلے سفر سے واپسی کے بعد اُنھون نے مذکورۂ ذیل اصلاحات کین۔ انگریزی ڈاکخانجات کو اپنی ریاست مین مکمل طور پر ترویج دی انگریزی سکہ داوزان اپنی ریاست مین اختیار کیے۔ کئی چھوٹے چھوٹے محاصل بند کیے۔ ریاست کی کچہریون اور دفترون مین ناگری رسم الخط کو رواج دیا۔ دوسرے سفر انگلستان سے واپسی کے بعد اُنھون نے ۶ لاکھ روپیہ رعایا کو معاف کیا۔

خاتمہ

اجمیر کے متعلقہ راجپوت جاگیرداروں اور استمراردارون کے بیان مین

اجمیر

چوہانون کے نامور راجہ اجے پال نے اس شہر کو آباد کیا تھا یہ قدیم و مشہور شہر پہاڑ کے گھاٹے بلکہ حلقے کے اندر عرض بلد شمالی ۲۶ - ۲۹ - طول بلد مشرقی ۴ ۷ - ۳۴ پر واقع ہے ہر طرف پہاڑ ہین اُن مین سے ایک دامن پر شہر آباد ہے اُس کی پختہ شہر پناہ ہے۔ شمال اور مغرب کی سمتون مین پانچ بڑے بڑے دروازے ہین اس شہر کو آباد ہوئے کوئی سترہ سو چوہتر برس کا عرصہ ہوا ہے۔ قدیم سے یہ شہر راجپوتانے کا صدر سمجھا جاتا ہے۔ ہندوستان کے بادشاہ راجپوتانے کو اپنا تحت حکومت کرنے کے واسطے اجمیر کا لینا مقدم سمجھتے رہے ہین اور اسی طرح راجپوتانے کے رئیسون نے بھی علی العموم اپنا حاکم و سرپرست اُسی کو سمجھا ہے جو اجمیر پر قابض ہوا کیونکہ یہ شہر وسط راجپوتانہ مین واقع ہے۔ اجمیر کی چیف کمشنری کے متعلق زمین کا کل رقبہ ۲ ہزار سات سو گیارہ میل مربع ہے۔ اسلامی سلطنت کی بربادی کے بعد سے سیندھیا نے اس پر قبضہ کر لیا تھا جو صوبہ دار باپو راؤ سے اقرارنامہ ہو جانے پر ۱۸۱۸ء مین گورنمنٹ انگریزی کو ملا ہے۔

یہان کے قابل دید مقامات یہ ہین۔ اول درجہ خواجہ صاحب کی درگاہ۔ اندرکوٹ۔ میو کالج۔ ناراگڑھ

دولت باغ - میگزین اور سونے کا بنا ہوا جین مندر -

شہر کی فصیل سے باہر تارا گڑھ کے پست حصے مین جین مندرون کے کھنڈرات ہین مگر اب بھی باوجود شکستگی کے بہت عالی شان ہین جس احاطے کے اندر یہ مکانات ہین وہ راجہ اندرسین کا آباد کیا ہوا تھا - ہندی کی کتابون سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ اوپر چار ہزار برس پیشتر راجہ اندرسین نے یہ مقام بنوا کر اندر کوٹ نام رکھا یہ راجہ بودھ مذہب رکھتا تھا مقصد اتنخانے پہلے اس مین تھے اور ان تجانون کے روبرو سنگین باؤلیان بنی ہوئی تھین مسلمان بادشاہون نے ان بتکدون کو مسمار کرادیا مگر مندرون کی باؤلیان اب تک موجود ہین اس کوٹ مین تمام مسلمان لوگ رہتے ہین - راجہ اندرسین کے زمانے مین یہ عالی شان تجانہ تیار ہوا تھا یہ عمارت زمین سے بہت بلند کرسی کی ہے کل کام نہایت عمدہ و سنگین بنایا گیا ہے اور عجیب نقاشی ہے اس مین صدہا مورتین اور اقسام اقسام جانورون کی صورتین تھین کو ہندی کتاب مین مبالغہ ہوتا ہم یہ تعمیر دو ہزار سال سے کم مدت کی نہین ہے جب سلطان شہاب الدین غوری ۵۹۵ھ ہجری مطابق ۱۱۹۸ء مین یہان آیا اس تجانے کو خانۂ خدا بنایا مگر صرف اسی قدر تبدیلی کی کہ بتون کی صورتون کو بگاڑ کے عمارت کو بحال خود چھوڑا اور غربی دیوار کے بیچون بیچ ایک محراب سنگ مرمر کی بنا کر اس پر بخط طغرا آیات قرآنی کندہ کرا کر تاریخ بنا لکھدی اور اس تغیر سے تجانے کو خانۂ خدا کرکے نماز جمعہ بادشاہ نے اس مین ادا کی چونکہ یہ سب کام دو ڈھائی دن کے عرصے مین تیار ہوا تھا اس واسطے اسے ڈھائی دن کا جھونپڑا اور ڈھائی دن کی مسجد بھی کہتے ہین - تاریخ تعمیر اس محراب پر اس طرح کندہ ہے بتاریخ الحادی والعشرین جمادی الآخر سنہ خمسہ وتسعین وخمسماۃ اور دیوار غربی مین یہ عبارت مرقوم تھی فی تولیت ابی بکر بن احمد جمال الفضلہ بتاریخ ذی الحجہ سنہ ستہ وتسعین وخمسماۃ مگر یہ عبارت نہایت دقت سے پڑھی گئی الغرض اس سے اس قدر ثابت ہوتا ہے کہ یہ تغیر جو تجانے کو ہوا اور محراب اسلامی قائم ہوئی ابو بکر بن احمد اس کا متولی تھا اکیسوین تاریخ جمادی الاخری ۵۹۵ ہجری کو یہ تجانہ خانہ خدا ہوا اور ذی الحجہ ۵۹۶ ہجری تک کار تعمیر جاری رہا اگرچہ شہاب الدین کے وقت مین صرف اسی قدر تجانے کو تغیر ہوا تھا کہ دیوار غربی مین محراب بنوا کر بتون کی صورتین مسخ کردی تھین - مگر شمس الدین التمش نے تو اس رہے سہے تجانے کی عمارت کو بیخ و بنیاد سے اکھڑوا ڈالا اور نئے سرے سنہ ۶۱۴ ہجری مطابق ۱۲۱۷ء مین سنگ سرخ سے مسجد مضبوط اور خوش اسلوبی کے ساتھ بنوائی برجون کے اندر پتھر کو نہایت کھود کر لگایا ہے محرابون پر بیلون کو کھودا ہے کتابے اوپر نادر اور خوش خط کندہ ہین بخط طغرا سلطان شمس الدین کا نام پتھر کے مرغولون پر بالائے مینار کندہ موجود ہے -

اس شہر مین دوسرا مشہور مکان حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی درگاہ ہے خواجہ صاحب قصبۂ چشت مین کہ ہرات کے پاس واقع ہے اور ہرات خراسان مین ہے ۵۳۷ ہجری مطابق ۱۱۴۲ء مین پیر کے دن پیدا ہوئے آپ کے والد کا نام سید غیاث الدین احمد اور والدہ کا نام بی بی ماہ نور ہے اور اقتباس الانوار مین آپ کی والدہ کا نام بی بی خاص الملکہ لکھا ہے اور بعض نے تاریخ تولد آپ کی عاشق نو لکھی ہے اس سے

ولادت آپ کی ۵۲۷ھ ہجری مطابق ۱۱۳۲ء مین معلوم ہوتی ہے تحفہ معینیہ مین تحریر کیا ہے کہ خواجہ صاحب ۵۶۱ھ ہجری مطابق ۱۱۶۵ء مین اجمیر پہونچے اور اول آنا ساگر کی گھاٹی مین دولت بلاغ کے قریب قیام کیا ازان بعد اندر کوٹ کے قریب جہان اُنکا مزار ہے اخیر عمر بسر کی آرائش محفل مین لکھا ہے کہ آپ نوے برس زندہ رہکر رجب کی چھٹی تاریخ ہفتے کے دن ۶۳۳ھ ہجری مطابق ۱۲۳۵ء مین رہ گرائے ملک آخرت ہوئے۔ مخبر الواصلین مین آپ کی تاریخ وفات یہ لکھی ہے جس مین آپ کی عمر ستانوے سال مندرج ہے۔

روز جمعہ ششم رجب بودہ	گر جہان خواجہ نقل نمودہ
نود و ہفت سال عمر ش بود	کان زمان نقل ز جہان فرمودہ
سال نقلش بعزت و تمکین	گو سراج جنان معین الدین

پرتھی راج اُسی وقت مین تھا اور اُنکے روبرو ہی چوہانون کے خاندان کی سلطنت جاتی رہی اور مسلمانی بادشاہت شروع ہوئی اُنکی اولاد مین ایک دیوان جی کا خاندان کہلاتا ہے لیکن اکبر بادشاہ کے عہد مین اس خیال سے کہ خواجہ صاحب تنہا ہندوستان کو آئے اور پیچھے کوئی اولاد دریافت نہوئی اس خاندان پر کچھ شبہ پیدا ہوگیا تھا اسی بنا پر درگاہ کے خادم لوگ زور شور کے ساتھ دیوان کی مخالفت کرتے ہین۔ لیکن خوش عقیدہ مسلمانون مین یہ روایت مانی ہوئی ہے کہ نوے برس کی عمر مین اُنکا نکاح ہوا اور نکاح کرنیکے بعد سات برس زندہ رہے

اخبار الاخیار مین شیخ عبدالحق دہلوی نے بیان کیا ہے کہ خواجہ حسین ناگوری نے جو شیخ حمیدالدین کی اولاد سے ہین برسون خواجہ معین الدین چشتی کے مزار کی جو اُس وقت تک خام اور مٹی کا ڈھیر تھا مجاورت کی اور یاد الٰہی مین مشغول رہے اس زمانے مین شہر اجمیر خراب حالت مین تھا اور اُس کے گرد جنگل مین شیر رہتے تھے اور خواجہ صاحب کی قبر پر کسی قسم کی عمارت نہ تھی اسی خواجہ حسین نے اُنکے مزار پر سب سے اول عمارت تیار کرائی۔ سلطان غیاث الدین بادشاہ مانڈو خواجہ حسین سے عقیدت رکھتا تھا اُس نے خواجہ حسین کو اپنے ہان بُلوایا اور بہت سے تحفے اور مال و اسباب اور زر نقد پیش کیا خواجہ نے تو ان چیزون کو نہ لیا لیکن اُنکے بیٹے نے لے لیا اور باپ کی ہدایت کے بموجب تمام مال کو خواجہ معین الدین اجمیری اور اپنے دادا حمیدالدین ناگوری کے روضون کی تیاری مین صرف کر دیا۔

چنانچہ عمارت روضۂ خواجہ معین الدین کی تاریخ تیاری جو گنبد کی غربی دیوار مین سنگ مرمر کی جالی پر بخط نستعلیق تحریر ہے یہ ہے۔

از پئے تاریخ نقش گنبد خواجہ معین — گفت ہاتف گو معظم قبۂ عرش برین

اس تاریخ سے سنہ نوسو اُنتالیس ہجری نکلتے ہین لیکن غالباً یہ تاریخ نقاشی گنبد کی ہے کیونکہ سلطان غیاث الدین خلجی ۸۶۸ھ ہجری مین فوت ہوا اور یہ بھی پایا جاتا ہے کہ سلطان محمود بن سلطان ناصر الدین بن سلطان غیاث الدین کے عہد مین یہ نقاشی گنبد کے اندر ہوئی اور بقول محرر مرآت آفتاب نما محمود بادشاہ مانڈو نے موجودہ عمارت روضے کی تیار کرائی ہے بعض کتابون مین لکھا ہے کہ روضے کا دروازہ ایک اور بادشاہ مانڈو نے تعمیر روضہ کے بعد بنوایا

اور قبر خاص پر شمس الدین التمش کے عہد مین درگاہ کی تعمیر شروع ہوئی تھی جو ۶۰۷ ہجری مطابق ۱۲۱۰ء مین مسند نشین ہوکر ۶۳۳ ہجری مطابق ۱۲۳۵ء مین فوت ہوا تھا اور خواجہ صاحب کا انتقال اس کے آخر عہد مین ہوا پھر اس کے بعد والون نے زیادہ وسعت دی یہ ثابت ہوتا ہے کہ روضے کے اندر نقاشی از سر نو خواجہ حسین اجمیری نے کرائی جسکو تخمیناً تین سو برس کے قریب عرصہ گذرتا ہے۔ خواجہ صاحب کے مزار پر سیسے کے کام کا چھپر کھٹ صندلی بنا ہوا ہے بنانے والے نے عجب سیسے کا باریک کام کیا ہے تعویذ مزار پر سنگ مرمر مین یاقوت رمانی جس کو عوام الناس لعل بدخشانی کہتے ہین جڑھا ہوا ہے۔ چھپر کھٹ کے بیچ مین چاندی کا کٹہرا لگا ہوا ہے مگر بیشتر اس کٹہرے کی جگہ سونے کا کٹہرا لگا ہوا تھا۔ چنانچہ تزک جہانگیری مین جہانگیر بادشاہ لکھتا ہے کہ ۱۰۲۵ ہجری مین بسبب برآنے بعض مطالب کے مین نے نذر کی تھی کہ مجھ طلائی جالیدار خواجہ بزرگوار کے مرقد پر ترتیب دین تا کہ سیون رجب کو تیار ہوا مین نے حکم دیا کہ لیجا کر نصب کرین ایک لاکھ دس ہزار روپے اُس کی لاگت مین صرف ہوے اس کٹہرے کے تھوڑے فاصلے سے دوسرا چاندی کا کٹہرا ہے جس کی ترمیم راجہ جے سنگھ سوای والی جیپور کے حکم سے شیخ محمد حیات اور حاجی منظور علی خان متولی آستانہ کے اہتمام سے ہوئی وزن اس کا بیالیس ہزار نو سو اکسٹھ تولہ تین ماشہ ہے یہ دونون کٹہرے بہان آرا بیگم بنت شاہ جہان نے بنوائے تھے بلکہ اُس نے تمام شاکر پیشہ اپنا آستانے کی خدمت گذاری کے لئے نذر کر دیا اُن لوگونکی اولاد اب تک بدستور اپنے کار خدمت پر مقرر ہے۔ اکبر کو ابتدا مین نہایت اعتقاد تھا اول تو جب جہانگیر پیدا ہوا آگرے سے پیادہ پا زیارت کو آیا اور ۹۷۵ھ مطابق ۱۵۶۸ء مین قلعہ چتوڑ فتح کیا تو اٹھارہ گانون کی جاگیر لنگر خیرات کے واسطے اور ہر قسم کے اخراجات کے لئے مقرر کی اور سامان شاہی فراش خانہ نوبت خانہ چوبدار وغیرہ درگاہ مین نیاز کیا نقارۂ کلان جو صبح و شام بلند آواز سے بجتا ہے اکبر نے چتوڑ سے فتح کر کے درگاہ مین چڑھایا تھا اور درگاہ مین جو دیگین موجود ہین انمین سے بڑی کو اکبر نے اور چھوٹی کو جہانگیر نے بنوایا تھا **دیگ کلان** کی تیاری کی وجہ یہ ہوئی کہ اکبر نے قلعہ چتوڑ کی تسخیر کے وقت یہ عہد کیا تھا کہ بعد فتحیاب ہونے کے پیادہ پا اجمیر کو زیارت کے لئے جاؤنگا اور دیگ کلان بنوا کر آستانے مین چڑھاؤنگا چنانچہ فتحیابی کے بعد دیگ کلان مزار پر چڑھانے کے لئے تیار کرائی میر علاء الدولہ نے جسکا تخلص کافی تھا بنائے دیگ کی تاریخ یون لکھی ہے۔

شاہ دین پرور جمشید سیر	خسرو عہد محمد اکبر
ساخت بے شبہ پئے فتح چتوڑ	دیگ روئین تن واژ در پیکر
بہر تاریخ وے از عالم غیب	دیگ چتوڑ کشا شد یکسر

اس تاریخ سے ۹۷۵ھ برآمد ہوتے ہین **دیگ خرد** ۱۰۲۲ ہجری مطابق ۱۶۱۳ء مین نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ نے بنوائی تھی اس بادشاہ نے تزک جہانگیری کے آٹھوین جشن مین لکھا ہے کہ دیگ کلان اکبرآباد سے تیار کرا کر روضۂ متبرکہ حضرت خواجہ بزرگ مین نیازمندی نے لاکر چڑھائی اور اُس مین طعام واسطے فقرا

اور مساکین کے پکوایا پانچہزار آدمی اُس کے کھانے سے شکم سیر ہوئے بعد فراغ طعام زر نقد وغیرہ دیکر رخصت کیا تاریخ بنائے دیگ کی یہ ہے ۔ ؎

بدینا باد دائم نعمت دیگ جہانگیری

اس مصرع سے ۱۰۲۲ ہجری نکلتے ہین جو کہ بسبب گذرنے زمانہ دراز کے اکثر جگہ پر دیگون مین سوراخ ہوگئے تھے ملامداری مدار المہام ریاست گوالیار نے ۱۲۶۶ ہجری مین سیٹھا کھے چندہتا کے اہتمام سے از سر نو دونون دیگون کو بنوایا اکبر نے درگاہ مین ایک مسجد بھی تیار کرائی تھی یہ مسجد ۹۷۸ ہجری مین بنی تھی اور چند مکانات بھی تعمیر کرائے تھے ۔ اور شاہجہان نے سنگ سفید کی جامع مسجد بنوائی عبد الرحمن چشتی نے مرآت الاسرار مین لکھا ہے کہ مدت چودہ سال مین یہ مسجد تعمیر کی گئی شاید کسی باعث سے تعمیر مسجد شروع ہونے کے بعد کام ملتوی رہا ہو ورنہ چودہ سال بہت ہوتے ہین الغرض سال دہم جلوس مین دو لاکھ چالیس ہزار روپے کے صرف سے تیار ہوئی ہے ۔

بڑی دیگ جب کوئی پکانا چاہے تو اُس کی بابت پچیس روپیہ اور چھوٹی دیگ پر ساڑھے بارہ روپے درگاہ مین چڑھا کر دیوان سجادہ نشین ۔ متولی اور خادمون کو تقسیم ہوتے ہین بڑی دیگ مین اسّی من اور چھوٹی مین اٹھائیس من چاول علاوہ روغن زرد و شکر کے پکتا ہے ۔ اس درگاہ کے متعلق ایک تالاب معروف ہے جھالرا اس مین ہمیشہ بارش کا پانی جمع رہتا ہے تمام شہر کے لوگ اُس مین سے پانی لے جاتے ہین ۔

تاراگڑھ کے نیچے پہاڑ کے دامن مین ایک مقام چلہ پیر دستگیر مشہور ہے اصل مین یہ قلعے کے برج کا مورچہ تھا ۔ روایت ہے کہ فقیر سونڈا نامی کوئی شخص اکبر کے عہد سے پیشتر خواجہ صاحب کی زیارت کو اجمیر مین آیا تھا اور اپنے ساتھ بغداد کے پیران پیر کی قبر سے ایک اینٹ لایا تھا اپنی حیات مین لوگون کو اُس کی زیارت کرایا کرتا تھا اور آخری وقت وصیت کر گیا کہ اُس اینٹ کو بھی میری قبر مین دفن کر دینا چونکہ فقیر سونڈا برج مین رہا کرتا تھا لوگون نے اُس کو اور اینٹ کو اُسی برج مین دفن کر دیا جب سے قبر کی زیارت ہونے لگی ۔ سنہ ۱۰۱۸ ہ مین دولت رائے بالا راؤ صوبہ دار کی سفارش سے اُس کے اخراجات کے واسطے جاگیر مقرر کر دی تب سے رونق اور شہرت زیادہ ہوئی اور کئی مکانات جدید تعمیر ہوئے ۔ اور مکان جو اصل مین فقیر سونڈا کی مع اینٹ کے قبر ہے پیر دستگیر کا چلہ مشہور ہوا ۔

تاراگڑھ مین میران صاحب کی درگاہ ہے یہ میر میران یعنی امیر الامرا حسین نام ایک شخص شہاب الدین غوری کے رسالہ دار تھے اجمیر فتح ہوا تب اُنکو قطب الدین ایبک نے جس کو شہاب الدین غوری نے ہندوستان کی حکومت بخشدی تھی اجمیر کا صوبہ دار اور تاراگڑھ کا قلعدار کیا ۔ سنہ ۵۹۷ ہجری مین راجپوتون نے شب خون مارا اور اُنکو قتل کیا دوسرے روز دیگر لڑا زمان شاہی نے اُنکو وہین دفن کیا اُنکو سوارون کی افسری یعنی رسالہ داری کے سبب خنگ سوار بھی کہتے ہین قطب الدین ایبک نے ۵۹۸ ہجری مین پھر یورش کر کے اجمیر لیا تاریخ فرشتہ وغیرہ مین لکھا ہے حسین خنگ سوار سید اور امام زین العابدین کی اولاد سے تھے ۔ سنہ ۱۰۲۴ ہجری مین اعتبار خان خواجہ سرا نے جو اکبری اور جہانگیری درباردن مین ممتاز تھا میران صاحب کی درگاہ بنوائی اور کلس زرین گنبد پر لگوائے

جنوب رویہ دروازے کی کھڑکی پر یہ اشعار کندہ ہین -

شاہنشہ زمانہ جہانگیر بادشاہ	کاندر زمانہ اوشدہ آسودہ در جہان
سال دہم زعہد جلوس مبارکش	شد فتح ملک رانا ازان شاہ کامران
وقتیکہ اندر اجمیر آن شاہ گنج بخش	برتخت زر نشستہ بدار فتح شادمان
بود از ہزار افزون بست وچہار سال	گیتی ز عدل وداد ش چون روضۂ جنان
در روضۂ مقدس سید حسین کرد	این پنجرہ زصدق وصفا اعتبار خان

دیگر مکانات سیندھیا کی عملداری مین تیار ہوئے خصوصًا گمان جی راؤ نے کئی مکان تعمیر کرائے اس درگاہ کی جاگیر مین تین گانؤن ہین دو مغلیہ سلطنت کے زمانے سے اور ایک سیندھیا کا عطیہ ہے یہان بھی رجب کے مہینے مین عرس ہوا کرتا ہے - آپ کا مزار تاش بادلے کے قبر پوش سے ڈھکا رہتا ہے -

اکبر کے عہد سے ایک مستقل صوبہ دار اجمیر مین رہنے لگا اور جو خاندانی راجپوت میواڑ اور مارواڑ سے علٰحدہ ہوکر بادشاہی نوکری مین آئے اُنکو اجمیر کے خالصے مین سے جاگیر مین ملنی شروع ہوئین کیونکہ غیر علاقے مین اُنکا قائم رہنا مشکل تھا اکبر کے عہد سے پہلے کا کوئی جاگیر دار یا استمرار اجمیر کے علاقے مین نہین -

ضلع اجمیر مین تین لاکھ روپیہ سالانہ سرکاری خالصے کے سوا پونے سات لاکھ سالانہ آمدنی کے گانؤن جاگیر داردن کے قبضے مین ہین - جن مین سے ایک لاکھ سالانہ کے قریب خاص شہر کے معافی دارونکی آمدنی ہے اور پانچ لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ سالانہ کی زمین علاقے کے استمرار دارون کے تحت مین ہے -

استمرار دار وہ لوگ ہین جن کی مالگذاری مین بعض خاص ضرورتونکے سوا کمی وبیشی نہین کی جاتی پانچ لاکھ سالانہ سے زیادہ کی جاگیر راٹھوڑون کے قبضے مین ہے اور پچاس ہزار سالانہ کے قریب سیسودیون کے تحت مین ہے اور دس ہزار آمدنی کی زمین مختلف راجپوت وچوہان مینہ وغیرہ کے پاس ہے **چوہان مینہ** کی حقیقت یہ ہے کہ پرتھی راج چوہان والی اجمیر نے مینہ قوم کی ایک عورت خانہ انداز کی تھی اُس کے بطن سے جودہ اور لاکھن دو بیٹے پیدا ہوئے لاکھن کی اولاد تو سروہی کی جانب پھیل گئی اور جودہ کی اولاد نے گگیرواڑہ کو اپنا قیام گاہ بنایا - مشہور ہے کہ جودہ چانک مین رہا کرتا تھا - اُس کے دو بیٹے ہوئے انمل جس کو چیتا کہتے تھے اور لے نب جس کو برڑ بولتے تھے - چیتا کی اولاد نے چانک کے علاقے مین شیام گڑھ - جھاگ - ہتون - بوردا - کوکڑابلی - کوٹ - کرانہ دیہات آباد کئے - باہر کے عہد مین چیتا کی اولاد مین گوڑا اور ہرراج دو بھائی تھے اُنکو مارواڑ کے راجہ سے ملک چھین لینے کا خوف تھا اس واسطے دربار شاہی کے کسی امیر کے ذریعے سے اسلام قبول کرکے فرمان شاہی مشعر عطائے مگرہ میرواڑہ حاصل اور دربار شاہی سے قانون گو وقاضی متعین کرائے اور بذریعہ صوبہ دار اجمیر اس ملک پر قبضہ پایا مگر گوڑا نے اپنا مذہب بدستور رکھا اور مذہب اسلام جو اختیار کیا تھا ترک کردیا چنانچہ اُس کی اولاد اب تک اپنے مذہب مین ہے اور ہرراج مسلمان ہوگیا اُس نے اپنی اولاد مین ختنہ وغیرہ کا رواج

جاری کیا ہرراج کا نام کاٹھا مشہور ہوا۔ اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہین کہ جب دہلی مین حصول ملک کے واسطے گیا تھا تو بادشاہ کی خدمت مین اُس کی پاسبانی کی نوکری تھی اتفاقیہ بارش بکثرت ہوئی جہان اُس کا پہرہ تھا پانی پرنالے کا زور سے گرتا تھا اور ہرراج بدستور نوکری پر عین بارش مین حاضر رہا بادشاہ نے ایسی سخت حالت مین اُسکو نوکری پر مستعد دیکھکر مگڑ (بہاڑ) کی زبان مین فرمایا کہ بہت کاٹھا یعنی سخت آدمی ہے۔ گوڑا اور ہرراج مسلمان ہوکر اپنے ملک مین آئے تو گوڑا کی اولاد تو بدستور برادری مین شامل رہی کیونکہ اس کے بھائی بند مدت دراز تک کوہستان مین وحشیانہ بود و باش رکھکر اپنا مذہب بھول گئے تھے اس لئے اُس کی اولاد سے اُن لوگون نے پرہیز نہ کیا اور ہرراج کی اولاد نے صرف اجرائے رسم ختنہ سے نشان مسلمانی قائم کیا مگر کھانا پینا بیاہ شادی وغیرہ بدستور جاری رہا۔ اس زمانے مین البتہ اہل اسلام کی آمد و شد و صحبت سے مسلمانی طریقہ ان لوگون مین جاری ہوتا جاتا ہے چونکہ ہرراج کاٹھا اور گوڑا ان دونون کا دادا میر اتھا اُسکے نام پر دونون کی اولاد میرات مشہور ہے مگر اس خصوصیت سے کہ ہرراج کاٹھا کی اولاد میرات کاٹھات اور گوڑا کی اولاد میرات گوڑات کہلاتی ہے۔

چوہان مینون کی یہ چار قومین ہین چیتا اور برڑیا راوت اور میرات کاٹھات اور میرات گوڑات اور چارون فی الجملہ مسلمان ہین۔

صوبۂ اجمیر کی حدود اربعہ یہ ہین شمال مین کشن گڑھ۔ مارواڑ۔ جنوب مین میواڑ۔ مشرق مین جیپور کشن گڑھ مغرب مین مارواڑ اور بناس۔ کھاری ڈائی۔ سرستی اور ساگرمتی کے سوا بڑی ندی اس صوبے مین کوئی نہین پُشکر۔ آناساگر اور ڈائی ساگر بڑی جھیلین اور تالاب ہین۔ پہاڑ اس صوبے مین سب ارولی پہاڑ کے سلسلے ہین جو جگہ جگہ پھیلے ہوئے ہین اُن مین سے مشہور تارا گڑھ۔ مدار پہاڑ اور ناگ پہاڑ ہین۔ عمارتی پتھر کے سوا اس صوبے مین تانبا۔ سیسہ اور ابرک کی کانین ہین مگر کھودی کم جاتی ہین۔ اس ملک کی خاص پیداوار جو ہین۔ کہین گیہون۔ چنا۔ مکا۔ باجرا۔ مونگ اور تل بھی پیدا ہوتے ہین۔

پُشکر ہندوؤن کا تیرتھ ہے متبرک تیرتھ کے نام سے گاؤن کا نام بھی پُشکر مشہور ہو گیا ہے پُشکر تالاب کے کنارے بہت سے نہانے کے لئے گھاٹ اور مندر زائرین کے لئے بنوائے ہین عجیب بہار دکھلاتے ہین۔ کاتک سدی پورنماشی کو اشنان کا میلہ ہوتا ہے پندرہ روز تک رہتا ہے میلے مین گھوڑے۔ اونٹ اور بیل بہت آتے ہین۔ صوبۂ اجمیر کے اول درجے کے تعلقہ سردارون کی تفصیل یہ ہے جن کی جاگیرین اکبر کے عہد سے عالمگیر کے عہد تک ملی ہوئی ہین۔

بھناے

اس خاندان کا مورث اعلے چندرسین ہے جو مالدیو والی مارواڑ کا چھوٹا بیٹا تھا۔ چندرسین دعویدار ریاست ہوا تھا اودے سنگھ پر اکبر کی مہربانی تھی اس واسطے چندرسین جودھپور سے نکالا گیا اور تابرگ سوا نہ مقام مین رہا اُس کی اولاد چندرسینوت راٹھوڑ کہلاتی ہے۔ بھناے کے علاقے مین ماذلیہ بھیل راہ زن قابض تھا

اکبر بادشاہ نے کرم سین نبیرہ چندر سین کو اُس کی گرفتاری کے واسطے متعین کیا چنانچہ کرم سین نے اُس کو لڑکر قتل کیا تب یہ علاقہ اُس کو جاگیر مین ملا۔

بھنائے کو چوراسیہ بھی کہتے ہین کیونکہ اس مین ۸۴ گانون ہین اُن ایام مین بھائی بیٹون کو گراس یعنی وجہ معیشت ملنے کا کوئی قاعدہ مقرر نہ تھا اسی وجہ سے کرم سین کے تین چھوٹے بیٹون گردھر سنگھ۔ ہلدھر سنگھ اور موہن سنگھ کو واجبی معاش نہ ملی گردھر سنگھ کی اولاد توسا تولائی کی استمرار دار ہے اور ہلدھر سنگھ و موہن سنگھ کی اولاد ڈبریلہ۔ ڈھگاریہ۔ سانپڑودہ اور ورنیگوٹ مین بھوم سے گذاری کرتی ہے۔ پھر ۱۶۵۹ء مین شیام سنگھ کے پسر اودے بھان اور اکھے راج مین تقسیم ہوئی چوراسی دیہات مین سے اڑتیس اکھے راج کو ملے اور چھیالیس اودے بھان کو جو باٹوی یعنی مسند نشین ہوا تھا۔ اکھے راج کی نسل مین دیوالیہ کا استمرار دار اور اُس کے بھائی بیٹے ہین۔ اودے بھان کے تین لڑکون کیسری سنگھ۔ سورج مل اور نرسنگداس مین سے بڑا بیٹا کیسری سنگھ بھنائے کا مسند نشین ہوا اور نرسنگداس اس کا متبنیٰ ہوا اور یہی بھنائے کا راجہ ہوتا مگر جب کیسری سنگھ کے دو صلبی بیٹے پیدا ہو گئے تو نرسنگداس کو ٹاٹولی معاش مین ملی اور کیسری سنگھ کے دو بیٹون جگت سنگھ اور رہٹی سنگھ مین سے جگت سنگھ قائم مقام ہوا اور رہٹی سنگھ کو شولیان معاش مین ملا بعد ازان بخت سنگھ رئیس ہوا اور اُس کے بھائی کیرت سنگھ کو سورکھنڈ ملا مگر اب سورکھنڈ پر راجہ صاحب بھنائے نے قبضہ کر رکھا ہے۔ بخت سنگھ کے بعد دلیل سنگھ مسند نشین ہوا اور اُس کے بھائی ارجن سنگھ کو سرانہ معاش مین ملا بھنائے کی کل آمدنی ۱۱۰۵۰ کی ہے جس مین سے خاص جاگیر کی آمدنی ۵۳۷۰۰ روپیہ ہے اور باقی ۵۷۳۵۰ روپیہ رشتہ دارون کی آمدنی ہے بھنائے والون کا خطاب راجہ ہے۔

باندن واڑہ

اس ٹھکانے کا اول استمرار دار ٹھاکر سورج مل تھا کیسری سنگھ بڑا بھائی جو بھنائے مین مسند نشین تھا سورج مل اور نرسنگداس چھوٹے بھائیون کو کم معاش دیتا تھا۔ نرسنگداس نے تو بوجہ متبنیٰ ہونے کے منظور کر لی مگر سورج مل ناراض ہو کر دہلی چلا گیا وہان اورنگ زیب بادشاہ تھا ایک مہم مین سورج مل سے کارنمایان ظہور مین آیا اُس کے جلد و مین سارنگ دیو مین ہزاری منصب سات پارچہ کا خلعت اور ہاتھی مرحمت ہوا اور بھنائے کا نصف علاقہ تقسیم کرا دیا اور اُس کے سوا رام سروسری نگر کا علاقہ بھی جاگیر مین عنایت ہوا۔

۱۶۶۷ء مین سورج مل نے باندن واڑہ مین اپنے حکومت کا مقام بنایا تھوڑے عرصے کے بعد مہاراجہ اجیت سنگھ والی جودھپور اجمیر مین آیا تو باندن واڑے سے ٹھاکر پیشوائی کو نہین گیا مہاراجہ سخت ناراض ہوا اس خفگی مین رام سروسری نگر کا علاقہ ضبط کر لیا باندن واڑہ اگرچہ بحال رکھا مگر لوٹ لیا اور قلعہ توڑ ڈالا یہ جاگیر چھتیس ۳۶ ہزار کی ہے۔

ساور

ٹھاکران علاقہ ساور سکتاوت سیسودیہ ہین اور یہ ہمارا نا اودیپور کی نسل مین سے ہین - رانا اودے سنگھ کے پرتاب سنگھ اور سکت سنگھ دو بیٹے تھے پرتاب سنگھ کی اولاد تو فرمان روائے ملک میواڑ ہین اور سکت سنگھ کی اولاد مین ساور وغیرہ کے ٹھاکر ہین - رئیس ساور کا مورث اعلے گوکل داس شاہ زادہ شاہ جہان کا ملازم تھا - شاہ جہان نے باپ سے جب بغاوت کی تو بادشاہی فوج کے مقابلے مین شاہ زادے کی طرف سے بنارس کے معرکے مین گوکل داس کے ۸۴ زخم آئے اور اُس نے بہادری اور نمک حلالی ثابت کی شاہ زادے نے صلح کے بعد اس جان فشانی کے جلد وہین ساور مع پرگنات کیکڑی وغیرہ عطا کئے کہ دوسرے پرگنے قبضے سے جاتے رہے فقط ساور اب تک ہے سابقاً نوکری کرتے تھے مرہٹون کے عہد سے جمع مقرر ہوگئی ہے - جلسہ قیصری دہلی مین ٹھاکر مادھو سنگھ کو راجگی کا خطاب ملا خاص جاگیر کی آمدنی ۳۲۰۰۰ روپیہ سالانہ ہے اسکے سوا رشتہ دارون کی ۱۳۰۴۰ روپیہ ہے سب ملا کر ۴۵۰۴۰ روپیہ کی آمدنی ہے - ساور ایک پختہ چار دیواری سے محدود ہے - پہاڑی پر پرانا گڑھ بنا ہوا ہے -

مسعودہ

بادشاہی زمانے مین مسعودے کا علاقہ سرکاری خالصے مین تھا اور وہان اجمیر کے صوبہ دار کی طرف سے تھانہ رہتا تھا ۱۵۵۶ء مین جگمل مع اپنے بیٹون کے اکبر بادشاہ کی خدمت مین نوکری کے واسطے گیا تھا پنوار راجپوتون نے مسعودے کے تھانہ دار کو نکالکر اپنا قبضہ کر لیا بادشاہ نے اُن کے نکالنے کے واسطے جگ مال کو مع فوج متعین کیا اور پنوارون نے چتوڑ کے رانا کی مدد بہم پہونچا کر مقام ہرہاڑہ مقابلہ کیا سخت لڑائی ہوئی انجام مین جگ مل فتحیاب ہوا اور مسعودے پر دخل پایا بادشاہ نے مسعودے کا پرگنہ ہنونت سنگھ پسر جگمل کو دیا - وہ بادشاہ سے رخصت ہوکر آیا - ایک مقام پر جنگل مین شیر اور سور کی لڑائی ہوئی اور سور نے شیر کو مغلوب کرکے ہٹا دیا اس واسطے وہ سرزمین مردانگی کی متصور ہوکر موضع باگسوری آباد کیا گیا اور قلعہ تعمیر ہوا یہان کا ٹھاکر میرتیہ راٹھوڑ ہے اور اُس کی خاص ذاتی آمدنی ستر ہزار کی ہے اور اُس کے رشتہ دارون کی چھتیس ہزار ایک سو بارہ روپیہ کی اس حساب سے کل خاندان کی آمدنی ایک لاکھ چھ ہزار ایک سو بارہ روپیہ ہوئی - مسعودے مین اٹھائیس گانون ہین جلسہ قیصری دہلی مین ٹھاکر مسعودہ کو راؤ کا خطاب ملا تھا -

جونیان

یہان کے ٹھاکر جودھپور کے راجہ اودے سنگھ کے پوتے سجان سنگھ کی اولاد ہین انکا مورث اعلے مادھو سنگھ راجہ اودے سنگھ والی مارواڑ کا پانچوان بیٹا تھا اُس کا بیٹا بیسانگن مین آیا تھا وہان راجپوت پنوارون سے اُس کا مقابلہ ہوا کہ وہ وہان قابض اور دخیل تھے یہ زمانہ شاہ جہان بادشاہ کے عہد کا تھا کیسری سنگھ نے پنوارون پر فتح پائی اور بیسانگن پر دخیل ہوا - کیسری سنگھ کے بعد اُس کا بیٹا سجان سنگھ ہوا یہ شخص صاحب واقعہ تھا گوڑ خاندان راجگڑھ کے قبضے سے جونیان اور سیسودیہ خاندان کے قبضے سے مہرون بزور شمشیر لیکر اپنے تحت مین کر لئے اور ۱۷۶۰ء مین

اپنے تین بیٹون کو اس طرح تقسیم کر دیے بشن سنگھ کو جونیان - کرن سنگھ کو مہرون - جھوجھار سنگھ کو پیسانگن پس یہ راٹھوڑ ہین انکی ذاتی آمدنی ۳۳ ہزار چھپین روپے کی ہے اور رشتہ دارون کی آمدنی گیارہ ہزار چھ سو ستاون روپیہ کی جسکی میزان چھیالیس ہزار چھ سو تہتر روپے ہوئی -

جلسہ قیصری دہلی مین ٹھاکر کلیان سنگھ جونیان والہ کور اؤ صاحب کا خطاب ملا تھا -

مہرون

یہ سجان سنگھ بیرہ اودے سنگھ راٹھوڑ والی جودھپور کی اولاد اور ہم قوم ہے کرن سنگھ پسر سجان سنگھ ابن کیسری سنگھ خلف مادھو سنگھ ولد اودے سنگھ والی مارواڑ کو اُس کے باپ سجان سنگھ نے یہان کا ٹھکانا دیا تھا کرن سنگھ کے بیٹے ناہر سنگھ نے اپنے ایک بیٹے انبھے سنگھ کو مہرون دیا اور ظالم سنگھ کو کاویڑہ دیا یہ تقسیم ۱۷۵۵ء مین ہوئی تھی ۱۸۱۱ء مین لال سنگھ ولد ظالم سنگھ نے ایک شب جمعیت سواران و پیادگان لے کر مہرون پر حملہ کر دیا لڑائی شروع ہوئی جگت سنگھ مہرون والا قلعے کے دروازے پر نکل آیا تب لال سنگھ نے اُس سے مرنا مانے کا وعدہ کیا جگت سنگھ دھوکا کھا کر دشمن کے پاس آگیا لال سنگھ نے گرفتار کر کے فوراً اُس کا سر کاٹ لیا اور محلوئین گھس کر اُس کے بیٹے بھاگیرتھ سنگھ کو پکڑ کر قلعے سے گرا دیا وہ اس طرح مر گیا ٹھکرانیون کو علحدہ علحدہ قید کر دیا اور خود مہرون کا ٹھاکر ہو گیا - اس ظالمانہ کارروائی پر کسی راٹھوڑ نے دست اندازی نہ کی مگر شاہ پورے کے راجہ نے کہ سیسودیہ ہے یہ وحشیانہ حرکت ناپسند کر کے مہرون پر فوج کشی کی لال سنگھ کے پاس فوج نہ تھی خائف ہوا - راجہ نے اُس کی جان بخشی کی مگر ڈولہ لیا اور آئندہ کو ڈولہ دینے کا وعدہ کرایا اور مہرون سے نکال کر کاویڑہ بھیجدیا اور مہرون بھارتھ سنگھ کی ٹھکرانی کا قبضہ کرا دیا - ۱۸۴۲ء تک وہ قابض رہی ۱۸۴۳ء مین ٹھکرانی نے جواہر سنگھ پسر اجیر سنگھ کو متبنے کیا - ۱۸۶۷ء مین جواہر سنگھ لاولد فوت ہوا اُس کا حقیقی بھائی کالو سنگھ مسند نشین ہوا - یہ علاقہ کسی زمانے مین مہر یعنی گوجرون کے قبضے مین تھا اس سبب سے مہرون کہلاتا ہے یہان کے ٹھاکر کی آمدنی ۱۵۸۰۷ روپیہ اور رشتہ دارون کی آمدنی ۱۵۳۵۵ ہے اس طرح کل ۳۱۱۶۳ روپیہ ہے -

پیسانگن

یہ ٹھکانا بھی سجان سنگھ بیرہ اودے سنگھ راٹھوڑ والی جودھپور کی اولاد کے پاس ہے اُس نے اپنے بیٹے جھوجھار سنگھ کو دیا تھا - اس کی اولاد مین سے ناتھو سنگھ ٹھاکر پیسانگن ریاست جاول مین بیاہا تھا اور سیواجی صوبہ دار اجمیر دہان کا باشندہ تھا اور ناتھو کی ٹھکرانی سیوا کی ہمشیرہ راکھی بند تھی - ناتھو سنگھ کا بھائی کلیان سنگھ تھا یہ خواص - سرسری - اور پران پڑہ کا ٹھاکر ہوا - مادھو راؤ سیندھیا صوبہ دار اجمیر نے استمرار داروں کو تنگ کیا اُنھون نے صلاح کر کے صوبہ دار مذکور کو گلاب سنگھ ولد کلیان سنگھ کے قلعے مین قید کر دیا تین مہینے تک قید رہا پھر مرہٹون کی فوج نے آکر چھڑایا اور اٹھارہ ہزار روپیہ جرمانہ کر کے اُس کے عوض گلاب سنگھ کو قید کر دیا - سمر سنگھ پسر گلاب سنگھ نے زر جرمانہ کی سبیل کر کے باپ کو رہا کرا دیا - اس خاندان مین قدیم سے ٹھکرائی کا خطاب تھا

مان سنگھ نے ابتداے عملداری انگریزی مین راج مارواڑ مین نذرکشیر نذر کرکے خطاب راجگی کا حاصل کیا اور سرکار انگریزی سے بھی راجہ لکھوانا چاہا مگر سرکار نے مدت تک خطاب عطیہ راج جودھپور کو قبول نہ کیا - آخرکار ۱۸۷۵ء مین دربار ہوکر استمرارداورن کو سندین عطا ہوئین تب ٹھاکر پسانگن کو خطاب راجگی سرکار انگریزی سے مرحمت ہوا اور جلسۂ قیصری دہلی مین ازسرنو تصدیق ہوا خاص جاگیر کی آمدنی بارہ ہزار روپیہ سالانہ ہے اور اُنتیس ہزار چار سو روپے کی رشتہ دارون کی آمدنی ہے جس کی میزان اکتالیس ہزار چار سو ہوئی پسان گن مین خاکی جی کا استھان ہے -

دیولیہ

اس خاندان کا مورث اعلےٰ اکھے راج تھا جس کو بروے تقسیم بھناے سے مجملہ ۸۴ گانوُن کے ۳۸ ملے تھے یہ تقسیم ۱۶۵۹ء مین ہوئی تھی - اکھے راج کے پانچ بیٹے ہوئے اُن مین سے الشرداس پاٹوی ہوا - دیوداس کو بڑلی کا علاقہ ملا اسی طرح اورون کو حصے ملے - جلسۂ قیصری دہلی مین دیولیہ کے ٹھاکر ہری سنگھ کو راؤ صاحب کا خطاب ملا - اٹھارہ ہزار روپیہ سالانہ کی خاص اُس کی ذاتی آمدنی ہے اور رشتہ دارون کی آمدنی ۷۸ ہزار اور گیارہ روپے کی جسکی میزان ۹۶۰۱۱ روپیہ ہوئی - دیولیہ مین رام دوارہ اور ایک کنڈ نامی ہے -

کھروہ

یہ ٹھکانہ راٹھوڑ راجہ اودے سنگھ والی جودھپور کے بڑے بیٹے سکت سنگھ کی اولاد مین ہے - کھروہ والون کا بیان ہے کہ ٹھاکر سکت سنگھ ہمارے مورث اعلےٰ نے اکبر بادشاہ کو دریا سے نکالا تھا کہ سیر کرتے ہوئے کشتی سے اتفاقیہ گر پڑا تھا اور نواب بنگالہ کی گرفتاری کی بھی خدمت کی تھی اُس کے جلدو مین یہ پرگنہ عطا کیا تھا مگر اُنکی سند فرمان اکبری مورخہ ۱۵۵۷ء مین صرف اسی قدر لکھا ہے کہ پرگنۂ کھروہ راؤ سکت سنگھ کو بوجہ مدد معاش نسلاً بعد نسلٍ عطا ہوا - جلسۂ قیصری دہلی مین ٹھاکر مادھو سنگھ کو راؤ کا خطاب ملا ہے اور اُس کی ذاتی آمدنی ۲۹۰۰۰ روپیہ سالانہ کی ہے اور رشتہ دارون کی آمدنی ۴۵۰۰ کی اور کل میزان ۳۳۵۰۰ ہوتی ہے - اس پرگنے مین ابرک اور تانبے کی کانین برآمد ہوئی ہین -

گوبند گڑھ

اکبر کے عہد مین اودے سنگھ المخاطب بہ موٹا راجہ والی مارواڑ کا بیٹا گوبند داس چھپن ۵۶ سوارون سے نوکری کرتا تھا اُس کے عوض یہ ٹھکانہ جاگیر مین ملا تھا اس ٹھکانے مین چار گانوُن ہین اس مین سے کسی بھائی بیٹے کو کوئی گانوُن نہین ملا اور ذاتی آمدنی آٹھ ہزار روپے سالانہ کی اور رشتہ دارون کی پندرہ سو روپے سالانہ کی ہے جسکی میزان ۹۵۰۰ روپیہ ہوئی - گوبند گڑھ مین کانسی اور پیتل کے برتن اچھے بنتے ہین -

باگسوری

جگمل میرتیہ راٹھوڑ جس نے مسعودے کے مقام پر اکبر کے حکم سے پنوارون سے جنگ کرکے اُنکو شکست دی اور اکبر نے مسعودے کا پرگنہ اُس کے بیٹے ہنونت سنگھ پاٹوی کو دیا - جگمل کے تیسرے بیٹے کی اولاد باگسوری مین

استمرار دار ہے۔ ذاتی آمدنی نو ہزار روپیہ ہے اور رشتہ دارون کی آمدنی ساڑھے تین ہزار روپیہ سالانہ جس کی میزان ۱۲۵۰۰ ہوئی۔

تکملہ

ان استمرار دارون کے سوا میواڑیہ۔ ریچھ مالیان۔ سیٹھن۔ کرڑیل۔ منوہر پورہ۔ راجوسی اور کوٹری سات چھوٹے استمرار دار ہین ان مین سے کرڑیل کے سوا جس کی آمدنی آٹھ ہزار روپیہ اور کسی کی جاگیر ہزار دو ہزار روپیہ سالانہ سے زیادہ کی نہین ہے اور کوٹری کے سوا جو چترجھج چارن کے قبضے مین آٹھ سو روپیہ سالانہ کی جاگیر ہے باقی سب استمرار دار قوم کے راٹھوڑ ہین۔ استمرار دارون کے علاوہ گنگوانہ۔ پیر۔ سدا پور اور چاندلائے کے بھومیہ زمیندار جو کرشن گڑھ سے نکلے ہین ہزار روپیہ سالانہ سے بھی کم آمدنی کی جاگیر رکھتے ہین۔

ضمیمہ اُن ریاستون کے بیان مین جو راجپوتون کے سوا دوسری قوم کے رئیسون کے قبضے مین ہین

ایسی تین ریاستین ہین جن مین سے دھولپور اور بھرت پور کی دو ریاستین جاٹون کے پاس ہین اور ایک ریاست ٹونک مسلمانون کے پاس ہے۔

ریاست دھولپور

جغرافیہ

دھولپور مشرقی راجپوتانہ مین ایک مختصر ریاست ہے جس کے شمال مین ضلع آگرہ مغرب مین بھرت پور و قرولی جنوب مین گوالیار مشرق مین گوالیار و آگرہ کا علاقہ ہے یہ ریاست خطوط عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ ۳۰ دقیقہ اور ۲۶ درجہ ۵۷ دقیقہ اور خطوط طول بلد مشرقی ۷۷ درجہ ۳۲ دقیقہ اور ۷۸ درجہ ۲۰ دقیقہ کے درمیان واقع ہے۔ راج کی لمبائی چون میل چوڑائی تیئیس میل رقبہ ایک ہزار چھ سو چھبیس میل مربع آبادی ۲۴۹۶۵۷ آدمی سالانہ آمدنی قریب دس لاکھ روپیہ اور فوج سوار و پیدل تین ہزار کے قریب ہے اتواپ سلامی ۱۵ دریاے چمبل اس ریاست کے جنوب مشرقی طرف ساٹھ میل بہکر راج گوالیار اور علاقۂ آگرہ کی سرحد ہو گیا ہے بان گنگا جس کو اس نواح مین اُنگن کہتے ہین چند میل تک سرحد پر بہ کر قریب چودہ میل کے ملک کے اندر مشرقی سمت مین جاتی ہے اور وہان سے آگے اس راج اور ضلع آگرہ کے درمیان بیس میل تک خط سرحدی ہوئی ہے۔

مشرقی علاقہ اکثر ہموار اور میدان ہے اور جنوبی و مغربی طرف چھوٹی بڑی پہاڑیان پھیلی ہوئی ہین بارش پیداوار کا زیادہ دارومدار ہے لیکن آنب کے درختون کی کثرت سے ہر جگہ رونق نظر آتی ہے۔ راج مین تین قصبے (۱) دھولپور (۲) باڑی اور (۳) راج کھیڑہ بڑے گنے جاتے ہین۔

دھولپور

دار الحکومۃ ہے جو آگرہ و گوالیار کی سڑک پر بعد مغرب سے اب ریل گذرتی ہے آگرے سے چونتیس ۳۴ میل جنوب مین اور گوالیار سے سینتیس ۳۷ میل شمال مین بسا ہوا ہے آبادی سے ایک میل جنوبی طرف چنبل دریا بہتا ہے۔ جس کا پھیلاؤ داہنی طرف دور تک بڑھ جاتا ہے اور بائین طرف بلندی کے سبب جس پر قلعہ بنا ہوا ہے پانی کم چڑھتا ہے یہان قلعے کے سوا اکثر مسجدین اور مقبرے پہلے زمانے کی یادگار باقی ہین جن مین سے ایک مسجد ۱۰۴۳ھ مین شاہجہان بادشاہ کی بنائی ہوئی بیان کی جاتی ہے شاہجہان کو شاہزادگی کے دنون مین اُس کے باپ جہانگیر بادشاہ نے کئی ضلعون کے ساتھ پرگنۂ دھولپور بھی جاگیر مین دیا تھا۔ جو کچھ عرصے کے بعد نور جہان بیگم کو ملکر خالصے مین شامل ہوگیا تھا محمد شاہ بادشاہ کے آخر عہد مین یہان مرہٹون نے قبضہ پایا جن کی ماتحتی اور مددگاری سے وہ موجودہ رئیس کے بزرگون کے ہاتھ آیا اور سرکار انگریزی کی مدد اور حفاظت سے اب تک اُنکے قبضے مین چلا آتا ہے یہ شہر عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ ۴۱ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۷ درجہ ۵۰ دقیقہ پر واقع ہے۔

دھولپور بہت قدیم شہر ہے حسب روایت باشندگان دولہ نامی کسی رئیس نے آباد کیا تھا کہ اُس کے نام سے دھولپور موسوم ہوا۔

باڑی

یہ قصبہ راج کے جنوب مین مغربی حصے مین پہاڑون کے درمیان دھولپور سے ۱۸ میل مغرب مین عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ ۳۸ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۷ درجہ ۴۲ دقیقہ پر واقع ہے یہ قصبہ ایک پرگنے کا صدر ہے۔

راج کھیڑہ

یہ قصبہ بھی ایک پرگنے کا صدر ہے اور دھولپور سے شمال مشرق مین بفاصلہ ۲۳ میل عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ ۵۵ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۸ درجہ ۱۵ دقیقہ پر واقع ہے۔

تاریخ

دھولپور والون کے بزرگ گوہد مقام کے جو قلعہ گوالیار سے اٹھائیس میل شمال و مشرق مین ہے رہنے والے زمیندار جاٹ تھے اُن لوگون نے محنت اور جنگ آوری کے ذریعہ سے ۱۷۲۵ء سے ۱۷۴۰ء کے درمیان باجی راؤ پیشوا کی خدمت مین عزت پاکر گوہد کی حکومت حاصل کی اور ۱۷۶۱ء مین جب مرہٹونکی بھاری فوج نے پانی پت کے میدان پر احمد شاہ دُرّانی بادشاہ افغانستان سے شکست پاکر پریشانی اُٹھائی تو گوہد والون مین سے ایک بہادر شخص لوکیندر نام نے گوالیار کا قلعہ دباکر رانائے گوہد کا خطاب اختیار کیا جس کو وہ آخری بادشاہ دہلی کی طرف سے عنایت ہونا بتلاتے ہین۔ اور گورنمنٹ انگریزی نے مہاراج رانا بنادیا اس وقت سے ایک سو چونسٹھ برس پہلے یہ لوگ ریاست پاکر زمانے کے پھیر بچار سے اول گوہد اور پھر دھولپور مین مرہٹون کی طرف سے تکلیفین اور ضبطی ملک کا نقصان اُٹھاکر انگریزی سرکار کے طفیل رئیس ہے

جن مین سے ایک نے گوہد مین اور چھ شخصون نے دھولپور مین اتنک راج کیا۔

۱۔ مہاراج رانا لوکیندر سنگھ

قلعہ گوالیار حاصل کرنے کے بعد چھ برس تک کسی نے اس کی خود اختیاری پر اعتراض نہ کیا۔ مگر عرصۂ درمیانی مین جبکہ مرہٹے دوبارہ زور پا گئے تھے ۱۸۶۷ء مین انھون نے پھر اپنا تسلط شروع کیا اور رگناتھ راؤ نے جو مابعد پیشوا ہوا گوہد پر حملہ کیا لیکن رانا نے بھی قلعے کو مستحکم اور فوج کو آراستہ کر لیا تھا اور بذات خاص بھی زبردست اور بہادر آدمی تھا ایسا مقابلہ کیا کہ مرہٹون کے دانت کھٹے ہو گئے اور رگناتھ راؤ کو صلح کرنی پڑی آخر کار مرہٹون نے تین لاکھ روپیہ لیکر فوج برخاست کی اور رانا کو لیندر سنگھ کو اپنے تحت مین خراج گذار رئیس قبول کیا۔ ۲ دسمبر ۱۷۷۸ء کو سرکار انگریزی نے مناسب سمجھکر رئیس گوہد کو ایک عہدنامہ لکھے جانے کے بعد مرہٹون سے توڑ کر اپنی طرف لے لیا تاکہ انگریزی علاقے پر حملہ نہو سکے اور یہ ریاست بطور سدّ راہ حملہ آور دن کے ہو اور دوسرے جو فوج کارزار کر کے بمبئی سے آئے اُس کو مقام آرام کا ملے اس عہدنامے کی رو سے گورنمنٹ نے یہ بھی وعدہ کیا تھا کہ جو ملک کہ افواج سرکار کمپنی یا افواج رانا یا دونون شامل حال ہو کر بذریعہ جنگ یا صلح کے مرہٹون سے حاصل کرینگی بجز اُن ۵۶ محالات کے جو ملوکہ قدیم رانا کے ہین مگر مرہٹون کے قبضے مین ہین اس حساب سے تقسیم ہون گے کہ ایک روپے مین سے نو آنے سرکار کمپنی کو اور سات آنے رانا کو ملین گے اور ملک اور قلعے رانا کے قبضے مین رہ کر سرکار کمپنی کے حصے کا روپیہ بعد منہائی مصارف تحصیل بطور خراج رانا کی طرف سے سرکار کمپنی کے خزانے مین داخل ہوتا رہے گا اور جو صلح نامہ مرہٹون کے ساتھ ہو گا اُسمین رانا بھی شامل کیا جائے گا۔ ان شرائط کے بموجب ۱۷۷۸ء مین انگریزی فوج بتعداد دو ہزار اور چار سو آدمی بہ تحت حکومت کپتان ولیم پوفم مرہٹہ غارتگرون کو ملک گوہد سے خارج کرنے اور رانا کی مدد کرنے کے واسطے متعین ہوئی کپتان نے مرہٹون کو نکالدیا اور لاہر کا قلعہ فتح کیا اور ۱۲ اگست کو قلعہ گوالیار پر جو اُس وقت تک ناممکن التسخیر مشہور تھا حملہ کر کے قبضہ کر کے رانا کو ہد کو دیدیا۔

۱۳ اکتوبر ۱۷۸۱ء کو جو عہدنامہ سرکار انگریزی اور مادھوجی سیندھیا کے درمیان ہوا اُس کے بموجب رانا کو کفالت دی گئی کہ جب تک عہدنامۂ سرکار انگریزی پر قائم رہے گا گوالیار اور دیگر ممالک اُسکی ملکیت سمجھے جائین گے اور سیندھیا اُس مین مداخلت نہ کرے گا۔ مگر باوصف اس حسن سلوک کے چند معاملات سے ثابت ہوا کہ سنہ سترہ سو اکیاسی کی دو بیاسی مین سرکار انگریزی کے خلاف جو دشمنون کا اجتماع ہوا اُس مین رانا شریک تھا اس واسطے عہدنامہ موافقت باہمی منسوخ سمجھا گیا اور رانا کو بے سہارا چھوڑ دیا گیا اس سبب سے جب مادھوجی سیندھیا نے بذریعۂ عہدنامۂ سالبائی مورخہ ۷ مئی ۱۷۸۲ء کے آزادی پائی تو اُس نے حملہ کر کے قلعہ گوالیار اور مقام گوہد فتح کرنے کے بعد رانا کو قید کر لیا کیونکہ سرکار انگریزی نے رانا کی کچھ مدد نہ کی اور تنہا رانا سے سیندھیا کا مقابلہ ہونا مشکل تھا۔

یہ لوگ بائیس برس پریشان رہکر انگریزی سرکار کی مدد اور مہربانی سے دوبارہ رئیس بنے۔

۲- مہاراج رانا کیرت سنگھ

سنہ ۱۸۰۴ء مین سرکار انگریزی نے دولت راؤ جانشین مادھوجی سیندھیا سے لڑائی شروع کی تو اسوقت جو ملک سیندھیا کا سرکار انگریزی کو حاصل ہوا وہ دولت راؤ سیندھیا کی برخلافی کے سبب قلعہ اور شہر گوالیار اپنے قبضے مین لیکر گوہد کا علاقہ لوکیندر سنگھ کے بیٹے کیرت سنگھ کو دیدیا ۲۳ دسمبر سنہ ۱۸۰۵ء کو سرکار نے مہاراجہ سیندھیا سے صلح کرکے گوالیار اور گوہد اُس کو سونپ دیے لیکن راج رانا کا اس وقت کوئی قصور نہ معلوم ہوا اس لئے اُس کو نئے عہدنامے کے ذریعے سے نقصان کے عوض تین پرگنے دھولپور۔ باڑی۔ اور راج کھیڑہ دیے گئے اس طرح دریاے چمبل ممالک سیندھیا اور راج دھولپور کا حد فاصل ہوگیا اور وہ چوالیس ۴۴ برس گوہد کے رانا کہلائے جانے کے بعد اس وقت سے ایک سو بیس برس پہلے خاص دھولپور کے رئیس بنے سمت ۱۸۹۲ مطابق سنہ ۱۸۳۶ء مین مہاراج رانا کیرت سنگھ کا انتقال ہونے پر اُس کا بیٹا بھگونت سنگھ وارث رہا۔

۳- مہاراج رانا بھگونت سنگھ

اس نے سنہ ۱۸۳۶ء مطابق سمت ۱۸۹۲ مین مسند نشین ہوکر سنہ ۱۸۵۷ء کے غدر مین اُن انگریز افسرون کو جو گوالیار سے بھاگ کر اس کے یہان آئے بہت حفاظت کے ساتھ رکھا اس خیرخواہی پر اُس کو دوسرے رئیسون کی طرح گود لینے کی سند ملی اور بعد مین کے۔ سی۔ آئی۔ ای کا خطاب بھی دیا گیا سمت ۱۸۹۷ مطابق سنہ ۱۸۴۱ء مین دھولپور اور گوالیار کی باہمی دشمنی زیادہ نازک حالت کو پہونچی مہاراج رانا نے اپنے ہان کے بنیون پر مہاراجہ سیندھیا سے سازش رکھنے کا الزام لگاکر پارس ناتھ کا مندر توڑ ڈالا جس سے مہاراجہ سیندھیا سخت رنجیدہ ہوا لیکن انگریزی سرکار نے کوئی فساد نہونے دیا۔ سمت ۱۹۱۷ مطابق سنہ ۱۸۶۱ء مین مہاراج رانا زیادہ قرضے اور دیوہنس کا مدار کے دباؤ سے سرکاری مدد کی اُمید پر آگرے کو بھاگ گیا کا مدار قید کیا گیا اور رئیس نے راؤ راجہ سردار راؤ کے بھائی گنگا دھر کو دیوان بنایا اور اُس کی نیابت مین منشی پربھولال کو منتظم مقرر کیا جس سے ہر کام مین درستی پیدا ہوئی لیکن سمت ۱۹۲۴ مطابق سنہ ۱۸۶۸ء مین رئیس کے مزاج پر ایک بازاری عورت گجرا نام کے حاوی ہونے سے کام مین بہت ابتری پھیلی وہ فضول خرچی کرکے ریاست کو زیربار کر رہی تھی اور کاروبار ریاست مین خلل انداز ہوکے ہر قسم کی ابتری وخرابی پیدا کرتی تھی اس پر پولیٹیکل اجنٹ نے مداخلت کرکے آوارہ لوگون کو نکال دیا اسی سال مہاراج رانا کا بیٹا جو بدچلنی سے سخت بیمار ہوگیا تھا اور اُس کے اور رانا کے درمیان انتہا درجے کی نااتفاقی تھی اٹھائیس سال کی عمر مین انتقال کرگیا مہاراج رانا نے بیٹے کے مرجانے کے بعد اپنے پوتے کو جو پانچ برس کی عمر مین تھا خبرداری کے ساتھ تعلیم دلانا شروع کیا۔ سمت ۱۹۲۶ مطابق سنہ ۱۸۷۰ء مین رئیس کو تمغاے ستارۂ ہند درجۂ اول انگریزی سرکار سے عطا ہوا۔ دوسرے سال گنگا دھر نے دیوانی سے استعفا دیا اور اُس کا نائب پربھودیال بے اعتباری کے سبب علیحدہ کیا گیا مہاراج رانا نے حکیم عبدالنبی خان کو جو ریاست پٹیالہ کی میر منشی گری ناراضی کے سبب چھوڑکر دھولپور مین آرہا تھا

اپنا دیوان مقرر کیا اس کارگذار شخص نے فضول خرچ کم کرنے اور ڈانگ کے لٹیرے گوجروں کا فساد دور کرنے کے سبب بہت نیک نامی حاصل کی یہ ہوشیار دیوان سمت ۱۹۲۸ مطابق ۱۸۷۲ء مین گذر گیا اور چند روز کے بعد ۹ فروری ۱۸۷۳ء کو مہاراج رانا بھگوت سنگھ کا انتقال ہوجانے سے اُس کا پوتا وارث رہا۔

۴۔ مہاراج رانا نہال سنگھ

۱۸۷۳ء کے فروری مہینے مین نو برس کی عمر کے اندر مسند نشین ہوا کچھ دنون راؤ راجہ سردنکر راؤ نے یہان آکر پرانی ملازمت کے لحاظ سے بغیر تنخواہ انتظام کیا پھر میجر ڈنی پولیٹیکل افسر دھولپور مین متعین ہوا ۱۸۷۶ء مطابق سمت ۱۹۳۲ تک کم عمر رئیس کو عمدہ تعلیم دی گئی جس سے وہ انگریزی زبان مین اچھی طرح باتین کرنے لگا اور کسی قدر فارسی وہندی بھی حاصل کی ۱۸۸۴ء مطابق سمت ۱۹۴۰ مین رئیس کو حکمرانی کے اختیارات سرکار کی طرف سے عطا ہوئے ۱۸۸۷ء مطابق سمت ۱۹۴۳ مین فضول خرچی اور بدانتظامی کی شکایت ہونے سے رئیس اور میجر این سی مارٹلی پولیٹیکل اجنٹ کو دیسرائے کی خدمت مین جاکر ہدایتین حاصل کرنی پڑین اکتوبر ۱۸۸۸ء مطابق سمت ۱۹۴۵ مین رئیس کی نیک نام وادی نے انتقال کیا جس سے عوام کو بہت رنج ہوا۔ یہ راج رانا سنٹرل انڈیا ہارس مین آنریری میجر تھا اور فرانٹیر میڈل اور سی۔ بی کے خطابات تیراہ کی لڑائی مین پا چکا تھا اس کا انتقال ۱۹۰۱ء مین ہوا جس پر اس کا سب سے بڑا بیٹا رام سنگھ مسند نشین ہوا۔

۵۔ مہاراج رانا رام سنگھ

یہ آنریری کپتان مقرر ہوا اور کے۔ سی۔ آئی۔ ای کا خطاب بھی ملا اور ۱۹۱۱ء مین لاولد فوت ہوا اور اس کا چھوٹا بھائی مسند نشین ہوا۔

مہاراج رانا اودے بھان سنگھ جی

یہ مہاراج رانا رام سنگھ کے چھوٹے بھائی ہین جو ۲۶ مئی ۱۹۰۱ء کی پیدائش ہین مارچ ۱۹۱۱ء مین مسند نشین ہوئے۔ پہلے یہ کیڈٹ کور مین تعلیم پاتے رہے اور ریاست کا انتظام بزمانۂ نابالغی ایک انگریز سپرنٹنڈنٹ کے ماتحت دو ممبران کونسل انجام دیتے تھے دسمبر ۱۹۱۳ء مین انکو اختیارات ریاست ملے۔ ریاست کے جھنڈے کا رنگ اب سُنہرا ہے کہ جس پر ہنومان کی تصویر ہے۔

ریاست بھرت پور

جغرافیہ

یہ راج درمیان خطوط عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ ۳۴ دقیقہ و ۲۷ درجہ ۵۰ دقیقہ اور خطوط طول بلد مشرقی ۷۵ درجہ ۵۴ دقیقہ و ۷۷ درجہ ۲۹ دقیقہ کے واقع ہے یہ مشرقی راجپوتانہ مین ایک درمیانی درجہ کی ریاست ہے جس کے شمال مین گڑگانوہ علاقہ پنجاب مغرب مین الور وجیپور کا علاقہ جنوب مین راج جیپور قرولی

اور دھولپور مشرق مین ضلع آگرہ و متھرا واقع ہے لمبائی پچھپن میل چوڑائی اڑتالیس میل رقبہ ایک ہزار نو سو چوہتر اور بقولے بیاسی میل مربع آبادی ۶۴۵۸۴۰ آدمی کل آبادی مین فی سیکڑہ اٹھارہ مسلمان اور باقی ہندو ننانوے فی صدی جاٹ ہین مسلمانون مین زیادہ تعداد نو مسلم میوون کی ہے راج کی تمام سالانہ آمدنی بائیس لاکھ روپیہ اور بقول محرر یادگار دربار تاج پوشی ۳۲۵۶۲۴۷ روپیہ اور فوج سوار و پیدل پانچہزار ہے۔ بھرت پور سے کوئی رقم بطور خراج یا مصارف مقامی کورو کنٹنجنٹ نہین لی جاتی سلامی ۱۷ اضرب ہے۔

راج بھرت پور کی زمین عمدہ انگریزی علاقے کے قریب ہونے سے اکثر ہموار اور سیراب ہے شمالی علاقہ اور شہر بھرت پور کی زمین بہت پست ہے جہان زیادہ بارش ہونے پر نقصان کا خوف رہتا ہے اور معمولی برسات مین بھی اکثر جگہ پانی بھرا رہنے سے سال بھر مین ایک فصل کی پیداوار ہو سکتی ہے۔ اس راج مین چار ندیان اُٹنگن یعنی بان گنگا۔ کمبھیر۔ کانڈ اور روپارین گذرتی ہین یہ اگرچہ بارہ مہینہ بہنے والی نہین ہین۔ لیکن برسات کے دنون مین ضرورت سے زیادہ کھیتی ذخیرہ کے لئے اتنے پانی مل جاتا ہے۔ جنوبی علاقے مین پہاڑ بھی زیادہ ہین جن مین سے پرگنہ بیانہ کے قریب والے حصے جوڈانگ کہلاتے ہین سخت اور کم آباد ہین ان مین جنگلی درخت بھرے ہوئے ہین اور گوجر قوم کے لوگ زیادہ بستے ہین جو بھیڑ بکریان پال کر یا چوری کے ذریعے سے گذر کرتے ہین۔ جس پہاڑ پر بیانہ کا قلعہ ہے بہت بلند اور وسیع ہے اس کل پہاڑ کی ساخت کہ انتہاے پرگنہ روپباس تک چلا گیا ہے اسی طرح کی ہے جیسے ہنڈون علاقہ جیپور کے پہاڑ کی ہے اور اُس مین ویسا ہی بیٹون کا عمارتی پتھر نکلتا ہے چنانچہ کھان و پہاڑپور پرگنہ روپباس و باریٹہ پرگنہ بیانہ مین بہت عمدہ سفید و سرخ پتھر نکلتا ہے یہ کانین قدیم الایام سے جاری ہین کہ فتحپور سیکری کی مشہور عمارتین اور بھرت پور و دیگ و دویر کے محلات اسی پتھر سے تعمیر ہوئے ہین اس پتھر کی بڑی شہرت ہے علاوہ اسکے شمالی پرگنات مین بھی جا بجا پہاڑ ہین مگر کل راج مین سب سے بلند پہاڑ علی پور پرگنہ اکھے گڑھ کا ہے مگر ان پہاڑون مین کوئی دھات کی کھان نہین ہے پھو سا اور دویر کے درمیان اور بیانہ کے پہاڑون مین سابقاً تانبے کی کانین جاری ہوئی تھین مگر کچھ فائدہ نہونے کے سبب بند ہو گئین۔

بیانہ کا قلعہ ایک مشہور مقام ہے جو ابتدا مین چندر بنسی راجپوتون اور پھر اکبر دہلی وغیرہ کے زبردست بادشاہون کے قبضے مین رہا۔ مغلون کی سلطنت بگڑنے پر رنتھنبور کی طرح جو کہ جیپور والون کو حاصل ہوا بیانہ کو بھرت پور والون نے دبا لیا۔

راج بھرت پور کے کل گانون کی تعداد ایک ہزار تین سو ستر ہے جن مین سے سو مندر وغیرہ کی خیرات مین اور باقی تمام خالصہ ہین ہین کوئی بڑا یا چھوٹا ناسردار نہین ہے انتظام کی غرض سے ملک دو ضلعون مین تقسیم کیا گیا ہے ایک خاص بھرت پور جس کے متعلق آٹھ پرگنے بھرت پور۔ روپباس۔ بیانہ۔ اُجین۔ ڈیر۔ بھسادر۔ اکھے گڑھ اور کمھیر ہین دوسرا دیگ اور میوات جس کے ماتحت پانچ پرگنے دیگ۔ گوپال گڑھ۔ کامہ۔ پہاڑی اور نگر ہین ہر پرگنے مین ایک تحصیلدار اور ایک دو تھانہ دار رہتا ہے اور ضلع پر ایک عدالتی دیوانی و فوجداری کے فیصلون کیلئے

مقرر ہے۔ عدالت کا اپیل پنچایت مین اور پنچایت کا مرافعہ مہاراجہ کے اجلاس مین طے ہوتا ہے۔

بھرت پور

خاص شہر بھرت پور پست زمین مین آباد ہے جسکی لمبائی تین میل کے قریب ہے اور چوڑائی ایک میل سے کچھ زیادہ ہے لڑائی کے وقت باہر کی جھیلون سے اس قدر پانی چھوڑ دیا جا سکتا ہے کہ دشمن کی رسائی مشکل ہوجائے شہر کی فصیل خام لیکن بہت چوڑی بنائی گئی ہے جس کے اندر دس دروازون سے آمد و رفت ہوتی ہے شہر پناہ کے گرد والی خندق برسات مین سب جگہ اور دوسرے موسم مین گہرے مقامات پر پانی سے بھری رہتی ہے۔ اور شہر پناہ کے چارون طرف ایک پختہ سڑک سیر و گشت کے واسطے عمدہ بنی ہوئی ہے۔ اس شہر کا نام راجہ رام چندر کے بھائی بھرت کے نام پر بھرت پور رکھا گیا ہے آبادی تو پرانی ہے لیکن قلعہ اور اکثر مکانات راجہ سورج مل کے وقت سے تیار ہوکر یہ مقام راجدھانی قرار پایا شہر کے اندر مضبوط اور بلند قلعہ کے اندر بہت چوڑی اور گہری خندق بنی ہوئی ہے جس مین ہمیشہ پانی بھرا رہتے سے شہر والون کے بہت کام آتا ہے قلعے کے دو دروازے اور آٹھ برج ہین اور تین مکان مردانہ محل۔ زنانہ محل اور کچہری محل عمدہ گنے جاتے ہین مہاراجہ جسونت سنگھ نے شہر سے باہر تین میل مغربی طرف سیوڑ گانون کے پاس ایک چھاؤنی آباد کرکے قیام اختیار کیا جہان کئی بنگلے اور فوج کی بارکین دور تک پھیلی ہوئی ہین۔

یہ شہر عرض بلد شمالی ۲۷ درجہ ۱۲ دقیقہ اور طول بلد مشرقی ۷۷ درجہ ۳۸ دقیقہ پر آگرے سے ۳۴ میل کے قریب واقع ہے۔

دیگ

اس راج مین دارالریاست سے دوم درجے پر باعتبار عظمت و آبادی و قدامت دیگ ہے اگر اُسکے عالی شان محلات معروف بہ بھون پر خیال کیا جائے تو نہ فقط اس راج کے بلکہ کل ہندوستان کے عمدہ مقامات و عجائبات سے ہے۔ قلعہ سے مغرب مین رئیس کے عالی شان محل اور خوش قطع باغ ہین اُنکے گرد پختہ بلند دیوار اُس کے ہر طرف عمدہ عمارتین ہین یہ خوبصورت محل حسن تعمیر و صنعت تجویز و خوبی تکمیل کے اعتبار سے قابل تعریف گنے جاتے ہین روپیاس کی کان کے نفیس سفید پتھر کے بڑے اجزا سے بنے ہین اور ہر ایک علحدہ نام سے مشہور ہے چھانچہ (۱) نند بھون (۲) گوپال بھون جس کو بھادون بھون بھی کہتے ہین (۳) سورج بھون (۴) رام بھون (۵) ہرو یو بھون (۶) سانون بھون اور کل محلات و باغ مین کمال صنعت و خوبصورتی سے فوارے لگے ہین جس وقت فوارے چلائے جاتے ہین عجیب سیر ہوتی ہے کہ خواہ کوئی موسم ہو ساون بھادون کی کیفیت نظر آتی ہے فوارون کے واسطے رام بھون کی چھت پر ایک حوض ۱۱۹ فٹ طویل ۱۰۲ فٹ عریض اور ۶ فٹ عمیق اور ۸۸۸۰۶ مکعب فٹ کی جسامت کا ہے اُسمین ۹۳ ہزار آٹھ سو ۷۸ من پانی سما تا ہے۔

دیگ کا قدیم نام دیرگھہ (بیاے معروف) و دیرگھ پوری ہے اور یہ ایسا قدیم شہر ہے کہ اس کا ذکر

سکندھ پُران اور بھاگوت مہاتم کی چوتھی ادھیا مین ہے ۔ ۱۱۷۶ء مین بعہد فرمان روائی نول سنگھ ابن راجہ سورج مل بشاہ عالم بادشاہ دہلی کے زبردست وزیر نواب ذوالفقار الدولہ مرزا نجف خان نے ایک سال اور دو مہینہ لڑکر چھین لیا تھا مگر نجف خان کے مرنے پر پھر بھرت پور والون کے قبضے مین آگیا دیگ عرض بلد شمالی ۲۷ درجہ ۲۹ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۷ درجہ ۲۳ دقیقہ پر بھرت پور سے ۲۳ میل شمال مغرب مین واقع ہے ۔

کمہیر

اس شہر کے گرد و نواح کی زمین مین شوریت بہت ہے یہان تک کہ کنوون کا پانی کیاریون مین جمع کر کے بذریعہ تبخیر طبیش آفتاب کے نمک نکالا جاتا ہے یہان ریاست کا محل بہت مضبوط اور سنگین تعمیر کا ہے محل سے مشرق مین تالاب ہے اُس کے مغربی کنارے پر بہت وسیع اور عمدہ مکان ہے کہ جل محل کہلاتا ہے کمہیر عرض بلد شمالی ۲۷ درجہ ۱۹ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۷ درجہ ۲۶ دقیقہ پر بھرت پور سے ۱۲ میل مغرب و شمال مین واقع ہے ۔

کامہ

ایک مؤرخ نے سنسکرت کی کتابون سے تحقیق کر کے لکھا ہے کہ اس قصبے کی آبادی نہایت قدیم زمانے سے ست جگ مین اس کا نام برہم پور تھا دُوا پر مین اس کو سنگ پور کہتے تھے تریتا مین کامک نام رکھا گیا اور کل جگ مین کامہ اور کام بن کہلاتا ہے یہ قصبہ برج مین واقع ہے اور ہنود کے متبرک مقامات سے سمجھا جاتا ہے کہتے ہین کہ چندر بنسی سری کرشن کے نانا کا مسکن یہان تھا اُس کے زمانے مین ایک مکان چوراسی کھمبہ نام تعمیر ہوا تھا اور اُس کے ساتھ آسائش مخلوق کے واسطے چوراسی کنوین اور چوراسی مندر اور چوراسی تالاب تیار ہوئے تھے زمانۂ مابعد مین سانگا رانا والی چتوڑ نے اس مقام پر کہ بیانہ سے متعلق تھا ظہیر الدین بابر سے جنگ کی اور شکست کھائی کامہ عرض بلد شمالی ۲۷ درجہ ۴۰ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۷ درجہ ۲۰ دقیقہ پر واقع ہے ۔

بیانہ

بلند سرزمین پر پہاڑون کے سلسلے مین کہ کسی قدر باہم متوازی اور شمال مشرق سے جنوب مغرب مین واقع ہین آباد ہے کل پہاڑ کے اوپر قدیم زمانے کے مکانات بے شمار موجود ہین ان مین سے مقدم قلعہ ہے اور اسمین ایک بھیم لاٹ نامی مینار ہے کہ جنوب کی طرف سے بہت دور سے نظر آتا ہے تاریخ فرشتہ مین لکھا ہے کہ جب سکندر لودی دہلی کا بادشاہ اس پر حملہ آور ہوا تو یہ قصبہ بڑی رونق پر تھا اور بابر بادشاہ نے بیانہ کو ہندوستان کے نہایت مشہور قلعون مین سے لکھا ہے بیانہ عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ ۵۰ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۷ درجہ ۲۰ دقیقہ پر واقع ہے قلعے کے اندر جولاٹ ہے اُسے تیلی کی لاٹ کہتے ہین اُس کے حروف پڑھنے مین نہین آتے سمت ۱۲۰۳ مین ابو بکر قندھاری نے کہ خاندان محمود غزنوی کے معتمدون مین سے تھا لڑکر اس قلعے کو فتح کیا ابو بکر قندھاری کا بیانہ مین انتقال ہوا کہ قبر اب تک موجود ہے اُسی زمانے مین اکھا مندر غیر مکان پرستش ہنود کو مسلمانون نے بہ تغیر تعمیر مسجد بنالیا وقائع راجپوتانہ مین اسی طرح لکھا ہے ۔ لیکن سمت ۱۱۹۸ سے سمت ۱۲۴۸ تک پرتھی راج چوہان دہلی کے

زبردست راجہ کا عہد گذرا ہے اور بیانہ مین اُس کی سسرال تھی اور بیانہ والے اُس کے زبردست سردارون سے تھے ان وجوہات کی بنا پر کسی اور سنت مین ابوبکر قندھاری نے بیانہ کو فتح کیا ہوگا جو پرتھی راج اور اُس کے سردارون کے عہد سے ماقبل یا بعد ہوگا۔

قوم

بھرت پور کے رئیسون کو جو عام طور پر جاٹ مانے جاتے ہین اور اُسی فرقے مین اُن کی بیاہ شادی ہوتی ہے بابو جوالا سہاے نے وقائع راجپوتانہ مین حکیم وحید اللہ وغیرہ کی تاریخ کے حوالے سے سری کرشن کی چندربنسی نسل مین داخل کردیا ہے۔ جاٹ لوگ اگرچہ راجپوتون کی چھتیس قسم مین سے ایک فریق سمجھے جاتے ہین لیکن اس مین کچھ شک نہین کہ کوئی جاٹ سری کرشن کی اولاد نہین بن سکتا اور شادی وغمی وغیرہ پر جدا رہنا اختیار کرلینے سے تمام راجپوت اُنکو کھانے پینے یا رشتہ داری مین ہرگز اپنا شریک نہین کرتے مولوی عبید اللہ فرحتی نے ریاست اودیپور کی طرف سے بنوائی ہوئی کتاب تحفہ راجستان مین اسی طرح لکھا ہے۔

تاریخ

بھرت پور والون کے بزرگ مدت سے ایک گانون سنسنی مین رہتے تھے جہان اُنھون نے کھیتی وغیرہ کے سوا کچھ لوٹ مار شروع کی اُن مین سے اول نامور شخص راجہ رام جاٹ تھا جسے عالمگیر بادشاہ کے پوتے بیدار بخت نے غارتگری کے جرم پر سمت ۱۷۴۵ مطابق سنہ ۱۶۸۹ء مین قتل کرکے گڑھی سنسنی کو برباد کردیا۔ عالمگیر کے بعد ان لوگون نے سلطنت کمزور دیکھ کر پھر ہاتھ پاؤن چلانے شروع کئے اس لئے ٹھاکر چوڑامن کو جو راجہ رام کے مارے جانے کے بعد جاٹون کا سرگروہ بنا تھا لوٹ مار کرنے اور راستے کی حفاظت رکھنے کے واسطے فرخ سیر کے وزیر سید عبداللہ خان نے راہدار خان خطاب اور کچھ گانون جاگیر مین دیے لیکن جب یہ لوگ فسادی حادثون سے باز نہ آئے تو وزیر نے راجہ سوائی جے سنگھ کو سمت ۱۷۷۴ مطابق سنہ ۱۷۱۸ء مین چوڑامن کو سزا دینے کے لئے بھیجا جسکا کافی بندوبست وزیر کی شرارت کے سبب سے نہو سکا چوڑامن نے زیادہ زور پاکر اپنے باغی بھتیجے بدن سنگھ کو قید کردیا جو کئی برس کے بعد نیک چلن رہنے کے اقرار پر رہا ہوا۔

بدن سنگھ رہائی پاتے ہی سوائی جے سنگھ کو اپنی مدد کے واسطے چوڑامن کے مقابل چڑھا لایا چھ مہینہ محاصرہ رہنے کے بعد تھون مقام فتح ہوا اور چوڑامن نے اپنے بیٹے محکم سنگھ سمیت بھاگ کر جان بچائی۔ اس کے بعد سنہ ۱۷۲۳ء مین بدن سنگھ جاٹون کا رئیس مقرر ہوا جس کو راجہ سوائی جے سنگھ نے دیگ مقام پر راج تلک دیا غرضکہ محمد شاہ کے ضعیف عہد مین بدن سنگھ لڑائی بھگڑون سے کئی گانون قبضے مین لاکر اس قابل نکلا جسکی اولاد رفتہ رفتہ سو برس کے اندر راجاؤن مین شمار ہوئی اگرچہ آلہ آباد کے صوبہ دار وغیرہ نے اُن پر کئی بار چڑھائی کرکے اُنکا علاقہ برباد وضبط کیا لیکن مرہٹون کا شریک اور ہم پیشہ ہونے سے وہ انگریزی عہد تک بنے رہے اور دوسرے رئیسون کی طرح عہدنامہ ہوکر اُن کو بھی ریاستی حق دیے گئے۔ بھرت پور کے رئیسون کی حکومت کا

بیان اس طرح ہے۔

۱- راجہ بدن سنگھ

اس نے سمت ۱۷۷۹ مطابق ۱۷۲۳ء مین جاٹون کا رئیس مقرر ہونے کے بعد۔ دیگ کمبیر اور دیر وغیرہ مقامات کے مضبوطی کے لئے قلعے بنوائے اور بدن سنگھ کے بائیس بیٹے تھے مگران سب مین ہوشیار وجوانمرد سورج مل تھا بدن سنگھ نے اکیس بیٹون کے واسطے جن مین سے سولہ کی اولاد جو موجود ہے سولہ ٹھاکرون کی کوٹڑیون کے نام سے مشہور ہے علٰحدہ معاش مقرر کرکے اپنی حیات مین سورج مل کو ولی عہد بناکر ریاست کے کامون کے بہت سے اختیارات دیدیے سورج مل نے سمت ۱۷۸۹ مطابق ۱۷۳۳ء مین بھرت پور پر چھاپہ مارکر اپنے ہم قوم کھیم کرن سے جو کھیماکر کے مشہور تھا قلعہ بھرت پور چھین لیا اور وہان درستی کرکے راجدھانی بنائی اور اُس کے گڑھ کو مسمار کرکے اپنا فراخ قلعہ تعمیر کرلیا اور دیگ کے مشہور محلات کہ نہایت عمدہ عمارت ہے اُس کے عہد مین تیار ہوئے۔

جب صفدر جنگ نے نواب احمد خان بنگش پر فوج کشی کی تو اس مہم مین کنور سورج مل کو بھی مدد کے لئے بُلایا۔ جو اپنے باپ کی اجازت سے پندرہ ہزار سوارون کی جمعیت لے کر وزیر کے پاس پہونچا اور لڑائی کے دن وزیر کے دہنے بازو پر تھا اور وزیر کی شکست کے بعد اپنے ملک مین بھاگ آیا یہ واقعہ ۱۷۵۵ء کا ہے۔ دوبارہ جب مرہٹون کی مدد سے پھر وزیر نے پٹھانون پر چڑھائی کی تو اُس نے سورج مل کو بھی اس جنگ مین شریک ہونے کو بُلایا۔ اور جب صفدر جنگ نے احمد شاہ بادشاہ دہلی سے بغاوت کی تو اس وقت بھی سورج مل وزیر کا شریک تھا اور وزیر کے حکم سے شہر دہلی مین داخل ہوکر ہزارہا آدمیون کو قتل کیا اور مکانات مین آگ لگائی اور لال دروازے تک پہونچکر لاکھون روپے کا مال واسباب لوٹا۔ ایک لڑائی مین سورج مل کے ہمراہیون مین سے رام چندر تنور اور دیبی رام وغیرہ بہت سے چیدہ جوان مقتول ومجروح ہوئے جب وزیر اور بادشاہ مین صلح ہوگئی تو سورج مل نے اپنے ملک کو معاودت کی۔

جب بدن سنگھ کو یہ خبر ملی کہ ملہار راؤ ہلکر ساٹھ ہزار سوار ساتھ لیکر جیپور مین داخل ہوا ہے اور وہان کے راجہ نے بارہ لاکھ روپیہ دیکر اُس سے معاملہ کرلیا ہے اور اسی طرح راجگان شاہ پورہ وبوندی وکوٹہ وروپ نگر نے ہلکر کی اطاعت کرلی ہے اور مادھو سنگھ والی جیپور نے اپنے سردار ہرگوبند ناٹانی کو پندرہ ہزار سوارون کے ساتھ ہلکر کے ہمراہ بھیجا ہے تو بدن سنگھ نے اپنی طرف سے روپ رام کٹارہ کو ہلکر کے پاس روانہ کیا اور چارون قلعون کا بندوبست کرکے خود کمبیر مین آیا روپ رام نے ملہار راؤ سے ملاقات کی تو اُس نے بیان کیا کہ مین حسب الطلب بادشاہ کے ادھر آرہا ہون اور جاٹ رئیس سے ڈیڑھ کروڑ روپیہ نذرانہ طلب کیا وکیل نے انکار کیا ملہار راؤ نے بادشاہ سے پچاس لاکھ روپیہ لیکر بجمعیت اپنے پچاس ہزار سوار اور پندرہ ہزار لازمان جیپور محکوم ہرگوبند ناٹانی اور فوج شاہی محکوم غازی الدین حیدر اور دیگر راجگان کے بھرت پور کے علاقے مین آکر کمبیر کا محاصرہ کیا دو ماہ تک ہنگامہ کارزار گرم رہا ایک دن کھانڈے راؤ پسر ملہار راؤ گولی سے مارا گیا ملہار راؤ کو اس کا سخت صدمہ ہوا اور دل شکستہ ہوکر

جاٹون سے معاملہ کرکے اور خرچۂ جنگ لیکر متھرا کے راستے سے دکن کو چلا گیا جاٹ رئیس نے غازی الدین خان کو سات لاکھ روپیہ دے کر اُس سے بھی صلح کرلی۔

جیٹھ سدھی دسمی سمت ۱۸۱۲ کو بدن سنگھ کا انتقال ہوا اور سورج مل مسند نشین ہوا بدن سنگھ نے ۳۴ برس دو مہینہ دس دن حکومت کی اور اپنی زندگی ہی مین ریاست کے تمام کام سورج مل کے سپرد کردیے تھے۔

۲- راجہ سورج مل

باپ کی جگہ اس کے جانشین ہونے سے دو سال کے بعد بھورے سنگھ جاٹ و دیگر رؤساے آن صوب دریاے جمنا کی شورش ہوئی یہ اُنکی سرکوبی کے واسطے گیا ڈیڑھ مہینے کے عرصے مین قلعہ مرسان اور دوسری پاستونکو فتح کیا اسی اثنا مین یہ معلوم ہوا کہ احمد شاہ درانی ہندوستان پر آتا ہے سوجن مل دیگ کو واپس آیا چند روز کے بعد احمد شاہ متھرا مین قتل عام کرتا ہوا آگرے مین داخل ہوا سورج مل نے منشی تیجے خان اور راجہ موہن سنگھ سورج دوج کو اُس کے پاس بھیجا اُنھون نے سورج مل کے مرسلہ تحائف بادشاہ کی نذر کرکے سند معافی ملک حاصل کی اور بادشاہ عازم دہلی ہوا اور اُس کو تاراج کرکے اپنے بیٹے تیمور شاہ کو لاہور مین چھوڑ کر واپس افغانستان کو چلا گیا

۱۷۵۹ء مین دوبارہ مرہٹون کی سرکوبی کو احمد شاہ ہند مین آیا تو اس موقع پر سورج مل ابتدا مین مرہٹون کے ساتھ تھا اس لڑائی کے مفصل حالات پنڈت کاشی راؤ نے (جو ملازم شجاع الدولہ کا تھا اور برابر جنگ و صلح کی گفتگو مین شریک رہا) فارسی مین لکھے ہین اُنسے مین یہان اقتباس کرتا ہون احمد شاہ کے مقابلے کیلئے سدا شیو راؤ عرف بھاؤ مرہٹون کے دربار سے مامور ہوا اس نے بسواس راؤ پسر کلان بالا راؤ کو جس کی عمر اُسوقت سترہ سال کی تھی برائے نام کمانڈر انچیف بناکر حسب دستور قدیم مرہٹون کے اپنے ہمراہ لیا فوج اس کی ماتحتی مین بہت زیادہ تھی اور وہ بلا تاخیر مہم پر روانہ ہوا۔ علاوہ اپنی دکھنی افواج کے بھاؤ اپنے ہمراہ تمام وہ معاون جو مالوے وجھانسی وغیرہ مین مہیا کرسکا زیر حکم متعدد عاملون مثل نارو شنکر وغیرہ کے لایا تھا اور جو ہین کہ وہ دریاے چنبل پر پہونچا تو اُس نے ایک اپنا معتبر شخص جاٹون کے سردار راجہ سورج مل کے پاس مشورہ کرنے کی غرض سے بھیجا اور یہ کہلایا کہ سورج مل کو اُس کا شریک ہونا چاہیے سورج مل نے یہ جواب دیا کہ اُس کے عہد و پیمان مرہٹون کے ساتھ ملہار راؤ اور سیندھیا کے توسط سے ہوا کرتے تھے اگر وہ اس وقت مداخلت کرنا پسند کرین تو وہ بھاؤ سے ملاقات کرنے کو تیار ہے بھاؤ نے ضرورت کی وجہ سے اُن سردارون سے سورج مل کو بُلانے کے لئے کہا جنکو اُنھون نے قبول کرلیا جو ہین کہ افواج مرہٹہ آگرہ کے قریب پہونچین تو سورج مل بھاؤ کے پاس حاضر ہوا۔

سورج مل جو ایک دراز عرصے سے مرہٹون کی رفاقت مین لڑنے بھڑنے کا عادی ہوگیا تھا اُس نے بھاؤ سے اس موقع پر یہ کہا کہ تم ہندوستان کے مالک ہو اور مین صرف ایک زمیندار ہون تاہم مین اپنی رائے بقدر اپنی سمجھ اور علم کے ظاہر کرون گا سب سے اول یہ بات ہے کہ سردارون اور سپاہیون کے خاندان والے زیادہ اسباب لشکر اور بھاری توپخانہ اُس جنگ کے کرنے مین جو اس وقت درپیش ہے نہایت سدِّراہ ہون گے

تمھاری فوجین ہندوستان کی فوجون سے زیادہ سبک وچست وچالاک ہین لیکن درانی تم سے بھی زیادہ پھرتیلے ہین اس واسطے مناسب ہے کہ میدان جنگ مین اُنکے مقابلے کے لئے بالکل ہلکے پھلکے چلنا چاہیے اور زائد اسباب وشاگرد پیشہ لوگون کو دریاے چنبل کے دوسری طرف حفاظت کے ساتھ جھانسی اور کوالیار مین چھوڑا دینا چاہئے جو کہ تمھارے ماتحت ہین یا مین تم کو اپنے ملک کے بڑے قلعون دیگ یا کمبیر یا بھرت پور پر قابض کرونگا جن مین تم اپنے اسباب اور ہمراہیون کو رکھ سکتے ہو اور مین اپنی تمام فوج سے تمھارے شریک ہوجاؤن گا۔ اس تدبیر سے تم کو یہ آسانی ہوگی کہ تم آزادانہ گفت وشنید ایک دوست ملک سے جو تمھاری پشت پر واقع ہے جاری رکھوگے اور تم کو اپنی فوج کے لئے رسد کی بابت کوئی اندیشہ نہوگا اور اس امر کے یقین کرنے کے لئے ایک وجہ ہے کہ دشمن اس قدر فاصلے تک نہ بڑھ سکے گا بلکہ اس طرح کی کارروائی سے بغیر کچھ حاصل کئے منتشر ہوجائے گا ملہار راؤ اور دوسرے سردارون نے اس راے کو پسند کیا اور کہا کہ توپون کی قطارین افواج شاہی کے واسطے مناسب ہوتی ہین لیکن مرہٹون کا طریقہ جنگ لوٹ مار کا ہے اور اُنکے لئے بہترین طریقہ اُس چیز کو اختیار کرنا ہے جسکے وہ عادی ہین۔ علاوہ اس کے ہندوستان اُنکا آبائی یا موروثی ملک نہین ہے پس اگر وہ اُس کو فتح کرنے مین ناکامیاب رہے تو واپس چلے آنے مین اُنکی بے عزتی نہوگی سورج مل کی یہ راے عمدہ ہے اور جو تدبیر اُس نے بتلائی ہے وہ دشمن کو واپس چلے جانے پر مجبور کرے گی کیونکہ دشمن کا کوئی مقررہ مقبوضہ مقام ملک مین نہین ہے اس واسطے مرہٹون کا مقصد اس وقت یہ ہونا چاہیے کہ وہ بارش شروع ہونے تک تامل کرین اُس وقت درانی یقیناً اپنے ملک کو واپس چلے جاوینگے۔

باوجودیکہ تمام مرہٹہ سردار اس تدبیر کے اختیار کرنے مین متفق اللفظ تھے لیکن بھاؤ نے اپنی فوج کی طاقت اور اپنی ذاتی جرأت وقابلیت پر بھروسا کرکے کچھ نہ سنا بلکہ یہ کہا کہ اُس کے ماتحتون نے اپنے کامون سے اس ملک مین فوجی عزت حاصل کی اور وہ یہ الزام ہرگز اپنے اوپر نہ آنے دیگا کہ باوجود بالاتر افسر ہونے کے اُس نے کچھ نہ حاصل کیا سوائے اس بے عزتی کے کہ مدافعت کرتا رہا۔ اُس نے ملہار راؤ کو ملامت کی کہ مدت جفاکشی اور فہم سے زیادہ وہ زندہ رہا اور اُسی وقت یہ بھی کہا کہ سورج مل محض ایک زمیندار ہے اُس کی راے، موافق اُس کے مرتبے وقابلیت کے ہے لیکن اُن لوگون کے لحاظ کے قابل نہین ہے جو اُس سے بالاتر ہین اُس وقت اہل عقل تجربہ افسر اُسکے تکبر وضد سے متعجب ہوئے اور یہ نتیجہ اخذ کیا کہ تقدیر نے اُنکی مہم کی ناکامیابی مقرر کردی ہے ہر شخص بھاؤ کی سخت وایذا رسان تقریرون سے متنفر ہوگیا اور اُنھون نے آپس مین یہ کہا بہتر ہے کہ اس برہمن کو ایک مرتبہ شکست ہو ورنہ ہماری کیا وقعت وعزت رہے گی۔

بھاؤ نے ایک دستہ فوج کا مقرر کردیا کہ سورج مل کو کچھ سے باہر نہ جانے دین وہ اس بات سے بہت خوف زدہ ہوا لیکن چونکہ تمام سردار متفق الراے تھے ملہار راؤ اور بقیہ سردارون نے اُس کو صلاح دی کہ جلدی نکرے بلکہ مطابق حالات کے کاربند ہو اور اس وقت بغرض اطمینان بھاؤ کے حاضر ہونے بعد ازین بھاؤ نے آگرے سے

دہلی کو کوچ کیا اور فوراً بادشاہی قلعے کا محاصرہ کرکے اُسے درانی آدمیوں سے فتح کرلیا اس اثنا مین بارش شروع ہوگئی اور بھاؤ نے دہلی مین اور اُس کے گرد بارہ کوس تک اپنی فوج کو ٹھہرایا اور خود قلعے کے اندر قیام کیا اور دربار کی تقرئی چھت کو جو نہایت بڑی قیمت سے بنوائی گئی تھی توڑوا کر سترہ لاکھ روپے اُس سے بنوالئے اور عام طور پر یہ بات مشہور ہوگئی کہ بھاؤ کا ارادہ ہے کہ بعض خاص خاص ہندوستانی رؤسا کو جو اُس کے سدراہ ہوئے تھے ختم کرکے اور شاہ درانی کو اُس کے ملک کو واپس چلے جانے کے بعد وہ بسواس راؤ کو تخت دہلی پر بٹھاوے گا - یہ خبر شجاع الدولہ کو پہونچائی گئی احمد شاہ درانی انوپ شہر کے قریب خیمہ زن تھا - احمد شاہ درانی اور اُس کے وزیر شاہ ولی خان نے نجیب الدولہ کے ہاتھ تحریری عہدنامے اور قرآن اپنی اپنی مہرین لگاکر شجاع الدولہ کے پاس بھیجے اُس نے نجیب الدولہ کی نصیحت کی پیروی کی اور اُس کے ساتھ روانہ ہوکر انوپ شہر کے قریب شاہ درانی کے پاس حاضر ہوگیا - بادشاہ نے اُس کے ساتھ انتہائی عزت ولحاظ کا برتاؤ کیا اور اُس سے کہا کہ وہ اُس کو بطور اپنی اولاد کے خیال کرتا ہے اور یہ کہ وہ اُس کی آمد کا منتظر تھا اور اب وہ اُس کو مرہٹون کی سزا دہی دکھلاوے گا اور اپنی دوستی کے بہت سے دوسرے ثبوت دیے اُس نے اُسی وقت اپنے کیمپ مین مشتہر کرادیا کہ کوئی درانی کسی قسم کی بے عنوانی یا بدتہذیبی شجاع الدولہ کے کیمپ مین نکرے اور اگر کرے گا تو اُس کو فی الفور سزاے موت دی جائے گی چونکہ عام سپاہی درانی فوج کے سرکش وحکم عدولی کرتے تھے اُنھون نے باوجود بادشاہ کی اس تہدید کے شجاع الدولہ کے کیمپ مین کچھ بے عنوانیان کین اس بات کو سُنکر بادشاہ نے دوسو کو گرفتار کرایا اور نیزدان سے اُنکی ناک مین سوراخ کراکے اور سوراخون مین تھنڈیان ڈلواکے اُن کو بطور اونٹون کے شجاع الدولہ کے پاس بھیجدیا کہ جیسا وہ مناسب سمجھے کرے خواہ اُنکو سزاے موت دے خواہ معاف کرے اُس نے اُنکو معافی دیدی اُس وقت سے پھر کسی درّانی سپاہی نے شجاع الدولہ کے کیمپ مین کوئی فساد نہ کیا -

بھاؤ نے شجاع الدولہ سے استدعا کی کہ ایک شخص معتمد کو بھیجین جس پر پورا بھروسا کیا جاوے اور اُس کے ذریعے سے صاف کہلا بھیجین کہ کون کون سی تدبیر عمل مین لائی جائے اُسی وقت دوسرے پیغام ملہار راؤ اور سورج مل کی جانب سے پہونچے کہ اُنکو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ اُنکو کیا کرنا ہوگا ان تمام باتون کی اطلاع صحیح صحیح شجاع الدولہ نے نجیب الدولہ کو اور وزیر اعظم کو کی اور مرہٹون سے موافق اُنکی صلاح کے بات چیت شروع کی -

نجیب الدولہ نے صلح کے ہونے مین ہر ایک طرح کی رکاوٹ پیدا کی - شجاع الدولہ درحقیقت اُس وقت نجیب الدولہ کے ساتھ معمولی برتاؤ رکھتا تھا آخر کار اُس نے محمد یعقوب خواجہ سرا کو مرہٹون کے پاس یہ پیغام دیکر بھیجا کہ وہ اُس دوستی کا اقرار کرتا ہے جو ہمیشہ سے مرہٹون کے اور اُس کے درمیان ہے لیکن اُس کے لئے اُنکے ساتھ شریک ہونا نامناسب ونا قابل العمل ہے لیکن ہر موقع مناسب پر اُنکو خبر دینے اور صلاح دینے کے ذریعے سے اپنی دوستی کا اظہار کرنے کو وہ تیار رہے اور چونکہ وہ اس وقت اُس کی راے طلب کرتے ہین لہذا وہ اُنکو یہ مشورہ دیتا ہے کہ وہ اس وقت کسی دوسری قسم کی جنگ نہ کرین سوائے لوٹ مار کی لڑائی اور غیر مسلسل جنگ کے جس کے وہ

عادی ہین اور اگر وہ صلح کرنا پسند کرین تو اُس کے حاصل کرنے کے لئے ذرائع سوچنا چاہئے اُس نے اُسی وقت راجہ سورج مل کو لکھا اور اُس کو صلاح دی کہ وہ مرہٹون کی شرکت چھوڑ دیوے اور چونکہ یہ صلاح اُس کی راے کے موافق تھی اُس نے وعدہ کیا کہ وہ اُس کی تعمیل کرے گا۔ بھاؤ نے جو جواب شجاع الدولہ کو لکھا اُس مین اُس کی نصیحت اور طریقے کو تسلیم کیا اور وعدہ کیا کہ وہ اُس پر غور کرے گا۔ صلح کی بابت اُس نے کہا کہ اُس کو کوئی وجہ خصومت کی درانی بادشاہ سے نہین ہے جو اپنے ملک کو واپس چلا جائے جب اُس کا دل چاہے۔ اور یہ کہ تمام ملک اُس جانب دریاے اٹک کے بادشاہ کے قبضے مین رہے اور تمام ملک اس جانب دریا کے رؤسا سے ہندوستان کے قبضے مین رہے جس کو وہ آپس مین اپنی مرضی سے تقسیم کر سکین یا اُس کا تصفیہ کر سکین اور اگر بادشاہ اس فیصلے سے رضامند نہو تو وہ لاہور تک اپنا قبضہ کرلے۔ آخر مین اُس نے یہ کہا کہ اگر بادشاہ اس سے بھی زیادہ لینے پر اصرار کرے تو وہ سرہند تک اپنا قبضہ کرلے اور بقیہ ملک رؤساے ہندوستان کو چھوڑ دے۔ اس جواب کو لیکر یعقوب خان واپس آیا۔

اس کے دو دن کے بعد سورج مل نے جو مقام بدرپور مین چھ کوس کے فاصلے پر مقیم تھا حسب نصیحت ملہار راؤ و دیگر ناراض رؤسا کے اپنی قیام گاہ کی زمین کے تباولہ کرنے کا بہانہ کرکے اپنا تمام ساز و سامان اور لشکری لوگ اپنے ملک کی طرف کو روانہ کردیئے اور جب اُس کو خبر آگئی کہ وہ دس کوس اپنے راستے پر پہونچ گئے تو وہ اپنی فوجون کے دستون کے ساتھ اُنکے عقب مین روانہ ہوا اور دور نکل گیا قبل اس کے کہ بھاؤ کو خبر اُس کے چلے جانے کی ہوا یک دن اور دو رات مین وہ پچاس کوس چلا اور اپنے ملک کے مضبوط مقامات پر پہونچ گیا بھاؤ نے اپنی افسردہ دلی کا کچھ اظہار نہ کیا بلکہ صرف یہ کہا کہ اس قسم کے طریقۂ عمل کی توقع محض زمینداروں سے ہوسکتی ہے اور یہ کہ اُس کا چلا جانا کچھ وقعت نہین رکھتا بلکہ ہم کو خوش ہونا چاہئے کہ اُس نے ایسے وقت پر ہم کو نہین چھوڑا جبکہ ہم نے اُس پر کسی بڑے کام کے کرنے کے لئے بھروسا کیا ہوتا محمد یعقوب خان نے اپنے لشکر کو واپس آکر بھاؤ کے تمام بیانات کو بیان کیا لیکن چونکہ کوئی فریق بھی صدق دل سے معاملہ نہین کرتا تھا اس لئے گفتگوے صلح آہستہ آہستہ ہوتی رہی بارش ختم ہوچکی تو دسہرے کے دو دن کے بعد ۱۷۶۰ء اکتوبر کو احمد شاہ درانی نے اپنے خیمہ گاہ سے کوچ کیا اور ۲۳ اکتوبر کو فوج نے جمنا کو عبور کرنا شروع کیا جب فوج دریا پار اُتر گئی تو بادشاہ نے دشمن کی طرف کوچ کیا جس نے کہ اُس کا مقابلہ کرنے کو حرکت کی اور ۲۶ اکتوبر کو دوپہر کے بعد دونون افواج کی فوج ہراول کا سنبھل کی سراے کے قریب مقابلہ ہوگیا اور ایک جنگ ہوئی جس مین مرہٹے نقصان مین رہے دوسرے دن پھر احمد شاہ آگے بڑھا اور اسی فوج کامیابی کے ساتھ چند روز تک معرکے ہوتے ہوتے مرہٹون کو دباتے ہوئے پہلے میدان تک کہ مرہٹے پانی پت تک آگئے جہان کہ بھاؤ نے اپنا کمپو جمالیا اور اپنے کمپو کو اور نیز قصبۂ پانی پت کو ایک خندق سے گھیرا جو ساٹھ فٹ چوڑی اور بارہ فٹ عمیق تھی خندق کی مٹی سے فصیل بنواکر اُس پر اُس نے توپین چڑھادین بادشاہ نے مرہٹون کی لین سے قریب چار کوس کے خیمے جمائے اور جیسا کہ وہ ہر منزل مین کیا کرتا تھا کہ اپنے کمپو کو کٹے ہوئے درختون سے گھیر لیتا تھا یہان بھی اُس نے درختون کی فصیل کسی قدر زیادہ مضبوط بنالی فوج کے سامنے کی کل اراضی مقبوضہ ساڑھے تین کوس کی تھی۔

درانی باقاعدہ فوج کے چوبیس دستے یا رجمنٹ تھے اور ہر ایک دستے مین بارہ سو سوار تھے خاص خاص حکمران سردار بادشاہ کی ماتحتی مین یہ تھے وزیر اعظم شاہ ولی خان - جہان خان - شاہ پسند خان - نصیر خان بلوچ - برخوردار خان وزیر اللہ خان قزلباش - مراد خان مغل ایرانی -

اور متذکرۂ بالا چوبیس دستون مین سے ۶ دستے بادشاہ کے غلامون کے تھے - دہان دو ہزار شتر سوار بھی تھے اور ہر ایک شتر پر دو بندوقچی سوار ہوتے تھے جنکے پاس بڑی مہری کی بندوقین ہوتی تھین جنکو زنبورک کہتے ہین چالیس توپین بھی تھین اور بہت سے شتر بار اونٹون پر تھے یہ توت درانی فوج کی تھی - شجاع الدولہ کے ساتھ دو ہزار سوار اور دو ہزار پیدل اور بیس توپین مختلف قامت کی تھین - نجیب الدولہ کے ساتھ چھ ہزار سوار بیس ہزار پیادے اور بہت سے بان ہوائی چلانے والے تھے دوندے خان اور حافظ رحمت خان کے ساتھ پندرہ ہزار پیادے اور چار ہزار سوار اور کچھ توپین تھین احمد خان بنگش کے ساتھ ایک ہزار سوار ایک ہزار پیادے اور کچھ توپین تھین - جملہ مقدار فوج چالیس ہزار آٹھ سو سوار اور اڑتیس ہزار پیادے اور ستر یا اسی توپین تھین -

لیکن بے قاعدہ فوج کی تعداد جوان افواج کے ہمراہ تھی چار گنا اس سے زیادہ تھی اور اُنکے گھوڑے اور ہتھیار باقاعدہ درانی فوج سے کسی قدر کم درجے کے تھے جنگ مین اُنکی عادت تھی کہ جب باقاعدہ فوج نے دشمن پر حملہ کیا اور صف بندی توڑدی تو وہ فوراً تلوارین ہاتھون مین لیکر دشمن پر ٹوٹ پڑتے تھے اور دشمن کی شکست کو مکمل کر دیتے تھے تمام درانی لوگ بڑی جسمانی قوت والے تھے اور اُنکے گھوڑے ترکی نسل کے تھے جو قدرتی طور پر تنتی ہوتے ہین اور متواتر مشقت نے اُنکو زیادہ محنتی کر دیا تھا -

بھاؤ کی فوج حسب ذیل تھی -

(۱) بماتحتی ابراہیم خان گاردی دو ہزار سوار نو ہزار پیادونکی پلٹنین پتھر کلا بندوقین لیے ہوئے جنکو یورپین طریقے پر قواعد سکھلائی گئی تھی مع چالیس توپون کے -

(۲) خاص پائگہ کے چھ ہزار سوار جن کے گھوڑے اور اُنکا سامان اور خوراک ریاست کی طرف سے ملتی تھی -

(۳) ملہار راؤ ہلکر کے پانچ ہزار سوار -

(۴) جھنکوجی سیندھیا کے ساتھ دس ہزار سوار -

(۵) اماجی گیکوار کے تین ہزار سوار -

(۶) جسونت راؤ پوار کے دو ہزار سوار -

(۷) شمشیر بہادر کے تین ہزار سوار -

(۸) بالاجی جادون کے تین ہزار سوار -

(۹) شیودیو پٹیل کے تین ہزار سوار -

(۱۰) بھاؤ کے سالے بلونت راؤ کے سات ہزار سوار -

سلہ ترتال اہمہ کے مرتبہ کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن کی چھپی ہوئی جلد دوم کے صفحہ ۱۹۶ سے ۱۹۸ تک کی نقل ہے

(۱۱) بسواس راؤکی پائے گاہ کے پانچہزار سوار۔
(۱۲) انتاجی مانکیسہ کے دوہزار سوار۔

علاوہ انکے بہت سے دیگر چھوٹے چھوٹے گروہ تھے جو شمار نہین کئے جاسکتے کل فوج کی تعداد پچپن ہزار سوار پندرہ ہزار پیادون کی پلٹنین مع ابراہیم خان کے سپاہیون کے تھین دوسو توپین اور پچھ کلا بندوقین اور شتر نال بے شمار تھین علاوہ انکے پندرہ ہزار بنڈارے دو بڑے بڑے اپنے افسرون کے ماتحت تھے اور دوہزار یا تین ہزار سوار را ٹھوڑا اور کچھواہہ کے وکیلون کے ساتھ تھے یہ لوگ مع پانچ یا چھہ ہزار سوارون کے دہلی کی حفاظت کے واسطے زیر حکم بھوانی شنکر چھوڑ دیے گئے تھے۔

لیکن یہ تعداد تخمینی ہے بلکہ بھاؤ کے ساتھ کے اژدہام کثیر کی تعداد کوئی پانچ لاکھ قرار دیتا ہے اور کوئی اس سے بھی زیادہ گوبند پنڈت دس یا بارہ ہزار سوار جمع کرکے میرٹھ تک آگے کو بادشاہ کے عقب مین بڑھا اور ایسے مؤثر طور پر تمام رسد کو بند کردیا کہ بادشاہ کی فوج کو اشیاے خورد و نوش کے نہونے سے ازحد تکلیف ہوئی جوار باجرہ وغیرہ موٹے اناج کا آٹا دو روپیہ سیر ہوگیا فوج بہت غیر مطمئن ہوگئی بادشاہ نے گوبند کی تباہی کے واسطے عطائی خان کو مع دوہزار سوار کے متعین کیا وہ مطابق حکم کے روانہ ہوا اور آٹھ یا دس ہزار بے قاعدہ سپاہ کو اپنے ساتھ لیکر اور ایک رات مین تقریبًا چالیس کوس کوچ کرکے صبح ہونے کے وقت وہ مثل بجلی کے گوبند پنڈت پر ٹوٹ پڑا جنکو کچھ خبر درانیون کے آنے کی نہین تھی وہ خوف زدہ اور متعجب ہوکر ہر طرف کو بھاگے گوبند پنڈت نے ایک تیز گھوڑے پر چڑھکر بھاگنے کا قصد کیا لیکن چونکہ وہ فربہ جسیم تھا اور عمدہ طرح گھوڑے پر نہین چڑھتا تھا اس لئے تعاقب کی حالت مین گھوڑے پر سے گر پڑا اور درانیون نے اُس کا سر کاٹ لیا اور دشمن کے لشکر گاہ کی لوٹ مار کرکے اور اُس کی پراگندہ فوج کو ہر طرف بھگا کے عطائے خان چوتھے دن اپنی تعیناتی سے بادشاہ کی خیمہ گاہ کو واپس آیا اس خبر کا بھاؤ پر بہت اثر ہوا بادشاہ کے احکام کی تعمیل مثل تقدیر کے ہوا کرتی تھی کوئی شخص ایک منٹ اُن احکام کی تعمیل مین تساہل یا دیر کرنے کی جرأت نہین کرتا تھا۔ چونکہ درانی فوج دن رات ہوشیار رہتی تھی کہ کوئی قافلہ نہ گذرنے پائے اس لئے مرہٹون کے لشکر مین اشیاے خورد و نوش اور چارے دانے کی نہایت قلت ہونے لگی ہر روز افواج اور توپین جانبین سے مسلح ہوتی تھین اور دور سے گولہ باری اور خفیف لڑائیان سوار سے ہوتی تھین شام کے وقت فریقین اپنے اپنے خیمہ گاہون کو چلے جاتے تھے تین مہینے تک یہی حالت قائم رہی اور اس عرصے مین تین بہت بڑے معرکے ظہور مین آئے پہلا معرکہ ۲۹ نومبر ۱۷۶۰ء کو ہوا اس مین تقریبًا چار ہزار آدمی فریقین کے مارے گئے دوسرا معرکہ ۲۳ دسمبر ۱۷۶۰ء کو ہوا اس لڑائی مین نجیب الدولہ کے آدمی تین ہزار سے زیادہ مارے گئے یا زخمی ہوے مقتولون مین خلیل اللہ خان نجیب الدولہ کا چچا بھی تھا اخیر حملہ مین بلونت راؤ بندوق کی گولی سے مارا گیا تیسرا معرکہ بھی اسی طرح ہوا۔

بھاؤ اکثر اپنے ہاتھ سے خطوط لکھکر شجاع الدولہ کے پاس بھیجا کرتا تھا یہ خواہش کرتے ہوئے کہ وہ درمیانین آکر

بشمول وزیر اعظم اُس سے صلح کرادے اور یہ کہ وہ ہر طرح کی شرائط کے لئے تیار ہے اگر خود وہ اور اُس کی فوج برقرار رکھی جاوے اور یہ کہ وہ ہر طور سے صلح مین متوسط ہونے والون کا شکریہ ادا کرے گا اور تھوڑا سا زعفران جیسا کہ اُن لوگون مین رسم ہے اور ایک تحریری معاہدہ جس کی اُس نے قسم کھائی تھی کہ وہ اُس کا پابند رہے گا مع ایک پگڑی کے جس مین قیمتی جواہرات ٹکے ہوئے تھے شجاع الدولہ کے پاس بھیجی اور اُس کو پگڑی بدل بھائی بنایا نواب نے بھی معقول تحایف بھیجے اور اُس کی مدد کرنے کا وعدہ کیا اگرچہ سب دوسرے رئیس بھاؤ کے ساتھ صلح ہونے سے مطمئن تھے لیکن نجیب الدولہ نے مخالفت کی اور بادشاہ سے کہا کہ تمام سردار مرہٹون سے صلح کرنے پر میلان رکھتے ہین لیکن مین صلح کو ہرگز قرین مصلحت نہین سمجھتا مرہٹے ہندوستان کے خار ہین اگر وہ حائل راہ نہون تو یہ سلطنت حضور والا کی ہے جس وقت آپ پسند کرین اس کو لے لین جیسا آپ مناسب خیال فرماوین ویسا کیجئے اور مین تو خوش نصیب سپاہی ہون جو فریق غالب ہوگا اُس سے شرائط کرلون گا بادشاہ نے اُس کی صلاح کو پسند کیا اور کہا کہ مین تمھاری راے کے خلاف کوئی بات نہ سنون گا شجاع الدولہ ایک کم عمر ناتجربہ کار رہے مرہٹے ایک مکار قوم ہین جن کی توبہ یا استغفار پر کوئی بھروسا نہین ہو سکتا۔ المختصر صلح کی کارروائی مکمل نہو سکی اور ایک فیصلہ کن لڑائی پر انجام قرار پایا چنانچہ ۱۴ جنوری ۱۷۶۱ء کو فوراً سورج نکلنے کے وقت سے تھوڑی دیر کے بعد طرفین مین جنگ شروع ہو گئی۔ مرہٹہ فوج کا رُخ پورب کی طرف تھا تمام توپ خانہ و شتر نال وغیرہ فوج کی قطار کے سامنے جمائی گئی تھین اور مسلمانون کی فوج کا رخ پچھم کی طرف کو تھا۔ مرہٹون کی توپین چونکہ بہت بڑی اور بھاری تھین اور اُنکی لیول آسانی سے نہین تبدیل ہوتی تھی اس واسطے اُنکے گولے بہت جلد مسلمانون کی فوج کے اوپر سے جانے لگے اور ایک میل فوج کے عقب مین گرتے تھے مسلمانون کی طرف سے توپون کے غیر کم ہوئے صرف وزیر اعظم کی سپاہ نے گولہ باری کی دونون فوجین ایک دوسرے کی طرف بڑھتی جاتی تھین تین گھنٹے کی جنگ مین ابراہیم خان کی جس نے درانیون پر حملہ کیا تھا چھٹہ پلٹنین تقریباً برباد ہو گئین اور خود ابراہیم خان متعدد مقامات پر نیزون سے اور ایک گولی سے زخمی ہوا جنگ صبح سے دوپہر تک برابر جاری رہی اگرچہ مسلمانون کا نقصان مقتولون و زخمیون کی تعداد کے لحاظ سے بہت کم ہوا لیکن مجموعی طور مرہٹون کا غالب ہونا معلوم ہوتا تھا دو تین بجے کے درمیان مین بسواس راؤ زخمی ہوا اور اپنے گھوڑے پر سے اُترا آیا اور جب یہ خبر بھاؤ کو کی گئی تو اُس نے آدمیون کو حکم دیا کہ اُس کو لے جاوین اور اُس کے ہاتھی پر چڑھاوین اس کے بعد بھاؤ نے گھوڑے پر سوار رہ کر تقریباً نصف گھنٹے تک اپنے آدمیون کے آگے ہو کر جنگ کو قائم رکھا وہ گھوڑے پر اچھی طرح سے سوار تھا اور جنگ مین دو گھوڑے اُس کی سواری مین مارے گئے اُسکے چند زخم لگے اور تیسرا گھوڑا جو اُس کی سواری مین تھا اُس سے وہ پیچھے اُترا اُسی وقت مرہٹہ فوج نے پشت پھیر دی اور نہایت تیزی سے مفرور ہوئی اور میدان جنگ کو مردون کے تودون سے چھپا ہوا چھوڑ دیا ہر ایک طرف جدھر کو مرہٹے بھاگے دس بارہ کوس تک انکا تعاقب کیا گیا اور اُن درانیون نے جو بھاؤ کے پاس پہونچ گئے تھے اُس کا سر کاٹ لیا بسواس راؤ کی

گردن کے پیچھے کی طرف ایک زخم تلوار کا تھا اور ایک خفیف زخم تیر کا اُس کی بائین آنکھ کے اوپر تھا لیکن جو کپڑے اُس کے بدن پر باقی رہ گئے تھے اُنکے اوپر خون نہین دکھائی دیتا تھا اور اُس کی لاش مرجانے سے بدشکل نہین ہوئی تھی بلکہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک شخص سو رہا ہے ہر قسم کے مردون اور عورتون اور بچون کے بیانات کے مطابق مرہٹون کے کیمپ مین پانچ لاکھ آدمی تھے جن مین سے اُنکا بڑا جزو اعظم قتل ہوا یا قیدی بنا اور میدان جنگ سے بھاگے ہوئے زمینداران ملک کے ہاتھون سے تباہ و برباد ہوئے انتاجی کو جو ایک سردار باعزت تھا زمینداران فرخ نگر نے کاٹ کر پھینک دیا اسباب غارتگری جو مرہٹون کے کیمپ مین پایا گیا وہ غیر معمولی طور سے بہت زیادہ تھا مسلمانون کا ایک ایک سوار آٹھ دس اونٹ قیمتی چیزون سے لدے ہوئے لیجاتا تھا گھوڑے بطور بھیڑون کے گلے کے ہانک کرلے گئے بہت سے ہاتھی بھی پکڑے گئے تقریباً چالیس ہزار قیدی زندہ گرفتار کئے گئے جنمین سات یا چھ ہزار نے شجاع الدولہ کے کیمپ مین امن حاصل کی۔ جب جنگ ختم ہوگئی تو تمام خاص خاص افسرون نے بادشاہ کو مبارکباد کی نذرین دکھائین زخمی جھنکوجی سیندھیا برخوردار خان کے خیمون مین پوشیدہ قید تھے جو اُس سے جان بخشی کے لئے سات لاکھ روپے طلب کرتا تھا چونکہ نجیب الدولہ سیندھیا کے خاندان کی بربادی چاہتا تھا اس لئے اُس نے فوراً بادشاہ کے پاس پہونچ کر اس معاملے کو پیش کیا برخوردار خان نے بادشاہ کے عتاب سے ڈر کر خفیہ طور سے دونون قیدیون کو قتل کرا کے دفن کرا دیا ابراہیم خان گاردی کو کہ سخت زخمی تھا شجاع الدولہ کے ایک افسر نے پکڑ لیا تھا جب شجاع الدولہ کو خبر کی گئی تو اُس نے حکم دیا کہ ابراہیم خان کو بہت ہوشیاری سے پوشیدہ رکھا جائے اور اُس کے زخمون کی مرہم پٹی کی جائے اُس کا ارادہ تھا کہ ابراہیم خان کو خفیہ طور پر لکھنؤ کو بھیج دے لیکن جب بادشاہ کو خبر ہوئی تو اُس نے شجاع الدولہ سے لیکر وزیر اعظم کے ہاتھ مین دیدیا اور اُس کو اپنے سامنے طلب کرکے فرمایا کہ کسطرح ایک شخص تمھاری جرأت کا اس حال مین آیا اُس نے جواب دیا کہ کوئی شخص تقدیر پر حکمرانی نہین کر سکتا اُس کا آقا مارا گیا اور وہ خود زخمی اور قیدی ہے لیکن اگر وہ زندہ رہا اور بادشاہ اُس کو اپنی ملازمت مین رکھین تو وہ بادشاہ کے واسطے بھی ویسی جانفشانی کرے گا جیسی کہ بھاؤ کے واسطے کی بادشاہ نے اُس کو پھر وزیر اعظم کے حوالے کردیا جس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ اُسکے زخمون کے اوپر زہر آلود پٹی باندھی گئی کہ وہ سات دن کے بعد فوت ہوگیا۔ اور یہ کارروائی اس لئے کی گئی کہ شجاع الدولہ نے وزیر اعظم سے یہ وعدہ لے لیا تھا کہ قیدی کو کوئی تکلیف نہونے پائے گی۔

نواب شجاع الدولہ کے پاس خاطر سے بادشاہ نے اُسے اجازت دیدی کہ بھاؤ اور بسواس راؤ اور سنتاجی کی لاشون کو مطابق رسوم اُنکی قومون کے جلادے اور بادشاہ نے اپنے بیس سقچی جو ایک قسم کے سوار تھے جن کے پاس ہتھیار اور وردی خاص طور کی ہوتی تھی اور جو کہ بادشاہ کے حکم فوری کو تعمیل کرنے اور بجالانے کے واسطے مامور ہوتے تھے موقع پر بھیجے تاکہ وہ انیون کو اُس رسم کی ادائگی مین مانع ہونے مین روکین انمین سے بھاؤ کی لاش بے سر تھی اس لئے اُس مین کچھ شک کرنے کی گنجائش تھی بعد اس کے بھاؤ کا سر

ایک درانی کے پاس سے جو برخوردار خان کے گروہ کا تھا ملا جسکو بابو پنڈت نے جو مرہٹون کا وکیل تھا شناخت کیا اور اُس نے وہ سر وزیر سے مانگ کر کیمپ سے باہر پھونک دیا اس کے بعد کسی شخص کو بھاؤ کے قتل ہونے مین شک باقی نرہا۔ جنگ سے پانچ دن کے بعد بادشاہ دہلی کی طرف چلا جہان کہ وہ چار کوچ مین پہونچا اُس نے سلطنت ہندوستان کو لینا چاہا تھا لیکن خدائے تعالےٰ کو ایسا منظور نہ تھا آٹھ دن کے بعد تمام درانیون نے متفق ہوکر بغاوت کی اور اپنی دو سال کی تنخواہ جو باقی تھی طلب کی اور یہ بھی کہا کہ اُنھین فوراً کابل کی طرف کوچ کرنا چاہیئے بادشاہ نے اپنی فوج کو کسی دوسرے طریقے سے تسکین دینا نامناسب سمجھکر ہندوستان مین قیام کرنے کے قصد کو ترک کیا اور کابل کی واپسی کا ارادہ کیا بادشاہ نے چالیس لاکھ روپے سے زیادہ نجیب الدولہ سے بعوض اُس مدد کے لئے جو اُس نے اُس کو دی تھی دہلی مین شجاع الدولہ نے اُن تمام مفرور آدمیون کو جو مرہٹون کے کیمپ سے بھاگے تھے اور جنکو اُس نے امن بخشی تھی اپنی فوج کے گارد کی حفاظت مین طلب کیا اور سورج مل جاٹ کے ملک کی سرحد تک پہونچا دیا بہرصورت جو مفرور مرہٹے بھرت پور مین آئے سورج مل نے علےٰ قدر مراتب سب کو زاد راہ اور کپڑا دیا اور بھاؤ کی زوجہ بھی گھوڑے کی پشت پر سوار ہوکر شمشیر بہادر پسر بالا راؤ کے ساتھ امتان وخیران قلعہ دیگ مین پہونچی اور وہان چند روز قیام کرکے اپنے شوہر کی باقی رسمیات ادا کین اور شمشیر بہادر نے کہ مجروح شدید ہوکر آیا تھا انتقال کیا سورج مل نے انکی بہت خاطر کی اور شمشیر بہادر کی لاش کی مثل رؤسا کے تجہیز و تکفین کرائی اور اُس کا مقبرہ دیگ مین بنوایا اور بھاؤ کی بیوی جب فارغ ہوکر عازم وطن ہوئی تو اُس کو سامان کثیر دے کر اور پالکی کے ساتھ محافظ لوگ ہمراہ کرکے جھانسی بھیجدیا جہان سے وہ صحیح وسلامت دکن کو چلی گئی مرہٹون کا زور بالکل ٹوٹ جانے کے بعد سورج مل نے آگرے پر قبضہ کرلیا۔ جب غازی الدین خان وزیر دہلی تباہ و برباد ہوکر مع قبائل خان دوران خان کے قلعہ دیگ مین پناہ پذیر ہوا۔ باوجودیکہ وہ ہمیشہ برسر پرخاش رہا تھا اُسکے ساتھ کمال خاطرداری ومہمان نوازی سے پیش آیا۔

نورالدین حسین خان فخری نے نجیب الدولہ کے حالات مین لکھا ہے کہ سورج مل کا مناقشہ بلوچون سے واقع ہوا جس کی تفصیل یہ ہے کہ میواتیون کی قوم ہمیشہ اپنے ملک کے آس پاس لوٹ مار کرتی تھی اور سورج مل کے ملک کی سرحد اس کے پاس تھی میوات کے بعض مقامات مین اچھے اچھے آدمی تھے کہ جو دہلی مین منصب دار تھے اور بعض کے پاس زمینداری بھی تھی۔ دس سال کے عرصے سے سورج مل کا بڑا بیٹا جواہر سنگھ میوات کی بربادی کی فکر مین تھا اور تمام ملک میوات مین لڑائیان کرکے اپنا عمل ودخل کرلیا تھا بعض کو صلح سے بعض کو دغا سے بعض کو شب خون سے مار ڈالا تھا اور الور کا قلعہ جو بادشاہی تھا اور میوات کا سارا ملک اُس کے تابع تھا دبالیا تھا اور ایک دوسرا قلعہ اس پرگنے مین نیا بناکر اُس کا نام کشن گڑھ رکھا تھا اور ریواڑی کی سرحد تک کہ دہلی سے تینتیس کوس ہے اپنی حدود قائم کی تھین اور اس علاقے کو لینے کی وجہ سے سرائے بسنت وسہیل مین کہ دہلی سے دس کوس ہے اور گانوٗن اُس کے دہلی سے دس کوس ملحق تھے جواہر سنگھ نے اپنے تھانے بٹھا دیے تھے اور

جہان میواتی لوٹتا اُس کا پتا لگاکر جاٹ قتل کردیتے اور بعض کو زندہ آگ مین جلا دیتے باوجود اسکے میواتیون نے اپنا پیشہ نہ چھوڑا یہان تک کہ سانولیا نام ایک میواتی تھا جس کے پاس دس ہزار سوار تھے یہ شخص لوٹ مار کرتا تھا یہان تک کہ دیگ کے قلعے کے پاس پہونچ کر قافلون کو لوٹ لیتا اور ہودل اور برسانہ کے مقامون مین بعد دو روز مقررہ کے پہونچتا تھا - ہودل اور برسانہ کے درمیان ایک جنگل تھا جس کا نام کولاس تھا اس مین کھڑا ہوکر مسافرون کو لوٹتا تھا آدمی اس کے ہاتھ سے عاجز تھے - فرخ نگر والے موسےٰ خان بلوچ اور اسد اللہ خان بلوچ کی پناہ مین رہ کر انکو مال مغرو تہ مین سے حصہ دیتا تھا جواہر سنگھ نے اپنے باپ سے شکایت کی کہ بلوچ سردار سانولیا کو اپنے ہان پناہ دیتے ہین جب تک انکو سزا ندون گا یہ لوگ سانولیا کو اپنی حد سے باہر نہ کرینگے سورج مل نے اجازت دی جواہر سنگھ نے اول دونون بلوچون کو کہلایا کہ سانولیا کو نکال دو ورنہ مین تم سے سمجھونگا بلوچون نے ٹکا سا جواب دیا - جواہر سنگھ نے اُنپر حملہ کیا موسےٰ خان بلوچ کی مدد کو تاج محمد خان بلوچ بہادر گڑھ سے پہونچ گیا جواہر سنگھ اور تاج محمد خان کے آدمیون مین جنگ ہوئی طرفین مین سے کوئی بیس آدمی مارے گئے ہون گے کہ تاج محمد خان کے آدمی مغلوب ہونے لگے آخر کار تاج محمد خان گھوڑے سے اُترا اور زمین پر تیمم کرکے پھر سوار ہوکر گھوڑے سے آدمیون کے ساتھ جاٹون پر حملہ آور ہوا جاٹ بھاگ نکلے جواہر سنگھ تنہا کھڑا رہا دل مین نہایت غیظ بھرا تھا مجبور تھا کچھ نکر سکا خود بھی بھاگ نکلا اور باپ سے جاکر کہا کہ جب تک بلوچون کو تباہ نکردون گا چین سے نہ بیٹھون گا نجیب الدولہ نے سورج مل کو لکھا کہ ہمارے آپ کے درمیان صلح بلکہ یک جہتی ہے اور بلوچ ہمارے متوسل ہین اور اُن مین کچھ زیادہ قوت بھی نہین اور تم خواہ نخواہ اُنکو ملک سے نکالتے ہو یہ بات محبت و دوستی سے بعید ہے سورج مل نے لکھا کہ اس معاملے مین میرا اختیار نہین ہے میرا بیٹا اس کام پر مصر ہے اور بلوچ بھی اس قابل ہین کہ اُنکو سزا دی جائے کیونکہ وہ ڈاکوون کو پناہ دیتے ہین جواہر سنگھ دوبارہ بلوچون پر چڑھا انکے علاقے کے گانون جلائے جب بلوچ لڑنے کو بڑھے تو اپنی سرحد مین آگیا نجیب الدولہ نے پھر سورج مل کو لکھا کہ تم مردوانا عمر رسیدہ قائم مزاج اور اپنے عہد پر مستقیم ہو یہ کیا بات ہے کہ میرے تعلقے کے قریب اور میرے متوسلون پر حملہ کیا جاتا ہے سورج مل نے جواب دیا کہ میرے بیٹے کی مرضی یہ ہے کہ موسیٰ خان کے وطن فرخ نگر مین تھانہ بٹھائے موسےٰ خان سے کہدیجئے کہ کہین دوسری جگہ اپنا ٹھکانا کرلے ورنہ جان و مال اُس کے برباد ہوجائین گے اور آپ بھی سورج مل فرخ نگر کی طرف راہی ہوا بلوچون نے نجیب الدولہ کو حال لکھا کہ ہم کمزور آدمی ہین اور جاٹ زبردست ہین آپ جلد ہماری مدد کیجئے بجائے بادشاہ کے اب آپ ہی ہین کہ اُدھر سورج مل قلعہ فرخ نگر کے قریب جا پہونچا اور مورچہ بندی شروع کی نجیب الدولہ ان دنون بہاد تھا اور نجیب آباد مین تھا جب اُس نے یہ حال سُنا تو متردد ہوا اور جس وقت نجیب الدولہ کو یہ خبر لگی کہ سورج مل فرخ نگر کے پاس پہونچ گیا ہے تو نجیب الدولہ دہلی کو روانہ ہوا - تاج محمد خان نے موسیٰ خان کی اس وقت مدد نہ کی - سورج مل کے پاس بیس ہزار سوار اور بے شمار پیادے اور بڑا توپخانہ تھا توپون کے گولون سے قلعے کی دیوارین سرنگون ہوگئین موسیٰ خان عاجز ہوکر سورج مل کے پاس حاضر ہوگیا اُس نے ملاقات کے وقت خاطر کی جب اُس کو علیحدہ خیمے مین

بھیجنے کو بھیجا تو قید کرا دیا اور اُس کی عورتوں کو بھی پہلیوں میں سوار کر کے لشکر میں بُلا لیا۔ جواہر سنگھ نے قلعہ میں پہونچ کر تمام مال و اسباب اور سارا توپخانہ اور کل کارخانہ ضبط کر لیا چاروں کے بعد نجیب الدولہ دہلی میں پہونچ گیا اور سورج مل کے پاس پیغام بھیجا کہ تم عمدہ سردار ہو میرے تمھارے درمیان رابطۂ اتحاد ہے اور موسیٰ خان میرا متوسل تھا تم نے اُس پر ایسی زیادتی کی اور میرا بالکل پاس نہ کیا جو کچھ ہوا ہو قلعہ تمھارے پاس آ گیا اب یہ چاہتے کہ موسیٰ خان اور اُس کے عیال و اطفال کو رہا کر دو سورج مل نے جواب میں لکھا کہ میں تمھارے اور تمھارے درمیان عہد تھا اور یہ شخص میرا دشمن ہے تو اس صورت میں گویا تم میرے دشمن ٹھہرے تم کو کیا مناسب ہے کہ میرے دشمن کے لئے اس قدر کوشش کرتے ہو۔ یہ تم سے بعید ہے تم نے جو نجیب آباد سے دہلی کا قصد کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مجھ پر حملہ کرنے کا عزم رکھتے ہو اگر یہ مہم جلد نہ سر ہو جاتی تو تم موسیٰ خان کے شریک ہو جاتے میں بھی یہی چاہتا ہے پس اس صورت میں میرے اور آپ کے درمیان وہ عہد و پیمان باقی نہ رہے اور تم سے بدعہدی واقع ہوئی اب مجھ سے خیر کی توقع رکھنی فضول ہے۔ یہ جواب پڑھکر نجیب الدولہ بہت گھبرایا اپنے سرداروں سے صلاح کی کہ موسیٰ خان کا کام تو تمام ہو گیا اور اب اُس کا تدارک مجھ سے نہیں ہو سکتا اور سورج مل مجھ سے ناخوش ہوتا ہے پس ایسے زبردست شخص کو دشمن بنانا مناسب نہیں دوبارہ پھر سورج مل کے پاس وکیل بھیجے اس عرصہ میں نجیب الدولہ پر حملے کی غرض سے سورج مل دہلی سے آٹھ کوس پر کالا پہاڑی کی طرف آ گیا تھا وکیلوں نے بہت خوشامد کی مگر سورج مل نے نہ مانا نجیب الدولہ کی بے بسی اور کمزوری پر نظر کر کے یہی جواب دیا کہ نجیب الدولہ کے خلاف توقع ظہور میں آیا ہے اور میری طرف سے صفائی کی اُمید عبث ہے یہ جو نجیب آباد سے آئے ہیں تو یہ سہلی کی قوت پر مغرور ہوئے ہیں اس لئے مجھے اُن کی قوت کا ایکبار امتحان ضرور ہے کل لڑائی کے لئے بڑی فجر سوار ہونگا جمنا کو عبور کر کے غازی الدین نگر پہونچ کر ہینڈن کے کنارے کیمپ قائم کرونگا مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ روہیلکھنڈ کے آدمی نجیب الدولہ کی مدد کو آ رہے ہیں گنگا تک پہونچ گئے ہیں اوّل نجیب الدولہ کو سر کرونگا پھر آگے کو دیکھا جائے گا اور ہینڈن پر سورج مل نے مقام کیا اور جاٹوں نے ہینڈن کو عبور کر کے غازی الدین نگر کے آس پاس کے تمام دیہات جلا دیئے فقط قلعہ باقی رہا اور اپنے لشکر کے تمام ساز و سامان کو اپنے ملک کی طرف بھیج دیا دوسرے دن دہلی کے قریب کالکا پہاڑی کی طرف آیا جو دلی سے چار کوس ہے نجیب الدولہ یہ خبر سُنکر بہت فوج کے سوار ہو کر بلغ خضر آباد میں پہونچ کر کھڑا ہوا اس گی اور سورج مل کی سپاہ میں دو کوس کا فاصلہ تھا سورج مل جمنا کو عبور کر کے دریا کے اُس پار ڈیرہ کیا نجیب الدولہ آ کر شہر میں داخل ہوا اُس وقت ساگر مل کھتری اور اپنے خاص خدمتگار شیخ کرم اللہ کو سورج مل کے پاس بھیجا کہ جو کچھ تم نے آج تک کیا وہ بہتر کیا جو کچھ گذرا گذرا مجھکو معلوم ہے کہ تمام چیزوں میں تم مجھ پر فوقیت رکھتے ہو سوار اچھے ہیں توپخانہ بہتر ہے مضبوط اور زبردست قلعے بھی تمھارے پاس ہیں خزانہ بھی وافر ہے ملک بھی اچھا ہے پس میں تم سے لڑائی کرنی نہیں چاہتا تم خواہ نخواہ زیادتی کر رہے ہو۔ اب ایسا کرو کہ اپنے ملک کو لوٹ جاؤ تم نے میرے کئی گانوں لوٹ لئے میں ان سب باتوں کو

فراموش کرتا ہون آدھی رات کو ساگر مل اور کرم اللہ خدمتگار سورج مل کے پاس سے آئے اور یہ کہا کہ سورج مل کہتا ہے
کہ نواب کو چاہیے کہ صبح کو ایک مرتبہ میدان مین آکر مقابلہ کرین مین اتنی دور تک تکلیف کرکے آیا ہون نواب پانچ
کوس بھی تکلیف گوارا نہین کرتے اگر تم صبح کو نہ آؤگے تو مین خود پیش قدمی کرون گا عصر تک مقابلے مین جنگ کرونگا
بعد عصر کے تمھارے عقب سے حملہ کرون گا اور اس کا جو کچھ نتیجہ ہوگا تم کو ظاہر ہوجائے گا۔ نجیب الدولہ نے یہ جواب پاکر
اپنے تمام سردارون کو جمع کیا اور اُنسے کہا کہ تم نے سورج مل کا جواب سنا نہایت سفلہ پن سے بات کا جواب دیتا ہے
اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یا تو اُس کے سر پر قضا کھیل رہی ہے یا میرا وقت آخر آگیا ہے پس لڑائی کے بغیر چارہ نہین
تمام سردارون نے نجیب الدولہ کی راے پسند کی اور فوراً نقیب کو حکم دیا کہ جاکر سپاہ مین حکم سنا دے کہ پہر بھر رات
باقی رہنے سے سب کی کمر بندی ہوجائے چار گھڑی رات باقی تھی کہ نجیب الدولہ نے دریاے جمنا کو پایاب عبور کیا اور
ہینڈن ندی سے کنارے کی طرف دہلی سے پانچ کوس پر کھڑا ہوا سورج مل نے بھی تمام لشکر تیار کرکے مقابلے کا
ارادہ کیا اور دونون طرف سے گولہ باری ہونے لگی سہ پہر تک یہ حالت رہی بعد اس کے سورج مل نے تمام توپون اور
فوج اور ہاتھیون کو اسی طرح کھڑا چھوڑا اور خود پانچ ہزار سوار جریدہ لیکر اور دو کوس اوپر کی جانب چلکر ہینڈن کو
عبور کیا اور نجیب الدولہ کے پیچھے سے آکر تین طرف سے لڑائی شروع کردی اُس کے سوار خوب خوب گولیان مارتے تھے
نجیب الدولہ کی فوج مین تزلزل پیدا ہوگیا شام کا وقت قریب آگیا اور اب سوچنے لگا کہ نجیب الدولہ پر کیسے ٹوٹ پڑے
نجیب الدولہ کی طرف سے سواران مغلیہ و سید محمد خان بلوچ اور جیتا گوجر کا بیٹا گلاب سنگھ اور افضل خان برادر نجیب الدولہ
و عثمان خان احمان خیل داد شجاعت دے رہے تھے اور لڑائی زور و شور سے جاری تھی کہ عثمان خان گولی کھاکر مارا گیا
اور نجیب الدولہ کے آدمیون نے اس سختی سے جواب دیا کہ سورج مل کے آدمیون کے پاؤن اُکھڑنے لگے اس وقت
سورج مل گھوڑے پر سوار تھا اور بندوق کا سامان کمر مین لگا ہوا تھا اور چھوٹا سا برچھا ہاتھ مین تھا متواتر گولیون کے
زخم سے وہ اور اُس کا گھوڑا گر گیا اور اس کے پاس جو چند خدمتگار اور ایک مسلمان پیرزادہ فتحپور کا رہنے والا شیخ احمد
نام موجود تھے وہ بھی کام آگئے اور چند سوار بھی کام آئے بقیۃ السیف بھاگ نکلے اور جب ان مفردون کا مغلون نے
پیچھا کیا تو ان سوارون نے کہ خانزادے کی قوم سے تھے بڑی بزدلی کی اکثر اپنے گھوڑے ہینڈن کے کنارے چھوڑکر جھاؤ کے
جھاڈون مین چھپ گئے اس ہنگامے مین کہ سورج مل کے سپاہیون کا تعاقب ہو رہا تھا سعید محمد خان بلوچ جو سید دو کے
نام سے مشہور تھا مفرور دشمنون کے پیچھے جا رہا تھا اُس سے کرم خان رنڑدکے ہمراہی کے ایک روہیلہ سپاہی نے چلاکر کہا
کہ سید محمد خان کہان جاتے ہو سورج مل یہ پڑا ہوا ہے مین اسے پہچانتا ہون چونکہ بلوچون کو سورج مل کے ہاتھ سے
بہت ایذا پہونچی تھی سید دو نے گھوڑے سے اُترکر کے خنجر نکالا اور دو تین مرتبہ اُس کے پیٹ مین گھسیڑ دیا اور دو تین
سہارون نے تلوارون کے وار کئے جب سید دو نے کہا کہ اس کا سر کاٹ لو تو پانچ چھ آدمیون نے اتنی تلوارین ماریں
کہ سر پارہ پارہ ہوگیا ایک سوار کی تلوار بھی ٹوٹ گئی سید دو لوٹ گیا مغلون نے بہت سے گھوڑے پکڑے جو جھاؤ کے
پیڑون مین کھڑے ہوئے تھے سورج مل کی بڑی فوج کہ ابھی تک اس واقعہ سے بے خبر تھی بان اور گولے مار رہی تھی،

اور ہاتھی پر نشان بدستور قائم تھا اور نقارہ دھم دھم بج رہا تھا جب سیدو نے واپس آکر بیان کیا کہ مین سورج مل کو مار آیا تو کسی نے اعتبار نہ کیا بلکہ نجیب الدولہ نے کہا کہ اُس کا مارا جانا آسان کام نہین ہے البتہ ایسا ہو سکتا ہے کہ جو فوج ہماری پشت کی جانب آئی تھی اُس نے شکست کھائی ہوگی اور اُس کا افسر مارا گیا ہوگا یہ جو سپاہ ہمارے سامنے کھڑی ہے اور اس مین سوار بیس ہزار سے کم نہین ہین اور ہر طرح کے ساز و سامان سے آراستہ ہے اگر سورج مل مارا گیا ہوتا تو انمین اتنی تاب کہان باقی رہتی یہان تک کہ پہر رات گئے تک سورج مل کی سپاہ تمام کھڑے کھڑے لوٹنے لگی اور آہستہ آہستہ اپنی فرودگاہ کی جانب چلی گئی نجیب الدولہ بھی عین میدان کارزار مین خیمہ کھڑا کرا کے اُس مین داخل ہو گیا دوسرے روز ہرکارے خبر لائے کہ پندرہ پندرہ کوس تک جاٹون کی سپاہ کا کہین نام و نشان نہین۔ نجیب الدولہ نے سید محمد خان سے کہا کہ تم نے سورج مل کو کس مقام پر مارا ہے اسکا نشان بتاؤ سیدو ایک ہاتھ اُس کی لاش سے کاٹ لایا نجیب الدولہ نے ساگر مل و کرم اللہ کو بلا کر کہا کہ تم سورج مل کے پاس گئے تھے وہ کیسے کپڑے پہنے ہوئے تھے کرم اللہ نے کہا کہ زرد جھینٹ کا انگرکھا تھا جو ہاتھ سید محمد خان لایا تھا دکھایا تو کہا یہی جھینٹ تھی ساگر مل نے ایک بات اور کہی کہ تین سال سے اُس کے ایک ہاتھ مین ناسور تھا اور اب تک وہ موجود ہے مجھے وہ ہاتھ دکھائیے جب دیکھا تو تازہ ناسور کا نشان موجود تھا اس وقت کہ پہر دن باقی تھا یقین ہوا کہ واقعہ مین سورج مل مارا گیا یہ حادثہ ۱۱۷۶ ہجری (مطابق سمت ۱۸۲۰ و سنہ ۱۷۶۴ع) مین وقوع مین آیا تھا۔

تیسرے دن نجیب الدولہ جواہر سنگھ کے رفع فتنہ و فساد کی غرض سے یہ تدبیر کی کہ نرکھاٹ اور نگوڑ کے درمیان بلم گڑھ سے تین کوس پر جمنا کے اُس پار پہونچ کر گردونواح کے علاقے مین دس دس کوس تک آگے پیچھے تھانے بٹھا دیے۔ قلعون کے سوا جہان جہان سورج مل کے عامل پیشہ آدمی اور سپاہی تھے وہ سب بھاگ گئے تھے پرگنہ چھوٹیر مین بھی نجیب الدولہ کا عمل دخل ہو گیا وہان معلوم ہوا کہ سورج مل کے مارے جانے کے بعد تین پہر کے عرصے مین جواہر سنگھ کو خبر پہونچ گئی اور وہ فوراً سانڈنی پر سوار ہو کر تمام دن اور نصف شب چلکر ڈیگ مین پہونچ گیا دوسرے مفرور بھی ڈیگ مین پہونچ گئے نجیب الدولہ اس خیال مین تھا کہ جاٹ کی ساری عملداری پر قبضہ کر لے کہ ابتداے ۱۱۷۷ ہجری مین اُس کو خبر ملی کہ سکھ جمنا کو عبور کر کے نجیب الدولہ کے علاقے مین گھس گئے ہین جب نجیب الدولہ سکھون کے تدارک کے لئے پہونچا تو وہ ملک کو لوٹ کھسوٹ کر واپس چلے گئے اور نجیب الدولہ دہلی مین آ گیا کرنل ٹاڈ نے لکھا ہے کہ سورج مل کے پانچ بیٹون جواہر سنگھ۔ رتن سنگھ۔ نول سنگھ۔ ناہر سنگھ اور رنجیت سنگھ مین سے پہلے دو کرمی ذات کی عورت سے تیسرا مالن سے اور چوتھا اور پانچوان جاٹنی سے پیدا ہوئے تھے سورج مل نے پوس بدی ۱۲ سمت ۱۸۲۰ تک ۸ سال ۲ ماہ ۵ دن حکومت کی۔

۳۔ راجہ جواہر سنگھ

سورج مل کی مقتولی کے بعد اُس کی تمام فوج ڈیگ کو بھاگ آئی جہان جواہر سنگھ رئیس ہوا۔ اس نے مسند نشینی کے بعد باپ کا بدلا لینے کی فکر کی اور فوج کے جمع کرنے مین مصروف ہوا اپنی قدیمی فوج کی استمالت کے

اُسے مطیع بنایا اور قدیمی سردارون کی کہ اُس کے مزاج سے وحشت رکھتے تھے تالیف قلوب کی اور ملہار راؤ ہلکر کے پاس کہ کوٹہ و بوندی کے اضلاع مین مقیم تھا روپ رام کٹارہ اپنے معتمد کو بھیجا اور بہت سا روپیہ فوج خرچ مین دینے کا وعدہ کرکے اُس کو شریک بنانا چاہا۔ ملہار راؤ کا حال یہ تھا کہ اُس نے جیپور کے راجہ مادھو سنگھ کی فوج سے سخت جنگ کی تھی اور خود زخمی ہوگیا تھا اُس نے اس پیغام کو غنیمت جانا اور دل سے قبول کیا اور روپ رام کو جواب دیا کہ بوندی اور جیپور کا معاملہ درپیش ہے اور جیپور کی فوج کو مین نے شکست دی ہے اب کہ جیپور کے قریب مین نے قیام کیا ہے اور راجہ مادھو سنگھ بھاگ کر قلعہ رنتھنبور مین پناہ گزین ہوا ہے مین جو کچھ اُس سے مال اور روپیہ مانگونگا وہ احسان مان کر مجھے دے گا اور مین نے نجیب الدولہ کو بیٹا بنایا ہے جس نے مجھکو یہ لکھا ہے کہ سورج مل کے مارے جانے مین مین نے کوشش نہین کی تھی خواہ نخواہ اُس نے مجھپر فوج کشی کی اور میرے علاقے کو برباد کردیا اور اُس نے بلوچون پر ایسا سخت ظلم کیا کہ کسی مذہب مین روا نہین اُس کے واسطے جو کچھ قضا و قدر نے چاہا تھا وہ پورا ہوا اور اُس کے مقتول ہونے کے بعد مین نے نہ اُس کے بیٹے سے تعرض کیا نہ اُس کے ملک پر ہاتھ ڈالا اور مین اُس سے دوستی کا خواہان ہون پس اگر کوئی غرض گودوسرے طور پر اس واقعہ کو آپ تک پہونچائے اور اظہار دوستی کرکے میرے برخلاف آپ کو آمادہ کرے تو میرے تعلقات قدیمہ کا خیال کرکے اُس کی بات قبول نکی جائے اس صورت مین اگر مین جواہر سنگھ کی بات مانتا ہون تو جیپور کا معاملہ ہاتھ سے جاتا ہے اور نجیب الدولہ کہ ہندوستان مین میرا متوسل ہے اُس سے مخالفت علٰحدہ ہوتی ہے تیسرے نجیب الدولہ کی مہم سخت کام ہے لیکن جواہر سنگھ کی بے کسی اور یتیمی پر خیال کرکے مین اُس کی شرکت کرون گا اور تمام فوائد کو چھوڑ دون گا لیکن میری فوج مدت سے بھوکی ہے اس کا پیٹ پہلے بھر دینا چاہئے روپ رام نے سب باتین قبول کین اور جواہر سنگھ کے پاس آگیا جواہر سنگھ نے سکھون کو بھی لکھا اور اُنکو اپنی رفاقت پر آمادہ کیا بیس دن کے عرصے مین ان سب معاملات کی درستی اور اپنی فوج کی آراستگی سے فرصت پاکر تمام مددگارون کی سپاہ اور اپنی فوج کو کہ قریب تیس ہزار کے سوار اور پچاس ہزار کے قریب پیادے جمع ہوگئے تھے اور بڑا توپخانہ تھا لیکر ۱۷۷۳ء ہجری مین دلی کی طرف کوچ کیا۔ اور خضر آباد کے باغ کے قریب پہونچ کر مورچے بنائے ابھی ملہار راؤ نہین پہونچا تھا نجیب الدولہ نے خیال کیا کہ دو دن کے بعد ملہار راؤ بھی ان مین مل جائیگا اُس وقت کام مشکل ہوجائے گا دشمن کی قوت بڑھ جائے گی بہتر یہ ہے کہ ابھی سوار ہوکر جواہر سنگھ سے لڑائی شروع کردی جائے اور اُس کو بھگا دیا جائے چنانچہ صبح کو سوار ہوکر خضر آباد تک پہونچا جواہر سنگھ نے اپنے ساتھیون سے کہا کہ مین نے ملہار راؤ کو بہت سا روپیہ دیا ہے کل وہ بھی پہونچ جائے گا تمہارا تاخیر کرنا مناسب نہین اور خود سوار ہوکر مورچے کے درمیان مین کھڑا ہوگیا اور تمام لشکر مرتب ہوکر حکم کا منتظر رہا سہ پہر تک نجیب الدولہ نے دیکھا کہ جواہر سنگھ لڑائی کا قصد نہین کرتا لوٹ گیا دوسرے دن ملہار راؤ بھی بیس ہزار سوارون کے ساتھ جاٹ کے لشکر مین پہونچ گیا عماد الملک بھی جواہر سنگھ کے لشکر مین پہلے سے موجود تھا ملہار راؤ نے نجیب الدولہ کو لکھا کہ میرے اور تمھارے درمیان جو عہد و پیمان ہے وہ بدستور قائم ہے اندنون میری سپاہ بھوکی ہے اور تم جانتے ہو

کہ جاٹ کو بھی اشارہ بھیجا ہے پس مجھے اجازت دیجئے کہ تھوڑے دنون تک اس کو راضی کرکے روپیہ اس سے وصول کرلون اور لڑائی کے معاملے کو بین طول مین ڈال دون گا نجیب الدولہ نے جواب لکھا کہ جس بین تمھارے بہبودی ہے مین اُس امر سے راضی ہون تیسرے دن جواہر سنگھ نے کوچ کرکے پرانے قلعے کے مقابل کہ دریا کے کنارے ہے مع ملہار راؤ کے مقام کیا اور نجیب الدولہ سے مقابلے کے لئے سوار ہوا نجیب الدولہ نے بلند باغ مین کہ قلعے کے تلے ہے خیمہ کھڑا کرایا اور جمنا پر پل بندھوایا اور پل کے پاس ایک گز اونچی دیوار بنواکر اُس کی پناہ مین توپین اور دو سو رہیلے بٹھائے تاکہ دو آبے کے ملک سے رسد پہونچتی رہے اور خود فخر الدین خان کی حویلی مین ٹھہرا اور تمام لشکر نے دریا کی طرف حویلیون کے تلے اپنے لئے فودگاہ مقرر کی اور جواہر سنگھ کے لشکر کی طرف کہ جنوبی جانب تھا خندق برج شہر پناہ سے دریا تک کھودی اور توپین قرینے سے جماکر مورچون مین مقابلے کو آمادہ ہوئے جواہر سنگھ خود سوار ہوکر مع تمام فوج کے قلعہ کہنہ کے تلے گیا اور ملہار راؤ کو پیام دیا کہ آکر لڑائی مین شریک ہو کہ آجکی ساعت حملہ آوری کے لئے اچھی ہے دوپہر تک اُس نے کچھ جواب نہ دیا دوپہر کے بعد وار ہوکر آپ تو قلعہ شیر شاہی مین کھڑا ہوگیا اور اپنے پوتے بال جیو راؤ کو تمام فوج کے ساتھ جواہر سنگھ کے لشکر کے پاس بھیجدیا جواہر سنگھ نے جب مرہٹون کو اپنے پیچھے سے آتے دیکھا تو خود پیش قدمی کرکے فیروز شاہ کے قلعے تک پہونچ گیا۔ اب ملہار راؤ نے بال جیو راؤ کو حکم بھیجا کہ اپنی جگہ سے آگے نہ بڑھے اس عرصے مین نجیب الدولہ کے مورچے سے توپین چلنے لگین اس طرف سے جاٹ اور ملہار راؤ کا توپخانہ آتش فشانی کرنے لگا۔ جواہر سنگھ نے ملہار راؤ کو کہلا بھیجا کہ ذرا آگے بڑھ آئے مین حملہ کرتا ہون لیکن وہ اپنی جگہ پر قائم رہا اور یہ جواب کہلا بھیجا کہ ابھی تک پرانے قلعے مین دشمن کے آدمی موجود ہین انکو پیچھے چھوڑکر پیش قدمی کرنا مناسب ہے اگر ہم لڑنے لگین تو یہ پیچھے سے ہمکو صدمہ پہونچا دینگے اُس وقت مشکل ہوجائے گی اول فکر قلعے کے لینے کی کیجائے بعد اسکے آگے بڑھنے کی فکر کرنی چاہیے جواہر سنگھ نے یہ جواب سنکر کہا کہ اگرچہ صوبہ دار بڑے ہین اور مین نے اُنکی قوت کے بھروسے پر لڑائی کا ارادہ کیا ہے لیکن جنگ نجیب الدولہ اور مجھ مین ہے اس بات کو سنکر عماد الملک کے ایک رفیق مہدی قلی خان نے یہ بات ملہار راؤ سے کہدی وہ بہت خفا ہوا۔ روپ رام کٹارہ جو جواہر سنگھ اور ملہار راؤ مین متوسط تھا مہدی قلی خان کو جھٹلانے لگا کہ جواہر سنگھ ہرگز ایسا نہ کہا ہوگا اور مہدی قلی خان کو سخت و سست باتین کہنے لگا مہدی قلی خان نے بھی اُسے برا بھلا کہا۔ اس وقت عماد الملک اور ملہار راؤ کہ دونون ہاتھیون پر تھے انکی باتین سُنتے رہے اور وہ دونون بھی ہاتھیون پر سوار تھے شام تک سواری کھڑی رہی اور توپون سے لڑائی ہوتی رہی۔ جواہر سنگھ نے خیال کیا کہ نجیب الدولہ نے بڑی خندق کھدوا کر جمنا کا پانی اُس مین بھر دیا ہے اور مرہٹے یورش کرنے پر آمادہ نہین ایسی تدبیر کی جائے کہ تھوڑے آدمی جمنا کو عبور کرکے مشرق کی طرف سے جائین اور وہان جو تھوڑے سے سوار نجیب الدولہ کی طرف سے حفاظت کو کھڑے ہون گے اُنکو بھگا کر بے محابا پل پر پہونچ جائین اور پل کے پاس جو ایک گز اونچی دیوار ہے اور دو سو روہیلے اُس کی پناہ مین پُل کی حفاظت کرتے ہین اُنکو بھگا کر مورچون مین گھس جائین چنانچہ اپنے سالے

بلرام فوجدار کو مع اپنے مرشد کشن مہنت بیراگی اور سوای رام راٹھوڑ جو دھپوری کے املی گھاٹ سے جو پرانے قلعے کے محاذی ہے آٹھ ہزار سوار دیکر جمنا کے اُس پار بھیجا کہ مشرق کی جانب سے پُل کے راستے سے پہونچین اور جواہر سنگھ نے آپ قلعہ فیروز شاہ سے گذر کر نجیب الدولہ کے مورچے کے سامنے کھڑا ہوکر توپون کی لڑائی شروع کی جس سردار نے جمنا کو عبور کیا تھا اُس نے اول پٹ پر گنج کو برباد کردیا اور لاکھون روپے کا غلّہ تباہ کیا پانسو مغل سوار نجیب الدولہ کی جانب سے شاہ درے کے پاس چوکی پہرے کو کھڑے تھے اُنھون نے دور سے دشمن کے سوارون کی دھول اڑتے دیکھ کر پیش قدمی کی نصر خان ایرانی چھ سو سوارون کے ساتھ مغلان تورانی کی کمک کو پہونچا اور مقلیہ سوارون اور جاٹون کے سوارون کے درمیان حائل ہوگیا جواہر سنگھ کے سوارون نے مغلون پر ایسا حملہ کیا کہ وہ بھاگ کھڑے ہوئے نجیب الدولہ ایک برج پر جو مٹی سے بنایا تھا بیٹھا دوربین سے دیکھ رہا تھا اُسے معلوم ہوا کہ سامنے سے قریب پچاس ہزار کے سوار مع فیلون اور نشانون کے آکر قریب پہونچ گئے ہین اور پیچھے سے یہ حال واقع ہوا ہے اُس نے آدمی پُل پر بھیج کر علی محمد کو جس کے حوالے پل کا مورچہ تھا کہلایا کہ اپنے مورچے سے خبردار رہے اور اپنے بیٹے ضابطہ خان کو کہا کہ یہ نالائق آدمی ذرا دلیری نہین دکھاتے بھاگتے چلے آتے ہین اگر دشمن کی یہ تمام فوج تعاقب کرکے پُل کو لیگی تو کام مشکل ہوجائے گا تم اپنے رسالے مین سے پانسو پیادے کشتیون کے ذریعے سے اور پانسو سوار بھیجو کہ دشمن کے سوارون کا مقابلہ کرین چنانچہ چار کشتیون مین پیادہ روہیلے سوار ہوکر گئے اور سوار بھی نوبت خان رزّاق اور سرفراز خان کوجر کی ماتحتی مین جا پہونچے جب دشمن کے سوارون نے دیکھا کہ یہ تھوڑے سے آدمی ایک طرف سے آتے ہین تو اُنھون نے انکی طرف توجہ کی پیادہ روہیلے تھوڑی سی نشیبی زمین مین بیٹھ گئے جب دشمن کے سوار انکی طرف آئے تو یکبارگی سب نے بارہ مارہ مارہ کی بلند بارہ مین بہت سے آدمی مارے گئے اور زخمی ہوئے اور دوسری بارہ کھاکر سب پیچھے کو بھاگ گئے سوای رام جس کے ساتھ ڈیڑھ سو راٹھوڑ سوار تھے گھوڑے سے اُتر پڑا ضابطہ خان کے سوار بھی گھوڑے سے اُترے اور شمشیر بدست مقابل ہوئے سوای رام مع تمام راجپوتون کے مارا گیا دوسرے سردار یعنی بلرام اور کشن مہنت بھاگ نکلے اور روہیلون نے انکا تعاقب کیا جو مغل سوار پہلے بھاگ گئے تھے وہ بھی آکر شامل ہوگئے جواہر سنگھ اس وقت گھوڑے پر سوار دریاے جمنا کے کنارے کھڑا یہ حال دیکھ رہا تھا کہ اُس کے بھاگے ہوئے سوار بے تحاشا چلے آتے ہین اپنے چچازاد بھائی بہادر سنگھ سے کہا کہ تو سوار ہوکر دریا کے کنارے پہونچ جا اور ان بھگوڑون کو دریا پار ہوکر لشکر مین نہ آنے دینا چنانچہ وہ دریا کے کنارے اپنی جمعیت کے ساتھ پہونچ گیا اور اُترنے کی جگہ تلاش کرنے لگا لیکن تمام وہ سوار جو دریا کے اُس پار گئے تھے متفرق ہوکے دوردراز کے گھاٹون سے عبور کرکے لشکر مین پہونچ گئے بہادر سنگھ سے سامنا اُنکا نہوا اگر مہنت اور بلرام کے تھوڑے سے آدمی لڑتے بھڑتے آہستہ آہستہ بھاگتے تھے اب دن بہت کم رہ گیا تھا جواہر سنگھ دیکھکر کہنے لگا کہ روہیلے دلیرانہ تعاقب کررہے ہین اور ہمارے آدمی ذرا استادگی نہین دکھاتے بہتر یہ ہے کہ مین خود گھوڑا دریا مین ڈالدون عمادالملک جواہر سنگھ کے پیچھے پچاس قدم کے فاصلے سے کھڑا تھا اُس نے جواہر سنگھ کو اس ارادے سے روکا۔ جواہر سنگھ نے امراؤگر گوشائین کو (کہ دس ہزار ناگون کا افسر تھا اور وہ مشرق کیطرف سے آکر

جواہر سنگھ کے ہان نوکر ہوگیا تھا اور اس وقت وہ جواہر سنگھ کے آگے کھڑا ہوا تھا) کہا کہ اگر تم دریا کو عبور کرو تو میرے نزدیک بہتر ہے گوشائین نے ہمت مردانہ دکھائی اور اُس نے اپنے چھ سات سو ہمراہیون کے ساتھ دریا مین گھوڑا ڈال دیا اتفاقاً پایاب انکے ہاتھ آگیا یہ جمنا کو اُتر کر عین لڑائی مین پہونچ گئے مندھا بیگ نامی مغل بچہ جو گوشائین کے ساتھ تھا شمشیر برہنہ ہاتھ مین لیکر روہیلون کے سامنے جا پہونچا اس کے ساتھ کے پندرہ آدمی زخمی ہوئے اور دو مارے گئے چند روہیلے بھی زخمی ہوئے اور تین مارے گئے جب شام ہوگئی تو نجیب الدولہ کی فوج لوٹ گئی اور گوشائین بھی جواہر سنگھ کے حکم سے لوٹ آیا رات کو جواہر سنگھ کے آدمی مشعلین روشن کئے دریا کے کنارے پر کھڑے رہے تاکہ فوج کے آدمی اطمینان اور آسانی سے عبور کرکے چلے آئین گوشائین کے پہونچتے ہی جواہر سنگھ اُس کو اپنے ساتھ ہاتھی کے حوضے مین بٹھاکر زخمی گوشائیون کے جائے قیام پر گیا اور اُنکی دلدہی کی۔ صبح کو یہ قرار پایا کہ اس پار سے پوری کوشش نہین ہوسکتی لہذا اُس پار پہونچ کر توپون کو جمنا کے کنارے قلعے کے مقابلے مین لگانا چاہیے کیونکہ اُدھر کوئی دیوار نہین ہے گولے نجیب الدولہ کے تمام لشکر مین گرینگے اس قرارداد کے موافق جاٹون اور مرہٹون کے لشکر نے جمنا کو عبور کیا اور تمام شاہ درے کو برباد کردیا اور رعایا کی ناموس بگاڑی ادھر سے قلعے مین بھی گولے گرنے لگے اور شہر کے آدمی بھی ضائع ہونے لگے پندرہ روز تک اسی طرح جنگ جاری رہی پچھلے دن مین ملہار راؤ اور جواہر سنگھ بھی سوار ہوکر توپون کو دریا کے کنارے لگاکر گولے مارتے تھے اور شام کو مع توپون کے لوٹ جاتے تھے۔

جن سکھون کو جواہر سنگھ نے اپنی مدد پر بلایا تھا وہ بھی قریب پہونچ گئے۔ دریاے جمنا سے گنگا کے کنارے تک تمام ملک جاٹون اور سکھون کے تصرف مین آگیا اور بعض بعض مقامون پر اُنھون نے تھانے بھی بٹھادیے جب سکھ قریب پہونچ گئے تو جواہر سنگھ جمنا کو عبور کرکے اُنسے ملنے کو گیا لیکن انکی صحبت اچھی واقع نہوئی جواہر سنگھ کے خاص حقے کو مجلس مین نہ آنے دیا اور حقہ بردار کو گالیان دیکر نکال دیا اور سوے زیادہ سردارون سے جواہر سنگھ کو ملنا پڑا مجلس کی نشست بھی بے طور تھی اور سکھ جب اپنے مراسم ادا کرنے لگے تو اُس وقت یہ کہنے لگے کہ جواہر سنگھ خالصہ جی کی پناہ مین آیا ہے اور نانک شاہی سکھ ہوگیا ہے اور اپنے باپ کے خون کی داد چاہتا ہے جواہر سنگھ پر یہ صحبت شاق گذری چونکہ اُس کا مطلب اُنسے متعلق تھا بہت کچھ برداشت کی اور یہ قرار پایا کہ سکھ شمال کی طرف سے لڑائی شروع کرین جواہر سنگھ اور مرہٹے مشرق کی طرف سے لڑتے رہین اور مغرب کی طرف سکھ سوار دھاوے کرکے رسد شہر مین نہ پہونچنے دین بیس روز تک اس طرح لڑائی ہوتی رہی۔

جواہر سنگھ نے اندرون اپنے ملک مین غلے کا محصول معاف کردیا جس سے غلہ بڑی افراط اور ارزانی سے آگیا اور سپاہی کے ایک روپے کی جگہ چار آنے خرچ ہونے لگے اور باوجود ویرانی ملک کے جاٹ کے ملک سے غلہ بڑی افراط کے ساتھ آتا تھا مرہٹون کی فوج جو نہایت بھوکی تھی اُنھون نے اپنے گھوڑون کو خوب فربہ کرلیا چار مہینے اسی طرح گذرے دہلی مین غلے کی کمی بہت تھی بلکہ غربا اہل وعیال کو لیکر پول کے ذریعہ سے شہر سے نکلکر جاٹ کے لشکر مین جاتے اور وہان سے ملک مین نکل جاتے۔ نجیب الدولہ کے لشکر مین بھی بہت تنگی پیدا ہوگئی سپاہیون کے پاس کوڑی نہ تھی

ہر روز سکھ سوار ہو کر یعقوب علی خان کے باغ سے قریب اور دریا کے کنارے کی حویلیون مین پہونچکر لڑتے اور چاہتے تھے کہ شہر پناہ کی طرف آئین لیکن نجیب الدولہ کے آدمی انکو بڑھنے نہین دیتے تھے ایک دن دو گھڑی رات تک بندوق کی خوب جنگ ہوئی روہیلہ پیادے تاک تاک کر گولیان لگاتے تھے جہان سکھون کے سوارون کے غول دیکھتے تیر مار مار تے جس سے وہ پریشان ہو جاتے چند جا جنگ جاری تھی ایک دن ایک سکھ سردار کے جس کا ساز چاندی کا تھا گولی لگی وہ گھوڑے سے گر گیا۔ سکھون نے اُس کی لاش اُٹھانا چاہی پیادہ روہیلون نے سامان کے لالچ سے لاش نہ اُٹھانے دی خوب لڑائی ہوئی تین روہیلے مارے گئے اور سات زخمی ہوئے سکھ بھی بہت سے مارے گئے آخر کار روہیلون نے لاش پر قبضہ کر لیا ہزار روپے کی اشرفیون کی ہمیانی کمر سے نکلی ایک ماہ تک اسی طرح لڑتے رہے سہ پہر کو نجیب الدولہ شہر سے نکلتا سکھون کی مدد جواہر سنگھ کی فوج بھی کرتی مغرب کے بعد اپنے اپنے لشکر مین لوٹ جاتے مشرق کی طرف ملہار راؤ اور جواہر سنگھ کا توپخانہ الگ سرگرم تھا نجیب الدولہ کا توپخانہ بھی خوب جواب دے رہا تھا عوض بیگ نجیب الدولہ کے لشکر مین گولہ اندازون کا افسر تھا ایک دن اس کا گھوڑا گولے سے مارا گیا دوسرے روز اُس نے توپ پر بیٹھ کر جواہر سنگھ کے نشان بردار ہاتھی کے تاک کر ایسا گولہ مارا کہ اُسکے سر مین بیٹھ کر حلق مین اُترگیا فیل تکلیف سے چارون طرف بھاگنے لگا جواہر سنگھ لڑائی کے طول سے نہایت تنگ ہو گیا کہتا تھا کہ مرہٹون نے میرا بڑا روپیہ کھا لیا اور لڑائی پر تن دہی نہین کرتے گوشائین نے اُس سے کہا کہ آج مین مع ناگون کے جاتا ہون اور دیکھئے کیسا کام کرتا ہون چنانچہ تمام ناگے اور جواہر سنگھ کے آدمی سردار گوشائین کے ساتھ پایاب عبور کر کے حفیظ اللہ خان کی حویلی مین چلے گئے اور یہان جا دُکر کے جوق جوق باہر نکلتے اور بندوق اور بان مارتے ان کی پشت پر سوار ہوتے نجیب الدولہ کو جب یہ خبر پہونچی ادھر آکر دیکھا تو بان بارش کی طرح برستے نظر آئے اور ناگے جھکے پاس بندوقین تھین قریب پہونچ گئے تھے انکے پیچھے سوارون کی فوج تھی۔ نواب نے اپنے آدمیون سے کہا کہ یہ وقت پیش قدمی کا نہین کیونکہ مفت ضائع ہو جاؤگے پھر بھی بہت سے مسلمان زخمی ہوئے آخر کار سعادت خان آفریدی دھاوا کر کے ناگون کے سر پر پہونچ گیا دس بیس ناگون کے زخمی اور کشتہ ہوتے ہی کل بھاگ نکلے اس اثنا مین مغلون کی اور نصیر خان ایرانی کی جمعیتین دوسری طرف سے دوڑ پڑین اور حفیظ اللہ خان کی حویلی مین جو ناگے تھے انکو نکلنا مشکل ہو گیا چارون طرف سے پیادے روہیلے بھی آگئے اور ناگے تمام بھاگ گئے گوشائیون کے اور جواہر سنگھ کے سوارون کی اب نوبت پہونچی جنکو روہیلون نے بانون کا نشانہ بنا لیا۔ ہزار خرابی افتان وخیزان تمام ناگے گوشائین اور سوار نکلکر جاٹ کے لشکر مین پہونچ گئے کیونکہ اندھیرا پڑ گیا تھا اسلئے انکو دشمن کی آنکھ بچا کر نکلنے کا موقع مل گیا۔

جب جواہر سنگھ نے دیکھا کہ نہ سکھون کی مدد سے کام نکلا نہ مرہٹون کی اعانت سے دشمنون پر غلبہ حاصل ہوا نہ ناگون نے کام دیا تب اُس نے یہ ارادہ کیا کہ خود حملہ آور ہو اول عماد الملک کے پاس گیا اور کہا کہ آپ بزرگ اور سرگروہ ہندوستان کے ہین اور ملہار راؤ کا مزاج آپ کے ہاتھ مین ہے اور نجیب الدولہ آپ کا ایک نوکر تھا اُس نے اس قدر نمک حرامی کی اور آپ کو بے دخل کر دیا اور سلطنت کا مالک بن گیا۔ میرے باپ نے آپ کو اپنے یہان رکھا اور مین نے

باپ کے خون پر کمر باندھی ہے آپ سے مین سوگند کے ساتھ وعدہ کرتا ہون کہ شایستہ خدمات بجا لاؤن گا ملہار راؤ کو بہت سا روپیہ دیا اور سکھون کے روزمرہ کے خرچ سے علیحدہ زیر بار ہورہا ہون اور پچاس ہزار سوار اور پیادے میری ذات کے نوکر ہین اگر آپ اور ملہار راؤ توجہ کرین تو کام نکلے عماد الملک نے اُس کی خواہش کے موافق ظاہری جواب دیے لیکن باطن مین وہ اُس سے کئی وجہ سے کبیدہ تھا (۱) جواہر سنگھ تخت پر اُس کے سامنے سوار ہوتا اور یہ امر عماد الملک پر بے حد گران تھا (۲) چاہتا تھا کہ فتح یاب ہوکر دلی پر اپنا قبضہ رکھے - اس وجہ سے ملہار راؤ بھی دلمین خفا تھا دونون نے دل مین پختہ ارادہ کر لیا کہ نجیب الدولہ ہی کو قائم رکھنا چاہئے اور جواہر سنگھ کی کامیابی آئندہ کے لئے بہتر نہین ہے کہ بہت زور پکڑے گا اس لئے دونون نے یہ تجویز کیا کہ کسی معتبر شخص کو مخفی نجیب الدولہ کے پاس سوال وجواب کے لئے بھیجین چنانچہ نورالدین حسین خان فخری جو عماد الملک کا رفیق تھا اس رسالت کے لئے تجویز ہوا اگر اس وقت شہر مین داخلہ سخت مشکل تھا کہ تنخاصمین اُدھر کسی کو جانے ندیتے تھے اگر سوار ہوتا تو روہیلے گولی کا نشانہ بناتے اور غریب ہوتا تو گوشائین اُس طرف جانے ندیتے اور کہتے کہ وہان تو قحط ہے تو کس خیال سے جاتا ہے اور اگر نامی آدمی جانے کا قصد کرتا تو جواہر سنگھ فوراً مروا دیتا لیکن دونون سردارون کی خوشنودی کے لئے رات کے وقت نورالدین حسین خان نے ہمراہ اُن پیادون کے کہ گڑھی خضر آباد مین تھے تین کوس پیادہ پا چلکر ایک نیمہ اور ٹوپی کے ساتھ دریاے جمنا کا عبور کیا جب گڑھی کے قریب پہونچا دروازے سے باہر مع ایک رفیق کے مکانون مین داخل ہوا ابھی دو گھڑی رات باقی تھی کہ درگاہ سلطان المشائخ کی طرف راہی ہوا گھڑی بھر دن چڑھے وہان پہونچا اور درگاہ مین چھپا رہا یہان سے نجیب الدولہ کو خبر بھیجی وہان سے شہر پناہ کے اندر تک آنا دشوار تھا خدا پر توکل کرکے شہر مین آیا دن بھر ایک دوست کے مکان مین چھپا رہا رات کو نجیب الدولہ سے ملا اور تمام حال بیان کیا نجیب الدولہ نے کہا کہ مین نے خود سنا ہے کہ نواب وزیر نے ملہار راؤ سے میری بڑی سفارش کی ہے مین قدیم سے اُنکا رفیق تھا اور اب بھی اُنکو اپنا خداوند جانتا ہون اور عرضی لکھکر دی نورالدین حسین نے نجیب الدولہ سے کہا کہ آپ اپنے آدمیون سے فرماوین کہ وہ مورچون سے نکل جانے دین جب پل سے گذر گیا تو اُن مساکین مین ملکر جو بھوک کے مارے شہر سے بھاگ کر لشکر مین آتے تھے اپنے لشکر مین پہونچا تمام کیفیت نواب وزیر سے ظاہر کی وہ بہت خوش ہوا صبح کو جواہر سنگھ نے اپنی فوج لیکر جمنا کو عبور کیا اُس طرف سے نجیب الدولہ نکلا اور فیروز شاہ کی لاٹ کے پاس بیٹھ گیا بادشاہی رمنے مین خوب جنگ واقع ہوئی عماد الملک اور ملہار راؤ دریا کے کنارے پر سے دیکھتے تھے رات کو جواہر سنگھ لوٹ گیا - جواہر سنگھ کے آدمی اُس سے کہتے تھے کہ تم جلدی کس لئے کرتے ہو غصوریں تک رسد غلہ پہونچنے کی بندش ہوگئی ہے نجیب الدولہ خود بخود ہلاک ہوجائے گا اگر مجبور ہوکر میدان مین آیا تو ہم لوگ کام تمام کر دینگے کہ یکایک ۱۱۷۸ھ ہجری مین خبر پہونچی کہ احمد شاہ ابدالی پشاور مین پہونچ گیا ہے اٹک کے عبور کا ارادہ رکھتا ہے ملہار راؤ نے عماد الملک سے کہا کہ اب میرا یہان رہنا صلاح نہین ہے اور دوسرے دن صبح کے وقت اپنے اہل وعیال کو عماد الملک کے اہل وعیال کے ساتھ اکبرآباد کی طرف بھیجدیا جب جواہر سنگھ کو یہ حال معلوم ہوا تو اُس نے سبب پوچھا اور کہا کہ نجیب الدولہ کا کام تو [illegible]

یہ حرکت کیون کرتے ہو ملہار راؤ نے کہا کہ تم کو کیا خبر ہے احمد شاہ ابدالی پہونچنے والا ہے جب وہ پہونچ گیا تو تم سے اور مجھ سے کچھ نہو سکے گا بہتر یہ ہے کہ بالفعل صلح کا نام کرکے اپنے اپنے وطنون کو لوٹ چلین پھر دیکھا جائیگا اب دوبارہ علانیہ عماد الملک نے نورالدین حسین خان کو نجیب الدولہ کے پاس بھیجا اور جواہر سنگھ کا وکیل روپ رام کٹارا ملہار راؤ کی رائے سے ساتھ گیا اور صلح کے سوال وجواب ہوئے نورالدین حسین نے قرآن پر نجیب الدولہ سے یہ لکھا لیا کہ نواب عماد الملک کے ساتھ ہمیشہ کو اخلاص و یک جہتی رکھون گا اور یہ قرآن وہ عماد الملک کے پاس لے آیا۔ ہرچند جواہر سنگھ کی مرضی بالکل صلح کی نہ تھی مجبوراً ملہار راؤ کی رائے کے مطابق قبول کر لیا ملہار راؤ نے نجیب الدولہ کو ممنون احسان کیا اور جب دیکھا کہ تیزی کے ساتھ شاہ درانی بڑھا چلا آتا ہے تو ایک دن مقرر کرکے خود جاکر نجیب الدولہ کو جواہر سنگھ کے خیمے مین لے آیا۔ یہان تواضعات کی رسم عمل مین آئی تیسرے دن نواب عماد الملک نجیب الدولہ سے ملنے گیا جبکہ جمنا کو عبور کیا تو نجیب الدولہ اپنی فرودگاہ سے جو بلند باغ مین تھی پالکی مین سوار ہوکر نکلا اور آکر سلام کیا نجیب الدولہ کے ساتھ ہاتھی نہ تھا اور عماد الملک ہاتھی کی عماری مین سوار تھا اور ملہار راؤ ساتھ تھا عماد الملک نے نجیب الدولہ کو اپنے ساتھ بٹھا لیا اور وہ ہاتھی نجیب الدولہ کو دیدیا جب خیمے پر پہونچے تو وہان رسم ضیافت و تحفہ تحائف اور گھوڑے ہاتھی اور جواہر کی ادا ہوئی عماد الملک کے سب ہمراہیون کی بھی عطر وغیرہ سے تواضع ہوئی اور جمعہ کی نماز کو دونون ایک ہاتھی پر بیٹھ کر ساتھ گئے اور عماد الملک کی مرضی کے مطابق شاہ عالم کا نام خطبے مین نہ پڑھوایا گیا اکبر سے صرف محمد شاہ تک بادشاہون کے نام لئے گئے۔

احمد شاہ کے جب لاہور مین پہونچ جانے کی خبر آئی تو جواہر سنگھ اور ملہار راؤ اور سکھون کے حواس بگڑ گئے اور سب بے پوچھے دہلی سے روانہ ہوگئے عماد الملک ملہار راؤ کے ساتھ انوپ شہر کی طرف سے بنگش کے ملک کو روانہ ہوا اور جواہر سنگھ اپنی فلمرو مین چلا آیا احمد شاہ کے خطوط نجیب الدولہ کے پاس پہونچتے تھے کہ عنقریب ہم تیس ہزار سوارون کے ساتھ پہونچنے والے ہین تم کفار سے دل مین ذرا خوف نہ کھانا ہم اُنپر جہاد کرینگے کہ اس اثنا مین احمد شاہ کو یہ خبر پہونچی کہ نجیب الدولہ نے ڈر کر جاٹ اور مرہٹون سے صلح کرلی اور وہ اپنے وطنون کو معاودت کرنے والے ہین بادشاہ جلدی کرکے دو روز مین سرہند پہونچا اور دو روز مین میدان مصطفےٰ آباد مین آگیا یہ جگہ دلی سے ساٹھ کوس ہے اُسے یہان آکر معلوم ہوا کہ صلح مکمل ہوکر مرہٹے اور جاٹ اپنے اپنے وطن کو لوٹ گئے اس خبر سے بے حد دل شکستہ ہوکر قندھار کو مراجعت کی

اس کے چھوٹے بھائی ناہر سنگھ نے جاٹ قوم کی عورت سے پیدا ہونے کے سبب راج کا دعویٰ کیا تھا جو شکست پاکر پریشان پھرتا ہوا جیپور مین مرگیا سمت ۱۸۲۴ مطابق ۱۷۶۸ء مین جواہر سنگھ پیشکش شان کو جاکر وہان مہاراجہ بجے سنگھ راٹھوڑ والی جودھپور سے پگڑی بدل بھائی بنا اور واپسی کے وقت جیپور والون نے اُس کو اپنے علاقے مین ہوکر لوٹنے نہ دینا چاہا تو وہ روکنے والی فوج سے لڑکر بھرتپور چلا آیا اس نے پرگنہ کامہ جو راج جیپور کے متعلق تھا دبالیا سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ لوگ چونکہ اس کے مزاج سے ناخوش تھے اس لئے اُس کے قتل پر ایک شخص کو مقرر کیا چنانچہ وہ سر بسر قلعہ آگرہ کی سیر کرتا ہوا اُس شخص کے تلوار مارنے سے زخمی ہوکر ساون سدی ۵ سمت ۱۸۲۵ کو مرگیا ۴ سال ۷ ماہ ۷ دن

حکومت کی اور اُس کا دوسرا بھائی رتن سنگھ رئیس بنا۔

۴- راجہ رتن سنگھ

یہ سات مہینہ ۲۰ دن راج کرنے کے بعد ایک گشائین کے ہاتھ سے قتل ہوا سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ یہ شخص عنین یعنی نامرد تھا اس کو رجولیت کی دوا کی آرزو اکثر رہتی تھی کسی بیراگی نے دوا کے حیلے سے حاضر ہو کر خوب روپیہ حاصل کیا جب اُس کے فریب کا راز کھلنے لگا تو سمجھا کہ اب مقرر مارا جاؤن گا لہذا تیاری دوا کے بہانے سے خلوت کی اور رتن سنگھ کو تنہائی مین جیت سُدی ۵ سمت ۱۸۲۶ کو مار ڈالا اور چاہا کہ نکل جائے مگر نکلنے کے وقت مارا گیا۔ جواہر سنگھ کا بیٹا کیسری سنگھ وارث مانا گیا۔

۵- راجہ کیسری سنگھ

یہ اپنے چچا کے بعد ۲ برس کی عمر مین گدی پر بٹھایا گیا اس کا ایک چچا نول سنگھ دیوان ہوا اور دوسرے رنجیت سنگھ نے راج کا دعوے کیا لڑائی ہونے کے بعد نول سنگھ نے رنجیت سنگھ کے مددگار مرہٹون کو کروڑ روپیہ اس شرط پر دینا قبول کیا کہ وہ بھرت پور چھوڑ کر متھرا چلے جائین ہلکر اور سیندھیا کے روانہ ہوتے ہی جاٹون نے اُنکا سامان لوٹنا شروع کیا مرہٹون نے دغابازی کے عوض نول سنگھ کو دیگ مین گھیر کر ستر لاکھ روپیہ لینے کے بعد چھوڑا۔

سمت ۱۸۲۹ مطابق ۱۷۷۲ء مین شاہ عالم ثانی کے ماتحت سردار نجف خان نے آگرہ وغیرہ کا علاقہ دبانے کے سبب راؤنول سنگھ اور اُس کے نوکر شمرو جرمن کو شکستین دیکر علاقے سے نکال دیا اور تمام ریاست ضبط کر کے ایک پرگنہ بھرت پور راؤ رنجیت سنگھ کو مددگار رہنے کے سبب حوالے کیا لیکن کچھ عرصے کے بعد راجہ کیسری سنگھ کی والدہ رانی کشوری کے لاچاری کرنے پر نواب نے علاقہ واپس دیدیا سمت ۱۸۳۳ مطابق ۱۷۷۶ء مین نول سنگھ کے مرنے سے رنجیت سنگھ دیوان ہوا جسکو روہیلہ پٹھانون نے جو دیگ مین قابض تھے مار ڈالنا چاہا لیکن اُس نے پٹھانون کو نکال دیا۔ اس پر نواب نجف خان نے پھر دیگ وغیرہ کو چھین لیا راجہ کیسری سنگھ بہت پور کو اور رنجیت سنگھ کمبیر کو بھاگ گئے چیت بدی ۱۵ سمت ۱۸۳۴ کو راجہ کیسری سنگھ کے مرجانے پر اُسکے چچا رنجیت سنگھ کو رئیس بننے کا موقع ملا۔

۶- رنجیت سنگھ

یہ سمت ۱۸۳۴ مطابق ۱۷۷۸ء مین راج کا وارث مانا گیا۔ لیکن اس کے پاس کچھ ملک نہ تھا اس لئے اس نے اپنی بھابی رانی کشوری کی معرفت ایک بڑا نذرانہ نواب نجف خان کو دینا قبول کیا اور وہ اس کو نو لاکھ روپے کا علاقہ سونپ کر بھرت پور کا راجہ بنایا گیا۔

سمت ۱۸۳۹ مطابق ۱۷۸۳ء مین نجف خان کے مرنے پر مرزا محمد شفیع وزیر ہوا جس نے دوسرے سال دلی سے آکر شہر بھرت پور کے سوا کل علاقہ ضبط کرنے کے بعد ہمدانی بیگ وغیرہ کے قبضے سے دیگ کو چھین لینا چاہا لیکن ہمدانی کے بھتیجے اسمٰعیل بیگ نے ملاقات کے وقت محمد شفیع کو دغا سے مار ڈالا اور راجہ رنجیت سنگھ نے موقع پا کر اپنے علاقے مین دخل جما لیا تھوڑے دنون کے بعد مہاراجہ سیندھیا جو شاہ عالم سے فرزند عالی جاہ خطاب پا چکا تھا تمام علاقے پر جس مین بھرت پور بھی

شامل تھا قابض ہوگیا مگر مہارانی کشوری کی سعی وسفارش سے دس لاکھ روپیہ کی آمدنی کے گیارہ پرگنے رنجیت سنگھ کو واپس دیے گئے اور بعد کو بعوض اُس امداد واعانت کے جو اُس نے مہاراجہ سیندھیا اور اُسکے جنرل پیرن کے ساتھ کی چار لاکھ روپے کا ملک اور اضافہ ہوا۔

سمت ۱۸۴۱ مطابق ۱۷۸۵ء مین مہاراجہ سیندھیا اور بھرت پور کے کنور رندھیر سنگھ اپنے علاقے مین سیر کرانے کے لئے شاہ عالم ثانی کو لائے بادشاہ نے بدل بیگ سے قلعہ دیگ کو بھرت پور والون کو اور داؤد بیگ سے قلعہ آگرہ سیندھیا کو دلا دیا اس کارروائی کے بعد نجیب الدولہ کے پوتے غلام قادر خان روہیلہ نے شاہ عالم کو اندھا کر دیا اور اسمٰعیل بیگ نے بسرام بھاؤ کو قلعہ آگرہ سے نکال دیا اس پر سیندھیا اور بھرت پور والون نے ملکر غلام قادر خان[1] کو قتل اور اسمٰعیل بیگ کو قید کیا۔ مہاراجہ سیندھیا کی طرف سے فرانسیسی جنرل پیرن آگرے کے علاقے پر مختار رکھا گیا سرکار انگریزی کو فتحیاب دیکھکر بھرت پور والون نے مرہٹون کے خلاف لارڈ لیک سے ملاپ کیا اور رنجیت سنگھ کے ساتھ ایک عہدنامہ طے پایا جس کی رو سے ۱۸۰۳ء سے اس راج کا تعلق سرکار انگریزی کے ساتھ پیدا ہوا اور رنجیت سنگھ نے عہدنامہ منضبط ہوتے ہی پانچہزار سوار لارڈ لیک کے لشکر مین بھیجے جنھون نے آگرے کے استحصال اور فتح جنگ لاسواری مین کارنمایان انجام دیا اس کے عوض مین اضلاع کشن گڑھ وکٹومرور یواڑی وگوکل وسہارا اُس کو عطا ہوئے سرکار انگریزی اور جسونت راؤ ہلکر کے درمیان خصومت ہونے پر ۱۸۰۴ء مین ہلکر کی سپاہ سے ڈیگ کے قریب جنرل فریزر کی لڑائی ہوئی ہلکر کو شکست فاش ہوئی اور اُس کی سپاہ کا منہ پھیر گیا مگر انگریزی جنرل بھی سخت زخمی ہوکر تین دن کے بعد مرگیا اُس کی جگہ کرنل مون سن مقرر ہوا جس نے ہلکر سے شکست فاش پائی لیکن لارڈ لیک نے ہلکر کا پیچھا کرکے فتح گڑھ پر پوری شکست دی یہ دو شکستین ہلکر نے ایسی پائی تھین کہ پھر جیتے جی انگریزون سے لڑنے کا نام نہ لیتا مگر رنجیت سنگھ نے اپنی حمایت مین پھر اُس کی ہمت بندھوائی اور عزم مردہ مین جان ڈلوائی اس راجہ سے انگریزون کا یہ معاملہ تھا کہ جس وقت جنرل لیک سیندھیا کے تعاقب مین چلا جاتا تھا تو برٹش گورنمنٹ کا خیرخواہ اس ملک مین سب سے پہلے یہی بنا تھا اور آگرے کی تسخیر مین پانچہزار سوار بھی اعانت کے لئے بھیجدیے تھے اُس کے اور برٹش گورنمنٹ کے درمیان یہ عہد وپیمان تھے کہ انگریزی گورنمنٹ اُس کی محافظت کرے گی اور اُس کے ملکی انتظام مین کسی طرح کی دست اندازی نہین کرے گی اور اُس کو مرہٹون کی چوتھ دینے سے آزاد رکھے گی اُس کے ملک کے متصل جو سیندھیا نے اضلاع فتح کرلیے تھے اور وہ اُس کے ملک کی ایک تہائی کی برابر وسعت رکھتے تھے اُنمین سے سیندھیا کے عمل ودخل کو اُٹھادے گی غرض جیسے وہ دوستی کا دم بھرنے مین سب سے مقدم تھا ویسا ہی وہ دشمن ہونمین سب سے اول ہوا۔ رزیڈنٹ متھرا نے نمک کے بعض مقدمات کا راجہ کے خلاف مرضی تصفیہ کیا اور یہ شہرت ہوئی

---

[1] جیسا کہ تحفہ راجستان مین ہے جاجی سیندھیا کے نام کے ایک خط مین مذکور ہے کہ غلام قادر کیساتھ اتنے آدمی گرفتار ہوئے (۱) خود غلام قادر (۲) منیا رسنگھ (۳) ماتا خاں (۴) بلا سرلے ریواں (۵) گنسلا کروڑا (۶) ہمیم بوعلیخان (۷) نائم روہیلہ (۸) ستا رخان (۹) نرد بست خان (۱۰) حسین روہیلہ (۱۱) سنولال برہمن (۱۲) عجب روہیلہ (۱۳) کھا سی گاؤی بان (۱۴) قطبی محواص (۱۵) بسب روہیلہ (۱۶) سیتے سنگھ برہمن ملازم بلاسرائے (۱۷) یاکو خواجہ اور ۸۰ توپین لور ۲۰ ہاتھی منقول از خطوط ودستاویزات زبان مرہٹی جلد اول مطبوعہ ساتھے ۱۸۱۱ء مرتبہ کاشی ناتھ نارائن ساٹھے بی۔ اے دکن کالج صفحہ ۵۴ ۳۔

کہ راجہ کی عملداری مین انگریزی عدالتون کے بٹھانے کا ارادہ انگریزون کا ہے دونون باتون سے اُس کے کان کھڑے ہوئے اُسنے ہلکر کی مدد کو دیگ پر کچھ توپخانہ اور لشکر بھیجا تھا جب مرہٹے شکست کھاکر بھاگے تو اُنکو اپنے ہان پناہ دی اس لئے لارڈ لیک نے خیال کیا کہ بھرت پور والے سے بگاڑے بغیر نہین بنتی سو وہ فرخ آباد سے سیدھا دلی کو چلا جمنا پار اُترکر بھرت پور کی راہ لی اور چند روز مین کرنیل مونسن کی فوج سے جا ملا اب دونون نے ہلکر دیگ کے قلعے پر چڑھائی کی جتنے مرہٹے قلعے کے اندر تھے وہ اُنکے آنے کی خبر سنتے ہی کافور ہو گئے قلعہ اور جس قدر توپین اور اسباب اُس مین موجود تھا انگریزون کے ہاتھ آیا اور سیاہ مین تقسیم ہوا جب جنرل لیک نے راجہ بھرت پور کی یہ بے وفائی دیکھی تو اُس نے گورنر جنرل کو لکھا کہ راجہ بھرت پور کو موافق عہدنامے کے سیاہ سے ہماری مدد کرنی لازم تھی وہ نہ کی بلکہ خلاف اُس عہدنامے کے اُس نے سیاہ ہلکر کی کمک کرنے کے لئے بھیجی اس پر گورنر جنرل نے کمانڈر انچیف کو لکھا کہ راجہ کے ساتھ جنگ اور آشتی کا فیصلہ مین تمھاری راے پر چھوڑتا ہون تم مجھسے زیادہ وہان کے حال سے واقف ہو جو مناسب جانو وہ کرو اس بے وفا بدعہد راجہ کی سزا یہ ہے کہ تمام ملک اور قلعے اُس کے برٹش گورنمنٹ اپنے قبضے مین کرلے راجہ بھرت پور اور ہلکر کی جان پر دیگ کے ہاتھ سے نکل جانے کا بڑا صدمہ ہوا اس کے گرد جو علاقہ تھا وہ بھی برٹش گورنمنٹ کا تابع ہوگیا اب جنرل لیک نے ۲۹ دسمبر کو باقی ملک پر قبضہ کرنے کے لئے قدم بڑھایا کرنیل مری جو گجرات سے آیا تھا اُس کو حکم ہوا کہ وہ جنوب کی طرف سے کوٹے کی جانب بڑھے اور ہلکر کو مالوہ مین نہ جانے دے یہ افسر بھی ۲۷ دسمبر کے آخر مین کوٹے کے قریب آن پہونچا ہلکر کے تعاقب مین فوج جا بجا جاتی تھی مگر جنرل لیک کو یہ یقین تھا کہ اُس کا علاج قرار واقعی جب تک نہین ہو سکتا کہ شہر بھرت پور اُس کی پیادہ سپاہ کا مامن اور کمین گاہ باقی نہ رہے اُس کے سوار لڑتے نہ تھے کہ سون بھاگ جاتے تھے اور کھانے پینے کا اسباب ضروری انکو بھرت پور سے مل جاتا تھا غرض اب تمام فساد کی جڑ بھرت پور ٹھہرا سو اُس کے کاٹنے کے واسطے اس دامالریاست کے روبرو ۳ جنوری ۱۸۰۵ء کو لشکر انگریزی آن دھمکا بھرت پور کے شہر کا گھیرا آٹھ میل کا تھا اس کے گرد اگرد بڑی بلند کچی فصیل بنی ہوئی تھی اور اُس کے گرد گہری اور چوڑی خندق کھدی ہوئی تھی جس مین پانی بھرا رہتا تھا مشرقی کونے مین اُس کے قلعہ تھا اُس کے برج و بارہ خوب درست تھے اور اندر سب طرح کا سامان موجود تھا اُس پر جا بجا توپین چڑھی ہوئی تھین بھرت پور کا لشکر تمام اندر تھا ہلکر کی بچی کھچی فوج نے دیوارون کے نیچے مورچے جمائے تھے انگریزی لشکر نے اِن سپاہیون کو خوب مارا اور تمام توپخانہ جو وہ دیگ سے بچا کر لے گئے تھے چھین لیا اور شہر کے جنوب مغرب مین اپنے مورچے جمائے ۷ جنوری کو شہر پر گولہ زنی شروع کی ۹ کو دیوار مین رخنہ و شگاف ڈالدیے اور جنرل لیک نے رات کو دھاوے کا قصد کیا کہ دشمن کو دراڑون کی مرمت کرنے کی مہلت نہ ملے جب لشکر حملہ آور خندق کے کنارے پہونچا تو اُس مین پانی چھاتی چھاتی بھرا ہوا تھا مگر اس دشواری کو بھی آسان کرلیا اور رخنہ دیوار کے نیچے جا پہونچے کئی دفعہ دلیرانہ حملہ کیا مگر ہر دفعہ منھ کی کھائی اور بڑا نقصان اُٹھاکر اپنا سا منھ لیکر اُلٹے آئے کرنیل میک لینڈ جو ایک بڑا جوان مرد کارکن اس قلعہ گیری کے کام مین تھا وہ مارا گیا ۱۱ کو پھر ایک اور دیوار مین شگاف ڈالا گیا اور ۲ بجے دن کو حملہ کیا مگر ادھر خندق کے پانی نے

نیچے اُترنے ندیا۔ اُدھر توپون کی آگ نے بھون دیا غرض بڑا نقصان اُٹھاکر پھر اُلٹے آئے اسباب حرب وضرب سردست پورا موجود نہ تھا اور کھانے پینے کے سامان کی بھی قلت تھی اُس کے انتظام مین توقف کرنا پڑا اور آغاز ماہ فروری مین خالی توپین ہی شہر پر چلایا کئے فصیل مین بڑی دراڑ ڈالدی اور ۲ کو بڑی تیاری سے حملہ کیا شہر سے باہر جو توپین دشمن نے نگار رکھی تھین وہ چھین لین کئی غول سپاہ کے کئی مختلف مقامات پر حملہ کرنے کے لئے تجویز ہوئے تھے مگر ایک غول کو تو رہنماؤن نے دشمن کی آگ تلے لاڈالا اور اُنکے تمام زینے چھنوا دیے خندق پر جو سپاہ پہونچی تو وہ ایسی چوڑی اور گہری تھی کہ اُس پر پُل بناکر عبور کرنے کا ارادہ کیا مگر دشمنون کی آتش باری نے یہ کام نہونے دیا ایک ہندوستانی پلٹن نے جوانمردی سے اپنے علم دیوار کے قریب جا گاڑے مگر اور لشکر نے ساتھ ندیا غرض انگریزون کا بڑا نقصان ہوا اور کام نہ نکلا دوسرے روز پھر بڑی شان وشکوہ سے تین بجے حملہ شروع کیا اور یہانتک نوبت پہونچی کہ دیوارون پر سپاہی چڑھنے لگے مگر دشمنون کے گرانبون اور ٹھون اور بان بازی اور حقہ بازی نے جو اوپر چڑھے تھے اُنکو نیچے گرادیا اور جانون کو بہت نقصان پہونچایا اب انگریزی توپین گولے متواتر مارتے مارتے بیکار ہوگئین اور تمام گولہ بارود بھی خرچ ہوگیا کھانے پینے کا سامان بھی صرف ہوگیا بیمارون اور زخمیون کا بھی ایک لشکر کا لشکر ہوگیا اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ اب حملہ کرنے مین توقف کیجئے تمام انگریزی تاریخ مین یہی واقعہ عجیب ہے کہ انگریزی ظفرمند سپاہ اور کمانڈر انچیف ایک چھوٹے سے راجہ کا قلعہ نہ فتح کرسکے لارڈ لیک کا تو ارادہ یہ تھا کہ بھرت پور کو علیگڑھ کے قلعے کی طرح دروازے اُڑاکر فتح کرون مگر اور افسرون نے یہ صلاح دی کہ دیوار توڑکر گھسنا چاہیے مگر اُسکے واسطے توپخانے کا سامان خوب نہ تھا فصیل کے پاس جانا نصیب نہوا جو حال معلوم ہوتا کہ کیا کرنا چاہیے خلاصہ یہ ہے کہ چار دفعہ کے حملون مین ۳۲۰۰ سپاہی لشکر انگریزی کے چھیجے جن مین ۱۰۳ افسر تھے۔ رنجیت سنگھ راجہ بھرت پور دوسرا اوڑھے ہاتھ مین لٹھ لئے ہوئے قلعے کی دیوارون پر پھرا کرتا تھا اور گولندازون اور سپاہیون سے کہا کرتا تھا کہ بھائیو کلا تھا رُدہی ہے اور جب وہ کہتے تھے کہ مہاراج آپ اِن گولون کے نیچے سے ہٹ جائیے تو وہ کہتا تھا کہ بھیا جاکے نام کی چھٹی بھگوان کے گھر سے وا مین بندھی آوت ہے وا ہی کو گولا لاگت ہے۔ رنجیت سنگھ نے سوچا کہ مین جو کچھ بلکہ کچھ سمجھا تھا وہ غلط سمجھا تھا اب کسی دوست سے کمک کی توقع نہین انگریزون کی ہر طرف سے مدد چلی آتی ہے آدھے سے زیادہ ملک لڑائی کی نذر ہوچکا ہے جو باقی رہا ہے اُس سے بھی آدھی وصول نہین ہوتی ہے اب مقابلہ کرنا مصلحت نہین ہے اس دور اندیش نے اپنے سردارون کو جمع کرکے کہا بھائیو ہماری تمھاری یہ طاقت نہ تھی کہ انگریزون سے ایسے سینہ سپر ہوکر لڑین نہ کہ اُنکو پرے ہٹادین لیکن یہ سری بھگوان کی کرپا ہے کہ میرے سر پر پاگ رہ گئی اب مناسب ہے کہ ہلکہ سے کہدو کہ وہ کسی طرف چلا جائے اب مجھ مین جان نہین کہ انگریزون کے اس دشمن کو پناہ دون غرض کنور رندھیر سنگھ اپنے بیٹے کو قلعے کی کنجیان دیکر لیک صاحب کے پاس روانہ کیا کہ وہ اُنکو جاکر حوالہ کرے اِن کنجیون نے کام مین عجیب مشکل گرہ ڈالی ناخن صلح سے کھولنے مین یہ خرابی تھی کہ ہندوستانی رئیسون کے دلون مین یہ زعم کا سدا دور عرصہ فاسدہ خیال باطل پیدا ہوتا کہ ہم بھی ایسے ہین کہ سرکار کمپنی کی سپاہ کثیر سے سینہ سپر ہوکر لڑ سکتے ہین اور اُس کے دانت کھٹے کرسکتے ہین اگر وہ گرہ چاقو سے

ف ۱۲ اس واقعہ کے بیان مین ہم نے بعض جگہ سے بعض اور بعض جگہ سے بعض واقعات لیکر ملادیے ہین اور اس طرح سے ایک مکمل بیان تیار کیا ہے اس لئے اس بیان کو کسی ایک کتاب کا بیان نہ سمجھنا چاہیے اور اس بیان کے لکھنے مین ہم نے ذیل کی کتابون سے مدد لی ہے ۱ تاریخ ہند مصنفہ مسٹر مارشمن ۲ تاریخ ہند مصنفہ مسٹر کیتھ ۳ تاریخ ہند مصنفہ مسٹر ٹامس ۴ تاریخ ہند مصنفہ مسٹر ٹامس ۵ تاریخ ہند مصنفہ مسٹر ٹامس ۶ تاریخ ہند مصنفہ مسٹر ٹامس ۷ تاریخ ہند مصنفہ مسٹر ٹامس ۸ تاریخ ہند مصنفہ مسٹر ٹامس ۹ تاریخ ہند مصنفہ مسٹر ٹامس ۱۰ تاریخ ہند مصنفہ مسٹر ٹامس ۱۱ تاریخ ہند مصنفہ مسٹر ٹامس ۱۲ تاریخ ہند مصنفہ مسٹر ٹامس

جنگ سے کاٹی جاتی تو اُس مین یہ برائیان تھین کہ ادھر آتش جنگ بھلستی اور پھر اُس پر موسم گرما کی گرمی اور لُو کی لپٹ معلوم نہین کتنے گوروان اور کالون کو ٹھنڈا کرتی سو اس کے قلعے کی استواری اور اہل قلعہ کی جان بازی بہادری ایسی ویسی نہ تھی اور اس ملک مین امن وامان جب تک نہوتا کہ بھرت پور کے علاقے سے نہ نکل جاتا اور سب سے زیادہ یہ بات تھی کہ سیندھیا کو انگریزون کے ساتھ لڑنے کا پھر خیال پیدا ہوگیا تھا اُس مواد فاسد کا دور کرنا بھی ایک امر اہم تھا غرض اس وقت مقتضائے عقل دوراندیش یہی تھا کہ اُس مقام کے دیے ہوجئے اور تحمل اور بردباری کو کار فرما ہوجئے اس لئے انگریزون نے راجہ بھرت پور کے پیغام صلح کو قبول کرلیا اور ۱۰ اپریل ۱۸۰۵ء کو صلح نامہ ان شرائط کے ساتھ ہوگیا اول جب تک انگریزون کو راجہ بھرت پور کے اتحاد اور یک جہتی پر اعتماد نہو گا دیگ کا قلعہ انگریزون کے پاس رہے گا۔ اور بعد اس اطمینان کے بغیر کسی تاوان کے راجہ کو دیدیا جائے گا اور راجہ کو یہ عہد کرنا پڑے گا کہ سلطنت انگریزی کے مخالفون سے کسی طرح کی راہ ورسم نہ رکھے گا اور سرکار کمپنی کی اجازت بغیر کسی یورپ کے آدمی کو اپنے ہان نوکری نہ دے گا دوسرے فرخ آباد کے سکے کا بیس لاکھ روپیہ قسط وار کمپنی کے خزانے مین داخل کرے گا اور جتنا ملک سرکار کمپنی نے راجہ کے ملک کے سوا دیا تھا وہ واپس کرنا پڑے گا ان روپون مین سے سات لاکھ بعد کو معاف ہوگئے دوسرے برس سمت ۱۸۶۲ اگھن سدی ۱۵ کو ۲۷ سال ۸ ماہ ۱۵ دن حکومت کرکے رنجیت سنگھ نے وفات پائی اور اُس کا بیٹا رندھیر سنگھ مسند نشین ہوا۔

۷۔ مہاراجہ رندھیر سنگھ

اس نے راج پاکر سمت ۱۸۶۱ مطابق ۱۸۰۵ء مین لارڈ مارکوئس صاحب گورنر جنرل سے فتح پور سیکری مقام پر ملاقات کی اور دو برس کے بعد پنڈارون سے مقابلے کے وقت انگریزی سرکار کو فوجی مدد دی سمت ۱۸۷۷ مطابق ۱۸۲۱ء مین مہاراجہ کی بینائی مین فرق آگیا اور آسوج سدی ۴ سمت ۱۸۸۰ مطابق ۱۸۲۳ء کو اُسکے گذر جانے سے اُس کا چھوٹا بھائی بلدیو سنگھ گدی کا مستحق ہوا۔

۸۔ مہاراجہ بلدیو سنگھ

اس کے گدی پر بیٹھنے کے بعد اس کا چھوٹا بھائی لچھمن سنگھ مرگیا اور مہاراجہ کو اُس کے فسادی بیٹون بلدیو سنگھ اور درجن سال سے اندیشہ پیدا ہوا جن مین سے پہلے نے مہاراجہ کو مارنا چاہا تھا اور دوسرے نے مہاراجہ کے گذرنے پر نو مہینے تک راج دبالیا یہ مہاراجہ اکثر بیمار رہتا تھا اس نے دوراندیشی یہ کی کہ سمت ۱۸۸۱ مطابق ۱۸۲۵ء مین راجپوتانہ ومالوہ کے رزیڈنٹ جنرل اکٹرلونی کو بھرت پور بلاکر اپنے چھ برس کے بیٹے بلونت سنگھ کو حفاظت ومدد کی اُمید پر اُسکی گود مین بٹھایا اور اُس سے کہا کہ میری آرزو یہ ہے کہ آپ میری حیات مین اس لڑکے کو سرکاری طرف سے مسند نشین کردین سر ڈیوڈ ٹنے گورنر جنرل سے اسکی منظوری منگائی اور بلونت سنگھ کو مسند نشین کردیا اور اسی سال یعنی ۱۸۲۵ء مطابق سمت ۱۸۸۱ پھاگن سدی ۱۱ کو اسال ۵ ماہ ۱۹ دن حکومت کرکے بلدیو سنگھ نے وفات پائی۔

۹۔ مہاراجہ بلونت سنگھ

اس نابالغ راجہ کے کاروبار کا منتظم اُس کا ماموں مقرر ہوا ایک مہینہ نہ گذرا تھا کہ درجن سال نے راجہ کے ماموں کو مار ڈالا اور اس نابالغ راجہ کو اسیر کر لیا اور تمام سپاہ کو کچھ ایسا پڑھایا سمجھایا کہ سب کے دل مین اپنا گھر کر لیا وہ بڑا بلند ہمت سخت مزاج نوجوان تھا سر ڈیوڈ نے اپنے دعوے جواب دہی لیکر وہی حرارت ذاتی و گرم جوشی و چستی و چالاکی جو اُسکے خمیر مین پڑی ہوئی تھی اس موقع پر ظاہر کی اور اپنی طرف سے سارے جاٹون کو اشتہار دیدیا کہ وہ اپنے اُس راجہ کی طرف رجوع کرین جو حقیقت مین مستحق راج کا ہے اور ۱۶ ہزار سپاہ اور ایک سو توپین اس راجہ کی حق رسی کے واسطے اور برٹش حکومت کی صولت جتلانے کے لئے روانہ کین مگر گورنر جنرل نے اس تدبیر کو پسند نہین کیا اُس نے کہا کہ ہم پر واجب نہین کہ اس نابالغ راجہ کو راجہ بزور بنائین اس وقت بھرت پور پر دوبارہ حملہ کرنا کسی طرح مصلحت وقت نہین ہے کہ ادھر گرمی کا موسم ہے اُدھر برسہا والون سے لڑائی ہو رہی ہے اور معلوم نہین کب وہ ختم ہو اگر دوبارہ بھرت پور پر ہزیمت ہو گئی تو تمام ہندوستان مین ایک دفعہ سب جگہ برٹش گورنمنٹ زلزلے مین آجائے گی اور ہندوستانیون کو یقین ہو جائے گا کہ ہم بھی ایسے ہین کہ انگریزون سے لڑ کر اُنپر فتحیاب ہو سکتے ہین جب سر ڈیوڈ نے سپاہ کو جمع کیا تھا تو درجن سال کا یہ ارادہ ہوا کہ برٹش گورنمنٹ کی اطاعت اختیار کیجئے اور نائب الریاستہ بنئے مگر جب اُس نے دیکھا کہ انگریزی سپاہ آگے بڑھنے سے تھم گئی تو اُس نے ہاتھ پیر نکالے کیا نیابت چاہتا تھا یا خود ریاست چاہنے لگا اور تمام افسرون کو اپنے پاس جمع کر لیا راجپوت جاٹ مرہٹے افغان اور سرکار کی ناراض رعایا اُس کے جھنڈے کے نیچے جا کھڑی ہوئی اور ۲۵ ہزار سپاہ کا ازدحام اُس کے پاس ہو گیا جنرل کرلوفی ریخ اور موقوفی کی حالت مین مر گیا جب یہ حال معلوم ہوا تو تمام ممبران کونسل گورنر جنرل کی یہ رائے ہوئی کہ جس لڑکے کی دستگیری کر کے ہم نے رئیس بنایا ہے اُس کا حق جو غضب سے اُس سے لڑنا گورنمنٹ کی عزت اور دستور العمل کا مقتضا ہے چنانچہ سر چارلس مٹکاف نے بھی جو جنرل کرلوفی کی جگہ مقرر ہوا تھا یہی لکھا کہ برٹش گورنمنٹ ہندوستانی ریاستون پر ۱۸۱۷ء سے غالب و مستولی ہو گئی ہے اس لئے یہ اُس کا کام ہے کہ جس کسی ریاست ماتحت مین کوئی قضیہ جھگڑا برپا ہو تو اُس کا خود انفصال کرے اگر گورنمنٹ ایسے ہنگامون کو تماشون کی طرح بیٹھی ہوئی دیکھا کرے گی تو پھر ہندوستانی رئیسون کو لوٹ مار کا حوصلہ ہو گا اور بدنظمی پھیلے گی اور ایک گھر سے دوسرے گھر مین آگ برابر لگتی چلی جائے گی ایسے موقع پر بھرت پور کی تسخیر ضرور ہے کیونکہ حال کی فتحیابی سابق کی ناکامی کا داغ گورنمنٹ کے دامن سے چھٹا دے گی اور اس رائے کو لارڈ ایم ہرسٹ نے بھی منظور کر لیا سر چارلس کو یہ حکم سپرد کر دی کہ اگر درجن سال یون اطاعت اختیار نکرے تو سپاہ اُس پر چڑھائی کیجائے لارڈ کیمبرمر جو کلکتہ ڈرائیچف تھا وہ انگریزی سپاہ اور بڑا توپخانہ لیکر ۱۵ دسمبر ۱۸۲۵ء کو بھرت پور کے سامنے جا پہونچا جو اسی تو پین رات دن گولہ بھرت پور کے قلعے کی فصیل پر مارتی رہین مگر اُس پر کچھ اثر نہوا آخر کو ایک بڑی سرنگ کھودی گئی اور ۳۵۷ من بارود اُس مین بھری گئی ۱۸ جنوری ۱۸۲۶ء کو اُڑائی گئی اُس کے اُڑتے ہی زمین مین زلزلہ آگیا آسمان کے نیچے ایک اور آسمان اُس کے دھوئین سے بن گیا مٹی کے ڈھیلے اور لکڑی کے کندے اور اُنکے ساتھ آدمیون کے سر دھڑ مانگین اوج ہوا پر پرندون کی طرح اُڑتے تھے

ہزارون کا مرغ روح اجل کا صید ہوا غرض اس محاصرے مین چھ ہزار سپاہی درجن سال کے مارے گئے اور ایک ہزار انگریزون کے قتل ہوئے درجن سال نے بھاگنے کا ارادہ کیا مگر فرار نہو سکا گرفتار ہوکر بنارس کو بھیجا گیا اور پانسو روپیہ ماہوار پنشن اُس کو مرتے دم تک ۲۵ سال تک ملی چھوٹے سے راجہ کو پھر لارڈ کیمبر مٹر اور سر چارلس نے مسند پر بٹھایا مگر اس فتح کرنے مین انگریزی لشکر نے اپنی پیشانی پر داغ بدنامی ہمیشہ کو لگایا کہ وہ خود غاصب سلطنت کو نکالنے اور ایک نابالغ بچے کو ریاست کی گدی پر بٹھانے گیا تھا مگر غاصب پر غالب آکر خود غاصب کا بھی باوا بن گیا کہ راج کے خزانے مین پھوٹی کوڑی نہ چھوڑی جواہر خانے مین بوتھ بھی نرہنے دی اڑتالیس لاکھ روپے کے قریب لوٹ کر سپاہ نے آپس مین تقسیم کرلیا اور لارڈ کیمبر مٹر نے بھی چھ لاکھ روپے اپنے حصے کے لئے اور اس کی دلیل سوفسطائیہ یہ گھڑی گئی کہ درجن سال بالکل راج کا مالک تھا اور سب خلقت اُس کو بھرت پور کا مہاراجہ مانتی تھی اور بلونت سنگھ کے راج کے دعوے کو نہ کوئی ظاہر مین مانتا تھا نہ دل مین اس لئے درجن سال تمام مال دریاست کا مالک تھا اور اُس نے کوئی راجہ کا حق اُس پر قائم نہین رکھا تھا پس جو کچھ لوٹا وہ درجن سال کا مال لوٹا ہندوستان مین بھرت پور کے لوٹنے کی اور سپاہ کی کونکون کی داستانین مشہور ہوگئین ایک لطیفہ جو زبان زد خلائق ہے اُسی کو لکھ کر ہم قلم کو ٹھہرا دیتے ہین کسی ظریف جاٹ نے ایک انگریزی افسر سے کہا کہ اگر آپ اپنی سلطنت چاہتے ہین تو گورون کی سپاہ کو یہان سے علیحدہ کیجئے اُنھون نے کہا کہ کیون اُس نے جواب دیا کہ جانیون اور گورون سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ آپ سمجھ لیجئے کیسی قوی ہوگی اور وہ اس کا کیا حال کرے گی ایک اور لطیفہ بھی اس کے ساتھ ہے کہ جب قلعہ بھرت پور تعمیر ہوا تھا تو پنڈتون نے کہا تھا کہ ایک کمبھیر (بیاے معروف) یعنی مگر مچھ اس سارے خندق کا پانی نہ پیے گا وہ کبھی فتح نہوگا کہتے ہین کہ اس بھلاوے مین اُنھون نے کچھ لڑنے کی تیاری نہین کی اور جب فتح ہوگیا تو اُنھون نے اُنکی پیشین گوئی کی یہ تاویل کی کہ کمبھیر کمانڈر انچیف تھا اور خندق کا پانی پینا یہ تھا کہ اُس نے پانی کا راستہ بند کردیا تھا خندق خشک ہوگئی تھی کیونکہ جن جھیلون مین سے خندق مین پانی آتا تھا وہان سپاہی مقرر کرکے پانی کی ادھر آمد بند کردی تھی اب اس قلعے کی دیوارین ڈھا ڈھوکر زمین کی برابر کردی گئین۔

مہاراجہ بلونت سنگھ کو راج دیا جاکر اُس کے ہوشیار ہونے تک ایک پولیٹیکل ایجنٹ کام کی نگرانی پر رکھا گیا دوسرے برس ناقص انتظام اور عام خکایت کے سبب پولیٹیکل ایجنٹ کی رپوٹ پر مہاراجہ کی والدہ حکومت سے بے دخل اور جانی بجنا تھ دیوان شہر بدر کیا گیا سمت ۱۸۹۱ مطابق سنہ ۱۸۳۵ء مین مہاراجہ کو ریاستی اختیارات دے جاکر ایجنسی اُٹھالی گئی سمت ۱۹۰۷ مطابق سنہ ۱۸۵۱ء مین کنور جسونت سنگھ پیدا ہوا جس کی خوشی مین مہاراجہ نے تمام قیدیون اور رعایا کو انعام اور شیرینی وغیرہ تقسیم کرنے کے سوا قیدخانے کے تمام قیدی چھوڑ دیے۔

مسند نشینی سے ۲۷ سال ۲ ماہ ۲ دن کے بعد پھاگن سدی ۱۰ سمت ۱۹۰۹ مطابق سنہ ۱۸۵۳ء کو مہاراجہ کا انتقال ہوگیا۔

۱۰۔ مہاراجہ جسونت سنگھ

یہ مہاراجہ اپنے والد کے بعد راج کا مالک ہوا اور اساڑھ بدی ۲ اور سمت ۱۹۱۰ مطابق سنہ ۱۸۵۳ کو مسند نشینی کی

رسم ادا ہونے پر دیوان بھولا ناتھ قید سے چھوٹ کر عہدے پر بحال کیا گیا۔ دوسرے برس کرنل ہنری لارنس رزیڈنٹ راجپوتانہ کی تجویز سے بھرت پور مین عدالتین اور علاقے مین تحصیل و تھانے انگریزی ملک کی طرح قائم ہوئے ۱۸۵۷ء کے غدر مین ریاستی اہلکارون نے پولٹیکل افسر کی صلاح سے باغیون کو اپنے علاقے مین نہ ٹھہرنے دیا سمت ۱۹۱۵ مطابق ۱۸۵۹ء مین مہاراجہ جسونت سنگھ کی شادی پٹیالے کے مہاراجہ نوینہ رسنگھ کی بیٹی سے ہوئی اور بابو بھولا ناتھ داس بنگالی اسسٹنٹ سرجن مہاراجہ کی اتالیقی پر مقرر کیا گیا۔ سمت ۱۹۲۵ مطابق ۱۸۶۹ء مین اُس کو سرکار سے انتظامی اختیارات عطا ہو کر کئی برس کے واسطے پولٹیکل افسر سے صلاح لینے کی شرط مقرر کی گئی جو دو برس کے بعد کرنل برک ایجنٹ گورنر جنرل کے بھرت پور آنے پر موقوف ہو گئی۔ اختیارات حاصل ہونے سے پہلے پٹیالے والی رانی مہاراجہ سے رنجیدہ ہو کر اپنے وطن کو چلی گئی جہان اُس کا اور اُس کے کنور کا تھوڑے دنون کے فرق سے انتقال ہو گیا۔ ماہ ستمبر ۱۸۷۲ء مطابق سمت ۱۹۱۸ مین مہاراجہ کے کنور رام سنگھ پیدا ہوا۔ یکم جنوری ۱۸۷۷ء کو حضور ملکۂ انگلستان وہندوستان کے خطاب شاہنشاہی اختیار کرنے پر مہاراجہ کو تمغاے ستارۂ ہند درجہ اول عطا ہوا اور سمت ۱۹۴۳ مطابق ۱۸۸۷ء مین جشن جوبلی کے موقع پر مہاراجہ نے اپنی طرف سے مبارکباد کے لئے چار اہلکار لندن بھیجے جو وہان سے خاطرداری کے ساتھ واپس آئے۔

۱۸۹۳ء مین مہاراجہ نے وفات پائی اور اس کا بیٹا رام سنگھ مسند نشین ہوا۔

۱۱- مہاراجہ رام سنگھ

ہنوز اسے اختیارات کامل حاصل نہوئے تھے کہ ۱۹۰۰ء مین بعض ناشدنی امور سے معزول کیا گیا اور اس کا خرد سال فرزند مسند نشین ہوا۔

۱۲- مہاراجہ برجندر اندر سوای کشن سنگھ جی

۴ اکتوبر ۱۸۹۹ء کو ولادت واقع ہوئی اور ۱۲ اگست ۱۹۰۱ء کو مسند نشین کئے گئے یہ مہاراجہ کچھ عرصے کے لئے ولایت بھی گئے تھے وہان سے ۱۹۱۴ء مین مع الخیر واپس آگئے۔

ریاست ٹونک

اس ریاست مین چھ متفرق پرگنے ٹونک ورام پورہ عرف علیگڑھ و نیمباہیڑہ و سرونج و چھبڑہ و پیڑاوہ واقع راجپوتانہ و وسط ہند داخل ہین اس سبب سے اُس کے موقع والحاق حدود کی کیفیت مثل دیگر ریاستون کے تحریر مین نہین آسکتی ہین۔

ٹونک ورام پورہ کہ باہم ملحق السرحد مگر بیس میل کے فاصلے پر ہین راج جیپور کے اندر شہر جیپور سے جنوب مین بجانب بوندی واقع ہین نیمباہیڑہ جنوب مغرب مین ۱۴۰ میل ہے اور سرونج جنوب مشرق مین ۱۶۰ میل ہے نیمباہیڑے کے گرد علاقہ میواڑ و جاورہ و سرونج کے گرد ممالک مہاراجہ سیندھیا واقع مشرقی مالوہ و بھوپال و بیتوہ ندی و ضلع ساگر مین

نیما ہیڑہ اور سروبج کے درمیان دونون سے اسّی میل کے فاصلے پر پڑاوہ ہے اُس کے اطراف مین علاقجات مہاراجگان سیندھیا و ہلکر و راج جھالاواڑ ہین اور چھبڑہ ٹونک اور سروبج کے درمیان واقع ہے اور جھالاواڑ کو راج گوالیار کے ماتحت کھی چی ریاستون سے علٰحدہ کرتا ہے - اگرچہ ہر پرگنے کی کیفیت علٰحدہ ہے مگر سب سیراب ہین اور پانی بہت اچھا ہے - اس ریاست مین بناس اور پاربتی دو ندیان ہین بناس ٹونک کے قریب ریتے کی زمین مین بہتی ہے موسم گرما و سرما مین اُس مین پنڈلیون تک پانی رہتا ہے مگر بارش مین نصف میل کے عرض مین بڑے زور شور سے بہتی ہے پاربتی پرگنہ چھبڑہ کی مشرقی سرحد پر ہے یہ بہت خوشنما ہے کسی مقام پر چند دھارون مین منقسم ہوگئی ہے اور بعض مقام پر بہت عمیق اور بند پانی کی ایک دھار ہوگئی ہے اکثر مقامات پر اُس مین سرسبز و پُر رونق جزائر ہین - پرگنات ٹونک و رام پورہ کی زمین ہموار ہے بعض مقامات پر چھوٹی چھوٹی پہاڑیان ہین شہر ٹونک بھی ایک پست پہاڑی کے نیچے عجیب انداز سے واقع ہے رام پورہ کی مشرقی سرحد ایک بڑے سرسبز درخت پہاڑ کا پانی ڈھال ہے کہ گرد و نواح کے ملک سے ہزار فٹ بلند ہے اور بوندی سے دریاے چمبل کے متوازی واقع ہے دونون پرگنون کی زمین زرخیز مگر کسی قدر نرم ہے بعض مقام پر ریتیہ ہے اور بعض پر چکنی سیاہ مٹی ہے پانی زیادہ تر سطح زمین سے قریب اور خوش ذائقہ ہے شور پانی بھی بہت ہے اور اکثر مقامات پر شیرین پانی کے قریب ملتا ہے مثلاً ٹونک مین کان سنگ سے ایک طرف شیرین پانی ہے اور دوسری طرف ایسا شور ہے کہ زبان پر نہین رکھ سکتے اس ریاست کی آبادی تقریباً ۴ لاکھ اور آمدنی تخمیناً ۲۰ لاکھ ہے -

ٹونک

شہر ٹونک عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ ۱۰ دقیقہ اور طول بلد مشرقی ۷۵ درجہ ۵۶ دقیقہ پر لب سڑک دہلی و مؤ دہلی سے ۲۱۸ میل جنوب مغرب مین اور مؤ سے ۸۹ میل شمال مین بناس ندی کے کنارہ راست پر واقع ہے یہان یہ ندی علی العموم دو فٹ پانی کے عمق سے یا یاب رہتی ہے شہر کے گرد فصیل پختہ اور ثمین خام قلعہ ہے -

ایک تاریخ مین لکھا ہے کہ خواجہ رام سنگھ مرسلہ کہین بادراجہ دہلی نے بتاریخ ۱۳ ماگھ سمت ۱۰۰۳ مین گانون آباد کرکے اُس کا نام ٹونکڑہ رکھا تھا کہ یہ آبادی اب تک کوٹ کے نام سے مشہور ہے بعد ازان ماہ سدی ۵ سمت ۱۳۳۷ کو علاء الدین خلجی نے مادھوپور و چتوڑ فتح کئے تب اس گانون کی دوبارہ آبادی ہوئی وقائع راجپوتانہ مین اسی طرح مذکور ہے لیکن اس مین کلام ہے اس لئے کہ بقول سلسلۃ الملوک علاء الدین خلجی بست و دوم ذیحجہ ۶۹۵ھ ہجری مطابق ۱۲۹۵ء کو تخت نشین ہوکر بیس سال چند ماہ حکومت کے بعد شب ششم ماہ شوال ۷۱۶ھ ہجری مطابق ۱۳۱۶ء کو فوت ہوا اس حساب سے اُس کا عہد فرمان روائی سمت ۱۳۵۲ سے سمت ۱۳۷۲ تک کے درمیان یا اس سے ایک آدھ سال آگے پیچھے قرار پاتا ہے ۱۸۰۶ء مین ٹونک نواب امیر خان کے قبضے مین آیا اُس نے شہر سے ایک میل جنوب مین اپنی بود و باش اور ریاست کے کارخانون اور دفترون کے واسطے عمدہ و عالی شان مکانات تعمیر کرائے -

رام پورہ

قصبۂ رام پورہ عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۵۸ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ۱۴ دقیقہ پرجے پور سے ۷۰ میل جنوب مشرق مین آگرے سے ۱۴۵ میل مغرب مین واقع ہے اس قصبے کے گرد بہت مضبوط شہر پناہ ہے کہ بعض مقامات پر اُس کا عرض ۴۰ فٹ ہے اور جہان کم سے کم ہے وہان بھی بیس فٹ ہے - تاریخ ۱۵ مئی ۱۸۰۴ء کو انگریزی فوج محکوم کرنل ڈون نے حملہ کرکے اس قصبے کو فتح کیا تھا فوج حملہ آور مع ایک بارہ پونڈکی توپ کے بزور بڑھی ہوئی چلی گئی اور اُس کے ذریعے سے تینون دروازے کہ قلعے کے راستے مین ایک بعد دوسرے کے آتے ہین کھل گئے - دشمن کی ایک ہزار جمعیت مین سے چالیس پچاس آدمی مارے گئے اور بتعداد کثیر مجروح ہوئے اور چار سو آدمیون کو بمد اقرار ایک میدان مین انگریزی فوج نے تعاقب کرکے گرفتار کیا اور مارالبعد ازان عہدنامہ ۱۸۰۵ء کے بموجب سرکار انگریزی نے رام پورہ مہاراجہ ہلکر کو واپس دیدیا اور ۱۸۱۸ء مین جبکہ جنگ مہدپور کے ذریعے سے ممالک مہاراجہ ہلکر کے سرکار انگریزی کے قبضے مین آئے تو بشمول دیگر پرگنات عطیہ سال گذشتہ نواب امیر خان کو عطا کردیا -

نیماہیڑہ

عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۳۶ دقیقہ طول بلد شرقی ۷۴ درجہ ۴۳ دقیقہ پر اور راج میواڑ کے مغربی کنارے پر مگر اُس کے علاقے کے اندر علاقۂ جاوو و بیچ سے ملحق نصیرآباد کی سڑک پر بیچ سے ۱۶ میل شمال مغرب مین اور نصیرآباد سے ۲۷ میل جنوب مین واقع ہے اُس کے گرد فصیل و برجین ہین اگرچہ جب سے ریاست قائم ہوئی ہے پرگنہ نیماہیڑہ ٹونک کے شامل رہا ہے مگر مدت تک اُس کا انتظام مال و عدالت اہتمام سے سرکار انرایل ایسٹ انڈیا کمپنی کے ہوا تھا اس کا سبب یہ ہے کہ ایک دفعہ یہان کے بدمعاشون نے رعایاے سرکار انگریزی ساکن بیچ پر حملہ کرکے لوٹ لیا اور اُن مین سے چند اشخاص کو مار ڈالا صاحب انگریز حاکم ضلع بیچ نے نواب امیر خان کو مدعیون کی حقرسی کے واسطے لکھا تو اُس نے جواب دیا کہ اس دور دراز ملک مین اپنی حکومت قائم رکھنے اور مفسدون کو سزا دینے کے واسطے میرے پاس فوج کافی نہین ہے اس واسطے مین چاہتا ہون کہ سرکار انگریزی اس پرگنے کا ٹھیکہ لیکے مجھکو جمع مناسب دیا کرے اور حسب خواہش اپنے ملک کا انتظام کرے - یہ درخواست منظور ہوئی - کرنل تاڈ نے ۱۸۲۰ء مین اس قصبے کو دیکھکے لکھا ہے کہ یہان شہر کے گرد عمدہ فصیل ہے اور قصبہ بہت بڑا ہے اور مالوہ و ہندوستان کی سڑک اعظم پر واقع ہونے سے تجارت بکثرت ہوتی ہے - علاقۂ نیماہیڑہ کی زمین سیاہ اور چکنی ہے افیون بکثرت پیدا ہوتی ہے اکثر مقامات پر زمین دوز سہاڑہین -

پیڑاوہ

پرگنۂ پیڑاوہ کی زمین و پیداوار کی کیفیت نیماہیڑہ کے حال سے بہت مشابہ ہے قصبہ پیڑاوہ عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۹ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۴ درجہ ۴ دقیقہ پر لب سڑک اجین و کوٹہ اُجین سے ۶۹ میل شمال مین کوٹہ سے ۲۰ میل جنوب مین واقع ہے -

سرونج

پرگنۂ سرونج واقع مالوہ کی زمین سب سے بہتر ہے اور اُس کا رقبہ دیگر پرگنات سے زیادہ ہے اس واسطے وہ ریاست مین بہترین محال سمجھا جاتا ہے اس پرگنے مین چھوٹی چھوٹی ندیان دوازدہ ماہ جاری رہتی ہین اور کثرت زراعت و سرسبزی انبہ و مہوہ والی وبڑ و پیپل وغیرہ سے زمین بہت خوشنما معلوم ہوتی ہے جنوب و مغرب کی سرحد پر پہاڑی زمین اور بن ہے آبنوس وغیرہ عمدہ قسم کی لکڑی ہوتی ہے۔ اس پرگنے کی بلندی سطح سمندر سے علی العموم ۱۵۰۰ فٹ ہے اور بعض مقامات ۱۸۰۰ فٹ بلند ہین بارش کثرت سے ہوتی ہے خشکی سے کبھی قحط نہین ہوتا غرقی سے اکثر ہوتا ہے۔ شہر سرونج عرض بلند شمالی ۲۴ درجہ ۶ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۷ درجہ ۴۱ دقیقہ پر لب سڑک نصیرآباد و ساگر نصیرآباد سے ۲۷۲ میل جنوب مشرق مین اور ساگر سے ۷۸ میل شمال مغرب مین واقع ہے اُس کا موقع بلند سرزمین واقع شمال کے گھاٹ یعنی اُتار کے دامن پر ہے مشرق و جنوب مغرب مین زمین کشادہ و سیراب و مزروعہ ہے سرونج اگرچہ اب بھی بہت بڑا قصبہ ہے مگر جس حالت مین ٹیورنیر نے سترھوین صدی مین دیکھا تھا اُس سے بہت کم ہوگیا ہے اُس زمانے مین سوداگرون اور کاریگرون سے بھرا ہوا تھا اور بیش قیمت ململ اور چھینٹون کیواسطے سرنام تھا تجارت بہت ہوتی تھی تفن تھلر کے زمانے مین شہر کے گرد فصیل تھی وہ بھی اب نہین رہی مگر عمدہ بازار اب تک موجود ہے آبادی کے باہر ایک بت کا بڑا سیاہ سر ہے اُس پر ہندو گھی اور تیل چڑھاتے ہین شہر سے مغرب مین مستطیل شکل کا قلعہ ہے اُس کے ہر گوشے پر مربع برجین ہین اور جنوب مین عمدہ پانی کا تالاب ہے۔ مغرب کی طرف بلندی پر سے پانی کا چشمہ جاری ہے اُس مین سے پینے کے واسطے شیرین پانی آتا ہے کنودن کا پانی شور ہے۔ ۱۷۹۸ء مین مہاراجہ جسونت راؤ ہلکر نے یہ پرگنہ نواب امیر خان کو دیا تھا۔ ۱۸۰۹ء مین نواب امیر خان نے ناگپور پر یورش کا ارادہ کیا تو سرکار انگریزی سے بہ افسری کرنل کلوز سرونج پر فوج کشی ہوئی۔ ۱۸۱۷ء مین سرکار نے بشمول دیگر پرگنات کے نواب کو دیدیا۔

چھبڑہ

پرگنۂ چھبڑہ کے شمال اور متوسط حصے ہموار و زرخیز و مزروعہ ہین زمین سیاہ اور چکنی ہے مگر اول درجے کی نہین ہے جنوب مین زمین پہاڑی اور نالون سے پھٹی ہوئی ہے چیڑ کی لکڑی بکثرت ہوتی ہے۔ قصبہ چھبڑہ عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۳۷ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ۵۱ دقیقہ پر اثنائے راہ نصیرآباد و ساگر نصیرآباد سے ۱۹۷ میل جنوب مشرق مین اور ساگر سے ۱۵۳ میل شمال مغرب مین واقع ہے۔

تاریخ

محمد شاہ بادشاہ دہلی کے عہد مین طالع خان قصبۂ جوہر علاقہ بنیر سے ہندوستان مین آیا اور نواب علی محمد خان روہیلہ کی سرکار مین نوکری کرلی جب محمد شاہ نے نواب علی محمد خان پر چڑھائی کی تو طالع خان بعض دوسرے افغانون کی طرح نواب علی محمد خان کی رفاقت چھوڑکر بن گڑھ کے محاصرے سے نکل گیا اور ترینہ سرائے من محلات

سنبھل مین آکر مقیم ہوا اور یہین انتقال کیا۔ اس کے فرزند محمد حیات خان کو دوندے خان روہیلہ سپہ سالار نواب علی محمد خان نے نوکر رکھ لیا بعد وفات دوندے خان کے محمد حیات خان نے سلسلۂ ملازمت ترک کر دیا اور زراعت سے وجہ معاش پیدا کرنے لگا ۱۱۸۳ ہجری مطابق ۱۷۶۹ء مین اُس کے ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام امیر خان رکھا اُس کے چہرے سے بچپن مین ہی آثار شجاعت نمایان تھے اس صفت نے اُس کو والدین کی خدمت سے جدا ہونے پر مجبور کیا اور بلا رضامندی والدین کے لکھنؤ کو گیا اور وہان سے واپس آکر میرٹھ مین نواب غلام قادر خان نبیرۂ نواب نجیب الدولہ کی فوج کے شامل ہوا اگر اپنے حوصلے کے موافق حصول عہدہ مین ناکام رہا جسکی وجہ بلا اطلاع والدین کے چلے آنا خیال کرکے وطن کو واپس ہوا اور دوبارہ والدین کی اجازت سے بیس برس کی عمر مین چھوٹے بھائی اور دس آدمیون کو لیکے اپنے وطن سے تلاش معاش مالوے کو گیا اور وہان ملکی فوج مین نوکر ہوا تھوڑے عرصے کے بعد اُس کی ترقی کی صورت پیدا ہوئی کہ بھوپال مین چھتہ خان کے ۱۷۹۴ء مین مرنے پر مختلف فریقون نے فوجین بھرتی کین امیر خان مع چھبیس سوار اور ساٹھ پیادون کے نواب حیات محمد خان کے پاس نوکر ہو گیا ایک سال یہان رہ کے جے سنگھ کھچی راگھو گڑھ کے مخرج راجہ کی مع ایک ہزار رفیقون کے نوکری کرنے کے واسطے بھوپال سے چلا گیا مہاراجہ سیندھیا نے راجپوت رڈسائے کھچی کو نکالدیا تھا اس واسطے وہ غارتگری کرکے اپنی اور اپنے ہمراہیون کی دفع الوقتی کرتے تھے اس نوکری مین امیر خان نے بے باکانہ دلیری ثابت کرکے بہت شہرت حاصل کی انھین دنون مین راجہ راگھوگڑھ اور سرداران سیندھیا کے باہم لڑائی ہوئی سرداران سیندھیا کے امیر خان کی شجاعت سے حوصلے پست ہو گئے مگر کھچیون مین سے ایک رئیس سے نااتفاقی پیدا ہو گئی اس واسطے امیر خان والی راگھوگڑھ کے پاس زیادہ نہ رہ سکا اُس سے علحدہ ہو کر بالا راؤ انگلیہ مرہٹہ کے پاس کہ وہ حسب ایماے مراد محمد خان وزیر بھوپال کے انتظام ملک کرتا تھا نوکر ہوا اور اُس کو فتح گڑھ کا قلعہ اور نواب غوث محمد خان کی ذات خاص کی حفاظت سپرد ہوئی مگر مراد محمد خان کے انتقال اور مرہٹون کی واپسی سے اُس کا تعلق فتح گڑھ سے چھوٹ گیا چھ مہینہ تک کوشش کی کہ وزیر خان وزیر جدید کے پاس نوکر ہو جائے اور نوکر بھی ہو گیا مگر اُس کے نزدیک امیر خان کا طریقہ پُر شر و فتنہ انگیز ثابت ہوا اس واسطے اُس نے موقوف کر دیا اُس زمانے مین مہاراجہ جسونت راؤ ہلکر کا ستارہ اقبال کامل عروج پر تھا اس واسطے امیر خان ۱۷۹۹ء مطابق ۱۲۱۴ ہجری مین اُس کے پاس گیا اُس نے بڑی تعظیم و تواضع سے رکھا اور بجاے تابعدار کے دوست سمجھتا رہا اس وقت سے جب تک ۱۸۰۶ء مطابق ۱۲۲۱ ہجری مین مہاراجہ جسونت راؤ نے ہندوستان سے معاودت کی دونون شامل حال رہے مہاراجہ جسونت راؤ حاکم و مالک تھا مگر نواب امیر خان بھی بجز اُس کے کسی دوسرے کا ماتحت نہ تھا بلکہ فوج کا اول افسر سمجھا جاتا تھا جس کو چاہتا موقوف کرتا اور جس کو چاہتا بحال رکھتا مگر اس بااختیاری کے ساتھ تکلیف بھی بہت تھی بے زری و تہیدستی کے سبب سے بضرورت ادائے تنخواہ فوج اکثر غارتگری و کشت و خون کا مرتکب ہونا پڑتا تھا اور بعض اوقات اس ذریعے سے روپیہ میسر نہ آتا تو فوج کے ہاتھ سے سخت اذیت اُٹھاتا اکثر ایسا ہوتا تھا کہ بہ تقاضاے تنخواہ فوج نواب کو توپ سے باندھ دیتی اور اسی حالت سے دیر تک دھوپ مین رکھتی الغرض اُس کی فوج اگرچہ وقت

ضرورت پر جس طرف اُس کا آقا ہوتا بڑی بہادری اور جان فشانی کرتی تھی مگر اصل مین بجاے سپاہ کے غارتگرونکی جماعت تھی اس کی تعداد رفتہ رفتہ بیحد بڑھ گئی تھی کہ ۱۸۰۶ء مین ۳۵۰۰۰ آدمی اور ۱۱۵ توپین تھین مہاراجہ ہلکر نے امیر خان کو ۱۷۹۸ء مطابق ۱۲۱۳ ہجری مین پرگنہ سروج واقع مالوہ اور ۱۸۰۶ء مطابق ۱۲۲۱ ہجری مین جیپور سے چھین کر پرگنہ ٹونک اور ۱۸۱۷ء مطابق ۱۲۳۳ ہجری مین پرگنات پڑاوہ وچھڑہ واقع سرحد راجپوتانہ ومالوہ اور نیماہیڑہ واقع میواڑ جنیراب ریاست ٹونک مشتمل ہے جاگیر مین نکال دیے تھے مگر اس فوج کشی کے گذارے کے واسطے یہ جاگیر کب کافی ہوسکتی تھی اس واسطے اُس کی فوج راجپوتانہ ومالوہ وبندیل کھنڈ مین گشت کیا کرتی تھی۔ مہاراجہ جسونت راؤ ہلکر نے نواب امیر خان کی شجاعت سے اپنے بڑے بھائی کاشی راؤ ہلکر پر فتح پائی تھی اور تمام مالوے کا مالک ہوگیا تھا۔ ۱۸۰۵ء مین جب انگریزون اور جسونت راؤ ہلکر کے درمیان جنگ وجدل ہوئی اور ہلکر دیگ مین پناہ پذیر ہوا فوج انگریزی عملہ آور ہوئی دیگ فتح ہوئی دیگ کی لڑائی کے بعد جب ہلکر نے بھرت پور مین پناہ لی اور لارڈ لیک نے اُس کا تعاقب کیا اور ہلکر کی حوالگی چاہی تو رنجیت سنگھ نے دینے سے انکار کیا جس پر قلعہ کا محاصرہ کیا گیا اور رنجیت سنگھ نے قابل تعریف مقابلہ کیا امیر خان بھی اپنے سوارون سمیت ہلکر سے آن ملا تھا اور انگریزی لشکر کو حیران کرنا شروع کیا تھا اور بہت دفعہ اُس نے یہ ارادہ کیا کہ انگریزون کی کمک کے واسطے جو سپاہ کوٹے کے راستے سے کرنل مری کے ساتھ آتی ہے اُسے بھرت پور نہ پہونچنے دے مگر وہ جب اپنے ارادون مین کامیاب نہوا تو راجہ بھرت پور نے یہ کہا کہ ہلکر اور امیر خان مین اتفاق راے نہین ہے جب سردار آپس مین متفق ہوکر میدان جنگ مین نہ لڑ سکین تو بہتر یہ ہے کہ ایک اُن مین سے بھرت پور مین رہے اور دوسرا دشمن کے ملک مین جاکر کہین فتنہ انگیزی شروع کرے ہلکر تو مرد میدان ایسے نہین تھے کہ وہ کہین اڑ جاتے فرخ آباد اور دیگ مین شکست پاچکے تھے امیر خان البتہ دل چلا جان باز سپاہی تھا وہ روہیلکھنڈ کی طرف چلا یہین کا رہنے والا تھا مگر جس روز وہ ہلکر سے جدا ہوا اُسی روز جنرل سمتھ سوارون اور توپخانے کے ساتھ اُس کے پیچھے روانہ ہوا امیر خان مرادآباد پہونچا وہان انگریز کچھ سپاہ کے ساتھ پڑے ہوئے تھے دو روز تک وہ اُس سے لڑتے رہے کہ جنرل سمتھ جا پہونچا یہ دیکھتے ہی امیر خان مرہٹون کا لشکر لیکر بہاڑدون کی طرف بھاگا اور جنرل بھی اُسکے پیچھے پیچھے چلا اور افضل گڑھ پر ۲ مارچ ۱۸۰۵ء کو لڑائی ہوئی دو چار ہاتھ امیر خان کی سپاہ نے اچھے کئے مگر پھر میدان سے بھاگ نکلا اور روہیلکھنڈ کو کھنڈ ڈالا اور اُس کے قصبون کو لوٹتا مارتا اور انگریزی سپاہ سے کہین کہین چھیڑ چھاڑ کرتا ۱۳ مارچ کو گنگا پار اُترا اسوقت سو آدمی اُسکے ساتھ تھے پھر اُسنے اپنی پراگندہ سپاہ کو جمع کیا اور ۲۰ مارچ کو ہلکر سے جا ملا۔

۱۸۰۶ء مطابق ۱۲۲۱ ہجری مین امیر خان کی شادی دختر اخوند زادہ محمد ایاز خان سے ہوئی جس کے بطن سے ۱۲۲۲ ہجری مین ایک فرزند پیدا ہوا جس کا نام محمد وزیر خان رکھا اور ۱۸۰۶ء مین امیر خان والی جیپور کے پاس کہ واسطے ازدواج دختر رانا ے اودیپور کے مہاراجہ جودھپور سے برسر مقابلہ تھا چلا گیا اور اُسکی مدد مین فوج خرچ مقرر کرکے کوشش کی۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ رانا ے اودیپور کی ایک بیٹی مہاسندری پیاری کرشن کماری تھی اُس کی سگائی بھیم سنگھ مہاراجۂ جودھپور سے ہوئی تھی مگر شادی سے پہلے یہ مہاراجہ مرگیا اور مان سنگھ اُس کا جانشین ہوا ادھر جگت سنگھ راجۂ جیپور نے رانا کے ایما سے اس لڑکی کے ساتھ شادی کرنے کا پیغام بھیجا اور تین ہزار لشکر کا ازدحام مہاراجہ جودھپور کے آدمیوں کی مزاحمت کے لئے روانہ کیا مہاراجہ جودھپور نے اس فوج کو روکنے اور ہٹانے کی تیاری کی اور اُس کو وہاں سے نکلوا دیا راجہ جیپور اسے اپنی پرلے درجے کی بے عزتی سمجھا اور غصے میں آگ ہوگیا ایک لاکھ آدمیوں کا لشکر جمع کرکے درپے انتقام ہوا۔ اس لشکر میں طرح طرح کے آدمی تھے کچھ مرہٹے کچھ راجپوت کچھ افغان۔

جب پنجاب میں ہلکر سے انگریزوں کی صلح ہوگئی تھی تو امیر خان کا بڑا پتلا حال ہوگیا تھا۔

اُس کا ارادہ تھا کہ افغانستان اُڑ جائے مگر اب وہ ہندوستان میں آگیا اور سپاہ فراوان جمع کرکے راجہ جیپور کے ساتھ ہوا سیندھیا نے بھی دوسردار راجہ جے پور کی اعانت کے واسطے بھیجدیے سوائی سنگھ جودھپور کی ریاست کے علاقہ پوکرن کا جاگیردار تھا بھیم سنگھ کے لڑکا بعد اُس کے مرنے کے پیدا ہوا مان سنگھ کے خوف سے سوای سنگھ کے پاس رافی چلی آئی وہ اس لڑکے کا طرفدار ہوا اور اُس کو راجہ بنانا چاہا حالانکہ رافی خوف کے مارے اس لڑکے کے جننے سے انکار کرتی تھی اس سبب سے مہاراجہ اور سوای سنگھ میں بیر پڑ گیا اس ہنگامے میں وہ راجۂ جیپور کے پاس آیا غرض کوئی راجپوتوں کا رئیس بچا ہوگا جو اس لڑائی میں کسی نہ کسی طرف نہوا ہو فروری ۱۸۰۷ء میں ایک جنگ عظیم ان دشمنوں میں ہوئی اُس میں مان سنگھ کو شکست فاش ہوئی اور اُس کے تمام ارکان سلطنت ساتھ چھوڑ بھاگ گئے یہ مہاراجہ میدان جنگ سے بھاگ کر اپنی دارالریاست کے قلعہ میں جا کر چھپا اور اس قلعے کو کئی مہینے تک دشمنوں کے ہاتھ سے بڑی مردانگی اور دلیری سے بچائے رکھا دشمنوں نے ملک کو لوٹ کر برباد کر دیا مہاراجہ جودھپور نے امیر خان کو اپنے سے ملانا چاہا اور اُس سے اس معاملے کی بات چیت کی یہ پرانا گھاگ یہ نہیں چاہتا تھا کہ میں کسی راجپوت کی ریاست کو تحت الرثے کو پہونچادوں اس لئے کہ وہ تو لوٹ کا دیوانہ تھا کہ کبھی اس طرف ہو کر اُس طرف سے مال مارے کبھی اُس جانب سے ہو کر دولت سے دامن بھرے اگر دوسری جانب تباہ ہو کر باقی نہ رہتی تو پھر یہ بُردین کہاں ہاتھ لگتیں غرض یہ سرتیلا جانباز جوان مرد راجہ جیپور سے بوجہ اُس کی بے وفائی کے علیحدہ ہوگیا اور مہاراجہ جودھپور سے اس اقرار سے لگیا کہ وہ ساڑھے چار لاکھ روپیہ ماہوار حق اعانت دیتا رہے گا اور چار لاکھ روپیہ کی جاگیر باورچی خانے کے خرچ کے لئے دے گا اب جیپور پر سخت مصیبت نازل ہوئی مہاراجہ جودھپور کا ادھر تو امیر خان کے دوست بنانے اور لڑائی کے خرچ میں ایک کروڑ بیس لاکھ روپیہ خرچ ہوا اُدھر ملک بالکل برباد پڑا تھا سوائے اس کے جب تک سوای سنگھ بانی فساد نہ مارا جائے تو اُس کا راج نہیں ہوسکتا تھا اس پر امیر خان نے کہا کہ یہ کیا مشکل بات ہے ۳۵ لاکھ روپیہ دلوائیے کام دشمن کا ہم تمام کردیں گے مہاراجہ نے کہا اچھا اب اُس کے مارنے کی گھات میں امیر خان چلا اور یہ بہانہ کیا کہ مان سنگھ سے میری بگڑ گئی ہے اور نا گور میں پہونچا اور قرآن درمیان کیا کہ میں تمہارا دل سے اخلاص مند ہوں سوای سنگھ اُس کے دام میں پھنس گیا اور اُس نے ملاقات کو بلایا یہ اجل گرفتہ راجپوت وہاں گیا جب ملاقات کے خیمے میں بیٹھا تو اُس کی طنابیں کاٹ دی گئیں

غرض خیموں کی رسیدوں نے تو انھیں پھنسایا اور بندوق کی گولیوں نے شکار کیا اور توپ کے گرانیوں نے کباب بنایا لوٹ اور کشت وخون سے دونوں ریاستیں تباہ وبرباد ہوگئیں اس لڑائی میں رانا اودے پور کسی طرف نہ بولا یہ ساری ہنگامہ آرائی اُس کی لڑکی کے سبب سے ہوئی تھی مگر سیندھیا اور امیر خان کے پاس تو بھاری بھاری فوجیں تھیں کہ جن کے پیٹ بھرنے کے لئے نہ اُنکے پاس ملک تھا نہ دولت پھر وہ خالی بیٹھے ہوئے سوائے لوٹ مار کے اور کیا کرتیں اُنھوں نے رانا کے ملک میں لوٹ مار مچادی مرہٹوں اور پٹھانوں کی آتش فشانی ویلا انگیزی کی بلا کی تھی کہ جس زمین سرسبز وشاداب آباد پر اُنکے قدم ایک روز بھی پڑتے تھے پھر وہاں سوائے خاک کے کچھ اور باقی نہ رہتا جن دہات کو وہ جلاتے اُنکے شعلے اُن کی منزل پیمائی کا سراغ بتلاتے اُس کے رہنما اپنے پیروؤں کی رہنمائی کے لئے راہ میں چراغ جلاتے غرضکہ جب رانائے اودیپور کو اس بت بدبلا کا خوف ہوا تو اُس نے برٹش گورنمنٹ کے پاس پیغام بھیجا کہ میرا نصف ملک خود لے لیجئے اور اُس کے عوض میں دوسرے نصف کی حفاظت کیجئے ظالم سنگھ مدارالمہام کو مٹاور جیپور وجودھپور کے راجاؤں نے جو آپس میں رقیب تھے انگریزوں کی منتیں کرکے یہ کہا کہ ہندوستان میں تمام ملک کا ایک بادشاہ سر دھرا ہوتا ہے وہی سب کے سر پر ہاتھ رکھتا ہے اور زبردست کو زبردست کے ہاتھ سے بچاتا ہے اب سرکار کمپنی کا پلہ سارے سلاطین سے بھاری ہے وہی سارے ملک کی شہنشاہ ہے وہی ہماری بزرگ ہے اُسکو چاہئے کہ وہ اپنے فرض بزرگی کو ادا کرے اور ہم خردوں کی خبرگیری کرے مرہٹے اور پٹھان جو نرمدا سے لیکر ستلج تک فتنہ پردازی کررہے ہیں اور سارے ملک کو ویران اور بے چراغ کئے دیتے ہیں اُنکی کیا مجال ہے کہ انگریزی سپاہ کے روبرو دم مار سکیں فقط گورنر جنرل کے زبان ہلانے کی دیر ہے کہ سارے ہندوستان میں پھر امن وامان چین چان ہوئے جاتا ہے مگر برٹش گورنمنٹ اس وقت میں ایسی التجاؤں کو کب سنتی تھی وہ تو اور ہی دُھن میں بیٹھی ہوئی تھی کہ اُس راجہ کو اپنی آغوش حمایت میں نہ بٹھائے جس کے سبب سے لڑنا پڑے۔ غرض راجپوتانے کے ایسے بُرے وقت میں برٹش گورنمنٹ سے امداد کی توقع کرنی عبث تھی آخر لاچار ہوکر رانا سے اودیپور کو امیر خان سے التجا کرنی پڑی اور اُس کو بگڑی بہل بھائی بنانا پڑا چوتھائی ملک اُس کو اس غرض سے نذر کیا کہ وہ باقی تین چوتھائی کی حفاظت کرے اگرچہ ہندوستان میں راجپوتانہ ظلم وستم کا گھر قدیم سے چلا آتا ہے مگر اب امیر خان نے وہ ایک کام ستم کا کرایا جس کو ظالموں نے بھی ظلم سمجھا اس نے رانائے اودیپور کو سمجھایا کہ یہ جو سارے جھگڑے راجپوتوں میں برپا ہوئے ہیں وہ صرف آپ کی لڑکی کے سبب سے ہیں اس بنائے فساد کو مٹائیے ورنہ میں خود اُس کو زبردستی پکڑ کر مان سنگھ مہاراجۂ جودھپور کے پاس لیجاؤں گا ایک اور بڑے ٹھاکر اجے سنگھ نے بھی رانا کو یہ صلاح دی غرض یہ ظالم باپ بھی سچی کو مارنے پر راضی ہوگیا اور رانا کی بہن چندا بائی نے بھتیجی کے لئے زہر کا پیالہ تیار کیا اور کہا بیٹی اسے پی جا اس سعادت مند نوجوان شاہزادہ سالہ نے اس زہریلے شربت کو غٹ غٹ پی لیا اور اپنی جان شیرین کو جہان آفرین کے سپرد کیا جس وقت یہ خبر شہر میں پھیلی کہرام مچ گیا! ایک خلقت کی آنکھوں سے آنسوؤں کا لشکر رواں تھا اور رانا اور اُسکے اہلکاروں کو ہر ایک دشنام دیتا تھا۔

معلوم نہین کہ بعض انگریزی مورخ اس گناہ عظیم مین امیر خان کو شریک کرکے کیون ثواب کماتے ہین راجپوتون کو لڑکیون کے مارنے کے لئے کسی مسلمان کے مشورے اور صلاح کی کیا ضرورت ہے اُنکی تو دختر کشی رسم قدیم ہے۔

ناگور کے قتل اور سوای سنگھ جاگیر دار پوہکرن علاقۂ جودھپور وبانی فساد کی ہلاکت کے ساتھ نواب امیر خان کا تعلق اُس ملک سے ٹوٹ گیا۔

اس کے بعد امیر خان اجمیر سے جسونت راؤ ہلکر کے لشکر مین گیا جو بھان پورہ مین مقیم تھا یہان آکر مہاراجہ جسونت راؤ ہلکر کو بحالت دیوانگی دیکھا جس کا امیر خان کو سخت رنج ہوا اور بوجہ خردسالی ملہار راؤ ہلکر کے برائے نظام ریاست اندور خود گیا اور پھر عبد الغفور خان کو خطاب نوابی عطا کرکے مدار المہام ریاست ہلکر مقرر کیا اور خود ٹونک مین چلا آیا راجپوتانہ کی تباہی و بربادی کو خاتمے پر پہونچاکر ۱۸۰۹ء مین امیر خان نے مرہٹہ خاندان فرمان روائے ناگپور پر توجہ کی اُس کا ارادہ تھا کہ بجا بھونسلہ کے اپنے خاندان کی حکومت قائم کرے سارے پٹھان اُس کو اپنا سرپرست اور سردار جانتے تھے پٹھانون کی وہ قوم تھی کہ جس نے ہندوستان مین سیکڑون برس تک حکمرانی کی تھی اور طرح طرح کے انقلاب اس ملک مین پیدا کئے تھے کوئی بزرگ ولی اُنکو کہہ مرے تھے کہ ایک نہ ایک دن اُنکی پھر سلطنت دہلی مین قائم ہوگی اس خبط مین مبتلا تھے اور یہ یقین کرتے تھے کہ امیر خان ہم مین ایسا پیدا ہوا ہے کہ وہ ایک نہ ایک دن پھر پٹھانون کی سلطنت دہلی مین پیدا کرے گا مگر امیر خان سیوا جی حیدر علی اور رنجیت سنگھ کی طرح عقلمند اور صاحب تدبر نہ تھا کہ کوئی سلطنت جماتا مگر یہان سرداران غارتگر مین ممتاز اور سرفراز تھا اور اپنے معراج کمال پر پہونچ گیا تھا اور اُس نے دس برس کے عرصے مین ایک ریاست تبدریج ایسی پیدا کرلی تھی کہ جس کی سالانہ آمدنی پندرہ لاکھ روپیہ تھی لیکن جس قدر سپاہ اُسکے پاس تھی اُس کے خرچ کے واسطے کافی آمدنی نہ تھی راجپوتانے کے سردارون کو کھوکھلا بنا کر اب اُس نے اضلاع دور دست پر دست درازی کا ارادہ کیا اول اُس نے راجہ ناگپور کو تاکا کہ یہ سونے کی چڑیا ہے اور اُس سے لڑنے کا بہانہ بھی یہ نکالا کہ جب جسونت راؤ ہلکر دیوانہ ہوگیا تھا تو اُس کی دیوانگی کی حالت مین اُس کی دیوان گری کا کام امیر خان کے ہاتھ مین تھا اور سارا کاروبار اُس کا وہ کرتا تھا راجہ ناگپور سے اُس نے کہا کہ بارہ برس کا عرصہ گذرتا ہے کہ جب ہلکر اُس کے پاس پناہ لینے آیا تھا اور سیندھیا کے بہکانے سے اُس کو قید کیا تھا تو جواہر اُس کے اُس نے چھین لئے تھے اب وہ خیریت سے عنایت بھیجے راجہ نے اس بات کو سنا بھی نہین کہ کیا کہتا ہے جب یون زبانی پیغام سے کام نہ چلا تو اُس نے زور سے اُس کو نکالنا چاہا اور چالیس ہزار سوار اور چوبیس ہزار پیادے لیکر نربدا پار عبور کیا اور ناگپور کی طرف کوچ کیا راہ مین جبل پور کو بھی لوٹ کھسوٹ کر تباہ و برباد کر دیا یہ راجہ انگریزون کا دوست تھا کچھ اُس سے حفاظت و حراست کا وعدہ سرکار کا نہ تھا اب لارڈ منٹو کو یہ فکر پیدا ہوئی کہ یہ مسلمان سردار ایسا پیدا ہوا ہے کہ جسکے پاس سپاہ ایسی ہے کہ اُس کا مقابلہ سوائے سرکار کمپنی کے کوئی اور نہین کرسکتا اگر اُس نے راجہ ناگپور کا ملک لیلیا اور اُس کے اوپر متسلط ہوگیا تو نظام کے ہم سایہ مین ایک مسلمانی ریاست قائم ہوجائے گی اور پھر شاید ان دونون مسلمانون کی سازشین سرکار کے حق مین مضر ہون گی اس لئے بہتر یہ ہے کہ اس کا علاج پہلے سے کیا جائے اور راجہ کی اعانت کی جائے گو راجہ نے نمک کی درخواست

نہین کی تھی مگر جب اُس کو یہ کمک مفت ملی تو وہ اُس کو نعمت غیر مترقبہ سمجھا غرض سپاہیون کی دو پلٹنون کو حکم دیا گیا کہ وہ راجہ کی امداد کے لئے روانہ ہون اور امیر خان کو لکھا گیا کہ اُس کے ملک سے چلا جائے اُس کے جواب مین امیر خان نے برٹش گورنمنٹ سے یہ کہا کہ موافق عہدنامۂ ہلکر کے جو سر جارج بارلو کے عہد مین ہوا تھا مداخلت کا استحقاق انگریزی گورنمنٹ کو نہین ہے یہ دلیل ایسی تھی کہ اس کا کچھ جواب نہ تھا انگریزی لشکر سفر کر چکا تھا کہ راجہ ناگپور کے سپہ سالار صادق علی خان نے امیر خان کو راجہ کے ملک سے نکالدیا اور وہ بھوپال مین چلا گیا یہان اُس نے پھر اپنے پنڈارون کو جمع کیا کہ پہلے برسات کے سبب سے اُنکو موقوف کر دیا تھا اور اُنکو ساتھ لیکر پھر ناگپور مین آیا مگر راجہ کی سپاہ مین سکھ بہت تھے اُنھون نے پھر اُس کو شکست دی امیر خان نے تیسری دفعہ ناگپور کی سپاہ کو چورگڑھ مین گھیر لیا اور اُس کے پنڈارون نے سارا ملک لوٹ لیا اب انگریزی سپاہ اُس کے قریب جا پہونچی تھی کہ تلسی بائی قائم مقام ہلکر نے اُس کو اپنے ضروری کامون کے لئے بلا بھیجا اور وہ اپنی سپاہ سمیت اندور مین جا پہونچا کرنیل کلوز نے امیر خان کے ملک کی دار السلطنت پر قبضہ کر لیا تھا مگر اُس وقت مین انگریزی لشکر کے واپس چلے آنے کا حکم پہونچا پھر امیر خان اپنے حال پر بحال ہو گیا اور ممالک متوسط کو سات برس تک خاک سیاہ اور تباہ کرتا رہا اگرچہ امیر خان نے اپنی ریاست قائم کر کے اپنی قدرت و قوت کو تقویت دی مگر اس پر بھی ہتھیہ پھیری کے لئے اپنے پیچھے نہین چھوڑے اُس کی سپاہ تمام ہندوستانی رئیسون کے لشکر سے زیادہ زبردست تھی اور تنخواہ اُس کی مقرر تھی گو وہ وقت پر نہین دی جاتی تھی اور برسون چڑھا کرتی تھی سپاہی اُسکے لوٹ مار کی نیت باندھے شب و روز رزنے رکھے بیٹھے رہتے تھے مل گئی تو روزی نہین تو روزہ جس کی نقلین بھانڈ محفلون مین کیا کرتے تھے کہ کسی نے رمضان سے پوچھا کہ ایک مہینہ تو سب جگہ رہتے ہو گیارہ مہینے کہان تمھارا ٹھکانا ہے تو اُس نے جواب دیا کہ امیر خان کے لشکر مین۔

امیر خان کے پاس مضبوط سپاہ تھی جس مین دس ہزار پیادے اور پندرہ ہزار سوار تھے اس کے ساتھ توپخانہ کا بھی بڑا سازو سامان تھا وہ ہندوستانی رئیسون سے چوتھ لیتا تھا اور جو نہ دیتا پھر اُس کو مزہ چکھا دیتا اُس کے گھر کو جا کر گھیر لیتا اور وہین شکار مار لیتا ۱۸۱۱ء مین جسونت راؤ ہلکر مر گیا تو تلسی بائی اُس کی حرم نے ایک اور حرم کے لڑکے ملہار راؤ کو گود لیکر مسند نشین کیا اور خود اُس کی نیابت مین سارا کاروبار ریاست سرانجام کرنا شروع کیا یہ بائی نوجوان حسین تھی اور انداز دلربایانہ رکھتی تھی ریاست کے کامون مین اُس کا ذہن خوب لڑتا تھا مگر تم شعار بیوفا کار انتقام جو کینہ خو تھی امیر خان بھی اس ریاست کے کامون مین دخیل تھا اور بڑی جاگیر رکھتا تھا اور سارے کامون مین مشیر تھا جسونت راؤ کے مرتے ہی وہ اندور سے کافور ہو گیا اور راجپوتانے کی غارتگری مین مصروف ہوا اور عبد الغفور خان کو جس کی اولاد مین نوابان جاورہ ہین خطاب نوابی عطا کر کے مدار المہام ریاست ہلکر مقرر کیا ایکبار عبد الغفور خان کمال تاکید سے اُس کو ملہار راؤ ہلکر کے لشکر مین طلب کیا وہان کی ضروریات کا بندوبست کر کے ایکبار پھر راجپوتانہ اور مالوہ کی لوٹ سے اپنے ہمراہیون کو مالا مال کرنے کے واسطے آیا اور جب تک سرکار انگریزی کو جنگ

پنڈارہ کی فتح کے بعد اس ملک کے بندوبست کرنے کی فرصت نہ ملی خلائق کو نواب امیر خان کی فوج کے پُر ضرر وجود سے نجات نہ حاصل ہوئی ۱۸۱۷ء مین افواج انگریزی مالوہ کو گئی تب لارڈ ماسٹرانے پنڈاری لڑائی کو ختم کرنے اور ہندوستان وسنٹرل انڈیا کی ریاستون مین امن قائم کرنے کے لئے نواب امیر خان کے پاس جو قلعہ ماد ھوراج پورہ کے محاصرہ مین مصروف تھا پیغام بھیجا کہ وہ سرکار انگریزی کے ظل حمایت مین آجائے مگر شرط یہ ہے کہ اپنی فوج کو کم کرکے بہ تعداد معینہ رکھے اور توپین قلعہ سرکار کو دیدے ہلکر نے جو اُس کو جائداد دی ہے وہ بدستور قائم رہے گی ایک مہینے کی مہلت عہد وپیمان کے سوچنے کے لئے دی گئی امیر خان کی قوت آخر مین سیندھیا سے کچھ کم نہ تھی اُس کے پاس بارہ لٹپنین عمدہ قوا عدان پیادون کی تھین اور بہت سے سوار بڑے شہسوار اور ڈیڑھ سو توپین ہوگئی تھین مگر جو شرائط وہ پیش کرتا تھا وہ فضول تھین اور قابل منظوری نہین الغرض اُس سے وعدہ ہوا کہ جس قدر علاقہ اُس کا ہلکر کا دیا ہوا تھا وہ اُس کے پاس رہے گا اور گورنمنٹ انگریزی اُس کی حفاظت رکھے گی بشرطیکہ وہ طریق ڈاکہ زنی چھوڑ دے اور اپنی فوج کو موقوف کردے اور اپنی تمام توپین باستثنائے چالیس ضرب توپ کے گورنمنٹ انگریزی کے ہاتھ فروخت کردے اور ایک دستہ اپنی فوج کا فوج انگریزی کے ہمراہ رکھے اور سرکار نے یہ بھی تصور کیا کہ بعوض ترک کرنے ڈاکہ زنی کے کچھ معاوضہ امیر خان کو ہلکر کے علاقے مین سے دیا جائے کیونکہ اُسی کے ضعف قوت اور بدنظمی سے امیر خان اس رتبۂ اقتدار کو پہونچا تھا اور امیر خان کی یہ درخواست کہ جو علاقہ اُس کے پاس ہے خواہ وہ کسی طریق زبردستی یا زیادتی سے اُس نے لیا ہو اُس کے پاس رہے انگریزون نے نامنظور کی نواب امیر خان کو یہ اُمید نہ تھی کہ انگریزی فوج کا مقابلہ کرسکے گا اگرچہ اول اول انگریزون کی شرائط کے قبول کرنے مین تامل ہوا مگر اخیر مین اُس نے غور کرکے دیکھا کہ پیشوا کا کیا حال ہوا راجہ ناگپور کی کیا نوبت پہونچی اُس کے ذہن مین آیا کہ اس صاحب اقبال سرکار سے لڑنا عین بداقبالی ہے اس لئے گورنمنٹ انگریزی کی شرائط پر راضی ہوا عہد وپیمان قبول کرلئے اور اپنی لٹیرون کی جمعیت کو توڑ دیا اور گیارہ برس کی غارتگری اور لٹیرے پن نے اُس کو ایک مستقل ریاست کا جس کی آمدنی پندرہ لاکھ روپیہ تھی نواب بنادیا اور ماہ نومبر ۱۸۱۷ء مین اُس سے عہدنامہ مرتب ہوا مگر نواب امیر خان نے بہ انتظار انقلاف زمانہ فتح سیتابلدی کی خبر پہونچنے تک عہدنامے کو تصدیق نہ کیا مگر جب دیکھا کہ مرہٹے بالکل پامال ہوگئے تو صلح کرکے اطاعت سے رہنا اختیار کیا اور اُس کے سپاہیون کو انگریزی فوج مین جگہ دیدی گئی جس کے بعد گورنمنٹ نے اُسے باضابطہ طور پر نواب تسلیم کرلیا۔ اس عہدنامے کے بموجب امیر خان کو پرگنات سرونج وپڑاوہ ونیاہیڑہ مکفول ہوئے اور اُس پر سرکار نے قلعہ ومحل ٹونک اور ضلع رام پورہ کا اپنی طرف سے بطور عطیۂ رعایتی اضافہ کیا اور تین لاکھ روپیہ قرض دیا کہ کچھ عرصے کے بعد معاف ہوگیا اس کے علاوہ اُس کے بیٹے محمد وزیر خان کو پرگنہ پلوَل حین حیات جاگیر مین دیا مگر بسبب قربت دہلی کے پرگنے پر قابض کرنا نامناسب سمجھ کے اُس کے عوض پانسو روپیہ یومیہ یعنی پندرہ ہزار روپیہ ماہوار نقد مقرر کردیا اور امیر خان نے بموجب شرائط عہدنامہ اپنے فرزند محمد وزیر خان کو چند روز کے لئے دہلی مین بھیجدیا اس ریاست سے خراج نہین لیا جاتا اور نہ کوئی فوج کنٹنجنٹ اس ریاست کی آمدنی سے تنخواہ پاتی ہے کہتے ہین کہ حکام انگریزی کی اس کارروائی انتفا

عہد نامہ و عطائے ملک پر مدبران وقت نے اعتراض کیا تھا کہ نواب امیر خان کو ایسی کیا قدامت و استحقاق حاصل تھے کہ اُس سے مثل رؤسائے عظیم الشان کے عہد نامہ کیا اور اس قدر ملک عطا کیا اس کے جواب میں اُنھوں نے کہا کہ ہم نے حکمت عملی سے ایک شیر کو جو بندگان خدا کو ناحق دنار و اتنگ و تلف کرتا تھا ریاست داری کے قفس میں بند کیا ہے اگر منظور نہو تو اُس کو پھر آزاد کر دیجئے اور تماشے دیکھئے کہ کیسے پر ضرر نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ اُس وقت سے نواب امیر خان نے غارتگری چھوڑ دی اور انتظام اور ترقی ملک اور مسافروں کے واسطے مکانات تعمیر کرنے میں مصروف ہوا اور اس پر بھی قناعت نہ کر کے اپنی عمر کے واقعات کی کتاب لکھوائی اور جس قدر ضعف ہوتا گیا زیادہ دیندار اور تقہ ہوتا گیا اخیر میں یہ کیفیت ہوئی کہ جو کوئی اُس کی پوستین کی پوشش اور قرآن شریف کی تلاوت اور مولویوں کی صحبت دیکھتا اُس کو بمشکل یقین آتا کہ یہ وہی امیر خان ہے کہ جس نے ممالک جیپور و جودھپور و اودیپور وغیرہ کی خونریزی کر کے بندگان خدا کو پامال کیا تھا نواب امیر خان بڑا کثیر الاولاد تھا اُس نے اپنے بیٹوں کی تعلیم و تربیت میں بڑی کوشش کی تھی ۱۸۳۲ء میں لارڈ ولیم بنٹنگ سے اجمیر میں ملنے کے واسطے گیا تب چھ بیٹے ساتھ تھے منجملہ اُنکے پانچ زرہ بکتر سے ملبوس تھے۔

۱۲۵۰ھ ہجری مطابق ۱۸۳۴ء میں مرض استسقا سے نواب کا انتقال ہوا۔

نواب وزیر محمد خان عرف وزیر الدولہ

یہ نواب امیر خان کا بڑا بیٹا تھا جب اپنے باپ کا جانشین ہوا تو برٹش گورنمنٹ کی طرف سے خلعت مسندنشینی بذریعہ مکیلاٹن اسسٹنٹ رزیڈنٹ راجستان کے عطا ہوا جب وزیر خان دہلی میں تھا تو اُس کو ابو نصر محمد اکبر ثانی نے خطاب وزیر الدولہ امیر الملک بہادر جنگ کا عطا کیا تھا نواب وزیر خان نے مسندنشین ہونے کے بعد ۱۲۵۱ھ میں منور خان کی بغاوت رفع کی ۱۲۶۲ھ ہجری مطابق ۱۸۴۵ء میں سکندرے ران باڑہ کو جنھوں نے ایک گانون متعلقہ ٹونک پر قبضہ کر لیا تھا سیدھا کیا۔ ۱۸۵۷ء کے غدر میں اُس نے سرکار انگریزی کی بڑی خیر خواہی کی اور اُس کے جلد و میں حسب شرع محمدی اولاد صلبی نہونے پر ریاست وارث باستحقاق کو ملنے کی سند حاصل کی نواب وزیر الدولہ شریعت کا سخت پابند تھا اُس کے عہد میں اشیائے فشی کی خرید و فروخت و استعمال پر سزا ہوتی تھی بڑا عادل و فیاض و رحیم تھا عدالت کا کام بذات خاص جلاس کر کے سرانجام دیتا تھا انفصال مقدمات میں کسی کی رعایت و پاسداری نہ تھی کسی ذی حشم کو نواب تک پہونچنے کی شکایت نہ تھی ہر ایک کی عرض کو بالتفات و توجہ تمام سنتا اور حق رسی کرتا خوف خدا اس قدر تھا کہ اگر کوئی واسطہ خدا درمیان میں لاتا تا وقتیکہ اُس کی رفع حاجت و طمانیت نہ کر لیتا دوسری طرف متوجہ نہوتا اور نہ اُس مقام سے ہٹتا بجز وانکساری کی یہ کیفیت تھی کہ اگر کوئی اتفاقیہ اُس کی تعریف کا کلمہ کہہ بیٹھتا فوراً قبلہ کی طرف رخ کر کے بہ آہ و زاری و اظہار خاکساری مستعد مغفرت ہوتا اُس کی فیاضی و سریع الیقینی سے اکثر مکار و فریبی لوگ زاہد و عابد و حاجی و خدارس بن کے ہزاروں روپیہ پیدا کرتے کہ اسی سبب سے ریاست مقروض وزیر بار تھی بجز انصرام امور ریاست و یاد آہی و مطالعہ کتب و اشاعت علم کے اُس کی اور کچھ مصروفیت نہ تھی ۳۱ سال حکومت کر کے ۱۶ محرم ۱۲۸۱ھ

مطابق ۱۸ جون ۱۸۶۴ء کو انتقال کیا اور اُس کا بیٹا نواب محمد علی خان مسند نشین ہوا۔

نواب محمد علی خان

اس کی مسند نشینی کے بعد اس کے چچا عبدالکریم خان نے ریاست کا دعوے کیا اور طرفین کے وکیل اجمیر کے رزیڈنٹ اور گورنر جنرل کے پاس گئے آخر کار نواب محمد علی خان کی مسند نشینی منظور ہوئی۔ اپریل ۱۸۶۵ء مین کرنیل ایڈن ایجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ نے اُس کو خلعت مسند نشینی دیا اس نے بہت چستی و مستعدی سے ریاست کا انتظام کیا بخلاف طریقہ راجپوت رئیسون کے ہر موسم مین ملک کا دورہ کرکے جزو کل کا حال سنبھالتا تھا اور رعایا پر عدل گستری کرتا تھا کہ اس سے اُس کی بہت تعریف ہوئی مگر اس دورے سے ظلم و زیادہ ستانی کی صورتین بھی پیدا ہوئین کیونکہ کسی نہ کسی حیلے سے روپے کا مطالبہ کرتا تھا مسند نشینی سے تھوڑے دنون کے بعد اُس نے ساہوکار و تاجر و مینیدار وغیرہ ہر قسم کی رعایا سے علاوہ نذرانہ کے انواع محاصل جدید وصول کیے کہ اس سبب سے تجارت مین بہت کمی ہوگئی اگرچہ انتظام چندان اچھا نہ تھا مگر سرکار انگریزی کے احکام کی تعمیل بڑی کوشش سے اور صاحبان انگریز کی تعظیم و تواضع بہت شوق سے کرتا تھا آراستگی فوج پر اُس کی بہت توجہ تھی فوج تعداد مین زیادہ نہ تھی و بریگانات مین متفرق رہتی تھی مگر دارالریاستہ کی فوج وردی و قواعد سے آراستہ تھی اگرچہ اُنکی قواعد صحیح نہ تھی مگر اس سے مستعدی ظاہر تھی اور ہر ہفتہ قواعد ہوتی تھی۔

۱۸۶۵ء کے موسم سرما مین نواب اور اُسکے خراج گذار ٹھاکر لاوہ کے درمیان فساد ہوا اس مین بنظر حفظ امنیت عوام سرکار انگریزی کو مداخلت کرنی لازم آئی ٹھاکر لاوہ جب سے ریاست قائم ہوئی تھی ریاست کے ساتھ سرکشی اور خودسری سے پیش آتا تھا رئیس کے لاوے مین جانے پر بتعداد خیبنہ نذرانہ دیتا تھا مگر اُس نے دارالریاستہ مین حاضر ہوکے کبھی نوکری نہ کی نواب محمد علی خان کی مسند نشینی پر اُس سے نذرانہ زائد از تعداد معینہ طلب ہوا اُس نے حسب دستور معمولی نذرانہ پیش کرکے اُس سے زیادہ دینے مین عذر کیا عدم ادائے نذرانہ اور وقت مسند نشینی حاضر نہونے سے عداوت پیدا ہوگئی اور جلد زیادہ مشتعل ہوکے ٹونک سے لاوے پر فوج کشی ہوئی مقابلے مین ٹھاکر کے آدمی مارے گئے اور نواب کی فوج مین بھی تین سو آدمیون کا قتل و مجروحی سے نقصان ہوا اس پر ایجنٹ گورنر جنرل کا ایک اسسٹنٹ تحقیقات و تصفیہ کے لئے متعین ہوا بتقریر چند شرائط ٹھاکر کو زیادہ تر مطیع ریاست کا کیا گیا۔ اس عرصے مین نواب نے اُس سے تیجون کے تہوار کی نذر گزرانے کا یا کسی اور امر کا سوال کیا ٹھاکر نے جواب دیا کہ یہ تہوار ہندوؤن کا ہے اور یہ ریاست مسلمانون کی ہے نذر عیدین تو ہم موافق دستور کے البتہ دین گے لیکن سرشتہ نیا ایجاد نہین ہوسکتا۔

بعد اس کے نواب نے کہا کہ مہاراجہ جیپور کی سند عطائے لاوہ مین جس قدر جائداد لکھی ہے ٹھاکر اُس سے زیادہ پر قابض ہے نصف جائداد ضبط کرنے کا ارادہ کیا کیونکہ جس قدر جائداد پر ٹھاکر قابض تھا اُس کی سند مین درج نہ تھی جب موقع ملا جائداد مذکورہ کو نواب نے ضبط کرلیا اس زمانے مین دھیرت سنگھ ٹھاکر لاوہ کے کاروبار کو اُس کا چچا ریوت سنگھ کہ زبردست آدمی تھا اور پیشتر راج الور کے سوارون مین نوکر رہا تھا انجام دیتا تھا اُس کی صلاح سے ٹھاکر

دھیرت سنگھ اکثر ٹونک مین نوکری کرنے کے واسطے آتا تھا وہان سب کو معلوم تھا کہ اگرچہ خود ٹھاکر کمزور اور ناتجربہ کار ہی مگر اُس کا چچا جو مختار ہے وہ شرارت سے باز نہین آنے دیتا ۱۸۶۷ء مین نواب محمد علی خان نے خلعت دینے کے واسطے ٹھاکر کو ٹونک مین بلایا وہ حسب الحکم مع اپنے چچا اور چند دیگر ہمراہیون کے حاضر ہوا اور واسطے اتصال معاملہ مرجوعہ ندرانہ کے اپنے نائب حکیم سرور شاہ خان کے پاس جانے کو کہا اُس روز ٹھاکر کی طبیعت تو علیل ہوگئی اُس نے اپنے چچا اور بھتیجے اور تحویلدار کو اُس معاملے کے طے کرنے کو نائب کے مکان پر بھیجا یہ لوگ ڈیوڑھی پر پہونچے اور اندر جانے کا ارادہ کیا محافظان ڈیوڑھی نے اُنسے کہا کہ تم اپنے ہتھیار کھول کر رکھدو ہم تم کو ہتھیار باندھے ہوئے مکان مین نہین جانے دین گے راجپوتون نے ہتھیارون کا رکھنا گوارا نہ کیا گفتگو بے بسیار اور ردوکد بے شمار کے بعد نوبت تلوار وبندوق پر پہونچی چنانچہ ٹھاکر کا چچا اور بھتیجا اور تحویلدار وغیرہ تخمیناً چودہ آدمی مارے گئے اور کئی آدمی نواب کے بھی زخمی وخستہ ہوئے یہ واقعہ یکم اگست ۱۸۶۷ء کی رات کا ہے جب ٹھاکر نے یہ ماجرا سُنا مکان کو بند کرکے مسلح ہو بیٹھا نواب محمد علی خان کی سپاہ نے اُس کی حویلی کا محاصرہ کیا اور اُن لوگون نے پکار پکار کر ٹھاکر سے کہا کہ حویلی سے باہر آوے اور نواب کے پاس چلے ٹھاکر نے اندر سے جواب دیا کہ اگر حافظ عباد اللہ خان ضامن ہو جائے تو البتہ مین حویلی سے باہر آؤن عباد اللہ خان نے ضمانت سے انکار کیا اور ٹھاکر چند ہمراہیون کے ساتھ حویلی مین بیٹھا رہا یہان تک کہ ۸- اگست کو دیولی کی چھاؤنی سے پولٹیکل ایجنٹ سوار و پلٹن لیکر ٹونک مین آیا اور بٹھا کر مذکور کی محافظت اور انسداد فساد کا کیا اور ٹھاکر کو لاوہ جانے کی اجازت دی جیسا کہ تذکرۂ حکومت المسلمین موافقہ وحیداللہ مین مذکور ہے جس زمانے مین بمقام ٹونک یہ حادثہ وقوع مین آیا تھا ایک ہزار پیادہ اور چالیس توپون نے جا کے لاوے کو گھیرا اور قلعے پر حملہ کیا ممکن نہ تھا کہ ایسے حادثے کے وقوع مین آنے پر بھی سرکار انگریزی کچھ توجہ نہ کرتی فوراً تحقیقات شروع ہوئی آخر ش ماہ دسمبر ۱۸۶۷ء مین گورنمنٹ نے حکم دیا کہ نواب محمد علی خان ریاست علاقۂ ٹونک سے خارج کیا جائے اور اُس کا نائب کہ بانی فساد تھا قید کیا جائے اور اُس کے سرشتے کے کل سپاہی موقوف ہون نواب ٹونک کی سلامی ستروہ توپون سے گیارہ توپون کی کردی جائے اور لاوہ ہمیشہ کے واسطے ٹونک سے علیحدہ ہو کے سرکار انگریزی کے ماتحت علیحدہ ریاست سمجھی جائے نواب محمد علی خان کے بیٹے کو ریاست دی جائے اور اُس کے ہوشیار ہونے تک اُس کا دادا عباد اللہ خان کہ نواب امیر خان کے موجودہ بیٹون مین سے سب سے بڑا ہے انتظام ریاست کرے اس حکم سے نواب کو بذریعۂ خریطۂ گورنر جنرل اطلاع دی گئی اور بذریعۂ اشتہار عام ریاست کے امراد ملازمین ورعایا کو مطلع کیا اور آخر ماہ دسمبر یا ۲۰ نومبر ۱۸۶۷ء مطابق ۲۳ شعبان ۱۲۸۴ ہجری کو نواب محمد علی خان ریاست ٹونک سے علیحدہ ہوا اور گورون کی حفاظت مین بنارس بھیجا گیا اور یہ حکم ہوا کہ بلا اطلاع سرکار اُس نواح سے کہین نہ جائے دو سال تک اُس کو ساٹھ ہزار روپیہ سالانہ ملتا رہا اور بعد دو سال کے ایک لاکھ روپیہ سالانہ مقرر ہوا اور سو آدمی رفقاء وملازمین وشاگرد پیشہ وغیرہ کے ساتھ رکھنے کی اجازت ہوئی اور اُس کا نائب حکیم سرور شاہ قلعہ چنار مین قید ہوا مگر اُس کو آمد ورفت کی کسی قدر آزادی ملی اور اُس کے پاس خدمتگار بھی مقرر ہوا

نواب محمد علی خان معزول کی بہت اولاد ہوئی ہے اور ۱۳۱۳ھ مطابق ۱۸۹۵ء مین وفات پائی ہر فرقے کی رعایا نے نواب کے اخراج پر انتقال حکومت کو پسند کیا اس انتقال حکومت سے باوجودیکہ بعض لوگون کا کسی قدر نقصان بھی ہوا کسی کی ناراضی ظہور مین نہ آئی خصوصًا فرقۂ عام رعایا نہایت خوش مخطوظ ہوا جس طرح ہندوستانی رئیس مصیبت کے وقت ہر شخص کی دلجوئی کرتے ہین نواب معزول نے بھی قبل روانگی محاصل جدید موقوف کئے اپنے رشتہ دارون کو جدید جاگیرین دین اور اُنکی حین حیات جاگیرون کو دوامی کردیا۔ مگر نواب معزول کے انتظام مین بعض خوبیان تعریف کے لائق بھی تھین مخالف عہد نواب وزیر الدولہ کے آمدنی وخرچ ریاست کی نگرانی بخوبی تمام ہوتی تھی مصارف مین بہت تخفیف ہوئی قرضۂ ریاست کم ہوگیا تعمیرات مفید عام اور آرائش شہر کا اُس کو بہت شوق تھا اُس کے حکم سے شہر کے ایک حصے مین خوشنما مکانات تعمیر ہوئے ہر ایک دولت نامہ باشندہ شہر سے اُس مین مکیسان نقشہ وقطع کا مکان تیار کرایا گیا دو مسجدین تعمیر ہوئین شہر کی پختہ سڑک تیار ہوئی اور گردونواح مین باغ لگانے کی لوگون کو تحریک دی گئی نواب محمد علی خان واقع مین اپنے ملک کا ترقی خواہ تھا اور پرگنات مین دورہ کرنے سے اُسنے بہت مستعدی ثابت کی تھی کہ کل راجپوتانے کے واسطے مفید ہوتی اور خصوصًا ٹونک کے متفرق الاجزا ریاست کی نگرانی اُس کے بغیر ناممکن تھی۔

نواب حافظ محمد ابراہیم علی خان

حسب تحریر جلوسوم خم خانۂ جاوید ۱۸۴۸ھ مطابق ۱۲۶۵ھ بجری سال پیدائش ہے یادگار دربار تاجپوشی مؤلفۂ منشی دین محمد کی روایت کے موافق ۸ نومبر ۱۸۴۹ء کو پیدا ہوئے بعد معزولی اپنے والد کے تاریخ ۲۰ دسمبر ۱۸۶۷ء کو مسند نشین ہوئے اور بعض نے اُنکی مسند نشینی جنوری ۱۸۶۸ء مین لکھی ہے لیکن ۱۸۶۶ء محررۂ خم خانۂ جاوید کسی طرح درست نہین مسند نشینی کے وقت ۲۰ سال کی عمر رکھتے تھے۔

اُنکی بے اختیاری اور مسند نشینی کے وقت عبادالله خان نے عذر کیا کہ مجھسے تنہا کام نہو سکے گا اس لئے اُسکے تحت مین محکمۂ پنچایت مقرر کیا اور نگرانی انتظام کے واسطے ایک انگریز صاحب اسسٹنٹ مامور ہوا اسوقت ریاست پر ۱۲ لاکھ روپے کا قرض تھا خزانے مین ایک روپیہ بھی نہ تھا اور فوج کی تنخواہ پانچ چھ مہینے کی چڑھی ہوئی تھی مثل کل ہندوستانی رئیسون کے اُنکو ابتدا سے حکومت کا بہت شوق تھا مگر اُنکی مطلق تربیت یا فہمگی سے کہ اپنا نام تک نہین لکھ سکتے تھے بجز نہایت خوش خط و نستعلیق کے کچھ پڑھ نہین سکتے تھے حساب کا سمجھنا تو درکنار ہے رقم وہندسہ بھی نہین جانتے تھے اور بجز قرآن شریف کے ہر علم سے ناواقف تھے محکمۂ پنچایت کا مقرر کرنا لازم آیا اور جبتک کپتان پروس پولٹیکل ایجنٹ ہاڑوتی نے اپنے منشی بشارت علی کو بطور عارضی استاد کے مقرر کرکے بھیجا کچھ تحصیل نہ کی تھی اس شخص کی کوشش سے نواب صاحب نے خوب استعداد حاصل کی پڑھنے لکھنے مین مشق کی تاریخ وجغرافیہ سے واقفیت پیدا کی اور حساب بھی سیکھا اہتمام کار ریاست مین شریک ہونے لگے معاملات عظیم پیش ہونے پر اجلاس پنچایت مین صاحب ایجنٹ کے شامل ہوتے تھے اور اپنی راے کا اظہار کرتے تھے وزیر محمد خان اور محمود خان حاکم دیوانی اُنکے روبرو مقدمات پیش کرتے تھے

اور نواب صاحب اُنکی صلاح سے فیصلہ کرتے تھے۔ انکو یکم جنوری ۱۸۷۶ء کو کامل اختیارات حکمرانی عطا ہوئے ریاست کی سلامی جو اُنکے مسند نشین ہونے کے وقت گیارہ توپ کی تھی اب پھر سترہ توپ کی ہوگئی بائیس تئیس برس صاحبزادہ عبیداللہ خان مدارالمہام ریاست رہا اُس کی وفات کے بعد انتظام ریاست مین کچھ خلل واقع ہوا اور کونسل ہوگئی اب پھر دوبارہ اختیارات ریاست ملگئے ہین نواب صاحب مذہب اسلام کے پورے پابند ہین نماز جمعہ ہمیشہ جامع مسجد مین سب کے ساتھ باجماعت پڑھتے ہین آپکے عہد مین ۱۸۶۹ء و ۱۸۹۹ء و ۱۹۰۱ء کے مخلوقین رعایا کی پوری امداد کی گئی بندوبست کی تکمیل ہوئی باقاعدہ عدالتین بنین اسکول و اسپتال جاری کئے گئے۔ مئی ۱۸۹۰ء کو جی۔ سی۔ آئی۔ ای اور دربار تاج پوشی ۱۹۱۱ء مین جی۔ سی۔ ایس۔ آئی کے معزز خطاب اُنکو دیے گئے۔ نواب صاحب کے گیارہ فرزند ہین شعر شاعری کا بھی شوق ہے پہلے بسمل خیرآبادی سے مشورہ سخن کیا کرتے تھے اُسکی وفات کے بعد اُسکے چھوٹے بھائی مضطر کو اُستاد بنایا گیا خلیل تخلص کرتے ہین یہ اُنکا کلام ہے۔

تم دست نازنین سے جو چھو لو چمن کے پھول
کلیان تمام باغ کی رہ جائین بن کے پھول

شاخ جفا نے پائے ہین مہر و وفا کے پھول
نخل وفا مین آئے ہین رنج و محن کے پھول

تجھ پر فدا ہزار تجلی ہر کلی کا رنگ
تجھ پر نثار لاکھ چمن ہر چمن کے پھول

کوئی ہے زہد پہ نازان کوئی عبادت پر
یہان تو اے مرے آمرزگار کچھ بھی نہین

دل اک چھوٹی سی شے ہے پر عجب کا محل یہ ہے
خیالات جہان کس طرح سے اس مین سماتے ہین

زمانہ جانتا ہے ناز بردار جفا ہم ہین
خدائی دیکھتی ہے دشمن رسم وفا تم ہو

مروت مین وفا مین ناز برداری مین چاہت مین
ذرا مین بھی سنون کس بات مین مجھ سے سوا تم ہو

جو واپس ہم نے دل مانگا خلیل اُنسے تو وہ بولے
کہ اچھا بے وفا اب کون نکلا ہم ہین یا تم ہو

وفا کر یا نکر تو جان مجھ کو کیا تری مرضی
تجھی کو سب کہین گے بے مروت دیکھنے والے

ستایا یکے دل ظالم نے کیا یہ دل لگی اچھی
اسی کا نام اُلفت ہے تو اس سے دشمنی اچھی

نہ پوچھو حال شب جدائی جو دل کو رنج و محن ہوا ہے
تمھارے سر کی قسم ہے صاحب کہ صبح کرنا کٹھن ہوا ہے

جو قصۂ زلف چھڑ گیا ہے تو پھر ورن طول سخن ہوا ہے
سکوت سب نے کیا ہے اوبت جو تیرا وصف بہن ہوا ہے

جو رُوئے گلگون کا دھیان آیا تو دل نے لطف چمن دکھایا
خیال آنکھون کا جبکہ باندھا تو صید مضمون ہرن ہوا ہے

بڑھا ہے جس دن سے عشق گیسو نہ دل پہ قابو رہا ہمارے
ہمارے قبضے مین لے پریرو سواد ملک ختن ہوا ہے

یہان تو نور کا تڑکا ہے یاد رُوے روشن مین
وہ کوئی اور ہونگے شام فرقت دیکھنے والے

راجپوتانے کی موجودہ ریاستون کا نقشہ بترتیب حروف تہجی

نمبر	نام ریاست	خطاب رئیس	نام رئیس	بناے ریاست	رقبہ بمربع میل	آبادی	آمدنی خالصہ	خراج سرکاری	فوج ریاست	توپ سلامی
۱	اودے پور	مہاراؤ	فتح سنگھ صاحب	۷۲۸ سنہ ۶	۱۱۶۱۴	۱۲۷۳۵۱۸	۴۰۰۰۰۰۰	۲۵۰۰۰۰	۵۵۰۰	۱۹
۲	الور	مہاراؤ راجہ	جے سنگھ صاحب	۱۷۷۸ سنہ ۶	۳۱۴۱	۹۰۰۰۰۰	۳۲۹۹۴۷۹	معاف	۴۰۰۰	۱۵
۳	بانسواڑہ	مہاراول	پرتھی سنگھ صاحب	۱۵۳۱ سنہ ۶	۱۹۴۶	۱۸۷۴۶۸	۶۰۴۲۰۰	۴۲۴۰۰	۵۰۰	۱۵
۴	بوندی	مہاراؤ راجہ	رگھبیر سنگھ صاحب	۱۳۴۲ سنہ ۶	۲۲۳۰	۲۱۸۷۳۰	۹۴۵۴۰۸	۱۲۰۰۰۰	۳۰۰۰	۱۷
۵	بھرت پور	مہاراجہ	کشن سنگھ صاحب	۱۷۲۰ سنہ ۶	۱۹۷۴	۶۴۵۵۴۰	۳۲۵۶۲۴۷	معاف	۵۰۰۰	۱۷
۶	بیکانیر	مہاراجہ	گنگا سنگھ صاحب	۱۴۸۹ سنہ ۶	۱۶۶۷۶	۵۰۹۰۲۱	۸۴۰۰۰۰۰	۲۰۰۰۰۰	۳۰۰۰	۱۷
۷	پرتاب گڑھ	مہاراوت	رگھوناتھ سنگھ صاحب	۱۴۳۴ سنہ ۶	۸۸۶	۱۶۲۷۰۴	۵۱۳۲۰۰	۵۶۶۵۰۰	۶۰۰	۱۵
۸	ٹونک	نواب	ابراہیم علی خان صاحب	۱۸۰۰ سنہ ۶	۲۵۰۹	۳۳۸۰۲۹	تقریباً ۲۰۰۰۰۰۰	معاف	۴۰۰۰	۱۷
۹	جودھپور	مہاراجہ	رنجیر سنگھ صاحب	۱۲۳۰ سنہ ۶	۳۴۹۶۳	۲۰۵۰۱۳۱	۸۸۰۰۰۰۰	۲۱۳۰۰۰	۶۵۰۰	۱۷
۱۰	جھالاواڑ	مہاراج رانا	بھوانی سنگھ صاحب	۱۸۳۸ سنہ ۶	۸۱۰	۹۶۲۱۵	۹۰۶۸۱۵	۸۰۰۰۰ +	۴۰۰۰ +	۱۱
۱۱	جیسلمیر	مہاراول	سایوسن صاحب	۷۳۱ سنہ ۶	۱۶۰۶۲	۸۸۲۷۸	۲۴۰۰۰۰	معاف	۵۰۰	۱۵
۱۲	جیپور	مہاراجہ	مان سنگھ صاحب مادوسنگھ	۹۶۷ سنہ ۶	۱۵۵۸۹	۲۶۴۴۰۷۲	۸۳۰۰۰۰۰	۴۰۰۰۰۰۰	۱۱۰۰۰	۱۷
۱۳	دھولپور	مہاراج رانا	اودے بھان سنگھ صاحب	۱۷۶۱ سنہ ۶	۱۶۲۶	۲۴۹۶۵۷	قریب ۱۰۰۰۰۰۰	معاف	۳۰۰۰	۱۵
۱۴	ڈونگرپور	مہاراول	بجے سنگھ صاحب	۱۳۲۵ سنہ ۶	۱۴۴۷	۱۵۹۱۹۲	۴۲۲۴۰۰	۲۷۴۰۰	۴۰۰	۱۵
۱۵	سروہی	مہاراؤ	کیسری سنگھ صاحب	۱۲۸۴ سنہ ۶	۱۹۶۴	۱۸۹۱۷۳	۷۷۹۶۳۹	۷۵۰۰۰	۵۰۰	۱۵
۱۶	قرولی	مہاراجہ	بھنور پال صاحب	۱۴۰۰ سنہ ۶	۱۲۴۲	۱۴۶۵۵۸	۶۲۷۷۶۲	معاف	۲۰۰۰	۱۷
۱۷	کوٹہ	مہاراؤ	زیمر سنگھ صاحب مادوسنگھ	۱۶۳۲ سنہ ۶	۶۰۳۰	۶۶۱۵۶۰	۴۱۴۰۳۰۶	۳۸۴۰۰۰	۵۰۰۰	۱۷
۱۸	کشن گڑھ	مہاراجہ	مدن سنگھ صاحب	۱۶۰۸ سنہ ۶	۸۵۴	۸۷۰۹۳	۸۳۸۴۹۹	معاف	۶۰۰	۱۵

للہ الحمد ٹھکانے لگی محنت میری
ملے ہوئی آج کی منزل مین مسافت میری

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آج ۱۹ شوال ۱۳۴۳ ہجری مطابق ۱۳ مئی ۱۹۲۵ء کو آفتاب عالمتاب کے پہرے مین بمقام رام پور ملک روہیلکھنڈ اس مرآۃ السنود یعنی تاریخ راجپوتانہ کے اخیر صفحے کی اخیر سطرین میرے قلم سے نکلین۔

ثنا کے خداوند روئے زمین	بلندی دہ چرخہاے بریں ۶
کہ مقصد ہوا اپنا پورا شتاب	جہان مین خوشی سے ہوا کامیاب
بر آئی مرے دل کی اب آرزو	خدا کی عنایت سے اے نیک خو
کھلا غنچۂ کامرانی شتاب	ملا تشنہ لب کو ہے اک جام آب
مراد دل ناتوان حقیر	بر آئی جہان مین ہوا کام گیر
جہان مین رہین جب تلک مہر و ماہ	تو اس کارنامے کو رکھنا آگہ
ترے در پہ دائم رہے بوالفضول	گنہ اس کے محشر مین کرنا قبول
تری ہی ہر اک چیز دیوانہ ہے	ترا ہی ہر اک دل سے پروانہ ہے
فلک کو جو گردش ہے آٹھون پہر	ترا ہی ہے سرگشتہ یہ فتنہ گر
ترا ہی لگا ہے دل مہ مین داغ	ترے ہی ہین الفت مین روشن چراغ
ترے عشق مین جان کھوتی ہے شمع	ہمیشہ تری لو مین روتی ہے شمع
ترے عشق مین خون دل لالہ ہے	ترے عشق مین شعلہ جوالہ ہے
ترا ہی ہے حیرت زدہ آئینہ	ترا ہی ہے حسرت زدہ آئینہ

ترا ذکر ہر دم ہو ورد زبان
ترے نام کے ساتھ رخصت ہو جان

تمت

الحمد للہ والمنت کہ کتاب لاجواب مرغوب دلہاے انس و جان الموسوم بہ

وقائع راجستان

از تالیف لطیف محقق خوش تدبیر و مورخ بینظیر مولوی حکیم نجم الغنی خان صاحب رامپوری مصنف و مولف کتب کثیرہ بصد اہتمام و تقسیم مالاکلام بصرف کثیر ہمدم برقی پریس لکھنؤ مین باہتمام خواجہ اسد پرنٹر ماہ مارچ ۱۹۲۵ء مع زیور طبع سے آراستہ ہو کر نور افروز دیدہ تاریخ بینان ہوئی۔ کتاب ہذا کا حق تصنیف و تالیف بحق ہمدم بک ایجنسی محفوظ ہے۔ کوئی صاحب قصد طبع نہ فرمائین ورنہ نقصان اٹھائینگے۔ جسقدر جلدین مطلوب ہون ہمدم بک ایجنسی لکھنؤ سے طلب فرمائین قیمت پانچ روپیہ

منیجر ہمدم بک ایجنسی لکھنؤ

ضمیمہ متعلق حالات یادو

اسکو صفحہ ۴۵ کی سطر ۲۶ سے صفحہ ۴۷ کی سطر ۱۵ تک کی عبارت کا بدل سمجھنا چاہیئے

ہندوستان کی کل اقوام مین یادو جسکو جادو بھی کہتے ہین بہت مشہور ہے بُدھ یعنی مرکری کی اولاد کہ قمری یعنی چندربنسی نسل سے تھا اس لقب سے مشہور ہوئی ہے اور جادو کی ۵۶ شاخین تھین سری کرشن کی آٹھ رانیان تھین ساتوین رانی کا نام جامونتی تھا اور اُس کے بڑے بیٹے کا نام ساما بتا تھا اس نے قبضہ اُس ملک پر حاصل کیا جو دریاے سندھ یعنی اٹک کے دونون جانب واقع ہے اس سے خاندان سندھ ساما پیدا ہوا ساما سے جارے جانسل چلی اور سب سے بڑی رانی کا نام کُنتی تھا اُسکے بڑے بیٹے پرُدمن کی شادی بدربہ کی راج کنیا سے ہوئی تھی جسکے بطن سے اُسکے دو فرزند تھے اُن راد اور بجراس بجر سے قوم بھاٹی پیدا ہوئی۔ بجر کے دو فرزند تھے ایک ناب اور دوسرا کھیر (یا ے معروف سے) حضرت عیسےٰ سے گیارہ سو برس پیشتر چھپن اقوام جادو مین بمقام کورکشیتر (کورد چھیتر) اور بعد ازان دوارکا مین جنگہاے عظیم وقوع مین آئین اور بہت کم رہ گئے اور پردمن مارا گیا بجر تھا اپنے والد کی ملاقات کو جاتا تھا اور اثناے راہ مین تھا اور صرف بیس کوس تھا اسے گیا تھا کہ یہ خبر اُسکو پہونچی کہ اُسکے رشتہ دار سب برباد ہوگئے یہ سُنکر وہ اُسی مقام پر مر گیا اور ناب کو راج گدی ملی وہ واپس متھرا کو آیا مگر کھیر دوارکا کو چلا گیا۔ راجپوتون کی ۳۶ قومین جو کسی زمانے مین مالک ملک تھین اور اُنکو اب تک قوم جادو نے مغلوب کر رکھا تھا آمادۂ انتقام ہوئین ناب کو مجبوراً مغرور ہو کر دوارکا کو جانا پڑا اور وہان سے بھی بھاگ کر مارواڑ مین پناہ لی (یہان تک مضمون بھاگوت سے نقل ہوا۔ اب سُکھ دھرم نامے برہمن متھرا کی روایت سے کہین کہین اضافے کے ساتھ نقل کیا جاتا ہے) ناب کا ایک فرزند پرتھی باہو تھا اور کھیر کے دو فرزند تھے ایک جھاریچہ دوسرا جدباہن۔ یہ جدباہن دیوی کی جاترا کے واسطے گیا تھا دیوی نے اُس کی آہ وزاری پر رحم کھایا اور خواب مین آکے اُمید برآری کا اقرار کیا اُس نے التجا کی کہ مجھے رہنے کو زمین دے دیوی نے جواب دیا کہ انہین پہاڑون مین راج کر اور یہ کہکر غائب ہوگئی جدباہن اُٹھکر اس خواب کا خیال کرتا تھا کہ یکایک شور وغل کی آواز آئی دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ دیس کا راجہ لاولد مر گیا ہے اور مسند نشینی کے واسطے لوگ آپس مین نزاع کرتے ہین وزیر نے کہا کہ مین نے خواب مین دیکھا ہے کہ بہیڑہ مین کرشن کی اولاد مین سے کوئی آیا ہے اُس کو تلاش کرکے راجہ کرنا چاہیئے سب نے یہ بات قبول کی اور جدباہن راجہ ہوگیا۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جدباہن نے دوآبۂ پنجاب مین حکومت قائم کی اور کامیابی کے ساتھ بہیڑہ مقام کی ریاست پائی اور اُسکے اولاد بہت ہوئی اور اُنکے رہنے کے مقام کا نام جادو کا ڈانگ اور بقولے یادو کا ڈانگ مشہور ہوگیا۔ پرتھی باہو خلف ناب رئیس مارواڑ کو سری کرشن کا چرخ شاہی کہ بسوکرما کا بنایا ہوا تھا اور راشت مین ملا۔ اس کا بیٹا باہوبل (بواؤ غیر ملفوظ) تھا جس کی شادی کملاوتی دختر بجے سنگھ پنوار راجہ مالوہ سے ہوئی۔ بجے سنگھ نے ایک ہزار خراسانی گھوڑے اور سو ہاتھی اور مروارید اور جواہرات اور زیور طلائی بے شمار دیا اور پانسو خادم مع رتھ اور پلنگ طلائی بھی دیے یہ کملاوتی اصل رانی ہوئی اس سے ایک فرزند پیدا ہوا جس کا نام باہو تھا۔ باہو گھوڑے سے گر کر مر گیا اس کے ایک فرزند تھا جس کا نام سُبا ہو تھا اس کی رانی نے جو دختر مندراج چوہان اجمیر والے کی تھی

ناجہان

زہر دیکر مار دیا اُس کا ایک فرزند تھا جس کا نام ریچھ (بیاسے معروف ہے) اس شخص نے بارہ سال راج کیا۔ اس کی شادی سُہاگ سُندری دختر بیر سنگھ راجۂ مالوہ کے ساتھ ہوئی تھی جب وہ حاملہ تھی خواب مین دیکھا کہ سفید ہاتھی پیدا ہوگا اس کی تعبیر نجومیون نے اچھی سمجھ کر لڑکے کا نام گج رکھا جب وہ جوان ہوا تو جدباہو (بقولے جدبھان) راجۂ پورب دیس نے ناریل یعنی پیغام شادی اُسکے واسطے بھیجا جو منظور ہوا۔ اس عرصے مین خبر آئی کہ ایک قوم چارلاکھ سوار کی جمعیت سے بسرکردگی فرید شاہ والی خراسان چلی آتی ہے اور اُس سے خوف زدہ ہو کر لوگ فرار ہوتے ہین راجہ ریچھ مقابلے کے واسطے تیاری کرکے ہریو کو روانہ ہوا دشمن یہان سے دو کوس کے فاصلے پر گج شہر مین بمقام تھالر لڑائی ہوئی دشمن پسپا ہوا اور اُس کا نقصان تیس ہزار آدمی کا ہوا اور ریچھ کے چار ہزار آدمی کام آئے مگر دشمن نے پھر حملہ کیا اور راجہ ریچھ نے پھر اُس کا مقابلہ کیا مگر اس جنگ مین یہ زخمی ہوا اور جس وقت گج اپنی زوجہ بنہاولی دختر جدبھان راجہ پورب کو لیکر یہان پہونچا اُس وقت راجہ ریچھ مرگیا۔ گج باپ کی جگہ مسند نشین ہوا دو لڑائیون مین شاہ خراسان کو شکست ہوچکی تھی مگر اُس کو شاہ روم نے ملک بھیجی کہ کافرون کے ملک مین قرآن و حدیث (اور بقول ٹاڈ طریق امیہ) جاری کرے جب مخالفون کی فوج اس طرح زبردست ہوگئی تو راجہ گج نے اپنی حراست کے لئے زابلستان مین پہونچ کر کوہستان کے درمیان مین قلعہ گجنی جو اب غزنی کہلاتا ہے تعمیر کرایا جس کا وقت اس زمانے سے دو ہزار برس پیشتر قیاسی طور پر بیان کیا جاتا ہے کار تعمیر ختم ہی ہونے والا تھا کہ خبر پہونچی کہ شاہان روم و خراسان قریب آگئے ہین جادو راجہ بھی مقابلے کو بڑھا اور دُولا پر (واد معروف سے) مقام دہ دونون بادشاہ بھی چلے آئے تھے کہ یکایک شاہ خراسان بیمار ہوکر مرگیا۔ لیکن شاہ سکندر رومی تنہا لڑا سخت محاربہ ہوا انجام کار شاہ کی فوج بھاگی پچیس ہزار آدمی کھیت رہے اور وہ تمام ہاتھی گھوڑے بلکہ اپنا تخت چھوڑ کر بھاگ گیا۔ سات ہزار ہندو بھی کام آئے۔ راجہ گج فتح کا نقارہ بجاتا دارالریاستہ کو واپس آیا اور ایام بسنت مین تیسری بیساکھ روز یکشنبہ روہنی نچھتر سمت ۳۰۰۸ دھرم راج یودھشٹر مین گج راجہ نے تخت غزنی پر بیٹھ کر جادونسل کی حکومت کو قائم رکھا اس فتح سے اُس کی طاقت مستقل ہوگئی اُس نے مغربی ممالک کو فتح کیا اور کشمیر کو ایلچی بھیجکر وہان کے راجہ گندرپ کیل کو اپنے پاس بُلایا مگر اُس نے تعمیل نہ کی اور جواب دیا کہ اگر مین لڑنے کے بغیر دوسرے کی اطاعت کرون گا تو لوگ مجھ کو طعنہ دینگے اس پر گج نے کشمیر پر حملہ کیا اور وہان کے راجہ کی دختر سے شادی کی اور اس سے ایک فرزند پیدا ہوا جس کا نام شالباہن رکھا گیا جب یہ لڑکا بارہ برس کے سن کو پہونچا تو خبر آئی کہ خراسانی دوبارہ فوج کشی کرتے ہین راجہ کو دیوی کی زبان سے معلوم ہوا کہ غزنی تیرے ہاتھ سے جانے والی ہے مگر تیری اولاد کو کہ مسلمان ہون گے پھر مل جائے گی اور یہ بھی ہدایت کی کہ اپنے بیٹے شالباہن کو یہان سے نکالدے راجہ نے خوف کھا کر اپنے اہل خاندان کو جمع کرکے بجیلہ درشن جوالا کھی کے مشرق کی طرف بھیجدیا اور اپنے فرزند شالباہن کو ساتھ کیا بعد اس کے دشمن پانچ کوس کے فاصلے پر غزنی سے آپہونچا راجہ نے اپنے چچا سمدیو کو قلعے کی حفاظت کے واسطے چھوڑا اور خود مقابلے کے واسطے گیا لڑائی شروع ہوئی طرفین کے بہت سے

آدمی کام آئے اور شاہ خراسان اور راجہ گج دونون مارے گئے اور پانچ پہر کے عرصے مین ایک لاکھ میر اور تیس ہزار ہندو تہ تیغ ہوئے بادشاہ کے بیٹے نے قلعہ گھیر لیا۔ تیس روز تک سہد یو لڑتا رہا آخر مین اُس نے ساکھ کیا اور نو ہزار بہادرون نے جان دی (لیکن ان روشن خیال مورخون کے سمجھ مین یہ بات نہ آئی کہ راجہ گج کے زمانے مین مذہب اسلام شروع کب ہوا تھا بلکہ بر تقدیر صدق اس حکایت کے یادُون کو اُنکے لئے مقبوضہ ملک سے نکالنے والی تھین قوم ہوگی) شالباہن نے یہ خبر سُنکر پنجاب مین اپنا پاؤن جمایا اور اُس ملک پر قبضہ کرکے ایک مقام پر جہان پانی بافراط تھا شہر آباد کرکے شالباہن پور نام رکھا گردونواح کے بھومیون نے جمع ہوکر اُس کی اطاعت کی۔ بکرماجیت کے سمت سے بہتّر برس گذر چکے تھے جب بھادون کی اشٹمین روز یکشنبہ کو شالباہن پور کی آبادی شروع ہوئی۔ شالباہن نے پنجاب کی کُل سرزمین کو فتح کیا اس کے پندرہ بیٹے تھے سب نے اپنی قوت بازو سے علٰحدہ علٰحدہ راج قائم کئے سب سے بڑا بھائی بلند تھا اُس کے لئے راجہ جے پال تنوروالی دہلی کے یہان سے ناریل آیا قبول کیا گیا۔ بلند دہلی گیا اور اُس کی وہان شادی ہوگئی جب وہ دہلی سے واپس آیا تو اُس کے باپ شالباہن نے دشمن سے غزنی اور باپ کا عوض لینے کا ارادہ کیا اس وجہ سے اُس نے دریاے اٹک کو عبور کرکے جلال آباد پر حملہ کیا اور غزنی فتح کرکے بلند کو وہان چھوڑا اور خود اپنی دار الریاستہ واقع پنجاب کو واپس آیا اور تھوڑے دنون کے بعد ۳۲ سال اور نو ماہ راج کرکے مرگیا۔ بلند باپ کی جگہ مسند نشین ہوا اور اُس کے بھائی پنجاب کے پہاڑی ملکون مین راجہ ہوگئے ترک پھر جمع ہونے اور ملک کو مغلوب کرنے لگے بلند کے سات بیٹے تھے جن کے یہ نام ہین بھاٹی۔ بھوپتی۔ کلر۔ جیج۔ سرمور۔ بھنبیس۔ رجہ مانگریو۔ بلند کے دوسرے بیٹے بھوپتی کا بیٹا چکے تو تھا اُس سے چکیتو قوم پیدا ہوئی۔ بلند نے اپنے پوتے چکیتو کو غزنی مین چھوڑکر خود شالباہن پور مین بود و باش کی اب ملیچھون (مسلمانون) کی طاقت بڑھ گئی اُس نے اُنکو اپنی فوج مین نوکر رکھا بلکہ کُل اُسی گروہ کے لوگ اُس کے سردار ہوگئے اور وہ اپنے سردارون کے سمجھانے سے مسلمان ہوگیا اور بلخ و بخارا کا بادشاہ بن گیا۔ دروازۂ بلخ سے ہندوستان تک اُس کا راج تھا اُس سے چکیتو مغل یعنی چغتا کو حاصل کیا اور یہ بالکل بے سروپا بات ہے صاحبان تاریخ دان کو معلوم ہوگا کہ قوم چغتہ مغل کی ایک شاخ ہے اور اپنے مورث چغتائی خان ابن چنگیز خان کے نام سے مشہور ہوئی ہے اور چنگیز خان جامع التواریخ رشیدی کے مطابق ذیقعدہ ۵۴۹ھ ہجری مین پیدا ہوا تھا اور ۷۵ سال قمری اور ۷۲ سال ترکی عمر پائی تفاوت کی وجہ یہ ہے کہ سال ہاے ترکی شمسی حساب سے لئے جاتے ہین اور ہر تیس سال مین تقریباً ایک سال قمری کم آتا ہے میلادی حساب سے چنگیز خان ۱۱۵۴ء مین پیدا ہوا اور ۱۲۲۷ء مین وفات پائی چغتائی خان اس کا دوسرا بیٹا اگر بڑی بیوی سے تھا اسی طرح مغل بھی قوم ترک کی ایک شاخ ہین اور مغول خان ابن النجہ خان اپنے مورث کے اسم سے تسمیہ مغل کا ہوا ہے اور ترک کی قوم یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد ہے حیات افغانی مین لکھا ہے کہ غزنی کو زمانۂ قدیم مین زابل کہتے تھے اور غزنی قدیم کو سلطان محمود نے ہندوستان کو فتح کرکے آباد کیا تھا اور چکے تو کے زمانے تک اسلام اور مسلمانون کا نام بھی نہ تھا بلند کے تیسرے بیٹے کلر کے آٹھ بیٹے ہوئے جن سب کی اولاد کلر کہلاتی ہے اِن مین سے زیادہ تر مسلمان ہوگئے ہین

اُنکی مختلف اقوام ندی سے مغرب کو پہاڑی ملک مین رہتی ہین بلند کے جو تھے بیٹے جیج کے سات لڑکے ہوئے اور سب کی اولاد جنجی کہلاتی ہے جب لفظ جیج کو جوہیہ کے ساتھ جو ایک قوم کا نام ہے شامل کیا جائے تو لفظ جیجوہیہ سے وہ قوم جس کا ذکر بابر نے کیا ہے پیدا ہوتی ہے اور اسی طرح بلند کے دیگر اخلاف کی اولاد علٰحدہ علٰحدہ اقوام کے نامون سے مشہور ہوئی ۔

بھاٹی بجاے اپنے باپ بلند کے مسند نشین ہوا اُس کے دو بیٹے تھے منگل راؤ اور مسور راؤ بھاٹی کے ساتھ خاندان کا نام بدل گیا اُس وقت سے قوم کا نام بھاٹی ہوگیا ۔ اس بھاٹی نے کئی بار فتح غزنی کے لئے زور لگا کر ناکامی کے بعد پنجاب ہی مین دن گذارے وہان سے بھی نکالے گئے تو ستلج اور گگھاندیون کو عبور کرکے ہندوستان مین آئے وہان سے لانگھاؤن کو جن مین جوہیہ اور مُوہے لاڑ غیرہ داخل تھے خارج کرکے اپنی حکومت قائم کی اور سنہ ۱۲۱۲ مین تنوٹ اور دہراول اور جیسلمیر آباد کئے اب کرشن کی اولاد کے بھاٹیون کا جیسلمیر دارالحکومت ہے ۔

اُن کتابون کے نام جن سے تاریخ راجپوتانہ کی تالیف مین مدد لی گئی ہے

فارسی کتب

نمبر شمار	نام کتاب	بنانے والے کا نام	نمبر شمار	نام کتاب	بنانے والے کا نام
۱	بادشاہ نامہ	عبدالحمید لاہوری -	۲۳	آئین اکبری	ابوالفضل
۲	طبقات اکبری	ملا نظام الدین -	۲۴	امیر نامہ	بساول لال شادان
۳	عالمگیر نامہ موسوم بہ مآثر عالمگیری	مرزا محمد ساقی مستعد خان -	۲۵	مرآت سکندری	مرزا سکندر بن مرزا محمد عرف سمجھو
			۲۶	شاہجہان نامہ	محمد امین بن ابوالحسن قزوینی
۴	مرآت احمدی	مرزا محمد علیخان احمد شاہی -	۲۷	منشآت چندربھان	چندربھان -
۵	مرآت جہان نما	شیخ محمد بقا -	۲۸	تذکرۃ الواقعات ہمایونی	جوہر آفتابچی
۶	منتخب التواریخ	ملا عبدالقادر بدایونی -			
۷	ملخص التواریخ	سید فرزند علی -	۲۹	جام جہان نما	مولوی قدرت اللہ شوق ساکن بوندی ضلع بیلی بھیت -
۸	نگارستان	مولوی مجدد ابن محمد احمد -			
۹	مرآت آفتاب نما	نواب امین الدولہ شاہ نواز خان	۳۰	منتخب الباب	محمد ہاشم المخاطب بہ خافی خان نظام الملکی
۱۰	ترجمہ بابر نامہ موسوم بہ تزک بابری	مترجمہ خان خانان بیرم خان	۳۱	منتخب التواریخ	ملا مسیح ولیم سبل -
۱۱	ظفر نامہ عالمگیری	عاقل خان رازی -	۳۲	ہفت گلشن محمد شاہی	مولوی محمد ہادی -
۱۲	تاریخ فرخ سیر موسوم بہ اقبال نامہ		۳۳	تاریخ محمد شاہی	مرزا محمد مخاطب انشمند خانی المعروف بہ نعمت خان عالی -
۱۳	تاریخ جیپور	منقول از لالہ رونق رائے -			
۱۴	تاریخ فرشتہ	مرزا محمد قاسم معروف بہ فرشتہ -	۳۴	شاہنامہ	نعمت خان عالی
۱۵	عمل صالح معروف بہ شاہجہان نامہ	سید آل محمد صالح -	۳۵	خلاصۃ التواریخ	منشی سجان رائے بھنڈاری بٹالوی
			۳۶	مرآت العالم	بختاور خان صاحب دار العمد عالمگیری
۱۶	تزک جہانگیری	جہانگیر بادشاہ	۳۷	حبیب السیر	مرزا غیاث الدین -
۱۷	سیر المتاخرین	میر غلام حسین	۳۸	روضۃ الصفا	محمد بن خاوند شاہ بلخی -
۱۸	تاریخ مظفری	محمد علیخان انصاری	۳۹	حسین شاہی معروف بہ دورانی نامہ	سید امام الدین حسینی -
۱۹	مآثر جہانگیری	کامگار حسین غیرت خان -			
۲۰	مآثر الامرا	میر عبدالرزاق المخاطب بہ نواب صمصام الدولہ شاہ نواز خان خوافی اورنگ آبادی	۴۰	تاریخ عارف قندہاری	حاجی محمد عارف قندہاری
			۴۱	طبقات ناصری	مولانا منہاج -
۲۱	اقبال نامہ جہانگیری	معتمد خان -	۴۲	تاریخ حقی	مولانا شاہ عبدالحق دہلوی
۲۲	اکبر نامہ	ابوالفضل	۴۳	تاریخ فیروز شاہی	شمس سراج عفیف -

نمبر شمار	نام کتاب	بنانے والے کا نام
۴۴	خزائن الفتوح	امیر خسرو دہلوی
۴۵	چچ نامہ	علی بن محمد
۴۶	دستور اہل امور ٹوڈرمل	
۴۷	اخبار الاخیار	شاہ عبدالحق محدث دہلوی
۴۸	اقتباس الانوار	شاہ محمد اکرم ابن محمد علی البرا سوی
۴۹	مرآت الاسرار	مولوی عبدالرحمن چشتی بن عبدالرسول عباسی علوی
		فتوح البلدان (عربی) ابوالعباس احمد بن یحیی بن جابر البلاذری

نمبر شمار	نام کتاب	بنانے والے کا نام
۵۰	تاریخ فیروز شاہی	شیخ ضیاء الدین برنی مرید حضرت شیخ نظام الدین اولیاء
۵۱	تاریخ چغتائی	سید محمد شفیع تخلص بہ دولہ محمد شریف ہمدانی
۵۲	جامع التواریخ	خواجہ شمس الدین بن فضل اللہ الوزیر مقتول ۷۱۸ھ ہجری
۵۳	اقبال نامہ جہانگیری	مزا محمد شریف۔
۵۴	مجمع الملوک	محمد رضا بن ابوالقاسم طباطبا۔
۵۵	راحت افزا	محمد علی بن محمد صادق الحسینی۔

اردو اور ہندی کی کتب

۱	جلدہائے تواریخ ہندوستان	مولوی ذکاء اللہ صاحب	۲۱	نائہ مظفری
۲	ترجمہ تاریخ ہندوستان	آنریبل الفنسٹن صاحب	۲۱	آثار اکبری
۳	دربار اکبری	مولوی محمد حسین آزاد	۲۳	راج ترنگنی
۴	سفرنامہ ڈاکٹر برنیر	ترجمہ خلیفہ محمد حسین	۲۴	منیمہ اودھ اخبار نمبر ۱۲ - ۱۹ مارچ ۱۸۶۴ء
۵	ترجمہ تاریخ راجستان	کرنل جیمس ٹاڈ		
۶	تذکرہ عالم	بلاقی داس۔	۲۳	تاریخ ہندی
۷	تحفہ راجستان	مولوی عبیداللہ فرحتی۔	۲۴	بیر نمود ہندی
۸	وقائع راجوتانہ	جوالا سہائے۔		
۹	تاریخ پالن پور	سید گلاب میاں۔	۲۵	راس مالا ہندی
۱۰	امرائے ہنود	منشی محمد سعید احمد مارہروی	۲۵	سیاحت ہند
۱۱	مخزن التواریخ	منشی فرالدین خان اکبر آبادی	۲۸	اورنگ زیب عالمگیری پر ایک نظر
۱۲	تمدن ہند	سر سید علی بلگرامی از کتاب فرنچ ڈاکٹر گستاؤلی بان فرانسیسی محقق۔	۲۹	رہنمائے دہلی
۱۳	تاریخ البرہ و تجارا	مولوی محمد مخدوم۔	۳۰	تاریخ فرد و نظام
۱۴	حیات افغانی	محمد حیات خان	۳۱	تاریخ سندھ
۱۵	سلسلۃ الملوک	سید احمد خان۔	۳۲	آب حیات
۱۶	حیات لودی	عبدالحکیم خان	۳۳	تاریخ تراب
۱۷	سیر متشم		۳۴	تاریخ عالم
۱۸	تاریخ مالوہ	سید کریم علی	۳۵	رشید الدین خانی
۱۹	احسن السیر	محمد اکبر جہان شکفتہ ایضاً	۳۶	لباتین السلاطین
۲۰	تحفہ معینہ			

مرزا ابراہیم زبیری

التماس

بعد اسکے کہ ہم نے ایک انجمن کی صورت میں جملہ علوم و فنون کی کتب کا بہت
بڑا ذخیرہ تیار کر لیا ہے تاکہ اسے فروخت کیلئے موجود رہے ہم ایک ایسی انجمن
کی موجودگی سے بہت خوش ہوتے اور اسکا خیر مقدم کرتے ہیں جو اس ذخیرہ
کو بڑھانے میں ہماری مدد کرے اور جو بھی ہمیں اپنی کتابیں بھیجے گا ہم آپ کو
جب اور جن کتابوں کی ضرورت ہو طلب فرمائیں ہم کتابیں بھیجیں گے
بھیجی ہوئی کتابوں کا حساب ہم اپنے خط و کتابت میں ظاہر کریں گے

نوٹ: اس کتاب کا عوض بطور بیع ہم سے کچھ نہیں لیا گیا ہے کوئی صاحب
قصد فرمائیں تو ہم بصد شکریہ اس کو قبول کرینگے

التماس

بحمد اللہ کہ ہمدم بک ایجنسی لکھنؤ مین جملہ علوم وفنون کی کتب کا بہت بڑا ذخیرہ تاجرانہ و متفرق فروخت کیلئے موجود رہتا ہے ہمدم بک ایجنسی کی موجودہ کتب کی فہرست وقتاً فوقتاً روزنامہ ہمدم مین شایع ہوتی رہتی ہے فرمائشین بکفایت تمام اور جلد بذریعہ وی۔ پی۔ روانہ ہوتی ہین آپ کو جب اور جن کتابون کی ضرورت ہو طلب فرمائین۔ اگر کوئی کتاب چھپوانا ہو تو اُسکا معاملہ بذریعہ خط وکتابت طے فرمائین

نوٹ۔ اس کتاب کا حق تالیف بحق ہمدم بک ایجنسی محفوظ ہے۔ کوئی صاحب قصداً طبع نفرمائین۔ بلکہ جسقدر جلدین مطلوب ہون ایجنسی مذکورسے طلب فرمائین

مینیجر ہمدم بک ایجنسی لکھنؤ